نہایت زرخیز ہی مگر اُسپر جیسے کہ چاہیئے کاشت نہیں کیجاتی وہ
ضلعے جنمیں گنگا بہتی ہی باوجود اِس بات کے کہ جن ندیوں سے وہ
سیراب ہوتے ہیں اُن ندیوں کا منبع پہاڑی ضلعوں میں ہی اور اُنکے
میانی ضلعوں کی زمین بڑی [illegible] ہی ہی ازبس وسیع اور نہایت
خیز اور بار آور ہیں یہی خطہ اُن لوگوں کی بودوباش کا مقام تھا جو
وستان کی تاریخ میں اول درجہ رکھتے ہیں اور ہندوستان کے اور حصوں
باشندوں سے اِسی حصہ کے لوگ تربیت میں اب بھی سبقت رکھتے ہیں*
لی پربت نامی ایک سلسلہ پہاڑ کا جو بندھیا چل کے مغربی سرےسے
ریعہ اپنی چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے گجرات کی حد پر ملتا ہی اور
میر سے آگے تک دہلی طرف کو پھیلا ہوا ہی مغربی ریگستان اور وسط
ہ کے بیچ میں حد فاصل ہی اور اِسی مغربی ریگستان کو ایک نشیب
زمین کہنا زیادہ مناسب ہی کیونکہ سمندر سے جنوب و مشرق کیطرف
جود عموماً زرخیز [illegible] ہی اور بجز اِس ملک کے باقی تمام خطہ جو
بلی پربت اور دریا سندھ کے بیچ میں ستلج سے جو اُسکی شمالی حد ہی
ندر تک جو جنوبی حد ہی ریگستان ہی مگر کہیں کہیں کچھ کچھ
بے قطعے اچھی زمین کے بھی ہیں جنمیں سب سے بڑا ٹکڑا
جیسلمیر کا ملک ہی اور ایک چھوٹا سا ملک اِسی ریگستان اور
درمیان [illegible] ہی جو ملک سندھ اور گجرات کے لئیے ایک [illegible]
مگدر ہی *

دکہن ہند اِن چاروں قدرتی تقسیم کے حصوں میں
در زمین اُسکی بلند اور ناہموار ہی جسکی بلندی
کے سطح سے ۱۵۰۰ فیٹ اور کہیں جگہہ سے
مغرب میں اربلی پربت اور جنوب میں
ندیہیں کی پہاڑیوں کا سلسلہ ہی شمال
[illegible] ڈھلوان ہوکر اُن ضلعوں کی زمین

* زرخیز ہی ایکن کی ہی قسموں مختلف ہرچند زمین کی حصہ اِس ہی۔

دکھن کی تقسیم

بندھیاچل شمالی ہندوستان کی جنوبی حد ہی لیکن اُسکے سامنے
دریاے نربدا کے نشیب کے بعد ایک سلسلہ پہاڑ کا جسکو انجادری یا
ست پڑی کہتے ہیں واقع ہی دریاے تپتی کے میدان کی قدرتی قسمت
ہیں ایسی پہاڑ پر سے گذرکر پہنچتی ہیں یہی ایک چھوٹا حصہ نشیب
میں ہی باقی تما دکھن کی زمین بلند او مثلث کی صورت پر ہی
بلندی اُسکی وسط ہند کی برابر ہی اور سب طرف سے پہاڑوں سے گھرا
ہوا ہی نہایت بڑے لمبے دو سلسلے پہاڑوں کے جنوب کیطرف کو جاتے
ہیں جزیرہ نما کی صورت بناتے ہیں اور سمندر اور اِن دونوں سلسلوں
کے بیچ میں پٹکے کی طرح ایک تنگ ضلع کنارہ واقع ہی اِن دونوں
سلسلوں کو گھاٹی کہتے ہیں مغربی گھاٹی نہایت بڑی اور بلند ہی اور
اُسکے دامن میں سمندر کیطرف کو جو خطہ زمین کی وہ نہایت تنگ اور
سخ ناہموار ہی بلند زمین دکھن کی ہمواری اوبار [illegible] حد سے
مختلف ہی اِس ملک کے دو حصے ہیں جنوبی [illegible] اور
حد فاصل دریاے نربدا ہی اپنے مخرج سے لیکر جو [illegible] میں
[illegible]ال و مغرب میں ہی اُس مقام تک جہاں وہ دریا گوداوری
اور وہاں سے لیکر اُس مقام تک جہاں گوداور[illegible] سمیت
ہی اِن دریاؤں کے شمال و مشرق میں ایک [illegible] وسیع
کہیں کہیں کچھہ کچھہ آبادی ہی اور [illegible] جگہہ
[illegible]مین پر کاشت بہی ہوتی ہی اور اِس [illegible] کے
ملدع ہی اُسمیں اگرچہ مختلف قسم [illegible]
اور زیرکاشت اور دلکش [illegible]
کو نہ ہندوستان شمالی میں [illegible]
تے ہیں یہہ دونوں ملک باہم [illegible]

مختلف ہیں مگر ہندوستان شمالی کے اُس حصہ سے ملتی جلتی ہوں. جو اُنکے قریب ہی *

اگرچہ مناسب طور سے اُس تمام ملک کو جو بندھیاچل کے جنوب میں واقع ہی دکھن سمجھنا چاھیئے مگر زمانہ حال کے رواج کے بموجب صرف اُسیقدر حصہ جو بندھیاچل سے دریاے کشنا تک ہی دکھن سمجھا جاتا ہی *

ہندوستان کی سطح اور آبادی کا بیان

† ہندوستان کے سطح بپمایش تخمیناً بارہ لاکھ ستاسی ہزار چار سو تراسی مربع میل ہی اور زمانہ حال میں تخمیناً چودہ کروڑ

† ان تخمینوں کو بالکل صحیح نہیں کہہ سکتے ہملٹن صاحب نے اپنی کتاب بیان ہندوستان کی جلد اول صفحہ ۳۷ میں سطح بپمایش کے ۱۲۸۰۰۰۰ مربع میل قایم کیئے ہیں اور آبادی تخمیناً ۱۳۴۰۰۰۰۰۰. لکھی ہی

مگر ضابطہ کی رپورٹ کے بموجب جو امورات ہندوستان کے باب میں پارلیمنٹ کے ھوس آف کامنز میں پیش ہوئی اگر اُس رپورٹ کے خالی مقاموں کو بھر دیا جاوے تو کل سطح ۱۲۸۷۴۸۳ میل مربع ہوجاوے اور آبادی ۱۴۰۷۲۲۷۰۰ ہوتی ہی جسکی تفصیل یہہ ہی

	میل مربع		آبادی
بنگالہ کے نیچے کے ضلع	۱۲۲۸۰۲		۳۷۵۰۰۰۰۰
بنگالہ کے اوپر کے ضلع	۹۷۵۱۰		۳۲۲۰۰۰۰۰
بہار کے ضلعے جو اب بنگالہ میں شامل ہیں	۸۵۷۰۰	(۱)	۳۲۰۰۰۰۰
میزان کل بنگالہ کی	۳۰۶۰۱۲		۷۲۹۰۰۰۰۰
مندراس	۱۴۱۹۲۳		۱۳۵۰۰۰۰۰
بمبئی	۶۴۹۳۸	(۲)	۶۸۰۰۰۰۰
میزان کل ممالک مقبوضہ سرکار انگریزی	۵۱۲۸۷۳		۹۳۲۰۰۰۰۰
ہندوستانی ریاستیں جو سرکار انگریزی کے رفیق ہیں	۶۱۴۶۱۰	(۳)	۴۳۰۲۲۷۰۰
رنجیت سنگھ کی عملداری پنجاب (۴)	۶۰۰۰۰		۳۵۰۰۰۰۰
سندھ	۱۰۰۰۰۰		۱۰۰۰۰۰۰
میزان کل ہندوستان کی	۱۲۸۷۴۸۳		۱۴۰۷۲۲۷۰۰

آدمیوں کي آبادي هی هندوؤں کے زمانه کي ابتدا میں غالباً اس سے بہت کم تھي اور اُس زمانه کے اخر میں اس سے بہت زیادہ تھي *

سرکار انگریزي کی ممالک مقبوضة کي سطح پیمایش سے اور هندوستاني ریاستوں کي زمین کي سطح کچھه از روے پیمایش اور کچھه تخمیناً لکھي هی اور انگریزي ممالک کي آبادي کي تعداد رپورٹ میں سے جو از روے حساب سرکاري دفتروں کے هی بجز چند مفصلة ذیل مقاموں کے لي هی جنکا میں نے خود تخمینة کیا هی

(۱) برار کے اضلاع جو بنگال میں داخل هیں اُنکي سطح ۸۶۰۰۰ مربعة میل هی انمیں سے ۳۰۰۰۰ دریاے نربدا کے قریب کے خوب آباد هیں جنمیں میںنے بحساب في میل مربع ۷۰ آدمیوں کي آبادي تخمینه کي هی اور باقي ۵۶۰۰۰ میں اِسقدر جنگل اور بیابان هیں که اُنمیں میںنے بحساب في میل مربع ۲۵ آدمیوں کي آبادي فرض کي هی

(۲) بمبئي کے ایک ضلع یعني شمالي کانکن کي سطح پیمایش سے لکھي هی مگر اُسکي آبادي کا حساب نہیں کیا گیا بلکه اُسکے قریب کے ضلع یعني جنوبي کانکن کي آبادي پر قیاس کرلیا هی جو بحساب في مربع میل سو آدمیوں کي آبادي هوتي هی غالباً یہه اندازه بہت زیادہ هی مگر کل تعداد آبادي کي اِسقدر تھوڑي هی که اسمیں اگرچہ غلطي بھي هوگي تو وه نہایت خفیف هوگي

(۳) هندوستاني ریاستوں کي آبادي کا تخمینه اُس رپورٹ میں نہیں هی جنکے بعضے حصے ایسے آباد هیں که اُنمیں في میل مربع ۲۰۰ سے لیکر ۳۰۰ آدمیوں تک بستے هیں اور بعضے حصے ایسے هیں که بالکل ویران سمجھے جاتے هیں بعد غور و تامل کے میںنے عموماً في میل مربع ۷۰ آدمیوں کي آبادي اُن ریاستوں میں قائم کي هی جس سے ۴۳۰۲۲۷۰۰ کل تعداد آبادي کي هوئي

(۴) سنده کي سطح اور آبادي اور پنجاب کي صرف آبادي برنس صاحب کي سیاحي کي کتاب کي دوسري جلد کے صفحه ۲۸۶ اور تیسرے جلد کے صفحه ۲۲۷ سے لي گئي هی اور پنجاب کي سطح بالکل قیاسي هی صرف اِس وجهه سے میںنے اُسکو لکھا هی که نقشه کا ناقص رکھنا نامناسب تھا

سنه ۱۸۲۹ ع کي جنتري میں جو باکي تائیر صاحب اور بالبي صاحب نے چھاپي هی یورپ کي وسعت ۲۷۹۳۰۵۰ مربعة میل اور آبادي ۲۲۷۷۰۰۰۰۰ هی اب انمیں سے اگر روس اور سویڈن اور ناروے کي وسعت کے ۱۷۵۸۷۰۰ مربع میل منہا کریں اور پھر یورپ کا میجر رینل صاحب کے راے کي بموجب هندوستان سے مقابلة کریں تو همکو معلوم هوتا هی که باقي یورپ میں ۱۰۳۵۳۰۰ مربع میل رهتے هیں اور هندوستان میں ۱۲۲۳۶۰۴ مربع میل هیں اس حساب سے هندوستان یورپ سے

هندوستان کي آبادي غیر مساوي طور سے پھیلي هوئي هی چنانچه بنگاله* کے ایک خاص بڑے ضلع بردوان میں بحساب في میل مربع ‡ چهه سو آدمیوں کي آبادي اور بعضے ویران ضلعوں میں اگر بحساب في میل مربع کے دس آدمي بهي حساب میں لگاویں تو مبالغه هوتا هی*

اگرچه هندوستان اسباب میں بهت مشهور هی که اُسمیں بڑے بڑے قصبے اور شهر هیں مگر اُنمیں سے کوئي خوب آباد نهیں هی اُنکے تنزل کي حالت کي آبادي جو اسوقت میں هی یورپ کے دوم درجه کے شهروں سے زیاده نهیں چنانچه خاص کلکته میں بغیر اُس آبادي کے جو اُسکے اُس پاس هی صرف ۲۶۵۰۰۰ لوگوں کي آبادي اور کوئي دو یا تین اور بڑے شهر ایسے هونگے جنکي آبادي ۲۰۰۰۰۰ سے زیاده هو § *

هندوستان کي آب و هوا اور موسموں کا بیان

اس بات پر خود عقل گواهي دیتي هی که ایسے بڑے خطه زمین میں جسکي وسعت آٹهویں درجه کے خط عرض شمالي سے پینتیسویں خط عرض تک اور بلندي ایسي مختلف جیسے که سمندر کي سطح سے لیکر همالیه کي چوٹي تک هی غایت درجه کي گرمي اور سردي هو لیکن

قریب ایک ثلث کے بڑا هی لیکن جبکه یورپ میں سے اُسکے شمالي ویرانوں کو علیحده کرلیا جاوے تو یورپ هندوستان سے باعتبار آبادي کے سبقت رکهتا هی کیونکه روس اور سوئیڈن اور ناروے کے چهه کرور پانچ لاکهه اٹهاره هزار آدمي منها کرنے کے بعد یورپ میں سوله کرور اِکهتر لاکهه بیاسي هزار آدمي باقي رهتے هیں اور هندوستان کي آبادي صرف چوده کرور هی

‡ بیڈ صاحب نے تحقیقات ایشیا کے بارهویں جلد کے صفحه ۵۳۹ کو ملاحظه کرو

§ کلکته کي نسبت پارلیمنت کے هوس آف کامنز کے رپورٹ مورخه ۱۱ اکتوبر سنه ۱۸۳۱ ع کو دیکهو اور بنارس کي نسبت تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۷ صفحه ۴۷۴ اور ۴۷۹ کو ملاحظه کرنا چاهیئے جنمیں یهه بیان هی که بنارس اور اُسکے آس پاس کي آبادي پوري دو لاکهه هی اور کسي بڑے تیرتهه کے هنگامه میں ایک لاکهه آدمي اُسمیں اور سما سکتے هیں

ملک کے اُس ہموار حصہ کی آب و ہوا میں جو ہمالیہ پہاڑ کے بڑے سلسلہ کے قریب ہی اور حصوں کے آب و ہوا کی بہ نسبت بہت کم اختلاف ہی ہندوستان اور انگلستان کی آب و ہوا میں گرمی سے تمیز ہوتی ہی چنانچہ اس ملک کا ایک بڑا حصہ گرم آفتاب † سے تین مہینے تک خوب تپتا رہتا ہی ہوا بھی گرم ہوجاتی ہی اور زمین خشک ہوکر بھوری پڑجاتی ہی بگولے اُٹھتے ہیں شدت سے خاک اڑتی ہی ندیاں خشکی ہو جاتی ہیں چھوتی دریاؤں کی دھاریں بھی بند ہوجاتی ہیں اور بڑے دریا اسقدر خشک ہوجاتے ہیں کہ اُنکی دھار سمٹ کر بھنڈار کے بیچا بیچ میں آجاتی ہی باقی ایدھر اودھر ریتا رہ جاتا ہی *

موسم سرما میں سورج کے نکلنے سے پہلے کبھی کبھی اُن ملکوں میں جو بالکل شمال میں واقع یا سمندر کے سطح سے بہت بلند ہیں ایک دو گھنٹہ کچھ کچھ پالا پڑتا ہی اور جنوبی پست مقاموں میں معتدل گرمی بمنزلہ پوری سردی کے ہوتی ہی اور تمام ہندوستان کی سردی اگر بحساب اوسط دیکھی جاوے تو انگریزی تھرمامیٹر یعنی مقیاس الموسم کے اعتدال کے درجہ سے بہت زیادہ نہیں ہوتی اور جاڑوں کے دنوں میں جو نہایت گرم دن ہوتا ہی وہ انگلستان کی گرمیوں کے نہایت گرم دن سے زیادہ گرم ہوتا ہی اور جسقدر سردی کہ تھرمامیٹر یعنے مقیاس الموسم سے دریافت ہوسکتے ہی طبیعت کو اُس سے بہت ہی زیادہ معلوم ہوتی ہی جن مہینوں میں نہ بہت گرمی ہوتی ہی نہ بہت سردی یعنے بہار کے موسم میں اسقدر حرارت ہوتی ہی کہ انگلی میں عین گرمی کے موسم میں اتنی نہیں ہوتی *

ہندوستان کی آب ہوا کی دوسری خاص صفت اوقات معین پر بارش کا ہونا ہی جنوب و مغرب سے آنیوالی ہوا جو جون سے اکتوبر تک چلتی

---

† گرمی کے عین شباب میں بعضے دن کسی وقت میں مقیاس الموسم کا پارہ سو درجہ پر چڑھ جاتا ہی بلکہ ایک سو بیس درجہ تک بھی پہونچ جاتا ہی *

هی بحر هند سے مینهه لاتي هی سمندر کے قریب خاص کر پست ملکوں میں بھرطیکه پہاڑوں کے آڑ میں نہوں بارش شدت سے هوتي هی مثلاً کاروَمنڈل کا کنارہ گھاٹوں اور بلند زمین کے سبب سے جنوب و مغرب کي برساتي هوا سے محفوظ رهتا هی اور جبکه اکتوبر اور نوامبر میں هوا شمال و مشرق سے خلیج بنگال پر هوتي هوئی آتي هی تب اُس ملک میں مینه برستا هی جس شدت سے بارش هوتي هی وہ یورپ والوں کے خیال میں نہیں آسکتي باوجود اِسبات کے کہ هندوستان میں صرف چار مہینے بارش هوتي هی اور اُنمیں بھي هر ایک مہینے کے بہت سے دن اور دن کے بہت سے گھنٹے خالي جاتے هیں یورپ کے بارہ مہینے کي بارش کي نسبت دوچند سے زیادہ هوتي هی اِن اختلافوں کے سبب سے سال تین موسموں میں تقسیم هوتا هی گرمي برسات اور جاڑے یا معتدل موسم کہو یہ موسم گرمي اور برسات کي نسبت زیادہ طول طویل هوتا هی *

پیداوار کا بیان

هندوستان کي زرخیز زمین اور عمدہ پیداوار مدت سے

اظهر من الشمس هی

درخت

هندوستان کے جنگلوں میں بڑے بڑے شہتیروں کے قابل بہت سے درخت هوتے هیں جنمیں سے تیک یعني ساگون کي لکڑي جہاز وغیرہ بنانے کے کاموں میں کم سے کم بلوط کي برابري کرتي هی اور سال ایک نہایت کارآمدني شہتیر کا بلند درخت هوتا هی اور صندل اور آبنوس اور بہت سي کمیاب اور خوبصورت لکڑیاں مختلف مقداروں میں کثرت سے هوتي هیں گولر سیمل شیشم آم املي اور اور خوشنما کارآمدني درخت ایسي زمین پر اکثر هوتے هیں جسمیں کھیتي هوتي هی ببول کا درخت جسکے زرد پھول هوتے هیں اور اُنمیں میٹھي میٹھي خوشبو آتي هی اور دونوں قسم کے کیکر

اور اور درخت جنگلوں اور میدانوں میں بہت سے ہوتے ہیں اور شہتوت کے
درخت کثرت سے لگائے جاتے ہیں جنکے ذریعہ سے بہت ریشم پیدا ہوتا ہی
ناریل کے درخت اور کھجور اور تاڑ وغیرہ جابجا ہوتے ہیں ناریل کے درخت
میں جو ناریل لگتے ہیں اُنکے اوپر ایک سخت کھپرہ ہوتا ہی جسکے اوپر
جھونسڑے ہوتے ہیں اِس کھپرے کے پیالی وغیرہ برتن بنتے ہیں اور
جھونسڑوں کی رسیاں اور جہازوں کے لنگر وغیرہ بہت عمدہ بنے جاتے ہیں
اُس کھپرہ کے اندر ایک گری نکلتی ہی جسکے اندر پکنے سے پہلے دودھ
نکلتا ہی اِس گری کو کھاتے ہیں اور اُسکا تیل بھی کثرت سے نکالا جاتا ہی
ناریل کی لکڑی بڑھئی کے کام میں آنے کے قابل تو نہیں ہوتی مگر پانی
پہنچانے کے نلوں کے لیئے اور ہلکے اور چوڑے پلوں پر پاٹنے کے واسطے اور
اور ہر ایک ایسے کام میں جسمیں مضبوطی اور موٹائی کی نسبت لنبائی
زیادہ درکار ہوتی ہی بہت مناسب ہوتی ہی بانس ہلکا اور کھکل اور
مضبوط ہونے کی وجہہ سے اکثر کاموں میں لگتا ہی اور جب وہ ثابت
ہوتا ہی تو مختلف قد و قامت کا ہونیکے سبب سے سپاہی اُسکی برچھے اور
برچھیاں اور اپنی راوٹی کی چوبیں بناتے ہیں اور فوجوں کے نشان بھی
اُسیکے بنتے ہیں اور گنوار اپنی لاٹھیاں بناتے ہیں اور جھونپڑے چھاتے ہیں
هندوستان میں مکانوں کی تعمیر میں لکڑی کے پیچوں سے پاڑ بنانے کی بجاے
بانسوں کی پاڑ رسیوں سے باندھتے ہیں اور بانسوں کو چیر کر اُسکی لنبی
لچکدار ریشہ کی ٹوکریاں پٹارے بوریا وغیرہ بناتے ہیں اور اُسکی پوریاں کاٹکر
نال بناتے ہیں جسکو تیل شراب دودہ وغیرہ رکھنے کے کام میں لاتے ہیں •
تاڑ کی لکڑی بھی ویسے ہی کاموں میں آتی ہی جنمیں ناریل کی
لکڑی کام آتی ہی اور اُسکے پتوں سے چھپر چھاتے ہیں اور جھونپڑوں میں
اُنکی ٹٹیاں بھی لگاتے ہیں اور اُسکا عرق جسکو تاڑی کہتے ہیں نشہ کرتا ہے
اور درخت کو کوچ کر اُسے نکالتے ہیں اور شراب کیطرح پیتے ہیں اِسطرح کا
عرق کھجور میں سے بھی نکلتا ہی اور مہوے کا درخت تمام جنگلوں میں
کثرت سے قد و قامت میں بلوط کے درخت کی مانند ہوتا ہی اُسمیں گودیدار

پھول آتا هی جسکي شراب بہت کھینچي جاتي هی اور پہاڑي قوموں میں ایک عمدہ کھانا سمجھا جاتا هی تاڑ کي هي قسم کا ایک اور درخت چھالیا کا هوتا هی اُسمیں جو پھل آتا هی اُسکو چھالیا کہتے هیں اور اُسکو ایک خوشبودار سبز پتے کے ساتھ جسکا نام پان هی کتھه وغیرہ ملا کر تمام اهل هند چابتے هیں اور ساگودانہ ایک اور قسم کے تاڑ میں سے پیدا هوتا هی همالیہ پہاڑ کے سلسلہ میں بالکل مختلف درخت هوتے هیں چنانچہ صنوبر اور بلوط اور یورپ اور ایشیا کے جنگل کے درخت اور سدا گلاب اور خوشنما پودے کوسوں تک هوتے هیں*

مصالحوں وغیرہ کا بیان

سیاہ مرچ اور چھوٹي بڑي الایچي هندوستان کے مغربي کنارہ پر اور دارچیني جزیرہ لنکہ میں کثرت سے پیدا هوتي هی اور لال مرچ اور ادرک اور زیرہ دھنیا اور هلدي اور اور بہت مصالحے هر جگھہ کھیتوں میں پیدا هوتے هیں بہت سے مشہور خوشبوؤں کے لیئے اهل یورپ هندوستان کے مرهون منت هیں اور اکثر پہاڑوں پر خوشبودار سبزہ کوسوں تک لہلہاتا هی اگلے وقتوں کے لوگ جو بالچھڑ کا تیل بناتے تھے اُسکو اِسي گھانس کا تیل سمجھتے هیں اور بہت سے درختوں میں سے مثل کافور اور بنسلوچن اور ایلوا اور تیج وغیرہ دوائیاں پیدا هوتي هیں اور بعضے درختوں سے رال برزہ وغیرہ اور قسم قسم کے گوند اور طرح طرحکے روغن حاصل هوتے هیں اور رنگ برنگے خوشبودار پھولوں کے بیل بوٹوں سے جنگل کے جنگل هرے بھرے رهتے هیں اور سیوتي اور اور بہت سے خوبصورت خودرو بیل بوٹوں سے صحرا کے صحرا معمور هیں اور جھیلوں اور تالابوں کے پاني کے سطح پر کنول اور نیلوفر کے پھول تیرتے هیں اور اور بہت سے عمدہ مفرح خوشبودار پھول هوتے هیں جنکي خوشبو اگرچہ في نفسہ نہایت نفیس هوتي هی مگر اسقدر تیز اور قوي هوتي هی کہ اهل یورپ کا دماغ اُسکي برداشت نہیں کرسکتا*

کاشتکاري کي پيداوار کا بيان

روئي تماکو اور خشخاش کے درختوں سے ميدان کے ميدان سرسبز هوتے هيں بلکه گلاب کے بهي بعضے مقاموں ميں عطر اور عرق کهينچنے کے ليئے کهيت کے کهيت بوئے جاتے هيں نيشکر اگرچه اس سے بهت زياده پيدا هوتا هي مگر اُسکے ليئے نهايت عمده زرخيز مرطوب زمين درکار هوتي هي اس سببسے هر جگهه نهيں هوتا اور زمين کے بڑے بڑے قطعوں ميں نيل بويا جاتا هي اور اکثر شوخ رنگ بهي کهيتوں هي کے پيداوار هوتي هيں اور السي رائي اور تل اور ارنڈ وغيره سے کهانے اور اور کاموں ميں لانے کے واسطے بهتسا تيل حاصل هوتا هي *

شمالي هندوستاني کے لوگوں کي مقدم خوراک گيهوں هي اور دکن والے جوار باجره کثرتسے کهاتے هيں اور تمام بنگاله ميں اور بهار کے ايک حصه سے ليکر شرقي غربي گهاٹوں کے دامن ميں سمندر کے کناره کناره سب لوگ عموماً چانول کهاتے هيں اور باقي تمام هندوستان ميں † چانول بطور عياشي کي چيزوں کے کام ميں آتا هي *

دکن کے جنوبي حصے ميں اکثر آدمي ايک سستے بيقدر اناج پر اوقات بسري کرتے هيں جسکو راگي کهتے هيں اگرچه يهه اناج ملک کے خاص خاص حصوں ميں پيدا هوتے هيں مگر اُنهيں مقاموں ميں محدود نهيں رهتے چنانچه باجره اور جوار کا شمالي هندوستان ميں اُسي قدر خرچ هي جتنا که گيهوں کا خرچ هي اور چانول کے ملکوں ميں بهي جوار باجره اگرچه کثرت سے نهيں هوتا مگر کچهه نه کچهه پيدا هوتا هي اور دکهن ميں گيهوں کهانے کا اکثر رواج هي اور چانول کے ملکوں ميں بهي بويا جاتا هي اور چانول تمام هندوستان ميں دامن کوه اور ايسے ايسے مقاموں ميں

---

† انگريزوں ميں جو يهه بات مشهور هوگئي هي که تمام اهل هند چانول هي کهاتے هيں اِسکا سبب يهه معلوم هوتا هي که انگريز پهلے پهل جو هندوستان ميں آئے تو بنگاله اور کارمنڈل کے کناره پر آئے تهے اور اُنهوں نے لوگوں کو چانول هي کهاتے ديکها

جہاں کہیتی کو پانی کثرت سے ملسکتا هی کم و بیش پیدا هوتا هی اهل هند جو بہت کم کہاتے هیں اور تہوڑے دن گذرے که جئی کا نام بهی نجانتے تهے اور نئے اناج کی بہتسی قسمیں کنکنی کودوں وغیرہ کے جنکا انگریزی زبان میں نام نہیں هی هوتے هیں اور موتهه اکثر مویشی کے واسطے بوئی جاتی هی اور جب تک اسکے دانه نرم رهتے هیں گانوں والے بهون بهونکر ایک لطیف غذا کی مانند کہاتے هین یهه تحقیق نہیں که اسکی روٹی بهی پکاتے هیں یا نہیں *

قسم قسم کی پہلیاں هوتی هیں جو هو ادنی اعلی کے کام آتی هیں اور طرح طرح کی ترکاریاں مثل اروی آلو گاجر مولی وغیرہ اور انواع انواع کے ساگ پالک وغیرہ هوتے هیں جنکو غریب لوگ بہت سے مصالح ملاکر پکاتے هیں اور روٹی انکے مزہ کے ساتهه کہاتے هیں اکثر پهل خصوص آم اور خربوزے اور تربوز غریبوں کو میسر آتے هیں تربوز اور خربوزے گرمی کے موسم میں دریاؤں کی ریت میں هوتے هیں کہیرے اور لنبی اور گول کدو اور پیٹهے اس کثرت سے هوتے هیں که بیلیں انکی غریبوں کے جهونپڑوں پر پهیلی هوئی هوتی هیں اور تمام گهر انکے هرے هرے پتوں اور زرد زرد پهولوں سے چهپا هوا رهتا هی هندوستان کے میوؤں میں سے نہایت عمدہ میوہ آم هی اور وہ تمام ملک میں عام هی اسکا درخت باغچوں میں اور تنہا بهی هر جگهه بویا جاتا هی اسمیں ایک خوبی یهه هی که ابتدا میں صرف پهل آنے تک اسکی پرورش اور احتیاط کیجاتی هی بعد کو بلا غور و پرداخت سالہا سال پہلتا پهولتا رهتا هی کیلے امرود اور شریفے اور الوچے اور اور میوے † گرم ولایتوں کے کثرت سے پیدا هوتے هیں اور انگور صرف باغچه کے پهلوں کے درختوں میں اکثر لگایا جاتا هی مگر شراب کیواسطے نہیں

† نہایت مشہور اور اکثر مقاموں میں نہایت عام میوہ کٹهل نہایت پر مغز وزن میں تیس پینتیس سیر تک هوتا هی جو درخت کی کاٹ یعنی تهنه اور گردنوں میں سے پهوٹتا هی

لگائے ہوئے نارنگی اور چکوترے عموماً پائے جاتے ہیں اور بعض قسمیں اُنکی عمدہ بھی ہوتی ہیں انجیر ہر جگھہ تو نہیں ہوتے مگر بعض مقاموں میں بہت ہوتے ہیں چنانچہ پٹنہ اور دکھن میں ایسے عمدہ انجیر ہوتے ہیں جو تمام دنیا کے انجیروں سے شاید بہتر ہوں انناس ہر جگھہ ہوتے ہیں اور مقام ‡ پیگو کے جنگلوں میں خود رو بہت سے ہوتے ہیں *

اونٹ گھوڑے اور اور مویشی ایک قسم کے پھلیوں یعنی چنوں سے پرورش پاتے ہیں اکثر کا چارہ گیہوں کا بھوسہ ہوتا ہی اور جوار باجرہ کا چارہ بہت طیاری لاتا ہی گھوڑوں کو تازہ گھاس دھوپ میں خشک کی ہوئی کھائی جاتی ہی مگر گھانس کے کھلیاں کہیں کہیں شاذ و نادر لگائے جاتے ہیں بعض مقاموں میں ہندوستان کے سہ فصلی اور اکثر میں دو فصلی پیداوار ہوتی ہی باجرہ جوار اور چانول وغیرہ برسات کے شروع میں بوئے جاتے ہیں اور آخر برسات میں کاٹے جاتے ہیں اور گیہوں اور وغیرہ اور پھلیاں جاڑوں میں پکتے ہیں اور بہار کے موسم میں کٹتے ہیں *

حیوانوں کا بیان

ہاتھی اور گینڈے اور ریچھہ اور جنگلی بھینسے ہندوستان کے جنگلوں میں رہتے ہیں شیر ببر اور بگھیرے اور چیتے وغیرہ چھوٹے چھوٹے جنگلوں میں تو ہوتے ہی ہیں مگر اونچے اونچے اناج کے کھیتوں میں بھی رہتے ہیں اور سور اور چرغ اور بھیڑیئے وغیرہ جنکا لوگ شکار کرتے ہیں چھوٹے جنگلوں اور بڑے کھیتوں میں کثرت سے ہوتے ہیں اور شیر ببر خاص خاص مقاموں میں ہوتا ہی اور ہر ضلع میں بہت سے ہرن اور چکارے پھرتے ہیں اور جنگلوں اور آباد ضلعوں بلکہ بستیوں میں بندر کثرت سے ہوتے ہیں سیئے اور ایکینومن گرگٹ اور اور قسم کی چھپکلیاں اکثر ہوتی ہیں

‡ چین اور یورپ کے اکثر میووں کو ہندوستان میں رواج دیا گیا اُنمیں سے آڑو اور سٹابیری ایسے ہوتے ہیں گویا خاص اُسی زمین کی پیدایش ہیں لیکن سیب بہت چھوٹے چھوٹے ہیں اور ناسپاتی اور بیر بالکل خراب ہوتے ہیں *

اور سانپ وغیرہ موذي کیڑے اور دوسرے ایسے کیڑے جنسے کچھہ ضرر نہیں پہنچتا ہر جگہہ بہت سے پائے جاتے ہیں گھوڑے بافراط تمام ہوتے ہیں مگر اُنپر صرف سواري ہوتي ہی بار برداري وغیرہ ہل جوتنے اور سوداگري کا مال گاڑیوں میں لاد کر ادھر اودھر لیجانے کا اور ایسے ہر قسم کے کاموں کا مدار بیل پر ہوتا ہی اور جو کہ اکثر ضلعوں میں راستے ناہموار ہیں اور برسات کے سبب سے سڑکیں ٹوٹ جاتي ہیں تو بوجھہ کھینچنے والے چوپایوں کي بہ نسبت لادنیوالے چوپایوں سے بہت ساکام نکالتے ہیں بیل کہ جنکی پیٹھ پر بوجھہ لدے لدائے جانور اِسقدر کثرت سے ایک مقام سے دوسرے مقام کو جاتے ہیں کہ مسافر کو رستہ چلنا مشکل ہوتا ہي *

اور ہندوستان کے امیر ایسے اونٹ اکثر پالتے ہیں جو تیز رفتاري سے بہت بڑا سفر جلد طے کرلیتے ہیں بہت بوجھہ لیجاتے ہیں اور فوجوں میں باربرداري کے لیئے اونٹ کثرت سے ہوتے ہیں اور بڑے بڑے خیمہ ڈیرے اور فرش و فروش وغیرہ غرضکہ ایسے اسباب کے لادنے کے لیئے جو ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوسکتا ہاتي بھي کام میں آتے ہیں اور بھینسیں کثرت سے ہوتے ہیں اُنکو دودہ کے لیئے پالتے ہیں دودہ کي بہت سي چیزیں بنتي ہیں جنمیں سے کثرت سے گھي اور دھي ہوتا ہی پنیر بہت کم بناتے ہیں اور مکھن نہیں کھاتے ہیں اور بھینسا باربرداري کے چھکڑوں اور کھرے اور تر زمینوں کي کاشت میں ہل میں جوتا جاتا ہی سواري کي گاڑیوں میں بہت کم کام میں آتا ہی بھیڑیں ایسے ہي کثرت سے ہوتي ہیں جیسے کہ یورپ میں اور بکریئیں یہاںسے بھي زیادہ اور سور نہایت ادنی قومیں پالتي ہیں اور پالاؤ جانور اور مرغیاں وغیرہ خاص کر چھوٹے گانوں میں بہت کم ہوتے ہیں وجہہ اسکی یہہ ہی کہ ہندوؤں کو اُنسے نفرت ہوتي ہي لیکن چڑیاں بغیر پلي ہوئي کثرت سے گھروں میں رہتي ہیں اور بغیر پلے ہوئے سور بھي بہت ہوتے ہیں اور سارس اور بڑے نہایت کثرت سے ہمیشہ ہوتے ہیں اور قاز کلنگ اور چہي وغیرہ اور ملکونسے اپنے اپنے موسم میں بہت

کثرت سے اُڑتے ہیں اور عقاب بھي بعض مقاموں میں ہوتا هی اور مختلف قسموں کے شکاري پرند باز جرے وغیرہ کثرت سے ہوتے ہیں اور کوے اور چیلیں عموماً هر جگهه بے نهایت ہوتے ہیں اور علاوہ طوطوں کے بہت سے خوشرنگ پروں والے پرند جنکے انگریزي میں نام نهیں اور اکثر یورپ کے بھي طایر سوا خوش اواز پرندوں کے ہوتے ہیں *

مچھلیاں کثرت سے ہوتے ہیں بنگاله اور اور بعضے ضلعوں میں کثرت سے کھائي جاتي هیں اور کچھوے اکثر بڑے تالابوں اور دریاؤں میں ہوتي هیں *

معدنیات کا بیان

ہندوستان کي کاني چیزوں میں سے بجز ہیرے اور لوهے کے اور کوئي شی مشہور نهیں اگلے وقتوں کے لوگ ہندوستان کي فولاد کے از بس خواستگار ہوتے تھے چنانچه فارسي اشعاروں میں اُسکي بہت سي تعریف پائي گئي هی اور اب بھي خراسان اور دمشق میں اُسکي تلواریں بنتي هیں ہر قسم کے جواهرات مثل دردهیا پتھر اور یاقوت اور عقیق اور فیروزہ اور یشب وغیرہ بہت سے ہوتے ہیں تمام دنیا میں جستدر موتي هیں اُنمیں اکثر اور سب کے سب قسم اول کے موتي لنکا کے پاس کے سمندر کي ته میں سے نکلے هیں پنجاب کے پہاڑوں کے سلسله میں نمک کي پہاڑیاں پائي جاتي هیں اور بہت سا نمک سانبھر کي جھیل کے پاني سے جو اجمیر میں هی اور سمندر کے پاني سے بنتا هی اور شورہ اس کثرت سے ہوتا هی که دوسرے ملکوں کو جاتا هی *

ہندوستاني ملکوں کي صورت اور آب و هوا کي خصوصیات لڑائي کے کار و بار پر بڑا اثر رکھتي هی جو پہاڑ کے سلسلے اکثر ملکوں کو جدا کرتے هیں اُنکي گھاٹیوں سے سڑکیں اور اکثر میدان جنگ قائم ہوتے هیں برسات کے موسم میں لشکر کشي نهیں ہوتي اور اُس موسم کے آخر میں جب غله اور چارہ کثرت سے ہوتا هی تب چڑھائیاں ہوتي هیں اور لشکر ایسے موقع

پر پڑتا هی جهاں بہت سا پاني هو اور آساني سے دستیاب هوتا هو جو تمام بار برداري کے مویشیوں کے کام آوے اور هر ایک صاحب فوج اپنے دشمن کو لڑنے پر اِسطرح سے مجبور کرسکتا هی که جس پاني کے سہارے پر اُسکا لشکر پڑا هو اُسپر قبضه کرلے برسات میں بارش نهونے سے قحط کي تمام آفتیں ظہور میں آتي هیں *

هندوؤں کي تاریخ

پهلا حصه

هندوؤں کے اُس زمانه کي حالت کا بیان جبکه منو کے قوانین کا مجموعه بنا

بیان تمهیدي

جب یهه خیال کیا جاتا هی که کوئي کیسي هي جاهل اور اُجڑ قوم کیوں نهو اکثر اپني آبا و اجداد کے حالات کي کوئي نکوئي کتاب رکھتي هی تو بکمال تعجب اِس بات سے هوتا هی که هندوؤں کے پاس باوجودیکه وه نهایت عمده شایستگي اور تربیت کے درجه پر پهونچ گئي تهي کوئي کتاب † تاریخ سے ملتي جلتي هوئي بهي نهیں هندوؤں کے حالات کي تحریروں میں سے جو کچهه اب باقي هی وه جهوٹهي کهانیوں اور مبالغه آمیز جهوٹهی تاریخي واقعات سے ایسي خلط ملط هیں که اُنمیں سے کوئي سچي مسلسل تاریخ نکلنے کي توقع نهیں هوسکتي اور نه کسي عام واقعه کي تاریخ سکندر کے یورش کرنے سے پهلے قائم هوسکتي هی اور نکوئي مسلسل بیان هندوؤں کے حالات کا هندوستان پر مسلمانوں کے تسلط کرنے تک لکها جا سکتا هی اور اگرچه قدیم هندوؤں کي کوئي تاریخ نهیں هی مگر اسپر بهي اُنکے قوانین اور اطوار اور مذهب سے بخوبي آگاهي حاصل هونے میں کسي طرح

---

† کشمیر کي تاریخ هماري اِسبات کو نهیں بگاڑتي کیونکه وه تاریخ مسلمانوں کے کشمیر پر مسلط هونے سے سو برس بعد کي لکهي هوئي هی اگرچهه اُس میں بهت قدیم تاریخوں کا حواله هی اگر وه قدیم بهي هوتي تو کسي شمار میں نه آتي کیونکه ایک چهوٹے سے خطه کي تاریخ هی جو هندوستان کي ایک سرحد پر واقع هی جس میں اُسي تاریخ کي بموجب معلوم هوتا هی که کبهي کبهي کچهه غیر ملک والوں کے طور طریقے برتاؤ میں آتے رهے جنکي باتیں تمام هندوؤں نے نهیں [illegible]

کي کمي نہيں جسکا سکہانا اُنکے حالات کي تاريخ کا اگر وہ ہوتي تو نہايت مفيد مقشاد ہوتا پس جبکہ ہم اُنکي اُس حالت کو جو نہايت قديم زمانہ ميں تهي اور اُن تبديليوں کو جو اب تک اُسميں ہوئيں دريافت کرسکتے ہيں تو ہمارے ہاتهہ سے اُنکي تاريخ کی ضروري حصہ ميں سے بہت تهوڑا سا حصہ رہ جاويگا ‡ چنانچہ اُنکے بيد شاستر سے جو قديم بهجنوں اور دعاؤں کا ايک مجموعہ ہی جسکو خيال کيا جاتا ہی کہ وُہ اِسي حيثيت سے جيسے کہ اب موجود ہے چودہ سو برس پيشتر حضرت عيسی عليہ السلام کے مرتب کيا گيا تها اُنکے مذہب کي کيفيت اور دقيق علموں اور علم حکمت ميں اُنکے دسترس کي کچهہ روشني نظر آتي ہی اور لوگوں کي حالت کا کامل نقشہ قوانين کے اُس مجموعہ سے ظاہر ہوتا ہی جو منو کے نام سے مشہور ہی غالباً يہہ مجموعہ حضرت عيسیٰ سے نو سو برس پيشتر لکها گيا تها پس اِسي مجموعہ کو ہندوؤں کي تاريخ کا منخرج سمجهنا چاہيئے *

مفروضہ منو کے ہمعصر ہندوؤں کے حالات کا صحيح خيال کرلينے ميں ہمکو يہہ بهي ياد رکهنا چاہيئے کہ کوئي مجموعہ ايک ہي زمانہ ميں مرتب نہيں ہوتا بلکہ ہر ايک مجموعہ ميں اکثر کئي اگلے زمانہ کي بيہودہ اور نامعقول باتيں نہايت ترقي يافتہ زمانہ کي عمدہ اور روشن باتوں کے ساتهہ مخلوط ہوتي ہيں ايک مشہور مثال اِسبات کي يہہ ہی کہ بليکستون صاحب کي تشريحوں ميں بہت سے ايسے قوانين مندرج ہيں جنسے قوم کي نہايت اعلیٰ درجہ کي شايستگي ظاہر ہوتي ہی مگر جو قانون اُسمان جادو اور ٹونکے لڑائي کي شرطوں کے مندرج ہيں اُنسے يہہ ثابت نہيں ہوسکتا کہ اِن تشريحوں کے لکهے جانے کے زمانہ تک جہالت باقي نرہي تهي اگر فرض کيا جاے کہ منو کے مجموعہ سے ايک ہي زمانہ پايا جاتا ہے تب بهي لوگوں کے اطوار کا اصلي حال معلوم نہوسکتا کيونکہ اِس مجموعہ ميں جو اوامر ہيں اُنکي بنا لوگوں کي حالت کے اُس غايت درجہ کي بهلائي پر پہونچنے کي ہی جو مجموعہ کا مقصود ہی اور جو منا ہی اُس

‡ ديکهو تتمہ اول کو جو منو کے زمانہ کي تحقيق ميں ہی ۰

مجموعہ میں ہیں وہ اُس پرلے درجہ کے گناہ اور برائیوں پر مبنی
ہیں جو خیال میں آسکتی تھیں پس همکو مجموعہ کے مضمون کے
عام منشاء سے اُس زمانہ کی طبیعت معلوم کرلینی چاهیئے اور اُسپر بھی
جب تک کہ همکو لوگوں کی اصلی حالت معلوم هو مجموعہ کے مضامین
پر سختی سے ندیکھنا چاهیئے بلکہ رعایت سے نظر ڈالنی چاهیئے مینے اِس
مجموعہ کے ذکر میں معمولی طرز بیان اختیار کیا هی هرچند کہ اُسکو
هندوؤں کے قانون کی ناقابل اعتراض سند شروع هی سے تسلیم کیا گیا هی
مگر میری یہہ جرات نہیں هوتی کہ میں اُسکو ایک ایسا مجموعہ قرار دوں
جو کسی گورنمنٹ کی منظوری سے کسی خاص ملک کے انتظام کیواسطے بنا
هو بلکہ وہ ایکہ عالم کی کتاب معلوم هوتی هی جسکا یہہ ارادہ سمجھہ
میں آتا هی کہ اُسکے ذهن میں یہہ بات تهی کہ جسطرح پر ایک کامل
جمہوری سلطنت هندوؤں کے قوانین انکی بموجب هوسکتی تهی اُسکا نقشہ قائم
کرے اِس قیاس پر اِس مجموعہ سے لوگوں کی حالت ایسی هی دریافت
هوسکتی هی جیسیکہ کسی گورنمنٹ کے منظور شدہ قانون سے معلوم هوتی هے
کیونکہ یہہ ظاهر هی کہ اِس مجموعہ میں وہ سب قانون شامل هیں جو
اُس زمانہ میں رائج تهے اور جو کچهہ تبدیلیاں اِس خیال سے اُسمیں هوئی
هونگی کہ مقنن نے بهلائی میں جس اعلی درجہ پر لوگوں کو پہونچانا سوچا
تها اِن تبدیلیوں کے ذریعہ سے لوگ اُسپر پہنچیں تو وہ تبدیلیاں بهی اُنهیں
خیالات سے هوئی هونگی جو مقنن کے زمانہ میں پهیلی هوئی تهی ان
سب باتوں کو اِسی مقام کے مناسب سمجهکر لکها گیا اب میں اُن مضمونوں
کو بطریق اختصار کے لکهتا هوں جو منو کے مجموعہ میں هیں اور اِسکے بعد
هندوؤں کی یہہ حالت جیسے کہ اِس زمانہ میں هی بیان کرونگا اور جو
تبدیلیاں اُس زمانہ سے اِس زمانہ تک وقوع میں آئی هیں اِن دونوں
حالتوں کے مقابلہ کرنے سے ظاهر هونگی اور ایک خاص زمانہ میں اُنکی
حالت کے پلٹنے کی کیفیت اُن بیانوں سے معلوم هوگی جو یونانیوں سے
همکو پہونچی هیں *

باب اول

انسانوں کے برنوں یا فرقوں میں تقسیم اور اُنکے کار و بار

اِن لوگوں کے حال میں وہ حیرت انگیز پہلی بات جو منو نے لکھی هی لوگوں کا چار برنوں (فرقوں) میں تقسیم کرنا هی اول متبرک دوم سپاهي سوم محنتي چهارم خدمتي حیرت کي وجهه یهه هی که برهمنوں کو جو اول فرقه هی غایت درجه کي عظمت اور بزرگي اور ادنی فرقه کو نهایت درجه کي ذلت اور خواري سوچ سوچ کر دي هی هرچند که اوپر کے تینوں فرقونمیں باهم برابري نهیں هی پهر بهي هر ایک کو عزت حاصل هی کیونکه بعضي مذهبي رسموں میں تینوں فرقے شریک هوتے هیں اور معلوم هوتا هی که اِس هي تینوں فرقوں کے اِنتظام کیواسطے یهه قانون بنایا گیا چوتهے فرقه اور اور نیچ ذات والوں سے یهه قانون صرف اُسیقدر متعلق هی جسقدر که اُنکو تینوں برتر فرقوں کي خدمت سے علاقه هی *

برهمونکا بیان

برهمن تمام خلقت میں اعلیٰ اور برتر قرار دیا گیا هی اور تمام دنیا اور جو کچهه که اُس میں هی سب اُسکا مال هی اور اُسیکا وجود اِس تمام کائنات کي هستي کا باعث هی † اور برهمن اپنے منتروں کے زور سے راجه کو معه اُسکي فوج هاتهي گهوڑے اور گاڑیوں کے برباد کرسکتا هی ‡ اور برهمن دنیا کي مثل بهت سے عالم اور نائب السلطنت اور نئے دیوتا اور نئے آدمي اور اور فاني چیزیں پیدا کرسکتا هی ⊥ راجه کي به نسبت برهمن زیاده ادب کا مستحق هی || اور اُسکے جسم و جان کے محفوظ رهنے کے لیئے

---

† مجموعه منو باب ۱ اشلوک ۹۲ و ۱۰۰ و ۱۰۱

‡ مجموعه منو باب ۹ اشلوک ۳۱۳

⊥ باب ۹ اشلوک ۳۱۵

|| باب ۲ اشلوک ۱۳۹

اِس عالم میں سخت قانون اور اُس عالم § کے نہایت مہیب اور خوفناک وعیدیں مقرر هیں نہایت سخت جرموں میں بھي سخت || سزا پانے سے برهمن آزاد هی * اور فرقوں پر جو کچهه جبر و تعدي وغیرہ برهمن سے ظہور میں آوے اُسکے پاداش میں کچهه تهوڑیسي تنبیهه مقرر هی † لیکن اور فرقوں کے لوگوں سے جو کچهه جرم اُسکي نسبت واقع هو اُسکي دس گني ‡‡ سخت سزا معین کي گئي هی *

باوجود اِن سب باتوں کے بادي النظر میں یهه معلوم هوتا هی کہ برهمن اپني روحاني عظمت پر قائم هوکر کسي طرح دنیوي قوت و دولت سے فائدہ اُٹهانے کي خواهش نرکهتے هونگے چنانچه جو طریق حیات کا برهمنوں کے لیئے مقرر کیا گیا هی وہ یهہ هی کہ نہایت سخت محنت سے علم کي تحصیل کریں اور ریاضت اور گوشہ نشیني میں عمر کاٹیں *

حکم هی کہ برهمن اپني زندگي کا اول درجه یعني آغاز جواني تک علم تحصیل کرے †† اور اِس زمانہ میں اُسکو پرهیزگاري اور اِنکساري کے ساتهه زیست بسر کرني پڑتي هی لازم یهہ هی کہ وہ بالکل بید شاستر پر متوجهہ رهے دنیوي حاصلات پر دل نہ لگائے اور اپنے گرو کا حد سے زیادہ لحاظ اور ادب کرے اور نہایت اِطاعت و فرمانبرداري سے پیش آوے کسي طرح سے اُسکا دامن نچهوڑے اور یہي معاملات اپنے گرو کے سارے کنبہ کے ساتهه برتے حتی کہ تمام کام خدمتگاري کے انجام دے اور اپني ذات اور اپنے پوجا پاٹ کے لیئے پاني اور هوم یا جگ کے سارے سامان لکڑیاں وغیرہ

---

§ باب ۹ اِشلوک ۲۰۵ سے لغایت ۲۰۸ اور باب ۳ اِشلوک ۱۶۵ سے لغایت ۱۶۹

|| باب ۹ اِشلوک ۲۳۲ اور باب ۸ اِشلوک ۲۸۱ سے لغایت ۲۸۳

* باب ۸ اِشلوک ۳۸۰

† باب ۸ اِشلوک ۲۷۶ و ۳۷۸ و ۳۷۹

‡‡ باب ۸ اِشلوک ۲۷۲ و ۲۸۳ و ۳۲۵ و ۳۷۷ اور باب ۱۱ اِشلوک ۲۰۵ و ۲۰۶

†† باب ۲ اِشلوک ۱۷۵ سے لغایت ۲۱۰

اپنے هی هاتهه سے لوے اور در بدر بهیک مانگ کر اوقات بسر کرے † *

اور دوسرا درجه اپنی زندگی کا یعنی عین شباب کا اپنی زوجه وغیره کنبه قبیله کے ساتهه بسر کرے اور اور معمولی کام جو برهمن پر فرض هیں بجا لائے جنکی تفصیل مختصر یهه هی پڑهنا اور پڑهانا بید شاستر کا اور خیرات دینا اور نذر بهیت لینا هوم یا جگ کرانا اور خود کرنا اِن کاموں میں سے بید کا پڑهانا نهایت معزز کام هی ‡ یهه عجیب بات هی که اور سب مذهبوں کے بموجب جو لوگ معابدوں کی خدمتیں کرتے هیں یا لوگوں سے عبادت کراتے هیں وهی پوجاری یا کاهن یا مجاور کہلاتے هیں مگر برهمن بطور پیشه کے پوجا کے کام کرنے اور هوم یا جگ کرانے سے ذلیل سمجها جاتا هی § اور برهمنوں کو بتاکید تمام نیچ ذات اور بدچلن لوگوں سے نذر بهیت لینے کی ممانعت هی || اور ایسے لوگوں سے بهی جنسے لینا درست هی بہت سی نذر بهیت لینا منع هی اور اگر یهه خواهش جی میں هو تو نهایت احتیاط اور کوشش سے اُسکو دل سے دور کریں * اگر کوئی کسیطرح کی آمدنی نرهے تو برهمن کو چاهیئے که صرف بقدر حاجت سله (یعنی کهیت میں گرا اناج) چنے یا بهیک مانگے یا کهیتی کرے یہاں تک که تجارت بهی کرلے لیکن کسی حالت میں خدمت نه اختیار کرے اور بازاری لوگوں سے بات چیت نکرے اور گانے بجانے راگ رنگ اور شکار وغیره سے جو دلکو پریشان کریں اور هوش و حواس کو خراب کریں بالکل اجتناب کریں ⊥ *

---

† اب اِن باتوں پر بہت کم عمل هوتا هی اگر کچهه کرتے هیں تو صرف وهی طالب علم کرتے هیں جو بید شاستر کے اچهی طرح پابند هیں

‡ باب ۹ اشلوک ۷۵ و ۷۶ و ۸۵

§ باب ۳ اشلوک ۱۸۰ و باب ۴ اشلوک ۲۰۵

|| باب ۴ اشلوک ۸۴ و باب ۱۰ اشلوک ۱۰۹ سے لغایت ۱۱۱ اور باب ۱۱ اشلوک ۱۹۴ سے لغایت ۱۹۷

* باب ۴ اشلوک ۱۸۶

⊥ باب ۴ اشلوک ۱۳ و ۱۴

اور تمام لذات نفساني سے برهمن کو بچنا چاهیئے اور هر طرح کي ایسي دولت سے جو بید کے پڑهنے میں مخل هو پرهیز کرے ‡ اور تمام دنیوي فخر و عزت سے اِس طرح اجتناب کرے جیسے زهر سے کرتے هیں § مکر برتي رهنے یا اور غیر ضروري سختي کا پابند هونے کي برهمن کو حاجت نهیں || پورا کام جو اُسکو کرنا چاهیئے وه یهه هی که تحصیل علوم اور رسموں کے بجا لانیکا اچهي طرح پابند رهے اور چال چلن شایسته رکهے برهمن کي پوشاک بهي ذرا ذرا مقرر کردي گئي هي برهمن کو چاهیئے که ایسي صورت بنائے رکهے که کم‌گو شرمیلا اور پاک و صاف سر کے بال اور ڈهاڑي منڈي هوئي هو اور نفساني خواهشوں کو دبایے اور سفید جامه پهنے رهے جسم پر میل کچیل نهو ایک هاتهه میں بید اور دوسرے هاتهه میں چهڑي رکهے چنانچه آج کل بهي جو بڑے مهذب پنڈت هوتے هیں اُنکي ایسي هي صورت هوتي هی اور کانوں میں چمکتی هوئی سونے کے بالی ڈالے رهے * اور جب اُسکے یهه تینوں فرض ادا هوجاویں یعني بید پڑه چکے اور اُسکے اولاد هوجاوے اور مذهبي معین رسمیں ادا هوچکیں تو وه اپني زندگي کے دوسرے هي درجه میں اپنا تمام گهر و باهر اور مال متاع اپنے بیٹے کو حواله کرکے آپ بطور ایک پنچ یا نیک صلاح کار کے رهوے † *

برهمن کا فرض یهه هی که اپني زندگي کے تیسرے درجه یعني آدهیر عمر کو جنگلوں میں تارک‌الدنیا هوکر بسر کرے اور لباس اُسکا درختوں کي چهال هو یا کالي هرن کي کهال زمین پر سوئی کوئي بستر نه بچهاے ناخن اور بال بڑهاے کسیطرح کا مسکن نه بناے پهل پهلاري کهائے جب

‡ باب ۴ اشلوک ۱۶ و ۱۷

§ باب ۲ اشلوک ۱۶۲

|| باب ۴ اشلوک ۳۴

* باب ۴ اشلوک ۳۵ و ۳۶

† باب ۴ اشلوک ۲۵۷

چاپ رہا کرے اور اور بہت سی سختیاں بھی اُٹھاے یعنے برسات میں کیساہی مینھہ برسے ننگا پڑا رہے جھونپڑی نچھائے اور جاڑوں میں نمناک لباس پہنے رہے اور گرمیوں میں یہہ مصیبت سہی کہ تیز دھوپ میں اپنے چاروں طرف پانچ جگہہ آگ جلاکر کھڑا رہا کرے † اور باحتیاط تمام پوجاپات اور ہوم وغیرہ انجام دیتا رہے اور تمام مذہبی رسموں کو ادا کرتے رہنا اپنا فرض سمجھے *

اور اپنی زندگی کے آخر درجہ یعنے بڑھاپے میں بھی اسیطرح تنہا اور علیحدہ رہے جسطرح کہ تیسرے درجہ میں رہتا تھا مگر اب اُسپرظاہری رسموں کا بجالانا ضرور نہیں صرف دھیان گیان سے لگا رہے اور پوشاک بھی اور برہمنوں کی مانند پہنا کرے اور پرہیز گاری اگرچہ اب بھی بہت سی چاہیئے مگر پہلے سی نہیں چاہیئے اور جان بوجھکر سختیاں نہ اُٹھاوے مگر بالکل نیکی اور صلاحیت کماوے اور اُسکے دلکو صرف خدا کی معرفت سے تسکین رہے یہاں تک کہ اُسکی روح اس جسم سے اسطرح الگ ہو جاے جیسے کسی درخت کی شاخ پر سے کوئی پرند جب جی چاہے اوڑ جاے ‡ *

پس صاف ظاہر ہی کہ برہمن اپنی عمر کے تین حصوں میں بالکل دنیا سے خارج رکھا گیا ہی اور باقی چوتھے حصہ میں بھی علاوہ بجالاتے رہنے رسموں اور بید کے پڑھنے کے دنیا کی تفخر و عزت اور ہر طرح کی دولت کی خواہشوں سے محروم کیا گیا ہی لیکن منو کے مجموعہ سے کچھہ تھوڑا سا اور واقف ہونے سے معلوم ہوجاتا ہی کہ یہہ قواعد اُس سے بھی اگلے زمانہ کے برہمنوں کی حالت کی بنیاد پر بنائے گئے تھے اگرچہ اب بھی اُنہیں کے بموجب عمل کرنے کی ہدایت تھی مگر دولت و حشمت کی ترغیبوں نے اُنکی تعمیل میں خلل پایا *

راجہ کو لازم ہی کہ اپنا نہایت معتمد مشیر جس شخص کو بنائے

---

† باب ۳ اشلوک ۱ سے لغایت ۲۹

‡ باب ۶ اشلوک ۳۳ سے تا آخر باب

وہ برهمن † هو اور برهمن هي راجه کو تدبیر مملکت اور انصاف اور تمام
علمي باتیں تعلیم کیا کریں ‡ بجز اس خاص اختیار کے جو راجه اپني
ذات پر موقوف رکھے تمام جهگڑہ چکانا برهمنوں کا کام هی § اور اگرچه
مذهبي اور پاک کتابوں کے پڑهنے کي چهتري اور برهمن دونوں فرقوں || کو
اجازت هی مگر اُنکي تشریح یعنے انفصال خصومات میں پیوسته لکهنا وغیرہ
صرف برهمن هي پر منحصر هی †† *
قوانین کا مطلب بیان کرنا برهمنوں پر موقوف رکها گیا تها اور همکو
خود منو کے مجموعه هي سے یهه بات ثابت هوتي هی که قانون بنانے کے
کام میں سے بهت کچهه برهمنوں کے اختیار میں تها اور برهمن کے مال
کي حفاظت بهي از روے قانون کے ایسي هي اچهي طرح سے کي گئي هی
جیسے که اُسکے اختیار کي کي گئي هی چنانچه هر نیک آدمي * پر یهه
بات واجب اور راجه ‡ پر فرض هی که برهمنوں کے ساتهه بڑے سلوک
سے پیش آوے یهي وجهه هی که هوم اور جگ اور پوجاپات اور اور تمام
مذهبي رسوم کے ساتهه بوم بهوج کرنا یعني برهمنوں کو کهانا کهلانا اور اُنکو
دچهنا دیني یعنے نذر بهیت میں کچهه دینا لگا هوا هی ‡‡ اور جو کچهه
برهمنوں کو دیا جاوے اُسکي مقدار همیشه زیادہ هوني چاهیئے اور ایسے
هوم سے جسکے ساتهه بهت قلیل دچهنا هو هاتهه پانوں آنکهه ناک کان
وغیرہ بلکه تمام جسم و جان اور اولاد اور مویشي اور اس عالم کي نیک
نامي اور اُس عالم کي خوشي برباد جاتي هی ‡‡ *

† باب ۷ اشلوک ۵۸
‡ باب ۷ اشلوک ۴۳
§ باب ۸ اشلوک ۱ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۲۰
|| باب ۱۰ اشلوک ۱
†† باب ۱۲ اشلوک ۱۰۸ سے لغایت ۱۱۳
* باب ۱۱ اشلوک ۱ لغایت ۲ و باب ۴ اشلوک ۲۲۶ سے لغایت ۲۳۵
‡ باب ۷ اشلوک ۸۳ سے لغایت ۸۲
‡‡ باب ۳ اشلوک ۱۲۳ سے لغایت ۱۳۹
‡‡ باب ۱۱ اشلوک ۳۹ و ۴۰

هر ایک سخت عبادت چاندرا اور تیرتهه وغیره کا کفاره بهت سا روپیه اِس بزرگ فرقه کو دینے سے هوجاتا هی † اگر برهمن کهین دفینه پائے تو سب کا مالک هو اور اگر کسی اور کوکچهه ملجاے تو وه راجه لیلیوے پانے والے کا کچهه حق نهیں البته برهمنوں کو آدها دیوے ‡ اگر کوئی لاوارث مرجاے تو اُسکا مال راجه کے بیت المال میں جاتا هی مگر لاوارث برهمن کے مرنے پر اُسکا مال برهمنوں هي میں تقسیم هوتا هی § هر ایک ذی علم برهمن هر طرح کے محصول سے بری هوتا هی بلکه اگر وه محتاج هو تو اُسکی پرورش راجه پر لازم هی || اور اگر کوئی شخص برهمن کا سونا چراتا هی تو راجه اپنے هاتهه سے اُسکو ایک نهایت سخت سزا دیتا هی * اور برهمنوں کے مال کی حفاظت کے لیئے بڑي بڑي سیاستیں مقرر هیں اور اُنکے مویشي کے ستانے والے کا ٹخنه سے نیچے آدها پاٹوں کاٹ ڈالا جاتا هی ¶ *

چهتریوں کا بیان

اگرچه منو کے مجموعه میں سپاهیوں یعني چهتریوں کو برهمنوں کے برابر تو نهیں سمجها گیا مگر پهر بهي بهت بڑي عزت بخشي گئی هی یهه بات مسلم سمجهي گئي هی که متبرک فرقه یعني برهمن بغیر سپاهي فرقه یعني چهتریونکے اور چهتري بدون برهمنوں کے اقبال مند نهیں هوسکتے اور یهه کامیابي اِس جهان اور اُس جهان میں دونوں کے دلي اِتفاق پر منحصر هی ‡‡ جیسا که تمام احکام سیاست میں برهمن اور سب فرقوں پر برتري رکهتا هی اُسیطرح چهتري مجتنی فرقه یعني بیش پر فوق رکهتے

† باب ۱۱ اِشلوک ۱۱۷ و ۱۲۸ سے لغایت ۱۳۹
‡ باب ۸ اِشلوک ۳۷ و ۳۸
§ باب ۹ اِشلوک ۱۸۸ و ۱۸۹
|| باب ۷ اِشلوک ۱۳۳ و ۱۳۴
* باب ۸ اِشلوک ۳۱۴ سے لغایت ۳۱۶ و باب ۱۲ اِشلوک ۱۰۱
¶ باب ۸ اِشلوک ۳۲۵
‡‡ باب ۹ اِشلوک ۳۲۲

هیں † راجہ اِسي فرقہ میں سے ہوتا ہی اور غالباً اکثر معمولي وزیر بھي اِسي فرقہ میں سے ہوتے ہیں ‡ اور تمام جنگي کار و بار اور بالکل لشکري عہدے اور سپہ سالاري وغیرہ القصہ ساري حکومت کے کاموں کے اختیار اِسي فرقہ کا ذاتي حق سمجھا گیا ہی یہہ بات جاننے کے قابل ہی کہ برہمنوں نے باوجود اِسباب کے کہ مجموعہ قوانین کا بنایا بجز اُسکي تشریح بیان کرنے اور اِنفصال خصومات میں بیوستہ لکھنے کے اِنتظام حکومت اپنے اختیار میں نہیں رکھا چھتریوں کے فرض یہہ بیان کیئے گئے ہیں کہ لوگوں کو اپني پناہ میں رکھکر ہر طرح کي حفاظت کرنا ہوم کرنا خیرات دینا بید پڑھنا اور نفساني خواہشوں کو دبائے رکھنا § *

متعلقي فرقہ بیش کا بیان

بیش فرقہ کي کچھہ بڑي عزت نہیں کیونکہ برہمن کو مہمانداري کرنے کے بیان میں ہدایت کي گئي ہی کہ بیش کے ساتھہ بھي مروت سے پیش آوے اُسکو بھي اُسوقت کھانا دے جبکہ اپني اور متوسلوں کو دیتا ہو || علاوہ داد دھش کے اور ہوم کرنے اور بید پڑھنے کے بیش کا کام مویشي پالنا تجارت کرنا روپیہ سود پر قرض دینا اور کھیتي کرنا ہیں * جو کار آمدني علم بیش کو تحصیل کرنا لازم ہی وہ اور فرقوں کے علم سے بہمعنا زیادہ ہی کیونکہ اُسکو علاوہ مویشیوں سے بچے لینے کے طریق اور اپنے ملک کي جنسوں اور اقسام اراضي سے بخوبي واقف ہونے کے غیر ملک کي حاجتوں اور جنسوں کا علم رکھنا اور اور ملکوں کي مختلف زبانوں کا سمجھنا اور ہر ایسي شی سے واقف ہونا جو خرید و فروخت سے متعلق ہو اور مزدوروں کي اُجرتوں کا جاننا بھي ضروري ہی ┼ *

---

† باب ۸ اِشلوک ۲۶۷ و ۲۶۸

‡ باب ۷ اِشلوک ۵۴

§ باب ۱ اِشلوک ۸۹

|| باب ۳ اِشلوک ۱۱۲

* باب ۱ اِشلوک ۹۰

┼ باب ۹ اِشلوک ۳۲۹ سے لغایت ۳۳۲

خدمتگار یعني شودر فرقه کا بیان

شودر فرقه کے آدمیوں کا فرض مختصر یهه بیان کیا گیا هی که اور فرقوں کي وہ خدمت کیا کریں † لیکن اور مقاموں میں یهه بات مفصل بیان کي گئي هی که اُسکا بڑا فرض برهمنوں کي خدمت کرنا هی ‡ اور اُسکو اِسبات کي خاص اجازت هی که اگر وہ نان و نفقه کا محتاج هو اور برهمنوں کي خدمت حاصل نهوسکے تو چهتریوں کي خدمت اختیار کرے اور اگر چهتري کي خدمت بهي نه میسر آسکے تو کسي مالدار بیش کي خدمت کرے § اور یهه عام قاعده تهرایا گیا هی که مصیبت کے زمانه میں هر فرقه اپنے سے ادنی فرقه کے کام کرنے لگے مگر کسي حالت میں آپ سے اعلی فرقه کے کاموں میں هاتهه نڈالے شودر فرقه سے نیچے اور کوئي فرقه نهیں هی اگر اِس فرقه کے لوگوں کو اُنکا معمولي کام نمل سکے تو وہ دستکاري کے کام مثل معماري اور نجاري اور مصوري اور محرري کے اختیار کرلے ‖ شودر کو بید شاستر اور مذهبي کتابیں پڑهنے کي اِجازت نهیں البته هوم کرنے کي اِجازت هی * لیکن برهمن کا اُس سے هوم وغیره کروانا ایسا سخت گناہ هے که کفاره دینا پڑتا هی ⁋ اور برهمن کو شودر کے روبرو بهي بید کا پڑهنا دُرست نهیں ⁋⁋ شودر کو دهرم شاستر کے مسئله سکهانا یا اُسکے گناہ کے کفاره کا طریق بتانا برهمن کو اُس دوزخ میں ڈالتا هی جسکو اسم ورتا کهتے هیں

† باب ۱ اِشلوک ۹۱

‡ باب ۹ اِشلوک ۳۳۴

§ باب ۱۰ اِشلوک ۱۲۱

‖ باب ۱۰ اِشلوک ۹۹ و ۱۰۰ منو کے مجموعه میں شودر کو کاشتکاري کرنے کي اجازت میں کهیں نهیں دیکهتا جسکو لوگ کهتےهیں که اِس کتاب میں کسي موقع پر علانیه هی مگر اِس زمانه میں یهه لوگ اِسقدر کثرت سے کاشتکاري کرتے هیں که گویا یهه کام خاص اُنهیں کي ذات کا خیال کیا جاتا هی

* باب ۱۰ اِشلوک ۱۲۷ و ۱۲۸

⁋ باب ۱۰ اِشلوک ۱۰۹ سے لغایت ۱۱۱ و باب ۱۱ اِشلوک ۴۲ و ۴۳

⁋⁋ باب ۴ اِشلوک ۹۹

اسکو دنیا کے کاموں میں بہي نصیحت کرنا ممنوع هی † برهمن کو ایسي سختي اور مکرر سکرر تنبیهه اور تاکید کسي اور جرم پر نهین کي گئي هی جیسي شودر سے نذر بهینٹ لینے کے امتناع میں کي گئي هی اور اس جرم کا کفارہ جب تک که وہ اُس دچهنا کو واپس نکودے تیرتهه جاترہ سے بهي نهیں هوسکتا ‡ اگر کسي برهمن کي فاقه سے جان لب پر آجاوے تو شودر سے خشک اناج لیلینا روا هی مگر اُسکے هاتهه کا پکا هوا نکهاوے شودر اپنے آقا کے پس خوردہ سے پالا جاوے اور اوترے هوئے پهٹے پرانے کپڑے پہنے § اور شودر کو اگر کچهه مقدور بهي هو تو دولت جمع کرنے کي اجازت نهیں وجهه اسکي یهه هی که وہ دولتمند هوکر شاید کسي برهمن کو رنج پهونچائے || اگر کوئي شودر کسي اعلي فرقه میں کے آدمي کو گالي دے تو اُسکي زبان کاٹ لیجاوے * اگر کوئي شودر برهمن کے پاس ایک هي فرش پر بیٹهه جاے تو اُسکے چوتڑوں کا گوشت کاٹ ڈالا جاوے ‡ اگر شودر برهمن کو دهرم کي باتیں بتائے تو اُسکے منهه اور کانوں میں کهولتا هوا تیل ڈالیں ‡‡ *

اسي طرح کے اور بهي ایسے قانون هیں جنہر خواہ مخواہ هنسي آوے اور نهایت بیرحمي اُنسے ظاهر هو جنمیں اور اعلی فرقوں کي رعایت سے شودر فرقه پر نهایت سختي مقرر کي گئي هی شودر ذلیل کو کہتے هیں ‡‡ اور اُسکے قتل کا کفارہ بهي مذهب کي روسے وهي هی جو بلي کتے اور چهپکلي میڈک اور اور بهت سي قسم کے جانوروں کے مار ڈالنے کا کفارہ هی §§ *

---

† باب ۴ اِشلوک ۸۰ و ۸۱

‡ باب ۱۱ اِشلوک ۱۹۳ سے لغایت ۱۹۷ و باب ۱۰ اِشلوک ۱۱۱

§ باب ۱۰ اِشلوک ۱۲۵

|| باب ۱۰ اِشلوک ۱۲۹

* باب ۸ اِشلوک ۲۷۰

‡ باب ۸ اِشلوک ۲۸۱

‡‡ باب ۸ اِشلوک ۲۷۲

‡‡ باب ۲ اِشلوک ۳۱

§§ باب ۸ اِشلوک ۳۱۳

اگرچہ شودر کی ذلت کیسے ہی کچھہ کیوں نہ ظاہر ہو مگر اُسکی اصل وقعت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ شودر کو عموماً خدمت کرنیوالا بیان کیا گیا ہی مگر اکثر مقاموں میں یہہ صاف لکھا ہی کہ اگر شودر کو اُسکا مالک آزاد بھی کردے تب بھی وہ خادم کا خادم ہی رہتا ہی مخدوم نہیں بنجاتا کیونکہ جو حالت اُسکو خالق نے بخشی ہی اُس میں سے کون اُسے نکال سکتا ہی † باوجود اِسکے یہہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ وہ کسیکا غلام ہوتا ہی کیونکہ اُسکو اختیار حاصل ہی کہ جسکی جی چاہئے خدمت کرے اور اپنے لیئے تجارت کرنیکا بھی مختار ہی اور نقل مکان کرنے کے اِمتناع میں جو قانون ہیں اُنسے شودر لوگوں کے آزاد ہونے پے ‡ اِسبات کے بھی یقین کرنے کی کوئی وجھہ نہیں کہ وہ لوگ ملک کے غلام ہیں حقوق مالکانہ جنسے غلام محروم تھے § بہت مقاموںمیں انکی نسبت ثابت ہوتے ہیں ‖ اور اُنکو مار پیٹ سے بھی قانوناً محفوظ رکھا گیا ہی یہاں تک کہ اُنکے مالک بھی اُنکو قانون کے بموجب تنبیہہ تادیب کرسکتے ہیں اور یہی حال اُنکے جورو بچوں وغیرہ کا ہی * بہر کیف شودر فرقہ کے لوگوں کی حالت قدیم زمانہ کی جمہوری سلطنتوں کی علامتوں یا متوسط زمانہ کے باجیوں اور اور ہر خادم فرقوں کی حالت سے جنکو ہم جانتے ہیں بہتر تھی *

مخلوط ہو جانا فرقوں کا

اگرچہ ان مختلف فرقوں کا اِمتیاز نہایت مضبوطی سے قایم کیا گیا تھا مگر اُنکے مخلوط نہونے کے لیئے جو تدبیریں مقرر کی گئی تھیں اُنپر ایسی توجھہ نہوتی تھی جیسی کہ پچھلے دنوں میں ہونے لگی اس آمیزش

† باب ۸ اِشلوک ۴۱۴

‡ باب ۲ اِشلوک ۲۴

§ باب ۹ اِشلوک ۴۱۶

‖ باب ۹ اِشلوک ۱۵۷

* باب ۸ اِشلوک ۲۹۹ و ۳۰۰

کي امتناع میں جو قانون بنے تھے اُنکي بنا زیادہ تر برتر فرقوں کي عورتوں کے فخر کے تعصب پر تھي کچھہ نسل کي حفاظت کے لیئے نہ تھي تینوں اعلی فرقوں کے مردوں کو آپ سے کم درجہ کي † عورت سے شادي کرنیکي اجازت دي گئي ھی لیکن شرط یہہ ھی کہ اپنے خاندان میں اُسکو برتر مرتبہ تدیویں ‡ لیکن آپ سے برتر درجہ کي عورتوں سے شادي کرنے کي اجازت نہیں ھی چنانچہ برتر درجہ کي عورتوں کے پاس ناجایز امد و رفت کرنے کي نسبت نہایت سخت سزائیں قانون میں مندرج ھیں § ایسي شادي کرنے والوں کي اولاد جو آپ سے کم درجہ کي عورت کے ساتھہ شادي کریں اُنسے بہت کم مرتبہ رکھتي ھی || مثلاً ایک برھمن کي اولاد جسنے آپ سے ایک درجہ کم عورت سے شادي کي ھو ان دونوں میں متوسط مرتبہ والي ھوتي ھی * اور اگر ان متوسط مرتبہ والوں کي بیٹیوں کي سات پشت تک متواتر برھمنوں کے ساتھہ شادي ھووے تو وہ نسل پھر متبرک ھو جاتي ھی ⸸ لیکن شودر کي ایسي اولاد جو برھمني سے ھو چنڈال ھوتي ھی ⸸⸸ اور یہہ چنڈال اگر اعلی فرقوں کي عورتوں سے صحبت کریں اور اُنسے اولاد پیدا ھو تو ھر مرتبہ اپنے جتانے والے سے زیادہ ناپاک ھوتي جاویگي ‡‡ *

معلوم ایسا ھوتا ھی کہ یہہ سب فرقہ منو کے وقت میں بھي کھانا ایک دوسرے کے ساتھہ باھم بیٹھکر نہ کھاتے تھے اور برھمن جو اور برھمنوں کي اپني رغبت سے دعوت کرے اُسمیں اور اُس کھانا کھلانے میں ایک

† باب ۲ اشلوک ۲۳۸ سے لغایت ۲۴۰ و باب ۳ اشلوک ۱۳

‡ باب ۳ اشلوک ۱۴ سے لغایت ۱۹

§ باب ۸ اشلوک ۳۶۶ و ۳۷۴ لغایت ۳۷۷

|| باب ۱۰ اشلوک ۱۱ سے لغایت ۱۹

* باب ۱۰ اشلوک ۶

⸸ باب ۱۰ اشلوک ۶۴

⸸⸸ باب ۱۰ اشلوک ۱۲

‡‡ باب ۱۰ اشلوک ۲۹ و ۳۰ - نیچی کے فرقہ کي عورت سے شادي کرنا منع ھے

عجیب فرق ہی جو کسي مہمان چھتري کو قانون کي رو سے خود اپنے ہاتھہ سے برہمن کو پکاکر کھلانا پڑتا ہی † لیکن منو کے مجموعہ میں سوا ے شودر کے اور فرقوں کے آدمیوں کو آپسمیں ساتھہ کھانے یا ایک دوسرے کے ہاتھہ کا پکا ہوا کھانے کي جس سے اس زمانہ میں ذات جاتي رہتي ہی کہیں ممانعت معلوم نہیں ہوتي اور شودر کے ساتھہ یا اُسکے ہاتھہ کا پکا ہوا بھي کھالینے کے گناہ کا کفارہ صرف سات روز آش جو پینے سے ہو جاتا ہی ‡ معلوم ایسا ہوتا ہی کہ گناہ کرنے یا گناہ کرکے اُسکا کفارہ نہ ادا کرنے سے ذات جاتي رہتي تھي *

یہہبات غور کرنے کے قابل ہی کہ ان چاروں فرقوں میں کاریگر کسي فرقہ میں شامل نہیں البتہ شودر کو یہہ اجازت ہی کہ جب اُسکي معمولي خدمت نہ ملے تو وہ کاریگري کے کام کرے مگر یہہ نہیں بیان کیا گیا کہ صنعت کن لوگونکا معمولي کام ہی دسویں باب کے چند مقاموں سے مفہوم ہوتا ہی کہ ان معمولي فرقوں کي امیزش سے جو گروہ پیدا ہوئي کاریگري اُنکا پیشہ تہرا جیسا کہ اب بھي ہوتا ہی اور یہہ ایسي بات ہی جسکي بنیاد سے ہم یہہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ذاتوں کي تقسیم ایسے زمانہ میں کي گئي جس میں کاریگري اور فن نہایت اختصار کے ساتھہ پہلے ہي پہلے شروع ہوئے ہونگے جسکے سبب سے ہر فن کے لیئے علحدہ کاریگروں کي ضرورت نہوگي اور ہم یہہ بھي سمجھہ سکتے ہیں کہ قوموں کے تقسیم ہونے سے اس مجموعہ کے مرتب ہونے تک بہت سي نسلیں گذري ہونگي اور اس زمانہ میں جو اکثر فرقے اصلي تقسیم کے بعد قایم ہوئے صدہا پیشے اُنسے متعلق ہوگئے ہونگے *

---

† باب ۳ اشلوک ۱۱۰ سے لغایت ۱۱۳

‡ باب ۱۱ اشلوک ۱۵۳

دوسرا باب

گورنمنٹ یعني حکومت کے بیان میں

راجه

اسطرح کي ترتیب دیا هوا گروه خلقت کا ایک خود مختار راجه کے اختیار میں رهتا تها منو کے مجموعه کے اُس باب کے شروع هي میں جو انتظام ملک کے بیان میں هی راجه کي عظمت اور اختیار ظاهر کرنے میں جسکو کوئي روک نهیں سکتا ایسا شاعرانه مبالغه کیا گیا هی که راجه کو خدا کي برابر ٹهرا دیا هي † راجه کسي قانوني بندش کا جو کبهي انسان نے تجویز کي هو تابع نهیں هوتا تها اگرچه اُسکو ایک موقع پر ‡ سزا کا خوف دلایا گیا هی اور دوسرے موقع پر § جرمانه سے ڈرایا گیا هی مگر اس سزا یا جرمانه کے عمل میں آنے کا کوئي طریقه نهیں معلوم هوتا اور راجه کے اهلکاروں اور فوج کے افسروں وغیره کو بجز اسبات کے که جو کچهه راجه کا حکم اور مرضي هو وه کریں کوئي باقاعده قانوني اختیار حاصل نه هوتا تها مگر یهه یقین هی که راجه اُن قاعدوں اور قانون کا ضرور پابند هوتا هوگا جو خدا کیطرف سے قرار پائے هوئے سمجهے جاتے تهے اور جو دبدبه که برهمنوں کو راجه اور اُسکي رعایا پر حاصل تها اُس سے منو کے مجموعه کے احکام کو بڑي مدد پهونچتي تهي اور ضرور هی که راجه اور ظالم حاکموں کي طرح رعایا کي بغاوت کے ڈر سے بهي حد سے باهر قدم نه دهرتے هونگے || *

---

† باب ۷ اشلوک ۱ سے لغایت ۱۳

‡ باب ۷ اشلوک ۲۷ سے لغایت ۲۹

§ باب ۸ اشلوک ۳۳۶

|| ناٹي کاب میں جو ایک سانگ سنه عیسوي کے شروع کا لکها هوا هی اُسمیں راجه کو ظلم کے سبب گائیوں کے مریزوں نے تخت سے اوتارا هی اور دوسرے سانگ میں جسکا نام اوتارا راماچرتا هی بڑے راجه رام نے لوگونکي فریاد سے اپني محبوب راني کو بمجبوري جلا وطن کیا اسکو ولسن صاحب کي هندو کي تماشاگاه نام کتاب میں دیکهو

راجہ کے سنگاسن پر بیٹھائے جانے سے یہہ غرض بیان کي گئي هی کہ وہ ظلم اور تعدي کي روک تھام کرے اور بد اعمالوں کو سزا دے" سزا جاگتي رهتي هی جب کہ پہرہ والے سو جاتے هیں " اگر راجہ سیاست نکرے تو زبردست کمزور کو اسطرح بھون کر کھا جاے جیسے مچھلي کو سیخ پر" اور کوئي شی کسیکي ملکیت نرهے اور هر ادنی هر اعلی کو تباہ و برباد کر دے " † *

راجہ کے فرض عموماً یہہ بیان کیئے گئے هیں کہ وہ اپنی قلمرو میں عدل و اِنصاف کرے اور غیر ملکي دشمنوں کے ساتھہ سخت سزا اور سیاست سے پیش آوے اور دوستوں کے ساتھہ نفاق نہ برتے اور برهمنوں پر شفقت رکھے ‡ اور برهمنوں کے ساتھہ ادب سے پیش آوے اور حیا اور دلجمعي کي باتیں اُنھیں سے سیکھے اور اِنصاف اور تدبیر مملکت اور علم معرفت اور علم الهیات بھي اُنہیں سے سیکھے اور رعایا سے فن کاشتکاري اور تجارت اور اور عمدہ فنون یاد کرے § اور حظ نفس اور غیظ و غضب اور کاهلي سے آپ کو بچائے رکھے *

اِنتظام حکومت

راجہ سات شخص وزیر یا مشیر رکھے (معلوم هوتا هی کہ یہہ چھتریوں میں سے هوتے هونگے). اور اُن سب پر ایک عالم برهمن کو ممتاز رکھے جسپر کامل اعتماد اور بھروسہ راجہ کا هو اور اور افسروں کو بھي مقرر کرے جنمیں سب سے معزز وہ هوتا تھا جسکو ایلچي کہا گیا هی هماري دانست میں اِس شخص کو غیر ملکي معاملات کا وزیر سمجھنا چاهیئے یہہ شخص اور افسروں کیطرح عالي خاندان اور دانا اور تیز فہم اور بڑا لئیق اور دیانتدار اور هر دل عزیز اور چست و چالاک اور ملکوں اور زمانہ سے واقف اور

† باب ۷ اِشلوک ۱۳ سے لغایت ۲۴
‡ باب ۷ اِشلوک ۳۲
§ باب ۷ اِشلوک ۴۳

خوبصورت اور فصیح هو اور فوج کا بندوبست بالکل سپه سالار کے اختیار میں هو اور سیاست اور سزا دهي حکام عدالت کے اختیار میں هو اور خزانه اور ملک کا اِنتظام خود راجه کي ذات پر منحصر رهے اور جنگ اور صلح غیر ملکي معاملات کے وزیر کے قبضه میں رهے † اِس میں کچهه شک نهیں که اِن سب محکموں کي نگراني راجه خود کرتا تها لیکن جب وه کثرت کام سے تهک جاتا تو کسي اپنے وزیر اعظم سے یهه کام لینے کا اختیار رکهتا تها ‡ اور اپني قلمرو کا اِنتظام بهت سے افسروں کے ذریعه سے اِسطرح پر کرے که ایک ایک قصبه اور گانوں پر حاکم مقرر کرے اور اُنپر دس دس قصبوں کا حاکم اور اُنپر سو سو گانوں اور قصبوں کا حاکم اور اُنپر هزار هزار گانوں اور قصبوں پر حاکم مقرر کرے اِن تمام حاکموں کو راجه مقرر کرے اور وه سب جرموں اور سزاؤں کي اِطلاع اپنے حاکم بالا دست کو کیا کریں اور هر گانوں یا ایک قصبه کے حاکم کو اُسکي خدمت کي عوض میں وه غله وغیره اور چیزیں ملا کریں جنکي پانیکا اُس گانوں یا قصبه سے راجه مستحق هو اور دس گانوں یا قصبوں کے حاکم کو دو هل کي زمین اور سو گانوں یا قصبوں کے حاکم کو ایک چهوٹے گانوں کي اراضي اور هزار گانوں کے حاکم کو ایک بڑے گانوں کي زمین ملے § *

اور یهه سب حاکم بڑے ذي رتبه اور صاحب اختیار گرداوروں کي نگراني میں رهیں اور هر بڑے قصبه یا شهر میں ایک گرداور رهے اور وه اُن تمام خرابیوں اور بد اِستعمالیوں کا اِنسداد کیا کرے جنمیں ضلع کے حاکم بالطبع مائل هوتے هیں || اور ملک کے تقسیم بالحاظ فوج کے بهي هووے یعنے

† باب ۷ اِشلوک ۵۴ سے لغایت ۶۹

‡ باب ۷ اِشلوک ۱۴۱

§ پهلي صورت یعني ایک گانوں کي حکومت کا معاوضه وه تهوڑا سا حصه هوتا تها جو اب بهي چودهاڑوں کو ملتا هے اور باقي تین صورتوں میں جو گانوں اُنکو ملتا تها اُسمیں سے زمین کي پیداوار کے اُس حصه کے وه مستحق هوتے تهے جو راجه کا پانتني هوتا تها

|| باب ۷ اِشلوک ۱۱۹ سے لغایت ۱۲۳

ایک ایک گروہ فوج کا ایک ایک حصہ ملک میں رہے جسکا افسر نہایت عمدہ شخص ہو یہہ ضرور نہیں کہ اُسکے ضلع کی حدیں ملکی حاکم کے ضلع کی حدوں کی مطابق ہوں *

محاصل کا بیان

ہر قسم کی کاشتکاری کی پیداوار کا وہ حصہ جو راجہ کا حق ہو اور تجارت کے محصول اور خوردہ فروشوں اور اور دکانداروں پر تھوڑا تھوڑا سالانہ محصول اور پیشہوروں سے ایک مہینے میں ایک دن کی بیگار ملک کا محاصل ہوتا هی † سوداگروں کے مال پر اُسکی اصل قیمت اور راہ خرچ اور خالص منافع کے لحاظ سے محصول لگانا چاہیئے محصول کی شرح یہہ هی کہ مویشیوں اور جواہرات اور سونے چاندی پر جو سال بھر میں سرمایہ پر بڑھے اسکا پچاسواں حصہ محصول ہو اور لڑائی کے وقت میں بیسویں حصہ تک زیادہ کرنے کا مضایقہ نہیں اور غلہ میں بارھواں یا آٹھواں یا چھٹا حصہ (بموجب زمین اور اُسکی کاشت کی محنت کے) مقرر ہو ‡ اور ضرورت میں اسکی بھی چوتھائی تک بڑھالینے میں تیز نہیں تمام سرکاری محاصل میں بھی ایک ایسی رقم معلوم ہوتی هی جو سب سے بڑہ کر ہو اور درختوں اور شہد اور خوشبوؤں اور گوشت اور اور بہت سی قدرتی پیداواریں اور مصنوعی چیزیں جو سال بھر میں ترقی پکڑیں اُنکی خالص ترقی کا چھٹا حصہ محصول قرار دیا جاوے § *

اور ہر ایک بیع و شرا کے منافع پر بحساب فیصدی بیس روپیہ سرکار کا حق هی ‖ لاوارث مال و متاع کا بھی راجہ هی مالک ہوتا هی اور تمام وہ مال بھی جسکا مالک موجود نہو تین بار اشتہار دینے کے بعد اگر دو

---

† باب ۷ اشلوک ۱۳۷ و ۱۳۸

‡ پرنتھسس میں جو لفظ ہیں انکو مسمی کارکا مفسر نے اصل متن پر زیادہ کر دیا هی *

§ باب ۷ اشلوک ۱۲۷ لغایت ۱۳۲

‖ باب ۸ اشلوک ۳۹۸ *

برس کی اندر اندر وہ نہ آجاوے راجہ کا ہو جاتا ہی † اور راجہ علاوہ اُن کانوں کے جو اُسکے خاص قبضہ میں ہوں اور تمام معدنیات کے نصف کا حقدار ہوتا ہی ‡ اور معلوم ہوتا ہی کہ بعض قسم کے اسباب میں یہہ حق بھی راجہ کا ہوتا تھا کہ جب تک اُنکے خرید کرنے سے وہ انکار نکرے کوئی خرید نکرسکے § *

کہا گیا ہی کہ منو کے مجموعہ میں علاوہ اِن حقوق کے جو بیان ہوئے راجہ کو کل ملک کی زمین کا مالک بھی ٹھہرایا گیا ہی اور اسبات کا ثبوت باب ۸ اشلوک ۳۹ سے جس میں راجہ کو زمین کا اعلی درجہ کا مالک قرار دیا ہی اور باب ۸ اشلوک ۲۴۳ سے بھی جس سے پایا جاتا ہی کہ زمین کا مالک اگر کاشت نکرے تو راجہ اُس سے باز پرس کریگا ہوتا ہی اِسکا بجواب یوں دیا گیا ہی کہ پہلے حوالہ کی تردید باب ۷ کے ساتویں اشلوک سے جسمیں راجہ کو دریاؤں اور آسمانوں کا مالک بیان کیا گیا ہی ہوتی ہی اور دوسرے حوالہ کو صحیح نہیں مانا جاتا ہی اگر وہ صحیح بھی ہو تو اُسمیں صرف یہہ مصلحت ہوگی کہ راجہ زمین کے مالک کی غفلت کے سبب سے اپنے حصہ سے محروم نرہے علاوہ اِسکے ایک اور مقام پر باب ۹ اِشلوک ۴۴ سے راجہ کا دعوی توڑ دیا گیا ہی یعنی اُسمیں لکھا ہی کہ زمین کا مالک وہ ہی جسنے جنگل کاٹا اور مفسر اِسکی اِسطرح تشریح کرتا ہی کہ جسنے زمین کو صاف کیا اور اُسپر کاشت کی لیکن تصفیہ اِسبات پر ہی کہ جب راجہ کا حصہ ایک چوتھائی یا ایک چھٹا قرار پاچکا تو باقی تین چوتھائی یا پانچ چھٹے حصوں کا مالک کوئی اور ہوگا جسکی زیادہ تر اُس زمین سے غرض متعلق ہوگی ‖ مگر یہہ عجیب بات ہی کہ اِس مجموعہ میں رعایا کے زمین

† باب ۸ اشلوک ۳۰ ‡ باب ۸ اشلوک ۳۹۹

§ باب ۸ اشلوک ۳۹

‖ رعایا کے زمین کے مالک ہونے پر جو دلائل ہیں وہ ولکس صاحب کی تاریخ میسور کے حصہ اول کے پانچویں باب میں مندرج ہیں اور تتمہ میں بھی ہیں اور مل صاحب کی تاریخ ہندوستان عہد انگریزی کی جلد اول کے صفحہ ۱۸۰ میں وہ دلائل جو راجہ کے زمین کے مالک ہونے پر ہیں لکھی ہیں

کے مالک هونیکي نسبت بہت کم اِشارہ کیا گیا هی حالانکہ بہت موقعوں پر اِسکا ذکر ضرور هونا چاهیئے تها البتہ صاف صاف بیان اِسبات کا آٹهویں باب میں اِشلوک ۲۹۲ سے ۲۶۵ تک جو زمین کي حدود کے بیان میں هي کیا گیا هی اور باب ۹ اِشلوک ۴۹ و ۵۲ سے لغایت ۵۴ میں یہہ بات سمجهہ لینے سے ثابت کي گئي هی کہ ایک شخص کا بیج دوسرے شخص کي زمیں میں بویا گیا هی اور باب ۴ اِشلوک ۲۳۰ و ۲۳۳ میں زمین کے هبہ اور وقف کرنے کا ذکر اِسطرح پر کیا گیا هی کہ لوگوں کو زمین کے بخشنے کا حق تها مگر اِن دونوں آخر کے فقروں کے یہہ بهي معني سمجهے جاسکتے هیں کہ زمین کي ملکیت کا حق صرف راجہ یا کل گانوں کو حاصل تها اِس مجموعہ میں ورثہ کے تقسیم اور رهن کے قواعد اور جلا وطنوں کي ملکیت کے احکام اور لوگوں کي دولت کے بیان میں هر قسم کي ملکیتوں کا ذکر هی مگر زمین کا مطلق ذکر نہیں اگر باب ۸ کے اِشلوک ۲۶۲ سے ۲۶۵ تک کي سند نہوتي جسکا اوپر ذکر هوا تو هم ضرور یہہ سمجهتے کہ زمین گانوں والوں کے آپس میں تقسیم تهي جیسا کہ اب بهي هندوستان کے بہت سے مقاموں میں هی اور یہي قاعدہ شاید عام هوگا اور لوگوں کو گانوں میں کي وقف زمینوں میں سے یا راجہ کے حصہ پیداوار میں سے اِنعام و اکرام ملتا تها *

دربار کا بیان

راجہ کو هدایت کي گئي هی کہ اپني راجدهاني اپنے ملک میں سے ایسے مقام پر قرار دے جو نہایت زرخیز اور سر سبز و شاداب هو اور اُس تک مخالفوں کي رسائي مشکل هو اور حملہ کرنیوالوں کو رسد نہ ملے اور اپني گڈهي کو سپاهیوں اور ذخیروں سے همیشہ معمور رکهے اور اُسکے بیچا بیچ میں اپنا محل نہایت شاندار اور ایسا مستحکم بناوے کہ اُسمیں بهي دشمنوں کے حملہ سے پناہ مل سکے اور درختوں اور چشموں

سے بہو سبز و شاداب رکھے اور ایک ایسی رانی پسند کرلے جو عالی
خاندانی اور حسن میں شہرۂ آفاق ہو اور گھر کا پروھت مقرر کرے † *
راجہ رات کے پچھلے پہرے اُٹھکر بلدان اور پوجا پاٹھ کرکے ایک عمدہ
اور نفیس دیوان خانہ میں دربار کرے اور اپنی رعایا پر مہربانی اور شفقت
کی نظر رکھے اور بعد اِسکے کہیں جنگل میں درختوں کے جھرمٹ میں
یا پہاڑ وغیرہ کی کسی بلندی پر جہاں کسی غیر کا گذر نہو اپنے مشیروں
کو جمع کرے اور بولنیوالے جانوروں اور عورتوں کی بھی احتیاط رکھے پھر
ورزش اور اشنان کرکے اپنے خاص کمرہ میں کھانا کھاوے اب اسوقت اور
ادھی رات کو اپنے گھر کے اِنتظام اور اپنے بیچ کے نوکروں کی موقوفی بحالی
اور اپنے ذاتی کاموں کو انجام دے ‡ اسکے بعد کچھہ تفریح طبع بھی کرے
بعدہ فوج کا ملاحظہ کرے اور دن چھپے مذہبی فرض جسکو سندھیا کہتے
ھیں ادا کرکے قاصدوں کے کاغذات سنے اور اِس کام سے فارغ ہوکر اپنے خاص
خلوتخانہ میں رات کا کھانا کھاکر اور کچھہ دیر رقص و سماع سے دل بہلاکر
آرام کرے § *

مگر یہہ معقول اور خوشنما سلسلہ بسر اوقات کا اُن بہتسی احتیاطوں
سے توڑا گیا ھی جنکے سبب سے ایشیا کے بادشاھوں کے تمام حظ زندگی میں
خلل پڑتا ہے چنانچہ یہہ ھدایتیں کی گئی ھیں کہ راجہ کی رسوئی نہایت
معتمد آدمی پروسا کریں اور کھانے کے ساتھہ ھی زہر کی دفع کرنیوالی دوا
بھی موجود رھا کرے اور جبکہ وہ ایلچیوں کو دربار میں بلاے یا کسی اور
موقع پر ملاقات کرے تو مسلح ھو خالی ھاتھہ نرھے اور اپنے محل کی
خادمہ اور چھوکریوں کی اِس اندیشہ سے تلاشی لیا کرے کہ اُنکے پاس
کچھہ ھتیار پوشیدہ نرکھے ھوں غرض کہ اندر باھر اُسکو ھمیشہ اپنے دشمنوں
کی سازشوں سے ھوشیار رھنا چاھیئے اِس مجموعہ کے اِس باب حکومت میں

† باب ۷ اِشلوک ۶۹ لغایت ۷۸
‡ باب ۷ اِشلوک ۱۴۵ لغایب ۱۵۱
§ باب ۷ اِشلوک ۲۱۶ لغایت ۲۲۵

میں بہت سے قواعد غیر ملکي معاملات کے هیں که کسطرح غیر ملکوں کے ساتھه پیش انا اور کسطرح جنگ اور صلح کرنا چاهیئے اور یہه سب باتیں اُن بہتسي دلیلوں کے ثبوت سے جنسے ظاهر هوتا هی که هندوستان نہایت قدیم زمانه میں بہت مختلف چھوتي چھوتي سلطنتوں میں منقسم تها اور نیز اُن آثار کے سبب سے جنسے معلوم هوتا هی که لوگ تربیت یافته تهے از بس دلچسپ هیں مثلاً لکها هی که راجه اپني حفاظت نہایت هوشیار اور چوکنا رهنے اور ساز و سامان درست رکھنے سے کرے کبهي دغا اور فریب کام میں نه لاوے کوئي کام دهوکه کا نکرے † دشمن کے ٹالنے کي چار تدبیریں هیں اول تو کچهه نذر و نیاز دیدینا دوسرے اُسکے رفیقوں میں پهوٹ ڈلوا دینا تیسرے خط کتابت سے صلح کرلینا چوتهے بدرجۂ مجبوري لڑنا کهتے هیں که عقلا پچهلے دونوں طریقوں کو ترجیح دیتے هیں ‡ راجه اپنے نہایت قریب همسایوں اور اُن راجاؤں کو جنسے صلح هو دشمن سمجهے اور اُنسے بعید کے رهنیوالوں کو دوست اور اُنسے بهي بعید کے راجاؤں کو نه دوست نه دشمن § یہه بات قابل اِطلاع کے هی که مشکلوں کے دفعیه کي جو تدبیریں بنائي گئي هیں اُنمیں اپنے آپ سے قوي سلطنت کي پناه پکڑنا عمده تدبیر هی || مگر معلوم هوتا هی که اِس پناه لینے میں اُس سلطنت کا بالکل مطیع اور فرمانبردار هوجانا هوتا تها اور جس موقع پر آخر میں اِس پناه کا ذکر کیا گیا هی وهاں راجه کو یہه هدایت کي گئي هی که اگر وه اِس پناه کو اپني نسبت کوئي برائي سمجهے تو باوجود سخت مصیبت کے اور ضعیف هونے کے دشمن کے مقابله پر بلا خوف و خطر سخت لڑائي میں مستقل رهے * سلطنت کے غیر ملکی اُمور اور لڑائي کے

---

† باب ۷ اِشلوک ۱۰۳ و ۱۰۴

‡ باب ۷ اِشلوک ۱۰۹

§ باب ۷ اِشلوک ۱۹۸

|| باب ۷ اِشلوک ۱۶۰

* باب ۸ اِشلوک ۱۷۵ و ۱۷۶

کار و بار میں جاسوسوں کي اشد ضرورت ظاهر کي گئي هی جو لوگ اِس
کام پر طرح طرح کے مامور هوں اُنکے ذرا ذرا اوصاف لکھے گئے هیں چنانچه
اُن هي میں سے بعضے قسم کے اب بهي هندوستان میں هوتے هیں اُنمیں سے
کچهه تو متنفني چالاک دهوکا دینے کے لیئے بڑے پوجاریوں کي صورت
بنائے رهتے هیں اور کچهه مصیبت زده کاشتکار کي حالت میں رهتے هیں
اور کچهه خراب خسته سوداگر کے لباس میں هوتے هیں † *

لڑائي کا بیان

لڑائي کے قواعد بہت سیدهے سادے هیں اور برهمنوں نے جو اُنکو لکها هی
اِسلیئے اُنمیں وه خوبي نهیں پائي جاتي جو اجکل هندوستانیوں سے ظهور
میں اتي هی اور اُسکے سبب سے هندوستاني ممتاز هیں لشکر کشي کا
قاعده یوناني جمهوري سلطنتوں یا روم کے اِبتدائي قاعده لشکر کشي سے
مشابه هی اور یهه قاعده به نسبت ان بڑے بڑے ضلعوں کے جو اجکل
هندوستان میں موجود هیں بہت چهوٹے چهوٹے ضلعوں کے لائق اور
مناسب معلوم هوتا هی *

لکها هی که جب فصل ربیع کٹ چکے جب راجه چڑهائي کرکے سیدها
دشمن کي دارالخلافت پر جاوے اور ایک اور مقام پر لکها هی که ایک قلعه
کے اندر سو آدمي محافظ دس هزار دشمنوں کے مقابله کے واسطے کافي
هیں اِس سے ظاهر هوتا هی که محاصره کا تو ذکر کیا هی حمله کي تدبیر
و فن میں بهي پناه لینے کے فن سے نهایت کمي تهي اور اگر دشمن مقابله
نکرے تو راجه اُسکے ملک میں اُسوقت تک لوٹ کهسوٹ کرتا رهے اور
اُسکے سرداروں سے سازش کرے که دشمن مجبور هوکر اُس سے ایسي لڑائي
لڑے جو اُسکے حق میں مفید هو ‡ اور بہتر یهه هی که اُسکو ایسا لاچار
کرے که اطاعت کے عہد و پیمان کرلے اور فوج میں سوار اور پیادے دونوں

† باب ۷ اِشلوک ۱۵۴

‡ باب ۷ اِشلوک ۱۹۱ لغایت ۱۹۷

قسم کے سپاهی هوتے تھے اور سوار اور پیادے دونوں تیر و کمان اور ڈهال تلوار باندهتے تھے اور لڑائی میں هاتهي بہت کام دیتے تھے اور منو کے وقت تک بهي هاتهي اور رتهه فوج کا بڑا حصه هوتے تھے *

فوج کے کوچ کرنے اور لڑنے کے مختلف قاعدے اِس مجموعه میں کچهه کچهه بیان کیئے گئے هیں راجه کو هدایت کي گئي هی که اپني فوج میں مغربي هندوستان کے آدمیوں کو نوکر رکھیں وهاں اب بهي جوانمرد هوتے هیں اپني فوج کو راجه اپني مردانگي دیکها کر دلیر کرے اور صف آرائي کے وقت مختصر اور بڑهاوے کي گفتگو سے اُنکے دل بڑهاوے غنیمت کا مال جو لوٹے وهي اُسکا مالک هو اور اگر بهئیت مجموعي هاتهه آوے تو فوج پر تقسیم کردیا جاوے † لڑائي کے قانونوں سے تمیز اور انسانیت پائي جاتي هی چنانچه زهر کے بجهے هوئے اور آتشین تیروںسے لڑنے کي ممانعت هی اور بہت حالتوں میں دشمن کو برباد کرنا هرگز جائز نہیں مثلاً جو لوگ مسلح نهوں یا زخمي هوں یا جنکے هتیار بیکار هوگئے هوں اور وه اپنے آپ کو حواله کردیں اُن سب کو امن دیني چاهیئے اور ممانعتوں میں اِس سے بهي زیاده جوانمردي پائي جاتي هی چنانچه گهوڑے یا رتهه کے سوار کو جائز نہیں که پیاده پر حربه کرے یا جو شخص تهک کر بیٹهه گیا هو یا دوسرے سے لڑ رها هو یا بهاگتا هو اُسکو بهي مارنا درست نہیں ‡ *

ملک مفتوحه کا بندوبست بهي ایسي هي عمده فیاضي کے اصولوں پر مبني هی چنانچه اشتہار کے ذریعه سے فوراً سلامتي اور حفاظت کا رعایا کو یقین دلانا چاهیئے اور اُس ملک کے جو قوانین اور مذهب هوں اُنکي رعایت اور پاس و لحاظ کیا جاوے اور جسدم یهه یقین هو جاوے که مفتوحه قوم اعتماد کے قابل هی اُسکے قدیم خاندان شاهي میں سے ایک شخص کو راج گدي پر بیٹهاکر اپني مطیع حکومتوں میں شمار کرلیا

† باب ۷ اشلوک ۹۶ و ۹۷

‡ باب ۷ اشلوک ۲۰۱ لغایت ۲۰۳

جاوے † یہہ بات قابل اطلاع کے ھی کہ راجہ کے ذاتي نوکروں کي تنخواہ
تو ذرا ذرا تفصیلوار بیان کي گئي ھی مگر فوج کي تنخواہ کي نسبت
یا اُسکي پرورش کے کسي ذریعہ کي نسبت ایک حرف بھي نہیں کہا گیا
اس زمانہ کي ہندو قوم کے طریق کے دیکھنے سے یہہ قیاس ھوسکتا ھی کہ فوج
کي پرورش سرداروں کو جاگیروں میں اراضیات مقرر کرنے سے ھوتي ھوگي
اگر یہہ طریق اُسوقت میں جب کہ منو کا مجموعہ بنا مروج ھوتا تو کو
کوئي قاعدہ ان سرداروں کي حاضر باشي اور اُنکي جاگیروں پر راجہ کے
اختیار کي مقدار باقي رھنے کے لیئے مقرر ھوتا مگر یہہ ممکن نہ تھا
کہ ملک کے اندروني بندوبست میں ان سرداروں کے ایک بڑے گروہ کا
کچھہ تذکرہ نہوتا یہہ ھوسکتا ھی کہ ہر ایک سپاھي کو علحدہ علحدہ
زمین دیدیئے ہئے جیسے کہ جنوبي ہندوستان میں (جہاں مسلمانوں کا
بہت کم گذر ھوا) اب بھي رواج ھی تنخواہ دیجاتي ھو اِس راے کي اس
بات سے بھي کچھہ استعانت ھوتي ھی کہ ملکي کار و بار کے افسروں کو
بھي جاگیروں کے ذریعہ سے تنخواہ دیجاتي تھي ‡ اور ایک مقام سے معلوم
ھوتا ھی کہ سلطنت تقسیم نہیں ھوتي تھي بلکہ راجہ کے ایک بیٹے کو
غالباً بموجب ہندو قانون کے اُس بیٹے کو جسکو اُسکا باپ نہایت لئیق
سمجھتا تھا پہونچتي تھي *

---

† باب ۷ اشلوک ۹۰ لغایت ۹۳

‡ دیکھو باب ۷ اشلوک ۱۱۹ کو جسکا ھم حوالہ دیچکے ھیں

———*———

تیسرا باب

عدل و انصاف کے بیان میں

عام قاعدے

حکم ھے کہ راجہ خود برھمنوں اور اور مشیروں کي استعانت سے دادرسي کرے † یا اس کام کو ایک ایسے برھمن کي سپرد کیا جاوے جسکے تین اور ھمقوم مددگار سرکاري پنچ ھوویں ‡ اور مقدمات سیاست یعني فوجداري کے لیئے کوئي علاحدہ انتظام نہیں کیا گیا لیکن قوانین کے عام منشاء سے مفہوم ھوتا ھی کہ بہ نسبت معاملات دیواني کے راجہ زیادہ تر فوجداري پر متوجہہ رھا کرے*

منو کے مجموعہ میں اُن مقاموں کا جنمیں دادرسي کي جاوے کچھہ ذکر نہیں ھوا ھی اسلیئے یہہ قیاس ھو سکتا ھی کہ اُن آبادیوں میں جو راج دھاني سے فاصلہ پر ھوتے ھونگي راجہ کیطرف سے نیابتاً کوئي حاکم عدالت کا کام کرتا ھوگا § راجہ ایسے قرضہ کي نالشوں میں جسکي

† باب ۸ اشلوک ۱ و ۲

‡ باب ۸ اشلوک ۹ و ۱۱

§ یہہ بات جسکا ذکر ھوا ھندوؤں کے قدیم طریقہ کي رو سے جو اور کتابوں میں مندرج ھی غیر محقق ھی کیونکہ اُن کتابوں سے معلوم ھوتا ھی کہ راجہ ملک کے خاص خاص مقاموں میں منصف حاکم مقرر کرتے تھے اور تین قسم کے پنچایتوں کا بھي قانون تھا جو اُن منصف حاکموں کي تجویز سے بنتے تھے اول برادري کے لوگوں کي پنچایت دوسرے ھم پیشہ لوگوں کي تیسرے ھموطنوں کي پنچایت ھوتي تھي اول پنچایت کا اپیل دوسري کے روبرو اور دوسري کا اپیل تیسري کے روبرو ھوتا تھا اور ان سب کا اپیل ضلع کي عدالت میں ھوتا تھا اور ضلع کي عدالت کا راجدھاني کي اعلی عدالت میں اور اعلی عدالت کا اپیل خود راجہ کے دربار میں ھوتا تھا جسمیں راجہ کے وزیر اور منصف اور راجہ کے گرو ھوتے تھے اگرچہ یہہ سب مشیر راجہ کے راج کو صلاح دے سکتے تھے مگر تصفیہ صرف راجہ ھي کي راے پر منحصر ھوتا تھا لیکن اس سررشتہ کے کمال کا زمانہ صحیح بیان نہیں کیا گیا — کولبروک صاحب کي تحقیقات ھندو راجاؤں کي عدالت کے باب میں جو رائل ایشیاٹک سوسئیٹي کي جلد دو صفحہ ۱۶۶ میں مندرج ھی

تحقیقات کے بعد خود مدعاعلیه قبول کرلے فیصدي پانچ روپیه پانیکا مستحق هوتا تها اور اور سب ایسے مقدموں میں جنمیں مدعاعلیه انکار پر مستقل رهے اور عدالت میں دعوي مدعي کا صحیح ثابت هو فیصدي دس روپیه راجه کا حق هی † غالباً یهه فیس حکام مجوز لیتے هونگے جسکے سبب سے اُس قانون میں کچهه خلل نهیں آسکتا جسکا یهه منشاء هی که برهمن کسي خدمت کي عوض میں کچهه اجرت یا تنخواه نه لیوے حکام مجوز تحقیقات کے وقت فریقین اور گواهوں کے چهرے اور اشارے اور طرز کلام کي طرف اچهي طرح دهیان لگائے رهیں اور ضلعوں کے رسم و رواج اور قوموں کے خاص قانون اور کنبوں کے خاص قاعدوں اور سوداگروں کے دستوروں کا پابندي ز لحاظ رکهیں اور جو اصول که پہلے حاکموں نے قایم کیئے هوں بشرطیکه رسم و رواج وغیره کے خلاف نه هوں اُنکے هي بموجب انفصال خصومات کریں راجه اور اُسکے ماتحت حاکموں کو چاهیئے که ایسي حرکات و سکنات نکریں جنسے لوگوں میں جهگڑے تصے بڑهیں اور جو مقدمه حسب ضابطه دایر هوا هو اُسکے فیصل کرنے میں سستي نکریں ‡ جو راجه رعایا سے اُنکي نگهباني اور حفاظت بخوبي نکر کے محاصل وصول کرتا هی وه ایک نهایت بڑے سخت مجرموں میں شمار کیا جاتا هی § راجه کو هدایت کي گئي هی که جو لوگ ایسے نالشي هوں جو غصے سے بهرے هوں اُنکي اور بیمار اور بوڑهے آدمیوں کي سخت کلامي اور درشتي کي برداشت کرے || اور یهه بهي اُسکو تاکید کي گئي هی که کوئي مقدمه بدون مشوره قانون داں لوگوں کے اپني هي رائے سے فیصل نکرے * اور اسبات کي بهي بهت ممانعت راجه کو کي گئي هی که جس

---

† باب ۸ اِشلوک ۱۳۹

‡ باب ۸ اِشلوک ۴۱ لغایت ۴۶

§ باب ۸ اِشلوک ۳۰۷

|| باب ۸ اِشلوک ۳۱۲

* باب ۸ اِشلوک ۳۹۰

امر کا ایکمرتبہ قانون کي رو سے تصفیہ هوچکا هو اُسمیں پھر دست اندازي نکرے † اور مقدموں کي تحقیقات میں ضابطہ کا پابند رهے ‡ *

قانون سیاست

قانون سیاست سخت اور ایسا جاهلانہ هی کہ منو کے مجموعہ کے اُس حصہ کے دیکھنے سے جسمیں اسکا بیان هی اور مذهبي کفارے معلوم هونے سے طبیعت پر ایسي بري تاثیر هوتي هی جو اور قواعد کے دریافت کرنے سے قدیم هندوؤں کي لیاقت کی نسبت هرگز نهوتي مگر وہ قانون بجز اُن حالتوں کے جنمیں خیالات باطل یا ذات کے تعصبوں کا دخل هی غایت درجہ کا سخت نهیں اگر کسي موقع پر سزائیں نہایت سخت هیں تو کسي دوسرے موقع پر نہایت نرم بھي هیں جسم کے اعضا کا کاٹنا بخصوص هاتھہ کا جیسا کہ تمام ایشیا کے قوانین میں داخل هوتا هی اِس قانون میں مندرج هی جو مجرم برهمنوں کي نسبت جرم کرتے هیں اُنکي سزاؤں میں سے ایک سزا زندہ جلا دینا هی لیکن اکثر اور تمام قدیم قوموں کے قوانین کي نسبت هندوؤں کے قوانین کو اِس بات کي عزت هی کہ گواهوں اور اُن لوگوں سے جنپر جرم لگایا گیا هو بجبر اور جسماني ایذا دیکر جرم کا اقرار نهیں لیا جاتا هی اِس قانون میں جو ایک بد نظمي اور بے ترتیبي پائي جاتي هے اِس سے ثابت هوتا هے کہ یہہ قانون قدیم زمانہ کے طریق سے اخذ کیا گیا هی اِس مجموعہ کي تالیف کے وقت اُسمیں اِس قانون کا داخل هونا اِسبات کا ثبوت هی کہ لوگوں کي حالت بخوبي ترقي پر نہ پهنچي تهي اگرچہ یہہ غالب هے کہ اُسکے بعضے حصوں کو اِبتدا هي میں بہت سے معقول قاعدوں سے بلا سند ترمیم کیا گیا هی جیسا کہ اب بھي هندوؤں کے ملکوں میں هوتا هی کہ قدیم قاعدوں کے بجاے بعض معقول قاعدے اختیار کرلیئے جاتے هیں اور اِسمیں کچھہ شبہہ نهیں معلوم هوتا کہ یہہ خونریز سخت

---

† باب ۹ اِشلوک ۲۳۳

‡ باب ۸ اِشلوک ۴۵

قانون جو مذهب اور پوجاریوں کي طرفداري سے اُس برهمن مصنف نے اپنے خیال میں قانون کي تکمیل سمجهه کر داخل کیا هی اُسور کوئي چهتري راجه کاربند نهوتے هونگے † *

اُس قانون میں سزائیں اگرچه في نفسه کچهه بهت سخت نهیں مگر همیشه کےجرم کے مناسب نهیں معلوم هوتي هیں اور اکثر اُنکو ایسا گول گول یا کبهي کچهه اور کبهي کچهه بیان کیا هی که مجرم کي بد قسمتي سے فتوی بالکل مشتبهه رهجاتا هی اور یهه دونوں نقصان منفصله ذیل مثالوں سے ثابت هیں پوجاري کا قتل اور شراب پینا اور پوجاري کا سونا چورانا اور عورت کا اپنے حقیقي باپ یا دهرم کے باپ سے زنا کرانا یهه سب جرم ایک قسم میں داخل هیں اور ایک هي سزا ان سب کے لیئے مقرر هی ‡ اور وه سزا اول تو یهه بیان کي گئي هی که پیشاني پر داغ دینا اور جلا وطن کرنا اور انسانوں کي صحبت سے بالکل خارج کرنا بشرطیکه اُس جرم کا کفاره § ندیا جاوے جو پیشاني پر داغ دینے کي عوض میں ایک بهت بڑا جرمانه دینا پڑتا هی اور یهه سزا هر فرقه کے ساتهه متعلق هی مگر اُسکے بعد هي یهه هدایت کي گئي هی که اگر پوجاري مجرم هو اور کفاره ادا هونا قرار پاوے تو وه اوسط جرمانه ادا کریگا اور اپنے مال و متاع اور کنبه سے محروم نکیا جاویگا حالانکه حکم یهه هی کہ اور فرقه کا آدمي بالاراده جرم کرنے کي صورت میں بعد دینے کفاره کے بهي سزاے موت کا سزاوار هوتا هی || *

---

† کتاب ڈائیکارث میں جو ایک نهایت قدیم سانک سنه عیسوي کے شروع کا لکها هوا هی یهه لغو عزت برهمنوں کي اُس سے بالکل ثابت نهیں هوتي چنانچه راجه ایک برهمن کي نسبت جسپر قتل کا جرم ثابت هوا سولي دینے کا حکم دیتا هی اور اگرچه بعد اُسکے رعایا نے بغاوت میں کامیاب هوکر راجه کو تخت پر سے اُتار دیا اور برهمن کي بے گناهي ثابت هوئي مگر راجه کے ذمه کوئي الزام اسبات کا نهیں لگایا گیا که اُسنے منو کے قانوں کے خلاف عمل کیا

‡ باب ۹ اشلوک ۲۲۵

§ باب ۹ اشلوک ۲۳۷

|| باب ۹ اشلوک ۲۴۱ و ۲۴۲

اِس سے بھي زیادہ تر زنا اور مقدمات زنا کي سزاؤں میں اختلاف هی کسي تیرتھ کے مقام پر یا جنگل میں یا ایسے مقام پر جہاں دو دریا ملتے هوں کسي غیر عورت سے باتیں کرنا یا پھول وغیرہ تحفہ میں بھیجنا اُسکے لباس اور زیور کو چھونا ایک پلنگ پر بیٹھنا مقدمات زنا میں داخل هیں † مگر سزا اِن سب جرموں کي جسم میں ایسي کچھہ علامتیں قائم کرکے جلا وطن کر دینا هی جنسے هنسي اور حقارت هو ‡ مگر پھر ایک مقام پر یہہ صاف صاف بیان کیا هی کہ زنا کي سزا میں عورت کو کتوں سے تڑوایا جاوے اور مرد کو گرم توے سے جلایا جاوے § اور ایک اور مقام سے معلوم هوتا هی کہ زنا کي بلا رو رعایت پانسو سے هزار پنوں تک جرمانہ کي سزا هی || البتہ سزا اُس شخص کي حیثیت اور قدر و منزلت کے مناسبت سے کم و بیش هوتي هی جسکے ساتھہ جرم کیا گیا هو یہاں تک کہ اگر کوئي سپاهي بھي کسي برهمني کے ساتھہ جو نہایت پاکدامن مشہور هو اور اُسکي نگراني بھي اچھي طرح کي گئي هو زنا کرے تو اُسکو خشک گھاس یا سرکنڈوں کي آگ میں زندہ جلانے کا حکم هی * اِن اختلافوں کا صرف یہہ عذر هوسکتا هی کہ مولف مجموعہ نے مختلف زمانہ کے قوانین کو لکھدیا یا مختلف سندوں کے قوانین کو بلا لحاظ اِس بات کے مندرج کردیا هی کہ اُنکے آپسمیں کیا تعلق ظاهر هوگا *

قتل کي کوئي علانیہ سزا نہیں پائي جاتي ایک مقام ¶ سے یہہ معلوم هوتا هی کہ قتل اور آتش زني اور غارت گري بہت بڑے جرم هیں اور جو خفیف سزائیں اور مقاموں پر اِن کے واسطے بیان کي گئي هیں

† باب ۸ اشلوک ۳۵۴ و ۳۵۷
‡ باب ۸ اشلوک ۳۵۲
§ باب ۸ اشلوک ۳۷۱ و ۳۷۲
|| باب ۸ اشلوک ۳۷۲ و ۳۸۲ لغایت ۳۸۵
* باب ۸ اشلوک ۳۷۷
¶ باب ۸ اشلوک ۳۴۴ لغایت ۳۴۷

وہ ایسی صورتوں سے متعلق ھیں جنمیں عمداً اِن جرموں کا اِرتکاب نہوا
ھو لیکن اِسکے بعد جو خاص خاص آدمیوں کا قتل نہایت سنگین † جرم
قرار دیا ھی تو یہہ بات مشتبہہ ھی کہ عموماً اِن جرموں کی کیا سزا ھی
چوری کی سزا اگر شی مسروقہ نہایت تھوڑی ھو تو جرمانہ ھی اور جو
بہت ھو تو ھاتھہ کاٹا جاتا ھی اور اگر چور معہ مال مسروقہ گرفتار ھو تو
وہ نہایت سنگین جرم کا مُرتکب قرار پاتا ھی ‡ جو لوگ چوری کا مال
خریدیں یا چور کو پناہ دیں اُنکے لیئے بھی چور کے برابر سزا معین ھی §
یہہ بات لِحاظ کے قابل ھی کہ خفیف چوری میں اگر برھمن مجرم ھو تو
شودر کی نسبعد آتھہ گنا اُسپر زیادہ جرمانہ ھوتا ھی اور اِسیطرح ھر فرقہ
کی قدر ومنزلتٔ کی مُناسبت سے سزا کم و بیش ھوتی تھی ‖ اور اگر
راجہ مرتکب کسی جرم کا ھو تو اُسکو ھزار گنا جرمانہ زیادہ دینا پڑتا ھے *
قزاقی میں اُس ھاتھہ یا پاوں کے کٹنے جانے کی سزا ھوتی تھی جس سے
قزاق مرتکب اُس جرم کا ھوا ھو اور اگر اُس قزاق کا جسمانی ایذا پہنچانا
بھی ثابت ھوتا تھا تو اور بھی زیادہ سخت سزا دیجاتی تھی اور جو
لوگ قزاقوں کو پناہ دیتے یا کھانا کھلاتے یا ھتیاروں سے مدد کرتے تھے اُنکو
پھانسی کی سزا ملتی تھی بادشاھی فرمانوں میں جعلسازی کرنا بڑے بڑے
وزیروں میں نزاع پیدا کرانا اور بادشاہ کے دشمنوں سے سازش کرنا اور عورتوں
یا بچوں یا پوجاریوں کو قتل کرنا یہہ سب ایک ھی قسم کے جرم قرار
پائے ھیں ‡ جو لوگ راجہ کی علانیہ نافرمانی کریں یا اُسکے خزانہ کو
لوتیں یا گھوڑے رتھہ وغیرہ سواریوں کو چورایں وہ سب سنگین سزا پاتے
ھیں اور مندر میں نقب لگانے والے کو بھی ویسے ھی سزا دیجاتی ھی ††

† باب ۹ اشلوک ۲۳۲
‡ باب ۹ اشلوک ۲۷۰
§ باب ۸ اشلوک ۳۳۷ و ۳۳۸
‖ باب ۹ اشلوک ۶۷۸
* باب ۹ اشلوک [illegible]
‡ باب ۹ اشلوک [illegible]
†† باب ۹ اشلوک [illegible]

گتهه‌کٹوں کي سزا اول تو اُنکي اونگلیوں کا کاٹنا اور دوسرے هاتهه کاٹنا تیسرے اور بهي سخت سزا هی *

جهوٹي گواهي کي عام سزا جلا وطن کونا معه کسیقدر جرمانه کے هی مگر برهمن اِس جرم کا مرتکب هووے تو صرف جلا وطن هي کیا جاتا هی † اور جو لوگ کسي بستي ‡ کو لٹتے دیکهیں اور غارتگروں سے اُنکو نه بچائیں یا کوئي پشته دیوار وغیره پناه کي چیز کو توڑنے والوں کے هاتهه سے بچانے میں مدد نکریں اور شاه راه عام کے قزاقوں کے دفع کرنے میں کوشش نکریں اُنکو بهي جلا وطني کي سزا دیجاوے جو سرکاري چوکیدار چوروں کو گرفتار یا اُنکا مقابله نکریں اُنکو بهي چوروں هي کیطرح سزا ملے § قمار باز اور جوئے کا بهیر رکهنیوالے جسماني سزا پاتے هیں || اکثر جرموں کي سزا جرمانه هي هی اگرچه بعض وقت اور قسم کي بهي سزا دیجاتي هی اور کسي جرمانه کي تعداد هزار پنه سے زیاده اور ڈهائي سو سے کم نهو * هتک عزت کي سزا اور سب کے لیئے اِسي قسم کي هی مگر شودر کے اِس جرم میں کوڑے مارے جاتے هیں مگر یهه غور کرنیکے قابل هی که شودر کي عزت بهي جرمانه کي سزا دینے سے محفوظ رکهي گئي هی گو برهمن هي کیوں نه اُسکا هتک کرے اُسکو بهي جرمانه کي سزا دیجاویگي ⟊ *

قوموں کي سزاؤں میں سے بد زباني یعني دشنام وغیره کي سزا میں بهت سا اختلاف ظاهر هوتا هی مگر اِس سے بهي تربیت یافته طبیعت

---

† باب ۸ اِشلوک ۱۲۰ لغایت ۱۲۳

‡ باب ۹ اشلوک ۲۳۷ اگر اِس قانون سے غیر ملکي دشمن مراد نهیں هی تو اِس سے ثابت هوتا هی که قزاقي جو ڈاکا مشهور هی اُسوقت میں بهي هوتي تهي جبکه یهه مجموعه تالیف هوا تها

§ باب ۹ اِشلوک ۲۷۲

|| باب ۹ اِشلوک ۲۲۳

* باب ۸ اِشلوک ۱۳۸

⟊ باب ۸ اِشلوک ۲۶۷ لغایت ۲۷۷

کي علامتیں پائي جاتي هیں اُن لوگوں کو بھي کچھہ تھوڑے سے جرمانه کي سزا معین هي جو کسیکو بسبب کسي قدرتي عیب مثل لنگڑے لولے پن کے چھیڑیں اور چڑاویں گو وہ سچ هي کیوں نه کہتے هوں ‡ مار پیٹ میں اگر صرف خون نکل آوے تو مارنیوالے پر سو پنه کا جرمانه هي اور زخم آجاوے تو اور زیادہ تعداد کا جرمانه اور جو هڈي ٹوٹ جاوے تو جلاوطني کي سزا هي ‡ فرقوں کي سزاؤں میں جو کچھہ بڑا اختلاف هي وہ اوپر بیان هوچکا هي § *

جو لوگ اپني جان و مال کي حفاظت کے لیئے اُن حالتوں میں که وہ اپنے کام سے جبراً روکے جاویں یا ناحق اُنپر کوئي حمله کرے کسیکو ایذا پهنچاویں تو اُنکے لیئے مناسب قانون بنائے گئے هیں ‖ اندها دهوندي سے تیزي کے ساتھہ سواري دوڑانے کي سزا بقدر نقصان اِنسان کي جان جانے سے لیکر ایک ناچیز جانور کے مرنے تک جرمانه هي * جو لوگ شاہ راہ عام کو نجس اور خراب کریں اُنکے لیئے سواے اُس نجاست کے صاف کرنے کے کسیقدر جرمانه کي بھي سزا هي ‡ جو وزیر معاملات ذاتي میں رشوت لیں اُنکي سزا اُنکے مال و متاع کا ضبط هونا هي †† کھیتوں وغیرہ کے مینڈ باڑ اور مٹي کے بت توڑنے اور کهري جنسوں کو کهوٹا کرنے اور خرید فروخت میں دهوکا اور فریب دینے اور جراحوں یا طبیبوں کي بے هنري سے مریضوں کو ضرر پهچنے کي سزا ڈهائي سو پنه سے لیکر پانسو پنه تک جرمانه هي ‡‡ لیکن خراب غله کو اچھے غله میں بیچنے کے لیئے جسماني

† باب ۸ اِشلوک ۲۷۴
‡ باب ۸ اِشلوک ۲۸۴
§ باب اول جو درباب مقرر کرنے فرقوں اور اُنکے کار و بار میں بیان هوا هي
‖ باب ۸ اِشلوک ۳۴۸ وغیرہ
* باب ۸ اِشلوک ۲۹۰ لغایت ۲۹۸
‡ باب ۹ اِشلوک ۲۸۹ و ۲۸۳
†† باب ۹ اِشلوک ۲۳۱
‡‡ باب ۹ اِشلوک ۲۸۴ لغایت ۲۸۵

سخت سزا هی † اور اِس سے بهي زیادہ سخت اور نا اِنصافي کي سزا یہہ هی کہ اگر سنار کا کوئي فریب سونے چاندي میں ثابت هو تو اُستروں سے اُسکا جسم قیمہ کرکرکے قتل کیا جاوے ‡ جن جرموں کي سزا قوانین کے اور مجموعوں میں نہیں لکھي گئي هی اُنکي سزا بلالحاظ مناسبت جرم کي اِس مجموعہ میں مندرج هی چنانچہ ما باپ یا زوجہ کے چھوڑنے پر چھہ سو پنہ جرمانہ هی اور اپنے همسائیوں کو کسي اپنے جلسہ اور تقریب میں نہ طلب کرنے پر ایک ماشہ چاندي جرمانہ هی § *

پولیس کے قاعدے بے ڈھنگے اور نہایت سخت هیں علاوہ گشت اور مستقل چوکیاں علانیہ مقرر کرنے کے راجہ کو چاهیئے کہ خفیہ جاسوس مقرر کرے جو چوروں سے سازش رکھیں اور اُنکو ایسے موقع پر لیجاویں جہاں وہ پھنس جاویں جب ظاهري ماخوذي کا کوئي موقع نملے تو راجہ بلا وجہہ اُنکو گرفتار کرکے معہ کنبہ قتل کر ڈالے اِس مجموعہ کے قدیم شارح کلوکا نے اِس مسئلہ پر اتنا اور زیادہ کیا هی کہ بشرطیکہ اُنپر جرم ثابت هو اور اُنکے کنبہ کي شراکت اور سازش پائي جاوے اگر یہہ لفظ متن میں هوتے تو بیشک وہ بہت سنور جاتا مگر اُنکے متن میں داخل هونے کي کوئي وجہہ اور دلیل نہیں || *

قانون دیواني یعني قانون اِنفصال خصومات

مجموعہ تعزیرات یعني قوانین سیاست کي نسبت دیواني یعني اِنفصال خصومات کے قوانین بہت معقول اور عمدہ هیں جیسي کچھہ کہ اِسقدر قدیم زمانہ سے توقع هوسکتي هی اُسکے اعتبار سے بہت شایستہ اور بہتر هیں *

---

† باب ۹ اِشلوک ۲۹۱

‡ باب ۹ اِشلوک ۲۹۲

§ باب ۷ اِشلوک ۳۸۹ و ۳۹۲

|| باب ۹ اِشلوک ۲۵۲ لغایت ۲۶۹

قاعدہ مقدمات کی سماعت کا

اول اِس مجموعہ میں ایسے مقدموں کا بیان ہی جنمیں مدعي کا دعوی قابل سماعت کے نہو یا مدعاعلیہ پر بوجہہ عدم پیروی کے † ڈگري هو *

گواهوں کے اظہار اُنکو عین عدالت میں فریقین مقدمہ کے روبرو کھڑا کرکے لیئے جاویں حاکم مجوز کو چاهیئے کہ اظہار سے پہلے گواہ کو اچھي طرح سمجھاوے اور تنبیہاً آگاہ کرے کہ جھوٹي گواهي کیسا سخت گناہ هی اور اسکے لیئے عاقبت میں کیا کچھہ عذاب هی ‡ اگر گواہ نہوں تو حاکم فریقین کے حلف پر حصر کرے § *

گواهي کا قانون

یہہ قانون بہت سي صورتوں میں انگلستان کے قانون گواهي سے مشابہ هی اول تو اُن لوگوں کي جو اہل مقدمہ سے کچھہ روپیہ پیسے کا لالچ رکھتے هوں اور خدمتگاروں اور دوست اشنا اور بدنام آدمیوں اور اور بھي ایسے هي شخصوں کي گواهي معتبر نہیں لیکن اگر اور کوئي معتبر گواہ نہو تو هر قسم کے آدمي کا اظہار لینا جایز هی مگر حاکم مجوز تجویز کے وقت اُسکا بغور و تامل مناسب لحاظ کرے || یہہ سب قوانین جو هر ایک طرح تعریف کے قابل هیں اور اُنکا نتیجہ بہت بہتر هی خاص دو باتوں کے سبب سے داغي اور عیبدار هیں اور ان هي دونوں باتوں نے یورپ کي توجہہ کو اپني طرف کھینچا هی ایک تو یہہ هی کہ اگر کوئي شخص کسي ایسے مجرم کي جان بچانے کے لیئے جسنے بڑا سنگین جرم کیا * هو جھوٹي گواهي دے تو وہ بہشت میں سے اپنے جگہہ نکھوویگا

† باب ۸ اشلوک ۵۲ لغایت ۵۷

‡ باب ۸ اشلوک ۷۹ لغایت ۱۰۱

§ باب ۸ اشلوک ۱۰۱

|| باب ۸ اشلوک ۶۱ لغایت ۷۲

* قدیم شارح کلوکاني جرم سنگین کے لفظ کے بعد لفظ بسبب غفلت یا غلطي کے زیادہ کئي هیں جس سے ثابت هوتا هی کہ کلوکا کے عهد میں یہہ مسئلہ لوگوں کي جبلي اخلاق کے برخلاف تھا

هرچند که اس جهوتي گواهي کا کسیقدر کفاره اُسکو ادا کرنا پریگا مگر بهر حال وه کام اُسکا نیک اور اچها هی † *

دوسري بات بهي اسي قسم کي هی گو وه گواهي سے متعلق نهیں ایک تو بي‌بي کے خوش کرنے کے واسطے اور کسي کے پهل یا گهاس کو کاٹے کے کهالینے پر یا کسي برهمن کي جان بچانے کے واسطے وعده کرنے میں کوئي هلکي سي قسم ‡ کها لینے کا مضایقه نهیں *

ان منقولوں سے یهه سمجها گیا هی که هندوؤں کا قانون حلف دروغي کي صریح اجازت دیتا هی اور هندوستان میں جو تمام مذهب کے لوگوں میں حلف دروغي عام پائي جاتي هی اُسکا سبب یهه هي قیاس کیا گیا هی مگر باوجود اسکے اس مجموعه میں حلف دروغي پر به نسبت کسي اور جرم کي زیاده تر گفتگو کي گئي هی اور جیسے یورپ کي کسي مذهبي یا قانوني کتاب میں حلف دروغي کو تنبیهه اور سختي کے ساتهه ممنوع تهرایا گیا هی اُسیطرح اس قانون میں بهي برا کها گیا هی § *

مقدمات کي سماعت کا دوباره بیان

جو شخص دانسته جهوتا عذر یا جوابدهي کریگا اُسپر بڑا بهاري جرمانه هوگا یهه قاعده معقول هی مگر اسباب کے قایم کرنے سے که اگر مدعي

---

† باب ۸ اشلوک ۱۰۳ و ۱۰۴

‡ باب ۸ اشلوک ۱۱۲

§ حلف دروغي کے جرم میں جو کچهه بڑے بڑے نقصان اور اذیتیں اوروں کو پهونچتي هیں اُنکو خوب جانچکر تو ٹهیک ٹهیک سچ تهه — باب ۸ اشلوک ۱۰۱ جو کچهه عذاب اور سزائیں کسي پوجاري کے قتل کرنے والے کے واسطے مقرر هیں جهوٹي گواهي دینے والے کے حق میں اُنهیں عذابوں کا حکم دیا جاتا هی — باب ۸ اشلوک ۸۹ جهوٹي گواهي دینے والے کا یهه حال هوگا که بدن سے ننگا اور سر منڈا اور بهوک پیاس سے مرتا هوا اور آنکهوں سے اندها هاتهه میں ٹهیکرا لیکر اپنے دشمن کے دروازه پر بهیک مانگتے جاویگا — عدالت میں وقت اظهار کے جو شخص ایک سوال کا جهوٹا جواب دیگا وه [illegible] میں سیدها سوکے بل دوزخ میں جاویگا — باب ۸ اشلوک ۹۳ و ۹۴

اپنے دعوے کی پیروي مدت تک ملتوي رکھیگا تو وہ سواے جسماني کا مستحق هوگا بیهودہ هوگیا هی † تنازعہ کے تصفیہ کے واسطے یا کلام کي صداقت کے ثبوت کے واسطے بطریق امتحان کے آگ میں کسي عضو کا جلانا یا پاني میں کود پڑنا وغیرہ اس مجموعہ میں جایز هیں جنکي بیهودہ خیال اور باطل مذهب رکهنے والے قوم سے توقع هوسکتے هی ‡ *

جن بڑے بڑے قانونوں کے نام ذیل میں بیان کیئے گئے هیں اُنسے ظاهر هوتا هی کہ یہہ قوم بہت شایستگي اور تربیت کو پہونچي تهي اور اگر دیواني اور فوجداري کے مقدموں کو مخلوط نرکها جاتا تو بیان مفصلہ ذیل بہت صاف اور سمجهنے کے لایق هوتا *

اول قانون قرضہ بابت ایسي چیزوں کے جو واسطے استعمال کے مستعار لیجاویں دوسرے قانون بابت اُن امانتوں اور مستعار چیزوں کے جو واسطے استعمال کے هوں تیسرے قانون بیع بلا مالک هونے کے چوتهے قانون بابت کار و بار شرکا کے پانچویں قانون وصولي رقومات کي منهائي کا چهٹے قانون بابت نہ ادا هونے اُجرت یا کرایہ کے ساتویں قانون بابت پورا نکرنے معاهدوں کے آٹهویں قانون منسوخي بیع و شرا نویں قانون بابت تنازع آقا و ملازم دسواں قانون تنازع سرحد گیارهواں و بارهواں قانون بابت مارپیٹ اور بدگوئي تیرهواں قانون بابت دزدي چودهواں بابت تضاتي اور ظلم و جبر کے پندرهواں بابت زناکاري سولهواں بابت تنازع زن و شوهر کے اور نیز اُنکے فرضوں کے سترهواں قانون وراثت اٹهارهواں قانون بابت قماربازي بذریعہ پانسہ اور جانوروں کے § ان قانونوں میں سے بعض کو نهایت تکمیل اور خوبي سے بیان کیا هی مگر بعض قانونوں میں بہت تهوڑے قواعد پائے جاتے هیں اور وہ ایسے قاعدے هیں جنسے ظاهر هوتا هی کہ جن معاملات سے وہ متعلق

† باب ۸ اشلوک ۵۸ و ۵۹*
‡ باب ۸ اشلوک ۱۱۳ لغایت ۱۱۶
§ باب ۸ اشلوک ۳ لغایت ۷

هیں وہ معاملات ابھی ترقی پر نہ پہونچی تھی ہم ہر قانون کے چند مشہور مطالب بیان کرینگے *

بیان قرضہ کا

عدالت میں نالش کرنے سے پہلے قرضخواہ مجاز ہی کہ جسطرح سے اُس سے ہو سکے یہانتک کہ ایک حد کے اندر جبر بھی روا رکھہ کر قرضدار سے اپنا قرضہ وصول کرلے † *

یہہ قانون بعض هندو ریاستوں میں اب بھی ایسے زور و شور سے جاری ہی کہ قرضخواہ اپنے قرضدار کو اکثر اپنے گھر میں قید کرتا ہی بلکہ ایک عرصہ تک اُسی بھوکا مارتا ہی اور دھوپ میں کھڑا کرتا ہی تا کہ وہ مجبور ہوکر اُسکا روپیہ دیدے *

بیان سود کا

دو روپیہ ماهواری کے سود سے لیکر جو برهمن کو بابت قرضہ کے دینا ازروے قانون کے ٹہرا ہی شودر کے واسطے پانچ روپیہ سیکڑہ تک کا سود مقرر ہی اور جب کوئی چیز گرو رکھی جاوے تو یہہ شرح سود کی نصف ہوجاتی ہی اور اگر مرتہن اُس مرهونہ شی کو اپنے استعمال میں لاتا ہی اور اُس سے فائدہ اُٹھاتا ہی تو سود بالکل موقوف ہوجاتا ہی ‡ *

ایسے جہازوں کے رهن رکھنے پر جو سفر کرتے رهتے هیں اور نیز ایسی زمینوں کے زر رهن پر جنمیں جوکھوں ہو سود لینے کے لیئے قواعد مندرج هیں اور ایسے قواعد بھی مندرج هیں جو اسبات کے مانع هیں کہ اصل سے سود بڑھتے بڑھتے زیادہ هو جاوے § *

بیان معاهدوں کا

اصالتاً حاضر ہونے اور روپیہ پیسہ کے ادا کرنے اور معاهدوں کے پورا

---

† باب ۸ اشلوک ۴۸ لغایت ۵۰

‡ باب ۸ اشلوک ۱۴۰ لغایت ۱۴۳

§ باب ۸ اشلوک ۱۵۱ و ۱۵۶ و ۱۵۷

کرنے کے باب میں بہت سے قاعدے معاهدوں کے قانون میں بیان کیئے
گئے هیں *

ایسے معاهدے جو فریب اور دغابازی کے ساتھ کیئے جاویں اور نیز وہ
معاهدے جو ناجایز مطلبوں کے واسطے هوویں ممنوع اور ناجایز هیں جو
معاهدہ ایک غلام نے بھی اپنے غیر حاضر مالک کے کنبے کی پرورش کے
واسطے کیا هو اُسکا پورا کرنا مالک پر لازم هوتا هی *

بیع بلا مالک هونے کے

جو شخص مالک نہو اور وہ کسی شی کو بیع کردے اگر علانیہ بازار
میں وہ بیع نہوئی هو تو ناجایز هی اور اُس صورت میں جائز هی کہ
خریدنے والا بیچنے والے کو حاضر کرسکے ورنہ جو اُس شے کا اصلی مالک
هی وہ اُسکو نصف قیمت دیکر واپس لے سکتا هی † *

جو تاجر اپنے وعدہ کو توڑے وہ سزاوار جرمانہ کا هی اور اگر وہ وعدہ
قسم کے ساتھ کیا گیا هو تو وہ جلا وطن کیا جاوے ‡ *

بایع اور مشتری دس روز کے اندر بیع کو منسوخ کرسکتے هیں مگر
بعد اُس عرصہ کے نہیں § *

بیان تنازع مالک اور ملازم کا

مالک اور ملازم کے آپسمیں جو تنازع بیان کیئے گئے هیں وہ تنازع
صرف وہ هیں جو گلہ بانوں سے متعلق هیں || *

بیان تنازع سرحد

گانوں کے حدود کے نشان ایسی ایسی قدرتی چیزوں کے ذریعہ سے
جیسے ندیاں یا درخت لگانا اور تالاب کھودنے اور اُنکے پاس مندر بنانے
اور زمین کے اوپر اور علانیہ نشان اور زمین کے اندر خفیہ نشانوں کے ذریعہ

---

† باب ۸ اشلوک ۱۹۷ لغایت ۲۰۲

‡ باب ۸ اشلوک ۲۱۹ وغیرہ

§ باب ۸ اشلوک ۲۲۲

|| باب ۸ اشلوک ۲۲۹ لغایت ۲۳۴

سے قائم ہوتے ہیں اور سرحد کا تنازع ہونے پر گواہوں کا اظہار فریقین مقدمہ کے روبرو اُنکے سر پر مٹی ڈالکر اور گلے میں سرخ پھولوں کا هار اور بدن میں سرخ کپڑا پہناکر لیا جاوے اگر معاملہ گواہی کے ذریعہ سے تصفیہ نہوسکے تو راجہ کو چاہیئے کہ تحقیقات ختم کرے اور حکومت کے زور سے سرحد کو قائم کردے *

جو کھیت سرکاری نہوں اور خاص خاص لوگوں کے ہوں اُنکے سرحد کے فیصلہ میں بھی یہہ ہی طریق اختیار کیا جاے † *

بیان زن و شوھر کے تعلقوں کا

قواعد متعلقہ تعلق زن و شوھر لغویات سے بھرے ہوئے ہیں اُنمیں سے جو بڑے بڑے اُمور سے علاقہ رکھتے ہیں اُنکو شادی کے قوانین کے تذکرہ کے بعد بیان کیا جاویگا *

شادی کے چھہ طریق جائز سمجھے جاتے ہیں منجملہ اُن کے چار طریقہ برھمنوں کے واسطے جائز ہیں اُن طریقوں میں گو ایک طرحکا تفاوت ھی مگر وہ سب اسبات میں متحد ہیں کہ باپ بیٹی کو بلا کسی عیوض لینے کے حوالہ کردے اور باقی دو طریق صرف کھتریوں کیواسطے ہیں اور گو شمار میں وہ دو ہیں مگر بہت اچھے ہیں ایک طریق وہ ھی جسمیں کوئی سپاھی لڑائی کے فتح ہونے پر کسی عورت کو لے بھاگے اور اُسکی مرضی کے خلاف اُس سے نکاح کرلے اور دوسرا وہ ھی جسمیں نکاح باھمی مرضی سے ہو اگرچہ اُسمیں رسمیات کسی طرحکی نہ عمل میں لائی جاویں اور دو قسم کے نکاح ممنوع ہیں ایک وہ جسمیں باپ نکاح کرنے کا نذرانہ لیوے ‡ اور دوسرے جب کہ عورت نشہ کے باعث یا اور

† باب ۸ اشلوک ۲۴۵ لغایت ۲۶۵

‡ مگر اِس مسئلہ میں بہت سا اختلاف اِس مجموعہ کے اندر پایا جاتا ھی چنانچہ جب عموماً نذرانہ کا قبول کرنا بہت نفرت سے بیٹی کا بیچنا سمجھا گیا ھی تو بعض مقاموں میں یہہ بھی مندرج ھی کہ جز نذرانہ نکاح کے بدلے حاصل ہو اُسکو کسطرح پر خرچ کیا جاے اور اُس نذرانہ سے جو جو دعوی پیدا ہوتے ہیں اُسپر بطور قانونی مطالب کے بحث کی گئی ھی

کسي سبب سے اپني اصل مرضي ظاهر کرنے کے لائق نهو † *

ايک لڑکي کي شادي آٹهه برس کي عمر مين يا اُس سے بهي پهلے هوسکتي هی اور اگر اُسکا باپ تين برس بعد بالغ هونے کے اُسکي شادي نکرے تو وه اپنے واسطے ايک خاوند تلاش کرنيکي مجاز هی ‡ *

مردوں کو اپنے سے کم ذات کي عورت کے ساتهه شادي کرنيکي اجازت هی مگر اپنے سے اعلی ذات کي عورت کے ساتهه شادي کرنيکي هرگز اجازت نهيں § ما باپ کيجانب کي چهه معلوم پشتوں کے رشتهداروں سے اور نيز ايسي عورت سے جسکے ايک گوت هو اور جس سے يهه معلوم هو که اُسکي اور اُسکے مجوزه شوهر کي نسل ايک هي هی شادي کرنے کي ممانعت هی || *

ايک ذات کے لوگوں کي شادي هاتهه ملانے سے هوجاتي هی مگر جو عورت فرقه چهتري کي برهمن سے شادي کرے تو اُسکا نکاح تير هاتهه ميں لينے سے هوتا هی اور بيش عورت کا کورا هاتهه ميں لينے سے اور شودر عورت کا جامه کا دامن هاتهه ميں لينے سے * اور بيان کيا گيا هی که برابر کي ذاتوں ميں نکاح کا هونا خصوصاً پهلي شادي بهت مناسب هی اور برهمن اور شودر ميں شادي هوني ممنوع هی اور پهلي شادي تو بالکل هي ممنوع هی ┼ *

نکاح هوجانے کے بعد کسيطرح ٹوٹ نهيں سکتا اور فريقين کو لازم هی که هر ايک دوسرے سے بے وفائي نکريں ‡‡ *

---

† پهلا ۳ اشلوک ۲۰ لغايت ۳۴

‡ باب ۹ اشلوک ۸۸ لغايت ۹۳

§ باب ۳ اشلوک ۱۲ لغايت ۱۹

|| باب ۳ اشلوک ۵

* باب ۳ اشلوک ۴۳

┼ باب ۹ اشلوک ۴۶ و ۴۷ و ۱۰۱ و ۱۰۲

‡‡ ايضاً ايضاً

بجز اُن چند صورتوں کے جنکا بیان آگے کیا جائیگا جنمیں ایک مرد دوسرا نکاح بھي کرسکتا هی مرد کو ایک هي زوجه رکھني چاهیئے ایک مرد بعد انتقال اپني زوجه کے دوسري شادي کرسکتا هی مگر هندو عورتوں کي شادي کرنے کو بجز شودر کے اگر بالکل ممنوع نہیں تو بہت برا کہا گیا هی *

جس شخص کي زوجه کے آٹھه برس تک اولاد نهو یا جسکے گیارہ برس کے اندر اندر لڑکا پیدا نهو تو مرد دوسري شادي کرسکتا هی † *

مگر باوجود اِس اجازت کے اُس پہلي زوجه کي خاندان میں سب سے زیادہ عزت هوتي هی ‡ *

کسي شخص کي زوجه اگر شرابي اور بدچلن یا ایسي هو جو اپنے خاوند سے عداوت اور کینه رکھتي هو یا حد سے زیادہ فضول خرچ هو تو اُس شخص کا دوسرا نکاح هوسکتا هی § *

جو زوجه اپنے خاوند کے گھر سے بلا سبب بارہ مہینے تک باهر رهے اور اُسکي جانب سے غافل رهے اُسکو بالکل طلاق دیدي جاتي هی || *

جو مرد باهر جاوے اُسکو لازم هی که اپني زوجه کے کھانے پینے کا سامان کردے ⊥ *

زوجه کو لازم هی که اگر اُسکا خاوند جاترہ کو گیا هو تو آٹھه برس تک اُسکا اِنتظار کرے اور اگر علم یا نیکنامي کي تحصیل کے واسطے گیا هو تو چھه برس تک اور اگر صرف سیر کیواسطے گیا هو تو تین

† باب ۹ اِشلوک ۸۱

‡ باب ۹ اشلوک ۱۲۲

§ باب ۹ اشلوک ۸۰

|| باب ۹ اشلوک ۷۷ لغایت ۷۹

⊥ باب ۹ اِشلوک ۷۴

بوہس لک ۱ *

ایسے بھائي کي زوجه سے اولاد پیدا کرانے کا طریقه جو لولد مرا هو یا زنده بهي هو مگر اولاد کي امید نهو بجز شودر اور ایسي بیوہ کے ناجائز هی جسکا خاوند پیشتر نکاح سے یعني بعد منگني کے مرگیا هو ‡ *

بیان وراثت

ایک شخص کا حقیقي وارث اسکا خاص بیٹا اور اسکا پوتا اور اس صورت میں نواسه هوتا هی جبکه نسل قایم رهنے کے لیئے کوئي وارث مذکر نرها هو § *

ایک شخص کي زوجه کا ایسا بیٹا بهي جو بموجب طریقه مذکورہ بالا کے || کسي قریب رشتهدار کے تخم سے ایسے وقت میں پیدا هوا هو جبکه اس شخص کي زندگي کي نا اُمیدي سے لولاد کي امید نرهي هو اس شخص کا وارث بطور بیٹے کے هوتا هی * اگرچه یهه طریقه خلاف مذهب

---

† باب ۹ اشلوک ۷۶ کلوکا اپني تفسیر میں متن پر یهه لفظ زیادہ کرتا هی که ان میعادوں کے گذرنے پر زوجه اپنے خاوند کي تلاش کرے لیکن منو کے مجموعه میں زیادہ تر اس میعاد سے غرض هی جسکے گذرنے پر زوجه دوسري شادي کرسکتي هی مجموعه میں بلحاظ شادي بیوہ عورتوں کی اُسیطرح سے اختلاف پائے جاتے هیں جسطرح اور بعض مسلوں میں پائے هیں اُنسے یهه نتیجه نکل سکتا هی که مختلف مقاموں اور مختلف اوقات میں قانون جدا جدا تها یا شاید لکهنے والے کي رائے اور اُسکے عمل میں اختلاف تها اُس زمانه میں بهي لوگ بیوہ عورتوں کي شادي کے مخالف هیں اور پس کلوکا کے زمانه میں بهي یهه هي حال هوگا

‡ باب ۹ اشلوک ۵۹ لغایت ۷۰

§ باب ۹ اشلوک ۱۰۴ و ۱۳۳

|| باب ۹ اشلوک ۵۹ وغیرہ

* باب ۹ اشلوک ۱۴۵ شاید یهه اجازت شودر زوجه کے بیٹے سے مخصوص کي گئي هی کیونکه شودروں کے هي واسطے ایسا کام جایز هوتا هی لیکن متن میں اس خصوصیت کا کچهه بیان نهیں پایا جاتا هی اور منو کے مجموعه کي تقریر درباب اس تمام مضمون کے کبهي کچهه اور کبهي کچهه پائي جاتي هی مگر آج کل یهه طریقه تمام فرقوں کے واسطے بالکل ممنوع هی

کے برا اور ناجایز سمجھا جاتا ھی لیکن جب وہ حقیقت میں عمل میں آجاتا ھی تو جایز تصور کیا جاتا ھی *

جبکہ مذکورہ بالا قسم کی اولاد نہیں ھوتی تو متبنی بیٹا وارث ھوتا ھی اس بیٹے کا تمام حق اپنے حقیقی باپ کی ملکیت سے جاتا رھتا ھی اور اگر متبنی کرنے والے باپ کے بعد متبنی کرنے کے اولاد حقیقی پیدا ھو تو بھی وہ اپنے اس باپ کی ملکیت کے چوتھے حصہ کا مالک رھتا ھی †*

جبکہ ورثاے مذکورہ بالا نہوں تو دس قسموں کے ایسے بیٹے وارث سمجھے جاتے ھیں جنکا خیال بجز ھندوؤں کے اور کسی قوم کو نہیں ھوسکتا کیونکہ ھندو کریا کرم کرنے کیواسطے اولاد کا ھونا اکثر باتوں سے بہت زیادہ ضروری اور بہتر سمجھتے ھیں منجملہ ان بیٹوں کے ایک بیٹا ایسا ھوتا ھی جو شوھر کے مدت تک گھر سے باھر رھنے کی حالت میں کسی نامحقیق باپ کے نطفہ سے پیدا ھوا ھو اور دوسرے ایک شخص کا وہ بیٹا جو اُسکی بی بی کے پیٹ میں شادی کے زمانہ میں تھا اور اُس شخص کو خبر نہ تھی اور انہیں قسموں میں وہ بیٹا داخل ھوتا ھی جو کسی شخص کی بیٹی کا حرامی بیٹا ایسے شخص کے نطفہ سے ھو جس سے وہ آخر کار شادی کرلے یا ایسی منکوحہ عورت کا بیٹا جسنے اپنے خاوند کو چھوڑ دیا ھو یا ایسا بیٹا جو کسی بیوہ سے پیدا ھوا ھو اور وہ بیٹا جو کسی شودر قوم کی زوجہ سے پیدا ھوا ھو ‡ ایسے ایسے بیٹے اور اور قسموں کے بیٹے کل دس ھیں جو قانونی اختراع سے جائز سمجھے جاتے ھیں کیونکہ خود مجموعہ کا مولف ایسے بیٹوں کو کنبے میں ملا لینے کے طریق کو بہت برا بھلا کہتا ھی گو وہ اچھی کریا کرم کرنیکا ذریعہ کیوں نہوں § *

---

† باب ۹ اشلوک ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۶۸ و ۱۶۹

‡ باب ۹ اشلوک ۱۵۹ لغایت ۱۶۱ و ۱۶۷ لغایت ۱۸۰ آج کل جو قانون ھندوؤں کا ھی اُسکی روسے بجز حقیقی اور متبنی بیٹوں کے اور ان سب اقسام کے بیٹے جائز نہیں سمجھے جاتے ھیں

§ باب ۹ اشلوک ۱۶۱

بیتوں کے نہونے کی حالت میں بھتیجے وارث هوتے هیں جو بجاے بیتوں کے سمجھے جاتے هیں اور اگر اُنکو منظور هوتا هی تو یه ترجیح تمام اور شخصوں کے اونھیں کو متبنی کیا جاتا هی † جب بیتے یا پوتے یا متبنی بیتے اور بھتیجے نہوں تو وراثت کا حق ما باپ کو هوتا هی اور بعد اُنکے بھائیوں اور دادا اور نانا اور دادی اور نانی کا هوتا هی ‡ اور بعد اِنکے ایسے رشتہ داروں کا حق هوتا هی جو بالاشتراک بزرگوں کے کریا کرم کرنیکا حق رکھتے هیں اور جب یهه بھی نہوں تو عموماً گرو اور هم مکتب یا شاگرد وارث هوتا هی اور یهه بھی نہوں تو برهمن عموماً وارث هوتا هی اور اگر شخص متوفی دوسری قوم یعنی هندو نہو تو راجه مالک هوتا هی § *

باپ اپنے جیتے جی اپنا مال و متاع اولاد پر تقسیم کر سکتا هی اور یهه بیان نہیں کیا گیا که جسطرح چاهیئے اُسیطرح اُسکو تقسیم کرے یا کسی مناسبت کے ساتھه اور اسکا بھی ذکر کہیں نہیں پایا جاتا که اُسکو وصیت‌نامه لکھنے کا اختیار هی یا نہیں || *

---

† باب ۹ اشلوک ۱۸۲

‡ باب ۹ اشلوک ۱۸۵ و ۲۱۷

§ کریا کرم پر وراثت کے موقوف هونے سے چند قواعد اطلاع کے قابل قائم هوتے هیں اول قسم کی کریا کرم صرف باپ دادا اور پردادا کیواسطے کیجاتی هی جو لوگ ان تینوں کے کریا کرم کرتے هیں اُنکو وراثت میں ترجیح دیجاتی هی اور بعد اِنکے اُنکو جنھوں نے دو کی کریا کرم کی اور بعد اُنکے اُنھوں کو جنھوں نے ایک کی کریا کرم کی هو اور جو اِنمیں سے کسیکی کریا کرم نکریں وہ خارج کردیئے جاتے هیں پس اِس قاعدہ کی روسے پوتے کے پوتے کی اولاد خارج کیجاتی هی اور وراثت کسی ایسے شخص کی اولاد کو ملتی هی جو پردادا کے تین پشتوں کی اندر هو اُن لوگوں کے بعد جو اول قسم کی کریا کرم کرتے هیں اُن بعض سے لوگونکا حق هوتا هی جو دوسری قسم کی کرتے هیں — اوریی اینٹلز میگزین جلد سویم صفحه ۱۷۹ و خلاصه کالبروک صاحب جلد ۳ صفحه ۶۲۳

|| باب ۹ اشلوک ۱۰۴ بلکه مال و متاع کے تقسیم کرنے کا اختیار بھی صرف کلوکا مفسر کی سند پر همنے بیان کیا هی

جبکہ ایک شخص مرجاتا ھی تو اُسکي بیٹیوں کو اختیار ھی کہ خواہ وہ ملکیت کو اکھٹا رکھکر باھم اوقات بسر کریں یا بموجب بعض قواعد کی تقسیم کرلیں اگر وہ شامل رھیں تو بڑا بھائي ملکیت پر قابض ھوتا ھی اور باقي جسطرح کہ باپ کي اطاعت میں رھتے تھے اُسیطرح اُسکي اطاعت میں رھتے ھیں اسصورت میں تمام ایسے بیٹوں کي کمائي سے جو قانوناً علحدہ نہوئے ھوں مشترک سرمایہ کو ترقي ھوتي جاتي ھی † *

اور اگر وہ جدے ھوجاتے ھیں تو بیسواں حصہ بڑے بیٹے کے لیئے اور کل کے اسي حصے کرکے اُنمیں سے ایک حصہ سب سے چھوٹے بیٹے کیواسطے اور منجھلے اور سنجھلے وغیرہ بیٹوں کیواسطے چالیسواں حصہ علحدہ کرکے باقي ملکیت کو پھر آپسمیں برابر تقسیم کرلیتے ھیں *

کواري بھنوں کي پرورش اُنکے بھائیونپر لازم ھوتي ھی اور اُنکو باپ کي ملکیت کا کوئي حصہ نہیں ملتا ‡ لیکن اپني ما کي جائداد میں اُنکو بھائیوں کے ساتھہ برابر حصہ ملتا ھی § *

باپ کے ورثہ کا بیٹوں میں اِسطرح پر برابر تقسیم ھونا اُس صورتمیں جائز ھی جب سب بھائي ایکسي اصل نسل کے ھوں ورنہ جو بیٹا برھمني سے ھو اُسکو چار حصہ اور جو کھتراني سے ھو تو تین حصہ اور بیش سے ھو تو دو حصہ اور شودر سے ھو تو ایک حصہ ملتا ھی *

---

† باب ۹ اشلوک ۱۰۳ لغایت ۱۰۵ — اس قاعدہ کے خلاف مسئلہ بھي ھیں لیکن اب بھي یہہ قاعدہ ایسا مستحکم اور موثر ھی کہ زمانہ حال میں ایسے شخص کے قریب رشتہداروں کو جسنے آپ کو پیشوا کے وزیر اعظم کے رتبہ پر پھونچایا تھا اُسکي بڑي ملکیت کے حصہ کا جسکے حاصل کرنے میں اُنھوں نے کچھہ بھي کوشش نکي تھي مستحق گردانا گیا

‡ باب ۹ اشلوک ۱۱۲ لغایت ۱۱۸

§ باب ۹ اشلوک ۱۹۲

اگر اور بیتے نہوں تو بھي شودر بیتے کو ایک حصہ یا ایک دسواں حصہ ملکیت کا ملنا بہت بڑا سمجھا جاتا هی † خوجوں یا خارج‌الذات یا جنم کے بھرے یا گونگے یا اندھے یا اپاھج یا دیوانہ یا جنم کے مورکھہ کو جا نشیني سے خارج کیا هی لیکن جو لوگ وارث هوں اُنپر اُنکي پرورش لازم هی مگر خارج‌الذات شخصوں کے بیتے ورثہ پانے کے مستحق هوتے هیں ‡ *

---

† باب ۹ اشلوک ۱۵۱ لغایت ۱۵۵ — مجموعہ کے اندران قواعد میں اس سبب سے بہت ابتري پائي جاتي هی کہ پڑھے لکھي اور نیک چلن بیتوں کو اور بیتوں پر حق وراثت میں - ترجیح دي گئي هی لیکن کوئي ایسا شخص مقرر نہیں کیا گیا جو اس بات کے تصفیہ کا مجاز هو کہ وہ اوصاف کون کون سے بیتوں میں هیں

‡ باب ۹ اشلوک ۲۰۱ لغایت ۲۰۳

——*——

میں نہیں تو بھجنوں اور مناجات میں ضرور ہیں اور ہندو کہتے ہیں کہ اُنہیں لوگوںپر علحدہ علحدہ یہہ سب مسئلہ اور مناجات خدا کیطرف سے ظاہر ہوئے تھے غالباً بید مختلف زمانوں میں لکھے گئے ہیں لیکن جو صورت اُنکی فی زمانہ موجود ہی اُس صورت میں وہ چودھویں صدی میں قبل حضرت مسیح سے جمع کیئے گئے ہیں † *

بید پورانی سنسکرت میں لکھے ہوئے ہیں جو اُس سنسکرت سے جسکا آجکل رواج ہی اِسقدر مختلف ہی کہ بجز بڑے بڑے قابل اور عالم برہمنوں کے اُسکو کوئی نہیں سمجھہ سکتا ہی اُنکے صرف تھوڑے سے حصہ کا ترجمہ یورپ کے زبانوں میں ہوا ہی اور اگرچہ ہمارے پاس بید کا خلاصہ انگریزی زبان میں موجود ہے جسکو ایسے شخص نے لکھا ہی کہ اُسکی رائے اور صداقت پر بالکل بھروسہ ہوسکتا ہی ‡ اور اُس خلاصہ سے ہم بیدوں کے مسئلوں کے عام منشاء کو بخوبی تمام دریافت کرسکتے ہیں مگر تو بھی ہم اُسکی تفصیلوں پر باطمینان تمام گفتگو نہیں کرسکتے ہیں یعنی یہہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں قصوں یا مسئلوں کا ذکر جنسے آج کل کے ہندوؤں کا مذہب مرکب ہی بید کے کسی حصہ میں ہی یا نہیں *

بیان مسئلۂ وحدانیت کا

بیدوں کا مقدم مسئلہ یہہ ہی کہ خدا واحد ہی چنانچہ اکثر مقامات پر بید میں مندرج ہی کہ حقیقت میں صرف ایک خدا واحد ہی جو سب سے اعلی اور برتر روح تمام عالموں کا مالک ہی اور اُسی نے سب عالم پیدا کیئے ہیں § *

---

† تتمہ اول کتاب کو ملاحظہ کرو

‡ یعنی کالبروک صاحب کی کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۳۶۹

§ پروفیسر ولسن صاحب نے جو لکچر مقام اکسفورڈ میں دیا تھا اور اُسکو مشتہر کیا تھا اُسکے صفحہ ۱۱ میں مندرج ہی کہ ایک عالم برہمن نے خدا کے اوصاف کا بیان جیسے کہ بید سے ظاہر ہوتے ہیں متصلہ ذیل طور سے کیا ہی جسکو سر ولیم جون

اُس قادر مطلق نے اپني مخلوقات میں سے بعض کو انسان سے برتر پیدا کیا هی اُنکي پرستش کرني چاهیئے اور اُن سے سلامتي بذریعه مناجات کے حاصل هوسکتي هی منجمله اِن برتر مخلوقات کے جنکا اکثر بید میں ذکر پایا جاتا هی هوا پاني آگ اور خاک کے دیوتا اور ستارے اور سیارے هیں لیکن اور قوتوں اور اوصاف کا ذکر بهي پایا جاتا هی جنکو مجسم سمجها گیا هی خدا واحد کے تین بڑے ظهور هیں یعني برهما بشن اور شیو اور اور مجسم اوصاف اور قوي اور هندوؤں کے مترر کیئے هوئے دیوتاؤں میں سے اکثر کا البته بید میں اِشارہ پایا جاتا هی لیکن ایسے شخصوں کي پرستش جو اپني دلاوري اور شجاعت کے باعث سے دیوتا گردانے جاویں مذهب کا کوئي جزو نهیں قائم کي گئي هی † *

برهما بشن اور شیو کا بهت کم ذکر پایا جاتا هی اور اُنکو کچهه فوقیت نهیں دي گئي هی اور نه وہ پرستش کے قابل سمجهے گئے هیں ‡ اور کالبروک صاحب کو بید میں کوئي ایسا مقام نهیں ملسکا جس سے اُنکا اوتار هونا ثابت هو *

صاحب نے اپني کتاب میں نقل کیا هی وہ بیان یهه هی که خدا کیا هی وہ کامل سچ هی اور کامل خوشي هی اور اُسکي ذات لاثاني هی اور اُسکو فنا نهیں هی اور وہ واحد مطلق هی اُسکي ذات کو نه تو زبان بیان کرسکتي هی اور نه عقل سمجهه سکتي هی اور سب میں مَوجود هی اور سب پر غالب هی اور اپنے بیحد علم اور دانائي سے بشاش هی یعني بے پروا هی اور هر جگهه اور هر وقت میں حاضر و ناظر هی اور اُسکے پیر نهیں هی لیکن پهر بهي بهت تیزي سے چلتا هی اور اُسکے هاتهه نهیں هیں مگر تمام دنیا کو پکڑے هوئے هی اور بے آنکهوں کے سب چیز کو دیکهتا هی اور بغیر کانوں کے سب چیزوں کو سنتا هی اور بغیر کسي سمجهانے والے کے هرایک چیز سمجهتا هی اور بلا کسي سبب کے تمام سببوں کا سبب اول هی اور سب پر حاکم هی اور سب پر قوي هی اور پیدا کننده اور بچانے والا اور تمام چیزوں کي صورت پلٹنیوالا هی سه کتاب ولیم جونس صاحب جلد ٦ صفحه ٣١٨

† کالبروک صاحب کا بیان بید کا کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ٨ صفحه ٣٩٤

‡ پروفیسر ولسن صاحب کے اُس لکچر کا جو بمقام اکسفورڈ دیا تها صفحه ١٢

بیہ سے بتوں کا رواج اور پرستش کي چیزوں کا ظاهري نشان اور علامت کا بنانا ثابت نہیں هوتا هی † *

منو کے مذهب کا بیان

مذهبي کتابوں میں جا بجا وحدت کا مسئله پایا جاتا هی اور اُنکے آخر میں یهه بیان کیا گیا هی که سب فرضوں میں سے یهه بڑا فرض هی کہ اپاني شاد یعني رساله علم الهي سے خدا واحد اور قادر کي معرفت حاصل کریں ‡ *

لیکن اگرچه منو نے خدا کي وحدت پر اپني راے کو اپنے تمام کتاب میں قایم رکیا هی مگر خدا تعالی کي ذات و صفات پر اُسکي راے جیسي شروع میں عمده اور خالص تهي ویسي هر جگهه نہیں پائي جاتي هی *

بیان پیدایش

یهه بات خصوصاً پیدایش کے بیان سے جو منو نے لکھا هی ثابت هوتي هی چنانچه بید میں اکثر مقامات میں لکھا هی که خدا وه ماده هی جس سے دنیا پیداهوئي هی اور جسنے دنیا کو پیدا کیا هی اور وهي کمهار هی جسنے برتن بنایا هی اور وهي متي هی جسے وه برتن بنا هی مگر جو لوگ بید کے ترجمه کرنے کي بڑي لیاقت رکھتے هیں وه یهه خیال کرتے هیں که ان فقروں کے لفظي معنی پر لحاظ نہیں کرنا چاهئیے اور بجز اس بات کے ظاهر کرنے کی اُنسے اور کچھه مطلب نہیں هی که ایک هي علت اولی سے تمام چیزیں نکلي هیں بیدوں کا عام منشاد اسبات کا ثبوت کرنا هی که تمام مخلوقات کا ماده اور صورت ایک خود موجود

---

† پروفیسر ولسن صاحب کے اُس لکچر کا جو بمقام اکسفورڈ دیا گیا صفحه ۱۲ بشن پران کے دیباچه کے صفحه ۲ پر دیکھو

‡ باب ۱۲ اشلوک ۸۵

علت کي مرضي سے پیدا هوا هی † *

برخلاف اسکے مذهبي قواعد کي کتابوں سے یهه بات پیدا هوتي هی گو صاف صاف نهیں پائي جاتي هی که دنیا خالق کے مادہ سے بني اور بطریق جزو مادہ الهي کے مادہ کا وجود همیشه سے تهی اور یهه خیال بیهودہ هی اُن هي کتابوں کے بموجب یهه بهي ثابت هی که بسبب پانچ عناصر یعني خاک باد آب آتش اور خلا اور اصولوں کي خود موجود قوت یعني خدا نے جو آپ تو نظر نهیں آتا مگر دنیا کي چیزوں کو قابل محسوس هونے کي کرتا هی بڑے جلوہ اور شان سے ظهور کیا اور تاریکي کو دور کیا *

اُسنے چاها که اپني مادہ الهیت سے مختلف موجودات کو پیدا کرے پس اول ایک بات کي بات میں پاني پیدا کیا اور پاني کے اندر ایک بار آور تخم رکها ‡ *

اس تخم سے انڈا پیدا هوا اور اس انڈے میں قادر مطلق خود برهما کي صورت میں ظاهر هوئے *

اور اسي قسم کي ترکیبوں سے جو هندوؤں کے بنائے هوئے جهگڑے معلوم هوتے هیں بهگوان نے برهما کي صورت میں آسمان اور زمین اور انسان کي روح کو پیدا کیا اور تمام مخلوقات کے علحدہ علحدہ نام رکهے اور اُنکو جداگانه کام سپرد کیا *

اسیطرح سے پاک صاف روح والے دیوتاؤں کو جنمیں بهت سي بهگوان کي صفتیں هیں اور اُنسے کمتر جنوں کو جو بهت نازک اور لطیف هیں پیدا کیا § *

یهه تمام پیدایش صرف تهوڑے عرصه تک قایم رهتي هی اور بعد اُسکے معدوم هوجاتي هی اور وہ موجود قوت جسکے سبب سے

---

† ولسن صاحب کے لیکچرکا صفحه ۴۸ جو بمقام اکسفورد دئي گئے تهے

‡ کتاب اول اشلوک ۵ و ۷

§ باب ۱ اشلوک ۸ لغایت ۲۲

تمام مخلوق پیدا هوئي واپس بلالي جاتي هی اور برهما ذات مطلق میں منجذب هو جاتا هی اور تمام کارخانه کو زوال هو جاتا هی † *

اور پیدایش کا اسطرحپر معدوم هو جانا اور پهر پیدا هونا وقتاً فوقتاً بڑي بڑي مدتوں کے بعد واقع هوتا رهتا هی ‡ *

کمتر درجه کے دیوتاؤں کا بیان

کمتر دیوتا عنصروں کے قایم مقام هیں یعني عنصروں کو اُن دیوتاؤں کي علامت سمجها جاتا هی مثلاً اندر یعني هوا اگني یعني آگ ورون یعني پاني پرتوي یعني زمین اجرام فلکي کو اُن دیوتاؤں کي علامت سمجها جاتا هی مثلاً سوریا یعني سورج چندر یعني چاند برسپتي اور اور سیارے یا مختلف صفتوں کو علامت اُن دیوتاؤں کے سمجهتے هیں مثلاً دهرما یعني دیوتا انصاف کا اور دهن‌ونترا یعني دیوتا دوا کا § اُن شجاع اور دلاور لوگوں میں سے جنکا بید میں تو ذکر نہیں مگر آج کل هندوؤں کے دیوتاؤں میں بڑا رتبه اور درجه حاصل هی مثلاً راما اور کرشنا وغیره کسي کو مطلق دیوتا بیان نہیں کیا گیا *

بلکه اُن دیوتاؤں کا بهي جنکے یهه اوتار هیں کہیں ذکر نہیں پایا جاتا هی برهما کا کئي مرتبه نام آیا هی لیکن بشن اور شیو کا کبهي نہیں آیا خدا کي یهه تین صورتیں اُن دیوتاؤں میں جنکا ذکر بید میں هی بہت رتبه نہیں رکهتي هیں اور اُن تینوں کے باهم ایک جسم میں شامل هونے کے معمه پر منو کے قانون میں یا غالباً بید میں اشاره تک نہیں کیا گیا چنن تین صورتوں یعني جسموں میں سے بعض جسموں میں تمام اور دیوتاؤں کو داخل اور شامل سمجها جاتا هی وه آگ اور هوا اور سورج هیں || *

---

† باب ۱ اشلوک ۵۱ لغایت ۵۷

‡ باب ۱ اشلوک ۳ لغایت ۷۴

§ باب ۹ صفحه ۳۰۳ لغایت ۳۱۱ اور اور مقامات

|| کالبروک صاحب کي کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحه ۳۱۵ لغایت ۳۱۷

ذکر ارواح

دیوتاؤں سے بالکل علحدہ نیک و بد جن بیان کیئے گئے ہیں اور پیدایش کے بیان میں بہ نسبت دیوتاؤں کے اِنکو زیادہ تر حیوانات سمجھا گیا ہی چنانچہ یہہ بیان کیا گیا ہی کہ خداوند تعالی نے جوانمرد جن اور غضبناک بھوت اور خونخوار وحشي اور حور بہشتي اور پریاں اور دیو اور بڑے بڑے اژدھے اور بڑے بڑے بازؤں کے پرند اور مختلف قسمیں اِنسان کي پیدا کي ہیں † *

آدمي کا بیان

خدا تعالی نے آدمي کو دو روحیں بخشي ہیں ایک تو روح حیواني جسکے سبب سے بدن حرکت کرتا ہی اور دوسري روح انساني جو جذبوں اور اچھے اور برے وصفوں کا مخرج ہی اور اگرچہ یہہ دونوں روحیں ایک دوسري سے تعلق نہیں رکھتي ہیں اور علحدہ علحدہ وجود رکھتي ہیں مگر اُس ذات باري کے ذریعہ سے شامل ہیں جو تمام موجودات میں پھیلي ہوئي ہی ‡ *

روح حیواني کے ھي ذریعہ سے اِنسان کے گناھوں کا کفارہ ھوتا ھی یہہ روح اپنے جرموں کي مناسبت سے عرصہ معین تک عذاب سہتي ھی اور بعد اُسکے اُسکو حکم ھوتا ھی کہ آدمیوں حیوانوں بلکہ درختوں میں جاکر نفوذ کرے جس قدر زیادہ اِس روح کا گناہ ھوتا ھی اُسیقدر ذلیل وہ جسم ھوتا ھی جسمیں وہ پھر بھیجي جاتي ھی تا وقتیکہ وہ اذیتیں اور ذلتیں اوٹھا کر آخر کار صاف پاک ھوجاتي ھی اور پھر وہ اپنے زیادہ پاک صاف رفیقوں کے جسم میں جاتي ھی § اور پھر اُسکا وہ دور شروع ھوتا ھی جو اُسکو ابدي نعمتوں یعني بہشت میں پہونچاتا ھی *

---

† باب ۱ اِشلوک ۳۷

‡ باب ۱ اِشلوک ۱۴ و ۱۵ و باب ۱۲ اِشلوک ۱۲ لغایتہ ۱۴ و ۲۴

§ باب ۱۲ اِشلوک ۱۶ لغایتہ ۲۲

خدا نے آدمي کو پیدایش هي سے برے بهلے کي تميز بخشي جسکو الکروتي ناصح کے † نام سے تعبیر کیا هی اور جائز اور ناجائز اور آرام اور تکلیف اور اور مخالف باتوں میں بالکل فرق رکها هی یعني اُنمیں ناموافقت رکهي هی ‡ *

بعد اِسکے خدا تعالی نے اُس قرباني کے اچهي طرح سے پورا هونے کے واسطے جسکو اُسنے شروع هي سے مقرر کیا تها بید پیدا کیئے مگر همکو منو کي کتاب کے اُس حصه کے زیاده حالات بیان کرنے ضرور نهیں معلوم هوتے هیں جو علم الهیات سے متعلق هی *

رسموں کا بیان

هندوؤں کے مجموعه کا بہت سا حصه رسموں سے بهرا هوا هی مگر اخلاق سے بهي غفلت نهیں کي گئي هے عورت کے حامله رهنے کے زمانه اور لڑکے کي پیدایش کے وقت اور بہت سے پچهلے موقعوں پر جنمیں سے مقدم موقع وه هی جب اول سال لڑکے کي عمر میں بجز چوٹي کے اُسکا سر مونڈا جاتا هی بے انتها رسمیں عمل میں آتي هیں § لیکن سب سے مقدم رسم جنیؤ کي هوتي هی جسکے بجالانے میں برهمن کو سوله برس اور بیش کو چوبیس برس سے زیاده دیر نهیں کرني چاهیئے || اِس معزز رسم کو دوسرا جنم بیان کیا گیا هی اور تین فرقوں (یعني برهمن چهتري اور بیش) کو جنکو اِسکي اجازت هی اُسکے بجالانے سے دوباره جنمي کا خطاب ملتا هی اور اسي خطاب سے کل مجموعه میں اُنکا ذکر کیا گیا هی اور اسي موقع پر جن شخصوں کو جنیؤ پهنایا جاتا هی اُوم اور گایتري کا منتر سکهایا جاتا هی اور بید میں یهه عبارت نهایت مقدس

† باب ۱ اشلوک ۱۴

‡ باب ۱ اشلوک ۲۶

§ باب ۲ اشلوک ۲۶ لغایته ۳۵

|| باب ۲ اشلوک ۳۶ لغایته ۳۰

هی اور اس مجموعہ میں جا بجا تاکید کي گئي هی کہ واسطے عبادت اور کفارہ کے اسکو جپنا چاهیئے اور اس منتر کا ورد کیا جاوے اور همیشہ مزاولت رکھي جاوے تو آدمي بغیر کسي اور مذهبي عبادت کے بہشت کو پہنچ سکتا هی † اگرچہ یہہ مخفي عبادت في زماننا صرف برهمنوں کو معلوم هی اور سیکھنا اسکا آسان نہیں رها مگر یورپ والوں نے بڑي اسکو خوب هي تحقیق کیا هی اور کالبروک صاحب نے اُسکا یہہ ترجمہ کیا هی ‡ ذات باري یعني خدا کي قابل پرستش تجلي کا دهیان کرو اور یہہ دعا مانگو کہ وہ هماري عقل کو هدایت کرتي رهے *

اُس پورے اشلوک پر لحاظ کرنے سے جسکا یہہ ایک جملہ هي ظاهر هوتا هی کہ تجلي سے وهي قادر مطلق مراد هی اگرچہ افتاب کي روشني بهي مراد هوسکتي هی *

اُسوقت تک اسباب کا دریافت کرنا آسان نہیں هی کہ اس منتر کے مقدس هونیکي کیا وجہہ هی جب تک یہہ ثابت نہو کہ ایک زمانہ میں باوجود اس منتر کے الفاظ کے ذو معني هونے کے نو آموز آدمي پر ایسے زمانہ میں جبکہ آفتاب کي پرستش رائج تهي خدا تعالی کي ذات و صفات کا راز ظاهر هو جاتا تها § *

هر ایک برهمن بلکہ هر دوبارہ جنمي یا جنیؤ پهنني والے کو هر روز اشنان کرنا چاهیئے اور تاروں کي چھاؤنمیں کسي تنہائي کے مقام میں

---

† باب ۲ اشلوک ۷۴ لغایت ۸۷

‡ کالبروک صاحب کي کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۰۰

§ اِس عبارت کي بہت سي تفسیریں کي گئي هیں اور بلحاظ اُسکے معنيٰ کے کسیقدر اختلاف راے هی پروفیسر ولسن صاحب نے اُس کتاب کي جلد اول صفحہ ۱۸۴ میں جو هندوؤں کے تماشہ گاہ کے بیان میں هی ایک حاشیہ لکھا هی جسمیں وہ یہہ ترجمہ کرتے هیں کہ اُس آفتاب الهي کي تجلي اعلی کا دهیان کرو جس سے هماري فهم اور عقل کو روشني پہنچ سکتي هی اور بید کے انگریزي ترجمہ کے صفحہ ۱۹۳ میں رام موهن راے نے لفظي ترجمہ یہہ کیا هی کہ هم اُس شان و شوکت والے آفتاب کي روح اعلی کا دهیان کرتے هیں جو هماري عقل اور فهم کو هدایت کرتا هی

دونو وقت صبح اور شام پاني کے چشمہ کے نزدیک عبادت کرني چاهیئے † اور هر روز پانچ فرائض ادا کرنے چاهیں یعني بید کا پڑهنا اور دیوتاؤں کي عزت میں مردوں کي ارواح اور آگ کو بهوگ لگانا اور پاني دینا اور زندہ مخلوق کو چانول کهلانا اور مهمانوں کي باعزاز تمام خاطرداري کرنا ‡ *

دیوتوں کي پرستش گهي کو آگ پر جلانے سے اور ایک قسم کا رس چڑهانے سے هوتي هی اور اُسکے ساتهہ دیوتا کا نام لیکر دعا مانگي جاتي هی اگرچه بتوں کا بهي بیان کیا گیا هی اور ایک مقام پر یهہ بهي لکها هی کہ اُنکي عزت کرني چاهیئے § مگر باوجود اِسکے اُنکي پرستش کا کبهي کهیں ذکر نہیں هوا هی اور اگر کچهہ ذکر اُنکا هوا بهي هی تو حقارت سے خالي نہیں هی اور آجکل جو طریقہ خوشبو او پهولوں کے چڑهانے کا هی اُسکا تو ذکر تک بهي نہیں هوا اور هوم وغیرہ کي نسبت یهہ حکم هی کہ لوگ اُنکو برهمنوں کے گهر خاص اُنہیں کے گهر کي آگ سے کرائیں ‖ *

اور فرضوں کے ساتهہ نہ اِسقدر زیادہ تیدیں لگائي گئي هیں اور نہ اُنکي نسبت اِسقدر تاکید کي گئي هی جسقدر کہ بید کے پڑهنے پر تاکید اور قیدیں هیں چنانچه بیدوں کو صاف صاف اور باواز بلند پڑهنا چاهیئے اور اُنکے پڑهنے کے وقت اُنہیں سے دهیان لگا رکهنا اور آسن مار کر ادب سے بیٹهنا چاهیئے اور بہت سے شگون یعني علامتوں کے سبب سے پڑهنے میں خلل آجاتا هی اور اکثر ایسے امر اتفاقیہ کے واقع هونے پر جو طبیعت کو پریشان کردے اور اُس کام کے قابل نرهنے دے پڑهنے سے باز رهنا چاهیئے مثلاً هوا اور گرج اور مینهہ اور زلزلہ اور شهاب ثاقب اور گرهن اور گیدڑ کا بولنا اور بہت سے اور واقعات اول درجہ کے خلل انداز هیں اور

---

† باب ۲ اِشلوک ۱۰۱ لغایت ۱۰۳

‡ باب ۳ اِشلوک ۶۹ و ۷۰

§ باب ۴ اِشلوک ۱۳۰

‖ باب ۳ اِشلوک ۸۲ وغیرہ

ایسے مقام میں بید کے پڑھنے کی ممانعت هی جہاں بانسری بجتی هو اور تیر سنسناتے هوں اور قصاتوں نے کسی شہر کو گھیر لیا هو یا جبکه عجیب واقعات کے سبب سے تمام لوگوں پر حیرت طاری هو بظاهر هوسرے درجه کے خللوں سے تعلق رکھتی هی †

اخیر مذهبی فرض یعنی مہمان نوازی کا بیان بڑی تفصیل سے کیا گیا هی اور اُسمیں بہت سی نصیحتیں خوش اخلاقی اور خاکساری کی مندرج هیں اگر اِن نصیحتوں میں یہه قید نهوتی که برهمن صرف اپنی قوم کے لوگوں کی خاطر تواضع اِس طریق پر کریں تو وہ بہت اچھی هوتیں ‡ *

علاوہ روز مرہ بھوگ لگانے اور بیبیت دینی سے هر شخص کے بزرگوں کی ارواح کے واسطه ماهواری نذر نیاز کرنی چاهیئے اور یہه نذر نیاز پاک صاف خالی میدانوں میں یا دریاؤں کے کنارہ یا تنہائی کے مقاموں میں کرنی چاهیئے بلدان کرنیوالے کو بعض چیزوں کو جلانا اور بہت سی رسمیں بجالانا اور چانول کے پنڈ بھرنا اور اگیاری کرنا اور ارواح کو انس لینے کے لیئے بلانا چاهیئے *

بعدہ چند ایسے برهمنوں کو جو اُسکے معمولی دوست اشنا یا مہمان نهوں بھوجن کرانا اور اُنکے ساتهه تعظیم و تکریم سے پیش آنا چاهیئے اور برهمنوں کو لازم هے که چپ چاپ بھوجن کریں *

بیان کیا گیا هی که اسمیں کچهه شک نهیں هی که جو برهمن نیوتے جاتے هیں اُنکے آس پاس متوفی بزرگوں کی روحیں پاک صاف روحوں کی طرح پھرتی رهتی هیں اور جب وہ بیٹھتے هیں تو وہ بھی اُنکے پاس بیٹهه جاتے هیں § *

---

† باب ۳ اِشلوک ۹۹ لغایت ۱۲٦

‡ باب ۳ اِشلوک ۹۹ لغایت ۱۱۸

§ باب ۳ اِشلوک ۱۸۹

۱۰۲۲ ۳۸۳

مگر جو لوگ بدنام یا گنہگار مرجاتے ہیں یا جو خلاف قانون اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہیں † اُنکے واسطہ کوئی نذر نیاز نہیں کی جاتی ہی بلکہ برخلاف اسکے ایک عجیب رسم ہی جسمے ایک بڑے گنہگار شخص کو اُسکا کنبا چھوڑ دیتا ہی اور اُسکی حین حیات ہی میں رسومات اُسکے مرنے کی نہایت درستی سے کیجاتی ہیں لیکن اگر وہ شخص توبہ یا کفارہ کرے تو پھر اُسکو ایک اور رسم سے خاندان میں لیلیتے ہیں اور صحبت میں ملا لیتے ہیں ‡ *

جو چیزوں سے ایک دوبارہ جنمی یا زناردار شخص کو پرھیز کرنا چاھیئے اُنکی کچھہ انتہا نہیں ھی جنمیں سے بعض کا کھانا ظاھری اسباب کے واسطے منع ھی مثلاً گوشت خور پرند اور پالتو سور اور اور جانور جنکی صورت یا رھنے کے طریقہ سے دل کو نفرت آتی ھی لیکن اور چیزوں کو اس طرح اپنی طبیعت سے مقرر کر لیا ھی کہ مرغ اور سانپ کی چھتری اور گندنا یا پیاز سے فوراً ذات جاتی رھتی ھی § اور خاردار جنگلی چوھا اور خار پشت اور چھپکلی اور کچھوؤں کو علانیہ واسطہ خوراک کے جائز قرار دیا گیا ھی سخت سزاؤں کی عبرت سے برھمن کو شکاری یا بے ایمان آدمی اور سنار یا بید کے کام بنانے والے یا دھوبی یا رنگریز کے کھانا کھانیکی ممانعت کی گئی ھی شکاری کے کام کی بیرحمی کے سبب سے برھمن کی نظروں میں شکاری بے ایمان کی برابر سمجھا جاسکتا ھی لیکن علاوہ اور بے اصل حکموں کے اس حکم کے دریافت کرنے سے ھر شخص کو بڑا تعجب آتا ھی کہ طبیب || جسکا پیشہ بڑی دانش اور فیضرسانی کا ھی ھمیشہ نہایت ناپاک پیشہ والوں کے فرقہ میں شمار کیا گیا ھی *

† باب ۵ اشلوک ۸۹
‡ باب ۱۱ اشلوک ۱۸۲ لغایت ۱۸۷
§ باب ۵ اشلوک ۱۸ و ۱۹
|| باب ۳ اشلوک ۲۱۲

علی الخصوص جس بات سے ہمکو تعجب ہوتا ہی وہ یہہ ہی کہ اکثر اقسام کے گوشت کھانیکی برہمنوں کو اجازت دیگئی ہی † اور خصوصاً بیل کے گوشت کی بڑے بڑے تیوہاروں میں تاکید کی گئی ہی ‡ لیکن برہمنوں کو بجز جگ کے گوشت کھانا نہیں چاہیئے مگر جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں قربانیاں روز مرہ کے فرایض میں سے ہیں اور اندرسہ کی گولیاں اور اندرسہ اور بہت سی اور چیزیں اسی قسم کی ممانعت میں داخل ہیں § *

یہہ سچ ہی کہ حیوانوں کے ساتھہ انسانیت برتنے کی ہر جگہہ بہت ہدایت اور تاکید کی گئی ہی اور اس خیال سے کہ اُنکو زیادہ ایذا نہو غذاے حیوانی سے پرہیز کرنا قابل تعریف بیان کیا گیا ہی اسی طرح کی اور بھی وجوہات سے اُسکے استعمال سے احتیاط کرنیکی فہمایش کی گئی ہی || مگر کسی مقام میں کبھی ممانعت نہیں کی گئی اور اُسکو ناپاک نہیں بیان کیا گیا بلکہ اکثر مقاموں میں بہت استحکام کے ساتھہ جایز کہا گیا ہی * بیل کے گوشت کھانیکی اجازت زیادہ تر قابل غور کے ہی کیونکہ گاے اُن دنوں میں ایسی ہی مقدس سمجھی جاتی تھی جیسے اب سمجھی جاتی ہی گاے کی جان کا بچانا برہمن کے قتل کا معاوضہ سمجھا جاتا تھا ‡ اور برہمن کے سوا اور کسیکے قتل کا عوض تین مہینے تک بڑی بڑی سختیاں سہنی اور گاے کی تین مہینے تک خوب خدمت کرنے سے ہوتا تھا †† *

---

† باب ٥ اشلوک ١٢ لغایت ٣٦

‡ باب ٥ اشلوک ٤١ و ٤٢

§ باب ٥ اشلوک ٧

|| باب ٥ اشلوک ٤٣ لغایت ٥٦

* جو شخص قانون کے بموجب کھاوے وہ گناہ نہیں کرتا گو وہ شرعی جانوروں کا گوشت کھاوے کیونکہ اُن حیوانات کو جو کھائے جاریں اور اُنکے کھانیوالوں کو برہما ہی نے پیدا کیا — باب ٥ اشلوک ٣٠

‡ باب ١١ اشلوک ٨٠

†† باب ١١ اشلوک ١٠٩ لغایت ١١٧

کھانے پر یہہ سب قیدیں ہونیکے علاوہ برهمن پر بہت سے ایسے قواعد کي اطاعت لازم کي گئي هی جو زندگي کے معمولي کاموں سے متعلق هیں اُن قواعد میں سے هر ایک سے منحرف هونا گناه سمجھا گیا هی *

اس مجموعہ کا ایک حصہ نصف سے زیادہ ایسے قواعد سے بهرا هوا هی جو پاک صاف رهنے سے متعلق هیں *

ناپاک هو جانیکا نہایت عام سبب کسي رشتہدار کا مرجانا هی اور اگر وُہ قریب کا رشتہدار هو تو برهمن کو دس روز اور شودرا کو ایک مہینہ سُوتک رهتا هی *

اور بہت قسم کے چھونے جانے اور اور سببوں سے بهي آدمي ناپاک هو جاتا هی اور صرف نہانے اور اور ایسي رسموں سے جنکا بیان کرنا دقت سے خالي نہیں پاک هوتا هی † *

بعض ایسے مستثني قاعدوں سے جو اُنکے برخلاف هیں اچھي دانشمندي ظاهر هوتي هی جسکي توقع اِس مقنن سے نہ تهي چنانچہ لکها هی کہ راجہ کبهي ناپاک نہیں هوسکتا هی اور نہ وہ لوگ ناپاک هوسکتے هیں جنکا ناپاک هونا راجہ کار و بار کے سبب سے نہ چاهے اور کاریگر کا هاتهہ جو کار و بار میں مصروف رهتا هی همیشہ پاک رهتا هی اور سپاهي کے وہ رشتہ دار جو لڑائي میں مارے جاویں اسدہ نہیں هوتے اور جو سپاهي خود اپنے فرض کے ادا کرنے میں مارا جاوے وہ گویا نہایت بڑا جگ کرتا هی اور هر طرح کي ناپاکي سے فوراً پاک صاف هوجاتا هی ‡ اور تمام پاک صاف چیزوں میں سے کسي شی میں ایسي عمدہ صفائي اور پاکیزگي نہیں سمجھي گئي هی جیسي کہ وہ صفائي دل کي هوتي هی جو دولت کے حاصل هونے اور قصوروں کے معاف کرنے اور فیاضي کرنے اور عبادت کرنے میں هوتي هی § *

---

† حصہ پانچواں اشلوک ۵۷ تا آخر

‡ باب ۵ اشلوک ۹۳ لغایت ۹۸

§ باب ۵ اشلوک ۱۰۷

هندوؤں میں کفارہ ادا کرنے کی رسموں کا اور اخلاقی امور میں متوسط درجہ هی گناهوں سے بچانے میں اُنسے مدد هوتی هی اور طریق مذهبی سے انحراف کرنے سے باز رکھنے میں کام آتے هیں اور استعمال اُنکا همیشہ ایسا بے قاعدے اور بے اصل طور سے کیا جاتا هی که اُسکے باعث سے وہ ایسے موثر نہیں هوتے جیسا اُنکو لوگوں کی بھلائی کے قائم کرنے میں هونا چاهیئے تھا *

شراب کا پینا اول درجہ کے گناہ میں شمار کیا گیا هی اور بیگناہ آدمی کے تباہ کرنے کیواسطے بلدان کرنا تیسرے درجہ میں شامل هی *

برهمن کو تکلیف پہنچانی اور جو چیزیں قابل سونگھنے کے نہوں اُنکے سونگھنے اور اور ایسے هی جرموں کا جو حقیقت میں مضر هیں ایک هی کفارہ هی † *

اگر جبر سے اُنکی تعمیل کرائی جاوے تو بعض کفارے نہایت سخت بیرحمی کی سزا سمجھی جاوینگی اور جب اُن کفاروں کا استعمال اِس دنیا میں صحبت سے خارج نہونے اور عاقبت میں انتقام سے بچ جانیکے واسطے کرایا جاوے تو وہ بہت هی لغو اور بیجا هیں *

حقیقی یا دهرمی ما یا بہن کے ساتھہ زنا کرنے اور کسی نابالغ سے مجامعت کرنے اور نہایت ذلیل ذات کی عورت کے ساتھہ زنا کرنیکا کفارہ لوهے کے گرم بستر پر جل کر مرنا هی یا خوب تپتے هوئے لوهے کی مورت سے بغل گیر هونا هی ‡ اور شراب پینے کا کفارہ گاے کا گرم گرم پیشاب پینا هی § *

اور اور کفارے اکثر بذریعہ جرمانہ یا ریاضت کے ادا کیئے جاتے هیں اور اکثر جرمانہ میں مویشی لیئے جاتے هیں جنکے دیئے جانیکا برهمن کو حکم هی اور بعض جرمانہ ایسے بڑے هیں که ایک ہجار اور هزار گاے دینی پڑتی هیں *

† باب ۱۱ اشلوک ۵۵ لغایت ۶۸

‡ باب ۱۱ اشلوک ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۷۱

§ باب ۱۱ اشلوک ۹۲

اور جرمانوں کي مناسبت بھي جرموں سے بہت بري طرح قایم کي گئي ھی سانپ مارنے کي عوض میں برھمن پر لازم ھی کہ ایک پھاوڑہ اور خوجہ کے مارنے کي عوض میں پوال کا ایک بوجھہ دے *

اپنے آپ سے کسي برتر آدمي سے دور ھو یا ھشت کہنے اور برھمن پر تقویر میں غالب آنے کا کفارہ ھوتا ھی اور کیڑوں کے مارنے اور پودے اور گھاس کو ناحق کاتنے کا بھي کفارہ لازم آتا ھی اسلیئے کہ درختوں کو بھي دکھہ درد معلوم کرنیکے قابل سمجھتے ھیں † *

کفارہ بہت ھي مشہور اور قابل غور کے ھی یعني جو پجاري تمام رگ بید کو حفظ یاد کرلے وہ ھر طرح کے گناہ سے پاک صاف ھوجاتا ھے اور مجرم نہیں ھوتا یہانتک کہ اگر وہ تینوں ترلوک کے باشندوں کو بھي قتل کر ڈالے اور نہایت ناپاک ھاتوں سے کھانا کھالے ‡ تو بھي پاک صاف رھتا ھی *

بعض کفارے اور بعض سزائیں ایسي ناپاک کاموںکے واسطہ قرار دي جاتي ھیں جنسے یہہ ظاھر ھوتا ھی کہ لوگوں کے اطوار بہت خراب تھے یا مقننوں کے دماغ میں فتور تھا § لیکن غالب یہہ ھی کہ جسطرح بعضے یورپ کے کج فہم مذھبي مسائل کو اپنے دلسے گھڑہ کر بنا دیتے ھیں اُسیطرح اُن کفاروں کي بنیاد پڑي ھی *

اور بعض کفارے بہت ھي اچھے ھیں جو اُن بیہودہ خیالات اور مذھب باطل کے خیال کو جسکا شدت سے برھمنوں میں رواج ھی کسیقدر ھمارے دلسے کم کرتے ھیں چنانچہ بیان کیا گیا ھی کہ جو آدمي سخاوت اختیار کرے گو وہ سخاوت اُسکي روحاني فائدہ پہونچانے کے واسطہ کیوں نکیجاوے اگر وہ اپنے کنبے کو محتاج چھوڑ جاویگا اُسپر عاقبت میں عذاب اور سختي ضرور ھوویگي || *

---

† باب ۱۱ اشلوک ۱۲۵ لغایت آخر
‡ باب ۱۱ اشلوک ۲۶۲
§ باب ۱۱ اشلوک ۱۷۱ لغایت ۱۷۹
|| باب ۱۱ اشلوک ۹ و ۱۰

هر شخص جو کفاره ادا کرلیتا هی وه شرعي طور پر برادري میں پهر لے لیا جاتا هی لیکن سب کو ایسے لوگوں کي صحبت سے بچنا لازم هی جنکے جرم حقیقت میں بہت سنگین هوں اُن جرموں میں اپنے ممنون آدمي کو مارنا اور اپنے مربي کو ضرر پہونچانا داخل هی † *

اُسی اثر کا بیان جو مذهب سے اخلاق پر هوتا هی

البته منو کے مذهب کا اثر اخلاق پر عموماً اچها هی جائز اور ناجائز کا ضروري فرق شروع میں بہت اچهي طرح بیان کیا گیا هی جیسا که پہلے ذکر هو چکا هی اور وه فرق عموماً جابجا خوب قائم رکها گیا هی اور جو تهوڑي سي باتیں اس راے سے مستثنی هیں وه مشہور مقام هیں جو جهوٹي شہادت سے متعلق اور ایک دو وه مقام هیں جہاں یہه حکم هی که بلدان یا جگ ‡ کے لیئے دوسرے کے مال پر تصرف کر لیا جاوے اور راجا چوروں کے گرفتار کرنے میں زیادتي کرے § *

برخلاف اسکے بہت سے احکام اور تاکیدیں عدل و انصاف اور راستي اور نیکي کي بابت پائي جاتي هیں اور برے چال چلن کے بہت برے برے نتیجه اس دنیا اور عاقبت میں بیان کیئے گئے هیں چنانچه لکها هی که نیک آدمي کو بسبب تنگدست هونیکے دل شکسته اور پژمرده نهونا چاهیئے اور ظالم اور بدکار کو اور اُس شخص کو خوشي کبهي حاصل نهیں هوتي هی جو جهوٹي شہادت کے ذریعه سے دولت حاصل کرتا هی || *

ایک مقام میں صاف یہه کہا گیا هی که رسموں کے فرضوں سے اخلاقي فرض بہتر هیں * اور یہه بهي کہا گیا هی که ایسے گناهوں پر جو لوگوں

---

† باب ۱۱ اشلوک ۱۹۰ و ۱۹۱

‡ باب ۱۱ اشلوک ۱۱ لغایت ۱۹

§ باب ۸ اشلوک ۲۵۶ لغایت ۲۶۹

|| باب ۴ اشلوک ۱۷۰ لغایت ۱۷۹

* باب ۴ اشلوک ۲۰۴

کي آسایش میں خلل انداز هوں عاقبت میں ایسي هي سزا ملیگي جیسے مذهبي معصیت پر ملیگي *

مگر اس معاملہ میں ایک مسئلہ کا اثر کم قابل تعریف کے هی کیونکہ اُسمیں یہہ بیان کیا گیا هی کہ جو لوگ اپنے جرموں کي سزا گورنمنٹ کے هاتهہ سے پائینگے اُنکو عاقبت میں سزا نہ ملیگي وہ نیک کرداروں کي برابر هوجاتے هیں پاکُ صاف هوکر بہشت میں جاوینگے † *

اخیر میں یہہ کہا جاسکتا هی کہ قانون کے ذریعہ سے جس اخلاق کي تاکید کي گئي هی اُسکو چهوتے دیوتاؤں کے برے چال چلن کے بیان سے یا اُس عیاشي کے شامل کرنے سے جسکي اجازت اب بعض فرقوں کي رسومات میں دیکئي هی ناکارہ اور بے اثر نہیں کیا گیا تها جیسا کہ آج کل مذهبي کتابوں میں بہت سے مسئلوں سے جنکو مختلف مقاموں میں نقل کیا گیا هی یہہ ثابت هوتا هیٔ کہ منو کے مجموعہ میں عمدہ مسئلوں یا عالي خیالات کي کسیطرح قلت نہیں هے لیکن برهمنوں کے اُس اخلاق کا عام میلان جو برهمنوں نے قایم کیا هی ایسا تو هی کہ گناہ سے بچنے اور پاک صاف رهنے کے قابل کرسکتا هی مگر ایسا نہیں کہ اُسکو بهلائي اور فیضرساني پر آمادہ اور سرگرم کرے اور اُس اخلاق کا مقصد خاص یہہ هی کہ آدمي اپنے امن و امان کا مزہ اُتهاوے اور کسي جاندار کو تکلیف نہ پهونچاوے

---

† باب ۸ اشلوک ۳۱۸ ・

———*———

پانچواں باب

طور طریقه اور تربیت اور شایستگي کے بیان میں عورتوں کي حالتونکا بیان

جب هم ایک قوم کے اطوار کي تحقیقات کرتے هیں تو اول هماري توجهه عورتوں کے حالات سے آگاهي کرنے پر مایل هوتي هی هندوؤں کي عورتونکي حالت اُن قواعد سے جو شادیکے معامله میں بیان کیئے گئے هیں اور ایسے اتفاقي قاعدوں یا بیانوں سے جمع کیجا سکتي هی جن سے از خود وه راے ظاهر هوتي هے جو اُس زمانه میں لوگ عورتونکي نسبت رکھتے تھے *

اگرچه بعض بعض قوانین متعلقه شادي میں جاهل اور ناشایسته زمانه کي بڑي نشانیاں پائي جاتي هیں مگر بهر حال وه شادیکے قوانین ناتواں فرقه یعني عورت کے حق میں بري نهیں هیں اور اور باتوں میں عورتوں کي حالت ایسي هي هی جسکي قانون سے توقع کیجاتي هی *

ایک زوجه کو اپنے شوهر کا بالکل فرمانبردار اور جاں نثار هونا چاهیئے اور شوهر کو لازم هی که اُسکو پابند قانوني قیدوں کا رکھے اور بے قباحت اور جائز شغلوں کي اجازت دے که جسطرح اُسکا جي چاهے اُسیطرح اُن میں مشغول هو † اور جس زمانه میں اُسکا شوهر موجود نهو تو جسطرح وه اُسکي مرضي کے تابع رهتي هی اُسیطرح اپنے رشتهدار مردوں کي مرضي کے تابع رهے ‡ لیکن برخلاف اسکے شوهر کے رشتهدار مردوں کو عورت کي عزت کرنیکي بهت تاکید کي گئي هی چنانچه لکھا هی که جس جگهه عورت کي بیقدري هوتي هی وهاں جو اچھے اچھے کام مذهبي کیئے جاتے هیں وه سب اکارت جاتے هیں اور جس جگهه عورتوں کو ذلیل اور مصیبت

† باب ۹ اشلوک ۲ وغیره

‡ باب ۵ اشلوک ۱۴۷ وغیره

مین رکھا جاتا هی اُس خاندان کے تمام لوگ تباہ هوجاتے هیں لیکن جس خاندان میں شوهر زوجه سے اور زوجه شوهر سے راضي اور خوش هووے وہ گھر یقیناً همیشه خوش اور آباد رهیگا ایسي باتوں میں جنہیر مجموعه قوانین میں گفتگو کرنا عجیب معلوم هوتا هی زوجه پر شوهر کي نوازش کے واسطے قانون مقرر کیا گیا هی چنانچه تاکید کي گئي هی که تیوهاروں اور خوشي کے دنوں پر خاوند کو چاهیئے که اپني زوجه کیواسطے عُمدہ عمدہ زیور اور پوشاک اور کھانا مہیا کرے † *

بیوہ عورتیں بھي قانون کي خاص حفاظت میں هیں چنانچه اُنکے رشتهدار مردوں کو سخت تاکید هی که اُنکے مال و متاع سے مزاحمت نکریں (باب ۳ اِشلوک ۵۲) راجه کو بیوہ عورتوں اور تنہا عورتوں کا محافظ قرار دیا گیا هی اور اُسکو هدایت کي گئي هی کہ وہ عورتوں کے ایسے رشتهداروں کو چوروں کي مانند سزا دیوے جو اُنکے مال و دولت کے هضم کرنیکا ارادہ کریں (باب ۸ اِشلوک ۲۸ و ۲۹) *

بجز اُن باتوں کے جو برهمنوں سے متعلق هیں خانگي برتاو کا کم بیان کیا جاتا هی اور حسب معمول برهمنوں کی چال چلن پر بہت سخت اور لغو قیدیں لگائي گئي هیں چنانچه برهمن کو اپني جورو کے ساتهه کھانا نہیں کھانا چاهیئے اور جب وہ کھانا کھاتي هو یا انگڑائي لیتي هو یا ننگي کھلي بیٹھي هو یا اپني آنکھوں میں سرمه لگا رهي هو اور علیٰهذا اور موقعوں پر اُسکي جانب دیکھنا نہیں چاهیئے ‡ *

هرایک فرقه یا ذات میں عورتوں کا کام یهه هی که وہ دولت کے جمع کرنے اور اُسکے صرف کرنے اور صفائي اور اور اُن فرضوں میں جو عورتونکو کرنے چاهیئیں یعني روزمرہ کا کھانا پکانے میں اور گھر کے برتنوں کي حفاظت کرنے مین مصروف رهیں *

---

† باب ۳ اشلوک ۵۵ لغایت ۶۱

‡ باب ۴ اشلوک ۴۳ وغیرہ

گھر میں خبردار اور شفیق محافظوں کی حفاظت میں عورتیں محفوظ نہیں رہ سکتی هیں لیکن وہ هي عورتیں پاکدامن رہ سکتی هیں جنکا دل خود اُنکا مُحافظ هی † *

ستی هونے کی رسم کا ذرا سا بھی بیان نہیں پایا جاتا هی برهمن کی بیوہ کو جس ریاضت اور نیک طریقه میں زندگی بسر کرنے کی اجازت دی گئی هی ‡ اُس سے بھی ظاهر هی که شوهر کے ساتھه اُنکا جلنا کچھه بھی ضروری نہیں سمجھا گیا هی *

صرف جس خود کشی کی اجازت دی گئی هی وہ ایسے عابد برهمن کیواسطے هی جو کسی لاعلاج بیماری میں مبتلا هو چنانچه اُسکو اجازت هی که وہ فلاں طرف جاوے اور بجز پانی کے اور کچھه اپنے همراہ نه لیجاوے اور تاوقتیکه بسبب بھوک پیاس اور ماندگی کے نه مر جاوے برابر چلا جاوے § اور راجه کو بھی خود کشی کی اجازت دی گئی هی چنانچه لکھا هی که جب راجه اپنی زندگی کو قریب خاتمه کے پاوے تو وہ اپنی اُس دولت کو برهمنوں کو دیدے جو اُسنے ڈنڈ تاوان وغیرہ سے حاصل کی هو اور سلطنت کو اپنے بیٹے کے حواله کرے اور لڑائی میں مرجاوے اگر بالفرض لڑائی نهو تو خود فاقه کشی کرکے مر جاوے || *

چال چلن کا بیان

چال چلن کی نسبت چند باتیں اور انتخاب هوسکتی هیں مثلاً جوان برهمنوں کیواسطے جو سخت تنهائی میں رهنے کا حکم هی اُس سے

---

† باب ۹ اشلوک ۱۱ و ۱۲

‡ باب ۵ اشلوک ۱۵۶ لغایت ۱۵۸

§ باب ۶ اشلوک ۳۱

|| باب ۹ اشلوک ۳۲۳ — یهه عجیب بات هی که رسم ستی کا ذکر نہیں کیا گیا جسکی نسبت کالبروک صاحب نے بیان کیا هی که از روے بید کے اُسکی اجازت هی (کالبروک صاحب کی کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۴ صفحه ۴۵۸) اور متقدمین نے بیان کیا هی که گو انسں ستی هوئی اُسکا ذکر اِس مجموعه کے کسی مقام میں نہیں پایا جاتا هی

معلوم هوتا هی که أنکي پرهیزگاري کا اعتبار نتها چنانچه جب طالبعلم کو اپنے گرو کي ذاتي خدمتیں کرني اور أسکے اور أسکے قریب رشته دارون کے قدم چومنے کي اجازت دي گئي هی تو گرو کي جوان بي‌بي کے قدم چومنے کي ممانعت کي گئي هی اور یهه چاها گیا هی که جب وه عورتوں کي صحبت میں هو تو اپنے آپ کو قابو میں رکھے اور اِس بات کي احتیاط رکھے که جو عورتیں أسکي نظروں میں نهایت لحاظ اور آداب کے قابل هوں أنکے ساتهه بهي تنها نرهے † *

جو عیش و آرام أس زمانه کے لوگ کرتے تھے أنکا حال کسیقدر همکو أس عیش و آرام سے معلوم هوسکتا هی جسکي بادشاه کو ممانعت کي گئي هی (باب ۷ اشلوک ۴۷) جیسے شکار کهیلنا اور لهو و لعب اور دنمیں سونا اور عورتوں سے زیاده صحبت رکهنا اور نشهٔ بازي اور گانا اور ناچنا اور بلا ضرورت سفر کرنا هی چال چلن کا کچهه حال أن مقاموں کے بیان سے بهي واضح هوتا هی جهاں لوگ اکثر جایا کرتے تھے اور چور اور نیم‌طبیب اور جوتشي یعني پیشین گوئي کرنیوالے اور اور فریبي لوگ آتے جاتے رهتے تھے وه مقام حوض اور تنور اور فاحشه عورتوں کے چکلے اور شراب کي بهتي اور حلوائیوں کي دوکانیں اور چوراهه اور بڑے بڑے درخت اور مجلسیں اور عام تماشه گاهیں هیں *

تمام فرقوں اور هررشته کے لوگوں کے ساتهه آداب اور اخلاق برتنے کے طریق بهت تفصیل سے بیان کیئے گئے هیں *

ما باپ اور بڑے بوڑهوں ‡ اور عالموں اور خلیق اور دولتمند اور اعلی مرتبه سے نهایت تعظیم کے ساتهه پیش آنیکي نصیحت کي گئي هی چنانچه حکم هی که ضرورت کے وقت گاڑي میں ایسے آدمي کو جسکي

---

† باب ۱۲ اشلوک ۲۱۱ لغایت ۲۱۵

‡ باب ۲ اشلوک ۲۲۵ لغایت ۲۳۷

عمر نوہ برس سے زیادہ هو اور کسي بیماري میں مبتلا هو اور بوجهہ بهي سرتا هو اور عورت اور پوجاري اور راج کنور اور نوشہ کو جگهہ دیني چاهیئے †*

میں نهیں جانتا کہ قدیم رسموں کي تعظیم کا جسقدر اِس مجموعہ میں حکم هی اُسکے بخوبي ادا کرنے کیواسطے کس مقام پر ذکر کرنا چاهیئے جنکو بہت معزز قانون اورتمام خدا پرستي کي بنیاد بیان کیا گیا هی ‡ یهي رسمیں آجتک هندوؤں کے مذهب کي جان هیں اور هندوؤں کے قوانین کے همیشہ قائم رهنے کي بهي یهي رسمیں باعث هیں اِس مجموعہ میں علم کو نهایت ممتاز بیان کیا هی اور هدایت کي گئي هی کہ تمام فرقے اِسکو تحصیل کریں یهہ سچ هی کہ بید اور اُسکي تفسیروں اور صرف اور چند کتابوں کے پڑهنے کي طالبعلم کو هدایت کي گئي هی لیکن اُنهیں کتابوں سے علم الهیات اور علم منطق اور علم طبعیات حاصل هوتا هی یهہ بات سب کو معلوم هی کہ اول رسالوں میں جو بید کے ساتهہ شامل هیں اِنهیں مضمونوں پر بحث کي گئي هی اور برهمن جو اُن سب علموں سے اِبتداء زمانہ میں اچهي واقفیت رکهتے تهے اِسوجهہ سے یقین هی کہ اُنهوں نے اُن علموں میں اُسي زمانہ میں جسوقت مجموعہ بنایا گیا تها بہت سي اِستعداد حاصل کي هوگي *

فنون کا ذکر

اگرچہ اُسوقت میں فن صاف اور سیدهے سادہ تهے مگر ایسے بے رونق نہ تهے جیسکہ جاهل اور اکهڑ قوموں میں هوتے هیں چنانچہ موتي اور جواهرات اور ریشمین کپڑے اور زیور کا موجود هونا تمام خاندانوں میں بیان کیا گیا هی § هاتهي اور گهوڑے اور رتهہ کا بیان جابجا پایا جاتا هی کہ آدمي اُنپر سوار هوتے تهے اور مویشي اور اونٹ اور گاڑیوں پر اسباب

† باب ۴ اشلوک ۱۳۰ لغایت ۱۳۸

‡ باب ۱ اشلوک ۱۰۸ لغایت ۱۱۰

§ باب ۵ اِشلوک ۱۱۱ و ۱۱۲

لادا جاتا تھا باغ اور گنج اور چبوتروں کا ذکر پایا جاتا ہی اور امیر لوگ فلاح عام کیواسطے جو تالاب اور باغیچہ آجکل بھي بناتے ہیں اُنکے بنانے کي شاید اِسي مجموعہ میں اول اول ہدایت کي گئي ہی † شہروں کا بہت کم ذکر پایا جاتا ہی اور علاوہ اِن قاعدوں یا افسروں کے جو گانوں کے اِنتظام کیواسطے درکار ہوتے ہیں یا کسي بستي اور اُسکے افسروں کا ذکر نہیں معلوم ہوتا غالباً جو بڑے شہر تھے وہ صرف دارالخلافت کے شہر تھے ‡ *

جن پیشونکا بیان ہوا ہی اُنسے ظاہر ہوتا ہی کہ جو چیزیں تربیت یافتہ والوں کي اوقات بسري کے واسطے ضرور تھیں وہ سب تھیں مگر جو نہایت شایستہ اور لئیق لوگوں کي حیات کیواسطے درکار ہوتي ہیں وہ سب موجود نہ تھیں مثلاً اگرچہ جواہرات اور زیور طلائي عام تھا مگر زردوز اور اور اِسي قسم کے کاریگر جو اُن مصالحوں سے نہایت لطیف کام بناتے ہیں شاید نہ تھے کیونکہ اُنکي طرف کہیں اِشارہ نہیں پایا جاتا اور مصوري اور تحریر کو وہ ترقي حاصل نہیں ہوئي تھي جو بعد کو اُس زمانہ میں ہوئي جبکہ شودر لوگوں کو مصیبت کے وقت میں جن پیشوں کي اجازت ملي اُنہیں میں اِنکے کرنیکي بھي اجازت ہوئي *

روپیہ کا ذکر اکثر پایا جاتا ہی لیکن یہہ نہیں معلوم ہوتا کہ اُسکي مالیت کو بذریعہ وزن کے یا بذریعہ سکہ کے قائم کیا تھا اُسوقت دان ستد میں بجاے روپیہ کے پنونکا چلن تھا اِسي نام سے بعض مقاموں میں کسي قدر کوڑیوں کو پکارتے ہیں جو پیسہ کي عوض میں آتي ہیں *

اناج اور مصالحوں اور خوشبوؤں اور اور پیداوار کے اقسام کي کثرت ایک بڑي تربیت یافتہ ملک کا ثبوت ہی اور مجموعہ سے عموماً ایسي آبادیوں کے آثار معلوم ہوتے ہیں جو امن و امان میں ترقي پر تھیں بعضے ایسے حالات جنسے اُس زمانہ کي بدعملي ظاہر ہوتي ہی اب بھي

† باب ۴ اِشلوک ۲۲۶

‡ باب ۷ اِشلوک ۱۳۰

موجود هیں لیکن لوگونپر اُنکا اثر اِسقدر نهیں هوتا جتنا که غیر ملک والے سمجهتے هیں برخلاف اِسکے مصیبت کے وقتونکا حال کنایة معلوم هونے سے یهه شبهه هوتا هی که قدیم زمانوں میں بهي قحط کي سختي اکثر هوتي تهي جو اب بهي هندوستان میں هوا کرتي هی *

اِس مجموعة میں اُن قوموں کا کهیں کچهه بیان نهیں هی جو صرف مویشي کا دوده پیکر زندگي بسر کرتے تهے جیسا که اب بهي ایشیا کے اکثر ملکوں میں موجود هیں *

عام حالات

تمام قدیم قوموں میں سے صرف مصر والے هندوؤں سے نهایت مشابه معلوم هوتے هیں لیکن اُس قوم کے حالات سے اِسقدر کم آگاهي هی که اُسکو دوسري قوم سے مطابق نهیں کرسکتے †*

هندوؤں کي اُن یونانیوں سے مطابقت کرنا جنکا مفصل حال هومر شاعر نے جو قریب اُسي زمانه کے گذرا هی جب که یهه منو کا مجموعة تالیف هوا زیادہ تر آسان هی اگرچه اُس دلاور قوم یعني یونانیوں سے هندو همت اور دلاوري اور لطافت طبع میں کیسے هي کمتر کیوں نهوں مگر چونکه ان دونوں قوموں کے قوانین اور انتظام کے طریقے اور هنر و فن کي کیفیت اور عام تهذیب اور شایستگي اور قانون کي پابندي کا مقابله کیا جاوے تو ظاهر هوتا هی که هندو یونانیوں سے شایستگي اور تربیت میں بهت بڑهی هوئے تهے هندوؤں کے ملکي جلسے به نسبت یونانیوں کے بهت کم ناشایسته تهے اور وہ دشمنوں سے بهت ترحم کے ساتهه سلوک کرتے تهے اور هر قسم کے علوم میں اُنکو بهت زیادہ دسترس تهے اور خدا تعالی کي ذات اور صفات کی علم کي روشني اُسي زمانه میں ایسي اُنکو حاصل هوگئي تهي جس میں سے ایتهنس کے اعلی ترقي کے زمانه میں وهاں کے نهایت

---

† اِن دونوں قوموں میں جو خاص خاص باتیں مشابهت کي پائي جاتي هیں اُنکو هیرنصاحب نے ایشیا کي قوموں کي تاریخ کي جلد ۳ صفحة ۲۱۱ سے آخر تک لکها هی

بڑے عقیل اور دانا آدمیوں کے دلونپر بہت تھوڑي سي چمکي مگر یوناني غیر قوموں کے ساتھہ بلا رکاوٹ میل جول رکھنے سے اراستہ هوگئي اور هر ایک قوم سے جو عمدہ باتیں اُنکو ابتدا میں حاصل هوئیں اُن سب کو اُنہوں نے قلمبند کیا هی برخلاف اسکے هندوؤں نے اپني تربیت آپ هي آپ بڑهائي اسیوجہہ سے اُنکي تربیت کي ایک خاص خاصیت هوگئي جسکے باعث سے اُس اعلی درجہ کي شایستگي کي چھان بین کرنے میں ایک شوق پیدا هوتا هی جو آخر کار خود بخود اُس تربیت نے حاصل کي مگر یہہ سوال هوسکتا هی کہ هندوؤں کو ایسي جلد اور بلا ذریعہ کے ترقي تربیت حاصل هونے سے کیا اُنکي بدبختي نہیں سمجھي جاتي هی کیونکہ اُنہوں نے اپنے آپکو اور قوموں سے جنکو وہ جانتے تھے برتر دیکھکر اپنے جلسونکي توقیر اور اور قوموں کے جلسوں سے نفرت کي جس کے سبب سے وہ غیر قومونکي ترقي کي باتوں سے متنفر اور خود اپنے آپ بھي کسي نئي بات کے ایجاد کرنے کے قابل نرھے *

هندوؤں کي اصلیت اور اُنکي معاشرت کا بیان

منو کے مجموعہ سے جو آگاهي حاصل هوتي هی اُسپر غور کرنے سے معلوم هوتا هی کہ دوبارہ جنم لینے والے یعني جنیئو پہننے والے تین فرقے ازروے قانون کے هندوؤں کا مجمع سمجھے جاتے هیں اور شودروں کا فرقہ ذلت و خواري کي حالت میں اُنکا خدمتگار باوجود اسکے یہہ بھي معلوم هوتا هی کہ شودر راجہ شہروں میں راج کرتے تھے اور اُن شہروں میں برهمنوں کو ریاست نکرنے کي هدایت کي گئي هی † اور ضلع کے ضلع ایسے بیان کیئے گئے هیں جہاں شودر هي آباد تھے اور برهم یعني نارایں کے دشمنونکا زور شور تھا اور برهمنونکا وهاں پتا بھي نہیں تھا ‡ *

---

† باب ۴ اشلوک ۶۱

‡ باب ۸ اشلوک ۲۲

زناردار قوموں کو مکرر سہ کرر هدایت کي گئي هی که بحر مشرقي سے بحر مغربي تک هماوت † اور بندهیا ‡ پهاڑوں کے درمیان میں جو حصه ملک کا هی اسمیں آباد هوں صرف ان تین بڑي قوموں هي کو اس بڑے خطه میں محدود کیا گیا هي شودر کو بشرطیکه وہ سامان معیشت کا محتاج هو هر جگهه جانے اور بسنے کي اجازت هی § ان سب باتوں سے خواہ مخواہ یهه نتیجه نکلتا هی که زناردار تینوں قومیں فتحیاب قومیں تهیں اور شودر مفتوحه قوم اصلي باشندے اس ملک کے تهے اور جو خود مختار آبادیاں شودرونکي تهیں وہ انہیں چهوٹے خطونمیں جنمیں هندوستان منقسم تها واقع تهیں جو ابهي تک مفتوح نهوئي تهي اور بندهیاچل سے آگے بڑه کر وہ حمله آور نهوئي تهي اور نه انکے مذهب کي وهاں تک رسائي هوئي تهي *

مگر یهه شبهه پیدا هوتا هی که یهه فتحیاب کوئي غیر ملکي قوم تهي یا یونان کے ڈورس والوں کیطرح خاص هندوستاني هي تهی یا هندوستان کے کسي خاص صوبه کے لوگونمیں کا ایک حصه تهی مثلاً کوئي مذهبي فرقه جسنے تمام علم و هنر میں سب سے فوقیت حاصل کرلي هو اور اجماع کے تمام فائدونکا اپنے هي ذات میں انحصار کر لیا هو *

ان برتر فرقوں کي صورت شکل کا شودروں سے تفاوت جو ابتک پایا جاتا هی اُس سے سمجها جاتا هی که غیر ملک کے لوگ تهے لیکن برهمن اور چهتریوں کي نسبت اس تقریر کو تسلیم کرکے همکو اُن باتوں کیطرف توجهه کرني چاهیئے جنسے اس گفتگو کي قوت گهتتي هی *

---

† هماوت کوہ همالیه کو کهتے تهے

‡ یهه اب بهي اسي نام سے مشهور هی اور خاص هندوستان کي ایسي هي جنوبي حد هی جیسے شمالي حد همالیه هی معلوم ایسا هوتا هي که اس مجموعه کے مولف کو یهه اچهي طرح معلوم نتها که بندهیاچل کا سلسله مشرق کي جانب کهاں ختم هوا هی

§ باب ۲ اشلوک ۲۱ لغایت ۲۴

جو فرقہ برهمنوں سے نہایت غیر اور بے میل هی وہ چنڈالوں کا فرقہ هی باوجود اِسکے کہ اُنکی پیدایش ایک برهمنی سے هی پس اِس خیال سے کہ اُنکو اپنے مربی سے کچھہ مشابہت باقی رهیگی ذات میں گھٹے هونیکے سبب سے اُنکو سواے اپنے همقوموں کے اوروںسے ربط ضبط کی اجازت نہیں دی گئی هی اور عادتوں اور پیشونکا اختلاف هی اُس بڑی نامشابہت کے پیدا کرنیکو کافی وافی هی جو برهمنوں اور شودروں میں موجود هی هندوستان میں جو مختلف پیشے موروثی چلے آتے هیں یہہ اَمر اُس نامشابہت کے قائم رکھنے اور ترقی دینے میں مدد کرتا هی † اور یہہ بات بهی اُنکے غیر ملکی قوم هونیکے مخالف هی کہ نہ تو اِس مجموعہ میں اور نہ بید میں اور نہ پھر کتابوں میں جو اِس مجموعہ سے پرانی هیں کوئی اشارہ اِسبات پر پایا جاتا هی کہ اُنسے پہلے کوئی اور قوم هندوستان میں بستی تهی یا کسی ملک سے جو هندوستان سے باهر تها اُنکو بجز اسکے نام کے اور کچھہ واقفیت تهی دیوتوں کا ذکر بهی همالیہ کے سلسلہ سے آگے نہیں پایا جاتا چنانچہ اُس سلسلہ میں اُنکی بود و باش قائم کی گئی هی *

زبان شنسکرت اور مغربی زبانوں کی اصلیت کے ایک هی هونے سے اِس باب میں کوئی شبہہ نہیں رهتا هی کہ جو قومیں آپس میں اُن زبانوں کا استعمال کرتی هیں اُنکے آپسمیں کسی زمانہ میں رشتہ هوگا لیکن اُس سے وہ مقام ثابت نہیں هوتا جس مقام میں یہہ تعلق قائم تها اور نہ اِس تعلق کا زمانہ معلوم هوتا هی وہ زمانہ اُن قوموں کے میل جول کے ایسے شروع درجہ کا زمانہ هوگا جسکے سبب سے همکو مختلف قوموں

---

† اُس اختلاف پر غور کرو جو صرف چند برس میں ایسے دو شخصوں میں پیدا هوسکتا هی جو اپنا اپنا پیشہ کرنیکے شروع میں یکساں هوں مثلاً ایک اچھی قواعد دان پلٹن کے سپاهی اور کسی کارخانہ کے ایسے آدمی کے فرق کو دیکھو جو بہت کم چست چالاک اور تندرست هو

کے دریافت کرنے میں کوئی روشنی حاصل نہیں ہوتی یہہ صرف ایک فرضی بات ہی کہ اُنکا تعلق ایک مرکز سے نکلکر چاروں طرف پھیلا کچھہ واقعی امر نہیں ہی کیونکہ نقل مکان اور تربیت مرکز سے محیط کیطرف نہیں پھیلی ہی بلکہ مشرق سے مغرب کی طرف پھیلی ہی پھر وہ مرکزکوں اور کسطرف کو ہوسکتا ہی جہاں سے ایک زبان ہندوستان اور یونان اور اٹلی میں تو پھیل سکے اور کالڈیا اور شام اور عرب کو چھوتی ہوئی نہ جاے *

اِسلیئے یہہ سوال ابھی تصفیہ طلب ہی کہ کوئی وجہہ اِس بات کے خیال کرنے کی نہیں کہ ہندو بجز اپنے موجودہ ملک کے کسی اور ملک میں بھی بستے تھے اور اِس بات کو تسلیم نکرنیکی بھی کوئی وجہہ نہیں کہ جو کچھہ نہایت قدیم تاریخیں اور روایتیں اُنکی اب موجود ہیں اُنسے پہلے بھی کبھی بستے ہونگے *

فرض کیا کہ وہ ایک فتح کرنیوالی قوم خواہ غیر ملک کی یا اُسی ملک کی تھی ذات کا قائم ہونا اور ہندوؤں کی اور مخصوص باتیں اُنکی حالت کا مقتضی ہوگا یعنی بغیر دور اندیشی یا اِرادہ کے پیدا ہوگئی ہونگی اور ایک نئے خطہ پر قبضہ حاصل ہونے پر جو لوگ زیادہ دولتمند اور جنگ‌آور ہونگے وہ سپاہ گری کے پیشہ ہی میں مصروف رہے ہونگے اور اُنمیں جو لوگ معزز اور مشہور کم ہونگے اُنہوں نے کاشتکاری اور اور پیشہ اور تجارت اختیار کی ہوگی اور جیسے کہ باقی پرانی دنیا میں تمام جاہل قوموں کا طریق ہوتا ہی سو اِس قوم میں بھی پوجاری اور جوتشی ہونگے جو اپنے آپکو خدا تعالی کے ارادوں اور اُن تدبیروں سے واقف بتاتے ہونگے جنسے خدا تعالی کی مہربانی پائی جاوے لیکن یہہ لوگ اول میں اپنے ہمسایوں سے زیادہ دانا ہونگے اور اگرچہ وہ اپنا فن اپنی اولاد کی ذات میں چھوڑ گئے ہوں لیکن اِس سے پہلے کچھہ عرصہ گذرا ہوگا جسمیں اُنکی تعداد اور قوت اِسقدر زیادہ ہوگی کہ وہ تقدس کو خاص خاص خاندانوں پر مخصوص

اور محدود کرسکے ہونگے اور سپاہی شیخی اور فخر کے سبب سے مفتتین
یعنی تاجروں میں شادی کرنے سے اِس خیال سے باز رہے ہونگے کہ اِس
فعل سے اُنکی نسل بگڑ جاویگی اور یہہ ایک ایسا خیال ہی جو بہتسی
یورپ کی قوموں کے دل میں ایسے جوش خروش سے سما رہا ہی جیسے
کہ ذات کے قاعدہ کا اثر هندوؤں کے جی میں بیٹھہ رہا ہی اور پوجاریوں
نے بھی نسل کے فخر میں اوروں سے گھٹ کر رہنا نچاہا ہوگا اور ایسی
نسل کا خالص قائم رہنا ضروری سمجھا ہوگا جو مذہبی خدمتوں سے
مخصوص تھے مفتوحہ قوم جیسا کہ ایسی حالتوں میں اکثر ہوا کرتا ہی ایک
علحدہ گروہ کی مانند رہی ہوگی اول تو وہ فتحیابوں ہی کے لیئے کھیتی
کرتے ہونگے بعدہ اُنکے فتحیابوں نے اپنی کسی غرض یا آرام یا فائدہ کے لیئے
اُنکو آزاد باج گزار کاشتکار کردیا ہوگا یہانتک تو بجز پوجاریوں کے علحدہ
فرقہ ہونے کے اور سب ترقی هندوؤں کی جمعیت کی ویسے ہی ہوئی جیسے
قدیم اور متوسط زمانوں میں اکثر قوموں کو پہلے پہل ہوئی ہی اور قوموں
سے هندوؤں کی قوم کا مقدم فرق یہہ ہی کہ اُنکے قانون اور قاعدے جیسے ایک
خاص حد پر قائم ہوئے ہمیشہ ویسے ہی رہے اور کسی زمانہ آیندہ میں اُنمیں
کسیطرح کی ترقی یا تبدیلی جائز نہیں رکھی گئی اور اُسکے اِس قیام کی
وجہہ پوجاریوں کا اِتفاق اور اُس اِتفاق سے جو قوت اُنکو حاصل ہوئی وہ
اور اُنکے ظاہری حاکموں یعنی راجاؤں سے موافقت معلوم ہوتی ہی راجہ
کے احکام خدا کے حکموں کیسی قدر و منزلت رکھتے تھے اور جو کچھہ
راجہ کی زبان سے نکلتا تھا وہ سب اِلہام سے سمجھا جاتا تھا اِسلیئے اُسمیں
کوئی کچھہ چون و چرا نہیں کرسکتا تھا اُن احکاموں میں جو مذہبی اور
اخلاقی اور ملکی معاملے ہوتے تھے اِسلیئے لوگوں کے چال چلن اور داروں
پر کامل بندش رکھتے تھے اور تمام رعایا کے طریقہ کو ایسے سانچہ میں
ڈھالتے تھے کہ پھر اُنکی دوسری صورت پلٹنی ممکن نہوتی تھی پرہمت
ذاتوں کے نسب نامے اور اور ایسی کہانیاں جنسے مروجہ قوانین کو

إستحکام حاصل هو یا جو تبدیلیاں أنکو کرني منظور هوں وہ اچھي طرح هوسکیں بناتے تھے اور جبکه وہ راجه کو نهایت اعلی درجه کي قوت پر پهنچا لیتے تو وہ اپنے فرقه کي ایسي شان و شوکت حاصل کرتے تھے جس سے کسیکو رشک و حسد نهووے یا زهد و تقوی سے جو عظمت أنکو حاصل هی أسمیں خلل نه پڑے برهمنوں کے فرقه کا یهه نهایت مضبوط اور قوي إتفاق اور أسکے سبب اور ذریعے هماري قوت إدراک کے قابو میں آنیکي چیز نهیں هیں لیکن اگر هم إس بات پر غور کریں که جس زمانه میں چارلیں مین شهنشاه فرانس کے سوا روم کے کیتھلک فرقه کے پادریوں کا کوئي سردار یا حاکم نه تها اور أنکو علاوہ اور بهت سي باتوں کے ایک إس بات کي ممانعت نه تھي که شادیاں کرکے اولاد حاصل کریں اور اپني اولاد کو اپنا هي کام سیکھاویں تو یهه حال بآساني خیال میں آتا هی جو هم هندوؤں میں دیکھتے هیں جو رسمیں آجکل مروج هیں أنکے اور راجاؤں کے احکامات کے بطور قانون قائم هونے سے پہلے کچھه عرصه گذرا هوگا اور بعد أسکے مجموعه کے اندر إس غرض سے أنمیں چپ چپاتي تبدیلیاں کي گئي هونگي که جو شایستگي لوگوں کي حالت اور حاکموں کي تدبیروں میں واقع هوئي هو یهه مجموعه أسکے مناسب هوجاوے اور پرانے قانونوں میں بھي نئے قانون ملاکر ایک ایسا قدیمي مجموعه ٹهرا لیا هوگا جسپر کسیکو یهه شک نهو که سارا مجموعه خدا کا دیا هوا قانون نهیں هی لیکن آخرکار اب مجموعه کا اصل متن قائم هوگیا هوگا اور أسکے بعد پچھلي تبدیلیوں کو بطور شرح کے أسپر زیادہ کیا هوگا یا بطور ایک علحدہ قانون کے جو کسي ذي اختیار حاکم نے جاري کیا هو داخل کي گئي هونگي *

غرضکه هر طرح سے ظاهر هوتا هی که یهه مجموعه أس زمانه سے مدت کے بعد مرتب هوا هوگا جبکه لوگ تربیت کے إبتدائي درجوں سے گذر کر کمال کو پهنچ گئے هونگے *

برهمنوں کي حیرت انگیز باتوں کا بیان

اِس مجموعۂ پر بہیئت مجموعي نظر ڈالنے سے همکو برهمنوں کے متعلق دو عجیب باتیں دیکھنے سے جنہوں نے اِس مجموعہ کو بنایا نہایت حیرت هوتي هی اُنمیں سے ایک تو حیراني کي بات یہہ هی کہ اُنہوں نے هر قسم کی عام پرستش اور مذهبي رسومات میں پیشوا هونے کے کام کو کچهہ بهي قدر و منزلت کا کام نہ سمجہا اُس عزت اور توقیر پر لحاظ کرنے سے جو دین کے خادموں کو اهل دنیا اور خدا تعالی کے درمیان میں وسیلۂ هونے سے حاصل هوتي هی اور اُس قدرت اور اختیار پر خیال کرنے سے جو دیوتاؤں کي آواز سنانے اور اور فریب کي باتوں کے کرنے سے حاصل هوتا هی معلوم هوتا هی کہ برهمنوں کو جو حکومت ظاهري پر مدت سے قبضہ رکھنے کي وجہہ سے اِطمینان حاصل تہا اُسکے سبب سے رعب داب کے ایسے بڑے ذریعوں سے غفلت هوگئي هوگي مگر یہہ کسیطرح خیال میں نہیں آسکتا کہ قدیم مجموعہ میں جسکا اصلي مقصود برهمنوں کے اختیار و قوت کو مستحکم اور پائدار کرنا هی ایسا برخلاف حکم هو *

اِس غفلت کے اثر بهي غور کرنے کے قابل هیں اس غفلت سے یہہ بات ظہور میں آني لازم تهي کہ پرستش کي تحقیر سے جو بے پروائي اب کثرت سے مروج هی رواج پاوے مگر یہہ اور بهي حیرت کي بات هی کہ باوجود ایسي حالت کے قوموں میں وہ پرستش کچهہ نکچهہ برابر جاري هی اور بعض موقعوں میں مثل تیرتهہ اور تہوار کے وہ ایسي هی کہ اُس سے ایک عام ولولہ لوگوں کے دلونمیں نہایت جوش و خروش سے پیدا هوتا هی *

دوسري عجیب بات یہہ هی کہ تمام ایسی سخت اور دشوار افعال کو جنکا پورا ادا هونا کسي مندر یا عبادت خانہ میں ممکن هی زندگي بهر ایک ایسي بڑي قوم کے لوگ جیسي کہ برهمنوں کي هی باقاعدہ کرتے رهیں جو بڑے وسیع ملک میں پهیلے هوئے اور اپنے کنبوں سمیت اور باشندوں کیطرح

بستے هیں اور کسي مذهبي حکومت یا کونسل یا عام سردار کے مطیع اور
ماتحت نہیں هیں اِس پابندي کے قیام کي صورت جسکو اِبتدا میں
حسن اِتفاق پر چھوڑا گیا تھا مختلف سببوں سے هوئي اول اُسکو خدا کا
قانون سمجھکر هکا بکا کر دینیوالي وهمي تعظیم کا هونا هی جو غالباً بعد
کو اُس فرقه کے دل میں بھي بیٹھي هوگي جسکے بزرگوں نے اُسکو ایجاد
کیا تھا دوسرے اِبتداے تعلیم کي سختي اور وہ کفارے جو مذهبي حکم
سے ادا کرنے ضرور هوں اور غالب یہہ هی که اُنکي تعمیل راجه کے حکم سے
شاید کرائي جاتي هوگي تیسرے افعال کي پابندي کي قدامت نے بعد
لوگوں کا عادي هوجانا اور عام راے کا غلبه چوتھے قطع نظر اِن سب
سببوں کے اپني قوت کے نگاہ رکھنے اور اپنے قوم کے فائدے کو ملحوظ رکھنے
کے لیئے جسکا خیال جیسا که برهمن کے دامیں گھر کیئے هوئے تھا کسي اور
کے نہوگا خود برهمن کا اُن دشوار کاموں کي پابندي میں چوکس رهنا مگر
برخلاف اِن قوي سببوں کے برهمنوں کے قواعد مذهبي کي پابندي بتدریج
زوال پذیر هوتي چلي آئي هی چنانچه جن معاملوں میں ترغیب بہت
بڑي هی یا جہاں کہیں اُنکے رعب داب میں کچھه خلل آنیکا کوئي
اندیشه نہیں اُن موقعوں میں برهمنوں نے اپنے مذهبي قواعد کي پابندي
سے غفلت کي هی یہانتک که اُنکي خصلت کے تقدس میں کمي هوتے
هوتے اُنکا اختیار بھي کم هوگیا اور اِسي باعث سے اُنکے اختیار کا بڑا حصه
بہت سے اور فرقوں کے هاتھه میں جا پڑا جنمیں سے بہت بڑے بڑے فرقے
سادھوں اور سنتوں کے بنے هوئے هیں *

———*———

دوسرا حصہ

ہندوؤں کي پچھلے زمانوں کي حالت اور اُن تبدیلیوں کے بیان میں جو منو کے بعد ہوئیں

اگرچہ ہندوؤں نے بہ نسبت اور کسي قوم کے جسکے حال سے ہم واقف ہیں اور ایسي بڑي مدت تک جو کسي اور قوم کي تاریخ میں نہیں پائي جاتي ہی اپني رسموں کو قایم اور ثابت رکھا ہی مگر باوجود اسکے یہہ نسمجھنا چاہیئے کہ دو ہزار پانسو برس کے عرصہ میں جو اُسوقت سے اب تک گذرا ہی کوئي تبدیلي واقع نہیں ہوئي ہی *

اگرچہ اُن تبدیلیوں کا امتیاز کرنا جو مسلمانوں کے سبب سے ہوئي ہیں ہمیشہ ممکن نہیں ہی مگر میں حتی‌المقدور اُنہیں باتونکا ذکر کرونگا جو اب بھي ہندوؤں میں پائي جاتي ہیں خواہ وہ مذہب سے متعلق ہوں یا حکومت سے یا چال چلن سے *

میں اُسي ترتیب سے بیان کرونگا جو منو کے مجموعہ میں ہی چنانچہ قوموںکي تبدیلیوں سے شروع کرتا ہوں *

پہلا باب

ذات کي تبدیلیوں کا بیان

شاید فرقوں کي تقسیم اور کار و بار ھي میں بڑي بڑي تبدیلیاں منو کے وقت سے واقع ہوئي ہیں *

چاروں فرقوں کي تبدیلیاں

چھتري اور بیش بلکہ شودر بھي بقول برھمنوں کے معدوم ھو گئے یہہ ایک ایسي بات ھی کہ جو لوگ اس سے بہت سي غرض رکھتے ھیں وہ کسیطرح قبول نہیں کرتے * راجپوت اب بھي علانیہ دعوی کرتے ھیں کہ هم خالص چھتریوں کي نسل میں سے ھیں اور بعضے محنتي فرقے بھي بیشونسے اسیطرح کے تعلق کا دعوی کرتے ھیں * مگر برھمن عموما استقدر کامیاب ہوئے ھیں کہ اُنہوں نے اور فرقوں کو بید تک رسائي حاصل کرنے سے محروم کیا ھی اور تمام علوم دیني اور دنیوي کو اپنے ھي فرقہ پر مخصوص کرلیا ھی *

اگرچہ برھمنوں نے اپني نسل کو اپنے آپ بلا اعتراض قایم رکھا ھی مگر وہ اپنے بزرگوں کے طریقہ سے بہت کچھہ کنارہ کر گئے ھیں بعض باتوں میں بہ نسبت سابق کے وہ بہت زیادہ سخت اور متعصب ھیں یعنے حیوانوں کے گوشت کي خوراک † کا استعمال اُنکو ممنوع اور کمتر فرقوں سے شادیاں کرنیکي ممانعت ھی لیکن اکثر باتوں میں اُنکے طریق میں بہت سستي آگئي ھی اور زندگي کو چار حصوں میں تقسیم کرنے کا قاعدہ اور تمام قیدیں جو طالب علموں اور عابدوں اور تارک الدنیا لوگوں پر تھیں اب

---

† خاص هندوستان میں بعضے ذات کے برھمن بعض قسم کا وہ گوشت جو جگ میں چڑھایا گیا ھو کھاتے ھیں اور بعض حالتوں میں گوشت جایز خوراک ھی لیکن اس قسم کي قرباني دکھن میں ایسي نایاب ھی کہ غالباً بعضے برھمنوں نے اُسیکو دیکھا بھي نہوگا

برھمنوں میں سے جاتی رھیں اگرچہ اب بھی بعض آدمی اپنی دلی رغبت سے اُن سب طریقوں میں سے جو سب کو برتنے پڑتے تھے کسی طریقہ کو اختیار کرتے ہوں *

برھمن اب نوکری کرتے ھیں اور تمام پیشوں اور تجارتوں میں بھی مصروف پائی جاتی ھیں جسقدر برھمنوں کی پرورش بموجب اصلی قاعدہ کے خیرات سے ھوتی ھی وہ نہایت کم ھیں یہہ بات عام ھی کہ اُنکو پیشہ کاشتکاری اور اس سے بھی زیادہ سپاھگری میں دیکھا جاتا ھی اور جن نہایت ذلیل پیشوں کی اُنکو سخت سزاؤں کے ساتھہ ممانعت ھی اُنمیں سے گھٹ سے گھٹ کر پیشہ سے کچھہ تھوڑا سا وسوسہ ملا کرتے ھیں اور بعض مقاموں میں اُنکو بھی کرتے ھیں † مگر ھندوستان کے جنوبی حصہ میں برھمنوں کی معیشت کے پیشے لکھنا پڑھنا اور سرکاری نوکریاں ھیں عہدہ وزارت سے لیکر گانو کی پٹواری تک بہت سے عہدے اُن ھی کے ھاتھہ میں ھیں اور ھندوؤں کے قانون کے معنے بتانا اور اور پوجا پاٹ کرانا اور اور بہت سے کام جنمیں لکھنے پڑھنے اور کار و بار کا علم درکار ھی ان ھی کے حوالہ ھیں *

جن ضلعوں میں مغلوں کا انتظام بخوبی رواج پا گیا تھا اُن میں فارسی زبان کی رواج سے سرکاری کام مسلمانوں اور کایتوں کے ھاتھہ پڑگئی ھیں ‡ حیدرآباد دکھن کے نواب کی عملداری کے ضلعوں میں بھی اسی سبب سے برھمنوں کا روزگار کم رہ گیا ھی مگر باوجود اس کے یہہ تسلیم کرنا چاھیئے کہ منو کے مجموعہ کے عمل در آمد کے وقت صرف ایک صلاحکار برھمن اور کئی ججوں اور منصفوں کو حکومت میں دخل ھوتا تھا اور اب یہ نسبت اُس زمانہ کے دکھن میں ھر جگہہ برھمن بہت کچھہ اختیار رکھتے ھیں *

---

† دیکھو وارڈ صاحب کی ھندوؤں کے حالات کی کتاب کی جلد اول صفحہ ۸۷ کو

‡ کایتھہ شودروں میں سے ایک فرقہ ھی جنکا ذکر آگے آتا ھی

یہہ صاف ظاهر هی که برهمنوں نے جو امور دنیوي کي پیروي کي تو ضرور هی که اُنکا مذهبي رعب داب کسیقدر جاتا رهی پس ایک بڑے مستند مورخ † نے بیان کیا هی که کم سے کم گنگا کے قرب و جوار کے ضلعوں میں برهمنوں کے مذهبي اختیار جاتے رهی هیں اُنمیں پنڈت بهي کوئي کوئي شاذ و نادر هی اور اُنکي تعظیم و تواضع او بہکت بہت کم رهگئي هی کنبوں اور لوگوں کو ایمان دهرم کي باتیں سیکهانے میں بهي گوشائیں اور اور قسم کے فقیروں کے فرقہ اُنکے قایم مقام هوگئے هیں ‡

مگر بنگاله میں اب بهي دنیا داروں کے نزدیک وہ بڑے واجب‌التعظیم اور خدمت اور رعایت کے مستحق هیں § اکثر مندروں کي خدمت اور پوجا پاٹ کرانا اب بهي اُنهي کے اختیار میں هی اور هندوستان کے بعضے حصوں میں اُنکي مذهبي عظمت اور حکومت میں کچهہ بهي خلل نہیں معلوم هوتا یہہ حال مرهٹوں کے ملک میں تو بیشک هی اور مغربي هندوستان میں بهي معلوم هوتا هی || اُنکي تعداد اور آسودگي اور مرتبہ کے سبب سے دنیوي دبدبہ اُنکو تمام ضلعوں میں حاصل هی لیکن جہاں کہیں برهمنوں کا دیني اختیار باقي بهي هي وهاں بهي لوگوں کي دلي رغبت اُنکي آؤبہگت کیطرف سے خصوصاً راجپوتوں میں بہت کم هوگئي هی اور اس سے بهي زیادہ مرهٹوں میں بهي یہي بات هی جو ابهي تک یہہ بات نہیں بہولی هیں که هماري بجاے هماري حکومت میں وہ لوگ دخیل هوگئے هیں جو فنون سپہ گري میں کچهہ رتبہ نہیں رکهتے اور اوصاف سپہ گري مرهٹوں کے نزدیک ایسي شے هیں که اُن هي کے باعث انسان مستحق حکومت کا هوتا هی *

† کتاب تحقیقات حالات ایشیا کي جلد ۱۷ صفحه ۳۱۰ و ۳۱۱ میں پرانشر ولسن صاحب نے جو تحریر کیا هی اُسکو دیکهو

‡ ایضاً جلد ۱۷ صفحه ۳۱۱

§ وارڈ صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب کي جلد اول صفحه ۶۸ لغایت ۷۱ کو دیکهو

|| ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان کي جلد اول صفحه ۵۱۱ و ۵۱۲

اُن فرقوں کا بیان جو آمیزش سے پیدا ہوگئے

دو نہایت کمتر فرقہ جو منو کے زمانہ میں موجود تھی اب اُنکی جگہہ پر بہت سی ایسی قومیں قایم ہوگئی ہیں کہ اُنکی گو نسل نامعلوم ہی لیکن باوجود اِسکے یہہ فرقی بہ نسبت قدیم فرقوں کے اپنے تفرقہ کو زیادہ اہتمام سے قایم رکھتے ہیں چنانچہ آپسمیں نہ وہ کھاتے ہیں اور نہ شادی کرتے ہیں اور نہ عام رسموں میں شریک ہوتے ہیں پونا کے قرب و جوار میں جہاں وہ بہت کثرت سے نہیں ہیں اُنکی ذاتیں مختلف قریب ایکسو پچاس کے ہیں † اکثر صورتوں میں ذاتیں پیشونکی مطابق ہوتی ہیں مثلاً ایک ذات سنہاروں کی ہی دوسری لوہاروں کی و علی ہذالقیاس یہہ قاعدہ منو کے طریقہ کے مطابق ہے کیونکہ اُسنے ہر دوغلہ فرقہ کے واسطے موروثی پیشہ مقرر کیا ہی *

ذات کے قواعد کی تعمیل بہت ہی زیادہ سخت ہے مگر بنیاد اُنکی صرف وہم و خیال پر ہی مثلاً اگر کوئی کمتر ذات کا آدمی کسی برتر ذات والے کے چوکے میں قدم بھی رکھدے تو وہ رسوئی والا کھانے کو فی‌الفور بلا تامل پھینک دیتا ہے گو اُسکو مقدور اور غذا حاصل کرنے کا نہو *

ذات کے جاتے رہنے کی کسیقدر تعبیر اسطرح پر کی گئی ہے کہ گویا وہ جیتے جی کی موت ہے چنانچہ جب آدمی ذات سے خارج ہوتا ہے تو وہ صرف وراثت اور معاہدہ اور گواہی دینے کے حقوق سے ہی محروم نہیں ہو جاتا بلکہ لوگوں کی ہرطرح کی آمدورفت سے اور شہری ہونے کے حقوق سے بھی خارج ہو جاتا ہے وہ اپنے باپ کے گھر میں بھی نہیں جانے پاتا اور اُسکے قریب کے رشتہ دار اور کنبہ والے اُس سے ربط و ضبط نہیں رکھتے اور اِس زندگی میں اور عاقبت میں بھی جو مذہب کے ذریعہ سے راحت و تسکین حاصل ہوتی ہے اُن سب کی توقع سے محروم

---

† سیٹل صاحب کی کتاب کے دیباچہ کا صفحہ ۱۱ جو مشتمل ہے اوپر بیان قوانین اور رسوم مختلف ہونے ہندوؤنکی ذاتوں کے

کیا جاتا ہے مگر جب تک کہ ذات کسي بڑے جرم یا مدت تک مسائل مذہبي سے انحراف کرنے کے سبب سے نجاوے ہمیشہ کنارہ ادا کرنے سے پھر حاصل ہو جایا کرتي ہے اور اُسکے دوبارہ حاصل ہونے کے طریقہ بہت آسان ہونگے کیونکہ ذات کے جاتے رہنے کے اثر اب لوگوں میں بہت کم ظاہر ہوتے ہیں بے شک ذات کا جاتا رہنا وقوع میں آتا ہے اور انگریزي عدالتوں میں بطریق ناجایز ذات میں سے خارج کرنے کي نالشیں بھي دایر ہوتي ہیں مگر میں مدت تک ہندوستان میں رہا مجھکو یاد نہیں آتا کہ میںنے کبھي ایسا واقعہ دیکھا یا سنا ہو جیسا کہ میںنے ذات کے باب میں بیان کیا *

سب سے بڑي تبدیلي یہہ ہوئي ہی کہ اب کوئي خاص فرقہ خادموں کا نہیں رہا مگر اب بھي ہندوستان کے جنوب اور اور ضلعوں کے بعض پہاڑي حصوں اور جنگل کے ضلعوں میں ایک قسم کے غلام جنکو ہالي کمیرے کہتے ہیں ہوتے ہیں یہہ ممکن ہی کہ یہہ لوگ قدیم شودروں کا بقیہ ہوں لیکن اور سب ضلعوں میں تمام فرقے آزاد ہیں اِنمیں سے لونڈي غلام مستثنی نہیں کیونکہ وہ ہر فرقہ کے ایسے لوگوں میں سے جو بسبب کسي خاص حالت کے غلامي کي حالت میں آجاتے ہیں ہوتے ہیں *

اگرچہ خیالي نسب نامہ بنانیوالے یہہ کہیں کہ خالص نسل کے شودر اب باقي نہیں رہے لیکن پھر بھي بہت سي قسم کے لوگ شودر مانے جاتے ہیں بلکہ برہمن بھي اُنکو شودر تسلیم کرتے ہیں مثلاً مرہٹے سب شودروں میں سمجھے جاتے ہیں شودر کا مناسب پیشہ آجکل کاشتکاري خیال کیا جاتا ہی مگر شودر اُسي پیشہ پر اکتفا نہیں کرتے کیونکہ بہت سے سپاہي بھي ہیں اور کایتھہ جنکو نوشت و خواند اور اور کار و بار میں برہمنوں کا ہمسر بیان کیا گیا ہی کم سے کم بنگال میں خالص شودر ہیں جنکا پیشہ لکھنے پڑھنے کا اُنمیں قدیم سے چلا آتا ہی † *

---

† کتاب تحقیقات حالات ایشیا کي جلد ۵ صفحہ ۵۸ میں کالبروک صاحب کا قول ملاحظہ کرو

ذاتوں کا اثر قوم کي ترقي کے لیئے اگر چہ بہت سا مضر هی لیکن لوگوں کے کار و بار میں ایسا بڑا مخل نہیں هی جیسا کہ یورپ کے مورخ خیال کیا کرتے هیں دنیا کا کوئي حصہ ایسا نہیں جسمیں حالات کي تبدیلیاں ایسي یکایک اور حیرت انگیز هوں جیسے کہ هندوستان میں هوتي هیں چنانچہ پچھلے پیشوا (یعني مرهٹوں کے راجہ) کے مختلف زمانوں میں دو ایسے وزیر اعظم تھے جنمیں سے ایک تو مندر کے پوجاري کا خادم یا گویا تھا اور یہہ دونوں ذلیل پیشہ هیں اور دوسرا وزیر اصل میں هرکارہ تھا اور جیپور کے راجہ کا وزیر نائي تھا اور هلکر کے راج کرنیوالے خاندان کي سلطنت کا باني گڈریا تھا اور سندھیا کے راج کا باني خدمتگار اور یہہ سب شودر هي تھے مرهٹوں کے ملک میں جو بڑا خاندان راستیا کا هی اُسنے اول تو وہ پیشہ اختیار کیا جسپر برهمن بالطبع راغب هوتے هیں اور بعد اُسکے بڑے ساهوکار هوئے آخر کار بڑے سپاهي اور سپہ سالار هوگئے اور اور بھي بہت سي ایسي هي مثالیں عزت اور امتیاز حاصل هونیکي دي جاسکتي هیں خاص پیشہ وروں کي حالت میں بہت کم تبدیلي ظہور میں آتي هی لیکن جس شخص نے نہایت وضاحت سے سارے خط و خال درست کرکے هندو کي تصویر اهل یورپ کے طور پر بنائي وہ لوهار تھا *

فقیروں کے فرقوں کا بیان

اِن فرقوں کے قائم هونے سے یہہ کہا جاسکتا هی کہ ایک نئي ذات نے رواج پایا هی *

منو کے مجموعہ کے قاعدوں کے بموجب ایک برهمن ترک دنیا کي مصیبتوں سے گذرکر اپني زندگي کے چوتھے درجہ میں رسومات کي پابندي سے آزاد هو جاتا هی اور اپني باقي عمر دھیان گیان میں صرف کرنیکا مجاز هوتا هی غالباً ایسي حالتوں کے آدمي مذهبي مسائل پر بحث و گفتگو کرنیکي غرض سے جمع هوگئے هونگے اور اُنمیں سے جو بڑے فہم و فراست والے هونگے اُنہوں نے ایسے معتقد اکٹھے کر لیئے هونگے جو بلا پابندي

کسی خاص طریقه کے اُنکے پاس جمع رهتے هوں چنانچه قدیم عیسائیوں میں جو تنہا درویشوں کے بڑے بڑے ایسے فرقے بنگئے جو خانقاهوں میں رهتے هیں اُنکی بنیاد اِسیطرح پر پڑی تهی *

ان مذهبی مباحثه کرنے والوں کے گروہ کے رفته رفته چیلے هوتے لگے هونگے اور وہ برهمن تو نہونگے مگر ایسی قوموں کے لوگ هونگے جنکو علوم دینکی تحصیل کرنے کی اجازت هوگی اور هر شخص جسکا پیرو هوتا هوگا اُسکے طریق کا پابند رهتا هوگا معلوم ایسا هوتا هی که ان جلسوں کی یہه نوبت سکندر اعظم کے زمانه تک پہونچ چکی تهی چنانچه یونانی قدیم مورخوں کی تحریروں سے ثابت هوتا هی که اُنمیں سلسله فقیری کے جیسے که اب موجود هیں بہت کچهه قایم هوگئی تهے † اگر یونانی مورخوں کی شہادت کو هم کافی نسمجهیں تو اسبات کے دریافت کرنے کا کوئی اور طریقه نہیں که کس زمانه میں وہ مجمع ایسے مذهبی فرقه هوگئے که اپنے اپنے طریق جداگانه پر قایم هوئے کسی فرقه کی بنیاد کی نہایت قدیم تاریخ جو هندوؤں کی کتابوں میں ملسکتی هی سنه عیسوی کی آٹهویں صدی هی جو فرقه اب موجود هیں اُنمیں سے تهوڑے هی سے فرقه ایسے هیں جو چودهویں صدی سے پہلے کے هیں ‡ بعضے فرقوں میں اب بهی صرف برهمن هی هیں اور ان فرقوں میں سے بعضوں کو اب بهی اُن اصلی برهمنوں کا نمونه سمجها جاسکتا هی جنکا بیان هم ابهی کرچکے هیں مگر بہت سے فرقوں کی مقدم پہچان یہه هی که جب کوئی اُنمیں داخل هوتا هی تو کسی

† اس کتاب کے تیسرے تتمه کا ملاحظه کرو اُسی موقع سے معلوم هوتا هی که ان مجمعوں میں ایسے لوگ شامل تهے جو وہ کفارے ادا کیا کرتے تهے جنکا ادا کرنا برهمنوں کی زندگی کے تیسرے درجه میں برهمنوں پر لازم تها برهمن تیسرے درجه میں تنہائی اور خاموشی کے پابند هوتے هیں

‡ منو کے مجموعه کے باب ۵ اشلوک ۸۹ میں جو یہه حکم مندرج هی که اُن بیدیتوں کی کریا کرم نهوگی جو بید کے خلاف پوشاک پہنینگے اس سے یہه مراد لی جاسکتی هی که منو کے زمانه میں بهی ایسے فرقه موجود تهے

طرح کا فرق اور امتیاز ذات کا باقي نہیں رھتا چنانچہ برھمن اپني مقدس ڈورے یعني جنیؤ کو توڑ ڈالتے ھیں اور چھتري اور بیش اور شودر بھي فقیروں کے کسي فرقہ میں داخل ھونے کے بعد ذات سے انکار کر دیتے ھیں اور اُس فقیري کے نئے فرقہ کے سب کے سب برابر اور یکساں رکن ھوجاتے ھیں پرافسر ولسن صاحب یہہ خیال کرتے ھیں کہ اس نئي انوکھي قسم کے بیباک اجتماع کا ایجاد چودھویں صدي کے آخر میں ھوا ھی *

اس قسم کے گروہ جو یورپ میں ھیں اور وہ جن قاعدوں اور درستي سے اوقات بسر کرتے ھیں ھندوستان کے یہہ گروہ ویسے نہیں رھتے اور انمیں صریح اور آسان علامتیں ایک دوسرے اور عام انسانوں سے امتیاز ھونے کي نہیں ھیں بلکہ ان کا کوئي عام نام بھي نہیں ھوتا اگرچہ سارے فرقے گسائیں کے نام سے پکارے جاتے ھیں لیکن یہہ ایک خاص فرقہ سے منسوب ھونا چاھیئے البتہ وہ اپنے لباس کے فرق سے پہچانے جاتے ھیں کیونکہ وہ کپڑونمیں سے کوئي کپڑہ مثل پگڑي اور انگوچھہ کے، میلے رنگترے کے رنگ کا (یعنے گیروا) باستثناء چند کے جو بالکل برھنہ ھوتے ھیں رکھتے ھیں سب کے سب بچنوں کے پابند ھوتے ھیں اور سب خیرات لیتے ھیں اگرچہ سب مانگتے نہیں *

جسقدر حالات اُن سب فرقوں کے بیان کیئے گئے شاید اِس سے زیادہ اور نہوں لیکن اکثر اِنمیں سے ایسے بھي ھونگے جنکے اور بھي کچھہ حالات ھونگے ھر فرقہ اپنے گرو یعني روحاني تعلیم کرنیوالے کي خو بو حاصل کرتا ھی اور اُسیکے مسائل کا پابند رھتا ھی اِن ھي فرقوں کے بانیوں میں بڑے بڑے فرقوں کے باني ھوئے ھیں اور چیلوں کي کثرت کي وجہہ سے مسائل تمام گسائیوں کے اپنے اصلي حقیقت پر قائم نہیں رھے تعداد اُن فرقوں کي بہت مختلف ھی چنانچہ بعضے فرقہ میں بہت تھوڑے ایسے آدمي

ہوتے ہیں اور ملک کے کسي گوشہ میں پڑے رهتے هیں اور بعض فرقہ کے
اِسقدر آدمی هوتے هیں کہ کل هندوستان میں پھیلے رهتے هیں *

اکثر فرقوں کے پاس دهرم شالی وغیرہ سکونت کے واسطے موجود هیں
اور بعض صورتوں میں دهرم شالوں کے خرچ کے واسطے جاگیریں بھي
مقرر هوتي هیں اور دیندار لوگوں کي امداد سے اور اُس روپیہ سے جو
بھیک مانگ کر جمع هوتا هے اور اکثر صورتوں میں تجارت سے جو کبھي
کبھي علانیہ اور اکثر پوشیدہ کیجاتي هی اُنکو اور زیادہ آمدني کا ذریعہ
هوتا هی سب دهرمشالے ایک مہنت کے تحت میں هوتے هیں اُس مہنت
کو اُسکے گروہ کے لوگ یا اور مہنت مقرر کرتے هیں اکثر یہہ مہنت موروثي
هوتا هي اور اُسکو پہلا مہنت اپنا جانشین مقرر کر جاتا هی جب تک
ایک دو برس تک امتحان نہیں لیا جاتا کسي کو کسي فرقہ میں داخل
نہیں کیا جاتا جو شخص چیلا هونا چاهتا هی اُسکو کوئي خاص گرو اپنا
چیلا کرلیتا هی جسکے اکثر بہت سے ایسے هي اور بھي چیلی هوتے هیں
اور سب چیلے گرو سمیت مہنت کے مطیع هوتے هیں بنگال کے ایک
فرقہ میں مرد عورت کو ایک دهرم شالہ میں ایک جگہہ رهنے کي اجازت
هی مگر بہت سے قول قسم پاک دامني کے لے لیئے جاتے هیں *

بہت سے گسائیں جو دهرم شالوں سے متعلق هوتے هیں وہ اپني
بہت سي زندگي آوارہ گردي اور بھیک مانگنے میں بسر کرتے هیں اور
بعضی گسائیں بالکل زندگي آوارہ گردي هي میں بسر کرتے هیں اور کہیں
ٹھور ٹھکانا نہیں هوتا بعضے اس حالت میں بھي مہنت کے تابع هوتے
هیں اور بعضے بجز ایسے قاعدوں کے جو خود اپنے ذمہ لگالیتے هیں بالکل
آزاد اور خود مختار هوتے هیں لیکن اِنمیں سے بعضے نہایت جفاکش
هوتے هیں خصوصاً وہ جو بیابان جنگلوں میں چلے جاتے اور بالکل انسانوں
سے جدا هوکر بیٹھہ رهتے هیں اگر کوئي مخیر اُنکي خبر نہ لے تو قحط کا

خطرہ اپنے اوپر گوارا کرتے ہیں اور اس سے بھي زیادہ بڑا اندیشہ جنگلي اور شکاري جانوروں کا اپنے اوپر گوارا کرتے ہیں † *

بہت کم فرقے سخت قول قسم کے پابند ہوتے ہیں اور عبادت خانوں اور عام رت جگوں یا اور رسومات میں بھي شریک نہیں ہوتے بہت سي حالت تجرد میں اوقات بسر کرنے کے پابند ہوتے ہیں اور بہت سے فرقے اپنے چیلوں کو شادي کرنے اور دنیا داروں کي طرح رہنے سہنے کي اجازت دیتے ہیں اور ایک فرقہ جو کنہیاجي کے بالی پن پر نثار ہوتا ہی وہ اپنا فرض سمجھتا ہی کہ عمدہ عمدہ کھانے کھاوے اور اچھے اچھے لباس پہنے اور ہر ایک قسم کي ایسي کیفیت اور حظ اوٹھاوے جو گناہ سے خالي ہو اس خصلت سے اُسکا معتقدوں پر رعب داب کچھہ کم نہیں ہوجاتا بلکہ اور زیادہ ہوتا ہی اس فرقہ کے لوگون کو اسطریق پر اوقات بسر کرنے کے واسطے سارے سامان افراط سے میسر آتے ہیں مگر بعضے فرقے مذکورہ بالا فرقوں سے بہت مختلف ہوتے ہیں اور وہ وہ فقیر ہوتے ہیں جو اپنا ایک ہاتھہ یا دونو ہاتھوں کو جب تک خشک ہوکر قایم اور بیحس و حرکت نہوجاوے اور ناخن نہ بہڑ جاویں اوپر کو اوٹھائے رکھتے ہیں اور ایک وہ فقیر ہوتے ہیں جو کانٹوں پر سوتے ہیں اور دوسرے وہ ہوتے ہیں جو ہمیشہ چپ چاپ رہتے ہیں اور ایسے بھي ہوتے ہیں جو خوا مخواہ اپنے اوپر طرح طرح کي تکلیفیں گوارا کرتے ہیں اور تہوڑے ایسے بھي ہوتے ہیں جو ہر طرح کي غلاظت اور پلیدي اختیار کرتے ہیں اور اپني صورت کي وحشت اور حقارت سے یا اعضا میں چھریاں مارنے سے لوگوں کو خیرات دینے پر مجبور کرتے ہیں *

بعضے بالکل برہنہ اور بعضے بہت کچھہ برہنہ پھرتے ہیں اِنکو نانگے کہتے ہیں یہہ گروہ کے گروہ ہزاروں ہوتے ہیں اور اپنے اپنے سردار رکھتے ہیں

---

† وارڈ صاحب اپني کتاب کي تیسري جلد صفحہ ۳۲ میں جو ہندوؤں کے حالات میں لکھي ہی لکھتے ہیں کہ جزیرہ ساگر کے ایک مقام میں ہمکو خبر ملي ہی کہ ایسے چھہ عابدوں کو تین مہینے کي مدت میں شیر لیگئے

ان کي صفت خاص یهه هی که یهه لوگ اپنے مذهب کي ترقي کیواسطے هتیار نهیں اوٹهاتے بلکه اُجرت پر ملک کے سرداروں کي خدمت کرتے هیں اور عموماً ستمکار اور عیاش مگر بڑے بهادر هوتے هیں اُنکے بازوؤں پر بهبوت ملا هوتا هے اور لنبي لنبي ڈاڑهیوں اور لنبی لنبی اور گندهی هوئے بالوں سے جنکو بڑي حکمت سے بڑها اور موڑکر سرپر پگڑي کیطرح لپیٹ لیتے هیں ان جنگ جو فقیروں کي عجیب صورت بنجاتي هے جب اُنکو کوئي مزدوري پر نهیں رکهتا تو اُنکی بڑے بڑے غول ملک کو لوٹ کهسوٹ کر سامان معیشت مهیا کرتے پهرتے هیں پهلے وقتوں میں انگریزوں کے ملک پر ان قزاقوں نے کئي بار یورش کي اورخوب لوٹا لیکن یهه مسلح فقیر بجاے اسکے که تهوڑے تهوڑے جمع هوکر یا کسي ملک کي لڑائي میں کام آنے کیواسطے جمع هوویں کبهي کبهي بهت کثرت سے جمع هوجاتے هیں اور جب که اُن میں کے دو مخالف فرقوں کا کهیں مقابله هوجاتا هی تو اکثر بڑي خونریزي هوتي هی چنانچه سنه ۱۷۶۰ع میں هردوار کے بڑے میله میں ایک بڑا تنازعه بلکه ایک بڑي جنگ شب اور بشن کے معتقدوں میں واقع هوئي جس میں اُس مقام پر اٹهاره هزار آدمیوں کا کهیت هوا † بلاشبهه یهه تعداد بهت مبالغهسے بیان کي گئي هی لیکن بهر حال اس بیان سے اُس کثرت کا خیال دل میں بندھ جاتا هی جس کثرت سے طرفین کے ناگے لڑے هونگے *

ایک جماعت گسائیوں کي جو شب کے معتقد هیں جوگي کهلاتے هیں (ملاحظه کرو باب پانچ کو) اور دهیان گیان اور حبس نفس اور اور پکهنڈونسي جوگي خدا کے سانهه وصل هوجانے کا اراده رکهتے هیں اور اُن میں جو نهایت ذلیل هوتے هیں وه خرق عادات دکهانے کے حیله کرتے هیں اور بعضے اُن میں سے قلندر پیشه هیں بندر نچانے اور ڈگڈگي بجانے اور اور تماشے دکهانے اور شعبده بازي اور اور فتوبیریوں سے لوگوں کے دل بهلاتے هیں اور ایک اور قسم گسائیوں کي ان سے بهي زیاده مشهور هے وه اپ کو

† کپتان ریبر صاحب کا قول دیکهو سر درباب تحقیق ایشیا کے بارهوي جلد دوسري صفحه ۴۵۵

نہایت مرتاض اور عابد بتلاتے هیں اور کچهه کسي کے لالچ سے نہیں بلکه صرف اپني بزرگي کي شہرت دینے کیواسطے دهوکا دهي اور فریب کام میں لاتے هیں یهه لوگ ایسے هوتے هیں که کسي حکمت سے جسکا حال ابهي تک معلوم نہیں هوا کئي کئي منت تک زمین سے چار فت بلند معلق رهتے هیں اور ظاهر میں بجز اسکے اور کوئي سہارا نہیں هوتا که وہ ایک ترسول کي نوک پر ایک هتیلیکا هلکا سہارا لگائی رهتی هیں اور اُسي هاتهه کي اُنگلیوں سے مالا پهراتے جاتے هیں † *

گسائیوں میں بعضے آدمي عالم بهي هوتی هیں اور هوتے هیں جنمیں سے اکثر نہایت شایسته اور نیک مذهب کے پابند هوتے هیں اور بہت سے بڑے رتبه والے سوداگر هوتے هیں اور بہت سے بیحیا بے باک بهکاري اور بہت سے نا لایق اور آواره اور هر قسم کے عیب دار هوتے هیں اِن لوگوں کو اِسی لالچ سے اِس پنتهه کے اختیار کرنے پر رغبت هوتي هی که اُس کاهلي اور سستي سے زندگي بسر کرنے کا موقع حاصل هو جو فقیري میں هوتا هی بشن کے ماننے والے فقیر نہایت عمده ادب اور لحاظ کرنے کے قابل اور شب کے ماننے والے بڑے عیب دار اور بد هوتے هیں هندوؤں کي فہم و فراست اِس معامله میں بہت اچهي هی که جو فقیر جسقدر بیهوده اور لغو مجنونانه حرکتیں کرتے هیں اُسیقدر اُنکي قدر و منزلت اُنکے دل سے جاتي رهتي هی *

بشن کے ماننی والے فقیر اپنے گرو کي ایسي بڑي تعظیم کرتے هیں که قیاس میں نہیں آسکتي چنانچه بنگاله میں اُن میں سے بعضی اپنے گرو کو نہایت اعلی درجه والا بلکه خدائے تعالے سے بڑه کر تعظیم اور ادب کا

---

† حالات ایشیا کي تحقیقات کي کتاب کي جلد ۱۷ صفحه ۱۸۶ میں پرافسر ولسن صاحب نے اس قسم کے ایک فقیر کا نہایت صحیح حال لکها هی جسکو ایک معتبر شخص نے بچشم خود دیده ایشیا ٹک سوسئیٹي کے مارچ سنه ۱۸۲۹ ع کی جنرل میں مشتہر کرایا هی *

مستحق سمجھتی هیں † *

هندو فقیروں کے بہت سے فرقوں میں قاعدوں کي پابندي سے سستي هونے اور جوگیوں اور بیراگیوں میں بالکل کسي قاعدہ کے نہونے کا سبب یہہ هی کہ هندوؤں میں کوئي ایسا مذهبي سرگروہ نہیں هی جسکي سب اطاعت کرتے هوں اور یهي سبب هی کہ بہت سے شریر اور خانہ جنگوں سے نانگوں کے گروہ بن جاتے هیں ‡ *

اسي وجهہ سے یہہ فرقے فقیروں کے آزاد رهے هیں اور یورپ کي طرح مذهبي حکومت کے تحت میں نہیں آئے اِن فرقوں اور برهمنوں میں اتفاق

† کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۱٦ صفحہ ۱۱۹ کو دیکھو یہہ بیان پرانسو واسن صاحب کے جواب مضمون میں سے جو کتاب مذکور کي جلد ۱٦ اور ۱۷ میں مندرج هی اور کچھہ وارڈ کي کتاب اور کچھہ اسٹیل صاحب کي کتاب کے تتمہ میں جو هندوؤں کي ذاتوں کي تبدیلیوں کے بیان میں هی لیا گیا هی

‡ اسي قسم کي سستي یعني قواعد کي پابندي میں کاهلي مختلف زمانوں میں عیسائي فرقوں میں بهي تهي جسکے سبب سے پوپ اور مذهبي کونسلوں نے اِس معاملہ میں دست اندازي کرنے کي ضرورت هوئي *

گرجوں کے انتظام کے شروع زمانہ میں سارا بیئیز فرقہ فقیروں کا کسي عبادتخانہ سے تعلق نہیں رکھتا تها نہ کسي کي اطاعت میں تها بلکہ ملک میں هرقسم کي بدمعاشي کرتا هوا خیرات سے بسر اوقات کرتا پهرتا تها اور یہہ آزادي اُسکو نویں صدي کے اندر تک حاصل رهي کیونکہ اُسوقت تمام فقیري کا دم بهرنے والوں کو خاص خاص عبادتخانوں کا رکن هونے پر مجبور کیا گیا بلکہ عبادت خانوں سے علاقہ رکهنے والے بهي جب تک کہ اُنکي روک ٹوک حکومت سے نہیں کي گئي ایسي هي آوارگي میں زندگي بسر کرتے تهے عیسائیوں میں بهي جب تک سنہ ۱۲۱۵ع میں پوپ انوسینٹ تیسرے نے بندش نہیں کي تهي هندوؤں کي طرح اِس معاملہ کا کوئي سرگروہ نہونے کے سبب سے بہت سے فرقہ فقیروں کے هوگئے تهے *

اور جیسریئس فرقہ اب تک بہت سي تجارت کرتا تها اس فرقہ کا فقیري کا دعوے مٹانے میں یہہ تجارت ایک بڑي قوي حجت ٹهہرائي گئي اور تیرهوي صدي کے آخر تک اُن میں سے بعضي فرقہ ایسے تهے کہ وہ اُن لوگوں کو بهي اپنے گروہ میں شامل کرلیتے تهے جو عہد و اقرار تو نرلیتے اور لباس فقیري کا پهنلیتے تهے مگر دنیا داروں میں رهتے اور پیشہ بهي کرتے تهے یہانتک کہ وہ لوگ بهي شامل هو جاتے تهے جو جورو بچہ رکهتے تهے *

تھو نے کی وجھہ خود کامی اور فعل مختاري ٹھہرائي جاسکتي هی اِن دو نوں میں همسري اور رقابت هوئي اِسکے بہت بڑے اثر ظاهر هوتے لیکن جو رعب داب برهمنوں کو علم اور قانون پر اُنکي قوم کا قبضه هونے سے حاصل هی اُسکا اثر ان فقیروں پر بهي مثل اور هندوؤں کے هوا اور جبکه اِن فقیروں نے منو کے مجموعه کو اور اپنے ملکي رسومات کو تسلیم کیا تو وہ برهمنوں کے رتبه سے انکار نهیں کرسکے جس پر برهمنوں نے اپنے آپ کو اپني تحریروں کے حواله سے پهونچایا *

باب دوسرا

حکومت کي تبدیلیوں کا بیان

منو نے جو طریق حکومت کا بیان کیا هی اُس سے زمانه حال کے هندوؤں کي حکومت میں کچھه اس سبب سے کوئي فرق نهیں هوا که از راہ دانائي اور دور اندیشي کسي قسم کي معقول تبدیلیاں اُس میں کي گئي هوں بلکه منو کے طرز حکومت کے قواعد کے پورا پورا برتنی میں غفلت اور چشم پوشي کیجاتي هی اور یقین هے که اُن قاعدوں پر کبهي پهلے بهي کوئي حاکم بالکل کاربند نهوا هوگا *

انتظام

اِس زمانه میں راجه تعداد معینه کے بموجب وزیر اور حسب قاعده کونسل نهیں رکهتا صرف محکموں کے چند افسر رکهتا هی اُنسے اور اپنے وزیر سے هر سردار کے معاملوں میں استفسار اور مشورہ کیا کرتا هی *

محاصل کے وصول کرنے کي آساني کے لیئے ملک کي تقسیم

منو نے محاصل کے بآساني وصول کرنے کے لیئے جو ملک کي تقسیم اسطرح پر کي تھي که دس دس گانوں اور سو سو اور ہزار ہزار گانوں کے حاکم ہوا کریں منو † کي ان قسمتوں کي علامتیں اب بھي خصوصاً ملک دکھن میں پائي جاتي ہیں لیکن جو قسمت که ابتک پوري بدستور پائي جاتي هی اور جسکو هم سو گانو کي حکومت خیال کریں وہ آجکل پرگنه هی بلکه پرواني سرشته کے حاکم بھي ابتک موجود هیں جو اراضي اور نذرانه سے اپنا حق حاصل کرتے هیں لیکن اب وہ گورنمنٹ کے ذي اختیار نوکر نہیں هیں بلکه صرف معاملات متعلقه زمین کے کاغذ درست رکھنے پر متعین هیں (ا) *

یہه بات بالعموم خیال کي جاتي هی که یہه افسر مسلمانوں کے تسلط کے بعد بالکل بیکار هوگئے لیکن یہه افسر جو هندوؤں کي هر اور شے کیطرح موروثي ٹھہرگئي اور اُنکے عہدوں میں وراثت جاري هوگئي تو هندو راجه اور مسلمان بادشاہ دونوں نے اُنکو اُس کام کے پورا کرنے کے لایق نه سمجھه کر یہه بات مناسب دیکھي هوگي که اپني کام کے انتظام کے لیئے اور نئي افسر اپني پسند کے موافق مقرر کریں *

بالفعل هندو راجاؤں کے ملک بھي بڑے بڑے ضلعوں میں دقت کے دور کرنے کے لحاظ سے تقسیم هیں اور اُنکي بھي پھر تقسیم در تقسیم کي گئي هی راجه بڑے بڑے ضلعوں میں حاکم مقرر کرتا هے اور وہ حاکم اپنے ماتحت چھوٹے حصوں میں اپنے نائب مقرر کرتے هیں *

---

† محاصل کے اس بیان پر اکثر طول طویل شرحیں ایسي هیں که عموماً مطالب کے سمجھنے میں کچھه اُنپر حصر نہیں هی اسلیئے همنے اُنکو تتمه میں ایک جگهه لکھه دیا هی اور هر ایک پر نشاني حروف ابجد کي لکھي هی جس سے معلوم هو که فلاں فقرہ فلاں مقام کي شرح هی *

اُن حاکموں ھي کي ذات پر جملہ کارو بار انتظام کے منحصر ھوتی ھیں اور منو کے زمانہ کے موافق اب جنگي قسمتیں نہیں رھیں اور عدالتیں بھي اگر ھوتي ھیں تو دارالسلطنت میں ھوتي ھیں اور کہیں نہیں ھوتیں *

لیکن اِن تمام تبدیلیوں میں گانوں کا انتظام اب بھي بدستور سابق موجود ھی صرف یہي ایک شی ھی جسمیں کچھہ خلل نہیں اور اِن کے ھي اجتماع سے بڑي بڑي سلطنتیں ہندوستان کي بني ھوئي ھیں *

گانوں کے انتظام کا بیان

گانوں ایک ھموار خطہ زمین کا ھوتاھی اور اُسکي وسعت مختلف ھوتي ھی جس میں ایک متفق گروہ بستا ھی حدیں اُسکي نہایت صحیح اور درست معین ھوتي ھیں اور اُنکي حفاظت اور نگہباني نہایت تعصب اور احتیاط سے کیجاتي ھی اور اس میں زمین ھرقسم کي جیسي کہ آراضي مزروعہ اور غیر مزروعہ اور قابل زراعت اُفتادہ اور ایسي کہ اُس میں زراعت نہو سکی ھوتي ھی اور یہہ سب آراضي بہت سے حصوں (کھیتوں) میں تقسیم ھوتي ھی جنکي حدیں اُسي درستي اور احتیاط سے قایم ھوتي ھیں جیسے کہ گانوں کي حدود ھوتي ھیں اور اُن حصوں کے نام اور اوصاف اور وسعت اُس گروہ کے حساب کتاب کي کتابوں میں بتفصیل مندرج ھوتي ھی اور وہ سب کا سب گروہ گانوں کي حدود کے اندر بستا ھی اور وہ بستي ہندوستان کے اکثر حصوں میں خندق یا چار دیواري یا ایک مستحکم گڑھي سے گھري ھوئي ھوتي ھی *

گانوں کے باشندوں کے حق حقوق

ھر ایک گانوں کے باشندے اپنے گانوں کے کارو بار کو آپ ھي انجام دیتے ھیں چنانچہ اپنے آپس میں لوگوں پر اُس محاصل کو پھیلا کر جو سرکار اُنپر مقرر کرتي ھی جمع کرتے ھیں اور کل یکمشت رقم کے سرکار میں داخل کرنے کے ذمہ دار ھوتے ھیں اور پولس کا انتظام بھی رکھے

کرتے ھیں اور جو کسي کا مال و اسباب اُس گانوں کے حدود میں لٹ جاوے اُسکے جوابدہ ہوتے ھیں اور وہ اپنے آپس میں ھي جرایم خفیفہ اور مقدمات ابتدائي کا تصفیہ بھي کرلیتے ھیں اور اپنے حدود کے اندروني اخراجات مثل مندروں اور احاطہ کي مرمت اور عام بلدانوں اور خیراتوں اور تیوھاروں اور جلسوں کے واسطے روپیہ جمع کرنے کے لیئے آپس میں چندہ کرتے ھیں *

اِن تمام کاموں کے انجام دینے کے واسطے جو افسر درکار ھوتے ھیں اور اور مختلف افسر لوگوں کي ضرورتوں کے موافق موجود ھوتے ھیں اگرچہ یہہ بستي حقیقت میں بالکل عام گورنمنٹ کي مطیع ہوتي ھے لیکن بلحاظ بہت سي باتوں کے نہایت ترتیب یافتہ اور کامل انتظام پائي ھوئي جمہوري سلطنت کا نمونہ ھوتي ھی اُنکي اس خود مختاري اور حقوق کو اگرچہ بعض اوقات گورنمنٹ توڑ دیتي ھی لیکن کبھي اُنسی انکار نہیں کرتي یہي خود مختاري اور حقوق ایک ظالم حاکم کے ظلم سے کسي قدر بچاتے ھیں اور اگر اعلی گورنمنٹ ٹوٹ جاوے تو اُسکي وجہہ سے گانوں کے حدود میں بد انتظامي نہیں ھونے پاتي *

سرچارلس متکاف صاحب نے جو ایک منٹ (یعنے حسب ضابطہ راے) اسي معاملہ میں لکھي ھی اُسکا خلاصہ بسبب اُنکي فصاحت اور معتبر سند ھونے کے ھم اس مقام پر لکھتے ھیں

وہ فرماتے ھیں کہ گانوں کے گروہ ھر ایک جمہوري سلطنت ھوتی ھیں چنانچہ اُنمیں ھر شے جسکي اُنکو حاجت ھوتي ھی موجود ھوتي ھی اور کسي قسم کا غیروں پر توکل اور بھروسہ نہیں رکھتے اور کیساھي کچھہ انقلاب کیوں نہ ھووے ان گروھوں میں خلل نہیں پڑتا پشتیں کي پشتیں گذر جاتي ھیں اور انقلاب پر انقلاب ھوتے ھیں چنانچہ ھندو اور پٹھان اور مغل مرھٹے سکھہ اور انگریز باري باري سب ملک کے مالک ھوئے مگر گانوں کے گروہ جیسے تھے ویسے ھي رھے شورش اور فساد کے دنوں

میں گانوں والی مسلح هوکر اپنی اپنی بستیوں کی خندقین اور احاطه درست کرلیتے هیں اور جب فوج مخالف ملک میں سے گذرتی هی تو گانوں والی اپنی مویشي کو احاطه کے اندر جمع کرلیتے هیں اور بلا تعرض گذر جانے دیتے هیں اور اگر اُنکے لوٹنے اور تباہ کرنے کا ارادہ کیا جاوے تو وہ اپنے رفیقوں کے کسي دوسرے گانوں میں چلے جاتے هیں مگر جب فتنه و فساد دب جاتا هی تو پهر اپنے گانوں میں اکر اپنے معمولي کارو بار میں مصروف هوتے هیں اگر ملک کے کسي حصه میں غارتگري قتل اور فساد ایسا برسوں تک قایم رهی جس کے سبب سے گانؤں آباد نرہ سکے تو وہ گانؤں کے آدمي ملک میں ایدهر اودهر متفرق پهیلے رهتے هیں مگر جسدم امن هوتا هی اُسیوقت پهر آکر آباد هوجاتے هیں اگرچه اُس پریشاني میں ایک پشت اُنکي گذر گئي هو لیکن فتنه اور فساد کے فرو هوتے هي اُن پریشان شدہ گانؤں والوں کي اولاد آکر اُسي موقع اور آبادي اور زمین میں بستے هیں اور بیٹا اپنے باپ کي جگهه لیتا هی اور اُن هي زمینوں میں دوبارہ کهیتي کرتے هیں جنمیں سے اُنکے باپ نکل جانے کو مجبور هوئی تهے مگر اُنکو گانوؤں میں سے نکال دینا کچهه سهل اور آسان نہیں هی کیونکه فتنه اور فساد کے دنوں میں وہ بهي قتل و غارت کرنے والوں کا مقابله کرنے کي اکثر کافي قوت بهم پهونچا لیتے هیں اور اپنے مقام پر جمے رهتے هیں گانؤں والوں میں جو ایسا اتفاق هی اور هر گانوں بجاے خود ایک جمهوري سلطنت هی اسیکي وجهه سے میريہ راے میں هندوستان کے لوگ اُن بڑے بڑے انقلابوں میں جو اُنکو سهني پڑے اپنے ملک میں قایم اور بر قرار رهی هیں اور اُنکو جو فارغبالي اور آزادي حاصل هی اُسکي بهي یهي بات معاون رهي هی † *

ایک بستي نهایت سیدهي سادي حالت میں ایک سردار (مقدم یا پدهان) کی تحت میں (ب) هوتي هی جسکو منو نے راجه کا

† یهه رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنس سنه ۱۸۳۲ ع کي جلد ۳ تتمه ۸۴ کے صفحه ۳۳۱ میں سر سي ٹي مٹکاف صاحب کا مقوله هی *

نائب قرار دیا هی اور لکھا هی کہ اُسکو جب چاهی راجہ اُسکے کام پر سے برخاست کرسکتا هی اب اُسکا عہدہ موروثي هوگیا هی اور وہ اب بھي حاکم وقت کا نائب سمجھا جاتا هی مگر زیادہ تر وہ لوگوں کا سرپرست اور وکیل هوتا هی اس عہدہ کے واسطے بعضے وقت کسي شخص کا مناسب خاندان میں سے منتخب هونا گانوں والوں کي راے پر اور زیادہ تر گورنمنٹ کي مرضي پر منحصر هوتا هی لیکن دونوں کے حق میں مفید هونیکے واسطے یہہ ضرور هی کہ اُسپر دونوں کا اعتماد هو وہ زمین کے ایک خطہ پر قابض هوتا هی اور سالانہ وظیفہ گورنمنٹ سے اُسکو ملتا هے لیکن اُسکي آمدني کا بہت سا حصہ گانوں والوں کي نذر بھیٹ هوتي هی وہ گانوں سے ایسا یکرنگ هوجا تا هی کہ اُسیکي ذات کو بمنزلہ تمام گانوں کے سمجھا جاتا هی اور هر معاملہ میں محاصل وغیرہ کے وصول نہونے پر اُسي سے مواخذہ کیا جاتا هی *

گانوں کے اُسي سردار کے ذمہ جو کارو بار ضروري هیں اُنکا بیان

یہہ سردار یعني پدھان گورنمنٹ سے اُس رقم کي قرار داد کرلیتا هی جو سال بھر میں گورنمنٹ کو ملني چاهیئے اور بموجب وسعت اور زمین کے پٹوں کے گانوں کے لوگوں پر اُس رقم کا پرتہ ڈالکر اُنسے وصول کرتا هی اور جس زمین کا کوئي کاشت کار معین نہیں هوتا هی اُسکو بھي جوتنے والوں کو دیتا هی اور کھیتوں میں پاني تقسیم کرتا هی اور جھگڑوں اور تنازعوں کا فیصلہ کرتا هی اور مجرموں کو گرفتار کرکے ضلع کي عدالت میں بھیجدیتا هی غرضکہ میونسپل گورنمنٹ کے تمام کاموں کو انجام دیتا هی یہہ سب کام ایک مقام میں (جسکو چوپال کھتے هیں) جو اسي مطلب کے واسطے معین هوتا هی کھلے خزانہ کرتا هی اور اُن تمام معاملوں کو جو عام فائدوں سے متعلق هوتے هیں گانوں والوں کي صلاح اور مشورہ سے کرتا هی انفصال خصومات میں اُسکو ایسے پنچوں سے استعانت ملتي

هی جنکو فریقین پسند کرلیتے هیں یا اسپسروں سے جنکو وہ خود منتخب کرتا هی اُس سردار کو اُسکی اُس عہدہ کے سبب سے اپنے گانوں میں تو رعب داب اور پاس پڑوس میں بہت سي عزت حاصل هوتي هی یہہ عہدہ فروخت بهي هو جاتا هی لیکن اُسکا مالک اُس سے بالکل دست بردار بہت کم هوتا هی یعنے جب کہ وہ اور سب اصلي فائدوں سے کنارہ کرنے پر مجبور هوتا هی تو بعضي خاص رسموں میں افسري کا حق اور اور معزز حقوق اپنے هي ذات پر منحصر رکهتا هی *

گانوں کے عملہ یعنے چوکیدار اور محاسب (یعنے پٹواري) وغیرہ کا بیان

اُس سردار کے معاوِن مختلف عہدہ‌دار هوتے هیں جنمیں سے محاسب اور چوکیدار بڑا درجہ رکهتے هیں محاسب (ج) گانوں کا سارا حساب کتاب رکهتا هی جسمیں زمین کي قسمیں اور اگلے پچهلے قابضوں کے نام اور لگان کي شرح اور اور سب شرطیں قبضہ کي مندرج هوتي هیں سب گانو کا حساب کتاب گورنمنٹ سے اور گانوں والوں کا باهمي حساب بهي وهي رکهتا هی اور اُنکي دستاویزوں اور ذاتي خط کتابت کے لکهنے پڑهنے کا کام بهي کرتا هی تنخواہ اُسکي گانوں والوں پر فیس مقرر کرنے سے اور کبهي کبهي گورنمنٹ کیطرف سے قطعہ اراضي یا وظیفہ کے طور سے ملتي هی *

چوکیدار (د) عام اور خاص حدوں کا محافظ هوتا هی اور وہ فصلوں کي نگہباني اور قاصدي اور رهنمائي کا کام بهي کرتا هی اور پولس کے کام میں اُس سردار کے بعد دوسرا درجہ رکهتا هی اسیوجہہ سے وہ رات کو پہرہ دیتا هی اور آئے گئے کي خبر لیتا هی اور اپنے گانوں کے هر شخص کي چال چلن سے آگاهي حاصل کرتا هی اور اُسکا فرض یہہ هی کہ اپني بستي میں اگر کسي کا کچهہ مال چوري جائے تو اُسکے چورانے والے کو گرفتار کرے یا اُس چوري کا اپني سرحد تک کهوج لگائے اور اُسکي حد

سے باہر اُسکے ہمسایہ چوکیدار پر اُسکا کھوج لگانا واجب ہی ان سب
کاموں کا انجام پانا ایک آدمي کي قوت سے غیر ممکن ہی لیکن حقیقت
یہہ ہی کہ یہہ عہدہ ایک خاص خاندان کا موروثي ہوتا ہی اُس خاندان
کے سب آدمي اسکام کے انجام دینے میں کوشش کرتے ہیں † اور ہمیشہ
یہہ خاندان نیچ ذات میں سے ہوتا ہی *

پرکھیئے کو بھي سردار کا ایک مددگار سمجھنا چاہیئے کیونکہ وہ تمام
گانوں کا روپیہ پرکھتا ہی اور سارے گانوں کا سنار بھي وہي ہوتا ہی علاوہ
انکے گانوں میں اور بھي سردار ہوتے ہیں جنکي تعداد سب کے اتفاق سے
بارہ قرار پائي ہی مگر یہہ تعداد سب گانؤں میں یکساں نہیں ہوني کسي
میں کم کسي میں پوري ہوتي ہی اور ہمیشہ ایک ہي سے اتسر بھي
نہیں ہوتے *

گانوں میں پروہت اور جوتشي جنمیں سے ایک پڑھانے والا معلم ہوتا
ہی اور اکثر لوہار بڑھئي کمہار حجام اور چمار ضرور ہوا کرتے ہیں اور درزي
اور دھوبي اور بید اور مطرب اور بھاٹ اور بعضے اور ہر ایک گانوں میں
ہونے کچھہ بہت ضروري نہیں اور جنوبي ہندوستان کے گانوں میں کنچني
بھي ہوتي ہی بھاٹ کا کام کبت بنانا اور لوگوں کو سنانا اور نسب‌نامہ ‡
رکھنا ہی اور بعض مقاموں میں یہي خاص کام اُسکا نہایت ضروري ہی
ان سب گانوں کے افسروں اور کاریگروں کا حق بطور فیس کے مقرر ہوتا ہی

† یہہ عہدہ اُس کھیتي کے حق میں جو وہ لوگ مل جل‌کر کرتے ہیں مفید ہی
باقي اکثر کاموں کو سب شرکاء باري باري سے پورا کرتے ہیں البتہ حساب کتاب کا
کام باري باري سے کرنے میں نقصان عظیم ہی کیونکہ کئي شخصوں کے ہاتھہ بدلنے
سے حساب ابتر ہوتا ہی اور کاغذات گم ہو جاتے ہیں اور کوئي شریک اتنے روزوں
تک لگاتار کام نہیں کرتا جو اُس کام میں پختہ کار ہو جاوے *

‡ ہندوستان میں ہر طرح کي ملکیتوں کے معاملات کے پیچیدہ ہونے اور
شادیوں کے تعلقات میں بہت پیچیدگي ہونے کے سبب سے بہ نسبت انگلستان کے
نسب‌نامہ رکھنے کا کام بہت ضروري اور بڑا ہی

جو بعض وقت نقد ملتا هی اور اکثر اوقات پیداوار میں سے بطور چھنگي کے ملتا هی *

گانو والوں کي حکومت

گانو راجه کے تحت تصرف میں بلا واسطه هوتا هی تو اُسکا انتظام بطریق مذکورہ هوتا هی لیکن نصف هندوستان میں خصوصاً شمال اور جنوب میں هر گانؤں میں ایک ایسا فریق هوتا هی جو اُس گانوں کا ذمه دار هوتا هی اور سب باشندے اُسکے کاشتکار هوتے هیں (٥) اُن لوگوں کو گانوں کي کل زمین کا مالک سمجھا جاتا هی اور زمین پر اُنکا حق موروثي اور قابل انتقال تسلیم کیا جاتا هی لیکن اُنکا حق ملکیت جو مشتبهه هی اِسلیئے اُنکو اُسے ذو معني اور مشتبهه لقب سے پکارنا مناسب هی یعني زمیندار کے لقب سے جسکے ساتهه وه اب بهي مشهور هیں (و) *

جہاں کہیں ایسا فرقه هوتا هی وهاں بعضے وقت تو ایک هي سردار حکومت کرتا هی اور اگر وه فرقه بہت سے اسي قسم کے خاندانوں سے مرکب هوتا هی تو هر ایک خاندان میں سے ایک شخص سردار تمام گانوں کا کاروبار کرنے والا هوتا هی جو اپني هي طرح کے اور سب سرداروں سے مل جل کر سب کام انجام دیتا هی یهه کونسل جو اسطرح کے سرداروں سے مرکب هوتي هی وهي عہده رکھتي هی جو ایک سردار رکھتا هی اور جو کچهه رعایا یا سرکار سے اُس کونسل کو اُس کار گذاري کا عوض حاصل هوتا هی وه سب آپسمیں تقسیم کرلیتي هی اُس کونسل کے شریکوں کي تعداد اگرچه خاندانوں کي تعداد پر منحصر هی مگر آٹهه دس سے زیاده بہت کم هوتي هی هر ایک سردار خاندان کي نہایت پوراني شاخ میں سے انتخاب کیا جاتا هی لیکن باقي اور زمینداروں کي نسبت نه تو وه زیاده دولتمند هوتا هی اور نه اور کوئي وجهه مختاري کي رکھتا هی *

گانوں کے رهنے والوں کے فرقه

جهاں کہیں زمیندار هوتے هیں وہ گانوں کے باشندوں سے اول درجه کا فرقه هوتے هیں لیکن انسے کمتر درجه کے چار فرقے اور هوتے هیں اُن میں سے ایک تو کاشتکار موروثي اور دوسرے غیر موروثي کاشتکار تیسرے هالي کمیرے چوتهے دوکاندار جو بازار کے کاروبار کے واسطے سکونت رکهتے هیں *

گانوں کے اصل زمینداروں کي حقیقت

اِس بات میں سبکو اتفاق هی که زمینداروں کي اصل اور بنیاد اُن لوگوں سے قایم اور شروع هوئي هی جو اول هي اول میں گانوں میں جاکر آباد هوئي اور اِنکے علاوہ اور جو زمیندار بن گئے هیں وہ وہ لوگ هیں جنهوں نے اصلي خاندان کے زمینداروں سے اُنکا حق و ملکیت بذریعه بیع یا اور کسي طریقه کے حاصل کرلیا هی یهه حقیقت اس بات سے زیادہ مستحکم هوتي هی که چهوتي چهوتي گانوؤں میں صرف ایک هي خاندان زمینداروں کا پایا جاتا هی اور بڑے بڑے گانوؤں میں بهي بہت سے نہیں هیں (ز) لیکن هر خاندان کے آدمي اُس خاندان کي شاخیں پهوت کر اسقدر کثرت سے هوگئے هیں که اکثر تمام کاشتکاري کا کام بلا استعانت کسي کاشتکار یا هالي کمیرے کے آپ هي کرلیتے هیں *

زمینداروں کے حقوق بہیئت مجموعي هوتے هیں اور اگرچه وہ اُن حقوق سے تهوڑي بہت کامل علحدگي اختیار کرلیتے هیں مگر هر ایک کو جداگانه بالکل کنارہ کرلینے کا اختیار نہیں هوتا اگر کوئي زمیندار اپنا حق زمینداري بیع کرنا چاهی تو اُسکو تمام اور شریکوں یا زمینداروں کي رضامندي حاصل کرني لازم هوتي هی اور بعد بیع کے خریدار اُن سب حق حقوق کا مالک هو جاتا هی جو بایع کو حاصل تهے اور اگر کوئي خاندان اِن زمیندا روں میں سے معدوم هو جاتا هی تو اُسکا حصه لوت کر پهر مجموعه میں شامل هو جاتا هی *

اور بعض گانوں میں اصل زمینداروں کے حقوق مشترک ہوتے ہیں وہ
سب ملکر کاروبار کرتے ہیں اور سرکاری لگان ادا کرنے کے بعد خالص پیدوار
کو آپسمیں تقسیم کرلیتے ہیں اور بعضے گانوں میں وہ اراضی مزروعہ
کو باہم بانٹ لیتے ہیں مگر سرکاری لگان کے سب کے سب اکھٹی ذمہ دار
ہوتے ہیں اور کبھی کبھی وہ اپنی زمینونکا آپسمیں تھوڑے تھوڑے عرصہ کے
واسطے مبادلہ بھی کرلیتے ہیں اور بعض گانوں میں وہ مزروعہ زمین کو تو
تقسیم کرلیتے ہیں اور اراضی افتادہ اور اور حقوق کو نہیں بانتی اور کبھی:
ایسا بھی ہوتا ہی کہ افتادہ اراضی کو بھی تقسیم کرلیتے ہیں اور زمین کی
تقسیم میں وہ ہر حصہ دار کو ایک ہی قطعہ ہموار زمین کا اُسکے حصہ
میں نہیں دیتے بلکہ باعتبار اقسام اراضی کے جو اُس گانوں میں ہوتی
ہی کسی ایک مقام پر عمدہ زمین کا ٹکڑا اور کسی دوسرے مقام پر
سخت کلر زمین کا ٹکڑا اور کسی اور مقام پر گاہ چرائی کی زمین کا
ٹکڑا وغیرہ اُسکو دیتے ہیں (ح) *

اُنکے حقوق ملک کے مختلف حصوں میں مختلف ہوتے ہیں جہاں
اُنکا قبضہ کامل ہوتا ہی وہاں زمین کی پیداوار میں سے ایک معین مقدار
سرکار کو دیتے ہیں یا کچھہ نہیں دیتی ہیں اور جہاں اُنکا قبضہ کامل
نہیں ہوتا وہاں بھی بہ نسبت اور گانوں والوں کے انکے حق میں بہت
سی رعایتیں ہوتی ہیں (ط) *

یہہ زمیندار جو اراضی پر جی دیتے ہیں اسلیئے گورنمنٹ نے اراضی
سے اُنکا تعشق دریافت کرکے اپنے فائدہ کے لیئے اکثر اُس مقدار سے بہت زیادہ
لگان لگالیا ہی جو کاشتکاروں سے وصول ہونا ممکن تھا مگر پھر بھی یقینی
یا ایسا فائدہ جسکی آیندہ توقع ہو ضرور ہوتا ہی کیونکہ کوئی ایسا ضلع
نہیں جسمیں گانوں کے زمیندار اپنے حقوق کو بیع یا رہن نکرتے ہوں علاوہ
اسکے ایک بڑا فائدہ جو ہمیشہ اُنکو حاصل رہتا ہی وہ مفصل میں
زمیندار کے خاندان کی عزت ہی چنانچہ ایک خاندان اپنے بیٹی کی

شادي کسي ایسے بڑے امیر خاندان میں کرنے کي به نسبت جو ذات میں تو هیٹا نهو مگر لوگ اُسکي تعظیم اور عزت نکرتے هوں ایسے غریب زمیندار خاندان میں خوشي سے کردیتا هی جو اپنے هاتهه سے محنت کرتا هو *

گانوں کے اصل زمیندار کے جي میں زمین کي ملکیت کا شوق ایسا گهر کیئے هوئے هوتا هی که اگر کوئي زمین جسمیں مطالبه سرکاري سے بهي رکم پیدا هونے کے سبب اُسکو بمجبوري چهوڑني پڑي تب بهي وهي مالک سمجها جاتا هی اور سرکاري دفتر میں اُسکا نام خانه مالک میں مندرج رهتا هی اور تین پشتوں یا سو برس تک اگر حالات کے بدلنے سے وه پهر اُس اراضي کا خواهاں هو تو اُسکو مل سکتي هی *

ملک تامول اور خاص هندوستان میں ایک ایسا کاشتکار بهي جسکو گورنمنٹ نے اپني طرف سے زمین کاشت کرنے کو دي هو اُس زمیندار کو جو بسبب نه ادا کرنے مالگذاري کے خارج هو گیا هو اپني خوشي سے کسیقدر ملکیت کا نذرانه دیتا هی † *

موروثي کاشتکاروں کا بیان

تمام گانوں میں دو قسم کے کاشتکار هوتے هیں جو اصل زمینداروں سے جہاں کہیں زمیندار هوتے هیں اراضي کاشت کرنے کے واسطے لیتے هیں اور جہاں زمیندار نہیں هوتے وهاں بلا واسطه سرکار سے حاصل کرتے هیں اُن کاشتکاروں کو عموماً رعیت (ي) کهتے هیں جنکي دونوں قسموں میں سے ایک موروثي اور دوسرے غیر موروثي هوتے هیں *

موروثي وه کہلاتے هیں جو اُسي گانوں کي زمین جوتتے هیں جسمیں سکونت رکهتے هیں اور بعد اُنکے اُنکي اولاد اُسي زمین پر کهیتي کرتي هی (ک) *

---

† رپورٹ سلیکٹ کمیٹي سنه ۱۸۳۲ ع کي جلد ۳ صفحه ۱۲۸ میں ایلس صاحب کا بیان دیکهو اور منتخبات کي جلد ۳ صفحه ۲۰۵ میں ٹامس کیو صاحب کے قول کو ملاحظه کرو *

اکثر ان کاشتکاروں کو اصل زمینداروں میں مخلوط کردیا گیا ھی لیکن پھر بھي جہاں کہیں زمیداروں کا نذرانہ موجود ھی وھاں امتیاز بیٹھن ھی اور اُسمیں کاشتکار کو کبھي شریک نہیں کیا جاسکتا ھی † *

بہت سے آدمیوں کي یہہ راے ھی کہ یھي کاشتکار زمین کے اصل مالک ھیں اور بعضے یہہ کہتے ھیں کہ نہیں یہہ زمیندار کي مرضي کے تابع ھیں لیکن سب کے سب بعض بعض باتوں مٰیں متفق ھیں چنانچہ سب یہہ کھتے ھیں کہ بسبب قبضہ قدیمي کے اُنکا اراضي میں کچھہ حق ھی لیکن زمین کي بیع اور رھن کا حق نہیں ھی *

ھرچند کہ قبضہ کے حق پر سبکو اِتفاق ھی مگر بعضے کہتے ھیں کہ زمیندار کو لگان بڑھانیکا اختیار حاصل ھونے سے وہ حق کسي کام کا نُرھا اور بعضے یہہ کہتے ھیں کہ لگان بخوبي بڑھا ھوا ھی وہ اُس شرح سے زیادہ ٹھہرنا چاھیئے جو گانوں کے قرب و جوار میں ھو *

غالباً سچ یہہ ھی کہ کاشتکار کا حق ظاھر اور صاف جب ھي تک رہ سکتا ھی جب تک کہ سرکاري مطالبہ ایک قاعدہ پر رھے لیکن جب سرکاري جمعبندي باقاعدہ نرھوے بلکہ سرکار کي مرضي کے موافق کبھي کچھہ اور کبھي کچھہ ھو تو یہہ حق کسي کام کا نہیں رھتا آجکل زمیندار کے فائدہ سے اِس کاشتکار کا قبضہ قائم رہ سکتا ھی چنانچہ اُن زمینوں کے لیئے جو مدت سے اُسکے کنبہ کے قبضہ میں چلي آتي ھیں اور اُسي گانوں میں واقع ھیں جہاں وہ رھتا ھی جو کچھہ کوئي اور غیر شخص دینے پر آمادہ ھو وہ اُس سے زیادہ دیتا ھی اور جبکہ اُسکو نہایت تنگ اور مجبور کردیا جاتا ھی تو وہ اُس اراضي کو چھوڑکر کسي دوسرے گانوں مٰیں بہت سستي کھیوٹ پر غیر اِستمراري زمین آساني سے لے لیتا ھی (ل) *

بعضے یہہ خیال کرتے ھیں کہ موروثي* کاشتکار ایسے زمینداروںکا بقیہ ھیں جو جبر و تعدي کے سبب سے اِس حالت کو پہنچ گئے ھیں اور بعضے

† رپورٹ سلیکٹ کمیٹي سنہ ۱۸۳۲ ع کي جلد ۳ صفحہ ۳۸۵ میں ایلس صاحب کا مقولہ دیکھو *

یہہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایسے ہی عام کاشتکار ہیں صرف مدت گذرنے کے سبب سے موروثي ہوگئے ہیں غالباً یہہ دونوں قیاس کچھہ کچھہ صحیح ہیں اور ایسے ہي یہہ تیسرا بھي معلوم ہوتا ہی کہ اکثر صورتوں میں زمینداروں نے اُن کاشتکاروں کو جو اول ہي گانوں میں آباد ہوئے زمینوں پر قبضہ عنایت کر دیا ہی *

غیر موروثي کاشتکار

(م) غیر موروثي کاشتکار ایسے گانوں کي اراضیات کو کاشت کرتا ہی جس سے وہ کسیطرح کا تعلق نہیں رکھتا اور سالانہ تحریري یا مفہوم پٹہ کے ذریعہ سے اُن پر قابض ہوتا ہی اول قسم کي اراضي خاص پر گانونکا رہنیوالا کاشتکار قابض ہوتا ہی اور غیر موروثي کاشتکار کے حصہ میں کمتر قسم کي زمینیں آتي ہیں جسکي خواہش لوگوں کو بہت کم ہوتي ہی اسوجہہ سے اور اور نقصانوں کے سبب سے وہ اپني زمین بہ نسبت موروثي کاشتکار کے کم لگان پر حاصل کرتا ہی *

(ن) ایک اور قسم کے کاشتکار ہوتے ہیں جنکا بیان ضرور ہی گو وہ کاشتکار دونو قسم مذکورہ بالا سے قدر و منزلت میں کمتر ہوتے ہیں یہہ کاشتکار ایسے لوگ ہوتے ہیں جنکي ذات یا حالت اِس بات کي مانع ہی کہ وہ محنت یا مشقت کریں یا کسي کام میں جسمیں علانیہ مردوں کے روبرو آنیکي ضرورت ہو اُنکي عورتیں شریک ہوسکیں پس اِن نقصانوں کے لحاظ سے اُنکو اراضي کا قبضہ نرخ مناسب پر دیا جاتا ہی تاکہ وہ بمدد (س) مزدوروں کے اپنے فن یا سرمایہ سے فائدہ اُٹھاسکیں *

بیان مزدوروں کا

اُجرت پر کام کرنیوالے لوگوں کي خدمتیں اور اُنکے معاوضے خود بخود مختلف ہوتے ہیں لیکن اور ملکوں کے محنتیوں کي خدمت اور اُجرت سے بہت تھوڑا اختلاف رکھتے ہیں اِسلیئے اُنکا شرح بیان ضرور نہیں *

یهه بیان کرنا بهي کچهه ضرور نهیں که هر گانوں میں اِن سب فرقوں کا هونا لازم هی کیونکه ایک گانوں کي هر قسم کي زمین کي کاشت اِنمیں سے صرف کوئي ایک فرقه یا سب کے سب باهمي مناسبت سے کرسکتے هیں *

دکانداروںکا بیان

دکانداروں وغیره کو زمین کا کرایه جس جگهه وه رهتے هیں اُسکے مالک کو اور کبهي کبهي اور بهي کچهه محصول دینا پڑتا هی دکاندار گانوں کے سردار کا جو بمنزله مجسٹریٹ گانوں کے هوتا هی عموماً محکوم رهتا هی لیکن دکانداروں کو گانوں کے لوگوںسے اور کسیطرح کا تعلق بہت تهوڑا هوتا تهی *

گانوں کے لوگوں کي غالب اصلیت اور اُنکا تنزل

غالباً ایسا معلوم هوتا هی که جو دیہات هندوؤں نے اول اول آباد کئي وه سب گانو کے گروهوں کے قبضه میں هونگے کیونکه جب اس ملک پر تسلط پایا هوگا تو اُسکي شروع شروع میں یهه بات غیر ممکن هوگي که جداگانه آدمي جنگل کاٹ کر کهیتوں کو صاف کریں اور اصلي باشندوں یا جنگلي حیوانوں کے حملوں سے اُنکو محفوظ رکهیں اور اوروںکي خدمتیں حاصل کرنے کے واسطے اُنکے پاس کچهه سرمایه نهوگا اور جبکه سربراه کار کے بہت سے رشتهدار بهي ساتهه نهونگے تو وه ایسے رفیقوں کے بلانے پر مجبور هوا هوگا جو گانوں کي آبادي کے فائدونمیں شریک هوں اور گانوں کے گروهوں کے قایم هونے اور زمینوں کے گانوں میں تقسیم هونیکا باعث غالباً یہي امر هوا *

نوآباد ویران زمین بلا شبهه سلطنت سے اسیطرح سے متعلق رهي هوگي جیسے تمام اُن صورتوں میں هوتي تهی جب که لوگوں کي جماعت ایک صورت با قاعده پکڑتي هی لیکن راجه نے بجاے اس بات کے که یهه

ملکیت مجوزہ کاشتکارونکو اُنسے یک مشت قیمت یا ایک معین سالانہ لگان
جیسا اور ملکوں میں دستور ہی لیکر حوالہ کردے کسیقدر پیداوار اپنا حق
رکھی ہوگی جو اُس زمین کے وسعت اور قسم کی مناسبت سے جسپر کاشت
کی گئی بوھتی گھٹتی ہوگی اور باقی پیداوار گانوں کے اباد کرنے والے لوگوں کی
ہوتی ہوگی لیکن اگر وہ لوگ اُس سے زیادہ اچھی زمین اپنے پاس رکھتے ہونگے
جسقدر وہ جوت سکتے ہوں تو وہ اوروں کی محنت کے ذریعہ سے اُس زمین
سے فائدہ اُتھانے پر کوشش کرتے ہونگے اور ایک شخص کو ایسا قرار دینے سے
کہ علاوہ لوگوں کے حصوں کے پیداوار میں کے سرکاری حصہ کے بیٹھانے کا ذمہ
کوئی اور طریق سہل تر نہیں معلوم ہوا لیکن جب زمین کثرت سے ہوی
اور بہت سے گانوں آباد ہونے کو تھے تو کسی آدمی نے کوئی قطعہ اراضی
کا پاک صاف کرنا اُسوقت تک قبول نکیا ہوگا کہ اُس قطعہ کی کاشت کا
اُسکو ہمیشہ کیواسطے اختیار نملا ہو اور اسی سبب سے کاشتکار موروثی
قائم ہوئے ہونگے اور لوگوں کے کار و بار کے ترقی پانے پر کاشتکار غیر موروثی
اور اجرت پر محنت کرنیوالے پیدا ہوئے ہونگے بسبب وراثت کی ملکیت
کی تقسیم در تقسیم ہونے سے یہہ انتظام معدوم ہوگیا ہوتا اور سب
لوگ مزدور ہوگئے ہوتے لیکن جب تک کہ ویران زمین کثرت سے باقی
رہی یہہ قاعدہ بخوبی ظہور پذیر نہوا ہوگا اس صورت میں گانوں کے
گروہ کی حالت اُسوقت تک غیر متبدل رہی ہوگی جب تک کہ
پیداوار میں راجہ کا حصہ غیر متبدل رہا ہوگا یعنے جب راجہ اپنے
مطالبہ کو زیادہ کرتا ہوگا تو زمینداروں یا موروثی کاشتکاروں کے منافع کم
ہوجاتے ہونگے اور جب کہ وہ راجہ کا حصہ ایک مقدار مقرر سے زیادہ
ہو جاتا ہوگا تو گانوں کے دونوں فریق مذکورۂ بالا اپنی اراضی کی کاشت نقصان
سے کرتے ہونگے اور اگر یہہ صورت جاری رہی ہوگی تو وہ مجبور ہوکر اپنی
اراضی کو چھوڑ بیٹھے ہونگے اور اور ذریعہ اوقات بسری کا تلاش کرتے
ہونگے *

جو کہ بڑے سے بڑا حصہ راجہ کا پیداوار میں منو کے زمانہ میں کل کا چھٹا تھا اور اب وہ نصف ہی تو بہت سے گانوں کے گروہ جو نیست و نابود ہوگئے اور بہت سونکی حالت اب بھي تباہ ہی اُسکي وجہہ اسي سے ظاہر ہی پس جو اراضي زمیندار اسطرحپر چھوڑ بیٹھے ہونگے وہ سرکار کے قبضہ میں آجاتي ہوگي *

اگرچہ یہہ صورت اکثر واقع ہوئي ہوگي مگر اُسکا عام ہونا ضرور نہ تھا اسلیئے کہ ایسي مقبوضہ زمینیں جو پہلے سے مزروعہ ہونگي راجہ کي ملکیت میں داخل ہوتي ہونگي اور اُن زمینوں کے پرانے مالکوں نے تباہ ہونے کے بعد مطیع کاشتکار ہوکر اُن اراضیوں کي کاشت سرکار کیطرف سے کي ہوگي آج تک بھي سرکار برابر گانوں بسانے کے واسطے اُن لوگوں کو جو اس کام پر امادہ ہیں بغیر زمیندار تسلیم کرنے کے اراضي عطا کرتي ہی اور ان بخششونکي شرطیں مختلف ہوتي ہیں مگر عام شرطیں یہہ ہوتي ہیں کہ اتنے برسوں تک وہ گانوں کل یا جزو جمع سرکاري سے آزاد رہیگا اور بعد اُس عرصہ کے وہي محاصل سرکار اُس سے وصول کریگي جو پاس پڑوسکے گانوں میں ملتا ہی *

سواے اسکے اور صورتیں بھي پیش آئي ہونگي جیسا کہ ہمکو اُنکے نتیجوں سے معلوم ہوتا ہی گو ہم اُنکي ابتدا اور ترقي کا حال دریافت نہیں کرسکتے ضلع کنارہ اور مالابار اور ترارنکور میں اراضي کے خاص خاص شخص مطلق مالک پائے جاتے ہیں اس ملکیت پر صرف اتني قید ہی کہ سرکار کو ایک معین محصول ادا کرتے ہیں *

سرکاري

عام اراضي کا محاصل

بادشاہ کا پورا حصہ اب نصف پیداوار سمجھي جاتي ہی اور جہاں کہیں بادشاہ پیداوار کي تہائي لیتا ہی اُس ملک کي جمعبندي کو معتدل سمجھتے ہیں *

یہہ زیادتی محاصل سرکاری کی اسوجہہ سے نہیں ہوئی ہی کہ جسقدر حصہ پیداوار میں راجہ کا ہوتا تھا اُسکو علانیہ زیادہ کیا گیا بلکہ اُسکی وجہہ زیادہ تر وہ مختلف محصول ہیں جو صرف زمین پر لگائے جاتے ہیں اور بعضے محصول ایسے ہیں کہ وہ پھر پھرا کر کاشتکار کے ذمہ عاید ہوتے ہیں اول قسم کے محصول وہ ہیں جو ہلوں اور مویشیوں اور اِسی قسم کی اور چیزوں پر لگتے ہیں اور دوسری قسم کے محصول وہ ہیں جو بعضی رسموں میں باجی کے استعمال پر اور بیوہ عورتوں کی شادیوں پر لگتے ہیں اور اور نئے نئے محصول جو اور اصراف پر لگائے جاتے ہیں علاوہ انکے دونوں قسم کے ایسے محصول فیصدی جو بجبر لیئے جاتے ہیں اور علانیہ چند روزہ مطلبوں کے واسطے لگائے گئے تھے مگر برابر جاری رہی اور موقوف نہیں کیئے گئے اس قسم کا محصول فیصدی تمام کاشتکاروں پر بمناسبت اُنکے پہلے محصول کے اور گانوں اور ضلع کی کارباری آدمیوں کی تنخواہوں اور وظیفوں پر لگایا جاتا ہی *

چونکہ اِن مطالبوں کی کوئی حد نہیں بلکہ حد اُنکی اُن لوگوں کی اِستعداد ہی جنپر یہہ محصول لگائے جاتے ہیں پس گانوں والے اُس سے بچنے کا جو کچھہ علاج کرسکتے ہیں وہ صرف یہہ ہوتا ہی کہ اپنی آمدنی کے چھپانے میں کوشش کرتے ہیں اِس غرض سے وہ اپنے پیداوار کی مقدار کم بیان کرتے ہیں اور کسیقدر اُسمیں سے بلا علم حاکم اور تحصیلدار کے حکمت سے الگ کرلیتے ہیں مگر اکثر یہہ کرتے ہیں کہ گانوں کے کاغذات حساب کو اِسطرحپر جھوٹا بنا کر کہ جب تک بہت سی دقت اور خرچ سے تحقیقات اور زمین کی پیمایش نکیجاوے جعلسازی اُنکی دریافت ہونی ممکن نہیں ہوتی مزروعہ زمین کی مقدار کو چھپاتے ہیں زمینداروں کو جنکی وسعت گورنمنٹ بہت کم دریافت کرسکتی ہے جہاں کہیں وہ ہوتے ہیں فائدے حاصل ہوتے ہیں چنانچہ کسیقدر چشم پوشی حاکم کیجانب سے بذریعہ رشوتوں کے حاصل کیجاتی ہی اور یہہ رشوتیں گانوں خرچہ کے ایک جزو کیطرح گانوامیں سے جمع کیجاتی ہیں اور حساب کتاب میں

مخفي سمجها ليجاتي هيں اور يهه ايک رقم ايسي هی که اسکي تحقيق نکرنا گانوں والے اور وہ تحصيلدار جو زمانه آينده ميں مقرر هوتے هيں اور مناسب اپني عزت سمجهتے هيں *

اِنهيں خرابيوں کے باعث سے جو گورنمنٹ کي برائيوں کے علاج و تدارک کيواسطے عمل ميں لائي جاتي هيں يهه حال پيش آتا هی که زمين جسپر اِسقدر جمع لگائي جاتي هی جو اُسکي پيداوار کے غايت درجه کي برابر هو تو وہ باوجود لگان ادا کرنيکي قابليت کے بکتي پهرتي هی † *

اِن بد اِنتظاميوںسے ايسي پريشاني طرفين يعني کاشتکار اور گورنمنٹ کي طبيعت ميں پيدا هوتي هی که پيداوار کي مناسبت کے اُصول سے بالکل غفلت کيجاتي هی اور هندوستان کے اکثر حصونميں محاصل کا تصفيه هر سال اُس محاصل کي سند پر هوتا هی جو پهلے برسوں ميں ادا کيا گيا هوتا هی صرف اِسقدر تفاوت اور تبديلي البته هوتي هی جسقدر که موسم کي خصوصيت سے يا کسي چندروزہ فائدہ يا نقصان کے واقع هونے کرني مناسب معلوم هو *

جبکه طرفين اِس قسم کے تصفيه سے اِتفاق نهيں کرتے تو وہ سال متنازعه کي بابت گانوں کي کل پيداوار کي خاص تحقيقات کرنے پر آمادہ هوتے هيں غرضکه بار آوري کي اور اُن آسانيوں کي بموجب جو کاشت کيواسطے موجود هوں زمين کي قسميں اُسيطور سے جيسا که پهلے بيان هوا علحدہ کرتے هيں پهر پيداوار کا خرچ وضع کرنے تک جو فاضل يا باقي رهتا هی اُسکو سمجهه ليا جاتا هی اور اُسميں سے کاشتکار کي پرورش کيواسطے مقدار

---

† مثلاً جس گانوں کا بيان رائيل اشياٹک سوسيئٹي کے معاملات کي جلد دو صفحه ۷۷ ميں هاڈسن صاحب نے کيا اُسميں زميندار اپني پيداوار ميں سے فيصدي ساڑهے ستاوں حصے گورنمنٹ کو ديتے هيں اور جو اِنتخاب که ايسٹ انڈيا کمپني نے مشتهر کيا هی اُن ميں چيپان صاحب اور دکهن کے کلکٹروں اور دربار گجرات کي الفنسٹون صاحب کي رپورٹوں کو بهي ملاحظه کيا جاے اور هملٹن بکانن صاحب کي علحدہ علحدہ رپوٹوں کو درباب ديناج پور اور اور ضلعوں کے ديکها جاوے

کافي علحدہ کيجاتي هی اور گانوں خرچہ وضع هونيکے بعد جو کچھہ رهتا هی وہ سرکار ليليتي هی اور جبکہ تمام اور فريقے راضي خوشي سے تصفيہ کرنيکے باقي نہيں رهتے تو خاص پيداوار کي تقسيم آپسميں کيجاتي هی ليکن اِسطريق ميں ايسے مکر و فريب بهرے هوئے هيں کہ دونوں فريق عموماً اِس سے باز رهتے هيں البتہ وہ مقام مستثني هيں جهاں سرکار کے کارندہ اور لوگوں کے درميان ميں مدت سے تعلق رهنے کے باعث اعتماد باهمي قائم هوجاتا هی چنانچہ اِس صورت ميں پيداوار کي تقسيم تمام تصفيوں ميں سے نہايت عام پسند تصفيہ سمجھي جاتي هی *

گورنمنٹ کے اهلکاروں سے جو تنازعہ هوتا هی اگر اُسکا نتيجہ يہہ هوا کہ کاشتکاروں کے صبر و طاقت سے زيادہ کوئي محصول لگايا گيا تو تمام کاشتکار عام اِتفاق کرکے اپني اراضي اور اپنا گانوں بهي چهوڑ ديتے هيں اور گورنمنٹ سے هر قسم کا معاهدہ کرنے سے اِنکار کرتے هيں تب سرکاري افسر اُنکي تسلي اور تسکين کرتے هيں اور ڈراتے دباتے هيں اور بشرط ضرورت کے رعايت کرتے هيں جبر هميشہ ناگوار گذرا کرتا هی اگر کسي پر کيا بهي جاوے تو اُس سے کوئي بهتر نتيجہ حاصل نہيں هوتا اُسکا بڑے سے بڑا اثر يہہ هوتا هی کہ گانوں والے منتشر هوکر اور علاقوں ميں بهاگ کر چلے جاويں *

يہہ بات بآساني خيال ميں آسکتي هی کہ اِس قسم کے تصفيئے بدون اِس بات کے نہيں هوسکتے کہ گانوں کے اصلي اور حقيقي حالات ميں دست اندازي کيجاوے سرکاري افسر هر قسم کا مطالبہ پٹيل کي معرفت کرتا رهتا هی اور اگر ضرورت هوتي هی تو اور خاص خاص گانوں والوں کے مقابلہ ميں سرکاري افسر پٹيل کي حمايت کيا کرتا هی ليکن بعضے وقت وہ اُسکو معطل کرکے جمع بندي اور تحصيل اپنے آپ سے کرتا هی نالشيں اور استغاثے بهي اِس غرض سے کرائے جاتے هيں کہ عدل اور اِنصاف اور پولس کے متعلق معاملات ميں اُنکو مجبور کرکے کچھہ حاصل کرنيکا موقع

هاتهہ آئے پس بدعملی کے سبب سے گانوں والوں کے حقوق بالکل بے حقیقت هوجاتے هیں *

اکثر حصوں میں هندوستان کے تمام ایسی برائیاں متحاصل سرکاریکا ٹھیکہ دینے کے قاعدہ سے بہت بڑہ جاتی هیں چنانچہ اِسصورت میں ضلعوں کی حکومت اُس شخص کو عطا هوجاتی هی جو سرکار کو سب سے زیادہ سالانہ روپیہ دینیکا ذمہ اور ضمانت کرتا هی اور یہہ ٹھیکہدار اُس ضلع کے حصوں کو سب سے زیادہ بولی بولنے والے کو اِسیطرح ٹھیکہ پر دے دیتا هی اور پھر یہہ لوگ گانوں کے سردار یعنی پدهان کو معین رقموں پر ٹھیکہ دیدیتے هیں یہہ سب کے سب ٹھیکہدار اُس منافع کے حاصل کرنیکے مجاز و مختار هوتے هیں جو اُنسے حاصل هوسکے ان وجوهات سے وهی شخص یعنی گانونکا پدهان جو کاشتکاروں کا اصلی محافظ اور حامی هوتا هی اُنکے حق میں بڑا جابر هوجاتا هی اور جو شرائط کہ پدهان سے ٹھیکہدار ٹھرانی چاهیں اگر وہ اُنکو منظور نکرے تو ٹھیکہدار اُس کام کو کسی غیر شخص کو جو ٹھیکہ لینا قبول کرے حوالہ کرتے هیں تب تو حال اور بھی بدتر هوجاتا هی *

ایسے هی ایسے جبروں اور سخت مطالبوں کی وجہہ سے اکثر گانونکے زمیندار جو گانوں کے مالک تھے صرف کاشتکار سرکاری رہ گئے هیں اور بعض زمیندار اِس غرض سے اپنی اراضی کو چھوڑ کر بھاگ جاتے هیں کہ ایسی شرطوں پر اُنکو کاشت کرنی نہ پڑے جنکو وہ گوارا نہیں کرسکتے *

ابتک گانوں میں هر حصہدار ایسا سمجھا گیا هی کہ وہ اپنے حقوق کی بموجب عمل کرتا هی راجہ اور زمیندار دونو کو اِس بات کا اِستحقاق هی کہ اُنکا جو حصہ گانوں کی آمدنی میں هوتا هی جب چاهیں منتقل کردیں اِسیطرح اگر گانوں کے اور کارندے نہیں تو سردار یعنی پدهان اور محاسب یعنی پٹواری بھی اپنے عہدوں اور اُنکی آمدنی کو فروخت کرسکتے هیں غرض کہ اِس طریق سے نئے آدمی گانوں میں دخیل هوسکتے

هیں لیکن اُنکو وهي درجه اور منزلت حاصل هوتا هی جو اُنکے پہلوں کو تها چنانچه راجه کے حصه کا مالک راجه کے حصه پیداوار کے لینیکا تو مستحق هوتا هی مگر پدهان سے جو کار و بار متعلق هوتا هی اُسمیں اُسکو کچهه دخل نہیں هوتا بلکه عام کاشتکاروں کے کام میں بهي مزاحمت نہیں کرسکتا غرضکه نیا زمیندار پورانے زمیندار کے سب تعلقات کو اختیار کرتا هی اور پدهان اور پٹواري وغیره آینده سے نئے خاندان میں سے لیئے جاتے هیں لیکن اُنکے کار و بار میں کوئي تبدیلي نہیں آتي *

راجه جس غرض سے اپنے حصه کو انتقال کرتا هی اُسکا بیان کچهه آگے آویگا *

ملکیت زمین کے استحقاق کا بیان

زمین کے مختلف کاشتکاروں یا استحقاق قبض و دخل رکهنیوالوں کا بیان کرنے سے خود بخود طبیعت زمین کي ملکیت کے معامله پر جسپر بہت سي بحث هوچکي هی مائل هوتي هی چنانچه بعضے یه خیال کرتے هیں که زمین کي ملکیت کا استحقاق سرکار کو حاصل هوتا هی اور بعضے کہتے هیں که بڑے بڑے زمینداروں کو هوتا هی † بعضے کہتے هیں که گانوں کے اصلي زمینداروں کو هوتا هی اور بعضے کہتے هیں که کاشتکاروں کو هوتا هی *

بڑے زمینداروں کے دعویٰ کي نسبت مناسب موقع پر یه بات ثابت کي جاویگي که اُنکا حق باقي تین فرقوں میں سے کسیکے حق سے نکلا هی پس اس امر میں گفتگو کرنے کا انحصار ان هي تین فرقوں پر کیا جاتا هی *

معلوم ایسا هوتا هی که زمین کو محنت کے واسطے بالکل اپنے استعمال میں رکهنا اور اُسکے انتقال اور فروخت کرنیکا اختیار هونا اور اگر ممکن هو

† بڑے زمینداروں کا فرق جنکو هم تعلقدار بهي کہتے هیں گانوں کے اصلي زمینداروں سے (گانوں کے زمینداروں کي حقیقت کا بیان) جو اوپر گذرچکا اور وه بیان دیکهنے سے که اصل میں زمیندار کون هیں) جو آگے آتا هی معلوم هوجیگا

تو خود زمین کو تبدیل یا غارت کردینا غرضکه یهه سب حقوق یهیئت مجموعي حق ملکیت کہلاتے ھیں اور ان سب باتوں میں سے کسي ایک بات کو حق ملکیت نہیں کہه سکتے جہاں کہیں یهه سب باتیں مجتمع ہوں وھیں حق ملکیت ہوگا اور کہیں نہوگا راجه پیداوار کے صرف ایک حصه کا حق مطلق دایمي رکھتا ھی اورجب چاھے اُسکو فروخت کرسکتا ھی لیکن علاوه اپنے حصه کے گانوں کي باقي زمین میں یا پیداوار میں مزاحمت نہیں کرسکتا اور اگر اُسکو زمین واسطے عمارت یا سڑکیں یا اور تمام فلاحی کے کام بنانے کیواسطے درکار ہو تو بطور حاکم کے زمین کو لیتا ھی مگر اُسپر اور حصه‌داروں کو اُسکا معاوضه دینا لازم ہوتا ھی یهه زمین اسي طرحپر راجه لیتا ھی جسطرح پر وه ضرورت کے وقت گاڑیاں اور کشتیاں وغیره پکڑ سکتا ھی اور محصور شہروں میں مکانات گروا سکتا ھی گو ان صورتوں میں اُسکا کوئي حق ملکیت نہیں ہوتا *

بعد ادا ہو جانے راجه کے حصه کے جو کچھه پیداوار باقي رھتي ھی زمیندار کے هاتهه لگتي ھی اور اُس پیداوار کے حق کے برتنے کا اُسکو آینده همیشه کیواسطه اختیار رهتا ھی اور کوئي مزاحم نہیں ہوتا اور راجه کا حصه اور زمیندار کا لگان ادا ہو جانے کے بعد جو کچھه باقي رهتا ھی وه کاشتکار کو ملتا ھی اور وه اس پیداوار کو همیشه اپنے کام میں لانیکا مختار ھی لیکن اُس پیداوار کا حق اُسپر اور اُسکے وارثوں پر محصور ہوتا ھی اور کسي اور طرحپر خرچ کرنیکا مجاز نہیں ھی زمین کي بارآوري کي قوت کو نه زمیندار کام میں آنے سے خارج کرسکتا ھی نه کاشتکار بلکه انمیں سے کوئي اُسکو معطل بهي نہیں رکھه سکتا چنانچه جب کاشتکار فصل طیار کرنے سے قاصر رهتا ھی جس سے باقي حصه‌داروں کو یعني زمیندار اور راجه کو اُنکے حصے ملسکیں تو بیدخل کردیا جاتا ھی اور جو زمیندار ایسے قصور کا ملزم ہوتا ھی تو چند روز گانوں کي بستي کا کوئي کاشتکار

یا راجه کا کاشتکار اُسکي جگهه پر قایم کیا جاتا هی اور بعد ایک مدت کے وہ اپنے حق سے بالکل محروم ٹهرتا هی *

ان تمام باتوں سے ظاهر هی که جهاں کهیں گانوں کے گروہ اور موروثي کاشتکار موجود هیں وهاں کسي حصه‌دار کو زمین میں حق ملکیت کامل نهیں حاصل هوتا اور جهاں کهیں نه گانوں کے گروہ اور نه موروثي کاشتکار هوتے هیں وهاں بلاشبهه راجه مالک مطلق هوتا هی اور تمام حقوق جو بعد اُسکے قایم هوں وہ راجه کی فرمان یا پٹه دینے سے حاصل هوتے هیں اور وسعت ان فرمانوں کي حالات کے بموجب مختلف هوتي هی لیکن جبکه بلا کسي شرط اور همیشه کیواسطے وہ فرمان عطا کیئے جاتے هیں تو اُنسے کامل حقیت لوگونکو البته حاصل هوتي هی *

زمین کي حقیت کے بابت جو تنازع واقع هوتے رهیں اُنمیں سے اکثر کا سبب یهه هی که ایسے واقعات کو جو صرف خاص خاص ضلعوں پر صادق آتے هیں تمام ملک کے حصوں سے منسوب کیا جاتا هی اور ایسے نتیجوں میں جو ایک قسم خاص کے اجارہ یا پٹه سے حاصل هوں اور اجاروں کے ساتهه جو اُس قسم سے بالکل مختلف اور غیر مشابهه هوتے هیں شامل کر دیا جاتا هی اور اکثر تنازع کا سبب یهه هی که یهه مان لیا جاتا هی که جهاں کهیں گورنمنٹ حقوق پر توجهه نهیں کرتي وهاں اب کوئي حق باقي نهیں یعني کوئي حق دار نهیں مگر باوجود اِسکے جو لوگ محروم هوتے هیں وہ اپنے حقوق کا دعوی کیئے جاتے هیں اور اُنکے محروم کرنیوالے بهي اُن حقوق سے منکر نهیں هوتے اور اکثر حالات موافق یعني مفید مطلب کے پیش آنے پر محروم لوگ اُن حقوق کو مثل سابق کے پهر بخوبي حاصل کرتے هیں اصل میں گفتگو اِسبات پر نهیں هوني چاهیئے که حق ملکیت کس شخص کو حاصل هوتا هی بلکه اِسبات پر هو که پیداوار کا کس کس قدر حصه هر فریق کو واجب هوتا هی اور اِس بات کا تصفیه صرف ایسي تحقیقاتوں سے جو خاص اُس مقام پر کیجاویں

جہاں تنازعہ حقیت کا واقع هو اور کسي ایسے عام قاعدہ سے جسکي بنیاد کسي قیاسي حقیت پر نہ هو هوسکتا هی اُن قوانین قدیم کي روسے نہیں هوسکتا جو مدت سے فراموش هوگئے هیں *

راجہ کے محاصل کے اور ذریعوں کا بیان

راجہ کا جو حصہ تمام زمینوں کي پیداواروں میں هوتا هی وہ اور اور تمام سرکاري زمینوں کا لگان سرکاري محاصل کا بڑا جز هوتا هی اور باقي محاصل مختلف ذریعوں سے حاصل هوتا هی منجملہ اُنکے چند ذریعے زمین سے متعلق هیں مثلاً وہ فیصدي محصول اور دیگر محاصل جنکا بیان اوپر هوچکا هی اور علاوہ اِنکے وہ محصول جو کاشتکاري سے متعلق هیں اور دوکانوں اور پیشوں اور شہر کے مکانات یا اشیاء مصارف کا محصول اور بازار کا محصول اور بڑي بڑي سڑکوں پر راستوں کا محصول اور سمندر کا محصول اور چند اور اِنمیں سے اکثر راستوں کا محصول خاص کر ظلم اور ایذا رساني کا بڑا ذریعہ هی اور باوجود بہت سي برائي کے اُس محصول سے بہت تھوڑي خالص آمدني حاصل هوتي هی اِن سب محصولوں کو گانوں اور خاص خاص مقاموں کے حاکم تحصیل کیا کرتے هیں لیکن اُن میں سے چند خاص محصول مثل راستہ کے محصول اور پرمٹ کے محصول کا ٹھیکہداروں کو ٹھیکہ دیدیا جاتا هی *

انتقال حقیت

یہہ بیان کیا گیا هی کہ راجہ اپنے حصہ کو جو گانوں میں هوتا هی منتقل کرسکتا هی اور اسي طرح سے راجہ اکثر بڑے بڑے حصہ ضلعوں کے جنمیں بہت سے گانوں اور بہت سي ویران زمین غیر مقبوضہ شامل هوتي هی منتقل کرتا هی لیکن اِن تمام صورتوں میں صرف اپنے هي حقوق کا اِنتقال کرتا هی اور گانوں کے زمینداروں اور موروثي کاشتکاروں اور ضلع اور گانوں کے افسروں اور ایسے شخصوں کے حقوق جنہوں نے پہلے راجاؤں سے اُنکو حاصل کیا راجہ کے اِنتقال حقیت سے غیر متبدل اور محفوظ رهتے

هیں † یہہ اِنتقال حقیت راجہ کیطرف سے فوج اور ملکي اہلکاروں کي تنخواہ اور وظیفوں کے ادا کرنے یا معبدوں کے قائم رکھنے اور فقیروں کي پرورش کرنے یا سرکاري خدمت کے صلہ میں اِنعام و اکرام دینے کیواسطے کیا جاتا هی جو زمینیں کہ پہلے دو مطلبوں کیواسطے دیجاتي هیں وہ جاگیریں کہلاتي هیں اِسیطرحپر بعض افسروں کي خدمتوں کا معاوضہ دینے اور بزرگ آدمیوں کي پرورش کے سرانجام کرنیکا یہہ قاعدہ اِسقدر پورانا هی کہ منو کے وقت میں بھي تھا یہہ بات تحقیق نہیں هوئي کہ کب یہہ قاعدہ فوج کے ساتھہ برتا گیا جبکہ مسلمانوں نے بیجانگر اور جنوبي هندوستاني ریاستوں کو تہہ و بالا کیا اُس زمانہ میں اُن اضلاع میں فوج کي نسبت اِسي قاعدہ پر عمل هوتا تھا لیکن جس کامل صورت میں یہہ قاعدہ آجکل مرهٹوںمیں پایا جاتا هی غالباً وہ تھوڑے هي دنوں سے جاري هوا هی اِس طرح پر زمینوں کے منتقل یا مرحمت کرنیکي وجہہ یہہ معلوم هوتي هی کہ خزانہ عام پر حکم دینے کي جگہہ اُس مقام کے پاس جہاں فوج مقیم هی کسي ضلع میں کوئي زمین اُسکي پرورش کیواسطے مقرر کرنے میں آسایش هی اور اِنتقال کا یہہ طریق خصوص ایسے ملک سے بہت مناسب هوتا هی جہاں محاصل سرکاري بجاے نقد کے جنس کے ذریعہ سے ادا کیا جاتا هی *

فوج کي پرورش کے لیئے پہلے پہلے تو زمینوں کا مقرر هونا خاص اُن رقموں کے لیئے جو فوج کي تنخواہ واجب کي برابر هوتي تھیں عمل میں آیا لیکن جبکہ وہ مدت تک جاري رها اور اسقدر بڑہ گیا کہ کل ضلع کا محاصل اُس میں صرف هونے لگا تو کل محاصل کو فوج کے سردار کے نام پر منتقل کرنے سے اِنتظام کا سہل کرنا مناسب سمجھا گیا اور

---

† اِسي بات سے غفلت کرنے کے سبب زمین کي حقیت کي نسبت غلطیاں واقع هوتي هیں هندوستاني زبان میں راجہ کے اِنتقال حقیت کو گانوں یا ضلعہ کا عطا کرنا بولتے هیں پس اِس سے لوگ یہہ نتیجہ نکالتے هیں کہ اُس بخشش سے تمام گانوں یا ضلع مفہوم هوتا هی اور اور ملکیتداروں کا حق خارج هوجاتا هی

ایسی ہوشیاری اور احتیاط برتی گئی جس سے سواء تنخواہ فوج کے اور کچھہ زیادہ فوج کا سردار اپنے تصرف میں نہ لاسکے اور اور تحصیلداروں کے معمولی اختیاروں سے زیادہ کوئی اختیار بھی نہ برتے جو قاعدہ کہ مرہٹوں نے رائج کیا اُس سے وہ ذریعے جو اس مطلب سے اختیار کیئے گئے بخوبی دریافت ہوتے ہیں *

مرہٹوں کے قاعدہ کی بموجب فوج کی تعداد اور قسم جسکی پرورش ہر سردار کرتا تھا مقرر کیجاتی تھی اور فوج کی تنخواہ کے حصے نہایت درستی سے کولیئے جاتے تھے اور افسروں کو بہت کچھہ اختیار دیئے جاتے تھے یہانتک کہ بعض اوقات لوگوں کے مقرر کرنے کا بھی اختیار رکھتے تھے اور خود سردار کے ذاتی خرچوں کے واسطے ایک رقم مقرر کیجاتی تھی اور میعاد خدمت اور طریق جمع ہونے وغیرہ کے قاعدہ مقرر کیئے جاتے تھے بعد اُسکے ضلع کا کوئی ایسا حصہ منتخب کیا جاتا تھا جسکی سرکاری آمدنی بعد وضع خرچ تحصیل اور دیگر اخراجات کے اُس قدر روپیہ بہم پہونچا نیکے واسطے جو فوج کو واجب ہوتا تھا کافی ہوتی تھی اور وہ کل ضلع جس سے اس قدر آمدنی حاصل ہو سردار کے حوالہ کردیا جاتا تھا بعد انتقال ضلع کے سردار ایسی ضلع کا حاکم ٹہرتا تھا جس سے محاصل سرکار حاصل ہو اوز اور تمام کام جو ایسے عہدہ دار کے ذمہ ہوتے ہیں وہ انجام دیتا تھا *

مگر اس سردار کے ماتحت لوگوں کے حقوق کی حفاظت کے واسطے مداخلت کرنے کا اختیار اور اُس محاصل کا دعوے بھی جو ضلع مقررہ کی اُسقدر آمدنی سے زیادہ حاصل ہو جسقدر کے واسطے وہ ضلع عطا ہوتا تھا گورنمنٹ اپنے ہاتھہ میں رکھتی تھی اور اُن شرطوں کی تعمیل دوبارہ وہ ملکی افسروں کے ذریعہ سے کیجاتی تھی جنکو گورنمنٹ اُس سردار کے تمام کار روائی متعلقہ انتظام فوج و اراضی کی نگرانی کرنے کے واسطے مقرر کیا کرتے تھے *

باوجود اِن تمام دور اندیشیوں کے اِن بخششوں کے معمولی نتیجہ ظاہر ہونے سے باز نہیں رہتے چنانچہ اراضیات شروع ہی سے موروثی ملکیت کی صورت پکڑتی جاتی تھیں اور بمناسبت اُس عرصہ کے جو اول تقرر یا اِنتقال اراضی کے وقت سے گذرتا جاتا تھا گورنمنٹ کی بندش روز بروز کم زور ہوتی جاتی تھی مگر بخشش کی اصلی مقصد کبھی فراموش نہوتے تھے اور اُسکے شرائط پر توجہہ رکھنے سے کبھی اِنکار نہوتا تھا *

اِن بخششوں میں سرکاری ضلعوں کا بھی ایک تھوڑا سا حصہ شامل ہوتا تھا اور باقی حصہ کا اِنتظام خاص خاص مقاموں کے افسر خاص راجہ کی ہدایت سے اُس قاعدہ کی بموجب جو منو نے قرار دیا ہی کیا کرتے تھے اراضیات کو فوج میں تقسیم کردینا فوج کی تنخواہ ادا کرنے کا ذریعہ ٹھہرایا گیا تھا کچھہ ملک کی حکومت کرنیکا قاعدہ نہ تھا اِس سے ظاہر ہی کہ اگرچہ ایسے زمیندار موجود تھے جو بعیوض لگان کے سرکار کی جنگی خدمتوں میں کام آتے تھے مگر جنگی خدمتوں کے لیئے کا کوئی عام قاعدہ یا بندوبست نہ تھا *

اگرچہ اُن ضلعوں میں جنپر سرکار کو قبض و تصرف حاصل تھا اراضی کی تقسیم فوج میں اِسطرحپر کی گئی تھی مگر غیر ملکوں میں جو قبضہ ہوتا تھا وہاں اورطریق اختیار کیا جاتا تھا چنانچہ حملہ کرنیوالی فوج کبھی کبھی ایک سردار کو اِس کام پر مقرر کرتی تھی کہ ملک کے فلاں دور و دراز حصہ کو اپنے قبضہ و تصرف میں لاوے اور اپنی فوج کی پرورش اُس ملک کی آمدنی سے کرے اور اُس سردار کو بے خلل وہاں پر رہنے کی اُسوقت تک اِجازت دیجاتی تھی (یعنی اُس سے کچھہ مطالبہ یا امداد نہیں چاہی جاتی تھی) کہ اُسکا خاندان وہاں جڑ پکڑ جاوے یعنی وہ اپنا تسلط بخوبی کرلے اور فوج میں سے کچھہ لوگ صرف بجاے ایسے عہدہدار سرکاری ہونے کے جو خاص کام پر مقرر کیئے گئے ہوں سرکاری خدمتوں کے کرتے رہنے کی شرط پر کاشتکار سرکاری مقرر ہوجاویں اِس قسم

کي مثالیں هندوستان کے جنوب میں جو هندوستاني راج تھے اُنمیں پائي جاسکتي هیں اور آخر زمانوں میں مرهٹوں میں یهه قاعده نهایت تکمیل کے ساتهه رائج تها *

مگر مقبوضه غیر ملکوں میں بهي سواے سرکار کے غیر شخص کے وسیله سے اراضي کا کاشتکاروں کے پاس هونا ایک خاص امر تها کوئي عام قاعده نه تها کیونکه ضلع کا بهت بڑا حصه خاص راجه کے انتظام میں رهتا تها *

لیکن کار روائي کا ایک طریقه اور بهي باقي هی جو سرکار کي جانب سے عمل میں آتا تها جسمیں انتقال اراضي کے قاعده کا بهت زیاده برتاو کیا جاتا هی اور اُس سے ایسا انتظام پیدا هوتا هی جسکو بجز ایسے انتظام کے کسي اور نام سے بیان کرنا ممکن نهیں که اراضي سرکاري چند سرداروں کو اس شرط پر مرحمت کیجاوے که وه ضرورت کے وقت جنگي خدمت کا کام انجام دیں *

جنگي خدمتیں بجالانے کي شرط پر راجپوتوں میں اراضي کي تقسیم هونے کا بیان

طریق مذکوره بالا راجپوتوں میں رایج تها چنانچه اُن میں جو شخص کسي سلطنت کي بنیاد ڈالتا تها وه اپني سیر کے واسطے زمین رکهه لینے کے بعد باقي ملک کو اپنے رشتهداروں میں تقسیم کے اُن قاعدوں کے بموجب جو هندوؤں میں مروج تهے تقسیم کردیتا تها اور هر سردار جسکو زمین دیجاتي تهي راجه کي جنگي خدمت اور عام اطاعت کرنے کا پابند هوتا تها لیکن اپني اراضي میں بیحد اختیار رکهتا تها اور یهه سردار بهي اپني اراضي کو اپنے متعلقین میں اُن هي شرطوں پر تقسیم کرتا تها غرض که اسطرح سے مطیع اور فرمانبردار سرداروں کا ایک سلسله قایم هو جاتا تها اور ملک کي حکومت کا انتظام اور فوج کا مهیا کرنا اُن پر منحصر هوتا تها (ع) *

جنگي خدمتوں کے حاصل کرنے کا طریقہ اُس طریقہ سے جو یورپ
میں رایج تھا مختلف هی اسلیئے که بنیاد اسکي اس اصول پر هی که
اراضي ملک کو ایک خاندان آپسمیں تقسیم کرلیتا هی اُس اصول پر
نهیں هی که بڑے بڑے جنگي سرداروں کي خدمت جو سواے پادشاهي
خاندان کے غیر خاندانوں میں سے هوں حاصل کیجاوے لیکن اس طریقه
کي بنیاد نئے ملکونکي فتح پر همیشه موتوف نرهي هوگي اور جب کبهي
رهي هوگي تو نسلي تعلق جو راجپوتوں کي قوم کے لوگوں میں موجود
هی اُس سے یهه بات غالب معلوم هوتي هی که فتح کرنے والوں میں ملک
کي حکومت کا حصه نسل هي پر رهتا هوگا اور جو رشتهدار که سردار اعظم
یا راجه کي فتوحات میں شریک هوئے هوں وہ اُس فتح سے پہلے بهي قوم کے
سردار هي هونگے *

راجپوتوں کي ریاستیں جو اب بهي موجود هیں اُنکي نسبت راجپوت
سردار یهه جیمیں جانتے هیں که اصل میں ان ریاستوں پر قبضه هونے میں
تمام خاندان شریک هی چنانچه یهه سردار راجه کو ایک راہ سے تو اپنا
شریک جانتے هیں اور دوسرے راہ سے راجه سمجهتے هیں راجپوتوں کا یهه
تعلق باهمي عبارت مفصله ذیل سے بخوبي دریافت هوتا هی جو اُس
شکایت میں مندرج تهي که بعض مارواڑي سرداروں نے اپنے راجه کي کي
هی چنانچه وہ اُسمیں لکهتے هیں که جب همارے خدمتیں مقبول هوتي
هیں تو وہ همارا راجه هی اور جب نهیں هوتیں تو اُسکے بهائي برادر اور
ملک کے دعویدار هیں † *

ملک کي تقسیم کا قاعدہ بعد فتح کرنے ملک کے یهي عمل میں آتا
تها هر ایک راجه پر جبکه وہ بجاے اپنے باپ کے راج کرنا شروع کرتا تها
اپنے باپ کے کنبه کے صغیر سنوں کو کوئي جاگیر دیني لازم تهي اور جب
کبهي اُن دعویداروں میں سے کسیکو کافي مال و متاع بہم پهونچتا تها تو

† کرنل ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان صفحه ۱۹۹

وه راجه جنگی مهموں کي طیاري کرکے روانه کرنے اور اور ملکونمیں نئي سلطنتوں کي بنا ڈالنے میں اُنکي مدد کرتا تها (ف) *

راجه کے خاندان میں جو جاگیریں تقسیم هونیکا طریق رایج هوا اُس طریقه کي وسعت رفته رفته غیر لوگوں تک هوگئي یعني غیروں کو بهي جاگیریں ملنے لگیں چنانچه بهت سي جاگیریں اب بالکل مختلف قوموںکي راجپوتوں کے قبضه میں هیں † اور معلوم هوتا هی که پچهلے زمانوں میں اول درجه کي جاگیر ایک مسلمان ‡ کو بهي ملي *

سنه ۷۱۱ ع میں جبکه مسلمانوں نے ملک سنده پر پهلي پهل یورش کي اور وهاں کے حالات قلمبند کیئے اُنسے غالب یهه معلوم هوتا هی که اُس زمانه میں عماید کو بشرط جان نثاري جاگیریں دینے کا طریقه جو زمانه حال کے راجپوتوں میں باقي هی کثرت سے مروج تها § *

عطا هونا جاگیروں کا غیر جنگي خدمتوں کي عوض میں

غیر جنگي خدمتوں کے عوض میں علاوه خاص خاص مقاموں کے افسروں کے جنکا بیان هوچکا جاگیریں وزیروں اور ملکي انتظام کے بڑے بڑے افسروں اور محلسراے کے بندوبست کرنے والوں اور قدیم مصاحبوں کو عطا کیجاتي هیں *

عطا هونا زمینوں کا بلا عوض خدمتوں کے

علاوه مذکوره بالا جاگیریں عطا هونے کے معبدوں اور درویشوں اور کامل هنر و فن رکهنے والے نوکروں اور معشوقوں کو بهي معافي کي زمینیں مرحمت هوتي تهیں اگرچه یهه معافیاں کثرت سے دیجاتي تهیں مگر عموماً نهایت خفیف هوتي تهیں چنانچه کبهي صرف ایک گانوں اور

† کرنل ٹاڈ صاحب کي کتاب جلد پهلي صفحه ۱۰۵

‡ سنه ۱۷۷۰ ع میں یهه جاگیر ملي کرنل ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان جلد ایک صفحه ۲۰۰

§ اسکي تفصیل اسي تاریخ کے پانچویں حصه کے پهلے باب میں بیان هوگي *

کبھی چھوٹی چھوٹی کیہت ہوتے تھے لیکن بعض موقع پر خصوص مذہبی معاملہ میں یہہ زمین بہت بڑے خطہ بھی ہوتے ہیں ہمیشہ مذہبی وقف ہمیشہ کے واسطے دیئے جاتے ہیں اور بہت کم پہر اُنمیں دست اندازي کیجاتي ہی اور لوگوں کو بھي جو معافي دیجاتي ہی اُسمیں سے اکثر معافي علی‌الدوام ہوتي ہی اور اُن کي اور تمام جایدادوں میں وہ نہایت محفوظ اور عمدہ سمجھي جاتي ہی لیکن اس فیاضي کي کثرت اور معافي کے اکثر جعلي فرمانوں کے بنے سے بعض وقت راجہ اپنے بزرگوں کے عطا کي ہوئي معافي کے چھین لینے پر راغب ہوتا ہی اور اکثر اُنپر ایک سخت نذرانہ تو ضرور ہي مقرر کردیتا ہی بلکہ اُس حالت میں جبکہ وہ معافي کسي شخص کے پاس بذریعہ بیع اور ہبہ کے یا بطور ورثہ کے پہونچي ہو تو اُسپر نذرانہ نا واجب نہیں سمجھا جاتا لیکن بالکل ضبط کرلینا یا ہمیشہ کے واسطے اُسپر ایک معین جمع باندھنا ظلم سمجھا جاتا ہی معلوم ایسا ہوتا ہی کہ یہہ نذرانہ لگانے یا ضبط کرنے کا طریقہ مدتوں سے چلا آتا ہی کیونکہ ہم اکثر قدیم کتبوں میں دیکھتے ہیں کہ معافي دینے والے کي اولاد کو اُسکے چھین لینے سے بد دعاؤں سے ڈرایا ہوتا ہی *

خراج گذار اور اور متعلق ضلعوں کا بیان

یہہ بات غالب ہی کہ تمام وقتوں میں پہاڑي اور جنگلي قوموں کے بعض سردار ایسے ہوئے ہیں جو ہندوؤں کے فرماں بردار نہیں ہوئے کیونکہ مغلوں اور انگریزوں کي زیادہ قوي حکومتیں بھي اُنکو ہمیشہ مطیع نہ رکہہ سکیں بیشک ایسے سردار بھي تھے جو راجہ کو مانتے تھے اور کسیقدر براے نام خراج بھي دیتے تھے اور کبھي کبھي فوج سے مدد بھي کرتے یا عام اعانت کرتے تھے مگر اپنے ملک کا بالکل انتظام اپنے ہي اختیار میں رکھتے تھے غرض کہ حسب اقتضاے وقت اور موقع کے پادشاہ کي اطاعت کرتے تھے *

ان ادهورے مطیع سرداروں کي تعداد اس صورتمیں بڑهتي چلي گئي که هندوؤں کي مختلف سلطنتوں کے مفتوح هونے پر اُنکے بعضے ضلعوں کے حاکم یا سردار فتحیابوں کا مقابله کرسکے اور مختلف درجوں کي خود مختاري قایم رکهه سکے اسي قسم کے اور لوگ اور انسے بهي زیاده اُن لوگوں نے جو اپنے حسن خدمت سے ازراه فطرت و چالاکي همیشه حاکم وقت کو رضامند رکهتے تهے اپنے مقاموں کو اپنے قبضه میں رکها اُن لوگوں کو جب تک که وه اپنے ضلعوں کا انتظام حسب دلخواه کرتے رهتے اور محاصل سرکاري ادا کرتے تهے بلا کسیطرح کي خود مختاري کا شبهه بهي کرنے کے موروثي ذیحق سمجها جاتا تها *

اصل میں زمیندار کون هیں

ان هي تین قسم کے لوگوں سے معه اُنکے جنهوں نے مسلمانوں کے عهد میں رونق اور ترقي پکڑي هی وه بڑا گروه بنا هی جسکو انگریز زمینداروں کي تحقیقات میں زمیندار کے † نام سے پکارتے هیں اور اُنکے حقوق پر بڑي سرگرمي اور پریشاني کے ساتهه گفتگو هوئي هی جنکا پهر مناسب موقعوں پر ذکر هوگا *

---

† زمیندار لفظ فارسي کا هی جسکے معنے زمین رکهنے والے کے هیں لیکن اس لفظ سے خواه مخواه ملکیت زمین کي نهیں پائي جاتي هی لفظ دار امر داشتن کا هی جو هر ایک اسم کے ساتهه ملکر اسم فاعل سماعي بن جاتا هی جس سے اعلی قسم کے اسم سے لیکر ادنی سے ادنی قسم کے اسم کے ساتهه ملانے سے ایک هي طرح کے معنے حاصل هوتے هیں جیسے قلعهدار اور چوبدار ابدار فوجدار سٹرلنگ صاحب اشیاٹک سوسئیٹي کي تحقیقاتوں کے جلد ۱۵ صفحه ۲۳۹ میں لکهتے هیں که اورنگ زیب عالمگیر کے عهد تک یهه لفظ زمیندار کا ایسے سرداروں سے منسوب هوتا تها جو کسي قدر ذي اختیار هوتے تهے اور اب زمانه حال میں اُنپر محدود نهیں رها کیونکه دکهن میں ضلع کے افسروں کو عموماً زمیندار کهتے هیں اور خاص هندوستان میں گانوں کي زمینوں پر دخل رکهنے والوں کو زمیندار کهتے هیں

جنگ و جدال کا بیان

لڑائی کا فن بہت بدل گیا ہی پہلے جبکہ غزنین سے مسلمانوں نے حملے کیئے ہیں اُسوقت میں ہندو لشکر کشی کے برسوں کے سامانوں کی مسلسل تدبیریں سوچنے کے قابل تھے کچھہ ہفتہ دو ہفتہ کی لڑائی کی تدبیریں نہیں کرتے تھے بعدہ توپ کے رواج سے ایک اور بڑی تبدیلی ہوگئی اور با قاعدہ پلٹنوں کے قائم ہونے سے میدان جنگ کی صورت بالکل ہی بدل گئی یورپ کی اس ترقی سے قطع نظر کرکے دیکھو تو اُنکے کوچ و مقام اور لڑائی کا انتظام اُس سے بہت بدتر ہی جو منو نے بیان کیا ہی لیکن لڑائی کا موقع پسند کرنے اور سبک فوج کے لڑانے اور اپنی رسد کے سامان کو بچانے اور دشمن کی رسد بند کرنے میں ایسا ہنر ظاہر کرتے ہیں جسکا منو کی طول طویل ہدایتوں میں نشان بھی نہیں ہی *

لڑائی کے پرانے قانونوں میں جو رحم اور جوانمردی کے برتاؤ کا ذکر جا بجا پایا جاتا ہی اُسکا استعمال لڑائی میں آج کل نہیں ہوتا لیکن بہ نسبت اور ایشیا کے ملکوں کے ہندوستان میں اب بھی لڑائی میں زیادہ انسانیت برتی جاتی ہی اور بہ نسبت مسلمانوں کے ہندو زیادہ نرمی برتتے ہیں *

بہ نسبت زمانہ سابق کے اب جو وہ مدت تک لشکر کشی میں رہتے ہیں اس سبب سے اُنکی زندگی کے جنگی کاروبار بہ نسبت سابق کے زیادہ ممتاز ہیں خصوصاً بعضے مرہٹے سردار میدان میں زندگی بسر کرتے رہی بجز کنمپو کے کوئی دارالسلطنت اُنکو نصیب نہوئی اِس سبب سے لوگوں کا گروہ جو اُنکے ساتھہ جمع ہو جاتا ہی سپاہیوں سے کچھہ مناسبت نہیں رکھتا جبکہ یہہ سب مجمع اُنکا چلتا ہی تو ایک بڑا پریشان انبوہ معلوم ہوتا ہی جو طول میں بارہ بارہ میل اور عرض میں دو دو میل پھیل جاتا ہی اور وہ لوگ اُنکے علاوہ ہوتے ہیں جو لوٹ مار کے ارادہ سے اُنکے ساتھہ لگ لیتے ہیں *

بیچ کا گروہ بعض مقاموں میں گھنا اور بعض مقاموں میں چھدرا ہوتا ہی اُس میں ہاتھی گھوڑے پالکیاں عورتیں بچے اونٹ پیادے گاڑیاں چھکڑے لدے ہوے بیل مزدور اور مویشی اور گدھی اور بکریاں بھیڑوں کے ریوڑ یہہ سب بھیڑ بھگاڑ نہایت پریشانی اور بد انتظامی سے گڈ مڈ ہوتے ہیں اور سب پر ایک بڑا بلند آسمان گرد و غبار کا چھایا ہوتا ہی جو کوسوں سے معلوم ہوتا ہی *

جس لشکر میں باقاعدہ پیادونکی پلٹنیں ہوتی ہیں وہ سب ملکر کوچ کرتی ہیں یا ایک‌ایک پلٹن کوچ کرتی ہی اور توپوں کی ایک لنبی قطار بن جاتی ہی جس سے سڑکوں کی خرابی یا گاڑیوں کے ٹوٹ جانے سے ہرج ہوتا ہی اور باقی فوج اسباب کے ساتھہ تتر بتر چلتی ہی اور جن اونچی اونچی ہاتیوں پر بڑے بڑے نشان اور نقارہ ہوتے ہیں اُنکے پیچھے بجاے چار پانچ ہزار سواروں اور سپاہیوں کے چلنے کے صرف پانچ سے لیکر پچاس تک رہتے ہیں باقی سوار متفرق اور چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں ادہر اودہر چلتے ہیں اور ہر ایک سوار اپنا نیزہ اپنے کندہ پر اسطرح رکھے ہوے ہوتا ہی جس سے اُسکے پیچھے آنے والے کو بڑا خطرہ رہتا ہی خصوصاً جبکہ وہ نیزہ‌بردار اوروں سے ہنسی چوہل کرتا ہوا چلتا ہی *

یہہ سب انبوہ ایسا تین تیرہ ہوکر چلتا ہی کہ اگر کوئی سوار اُسکے اول سرے سے انتہا تک بجز چند ایسے تنگ مقاموں کے جہاں سب کے سب کشمکش کا صدمہ سہتے ہیں گھوڑا دوڑاکر جاے تو برابر راستہ ملتا چلا جاے *

اِس لشکر کا اگلا سرا کبھی کبھی کچھہ دیر تک کسی مقام پر اُس صورت میں قیام کرتا ہی جبکہ لشکر کا سردار اُس مقام کے مالک سے اِس باب میں خط و کتابت کرتا ہی کہ اگر تمہاری زمین پر کمپو ڈالا جاوے تو کسقدر روپیہ نذر کروگے اور اِسیطرح سے لشکر کا پچھلا سرا بھی جبکہ لوگ حقہ پانی پینے کو رکتے ہیں ٹہرتا جاتا ہی *

کبھي کبھي اگر کوئي هرن یا جنگلي سور لشکر کي کسي صف کے روبرو آتا هی یا جاتا هی تو ایک عجب غل اور شور مچ جاتا هی کوئي لاٹھي مارتا هی کوئي گولي لگاتا هی سوار گھوڑے جھپٹاتے هیں اور برچھا لگاتے هیں اپنے یا کسي دوسرے کے هاتھه پاؤں توٹنے یا جان جوکھوں کا کچھه اندیشه نهیں کرتے *

باوجود اِس تمام پریشاني اور بے ترتیبي کے هندوستاني فوج بسبب اپني هوشیاري اور مستعدي اور بہت سي سبک هونے فوج کے کبھي سفر میں دشمن کا چھاپه نهیں کھاتي *

انگریزوں نے جسقدر لڑائیاں لڑي هیں اُنمیں ایک مثال بھي ایسي نهیں ملیگي کہ کسي هندوستاني فوج کا اسباب اُسکي غفلت کے سبب سے بجز متواتر سخت کوچ کرنیکي ماندگي سے مغلوب هوجانے کے چھین یا کاٹ لیا هو ان بڑے بڑے بوجھل گروهوں نے اپني چالاکي اور اپني جنبش و حرکت کے پوشیده رکھنے سے بہت بڑے فائدے حاصل کیئے هیں چنانچه سلطان حیدر اور سلطان تیپو اور مرهٹوں نے انگریزي فوج کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر ایسي حالت میں که اُنکے بہت دور هونے کا اِطمینان رها هی حمله کرکے اکثر مغلوب کیا هی اور اکثر ایسي حالتوں میں جبکه انگریزي جنرل اِس خیال میں هوا هی که میں اُنکو اُنکے ملک کي طرف بھگا رها هوں نهایت سخت گھاٹیوں اور دشوار گذار راستوں سے نکلکر اُنھوں نے اُس جنرل کي پشت پر ملک کو لوٹ لیا هی *

فرودگاه پر پہونچنے کے بعد اِس منتشر انبوه کا ایسا اچھا انتظام اور بندوبست هوجاتا هی جسکي اُس پریشاني اور ابتري سے کسیطرح توقع نهیں هوتي هی چنانچه بڑے بڑے نشان گاڑ دیئے جاتے هیں جنسے هر سردار اور افسر کا مقام قیام معلوم هوتا هی اور هر شخص اپنے اپنے گروه اور صف کو پہچان لیتا هی *

جب کمپو ٹھهرتا هی تو اُسمیں کچھه اِنتظام اور کچھه بے انتظامي دونوں هوتي هیں بازار لمبے لمبے اور بیڈھنگي طرحسے پڑتے هیں توپخانے

اور قواعد داں لوگ تو صف باندھ کر ٹھہرتے ھیں اور جو قواعد نہیں جانتے وہ تتر بتر ٹھہر جاتے ھیں خیمے اکثر سفید ھوتے ھیں مگر اُن میں سرخ اور نیلی دھاریاں ھوتی ھیں اور بعضے بالکل سرخ یا سیاہ بھی ھوتے ھیں *

غریبوں کے پاس صرف کالی پیلی راوٹیاں ھوتی ھیں اور بعض وقت کمبل ھی تین نیزوں پر تان لیتے ھیں اگرچہ صاحب نیزہ سپاھی بہت کم ایسے رھتے ھیں سرداروں کے خیمہ ایسے ھوتے ھیں جنمیں کئی کئی درجہ روغندار ٹاٹ کے پردے پڑے ھونے سے بن جاتے ھیں بعضے خیمے کچہری کے اونچے اور وسیع ھوتے ھیں اور بعضے نیچے اور متوسط بعضوں میں ایکہری اور بعض میں دوھری تہری قناطیں ھوتی ھیں جنسے آڑ پردہ ھوتا ھی اور خاک دھول سے حفاظت ھوتی ھی *

اِن سب خیموں کے آپسمیں ایک سے دوسرے تک سائہدار راستہ قناطوں سے گھرا ھوا ھوتا ھی اور اُن خیمونمیں ھر قسم کے ساز و سامان جو امیروں کے محلوں میں ھونے چاھیئیں مہیا ھوتے ھیں البتہ مرھٹوں کا دربار بہ نسبت شہروں کے کنمپوں میں بڑی خوبی کے ساتھہ ھوتا ھی مگر باوجود اِس شان و شوکت کے وہ اپنی عادت کے موافق کسی شی کی تکمیل پر توجہہ اور التفات نہیں کرتے چنانچہ یہہ ٹاٹ کے محل ایسے بری طرحسے ایستادہ کیئے جاتے ھیں کہ بعض موسموں کی آندھی اور مینہہ کی برداشت کرنیکے قابل نہیں ھوتے دریافت ھوا ھی کہ ایک مرتبہ سیندھیا کے تمام خاص خیمے آدھی رات کے وقت آندھی اور مینہہ کی شدت سے گر گئے اور اُنکی رانیوں وغیرہ نے کسی سپاھی کی راوٹی میں جو اُس مصیبت میں قائم رھی تھی رات بھر مصیبت بھگتی آجکے پڑاؤ پر دوسرے دن کے کوچ و مقام کا حال فقیر یا گشائیں تمام کنمپو میں پکارتے پھرتے ھیں اور اِن سب باتوں سے سب کو مطلع کرتے ھیں کہ فلاں وقت اور فلاں سمت اور فلاں مقام کو کوچ ھوگا اور کوچ ھوجانے پر یہہ فقیر سب سے پہلے اُس مقام پر پہونچ کر بھیک مانگنے کو کھڑے ھوجاتے ھیں جہاں

سپاہی مبارک نشانوں کو دیکھکر منزل طی کرچکنے سے خوش ہوتے اور بخشش کرتے ہیں *

لشکروں کی پرورش یعنے اُن کے کھانے خوراک کا سامان بڑے بڑے بنجارے کرتے ہیں جو ایک ایسی قوم ہی کہ غلہ وغیرہ دور دور سے خرید کرکے بیلوں پر لاد کر لاتی ہی اور تھوک کا تھوک بیوپاریوں کے ھاتھہ بیچ ڈالتی ہی *

تھوڑی پونجی والے بیوپاری اُس مقام کے پاس پڑوس کے دیہات میں سے جہاں کنبو پڑتا ہی خرید لاتے ہیں اور لشکر میں بیچتے ہیں اس قسم کے کار و بار میں حاکم بہت کم دست‌اندازی کرتے ہیں اور ہندوستانی فوج کی رسد رسانی کا انتظام بخوبی ہوتا رہتا ہی *

کمپو کے آس پاس کے دیہات کے گردا گرد اگر محافظ پہرے قائم نکیئے جاویں تو وہ لٹ جاتے ہیں اور اُنکے باشندے جو کچھہ اُنسے چل سکتا ہی اپنا مال متاع لیکر بھاگتے ہیں باقی لوٹ لیا جاتا ہی اور اُنکے گھروں کے کیواڑ اور چوکھٹیں اور کڑیاں اوتار کر ایندھن کی جگہہ جلائی جاتی ہیں اگر کچھہ بڑی بستی ہوتی ہی تو خزانہ کی تلاش میں کھدائی بھی کیجاتی ہی اور چھوٹے گانوں میں بھی لوگ زمین کو ٹھوک پیٹ کر دیکھتے ہیں کہ کہیں غلہ کا کوئی کیتہ ھاتھہ لگ جاوے یا ایسے لوھے کی نوکدار چھڑمیں جیسے آجکل بندوبست کے سروئیر کام میں لاتے ہیں زمین میں گاڑتے اور اُسکو نکال کر سونگھتے ہیں کہ آیا غلہ میں گذری تھی یا نہیں ایسی ہی باتوں سے ملک بہت جلد ویران ہوتا تھی اور جن ضلعوں میں فوج گذرتی ہی اُنمیں کے دیہات بالکل برباد اور مسمار اور خاک سیاہ ہو جاتے ہیں اور مختلف زمانوں کے جھاڑیوں سے جو میدانوں میں منتشر پائی جاتی ہیں ظاہر ہوتا ہی کہ بہت سے ایسے کھیت جنمیں کسی زمانہ میں کھیتی ہوتی تھی جنگل ہوتے جاتے ہیں بڑے بڑے شہروں میں ضلع کے بھاگے ہوئے لوگ آکر بھر جاتے ہیں اور اُن شہروں کے گرد نواح کی کھیتی

بہت سر سبز اور شاداب اسوجہہ سے هوتي هی کہ اهل شہر گذرنے والي فوج کے افسروں سے عہد و پیمان کر لیتے هیں *

هندوؤں کي لڑائي کا نہایت بڑا جز جو بیان کرنے کے قابل هی وہ توپ † کي لڑائي هی اس فن میں هندو انگریزوں سے بہت زیادہ سبقت رکھتے هیں اُن تمام لڑائیوں میں، جو انگریزوں اور هندوؤں میں هوئیں بہت سا نقصان انگریزوں کو اُنہوں نے پہونچایا هی علاوہ نوک جھوک کي لڑائي کے جو اُنکو زیادہ تر پسند هی نہایت مشہور طریقہ اُنکي لڑائي کا سوارونکا عام حملہ کرنا هی جس سے لڑائي کا بہت جلد خاتمہ هو جاتا هی *

---

† توپ کے ایجاد میں بہت اختلاف هی اِسکا حال کسي فارسي هندي کي قدیم تاریخ میں پایا نہیں جاتا بادشاهان غوري اور غزنین نے جب هندوستان فتح کیا هی اُنکي لڑائیوں میں بھي توپ کا پتا نتھا یہاں تک کہ مغلوں کے ابتداے عہد سلطنت میں بھي اِسکا رواج نہیں تھا اهل یورپ بھي اِسکے ایجاد میں اختلاف رکھتے هیں لبني صاحب کا قول هی کہ یہہ جي اُن کي ایجاد هی انگلستان کے ملک میں اِسکا رواج سنہ ۱۵۳۵ءمیں هوا اور پھر صاحب موصوف اپنے اِس قول کو ضعیف ٹھہرا کر لکھتے هیں کہ شہر کرسسي کے محاربہ میں چار پانچ توپیں انگریزي لشکر میں تھیں اهل فرانس نے اُسي لڑائي میں پہلے پہل توپ کي آواز سني تھي اور مسٹر مزیرے صاحب نے لکھا هی کہ بادشاہ اڈورڈ نے پانچ چار ضرب توپ سے فرانس کي فوج میں تہلکہ ڈالدیا تھا کیونکہ اهل فرانس اِس سے ناواقف تھے محققوں کي راے یہہ هی کہ اُس زمانہ میں اهل فرانس بھئ واقف تھے لیکن بسبب بھاري هونے کے همراہ نہیں لائے تھے اور اهل جرمن کي راے یہہ هی کہ توپ کي ایجاد بہت مدتوں پہلے اِس سے هوئي هی جسکا ذکر هوا ایلبرٹس اعظم نے سنہ ۱۲۵۰ ع میں توپ ایجاد کي مسٹر ڈرشس صاحب سب سے علیحدہ هوکر یہہ بیان کرتے هیں کہ سترہ سو برس هوئے کہ چین میں توپ ایجاد هوئي هی شاہ تیتي نے سنہ ۸۵ ع میں اسکو ایجاد کیا هی الحاصل توپ کي ایجاد کبھي هوئي هو مگر بھاري هونے کے سبب سے فوج کے همراہ نہرتي تھي اور لوگ اُس سے لڑنا نہیں جانتے تھے اگرچہ همایوں اور اکبر کے وقت میں رواج اسکا هوا لیکن اُسقدر نہیں هوا جسقدر کہ دانایان یورپ نے اُسکو درجہ غایت پر پہونچایا هی کہ سواے توپ کے کسي اور هتیار کي لڑائي نہیں رهي پس هم یقین کرتے هیں کہ جب سلاطین مغلیہ نے هندوستان میں توپ کا رواج دیا جب هي سے هندوؤں کے هاں بھي توپ کا استعمال شروع هوا مترجم

کوئي شی اس حملہ سے زیادہ شاندار نہیں ہوسکتي سواروں کے سیلاب کے آهستہ آهستہ بھي امنڈ کر آنے کا ایک ایسا اثر دلونپر ہوتا هی جو اور کسیطرح اُس قدر نہیں ہوسکتا اور جبکہ وہ تیزي سے دوڑکر آتے ہیں تو زمین کي دھمک اور ہتیاروں کي چمک دمک اور بھالوں کي گردش اور ہوا میں اُنکے پھریروں کا اوڑنا اور ایک جم غفیر کا سرعت کے ساتھہ قریب انا ایسي شان و شوکت اور دبدبہ کا اثر پیدا کرتا هی جس سے زیادہ خیال میں نہیں آسکتا *

حملہ کرنے کا طریقہ یہہ هی کہ وہ یکبارگي مخالف کي فوج کے قلب اور بازوؤں پر توت کر گرتے ہیں اور جسطرح سے وہ اس کام کو انجام دیتے ہیں۔اُس سے اُنکے مخالف اہل یورپ بھي بعض اوقات حیران و ششدر رھے ہیں فی الحقیقت ایک قواعد دنجان نے والي فوج میں اس کمال کا ہونا حیرت کي بات هی تمام فوج بگٹٹ گھوڑے دوڑاے ہوئے دشمن کے لشکر پر سامنے سے آتي هی اور حملہ کرتے وقت کچھہ لوگ منتخب ہو جاتے ہیں کہ وہ آتے آتے جب قریب آجاتے ہیں تو بیچ میں سے مڑکر یکایک سپاہ دشمن کے بازو پر اُس سے پہلے کہ اُسکے دلمیں اُنکے آجانے کا خیال آوے برچھا ہلاتے آجاتے ہیں اگرچہ یہہ حملے بڑے شاندار ہوتے ہیں مگر با قاعدہ فوج پر جب تک کہ وہ منتشر اور بکھري ہوئي نہو یا توپ کي آتش باري سے چھدري اور تھوڑي نرہ گئي ہو اُنکا کچھہ اثر نہیں ہوسکتا جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں سواروں کي پرورش لگان کا سرکاري حصہ ملک کے خاص حصوں میں مقرر کردینے سے ہوتي هی اور اکثر سواروں کي پرورش سرکاري خزانہ میں سے نقد روپیہ ملنے سے ہوتي هی کبھي فوج کے اعلی افسر کو علاوہ اُسکي ذاتي تنخواہ اور اُسکے ماتحت سرداروں کے تمام سواروں کي تنخواہ خزانہ سے ملجاتي هی اور وہ تقسیم کرتا هی یا ہر ایک سوار کو فرداً فرداً خزانہ سے بلا واسطے ملجاتي هی یہہ سوار جنکو خزانہ سے بلا واسطہ تنخواہ

ملتي هى بهت اچهى شايسته اور چست و چالاک هوتے هيں اور اُنکو معمول سے زيادہ ترقي تنخواہ کي توقع هوتي هى بعض گروہ اِن سواروں کے ايسے هوتے هيں جنکي سواري ميں سرکاري گهوڑے هوتے هيں اگرچه يهه لوگ درجه کم رکهتے هيں مگر سرکار کے بڑے فرمانبردار اور کارگذار هوتے هيں *

آج کل پيادوں کي بهت اچهي فوج وہ هوتي هى جسميں ايسے غريب آدمي گنگا اور جمنا کے ضلعوں ميں کے هوتے هيں جو صرف زر کے هي طالب هيں اور اسيطرح سے وہ فوج جسميں سندہ اور عرب کے لوگ هوتے هيں جنميں سے خاص کر عرب اکثر ايشيا کي اور قوموں ميں دلاوري و قواعد اور وفاداري ميں بهتر هوتے هيں *

جس خاص طريق سے هندوستاني محاصرہ کرتے هيں اُسميں منو کے وقت سے ابتک کسي قسم کي ترقي نهيں هوئي لوگ چهاتي کے بل زمين سے چمٹ کر سمٹتے سمٹتے قلعه کي فصيل تک جاتے هيں اور زمين کهود کو اِس ارادہ سے ليٹ رهتے هيں که قلعه داروں ميں سے جو هاتهه آئے گرفتار کرلائيں اور دمدمه باندہ کر توپخانه کو بتدريج اونچا کرتے هيں اور وقتاً فوقتاً اُس سے ايسا گوله لگاتے هيں جس سے قلعه کي فصيل کو کچهه ضرر نهيں پهونچتا بالکل چاروں طرف سے گهير نے يا شبخون مارنے يا محصوروں کے ناکام حمله کرنے سے به نسبت باقاعدہ حمله کرنے کے محاصرہ کا نتيجه حاصل هوتا هى *

ذکر تدبير مملکت

زمانه حال ميں جو طريقه حکومت اور تدبير سلطنت کا هى اُسکا بيان بهت سي مختلف صورتوں ميں آيندہ کيا جائيگا اس مقام پر اُسکے لکهنے کي کچهه ضرورت نهيں *

تیسرا باب

اُن تبدیلیوں کا بیان جو قانونوں میں ہوئي ہیں

تحریري قانون کي تبدیلیاں

هندوؤں کے قوانین کي بنیاد اب بهي منو کا مجموعہ هی اُس کي مقدم باتیں آجتک غیر متبدل چلي آتي هیں *

باوجود اُن مقدم باتوں کے غیر متبدل رهنے کے الہامي لکہنے والوں کي مختلف کتابوں اور کم سند والے لوگوں کي بہت سي تفسیروں اور اُن زیادتیوں کے سبب سے جو ایک عرصۂ دراز کے گذرنے پر ہوني لازم ہوتي هیں قانون تحریري میں بہت سي تبدیلیاں واقع ہوئي هیں اور بہت سے فرقہ قانوني قایم هوگئے هیں اور اُنکي مختلف رایوں کي پیروي هندوستان کے مختلف حصوں میں جابجا هوتي هے یعني هر فرقہ کي راے هرجگہہ تسلیم نہیں کي جاتي بلکہ کہیں تسلیم کیجاتي هی اور کہیں نہیں *

اِن تمام فرقوں میں منو کي کتاب بجاے متن کے هی لیکن عمدہ عمدہ مفسروں نے جیسي کچھہ اس کتاب کي تفسیر اور تغیر و تبدیل کي هی اُسکي بموجب تسلیم کیجاتي هی یہي سبب هی کہ بہت سي کتابیں قانوني مرتب هوگئي هیں اور ان کتابوں کے خلاصہ بهي کئي گئي هیں اور هر خلاصہ اس وجہہ سے مستند سمجها جاتا هی کہ اُسکا مولف کسي نہ کسي فریق قانوني سے متعلق هوتا هی *

بنگال میں بنگال کا قانوني فرقہ علحدہ هی اور اگرچہ هندوستان کے اور حصوں کے فریق اس فرقہ کي عام رایوں سے اتفاق کرتے هیں لیکن پهر بهي وہ چار علحدہ فرقہ هیں ایک فرقہ متهیلا یعني شمال و بہار کا فرقہ دوسرا بنارس تیسرا مہاراشترا یعني مرہٹوں کے ملک کا فرقہ چوتها دراودا یعني دکن کا فرقہ *

اعلی اور ادنے ذات کے لوگوں میں شادیوں کے ناجایز کرنے میں یہہ سب فرقہ اتفاق رکھتے ھیں اور متوفی بہائیوں کے واسطے اولاد پیدا کرنے کے طریقے اور اُن تمام قسموں کی بیٹوں کے پیدا کرنے کی رواج کو جسکا تذکرہ منو کے مجموعہ میں ھی یہہ سب فرقے جایز نہیں رکھتے صرف حقیقی اور متبنی بیٹے کو روا رکھتے ھیں لیکن اکثر فرقے ایسی قسم کا متبنی بیٹا بھی روا رکھتی ھیں جسکا کچہہ ذکر منو کے مجموعہ میں نہیں ھی اور یہہ وہ بیٹا ھی جسکو بیوہ عورت اپنے متوفی خاوند کیطرف سے بوجہہ اصلی یا فرضی ھدایتوں کے جو اُسکا خاوند ایام حیات میں کرگیا ھو متبنی کرتی ھی اور بعضی فریق بیوہ عورت کو متبنی کرنے کا اختیار بلا لحاظ اُسکے متوفی خاوند کے ھدایتوں کے دیتی ھیں *

بخلاف منو کے تمام فرقے یہہ بات بھی قرار دیتے ھیں کہ تمام بیٹوں پر ورثہ بحصہ مساوے تقسیم ھو اور اکثر فرقے کسی کو بلا رضامندی اپنے بیٹوں اور بغیر اسباب کے کہ وہ ھر ایک بیٹی کی پرورش کا سامان درست کردے اپنی جائداد موروثی کے منتقل کرنے کی اجازت نہیں دیتی بلکہ سب فرقے جائز نہیں رکھتے کہ جایداد موروثی کی تقسیم تقسیم کنندہ کی مرضی یا اختیار مطلق سے ھو حتی کہ اپنی پیدا کی ھوئی جایداد کی تقسیم کرنے کی بھی ممانعت کرتے ھیں دروڈا فرقہ بیٹوں کو اپنے باپ کی تمام جایداد کی نسبت بیع و رھن وغیرہ کے وھی اختیار دیتا ھی جو باپ کو حاصل ھیں صرف اسقدر اختیار باپ کا اُسکے حین حیات بیٹوں سے زیادہ رکھا ھی کہ وہ اُس سے حظ زندگی کا جس طرح چاھی حاصل کرے † یعنی انتظام آمدنی و خرچ اُسکے اختیار سے ھووے *

سوائے بنگالہ کے اور تمام فرقے اب بھی بعض صورتوں میں مورث کو وصیت نامہ لکھنے کا اختیار نہیں دیتے *

---

† ایلس صاحب کا قول مدراس کی لٹریری سوسئیٹی کے حالات کی کتاب صفحہ ۱۴

به نسبت منو کے زمانہ کے آجکل جو قانون رائج ہی وہ تمام معاملوں میں بہت منصل ہی چنانچہ زمین کي اکثر کئي قسمیں بیان کي گئي هیں اور زمیندار اور کاشتکار کے درمیان میں جو تعلقات هیں اُنمیں سے بعضے تعلق قرار دیئے گئے هیں *

مختار یا وکیل کرنے کي اجازت دي گئي هی اور عذر داري کے قواعد قائم کیئے گئے هیں جنکي سر ولیم جونز صاحب نے بہت تعریف کي هی † *

پنچایت کے مختلف طریقے ٹھرائے گئے هیں هرچند پرانے قوانین کي بہت سي بیڈھنگي جاهلانہ باتیں اب بھي موجود هیں لیکن قانون رائج الوقت میں زمانہ حال کي صاف علامتیں پائي جاتي هیں کیونکہ منوٗ کے مجموعہ کے قدیم زمانہ کي نسبت مقدموں کے دائر اور تجویز کرنے کے طریقوں میں زیادہ تر تجربہ اور لوگوں کے باهمي کارو بار اور معاشرت کي زیادہ پیچیدہ حالت پائي جاتي هی *

لیکن اور ترقیاں جو قانون تحریري میں واقع هوئي هیں وہ اصلي متن کي خوبي اور عمدگي سے کچھہ مناسبت نہیں رکھتیں اِس لیئے هندوؤں کا رائج الوقت قانوني مجموعہ ایشیا کے اور قانونوں پر وہ فوق اور بزرگي اب نہیں رکھتا جو قدیم زمانہ میں وہ اپنے همعصر مجموعوںپر رکھتا تھا *

قانون کے عمل درآمد کي تبدیلیاں

قانون کي عبارت میں بغیر کوئي تبدیلي کیئے بہت سي بڑي تبدیلیاں کي گئي هیں مثلاً شادي کے آٹھوں طریق اب بھي جائز هیں لیکن صرف ایک طریق همیشہ عمل میں آتا هی اور یہہ وہ طریق هی جسکو عقل پسند کرتي هی اور اور فرقوں کے طریقہ کے مطابق هی *

قانون فوجداري

قانون فوجداري بھي اپني اصلي حالت پر رهنے کے سبب سے جو نہایت بري هي اِستعمال سے خارج هوگیا هی اور غالباً اِسکے استعمال اوٹھہ جانے

† خلاصہ قوانین هنود مولفہ کالبروک صاحب کے دیباچہ کا صفحہ ۱۱

كي وجهه رهي معلوم هوتي هى جس سے اكثر باتيں قانون ديواني كي خارج هوگئي هيں اور بجاے اُسكے ايک طرحكا رسمي قانون قائم هوگيا هى بلكه حاكم اپني مرضي كے موافق عمل درآمد كرتا هى *

هندوؤں كي كوئي گورنمنٹ مستقل عدالتوں كے ذريعه سے ايک معين قاعده پر داد رساني كرنے كيطرف جسكي هدايت منو كے مجموعه ميں كي گئي هى اور جن عدالتوں كا ذكر معه اُنكے اختيارات مختلفه كے منو سے پچهلے † مورخوں نے لكها هى متوجهه نهيں هوتي اُن عدالتوں كي جگهه كچهه تو وه كميشن يعني كميٹياں قائم هوگئي هيں جنكو راجه سرسري طور سے مقرر كرتا هى اور اكثر ايسا هوتا هى كه اهل دربار ميں سے كسي كي خاطر سے راجه كميٹي مقرر كرنيكي اجازت ديديتا هى اِن كميٹيوں ميں ايسے لوگ هوتے هيں جو دربار كے موافق مطلب كے هوتے هيں اور كسيقدر اُن عدالتوں كي جگهه پنچايتيں قائم كيجاتي هيں يهه پنچايتيں كبهي تو راجه كي اجازت سے اور كبهي صرف فريقين كي مرضي سے مقدمونكا فيصله كرتي هيں باوجود گورنمنٹ كي غفلت كے اِن پنچايتوں كا اثر اُس اختيار كے سبب سے جو منو نے قرضخواه كو قرضدار پر ديا هى كسيقدر اب بهي هوتا هى جو اختيار قرضخواه كو اب بهي حاصل هى اُسيكے سبب سے قرضدار جو قرض ادا كرنے سے اِنكار كرتا هى اِس بات كے قبول كرنے پر مائل هوتا هى كه قرضخواه كے دعوي كي تحقيق و ثبوت بذريعه پنچوں كے كراوے *

بهر حال اِس بات ميں كچهه شک نهيں هوسكتا كه هندوؤں كي سلطنتوں ميں اِس زمانه ميں به نسبت قديم زمانه كے جسكا همكو كچهه علم هى وه داد رساني بهت بري طرح هوتي هى جو عدالتديواني كے ذريعه سے هوني چاهيئے *

---

† ملاحظه كرو كالبروک صاحب كي تحرير جو درباب عدالت هاے هنود كے اُنهوں نے شاهي ايشيا ٹک سوسئيٹي كے حالات كي جلد ٢ صفحه ١٦٦ ميں مشتهر كي هى

ذکر قوانین خاص کا

علاوہ منو کے اُن قواعد کے جو پچھلے زمانہ میں تبدیل ہوگئے بہت سي خاص خاص رسمیں اب دیکھنے میں آتي ہیں جنکا منو کی قواعد میں کوئي نشان نہیں پایا جاتا ان رسموں میں سے اکثر رسمیں بے حقیقت سمجھي جاتي ہیں لیکن بعضي رسمیں بڑے بڑے معاملوں سے علاقہ رکھتي ہیں غالباً وہ اُن قانونوں کا بقیہ ہیں جو منو کے مجموعہ یا برہمنوں کے اختیار سے پہلے اُنہي قوموں میں جاري تھے جنمیں وہ رسمیں اب موجود ہیں بڑا ثبوت اسبات کا ملک ملیبار کے نیر قوم کے لوگوں میں پایا جاتا ہی اُنمیں ہر ایک بیاہي ہوئي عورت کو بلا کسي قسم کي بندش اور رکاوٹ کے اپني ذات کے آدمیوں کے ساتھہ یا آپ سے برتر درجہ کے لوگوں کے ساتھہ ہم صحبت ہونے کا اختیار ہی اور اس گڈبل چودس میں اولاد پیدا ہونے کے سبب سے یہہ قاعدہ معین ہی کہ کسي شخص کي اولاد اُسکي وارث نہیں ہوتي بلکہ اُس شخص کي بہن کي اولاد کو ورثہ پہونچتا ہی † *

چوتھا باب

مذہب کي موجودہ حالت

منو کے زمانہ سے ابتک جو تبدیلیاں ہوئي ہیں اُنکا بیان

جو بڑي بڑي تبدیلیاں منو کے زمانہ سے مذہب میں ہوئي ہیں وہ یہہ ہیں

توحید کی اصول سے غافل ہو جانا *

بعضے دیوتوں سے غفلت کرکے نئے دیوتے ٹہرا لینا *

ایسے اشیائے فاني کي پرستش کا رواج جنمیں صفات باري فرض کرلیں ہیں *

---

† بکانن صاحب کي سیاحت کي جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ و ۱۲

فرقوں کي کثرت اور ترقي ہو جانا اور بعض دیوتوں سے انحراف کرکے بعض کي بہت سي تعظیم و تکریم کرنا *

بیدوں کے بجائے نئے نئے مسئلوں کے مجموعہ کا رواج دینا اور درویشوں کے فرقوں کو ایک مذہبي عظمت حاصل ہونا *

ہندوؤں کے مذہب کي تبدیلیوں کي خاصیت اُنکے مذہب کي موجودہ حالت سے جسکا بیان کرنا لوگوں کے معمولي کار و بار اور معاملات کے سمجھنے کے لیئے ضرور ہی معلوم ہو جاویگي *

بجز ہندوستان کے کوئي ملک ایسا نہیں معلوم ہوتا ہی جسمیں مذہب ہر دم لوگوں کے پیش نظر رہتا ہو چنانچہ ہر شہر میں ہر قسم کے معبد گردوارہ سے لیکر جسمیں بت ہوتے ہیں بڑي عالیشان برج اور ستون اور صحن والے مندروں تک ہوتے ہیں ان مندروں میں پرستش کرنے والے بلاناغا آتے جاتے اور پھل پھول اور ہار بتوں پر چڑھاتے رہتےہیں دریا اور مصنوعي تالابوں کے کناروں پر (کیونکہ کوئي شہر ایسا نہیں ہی جسمیں دریا یا تالاب نہو) پختہ سیڑھیاں پاني میں اُتري ہوئي ہوتي ہیں اُنپر صبح سے کچھہ دن چڑھے تک لوگ کلي دتون اور اشنان اور پوجا پات کرتے رہتے ہیں دنمیں مندروں کے اندر گانا بجانا اور حسین و جمیل لعبتان ہند کا جھرمٹ جو اچھے اچھے لباس فاخرہ پہنے بناو سنگار کیئے ہوئے ڈنڈوت کرتي پھرتي ہیں دل لبھاتا ہی اسي قسم کے موقعوں پر برھمن اور اور لوگ گذرتے ہیں اور اکثر سواریاں کسي خاص رسم کي تقریب میں باجے گاجے اور دھوم دھام کے ساتھہ نکلتي ہیں ان سواریوں میں سنگھاسنوں پر مندر اور رتھہ وغیرہ کے نہایت خوبصورت اور خوشنما شکلوں کے اندر جو نہایت ارزاں اور کمزور چمک دمک رکھنے والے مصالحوں کي بني ہوئي ہوتي ہیں مورتیں رکھي ہوئي ہیں *

شہروں سے کچھہ فاصلہ پر بھي آباد مقاموں میں ہمیشہ مندر بنے ہوئے ہوتے ہیں اور اکثر دریاؤں کے کناروں پر اور گنجان درختوں کے بیچ

میں اور پہاڑوں کي چوٹیوں پر بھي مندر هوتے هیں اور نہایت وحشت
ناک جنگلوں میں بھي ایک درخت کے نیچے پتھر کي پنڈي اُسپر سندور
لگا هوا اور درخت میں هار لٹکتا یا ایک چھوٹي سي جھنڈي درخت
کي چوٹي پر کھڑي هوئي مسافر کو آگاہ کرتي هی که یہه پرستش کا پاکیزہ
مقام هی *

سڑکوں پر جاتریوں اور کانورتھیوں اور فقیروں کے گروہ کے گروہ ملتے هیں
فقیروں اور جاتریوں میں فرق اور تفاوت فقیروں کے لباس اور جاتریوں کے اُس
دیوتا کي کچھه نشاني پاس رکھنے سے جسکے تیرتھه کو وہ جاتے هیں اور
ایک دوسرے کو دیکھکر اُس دیوتا کے نام کي جی بولنے سے هوتا هی سال
بھر کے اندر جو بہت سے تیوهار آتے هیں اُنکو رئیس اور امیر هندوستان کے
بڑي دهوم دهام سے رچاتے هیں اور طرح طرح کي اپني نمود اور شان دیکھاتے
هیں اور غریبوں میں بھي کچھه نمایش اور دعوتیں وغیرہ هوتي هیں *

برت نیم کے دن اور اور بڑے بڑے میلے خاص کر غریبوں کے واسطے مقرر
کیئے گئے هیں کیونکه ایسے موقعوں پر وہ کوسوں سے آکر جمع هوتے هیں اور
آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے هیں *

جو جو کچھه هوتا هوا هم دیکھتے هیں وہ سب اگرچه مذهب کي
رو سے قایم هوتا هی لیکن اُسمیں مذهب کي پابندي بہت کم هوتي هی
اس حالت میں بھي اگر حقیقت پر نظر ڈالي جاوے تو شروع زمانه سے
اِبتک مذهب کے اثر میں بہت کم نقصان ایا هی *

لیکن هندوؤں کے معبود اب وهي نہیں رهے هیں جو پہلے تھے بجاے
توحید کے جسکو بید نے بطور ایسے سچے مذهب کی تعلیم کیا هی که
جنمیں تمام اوتار شامل هیں بہت بڑے بڑے دیوتوں کي پرستش اور
بتپرستي کا طریقه قایم هوگیا هی اگرچه توحید کو لوگ هر جگهه بالکل
نہیں بھول گئے لیکن بجز حکما اور علماے الٰہیات کے کوئي شخص توحید
کي بطور خود مستقل پیروي نہیں کرتا *

اگرچه بید کے پیرووں نے عناصر کي پرستش اور قدرت کي قوتوں کي عبادت پر جو شروع شروع میں رائج تھي در گذر کي اور خداے تعالی کي اصلي حقیقت کے علم سے آگاہ ہوئے اور ہر چند کہ اُنکو اپنے مسائل کے شایع کرنے کي خواہش ہوئي لیکن وہ عام عقیدوں میں خلل انداز نہوئے بلکہ اُنھوں نے قدیم رسموں کي تعظیم و تکریم سے یا پوجاریوں کے فائدوں کے لحاظ سے جن سے نہایت روشنضمیر برھمن بھي کبھي بیغرض اور آزاد نہیں معلوم ہوتا آمادہ ہوکر اُنہیں دیوتوں کي پرستش کو جو رائج تھے جاري رکھا اور اُن دیوتوں کو خداے حقیقي کے ظہور اور اوتار سمجھہ لیا لیکن اُنھوں نے کوئي مندر نہیں بنایا اورخداے حقیقي کي پرستش کا کوئي خاص طریقہ نہیں ٹھہرایا پس نتیجہ اسباب کا وہ ہوا جو انسان کي ناقص خلقت سے متصور ہی یعنے بید کے پیرووں کے مذہب کے جو اجزاء ظاہري تھے وہ اُن اجزا باطني پر غالب آئے جو زیادہ دقیق اور سنجیدہ تھے حاصل یہہ ہی کہ جو طریق دیوتوں کي پرستش کا زمانہ سابق میں مروج تھا وہ جڑ پکڑ گیا اور دلاوروں کي پرستش کي رواج سے جنمیں دیوتاؤں کي سي صفتیں تھیں اور بھي زیادہ خراب ہوگیا اور جب ان دلاور دیوتوں کي نوبت آئي تو یہہ اُن اصل دیوتوں سے جنکي ذات سے انکو صفت دیوتائي کي حاصل ہوئي تھي سبقت لیگئے *

بیان پوران کا

اس نئے مذہب کي مقدس کتابیں اٹھارہ پوران ہیں جنکے پیرو کہتے ہیں کہ یہہ کتابیں بیاس جي کي تالیف ہیں جو بید کے مصنف تھے لیکن حقیقت میں اُنکو آٹھویں اور سولھویں صدي کے درمیان میں متفرق مقاموں میں مختلف مصنفوں نے تصنیف کیا گو بعض بعض مقاموں میں زیادہ پراني باتیں اور قدیمي کیفیتیں پائي جاتي ہیں ان کتابوں میں دیوتاؤں کے نسب نامہ اور دنیا کي پیدایش کے حالات اور حکمت کي باتیں اور مذہبي مسائل اور عام نسب نامہ اور تاریخوں کے ٹکڑے اور بیشمار

افسانے جو دیوتاؤں اور داناؤں اور بہادروں کے کاموں سے متعلق هیں مندرج اور مذکور هیں منجمله ان کتابوں کے اکثر کتابیں خاص خاص فرقوں کے مسائل کے اثبات اور استدلال کے لیئے لکهی گئی هیں اور تمام کتابوں میں چوتهو ایک فرقه کے افسانے بهرے هوئے هیں اس سبب سے وہ سب کے سب ایک ایسا مجموعه نہیں هیں که اُسمیں ایک کتاب کو دوسری کتاب سے کچهه تعلق اور مناسبت هو وہ هرگز اس ارادہ سے تالیف نہیں کی گئیں تهیں که اُنسے کوئی عام طریقه مذهب کا قایم هووے لیکن باوجود اسکے وہ سب بهت بڑی سند مذهبی سمجهی جاتی هیں اور جو که انهیں کتابوں سے هندوؤں کا حال کا مذهب قایم هوا هی اسلیئے کچهه جاے تعجب نہیں هی که هم اُسمیں ایسی ایسی باتیں پاتے هیں جو باهم مخالف هیں *

اِسوقت کے معبودوں کا بیان

جیسا که هم لکهه چکے هیں اب بهی هندو ایک وجود مطلق کے قایل هیں جس سے تمام مخلوق پیدا هوئی یا جسکے مادہ سے ساری کائنات وجود میں آئی کیونکه اُنکے حال کے عقیدہ کے موافق دنیا اور خدا ایک هی هی لیکن مختلف دیوتوں اور دیبیونکی پرستش کرتے هیں جنکی تعداد معین کرنی غیر ممکن هی مگر بعض حسابوں کے بموجب جنسے هندوؤں کا معمولی مبالغه ظاهر هی اُنکی تعداد تینتیس کرور هی اُن میں سے اکثر مختلف آسمانوں کے فرشتے اور ارواحیں هیں جنکی شمار لاکهوں سے هوتی هی اور وہ کوئی خاص نام یا خصلت نہیں رکهتے *

مفصله ذیل سترہ بڑے بڑے دیوتے هیں شاید یهه وہ دیوتے هیں جنکو لوگ عموماً ایسا تسلیم کرتے هیں که اُنکے کام علحدہ علحدہ هیں اور وہ صفات الهیه رکهتے هیں اسی سبب سے پرستش کے مستحق هیں † *

اول برهمه یعنی خالق

دوسرے بشن یعنی حافظ *

† کینیڈی صاحب کی کتاب تحقیقات هندوؤںکے دیوتوں کی صفحه ۳۶۷

تیسرے شب یعني نیست و نابود کرنے والا *

اور اُنکي علحدہ علحدہ دیبیاں بھي هیں اُنکو دیوتوں کے حالات کے بیان کے بموجب اُنکي بي‌بیاں مانتے هیں اور هندوؤں کے علم الهیات کے مسائل کے موافق اُنکو ایسے قواے فاعلیہ سمجھتے هیں جیسے تریود یعني تینوں دیوتوں کے افعال صادر هوتے هیں اور یہہ اُنکے نام هیں *

چوتھے سرستي پانچویں لچھمي چھٹے پاربتي جسکو دیبي بھواني درگا بھي کہتے هیں *

ساتویں اندر یعني بلند اور نہایت هلکي هوا اور آسمانونکا دیوتا

آٹھویں ورن یعني پانیوں کا دیوتا *

نویں پون یعني نیچے کي هوا کا دیوتا *

دسویں اگني یعني آگ کا دیوتا *

گیارھویں یاما یعني دوزخ کے طبقوں کا دیوتا اور مردوں کے حساب کتاب عذاب ثواب کا نباو کرنے والا *

بارھویں کویرا یعني دولت کا دیوتا *

تیرھویں کارتکي یعني لڑائي کا دیوتا *

چودھویں کام دیو یعني عشق کا دیوتا *

پندرھویں سورج دیوتا *

سولھویں سوم یعني چاند دیوتا *

سترھویں گنیش یعني مشکلونکا رفع کرنے والا دیوتا اس دیوتا کے اس صفت کے سبب سے تمام مکانوں کے دروازوں پر اُنکي تصویر بنائي جاتي هي اور سب کاموںکے شروع میں تبرکا اُنکا نام لیا جاتا هي *

اول کے تین دیوتؤں یعني برهما بشن شب سے تریود یعني تثلیث قایم هوتي هی جسکے هر رکن کي خصلت جداگانہ تو بخوبي ظاهر هی مگر اُنکے مفروضہ یکتائي کا منشا پکے اعتقاد والے هندوں کے اس عام مقولہ

سے سمجھا جاسکتا ہی کہ تمام دیوتے ایک وجود مطلق کے مختلف اوتار ہیں † *

اگرچہ ایک زمانہ میں برهما کو کسیقدر وقعت اور فوقیت کا حاصل ہونا معلوم ہوتا ہی تریود میں سے بھي ایک دیوتا ہی جسکا منو نے ‡ بیان کیا ہی لیکن اُسکي کبھي بہت پرستش نہیں ہوتي اب ہندوستان § میں اُسکا صرف ایک ہي مندر ہی اگرچہ روزانہ عبادت میں اُسکا نام جپا جاتا ہی مگر اُسکي جداگانہ پوجا بالکل معدوم ہوگئي ہی || *

برهما کي زوجہ سرستي سے جو کہ علم و فصاحت کي دیبي ہی لوگ اسقدر غافل نہیں ہیں جسقدر برهما کو بھولے ہوئے ہیں *

بشن اور شب کي پرستش کا حال اس سے بہت مختلف ہی چنانچہ ان دونوں دیوتوں اور اوتارونکي پرستش اور مذهبي تعظیم آج کل ہندوستان میں بہت کیجاتي ہی اور ان دونوں کے انگنت معتقد ہیں اور ہر ایک کي قدر و منزلت نہایت گرمجوشي سے کرتے ہیں اور بہت بڑے بڑے فرقے ہیں جن میں سے بعضے تو شب کي مطلق الہیت قایم کرتے ہیں اور بعضے برهما کي *

شب یا مہادیو جي کا بیان

پورانوں میں شیو کا حال اسطرحپر لکھا ہی کہ وہ منوالے بالکل برهنہ سر منڈا ہوا لکڑي کي راکھہ کي بھبوت بدن پر ملے ہوئے انسانوں کي کھوپڑیوں اور ہڈیونکا زیور پہنے ہوئے بھوت پریت ساتھہ ساتھہ لیئے جنگلوں بنوں میں آوارہ اور سرگرداں کبھي روتے کبھي ہنستے پھرتے ہیں اور جو تصویریں

† کینیتي صاحب کي کتاب تحقیقات مذهب ہنود کے صفحہ ۲۱۱ اور کالبرک صاحب کي کتاب تحقیقات ایشیاٹکي جلد ۷ صفحہ ۲۷۹

‡ کینیتي صاحب کي کتاب تحقیقات صفحہ ۲۷۰

§ ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان جلد ۱ صفحہ ۷۷۳

|| وارڈ صاحب کي کتاب در باب حالات ہنود جلد ۳ صفحہ ۲۶

اُنکي بنائي جاتي هيں وہ بهي انهيں خراب حالتوں کے مطابق هوتي هيں بلکه يهه اور زيادتي کرتے هيں که اُنکي تين آنکهيں بناتے هيں اور ايک هاتهه ميں ترسول ديتے هيں اور اُنکي لٹيں سادهوؤں کي طرح پيچيدہ رکهتے هيں اور ايسي شکل بناکر بٹهاتے هيں جيسے کوئي نهايت اعلی درجه کے دهيان گيان ميں مستغرق بٹها هوتا هی يهه شبيه اُنکي اُن کهانيوں کے مطابق هی جو اُنسے منسوب هيں کيونکه اُنميں بيان کيا گيا هی که مہاديوجي هر وقت دهيان گيان ميں ڈوبے رهتے هيں اور جو کوئي شخص اُنکي اس کيفيت ميں خلل‌انداز هونے کي مبادرت کرتا هی اُسکو اپني آنکهه کي جوت سے بهسم کر ديتے هيں اگرچه يهه حالات شب کے غارت اور معدوم کرنے کي خاص صفت سے مطابق هيں ليکن جس نشان کے ذريعه سے اُنکي پوجا هوتي هی اُس سے ظاهر هوتا هی که معدوم کرنے کي صفت کو نيا جنم دينے کي علامت سے تعبير کيا هی *

اس زمانه ميں اُس نشان کي جو صورت هی اُس سے وهي نشان پيدايش کي اصل کا مراد هی جسکا رواج اگلے وقتوں کے هندوؤں ميں تها اب وہ ايک چهوٹا سا پتهر کا استوانه هوتا هی جو شب کے مندروں ميں بجاے بت کے هوتا هی اُس سے جو اصلي مراد هی اُسميں کچهه شبهه نهيں آتا شب کے نام کي بڑي بيرحمي کي بلدان هوتے هيں اگرچه شب کے ماننے والے پنڈت لوگوں کو دبا دهمکا کر اُنسے باز رکهنے ميں کوشش کرتے رهتے هيں شب اور اُنکي زوجه پاربتي کي عظمت ميں لوگ هرسال کے بعض بعض دنوں ميں اپني دلي رغبت سے سخت ايذا اور تکليفيں گوارا کرتے هيں يعنے بعضي اپنے اعضا کو مجروح کرتے اور بعضے اپني زبان ميں چاقو چهيد ليتے هيں اور بعضے شب کي سواريميں اپنے جسم کو زخمي کرکے اُن زخموں‌ميں تير اور تلواريں گهسيڑ کر اور زندہ سانپ چپٹاکر چلتے هيں اور بعضے ايک چکر کهانے والي ڈنڈي ميں ايک ايسي رسي باندہ کر جس ميں لوهے کا کانٹا هوتا هی اور اُس کانٹے کو پشت کي کهال

میں چھیدکر اسقدر بلند معلق لتکتے ہیں کہ اگر اُنکی کھال پھٹ جاوے تو بیشک گر کر مر جاویں اور تسپر لوگ اُس ڈنڈی کے ذریعہ سے اُنکو چکر دیتے ہیں † *

شب جو اپنے ہی مشغلوں میں مصروف رہتے ہیں اُس سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ انسان کے کار و بار کی طرف بہت توجہہ نہیں کرتے ہیں اس زمانہ کے ہندوؤں کے دیوتاؤں کے حالات سے پایا جاتا ہی کہ دنیا کی حکومت کسی خاص دیوتا کے سپرد نہیں ہی اُس وجود مطلق کو بھی جسکے مادہ سے دنیا پیدا ہوئی ہی اُس سے کچھہ غرض نہیں ہی لیکن عوام کی راے بہ نسبت اُنکی تعلیم کرنے والوں کے زیادہ معقول معلوم ہوتی ہی کیونکہ وہ اُس وجود مطلق اور اپنے معبود میں کوئی فرق نہیں رکھتے اور سمجھتے ہیں کہ وہ انسان کے افعال کی نگرانی کرتا ہی اور اس جہان اور اُس جہان میں نیک کو ثواب اور بد کو عذاب دیتا ہی شب کا بیکنتھ ہمالیہ کے نہایت بلند چوٹیوں میں سے کیلاس پربت پر جہاں ہمیشہ برف کا انبار جما رہتا ہی اور نہایت بلند اور گنجان درختوں کا جھرمت ہی سمجھا جاتا ہی *

ذکر دیبی یا بھوانی کا

شب کی زوجہ دیبی یا بھوانی کی پوجا اگرچہ کچھہ زیادہ نہیں تو اُسقدر تو ضرور ہوتی ہی جسقدر شب کی پرستش ہوتی ہی اور اُسکی شکل شب سے بھی زیادہ مہیب صورتوں میں ظاہر کیجاتی ہی اُسکی نہایت نرم اور نازک صورت سے بھی جو اکثر جنوبی ہندوستان میں دیکھی جاتی ہی ایک خوف اور ہیبت پیدا ہوتی ہی یعنی وہ ایک خوبصورت عورت تو معلوم ہوتی ہی مگر شیر پر سوار ایسی ناک بھوں چڑھائے ڈراونی صورت بنائے معلوم ہوتی ہی کہ گویا وہ کسی دیو یا راچھس کے قتل کرنے

† وارڈ صاحب کی ہندوؤں کے حالات کی کتاب کی جلد تیسری صفحہ ۱۵ اور بشپ ہیبر صاحب کا جرنل روزنامچہ کی جلد ایک صفحہ ۷۷

کو جاتي هی جسکے غارت کرنے کے لیئے اُسنے اوتار لیا هی لیکن دوسري صورت
جو اپنے اپنے موقع پر بنائي جاتي هی جسکو بنگالي زیادہ مانتے هیں ایسي
هوتي هی کہ ایک مهیب شکل سیاہ رنگ کي خون سے مهنہ لتهڑا کچهہ لہو
ادهر کچهہ اودهر پڑا اِنسان کي کهوپڑیوں اور سروں کي مالا گلے میں ڈالے
دانت نکالے سانپ بدن کو لپٹے هوئے غرض کہ هر قسم کا هیبت ناک ایسا
سنگار کیئے هوئے جو بہ نسبت کسي دیوتا یا دیبي کے زیادہ تر غیظ و
غضب سے نسبت رکهتا هی بنائي جاتي هی جن مقاموں میں ایسي
صورت بنائي جاتي هی وهاں اُسکي پوجا کي رسمیں بهي اُس صورت کے
مناسب ادا کیجاتي هیں سابق میں اُسپر اِنسان کي قرباني چڑهائي جاتي
تهي † اور اب سمجها جاتا هی کہ حیوانوں کي قربانیاں جو اُسکے قربانگاہ
میں هوتي هیں اُن سے اب بهي وہ خوش هوتي هی اُسکے اُس مندر
میں جو کلکتہ کے قریب هی ایک مهینے میں ایک هزار بکریاں علاوہ اور
جانوروں کے گردن ماري جاتي هیں ‡ مقام بندا باشي کے مندر کے پوجاري
جو اُس موقع پر واقع هی جہاں بندهیا چل کا سلسلہ دریاے گنگ کے
کنارہ پر پهنچا هی فخریہ کہا کرتے تهے کہ دیبي پر اس کثرت سے جاندار
چڑهائے جاتے هیں کہ کبهي خون خشک نہیں هونے پاتا هی *

اور سب پرستش کي باتوں میں دیبي کي پوجا دیوتوں کي پوجا
سے مختلف نہیں هوتي مگر بعض اوقات ایسے انداز سے کیجاتي هی
جس سے هندوؤں کے مذهب پر ایک بڑا احتمال بلکہ اُسکي نہایت
حقارت ظاهر هوتي هی اِس قسم کي پرستش سے وہ مخفي دعوتیں همارا
مقصود هیں جنکا پادریوں نے اپني تقریر میں اکثر حوالہ دیا هی اور
کسي نے آجتک اُنسے اِنکار نہیں کیا یعني اِن دعوتوں میں دیبي کے
پوجنیوالوں کا ایک فرقہ خصوص برهمن (و مگر برهمنوں هي پر کچهہ
حصر نہیں هی کیونکہ پوجنیوالوں کے اُس فرقے میں هرایک ذات کے آدمي

† بلیکوتیئر صاحب کي تحقیقات ایشیا کے جلد ٥ صفحہ ۳۷۱
‡ وارڈ صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب جلد تیسري صفحہ ۱۲٦

شامل ہوتے ہیں) عورتیں اور مرد جمع ہوکر شراب و کباب کی مجلس کرتے ہیں اور بدکاری کا حظ اوٹھاتے ہیں اُنکی یہہ حرکت زیادہ تر نفرت اور نفرین کے قابل اِس سبب سے اور بھی ہوتی ہی کہ وہ اُسکو مذہب کی آڑ میں کرتے ہیں لیکن یہہ جلسہ نہایت کم شاذ و نادر وقوع میں آتا ہی اور جہاں کہیں کبھی ہوتا ہی تو نہایت پوشیدہ اور پردہ میں ہوتا ہی مگر اچھے پکے ہندو بھی اس برے رسم سے آگاہ ہوکر اُس فرقہ سے کچھہ نفرت نہیں کرتے دیبی کے اِن معتقدوں کے سوا دیبی کی پرستش کرنیوالے بعض قسم کے سادھوؤں میں سے ایسے سادہ بھی ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو مذہبی اُمور سے غیر مکلف سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہم جو جی چاہے سو کریں ہمسے کسی طرح کا مواخذہ نہوگا ان ہی لوگوں سے ہندوؤں کے مذہب کو بٹہ لگتا ہی اور اس سے بھی اِنکار نہیں ہوسکتا کہ اُنکے دیوتوں کے حالات میں کہیں کہیں عیاشی اور نفسانیت کا رنگ ڈھنگ پایا جاتا ہی جو خاص خاص میلوں اور دعوتوں اور مندروں اور کتابوں سے خصوصیت رکھتا ہی ہر شخص کو علی‌العموم معلوم نہیں ہوتا چنانچہ ایک غیر شخص برسوں تک ہندوؤں میں رہکر اُنکے جلسوں اور مذہبی رسموں میں آمد و شد رکھنے پر بھی کسیطرح کی کثافت اور نجاست اُنمیں ہرگز نديکھے کا مردوں اور عورتوں کے ملنے جلنے بیٹھنے اوٹھنے میں جو کچھہ ادب اور قاعدے کی پابندی ہندوؤں میں ہی وہ عقل میں نہیں آسکتی اور اہل یورپ کے قیاس سے باہر ہی *

بشن اور اُنکے اوتاروں کا بیان

بشن کی شبیہہ ایک خوبصورت سلیم اور حلیم طبع جوان آدمی کی سی جسکے تمام جسم کا رنگ نیلا اور اگلے زمانہ کے راجاؤں کا سا لباس ہوتا ہی بناتے ہیں علاوہ اِسکے بشن کی تصویر اُنکے دس اوتاروں کی صورتوں میں بھی بناتے ہیں جنکا بیان ہم اِس نظر سے کرتے ہیں کہ ہندوؤں کے قصہ بنانے کی ذہانت معلوم ہو جاوے *

پہلا اوتار مچھلي کا ھے جس سے بیدوں کا دوبارہ لوگوں تک پہونچانا مقصود تھا کیونکہ اُنکو ایک دیو پاني کے طوفان میں بہا کر لیگیا تھا اور دوسرا سؤر کا اوتار جسنے تمام دنیا کو جبکہ وہ سمندر کي تہہ میں بیٹھہ گئي تھي اپنے دانتوں پر اوبھار لیا تیسرا کچھوہ کا اوتار جسنے ایک بڑے پہاڑ کو سہارا دیا جسکي کہاني نہایت مشہور ھی چوتھا اوتار زیادہ‌تر انسان کي بھلائي سے تعلق رکھتا ھی چنانچہ ایک ظالم کافر (ھرناکش) اپنے بیٹے (پہلاد) کو بشن کا معتقد ھونے کے سبب سے قتل کرنا چاھتا تھا آخري وقت پر اُس ظالم نے اپنے بیٹے سے اُسکے اُس عزیز معبود کي تحقیر کرکے جو ھر جگہہ ھردم موجود رھتا ھی مکان کے ایک ستون کي طرف اشارہ کیا اور کہا کہ آیا وہ اس ستون میں بھي ھی جسکے جواب میں اُسنے کہا کہ ھاں اس میں بھي ھی یہہ سنکر ھرناکش پیچ تاب کھاکر اُسکے قتل کا حکم دینے ھي کو تھا کہ یک بیک وہ ستون شق ھوگیا اور بشن ایک ایسي مہیب صورت بنائے باھر آئي کہ سارا جسم تو آدمي کاسا اور سر اور پنجے شیر کے سے تھے نکلتے ھي اُس ظالم کو چیر پھاڑ کر پارچہ پارچہ کرڈالا پانچواں اوتار یہہ ھی کہ ایک راجہ نے بہت سے جگ اور بلدان اور ریاضتیں کرنے سے تمام دیوتوں کو مجبور کرکے زمین اور سمندر پر قبضہ کرلیا تھا اور تمام دیوتوں کو فکر و اندیشہ تھا کہ ابکي بار آخر جگ یا بلدان ادا کرنے کے بعد آسمان بھي اُسکے قبضہ میں آجاویگا آخرکار بشن نے ایک برھمن کے لڑکے کي صورت میں اوتار لیا اور اُس راجہ سے اپنے تین قدم بھر زمین مانگي راجہ نے اُسکے چھوٹے قد کو دیکھہ‌کر اور اس سوال پر مسکرا کر اجازت دیدي بشن نے پہلے قدم میں تو تمام زمین اور دوسرے قدم میں سارا سمندر گھیر لیا اب تیسرا قدم بھرنا باقي رھا اور راجہ بچن ھار چکا تھا اِسلیئے اُسکو نرگ میں رھنے پر راضي کرکے تیسرے قدم کا بچن معاف کیا چھٹا پرسرام اوتار ھی جو ایک نہایت جري اور بہادر برھمن کا روپ تھا اِسنے تمام چھتریوں کي نسل کو نیست

و نابود کردیا ساتواں رام اوتار هی آٹهواں بالارام اوتار یهه بهي ایک اویس صاحب جرأت اور شجاع اور بهادر تها اسنے راچهسوں سے دهرتي کو چهڑایا هی نواں بده اوتار یهه ایک جهوٹے مذهب کا تعلیم کرنے والا تها جسکے روپ میں بشن نے دیوتوں کے دشمنوں کو فریب دینے کے لیئے اوتار لیا تها یهه جو کها گیا هی که یهه اوتار جهوتی مذهب کي تعلیم کرنے والا اور دیوتوں کے دشمنوں کو بهکانے والا تها اس جهوتے مذهب سے بده کا مذهب سمجها جاتا هی کیونکه بده مذهب والے برهمنوں کے دشمن اور صریح مخالف هیں دسواں اوتار ابهي نهیں هوا یهه آینده هونے والا هی بشن کے اوتاروں میں رام اور کرشن اوتار (یهه کرشن اوتار اُن دس اوتاروں میں شامل نهیں هیں) نے ایسي عظمت اور شهرت حاصل کي هی که باقي اور سب اوتاروں کي گرم بازاري جاتي رهي کم سے کم شمالي هندوستان میں اِن دونوں اوتاروں نے کچهه صرف اپني اصل یعني بشن پر هي پرده نهیں ڈالا بلکه سوائے شب اور سورج اور گنیش کے تمام اُن اور دیوتوں کي پرستش پر جو اُصول دین میں داخل هیں اُنکي پوجا بڑهگئي هی † *

رام کا بیان

رام جنکو اُنکي مدح کرنے والوں نے اپني خام خیالي سے عین بشن تصور کیا اودهه کے راجه تهے صرف یهي ایک ایسے شخص هیں جنکے افعال هندوؤں کي روایتوں میں کچهه کچهه تاریخانه پائی جاتي هیں مشهور هی که اُنهوں نے اول اپنے باپ (راجه جسرت) کي سلطنت میں سے خارج هوکر کئي برس تک ایک جنگل میں بنو باس کیا اور اُنکي راني سیتا کو راون راچهس اوٹها لیگیا رام نے اپني راني کے لیئے فوج فراهم کرکهوں کي راه لي اور جزیره لنکا میں گهس گئے جسکا راجه وهي راون راچهس تها

† کالبروک صاحب کي کتاب تحقیقات حالات ایشیا کي جلد ۷ صفحه ۲۸۰ اور اسي کتاب کي جلد ۱۶ صفحه ۳ و ۲۰ میں ولسن صاحب کا نوال ملاحظه کرو *

اور اُس سیتا کے ستانے والے پر کامل فتح حاصل کرنے کے بعد سیتا کو دوبارہ پایا اُس مہم میں رام کے معاون بندروں کي فوج هنومان جي کے زیر حکومت تھي جنکي صورت اکثر مندروں میں بني هوئي هوتي هی اور دکھن میں اُسکي پوجا اُسیقدر کثرت سے هوتي هی جسقدر رام یا کسي اور نامي دیوتے کي هوني چاهیئے مگر رام کا انجام اچھا نہوا کیونکه اُنکي غفلت سے اُنکے بھائي لچھمن کي جنہوں نے هرایک خطره میں رام کے ساتھه جان لڑائي تھي جان گئي اور رام نے اپني غفلت کي حرکت پر مطلع هوکر بھائي کے فراق کے رنج میں آپکو دریا میں غرق کیا اور بقول هندوؤں کے ذات باري میں پھر شامل هوگئے لیکن اُنکي علحده پرستش هونے سے ثابت هوتا هی که اب بھي اُنکا وجود علحده قایم هے رام کي اصلي صورت کي شبیهه بناتے هیں جسکي علےالعموم پرستش هوتي هی *

کرشن کا بیان

رام کي پرستش سے بہت زیاده اِن دوسرے فاني شخص کي جنمیں دیوتاونکي صفتیں ماني هیں پوجا هوتي هی جو نه بشن کے دس اوتاروں میں شامل هیں نه اُنکا راجه یا منتخباب هونے کا کوئي دعوے قایم هوسکتا هے شہر متھرا کے راج بنس میں کرشن پیدا هوئے لیکن ایک گوالیئے نے جو اُسي شہر کے نواح میں رهتا تھا ایک ظالم (راجه کنس) کے پنجه ظلم سے بچاکر اُنکي پرورش کي † کرشن کے اس زمانه یعني بچپن کے وقت کا هندوؤں کي طبیعتوں پر غایت درجه کا اثر هوا هی وه کرشن کے بالے پن کي حرکات و سکنات مثل دوده چرانے اور سانپوں کے مار نے کي تہوار رچانے سے کبھي سیر نہیں هوتے اور هندوؤں میں ایک بہت بڑا فرقه کرشن کو خالق مطلق سمجھه کر بالي پن کي صورت میں اُنکي پرستش کرتا هی اسیطرح کرشن کي جواني کا عالم جو اُنہوں نے گوپیوں کے ساتھه ناچ رنگ کھیل کود بانسري بجانے میں بسر کیا اُنکي پرستش کرنے والي عورتوں میں ایک جوش خروش پیدا کرتا هی کرشن پر کچھه گوالنیں

† ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان کي جلد ایک صفحه ۵۳۳

هي فریفته نه تهیں بلکه تمام هندوستان کي امیر زادیاں اور رانیاں جو اُنکا حسن و جمال دیکهتي تهیں مایل اور شیفته هوجاتي تهیں † *

جوں جوں کرشن کي عمر زیادہ هوتي گئي ویسے هي کار نمایاں اُنسے ظهور میں آتے گئے علاوہ اور کاموں کے کرشن نے ایک ظالم مذکور یعني کنس کو مغلوب کیا اور اُسکي سلطنت پر قبضه کرلیا لیکن غیر ملک کے دشمنوں سے تنگ هوکر اپني دارالسلطنت گجرات ‡ میں مقرر کي اور بعد اُسکے اُنهوں نے پانڈوں کے خاندان کي اُس لڑائي میں جو پانڈوں اور کوروؤں میں هستناپور کي سلطنت پر هوئي تهي اعانت کي § لوگ خیال کرتے هیں که هستنا پور دهلي کے شمال و مشرق میں اُس مقام سے چالیس میل کے فاصله پر واقع تها جہاں گنگا هندوستان خاص میں داخل هوئي هی *

اس لڑائي کا بیان مهابهارت نام هندوؤں کي ایک نهایت عمدہ نظم کتاب میں جو بطور جنگ نامه کے هی لکها هی اور اُسمیں سب سے زیادہ بڑہ کر شجاعت اور دلاوري کرشن جي کي بیان کي هی اِس لڑائي میں پانڈوں کي فتح هوئي اور کرشن جي اپني راجدهاني کو گجرات میں واپس آئے اُنکا انجام بهي اچها نہوا کیوں که تهوڑے هي دنوں بعد وہ اپنے ملکي جهگڑوں میں پهنس گئے اور اتفاق سے ایک شکاري کے تیر سے جو ایک جهاڑي پر نشانه لگاتا تها مارے گئے || *

---

† دیکهو سرجونس صاحب کي تحریر کو جو ایشیا کے حالات کي کتاب کي جلد ایک صفحه ۲۵۹ اور جي دیرا کے راگ کے ترجمه کو که وہ هندوؤں کي دیهاتي نظم کا ایک عمدہ نمونه هی جلد ۳ صفحه ۱۸۵ کتاب مذکور بهي ملاحظه کرو

‡ دیکهو خلاصه مهابهارت وارڈ صاحب کي هندوؤنکي کتاب جلد ۳ صفحه ۱۴۸ اور پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب حالات ایشیا کي جلد ۱۵ صفحه ۱۰۱ میں اور کرنل ولفورڈ صاحب کي تحریر کتاب مذکورہ بالا کي جلد ۶ صفحه ۵۰۸ میں

§ دیکهو وارڈ صاحب کي کتاب جلد ۳ صفحه ۱۴۸ *

|| ٹاڈ صاحب نے اپني کتاب راجستان کے جلد ایک صفحه ۵۰ میں بحواله کسي هندوستاني تاریخ کے لکها هی *

هندو اپنے تمام دیوتوں میں سے کرشن جي کي نہایت تعظیم و تکریم قدر منزلت کرتے هیں اُن فرقوں میں سے جو اور سب دیوتوں کو چھوڑ کر بشن کو هي مانتے هیں ایک فرقہ صرف رام کي هي پوجا کرتا هی اگرچہ اس فرقہ میں بڑي قدر و منزلت کے لوگ جنمیں سے اکثر مذهبي محقق اور تپشیا کرنے والے هیں مگر اُنکي تعداد اور شہرہ بشن کے اس فرقہ کي بہ نسبت بہت هي تھوڑي هي جو صرف کرشن جي کي هي پرستش کرتا هی اس فرقہ میں تمام دولتمند اور عیاش اور قریب سب کے سب عورتوں کے اور هر درجہ کے بہت سے آدمي شامل هیں † کرشن جي کے بہت سے معتقد اس بات کي بحث کرتے هیں کہ کرشن جي بشن کا اوتار هي نہیں بلکہ خود بشن هیں اور وهي تمام مخلوق کے ایسے خالق هیں جو ابد سے هے اور ازل تک رهیگا ‡ بشن کے بڑے مشہور اور نامي اوتار تو صرف دس هي هیں مگر اِنکے علاوہ اور بہت سے اوتار بھي جنکا کتابوں میں بھي ذکر هی هوئے هیں اور اور اوتاروں کے سبب سے جو خاص خاص مقاموں کے سدھ سنتھہ اور سورما هوئے هیں اور اُنکے معتقدوں نے اُنکو دیوتا مانا هی بشن کے اوتاروں کي تعداد اور بھي بڑھجاتي هی *

اِس قسم کي بیقیدي اور دیوتوں کے ساتھہ بھي برتي گئي هی یعني هندوؤں نے اور دیوتوں کي تعداد کي بھي کوئي حد نہیں رهنے دي چنانچہ کن دوبا جو مرهٹوں کا بہت بڑا دیوتا هی جسکي صورت ایک مسلح سوار کي سي بناتے هیں شب جي کا اوتار هی § مقام چینچور جو قریب شہر پونہ کے ایک بستي هی اسمیں برهمنوں کے خاندان کو گنیش جي کے ایک اوتار سے لقب حاصل هوا هی جنمیں سے ایک شخص کي ذات میں الوهیت موروثي سمجھي جاتي هی || *

† پروفسر ولسن صاحب کي تحریر تحقیقات ایشیا کے جلد ۱۶ صفحہ ۸۵ و ۸۶

‡ پروفسر ولسن صاحب کي تحریر تحقیقات ایشیا کے جلد ۱۶ صفحہ ۸۶ وغیرہ

§ کرت صاحب کي کتاب حالات بمبئي کے جلد ۳ صفحہ ۱۹۸

|| کالبروک صاحب کي تحریر کتاب حالات ایشیا کي جلد ۷ صفحہ ۲۸۲ اور کپتان مور صاحب کي تحریر اِسي کتاب کي جلد ۷ صفحہ ۳۸۱

گانوں میں بھي خاص خاص دیوتے مانے جاتے هیں جو اکثر اوتار بشن یا شب جي یا اُنکي دیبیوں کے هوتي هیں لیکن یهه سب اوتار بشن کے بڑے بڑے اوتاروں خصوصاً رام اور کرشن جي کے مقابله میں محض بے حقیقت سمجھے جاتے هیں *

بشن کي زوجه لچھمي هیں لچھمي کے مندر نہیں هوتے مگر اُنکي بہت سي تعظیم و تکریم دھن دولت مال و متاع کے هونے کے سبب سے کیجاتي هی غالب یہه هی که هندو اُنسے کبھي غافل نہووینگے *

باقي اور دیوتوں کا بیان

اور دیوتوں میں سے سورج اور گنیش جي کي نہایت عام پوجا هوتي هی اِنکے معتقد اور تمام دیوتوں پر اِنکو فوق دیتے هیں اور اُنکي پوجا باقاعده هوتي هی غالباً گنیش جي کے مندر سوا‌ے شب جي کے اور دیوتوں کي به نسبت دکھن میں بہت زیاده هیں سورج کي تصویر رتھه میں بناتے هیں وه ایک ایسا چہره هوتا هی جسکے گرد خطوط شعاعي کھچے هوتے هیں اور گنیش جي یا گنپتي جي کي صورت ایسي هوتي هی که سارا جسم تو ایک موٹے اِنسان کا اور سر هاتي کا سا هوتا هی *

منجملة ستره دیوتوں کے جنکو همنے پهلي شمار کیا هی اور اب اُن میں سے آٹھه کا بیان کرچکی نو دیوتا جو باقي رهی اُنکا مندر نہیں هوتا البته اگلی وقتوں میں اُنمیں سے بھي اکثر کے مندر هوتے تھی † اِنمیں سے بعضوں کے نام کے سالانه تہوار هوتے هیں جنمیں اُنکي مورت بناکر پوجتے هیں اور پوجا کرنے کے بعد دوسرے روز اُس مورت کو دریا میں بہادیتی هیں اور بعضوں کا صرف نام هي جپاجاتاهی ‡ معلوم ایسا هوتا هی که اگلی وقتوں میں اب کي به نسبت اندر دیوتا کو بہت مانتی تھی جنکو بیکنٹه کا حاکم اور دیوتوں کا راجه سمجھا جاتا هی اور حالات ایشیا کے ایک

† پرو فسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب حالات ایشیا کي جلد ۱۶ صفحه ۲۰

‡ وارڈ صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب کي جلد ۳ صفحه ۲۸ وغیره

مشهور تحقیق کرنے والی یعنے جون صاحب نے راجہ اندر کو هندوؤں کا جو پتر قرار دیا هی مگر اس زمانہ میں اُنکي بہت کم پرستش هوتي هی *

کام دیو کا بھي ایسا هي حال هی کچھہ اُسکي بھي گرم بازاري نہیں هی هندوؤں کے تمام دیوتوں میں سے یہہ دیوتا نہایت مرغوب اور پسندیدہ هی اس دیوتے کي اصلیت جیسیکہ اهل یورپ تجویز کرسکتے تھی بالکل ویسي هي هی یہہ دیوتا اپني دایمي جواني اور بیزوال کامل درجہ کے حسن و جمال کے سبب انسانوں اور دیوتوں پر غرض کہ دونوں پر تسلط رکھتا هی برهما بشن بلکہ نکر مند دیوتا شب جي بھي کام دیو کي پھولوں دار کمان کے اُن تیروں کے گھایل هیں جنکي بوریاں کلیوں کي هیں اُسکے مندروں اور کنجوں کا تذکرہ قدیم زمانہ کي کھانیوں اور نظموں اور سانگوں میں بڑي شان و شوکت سے هوا هی † اس سے بھي لوگ ویسی هي غافل هوگئی هیں جیسیکہ باقي نودیوتوں میں سے یاما دیوتا کی سوا اورونسی غفلت کرتے هیں یاما دیوتا کو سمجھتے هیں کہ آدمي کا مرنے کے بعد حساب کتاب اور نیاؤ یہي دیوتا کرتا هی اور اسي سبب سے اُس سے بہت سا خوف کھاتے هیں *

اِن سب دیوتوں کے علحدہ علحدہ بیکنتھہ جمیع نعمتوں سے معمور سونے چاندي اور جواهرات سے جگمگاتی هوئي اور هر ایک دیوتا کے خادم اور کار پرداز جدا جدا موجود هیں *

اندر دیوتا کي بیکنتھہ کا حال بہ نسبت اور دیوتوں کے بیکنتھہ کے مفصل بیان هی یعنے علاوہ سونے چاندي کے محلوں کے جنمیں بہت قیمتي جواهرات جڑي هوئے هیں بہت سي نہریں اور طرح طرح کے درخت اور چمن اور انواع انواع کے پھول کھلی هوئے هیں اور اُس بیکنتھہ کے بیچا بیچ میں ایک ایسا خوشبو دار درخت هی جسکي خوشبو تمام بیکنتھہ

† پرو نسر ولسن صاحب کي کتاب حالات ایشیا کي جلد ۱۶ صفحہ ۴۰

میں پھیل رھي ھی اور آفتاب سے بھي زیادہ چمکدار روشني سے منور ھی
اور حور غلمان اُس میں انبوہ کے انبوہ ھیں اور کئي قسم کے فرشتہ اُن
بیکنتھہ باشیوں کي خدمت میں حاضر رھتے ھیں جو ھروقت رقص و سرود
ناے و نوش عیش و عشرت میں سرشار رھتے ھیں *

اچھي بري ارواحوں کا بیان

علاوہ فرشتوں اور نیک خو جنوں کے جو مختلف بیکنتھوں میں
رھتے ھیں بہت سي اور قسم کي روحیں بھي ھیں جو مخلوقات میں
پھیلي ھوئیں ھیں *

(سور بیر) اُن دیوتوں کي قسم ھی جو اپني ورثہ یعني بیکھنتہ سے
محروم کئي گئي ھیں اور تاریکي میں اُنکو ڈالدیا گیا ھی مگر مخالفوں سے
مدت سے ورثہ کي بابت لڑ جھگڑ رھی ھیں اور یونانیوں کے دیوتوں
ٹائیٹنز سے † بہت مشابہت رکھتے ھیں *

(دیمت) دیوؤں کي قسم ھین اور تعداد اُنکي اُستدر ھی کہ اُنھوں نے
دیوتوں سے لڑنے کے لیئے لشکر فراھم کیئے اور لڑے *

(راچھس) بھي بڑے بڑے قد والی اور بڑے موذي ھوتے ھیں اور
(پسیچ) بھي اسي قسم میں سے ھیں اگرچہ قوت میں شاید اُن سے کمتر ھیں
اور (بھوت) سب سے ذلیل اور بري ارواح ھوتے ھیں اور بھوت وہ روحیں
ھیں جنسے انگریز بچوں کو ڈراتے ھیں لیکن هندوستان میں ھر فرقہ کے
لوگ ھر زمانہ میں اُنکو ایک قسم کي مخلوق سمجھتے رھی ھیں *

بیشمار دیوتوں کا بیان اب بھي باقي ھی اگرچہ وہ دیوتے عام طور پر نہیں
مانے جاتے مگر جداگانہ خاص خاص ضلعوں میں مانے جاتے ھیں اور اُن
کي پرستش کے جواز سے کبھي کبھي برھمن انکار کرتے ھیں یہہ دیوتے

---

† یوناني بہشت اور زمین کي اولاد خیال میں قایم کرکے اُنکو ٹائیٹنز دیوتے
کھتی تھے اور بیبل کے پرراني ایڈشن ترجمہ میں ٹائیٹنز سے دیو مراد ھیں *

گانوؤں کے دیوتے ہیں اور ہرگانوں دو یا تین دیوتوں کو بطور † اپنے خاص محافظ کے پوجتا ہی لیکن بعض اوقات اُن دیوتاؤں سے ایسے ڈرتے ہیں کہ گویا وہ دیوتا گانوں کے دشمن اور اُسکے ستانے والی ہوتے ہیں اور یہہ دیوتا رومیوں کے گھریلو دیوتوں سے مشابہت رکھتے ہیں اور مثل رومیوں کے دیوتوں کے تمام قوم اُنکو خواہ ایسا دیوتا ہونے کے سبب سے جو عموماً تسلیم کیا جاتا ہی یا کسی خاص [illegible] اوتار ہونے کے سبب سے دیوتا مانتی ہے لیکن اکثر یہہ دیو مرتبہ دیوتوں کی روحیں ہوتی ہیں جو پاس پروس کے رہنے والوں [illegible] فطرت بس جاتی ہیں ان دیوتوں کے مندر یا مورتیں بہت کم ہوتے ہیں [illegible] کا ایک تودہ بناکر اُنکی پوجا کیجاتی ہی ‡ *

یہہ بات ممکن ہی کہ ادنے دیوتوں میں بعضے شودروں کے قدیم دیوتوں میں سے ہوں جو برہمنوں کے مذہب قایم ہونے پر بھی باقی رہی ہوں § *

† یہہ آفت ہندوستان کے مسلمانوں میں بھی پھیلی ہی اکثر پرانے قصبوں میں کسی فقیر کو جسکی قبر اُس قصبہ کے نواح میں ہوتی ہی صاحب ولایت ٹھہراکر اسکی قبر کی در حقیقت پرستش کرتے ہیں صاحب ولایت سے یہہ مطلب لیتے ہیں کہ یہہ صاحب گویا اس قصبہ کے آباد رکھنے والی اور اُسکے اور وہاں کے باشندوں کے محافظ ہیں (مترجم) *

‡ دیہات کے مسلمان بھی اسیطرح کرتے ہیں اور کبھی کبھی ایک طاق بناکر اُسکو نذر نیاز چڑھاتے ہیں (مترجم) *

§ ڈاکٹر ہملٹن بکانن صاحب نے جبکہ بنگال اور بہار کے بعضے ضلعوں کی پیمایش کی تو اِس مضمون پر بہت سی توجہہ خرچ کی چنانچہ اُنکو دریافت ہوا کہ گانوؤں کے دیوتے عموماً وہاں کے ایسے آدمیوں کی روحیں ہیں جو مظلوم مرے اکثر برہمنوں کی روحیں ہیں جنہوں نے کسی ظالم کو باز رکھنے یا اُسکا انتقام لینے کے واسطے آپکو ہلاک کیا یہہ عبارت ایک قلمی نسخہ میں سے جو لندن میں دفتر ہندوستان میں موجود ہی اور جسمیں سے کسیقدر حصہ مانتگمری مارٹن صاحب نے مشتہر کیا نقل کیا گیا ہی (گانوں کے مسلمان بھی اکثر اُس ٹھہرائے ہوئے صاحب ولایت کو شہید مرد کے نام سے پکارتے ہیں) مترجم *

بیان ہندوؤں کے مذہب کی عام خاصیت کا

ہندوؤں کے مذہب کا یہہ احوال بطور ایک نمونہ اور خاکے کے بیان
ہوا ہی اور جو مفصل حالات اُس مذہب کے ہیں پڑھنے والی کے دل میں
اُنکا ایک خیال پیدا کرنے کے لیئے اُنکے بیشمار دیوتوں کے افسانوں میں
سے بعض روایتوں کا بیان کرنا ضرور ہے مثلاً دیوتوں اور بیروں کا سمندر کو
امرت نکالنے کے واسطے بلونا اور پھر جنوں کا اپنے شریکوں سے اُس ہاتھہ
آئے ہوئے امرت کے چھین لینے میں روحیں کرنا اور ایک سدہ یعنی خدا
رسیدہ کی دعا سے گنگا کا بہشت سے پھر بلانا اور شب جی کے سر پر زور
سے گرنا اور اُنکے پیچیدہ لٹوں میں برسوں تک اُسکا چکر کھانا اور پھر
آخر کار ایک بڑی ندی بنکر معہ تمام مچھلیوں اور سانپوں اور کچھوؤں
اور مگر مچھوں کے جو اُسمیں موجود ہیں زمین پر گر کر بہنا اور گنیش
جی کا بغیر باپ کے دیبی پاربتی کی خواہش سے پیدا ہونا اور گنیش
جی کا شب جی کے ہاتھہ سے تھوڑی دیر کو اِسطرح پر قتل ہونا کہ پہلے
تو اُنہوں نے اُنکا سر کاٹ ڈالا اور پھر گھبراہٹ اور جلدی میں جو پہلی
ہی دفعہ ہاتھی کا سر ملا وہ اصلی سر کی جگہہ لگا دیا ایسے ایسے قصہ
اور دیوتوں کے جھگڑے اور عشق و محبت اور رشک و حسد اور آدمیوں اور
دیوتوں سے اُنکا لڑنا اور شکست کہانا اور بھاگنا اور قید ہونا اور اپنی خواہشوں
کے پورا ہونے کے لیئے کفاروں اور ریاضتوں کا کرنا اور اُنکے ہتیاروں کا بولنا
ور اُنکا بہت سے رنگ روپ میں ہوجانا اور ایسے فریب اور دھوکے دینا
جنسے اُنہوں نے اُن لوگوں کی عقل کو کھو دیا جنکو وہ دیوتا ضرر پہنچانا
چاہتے تھے غرض کہ اِن سب باتوں کا بیان اُن رائیوں کے بخوبی ظاہر
کرنے کے لیئے جو مذہب کی نسبت ہندو رکھتے ہیں ضرور ہی لیکن وہ
باتیں ایسی بیقدر ہیں کہ وہ اُس کاغذ کی قیمت بھی نہیں رکھتیں جو
انکے بیان میں صرف ہو *

اِسبات کا بیان کرنا کافي هی که اِن دیوتاؤں کے گروہ کي عام صفت یہه
هی که اُنمیں نہایت بعید از قیاس اور ایسي باتیں بهري هوئي هیں جنکے
آپسمیں کچهه تعلق اور ربط نہیں هی یونانیوں کے دیوتے اِنسانوں کیصورت
پر بنائے گئے تهے اور اُنکو بڑي بڑي قوت اور اختیار اور سامرتهه یعني هر کام
کي طاقت رکهنیوالا سمجها گیا تها اور اُنکے کام ایسے هوتے تهے جیسے که
اِنسانوں کے کام اُس صورت میں هوتے اگر اُنکے بهي ایسي هي حالت هوتي
مگر وہ دیوتا ایک ایسي قدرت و مرتبه کے ساتهه کرتے تهے جیسے که کمالیت
کے درجه کے قریب پہنچنے کے قابل هی بر خلاف اِسکے هندوؤں کے دیوتونمیں
بهي گو جذبات اِنساني پائے جاتے هیں مگر اُنکي صورت میں همیشه کچهه
نکچهه هیبت ناک اور خلاف قدرت کي بات هوتي هی اور اُنکے چال چلن
میں وحشت اور تلون مزاجي ظاهر هوتي هی اور رنگ اُنکے مختلف
هیں کوئي سرخ هوتا هی اور کوئي زرد اور کوئي نیلا اور بعضوں کے بارہ سر
اور اکثروں کے چار هاتهه هیں اور وہ اکثر بلا سبب ناراض هوجاتے هیں اور
بلا سبب راضي هوجاتے هیں بعض اوقات تو ایک دیوتا کو اِسقدر قوت
هوتي هی که وہ صرف نگاہ هي پهیر کر اپنے دشمنوں کو تباہ کردیتے هیں
اور جب چاهتے هیں اُنکو مغلوب کرتے هیں اور کبهي کبهي وہ هي
دیوتا اپني مراد بر لانے کو بڑي بڑي فوجیں جمع کرنے پر مجبور هوتے
هیں اور اُسپر بهي کامیاب نہیں هوتے † *

تینوں بڑے دیوتوں یعني برهما بشن اور شب کي قوتیں اگرچه برابر
اور غیر محدود هیں لیکن اُن قوتوں کا ایسي نا اِتفاقي سے عمل درآمد هوا
هی که ایک تنازعه میں شب نے برهما کا ایک سر کاٹ ڈالا ‡ اور نه اور
دیوتا اُن تینوں دیوتوں کے اور نه وہ تینوں دیوتا آپسمیں ایک دوسریکے کسي

---

† شب اور جلندرا کا حال کینیڈي صاحب کي تحقیقات کي کتاب کے صفحه ۳۵۲ میں دیکهو

‡ کینیڈي صاحب کي تحقیقات کي کتاب صفحه ۲۹۵ اور واسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۶ صفحه ۳ کي شرح دیکهو

ترتیب کي بموجب تابع هیں چنانچه اِندر جسکو راجه بیکنتهه کا کهتے هیں اور یونانیوں کے دیوتا جوپٹر † کا همسر بتلاتے هیں کسي اور دیوتے پر کنچهه اختیار نهیں رکهتا ایسي ایسي باتوں کا اور اور بیتهنگي باتوں کا سبب کسیقدر یهه معلوم هوتا هی که مختلف فرقے علحده علحده دیوتوں کي تعریف و ثنا اور عظمت کرني چاهتے هیں جو اُنکو جداگانه عزیز هیں لیکن جو که سب پران مستند هیں تو اُن روایتوں کو جنکي بنیاد پران پر هیں هر فرقے کے عام اعتقاد سے علحده کرنا ممکن نهیں با اینهمه هندوؤں کے دیوتوں کي بڑي قدادري اور هیبت ناکي اور عالیشاني اور اُن دیوتوں کے خیالات اور افعال کي اصلي خاصیت اور اُنکے لباس کے خاص طریقوں اور اُس آب و تاب اور زیب و زینت میں جو اُن دیوتوں کے هر چار طرف پائي جاتي هی کنچهه ایسي شیٔ موجود هی جسکا اثر طبعیت پر ضرور هوتا هی *

هندوؤں کے مذهب میں نهایت عجیب بیتهنگي بات وه قوت هی جو بلدان اور مذهبي ریاضتوں میں سمجهي گئي چنانچه بذریعه ریاضت مذکور کے ایک تپیشري یعني عابد چاهی جسپر بلکه دیوتے پر بهي بد دعا سے نهایت سخت عذاب پهونچا سکتا هی اور نهایت بد ذات اور ناخدا شناس آدمي اُنپر ایسا غلبه حاصل کرسکتا هی که جو جي میں آوے اُن سے کام لیوے بلکه اُن کے بیکنتهوں اور خود اُن کو اپنا مطیع کرلی چنانچه اندر ایک برهمن کي بد دعا سے اپنے بیکنتهه سے نکالدیا گیا اور ایک بلي

† جوپٹر کے لفظي معني بهشتي باپ کے هیں اور جو که جوپٹر کو بهشت کا مالک سمجها جاتا تها اِس لیئے تمام آسماني واقعات جیسے بارش اور آندهي اور بجلي اور گرج اُسیکے اختیار میں سمجهي جاتي تهي رومیوں کے اعتقاد کے بموجب جوپٹر کل مخلوقات کا منتظم اور واقعات آینده کا غیب دان تها اِسي سبب سے هر کام کے شروع میں اُسکي اِستعانت چاهي جاتي تهي یهه معلوم هوتا هی که جوپٹر اصل میں رومیوں کا دیوتا تها اور اِن هي اوصاف کے ساتهه یونانیوں کے هاں بهي اُس دیوتا مانا جاتا تها انجام کو یهه دونوں ایک سمجهے گئے

کے جسم میں حلول کرنے پر مجبور ہوا † بلکہ یاما دیوتا کي نسبت بهي جو مردوں کا سخت حساب کتاب اور نیاؤ کرنیوالا هي ایک روایت میں بیان کیا گیا هي کہ اُسکو ایک فعل کي وجہہ سے جو اُسنے بحیثیت اپنے عہدہ کے کیا برهمن کي بد دعا سے غلام کي جون میں آنا پڑا ‡ *

ظاهر هی کہ ایک راجہ کے جگ اور بلدانوں سے تمام دیوتوں کو جو خطرہ اور ضرر پهونچنے کو تها اُسکے دفعہ کرنے کے واسطے بشن جي نے پانچواں اوتار لیا اور ایک اور راجہ نے تینوں عالم کو حقیقت میں فتح کرلیا اور تمام دیوتوں کو بجز تین اعلی دیوتوں کے بهاگنے اور مختلف جانوروں کي صورت میں اپنے آپ کو چهپانے پر مجبور کیا § اور ایک تیسرا راجہ انسے بهي بڑہ کر رها کہ اُسنے اِن دیوتوں کو اپني پرستش کرانے پر مجبور کیا || اِس قسم کي بہت سي مثالیں هیں اِنمیں سے ہمنے صرف چند بیان کیں بلاشبہہ یہہ سب باتیں اس غرض سے ایجاد هوئیں کہ رسومات کي بجاآوري کي خوبیاں ظاهر هوں اور اُس سے برهمنوں کي قدر اور اُنکو فائدہ زیادہ هو لیکن یہہ سب پہلے زمانہ کي روایتیں هیں اور جن خیالات سے کہ لوگ آج کل خداتعالی کي پرستش پر رجوع کرتے هیں وہ خیالات نہیں هیں اگلے زمانہ میں بلدانوں اور ریاضتوں سے جو مقصد حاصل کیئے جاتے تهے وہ اب اعتقاد سے حاصل کیئے جاتے هیں اِس نئے قاعدہ کے پیرو بید پر اور تمام عبادت کے طریقوں پر جنکي اُس میں هدایت اور تاکید هي کچهہ مخفي طور پر حقارت سے نظر نہیں کرتے جو کہ کوئي مذهب اخلاق سے بالکل خالي نہیں هوتااسلیئے اِس نئے قاعدے کي پیروي کرنے والے پاک صاف طور سے زندگي بسر کرنے

† وارڈ صاحب کي کتاب جلد ۳ صفحہ ۳۱

‡ وارڈ صاحب کي کتاب جلد ۳ صفحہ ۵۸

§ کینیڈي صاحب کي تحقیقات کي کتاب صفحہ ۳٦۸

|| وارڈ صاحب کي کتاب جلد ۳ صفحہ ۷۵

یعني گناہ کرنے کي تعلیم کرتے ہیں اگرچہ نیک کاموں کي ہدایت نہیں کرتے لیکن جزو اعظم اس نئے مذہب کا یہہ ہی کہ فرقہ کے گرو کے خاص دیوتا پر تمام توکل اور بھروسہ رکہا جاوے اُس دیوتا پر بڑا اعتقاد اور بھروسہ رکھنے سے اور تمام نقص اور قصور دور ہوجاتے ہیں اور بغیر اس توکل اور اعتقاد کے جسپر تمام باتوں کا حصر سمجہا گیا ہی کسي رسوم مذہبي یا قواعد اخلاق پر توجہہ کرنے سے کچہہ حاصل نہیں ہوتا یہہ مذہب بھاگوت گیتا میں بیان اور تعلیم ہوا ہی اور اس کتاب کو کالبروک صاحب اِس مذہب کے فرقہ کي اصول کي کتاب سمجھتے ہیں *

ہندوؤں کے مذہب میں یہہ ایک غیر مترتب بات ہی گو اسي مذہب پر بالکل موقوف نہیں کہ دیوتوں کا زمانہ حیات معین ہی چنانچہ مدت دراز کے جگ کے اختتام پر دنیا معدوم ہوجاتي ہی اور تریمورت یعني برما بشن مہیش اور تمام اور دیوتے عدم کي راہ لیتے ہیں اور صرف تمام سببوں کا سبب اول یعني خدا تعالے بے انتہا خلا میں باقي رہتا ہی اور بعد مدتوں کے گذر جانے کے خدا تعالی کي قوت پھر حرکت میں آتي اور تمام مخلوق انسان اور دیوتے سب پھر پیدا ہو جاتے *

کوئي شخص اسبات کو بمشکل یقین کریگا کہ اسقدر جاہلانہ اور طفلانہ کہانیاں جنمیں سے اکثر کا اوپر بیان ہوا نہایت قدیم اور نہایت نصف وحشي زمانوں کي باقیات نہیں ہیں لیکن باوجود اسکے کہ مذہب عیسائي کي اصلیت بہت مقدس اور عمدہ تہي مگر علم کے زوال پکڑنے پر اس مذہب میں بھي ایسے ہي ذلیل اور معیوب باطل خیالات کا داغ لگنے سے باز نہیں رہا اور اسلیئے ہم بھي یقین کرلیں جیسا کہ نہایت آگاہ دل مشرق کے لوگ یقین رکہتے ہیں کہ مذہب ہنود کسي زمانہ میں بہت زیادہ خالص تہا اور تمام اور علموں کے زوال پکڑنے سے یہہ بھي اپني موجودہ حالت میں تنزل کرگیا *

اوپر کے بیانوںمیں ہمنے اور ملکوں کے مذہب کا حوالہ دینے سے اجتناب کیا ہي یہہ بات ممکن ہی کہ قدیم حالات کي تحقیق کرنیوالے لوگ اب بھي ہندوؤں اور یونانیوں یا مصریوں کے دیوتوں کے درمیان میں کوئي تعلق اصول یا اصلیت کا دریافت کرنے میں کامیاب ہووین لیکن بیروني حالات اُن قوموں کے دیوتوں کے اِسقدر مختلف ہیں کہ اگر یونانیوں یا مصریوں کے دیوتوں پر حوالہ کرنے سے کسیطرح اِنمیں اور اُنمیں تعلق ثابت کرنیکا قصد کیا جاوے تو طبیعت بالکل گمراہ ہوجاویگي *

معاد کا بیان

اب ہمکو ہندوؤں کے اُس عقیدہ کا کچھہ تھوڑا سا بیان کرنا باقي رہا جو وہ معاد کي نسبت رکھتے ہیں اُنکا خاص اور مشہور مسئلہ اواگون ہی لیکن وہ یہہ اعتقاد بھي رکھتے ہین کہ حیات کے مختلف درجوں میں سے ایک درجہ یہہ بھي ہی کہ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے موافق بیکنٹھوں میں (جنکا بیان ہوچکا) ہزارہا برس تک عیش و عشرت میں رہیگا یا نرکوں یعني دوزخوں میں (جو ہندوؤں کے نزدیک بہشتوں سے بہت زیادہ ہیں) ہزارہا برس تک تکلیف اور عذاب سہیگا مگر کوئي شخص گو کیسا ہي بد اعمال کیوں نہو انجام بخیر ہونیسے مایوس نہیں ہوتا چنانچہ بد سے بدکردار آدمي اواگون کے سبب سے لوٹ پھیر اور عذاب اور تکلیفیں بھگت کر آخر کار ایک بہتر زندگي اور بیکنتھہ میں وہ اعلی درجہ پاسکتا ہی جس سے بڑہ کر ممکن نہیں یعني بھگوان کي ذات میں وصل ہوجاتا ہی *

ہندوؤں کے ہاں معاد کے عیش و آرام اور نعمتوں یا رنج و عذاب کا بیان نہایت مبالغہ سے شاعرانہ کیا گیا ہی وہ کہتے ہیں کہ جب نیک اور صالح آدمي کي روح جسم سے جدا ہوتي ہی تووہ نہایت خوشنما راستوں میں خوشبودار اور سایہدار درختوں کے سایہ میں ایسي نہروں پر گذرتي ہوئي جنمیں کثرت سے کنول کے پھول کہلے ہوتے ہیں اِس شان و شوکت سے پاتا

دیوتا کے حضور میں جاتي هی که راہ میں چاروں طرف سے پھولوں کي بھیر هوتي هی هوا نیکوں کے گن گانے سے گونج جاتي هی اور فرشتوں کي سریلي آواز کیفیت دیکھاتي هوتي هی اور بد کرداروں کي روح کا گذر نہایت تنگ و تاریک اور خوفناک راستوں سے هوتا هی اور کبھي جلتے هوئے ریت اور سخت خاردار پتھروں پر جنسے هر قدم پر پاؤں زخمي اور لہولہان هوتے جاتے هیں هوتا هی غرضکه وہ برهنه خاک و خوں میں آلودہ بھوکا پیاسا خشکي سے زبان پر کانٹے پڑے هوئے گریه و زاري چیخ پکار کرتا هوا ایسي حالت میں که چاروں طرف سے بھوبل اور انگارے برستے بھوت پریت ڈراتے دیھمکاتے هیں جلتا بھنتا جاتا هی † جن نرکوں میں اِن بدکرداروں کو جانے کا آخرکار حکم هوتا هی اُنکي نسبت بھي ایسے هي کچھه خیالات هیں اور اُنکا حال اُس سنجیدگي اور شان و شوکت کے ساتھه بیان کیا هی که اُسکے سنے سے دوزخ نظر میں پھر جاتي هی *

اس وعدہ اور وعید کا اثر اخلاق پر

یہه وعدہ وعید همیشه شخص متوفی کے اچھے برے اعمال سے متعلق هی مگر زندوں پر اُسکا بہت کچھه اثر هوتا هی اس اعتقاد کا بہت اچھا اثر جو اخلاق کي استعانت کرنے کي قابل هی اُسکو عبادت کے طریقوں پر توجهه کرنا اور اعتقاد کو موثر جانا اور کفارہ ادا کرنے سے گناهوں سے پاک صاف هوجانے کا یقین کرلینا نہایت ضعیف اور کم زور کرتا هی *

اور اس مذهب کا اندروني اثر اُسکے معتقدوں کے حق میں به نسبت مذکورہ بالا عیبوں کے اور بھي زیادہ مضر هی کیونکه نہایت برے اور باطل توهمات جو اس مذهب میں هیں اُنکے باعث سے طبیعت عمدہ اور نہایتْ عالي خیالات کے قابل نہیں رهتي اس مذهب کا قطعي مقصود اس عالم کا عیش و آرام اور انجام کو بھگوان کي ذات میں جذب هو جانا هی جس سے بڑے بڑے کاموں کے کرنے اور اُنکے باعث اس عالم سے

† وارڈ صاحب کي کتاب هندوؤں کے حالات کي جلد ۳ صفحه ۳۷۴ *

گذر جانے کے بعد اپنی شہرت چھوڑ جانے کا شوق بالکل جاتا رهتا هی
اور علم اور قوانین کے بجاے بهي مذهب سے کام لیئے جانے کے سبب سے
علم اُسي درجه تک ترقي پاکر رهگیا جس درجه پر اُس زمانه میں
پہونچا تها جس زمانه میں هندو الهام اور مکاشفه هونے کا ادعا کرتے هیں
اور لوگوں کے چال چلن طور و طریقه میں اس مذهب کي مزاحمت سے
یهه خرابي پیش آئي که آزاد منش لوگوں کے عالي حوصلگي اور وسیع
خیالات نیست و نابود هوگئے اور انسان بمنزله ایک ایسي کل کے هوگئي
جو برابر معمولي کام کیئے جاتي هی عام قاعده هی که جب کسي قوم کے
آدمیوں کو آزاد طبع چهوڑ رکها جاتا هی تو جن ترقیوں کي ضرورت پیش
آتي جاتي هی وه خود بخود هوتي چلي جاتي هیں اور تهوڑي هي
پشتیں گذرنے کے بعد بغیر معلوم هونے کسي ایک شخص کي کوشش کے
سب کي سب قوم کے حالات اور عادتیں بدل جاتي هیں لیکن جبکه مذهب
کي پابندي هوتي هی تو ایک ذرا سي نئي بات کرنے کے لیئے ایسي
جرات اور محنت درکار هوتي هے جیسے که ایک صدي کي نئي ایجادوں
کے تهوڑي سي دیر میں کرلینے کے لیئے چاهیئے هندوؤں میں یهه آفت
هی که اگر کوئي شخص اپني غذا میں بهي ذراسي تبدیلي کرے یا ایسے
مذهبي یا ملکي انتظام کے مسئلوں میں سے کسي مسله کو مان لے جو
اُن مسئلوں کے برخلاف هو جسکو اُسکے همجنسوں نے قایم اور مقرر کیا
هی تو اُسکو اپنے مذهب اور دوست آشناؤں سے هاتهه دهونا پڑے *

جس موقع پر مذهب نو ایجاد باتوں کے مزاحمت میں بہت کم
کامیاب هوا هی وه صرف اُسکي اپني هي ذات هی اس میں کچهه شک
نهیں که علی‌العموم مذهب کي اصل کو وحي سے مانا جاتا هی مگر
اُسکي هر ایک شعبه کي قدر و منزلت متفاوت هوتي هی اور یکساں
مقاموں کے جداگانه معني سمجهے جاتے هیں ان متنازعه مسئلوں کے
تصفیه کے لیئے اور مذهبي طریقه کے یکساں برتاؤ کرانے کے لیئے جو حاکموں کي

کوئي مذهبي کونسل یا کوئي اکیلا بڑا سردار نہیں هی اسلیئے بہت سے ایسے فرقے هوگئے هیں جنکے طریق اور مسائل میں اختلاف هی *

فرقوں کا بیان

ان فرقوں میں سے تین بڑے فرقے هیں ایک شیوائے یعني شب کا معتقد فرقہ دوسرا وشنوئي یعني بشن کا معتقد فرقہ تیسرا سکتائي یعني وہ فرقہ جو برهما بشن مہیش کے تریود میں سے کسي ایک کي سکتي یعني قوت فاعلیہ یا زوجہ کا معتقد هوتا هی *

اِن فرقوں میں سے بہت شاخیں پہوٹ کر بہت سے فرقے هوگئے هیں جو اصل فرقہ کے دیوتا کي مختلف صورتوں کے جدا جدا معتقد هوتے هیں اور اُنہوں نے اصل فرقہ کے عقاید کے اصول پر اپنے عقیدے اور مسائل قایم کرلیئے هیں مگر سکتائي فرقہ کے صرف تین شعبہ هوئے هیں جو باهم کچھہ زیادہ اختلاف نہیں رکھتے اور وہ دیبیوں هي کے معتقد هوتے هیں دیبي پاربتي کا معتقد فرقہ استقدر کثرت سے هی کہ باقي دونوں بڑے دیوتوں کے سکتیوں یا دیبیوں کے معتقد دونوں سکتائي فرقوں کے جمع کرنے سے بهي زیادہ رهتا هی *

اِن بڑے تین اصل فرقوں کے علاوہ اور چهوٹے چهوٹے فرقے بهي هیں جو سورج اور گنیش کي پرستش کرتے هیں اور اور بهي چهوٹے فرقے ایسے هیں جو بظاهر هندو معلوم هوتے هیں مگر حقیقت میں سواے ایک خدا کي ذات کے ماننے کے کسي دیبي دیوتا وحي و الہام کو قبول نہیں کرتے سکهونکا جنکا بیان آگے آویگا ایک ایسا فرقہ قایم هوا هی جس میں ایسي عجیب نئي نئي باتیں هیں کہ اُنکے سبب سے اُس فرقہ کے طریقہ کو ایک نیا مذهب کہنا چاهیئے *

یہہ خیال نکرنا چاهیئے کہ هر ایک هندو کسي نہ کسي مذکورہ بالا فرقہ سے تعلق رکهتا هی بلکہ وہ لوگ جو ایک وسیع طریقہ مذهب کي پیروي کرتے هیں اور خاص خاص دیوتوں کي پرستش کرنے کے مخالف

هیں اور بید اور پوران وغیرہ هي سے اپنے مسائل کا استنباط کرتے هیں اُن رسموں کے پابند نہیں هوتے جو بید اور پوران کے علاوہ اور کسي طرح سے قایم هو جاتي هیں اور بڑے پکے هندو هوتے هیں ظاهر هی که بہت بڑا فرقه برهمنوں کا جو آج کل موجود هی وہ اس طریقه کا پابند هی † لیکن غالباً ایسا معلوم هوتا هی که اِن میں سے بهي سیواے حکیمانه مذهب رکهنے والوں کے سب لوگ خاص خاص دیوتوں کے طرندار هوتے هیں اور برهمنوں سے کم درجه کي ذاتوں کے اُن لوگوں کي نسبت بهي زیادہ تحقیق اور یقین کے ساتهه یهي بات کهي جاسکتي جو صرف ضروري فرضوں هي کو دریافت کرنے پر بس نکرکے اور تحقیقاتیں کرتے هیں اهل تحقیق کي راے یهه هے که هندوؤں کے معبودوں میں سے ایسے معبود جنکي پوجا پر عام توجهه هندوؤں کي هوتي هی وہ بشن کے اوتار هیں اور تمام بنگالہ اور هندوستان خاص میں یهي اوتار لوگوں کے خیال میں سماے رهتے هیں هرچند که شب کے مندر اور نشان جابجا علےالعموم پاے جاتے هیں مگر شب کے پوجنے والے بہت هي کم هیں اور اُن کے دلوں میں شب کي عظمت کچهه تهوڑي سي هوتي هی یهه معلوم هوتا هی که شب جي همیشه برهمنوں کے فرقه کے مربي دیوتا رهی هیں عموماً لوگوں کے دلوں میں اُنکي پوجا پتري کا جوش خروش کبهي نہیں هوا ‡ اور اگر کہیں شب کي پرستش کرنے والا فرقه کچهه سر برآوردہ بهي هے تب بهي وهاں کے بہت سے لوگ رام اور کرشن جي کی انسانیت کي باتوں اور دلچسپ کاموں کي طرف زیادہتر راغب هوتے هیں رام کي پوجا جمنا کے دونوں کناروں پر اور گنگا کے شمال و مغرب کي طرف بڑے زور و شور سے هوتي هے لیکن کرشن جي کي پرستش کی گنگا کے مشرقي کنارہ § اور وسط هند اور

† پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۶ صفحه ۲
‡ پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۷ صفحه ۱۶۹
§ ایضاً صفحه ۵۲

اور مغرب † میں بڑي دھوم دھام هی لیکن رام کي تعظیم و تکریم هرجگهه علی العموم هوتي هی یهانتک که عام ملاقات کے وقت تمام هندو بجاے سلام کے رام کا دو بار نام لیتے هیں سب جگهه اصلي تین فرقوں میں سے شیوائے فرقه کے لوگ یعني شب کے ماننے والی بہت زیادہ هوتے هیں اور هرقسم کے لوگوں میں شب کے مان نے والے میسور اور مرهٹوں کے ملک میں کثرت سے هوتے هیں اور باقي جنوب میں بشن کے ماننے پهیلے هوئے هیں لیکن وهاں بشن کي پوجا کچهه انساني صورت میں بحیثیت رام اور کرشن کے اوتار کے نهیں هوتي بلکه خاص بشن کي پرستش باعتبار حافظ اور حاکم هونے کل عالموں کے هوتي هی ‡ اور سکتاني یعني دیبیوں کے معتقد اوروں میں ملے جلے هوتے هیں البته کهیں کهیں خاص خاص مقاموںمیں کثرت سے بهي هوتے هیں بنگالے کے تین چوتهائي آدمي دیبیوں کے ماننے والے هیں جنمیں سے بهت سے درگا یعني پاربتي کي پرستش کرتے هیں § *

اِن مختلف فرقوں میں اگرچه کسیقدر باهم تعصب هی مگر ایسا قوي اور سخت نهیں هی جو بظاهر کچهه معلوم هو چنانچه اهل یورپ اُنکے باهمي اختلاف سے جب تک که پروفسر ولسن صاحب اور کالبروک صاحب اور بکانن صاحب کي تالیفیں ملاحظه نکریں بهت کم واقف هوتے هیں هندوؤں میں هر فرقے کے آدمي اگرچه پیشاني پر طرح طرح کے ٹیکے اِسلیئے لگاتے هیں که اُنسے هر فرقه کا تفاوت ظاهر هو لیکن اب اُن ٹیکوں سے یهه مراد حاصل نهیں هوتي کیونکه وه ٹیکے جو خاص

† ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان

‡ بکانن صاحب کا قلمي نسخه جو لندن کے دفتر هندوستان میں هی یهه بشن کے معتقد لوگ یا تو پکے هندو هونگے یا رام نوج کے پیرو هونگے

§ پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۷ صفحه ۲۱۳ و ۲۲۱

وضع هندوؤں کي هیں قوم کي علامت سمجھے جاتے هیں کسي خاص فرقه کي نشاني نہیں معلوم هوتے *

جو لوگ کسي فرقه میں شامل هونا چاهتے هیں تو اُنکو اُس فرقه کا گرو کچھه منتر کان میں پھونک کر اپنے فرقه میں ملا لیتا هی جسکے لفظ اکثر گایتري سے ملتے جلتے هوتے هیں جو برهمن ابتدا میں اپنے شاگردوں کو سکھایا کرتے هیں *

فرقوں کي قدامت میں فرق اور اختلاف هی کوئي بہت زیادہ قدیم هی کوئي اُس سے کم اور کوئي اُس سے بھي کم تین دیوتوں اور اُنکي دیبیوں کي پرستش غالباً قدیم سے هوتي چلي آتي هی † لیکن یہہ بات بخوبي تحقیق نہیں هی که اِن دیوتوں میں سے ایک پر ایک کو فوق اور بزرگي دینے کي ابتدا لوگوں میں کب سے شروع هوئي هی جس سے آجکل کے فرقے ممتاز هیں غالب یہہ هی که یہہ بات به نسبت اُنکي علحدہ علحدہ پرستش هونے کے بہت بعد کو ظہور میں آئي هی *

یہہ قریب تحقیق کے هی که اِن مختلف فرقوں کي بنیادیں رام کرشن مختلف اوتاروں کي پرستش کے سبب سنه ٨٠٠ ع کے بعد قائم هوئے هیں ‡ بید کا رواج اوٹھه جانے سے جس سے هندوؤں کا خالص مذهب نکلا هی بیشک بہت سے فرقے هوگئے بید کي بموجب عمل کرنا صرف تین

† پروفسر ولسن صاحب نے اپني تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کے جلد ١٧ صفحه ٢١٨ میں ایک کامل یقین دلانیوالي دلیل اِسبات کي لکھي هی که پاربتي کي پوجا قدیم سے هوتي چلي آئي هی چنانچه ایک مندر اِس دیبي کا کماري دیبي کے نام سے مشہور هی جس سے ثابت هوتا هی که هندوستان کے جنوبي راس کا نام راس کماري اِس مندر کي وجهه سے مشہور هوا جسکا بیان کتاب پریپلس میں جو اریئن نامي یوناني کي تصنیفات سے سمجھي جاتي هی مندرج هی اور یہہ کتاب سنه ٢٠٠ ع میں تصنیف هوئي تھي

‡ ایک کتاب میں جسمیں سنکراچارج جي کے وقت کے مختلف فرقوں کے مسائل مندرج هیں اِن فرقوں کا کچھه ذکر نہیں هی اور سنکرا چارج جي گیارهویں صدي میں گذرا هی

فرقوں پر منحصر کیا گیا تھا جنمیں سے دو بالکل معدوم سمجھے جاتے ہیں اور ایک فرقہ جو باقی ہی رہ اپنے اصلی فرضوں کے ادا کرنے میں حد سے زیادہ قاصر ہوگیا ہی اِن ہی سببوں سے اُس اصلی مسائل کی کتاب کا رواج بالکل جاتا رہا ہی اور مذہبی خیالوں میں جو تبدیلیاں ہوئیں اُنکے مناسبت سے ایک نیا مجموعہ مروج ہوگیا ہی *

اِس حال کے رواج پائے ہوئے مجموعہ میں بھجن اور منتر اور پوجا کے طریقے اور کہیں کہیں بید کے فقرے بھرے ہوئے ہیں جسپر آجکل پوجا پات وغیرہ کا دار مدار ہی † اور اِس مجموعہ کی کیفیت کالبروک صاحب نے اپنے تین جواب مضمونوں میں جو پانچویں اور ساتویں جلد کتاب تحقیقات حالات ایشیا میں چھپے ہیں بخوبی بیان کی ہی اُس مجموعہ میں جسکے کچھہ کچھہ فقرے منو کے مجموعہ میں ہم پاتے ہیں یعنی بید میں اور اِس حال کے رواج پائے ہوئے مجموعہ میں بہ نسبت اُسکے بہت کم اختلاف ہی جو ہمارے قیاس کی بموجب ہونا چاہیئے تھا طہارت اور گایتری کے دھیان گیان کے طول طویل طریقے جو اِس حال کے مجموعہ میں مندرج ہیں وہ اصل بید کے مطابق ہیں اور اگرچہ منو کو اُنکے بیان کرنے کا کوئی موقع نہیں ملا مگر منو کے زمانہ میں بھی اُنکا ہونا ممکن ہی اِس حال کے مجموعہ میں دیوتا اور هندوؤں کے معبود وہی ہیں جو پہلے سے چلے آتے ہیں یعنی پانی ہوا آگ وغیرہ اور اور قدرتی قوتیں البتہ کرشن کا چرچا ایک نئی بات ہی سو اُنکا تذکرہ کہیں کہیں ہی *

علاوہ اور نئے طریقوں کے اِس حال کے مجموعہ میں برھما بشن اور شب کا دھیان گیان اِنسانی صورت تصور کرکے کرنے کی ہدایت ہوئی ہی اور اکثر مقاموں میں جہاں بشن کا ذکر کیا ہی وہاں یہہ جملہ نقل کیا ہی کہ بشن نے تین قدم بھرے اور یہہ ایک فقرہ بید کا ہی جس سے پانچویں

† وارڈ صاحب کی هندوؤں کے حالات کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۲۶۲

اوتار کیطرف اشارہ ہوتا ہی اسلئے بار بار اِس مجموعہ میں لکھنے سے یہہ غرض معلوم ہوتی ہی کہ بید میں بشن کے اوتاروں کی سندیں بہت ہی کم ہیں کالبروک صاحب نے اپنے جواب مضمونوں میں صرف اُنہیں پانچ رسموں پر جو بطور مذہبی فرض ہندوؤں کے منو کے زمانہ میں پائی جاتی تہیں بحث کی ہی لیکن ایک نئی قسم کی پرستش جسکا منو کے قواعد میں کچھہ مذکور نہیں ہی آجکل ہندوؤں کا ایک بڑا مقدم فرض ٹھہری ہی یعنی یہہ بتوں کی پوجا ہی جنکے روبرو ہر روز بلا ناغہ سجدہ ہوتا ہی پھول پھل چڑھائے جاتے ہیں اور اور پوجا پتری کی باتیں ہوتی ہیں اور خوشبوئیں سلگائی جاتی ہیں اچھے اچھے پکے ہوئے کھانوں کا بھوگ لگایا جاتا ہی بہت سے بتوں کو اُنکے معتقد نفیس نفیس پوشاک پہناتے ہیں عمدہ عمدہ جواہرات زر و زیور سے آراستہ کرتے ہیں غرضکہ تمام آرایشیں جو انسان کیا کرتے ہیں بتوں کی کرتے ہیں *

ہندوؤں کی رسمیں بہت سی ہیں مگر ایسی نہیں ہیں جو دلمیں جگہہ کرسکیں اور اُنکی عبادت اور دعا کے قاعدے جنکا نمونہ کالبروک صاحب کے بیان میں ہی باوجودیکہ عمدہ مضمون بھی دعا کے ہیں بہت ہی بیمزہ اور پھیکے اور دقت طلب ہیں ہر شخص ہر روز اکیلا اپنے گھر میں خواہ کسی مندر میں یا کسی دریا یا تالاب کے کنارہ پر جہاں اُسکا جی لگے پوجا کرتا ہی جسکی تنہائی کے سبب سے اُسکی پوجا پاٹ کا اثر اگر دیکھنیوالوں کے دلوں پر کچھہ نہو تو اُسکا کسیطرح وہ تدارک نہیں ہوسکتا جو اوروں کے شریک ہوکر پوجا کرنے سے ممکن ہی اگرچہ پرستش کا طریقہ بدل گیا ہی مگر اوقات اور موقعے اُسکے وہی ہیں جنکا منو کے مجموعہ میں ہمنے بیان کیا ہی حمل رہنے کے زمانہ سے انسان کے مرنے کے بعد تک وہی رسمیں ہوتی ہیں جو ہوتی چلی آئی ہیں اور ہمیشہ ہر روز ایک ہی طرحکی دعائیں اور بلدان اور چڑھاوے ہوا کرتے ہیں لیکن اُنکے مختصر کرنے میں بہ نسبت منو کے مجموعہ کے گو اُسپر اُسکے زمانہ میں

کچھہ ھي کیوں نہ عمل کرتا ھو بہت زیادہ آزادي اختیار کي گئي ھی * بڑا پکا برھمن اِس زمانہ میں بھي ایک دن میں چار گھنٹے سے کم پوجا پات میں مصروف نہیں رھتا لیکن اگر دنیادار برھمن ھو تو سارے مذھبي فرائض کو آدہ گھنٹہ میں بھي ادا کرسکتا ھی اور اُس سے کم درجہ کے ذات کا آدمي صرف اشنان کرتے وقت اپنے مربي دیوتا کا نام جپنے پر قناعت کرتا ھی † *

سادہ سنتوں کے فرقوں کي عظمت کا بیان

سادہ سنتوں کے گروھوں کو فرقوں کے زیادہ ھونے سے زیادہ عظمت حاصل ھوئي اور اُس عظمت کے باعث سے فرقے زیادہ ھوئے غرض کہ یہہ دونوں باتیں باھم ایک دوسرے کے معاون ھیں ھر گروہ سادھوں کا کسي خاص دیوتا کي عبادت کرتا ھی اور اُس فرقہ کي فخر و عزت اُسي دیوتا کي تعظیم و تکریم پر موقوف ھوتي ھے اِسلیئے اُس فرقہ کے سادہ لوگونکو اسبات کي تعلیم کرتے ھیں کہ ھمارے دیوتا پر اعتقاد لانا تمہاري خواھشوں کے پورا ھونے اور تمہارے گناھوں کے بخشے جانے کا ذریعہ ھوگا اور علاوہ اِسکے سادہ لوگ اپنے چیلوں سے زندگي بھر ایسي بے عذر اطاعت کے خواستگار ھوتے ھیں جیسے کہ بموجب منو کے مجموعہ کے برھمن گرو اپنے چیلے سے صرف امتحان ریاضت کے زمانہ میں چاھتا تھا غرض کہ یہہ سب دست اندازیاں سادہ سنتوں نے برھمنوں کے اختیارات مذھبي پر کي ھیں اور انھي کے باعث سے رقابت اور دشمني دو نوں گروھوں یعني برھمنوں اور سادہ سنتوں میں ھوگئي ھی لیکن جو طریقہ گوشائیوں نے اختیار کیا ھے اُس سے اپنا مطلب نکالنے میں برھمن بھي اپني طرف سے نہیں چوکے چنانچہ جس طرح سے گشائیوں نے لڑکوں کي ھدایت اور تربیت کا طریقہ اختیار کیا ھی اُسیطرح اُنھوں نے بھي اختیار کیا ھی چنانچہ فرقہ رام

---

† وارڈ صاحب کي کتاب حالات ھنود

نوج کے چوراسي گرو یعني پیشواؤں میں سے اوناسي گرو دنیادار برهمن هیں * †

لوگوں کے اِن گرو یعني پیشواؤں کي قوت هندوؤں کے مذهب کي نهایت عجیب اور طرفه ایجاد هی چنانچه ان گرو یعني پیشواؤں میں سے بهت سے دکهن میں بڑے بڑے کارخانے رکهتے هیں جنکي امداد اُنکے معتقدوں کي طرف سے بذریعه وقف جاگیروں اور روپیه پیسه کے هوتي هی یهه سادہ لوگ اپني آمدني خاصکر خیرات کے کاموں میں صرف کرتے هیں لیکن بهت سي شان اور بهڑک اپنے دورہ کے زمانه میں رکهتے هیں چنانچه اُس زمانه میں اُنکے همراہ هاتهي گهوڑے اور نشان وغیرہ مثل دنیوي سرداروں کے هوتے هیں اور غول کے غول اُنکے چیلوں کے اُنکے ساتهه هوتے هیں اور جن ملکوں میں وہ گذرتے هیں وهاں کے تمام راجه باتي اُنکي عزت کرتے هیں اور ان سادهوں کا کام بهت بڑا هی یعني لوگوں کے اخلاق اور ذات کي حالت کي نگراني کرنے کو دورہ کرتے هیں اور یهه ایک محتسب کا کام اور اختیار اُنکو حاصل هی ‡ *

بدہ اور جین مذهب والوں کا بیان

هندوستان میں دو مذهب اور بهي هیں جو هندوؤں کے مذهب سے غیر اور جدا تو معلوم هوتے هیں مگر اُنکا تعلق بهي اُسي مخرج سے معلوم هوتا هی جس سے هندوؤنکا مذهب نکلا هی اور معلوم هوتا هی که قبل رواج ایک بالکل غیر مذهب کے جو مسلمانوں نے جاري کیا هندوستان کے لوگ اِن دونوں مذهبوں کا بهي لحاظ پاس کرتے تهے یهه مذهب بدہ اور جین فرقوں کے مذهب هیں *

یهه دونوں مذهب برهمنوں کے مسایل سے سلیم اور حلیم هونے اور جان پر رحم کهانے اور آواگون اور بدذاتوں کي روحوں کے پاک صاف

---

† بکانن صاحب کا سیاحت نامه جلد ۱ صفحه ۱۳۴ و جلد ۲ صفحه ۷۴ و ۷۵

‡ بکانن صاحب کا سیاحت نامه جلد ۱ صفحه ۲۱ و دیگر مقامات

هونے کے لیئے مختلف دوزخوں اور نیک آدمي کي روحوں کي آسایش اور آرام کے بیکنٹھوں پر اعتقاد رکھنے میں مشابہہ هیں اور تینوں مذهبوں کا بڑا مقصد روح کو ایک کامل سکون اور قرار کي حالت کا آخرکار حاصل هونا هی اور همارے نزدیک روح کي اس حالت میں اور معدوم هو جانے میں بہت کم فرق هی اور اس کے حاصل کرنے کے لیئے جو ذریعے عمل میں لائے گئے هیں وہ ان سب مذهبوں میں رنجوں اور سختیوں کا اٹھانا اور دنیا کے فکروں اور حاجتوں سے اور انسانیت کي باتوں سے جدا هو جانا هی هندوؤں کے مذهب اور ان دونوں مذهبوں میں جسقدر حیرت انگیز مشابہہ باتیں پائي جاتي هیں اُسیقدر اُنکے اختلاف بھي علی الخصوص بدھ مذهب میں حیرت افزا هیں *

بدھ مذهب والوں کا بیان

بدھ مذهب کے فرقوں میں نہایت قدیم فرقہ خداتعالی کے وجود کا منکر هی اور جو فرقی اس مذهب کے خدا تعالی کے وجود کو تسلیم کرتے هیں وہ اسکو عالموں کا خالق یا حاکم نہیں کہتے *

اُس قدیم فرقہ کے اعتقاد کے بموجب جو خدا کے وجود کے منکر هے بجز مادہ کے جو ازل سے ابد تک رهیگا اور کوئي شی وجود نہیں رکھتي اور مادہ میں ترتیب اور انتظام کي قوت ذاتي هی اور اگرچہ دنیا وقتاً فوقتاً معدوم هو جاتي هی مگر مادہ کي یہہ قوت اُسکو تھوڑي مدت میں بحال کرلیتي هی اور بے هدایت کسي دوسرے فاعل کے زوال اور پیدایش مکرر کي طرف همیشہ جاري اور مایل رکھتي هی

اور موجودات میں سب سے اعلی درجہ چند موجودات کو جو بدھ کہلاتے هیں اور انہوں نے اپنے آپ کو اپنے کاموں اور ریاضتوں سے جو حال کي دنیا اور پہلي دنیاؤں میں مدتوں تک آواگون میں رهکر بالکل غیر متحرک اور قرار پذیر رهنے کي حالت کو پہونچایا هی جو بڑي خواهش اور آرزو کي بات سمجھي جاتي هی حاصل هی *

بدھ مذھب کا وہ فرقہ جو خدا کے وجود سے منکر ھے ان صفتوں میں جو مادہ کے ھر جزو میں موجود ھیں عقل اور آگاھي اور ارادہ کو بھي شامل کرتا ھی اور دوسرا فرقہ اُن صفتوں کي تشریح جو زیادہ فہم میں آنے کي قابل † ھی اسطرحپر کرتا ھی کہ اُن سب صفتوں کو مجتمع کرکے ایک خاص مجموعہ شاید اُسکو علم یا قوت مدرکہ سمجھا جاوے اسطرحپر قایم کرتا ھی جس سے وہ سب صفتیں ایک تن واحد بن جاویں لیکن یہہ مجموعہ ھمیشہ حالت سکون و قرار میں رھتا ھی یعني اُسکي بلا تحریک اور مرضي کے اُسکي صفتیں یا قوتیں مادہ کے باقي حصوں پر عمل کرتي ھیں *

قریب قریب اُس اعتقاد کے جسمیں خدا کا وجود مانا گیا ھی بعضے بدھ مذھب والی فرقوں کي یہہ راے ھی کہ ایک ایسا وجود ‡ مطلق ھی جو ازل سے ابد تک رھیگا اور وہ غیر مادي اور علیم اور مختار ھی اور اور صفات حمیدہ بھي رکھتا ھی لیکن جیسا کہ مذکورہ بالا فرقہ کے اعتقاد میں بیان ھوا ھمیشہ قرار اور سکون کي حالت میں رھتا ھی اُن لوگوں میں سے جو ایسے خدا کے معتقد ھیں ایک گروہ تو اسباب کا قایل ھی کہ وہ ازل سے ابد تک رھیگا اور وہ بذات خود موجود ھی لیکن دوسرا گروہ مادہ کو دوسرا خدا سمجھہ کر اُسکا رفیق ٹھہراتا ھی اور دنیا کا اصلي خالق ایسے وجود کو سمجھتا ھی جو دونو کے اتفاق اور اجتماع سے قایم ھی *

لیکن کسي فرقہ کے قیاس یا اعتقاد کي روسے خداتعالی بجز اسباب کے اور کوئي فعل نہیں کرتا کہ اپني مرضي سے وہ اپني ذات خاص میں سے پانچ بدھ اور بقول بعضوں کے سات بدھ پیدا کرتا ھی اور اسیطرحپر اُن بدھوں میں سے پانچ یا سات اور وجود کہ وہ بدھس ساتوا کہلاتے ھیں

---

† اس فرقہ کا نام پراجنیکا ھی *

‡ اسکا نام ادھي بدھاے جسکے معنے اول عقل یا علم کے ھیں *

پیدا ہوتے ہیں اور ہر بدھس ساتوا کو باری باری سے ایک ایک دنیا پیدا کرنے کا کام سپرد کیا جاتا ہی *

لیکن بموجب بدھوں کي راے کے آرام اور خوشي اور کمال حاصل ہونے کے واسطے سکون و قرار استقدر ضروري ہی کہ جہانتک ممکن ہوتا ہی بدھس ساتوا کو بھي اپني مخلوق کي پرورش اور قیام کے کام سے بے تعلق رکھا گیا ہی بعض خیال باندھنے والی یہہ خیال کرتے ہیں کہ ہر بدھس ساتوا دنیا کو ایسي قوانین کے بموجب بنا تا ہی کہ اُنکی سبب سے اُسکے کام خود بخود جاري رہتے ہیں اور بعضوں کا یہہ قیاس ہی کہ اُسکو قایم رکھنے کیواسطے کمتر درجہ کے نائب مقرر کیئے ہیں اور بموجب ایک مسئلہ کے موجودہ دنیا کے بدھس ساتوا نے مشہور ہندوؤں کے تریوت کو پیدا کیا اور اُن پر پیدا کرنے اور قایم رکھنے اور غارت کرنے کے کاموں کو چھوڑ رکھا ہی *

بدھوں کي نسبت جو بذریعہ بہت سے اواگون کے بدھ کے درجہ کو پہونچے ہیں مختلف رائیں ہیں بعضوں کي مثل دہریہ فرقہ کے جو خدا کا منکر ہی یہہ راے ہی کہ بدھ مثل اور انسانوں کے جداگانہ قدرتي مخلوق ہیں اور اُس حالت قرار اور سکون میں اکر جسکي اُنکو بہت آرزو ہوتي ہی اُنکا وجود بے تعلق ہوجاتا ہے یعني اُنکے خالق کو اُن پر کچھہ قابو باقي نہیں رہتا اور بعضے فرقے یہہ کہتے ہیں کہ بدھ ہستي مطلق کي ذات میں سے کسي دوسرے بدھ یا بدھس ساتوا کے ذریعہ سے پیدا ہوتي ہیں اور آخر کار اُنکو یہہ جزا نصیب ہوتي ہی کہ وہ ذات الہي میں جذب ہوجاتے ہیں *

اس دنیا میں اور اس سے پہلے دنیاؤں میں بہت سے انساني بدھ اس قسم کے † ہوئی ہیں لیکن سات آخر بدھوں کا خاص حال بیان

---

† ہاٹسن صاحب نے کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۶ صفحہ ۴۴۶ میں درجہ اول کے ایکسو تیس بدھوںکي فہرست بیان کي ہی *

کیا گیا هی اور قطع نظر سب سے پچھلے کا حال بہت مشہور معروف هی اسکا نام گوتاما یا سکھیا تھا اُسینے مذهب موجودہ کو لوگوں پر ظاهر کیا اور پرستش اور اخلاق کے قاعدہ قایم کیئے اور اگرچه مدت هوئي که اُسکو بوتو وجود حاصل هوگیا مگر اب بھي اُسکو اس دنیا کا مذهبي سردار سمجھتے هیں اور جب تک که وہ اپنا پانچھزار برس کا دورہ پورا نکرلیگا جو اُسکے لیئے مقرر هی اُسکو رهنماے مذهب سمجھتے رهینگے *

اس قسم کے بدھوں سے کمتر بیحد مختلف درجوں کے بدہ هیں ظاهرا ان میں ایسے آدمي داخل هیں جنھوں نے اپني زندگي کو نیم دھرم سے بسر کرکے کمال کے برتر درجوں تک رسائي حاصل کي هی *

علاوہ بدھوں کے سلسلہ کے اور بیشمار آسماني اور زمیني موجودات هیں اُنمیں سے بعضے تو اصل هیں اور بعضے هندوؤں کے دیوتوں میں سے بلا کسي تبدیلے کے لیلي گئي هیں † اور مختلف ملکوں کے بدہ مذهب کے لوگ بہت سي باتوں کا آپسمیں اختلاف رکھتے هیں مثلاً نیپال کے بدہ هندوؤں کے خیالات باطل میں نہایت مبتلا هیں گو ملک چین میں مذهب کي عام خاصیت صاف صاف هندوؤں کے مذهب کي سي هی

---

† هاکسن صاحب نے کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۶ صفحه ۴۳۵ لغایت ۴۳۵ میں جو کامل اور بہت صاف بیان بدہ مذهب کا کیا هی اُسي بیان میں سے همنے مسائل مذکورہ بالا نقل کیئے هیں لیکن صاحب موصوف کے دلائل اور اور کاغذ جو لنڈن کي شاهي ایشیا تک سوسیئٹي کے حالات کي کتاب اور ایشیا تک سوسیئٹي کلکته کے روز نامچه میں مندرج هیں اور نیز ایبل رموسٹ صاحب کے کاغذات مشموله روز نامچه سوانز سنه ۱۸۳۱ ع اور روز نامچه ایشیاٹک سنه مذکور اور کاغذات کاسمادي کورس صاحب مندرجه روز نامچه اشیاٹک سوسئیٹي کلکته اور کاغذات جانئین ول اور میجر مھوني صاحب مطبوعه تحقیقات ایشیا کي کتاب جلد ۷ اور پروفسر ولسن صاحب کي رائیونکو جو اُنکي تاریخ کشمیر مشموله کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۶ میں هیں اور صاحب موصوف نے جو حالات فرقه جین کے کتاب مذکور کي جلد ۱۷ میں اور نیز بدھوں کے پوجاریوں کے جوابوں کو جو مقام یوفام کي [illegible] اور تاریخانه کتب لنکا کے جلد ۳ میں مندرج هیں مطالعه کیا هی

بدھوں کا خدا اور وحي کو ماننے والا فرقہ نیپال میں پیدا ہوا ہی † اور دھرمہ فرقہ لنکا میں کمال پکڑے ہوئی ہی ‡ *

ایبل ریموست صاحب خیال کرتے ہیں کہ ملک چین میں خدا اور وحي کو نہ ماننے والے لوگ عوام‌الناس ہیں اور خدا اور وحي کو ماننے والے خاص خاص لوگ ہیں § *

بدھ لوگ برہمنوں سے بہت سي اور باتوں میں بھي اختلاف رکھتے ہیں چنانچہ بید اور پوران کي سند سے وہ انکار کرتے ہیں اور کوئي ذات نہیں رکھتی پوجاري لوگ ہردرجہ کے لوگوں میں سے ہوتے ہیں اور ہندوؤں کے پوجاریوں کي نسبت یورپ کے درویشوں سے زیادہ تر مشابہت رکھتے ہیں چنانچہ وہ دھرم شالوں میں رہتے ہیں اور ہمیشہ زرد پوشاک پہنے اور برہنہ پا اور سر اور ڈاڑھي مونڈائے رہتی ہیں اور اپنی مندر میں جمع ہو کر با قاعدہ پرستش کرتے ہیں اور سواریاں نکالنے اور بھجن گانے اور خوشبوئیں جلانے اور شمع روشن کرنے میں — رومن کیتھلک کے گرجوں کے پیرووں سے بہت مناسبت رکھتے ہیں || *

جیسي کچھہ کہ خرد مختاري اور بیقیدي ہندوؤں کے سادہ سنتوں کو ہوتي ہی ویسي ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوتي وہ مجرد رہنے کو از بس پسند کرتے اور نفساني لذتوں سے اجتناب کرتے ہیں †† اور وہ سب ایک مکان میں ایک ساتھہ بالاتفاق کہانا کہاتے ہیں اور ایک خاص

---

† بقول ہاڈسن صاحب

‡ جو سوالات مقام پونام کے کتب خانہ کي جلد ۳ میں مندرج ہیں اُنکے جوابوں کو ملاحظہ کرو کہ اُس کتاب میں تاریخانہ تحریروں کي حالت کیسي ہي کیوں نہو میري رائے میں وہ جواب معتبر ہیں

§ روز نامچہ سائنس بابت نومبر سنہ ۱۸۳۱ ع

|| تحریر ڈیوس صاحب کي کتاب حالات ایشیا شاعي ایشیاٹک سوسئیٹي کي جلد ۲ صفحہ ۱۵۹ اور ٹرنر صاحب کي تاریخ تبت

†† روز نامچہ رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۳ صفحہ ۲۴۲ *

وضع پر سوتے هیں اور اُنمیں سے کسیکو سوائے آٹھویں دن کے جسمیں وہ اشنان کو جاتے هیں † دهرم شالہ سے باهر نکلنے کي اجازت نہیں هوتي مگر کچھہ تھوڑي دور کے راسطے بعض بعض اُنمیں سے سب کے واسطے خوراک بہم پہونچانے کے لیئے هر روز دهرم شالہ سے باهر بهیک مانگنے کو نہیں بلکہ خیرات لینے کو جاتے هیں کیونکہ اُنکو خود سوال کرنے کي اجازت نہیں هی ‡ اور یہہ بدھ مذهب والوں کے پوجاري بجز اُن مندروں کے جو اُنکے دهرم شالوں سے متعلق هوتے هیں اور کہیں پوجا پات نہیں کرتے اور نہ اُنمیں دنیاداروں کو آنے کي اجازت هوتي هی دنیاداروں کے مندر اُنکے دهرم شالوں کي حد سے باهر هوتے هیں *

معلوم هوتا هی کہ ایک زمانہ میں عورتوں کے دهرم شالی بهي علی العموم هوتے تھے *

بدھ مذهب والے هر ایک ذي روح کی جان کي برهمنوں سے بهي زیادہ تر احتیاط کرتے هیں چنانچہ اُنکے پوجاري اس خیال سے کہ کوئي چهوٹا سا کیڑہ نکل نجاوے دو پہر کے بعد سے کوئي چیز نہیں کھاتے اور آفتاب کے غروب هوجانے سے پاني تک نہیں پیتے اور همیشہ ایک جهاڑن پاس رکھتے هیں جس سے جہاں کہیں بیٹھنے کا ارادہ کریں اول زمین کو جهاڑ بوهار کر صاف کرلیں تاکہ کوئي جاندار لاعلمي کي حالت میں اُنکے نیچے کچل نجاوے بعضے یہانتک محتاط هوتے هیں کہ اپنے منھہ پر باریک کپڑہ اس خیال سے باندهی رکھتے هیں کہ کہیں چهوتے چهوٹے کیڑے اُنکے سانس سے کھنچ کر مر نجاویں § اور برهمنوں نے ایک ظاهري

---

† ڈیوس صاحب کي تحریر مندرجہ روز نامچہ رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۲ صفحہ ۴۹۵ اور ترکس صاحب کي تحریر اسي روز نامچہ کے جلد ۳ صفحہ ۲۷۷

‡ کپتان مہوني صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحہ ۳۲ اور ترکس صاحب کي تحریر روز نامچہ رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۳ صفحہ ۲۷۷

§ اس مذهب والی دنیادار لوگ تو حیوانکا گوشت بیدهڑک کھاتے هیں اور پوجاري اُس صورت میں گوشت کھانے سے دریغ نہیں کرتے کہ کسي حیوان کو خاص اُنکے واسطے قتل نکیا هو *

اختلاف اتنا یہہ هی کہ وہ آگ کي تعظیم مطلق نہیں کرتے اور اپنے بزرگوں کے تبرکات کي تعظیم و تکریم کرتے هیں یہہ ایک ایسي بات هی جس کا هندوؤں کے دلمیں گذر نہیں ان تبرکات پر جو چند بال یا کوئي هڈي یا دانت هوتا هی بدہ مذهب والے بڑے بڑے ٹهوس گنبذ گول اور کلس دار بناتے هیں یہہ عمارت اُنکے مذهب کي خاص علامت هی *

بدهوں کي مورت سیدهي کهڑي هوئي اور اکثر چار زانو بیٹهي هوئي ایسي بناتے هیں جس سے دهیان گیان میں مستغرق هونا اور نہایت استقلال چہرہ پر ثابت هو اور بالوں کي لٹیں بل کهائي هوئي هوتي هیں علاوہ بہت سے اُن ملکوں کے مندروں اور یادگاروں کے جہاں بدہ مذهب والے اب بهي موجود هیں هندوستان میں بهي اکثر بڑي بڑي عالیشان باقیات اُنکے مندروں اور یادگاروں کي پائي جاتي هیں *

چنانچہ اُن میں سے نہایت عجیب مندر دکهن میں غار والے مندر هیں جو مقام ایلورا میں پہاڑ کاٹ کر بنائے هیں لیکن نہایت عمدہ مندر مقام کارلا میں جو شہر پونہ اور بمبئي کے درمیان میں واقع هی موجود هی یہہ مندر ایسا بلند اور لنبا چوڑا هے اور اُسکي چهت ایسي محرابي اور اُسکے هر پہلو میں بہت سے ستون ایسے هیں کہ اُسکو دیکهنے سے قوم گاتهہ † کے گرجا یاد آتے هیں ‡ بدہ مذهب والے بڑے بڑے کتب خانہ رکهتے هیں جنمیں کتابیں برهمنوں کے ڈهنگ پر هیں اور اُنکے اصول هندوستان سے هي قایم کیئے گئے هیں § اور یہہ کتابیں مختلف ملکوں کي زبانوں

---

† قوم گاتهہ ایک قدیم نصف وحشي قوم هی جسنے قدیم سلطنت روم کو تباہ کیا هی اور گاتهہ کے گرجا کا ایک طرز عمارت بهي مشهور هی جسمیں نہایت نکیلي محرابیں اور کئي کئي پهلوؤں کے ستون هوتے هیں (مترجم)

‡ هندوؤں اور بدہ مذهب والوں کے فرق اور امتیاز کے حالات اُس جواب مضمون میں سے لیئے گئے هیں جو ارس کاین صاحب نے کتاب حالات بمبئي کي جلد ۳ صفحہ ۵۰۳ میں لکها هی *

§ هاکسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۶ صفحہ ۴۳۳ اور ڈاکٹر بکانن صاحب کي تحریر کتاب مذکور کي جلد ۲ صفحہ ۱۹۳ و ۲۲۵ اور اور مقامات میں ملاحظہ کرو

میں موجود اور اُن میں سے اکثر زبانوں میں چھاپہ کے فن کے سبب جو اُن میں مدت سے رایج تھا بہت سی مشتہر ہوگئی ہیں *

ہرچند ادعا یہہ کیا گیا ہی کہ شنسکرت اور وہ زبانیں جو شنسکرت سے نکلی ہیں اُنکی متدس زبانیں تھیں مگر معلوم ایسا ہوتا ہی کہ مگادھا کی پالی زبان میں جہاں سکیا یا گوتاما نمود ہوا بدہ مذہب والوں کی مذہبی کتابیں علےالعموم لکھی پڑھی جاتی تھیں اور مگادھا ایک قدیم سلطنت گنگا کے کنارہ پر تھی مگر ادعا یہہ کیا گیا ہی کہ شنسکرت اور اُس سے جو زبانیں نکلیں ہیں وہ اُنکی متدس زبان تھی *

جین مذہب والوں کا بیان

جین مذہب والے بدہ اور برہمنوں کے مذہب کے بیچ بیچ میں متوسط درجہ رکھتے ہیں † بدہ مذہب والوں سے جینوں کو خدا کے وجود سے انکار اور کم سے کم اُسکے بے حس و حرکت اور بیقدرت ہونے کا اقرار اور مادہ کو قدیم ماننے اور ایسے شخصوں کے پوجنے میں جنمیں خدا کی سی صفتیں ٹھہرالی ہوں اور ہر ذیحیات کی جان کا بہت سا لحاظ کرتے اور اُنکی حفاظت کے لیئے بہت احتیاطیں کرنے اور موروثی خاص پوجاری نرکھنے اور بیدوں کو کتاب آسمانی نہ سمجھنے اور بلدان اور آگ کی تعظیم نکرنے میں اتفاق ہی *

اور تمام تعلقات سے علحدہ ہوکر سکون و قرار کی حالت کو نہایت اعلی درجہ کی راحت سمجھنی اور اُن تمام مسئلوں میں جنمیں بدہ مذہب والے ہندوؤں سے متفق نہیں اتفاق رکھتے ہیں *

اور وہ ہندوؤں سے اور باتوں میں بھی اتفاق رکھتے ہیں مثلاً ذاتوں کا علحدہ علحدہ ہونا دکھن اور مغربی ہندوستان کے جینوں میں بڑے زور و

† جینوں کا امتیاز بدہ اور برہمنوں سے معلوم کرنے کے لیئے جو علامتیں لیگئی ہیں وہ اُس جواب مضمون میں سے لیگئی ہیں جو ارسکائن صاحب نے کتاب حالات بمبئی کی جلد ۳ صفحہ ۵۰۶ میں لکھا ہی

شور سے رایج هی اور شمال و مغرب میں جینوں کی کوئی ذات نہیں هی البتہ جب کوئی جین مذهب والا آدمی هندو هوجاتا هی تو وہ هندوؤں کے چاروں ذاتوں میں سے کسی ایک میں شامل هوجاتا هی اور اُسی سے اُسکے خاندان کا سلسلہ اُس ذات میں قائم هوتا هی اور جینوں هی میں بہت سے فرقے هوتے هیں وہ غیر ذات والوں میں شادی نکرنے اور میل جول نرکھنے کی ایسے هی سخت پابند هوتے هیں جیسے کہ هندوؤں کے چاروں ذاتوں کے لوگ هوتے هیں † *

اگرچہ جین مذهب والے بیدوں کو کتاب آسمانی نہیں مانتے لیکن اُن سب باتوں میں جو اُنکے مذهب کے مخالف نہیں هیں اُنکو بہت بڑا مستند سمجھتے هیں جین مذهب والے بیدوں پر بہت بڑا اعتراض یہہ کرتے هیں کہ بیدوں میں بلدانوں کی تاکید هی اور خوشبوئیں وغیرہ جلانے کی هدایت هی جسکے سبب سے اکثر کیڑے پتنگوں کی جانیں اِسطرح سے جاتی هونگی کہ جلانے والوں کو خبر بھی نہوتی هوگی ‡ هندوؤں کے تمام دیوتوں کو مانتے اور اُنمیں سے بعض کی پوجا بھی کرتے هیں لیکن اپنے بزرگان دین سے جنکو وہ اپنا مناسب معبود جانتے هیں اُن دیوتوں کو کمرتبہ سمجھتے هیں *

علاوہ اِن تمام باتوں کے جو جین مذهب والوں میں بدہ مذهب والوں یا برهمنوں کی سی هیں اُنکی خاص رائیں اور خیالات سب سے علحدہ بھی هیں اُنکے نزدیک اُنکے خاص معبود کسیقدر اُنکے ایسے سدہ هیں جنہوں نے اپنی ریاضتوں کے باعث سے دیوتوں پر سبقت حاصل کی هی اور وہ بدہ مذهب والوں کے سدهوں سے صورت اور خصلت میں بہت

---

† گیلامیں صاحب کی تحریر مندرجہ روز نامچہ رایل ایشیاٹک سوسئیٹی جلد ایک صفحہ ۴۱۳ اور کالبروک صاحب کی تحریر اسی روز نامچہ کے اُسی جلد کے صفحہ ۵۲۹ میں اور بکانن صاحب کی تحریر روزنامچہ مذکور کے اُسی جلد کا صفحہ ۵۳۱ و ۵۳۲ اور ولسن صاحب کی تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ۱۷ صفحہ ۲۴۹

‡ ولسن صاحب کی تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ۱۷ صفحہ ۲۴۸

کچھہ مشابہہ ہیں لیکن حالت اور ناموں میں اُنسے علحدہ ہیں اِن سدھوں کو ترتنکر کہتے ہیں جو تینوں زمانوں یعني ماضي اور حال اور استقبال کے چوبیس چوبیس مقرر ہیں *

اِن ترتنکروں میں سے جنکي بعض مقاموں میں نہایت پرستش ہوتي هی ایک رشوبا هی † جو زمانہ حال کے ترتنکروں میں سے اول درجہ رکھتا هی لیکن ہر ایک مقام میں علی‌العموم پارس ناتھہ اور مہابیر کي پوجا هوتي هی اور یہہ زمانہ حال کے ترتنکروں میں سے تیئیسویں اور چوبیسویں هیں ‡ بجز تمام اور باقي ترتنکروں کے صرف پارس ناتھہ اور مہابیر کے قد و قامت اور زمانہ حیات کو جو اسقدر مبالغہ سے بیان کیا هی کہ اُسپر جھوٹ کا اِطلاق هوتا هی اِس لیئے یہہ خیال بہت درست هی کہ پارس ناتھہ اور مہابیر هي اِس مذهب کے اصلي باني هیں یہہ سب ترتنکر قرار و سکون کي معمولي حالت کي خوشي میں برابر سرشار هیں اور دنیا کي حکومت سے کچھہ سروکار نہیں رکھتے § *

جین مذهب والوں نے هندوؤں کے دیوتوں کے مرتبوں اور حالات کو کسیقدر تبدیل کرلیا هی چنانچہ وہ هندوؤں کے بڑے دیوتوں کو چھوٹے دیوتوں پر ترجیح نہیں دیتے سوا اِسکے دیوتوں کي تعداد کو بڑھا بھي دیا هی جس سے مذهب میں اور بھي لغویات داخل کر دیئے هیں مثلاً اُنکے نزدیک چونسٹھہ اندر اور بائیس دیبیاں هیں || *

جین مذهب والے بزرگوں کے تبرکات کي تعظیم نہیں کرتے اور اُنکے یہاں سادہ سنتوں کے دهرم شالے بھي نہیں هوتے اُنکے پوجاري جاتي کہلاتے

---

† میجر ڈي لامیں صاحب کي تحریر روزنامچہ رایل ایشیا ٹک سوسئیٹي کي جلد ایک صفحہ ۴۲۳

‡ پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحہ ۲۴۸

§ پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحہ ۲۷۰

|| میجر ڈي لامیں صاحب کي تحریر روزنامچہ رایل ایشیا ٹک سوسئیٹي کے جلد ۱ صفحہ ۴۲۲

هیں اور سب ذاتوں میں سے ہوتے ہیں جنکے لباس میں برہمنوں کے لباس سے کچھہ فرق ہوتا ہی چنانچہ وہ بہت بڑے بڑے ڈھیلے سفید جامہ پہنتے ہیں اور سر ننگا سر کے بال اور داڑھی سلجھی ہوئی اور صاف رکھتے ہیں اور ایک کالی چھڑی اور ایک جھاڑن زمین پر سے کیڑے مکوڑے جھاڑنے بوھارنے کو اپنے پاس رکھتے ہیں اور خیرات پر اوقات بسری کرتے ہیں اور کبھی نہیں نہاتے شاید یہہ فعل برہمنوں کی ضد پر جو بلا ناغہ نہاتے دھوتے رہتے ہیں کرتے ہیں *

جین مذہب والوں کے مندر عموماً بہت بڑے اور خوبصورت ہوتے ہیں اُنکی چھت اکثر رہنے کے مکانوں کی سی ہوتی ہی اُنمیں ستون اور صحن بھی ہوتا ہی کبھی کبھی ہندوؤں کے مندروں سے بھی مشابہہ ہوتے ہیں اور کبھی کبھی گول ہوتے ہیں اور چاروں طرف اُنکے ترتنکروں کی بڑی بڑی مورتیں بنی ہوئی ہوتی ہیں † اور اُنکی دیواروں پر طرح طرح کی تصویریں کھچی ہوتی ہیں جنسے جین مذہب کی روایتیں ظاہر ہوتی ہیں اور اُنمیں ہندوؤں کے مذہب کی روایتیں بھی مخلوط ہوتی ہیں علاوہ مورتوں کے اُن مندروں میں سنگ مرمر کے چوک خوشبوؤں کے جلانے کیواسطے اور اِن چوکوں پر سدھ لوگوں کی ابھری ہوئی مورتیں تراشی ہوئی ہوتی ہیں سادھ سنتوں کے قدموں کے نشان بنے ہوئے ہوتے ہیں اور یہہ ایسی یادگاری ہی کہ بدھ مذہب والوں میں بھی ہوتی ہی *

ہندوؤں کے مندروں کی مانند جو نمونہ جین مذہب والوں کے مندروں کے موجود ہیں وہ سفید سنگ مرمر کے مندر ہیں جنمیں سے باقی رہے ہوئے نہایت عالیشان ابو پہاڑ پر گجرات کے شمال میں پائے جاتے ہیں *

---

† اِس قسم کا ایک عالیشان مندر احمدآباد کے پاس زمین کے نیچے بنا ہوا ہی اور کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں ہندو دربی ایذا رسانی جینوں یعنی سراؤگیوں کے ہوئے تھے یہہ مندر واسطے خفیہ پرستش کے سراؤگیوں نے بنایا

جزیرہ ایلورا اور ناسک اور اور مقاموں میں جین مذھب والوں کے بھی بڑے بڑے مندر غاروں میں واقع ھیں اور مقام چنترایاتن کے قریب جو میسور میں واقع ھی ایک ترتنکر کی مورت ھی جسکو پہاڑ میں سے تراشا ھی لوگ اُسکو چوں فٹ سے لیکر ستر فٹ تک بلند خیال کرتے ھیں *

جین مذھب کے لوگ بھی بہت سا علم رکھتے ھیں اور وہ برھمنوں کے علم سے مشابہہ ھی لیکن علم واقعات کی تاریخ اور جغرافیہ کا برھمنوں کے علم سے بھی زیادہ تر لغو ھی چنانچہ اُن تاریخوں کو کروڑوں سے بڑھا دیا ھی جو لاکھوں ھی میں لغو اور بیھودہ تھیں اور جس زبان میں اُنکی مذھبی کتابیں لکھی ھوئی ھیں وہ مگادھی یا پالی ھی *

بیان اِس بات کا کہ برھمن اور بدھ اور جین مذھبوں میں کونسا مذھب بہ نسبت ایک دوسرے کے زیادہ تر قدیم تھی

اِس بات پر بحث ھی کہ اِن تینوں مذھبوں میں سے ھندوستان میں کونسا مذھب اول رائج ھوا *

تصفیہ اِس امر کا بدھ اور برھمنوں کے مذھب کے اُن حالات کی بحث سے متعلق ھی جنسے اُن مذھبوں کی قدامت جداگانہ ثابت ھوتی ھی † *

اگر یہہ بات تسلیم کیجاوے کہ اِن دونوں مذھبوں کی عام بنیاد اُنکے مسائل اصولی کی تطبیق سے دریافت ھوسکتی ھی تو غالب دلیلیں اِس جانب پر معلوم ھوتی ھیں کہ برھمنوں کا مذھب قدیم ھی اور ایک اور ثبوت زائد یہہ بھی ھی کہ بدھ مذھب کا قدیم اور اصلی ھونا خلاف قیاس ھی *

---

† طرفین کے دلائل کو آرس کاٹن صاحب نے حالات بمبئی کی جلد ۳ صفحہ ۳۹۵ لغایتہ ۵۰۳ میں بہت صفائی سے اور بلا طرفداری جمع کیا ھی اِس مقام میں اگر اُنکا خلاصہ بھی داخل کیا جاوے تو تحریر بہت طول طویل ھوجاوے

ایک شخص ایسا فرض کرو کہ وہ خیالات مذہب سے محض ناواقف ہو اب اگر وہ شخص خدا کو پہچانیگا تو اُن قوتوں کو دیکھکر جانیگا جو اُسکی قوت سے اعلی اور برتر هیں اور اگر اُسکے دلمیں ایک سکون و قرار رکھنے والے یعنی بیحس حرکت دیوتا کا خیال بھي گذریگا تو وہ بجاے اُسکي پوجا کرنیکے سورج کو جس سے اُسکو گرمي حاصل هوتي هی یا آسمان کو جسکے بادل کي گونج وغیرہ سے ڈرتا هوگا پوجیگا اور سدھوں کي پرستش تو اور بھي نہیں کرنیگا کیونکہ سدہ پن صرف پہلے سے مقرر کیئے هوئے مسائل مذهبي کي پابندي کو سمجھنا چاهیئے ایک قوم کي طبیعت پر پہلے اس سے کہ وہ ایسے لوگوں کو جو نہایت پابند مذهب کے هوں خاص کر ایسي حالت میں کہ وہ اُن لوگوں کو دنیا کا حاکم یا دنیا کے مالک تک رسائي کرانے کا ذریعہ بھي نجانتي هو سدہ اور سنت مانے مذهب کا غایت درجہ کا اثر هو جانا ضرور هی *

برخلاف اسکے هندوؤں کا مذهب انسان کي خلقت اور طبیعت کے مقتضاء کے موافق هی کیونکہ پہلے پہلے وہ قدرتي قوتوں (یعنے آگ پاني هوا وغیرہ) کو مانتے تھے اور یہانتک ترقي کي کہ اُنکے ذریعہ سے بھگوان کو پہچان گئے اور اب آخر میں اسقدر زوال پکڑا کہ ذي علم آدمي خدا کي ذات اور وحي میں شک کرنے لگے اور عوام انسانوں کو پوجنے لگے *

سنکھیا نامي حکیموں کے مسائل کے اصول پر بدھ مذهب والوں میں سے خدا کي نماننے والے فرقہ کے مسئلہ بنے هوئے معلوم هوتے هیں اور عام هندوؤں کا بہادر آدمیوں کو پوجنا اور بہتیرا تعظیم و تکریم نشیبا کرنے والوں وغیرہ کي کرنا بدھ مذهب والوں کے سدھوں کي پوجا کرنے کے مطابق سمجھا جاتا هی اب هماري راے میں برهمنوں کا مذهب قدیم هی اور بدھ مذهب اُسمیں نے اُسوقت نکالا گیا هی جبکہ برهمنوں کے مذهب کے اصلي مسائل غایت درجہ کي ترقي پر پہونچ چکے تھے *

ازروے تاریخ کے جو ان مذهبوں کے باب میں نتیجہ نکل سکتا هی وہ یہي هی جو همنے بیان کیا خیال کیا گیا هی کہ بید جیسے اب موجود

ہیں ایسے ہی حضرت عیسی علیہ‌السلام سے چودہ سو برس پیشتر مرتب ہوئے ہونگے اور جس مذہب کی اُنسے معلوم ہوتی ہی اُسنے اُسوقت بہت بری ترقی پاری ہوگی لیکن بدہ مذہب والوں میں سے کوئی بڑا راسخ‌الاعتقاد بھی بدہ مذہب کے ابتدا کا دعوی حضرت عیسی علیہ‌السلام سے ایکہزار یا گیارہ سو برس پہلے سے زیادہ میں نہیں کرتا اور نہایت صحیح اور سچے حالات کی رو سے وہ چھہ سو برس پیشتر حضرت عیسی علیہ‌السلام کے قایم ہوا معلوم ہوتا ہی *

تمام قومیں جو بدہ مذہب رکھتی ہیں اُس مذہب کا مخرج ہندوستان کو ماننے میں متفق ہیں † اور اس بیان میں بھی متفق ہیں کہ اُس مذہب کا بانی سکیاسنی یا گوتاما ہی جو کپلا واقعہ شمال گورکھپور کا باشندہ تھا از روے ایک روایت کے وہ چھتری تھا اور بقول بعض کے ایک راجہ کا بیٹا ہندو بھی اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ چھتری تھا اور سورج بنسی نسل کے ایک راجہ کا بیٹا تھا مگر یہہ مختلف قومیں اُس منی کے ظہور کی تاریخ کے باب میں متفق نہیں چنانچہ ہندو اور اوا اور سیام اور لنکا کے لوگ اُس تاریخ کو قریب ساڑھے پانسو برس قبل مسیح کے قرار دیتے ہیں ‡ اور اس تاریخ پر مگادا کے راجاؤں

---

† بلحاظ چینیوں کے ڈی گگنس صاحبکی کتاب حالات تتیوں کی جلد ۳۰ صفحہ ۱۱۷ وغیرہ اور ابیل رموست صاحب کی تحریر جو روزنامچہ ساوان بابت نوامبر سنہ ۱۸۳۱ع میں مندرج ہی اور خلاصہ اخبار مندرجہ روز نامچہ ایشیاٹک کی جلد ۷ و صفحہ ۲۲۲ و ۲۳۰ اور جواب مضمون مندرجہ روز نامچہ مذکور بابت ماہ آیندہ کے صفحہ ۲۳۱ کو ملاحظہ کرو اور بابت قوم منگول کے کلاپروٹ صاحب کی تحریر مندرجہ روز نامچہ ایشیاٹک کی جلد ۷ کے صفحہ ۱۸۲ اور اگلے صفحوں کا ملاحظہ کرو اور بابت لنکا کے بدہ مذہب والوں کے ٹرنور صاحب کے ترجمہ مہاوانسو کو دیکھو

‡ ٹرنور صاحب کے ترجمہ کتاب مہاوانسو اور نقشہ تاریخات حالات نوشتہ کرانفرد صاحب ایلچی دربار اوا جنکو پرنسپ صاحب نے اپنے مفید نقشجات کے صفحہ ۱۳۲ میں داخل کیا ہی اور پرنسپ صاحب کے نقشوں کے صفحہ ۷۷ و ۷۸ کو بھی ملاحظہ کرو

کي فہرست کے مختلف حالات سے گواهي هوتي هی *

برخلاف اسکے کشمیري لوگ سکیا کے ظہور کے زمانه کو تیره سو بتیس برس قبل مسیح علیه‌السلام اور چیني اور منگول اور جاپاني والے قریب ایکہزار برس قبل مسیح کے قرار دیتے هیں اور تبت کے اُن تیره مورخوں میں سے جنکا مشرقي حالات کے میگزین یعنے خزانه میں حواله دیا گیا هی چار مورخ دو هزار نو سو اُنسٹھه اور نو مورخ آٹھه سو پینتیس برس بطریق ارسط قبل مسیح علیه‌السلام کے بیان کرتے هیں † اور تبت کي بڑي مذهبي کتاب میں اس کلام کے مندرج هونے سے که وه مجلس عام جو اسوکا نے منعقد کي ایک سو دس برس بعد وفات بده ‡ کي جمع هوئي تهي § تاریخ مذکور بالا چار سو برس قبل مسیح علیه‌السلام کے بهي قایم هوتي هی کیونکه ایسے ثبوت سے جسمیں کوئي حجت نهو یهه بات ظاهر هوگي که اسوکا کا زمانه حیات تین سو برس قبل مسیح علیه‌السلام سے کم تها || *

ایک چیني مورخ اور مورخوں سے اختلاف کرکے گوتاما کے زمانه کو چهه سو اٹھاسي برس قبل مسیح علیه‌السلام قرار دیتا هی * اور چیني اور جاپان والوں کي تواریخ واقعات کے نقشوں سے جنکے بموجب سکیا کي شہرت کا زمانه نو سو ننیانوے برس قبل مسیح علیه‌السلام قرار پاتا هی معلوم هوتا هی که وه واقعه یعني سکیا کا دنیا میں آنا اجاتاسترو کي سلطنت میں جسکا زمانه مگادا کے راجاؤں کي فہرست میں چهه سو برس قبل مسیح علیه‌السلام مندرج هي ظہور پذیر هوا *

---

† مختلف تاریخیں مورخوں کي قرار دي هوئي مشرقي حالات کے میگزین کي جلد ۴ صفحه ۱۰۶ و ۱۰۷ اور ولسن صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحه ۹۲ میں ملاحظه کرو

‡ بده سے مراد سکیا یا گوتاما سے هی اور اسوکا کا حال آینده معلوم هوگا مترجم

§ روز نامچه ایشیاٹک سوسیٹي کلکته جلد ۱ صفحه ۲

|| حصه ۳ باب ۳ تاریخ هذا کا ملاحظه کرو

* ڈي گگنیز صاحب کي حالات نثیوں کے مدرسه کے جلد ۳۲ صفحه ۱۹۵

يهه اختلاف اس كثرت سے هيں كه اس قياس سے أنكا رفع كرنا ممكن نهيں كه وه ايك پہلے اور دوسرے پچهلے بده كي طرف اشاره كرتے هيں اور جن شخصوں سے يهه مختلف تاريخيں منسوب كي گئي هيں أنكے نام اور أنكي زندگي كے حالات كے يكساں هونے كي وجهه سے بهي يهه قياس درست نهيں تهرتا اسليئے همكو خواه تو هندوستان كے بده مذهب والوں كو ايسے مذهب كي تاريخ سے جو أنميں قايم هوا ناواقف اور هندوؤں كي تواريخ واقعات كا وه حصه جو نهايت مستحكم اور صحيح هى غلط تهرانا چاهيئے يا يهه تسليم كرنا چاهيئے كه كشمير يا تبت ميں جهاں بده كا مذهب أسكے باني كي وفات سے كئي سو برس بعد رايج هوا كوئي غلطي واقع هوئي هوگي اور أن ملكوں ميں سے وه غلطي مشرقي ملكوں ميں پهيل گئي هوگي پس جو كه پچهلا بيان نهايت غالب معلوم هوتا هى اسليئے هم بده يعني سكيا كي وفات كا زمانه قريب پانسو پچاس برس قبل مسيح عليه‌السلام بصحت تمام قرار ديسكتے هيں *

علاوه صريح دليلوں كے بده مذهب والوں كي اصليت كا هندوستان ميں هونا اِن باتوں سے بهي ثابت هوتا هى كه بده مذهب والوں كا علم‌الهيات اور ديوتاوں كا علم اور حكمت اور جغرافيه اور علم تواريخ واقعات وغيره بالكل هندوؤں كے علموں سے مطابق هيں اور أن علموں ميں جو اِصطلاحيں أنهوں نے برتے هيں وه سب شنسكرت كي اصطلاحيں هيں يهاں تك كه بده جسكے معني علم و فهم كے هيں اور آديده بمعني علم مطلق مشهور الفاظ شنسكرت كے هيں *

اِس مذهب كي اِبتداء ترقي كي نسبت هم كوئي تهيك اطلاع نهيں ركهتے هيں هندوستان ميں اِس مذهب كي دهوم دهام اسوكا كي سلطنت ميں قريب ڈهائي سو برس قبل مسيح عليه‌السلام كے هوئي † اور

† ٹرنور صاحب كے ترجمه كتاب مهاوانسو اور ديگر هم عصر كتابوں كے ترجموں كو جو روزنامچه ايشياٹك سوسٰئيٹي بابت فبروري سنه ۱۸۳۸ ع ميں مندرج هيں ملاحظه كرو

اسوکا کے واعظوں نے اس مذہب کو اسی صدی کے اخیر میں لنکا میں رائج کیا † ٭

غالباً تاتار اور تبت میں وہ اس زمانہ سے بیشتر مروج ہوا لیکن چین میں سنہ ۶۵ ع تک جبکہ وہ ہندوستان سے وہاں سدھا گیا رائج نہیں ہوا اور سنہ ۳۱۰ ع تک بخوبی قایم نہیں ہوا ‡ ٭

اور اس مذہب کے زوال کا حال اسکی اصلیت کے مقام یعنی ہندوستان میں ایک چینی سیاح نے لکھا ہی جو بعد مسیح کے پانچویں صدی کی ابتداے میں تیرتھہ کرنے آیا تھا § اس سیاح نے بدھ کے مذہب کو اس ملک میں جو چین اور ہندوستان کے درمیان میں ہی نوبت پر پایا لیکن پنجاب میں کچھہ زوال پر اور گنگا جمنا کے کنارے کے ملکوں میں نہایت زوال کی حالت میں دیکھا چنانچہ کپلا جو بدھ کا مولد تھا ویران اور برباد اور ایسا بیابان ہوگیا تھا کہ اسپر کوئی شخص کاشت بھی نکرتا تھا اور مذہب بدھ کا لنکا میں عین شباب پر تھا لیکن ہنوز جزیرہ جاوا میں مروج نہیں ہوا تھا جس میں سے یہہ جاتری گذر کر براہ دریا چین کو واپس گیا ٭

بعد اسکے بدھ کے مذہب نے ہندوستان کے بعض حصوں میں پھر عظمت حاصل کی آخر اس مذہب کے معتقدوں کو دکھ دینے اور خارج کرنے میں کمرہلا تو کامیاب نہوا مگر آٹھویں یا نویں صدی میں بعد مسیح کے شنکرا اچارجا نے انکو قایل کیا اور ایذا دی اور غالباً دکھن میں سے مارکر نکال دیا لیکن معلوم ہوتا ہی کہ اسکے معتقد سنہ ۸۰۰ ع میں

† ۳۰۷ برس قبل مسیح علیہ السلام سے — ٹرنور صاحب کے ترجمہ تتمہ مہاوانسو کے دیباچہ کے صفحہ ۲۹ و مقامات دیگر کو دیکھو

‡ ڈی گگنیز صاحب کے مقالات ہنوں کے مدرسہ کی جلد ۲۴ صفحہ ۱۵۱، ۱۵۲ اور تاریخات قوم ہنز کی جلد ۱ صفحہ ۲ و ۲۳۵، ۲۳۶

§ روز نامچہ رایل ایشیاٹک سوسئیٹی نمبر ۹ صفحہ ۱۰۹ وغیرہ خصوصاً صفحہ ۱۳۹

ہندوستان خاص کی سلطنت پر قابض تھے اور سنہ ۱۱۰۰ ع † تک بنارس میں اُنکا فرقہ بڑا غالب اور ممتاز تھا اور گجرات کے شمال میں سنہ ۱۲۰۰ ع تک رائج رہا ‡ *

معتقد اِس مذہب کے اب ہندوستان میں جا بجا موجود نہیں لیکن لنکا میں اُنکا مذہب قایم اور برقرار ہی اور گنگا کے کنارہ کے صوبجات کے شمال و مشرق کے بعض پہاڑی اضلاع میں اب بھی رائج ہی بدھ مذہب برھما اور تبت اور سیام اور اُن تمام ملکوں میں بھی جو مابین ہندوستان اور چین کے واقع ہیں رائج ہی مگر ملک چین میں بہت غلبہ رکھتا ہی اور چینی اور روسی تاتار کے بڑے حصہ میں پھیلا ہوا ہی پس یہہ کلام صحیح اور بجا ہی کہ بہ نسبت کسی اور مذہب کے معتقدوں کے اِس مذہب کے معتقد بہت زیادہ ہیں *

جین مذہب کی اِبتدا سنہ ۶۰۰ یا سنہ ۷۰۰ ع میں معلوم ہوتی ہی اور سنہ ۸۰۰ یا سنہ ۹۰۰ ع میں اُسکو شہرت حاصل ہوئی اور سنہ ۱۱۰۰ ع میں نہایت اعلی درجہ پر پہونچ گیا اور سنہ ۱۲۰۰ ع کے بعد اُسکو زوال ہوا § اِس مذہب کے معتقد جن مقاموں میں کثرت سے تھے وہ مقام دکھن کے جنوبی حصہ اور گجرات اور ہندوستان خاص کے مغرب میں معلوم ہوتے ہیں اور معلوم ہوتا ہی کہ گنگا کے صوبوں میں اُنکو کبھی بہت سی کامیابی حاصل نہیں ہوئی *

معلوم ہوتا ہی کہ برہمنوں نے اُنکو ہر ایک مقام پر خصوصاً دکھن میں کئی مرتبہ ستایا اور مغلوب کیا ‖ جین مذہب والے اب بھی بہت

† پروفیسر ولسن صاحب کی تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحہ ۲۸۲

‡ آرسکائین صاحب کی تحریر مندرجہ کتاب حالات بمبئی جلد ۳ صفحہ ۵۰۳ معہ کینیڈی صاحب کی شرح کے

§ پروفیسر ولسن صاحب کی تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحہ ۲۸۳

‖ ہملٹن صاحب کی کتاب کے جلد ۱ صفحہ ۸۱

کثرت سے خاص کر راجپوتانہ اور گجرات اور کنارہ میں هیں اور وہ لوگ عموماً دولتمند اور تاجر هیں اور اکثر اُنمیں سے ساهوکار هیں اور هندوستان کي تجارت کي دولت یعني سرمایہ کا بڑا حصہ اُنکے قبضہ میں هی † *

پانچواں باب

حکمت کے موجودہ حالت کا بیان

حکمت پر منو نے کچھہ لکھنے کا ارادہ نہیں کیا البتہ کہیں کہیں اُسکے مجموعہ کے پہلے باب میں اِتفاقاً بیان اِس مضمون کا آیا هی لیکن منو سے پچھلے زمانہ کے هندوؤں نے اس مضمون پر بڑي توجہہ کي هی اِس لیئے هندوؤں کي ذهانت اور خصلت کے بیان میں اُنکے حکمت کے ذکر کرنے سے هم باز نہیں رہ سکتے *

یہہ بات ظاهر هی کہ منو کے مجموعہ قوانین کے پہلے باب سے منو کا اعتقاد مذهبي ظاهر هوتا هی اور اُسکے مجموعہ کے قوانین کے برخلاف جو مختلف زمانوں کے بنے هوئے معلوم هوتے هیں اِس باب سے غالباً لوگوں کي وہ هي رائیں ظاهر هوتي هیں جو اُسي کے زمانہ میں موجود تھیں *

اِس پہلے باب میں خدا تعالی اور روح کي خاصیت اور پیدایش اور علم طبیعات اور الهیات کے سوا اور باتوں کا تذکرہ اِسقدر کم هی کہ اُس سے یہہ ظاهر نہیں هوتا کہ آیا حکیموں کے فرقے اُس زمانہ میں ایسے هي تھے جیسے کہ اب هیں لیکن دقیق مضمونوں پر اِسطرح سے اشارہ کرنے سے کہ گویا لوگ اُنسے پہلے هي سے واقف تھے اور ایسي اصطلاحوں کو جنکو حکما اب بھي استعمال کرتے هیں اسطریق پر کام میں لانے سے کہ گویا لوگ اُنکو بخوبي سمجھتے تھے ثابت هوتا هی کہ مباحثوں کے اُن اصولوں سے جنپر هندوؤں

† ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان جلد ۱ صفحہ ۵۱۸ اور پروفیسر ولسن صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحہ ۲۹۴ اور ہکانن صاحب کا سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۱۹ و ۷۲ لغایت ۹۴ و ۱۳۱ و ۲۱۰

کي مختلف قسموں کي حکمت قائم ہوئے ھندو پہلے سے بخوبي واقف تھے *

حکیموں کے چھہ بڑے فرقوں کا بیان

اِن فرقوں کے مسائل کي تحقیق کرنے سے حکمت کي حالت موجودہ بخوبي معلوم ہوجاویگي *

ھندوؤں میں حکیموں کے چھہ قدیم فرقے ھیں جنکے مسئلوں کو لوگ تسلیم کرتے ھیں اِنمیں سے بعض فرقے برھمنوں کے مذھبي مسائل سے اختلاف کرتے ھیں اور بعض فرقے اگرچہ مذھب مقبولہ کے عام پابند ھیں مگر اُنکي ایسي ایسي رائیں ھیں کہ وہ بید میں نہیں پائي جاتي ھیں *

کالبروک صاحب نے اُن فرقوں کي ترتیب مفصلہ ذیل طریق پر قرار دي ھی *

اول پہلا فرقہ میمانسا جسکي بنیاد جیمني نے ڈالي *

دوسرا پچھلا فرقہ میمانسا یا بیدانتا جسکا باني بیاس کو بتاتے ھیں

تیسرا نیائي یعني گوتاما کا منطقي فرقہ *

چوتھا کناد کا وہ فرقہ جو یہہ اعتقاد رکھتا ھی کہ دنیا کي چیزیں ایسے ذروں سے بني ہوئي ھیں جنمیں از خود حرکت کرنے اور جمع ہو جانے کي قوت موجود ھی *

پانچواں کپیلا کا دھریہ فرقہ *

چھتا پتنجالي کا خدا پرست فرقہ *

پچھلے دو فرقہ بہت سي باتوں میں متفق ھیں اور سنکیا کے عام نام سے مشہور ھیں *

اس تقسیم سے حکمت کا موجودہ حال بخوبي نہیں معلوم ہوتا ھی چنانچہ پہلا فرقہ میمانسا کا تقریر کرنے کے فن کي تعلیم علانیہ اس نظر سے کرتا ھی کہ بیدوں کے مطلب سمجھنے اور شرح کرنے میں اُس سے مدد

ملے اور اس لحاظ سے یہہ فرقہ فقط نکتہچینوں کا هی اور اس فرقہ کا جو یہہ مقصد هی کہ جو فرایض بیدوں میں مقرر هیں اُنکی تحقیقات کرے اس واسطے اُسکا کام خالص مذهبي کام هی اور حکمت کے فرقوں میں شمار هونے کا مستحق نهیں برخلاف اسکے باقیماندہ فرقوں کي مختلف شاخیں هوگئي هیں کہ هر ایک اُنمیں سے علحدہ فرقے سمجھے جانے اور تعداد اصلي پر زیادہ کیئے جانے کي مستحق هی ان اقسام انواع کے فرقوں کي جلدوں کے تمام اختلافوں کا بیان کرنا همارے مطلب کي برخلاف هی اسلیئے چھہ بڑے فرقے مذکورالصدر میں سے دو نهایت مشهور فرقوں کا مختصر حال اور باقي فرقوں کي مجمل کیفیت لکھنا ناظرین کے دل پر اُس ترقي کا خیال نقش پذیر کرنے کے واسطے کافي هوگا جو هندوؤں نے حکمت میں کي تھي *

یہہ دو فرقے جنکا هم مختصر حال دریافت کرنا چاهیئے هیں سنکھیا اور ویدانتا هیں پہلا فرقہ کہتا هی کہ مادہ همیشہ سے هی اور همیشہ رهیگا اور اس فرقہ کي اعلی شاخ خدا کے وجود سے منکر هی اور دوسرا فرقہ تمام چیزوں کا مخرج یا پیدا کرنے والا خدا کو بتاتا هی اور اس فرقہ کي ایک شاخ مادہ کے وجود سے منکر هی *

تمام هندوستان کے دهریہ اور خدا پرست حکیموں کے فرقوں کا منشا ایک هي هی یعني اعلی درجہ کي خوشي یا ارواح اور تمام جسماني بار اور تکلیفوں سے آزادی حاصل کرنے کے طریقوں کا سکھانا هی *

بیان حکیموں کے دهریہ اور خدا پرست فرقوں کا جو سنکھیا کے مشترک نام سے مشهور هیں

علم کا مقصد

یہہ فرقہ جیسا کہ هم سابق میں بیان کرچکے هیں دو شاخوں میں منقسم هی ایک تو پہلا والے شاخ جو خدا سے منکر هی اور دوسرے

پتنجالي کي شاخ جو خدا کے رجود کے مقر هیں لیکن اِن دونوں فرقوں کا مفصله ذیل رایوں میں اِتفاق هی † *

اِن فرقوں کي راے میں صرف اصلي اور کامل علم سے نجات حاصل هوسکتي هی ‡ اِس کامل علم کا موضوع مادي دنیا کي قابل محسوس اور غیر محسوس اصول سے اُس فهم و اِدراک کي اصل یعني غیر مادي روح کا امتیاز کرنا هی § *

اِس علم کي تحصیل کے ذریعوں کا بیان

اصلي علم حاصل کرنے کے تین اسباب هیں ایک تو ترت مدرکه دوسرے نتیجه تیسرے اعتراف || *

اصول مذکورہ کا بیان

جن اصول کا علم تین سببوں مذکور سے حاصل هوتا هی وہ پچیس هیں ⊥ *

اول قدرت جو تمام اشیاء کي اصل اصول اور تمام کائینات کا مادي سبب هی اور یهه ایک ایسا مادہ هی جسکي کوئي اِبتدا اور انتها نهیں اور عقل و گیاست بهي نهیں رکهتا اُسکو جزلایتجزا مانا گیا هی وہ خالق هی لیکن خود کسي سے پیدا نهیں *

دوسرے علم و اِدراک جو قدرت کي اول پیدایش اور غیر مخلوق * خالق اور اصولوں کا هی *

---

† کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه کتاب حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۳۱

‡ ایضاً ایضاً صفحه ۲۶

§ ایضاً ایضاً صفحه ۲۷

|| ایضاً ایضاً صفحه ۲۸

⊥ ایضاً ایضاً صفحه ۲۹ لغایت ۳۱

* علم کو قدرت کي پیدایش اور غیر مخلوق جو کها گیا هی اِس تناقض کا باعث یهه هی که اُسکا وجود قدرت پر منحصر هی لیکن وہ قدرت کے ساتهه همیشه سے هی (اِس تشریح سے بهي اصل تناقض رفع نهیں هوتا بلکه یهه ثابت هوتا هی که علم قدرت کا عین هی غیر نهیں هی) مترجم

تیسرے معرفت جسکا مبدء علم و إدراک هی اور اُسکا کام اپنا جان لینا یعني یقین کرنا هی که میں هوں *

چار سے آٹھ تک معرفت پانچ اصلوں یا جزوں یعني حواس کا مخرج هی جو پانچوں عناصر کے خالق هیں † *

نو سے اونیس تک معرفت گیارہ آلات حس و حرکت کا بھي مخرج هی ‡ جنمیں سے دس محسوس هیں پانچ تو آله حواس خمسه کے یعني ناک کان آنکھیں وغیرہ اور پانچ آله حرکت کے یعني هاتھه پاؤں زبان وغیرہ هیں اور گیارهواں آله غیر محسوس یعني ارادہ هی جو حس و حرکت دونو کا ذریعه هی *

بیس سے چوبیس تک اُن پانچ اصلوں سے جو چار سے آٹھه تک بیان هوئیں پانچ عنصر نکلے هیں (یعني معلوم هوئے هیں) خلا هوا آگ پاني مٹي *

پچیسویں اصل روح هی جو نه خود مخلوق هی اور نه خالق اور وہ ایسي شی هی جسپر کثرت اور وحدت دونوں کا اِطلاق هوتا هی وہ صاحب إدراک اور همیشه ایک هي حالت پر اور غیر مادي هی *

اجسام ذي روح کي بناوٹ

قدرت کا دھیان اور تصور کرنے اور پھر قدرت کے تحت سے آزادي حاصل کرنے کے لیئے روح اور قدرت کا اجتماع هوتا هی اِس اجتماع سے پیدایش جو حقیقت میں علم و ادراک اور اور اصلوں کا ظهور هی وقوع میں آتي هی روح کي خواهش لطف و لذت اوٹھانا یا آزاد هوجانا هی

† لفظ خالق سے عناصر کا پیدا کنندہ نه سمجھنا چاهیئے بلکه اُنکو ایسي اصلیں جاننا چاهیئے جنسے هم پانچوں عناصر کو دریافت کرسکتے هیں مثلاً آواز اصل هے نهایت لطیف اور نازک هوا کي (یعني آواز باعث دریافت هونے اُس هوا کي هی) اور بو اصل خاک کي (یعني بو سبب معلوم هونے خاک کي هی) پروفیسر ولسن صاحب کي تفسیر سینکیا کریکا پر

‡ معرفت آلات حس و حرکت کا مخرج کسي طرح نهیں هوسکتي شاید مخرج هونے سے یه مراد هی که معرفت سے هي یه آلات [illegible] دریافت هوتے هیں مترجم

اِس هر ایک مطلب کے پورا هونے کے لیئے اُسکو ایک لطیف جسم جو علم و اِدراک اور معرفت اور اِرادہ اور آلات حس و حرکت اور اصول عناصر یعنی حواس خمسہ سے مرکب هی عطا هوا هی یہہ لطیف جسم غیر محدود اور غیر متبدد اور خیالات سے اثر پذیر هوتا هی لیکن لطف اوٹھانے کی قابلیت اُسوقت تک اُسمیں نہیں هوتی هی کہ ایک کثیف جسم جو عناصر سے ترکیب پایا هوا هو اُسکے ساتھہ متعلق نہوجاوے اور وہ بھی اِنسان کا بدن هی جو قابل غذا هی *

یہہ لطیف جسم بہ نسبت اِس کثیف جسم کے زیادہ دیر پا هی اور اواگون کے لوٹ پھیر میں روح کے ساتھہ رهتا هی † *

ایسی جسمانی پیدایش کی جسمانی روحیں کثیف جسموں سے تعلق رکھتی هیں چودہ درجہ هین جنمیں سے آٹھہ تو اِنسان سے اعلی اور برتر هیں اور پانچ ادنی اور کمتر هیں *

برتر درجہ میں دیوتا اور اور روحیں جنکو هندو مانتے هیں شامل هیں اور کمتر درجہ میں حیوانات مطلق اور نباتات اور جمادات داخل هیں ‡ *

علمي پیدایش کا بیان

علاوہ کثیف اور لطیف جسمانی پیدایش کے جو مادی کائنات سے متعلق هی سنکیا ایک علمی مخلوق بھی قائم کرتا هی جو علم کے عشق اور خیالات اور قوا سے مرکب هی *

اِس مخلوق کی چار قسمیں هیں ایک تو ادراک کی روکنیوالی دوسری اُسکی ناقص کرنیوالی تیسری رضامند کرنیوالی چوتھی قسم کامل

† کالبروک صاحب کی تحریر مندرجہ حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹی جلد ۱ صفحہ ۳۲

‡ ایضاً ایضاً صفحہ ۳۳

کرنیوالي ادراک کي هی † *

سنکیا فرقہ کے حکیم مثل اور هندوستاني حکیموں کے قدرت کي تین صفتوں یا صورتوں پر زیادہ توجهہ کرتے هیں اور وہ نور اور جذبہ اور ظلمت هیں وہ کہتے هیں کہ تمام موجودات ذي روح اور غیر ذي روح پر انکا اثر معلوم هوتا هی مثلاً نور کي وجهہ سے آگ کا شعلہ بلند هوتاهی اور انسان کے جیمیں نیکي اور خوشي پیدا هوتي هی اور جذبہ سے هوا میں زور شور اور آدمیوں میں بدي ظهور میں آتي هی اور ظلمت سے پاني اور مٹي پستي کیطرف مائل هوتي هیں اور انسان کے دل میں رنج و افسردگي پیدا هوتي هی قدرت کي ان صفتوں سے ایسي آٹهہ باتیں نکلي هیں جو ادراک سے متعلق هیں اور آپسمیں ایک دوسرے کي ضد هیں یعني ایک جانب میں تو نیکي علم اعتدال اختیار اور انکے مقابلہ میں بدي جهل بے اعتدالي مجبوري هیں۔ انمیں سے هر ایک کي تفصیل کي گئي هی چنانچہ اختیار کي آٹهہ قسمیں هیں سنکیا حکیموں کے فرقے کي رائیں جو انکے مسائل کے طور پر هونے اوپر بیان کي هیں وہ انکي کتابوں میں نهایت مدلل اور مشرح

---

† ان چار قسموں کي فهرست بهت وسیع هی کیونکہ بڑي بڑي پچاس نصلیں اسکي ایسي هیں جنکي اور بهت سي تقسیم در تقسیم کي گئي هی هم اسکے ثبوت میں مفصلہ ذیل ایک نمونہ کالبروک صاحب کي تحریر میں سے نقل کرتے هیں جو نهایت اجمال کے ساتهہ انهوں نے لکها هی

اول موانع ادراک کے غلطي وهم جذبہ حقارت خوف ان سب کا بیان جداگانہ پانسهہ فصلوں میں کیا گیا هی

دوسري قسم ناقص کرنے والي ادراک کي اٹهائیس قسمیں قایم کي هیں جنکا باعث حواس کے آلات میں کسي قسم کا خلل اجانا هوتا هی

تیسري رضامند کرنے والي قسم کے نو حصے هیں اور یهہ سب کار و بار سے انسان کے بالکل معطل هوجانے یا کچهہ تهوڑا سا مشغول رهنے سے متعلق هیں جس سے تهوڑا یا کامل درجہ کي آسایش حاصل هوتي هی

چوتهي ادراک کي کامل کرنیوالي قسم کي آٹهہ قسمیں هیں جنمیں سے تین برائي کي روکنے والی اور باقي پانچ یهہ هیں یعني تقریر اور زباني نصیحت اور تحصیل اور تعلق انس اور محبت سے اور صفائي ظاهر و باطن کي

مندرج هیں کالبروک صاحب نے چند دلیلیں اور تقریریں اُن حکیموں کي بطور نمونه کے لکھي هیں اُنمیں نقص جیسا که ایسي حالتوں میں هوا کرتا هی یهه معلوم هوتا هی که وہ حکیم نهایت نازک خیالي اور تدقیق کے درپے تھے † *

عام راے سنکیا حکیموں کے مسئلوں پر

سنکیا حکیموں کے قاعدوں کا منشاء معلوم کرنے سے جنکو اُنکے موجدوں نے ایسي عجیب صنعت اور بناوٹ سے ایجاد کیا هی جسکے سبب سے کسیقدر تاریک هوگئے هیں اول همکو یهه خیال آتا هی که اگرچه یهه فرقه خدا کا منکر اور مادہ کو ماننے والا هی لیکن اُس فرقه کے عقائد سے بهت ملتا جلتا هی جو کل اشیا کا مخرج روح کو قرار دیتا هی مثلاً سنکیا فرقه کے عقاید یهه هیں که قدرت سے علم اور علم سے معرفت اور معرفت سے حواس اور لطیف اصول عنصروں کے هوئے اور اِن عنصروں سے خود کثیف عنصر نکلے هیں پس اِس سلسله سے یهه ظاهر هی که اگرچه مادہ کو قدیم مانا گیا مگر اُسکي صورتیں روح سے مشتق هوئیں اور کوئي وجود اُنکا احاطه ادراک سے خارج نهیں هی *

لیکن اِس فرقه کا اصل عقیدہ جو اِن مذکورہ لفظوں سے بادي النظر میں سمجهه میں آتا هي نهیں هی حقیقت میں اونکا اعتقاد یهه هی که قدرت کي صفت ذاتي یهه هی که وہ جمله اصولوں کو بترتیب ظهور میں لاوے اور روح کا ذاتي وصف یهه هی که وہ اُن کو قدرت کا علم حاصل کرنے کے ذریعوں کیطرح کام میں لاوے اگرچه اِن دونوں باتوں کا منشاء واحد هی مگر اصلیت میں جداگانه هیں قدرت اور روحیں قدیم هیں اگرچه هرایک روح ادراک اور اور تمام اُن چیزوں کے ساتهه تعلق رکهتي هی جو قدرت سے پیدا هوئیں هیں لیکن اُنکے ظهور میں کچهه دخل نهیں رکهتي روح اصل ادراک سے جو خاص قدرت کي پیدایش هی کچهه علاقه نهیں

† کالبروک صاحب کي تحریر کتاب مقالات رایل ایشیا ٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۳۳ لغایت ۳۷

رکھتی بلکہ وہ اُس ادراک کے ساتھہ واسطہ رکھتی ہی جو اصل ادراک سے پیدا ہوا ہی *

پیدایش کے وقت روح کو ایک لطیف جسم † ملتا ہی اور اُسکے اوپر ایک کثیف جسم اور زیادہ کیا جاتا ہی جبکہ روح اور مادہ کے آپسمیں اِسطرح رشتہ مستحکم ہوجاتا ہی تو بیرونی محسوسات کو آلات جسمانی روح تک پہونچاتی ہیں قوت مدرکہ محسوسات کی اِطلاع کو جمع کرکے معرفت تک پہنچاتی ہی اور معرفت اُنسے اِنسان کو آگاہ کرتی ہی اور ادراک اُس سے نتیجے نکال کر ایسا علم حاصل کرتا ہی جس تک حواس کو رسائی نہیں ہوتی ‡ غرضکہ روح بازیگر کی مانند نہیں بلکہ ایک تماشائی کیطرح سب کچھہ دیکھتی ہی *

روح کی مثال آئینہ کی سی ہی کہ اُسمیں ہر قسم کی شی کا عکس ہوتا ہی مگر کوئی تبدیلی نہیں آتی اِسیطرح روح سب کچھہ معلوم کرتی ہی مگر اُسمیں اثر کسی شی کا نہیں ہوتا § جبکہ روح قدرت کو بالکل دیکھہ اور سمجھہ چکتی ہی تو کام اُسکا پورا ہوجاتا ہی اور اُسکو نجات حاصل ہوجاتی ہی اور قدرت اور اِس مفرد روح کے آپس میں جو تعلق ہوتا ہی وہ بالکل فنا ہوجاتا ہی بقول اِن حکماء کے قدرت ایک بازی گر کی طرح اپنے آپ کو بخوبی ظاہر کرتی ہی اور جب اُسکو اچھی طرح دیکھہ لیا جاتا ہی تب منھہ چھپاتی ہی اور روح کو نجات کا درجہ حاصل ہوجاتا ہی *

اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ قدرت کے کار و بار میں روح کو کچھہ مداخلت نہیں اور اُسکے کسی کام میں روح کے ہونے کی کچھہ ضرورت نہیں ہی چنانچہ محسوس ہونا اور معرفت اور مباحثہ اور تجویز روح کے نہونے

---

† کالبروک صاحب کی تحریر مندرجہ حالات رایل ایشیا ٹک سوسئیٹی جلد ۱ صفحہ ۳۰

‡ ایضاً ایضاً صفحہ ۳۱ و ۳۸

§ ایضاً ایضاً صفحہ ۳۲

کی حالت میں بھی بدستور جاری رہینگے علاوہ اسکے یہہ سب کام روح کی نجات کے واسطے انجام پاتے ہیں حالانکہ روح ابتدا میں بھی ایسی هی آزاد تھی جیسے کہ بعد نجات کے ہوگی غرض کہ ہر حالت میں روح ایک مد فضول میں داخل رہتی هی اس سے یہہ خیال اتا هی کہ کپیلا نے بھی روح کے وجود اور نجات کا اقرار اُن هی لفظوں میں کیا هی جنمیں ایپکیورس حکیم اس خیال سے اپنے همعصروں کے دیوتوں کو تسلیم کرتا تھا کہ صریح انکار سے لوگوں کے مذهبی تعصبوں کو اشتعالک نہووے *

سانکہیا فرقہ کی دونوں شاخوں دهریہ اور خدا پرست کے مسائل مختلفہ کا بیان

ابتک جو مسئلے بیان هوئے وہ دونوں فرقوں کے مشترک مسائل تھے لیکن جیسا کہ بیان ہوچکا هی کپیلا روحوں کو جداگانہ تسلیم کرنے اور ادراک کو باعث ظهور مادہ یعنے پیدایش کا سبب قبول کرنے کے علاوہ کسی ایسے مادے یا روحانی وجود مطلق کا اقرار نہیں کرتا جسکی مرضی سے تمام کائنات عدم سے وجود میں آئی هی † *

برخلاف اسکے پتنجالی کا عقیدہ هی کہ اور سب روحوں سے علیحدہ ایک روح هی جسپر اُن برائیوں کا کچھہ اثر نہیں هوتا جنکی تاثیر سے اور روحیں مبرا نہیں هیں اور وہ روح بری بھلے کاموں اور اُنکی نتیجوں اور وهم و خیال سے پاک هی اور وہ ایسی روح عالم‌الغیب هی جسپر محدودیت مکانی اور زمانی کا کسیطرح اطلاق نہیں آتا هی یہی روح ذات باریتعالے هی جو احکم‌الحاکمین هی ‡ *

ان دونوں گروهوں کا طریق اُنکے ان خاص عقیدوں سے قایم هوتا هی دونوں کے نزدیک تمام علم کا مقصود روح کا تعلقات مادہ سے نجات پانا هی جو دهیان کے ذریعہ سے حاصل هوتی هی *

---

† حالات رایل ایشیاٹک سوسٔیٹی جلد ۱ صفحہ ۳۷

‡ حالات رایل ایشیاٹک سوسٔیٹی جلد ۱ صفحہ ۳۷

علاوہ اسکے خداپرست عبادت بھي قايم کرتے هيں اور اس عبادت سے
انکے دھیان کے مضمون تجويز هوتے هيں دهريه فرقه ارادہ اور مادہ کے
دقيق اور مشکل مضمون پر بحث و مباحثه کرتا هی اور خدا پرست
فرقه اپنا تمام وقت رياضت ميں صرف کرتا هی يا وہ بالکل محو اور
مستغرق هوکر تعلقات دنيا سے متنفر هو جاتا هی اس سے اُسکي طبيعت
ميں صاحب اسرار هونے کا خبط اور جنون پيدا هو جاتا هی جو مختلف
صورتوں ميں ظاهر هوتا هی سنکيا کے اس فرقه پر اس خصلت نے ايسا
غلبه کيا هی که وہ اسکے سبب سے سب کي نظروں سے گر گيا هی *

پتنجالي کي کتاب ميں جو اِس خدا پرست فرقه کے مذهبي عقايد
کي اصل متن هی جسماني اور روحاني رياضتوں کي کامل هدايتيں مندرج
هيں چنانچه اُسميں لکھا هی که فلاں فلاں صورتوں کے دهيان ميں بالکل
ڈوب جاؤ اور حبس نفس کرو اُور حواسوں کو معطل کرکے معينه طريقوں
پر باستقلال تمام قايم رهو ايسي رياضتوں سے مرتاض کو زمانه گذشته اور
استقبال اور مخفي يا دور دراز کي شی کا علم هو جاتا هی چنانچه اوروں
کے خيال اُسکو معلوم هو جاتے هيں اور هاتھي کي سي طاقت اور شير کي
سيُ جرأت اور هوا کي سي سرعت حاصل هو جاتي هی هوا پر اُڑتا اور
پاني پر چلتا اور پاتال ميں اوتر جاتا هی اور پلک مارنے ميں تمام
کائينات کا حال جان ليتا هی ان خرق عادات کے حاصل کرنے کے واسطے
بعض شخص وہ رياضتيں کرتے هيں جو نهايت اعلی درجه کي خوشي
يعنے حصول بهشت کے ليئے کرني چاهيئيں اور بعضے بجاے اصل خرق
عادت کے فريب اس نيت سے کرتے هيں که ديکھنے والوں کو ايسي عجائبات
ديکھا کر متحير کريں جنکے ديکھانے کا اُنکے پاس بجز فريب کے اور کوئي
ذريعه نهيں هوتا هی *

جوگيونکا کا بيان

انسان کے قبضه قدرت سے جو باتيں باهر هيں اُن تک رسائي حاصل
کرنے کے ارادہ کرنے والوں کي اعلی قسم اچھے سادہ سنتوں ميں اور درجه

درجہ کي قسم نہایت ذلیل فقیروں میں اب بھي موجود ہی ان دونوں قسموں کے لوگ جوگي کہلاتے ہیں اور جوگي ایک اصل فرقہ کا نام تھا یہہ نام ایسے لفظ سے لیا گیا ہی جسکے معني ترک دنیا کرکے دھیان میں لگے رهنا ہیں † *

پچھلے مانسا یا بیدانتي فرقہ کا بیان

اُس فرقہ کي بنیاد بیاس جي سے جو بید کے مشہور مولف قریب چودہ سو برس قبل مسیح کے ہوئے ہیں منسوب کرتے ہیں غالباً ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اُس مولف نے گو وہ کوئي کیوں نہو اُن تالیفوں کے منشاء اور ضروري مسئلوں پر ایک رسالہ لکھا ہی لیکن کالبروک صاحب کي یہہ راے ہی کہ باقي پانچ فرقے اس سے پہلے کے ہیں بلکہ جین اور بدہ مذہب کے فرقوں سے بھي یہہ فرقہ نیا ہی اسلیئے جس کتاب میں اس فرقہ کے مسائل اور عقاید کا بیان مندرج ہی چھہ سو برس پیشتر حضرت عیسی علیہ السلام سے نہ لکھي گئي ہوگي ‡ *

اگرچہ اس فرقہ کے عقیدوں اور مسئلوں کي امداد عقلي دلیلوں سے کي گئي ہی لیکن یہہ فرقہ دعوی کرتا ہی کہ ہمارے مسئلوں کي بنیاد بیدوں پر ہی اور اُنکے ثبوت میں بیدونکا حوالہ دیتا ہی اس فرقہ کي وجہہ سے بہت سے رسالہ معہ اُنکي تفسیروں اور تفسیروں کي تفسیروں کے

---

† سنکیا فرقہ کا مذکورہ بالا بیان زیادہ تر کالبروک صاحب کي تحریر مندرجہ حالات رائل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحہ ۱۹ لغایت ۴۳ میں سے لیا گیا ہی دھریہ فرقہ کپیلہ کے اصلي متن کا ترجمہ جسکو کالبروک صاحب نے اول مرتب کیا وہ اب چھپا ہی اور اُسکے ساتھہ ایک اُس متن کي تفسیر کا ترجمہ جو سنسکرت میں تھي اور پروفیسر ولسن صاحب کي ایک بہت عمدہ تفسیر اُس متن کي چھپي ہی اور اکسفورڈ کي یونیورسٹي کے لکچروں میں سے سب سے آخر مصنف کے لکچروں کے صفحہ ۳۹ و ۵۴ میں بھي سنکیا کے مسائل پر مشرح راے چھپي ہی ان کتابوں سے میں نے اپنے اُس بیان کے درست اور صحیح کرنے میں کوشش کي ہی جو سنکیا فرقہ کا کیا ہے

‡ کالبروک صاحب کي تحریر مندرجہ حالات رائل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۲ صفحہ ۳ و ۴

گذشتہ تر سو برس میں تصنیف ہوئی ہیں ان تفسیروں کے انتخاب سے کالبروک صاحب نے اس فرقہ کے حالات لیکر لکھے ہیں لیکن اس باعث سے کہ اُس میں قابل بحث اور ایسے مضمون بھی لکھے ہیں جنکا عقلی ثبوت دینے کے بجائے اصل متن پر حوالہ کیا گیا ہی بہ نسبت اور فرقوں کے حالات کے زیادہ تر تاریک ہیں *

هستي مُطلق صرف خدا کي ذات هی

اس فرقہ کے اول درجہ کے مسئلہ یہہ ہیں کہ خدا عالم‌الغیب اور قادر مطلق کائنات کي فنا اور بقا اور هستي کا باعث ہی اور خلقت اُسکي مرضي کا ایک کام ہی اور دنیا کا خالق اور مادي باعث اُسیکي ذات هی بقول شاعر * خود کوزۂ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ * اور بعد تکمیل کے ہر شی اُسیکي ذات میں فنا ہو جاتي ہی اور وهي وجود مطلق موجود اور کل عالموں کي روح ہی † *

مفرد روحیں اُسیکي ذات کے اجزا ہیں جو اسطرح اُس سے علیحدہ ہوکر پھر اُس میں شامل ہو جاتي ہیں جسطرح آگ کے شعلہ میں سے شرارہ نکل کر پھر اُسمیں ملجاویں *

روح خدا کي ذات کا ایک جز ہونے کے سبب غیر فاني اور غیر محدود اور صادق اور عالم اور صاحب امتیاز ہی *

اگرچہ سکون و قرار اُسکي قدرتي حالت ہی مگر سرعت اور حرکت کي قابلیت بھي اُسمیں ہی اعلی هستي نے جیسا کہ پہلے سے ارادہ کر رکھا تھا اُسکو قابل حرکت بنایا اور اپنے ارادوں کو ایسے بے انتہا سببوں کے سلسلہ کے ساتھہ جسکي ابتداء نہیں ظاہر کر رہا ہی ‡ روح جسم میں اسطرح بند ہی جیسے کوئي شی ایک غلاف یا کئي غلافوں میں ہوتي ہی اول غلاف اُسکا علم و ادراک معہ حواس خمسہ کے ہی اور دوسرا

---

† حالات رائل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۲ صفحہ ۳۴

‡ ایضا ایضا ایضاً

غلاف ارادہ تیسرا حس و حرکت کے الات هیں ان تینوں کا ایک لطیف جسم بنتا هی جو روح کے ساتھہ اواگوں میں رهتا هی *

چوتها غلاف یہہ کثیف جسم هی † باعتبار جسم کے روح کی حالتیں یہہ هیں کہ جب انسان بیدار هوتا هی تو وہ متحرک اور ایک اصلي اور حقیقي خلقت سے تعلق رکھتي هی اور خواب خیال کے حالت میں ایک وهمي اور مجازي خلقت سے سروکار رکھتي هی اور خوب غافل سونے کي حالت میں خدا کي ذات سے لپٹي هوتي هی مگر اُسمیں وصل نہیں هو جاتي هی بعد وفات کے وہ اس جسماني ڈھانچ سے کنارہ کر لیتي هی ‡ بعد اسکے وہ جرم قمر میں جاتي هی اور وهاں اُسکو ایک ابي رقیق جسم ملتا هی اور مینھہ کي صورت میں برستي هی جسکو کوئی نباتات جذب کر لیتي هی پس بذریعہ غذا کے کسي حیوان کے بچہ کے قالب میں پڑ جاتي هی § اور اپنے اواگوں کے پورا کرنے کے بعد جسکي مدت روح کے افعال پر منحصر هوتي هی نجات حاصل کرتي هی *

نجات کي تین قسمیں هیں ایک تو کامل یعني تعلقات جسماني سے مبرا هوکر روح کو مجرد حاصل هوجارے جسکے بعد وہ برهما کي ذات میں جذب هوجاتي هی دوسرے نجات ناقص جسمیں روح صرف برهما کے مسکن تک پہونچ سکتي هی تیسرے اِس سے بهي کم یعني یہہ کہ روح انسان کي حالت زندگي هي میں بعض صفتیں برهما کي حاصل کرلیتي هی اور روح میں اِستعداد حظ اوٹھانے پر مائل اور راغب هونیکي هي افعال اور حرکات کرنے پر امادہ هونیکي نہیں پچھلي دو قسم کي نجات بلدان اور معینہ طریقوں پر نہایت استغراق کے ساتھہ دھیان کرنے سے حاصل هوجاتي هی *

---

† حالات ایشیاٹک سوسٹیٹي جلد ۲ صفحہ ۳۵

‡ ایضا ایضا صفحہ ۳۷

§ ایضا ایضا صفحہ ۳۹

یهه فرقه برهما کي قدرت کے غیر محدود هونے اور اُسکے غفور هونے اور دهرم کرم کي تاثیر (یعني کامل اور ناقص دهرم اور اچھے برے کرم کے موافق جزا و سزا هوني لابدي هی یا نہیں) اور اور بہت سي مختلف باتوں پر بحث و مباحثه کیا کرتا هی دهرم کرم کي تاثیر کا ذکر اِس فرقه کي قدیم کتابوں میں نہیں هی البته بیدانتیوں کے اُس فریق کا مسئله هی جو بهاگوت گیتا کي پیروي کرتے هیں مگر بیدانتیوں کے فرقه میں سے جو نہایت پابند قاعده کے هیں وه مکت کا هونا برهما کي کرپا سے مانتے هیں اور برهما کي قدرت کو ایسے مسلسل اسباب کے ذریعه سے جنکا ابهي ذکر هوچکا هی که اُنکي اِبتدا نہیں معلوم محدود جانتے هیں *

یهه بات ظاهر هی که یهه فرقه مذکوره بالا فرقه سے ماده کے قدیم هونے اور کائینات کو خداتعالی کي مرضي اور قدرت سے منسوب کرنے میں بالکل اختلاف رکھتا هی بیدانتیوں کي اصل تعلیم کرنے والے بلکه اهل یورپ میں سے وه لوگ بهي جنہوں نے انکي تصنیفات کا ترجمه کیا هی ماده کے وجود میں آنے کے طریق پر اتفاق نہیں کرتے چنانچه انمیں سے ایک فرقه کا اعتقاد هی که ذات باري تعالی نے اپنے وجود میں سے ماده کو نکالا هی اور وه اُسکے ارادوں کي تکمیل کے بعد پهر اُسیکي ذات میں شامل هوجاویگا اِس ماده سے جو اِسطرح سے پیدا هوا تمام کائنات کو ظہور میں لایا اور اُسکو اِنسان کي روح پر طرح طرح کي تاثیر پیدا کرنے کے لیئے چهوڑا هی اور دوسرے فرقه کا عقیده یهه هی که خدا تعالی نے ماده کو پیدا نہیں کیا اور نه وه موجود هی بلکه بلا واسطے اِنسان کي روح پر سلسله وار تاثیریں پهنچاتا هی جنکا پیدا هونا پہلا فرقه مادي دنیا کے ذریعه سے سمجهتا هی پہلا فریق کہتا هی که هر شی خدا کے وجود سے موجود هی اور دوسرا کہتا هی که بجز خدا کے کوئي شی موجود نہیں معلوم ایسا هوتا هی که آخر مسئله آجکل کے بیدانتیوں میں پهیلا هوا هی اگرچه غالباً اِس فرقه کے بانیوں یا متقدمین کي اِیجاد نہیں هی *

دونوں فرقے اِس بات پر متفق ہیں کہ جو اثر طبیعت پر پیدا ہوتا ہی وہ باقاعدہ اور بترتیب ہوتا ہی پس دنیا کو بے اصل سمجھنے والا فرقہ سبب اور اثر پر ٹھیک اُسیطرح بحث کرتا ہی جسطرح دنیا کو اصل ماننے والا فرقہ گفتگو کرتا ہی *

دونوں ارادہ الہي کے قائل ہیں اور یہہ نہیں خیال کرتے کہ مادہ کي خاصیت میں یا خدا تعالی کي صفات میں کوئي بات ایسي ہی جسکے سبب سے اُسکا ارادہ محدود ہوجاوے *

دونوں اِس مقولہ میں متفق ہیں کہ روح خدا کي ذات کا ایک جز ہی اور پھر اُسیکي ذات میں شامل ہوجاویگي مگر کوئي انمیں سے یہہ نہیں کہتا کہ وہ خدا کي ذات میں سے کسطرح سے جدا ہوئي خاصکر دنیا کے بے اصل سمجھنے والے یہہ بیاں کرنے میں قاصر ہیں کہ جب روح خدا تعالی کے وجود کا ایک ذاتي جزو یعني عین ہی تو پھر اُسکو خدا تعالی نے اِس بات کا یقین کرانیکا کیوں دھوکا دیا ہی کہ وہ ایک علیحدہ اور غیر شی ہی جسپر عالم کون و فساد کي تاثیریں ہوتي ہیں † *

منطقي فرقوں کا بیان

علم منطق کو برھمن دل سے عزیز رکھتے ہیں اور بیحد و حساب تصنیفیں اِس علم میں کي ہیں بعض اُنمیں سے بڑے بڑے مشہور مصنفوں نے بھي لکھي ہیں اِسي سبب سے مختلف فرقے قائم ہوگئے ہیں مگر تمام اور فرقوں کا ماخذ گوتاما اور کناد کے فرقے ہیں انمیں سے پہلے نے منطقي الہیات پر اور دوسرے نے طبیعات یعني محسوسات پر توجہہ کي ہی اگرچہ

---

† ملاحظہ کالبروک صاحب کي تحریر مندرجہ حالات رائل ایشیا ٹک سوسئیٹي جلد ۲ صفحہ ۳۸ و ۳۹ کے کرنل کینیڈي صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب مذکور کي جلد ۳ صفحہ ۴۱۲ اور سر گریوز ھاٹن صاحب کي رایوں کو جو دنیا کے بے اصل ہونے یا مادي وجود رکھنے کے استفسار میں ہیں ملاحظہ کرو

یهه دونوں فرقے بعضي باتوں میں اختلاف رکھتے هیں مگر ایسي باتونمیں جنپر دونوں نے بحث کي هی عموماً اتفاق پایا جاتا هی اِسلیئے اُنکو ایکهي مجموعه کے ایسے دو جز سمجھنے چاهیئیں جو ایک دوسرے کے نقصانوں کي تکمیل کرتے هیں *

گوتاما اور کناد کي اُن باتونکا بیان جو ارسطو کي رایوں سے ملتي جلتي هیں

اب جو فرقه ان دونوں کے اجتماع سے قایم هوا اُسکا مقابله ارسطو کے گروه سے کیا گیا هي † یهه فرقه تجنیس اور ترکیب اور ترتیب پر توجهه کرنے اور ایک بد اسلوب قضیه پانچ مراتب کا جنمیں سے دو مراتب محض فضول هیں قایم کرنے میں ارسطو سے موافقت رکھتا هی ‡ *

اور کناد کے فرقه کي منطق میں حالتوں کي شمار بهي کي گئي هی اور وه چهه هیں یعني شي اور صفت اور حرکت اور اجتماع اور خصوصیت اور اتحاد بعضے ساتویں اور زیاده کرتے هیں یعني مصیبت ارسطو کے نزدیک ان میں سے اول کی تین هیں باقي نهیں هیں اور ارسطو نے جو اور سات حالتیں تجویز کي هیں اُن میں سے کوئي نهیں لي گئي هی § *

هندوؤں کے دونوں گروهوں نے جن مضمونوں پر بحث کي هی اکثر اُنهیں سے وهي مضامین هیں جنپر ارسطو نے گفتگو کي هی یعني حواس

---

† کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه حالات رایل ایشیا ٹک سوسئیتي جلد ۱ صفحه ۹۱ اور اڈنبرا ریویو بابت جولائي سنه ۱۸۳۲ ع صفحه ۳۶۳

‡ مثلاً اول یهه پهاڑ آتشین هی دوسرے کیونکه اُسمیں سے دهواں نکلتا هی تیسرے جس شي میں سے دهواں نکلتا هی وه آتشین هوتي هی جیسے که مطبخی کا تنور چوتهے پس پهاڑ دهواندهار هی پانچویں اِس لیئے یهه پهاڑ آتشین هی هندوؤں کے هاں با قاعده قضیه بهي مستعمل تها جسکا قائم هونا مذکورہ بالا قضیه کے بعد ایک امر لازمي هی لیکن جو که یهه باقاعده قضیه مذکوره قضیه کے بعد ظهور میں ایا اِس لیئے معلوم هوتا هی که هندوؤں نے ترقي کے زمانه میں یونانیوں سے لی لیا هوگا

§ یعني جذبه اور تعلق اور مقدار اور زمان اور مکان اور حالت اور عادت

اور عنصر اور روح اور اُسکي مختلف قوتیں اور زمانہ اور خلاء وغیرہ لیکن بہت سے مضمون جو ارسطو کے نزدیک اول درجہ رکھتے ھیں ھندوؤں سے فروگذاشت ھوئے اور اسیطرح ارسطو کا حال ھی مضمونوں کي تعریف اکثر مختلف ھی اور عام ترتیب اُنکي بالکل مشابہ نہیں ھی *

نہایت مشہور مطابقت ھندوؤں اور یونانیوں میں یہہ ھی کہ تمام ھندو فرقے حواس خمسہ پر چھٹا ارادہ زیادہ کرتے ھیں جو باقي پانچوں کے کاموں پر قبضہ رکھتا ھی یہہ ارسطو کي تسلیم کي ھوئي اُس حس سے جسکو وہ عام حس یا اندروني حس کہتا ھی بالکل مطابق ھی *

عام تجنیس گوتاما کے فرقہ کي راے کے بموجب

گوتاما کے فرقہ کي تجنیس بہ نسبت کناد کے فرقہ کے زیادہ کامل اور وسیع ھی اور اُسکا بطور تھوڑے سے نمونوں کے بیان کرنے سے وہ تفصیل اچھي طرح سمجھہ میں آسکتي ھی جو وہ فرقہ اپني تجنیس کي کرنا چاھتا ھی *

تقریر کے مراتب کي فصلوں کا بیان

تقریر کے مرتبوں کي اول تقسیم سولہ فصلوں میں کي گئي ھی اور جس اصل پر یہہ تقسیم ھوئي ھی اُسکو بجز سبات کے کہ مباحثہ کے طریقے اور ذریعہ اور چند درجے اُسمیں پائے جاتے ھیں اور کچھہ میں نہیں سمجھتا اور وہ فصلیں یہہ ھیں *

(۱) دلیل (۲) وہ شي جو معلوم اور ثابت کیجاوے (۳) شک (۴) علت (۵) مثال (۶) ثابت شدہ حقیقت (۷) ایک باقاعدہ تقریر یا قضیہ کا جملہ (۸) وہ تقریر جس سے بیہودگي ثابت کي جاوے (۹) تعین یا تحقیق (۱۰) مقدمہ (۱۱) مناظرہ (۱۲) اعتراض (۱۳) دلیل فاسد (۱۴) انحراف (۱۵) تذلیل (۱۶) تردید *

اس تقسیم کي جو اور بھي تقسیم کي گئي ھی وہ زیادہ تر معقول اور ترتیب وار ھی *

فصل اول یعني دلیل

دلیل کي چار قسمیں ھیں بدیہہ نتیجہ تقابل مقولہ یا شہادت
دلیل کي چاروں قسموں میں سے نتیجہ تین قسم کا ھوتا ھی ایک صغروی جسمیں علت سے معلول معلوم ھوتا ھی دوسرا کبروی جسمیں معلول سے علت دریافت ھوتي ھی تیسرا مماثل *

فصل دوسري یعني وہ اشیا جو معلوم اور ثابت کیجاویں اور اُنکي تقسیم در تقسیم

ثابت ھونے والي چیزیں بارہ ھیں روح جسم آلات حس محسوسات قوت مدرکہ ارادہ سرعت خطا اواگون کرمونکا پھل تکلیف مکت یعني نجات *

اول روح

(۱) ثابت ھونے والي پہلے شی روح ھی اور اُسکي خاصیت اور قوتوں اور اُسکے وجود کي دلیلوں کا کامل بیان کیا گیا ھی روح کي چودہ صفتیں ھیں یعني تعداد اور مقدار اور کثرت اور وصل اور فصل اور علم و ادراک اور رنج اور راحت اور خواھش اور نفرت اور ارادہ اور لیاقت اور نالیاقتي اور قوت متخیلہ *

دوسرا جسم

(۲) ثابت ھونے والي شی جسم ھی اور اسکي بحث اور تشریح اور بھي زیادہ مفصل کي گئي ھی مگر بعضي باتیں جو ازروے مناسبت کے علم طبیعات میں شامل ھیں اسمیں مخلوط کردي گئي ھیں *

تیسرے آلات حس

(۳) اسکے بعد آلات حس کا بیان ھی جنکا مخرج معرفت کو سنکیا فرقہ کے مانند نہیں ٹھہرایا ھی بلکہ اُسي فرقہ کي طرح اُنکو چھٹے اندروني

جس کے ساتھہ شامل کردیا گیا هی مگر پانچ آلات حرکت کا امتیاز علحدہ نہیں کیا گیا هی جنکے شمار سے سنکہیا فرقہ نے گیارہ آلات حس کے قایم کیئے هیں *

چوتھے محسوسات

(۴) درسری فصل کی دوسری تقسیم میں محسوسات داخل هیں اور اُنکو اُن لفظوں میں کہا گیا هی جنمیں کناد فرقہ نے حالتوں کو گنا هی *

اِنمیں سے اول شی هی اور شی کی نو قسمیں هیں مٹی اور پانی اور روشنی اور هوا اور آکاس کی نہایت لطیف هوا زمان و مکان و روح اور اِرادہ اِنمیں سے هر ایک کی صفتوں کو بخوبی تحقیق کیا گیا هی بعد اِسکے مصنف دوسری حالت یعنی صفت کا بیان کرتا هی اور صفتیں چوبیس هیں سولہ † جسمانی یعنی رنگ مزہ بو احساس تعداد مقدار تجرد وصل فصل تقدم تاخر ثقل رقت چپکاوٹ آواز اور آٹھہ صفتیں روحانی هیں یعنی تکلیف راحت خواهش اور نفرت ارادہ نیکی و بدی اور استعداد اِنمیں سے هر ایک کی تحقیق بہت تفصیل سے کی گئی هی اور بعض موقعوں پر ایسی خوبی سے جیسے کہ یونانیوں نے کی هی تحقیقات کی هی ‡ *

بعد اِسکے باقی پانچ حالتوں کی تشریح کی گئی هی جس میں محسوسات کی بحث پوری هوچکی هی اور اسکے بعد باقی چھہ § ثابت

---

† سولہ کے بجاے مصنف نے صرف پندرہ کو شمار کیا هی معلوم نہیں کہ یہہ غلطی چھاپہ کی هی یا کیا وجہہ هی (مترجم)

‡ مثلاً کناد نے صرف یہہ تعریف کی گئی هی کہ وہ ثقل کا نہونا هی حالانکہ ارسطو نے اُسکو ایک علحدہ اصل قایم کرکے کہا هی کہ جوں جوں ثقل کھٹتی جاتی هی وہ بڑھتی جاتی هی اور آواز کو بیان کیا هی کہ وہ لہرانے سے پھیلتی هی چنانچہ ایک مرکز سے موج پر موج نکلتی هی

§ بجاے اِن چھہ کے آٹھہ هونی چاهیئیں کیونکہ ثابت هونیوالی چیزوں کی تعداد پہلے بارہ لکھی هی اور اُنمیں سے صرف چار کا بیان کیا هی معلوم ایسا هوتا هی کہ چھپنے میں غلطی هوگئی هی (مترجم)

هوني والي اشياء میں سے هر ایک کي تحقیق بھي اِسیطرح سے کرکے دوسري نصل ختم کردي گئي هی *

فصل تیسري یعني شک کا بیان

تیسري فصل یا مضمون یعني شک کا بیان اور اسیطرح سے سولهویں فصل تک بخوبي مفصل بیان هوا هی لیکن مباحثه کا طریق ظاهر کرنے کے لیئے هم بہت کچھه بیان کرچکے اِس سے زیادہ مفصل اور مشرح لکھنے میں بہت سا طول هوگا *

الهیات کے مسائل

مذکورہ بالا مضمونوں کي بحث میں الہیات اور طبیعات کے بہت سے مسائل شامل هیں مثلاً روح کا غیر مادي هونا اور قدیم هونا اور علحده وجود رکھنا بیان کیا گیا هی اور خدا تعالی کو اعلی روح اور علم ابدي کا مرکز اور کل اشیاء کا خالق کہا گیا هی *

جزوں یا ذروں کا بیان

کناد کا فرقه جسکو جز لایتجزا کا ماننے والا گروہ کہتے هیں خیال کرتا هی که یہه چند روزہ دنیا ابدي اجزا یعني ایسے ذروں کے مجموعوں سے جو همیشه سے هیں بني هوئي هی لیکن یہه قول نیصل نہیں معلوم هوتا هی که اونکي یہه ترتیب عارضي اُنکا ذاتي وصف هی یا خدا تعالی کي قدرت پر منحصر هی † *

---

† کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه حالات رائل ایشا ٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۱۰۵ اور منطقي فرقه کي مفصل کیفیت دریافت کرنے کے واسطے حالات رائل ایشیا ٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۹۲ اور گلیڈون صاحب کے آئین اکبري کي جلد ۲ صفحه ۳۸۵ اور نیز وارڈ صاحب کي کتاب هندوؤں کے حالات کي جلد ۲ صفحه ۴۲۳ کو ملاحظه کرو

هندو حکیموں کے فرقوں کا چند یوناني حکیموں کے فرقوں خصوصاً فیساغورس کے فرقہ سے مشابہ هونا

جن مضمونوں پر هندو حکیموں نے بحث کي هی اور قدیم یوناني حکیموں نے جن مضمونوں پر توجهہ کي هی اُن دونوں کے یکساں هونے اور ایسے فرقوں کے مسئلوں میں جو دنیا کے بہت دور دراز ملکوں میں آباد تهے مشابہت پائے جانے سے متعجب نہونا غیر ممکن هی چنانچہ مسبب‌الاسباب اور ارادہ کا مادہ سے تعلق اور پیدایش اور تقدیر اور اسي قسم کے بہت سے مضمونوں میں هندوؤں نے ایسے سوال شامل کیئے هیں جو زمانہ حال کے علم الهیات میں پیش آئے هیں اور اُنہے متقدمین (اهل یورپ) آگاہ نہ تهے مادہ کا قدیم هونا یا اُسکا خدا تعالی کي ذات میں سے نکلنا اور خدا تعالی کا وجود جداگانہ یا اُس وجود کا قدرت کے انتظام میں سے ظہور کرنا اور تمام روحوں کا منخرج خدا کي ذات کو ٹهرانا اور پهر اُسیکي ذات میں سمانا اور اجزا یعني ذروں کا مسئلہ اور دنیا کے مسلسل انقلابوں کے مسئلے غرضکہ یہہ سب باتیں یوناني حکیموں میں اِسطرح سے کہ کوئي کسي فرقہ میں اور کوئي کسي فرقہ میں پائي جاتي هیں † لیکن میري راے میں یہہ مسئلے غور و خوض کرنیوالے لوگوں کے دهیان میں خود بخود علٰحدہ علحدہ ملکونمیں گذرے هونگے اور حسن اتفاق سے اُنمیں سے کسي ایک مسئلہ کي مطابقت دوسرے کے ساتهہ هوگئي هو لیکن جبکہ هم کسي کل ترتیب‌کو هندو حکیموں کے قاعدوں کي ترتیب سے ایسا مطابق پاویں جیسا کہ فیسا غورس کے قاعدوں کي ترتیب هی اور ان دونوں کے مسئلے ایسے خلاف قیاس هوں کہ عقل انساني کا مقتضی نہ معلوم هوں تو فیساغورس کي مشرقي سفر کي روایتیں جو مشهور هیں اُنسے اسبات کا یقین اجانا بعید نہیں هی کہ ان دونوں کي حکمت کا ماخذ

---

† وارڈ صاحب کي کتاب حالات هندوؤں کي جلد ۲ صفحہ ۱۱۳ کو دیکهو

ایک هی هوا بقول فیسا غورس کے تمام حکمت کا منشاء طبیعت کو ایسے گراں باروں سے آزاد کرنا هی جو اُسکو کمال حاصل کرنے کے مانع هوتے هیں † اور اُسکو جذبوں اور نفسانی خواهشوں کے غلبه سے بچاکر اسطرح اعلی درجه پر پہونچاوے که صفات باری حاصل هوجاویں اور دیوتوں میں شمار کیئے جانے کے قابل هو جاوے ‡ روح خدا کی ذات کا جز هی § اور بہت سے اواگون اور مرے هوؤں کے دیس میں || متواتر جانے اور پاک صاف هو جانے کے بعد روح اپنے اُسی مخرج میں سما جاتی هی جسمیں سے نکلی تهی طبیعت روح سے علیحدہ ایک شی هی * خدا ایسی عام روح هی که هر شی میں پهیلی هوئی هی اور تمام کائینات کی اصل اصول اور مخفی هی اور انحطاط اور زوال کے قابل نہیں هی اُسکو صرف طبیعت هی سمجهه سکتی هی ‡ خدا اور انسانوں کے درمیان میں هوائی موجودات (یعنی ایسے مخلوق جو هوا میں رهتی هی) بہت سے گروهوں میں منقسم هی جو دنیا کے کار و بار پر مختلف تسلط رکهتے هیں †† *

یهه سب کے سب ٹهیک ٹهیک هندوستان کے علم الهیات کے مسئله هیں جب هم اس پر فیساغورس کی اُس نفرت کو جو حیوانات کے کهانے سے اُسکو تهی اور اُسوقت تک کسی حیوان کے کهانے کی اجازت ندینے کو جب تک که وہ قربانی نکیا جاوے ‡‡ اور اپنے شاگردوں

† انفیلڈ صاحب کی تاریخ حکمت جلد ۱ صفحه ۳۱۲

‡ ایضاً ایضاً صفحه ۳۸۹

§ ایضاً ایضاً صفحه ۳۹۳

|| اِس مقام پر قیاس چاهتا هی که عالم ارواح لکها جاوے مگر مصنف نے اِن هی لفظوں میں بیان کیا هی جو لکهے گئے مترجم

* انفیلڈ صاحب کی تاریخ حکمت جلد ۱ صفحه ۳۹۲

‡ ایضاً ایضاً صفحه ۳۹۳

†† ایضاً صفحه ۳۹۵ اور ستینلی صاحب کی تاریخ حکمت کو بهی دیکهو

‡‡ انفیلڈ صاحب کی تاریخ حکمت جلد ۱ صفحه ۳۷۷ اور ستینلی صاحب کی تاریخ حکمت صفحه ۵۲۰

کو درختوں کي شاخ و برگ توڑنے مروڑ نے سے امتناع کرنے کو † اور شاگردوں کو مدت تک معرض امتحان میں رکھنے اور مخفي تعلیم کرنے کو زیادہ کریں تو خیال میں نہیں آتا کہ اسقدر مطابقت اور موافقت بغیر اسباب کے کہ صریح نقل هندوؤں کي کیجاوے هوسکے *

اور بهي مشابهتیں بیان هوسکتي هیں گو انسے جلکا بیان هوچکا کم رتبہ هیں مگر متحیر اور متعجب کرنے میں کچهہ کم نہیں هیں مثلاً خدایتعالی اور روشني کي مشابهت اور چاند کو خواہ مخواہ اس خیال سے رتبہ بخشنا کہ وہ زمین کي تبدیلیوں کي حد هی اور ان سب مسئلوں کو زیادہ فخر اور امتیاز اس سبب سے حاصل هوا هی کہ وہ فیساغورس کے اور تمام همعصر یوناني حکیموں کے مسائل سے مختلف هیں ‡ *

مشہور هی کہ دونوں فرقوں کے بعض مسائل قدیم مصریوں میں موجود تهے اور خیال کیا جاتا هی کہ فیساغورس اور برهمنوں نے اُنہیں سے حاصل کیئے لیکن مصر میں ان مسئلوں کے رایج هونے کے حالات صرف ایسي کتابوں میں پائي جاتي هیں جو اُنکے یونان میں پهونچنے پر مدت کے

---

† سٹینلي صاحب کي تاریخ حکمت صفحہ ٥٢٠

‡ هندوؤں کے جو خیال اور قیاس روشني کي نسبت هیں اُنکے معلوم هونے کے لیئے گایتري کے مختلف ترجموں اور تفسیروں کو خصوصاً سر جونس صاحب کي کتاب کي جلد ٦ صفحہ ٤١٧ و ٤٢١ اور کالبروک صاحب کي تحقیقات ایشیا کي جلد ٨ صفحہ ٤٠٠ اور حاشیہ اور رام موهن راے کے ترجمہ بید کے صفحہ ١١٤ اور کالبروک کي تحریر مندرجہ حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي کي جلد ٢ صفحہ ٢٦ وغیرہ کو دیکهو — اور فیساغورس کي راے دریافت کرنے کے واسطے انفیلڈ صاحب کي کتاب کے جلد ١ صفحہ ٣٩٤ اور سٹینلي صاحب کي کتاب کے صفحہ ٥٤٧ کو دیکهو اُنهوں نے لکها هی کہ فیساغورس نے روشني کا مسئلہ مشرقي حکیموں سے سیکها هی اور چاند اور هوائي ملکوں کے باب میں هندوؤں اور فیساغورس کي رایوں کو کالبروک صاحب نے حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ١ صفحہ ٥٧٨ میں بیان کیا هی اور صرف فیساغورس کي رایوں کے معلوم کرنے کے واسطے سٹینلي صاحب کي کتاب کے صفحہ ٥٥١ کو ملاحظہ کرو

بعد لکھي گئي هيں چنانچه سب سے اول سند اسبات کي هروڈوٹس مورخ هي جو فيساغورس کي حکمت کے علي العموم شايع هونے سے مدت کے بعد هوا هي اور بالفرض اگر يهه مسئلے مصريوں ميں موجودبهي تهے تو وہ ايک علحدہ ترتيب حکمت ميں بطور متفرق رايوں اور خيالوں کے هونگے اور يونان ميں اُن مسئلوں کو سواہ فيساغورس کے اور يوناني حکيم مد فاضل سمجهتے تهے اور جزو کل کو صحيح اور درست نهيں جانتے تهے برخلاف اسکے هندوستان ميں اُنکو ايسے اصول سمجها گيا هي که اُنپر لوگوں کے مذهب کي بنياد هي اور تمام حکيموں کے فرقے اُنکو اپني سند گردانتے هيں اور انهيں پر طبيعات کا هر ايک مسئله اور اخلاق کا هر ايک مقوله منحصر هي *

کالبروک صاحب نے کيا اچها کہا هي که هندوؤں کي حکمت پہلے يونانيوں سے به نسبت پچهلے يونانيوں کے زيادہ تر مشابهت رکهتي هي اور اگر هندو کسي غير قوم سے ابتدا ميں حکمت کے اصول سيکهه سکے تو کيا وجهه هي که وہ پچهلي ترقيوں کا علم حاصل نکرسکے اور اس سے يهه نتيجه نکالتے هيں که هندوؤں نے حکمت کسي سے سيکهي نهيں هي بلکه اوروں کو سکهائي هي † *

† حالات رايل ايشياٹک سوسئيٹي جلد ۱ صفحه ۵۷۹ يهه کها جاسکتا هي که فيساغورس کے مسائل منو کے زمانه کے بعد کے هيں اُسکي تحريروں ميں ايسے لوگوں کا ذکر پايا جاتے سے جو باهم رهکر اوقات بسر کرتے هوں اور ايک هي سے تعليم پاتے هوں اور مردوں کو جلانے کے بجاے دفناتے هوں سادہ سنتوں کے گروہ سمجهے جاتے هيں اور حيوانوں کا گوشت کهانے کي جو اُسنے سخت ممانعت کي هي اُس سے بڑي پچهلا هي زمانه پايا جاتا هي

———*———

تیسرا حصہ

هندوؤں کے پچھلے زمانہ کا حال چلا جاتا هی

جو مضمون اب بیان کیئے جاوینگے اُنمیں سے بہت تھوڑے منو نے بیان کیئے هیں اِس لیئے هم اُن تبدیلیوں کی تحقیق کا اُسکے ذریعہ سے زیادہ اِرادہ نہیں کرسکتے جو منو کے زمانہ کے بعد هوئیں بلکہ هندوؤں میں هر علم و هنر کی ترقی کی غایت درجہ کی تحقیقات اور اُسکی اُس حالت کا بیان جو اب موجود هی همکو اور ذریعوں سے کرنا چاهیئے *

پہلا باب

علم هیئت اور ریاضی کا بیان

هندوؤں کے علم هیئت کی قدامت

هندوستان کے علم هیئت کی قدامت اور اصلیت نہایت دلچسپ مضمون هیں † اِنمیں سے قدامت پر یورپ کے نہایت بڑے درجہ والے هیئت دانوں نے گفتگو کی هی تسپر بھی ابتک اُسکا کچھہ تصفیہ نہیں هوا *

کاسینی صاحب اور بیلی صاحب اور پلیفیئر صاحب کا قول هی کہ هندوؤں کی کتابوں میں ایسی ایسی تحقیقیں جو حضرت مسیح علیہ السلام سے تین هزار برس پہلے هوئی تھیں اب بھی موجود هیں اور اُنسے بہت بڑی ترقی جو اُس زمانہ سے پہلے هوچکی تھی ثابت هوتی هی *

---

† هیومرے صاحب کی هندوستان کی انگریزوں کے وقت کی تاریخ میں جو بڑی عمدہ اور معقول کتاب هی لوگوں نے جو ثبوت مضمون کے داخل کیئے هیں اُنسے یہہ مضمون بہت اچھی طرح معلوم هوتے هیں مگر اُنمیں ایسی رائیں هیں جو هندوؤں کے حق میں مفید نہیں

بہت سے آدمي جو علوم دقيق ميں مشہور اور نامي هيں جيسے که لاپليس صاحب اور ڈيلمبر صاحب اُن تحقيقوں کے مستند اور صحيح هونے سے انکار کرکے اُنکے نتيجوں کو ناجايز ٹهراتے هيں *

اسباب ميں گفتگو بالکل اصول هيئت پر کيجاتي هے اور اُسکا تصفيه صرف علم هيئت کے عالم کرسکتے هيں جهانتک که اُسکو ايسا شخص جو علم رياضي سے بالکل ناواقف هو سمجهه سکتا هے اُس سے هندوؤں کو اُسقدر ناموري حاصل نهيں هوسکتي جتني که اُنکو ديجاتي هے *

مگر تمام هيئت دان هندوؤں کي تحقيقوں کے نهايت قديم هونے کو تسليم کرتے هيں اور اس باب ميں کچهه حجت نهيں معلوم هوتي هے که اُنهوں نے جو نهايت ٹهيک اور صحيح حرکت وسطي سورج اور چاند کي قرار دي هے وه اُنکو قديم زمانه کي تحقيقوں سے ان تحقيقوں کے مقابله کرنے سے حاصل هوئي هوگي جو اس زمانه کے لوگوں نے کي هيں † بنٹلي صاحب جو هندوؤں کے دعوی کے بالکل برخلاف هيں وه بهي اپني اخير چهاپي هوئي کتاب ميں لکهتے هيں که هندوؤں نے جو طريق الشمس کو ستائيس منازل قمر (يعني نچهتر) ميں تقسيم کيا هے جس سے وه اُس زمانه ميں بهت بڑے عالم اس علم کے معلوم هوتے هيں وه تقسيم حضرت مسيح عليه السلام سے چوده سو بياليس برس پہلے هوئي تهي اور اس باب ميں بنٹلي صاحب کي سند هي پر بس نکرکے همکو يقين کرنا چاهيئے که هندوؤں کي تحقيقيں حضرت مسيح عليه السلام سے پندره سو برس پہلے سے شروع هوئي هونگي اور يهه زمانه مهم ارگوناٹک ‡ اور

† پرنڈ صاحب کي لاپليس صاحب والي کتاب انتظام دنيا

‡ يونانيوں ميں روايت هے که يوناني دلاوروں نے مقام کالس واقع ساحل بحر اسود پر جو مهم سونهري اُون حاصل کرنے کے واسطے کي تهي اُسکا نام آرگوناٹک هے وجهه تسميه اس مهم کي يهه هے که اُن لوگوں نے جس جهاز پر اس مهم ميں سفر کيا تها اُسکا نام آرگو اس سبب سے تها که اُسکو آرگس نے اُن سب دلاوروں کے سردار جيسن کے حکم سے بنايا تها اس مهم کو مشهور لڑائي ٹرائي سے قريب ايک پشت يعني سو برس پيشتر قايم کرتے هيں (مترجم)

یونان میں پہلے پہل هیئت کا چرچا شروع هونے سے سو دو سو برس پہلے قایم هوگا *

اور جس قاعدہ پر پترا بنا هی جسکا ذکر بید میں موجود هی اُسکے لکھے جانیکا زمانہ حضرت مسیح علیہ‌السلام سے چودہ سو برس پہلے قرار دیا گیا هی † اور پارس راے کو جو قدیم زمانہ کا اول هیئت داں هی اور اُسکی تصنیفوں میں سے اب بھی کچھہ کچھہ باقي هی اُسي زمانہ میں فروغ هوا ‡ *

هندوؤں کو علم هیئت کسقدر حاصل تھا

هندوؤں کے هیئت کي جو تحقیقاتیں همارے زمانہ میں هوئیں اُنمیں همکو اُنکے قدیم مصنفوں سے کوئي مدد نہیں ملتي پرچاریوں کے فریب و

---

† پہلے تتمہ اور تحقیقات حالات ایشیا کي جلد ۸ صفحہ ۴۸۹ اور جلد ۷ صفحہ ۲۸۲ کو ملاحظہ کرو

‡ اس مصنف کا زمانہ اُسکي اُس تحقیق سے جو اُسنے رنگوں کے مقام کي کي هی جسکا ذکر ڈیوز صاحب نے کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۲ صفحہ ۲۶۸ میں کیا هی قایم هوتا هی سر جونس صاحب ایک اور اطلاع کي رو سے جو اُنکو ڈیوز صاحب سے حاصل هوئي پارس راے کے زمانہ کو سنہ ۱۱۸۱ قبل مسیح علیہ‌السلام قرار دیا هی لیکن خود ڈیوز صاحب نے بعدہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۵ صفحہ ۲۸۸ میں بیان کیا هی کہ اس معاملہ میں کامل غور کرنے سے یہہ دریافت هوتا هی کہ یہہ تحقیق سنہ ۱۳۹۱ قبل مسیح علیہ‌السلام میں هوئي هوگي-ایک اور مقام سے جو پارس راے کي کتاب سے نقل کیا گیا هی ثابت هوتا هی کہ اُسکے زمانہ میں زحل کا آفتاب کے طلوع کے بعد تک چمکتا رهنا ایسے زمانہ میں واقع هوا جو اُس زمانہ سے مطابق هی جسکو اُس مصنف کي نسبت اور وجوهات سے قرار دیا گیا هی — کالبروک صاحب کي تحریر کتاب حالات ایشیا کي جلد ۹ صفحہ ۳۵۶ اور اُسي کتاب کي جلد ۵ صفحہ ۲۸۸ میں ڈیوز صاحب کي راے بھي دیکھو مگر بنٹلي صاحب کو ایک زمانہ میں پارس راے کي تصنیفوں پر یہہ شبہہ تھا کہ یہہ کسي کي زمانہ حال کي کارسازي هی (کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۶ صفحہ ۵۸۱) اور جبکہ اُنھوں نے اپني دوسري چھاپي هوئي کتاب میں اُنکو تسلیم کیا تو زحل کے بیان کے معني اور ڈھراے اور اس وجھہ اور اور وجوهات سے اُس مصنف کے زمانہ کو سنہ ۵۷۶ قبل مسیح علیہ‌السلام قرار دیا (خلاصہ تاریخ بنٹلي صاحب مندرجہ اوریئینٹل میگزین جلد ۵ صفحہ ۲۳۵) جو ارادہ کہ سر جونس صاحب نے دیوتاؤں کي تاریخ کے ذریعہ سے جنمیں پارس راے کا نام آیا هی اُسکي تاریخ قایم کرنیکا کیا وہ پورا نہوا (کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۳۹۹)

فطرت کے اُسي دستور سے جسکا هندوؤں کي اور باتوں پر بہت بڑا اثر هوا هی اُنکے علم پر بھي پردہ پڑگیا (یعنے علم کا حال بھي بخوبي ظاهر نہیں هوتا) چنانچہ لغو زمانے واقعات کے جو ان پوجاریوں نے قرار دیئے هیں اُنمیں علم هیئت سے کام لیا هی اسلیئے جو سنہ اور زمانہ علم هیئت کے ذریعہ سے مقرر هونے چاهیئیں وہ ابتر اور پریشان هوگئے اور کہیں کسي کتاب میں علی العموم کوئي بیان هندوؤنکے علم هیئت کے سلسلہ کا معلوم نہیں هوتا اور علم کي صرف اسیقدر باتیں جو روز مرہ کے کاروبار سے متعلق هیں لوگوں پر ظاهر کی گئي هیں لیکن اُنکی بھي اصل ماخذ مخفي رکھکر صرف نتیجے اِس ادعا سے ظاهر کیئے هیں کہ خدا تعالی کیطرف سے یہہ وحي آئي هی † *

* مثلاً سورجا سدهانتا جو پانچویں یا چھٹي صدي کے ایک بڑے هیئت داں کي کتاب هی اُسکو هندو ایسي وحي کي کتاب سمجھتے هیں جسکو نازل هوئے اکیس لاکھہ چونسٹھہ هزار نو سو برس هوئے جو اولجھا هوا اور خراب طریقہ علم کے ظاهر کرنے کا علم هیئت میں اُنکا تھا ویساهي اور علموں میں بھي تھا چنانچہ پروفسر پلیفیئر صاحب اُنکے علم مثلث کي نسبت فرماتے هیں کہ اور بہت سي باتوں کیطرح جو مشرقي علوم سے متعلق هیں اِس کتاب کي صورت سے ظاهر هوتا هی کہ اُسکے مصنف نے اپنے علم کے موافق اُسمیں بیان کرنا مناسب نہیں سمجھا یعني اُسکا مصنف مضمون سے بہ نسبت اُسکے بہت زیادہ واقف تھا جتنا کہ اُسنے بیان کیا هی غالباً یہہ ایک مختصر رسالہ هی جسکو کسي علم هندسہ کے کامل نے مبتدیوں کے سیکھنے کے واسطے لکھا هی اور اُنکے علم حساب کي نسبت اڈن براروریو کي جلد ۲۹ صفحہ ۱۴۷ میں یہہ بیان هی کہ اس علم کو هندوؤں نے نظم میں لکھا هی همیشہ سوالوں کو نہایت درستي کے ساتھہ مجمل بیان کیا هی اور حل کرنیکا قاعدہ کچھہ کم اجمال کے ساتھہ بیان کیا هی لیکن مثال پر پہنچنے سے جو تیسرے درجہ پر هوتي هی سوال بالکل سمجھہ میں آجاتا هی اور کوئي ثبوت یا دلیل مفصل یا مجمل اُسکے ساتھہ بیان نہیں کي گئي هی مگر امتحان کرنے پر قاعدے اُسکے صرف صحیح اور درست هی ثابت نہیں هوتے بلکہ ایسے سیدھے اور صاف معلوم هوتے هیں جو اِس زمانہ حال میں قایم هونے ممکن هیں جسمیں تحقیق اور تشریح کو کمال حاصل هی اور اُنکے جبر و مقابلہ پر بھي اڈن براروریو کے صفحہ ۱۵۱ میں یہي رائے دي گئي هی

اِس وجهه سے جن قاعدون پر هندوؤں کے اپنے زائچه کهینچے هیں اُنکو کبهي بیان نهیں کیا اور اُنکي کوئي ایسي کتاب جسمیں اُنکي تحقیقوں کا سلسله باقاعده مندرج هو پائي نهیں جاتي هی *

اگر یهه طریقه اُنکا اُنکے حالات کي تحقیقاتوں کا جو هم کرني چاهتے هیں مانع هو تو اِسمیں کچهه شبهه نهیں که اُنکے علم کا بهت بڑا مانع هوا هوگا غالباً تحقیقات علمي کرنے کا فن بهت تهوڑے اور خاص آدمیوں کو سکهایا جاتا هوگا اور اِس سے بهي کم لوگ ایسے ذریعه سے کام لینے پر مائل هونگے جس سے اُس مذهب کو جسکي بنیاد احکام الهي پر ٹهرا رکهي تهي اِستحکام حاصل هونا ممکن نه تها بلکه نقصان هوسکتا تها اُنکے متقدمین جو کچهه سعي و کوشش کرکے تحقیقیں چهوڑ گئے تهے اُن سے جو فن وہ سیکهتے تهے نه وہ اُنهوں نے حاصل کیا تها اور نه علمي فخر حاصل کرنے کا شوق اور غبطه اُنمیں تها جو اُن تحقیقوں کو دیکهکر هونا چاهیئے تها جب که اُن زایچوں میں جنکو وحي ٹهرا رکها تها روز بروز غلطیاں زیاده هوئیں اور نئي تحقیقوں سے اُنکے تصحیح کرنے پر مجبور هوئے تو جو ترقیاں اُنهوں نے اُنمیں کیں اُنسے بجاے شهرت اور ناموري حاصل کرنے کے اُنکو اِس امر میں کوشش کرني پڑي که سب کو یهه یقین رهے که اِن زایچوں میں کسیطرح کي تبدیلي نهیں هوئي هی † *

† سورجا سدهانتا کا مفسر (کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحه ۲۳۹) اُس پریشاني کو اچهي طرح ثابت کرتا هی جو اُن لوگوں کي طبیعتوں کو حاصل هوئي تهي جنهوں نے اُن غلطیوں کي تصحیح کا اِراده کیا تها جو مذهبي سند سے تسلیم هوتي چلي آتي تهیں اِسي جلد کے صفحه ۲۵۷ سے معلوم هوتا هی که اگرچه علم معقول اُنکے هاں مدتهاے دراز سے جسکا زمانه معلوم نهیں قایم تها تسپر بهي وہ اس بات کو بیدیني سمجهتے تهے که اُنکے علم منقول اور معقول میں اِختلاف ظاهر هووے البته صرف ایک هي مصنف کا قول هی که زمین غیر محدود خلا میں خود بخود تلي هوئي هی چند حیوان نیچے اوپر جمع هوکر اُسکو اُوٹها نهیں سکتے لیکن اور مصنف ایسے مباحثه کي راے ظاهر نهیں کرتے بلکه اُنکي طبیعت اسطرف

باوجود ان نقصانوں کے معلوم ہوتا ہی کہ اُنہوں نے علم ہیئت میں بہت سی ترقیاں کی ہیں ہندوؤں نے جو کوئی کامل سلسلہ اپنی تحقیقوں کا نہیں چھوڑا ہی جسکو ایک عام پسند طریقہ کی طرح پیش اور اور قوموں کی تحقیقوں سے مقابل کیا جاوے اس لیئے ریاضی داں لوگوں کو اُنکی علمیت پر اُس ہنر کے ذریعہ سے رائے دینی چاہیئے جو اُن سے اُن باتوں کی بحث میں ظاہر ہوا ہی جنپر اُنہوں نے گفتگو کی ہی اور اس معاملہ میں جو رائیں دی گئی ہیں وہ متفق نہیں ہیں مگر اسبات کو بالاتفاق تسلیم کیا گیا ہی کہ اُنکے علم ہیئت کی تصنیفات میں بڑے درجہ کے نقص کے ساتھہ اعلی مرتبہ کا کمال بھی پایا جاتا ہی *

علم ریاضی کی اور شاخوں میں جو ترقی ہندوؤں نے کی ہی وہ علم ہیئت کی بہ نسبت اور بھی زیادہ بیان کرنے کے قابل ہی چنانچہ سورجا سدھانتا میں جو بموجب قول بنٹلی صاحب کے سنہ ۱۰۹۱ع میں لکھی گئی ہی اور عموماً پانچویں چھٹی صدی † کی تصنیف کے ہوئی تسلیم کی جاتی ہی علم مثلث کا بیان ایسا پایا جاتا ہی کہ اُس سے اُنکا یہہ علم بہ نسبت یونانیوں کے بہت زیادہ ہی ثابت نہیں ہوتا بلکہ اُسمیں ایسے ایسے سوالات پائے جاتے ہیں کہ اُنکا علم اہل یورپ کو سولہویں

مائل معلوم ہوتی ہی کہ جو کہانیاں قدیم سے چلی آتی ہیں اُنسے اختلاف نہونے پاوے اور اڈن‌برا‌رویو میں (جلد ۱۰ صفحہ ۴۵۹) مذہبی نظرت اور فریب کے طریقہ کے اُس اثر کا بڑا کامل ثبوت ہی جو علم کی ترقی کا مانع ہوا اور اس سے ایک بہت عمدہ دلیل اِس بات کی نکالی گئی ہی کہ زمانہ قدیم ہی میں پہلے پہل عمدہ عمدہ تحقیقیں ہوچکی ہونگی

† اُس زمانہ کے اعتدال ربیعی کا موقع دریافت کرنے کے واسطے جسمیں سورجا سدھانتا لکھی گئی کالبروک صاحب کی تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ۹ صفحہ ۳۲۹ کا حاشیہ اور اُس زمانہ کے دریافت کرنے کے واسطے جبکہ وہ اعتدال ربیعی واقع ہوا سر جونس صاحب کی تحریر اُسی کتاب کی جلد ۲ صفحہ ۹۲ کو دیکھو اور کالبروک صاحب اُسکا واقع ہونا برھماگپتا کے زمانہ میں خیال کرتے ہیں اور برھماگپتا کی تاریخ چھٹی صدی کے اخر میں قرار دیتے ہیں

صدي تک نہیں ہوا تھا † *

ہندوؤں کے علم ہندسہ کا بیان

علاوہ اور باتوں کے اُنکا علم ہندسہ کا ہنر مثلثوں کے مختلف ثبوتوں سے خصوصاً اُس ثبوت سے جسمیں مثلث کے تینوں ضلعوں سے سطح دریافت ہوتي ھی جس سے یورپ کے لوگ اُس وقت تک واقف نہ تھے که کالویس صاحب نے سولہویں صدي میں اُسکو مشتہر کیا ‡ اور اُس علم سے جو اُنکو نصف قطر کي مناسبت کا محیط دایرہ سے تھا جسکو وہ ایک ایسے طریق سے جو اُنہیں پر مخصوص ھی ظاہر کرتے ھیں یعني ایک مقدار مفروضہ اور ایک اکائي دونوں کے واسطے مقرر کر رکھي ھی ثابت ہوتا ھی اُس مناسبت کا حال جسکو یورپ کے بڑے بڑے عالموں نے کوشش کرکے استحکام بخشا ھی ہندوستان کے سوا زمانہ حال تک کسي اور ملک کے لوگوں کو معلوم نہ تھا § *

---

† اس قسم کا سوال وایتا کا ھی جسکا ذکر پروفیسر پلیفیئر صاحب نے اُس سوال کے ذیل میں کیا ھی جسکو اُنہوں نے ایشیاٹک سوسئیٹي کے پاس بھیجا تھا [کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۴ صفحہ ۱۵۲] پروفیسر پلیفیئر صاحب نے رایل سوسئیٹي اڈنبرا کے حالات جلد ۴ میں ہندوؤں کے علم مثلث پر ایک گفتگو چھاپي ھی اور اُسپر پروفیسر واٹسن صاحب نے نہایت عمدہ مفصلہ ذیل اپني راے دي ھی ـــ که کیسي ھي قدیم کوئي کتاب کیوں نہو جسمیں بیان ھو علم مثلث کا پاریں ہمکو یقین رہے کہ وہ کتاب اس علم کي آغاز میں نہیں لکھي گئي اسلیئے ھم یہہ نتیجہ نکال سکتے ھیں کہ سورجا سدھانتا کے لکھے جانے کے ایک مدت پہلے سے علم ہندسہ سے لوگ ماہر ہونگے اُسمیں وتروں کي مقدار معلوم کرنے کا ایسا عمدہ قاعدہ موجود ھی جسکا استعمال پہلے پہل برگز صاحب نے سترھویں صدي میں کیا [برٹش انڈیا جلد ۳ صفحہ ۲۰۳ جو اڈنبرا ایونیت لائبیریري میں موجود ھی]

‡ اڈن برارریو جلد ۲۹ صفحہ ۱۵۸

§ محیط اور قطر کي مناسبت کا بیان سورجا سدھانتا میں ھی جو غالباً پانچویں صدي میں [کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۲۵۹] اور بنٹلي صاحب کے بیان کے بموجب بھي گیارھویں صدي میں لکھي گئي ھی اور مثالوںکے ثبوت عموماً برھماگپتا نے چھٹي صدي میں لکھي ھیں

علم حساب کا بیان

علم حساب میں هندو کسور عشاریه کي ایجاد کے سبب سے جسکا موجد سب اُنهیں کو تسلیم کرتے هیں معزز اور ممتاز هیں اور معلوم هوتا هی که اسي تحقیق کے موجد هونے کے سبب سے علم حساب میں هندو یونانیوں پر بهت بڑا فخر اور فوق رکهتے تهے † *

جبر مقابله کا بیان

برهمن جبر و مقابله میں بهي اپنے همعصروں سے نهایت سبقت لیگئے هیں اُنکے اس علم کي تحقیقوں کے حالات همکو برهماگپتا کي کتابوں سے جو چهٹي صدي میں هوا اور بهاسکرا اچارجیا کي کتاب سے جو بارهویں صدي ‡ میں هوا دریافت هوتے هیں لیکن ان دونوں نے جو کچهه اپنے مضمون لکهے هیں آرجا بهاٹا کي تصنیف سے لیئے هیں جسکے زمانه میں معلوم هوتا هی که علم کمال کے درجه کو پهونچا هوا تها اگرچه اس مصنف کي تاریخ کا صحیح پتا پانچویں صدي سے پهلے نهیں ملتا مگر کالبروک صاحب

† اشیاٹک ریسرچز کي جلد ۱۸ صفحه ۲۱۱ میں ایک مصنف کي راے جو اس باب میں هندوؤں کي نسبت مخالفانه گفتگو کرتا هی نهایت توجهه کے قابل هی اُسکا قول هی که کسورعشاریه بهت پراني ایجاد نهیں هی کیونکه اگر فیثاغورس کے زمانه میں هندوستان میں اس قاعده کا رواج هوتا تو اُسپر اُسکو اطلاع نهوني غیر ممکن تهي

‡ بنٹلي صاحب اپنی اخر کتاب میں اپنے معمولي حساب کے طریقه سے یهه ثابت کرنا چاهتے هیں که بهاسکرا نے اکبر کي سلطنت میں سنه ۱۵۵۶ع میں لکها هی لیکن اس مصنف کي ایک کتاب کي اصلي متن کے لکهے جانے کي تاریخ ایک مشهور شخص فیضي نے اپنے فارسي ترجمه میں جو اُسنے مرتب کرکے اکبر کے حضور میں پیش کیا تها بیان کردي هی اور یهه سب کو معلوم هی که هندوؤں کے دقیق علموں کي جو کچهه فیضي نے تحقیقاتیں کي هیں اُس زمانه میں نهایت مشهور تهیں [اسي تاریخ کے دوسرے حصه کے تیسرے باب کو دیکهو] اسیطرح سے اور بهت سے مصنفوں نے جو اکبر سے پهلے گذرے هیں بهاسکرا کا حواله اپني تصنیفوں میں دیا هی جنکي صداقت کا بنٹلي صاحب کو انکار کرنا پڑا هی

کي راے میں وہ اُسي زمانہ میں هوا هی جبکہ ڈائي فانٹس نامي پہلا مصنف جبر و مقالہ کا یونان میں هوا تھا یعني سنہ ۳۶۰ ع میں *

لیکن اِن دونوں میں گو کوئي زیادہ قدیم هو اِس بات میں کسي طرح کي حجت نہیں کہ هندو علم کو غایت درجہ پر پہنچانے کے کمال کے باعث سے برتري رکھتے هیں چنانچہ آرجا بھاٹا ڈائي فانٹس سے صرف اُس کمال کے باعث سے فوقیت نہیں رکھتا جو جبر مقابلہ کي ایسي مساواتوں کے حل کرنے میں جنمیں کئي کئي مجہول مقداریں شامل هوں یا کم سے کم اول درجہ کے عام سوالوں کے حل کرنے میں † اُسکو حاصل تھا بلکہ وہ اُن تحقیقوں کے سبب سے بھي جو اُسنے اور اُسکے متاخرین نے جبر و مقابلہ میں ایسي کیں جنکے کاوش کرنے اور بہم پہنچانے کا همارے قریب کے زمانہ کے محقق فخر کرتے هیں ممتاز هی هندوؤں میں آرجا بھاٹا جبر و مقابلہ کا موجد نہیں هی کیونکہ یہہ هر طرح یقین هوسکتا هی کہ اُسکے زمانہ میں علم ایسي حالت پر مدتوں کي محنتوں اور ایجادوں کے بعد پہنچا هوگا ‡ معلوم هوتا هی کہ اِسي کے زمانہ میں یا کم سے کم پانچویں صدي میں هندوؤں کا علم بیشک کمال درجہ پر پہنچا هوگا § *

---

† آڈنبرا رویو جلد ۲۹ صفحہ ۱۴۲

‡ ایضاً ایضاً صفحہ ۱۴۳

§ آڈنبرا رویو جلد ۲۱ صفحہ ۳۷۲ میں اِس سوال کا کہ (ک) کي وہ مقدار معلوم کرو کہ (ا) اور (ک) کا مربعہ مثبت (ب) برابر ایک مربعہ کے هووے عجیب حال لکھا هی چنانچہ اِس سوال کے حل کرنے کا اِرادہ اول ڈائي فانٹس نے کیا اور فرمانٹ صاحب نے ڈائي فانٹس سے کچھہ زیادہ مساوات میں رکھکر انگریزي جبر و مقابلہ جاننے والوں کے پاس اِمتحاناً حل کرنے کو بھیجا لیکن صرف یولر صاحب نے اُسکي مساواتیں پوري کرکے ٹھیک وهي نتیجہ حاصل کیا جو بھاسکرا سنہ ۱۱۵۰ ع میں حاصل کرچکا تھا اُسي رویو کي جلد ۲۹ صفحہ ۱۵۳ میں ایک اور سوال لکھا هی اور کالبروک صاحب کے قول کے بموجب اُسکي نسبت لکھا هی کہ سنہ ۱۱۵۰ ع میں بھاسکرا نے جو اُسکا حل کیا تھا بالکل وهي هی جسکے قریب قریب لارڈ برون کر صاحب سنہ ۱۶۵۷ ع میں پہنچے اور اِسي سوال کے کامل حل کرنے میں

هندوؤں کے علم کي اصليت

هندوؤں کے علم کي اصليت کے باب ميں مذکورہ بالا بيانوں کے ذريعہ سے راے قايم هوسکيکي هندوؤں کے علم هيئت ميں کسي کليہ قاعدہ کا نهونا اور جو مختلف حصے علم کے همکو معلوم هوئے هيں اُنکي شايستگي کا مساوي نهونا اور ثبوتوں اور لکهي هوئي تحقيقوں کا نپايا جانا اور اُن الات کا بيڈهنگاپن جنکو برهمن کام ميں لاتے تهے اور اُنکي تحقيقوں کا کامل نهونا اور ايک درجہ خاص پر پهنچکر ترقي کا تهم جانا اِس بات کي مستحکم دليليں هيں کہ اُنهوں نے اپنا علم کسي غير ماخذ سے ليا هوگا ليکن برخلاف اِسکے اُنکي ترقي کے زمانہ کي اِبتدا ميں تمام اور قوميں اِنسے بهي زيادہ جاهل تهيں اور زيادہ ترقي کا زمانہ ميں جب کہ غالباً يهہ بات ممکن تهي کہ وہ کسي غير قوم سے کچهہ حاصل کرتے تو اُسکا حال يهہ هی کہ اُس زمانہ ميں جو طريق علمي تحقيقاتوں وغيرہ ميں

يولر صاحب ناکام رهے صرف ڈي لاگرانچ صاحب نے سنہ ۱۷٦۷ ع ميں پورا حل کرديا اگرچہ برهما گپتا نے چهٹي صدي ميں ايسے هي کمال کے ساتهہ حل کرديا تها ليکن يوناني جبر مقابلہ دانوں پر هندوؤں کي تفضيلت اُنکي تحقيقوں کے سبب ايسي مشهور نهيں هی جيسے کہ وہ اپنے قاعدہ کي عمدگي سے جو ڈائي فانٹس کے قاعدہ سے کچهہ مشابهت نهيں رکهتا (اسٹريچي صاحب کي بيجا گنت جسکا حوالہ آڈن برارريو کے جلد ۲۱ صفحہ ۳۷۴ و ۳۷۵ ميں هی) اور اپنے اعمال ستہ يعني تضعيف و تنصيف جمع و تفريق اور ضرب و تقسيم کے کمال کے باعث سے حاصل هی (کالبروک صاحب کا جبر و مقابلہ هندوستاني جسکا حوالہ آڈن برارريو جلد ۲۹ صفحہ ۱٦۲ ميں هی) هندوؤں کا ايک نهايت عمدہ عمل جسکو کٹا کا کهتے هيں يورپ ميں جسوقت تک کہ باکٹ ڈي ميزيرينک صاحب نے سنہ ۱٦۲۴ ع ميں چهاپا کسيکو معلوم نہ تها اور وہ حقيقت ميں وهي هی جسکو يولر صاحب نے بيان کيا هی (آڈن برارريو جلد ۲۹ صفحہ ۱۵۱) هيئت کي تحقيقوں اور علم هندسہ کے ثبوتوں ميں جبر و مقابلہ کا استعمال جو اُنهوں نے کيا هی وہ بهي اُنکي هي ايجاد هی اور جس طريق سے کہ وہ يهہ کام کرتے هيں اب بهي تعريف کے قابل هی (کالبروک صاحب کي تحرير جسکا حوالہ پروفسر والس صاحب نے يونٹي سپرا کے صفحہ ۴۰۸ و ۴۰۹ اور آڈن برارريو جلد ۲۹ صفحہ ۱۵۸ ميں ديا هی)

هندوؤں کا تھا وہ صرف اُنکي ذات پر مخصوص و منحصر هي نہيں تھا بلکه وہ ایسے اصولوں پر مبني هی جنسے کوئي اور قدیم قوم مطلق واقف نه تھي اور اُس سے ایسي تحقیقوں کا علم ظاهر هوتا هی جنسے اب سے دو سو برس پہلے تک اهل یورپ بھي واقف نه تھے الغرض اُنکي هیئت کے تبحر جسقدر مذکورہ تحقیقوں پر حصر رکھتے هیں اُسقدر اُنکي نسبت صاف عیاں هی که اُنکا کسي غیر قوم سے حاصل کرنا ممکن نه تھا اور اُن نتیجوں کي نسبت بھي جو ایسي تحقیقوں پر منحصر نہیں هیں انصاف سے یہه نہیں کہا جاسکتا که جن لوگوں میں ایسا کچھه ذخیرہ استعداد اور فہم فراست کا هو اُنکو اور غیر قوموں سے سہارا تکنے کي حاجت پڑي هو *

غالباً ایسا معلوم هوتا هی که اگر هندوؤں نے غیروں سے کچھه لیا بھي هوگا تو ایسے زمانه میں لیا هوگا که اُنکا علم هیئت بڑي ترقي پر پہنچ چکا هوگا اُنکے اور غیر قوموں کے علم هیئت کے قاعدوں کے جن حصوں میں نہایت قربت هی اُنمیں بالکل مشابہت نہونے سے یہه معلوم هوتا هی که گویا اُنہوں نے اپنے تعلیم کرنیوالوں کے مسئلوں کي صریح نقل کرنے کے بجاے کچھه کچھه خلاصه لے لیا *

یہه بات خلاف قیاس نہیں هی که اُنہوں نے بطرز مذکورہ سکندریه کے یونانیوں سے کچھه کچھه لیا هو اِسکا ثبوت کالبروک صاحب کے کلام سے بہتر نہیں معلوم هوتا جنہوں نے اپنے معمولي علم اور ذهانت سے بلا طرفداري اِس معامله میں گفتگو کي هی چنانچه کالبروک صاحب یہه بات ثابت کرکے که پانچویں صدي کے هندو مصنف یاونا لوگوں کي هیئت کا ذکر تعظیم سے کرتے هیں اور اِسمیں کچھه شک نہیں که یاونا سے اِس موقع پر اُنکے نزدیک یوناني مراد هیں اور ایک هندو مصنف کے ایک رساله کا نام روماکا سِدهانتا هی جس سے غالباً مغربي یعني رومیوں کے علم هیئت پر اِشارہ پایا جاتا هی یہه فرماتے هیں که اگر ان وجوهات اور هندوؤں اور

یونانیوں کے هیئت اور اُنکے ایکسنترک † اور ایپسائکل ‡ کے آلات کي مشابہت سے جنکو مشکل سے اِتفاقي خیال کیا جاسکتا هی یہه یقین کرنا بیجا نہوے گه هندوؤں نے یونانیوں سے وہ علم حاصل کیا جس سے وہ اپنے ناقص علم هیئت کي اصلاح اور ترقي کرسکے تو میں بھي اِس راے کو ناپسند نہیں کرنیکا اور قیاس لڑانے کي بہ نسبت اور بھي زیادہ وجهه اِس بات کے سمجھنے کي کہ جس زمانہ میں اهل عرب نے علم هیئت کي تحصیل شروع کي هندو اُس سے پہلے یونانیوں کي هیئت سے واقف هوچکے تھے معلوم هوتي هی *

ایک اور مقام میں § کالبروک صاحب یہه راے دیتے هیں کہ غالباً هندوؤں نے منطقۃالبروج کا پتا یونانیوں سے پایا هوگا اور طریق‌الشمس کي تقسیم جو قدیم سے ستائیس حصوں میں اُنکے هاں تھي اُسکو اُس سے مناسب کرلیا هوگا اور وہ یہه بھي خیال کرتے هیں کہ هندوؤں نے علم نجوم بالکل مغرب سے حاصل کیا هوگا || *

---

† دو ایسے مشترک دائروں میں سے ایک کو کہتے هیں جنکا مرکز متحد نہو (مترجم)

‡ ایک ایسے چھوٹے دائرہ کو کہتے هیں جسکا مرکز کسي دوسرے بڑے دائرہ کے محیط کے ساتھہ گردش کرتا هو (مترجم)

§ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحہ ۳۲۷

|| علاوہ اُن باتوں کے جو ابھي بیان هوئیں اور اُنمیں هندو اور قدیم قوموں سے سبقت لیگئے کالبروک صاحب دو باتیں علم هیئت کي اور لکھتے هیں ایک تو مقامات اعتدال کا مشرق سے مغرب کیجانب کو نہایت آهستہ بڑھنا جسمیں هندوؤں کي راے بطلیموس کي نسبت اُسیقدر زیادہ صحیح هی جیسي کہ اهل عرب کي راے هی جنکو هندوؤں کے بعد کمال ترقي حاصل هوئي تھي اور دوسري بات زمین کي روزانہ گردش اپنے محور پر هی جس پر پانچویں صدي میں بحث و مباحثہ کیا هی اِسي کي طرف اِس سے پہلے هریکلائٹس نے اِشارہ کیا مگر یونانیوں نے مدت تک اُسپر توجهه نہیں کي اور یورپ میں کوپرنیکس کے زمانہ تک اِس مسئلہ کو رونق اور سرسبزي حاصل نہوئي تھي

جو کچھہ کہ ہم بیان کرچکے ہیں اُس سے غالباً یہہ بات معلوم نہیں ہوتي کہ ہندوؤں نے علم ہندسہ اور حساب یونانیوں سے لیا ہوگا اور اور کوئي قوم ایسي نہیں ہی جو اُن علموں میں ہندوؤں پر تقدم کا دعوی کرسکے اور جبر و مقابلہ میں جس طور و طریقہ سے اُنہوں نے تحقیقاتیں کي ہیں وہ ایسا اُنکے ساتھہ مخصوص ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ تحقیقتیں بھي اُنہیں کي ذاتي ہیں *

جبر مقابلہ میں اہل عرب کے دعوی ہندوؤں کے مقابلہ میں پیش کیئے گئے ہیں لیکن کالبروک صاحب نے بخوبي اسبات کو ثابت کیا ہی کہ اہل عرب کو جبر و مقابلہ کا علم حاصل ہونے اور اُنمیں دقیق علموں کي ابتدا سے پہلے ہندوستان میں کمال کو پہنچ چکا تھا † *

جو کچھہ اہل عرب اور ہندو مشترک علم رکھتے تھے اُسکو یہہ سمجھنا معقول ہی کہ عربوں کو ہندوؤں سے حاصل ہوا ہوگا اور گو اُنکي پچھلي تحصیلیں اور تحقیقیں کیسي ہي کچھہ کیوں نہ بڑي ہوں یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اُنہوں نے آٹھویں صدي تک جسمیں اول ہي اول یونانیوں کے علمي خزانوں تک دسترس پائي اپني تحصیل شروع نہیں کي تھي *

مگر ان معاملوں میں اُسیطرح جسطرح اور تمام اُن معاملوں میں جو برہمنوں کے علم و ہنر سے متعلق ہیں تمام بڑے عالموں کي تصنیفوں کو صرف ایسي رائیں سمجھنا چاہیئے جو موجود حالتوں پر دي گئي ہیں اور اُنکو اُسوقت تک کہ ہم شنسکرت سے بخوبي آگاہ ہوکر قطعي راے دے سکیں ایسا سمجھنا چاہیئے کہ اُنپر اعتراض اور حجت عاید ہوسکتي ہی *

بہر حال علم کي تاریخ خاص کر اس وجہہ سے زیادہ دلچسپ ہوتي ہی کہ ہمکو اُس قوم کي خصلت پر جسکو وہ علم حاصل ہو راے دینے کا ذریعہ حاصل ہوتا ہی اسي اعتبار سے ہم برہمنوں کو محنت اور ذہانت

---

† کالبروک صاحب کا جبر و مقابلہ و حساب وغیرہ

ميں ايسا هي مشهور اور نامور پاتے هيں جيسے كه وه هميشه سے چلے آئے هيں ليكن با اينهمه اُنميں بز دلي اور اپني بات پر نه جمنا اور هر بات كو كهاني اور قصه كي ملاوت سے خراب كر دينا اور پوجا پاٹ كرانے والوں كے مفروضه فائدوں كي طمع سے صدق اور راستي كو ضايع كرنا موجود هي *

دوسرا باب

هندوؤں كے علم جغرافيه كا بيان

هندوؤں نے به نسبت كسي اور علم كے جغرافيه ميں
بہت كم ترقي كي هي

اُنكے جغرافيه كے بموجب ميرو پہاڑ † دنيا كا مركز هي يهه ايک بلند پہاڑ گاؤدم شكل كا هي اور اُسكے پہلو جواهرات كے اور اُسكي چوٹي پر زمين كي بيكنٹهه هي اس پہاڑ كا خيال اُنكو هندوستان كے شمالي بلند پہاڑوں سے هوا هوگا مگر يهه پہاڑ اُس سلسله كا يا كسي اور ايسے سلسله كا جو ديوتوں كي كہانياں لكهنے والوں كے عالم خيال ميں موجود هي كوئي چيز نهيں معلوم هوتا *

اور اُس پہاڑ كے گرد ساتهه دايره زمين كے اور ساتهه دايره سمندر كے ايک دوسرے كے بعد واقع هيں *

ان دايروں ميں سے سب سے پہلا دايره زمين كا جمبو ديپ جو اُس پہاڑ كے قريب هي نمكين سمندر كے دايره سے گهرا هوا هي اور اسي دايره ميں هندوستان واقع هي ‡ *

باقي چهه دايرے دوده اور شراب اور گنے كے رس وغيره كے سمندروں سے ايک دوسرے سے علىحده هيں يهه بات بالكل لغو معلوم هوتي هي *

---

† بعضے ميرو پہاڑ سے قطب شمالي سمجهتے هيں يهه كچهه هي هو مگر هندوؤں كے جغرافيه ميں يهه ايک ايسا نقطه هي جسكي جانب هر شي مائل هي

‡ كرنل ولفورڈ صاحب كي تحرير مندرجه كتاب تحقيقات ايشيا جلد ۹ صفحه ۲۱۱ و ۲۶۸ وغيره

جمبودیپ کا نام کبھي تو ہندوستان کے ساتھہ منسوب کیا گیا هی اور بعض اوقات اُسکو بھارتا کہا هی *

معلوم هوتا هی کہ وہ ملک اور اُسکے آس پاس هي کے ملک کل زمین کے وہ حصے تھے جو ہندوؤں کو معلوم تھے *

ہندوؤں کي قدیم کتابوں سے ہندوستان کي قسمتیں جو از روے جغرافیہ کے کي گئي تھیں معلوم هوتي هیں اور هر قسمت کے شہروں اور پہاڑوں اور دریاؤں کي فہرستیں موجود هیں گو وہ بہت کچھہ تاریک اور بے ترتیب هیں مگر باوجود اسکے اُنمیں سے زمانہ حال کي قسمتیں اور شہر اور پہاڑ وغیرہ پہچانے جا سکتے هیں *

لیکن ہندوستان کے سوا اور جو کچھہ اُنکے جغرافیہ میں هی وہ اَیسا اندھیر کھاتہ هی کہ زمانہ حال کے جغرافیہ‌دانوں نے جسقدر کوششیں اُسکے صاف اور اُجلا کرنے میں کیں وہ سب رایگان گئیں † *

یہہ بات بیان کرنے کے قابل هی کہ دریاے اٹک سے اُگے کسي مقام کا شاستري نام اُن ناموں سے جو سکندر کے همراهي مورخوں نے لکھے هیں بہت کم مطابق هوتا هی حالانکہ جسقدر نام ہندوستان کے اندر کے هیں وہ سب مطابق هیں اسلیئے یہہ معلوم هوتا هی کہ قدیم زمانہ کے ہندو بھي سیاحت سے ایسے هي متنفر تھے جیسے کہ زمانہ حال کے نفرت کرتے هیں اور اگر اور تمام انسانوں کو ہندوؤں کیطرح تفتیش اور تلاش کا شوق

---

† اسبات کے قایم کرنے میں جو نا کامیابي هوئي اُسکا حال کرنل ولفورڈ صاحب کے پہلے حصہ کو دیکھنے سے جسمیں ہندوستان کے مغربي مقدس جزیروں پر گفتگو هی معلوم هوتي هی (کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۲۶۷) اُسي قسم کي تحقیقات ہندوستان میں کرنے کے واسطے بہتر سامانوں کا موجود هونا اُسي مصنف کے جواب مضمون متعلق اُس حصہ ہندوستان سے جسمیں گنگا بہتي هی (کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۴ صفحہ ۳۷۳) اور اورینٹل میگزین جلد ۲ کے ایک جواب مضمون سے ثابت هوتا هی وشنوپران کي دوسري کتاب کے پہلے جلدوں کو بھي دیکھو صفحہ ۱۶۱

نهوتا اور خانه نشینی مرغوب هوتی تو وه باقی تمام دنیا سے علحده اور بے تعلق رهتے *

دریائے انڈس سے آگے دو مقاموں میں هندوؤں کا موجود هونا هماري اِس راے کو جو اوپر مذکور هوئي ضرر نہیں پہنچاتا جو هندو سمندر کے ساحل پر آباد هیں غالباً وه ملکي جهگڑوں کے سبب سے اپنے ملک سے نکلکر ایسے مقاموں میں جو نہایت قریب اُن کو ملے آباد هوگئے هونگے (تیسرے تتمه کو دیکهو) اِن میں سے جو هندو شمالي پہاڑوں میں جاکر آباد هوئے اُن کا حال همکو کسیطرح معلوم نہیں هوسکتا مگر یهه معلوم هوتاهی که سکندر کے زمانه میں اِن دونو کو (یعنے پہاڑوں کے رهنے والے اور ساحل دریای شور کے رهنے والي هندوؤں کو) هندوستان سے کچهه تعلق نہیں رها تها اور اکثر باتوں میں اهل هند سے وه مختلف هوگئے تهے مگر پهر بهي کسي غیر قوم کے حال سے وه آگاه نہیں هوئے اور اگر کچهه هوئی بهي تو اپنے هي وطن میں اور غیر قوموں کے لوگوں کے آنے جانے سے هوئی *

آج کل علاوه ساده سنت فقیروں کے جو بحر کاسپیئن پر باکو اگ کو مقدس سمجهه کر اور استرخان اور ماسکو قدیم دارالسلطنت روس تک چلتے پهرتے چلے جایا کرتے هیں شکار پور کے رهنے والے هندو جو دریای اٹک پر ایک شهر هی بطور ساهوکار اور سوداگر کے ایران اور ترکستان اور روس کے شهروں میں رهتے هیں مگر اپنے اصل هموطنوں کو کسي قسم کي عام واقفیت اور آگاهي کا فایده پهونچا نے میں کوشش نہیں کرتے *

هندوؤں کے پاس پروس کي قوموں میں سے بهي چند هي قوموں کا حال هندوؤں کي قدیم کتابوں میں پایا جاتا هی وه یونانیوں سے واقف تهے اور اُنکو یونا کهتے تهے بعده اُن سب قوموں کو جو شمال و مغرب سے فتح کرنے والي آئیں وه یونا کهنے لگے اور یهه خیال کرنے کي معقول وجهه هی که ستهیا والوں کو ساکا کهتے تهے † لیکن هندو اِن دونوں قوموں

† حسب قول یونانیوں کے قدیم ایراني اُن کو ساکي کهتے تهے

سے هندوستان هي میں واقف هوئی اُن ملکوں کے حال سے بالکل ناواقف رهے جہاں سے وہ اُن کے ملنے والی آئی تھے نہایت صاف اور روشن سراغ جو هم نے رومیوں کے ساتھہ اُن کي واقفیت کا لگا یا هی وہ یہہ هی کہ کالبروک صاحب فرماتے هیں † کہ ساتویں آٹھویں صدي کا ایک هندو مورخ اپنی کتاب میں بیان کرتا ھے کہ وحشیوں کي زبانوں کا نام فارسیکا اور یاونا اور روماکا اور بار برا هیں اِن میں سے اول کي تین زبانوں سے فارسي اور یوناني اور رومي معلوم هوتي هیں *

وہ مغربي ملک جس کو روماکا کہا ھے اور اُس کي نسبت بیان کیا هی کہ جب لنکا میں صبح هوتي هی تو اُس ملک میں آدهي رات هوتي هی شاید روم هي هو چنانچہ اس ملک کا ذکر سیدھا نتا سریمقي ‡ کے ترجمہ میں مندرج هی اس سے معلوم هوتا هی کہ برهمن مسلمانوں کے هندوستان میں آنے سے بہت پہلے اُس ملک سے واقف هوگئی هوں گی ملک چین کا حال بیشک وہ جانتی تھے همارے پاس ایک چیني سیاح کا جو هندوستان میں آیا سیاحت نامہ موجود ھے اور چیني مصنفوں کي تحریروں سے ثابت هوتاهی کہ مگادا کے راجاؤں نے دوسري اور اور پچھلي صدیوں میں چین کو ایلچي بھیجی منو کے بیان میں ایک قوم کا ذکر چین کے نام سے موجود هی مگر اُس کو شمال

---

† حالات رائل ایشیا تک سوسئیٹي جلد ۸ صفحہ ۳٦۷

‡ وارڈ صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب جلد ۲ صفحہ ۲۵۷ اور روماکا کا بیان روم کو روما کا سمجھہ کر کرنل ولفورڈ صاحب نے بھي کیا هی (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۳٦۷ اور اور مقام بھي) لیکن اسبات پر غور کرني چاهیئی کہ روم اور اٹلي کے حال سے اهل مشرق ابتک بالکل ناواقف هیں ایران میں بھي روم سے مراد ایشیا مائینر یعنی ایشیا کوچک هوتي هی اور قیصر روم کا خطاب اس سے پہلے بھي کہ وہ مسلمان شاهنشاهوں قسطنطنیہ پر اُن کے نزدیک منتقل هوگیا هی قسطنطنیہ هي کے شاهنشاهوں کا جانتی هیں اصل روم کے شاهنشاهوں کا جو اٹلي میں واقع هی نہیں جانتی

و مغربي قوموں میں اُسنے قرار دیا هی علاوه اسکے ملک چین کا نام منو کے زمانہ سے مدتوں کے بعد چین مشہور هوا *

اگر کرنل ولفورڈ صاحب کے نہایت عالمانہ اور تیز فہمي کے نتیجوں کا اعتبار نکیا جاوے تو جو جواب مضمون جغرافیہ کے اُن مضمونوں پر لکھے گئے جنکا ماخذ شنسکرت هی اُنسے اسباب کا دریافت کرنا نہایت دشوار هی که هندو مصر سے کسطرح کي واقفیت رکھتے تھے حالانکہ اُن یوناني اور رومي جہاز رانوں کي آمد و شد سے جو مصر سے آکر هندوستان کے ساتھہ سیکڑوں برس تک تجارت کرتے رهے یہہ توقع هوسکتي هی که هندو مصر کے حال سے واقف هوگئے هونگے *

تیسرا باب

تاریخ واقعات کا بیان

خیالي یا مصنوعي زمانے

زمانہ کے حساب میں جو هندوؤں نے اور قوموں کي نسبت حد سے زیادہ مدتیں قایم کي هیں اُن پر کچھہ گفتگو کرني فضول معلوم هوتي هی اگرچہ وہ مدتیں هیئت کے اصول پر قایم کي هوئي هیں مگر علانیہ لغو اور خیالي هیں اور اُس توجہہ کے قابل نہیں هیں جو یورپ کے عالموں نے اُن پر کي هی *

نوڈز † اور اپیسائیڈز ‡ کي کامل گردش جو اُنکے خیال میں چار ارب بتیس کرور برسوں میں پوري هوتي هی اُسکو وہ ایک کلپا یا برهما کا

---

† نوڈز طریق الشمس کے دایرہ کے اُن نقطوں یا مقاموں کو کہتے هیں جہاں کسي سیارہ کي گردش کا محیط تقاطع کرتا هی یعني راس و ذنب (مترجم)

‡ اپیسائیڈز سیارہ کے اُن دونوں مقاموں کو کہتے هیں جو قدیم زمانہ میں زمین سے نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھے جاتے تھے اور اب آفتاب سے نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھے جاتے هیں یعني اوج و حضیض (مترجم)

ایک دن ٹھہراتے هیں اِس دن میں چودہ مان ونترا یا زمانے شامل هیں جنمیں سے هر ایک میں دنیا ایک منو کے تحت و تصرف میں هوتي هی اور هر مان‌ونترا اِکہتر مہا جگ یعني بڑے طول و طویل زمانوں سے بنا هوا هی اور هر مہا جگ میں چار جگ غیر مساوي مدت کے هوتے هیں یہہ چاروں جگ یونانیوں کے سونے چاندي پیتل اور لوهی کے چاروں زمانوں سے کچھہ مشابہت رکھتے هیں *

صرف یہہ پچھلي هي تنسیم انسانوں کے کارو بار سے متعلق هوسکتي هی † اول جگ یعني ست جگ سترہ لاکھہ اٹھائیس هزار برس کا هی اور دوسرا یعني تریتا جگ بارہ لاکھہ چھیانوہ هزار برسوں کا هی اور تیسرا جگ یعني دواپر آٹھہ لاکھہ چونسٹھہ هزار برس کا اور اخیر یعني کلجگ چار لاکھہ بتیس هزار برس کا هی اس موجودہ مان‌ونترا کی اخیر یعني کلجگ میں سے چار هزار نو سو اکتالیس برس گذر چکے هیں جنمیں بہت سے تاریخانہ واقعات گذرے هیں مگر اُنمیں سے بعضی اس سے پہلے کے زمانوں میں قرار دیئی گئے هیں اوراگر اُنکو زیادہ قابل یقین زمانہ میں نسمجھا جاوے تو وہ تاریخ واقعات میں کسیطرح شمار نہیں هوسکتي ‡ *

† ڈیوۃ صاحب کي تحریر کتاب تحقیات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ لغایت ۲۳۱

‡ منو کے "قوانین" کي تاریخ کو جو اصل میں نوسو برس قبل مسیح علیہ‌السلام سے کچھہ کم میں لکھي گئي هی تاریخ واقعات کے لکھنے والے هندو اِن چاروں جگوں سے گذرنا کیسا قریب سات مان‌ونترا کے پہلے قرار دیتے هیں جو ایک ایسي مدت هی کہ تینتالیس لاکھہ بیس هزار کو اکہتر چھہ گنی سے ضرب دینے سے حاصل هوتي هی (کتاب حالات تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۱۱۶) اور سورجا سیدھانتا جو سنہ ۵۰۰ ع میں لکھي گئي هی وہ منو کے قوانین سے کم قدیم ماني گئي هی اور اُسکو ست جگ کي وحي قرار دیکر صرف بیس لاکھہ سے تیس لاکھہ برس کي مدت قایم کي هی اور رام چندر جي کي تاریخ کو جو حقیقت میں ایک ایسے شخص هیں جو اصلي تاریخ سے متعلق هونی چاهیئیں دوسرے جگ میں قرار دیتی هیں جسکو اُنکے حساب سے دس لاکھہ برس هوے

هندوؤں کي قديم تاريخوں يعني زمانوں کا قايم کرنا غير ممکن هی

پس حالات مذکورہ کے لحاظ سے همکو جگرن اور کلپوں اور مان ونتروں سے در گذر کرکے هندوؤں کے واقعات کي تاريخ ايسي اور ماخذوں سے جو خود هندوؤں سے همکو حاصل هوئي هيں دريافت کرني چاهيئے *

يهه بات هم بيان کرچکے هيں که بيد غالباً چودہ سو برس پهلے حضرت مسيح عليه‌السلام سے لکهي گئے هيں ليکن اس تاريخ کے ساتهه کوئي تاريخانه واقعه حسب اطمينان خاطر متعلق نهيں هوسکتا شايد هيئت دان پارسراے چودهويں صدي قبل مسيح عليه‌السلام ميں هوئے اُنسے اور اُنکے بيٹے بياس سے جو بيد کے مولف هيں بهت سے ايسے شخص جنکا بيان تاريخانه واقعات يا ديوتوں کے حالات ميں شامل هی متعلق هيں ليکن دونوں صورتوں ميں بهت سے ايسے شخص جو اُنکے همعصر ٹهرائے گئے هيں ايسے زمانوں ميں گذرے معلوم هوتے هيں جنميں بهت بڑا تفاوت پايا جاتا هی اور تمام بزرگ آدميوں کے ايام حيات کو جو لغو زمانوں سے منسوب کرديا گيا هی اسوجهه سے اُنکے حالات سے کسي معامله کے تصفيه کرنے ميں کچهه مدد نهيں ملسکتي *

سورج بنسي اور چندر بنسي راجاؤں کی نسلونکي تاريخ

جس دوسري وجهه سے همکو هندوؤں کے واقعات کي تاريخ قايم کرنيکي توقع کرني چاهيئے تهي وہ اُن فهرستوں سے ممکن تهي جو پورانوں ميں راجاؤں کے دو همسر خاندانوں يعني سورج بنسي اور چندر بنسي کي لکهي هيں جنهوں نے گنگا جمنا کے دوابه اور اجودهيا کي سلطنتوں کي بنا قايم کي اُن ميں سے کسي نه کسي سے قديم هندوستان کے تمام راجاؤں کے خاندان برآمد هوئے هيں سرجونس صاحب کے حساب کے مطابق هم تين هزار پانسو

برس قبل مسیح علیہ السلام تک زمانہ کا حال معلوم کرسکتے تھے لیکن خود ان فہرستوں کے بیان میں ایسا تناقض ھی کہ اُسکے سبب سے کسی پر اعتبار نہیں ہوسکتا دونوں فہرستوں کے شروع ھي پر جو نام ھیں وہ دونوں ھمزمانہ اور بہن بھائي ھیں مگر پھر بھي چندر بنسي خاندان میں اُسي زمانہ میں صرف اَڑتالیس نام ھیں جس میں سورج بنسي خاندان میں پچانوہ نام ھیں اور سري کرشن جي جنکو خود پوران میں رام چندرجي کے بعد کے زمانہ میں مانا گیا چندر بنسي میں پچاسویں درجہ پر ھیں حالانکہ رامچندر جي سورج بنسي میں تریسٹھویں درجہ پر ھیں † ان فہرستوں کے مطابق کرنے میں جو لوگوں نے قصد کیئے ھیں اُنسے اُنمیں اختلاف اور زیادہ تو ھوگیا مگر کم نہوا بقول شاعر رشکِ زلفِ یار ھیں عقدے میرے دلکے سرور اور اولجھہ اوٹھتے ھیں بیٹھے جبکہ سلجھانے کو ھم اُنکے ساتھہ جو قصہ پوران میں مندرج ھی وہ اُنکو طفلانہ اور لغو باتوں کے سبب سے اور بھي زیادہ بے اعتبار ٹھہراتا ھی اگرچہ بہت سے ایسے راجاؤں نے حکومت کي ھوگي جنکے نام اُس فہرست میں داخل ھیں اور اُس قصہ میں بھي اصلي واقعات کچھہ کچھہ شامل ھونگے مگر کرشن جي اور مہابھارت کے معرکہ تک اُن سے کوئي بنا ھمکو ایسي نہیں نظر آتي جسپر سلسلہوار ھندوؤں کے واقعات کي تاریخ قایم کیجاوے *

مہابھارت کے زمانہ سے ھندوستان کے مختلف حصوں کے راجاؤں کي بہت سے فہرستیں ھمکو ملتي ھیں اور وہ علحدہ علحدہ کسیقدر

† ان فہرستوں کے نہایت عمدہ نسخوں کے واسطے تو پرنسپ صاحب کے نقشوں کے صفحہ ۹۴ وغیرہ کو دیکھو اور اُس سے پہلے مباحثوں کے واسطے جونس صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۱۲۸ اور کرنل ولفورڈ صاحب کي تحریر اُسي کتاب کي جلد ۵ صفحہ ۲۴۱ و ۲۸۷ اور وارڈ صاحب کي کتاب کي جلد ۱ صفحہ ۱۲ اور ڈاکٹر ھملٹن بکانن صاحب کے نسب‌نامہ ھندوؤں کو دیکھو اور پروفیسر ولسن صاحب کے دیباچہ بشن پوران کے صفحہ ۶۴ وغیرہ اور خود پوران کے حصہ ۴ باب ۱ ۲ صفحہ ۳۴۷ کو بھي ملاحظہ کرو

اعتبار کے قابل معلوم هوتي هیں اور اکثر باتیں اُنکي خارجي دلیلوں سے ثابت هوتي هیں *

ان فہرستوں کي تصدیق اکثر مذهبي کتبوں اور وقفي جاگیروں سے هوتي هی یهه وقف کي سندیں اکثر پتهروں اور تانبی کے پتروں پر جو بالکل صحیح و سالم بہم پهونچتي هیں پائي جاتي هیں اُنمیں صرف وقف کي تاریخ وغیرہ هي کندہ نهیں هوتي بلکه اُس راجه کے ابا واجداد کے نام بهي همیشه هوتے هیں جسنے وہ وقف کیا هوتا هی اگر یهه پترے بقدر کافي بہم پهونچ جاویں تو تمام راجاؤں کي تاریخ سلسلهوار قایم هوسکتي هی لیکن بالفعل جو ملے هیں وہ مسلسل نهیں خاص خاص مقاموں کي تاریخوں کے کام کے هیں لیکن عام واقعات کي تاریخ میں کچهه مدد اُنسے نهیں حاصل هوتي *

مگادا کے راجاؤں کے زمانه کا بیان

صرف مگادا کے راجاؤں کے خاندان کا سلسله مختلف قسم کے استحکام اور ثبوت کے ساتهه مهابهارت کي لڑائي سے سنه ۵۰۰ ع تک همکو حاصل هوتا هی یعني وہ اُس زمانه کے قریب کے کل متقدم واقعوں تک بخوبي پهونچتا هی *

سہادیوا مهابهارت کي لڑائي کے آخر میں مگادا کا راجه تها اور اُس سے پینتیسواں راجه اجیتا سترو جسکے عہد میں سکیا یا گوتاما بدہ مذهب کا باني ظهور میں آیا اور اس بات میں کچهه شک نهیں که سکیا حضرت عیسی علیهالسلام سے قریب پانسو پچاس برس کے پہلے هوا هی اسکے ثبوت کے لیئے همارے پاس برهما اور لنکا اور سیام اور اور هندوستان کے باهر کے بدہ مذهب والی مورخوں کي شهادتیں موجود هیں جنسے اجیتا سترو کا زمانه قایم کرسکتے هیں *

اور اجیتا سترو سے چهٹا نندا راجه تها جسکي تاریخ پر اور واقعات کي بهت سي تاریخیں منحصر هیں نندا سے نواں چندراگپتا اور چندرا گپتا

سے تیسرا اسوکا تھا جو تمام ملکوں کے بدھ مذھب والوں میں اس وجہہ سے مشہور ھی کہ وہ اس مذھب کا نہایت ترقي دینے والا اور نہایت سرگرم و مستعد پیرو تھا *

ان دونوں پچھلے راجاؤں کے ذریعہ سے ھندوستان اور یورپ کے واقعات کي تاریخوں کے ملانے کا سلسلہ ھمارے ھاتھہ لگتا ھی اور ھندوؤں کے تاریخي حالات کے زمانہ کي حدیں گو وہ کامل یقین کے قابل نہوں قایم کرسکتے ھیں *

ھندو مصنفوں نے کسي غرض سے جو غالباً کرشن جي کي شان و شوکت اور عظمت بڑھانا معلوم ھوتي ھی مہابھارت کي لڑائي کے اخیر اور کرشن جي کے وفات سے کلجگ کي ابتدا قایم کي ھی اگرچہ زمانہ مذکور سے کلجگ کے شروع ھونے کي نسبت خود ایک ھندو مصنف نے اعتراض کیا ھی اور اور مورخوں کے بیان سے بھي اُسکي غیر معتبري معلوم ھوتي ھی مگر اب بھي اُسکو بلا عذر و حجت مانا جاتا ھی *

چندراگپتا سلیوکس کا ھمعصر تھا

اور اسوکا اینٹئیوکس کا ھمعصر ھوا

راجاؤں کي اُس فہرست سے جو پوران میں سے لي گئي ھی چندراگپتا اور † سلیوکس کے ھمعصر ھونے کي تحقیق کرنے میں سرجونس صاحب چندراگپتا اور سندرکتس یا سندرا کپتس کے نام کے مشابہہ ھونے سے جسکي نسبت یوناني مورخوں نے لکھا ھی کہ اُسنے سلیوکس کے ساتھہ عہدنامہ کیا بہت حیران ھوئے *

---

† سلیوکس ایک بڑا سردار سکندر اعظم کے سواروں کي نوج کا افسر ھندوستان کے مہم میں سکندر کے ھمراہ تھا اور اُسوقت عمر اُسکي چوبیس برس کي تھي اور بڑا قوي ھیکل جوان تھا اسکا باپ اینٹیواکس فلپ ثاني یعني دوسرے فیلقوس سکندر اعظم کے باپ کے ھاں بڑے پایہ پر تھا اور مقدونیہ کا رھنے والا تھا بعد وفات سکندر کے ملک شام وغیرہ کا سلیوکس پادشاہ ھوگیا تھا (مترجم)

اور اچھي طرح جانچنے میں اُنکی حالت مشابهه دیکھکر اور بھي زیادہ
متحیر هوئي اور چندراگپتا اور سلیوکس کا ایک زمانه تسلیم کرکے باقي
اور اُنسے پہلے واقعات کے تاریخ کو زیادہ تر قرین قیاس قایم کرسکے † جن
دلیلوں سے اس قیاس کے استعانت کي جاسکتي هی اُنکو پروفیسر ولسن
صاحب نے نہایت تکمیل اور صفائي کے ساتھه بیان کیا هی ‡ وہ دلایل
یہه هیں مشابہت اُن ناموں کي جو ابھي بیان هوئے اور مشابہت
زندرامس کي جسکو ڈائیوڈورس سندراکٹس کہتا هی چندرا مس
کے ساتھه (یعني چندراگپتا کے ساتھه) جسکو بعض اوقات هندو
مصنفوں نے بھي چندرامس نام سے یاد کیا هی اور اُسکا کم اصل هونا
اور سلطنت کا غصب کرنا جسکا بیان یونانیوں اور هندوؤں غرضکه دونوں
کي کتابوں میں پایا جاتا هی اور یہه بات که اُسکی سلطنت کہاں واقع
تھي میگاستھینز نے جو یونانیوں کیطرف سے اُسکے دربار میں بطور سفیر
کے حاضر رهتا تها لکھي هی اور اُسکي رعایا کو یوناني پراسي کہتے تھے اور
پراسي پراچي کے مطابق هی اور پراچي وہ اصطلاح هی جس سے هندو
جغرافیه دانوں نے اُس ملک کو جہاں مگادا واقع هی لکھا هی اور
نام اُسکی راج دھاني کا یوناني پالي بتھرا کہتی هیں اور هندو پتالي پتھرا
لیتی هیں اِسکی بعد جو تحقیقیں برهمنوں کي تحریروں وغیرہ کے ذریعه
سے کي گئیں اُن سے چندراگپتا کي تاریخ کسیقدر زیادہ درستي کے ساتھه
قایم هوگئي چنانچه ولفورڈ صاحب کي راے کے موافق وہ تین سو پچاس
برس اور پروفسر ولسن صاحب کي راے کے بموجب تین سو پندرہ برس
قبل مسیح علیه‌السلام کے هوا اور اِن دونوں رایوں کو ایسا استحکام جسکا
کچھه سان گمان بھي نه تھاوہ مذهب والوں کے واقعات کي ایسي تاریخوں
کے نقشوں سے جو دور دور کے ملکوں مثل آوا اور لنکا سے بہم پهونچے اچھي

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ کے دیباچه کا صفحه ۲۷
‡ کتاب تماشه‌گاہ هندوان جلد ۳ صفحه ۳

طرح هوگیا ان میں سے اول نقشہ کی رو سے جو کرافورة صاحب کے رسالہ
اول † میں شامل هی چندرا گپتا کی سلطنت کا زمانہ تین سوبانوہ اور تین
سو چوهتر برس قبل مسیح کے اندر قایم هوتاهی اور دوسرے نقشہ کے
بموجب جولٹرنور صاحب کے ترجمہ مہارنسو ‡ میں داخل هی تین سو
اکیاسی اور تین سو سینتالیس برس قبل مسیح کے بیچ میں ثابت
هوتا هی اور یونانیوں کے بیان سے اُس کا زمانہ سلیوکس کی تخت نشینی
کے وقت سے جو تین سو بارہ برس قبل مسیح کے هوئی اُس کی وفات تک
جو دوسو اسی برس قبل مسیح میں هوئی ثابت هوتا هے § بدہ مذهب
والوں اور یونانیوں کی قائم کی هوئی تاریخوں میں جو اختلاف تیس
چالیس برس || کا هی اُسکو ٹرنور صاحب بدہ مذهب والوں کے پوجاریوں
کے بالارادہ فریب و نطرت سے منسوب کرتے هیں یہہ پوجاري اگرچہ برهمنوں
کے اُن لغویات سے جو وہ واقعات کی تاریخ میں بهرتے هیں بالکل پاک و
صاف هیں مگر اُنهوں نے تاریخی واقعات کواپنی مذهبی روایتوں سےجو
تسلیم هوتی چلی آتی تهیں مطابق کرنے کے واسطے یہہ کارستانی کی هے اگر
کوئی اور دلیل بهی هاتهہ نہ لگتی تب بهی همارے اس مضبوط یقین کے
مٹانے کے لیئے کہ چندرا گپتا اور سندر اکتس ایک هي هی یہہ اختلاف
کچهہ اثر نکرتا مگر اور سب رها سها شک و شبہہ ایک ایسی تحقیق کے
ذریعہ سے جاتا رهتا هے جس سے یہہ توقع هوتی هی کہ هندوستان کی تاریخ

---

† پرنسپ صاحب کے مفید نقشوں کے صفحہ ۱۳۲ کو دیکهو

‡ مہارنسو کے دیباچہ کا صفحہ ۴۷

§ کلنٹن صاحب کی کتاب

|| سلیوکس کی هندوستان کی مہم بعد فتح هونے بابل کے (جو تین سوبارہ برس قبل مسیح میں هوئی) هماري راے میں تین سو دس برس قبل مسیح کے هوئی هوگی اور چندراگپتا نے بموجب مہارنسو کے تین سو سینتالیس برس قبل مسیح میں وفات پائی تو سینتیس برس کا اختلاف اُس حالت میں بهي رهتا هی کہ چندرا گپتا کا عهد نامہ پر دستخط کرنا دم واپسیں میں سمجها جاوے

کے باقي اور حصے بھي روشن هو جاوینگے یعنے بہت سے غاروں اور پہاڑوں اور ستونوں پر هندوستان کے مختلف حصوں میں ایسے حرفوں میں کتبہ پائے جاتے هیں جنکا مضمون نہ کوئي اهل یورپ سمجھہ سکتا تھا اور نہ کسي هندوستاني کي سمجھہ میں آتا تھا

غرض کہ لوگ اُسوقت تک اُسیطرح متحیر و ششدر تھے جیسے کہ مصر کے کتبوں کي تصویروں کو دیکھہ کر حیران رهتے تھے کہ پرنسپ صاحب نے جو اُن قدیم حرفوں کے علم کي تحصیل کے درپے تھے اُنکي سمجھہ میں آنے کي راہ نپاکر یہہ بات ٹھرائي کہ وہ تمام کتبی جو ایک خاص مندر سے اُنکے پاس بھیجے گئے تھے بالاجمال هیں اور ان میں کنائے اشارے کندہ هیں الحاصل یهي بات قایم کرکے اور بدہ مذهب والوں کے زمانہ حال کے ایک طریقہ سے ملاکر یہہ نتیجہ نکالا کہ غالباً اِن میں سے هر ایک میں کسي وقف کا حال مندرج هی اور ذهانت کے ساتھہ یہہقیاس لڑاکر پھر وہ اسبات سے حیران هوئی کہ هر ایک کتبہ کا کندہ دو همشکل حرفوں پر ختم هوتا هی اور اپنے اُسي قیاس پر جمی رہ کر اُنھوں نے یہہ سمجھا کہ آخر کے یہہ دو نوں حرف وہ اصل پنجن شاستر کے هیں جو اُس لفظ کے شروع میں هوتے هیں جسکے معنے انگریزي میں ڈونیشن هیں[1] اِسلیئے یہہ دو نوں حرف بجاے دي اور اِن ڈونیشن کے قایم هوئی اور ایک اور حرف کے مکرر سہ کرر آنی سے اُسکو اس سمجھا جسکے بجاے شنسکرت میں جو حرف آتا هی وہ مالک کي علامت سمجھا جاتا هی پس اُنھوں نے اسطور پر کھوج لگا کر ایک الف بے قایم کرلي اور معلوم کیا کہ یہہ کتبی شنسکرت میں تحریر نہیں هوے هیں بلکہ یہہ پالي زبان میں هیں جس میں مقدس تحریریں بدہ مذهب والوں کي لکھي گئي هیں وہ اِن تحقیقوں کے ذریعہ سے اُن کتبوں کو جو ابتک سمجھہ میں نہیں آتے تھے پڑھنے اور بہت سے هندوستاني راجاؤں کے سلسلہ وار سکوں کو بھي دریافت کرنے لگے اور اُنکا قیاس اُس حقیقت سے اور بھي

زیادہ پسندیدہ طرز سے مستحکم ہوا جو اُنھوں نے اور پروفیسر لاسن صاحب
بون والے نے ایک ہی وقت میں دریافت کی کہ اگاتھوکلیز اور پانٹیلیئن
نام جو ایک طغمہ کے ایک جانب یونانی زبان میں تھی وہ دوسری
جانب اُس طغمہ کی ٹھیک اُسی الف بے کے حرفوں میں لکھے تھے جو
انھوں نے قایم کی تھی یہہ توی کل جو پرنسپ صاحب کے ہاتھہ لگ
گئے اُسکا اُنھوں نے فیروز شاہ کی لاٹ کے کتبہ پر استعمال کیا جسکی
دریافت کرنے پر مشرقی حالات کے تحقیق کرنے والوں کی بڑی توجہہ
مائل تھی اور ہندوستان کے اُس حصہ میں کے تین مناروں کے کتبوں پر
بھی اُسکا استعمال کیا جنمیں کتنا بھتی ہی اور اُن سب کا مضمون بلا
دقت معلوم ہوگیا چنانچہ اُن سب میں اسوکا کے چند فرمان مندرج
معلوم ہوئی اور اور کتبوں کے دیکھنے پر دوکتابوں میں اُسی مضمون کے
دو فرمان اُسی راجہ کے اُنھوں نے پائی ان میں سے ایک کتبہ تو پادری
سٹیون صاحب پریسیڈنٹ لٹریری سوسئیٹی نے پایا جو بدھوں کے مقدس
پہاڑ گرنار کے ایک پتھر پر جو گجرات کے جزیرہ نما میں واقع ہی کندہ تھا اور
دوسرا کتبہ لفٹننٹ کٹو صاحب نے مقام دھالی واقع کٹک کے پہاڑ کے
ایک ٹکڑہ پر کندہ پایا تھا ان میں سے ایک کتبہ میں گیارہ فرمان اور
دوسرے میں چودہ فرمان تھے اور اِن کتبوں میں وہ سب کتبی شامل تھے
جو ایدھر اودھر ستونوں پر کندہ تھے اور ان دونوں پہاڑوں کے کتبوں میں
ہر طرح پر دس فرمان مطابق تھے پہاڑ کے کتبوں میں سے ایک فرمان
شفاخانوں اور اور خیرات خانوں کے بنانے سے متعلق تھا جنکی نسبت لکھا
تھا کہ وہ اسوکا کے قلمرو اور اُن صوبوں میں جنمیں بدہ مذہب والے
بستے ہیں بنائے جاویں ان صوبوں میں سے چار کا نام بھی مذکور ہی
بلکہ تنباپانی یا تاپروبین یعنی لنکا اور اس سے بھی بڑہ کر اینٹیکویونا
یعنی اینٹیوکس یونانی کی سلطنت کے صوبوں میں جہاں اُسکے سردار
حکومت کرتے ہیں بنائی جاویں *

اِسکے بعد جو ایک کتبہ ایک پہاڑ پر ملا وہ ٹوٹا پھوٹا خراب خستہ هی بخوبی نهیں پڑھا گیا اور اُسکا مطلب اچھي طرح سمجھہ میں نهیں آیا لیکن معلوم هوتا هی که اسوکا کے مذهبي مسائل خصوصاً جانوروں کے ذبح سے پرهیز کرنے کے † مسئلوں کا غیر ملکوں میں بھي رواج هوجانے سے اسوکا اپني خوشنودي ظاهر کرتا هی اس فرمان میں سے مفصله ذیل حصه باقي رها هی یعنے"علاوہ اسکے اور یوناني بادشاہ جسنے چیتا (چیتا تحقیق نهیں هوا) بادشاہ تو رامایو اور گورنگ کا کینه اور ماکا ‡ *

ان ناموں میں سے دو ناموں کو مسٹر پرنسپ صاحب تولیمي آس اور ماگس خیال کرتے هیں اور اُنکو اسبات کي دلیل گردانتے هیں که اسوکا مصر سے ناواقف نه تها اور خط کتابت رکھتا تها یهه ایک ایسا نتیجه هی جسکو بلا عذر و حجت قبول کرسکتے هیں کیونکه مصر کے اول تولیمي ناموں کے بادشاهوں کے عهد میں هندوستان کے ساتهه تجارت کا هونا ایک مشهور واقعه تاریخ کا هی پرنسپ صاحب کي یهه راے هی که جس تولیمي کیطرف اشارہ هی وہ تولیمي فلوڈلفس تها جسکا ایک بهائي ماگس نامي تها اور اُسکي شادي اینتیوکس اول کي بیٹي سے هوئي تهي نهایت غالب معلوم هوتي هی اور اُس سے یهه بات قرار پاتي هی که جس اینتیوکس کا دوسرے فرمان میں ذکر هی وہ اینتیوکس اول هی خواہ ثاني هی یعني سلیوکس کا بیٹا یا پوتا هی *

چندرا گپتا کے پوتے اور سلیوکس کے پہلے جانشینوں میں سے کسي ایک کے همزمانه هونے سے اُنکے بزرگوں کے همعصر هونے میں کوئي شک باقي نهیں رهتا اور اُس سے هندوؤں کے واقعات کي تاریخ کا ایسا سنه قایم هوتا هی جسپر پہلے واقعات کي تاریخوں کو باطمینان تمام حواله کرسکتے هیں *

† ایشیاٹک سوسئیٹي کلکته کا جرنل جلد ۷ صفحه ۲۶۱

‡ ایضاً صفحه ۲۲۴

نندا کي سلطنت کا زمانه

سب سے اول جس راجه کا زمانه همکو قرار دینا چاهیئے وه نندا هی اگرچه نندا اور چندراگپتا کے درمیان میں آٹهه راجا گذرے مگر یهه معلوم نهیں که وه سب نندا کے بیٹے پوتے تهے یا اور عزیز و اقارب تهے ایک بیان سے وه سب آپسمیں چهوٹے بڑے بهائي معلوم هوتے هیں لیکن چار پورانوں نے ان نو راجاؤں کے سلطنت کا جنمیں نندا بهي - شامل هی سو برس کا زمانه قرار پاتا هی اس لیئے هم خیال کرسکتی هیں که نندا سندراکتس سے سو برس پهلے یا چار سو برس قبل مسیح علیه السلام کے تخت نشیں هوا *

بده کي وفات کا زمانه

نندا کے بعد چهٹا راجه اجیتا سترهي جس کے عهد میں سکیا نے وفات پائي ایسي سندوں سے جو هندوؤں سے کچهه تعلق نهیں رکهتیں سکیا کي وفات پان سو پچاس برس قبل مسیح علیه السلام قرار پاتي هے اور جو پانچ سلطنتیں سنه ۵۵۰ قبل مسیح اور سنه ۴۰۰ قبل مسیح کے درمیان میں هوئي هیں اُن میں سے هر ایک کا زمانه تیس تیس برس کا ٹهریے گا پس اُن کے زمانوں میں کوئي ایسا اختلاف نهیں رہ سکتا جس کا کچهه علاج نهوسکی *

مهابهارت کي لڑائي کا قرین قیاس زمانه

نندا اور مهابهارت کي لڑائي کے بیچ میں تین خاندان شاهي هوئی اور هرایک خاندان کي سلطنت کا جس جس قدر زمانه گذرا وه چار پورانوں میں مذکور هی جس کے کل برسوں کي میزان پندره سو برس هی لیکن اس عرصه میں جو راجه هوئی وه بڑي سے بڑي فهرست میں صرف سینتالیس هیں اور اِن هیں پورانوں میں ایک اور مقام پر اسي اعتماد کے ساتهه اِن برسوں سے بالکل مختلف مدت کي تعداد لکهي هی

ایک پوران میں تو مہابھارت کي لڑائي سے نندا کے وقت تک ایکہزار پندرہ برس کا عرصہ لکھا هے اور دو پورانوں میں ایک هزار پچاس چوتھے میں ایک هزار ایک سو پندرہ برس لکھی هیں اِن میں سے جو سب سے کم مدت هی اُس کو اگر سینتالیس راجاؤں پر تقسیم کیا جاوے تو هرایک کي سلطنت کا زمانہ اکیس برس سے کچھہ زیادہ نکلیگا اور اگر اِن هي سینتالیس پر پندرہ سو برس کا زمانہ تقسیم کریں تو هر ایک سلطنت کا زمانہ اکتیس برس سے کچھہ زیادہ هوگا سلسلہ وار سینتالیس سلطنتوں کے واسطے اسقدر عرصہ جو پورانوں میں لکھا هی خلاف قیاس هی مگر هم بمجبوري تینوں عرصوں میں کے اوسط عرصہ کو بلا تامل قبول کرکے یہہ قرار دیسکتے هیں کہ از روے پورانوں کي سند کے مہابھارت کي لڑائي نندا سے ایکہزار پچاس برس پہلے یا حضرت مسیح علیہ‌السلام سے چودہ سو پچاس برس پہلے ختم هوئي تھي اگر هم هندوؤں کے اس یقین کو تسلیم کرلیں کہ بید مہابھارت کي لڑائي کے زمانہ میں تالیف هوئي تو همکو اُس لڑائي کا زمانہ چودہ سو برس قبل مسیح یعنے پانسو برس سے کچھہ کم اُس مدت سے جو پورانوں میں (زیادہ سے زیادہ) هی قرار دینا چاهیئے اسکي تائید اس بات سے بھي هوتي هی کہ سینتالیس سلطنتوں کا زمانہ جو نہایت طول طویل هی مختصر هوجاتا هی پس اس صورتمیں مہابھارت کي لڑائي تراے کے محاصرہ سے قریب دو سو برس کے پیشتر قرار پائیگي لیکن پندرہ سو برس کا طویل عرصہ جو مہابھارت سے نندا کے عہد تک بیان کیا گیا هی تسلیم کر لیا جاوے تب بھي کلجگ کے شروع یا طوفان نوح سے اُن چند واقعات کے لیئے جو هندوؤں کي تاریخ میں مہابھارت سے پہلے هوئي هیں مہابھارت تک بہت سا عرصہ باقي رهتا هی یعني اگر طوفان اور کلجگ کا شروع ایک هي زمانہ میں سمجھا جاوے جیسا کہ بہت سے لوگ خیال کرتے هیں تو اُس سے چودہ سو برس کي مدت مہابھارت تک رهتي هی *

چندرا گپتا کے بعد کے زمانے

هونگے دو پرانوں میں نندا کے بعد کا زمانہ اُس سے پانچویں شاهي نسل تک یا چندراگتس سے چوتهي شاهي نسل تک آٹهہ سو چهتیس یا آٹهہ سو چون برس کا هے یعني پانچویں شاهي نسل سنہ ۲۵۳ ع میں هوئي هی اِن پانچوں خاندانوں میں اخیر اندرا لقب والی خاندان نے قریب شروع هونے سنہ مسیح کے رونق اور قوت حاصل کي تهي یهہ خاندان اُسي نام کے بڑے خاندان کے مطابق هی جسکو پلیني صاحب (یهہ ایک یوناني مورخ هیں) سنہ ۲۰۰ ع میں هندوستان میں هوا بتاتے هیں اور اگرچہ یهہ بیان اُنکا اُس دوسرے اندرا خاندان کي نسبت سمجها جارے جو دکهن میں هوا تو اندرالدي نام ایک خاندان کا جو اُس ملک میں هوا جسمیں گنگا بهتي هی پیقوٹن جیریگن نقشوں میں آنے سے یهہ بات بهي ایسي هي غالب معلوم هوتي هی کہ یهہ وهي خاندان هی جسپر هم گفتگو کررهی هیں *

چین کے مورخوں کے بیانوں سے بهي مگادا کے راجاؤں کے زمانہ کي تصدیق هوتي هی

ڈیگکنیز صاحب نے چین کي جن تاریخونکا ترجمہ کیا هی اُنسے معلوم هوتا هی کہ سنہ ۴۰۸ ع میں مقام کیاپیلي کے هندوستاني راجہ یوگني کي طرف سے چین میں ایلچي آئی کیاپیلي بجز کپلي کے جو بدھ کا مقام ولادت اور مگادا کي دارالسلطنت تها جسکے نام سے چینیوں نے مگادا کي کل سلطنت کا ذکر کیا هی اور کوئي مقام نهیں هوسکتا اور یوگلي یجنسري یا یجنا سے جو زمانہ مذکور میں اندرا خاندان کے تخت پر بیٹها کسیقدر مشابهت رکهتا هی اور خاندان اندرا کا خاتمہ مقام پولیمات یا پولو مارکش میں سنہ ۴۳۶ ع کے اندر هوا هی اور اُس سے آگے مگادا کے راجاؤں کا حال ایساهي پریشان اور اولجها هوا هی جیسا کہ مهابهارت کي لڑائي سے پهلی کا هی *

البتہ چین کے مصنفوں کي کتابوں میں ایک ایلچي کا یہہ ذکر پایا جاتا هی کہ وہ سنہ ۶۲۱ع میں ہندوستان کے ایک بڑے راجہ ہوتومین کي طرف سے جو خاندان کانبلي تانی میں سے تھا چین میں آیا اور ڈي گگنیز صاحب اس راجہ کي سلطنت کو مگادا کا ملک خیال کرتے ہیں مگر پوران کے کسي نام سے اس راجہ یا اُسکے خاندان کا نام ذرا بھي مشابہت نہیں رکھتا ‡ *

سنہ ۳۳۹ ع کے بعد تاریخ کا کچھہ حال نہیں کھلتا

بشن پوران میں جو بیاس جي کي کتاب تسلیم کیجاتي هی بیاس جي کے وفات کے بعد کے واقعات بطور پیشین گوئي لکھے ہیں کہ فلاں فلاں راجہ ہونگے یعني اندرا خاندان کے بعد سلطنت کرینگے *

۷ آبھیر

۱۰ گردھوب

۱۶ ساکا

۸ یاونا

۱۴ توشارا

۱۳ منڈي

۱۱ مانا

---

† جس حاشیہ میں ڈي گگنیز صاحب اپني راے لکھتے ہیں وہ عجیب هی یعنے اُسمیں وہ چین کي ایک کتاب سے ثابت کرتے ہیں کہ اهل چین مگادا کو موکیاتو کہتے تھے اور اُسکي دارالسلطنت کے دونوں ناموں سے واقف تھے چنانچہ کسرما پورا کے بجاے کیا سومو پولو کہتے ہیں اور پٹالي پترا سے پٹاٹي تس اسطرح سے بنایا کہ بجاے لفظ پترا کے جسکے معني شاستر میں بیٹے کے ہیں اپني زبان کا اُنہیں معنوں کا لفظ تس لگادیا لیکن سنہ ۶۲۱ ع پٹالي پترا سے ایلچي چین کو نہیں گئے ہونگے کیونکہ اس سے مدت پہلے دارالسلطنت راج گریہي یعني بہار میں منتقل ہوگئي تھي کیونکہ جب چیني سیاح پانچویں صدي کے اغاز میں ہندوستان میں آیا تو اُسنے دارالسلطنت بہار میں هي دیکھي تھي (روز نامچہ رائل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۵ صفحہ ۱۳۲) اور ایک اور چیني جسنے سنہ ۶۳۰ ع میں لکہا هی بیان کرتا هی کہ جس وقت میٹے ہندوستان میں سیر کي اُسمیں پٹالي پترا بالکل برباد اور مسمار پایا

* غرضکه یهه سب تمام پرتهي کے راجه تیره سو نوه برس کے واسطے هونگے اور گیاره پارے اُنکے بعد تین سو برس تک سلطنت کرینگے اور اُنکے بعد کیلاکا یاونا ایک سو چهه برس ملک پر مسلط رهینگے اِن سب کے جمع کرنے سے اِس حال کے زمانه سنه ۱۸۴۰ ع سے قریب پانسو برس کے زیاده هوجاوینگے اور اگر یهه مانا جاوے که پہلے خاندانوں کے زمانه کي میزان غلط هی یهه سب حقیقت میں (کوئي کہیں کوئي کہیں) ایک هي زمانه میں هوئے تو جو نتیجه اِس سے حاصل هوتا هی وه یهه هی که اندرا خاندان کے بعد ایسا پریشاني کا زمانه هوا جسمیں هندوستان کے مختلف حصے مختلف خاندانوں کے قبضه میں رهے جنکا کچهه حال معلوم نہیں اگر یاونا سے یوناني مراد هیں تو یهه معلوم هونا که سنه ۲۳۶ ع کے بعد اُنمیں سے آٹهه بادشاه هندوستان میں هوئے بڑي حیرت کي بات هی اور کیلاکا یاونا کا حال اور بهي زیاده متحیر کرنیوالا هی غالباً اُنسے مسلمان مراد هوسکتے هیں † *

اور اِس پریشاني کے بعد بهي هندوستان کے مختلف حصوں پر سلطنت کرنیوالے شاهي خاندانوں کي فهرست مندرج هی اور اُن میں کچهه تهوڑا سا بیان مگادا کے گپتا خاندان کا هی جو گنگا کے کناروںپر پریاگ (یعني الهٰآباد) تک مسلط تها اب سکوں اور کتبوں کے سبب سے اِس بات میں کچهه شبهه اور حجت نہیں رهي که اُنمیں جو بعض ناموں کے سلسله کا خاتمه گپتا کے نام پر هوتا تها اُنہوں نے گنگا کے کناروں پر حضرت عیسی کي چوتهي پانچویں صدي سے ساتویں آٹهویں صدي تک سلطنت کي *

---

† پروفیسر ولسن صاحب کے بشن پوران کا صفحه ۴۸۱ اور ڈاکٹر مل صاحب کا ترجمه الهٰآباد کے مناره مندرجه رزز نامچه ایشیا ٹک سوسئیٹي کلکته جلد ۳ صفحه ۲۵۷ اور اور کاغذات مندرجه رزز نامچه مذکور جنکو پروفیسر ولسن صاحب نے داخل کیا هی

یہی معلوم هوتا هی که اِن پریشان حالت میں کچھہ کچھہ سچ بھي ملا هوا هی مگر وہ بدون کسي قسم کي خارجي مدد کی اُسمیں سے نکل نہیں سکتا اور جو که اِسي قسم کا بیان اور پورانوں میں بھي کیا گیا هی اِس لیئے بجز اس بات کے که هم مگادا کے راجاؤں کے حالت کي تحقیقات سے دست بردار هوں اور کوئي چارہ نہیں دیکھتے *

بکرماجیت اور سلیواهن کے سنہ

مالوہ کے راجہ بکرماجیت کا سنہ جسکا آغاز ستاون برس پہلے حضرت مسیح سے هوا هی اور تمام خاص هندوستان میں اُسکا رواج آج تک برابر رها هی اور اِسیطرح راجہ سلیواهن کا سنہ جو سنہ ۷۸ ع سے شروع هوا هی تمام دکھن میں مروج هی دونوں ایسے سنہ هیں که اُنکے شروع هونے پر تمام واقعات کے زمانہ کا حوالہ اُنپر دیا جاسکتا هی اور اُن جاگیروں کے وقفوں کي تاریخیں قایم کرنے میں اُنسے بہت بڑا کام نکلتا هی جلسے بہت سے تاریخي حالات بہم پہونچتي هیں اور پورانوں کے سنہ صحیح نہونے سے اُن کتابوں میں اِس سنہ کا اِستعمال نہیں هوسکتا لیکن بجز اُن واقعات کے جو اُن کتابوں میں مذکور هیں اور کوئي واقعہ کسي اور کتاب میں ملتا هي نہیں جسمیں اُن سنوں سے کام لیا جاوے بہر حال همکو اِس بات کا اقرار کرنا چاهیئے که هندوؤں کے واقعات کا زمانہ کسیطرح پورا اور کافي نہیں اور باستثناء چند واقعوں کے اُسوقت تک که مسلمان هندوستان میں آئے اور اُنسے مسلسل تاریخ هاتھہ لگتي هی باقي کل واقعات پر همکو کسیقدر قیاس لگانا پڑتا هی *

چوتھا باب

علم طب کا بیان

علم طب کے نہایت قدیم مصنف جنکي تصنیفیں ابتک موجود هیں چرا کا اور سسروتا هیں اِنمیں سے کسي کے زمانہ حیات کي تاریخ همکو

معلوم نہیں لیکن سسروتا کی تصنیف پر جو پچھلا مصنف ہی ایک شرح موجود ہی جو کشمیر میں بارھویں یا تیرھویں صدی عیسوی میں لکھی گئی یہہ شرح اول ہی شرح نہیں معلوم ہوتی † *

اِن مصنفوں کی کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں ہوا اور غالباً اُنکا ترجمہ ہوتے ہی اہل عرب علم کی تحصیل پر متوجہہ ہوئے عربی زبان کے مصنف علانیہ اقرار کرتے ہیں کہ ہمنے هندوستان کے طبیبوں سے فائدہ حاصل کیا ہی اور هندو طبیبوں کو یونانی طبیبوں کے مساوی المرتبہ سمجھتے ہیں یہہ بات معلوم کرنے سے کہ دو هندو مسمی منکا اور سالی حضرت عیسی کی آٹھویں صدی میں هارون رشید کے دربار میں طبیب تھے همکو اُس زمانہ کی تاریخ قایم کرنے میں مدد ملتی ہی جس میں اہل عرب هندوؤں سے واقف ہوئے ‡ *

دواؤں کا علم هندوؤں کا نہایت وسیع معلوم ہوتا ہی اُنکے مفردات دواؤں کے علم سے جسکی ابتداء میں اہل یورپ نے اُنسے تعلیم پائی اور حال میں بھی دَمہ کے مرض میں دھتورے کو حقہ میں پینے کا فائدہ اور اور کیڑوں کا علاج کینچ کی پھلی سے کرنا اُنسے سیکھا کچھہ تعجب نہیں ہوتا بلکہ اُنکے علم کیمیا سے کمال حیرت ہوتی ہی کیونکہ جسقدر وہ اُن میں پایا جاتا ہی اُسقدر کا ہونا قیاس نہیں چاہتا تھا *

اُنکو شورہ اور گندک اور نمک کا تیز آب بنانا آتا تھا اور وہ تانبے اور لوہے اور سیسے اور ٹین اور جست کا کشتہ خصوصاً سیسہ کا دونوں طرح

---

† اِس چوتھے باب کا بہت سا مضمون ایک جواب مضمون میں سے جو هندوستان کے علم طب کی قدامت پر ڈاکٹر رائل صاحب پروفیسر کنگ کالج لندن نے لکھا ہی لیا گیا ہی اور علاوہ اُنکے وارڈ صاحب کے حالات هندوؤں کے جلد ۲ صفحہ ۳۳۷ وغیرہ اور کوٹس صاحب کی تحریر مندرجہ حالات لٹریری سوسئیٹی بمبئی کی جلد ۳ صفحہ ۲۳۲ میں سے بھی لیا گیا ہی

‡ پروفیسر ڈیز صاحب جنکا حوالہ ڈاکٹر رائل صاحب نے اپنے جواب مضمون کے صفحہ ٦۴ میں دیا ہی

کا کشته یعني کهیل اور پیسک کرنا جانتے تھے اور تانبے اور لوھے اور پارہ اور سرمه اور سنکهیا میں سے ھر ایک کے ساتھه گندک ملاکر ایک مرکب دوا بنالیتے تھے اور تانبے اور لوھے اور جست کا گندک کے تیزآب کے ساتھه کھار بناتے تھے اور لوھے اور سیسه کا کھار کاربن † کے تیزآب کے ساتھه بناتے تھے اگر بالکل نہیں تو بعض صورتوں میں اِن دواؤں کے طیار کرنے کا اُنکا طریق ایسا ھی که اُنہیں کے ساتھه خصوصیت رکھتا ھی ‡ *

اِن دواؤں کے استعمال میں بھي وہ بڑے دلیر معلوم ھوتے ھیں چنانچه هندوؤں ھي نے سب سے پہلے معدنیات کا دواً کھانے میں استعمال کرایا وہ صرف پارہ ھي نہیں کھلاتے تھے بلکه زھر کا تیزاب بھي باري کي تپ میں دیتے تھے اور مدت سے شنجرف کا بھپارہ اُنکے استعمال میں ھی جس سے بہت جلد منهه آجاتا ھی اور صحت حاصل ھوتي ھی *

اُنکا فن جراحي بھي خاصکر ایسي حالت میں که وہ علم تشریح سے بالکل ناواقف تھے ایسا ھي قابل تعریف کے ھی جیسا که اُنکا علم

---

† حیوانات کے سانس لینے اور بتیوں اور لکڑیوں کے جلنے سے ایک لطیف لچکدار جسم یعني گاس پیدا ھوتي ھی اور جب وہ ایک حصه اور اکسیجن جو ایک اور گاس ھی دو حصه ملجاویں تو کاربون کا تیزآب بنجاتا ھی کیسے کچھه افسوس و حسرت کا مقام ھی که هندوستانیوں کے علم کو اسقدر زوال ھوا ھی که آجکل هندي نام تک ھمکو نہیں ملتا حالانکه هندوستان کے متقدمین نے ھي اُنکو دریافت کیا تھا جو اِس زمانه کي تحقیقیں سمجھي جاتي ھیں معلوم ایسا ھوتا ھی که یهه اور اور بہت سي اصطلاحیں اور مفردات اور مرکبات علم کیمیا کے متقدمین هندوؤں کو معلوم تھي جو بسبب هندوستانیوں کي غفلت کے بالکل ایسي نسیا اور منسیا ھوگئي که اهل یورپ کو از سر نو اُنکي تحقیقیں کرکے اُنکے نام رکھنے پڑے ھیں جنکو ھم سنکر حیران و ششدر رہ جاتے ھیں (مترجم)

‡ ڈاکٹر رایل صاحب کے جواب مضمون کے صفحه ۴۴ کو دیکھو جسمیں خاصکر ان ترکیبوں کا بیان ھی جنسے هندو بید پارہ کے دو مرکب طیار کرتے تھے جنمیں سے ایک میں دو جز پارہ اور ایک جز کلورایں (یهه ایک گاس نمک کا مقدم جز ھی) ھوتا تھا اور دوسرا ایسا مرکب جو زھر ھلاھل کا کام دیتا تھا

کیمیا هی چنانچه سنگ مثانه نکالتے تھے اور آنکھوں کے امراض جالے پھولی وغیرہ میں وہ آنکھیں بناتے تھے اور رحم میں سے بچه نکالتے تھے اُنکی قدیم کتابوں میں اُنکے فن جراحي کے آلات ایکسو ستالیس سے کم نهیں معلوم هوتے † لیکن آلات اُنکے همیشه بیڈھنگے رهے اب بهي موجود هیں اُنمیں سے آنکھه بنانے کے آلات سے تو اچھا کام نکل آتا هی مگر سنگ مثانه کے نکالنے کے آله سے اکثر جان کا ضرر هوتا هی *

وہ چیچک کے علاج میں مدت سے ٹیکه لگاتے هیں ‡ لیکن تسپر بهي اِس گوتھن سیتلا کے علاج جاري هونے تک بہت سي جانیں چیچک کے مرض سے تلف هوتي تهیں *

هندو حکیم نبض و قارورہ دیکھنے اور جلد اور زبان اور آنکھوں کی حالت معلوم کرنے سے مرض کي تشخیص کرتے هیں یعني اِن علامتوں کے ذریعه سے وہ صحیح صحیح مرض کو دریافت کرلیتے هیں مگر هندو بیدوں کے علم کي بنیاد بالکل تجربه کاري پر هی اور قیاس اُنکا اُنکو صرف گمراہ کرنے پر مایل هی *

اور علاج کرنے میں کچھه هوشیاري نهیں کرتے کیونکه بیمار کو تپ کي حالت میں ایک ایسي کوٹھڑي میں جسکو آگ وغیرہ جلاکر گرم کرتے هیں بند کرتے اور کھانے پینے سے بالکل محروم کردیتے هیں (اسکولنگن کرانا کهتے هیں) *

علم نجوم اور سحر سے اپنے علاج میں مدد لیتے هیں چنانچه سیاروں کے خاص خاص مقاموں پر هونے کي حالت میں بیمار کو دوا دیتے هیں اور دوا دینے کے وقت کچھه جھاڑ پھونک جنتر منتر بهي کرتے جاتے هیں *

---

† ڈاکٹر رائل صاحب کا صفحه ۳۹

‡ هندو جو ٹیکه لگاتے تھے اُسمیں اور انگریزوں کے ٹیکه لگانے میں فرق یهه هی که جلد پر خراش کرکے وہ اصل چیچک کے دانه کا چھلکا لگاتے تھے جس سے تمام جسم پر چیچک نکل آتي تهي اور انگریز گائے کے تھن پر کے دانه کا چھلکا لگاتے هیں جس سے صرف ایک آبله نکلتا هی (مترجم)

غالبا اُن کے اس علم کي عمدہ ترقي کے زمانہ میں بھي عیبوں مذکور میں سے کچھہ نہ کچھہ ضرور ہونگے لیکن اب بہ نسبت پہلے کے اُنکے اس علم میں بہت زوال آگیا ھی چنانچہ آج کل کے ادویات کو ترکیب دینے والے یا بنانے والے بنا تو لیتے ھیں مگر اُسکے اصول سے بالکل واقف نہیں ہوتے اور طبیب اپنے اُستادوں کي راہ پر بلا تحقیق اور بے دیکھے بھالے چلے جاتے ھیں اور فن جراحي سے اسقدر نفرت ہوگئي ھی کہ فصد حجام پر اور ھڈي جوڑنے کا علاج گنڈرئي پر منحصر کیا گیا ھی اور پھوڑے پھنسي کا علاج عموماً ہر شخص کرنے کو آمادہ ہو جاتا ھی وہ یا تو فربیون لگاتا ھی یا لوھے کي سیخ آگ میں سرخ کرکے جلاتا یعني داغ دیتا ھی *

پانچواں باب

هندوؤں کي زبان کا بیان

هندوؤں کي شنسکرت زبان کو ایک ایسے صاحب جنکي رائے اس سبب سے کہ بہت سے قدیم زمانہ کي قوموں اور حال کے زمانہ کي قوموں کيْ زبانوں سے اچھي پوري واقفیت رکھتے تھے قدر و منزلت کرنے کے قابل ھی فرماتے ھیں کہ شنسکرت زبان یوناني زبان سے زیادہ کامل اور رومي سے زیادہ وسیع اور دونوں سے زیادہ فصیح اور بلیغ ھی † *

جس زبان کي اسقدر تعریف کي گئي ھی معلوم ہوتا ھی کہ اُسپر لوگوں کي کافي توجہہ ھمیشہ رھي ھی چنانچہ صرف نحو کے اُن قدیم مصنفوں میں سے جنکي تصنیفیں اب موجود ھیں پانیني اسقدر قدیم مصنف ھی کہ اُسکے زمانہ کو لغو زمانوں میں شامل کردیا گیا ھی اُسکے اور اُسکے بعد کے مصنفوں کي تصنیفوں کے باعث سے اس زبان کي صرف

† سر وایم جونس صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱ صفحہ ۴۲۲

و نحو ایسي کامل هوگئي هی که انسان کے کلام کے اصول تمام دنیا میں اگر قایم بهي هوئے هیں تو اُنسے زیاده نہیں هوئے *

مجهکو اس مقام میں گو میں اُسپر کچهه کهه بهي سکوں گفتگو کرنے نہیں چاهیئے اُسکا کسیقدر حال کالبروک صاحب کے جواب مضمون میں موجود هی † *

علاوه بے شمار کتابوں صرف نحو اور کتب لغت کی زبان شنسکرت میں علم فصاحت بلاغت اور علم انشا پردازي کي کتابیں بهي بقدر اُس علم و استعداد کے جو هندو اُن علموں میں رکهتے تهے موجود هیں ‡ زبان شنسکرت کي اب بهي لوگ تحصیل کرتے هیں اگرچه مدت سے اُسکا رواج بالکل معدوم هوگیا مگر عالم لوگ اب بهي اُسمیں ایسے هي آساني کے ساتهه گفتگو کرسکتے هیں جیسیکه یورپ کے عالم حال کي زبانوں کے علم کے شایع هونے سے پہلے کرسکتے تهے اسبات کي تحقیق که لوگوں میں سے زبان شنسکرت کا رواج کب سے جاتا رہا هی اور جسوقت میں که وه کمال رونق پر تهي تو اُسکا رواج لوگوں میں کس درجه پر تها ایک عجیب غریب هوگي *

تهوڑي مدت سے جب که یهه بات تحقیق هوئي که زبان شنسکرت اور یوناني اور رومي میں بہت سي موافقت هی بلکه اکثر صورتوں میں وه سب یکساں هیں همکو اُسکي تحقیق تدقیق کا زیاده تر شوق پیدا هوا هی اگرچه اسي موافقت کا حال یورپ کے شنسکرت کے عالموں کو جنہوں نے مفرد لفظوں میں وه موافقت بتائي مدت سے معلوم تها لیکن اُنکي

---

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۱۹۹ اس زبان کي بڑي شایستگي کي بہت سي علامتوں میں سے ایک اور علامت هی جس سے علم عروض کي بحروں میں بڑي فصاحت اور ترقي هوئي هوگي کالبروک صاحب کے قول کے موافق وه تقطیع کرنے کا قاعده هی جس سے اجزاکو صرف اسطرح موزوں نہیں کرتے که خاص خاص لفظوں میں سے ثقالت جاتي رهے بلکه بڑے بڑے رکنوں کے اجزا کو اسطرح سے موزوں کرتے هیں که اُنسے تمام ارکان کي موزونیت کو مدد ملتي هی غرض که اور زبانوں میں جو تصرف خاص خاص لفظوں میں کیا جاتا هی وه اس زبان میں بحر کي مناسبت سے رکنوں میں هوتا هی

‡ کالبروک صاحب کي تحقیق مندرجه کتاب ایشیا جلد ۷ صفحه ۲۰۵ وغیره

تصریف کا مقابلہ ہونے سے جسکو جرمني کے مورخوں اور خصوص باپ صاحب نے کیا اُسکا توافق اُن زبانوں کے ساتھہ تحقیق ہوگیا † *

کالبروک صاحب فرماتے ہیں کہ بید کے ایک خاص بھجن کي زبان اور وزن اور طریق تصنیف سے اسبات کي دلیل ہاتھہ لگتي ہی کہبید کے نظموں کي وہ تالیف جو اب موجود ہی اُس زمانہ کے بعد ہوئي ہوگي جبکہ شنسکرت زبان اُس دھقاني اور بیقاعدہ بولي سے جسمیں بید کے بہت سے بھجن اور مناجاتیں تصنیف ہوئیں ترقي پاکر اُس شایستہ اور فصیح زبان کو پہونچي جسمیں دیوتوں وغیرہ کے حالات کے بھجن لکھے گئے *

سرجونس صاحب خیال کرتے ہیں کہ بید سے منو کے زمانہ تک اور منو سے پرانوں کے ظہور کے زمانہ تک تبدیلي اور ترقي زبان شنسکرت کي ٹھیک اُسي موافقت سے ہوئي ہوگي کہ جس مناسبت سے قدیم زبان رومي میں بادشاہ نیوما کے زمانہ کے پرچوں سے ‡ بارہ تختیوں تک اور بارہ تختیوں سے سسرو فصیح کي تصنیفات تک ترقي ہوئي *

سکندر کے ہمراہیوں نے جو ہندوستاني نام ہندوستان کے حالات میں بیان کئي ہیں اکثر اُن میں سے مروجہ حال کي شنسکرت کے نام پائے جاتے ہیں اُن مورخوں نے کسي مقدس زبان کے موجود ہونے پر جو لوگوں کي عام زبان سے علحدہ تھي کوئي اشارہ نہیں کیا لیکن اُن سوانگوں میں جو ہندوؤں کے قدیم تصنیف ہیں عورتوں اور ناتعلیم یافتہ لوگوں کي بولي میں ایک کم شایستہ زبان بیان کي ہی اور بڑے لوگوں کے استعمال کے واسطے شنسکرت قرار دي ہی *

---

† باپ صاحب نے جو مقابلہ کیا اُسکا بہت مسلسل بیان اڈن براریویو جلد ۳۳ صفحہ ۲۳۱ اور اُسی بھي زیادہ وسیع بیان علم ایشیا کي تاریخ کے نامي اخبار میں ملاحظہ کرو

‡ ان بارہ تختیوں سے رومیوں کے قانون مراد ہیں اور وجہہ تسمیہ اُسکي یہہ ہی کہ شاید بارہ تختیوں پر یہہ قانون تحریر ہوئي تھي (مترجم)

هندوستان کي اور زبانوں کا بیان

جسقدر که زبان شنسکرت هندوستان کي حال کي زبانوں میں مخلوط هی اُس سے زبان شنسکرت کي تاریخ کا حال کسیقدر ذهن نشین هو سکتا هی *

پانچ شمالي زبانیں یعني پنجاب اور قنوج اور متهیلا یعني شمالي حصه بهار اور بنگال اور گجرات کي زبانیں کالبروک صاحب کي تحقیق کے بموجب زبان شنسکرت کي ایسي شاخیں هیں جنکو خاص خاص مقاموں اور غیر ملکوں کے الفاظ اور نئي تصریفوں کي امیزش سے اُسیطرح پر بدل کر قایم کرلیا هی جسطرح که زبان رومي سے اٹلي کي زبان قایم هوئي † لیکن دکهن کي پانچ زبانوں میں سے تامول اور تلگو اور کارنتا زبانوں کا مخرج شنسکرت زبان سے مختلف هی اور اُس زبان میں شنسکرت کی لفظ اُسیطرح پر لیئي جاتے هیں جسطرح که زبان رومي کے الفاظ زبان انگریزي میں یا زبان عربي کي زبان اُردو میں ان تینوں میں سے زبان تامول اسقدر خالص هی که بعض اوقات اُسي زبان کو دونوں زبانوں کا مخرج خیال کیا جاتا هی اور اگرچه تلگو زبان کي بناوت اُسي پر مخصوص هی مگر شنسکرت کے لفظوں کي اُسمیں بهت سي آمیزش هی *

باقي دو زبانوں میں سے اوڑیسه کي زبان اگرچه تامول کے سلسله میں سے هی مگر شنسکرت کي اُسمیں اِسقدر آمیزش هی که اُسکي نسبت پروفیسر ولسن صاحب فرماتے هیں که اگر شنسکرت کے الفاظ اُسمیں سے نکال لیئے جاویں تو وه زبان نهیں ره سکتي اکثر اِس زبان کو شمال کي پانچ زبانوں میں بجاے گجراتي کے گنتے هیں *

مهارشترا یعني مرهٹهي زبان کو باوجودیکه وه همیشه دکهن کي زبانوں میں گني جاتي هی ولسن صاحب نے شمالي زبانوں میں قرار دیا

---

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۲۱۹ اور ولسن صاحب کے دیباچه مجموعات میکنزي کو بهي ملاحظه کرو

هی اِس وجهه سے مرهتے بندهیاچل کے اِسطرف کے باشندون کے اولاد میں سے هونگے لیکن اُنکے وهاں جا بسنے کے زمانه کا قیاس نہیں هوسکتا †*

چهتا باب

هندوؤں کا علم اِنشا وغیرہ

نظم کا بیان

جو شخص زبان شنسکرت سے واقف نہیں هی وہ کسیطرح سے اُسکي نظم پر رائے نہیں دے سکتا *

شنسکرت کي نظم میں موزونیت پر کمال توجهه کي گئي هوگي مگر وہ اُسکے ترجمه میں باقي نہیں رہ سکتي هی شنسکرت میں ارکان کے بنانے میں جو آساني هی اُس سے زبان کي فصاحت و بلاغت بہت

---

† جنوب کي زبانون کي نسبت جو کچهه میں نے لکها هی بجز چند باتوں کے ولسن صاحب کے دیباچه کاغذات مکنزي اور ایلس صاحب کي تحریرون اور بیبنگٹن صاحب کي تحریر میں سے جسمیں سے کسیقدر اُن تحریرون میں نقل هی لیا گئی

بعض علماء علم‌السنه نے خیال کیا هی که هندوستان کي سب زبانیں شنسکرت زبان سے نکلي هیں چنانچه ایک کتاب میں جسکا نام (ببیل هر زمیں) کي هی چوالیس زبانوں کو جو اب مروج هیں شنسکرت زبان سے نکلا هوا لکها هی چنانچه اِس مقام پر اُن زبانوں کي تفصیل مندرج کي جاتي هی ۱ پالي ۲ اُردو ۳ هندوي ۴ برج بهاشا ۵ قنوجي ۶ کسرلي ۷ بهرجپوري ۸ هریاني ۹ بندیل کهنڈي ۱۰ بگهیل کهنڈي ۱۱ ارجیني ۱۲ مراتي ۱۳ اودے پوري ۱۴ مارواڑي ۱۵ جیپوري ۱۶ شیخاواٹي ۱۷ بیکانیري ۱۸ بٹانیري ۱۹ بنگالي ۲۰ مگادها ۲۱ ترهتي یا میتهیلي ۲۲ اسامي ۲۳ اوریا یا اوڑیسه ۲۴ کچهي ۲۵ سندهي ۲۶ ملتاني ۲۷ پنجابي ۲۸ جنبو ۲۹ کشمیري ۳۰ نیپالي ۳۱ پلپا ۳۲ کماؤن ۳۳ گدهوالي یا سری‌نگري ۳۴ گجراتي ۳۵ مرهتي ۳۶ کانکني ۳۷ رومیني یا نیسي ۳۸ تامول ۳۹ تلنگا یا تنکو ۴۰ کرناٹا ۴۱ تلو ۴۲ ملیا ۴۳ سنگالي ۴۴ مالدیوي (مترجم)

کچھہ زیادہ ہوجاتي هی لیکن دوسري زبان میں جو اُس سے تباین کلي ہوتا هی رکنوں میں ثقالت اور بد اسلوبي ہوجاتا ابديٓ هی *

ہندوؤں کي نظم کے مضمون هي یورپ کے خیالات سے ایسے غیر ہیں که اُنسے همکو پورا لطف حاصل نہیں ہوتا کیونکہ همارے نظم کے لوازمات (یعني استعارہ و تشبیهہ وغیرہ) سے اُسکے سمجھنے میں کچھہ مدد نہیں ملتي ہندوؤں کے خیالات اور فکر کي خصوصیت سے همکو اُنکے نظم کي مراد سمجھني دشوار هی اور تمام قدرتي مظهروں اور اشیاء کے مختلف ہونے سے جو همارے اور اُنکے استعاروں اور تشبیهوں میں اختلاف هی اُس سے همارے پاس اُنکي نازک خیالیوں کي رنگیني آدهي رهجاتي هی اور اهل مشرق کے لیئے جس بات سے کلام کو زیب و زینت ہوتي هی همارے حق میں وہ تاریکی اور اولجھاوت کا باعث ٹھرتي هی مثلاً اگر یہہ کہا جاوے که ایک معشوقہ کے لب بندھو جیوا پھول ہیں اور اُسکے رخساروں پر مدھوکا کي چمک دمک هی یا اُسکے رخسارے چنپا کے پتي کي مانند ہیں تو همارے دلمیں کیا خیال پیدا ہوسکتے ہیں مگر یہہ تشبیہیں اُن لوگوں کے واسطے جو اِن کا مذاق رکھتے ہیں ایسے هي عمدہ اور پر کیفیت ہیں جیسے که هماري یہہ تشبیہیں ہیں که ایک جوان حسین معشوق گلاب کا کھلا ہوا پھول هی اور عاشق مغموم مثل پرم روز کے هی † *

باوجود اِن تمام دقتوں کے شنسکرت کي کئي نظمیں جنسے هم واقف ہیں بہت خوبي اور رنگیني رکھتي ہیں *

وہ نظم جس میں نقلیں اور سوانگ ہوتے ہیں

ہندوؤں کي یہہ خاص نظم جس کے حال سے هم بخوبي واقف ہیں نہایت عمدہ اور کامل درجہ پر پہونچي ہوئي هی سرجونس صاحب نے جو ہندو شاعروں کي بہت سي تصنیفوں کے ترجمے کیئے ہیں اُنکے سبب

† پرم روز ایک قسم کا پھول مثل گلاب کے سرخ زرد اور سفید ہوتا هی معلوم ہوتا هی که یہاں زرد قسم سے تشبیہہ ہوگي (مترجم)

ہے سکتا کیبشر کی تصنیف سے بہت مدت سے واقف ہیں اور ولسن صاحب کے عمدہ ترجموں کے باعث سے سوانگ اور نقلیں لکھنے والے بڑے بڑے ہندو شاعروں سے ہم واقف ہو گئے ہیں *

اگرچہ ہمارے پاس ایسے ایسے سوانگ موجود ہیں جو کم سے کم سنہ عیسوی کے شروع میں تصنیف ہوئی اور ایک اُن میں سے ابھی پچاس برس ہوئی بنگالہ میں لکھا گیا ہی لیکن وہ کل سوانگ ساٹھہ سے زیادہ نہیں ہیں اِس کمی کا باعث شاید وہ طریقہ ہو جسپر اول ہی اول اُنکو تصنیف کیا گیا ہے یعنی کسی خاص تہیوار میں کسی محفل کے اندر سال بھر میں ایک آدہ بار ہوا کرتے ہونگے † اسی سبب سے اُنکا ایسا چرچا نہیں ہوا جیسا کہ اب ہمارے زمانہ کے سوانگوں کا مختلف شہروں اور عام تماشہ گاہوں میں مکرر سہ کرر ہونے سے ہی اور بہت سے سوانگ غالباً مصنفوں کی غفلت سے جاتے رہے ہونگے کیونکہ معلوم ہوتا ہی کہ برہمنوں میں اگر اُسکا شوق بالکل معدوم نہیں ہوا ہی تو قریب جاتے رہنے کے تو ہو گیا ہی اور اگرچہ اب بھی کچھہ کچھہ سوانگ لوگوں میں ہوتے ہیں مگر ہرگز ترجمہ کے قابل نہیں ہیں پروفسر ولسن صاحب فرماتے ہیں کہ تمام ہندوستان میں ہمکو صرف ایک برہمن ایسا ملا جسکو اپنے ملک کے سوانگ تماشہ کے علم سے واقف کہہ سکتے ہیں ‡ اِن سوانگوں میں سے آٹھہ کے تو ترجمے ہمارے پاس ہیں اور چوبیس کے خلاصے موجود ہیں *

اگرچہ اِن سوانگوں میں سے کوئی سوانگ بالکل حسرت و افسوس ہی پیدا کرنے والا ایسا نہیں ہے جسکا انجام ناکامی پر ہوا ہو مگر ایسے رنگ برنگی ہیں کہ وہ اپنی گونا گونی میں تمام قوموں کے تماشا گاہوں پر فوق رکھتے ہیں علاوہ مختلف قسموں سوانگ کے اُن کے مضمون ایسے نئے نئے

† ولسن صاحب کا دیباچہ کتاب تماشہ گاہ ہندوان

‡ تتمہ تماشاگاہ ہندوان جلد ۳ صفحہ ۹۷

جداگانه هیں که اُنکي کوئي حد معلوم نهیں هوتي چنانچه جس سوانگ کا ترجمه بمبئي والی داکٹر تیلر صاحب نے کیا هی جس میں حکیموں کے مختلف فرقوں کے مسئلوں کا بیان هی اُسکا بیان ایسا هی که کسي مقام سے تو ایک طرح کي فرحت اور طبیعت کو ترو تازگي حاصل هوتي هی اور کسي مقام سے تمسخر اور چهل کا مزا آتا هی § اور ترتیب وار سوانگوں میں سے بعضوں میں دلاوروں کا کارنامه اور بعضوں میں راجاؤں کا عشق اور لڑائي اور بعضوں میں وزیروں کي سازشوں کا اور بعضوں میں خاص خاص سوانح زندگي کا مضمون هے *

جس قدر که اُن سوانگوں کے مضامین مختلف هیں اُسیقدر وه لوگ بهي مختلف اوصاف والی هیں جن کا اُن میں ذکر هی چنانچه بعضوں میں تو فرشتوں وغیره یا مذهبي امور پر کچهه اشاره تک نهیں هی اور بعضوں میں آدمیوں کا حوران بهشتي سے تعشق مذکور هی اور بعضوں میں دیوتوں اور راچهسوں کا بیان هی اور بعضوں میں ایسی سحر طلسم کا تذکره هی جو مذهب سے کچهه علاقه نهیں رکهتی اور ایک سوانگ میں سوربیروني کي بیگناهي ثابت کرنے کو تمام دیو تے جمع هوئے هیں مگر عموماً ایسي حالتوں میں بهي جنمیں دیوتوں کي بهي شرکت هوتي هي سوانگ کا نتیجه اور منشاء ایسی قدرتي حالات سے متعلق هوتا هی جو انسان هي کي ذات سے متعلق هوتے هیں انسان سے اعلے درجه کي قدرت اور اختیار رکهنی والي مخلوق سے علاقه نهیں رکهتے *

نقلوں کي کچهه تعداد معین نهیں مگر جس قدر سوانگ میں هوتي هیں وه ایک سے لیکر دس تک هوتي هیں اور سوانگ کے حصے ایک نقال کے نقل کرکے علحده هوجانے اور دوسرے کے آنے سے یا جبکه ایک نقل کے دو حصوں میں کچهه توقف هووے تب معلوم هوتے هیں

§ اِس کے دیکهنے سے ایرسٹوفینیز کے بادل سوانگ کا خیال آتا هی اور زیاده تر متوسط زمانه کے اُس قسم کے سوانگوں سے مشابهه هی جو ادب و اخلاق سے علاقه رکهتی هیں *

ایک خاص سوانگ کي دونقلوں کے درمیان میں بارہ برس کا وقفہ هوتاهی لیکن علی‌العموم اور سوانگوں میں ایک هي وقت میں کیهاتي هیں البته مکان کي تبدیلي کا مضایقه نهیں سمجها جاتا لیکن ان دونوں باتوں سے زیادہ احتیاط کا امر یهه هی که حرکات و سکنات میں جیسا که آجکل کے سوانگوں میں لحاظ کیا جاتا هی فرق نهیں آتا *

چهل بل فن و فطرت دلچسپ هوتے هیں اور سوال و جواب بهي اگرچه طول طویل هوتے هیں مگر فرحت انگیز هوتے هیں اور سوانگ کي کتابوں میں کبهي کبهي اشخاص منقول کي اُن حالتوں کا اظهار کرنے سے پهلے جو اُنپر گذرنے والے هیں بطور پرداز کے بهت کچهه ایسا بیان هوتا هی جس سے پڑهنے والے کي طبیعت ان کے معلوم کرنے پر مایل اور آماده هو *

نقل کرنے والوں کي کیفیت اب بهي اُن نقل کرنے والوں سے جو دیکهنے میں آتے هیں قیاس میں آسکتي هی ترتیب کے ساتهه بهت کم سوانگ هوتے هیں اور اگر هوتے هیں تو آواز سنجیده اور تمسخر آمیز دونوں طرح کي هوتي هی اور لباس اس قسم کے هوتے هیں جیسیکه که هم قدیم زمانهٔ کي پتهر کي بني هوئي مورتوں میں دیکهتے هیں اور اُونچي اُونچي ٹوپیوں اور مکٹ سے جنپر لاجوردي اور سنهري کام هوتا هی جو قدیم مورتوں سے مخصوص هیں حال کي پگڑیوں کي به نسبت زیاده شاندار انداز وادا حاصل هوجاتي هی بهانڈ بهگتورے اور مسخرے جو بلا مدد کتاب کے نقلیں کرتے هیں اب بهي کثرت سے هیں لیکن بد سلیقه اور بد تمیز ایسے هوتے هیں که اگر اول هي سے اُنکو متنبه نکر دیا جاوے تو بهت گستاخانه خلاف ادب کے باتیں کرتے هیں لیکن نقل اور تمسخر میں حرکات و سکنات مناسب کرنے کي بڑي قابلیت اور استعداد رکهتے هیں *

سوانگوں کي نظم کے کالي داس جو پانچویں صدي عیسوي میں اور بهاوا بهوتي جو آٹهویں صدي میں گذرے نهایت عمده مصنف هیں

ان دونوں شاعروں نے سوانگ کي نظم میں تین تین کتابیں لکھی هیں جنمیں سے هرایک کي دو دو کتابوں کا ترجمہ انگریزي میں هوگیا هی کالیداس کے کلام میں نزاکت اور فصاحت بدرجہ غایت هے اور اُسکي تصنیف عمدہ عمدہ نازک خیالیوں سے معمور هی کالیداس کي دهقاني نظم سکنتلا کي خوبیوں کي تعریف مدت سے لوگوں میں هوتي هی اور حق یهہ هی کہ وہ حقیقت میں مستحق ایسي هي تعریف کي هی اور ولسن صاحب کے مجموعہ میں اسي شاعر کي سورما اور پري کي ایک مثنوي مندرج هی وہ اس سے بهي زیادہ عجیب و غریب هی اور اگر اُسکا کل مضمون نهیں تو نتیجہ ایسا وحشت انگیز هی کہ هم اُسکو اپنے هاں کي مثنوي باد صرصر اور مثنوي گرمیوں کے شباب کي رات کي خواب سے مشابهہ کهہ سکتے هیں † اور بهاوابهوتي جو بهت بڑا شاعر هی اُسکے کلام میں علاوہ ان سب خوبیوں کے متانت اور زور غایت درجہ کا هی وہ مضامین رزمیہ اور بزمیہ دونوں میں یدطولي رکهتا هے جسقدر هندو شاعروں کو میں جانتا هوں انمیں یهہ شخص بے نظیر هی *

البتہ هندوؤں کي تمام تصنیفات کي نسبت کها جاسکتا هی کہ اُنمیں قومي اخلاقي نقص پائے جاتے هیں اور اُنسے ظاهر هوتا هی کہ وہ لوگ

† مل صاحب نے جو رائے سکنتلا پر لکهي هی وہ عموماً اچهي نهیں لیکن ایک مقام کو ایسي خوبي اور انصاف سے اُنهوں نے لکها هے کہ اُسکي نقل کرنے سے هم احتراز نهیں کرسکتے — البتہ اس مثنوي میں بعض بعض مقام بهت عمدہ هیں چنانچہ سکنتلا اور دش مانتو (دش مانتو راجہ کا نام هی) کے آپس میں جو ربط و اتحاد تها وہ نهایت پسندیدہ اور دلچسپ هی اور جو اُن دونوں کي هر دل عزیز طبیعتوں پر عشق نے اثر دکهائے اُنکو اس خوبي سے بیان کیا گیا هی کہ هوا هوا تصویر کهینچیگئے هی اور تین دوشیزہ لڑکیوں کے آپس میں جو الفت تهي اُسکا بهي نقشہ کمال خوبي سے کهینچا هی اور وہ کیفیت جو اُسوقت کا حال دیکهنے سے حاصل هوتي هی جب کہ سکنتلا اپني منڈهي سے جهاں اُسنے اپني جواني بسرکي تهي اور اپنے عزیزوں اور هواخواهوں اور اپنے پالتو جانوروں بلکہ اپنے لگائے هوئے پهول بوٹوں سے وداع هوتي هی دهقاني لذت اور لطف سے بهت زیادہ سبقت رکهتي هی

آرام طلبي کي حالت میں یعني گھر میں بیٹھي لفظوں کي بال کي کھال نکالتے تھے کسي تجربه یا معقول باتوں پر متوجهه نهیں هوتے تھے اس سبب سے اگرچه اُنکي معمولي نظم نهایت صاف اور لطیف اور رنگین هوتي هی مگر اکثر اُس سے وہ کیفیت ظاهر نهیں هوتي جس سے پڑھنے والی کي طبیعت عیاشي سے احتراز کرے اور اُس سے پڑھنے والی کے دماغ میں کوئي معقول قوي خیال اور دلمیں نهایت عمده راے بهت کم پیدا هوتي هی *

جن ولولوں کے برانگیختہ کرنے میں وہ تصلیفیں کامیاب هوتي هیں وہ عشق و شفقت هیں چنانچه اُنمیں باهمي ارتباط اور وصل کے عیش و عشرت اور فراق کے رنج و مصیبت اور وصل سے مایوسي کي حسرت کا نهایت موثر بیان هوتا هی اور ان نهایت جانثاري کے ساتهه وفاداري اور جوانمردي سے بلاغرض ملاقات اور محبت میں ثابت قدم رهنا جو نهایت عمده صفتیں هیں انکا بهي اُن میں بیان هی لیکن اُن تصلیفوں میں جودت طبع اور فخر اور آزادي کا تلاش کرنا فضول هی اُنکے جنگناموں میں کوئي ایسا مضمون بهت کم نظر آتا هی جس سے لڑنے والوں کي طبیعت کا جوش و خروش اور باهمي همدردي پر جان دینے کا ولوله ظاهر هوتا هو یهه شاعر بجاے اُس دلسوزي اور جوش و خروش کے جو ایک یوناني شاعر اسوجهه سے که اُسکے دلمیں تصنیف کے وقت بهرا هوا هوتا هی اپنے ایک بهادر کے حال میں بهردینا هی فضول گوئي اور مبالغه کو کام فرماتے هیں † *

شنسکرت کے شاعروں کا زور طبیعت اور دلي رغبت صرف طاقت اور بیان کي طرف معلوم هوتي هی جسمیں اکثر مضمون اس قسم کے هوتے

† مگر بهارا بهوتي کے ایک سوانگ میں ایک لڑکے کے مفصله ذیل کلام سے همکو لڑائي کي وہ خوشیاں یاد آتي هیں جنسے شمالي جنگجو خوش هوا ــــ اے لڑکو سپاهي اپني کمانیں چڑهاکر تمکو نشانه ٹهراتے هیں اور سنتهي ابهي بهت دور هی چلو بهاگو وغیره ــــ لارا پرلا تیر برسنے دو آهنا کیا اچهے معلوم هوتے هیں

هیں که کوئي تنہا مقام سبزہ زاریا مرغزار یا دریا کے کنارہ پر پھلوار هو اور عطرآگیں هوا چلتي هو تهنڈا پاني خوشگوار هو اُسمیں بیتھہ کر دھیان گیاں کیا جاوے سواء اسکے خوشنما اور فرحت بخش مضمونوں کے بیان سے بھي وہ عاري نہیں هیں اس قسم کا بیان اُس خطه کا هی جو اوجین کے آس پاس واقع هی اور وہ مالیتي اور مادھاوا کي نویں نقل میں مندرج هی یعني کھسار اور تیکریوں اور دریا اور گانوں کا مجموعه بناکے ایک وسیع فزا قایم کي هی جسکے مرکز میں شهر بستا هی جسکے برج اور مندر کنگورہ اور دروازوں کا عکس آئینه اب دریا میں جو مثل گوهر نایاب مصفا هی جلوہ دکھاتا هی گویا پاني میں ایک اور شهر آباد نظر آتا هی اور لب دریا کے پیڑ بوتي اور صحرا کے سبزہ زار نے ابر بهار سے تر و تازہ هوکر دو دهاري دودہ دینے والي بکریوں کي غذا اور عیش و سرور کا سامان بهم پهونچایا هی اور کبهي کبهي اپني خیال بندي میں ایسي بلندي پر جاتے هیں که پهاڑ کو چین بر جبیں اور رنجیدہ ٹهراتے هیں اور کبهي گوهر مضمون تازہ کے لیئے دریائي تفکر میں ایسا غوطه لگاتے هیں که طوفان کو امنڈ آنے کي تحریک کرتے هیں بلاتے هیں اس قسم کے نازک خیالیوں میں بهاوا بهوتي سب سے سبقت لیگیا هی اُسنے مختلف مقاموں کے پهاڑوں کي اور اُن بڑے بڑے جنگلوں اور پهاڑوں اور پهاڑیوں کي جو دریائي گوداوري کے مخرج کے قریب واقع هیں عجیب و غریب فزا کي کیفیت بڑي شاندار اور متین لکهي هی اُسکی نهایت موثر بیانوں میں سے ایک وہ بیان هی جسمیں اُسنے اپنے بهادر موصوف کي نسبت لکها هی که وہ آدهي رات ایدهر اور آدهي رات اودهر مرگهت میں جهاں کهیں کهیں کسي کسي چتا میں کچهه کچهه آگ چمکتي هی جاتا هی اور وهاں کے بهوت پریتوں کو جگاتا هی جس سے عجیب عجیب مهیب شکلیں جو کبهي زمین پر نظر نهیں آتیں دیکهتا هی اور شور و غل لیجیو پکڑیو ماریو جانے نپاویگا سنتا هی اور اُن مهیب صورتوں

کا بیان ایسی خوبی سے ادا کیا ہی جس کے سننے سے روان کھڑا ہوتا ہی اور جب وہ بھوت پریت غایب ہوجاتے ہیں اور شور و غل جاتا رہتا ہی تب اُس مرگھٹ کے میدان کا سنسان ہونا اور درختوں کے پتوں وغیرہ کی کھڑ کھڑاہٹ دریا کے پانی کا شور الو کی ہوک گیدڑوں کا رونا ایسا ڈراتا ہی کہ اُن ہیبت‌ناک صورتوں اور شور و غل کا خوف یاد بھی نہیں آتا ہی † *

یہہ لطف بیان ہندوؤں کا بمقابلہ اُنکے بعضے ہمسایوں کے زیادہ اثر رکھتا ہی *

مثلاً فارسی شاعروں کی کتابوں میں غیر ذی روح اشیا کا طول طویل بیان شاذ و نادر پایا جاتا ہی وہ جن مضمونوں پر طبیعت لڑاتے ہیں وہ نہایت پر تاثیر یا متین خیالات ہوتے ہیں وہ اپنے بیان میں جسکو نہایت مجمل اور مغلق طور پر ادا کرنا چاہتے ہیں اُس اثر کا ذکر کرتے ہیں جو موجودات میں سے کسی شی کا طبیعت پر ہوتا ہی اور اُس تاثیر سے اغماض کر جاتے ہیں جو اُس سے حواس پر ہوتے ہیں *

برخلاف اِسکے شنسکرت کا شاعر اُس ولولہ کا بھی لحاظ رکھہ کر جو طبیعت میں ہوتا ہی اُن عنصروں کا جنسے وہ ولولہ پیدا ہوتا ہی کمال وضاحت سے بیان کرتا ہی اور فزا کے سارے خط و خال کی ایسی تصویر اپنے بیان سے بناتا ہی کہ ایک ناواقف شخص بھی باوجودیکہ درختوں اور جانوروں کے نام نجانتا ہو ہندوستان کی فزا کی کیفیت بآسانی دریافت کرسکتا ہی *

مثلاً فارسی شاعر کے باغ کے بیان میں غنچے مسکراتے ہیں گل غنچ و دلال سے بلبل شیدا کا دل لبھاتے ہیں نسیم سحری سے پیر نود سالہ کو جوانی کی لہر آتی ہی بہار بزم عشرت میں دوشیزگان ماہ طلعت کو

† مالتی اور مادھنا کی بہلی نقل سوانگ پہلا مندرجہ تماشہ گاہ ہندوان مولفہ ولسن صاحب

باقی هیں مگر اِس عیش و نشاط کے کارخانہ میں اور تو سب کا محرم هی صرف عاشق خجستہ خاطر هي محروم هی آب رواں کو دیکھکر یہہ خیال آتا هی کہ اِسیطرح وقت هاتھہ سے جاتا هی بلبل بے نواتي گل یاد کرکے روتي چیختي چلاتي هی کہ خزاں درپی خرابي چلو ریز چلي آتی هی ای فلک جیسے میں اشکبار هوں تو بھي گریہ زار کر اور ای صبا میري آہ و زاري سے میرے تغافل شمار کو خبردار کر *

برعکس اِسکے هندو شاعر مرغزار کے گھنے سایہ کا بیان کرتا هی جسمیں کالا تامل اپني ٹھنیوں کو نیم کے پیلے پتوں سے ملاتا هی آم کا درخت اپنے پورانے گدھوں کو ببول کے نوکدار پتوں میں پهنچاتا هی عشق پیچا جامن کے درخت کو لپٹا جاتا هی اوپر تک چڑھ کر اپنے بیل کے سرے کو نیچے لٹکاتا هی اسوک کے شوخ رنگ پھولوں کے گچھے کے گچھے لٹکتے نظر آتے هیں مادھو برتا کے سفید پھول عجیب کیفیت دیکھاتے هیں اِسیطرح کے اور بیل بوٹوں کي هري بھري ٹھنیوں میں سے اگر کوئي هلتي هی پھولوں اور کلیوں کا مینھہ برستا هی دهیمي دهیمي هوا اُنکے بو باس سے بسي هوئي اٹھکھیلیوں کي چال چلتي هی ایسے سنسان مکان میں شہد کي مکھیوں کا بھنبھنانا اور پرواز نرمل جل کا لهراتے هوئے چلنا اور بھیني بھیني آواز کوئل کي کوک کبھي کبھي کان میں آتي هی فاختہ سریلي هوک سناتي هی پیت کا بروگي تنها ایسے پر فزا مقام میں سرگرداں پھرتا دل بہلاتا هی برہ کے دکھہ کا لطف اوٹھاتا هی اوتر کي سرد هوا سے اُسکا جي ٹھنڈا هوتا هی آم کا مور بھیني بھیني باس سے اُسکے دل و دماغ کي کدورت کھوتا هی یہانتک کہ جب چنبیلي کے درختوں کے جھرمٹ میں آتا هی خوشبو سے مست هوکر اپنے من موھن کي یاد میں محو هوجاتا هی *

دونوں قومیں جن اِستعاروں اور تشبیہوں کا استعمال کرتي هیں اُنمیں فرق یہہ هی کہ اهل فارس تو اکثر اپنے بیان میں کهیں کهیں ایسے استعارے

اور تشبیهیں لاتے هیں جس سے ایسا شخص جو اُنکي سي طبیعت نهیں رکهتا سمجهه نهیں سکتا چنانچه ایک خوبصورت معشوقه کا قد سرو اور زلفیں اُسکي مشک اور آنکهیں اُسکي نرگس بیمار اور ٹهوڑي کا گڑها کنواں ٹهراتے هیں مگر سنسکرت کي تشبیهیں جنکا هندو شاعر به نسبت استعاروں کے زیادہ استعمال کرتے هیں علی العموم نئے اور مناسب ایسے تام هوتے هیں که گو پہلے سے اُنکا علم نهو ملتے هي هر شخص بخوبي سمجهه لیتا هی *

اگرچه سنسکرت کے شاعر بهي بیشک مشهور و معروف تشبیهوں وغیره کا برتاو کرتے هیں اور بعضے اُنمیں سے ایسے هي نازک خیال هیں جیسے که اهل فارس مگر جن تشبیهوں وغیره کو کوئي هندو شاعر باندهتا هی وه صرف اُسکے ذهن اور خیال کي پیدا کي هوئي هوتي هیں اُنمیں سے نهیں هوتیں جنکو عموماً پہلے شاعر کام میں لاے تهے هندوؤں کے سوانگ کي نظم کا حال اِسقدر بیان کرکے اور سنسکرت کي اور قسموں کي نظم کي حقیقت پر کچهه اشاره کرکے اب جو کچهه باقي رها هی اُسکو هم نهایت اختصار کے ساتهه بیان کرتے هیں *

مذهبي نظم کا بیان

هندوؤں کي ایسي نظم جسکي بڑي بڑي کتابیں کثرت سے هیں اور نهایت قدیم اور بڑي قدر و منزلت والي هی وه مذهبي اور رسمیه نظم هی مذهبي نظم کي نسبت کالبروک صاحب فرماتے هیں † که اِس نظم کا طرز بیان نهایت پهیکا اور بیمزه اور طوالت کے ساتهه هی جسقدر کثرت سے مضمون مکرر سکرر اُسمیں آئے هیں اُسیقدر اُسکي خوبي اور زیبایش میں نقصان هی اور جو نمونے اُس نظم کے ترجمه کیئے گئے هیں اُنسے کوئي حجت اِس راے پر قایم نهیں هوسکتي *

---

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۰ صفحه ۳۲۵

وہ بید کا صرف پہلا حصہ جسمیں بھجن وغیرہ میں نظم میں سمجھا جاسکتا ہی اور مسئلے اُنکے گو کیسے ہی سنجیدہ اور پسندیدہ هوں مگر اُنکی شی تعریف اُس نظم کی نہیں هوسکتی جسمیں وہ لکھے هوئے هیں *

جن خلاصوں کا رام موهن راے اور کالبروک صاحب اور سر جونس صاحب نے ترجمہ کیا اور جو بڑا نمونہ دسمبر سنہ ۱۸۲۵ ع کے اوریئنٹل میگزین میں چھپا اُنسے کوئی نشان نازک خیالی کا اور زور طبیعت اور پسندیدہ طرز بیان کی مثال ظاهر نہیں هوتی *

بجز چند مستثنی مقاموں کے یہی راے اُن بھجنوں اور مناجاتوں سے علاقہ رکھتی هی جنکو کالبروک صاحب نے اپنے رسالہ رسومات مذهبی هنود میں بیان کیا هی † *

رزمیہ نظم کا بیان

رامائن

بیدوں کے بعد رامائن کی بڑی عمدہ رزمیہ نظم کا درجہ هی جسمیں لنکا کی فتح کا حال هی اُسکے مصنف بالمیک کو اُس واقعہ کا همعصر بتاتے هیں مگر شاعر باوجود هر طرح کے مبالغوں کے ایسے سپاهی سے جو اُسکے زمانہ میں موجود هو الہیہ قوتیں هرگز منسوب نہیں کرنیکا اور نہ یہہ کرے کہ بنجاے رفیقوں کے بندروں کی فوج اُسکے ساتھہ بنائے ایسے

---

† رگ بید کے اُس حصہ پر سرسری نظر ڈالنے سے جسکا ترجمہ روزن صاحب نے حال میں چھاپا هی بید کی نظم کی نسبت جو کچھہ کہ هماری راے هی اُسمیں کسی طرح کی کمی بیشی نہیں هوتی وہ ایسے چھوٹے چھوٹے بھجنوں کا مجموعہ معلوم هوتا هی جنمیں عنصروں اور آسمانی دیوتوں سے خطاب کیا گیا هی اور اُن میں ایسی تعریفیں اور درخواستیں هیں جنمیں بہت کم فرق و تفاوت اور نیرنگی معلوم هوتی هی اور شاعری کا جو حق هی اُسکی کوئی علامت اُس میں پائی نہیں جاتی اور تعریفی مضمون هر دیوتے کی اُس قوت و اختیار کی نسبت جو اُسکو دنیا پر حاصل هی مخصوص اور محدود هی اور دعائیں اُنمیں سے اِس سے بھی کم روحانی هیں کیونکہ اکثر حصول دولت کے لیئے کی گئی هیں

بڑے بڑے مبالغے اور مصنوعي نمایشوں سے ظاهر هوتا هی که اُس واقع کي گذرے هوئے اُس مصنف سے پہلے اِسقدر عرصه دراز گذرا هوگا که لوگ بالکل بهول گئے هونگے مگر اِس تقریر سے جس حالت میں بالمیک کے ممدوح کي قدامت بخوبي ثابت هوتي هی یهه نه سمجهنا چاهیئے که اُس کتاب کي قدامت میں کچهه نقصان آتا هی اُسکي قدامت میں کچهه حجت نهیں هوسکتي کیونکه اِس کتاب کي شنسکرت زبان کي نظم به نسبت اور کسي قدیم کتاب کے بید کی نظم سے بہت ملتي جلتي هی اور اُسمیں سے کسیقدر بطور خلاصه کے مهابهارت میں جو نهایت پوراني کتاب هی نقل کیا گیا هی *

مهابهارت کي نظم

اِس کتاب کو بیاس جي سے منسوب کرتے هیں جنکو بید کا مولف کہا گیا هی اور مهابهارت کے تمام واقعات اُنهوں نے اپني آنکهوں دیکهي لکهي هیں لیکن مهابهارت میں هي یهه لکها هوا هی که جیسي کچهه صورت مهابهارت کي اب موجود هی اُسمیں ساتي نے اُسکو مرتب کیا هی جسنے ایک اور شخص کي وساطت سے وہ بیاس جي سے حاصل کي تهي اور اُسي مقام میں یهه ذکر هی که کل ایک لاکهه شعروں میں سے صرف چوبیس هزار اصل مصنف کے تصنیف هیں † اِس کتاب کے بہت قدیم هونے کا دعوی زبان کي بہت سي شایستگي سے بهي باطل هوتا هی اور لفظ یارنا ‡ کے اُسمیں آنے سے بشرطیکه اُس سے یوناني مراد هوں یهه ظاهر هوتا هی که اُسکا کچهه حصه چوتهي صدي قبل مسیح علیه السلام سے بهي بعد کا هی لیکن اُس شخص کي راے پر کچهه شبهه کرنے کي

† اورینٹنل میگزین جلد ۳ صفحه ۱۲۳

‡ پروفیسر ولسن صاحب کا قول مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحه ۱۰۴

کوئي وجهه نهين هى جو اُس رائے دینے کي اچهي قابلیت رکهتا هى
که اِن لفظوں سے هندو حضرت مسیح علیه‌السلام سے دو تین صدي پہلے سے
واقف هوئے تهے † اِن دونوں کتابوں کي تاریخ اِس رائے سے ثابت هوتي
هى که اگرچه جن دو شجاعوں کا بیان اِن میں کیا گیا هى وه بشن جي
کے اوتار هیں مگر رام چندر جي کا بیان علی‌العموم اُنکي اِنساني صورت
میں هوا هى اور کرشن جي کو بعض موقعوں پر گو اِنسان کي صورت
میں پهکراں یعني قادر علی‌الاطلاق کہا گیا هى مگر اُنکے کار و بار سے قادر
مطلق هونا اُنکا کسیطرح ثابت نہیں هوتا اور جن مقاموں میں صاف
صاف علانیه مالک جمله کائینات کا بیان کیا گیا هى اُن مقاموں پر
به نسبت باقي اور تصنیف کے یہه شک هوسکتا هى که وه زمانه حال
کے تصریف کیئے هوئے هیں ‡ *

پهر کالبروک صاحب کے جو مذهبي نظم کي مذمت میں اِن
پشتکوں کو بهي داخل کرتے هیں اور سب لوگ جنهوں نے اُنکو اصل
زبان شنسکرت میں پڑها هى اُنکي رزمیه نظم میں بهت سي تعریف
کرتے هیں اور وه لوگ بهي اِس کي خوبیوں کے قایل هیں جنکي تصنیفات
سے اُن کي رائے عالي اور روشن معلوم هوتي هى یہه تعریف صرف اُنهیں
لوگوں پر منحصر نہیں هى جنهوں نے ایشیا کے علم انشا کي چهان بین
کي هى بلکه ملمین صاحب اور سکلیگل صاحب تعریف کرنے میں ولسن
صاحب اور جونس صاحب کي همسري کا دم بهرتے هیں اور اِن مصنفوں
میں سے هم کو کسي نه کسي سے اِن پشتکوں کي حقیقت اور سادگي اور
خاص خاص مقاموں کي متانت اور لطف اور پاکیزگي اور دلاوروں کي
اصلي شان و شوکت اور چال چلن کي عمده شایستگي اور مصنفوں کی
فکر اور ذهن کي رسائي دریافت هوتي هى همکو ایسي شهادتوں سے اصل

† اوریئنٹیل میگزین جلد ۳ صفحه ۱۳۳
‡ دیباچه ترجمه بشن پران صفحه ۹

پنڈتوں پر رائے قایم کرنی چاہیئں اُن ترجموں سے جو نثر میں کئی گئی ہیں کچھہ مدد لینی مناسب نہیں اور اگر ہم اُن لفظی ترجموں کے ذریعہ سے جو انگریزی میں اکثر رامائن کے ہیں رائے قایم کرنے کے لیئے مجبور ہوں تو بجز سادگی کے اُن خوبیوں میں سے جنکو لوگوں نے بہت کچھہ بیان کیا ہی معلوم نکرسکینگے اور اُس نظم کا پھیکاپن اور طوالت ہی خیال میں آویگی بعضے نظم ترجمونکے بعضے مقام اوس سے بہت زیادہ تعریف کے مستحق ہیں جو اُنکی تعریف کیجاتی ہی مہابھارت کے جو نمونہ اوریئینٹل میگزین † میں چھپی ہیں وہ بہت سی تعریف کے قابل ہیں یہہ سچ ہی کہ انتخاب اور اختصار سے شایستہ ہوجانے پر بھی تطویل اُن میں پائی جاتی ہی مگر باوجود اس نقصان کے بہت مقام اُن میں ایسے ہیں جنسے بڑی جودت طبیعت اور شاعری ظاہر ہوتی ہے علی‌الخصوص تشبیہیں اُن میں کی مختصر اور سیدھی سادی اور پر کیف ہیں پر حال مہابھارت کے مصنف کو ہومر ‡ کا ہمسر ماننا چاہیئے گو کیساہی کچھہ فرق اُسمیں کیوں نہو *

مہابھارت میں جو قصہ نالا اور دمیانتی کا مندرج ہی وہ بہ‌نسبت لڑائی کے بیان کے ہندوؤں کی فکر و طبیعت سے زیادہ مناسبت رکھتاہی اور عمدہ سادگی کا نمونہ ہے اور مہابھارت کے اور قصوں میں سے ایک قصہ بھاگوت گیتا ہی جو بہت آخر زمانہ کا تصنیف کیا ہوا معلوم ہوتاہی § کتاب بھاگوت گیتا علم‌الہیات کے پنڈتوں کے مسایل کی شاعرانہ تفسیر ہی سلاست بیان اور زبان اور مثالوں کی خوبی کے سبب سے اُس کی تعریف ہوتی ہی بوجہہ سلاست کے اُس میں گو کیسی ہی کچھہ خوبی

---

† اوریئینٹل میگزین بابت دسمبر سنہ ۱۸۲۴ ع اور بابت مارچ و ستمبر سنہ ۱۸۲۵ ع

‡ یہہ ایک قدیم یونانی شاعر اپنے زمانہ کا یکتا مشہور و معروف شخص ہی (مترجم)

§ بھاگوت گیتا کا ترجمہ منشی صاحب نے کیا ہی

هوئکر اُس عمده صنعت کے سبب سے جس سے اُس کو رزمیہ نظم میں داخل کیا هی اور مضمون کي اُس عمدگي اور شایستگي کي وجهه سے جس کے ذریعہ سے وہ مهابهارت میں شامل هونے کے قابل هوئي هی زیادہ تعریف کے لایق هی *

پرانوں میں جو کهانیاں هیں اُنکي نظم بهي ایسي هي سمجهني چاهیئے تهوڑے سی خلاصی جنکو کرنل کینیڈي صاحب نے هندوؤں کے حالات کي تحقیقات میں داخل کیا هی اُنمیں بهت سا فن شاعري اور طبیعت کي جودت اور فکر کي رسائي پائي جاتي هی *

برودهیانہ کي راماین کا وہ حصہ جسکا ترجمہ ایلس صاحب نے کرکے ستمبر سنہ ۱۸۲۶ ع کي اوریئینٹل میگزین میں چهپوایا وہ ترجمہ بہ نسبت اور ترجموں کے زیادہ تر اهل یورپ کے مذاق سے مناسبت رکهتا هی لیکن اُسکے صفحہ ۸ پر جو حاشیہ هی اُس سے اسبات میں اشتباہ هی کہ آیا وہ ترجمہ لفظي هی یا نہیں اسي سبب سے اُسکو هندوؤں کي نظم کا ٹهیک نمونہ نہیں سمجها جاتا *

بزمیہ نظم کا بیان

بزمیہ نظم کا خالص اور عمدہ نمونہ مگها دوتا † هی جسمیں بیان هی کہ ایک روح جو آسمان سے خارج کردي گئي هی بادل کے هاتهہ اپنے دوست کو پیام بهیجتي هی اور اُن ملکوں کا حال بادل کے روبرو بیان کرتي هی جنمیں هوکر اُسکو جانا پڑیگا *

اس بیان میں شاعر نے وہ مضمون باندها هی جو هندوؤں کو حد سے زیادہ خوش آتا هی یعني وہ اس خوبي سے برکها کي آمد کا نقشہ جماتا هی کہ چاروں اور کاري گهٹا گهنگور چهائي هی دامني دمکتي هی بادل

---

† جسکا حامل المتن ترجمہ پروفیسر ولسن صاحب نے سنہ ۱۸۱۳ ع میں چهاپا هی

کي گونج نے دھوم مچائي هی مرجھائی هوئی روکھ اور جڑي بوٹي نے جان تازہ پائي هی تمام چرند پرند نے فرحت و سرور سے شورش اُٹھائي هی کالي گھٹا میں بگلوں اور سارسوں کي قطار اور اور قسم قسم کے پرند هزار در هزار بلند پرواز نظر آتے هیں هر ایک تماشائي کا دل لبھاتے هیں سوا اسکے اُس شاعر نے اور رنگ برنگي نزا کا سما باندھا هی اور اُن شہروں کا حال جنمیں پیام لیجانے والی بادل کا گذر هوگا ایسے هي لطف و کیفیت کے ساتھہ بیان کیا هی اور اُسمیں اس قسم کے قصہ اور کہانیوں کا حوالہ دیا هی جو مختلف کیفیتیں رکھتے هیں *

اور اسیکے ساتھہ یہہ اور صنعت دیکھا ئي هی کہ روح کے اُس رنج و مصیبت کي کیفیت جو وہ فراق وطن میں اشک حسرت روتي هی اور اپنے وطن کي لطف و لذت کو یاد کرکے جان کھوتي هی ملائي هی *

اس شاعر کے کلام میں بہ نسبت اور شاعروں کے بہت کم لغو مبالغہ هی لیکن وہ بھي اُس پھیکے پن سے جو شنسکرت زبان کي نظم کے ساتھہ مخصوص هوگیا هی جسپر هم اوپر کچھہ لکھہ آئی هیں خالي نہیں هی *

دهقاني نظم

گوبندا یا جیدیوا † کے گیت دهقاني نظم کا وہ خالص نمونہ هیں جن سے میں واقف هوں اِن گیتوں میں اعلی درجہ کي کیفیت اور نزاکت پائي جاتي هیں مگر طبیعت کا زور اور جوش معلوم نہیں هوتا جو هندو شاعروں کے عیب و هنر سمجھی جاتے هیں *

اِن گیتوں میں چٹکلی اور لطیفہ بھي هیں اُن کا مصنف چودھویں صدي عیسوي میں گذرا هی اسلیئی معلوم ایسا هوتا هی کہ لطیفہ آمیز کلام کرنا مسلمانوں سے حاصل کیا هوگا *

---

† کتاب تعلیقات ایشیا جلد ۳ صفحہ ۱۸۵

ھجو کي نظم

ھندوؤں کي ایسي نظم کا جس میں ھجو کسي کي کي گئي ھو مجھے کوئي خاص نمونہ نہیں پایا البتہ اُنکے سوانگوں کي نظم میں اس قسم کي نظم بھي کہیں کہیں پائي جاتي ھی † ترتیب وار سوانگوں میں جو کہیں کہیں ھجو امیز کلام پائی جاتے ھیں اُنکي درشتي سے ھمکو یہہ یقین کرنا چاھیئی کہ وہ اس فن سے بہرہ وافي نرکھتے تھے *

سرگذشتوں اور کہانیوں کا بیان

اگرچہ شنسکرت کي بہت سي اور نظم کي کتابیں بھي انگریزي میں ترجمہ ھو گئي ھیں مگر اِس باعث سے کہ ترجموں کے لحاظ سے جو رائے قایم کیجاتي ھی وہ کچھہ قدر و منزلت نہیں رکھتي ھم اُن سب کي نسبت کچھہ لکھنا مناسب نہیں سمجھتي بلکہ اُسیقدر کافي ھوگا جو ابتک بیان کردیا گیا لیکن ھندوؤں کے علم انشا کا ایک اور بھي بڑا جز بیان کرنے کے قابل ھی یعني سرگذشتیں اور کہانیاں اِن دو نوں قسم کي تصنیفوں میں ھندو کل انسانوں کے تعلیم کرنے والے معلوم ھوتےھیں چنانچہ قدیم مشہور کہانیاں (یعني بدپائي کي کہانیاں) شنسکرت زبان کے پیرایہ میں بجنسہ پائي گئیں اور اکثر اور ملکوں کے قصہ کہانیوں کا بھي اُنہیں سے کہوج ملتا ھے ‡ داستان گوئي کا وہ مسلسل طرز جسمیں قصے کے اندر قصہ کا پیوند لگتا چلاجاتا ھی جیسا کہ الف لیلے کا قصہ ھی اُنہیں کا ایجاد کیا ھوا معلوم ھوتا ھی اور یورپ اور ایشیا دو نوں کي بہت مشہور کہانیاں اور افسانوں کے بھي ھندو ھي موجد ھیں یہہ کہانیاں اپني اصلي صورت میں (یعني شنسکرت میں) نہایت سیدھي سادہ طرز پر لکھي گئي ھیں

---

† ولسن صاحب کي ھندوؤں کے سوانگ کے تتمہ کي جلد ۳ کے صفحہ ۹۷ کو دیکھو

‡ کالبروک صاحب اور بیونٹیر سي کي صاحب اور پروفیسر ولسن صاحب کي تحقیقات

جنمیں کچھہ زور طبیعت اور فکر کي جولاني نہیں هی مگر یہہ بات بیان کرنے کے قابل هی که بیان کے مذاق کا لوٹ پھیر هو گیا یعني هندوؤں کي کہانیوں میں وہ سحر بیاني اور لطافت نہیں هوتي جو اهل عرب اور اهل فارس کي کہانیوں میں دلفریبي اور رنگیني هوتي هی * †

ساتواں باب

عمدہ عمدہ هنر اور فنون کا بیان

علم موسیقي

سر ولیم جونس ‡ اور پیٹرسن § صاحب کے بیان سے دریافت هوتا هی که هندوؤں کا علم موسیقي ترتیب وار اور شایسته هی اُنکے هاں چوراسي راگنیاں هیں جنمیں سے چهتیس علم استعمال میں هیں اور هرایک کے تال سر علحدہ هیں اور طبیعت کے خاص خاص جذبوں کے برانگیخته کرنے میں هر ایک جداگانه تاثیر رکھتي هی * ||

اِن راگنیوں کے نام سال کے موسموں اور دنرات کے گھنٹوں کے بموجب رکھے هیں اور هر راگني میں ایک ایسي صنعت سمجھي جاتي هی جسکے باعث سے وہ ایک خاص وقت سے مناسبت رکھتي هی *

---

† اِسبات کي اور تحقیقات کے واسطے که یورپ کے قصے کهانیوں کا مخرج هندو هیں حالات رائل ایشیاٹک سوسئیٹي کي جلد ۱ صفحه ۱۵٦ کو دیکھو

‡ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۳ صفحه ۵۵

§ ایضاً جلد ۹ صفحه ۴۴۵

|| سر ولیم جونس صاحب بیان کرتے هیں که ان راگنیوں کو اهل یورپ کے زمانه حال کي اُن راگنیوں سے جنکا مخرج اُن سروں کي ترتیب هی جو اب یورپ میں قرار پائي هی هندوستان کي راگنیاں یورپ کے بارہ سروں میں سے ایک کو بڑھا هوا رکھکر باقیوں میں سات طرح ارتار چڑھاؤ کرنے سے بنتي هیں غرض که اسي طرح سے چوراسي راگنیاں قایم هو جاتي هیں مگر بہت سي اصل راگنیوں سے کنارہ کیا گیا هی یہه تعداد حقیقت میں خیالات کا مجموعه هی اور سروں کے گھٹاؤ بڑھاؤ سے قایم هوئي هی

مشہور هی که علم موسیقي میں بهي اور علوم کي طرح زوال هو گیا
بلا شبهه جن سروں میں آج کل لوگ گاتے هیں اُنمیں ایسے شخص کو
جو راگ سے ناواقف هو کچهه ارتار چڑهاؤ فرق و تفاوت معلوم نہیں هوتا
وہ سب آپسمیں بہت ملتي جلتي قریباً یکساں اور قوموں کے سروں سے
متفاوت صاف اور شیریں هوتی هیں مگر انصاف کرنے کے واسطے خالي
گانا بلا کسي ساز کے یا صرف بین و بربط کے ساتهه سننا چاهیئے *

هندوستان میں گانے کا طریق یہه هی که ایک طایفه ملکر گاتا بجاتا
هی اکثر سارنگي اور طبلہ پر گاتے هیں جسکو اونگلیوں سے بجاتے هیں یہه
باجا ایسے زور و شور سے بجتا هی که گویا اگر اسقدر نه چلاوے جس سے
اُسکے گانے کي خوبي اور نزاکت جاتي رهتي هی تو اُسکي آواز بالکل
دب جاوے * †

مصوري کا بیان

مصوري کا ابتک بہت برا حال هی مکانوں کي دیواروں پر اکثر
آبي رنگ اور کبهي کبهي تیل سے تصویریں کهینچي جاتي هیں جو اکثر دیوتوں
اور جنگ کے میدانوں اور پہلوانوں اور عورت مرد اور جانوروں کي هوتي هیں
اور کسي قسم کي فزا نہیں هوتي اگر کچهه هوئي بهي تو صرف ایک دو
درخت وہ بهي ایسے جنکے سایہ وغیرہ کا کچهه امتیاز نہیں هوتا یا کوئي
عمارت جو بالکل بلا اندازہ اور پیمانه کے هوتي هی اور قوموں کي تصویروں
کي بہ نسبت هندوؤں کے هاں کي تصویریں مصریوں کي قبروں پر کي تصویروں
سے بہت مشابه هوتي هیں اور وہ چهوٹي چهوٹي قد و قامت کي تصویریں
ایسے رنگوں سے کهینچتے هیں جنکو تیل پاني کے علاوہ کسي اور چیز سے

† مفصله ذیل ایسے شخص کي راے جو راے دینی کي کامل لیاقت رکهتا هی
اِس موقع پر ظاهر کرني واجب هی (اوریئنٹل کوارٹرلي میگزین بابت دسمبر سنه
۱۸۲۵ صفحه ۱۹۷) یعني جن هندوستاني گویوں اور نقالوں کا اهل یورپ هندوستان
کے مختلف حصوں میں گانا وغیرہ سنتی هیں اُنکے گانے کو وہ هندوستاني جو علم
موسیقي سے بخوبي واقف هوتے هیں ایسا هي سمجهتے هیں جیسے که اٹلي کے علم
موسیقي کے کامل ایک بازاري گنوار کے گانے کو خیال کرتے هیں

ملاتے هیں اور علاوہ مذکورہ بالا چیزوں کے انسانوں کي فرداً فرداً بھي تصویر کھینچتي هیں *

هندوؤں نے قلمي پشتکوں کو نہایت خوب صورتي سے رونق اور زیب و زینت بخشي هی مگر تصویروں کے سوا اور نقاشي وہ بہت بہتر کرتے هیں اگر اُنکی سوانگ کے پشتکوں میں تصویروں کا عموماً ذکر نہوتا تو مجھکو یہہ شبہہ هوتا کہ اُنہوں نے مصوري مسلمانوں سے سیکھي هی جنکو برخلاف اُس مذهبي امتناع کے جو تصویر کھینچنے کي نسبت مذهب اسلام میں هی هندوؤں سے بہت سبقت حاصل هی *

هندوؤں کي سنگ تراشي کا بیان

هر شخص کو یہہ توقع هوگي کہ ایک ایسي قوم نے جو بہت سے معبودوں کي پرستش کرتےهي سنگتراشي کے فن کو کمال پر پہونچایا هوگا اور اِسمیں کچھہ شک نہیں کہ یہہ فن کچھہ کام کے کم هونے کے سبب سے کمال پر پہونچنے سے قاصر نہیں رہا کیونکہ علاوہ بیشمار معمولي بتوں اور مورتوں کے هزار ها غار اور مندر ایسے بتوں سے معمور هیں جو پتھروں پر اُبھرے هوے کھدے هیں یہہ اُبھري هوئي مورتیں اکثر عمدہ هوتي هیں جنکے بڑے بڑے جھمیلی کے مرقع ایسے هوتے هیں کہ اُنسے مختلف جذبے اور کیفیتیں سمجھہ میں آتي هیں کہیں کہیں• اُنسے سنگتراش کا بڑا زور طبیعت ظاهر هوتا هی هندو سنگ تراشي اور مصوري کے کام میں ایسي نمونہ بنانے میں جنسے وضع اور صورت کي خوبي ظاهر هو قاصر نہیں هیں لیکن نقصان یہہ هی کہ علم تشریح سے بالکل ناواقف هیں یہاں تک کہ اعضا اور رگ اور پٹھوں کي ظاهري صورت کا بھي لحاظ نہیں کرتے اور نہ مختلف صورتوں کے آپسمیں مناسب هونے کا کچھہ خیال کرتے هیں اور نہ کامل هنر مرقع بنانے کا رکھتے هیں انہیں سببوں سے هندوؤں کي مصوري اور سنگ تراشي غرض کہ دو نوں کا کوئي نمونہ اهل یوروپ کے اِن کاموں کے نمونہ سے ذرا بھي مناسبت نہیں رکھتا *

فن تعمیر کا بیان

بہت سي عمارتیں جو هندوؤں نے بنائي هیں اُنسے ظاهر هوتا هی
که وہ فن تعمیر کا عملي علم رکھتے تھے اگر اُن کناروں کا جنکي کچھه کچھه
اجزا اب بھي موجود هیں اعتبار کیا جاوے تو معلوم هوتا هی که هندو
قدیم زمانه هي سے فن عمارت میں مہارت رکھتے تھے عمارت کے فن
کي جو کتابیں هندوؤں کي موجود هیں اُنپر ایک عقلمند هندوستاني
نے از روے اِنصاف کے نظر ڈالکر ایک حال کے چھپے هوئے جواب مضمون
میں اُنکے قواعد کو بہت ترتیب کے ساتھه بڑي قابلیت سے بیان کیا هی †
اِس جواب مضمون سے معلوم هوتا هی که اِس فن کے اصول کو هندو بخوبي
سمجھتے تھے اور بہت سے قاعدہ اِسکے اُنھوں نے ایجاد کیئے هندوؤں کے
هاں مختلف سانچے مٹي کے خوشنما چیزیں بنانے کے بارہ هوتے هیں
جنمیں سے بعضے تو ایسے هي هیں جیسے انگریزوں کے هاں اور بعضے
اُنہیں سے مخصوص هیں ستونوں کي بنیاد اور قاعدہ اور جسم اور تاج اور
تاج کے اوپر کے حصه کي مناسبتیں بیان کي گئي هیں اور یہه بات که وہ
ستون کے جوڑ بندوں سے کیسے اچھے واقف تھے اِس سے ظاهر هوتي هی که
اُنکے هاں چونستھه وضع کے قاعدے ستونوں کے هیں اگرچه کوئي کلیه قاعدہ
نہیں هی لیکن ستونوں کي بلندي اُنکے قطر سے چھه گنے سے لیکر دس
گنے تک هوتي هی ستونوں کي ساخت کي مناسبت اُنکے تاجوں کي
مناسبت اور اُس فاصله کي مناسبت پر هوتي هی جو اُنکے بیچ میں هوتا
هی اِس مقام پر فن تعمیر کے قاعدوں کا کوئي خاص بیان نہیں هوسکتا او
نه اُن هندوستاني عمارتوں کے مختصر بیان سے زیادہ جو اب هندوستان میں
موجود هیں اور کچھه هوسکتا هی اُنکا طرز عمارت مصریوں کے طرز عمارت سے
مشابہه سمجھا گیا هی لیکن اُنمیں مشابہت صرف اِس بات میں هی که

† رام راز کا جواب مضمون هندوؤں کے فن تعمیر پر جو اوریئینٹل ٹرینسلیشن
فنڈ سے چھپا

مصالح بھي بہت موٹا اور بھاري اور عمارت بھي بھاري بھرکم نہایت مستحکم ہوتي ہی اور بعض قسم کي عمارتوں کي سنگتراشي میں ہندوؤں اور مصریوں کے کام کي مشابہت ہوتي ہی بڑے دروازوں پر بڑے برج بنانے کا طریقہ بھي ملتا جلتا ہی لیکن مصر میں دروازہ کے ہر جانب میں ایک ایک برج ہوتا ہی اور ہندوستان میں بیچ میں صرف ایک برج ہوتا ہي *

مصریوں کے بعضے ستون بھي مذکورہ بالا اُمور میں ہندوؤں کے غار والے مندروں کے ستونوں سے مشابہت رکھتے ہیں مصریوں کي عمارت میں دو مشہور باتیں یہہ ہیں کہ اُنمیں ایک تو مناروں کا رواج ہی اور دوسرے دیواروں کا آثار نیچے سے بتدریج چھت تک گھٹاتے چلے جانے کا دستور ہی جنکے چوٹي پر ایک بہت چوڑي کانس نکال کر سیدھي چھت پاٹتے ہیں اِنمیں سے کوئي علامت ہندوستان میں نہیں پائي جاتي البتہ مندروں کے آگے جو مکان ہوتے ہیں اُنکي چھتیں گنبدنما ہوتي ہیں لیکن وہ خالي ہوتي ہیں اور دیواروں یا ستونوں پر قائم ہوتي ہیں اہل ہند ٹھوس مناروں سے بالکل واقف نہیں ہیں اور چھتوں کے منڈیر پر مکان کے باہر کیطرف بھي کنگورے اور کلسیاں وغیرہ آرایش کي چیزیں بناتے ہیں جلسے مصریوں کے ساتھہ کچھہ مشابہت نہیں رہتي دیواریں ہمیشہ سیدھي نیچے سے اوپر تک یکساں ہوتي ہیں اور اگرچہ مندروں کے برج بتدریج نیچے سے اوپر کو گھٹتے جاتے ہیں لیکن اُنکي وضع ہندوؤں کے ساتھہ مخصوص ہی اور وہ جسقدر کہ انگریزوں کے پتلے برجوں سے مشابہت رکھتے ہیں اُسي قدر مصریوں کے موٹے برجوں سے مشابہ ہوتے ہیں یعني وہ مصریوں اور انگریزوں کے مناروں یا برجوں میں متوسط درجہ رکھتے ہیں غرض کہ کچھہ اِنسے کچھہ اُنسے دونوں سے ملتے جلتے ہوتے ہیں *

دکھن میں مندر کئي کئي منزلے ہوتے ہیں اول منزل سے دوسري منزل آخر تک تنگ ہوتي چلي جاتي ہی اور دریاے گوداوري کے

شمال میں مندر اوپر کو پتلے ہوتے چلے جاتے هیں لیکن نوک دار نہیں هوتے چوتي اُنکي چپٹي یا کسي اور خوشنما طرز پر هوتي هی اور اُسپر کسي دهات کا سنہري کلس یا ترسول یا کوئي اور نشان جو کسي دیوتے سے مخصوص هو نصب کردیتے هیں مگر بنیاد سے اوپر کچھه تهورا چڑه کر ایک خمدار جهکاؤ ایسا رکہتے هیں جس سے بیچ کا حصه به نسبت کرسي اور چوتي کي پهول جاتا هی سب مندر کے به نسبت یهه برج صاف اور سادہ هوتے هیں لیکن کبهي کبهي اُنپر بهي کنگورے اور اور هر قسم کي آرایش کے کام بنائے جاتے هیں *

معبد همیشه چهوتا گاؤ دم سا هوتا هی اور اُس میں بہت کم روشني بذریعه ایک چهوتی سے دروازہ کے جاتي هی اور معبد میں پوجا کرنے والا اپنا چڑهاوا چڑهاتا هی اور پوجا کرتا اور دعا مانگتا هی چهوتے چهوتے مندروں میں تو صرف اسیقدر عمارت هوتي هی لیکن بڑے مندروں پر برج هوتاهے اور اُس کے آس پاس وسیع دالان اور اُن کی گردو پیش چهل ستون اور صحن ایسی هوتے هیں جن میں اور مندر اور مذهبي عمارتیں هوتي هیں اور مقام سرنگم میں علحدہ علحدہ ساتهه احاطه هیں جن میں سے سب سے باهر کے احاطه کا محیط قریب چار میل کے هی † جو چهل ستون صحنوں کے اندروني حد پر واقع هیں جنکو مندروں کے متصل کہنا چاهیئے وہ ایسی لنبي چوڑے هیں که اُن کي وسعت میں اور بهي بہت سے ستون لگانے پڑے هیں اور یهه ستون بہت اونچی اور پتلے اور نازک لیکن گنجان بنی هوتی هیں جیساکه قوم گاتهه کے گرجوں کے بغلي جانب کو بلوط کے کهوزلوں سے تشبیهه دي گئي هی هندوؤں کے اِن ستونوں کو کهجوروں کے جهرمٹ سے مشابه کهه سکتی هیں *

اکثر چهل ستون پست بهي هوتے هیں جن میں بہت سے نہایت عمدہ گول یا چوپهل یا هشت پہلو یا سب طرح کے ملے جلے هوتے هیں

† آرم صاحب کي تاریخ هندوستان جلد ۱ صفحه ۱۲۸

اور کبھي گلدان کي صورت کے بنا کر اُن کي کنگني میں زنجیریں یا طرہ لٹکاتے هیں اور بعض اوقات جانوروں کي صورتیں اُن پر بناتے هیں اور کبھي انسانوں کي تصویروں کے مرقع تراشتے هیں *

عمارت کے زیادہ مضبوط حصوں میں کئي گئي گول اور چوپہل ستون کے مجموعے هوتے هیں اُن ستونوں کے ٹکروں اور تاج اور غلطه کے ڈھلاؤ سے جو ایک دوسرے کے قریب اور مناسب هوتے هیں زیادہ حسن و خوبي ظاهر هوتي هی اور چوکہٹ کیوازوں میں عمدہ عمدہ نقش و نگار کہرے کہودے هوتے هیں اور پہول پهل بیل بوتے چرند پرند انسان اور اور خیالي موجودات کي صورتیں بهي اهل عرب کي طرح بني هوني هیں الحاصل هر قسم کي زیب و زینت جو انسان کے خیال میں آسکتے هی هوتي هی انمیں سے بیل بوتے خاص کر ایسے خوبصورت هوتے هیں که اُنکے مثل تمام دنیا میں مشکل سے نکلیں گے *

اکثر دیواروں پر اُوبہري هوئي تصویریں دیوتوں کے معرکوں وغیرہ کي حیرت انگیز نہایت صنعت سے بناتے هیں اسیطرح سے دو محرابوں کے بیچ کا وہ حصہ جو ستون کے تاج پر سے چہت کے نیچے کي کانس تک هوتا هی وہ دیوتوں کي تصویروں وغیرہ سے بہت آراستہ و پیراستہ هوتا هی † *

جن مندروں کا اوپر ذکر هوا کہیں کہیں وہ بہت سے ایک هي جگہہ اکٹھے هوتے هیں چنانچہ بہوانیسواڑہ کے کہنڈروں میں جو اوریسہ میں واقع هی بڑے برج پر سے هر طرف دیکھنے میں چالیس چالیس اور پچاس پچاس سنگین برج مندروں کے جنکي بلندي کم سے کم پچاس

† ٹاڈ صاحب نے جو تاریخ راجستان کي لکھي هی اُسمیں مندروں کي نہایت خوبصورت عمارت کے نقشہ چہاپے هیں رام راز کي تحریر سے اُن مصالحوں اور سامانوں کا حال بخوبي ظاهر هوتا هی جو دکہن کي عمارتوں میں کام میں لائي گئي هیں اور اُن عمارتوں کي کیفیت بهي معلوم هوتي هی ایکن ڈینیل صاحبوں نے جو عمدہ کتابیں لکھي هیں اُنسے هندوستان کے قارن میں کے سب مندروں کي حقیقت واضح هوتي هی *

ساتھہ فٹ زیادہ سے زیادہ ایک سو پچاس فٹ سے ایکسو اسی فٹ تک هی نظر آتے هیں † *

اور بیجانگر کے مندر جو دریاے تمبادرا کے بائیں کنارہ پر واقع هیں وہ اُنسے بھي زیادہ قدر قامت اور شان و شوکت میں برتر هیں باوجودیکہ هندوؤں کے مندر بہت عالیشان هوتے هیں مگر یونانیوں کے سیدھی سادے مندروں کي خوبي کو نہیں پہونچتي اور نہ وہ شان اُنمیں ظاهر هوتي هی جو مسجد کے پھولی پھولی گنبدوں اور اونچي اونچي محرابوں سے ظاهر هوتي هی هندوؤں کي عمارتوں میں وسیع مکان تو بلند نہیں هوتے اور بلند مکان وسیع نہیں هوتے هیں اور مختلف حصوں میں عمارت کے ایک سے دوسرے کو کچھہ مناسبت نہیں هوتي جسکے دیکھنے سے معلوم هوتا هی کہ هندوؤں کي اور باتوں کي طرح اس فن میں بھي کل عمارت کي هیئت مجموعي سے وہ فکر و دانائي معلوم نہیں هوتي جو اُسکے جزوں کے حسن و خوبي سے ظاهر هوتي هی صرف اُن مندروں سے جو غاروں میں بنائے هیں اُنکي همت و جرأت پائي جاتي هی *

اچھے اچھے مندروں کے نمونہ سے دیکھنے والے پر جو کچھہ اثر هوتا هی وہ اُنکو قدیم اور مقدس سمجھتا هی اور اس سمجھہ کے ساتھہ ایک عجیب قسم کا راز شامل هوتا هی جو نہ مذهب کي خاصیت سے اور نہ اُس واقفیت سے جو روز مرہ کي مذهبي رسومات کے دیکھنے سے حاصل هوتي هی دلمیں پیدا هوتا هی *

اگرچہ حال کي تعمیر کیئی هوئی مندروں میں کچھہ کچھہ مسلمانوں کي طرز عمارت شامل کردي جاتي هی مگر اُن عمارتونکي عام صورت قدیم قاعدہ پر رهتي هی اور اور قوموں کي عمارتوں سے مشابہت نہیں رکھتي اس سے هم یہہ نتیجہ نکال سکتے هیں کہ اس فن کے عام اصول قدیم زمانہ هي میں قایم هوگئے هیں لیکن جو بڑي بڑي عمارتیں تعریف کرنے کے

---

† مسٹر لانگ صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۷

قابل ہم دیکھتے ہیں اُنکے قدیم ہونے کی کوئی دلیل ہاتھہ نہیں لگتی غاروں میں کے معبد بھی بہت قدیم نہیں معلوم ہوتے کتبوں سے جنکے حرفونکا رواج کم سے کم تین سو برس قبل مسیح علیہ السلام کے تھا اور اب مدت سے بالکل جاتا رہا ہی یہہ گمان ہوتا ہی کہ بدھ مذہب والوں کے غارونمیں کے مندر عیسوی سنہ سے پہلے کے ہیں † لیکن ہندوؤں کے مندروں کی دیواروں پر جو دیوتوں کی تصویریں ہیں اُنسے یہہ بات بلا حجت ثابت ہوگئی ہی کہ وہ اِستدر زمانہ حال کے ہیں کہ صرف نویں یا آٹھویں صدی میں تعمیر ہوئے ہونگے ‡ مہابالی پورام میں جو مندراس کے جنوب میں ہی کھدے ہوئے سنگین کاموں کی تاریخ نہایت قدیم سمجھی گئی ہی لیکن وہاں کے لوگوں کے بیانوں سے اُنکی بنیاد بارھویں یا تیرھویں صدی عیسوی میں معلوم ہوتی ہی اور دیواروں پر جو صورتیں بنی ہوئی ہیں اُنسے اِن روایتوں کی بالکل تائید ہوتی ہی § *

نہایت مشہور تعمیر کے مندروں میں سے بعض مندر تھوڑے ہی دنوں کے بنے ہوئے ہیں چنانچہ جگناتھہ کا مندر جو بہت مشہور ہی اور دوسرا کالا مندر جو اُسی ضلع میں ہی ہندوؤں کے نہایت قدیم مندروں میں سے شمار کیا جاتا ہی لیکن یہہ بات اچھی طرح مشہور ہی کہ جگناتھہ کا مندر سنہ ۱۱۹۸ ع میں اور کالا مندر سنہ ۱۲۴۱ ع میں بنچکے ہیں || بیشک اور بڑے بڑے مندر اِنسے بہت پرانے ہیں لیکن اِنمیں سے

---

† چینی سیاح پانچویں صدی کے شروع میں ایک بڑے غار میں کے مندر کا ذکر کرتا ہی وہ مندر کم سے کم چوتھی صدی میں بنایا گیا ہوگا روزنامچہ رایل ایشیا ٹک سوسئیٹی جلد ۵ صفحہ ۱۰۳

‡ آرس کانی صاحب کی تحریر مندرجہ سالات لٹریری سوسئیٹی بمبئی اور پروفیسر ولسن صاحب کی تحقیق کاغذات مکنزی کے دیباچہ کے صفحہ ۷۰ میں

§ پروفیسر ولسن صاحب کی تحریر مندرجہ دیباچہ کاغذات مکنزی صفحہ ۷۱

|| سٹرلنگ صاحب کی تحقیق اڑیسہ مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۳۱۵ و ۳۲۷

کسي کے نہایت قدیم ہونے کي دلیل موجود نہیں بلکہ برخلاف اُسکے قیاس کرلینے کے قرینے پائے جاتے ہیں *

مندروں کي نسبت محل اور مکانوں میں یہہ بات غالب تھي کہ زیادہ زیب و زینت پائي جاوے مگر باوجود اِس امر کے کہ وہ مندروں سے بہت پیچھے کے بنے ہوئے ہیں مگر اُنسے بھي وھي ھندوپن پایا جاتا ھی *

نہایت پورانے محلوں سے کوئي اصلي نقشہ معلوم نہیں ہوتا یا بتدریج اِسقدر مکان اُنمیں زیادہ ہوتے چلے گئے کہ اُنکے اصلي نقشہ کي اصلیت ھي جاتي رھي جو کہ تعمیر اُنکي نہایت مضبوط اور مستحکم اور چھتیں بہت گتہ چرنہ سے لدي ہوئي موتي موتي دلدار ہوتي ہیں اِسلیئے ایک مکان کي چھت پر دوسرا مکان بنانے میں نہایت آساني ہوتي ھی پس محلوں میں علاوہ اُن مکانوں کے جو ایک مکان کے بغلوں میں ہوتے ہیں اُسپر نیچے اوپر دور تک بہت اونچے بیڈھنگے مکان بناتے چلے جاتے ہیں *

محلوں میں چھوٹے چھوٹے چوک چارونطرف سے اونچي عمارتوں سے گھرے ہوئے ہوتے ہیں اور کہیں تو اِن چوک یعنی صحنوں میں سایہ دار درخت لگے ہوتے ہیں اور کہیں بالکل کھلے ہوئے اور صاف ہوتے ہیں ھمیشہ ھر چوک ستونوں کي چھدري قطار سے چاروں طرف سے گھرا ہوا ہوتا ھی *

سرکاري یا دربار کے مکانات بالا خانوں پر مثل انگریزي سرکاري مکانوں کے ھر طرف سے گھرے ہوئے ہوتے ہیں لیکن اسقدر بلند نہیں ہوتے کہ اُنپر ھي عمارت کي بلندي ختم ہوجاوے اور مسلمانوں کے دیوان خانوں کي مانند ایک جانب سے کھلے ہوئے ہوتے ہیں سیڑھیاں تنگ اور اونچي دیوار کے آثار میں سے کٹي ہوئي ہوتي ہیں *

يهي حال عام لوگوں کے مکانوں کا بهي هوتا هي جنکو مشکل سے عمارت ميں سمجها جاسکتا هي *

امیروں کے مکانوں ميں ايک يا دو چهوٹے چهوٹے چوک هوتے هيں جنکے چاروں طرف بنے هوئے مکان هوتے هيں جنپر کهيں تو گهٹي هوئي استرکاري اور کهيں سرمئي رنگ هوتا هي اور کهيں ديواروں کي روکار پر بيل بوٹے اور تصويريں طرح طرح کے نقش و نگار هوتے هيں تمام مکان گندے اور بے ترتيب هوتے هيں *

شايد هندوؤں کے تمام کاموں ميں سے بڑے کام تالاب اور بند هيں جن ميں پاني جمع رهتا هي تالاب تو وه هوتے هيں جو زمين ميں کهودے جاتے هيں اور بند وه هوتے هيں جو کسي گهاٹي کے دهانه بند کرنے سے بنتے هيں تالابوں ميں پتهر يا کسي اور مصالحه کي چاروں طرف پاني ميں اُترتي هوئي هر کناره کے ايک سرے سے دوسرے سرے تک سيڑهياں بني هوئي هوتي هيں اور اکثر مندر کناروں پر اور چهوٹے چهوٹے معبد سيڑهيوں پر بني هوتي هيں اور بند ميں يهه سب چيزيں بند کے پشته پر هوتي هيں تالاب اکثر شهروں کے قريب نہانے دهونے کے واسطے هوتے هيں اور آبپاشي کے کام ميں بهي آتے هيں ليکن بند هميشه آبپاشي هي کے واسطے هوتے هيں اکثر بند بهت بڑے اور اُنکي پشتے بلندي اور استحکام ميں بڑے بڑے عاليشان هيں اُنميں سے چند کي جهيلين بن گئي هيں جنکا محيط کئي کئي ميل کا هي اور بڑے بڑے خطوں کو ملک کے اُنسے پاني ملتا هي *

هندوؤں کا ايک قسم کا کنواں (يعنے باؤري) بهي بيان کرنے کے قابل هي اگرچه بهت قسمکے اور وسيع هوا هي حال کے بنے هوئے تو اکثر مدور هيں ليکن قديم کے بنے هوئے مربعه هيں زمين کي سطحه سے پاني تک جسقدر وه گہرے هوتے هيں اُس تمام گہرائي ميں چاروں طرف نہايت مضبوط اور پائدار سيڑهي جيسا که هندوؤں کا معمول هي بناتے هيں اور اُنکي سيڑهياں اکثر بهت چوڑي هوتي هيں جو کنوئيں سے کسي قدر فاصله

سے شروع ہوکر کنوئے میں کے مکانوں کے کسي حصہ میں سے گذرتي ہوئي پاني تک پہونچتے ہیں ہندوؤں کے جو نہایت مشہور پل ہیں وہ پتھر کے ستونوں کے ہیں جنکا ہر ایک ستون پتھر کے کئي کئي لٹھوں کو ملاکر بنایا ہی اور پتھر کے ہي شہتیروں سے اُنکو ملایا یعني پاٹا ہی اس قسم کے پل دکھن میں عموماً ہوتے ہیں اور اور پل چونہ اور اینٹ کے موٹے موٹے پایوں کے ہیں جنکي محرابیں گاتھہ طرز کی بنی ہوئي ہیں لیکن اُنکي قدامت پر شبہہ ہی اور نہ یہہ معلوم ہوتا ہی کہ قدیم زمانہ میں ہندو محراب بنانا جانتے تھے یا گنبد پتھر کي تہہ پر تہہ اسطرح پر چڑھا کر کہ اُوپر کي تہہ نیچے کي تہہ سے بڑھي ہوئي رہے جیسا کہ مائیسین والے پادشاہ ایٹریئس کے خزانہ کي عمارت میں تھا بنا سکتے تھے *

عمارت کي اور قسموں میں گول مناروں اور بڑي بڑي محرابوں کا جسکو بڑے بڑے دروازہ کہنا چاہیئے اور ہندو اُن کو فتح کے یادگاروں کے لیئے بناتے تھے بیان کرنا ضرور ہی چنانچہ بہت اچھا تراشا ہوا نمونہ ایکسو بیس بلند فٹ چتور میں موجود ہی اور اُسکا نقشہ ٹاڈ صاحب نے اپني کتاب تاریخ راجستان میں چھاپا ہی † فتوحات کي یادگاري کي محرابوں میں سے جو حقیقت میں مربعہ ہوتي ہیں اگر ہم اُنکو محراب کہہ سکیں تو اُنمیں سے ایک بار نگر میں جو گجرات کے شمال میں ہی نہایت عمدہ موجود ہی وہ ہندوؤں کے فن کے نہایت عمدہ اور برتر نمونوں میں سے ہی *

باب آٹھوان

ذکر اور فنوں کا

کپڑہ بنی کے فن کا بیان

ہندوستان کے مصنوعات میں سے نہایت مشہور روئي کا کپڑہ ہی جسکي خوب صورتي اور نزاکت کي تعریف مدت تک رہي اور بناوٹ

† جلد ایک صفحہ ۳۲۸ و ۷۶۱

کي عمدگي میں ابهي تک کسي اور ملک کے آدمي برابري نہیں کرسکے هیں *

اور اُنکي ریشمیں مصنوعات بهي بہت عمدہ هوتي هیں ریشمیں کپڑہ بنی اور ریشم حاصل کرنے کا فن غالباً وہ قدیم سے جانتے هیں * †

سنہري اور روپہلي کمخواب زربفت وغیرہ کا بهي هندوؤں کو بہت شوق هی اور شاید اُنہیں کي ایجاد بهي هیں *

رنگت کا بیان

اُنکي بہت سي رنگتوں کي چمک دمک اور پختگي میں ابهي تک اهل یورپ همسري نہیں کرسکتی هیں *

زرگري کا فن

هندوؤں کو همیشه سے نہایت باریک کام کے زیور کا شوق رها هی اِسلیئے زرگري کے فن میں سبقت لیگئے هیں *

جواهرات کے اعتبار سے اِنکي شہرت قدرت کي فیاضي سے هی کچهہ اُنکی هنر و فن کے باعث سے نہیں کیونکہ وہ ایسے بدتمیز هیں کہ زرد موتیوں اور چپٹی هیرہ کو پسند کرتے هیں اور اگرچہ جواهرات کو بڑے عمدہ عمدہ زیوروں میں جڑتے هیں لیکن مرصع کاري کا کام اُنکا بهدا هوتا هی *

تمام کاموں کے کرنے کا طریقہ اُنکا بہت سیدها سادہ هی اور اوزار بہت تهوڑے سے نہایت سبک ایسے هوتے هیں کہ جہاں چاهیں لیئے پهریں چنانچہ سنار اپني چهوٹي سي اهرن اور اُن دهونکنیوں کو جو اُسکي ذات سے مخصوص هیں جہاں ضرورت هوتي هی آساني سے لیجاتا هی اور بڑهئي اس سے بهي زیادہ آساني سے اپنے اوزار لیئے پهرتا هی اور زمین پر بیٹهہ کر کام کرتا هی اور هر شی کو اپنے پاؤں کي انگلیوں سے ایسي هي تهام لیتا هی جیسے کہ هاتهوں سے *

---

† کالبروک صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۵ صفحہ ۶۱

نواں باب

فن زراعت کا بیان

زمین اور آب و هوا کي خاصیت کے سبب سے زراعت کا فن بہت سیدھا سادہ هی ایک ایسے هلکی هل سے جسکو کاشتکار هر روز اپنے کندھی پر رکھہ کر کھیت میں لیجاتا هی اور دو چھوتی بیلوں کي مدد سے زمین میں تخم ریزي کرنے کے واسطے تھوڑي گھری باھیں دي سکتا هی دانہ ایک ایسے آلہ کے ذریعہ سے جو پانچ یا چھہ نلکیوں میں سے گراتا هی † جسکو هم مشکل سے کوئي ایسي شی خیال کرسکتی هیں جو هل سے علحدہ هو زمین میں بکھیر تے هیں اور ایک تختہ سے جسپر ایک آدمي کھڑا هو جاتا هی سہاکا یا پتیلا پھیر تے هیں ایک پھاوڑہ اور کدال اور دو چار اور چیزیں کاشتکاري کے آلات میں کافي هوتي هیں اور درانتي سے کھیت کاٹ کر مویشي سے روند واتے هیں اور گاڑیوں میں ناج بھر کر گھر کو لاتے هیں اور بڑے بڑے خشک کھتوں میں بھر دیتی هیں اگرچہ کھیتوں کي حدیں نہایت احتیاط سے محفوظ رهتي هیں مگر کسي احاطہ وغیرہ سے گھري هوئي نہیں هوتیں بجز فصلوں کے کبھي کبھي مختلف هوجانے کے سب کھیتوں کے ایک میدان معلوم هونے کي صورت کو کوئي شی تبدیل نہیں کرتي *

اگرچہ هندوستان کي کاشتکاري کي حالت ایسي سیدھي سادي هی لیکن اُسمیں چند خصوصیتیں ایسي جنمیں اُس هنر و محنت کي

---

† ممالک مغربي و شمالی میں صرف ایک نلکي هلکي اُس لکڑي میں جسکو کاشتکار هل جوتنے کے وقت پکڑکر چلتا هی باندہ دیتے هیں اور اُسکے اوپر کے سرے پر ایک کاٹھہ یا مٹي کا برتن جسکي تلي میں سوراخ هوتا هی لگاتے هیں اور پانچ پانچ یا چھہ چھہ دانے هاتھہ سے اُس برتن کي راہ سے نلکي میں ڈالتے جاتے هیں معلوم نہیں کہ مورخ نے یہہ طرز تخم ریزي کا جو لکھا هی کونسے حصہ میں هندوستان کے دیکھا هی (مترجم)

ضرورت هوتي هى جسكي اور ملكونميں حاجت نہيں پڑتي اور بعض قسميں كاشت كرنے كي ايسي هيں كه أنسے بيان مذكورة كنچهه بهي علاقه نہيں ركهتا *

گرميوں كي فصل يعني خريف كو بارش سے كافي پاني ملتا هى ليكن جاڑوں كي فصل يعني ربيع كے بڑے حصه كو آبپاشي سے پاني دينےكي بڑي ضرورت هوتي هى۔ اور وہ آبپاشي نديوں اور درياؤں اور تالابوں ميں سے اور زيادہ تر كنوؤں كے ذريعه سے هوتي هى ملك كے نہايت عمدہ حصوں ميں هر كهيت ميں ايك كنواں هوتا هى جسكا پاني ناليوں ميں بهه كر چهوٹي چهوٹي كياريوں ميں جمع هوتا هى جو مٹي كي نيچي مينڈهوں سے منقسم هوئي هيں پاني بيلوں كے ذريعه سے ايك بڑے ڈول ميں جسكو چمڑہ كا ايك بڑا تهيله كهنا چاهيئے(يعني چرس) كنوي ميں سے كهينچا جاتا هى اور ايك دانائي كے تدبير سے أس ميں سے خود بخود باهر نكل جاتا هى *

بعض اراضي ميں تيسرے چوتهے سال گهرا هل جوتنے سے گهاس كوڑے كي بيخ و بنياد دور كرني ضرور هوتي هى اور يهه كام ايك بهاري هل سے جسكو ايسے موسم ميں جبكه زمين نمناك هوتي هى بهينسے كهينچتي هيں هوتا هى عام زراعت ميں كهات كا استعمال كم كيا جاتاهى مگر نيشكر اور اور اكثر قسموں كي پيدا وار كے واسطے كهات بهت سا دركار هوتا هى اور اكثر قسم كي پيداوار كي حفاظت كے واسطے احاطه بنانے كي بهي حاجت هوتي هى كبهي كبهي مٹي كي ديواريں بناديتے هيں مگر زيادہ تر كهيتوں كے چاروں طرف جهانكڑ اور كانٹے ايسے لگاديتے هيں جنميں سے كوئي نكل نہيں سكتا بڑي محنت پرندوں كے اڑانے ميں هوتي هى جو باوجود هوشياري اور حفاظت كے بہت سا حصه پيداوار كا كها جاتے هيں كهيتكي كهيتا نے كا بهي كنچهه كنچهه اثر هوتا هى مگر بڑا بهروسه أس شخص پر هوتا جو كهيت ميں ايك اونچي ٹانڈ پر كهڑا هوا چاروں

طرف کھیت پر نظر ڈالتا رہتا ہی اور گوپھن سے ڈیلے مارتا اور رسي کے پتاخہ کو پتخاتا ہی *

اگرچہ ہندوستان کي زمین ایسي عمدہ ہی کہ اُس میں فصلوں کے دور کي حاجت نہیں ہوتي لیکن اہل ہند فصلوں کے دور سے واقف ہیں وہ زمین کي قسمیں بہت غور و باریکي سے معلوم کرتے ہیں اور جس قسم کي زمین سے جو پیداوار زیادہتر مناسبت رکھتي ہی اور جو طریقہ کاشت کا اُسکے لیئے درکار ہوتا ہی اُس سے بخوبي واقف ہوتے ہیں مگر یہہ طریق اُنکا ناپسندیدہ ہی کہ ایک ہي کھیت میں مختلف چیزیں کبھي ایک ساتھہ پیدا ہونے کے لیئے اور کبھي آگے پیچھے پیدا ہونے کے واسطے بو دیتے ہیں *

یہہ جو حالات بیان کیئے گئے انکا مسافروں اور فوجوں سے بھي کچھہ کچھہ دہرا مینڈھا ملا جلا رہتا ہی یعني خاص خاص موسموں میں تمام روے زمین پر بجز دیہات اور ندیوں کے قرب کے جہاں احاطوں اور دیواروں کے سبب سے تنگ کونچے ہو جاتے ہیں جنسے مسافروں کو دقت ہوتي ہی ایسي صفائي اور کشادگي رہتي ہی جیسے کہ سڑک میں اور بڑے بڑے بڑن یعني نالوں اور نالیوں سے بھي جنکے ذریعہ سے کھیتوں میں پاني پہونچتا ہی راہ گیروں کا بڑا ہرج ہوتا ہی *

ہندوستان کے مختلف حصوں کي زمین کے مختلف ہونے سے جو اختلاف طریقہ زراعت میں ہوتے ہیں اُنکو یہہ بیان مذکورہ بالا حاوي نہیں ہی اور اُن ملکوں سے جنمیں چانول پیدا ہوتا ہی مثل بنگالہ اور کارو منڈل کے کنارہ کے تو یہہ بیان کچھہ مناسبت ہي نہیں رکھتا اُن ملکوں میں اول تو دہانوں کو ایک مدت معین تک پاني میں ڈوبا رکھنا ضرور ہوتا ہی اور جب وہ پھوٹ کر ایک خاص حالت پر پہونچ جاتے ہیں تو اُنکو وہانسے اُٹھاکر دوسري جگہہ لگانا پڑتا ہی دھانوں کي کھیتي ایک بڑي دقت اور محنت کا کام ہی *

دسواں باب

تجارت کا بیان

بیرونی یعنی غیر ملکی تجارت

منو کے مجموعہ میں اگرچہ عیاشی کی اکثر چیزوں کا بیان ہی لیکن یہہ نہیں ظاہر ہوتا کہ اُنمیں سے کوئی شی غیر ملکی پیداوار تہی اُن چیزوں کی کثرت سے معلوم ہوتا ہی کہ ہندوستان کے سب حصوں کے آپس میں تجارت جاری تہی *

منو کے مجموعہ کے ایک مقام † میں صرف یہہ بیان پایا جاتا ہی کہ سود اُس روپیہ کا جو جوکہوں کے کاموں کے لیئے قرض دیا جاوے ایسے لوگوں کے مشورہ سے قایم ہونا چاہیئے جو خشکی اور سمندر کے سفر کے حالات سے بخوبی واقف ہیں منو کے مجموعہ میں جو سمندر کا لفظ کسی اندرونی چشمہ یا دریا سے متعلق نہیں پایا جاتا اسلیئے یہہ سمجھا جاتا ہی کہ مجموعہ کی تالیف کے زمانہ میں ہندو سمندر میں جہازرانی کرتے تہے مگر غالب یہہ ہی کہ بحری تجارت اُنکی ساحلوں سے مخصوص تہی اسمیں کچھہ شک نہیں کہ اس سے بہی زیادہ قدیم زمانہ میں بحر قلزم میں اُنکی آمد و شد ہوئی لیکن یہہ بات تحقیق نہیں کہ اُنکی بحر قلزم کی طرف کی تجارت خشکی کی راہ سے ہوتی تہی یا کچھہ سمندر کی راہ سے بہی ہوتی تہی اور نہ یہہ تحقیق ہی کہ ان دونوں صورتوں میں سے کو کوئی سی صورت ہو ہندوستان کے لوگ اپنی حدود سے باہر غیر ملکی تجارت کرتے تہے غالب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ تجارت اہل عرب کے ہاتھہ میں تہی جسمیں سے تہوڑی سی اُس تنگ سمندر کی راہ سے جو ملک سندہ کے مغربی کنارہ سے مسقط تک ہی عرب میں ہوکر مصر

---

† باب ۸ اشارہ ۱۵۶ و ۱۵۷

و شام میں بهي هوتي هوگي اور دوسرا سلسله اُسکا خشکي یا ساحل سمندر کي راہ سے بابل اور ایران تک پہونچتا هوگا † هندوستان کے مغربي سمندر کے صاف صاف حالات جو همکو معلوم هیں اُنسے هندوستانیوں کي اُسطرف کي تجارت کا کوئي نشان نہیں پایا جاتا چنانچه نیئرکس کو جو سکندر کے جهازوں کے بیڑوں کا افسر تها (سنه ٣٢٦ قبل مسیح) دریاے اٹک سے فرات تک سمندر کے کنارہ کنارہ جانے میں کوئي جهاز هندوونکا نہیں ملا جو کشتیاں ملیں وہ مچهلي پکڑنے والوں کي تهیں اور وہ بهي بهت کم کہیں کہیں نظر آئیں اٹک میں بیشک کشتیاں تهیں مگر بهت تهوڑي اور چهوٹي چهوٹي تهیں کیونکه ایریئن مورخ کے بیان سے معلوم هوتا هی که سکندر کو اپنے بیڑے کي اکثر بڑي کشتیاں خود بنواني پڑیں اور اُنکے چلانے وغیرہ کا انتظام کرنے کے واسطے ملاح بحر قلزم سے بولانے پڑے ‡ یہي مورخ هندوستان کي قوموں کے شمار کرنے میں هندوؤں کے چوتهے فرقے یعني تاجر اور پیشہوروں کي نسبت لکهتا هی که اُسي گروہ میں سے جو لوگ دریاؤں میں جهاز راني کرتے هیں وهي جهاز بناتے هیں § اس سے هم کو یہه نتیجه نکالنا چاهیئے که جسقدر ایریئن کو هندوؤں کے حالات سے واقفیت حاصل هوئي اُس سے معلوم هوتا هی که هندو سمندر میں جهاز راني نہیں کرتے تهے *

مغربي ساحل سے جو تجارت هوتي تهي

ایریئن کے علاوہ اور بیانوں سے جو همکو مغربي ساحل کي تجارت کا حال معلوم هوتا هی وہ اُس مورخ کے بیان هیں جو دوسو برس قبل

† ونسنٹ صاحب کي کتاب متقدمین کي تجارت اور جهاز راني کي جلد ٢ صفحه ٣٥٧ لغایت ٣٧٠ *

‡ کتاب مهم سکندر کا حصه چهٹا صفحه ٢٣٥ و ٢٣٦ مطبوعه سنه ١٧٠٤ ع اور اسي کتاب کے حصه هندوستان کا باب ١٨ صفحه ٣٣٢ *

§ کتاب مهم سکندر کے حصه هندوستان کا باب ١٢ صفحه ٣٢٥ *

مسیح علیہ السلام کے گذرا ہی † جسکو صرف مصر اور عرب کے جنوب میں آمد و شد ہونے کا علم تھا وہ بیان کرتا ہی کہ دارچینی اور تیج ان میں آیا کرتی تھی بلکہ صاف بیان کرتا ہی کہ ہندوستان سے جہاز سبوہ یعنی یمن کے بندر گاہ میں جایا کرتے تھے غرض کہ اس مورخ کے بیان سے ہمکو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ تجارت بالکل اہل عرب کے قابو میں تھی *

سنہ ٥٠٠ ع کے بعد کا حال اس تجارت کے راستہ کا اور اُن جنسوں کی پوری تفصیل جنکی تجارت ہوتی تھی ہمکو بحر اریتھری والے پیریپلس کی کتاب سے جو ایک تجربہ کار جہاز ران کی معلوم ہوتی ہی یہہ شخص بحر احمر اور عرب کے جنوب و مشرق کے کل ساحل اور ہندوستان کے تمام کنارہ کے برابر برابر راس کماری سے کارومنڈل تک سفر کیا ہوا تھا ان حدود کے اندر جو تجارت جاری تھی اسکا اور انکے باہر کی تجارت کا بھی وہ حال بیان کرتا ہی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اسکے زمانہ تک ہندوستان کے جہاز خلیج فارس میں سے گذر کر عرب کے کنارہ کنارہ بحر احمر تک جاتے تھے لیکن اسکے بعد اگر سب کے سب جہاز وہاں نہیں تو مصر کے یونانی بحر احمر میں سے نکلنے کی ساحل کو چھوڑ کر بحر ہند کے بیچ میں گذرتے ہوئے ملیبار کو جایا کرتے تھے *

پس اس طرح سے تجارت دور دور تک جاری تھی مگر تجارت کرنے والے یونانی اور اہل عرب معلوم ہوتے ہیں عرب کو ایسا ملک بیان کیا گیا ہی جسمیں ناخدا اور جہاز ران اور ایسے شخص جو تجارت کا بہت سا شوق رکھتے تھے کثرت سے آباد تھے لیکن ہندوؤں میں اس قسم کے لوگوں کے موجود ہونے کا ذکر نہیں ہوا اور ہندوؤں کی طرف اپنے ملک سے باہر جانے میں بجز اس بات کے کہ اُنکا اُن اہل عرب اور

---

† اس مورخ کا نام اگاثر شائیڈز [illegible] اور [illegible] نے ڈاکٹر ونسنٹ صاحب کی کتاب متقدمین کی تجارت و جہاز رانی کی جلد ۲ صفحہ ٢٥ *

یونانیوں کے ذکر میں ذکر کیا گیا ھی جو ملے جلے تھوڑے سے اُس جزیرہ
میں آباد تھے جو بحر احمر میں تھا جسکو اب جزیرہ سکاترہ سمجھتے
ھیں کوئي اشارہ نہیں کیا گیا اھل عرب کے قابو میں ھندوستان کي تجارت
اِس قدر تھي کہ پلیني صاحب یوناني مورخ کے زمانہ میں لنکا کا مغربي
کنارہ اُنکي بستیوں سے معمور ھوگیا تھا اور ملیبار کے کنارہ پر بھي مقیم تھے †
لیکن کتاب پریپلس میں کنارہ کنارہ کي تجارت میں ھندوؤں کو نہایت
مستعدي سے مصروف بیان کیا گیا ھے اور اِسي کتاب کي بموجب جہازوں
کے بوجھہ اوتارنے کے لیئے جو دریاے اٹک کے دھانہ پر کے مانع کے سبب
سے آگے نہیں بڑہ سکتے تھے اُنکي کشتیاں لگي رھتي تھیں اور مچھلي پکڑنے
والوں کي کشتیاں خلیج کیمبي کے دھانہ کے پاس اِس لیئے نوکر رکھکر
موجود رکھي گئي تھیں کہ جو کشتیاں بحري گزا یعني بڑوچ میں آویں اُنکي
رھنمائي کریں کیونکہ اِس مقام میں جیسا کہ اب بھي ھی کنارہ پر بہت
دور تک کیچڑ رھنے اور جوآر بھاٹہ کے جلد چڑہ آنے سے کشتیوں کو
خطرہ تھا *

مشرقي کنارہ کي تجارت

بڑوچ سے جنوب کیطرف کنارہ پر بندرگاہ تھے جہاں ھم یہہ قیاس کریں کہ
جو کشتیاں کنارہ پر کي تجارت کے لیئے آیا کرتي ھونگي وہ ٹھہرا کرتي ھونگي
مگر یہہ مصنف راسؔ کماري کے مشرقي کنارہ کا حال بیان کرتا ھی اُن بڑي
بڑي کشتیوں کا ذکر کرتا ھی جو خلیج بنگالہ میں سے گذر کر گنگا میں اور
کرائیسي کو جس سے غالباً جزیرہ سماترہ یا ملایا مراد ھی جاتي تھیں
یہہ بات بالکل اُن حالات کے مطابق ھی جو ھندوستان کے مشرقي کنارہ
کي تجارت کے ھمکو معلوم ھوئي ھیں اور اُنسے معلوم ھوتا ھی کہ کاروسنڈل
کے کنارہ کے باشندے اپنے اُن ھم وطنوں سے جو ھندوستان کے مغربي کنارے
پر رھتے تھے بحري کار و بار میں پہلے سے ممتاز ھیں جن ملکوں میں گنگا

† ونسنٹ صاحب کي کتاب متقدمین کي تجارت اور جہاز راني کي جلد ۲ صفحہ ۲۸۳

بهتي هى أنكي خاص حالتوں کے سبب سے یہہ غالب هی که جس زمانه میں نیئرکس نے دریاے اٹک میں تجارت کا بہت کم نشان پایا گنگا تجارت کي کشتيوں سے جیسیکه اب هی معمور هوریگي اور أسکے کناروں پر جو کتني هي ترتیب یافته سلطنتیں آباد هوچکي هیں أنسے بهي یهي بات تیاس میں آتي هی پس جن جنسوں کي رسد ایسے زر خیز اور وسیع ملکوں میں سے باهر کو جاتي تهي أنکي خواهش اور حاجت کم ترقي یافته ملک دکهن کو ضرور رهتي هوگي اور ملک دکهن اور خاص هندوستان کے آپس میں بسبب جنگلوں اور قزاق قوموں کے جو به نسبت آجکل کے أس زمانه میں غالباً زیاده وحشي تهیں امد و شد و میل جول هونے میں خلل تها تو مشرقي کناره کے جہاز رانوں کو بہہ بڑي ترغیب هوتي هوگي که خلیج بنگاله کے صاف اور سیدهے رسته کے کم خطره کو گوارا کریں جہاں زمین سے کچهه تهوڑے هي فرق سے کناره کے قزاقوں کے پنجهٔ ظلم سے محفوظ رها کرتے هونگے *

جزیرۂ جاوا اور اور جزیروں میں هندوؤں کي بستیوں کے بسنے کا بیان

جبکه یہہ طریق ایک دفعه قایم هوگیا هوگا تو خلیج بنگاله کے اوپر کے حصه کو طے کرنا اور کچهه بہت مدت نگذري هوگي که أس خلیج کے أس بہت چوڑے حصه کو بهي طے کرنا جو جزیره سماتره اور جزیره ملایا سے محدود هی آسان هوگیا هوگا کارومنڈل کے کناره کے باشندوں کو کچهه هي تحریک هوئي هو لیکن جس خطه کے هندوؤں نے جرأت و همت کرکے عین سمندر میں پہلی پہل جہاز راني کي وه ضلع کارومنڈل کے شمالي حصه کے باشندے تهے جاوا کي کتب تواریخ سے ظاهر هوتا هی که ضلع کلنگا کی بہت سے هندو گروه کے گروه جہازوں پر چڑه کر جاوا میں گئے اور وهاں کے باشندوں کو تعلیم و تربیت کي اور اپنے وهاں پہونچنے کي تاریخ أس سنه کے قایم کرنے سے جو اب بهي موجود هی جسکا

شروع سال پچھتروان برس قبل مسیح علیہ السلام کا تھا قرار دي اس بیان کي صداقت هندوؤں کے اُن بہت سے عالیشان کھنڈروں سے جو اب بھي جاوا میں موجود هیں اور اس حقیقت سے بخوبي هوتي هی که اگرچه لوگوں کي عام زبان ملایا هی لیکن مقدس زبان جسمیں تاریخانه اور شاعرانه تصنیفیں اور اکثر کتبی هیں وہ شاستر میں سے نکلي هوئي ایک زبان هی اس قدیم تاریخ کا ثبوت چوتھي صدي کے چیني جاترے کے روز نامچه سے ایسے هي خوبي کے ساتھه ثابت هوتا هی اُسنے جزیرہ جاوا کو بالکل هندوؤں سے آباد پایا اور اُسنے ایسے جہازوں میں جنکے کار پرداز برهمن تھے گنگا سے لنکا اور لنکا سے جاوا اور جاوا سے چین کا سفر کیا † بعد اس زمانه کے جاوا میں جو هندو مذهب رایج تھا وہ غالباً بدہ مذهب سے مغلوب هوگیا مگر هندوؤں کي حکومت جاوا میں چودهویں صدي تک رهي اور اُسکے بعد اُن نو مسلموں نے جنکو عرب کے واعظوں نے تیرهویں صدي میں مسلمان کرلیا تھا جاوا کي حکومت کو تہه و بالا کر ڈالا اور جزیرہ بالي جو جزیرہ جاوا کے مشرق میں هی اب بھي هندوؤں سے آباد هی شکل و شمایل اُنکي تاتاریوں کي سي هی مگر وہ اپنے آپ کو هندوستان کے هندوؤں کي چاروں قوموں میں سے بتاتے هیں یہه ممکن هی که وہ هندوؤں کي نسل میں سے هوں لیکن غالب یہه هی که اُنکا صحیح النسب هونا جھوٹ هو چنانچه اس سے زیادہ فریب اور جھوٹي ادعا کي مثال جاوا کے اُن شاعروں کا بیان هی جنہوں نے مهابهارت کے تمام حالات کو گنگا جمنا پر سے تمام شہروں اور شجاعوں اور راجاؤں سمیت اپنے جزیرہ جاوا میں منتقل کرلیا هے *

یونانیوں کے زمانه کے بعد کے هندوؤں کي تجارت

پریپلس کے عهد کے بحري سفر کرنے والوں اور سیاحوں کے بیان سے ظاهر هوتا هی که هندوستان کے ساتھه بڑي تجارت هوتي تھي مگر اسبات

† روز نامچه رائل ایشیاٹک سوسئیٹي نمبر ۹ صفحه ۱۳۶ لغایت ۱۳۸

کي أن سے کوئي اطلاع نہيں هوتي که هندوؤں کيطرف سے أسميں کسقدر
کوشش هوتي تهي (يعنے هندو بهي کچهه اسباب تجارت أن ملکوں کو
جهاں سے أنکے هاں اسباب آتا تها ليجاتے تهے يا نہيں) کيونکه اهل عرب اور
چينيوں کے جہازوں کي نسبت تو يهه بيان هے که أن کے جهاز هندوستان
کے بندرگاهوں ميں آتے جاتے تهے مگر اسبات کي طرف کوئي اشاره نہيں
که هندوؤں کا بهي کوئي جهاز أن ملکوں کو جاتا تها † *

البته مار کوپالو صاحب مليبار کے کناره کے ايسے قزاقوں کا ذکر کرتے
هيں جو گرميوں بهر سمندر ميں لوٹ مار کرتے پهرا کرتے تهے علاوه اسکے
طريقه أنکا يهه بهي معلوم هوتا هے که وه کناره کے قريب لنگر کيئے کهڑے
رها کرتے تهے اور کسي مسافر جهاز کے قريب آنے پر لنگر أٹها کر أسکو لوٹتے
کهسوٹتے تهے جبکه مشهور جهازران واسکوڈيگاما صاحب مليبار کے
کناره پر پهونچے تو أنهوں نے تمام تجارت مسلمانوں کے هاتهه ميں پائے اور
أنهيں کي رقابت اور حسد کے باعث واسکو ڈيگا ما صاحب اور أنکے بعد
کے آنے والے اهل يورپ نے بڑي بڑي دقتيں سہيں *

أن چيزوں کا بيان جو قديم زمانه ميں هندوستان سے باهر کو جاتي تهيں

هندوستان سے مغرب کو جو چيزيں پيرپلس کے زمانه ميں جاتي
تهيں وه أن چيزوں سے بہت مختلف نه تهيں جو اب جاتي هيں يعني
سوتي کپڑا ململ وغيره اور مختلف قسموں کي چهينٹ اور ريشم اور نيل
وغيره رنگ اور دارچيني اور اور مصالحه شکر اور هيره موتي زمرد اور
بہت سے انسے کم درجه کے جواهر اور موتي اور دوائياں اور عطريات اور
نيز کبهي چهوکرياں *

جو چيزيں هندوستان ميں باهر سے آيا کرتي تهيں

موٹا جهوٹا اور بہت باريک کپڑا (اس سے غالباً أوني کپڑا مراد هے)

† مارسڈن صاحب والي مارکو پالو کي کتاب کے صفحه ٦٨٧ کو ديکهو

پیتل ٹین سیسہ مونگا شیشہ سرمہ اور چند عطریات جو ہندوستان میں نہیں ہوتي تھیں اور کئي قسم کي شراب جس میں سے اٹلي کي شراب کو ترجیح ہوتي تھي بہت سا سونا چاندي اور سونے چاندي وغیرہ کے سکہ *

اُس تجارت کا بیان جو ہندوستان کے اندر ہوتي تھي

مال و اسباب کے ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہونچانے میں گنگا اور اُسکي بہت سي شاخوں سے جو بڑي آساني حاصل تھي اُسکا حال معلوم ہواھی مگر جوکہ تھوڑے ھي دریا اور ایسے تھی جنمیں سمندر سے دور تک جہاز راني ہوسکی تو یہہ ضرور ھی کہ بہت سي تجارت خشکي کے راستوں کے ذریعہ سے ہوتي ہوگي بار برداري کا بڑا ذریعہ بیل ہوں گے لیکن جوکہ نہایت قدیم ہندوؤں کے زمانہ سے لیکر سلطنت مغلیہ تک بڑي سڑکوں پر گورنمنٹ کي بہت توجہہ رہي ھی اِس سے ثابت ہوتاھے کہ پچھلے زمانہ کي نسبت سابق میں گاڑیوں کا بہت زیادہ رواج ہوگا *

گیارھواں باب

ہندوؤں کے اطوار اور خصلت کا بیان

ہندوستان کي قوموں کے اختلاف کا بیان

کہتے ہیں کہ ہندوستان خاص اور دکھن باستثناے ملک روس اور بالٹک کے شمالي ملک کے تمام یورپ کے برابر ھی اس تمام وسعت میں دس تربیت یافتہ قومیں پائي جاتي ہیں یہہ سب قومیں ایک دوسرے سے زبان اور چال چلن میں قریب اُسیقدر کے اختلاف اور تفاوت رکھتي ہیں جسقدر کہ یورپ کے اُس حصہ میں رہنے والي قومیں رکھتي ہیں جسکا ابھي مقابلہ کیا گیا ھی *

اور اُسیقدر عموماً مشابہت اُن قوموں میں پائي جاتي ھی جو عیسائي ملکوں میں پائي جاتي ھی چنانچہ عیسائي ملکوں میں ایسي بڑي

مشابہت هی که اگر کوئی هندوستاني اجنبي یورپ میں جاتا هی تو وہ
اٹلي والوں اور انگلستان والوں میں کچھہ فرق نہیں کرسکتا اسیطرح اهل
یورپ هندوستان کي بہت مشابہہ قوموں کا یکایک امتیاز نہیں
کرسکتے هیں *

بہت بڑا فرق و تفاوت هندوستان خاص اور دکھن کے باشندوں میں
هی اِن دونوں بڑي قسمتوں کے وہ حصے جو قریب قریب واقع هیں آپس
میں مشابہہ هیں لیکن شمال اور جنوب کي حدوں پر زبانوں میں بجز
اِسکے اور کوئي مشابہت نہیں که اُن میں سنسکرت شامل هی اور فرقوں کا
مذهب اور طرز عمارت جسکا کچھہ بیان بهي هو چکا هی مختلف هی
اور پوشاک میں اکثر باتوں کا اختلاف هی اور صورت بهي مختلف هی
چنانچہ شمال کے باشندے کشیدہ قامت اور خوب صورت اور جنوب کے
پست قد اور سیاہ فام هوتے هیں اور شمال والے گیہوں کھاتے هیں اور جنوب
والی راگي یہہ ایک ایسا اناج هی جس سے هندوستان خاص کے لوگ ایسے
هي ناواقف هیں جیسے که انگلستان کے ان دونوں بڑي قسمتوں میں
بہت سي باتوں کے اختلاف کا سبب یہہ هی که جسقدر ملک برهمنوں
کے پیرووں نے فتح کرکے آباد کیا اور بعد اُسکے جسقدر مسلمانوں نے فتح
کیا اور آباد کیا اُس میں فرق و تفاوت هوا لیکن زیادہ تر اختلاف کا هونا
مکان اور آب و هوا کي خصوصیتوں اور نسلوں کے متفاوت هونے کے باعث
سے هی مثلاً بنگالہ اور وہ حصہ هندوستان کا جس میں گنگ بہتي هی
ملحق هیں اور همیشہ هر ایک حکومت کے تحت میں ساتھہ هي ساتھہ
آیا کئی هیں لیکن بنگالہ مرطوب ملک هی اور اُسمیں پاني کے سیلاب
اور اهلے آتے رهتے هیں اور هرطرح کي علامتیں زمین کے مرطوب هونے کي
اُسمیں موجود اور هندوستان خاص اگرچہ زرخیز ملک هی مگر بنگالہ کي
نسبت اُسکي زمین اور آب و هوا میں یبوست هی یہہ اختلاف عادتوں
میں فرق و تفاوت پیدا کرنے کے سبب سے قوموں کے غیر مشابہہ هونے کا

بڑا باعث ھوا ھوگا اور دونوں قوموں کي زبانوں کے ماخذ کے مشترک ھونے سے اُن کي نسلوں کے مختلف ھونے کا احتمال نہیں ھوسکتا *

اِس اختلاف کا باعث کچھہ ھي کیوں نہو لیکن وہ بہت بڑا اختلاف ھی چنانچہ ھندوستان خاصکے گنگا کے قریب کے رھنی والی ھندو کشیدہ قامت اور خوب صورت جواں مرد اور بہادر ھوتے ھیں اور مسکن اُنکے کہلے میدانوں کے گنجان بسی ھوئی گانوں میں کہپریل سے چھائي ھوئے ھوتے ھیں اور خوراک اُنکي گیھوں کے ایسے آتی کي روتي جسکا خمیر نہیں اُٹھاتے ھوتي ھی *

برخلاف اِسکے بنگالیوں کے چہروں کا نقشہ تو درست اور اچھا ھوتا ھی مگر رنگ کالا اور صورت زنانہ پست قد ھوتے ھیں اور بز دلي اور باطل اعتقاد رکھنے اور فن و فریب میں شہرۂ آفاق ھیں اور دیہات اُنکے پھونس کے جھونپڑوں کے بانسي اور کھجور وغیرہ کے درختوں میں بسے ھوتے ھیں اور لباس اُنکا ھندوؤںکا قدیمي لباس ھی یعني ایک چادر کمر میں ڈالکر اُسکے دونوں پلہ دونوں کندھوں پر ڈال لیتے ھیں اُنکا ایک طریقہ یہہ ھی جس سے ھندوستان خاص کے آدمي نا آشنا ھیں کہ نہاتے وقت بدن پر تیل ملتے ھیں جس سے اُنکا جسم چمکدار اور چکنا ھوجاتا ھی اور اُنکی ملک کي مرطوب آب و ھوا کا اثر نہیں ھونے پاتا ھی اور اصل غذا اُنکي چاول ھیں اور اگرچہ اُنکی اور ھندوستانیوں کي زبان کے محاورے اس سے زیادہ ملتي جلتي ھیں جیسے کہ انگریزي اور جرمن کے ھیں مگر ھندوستان خاص کا باشندہ اُن کي زبان بالکل نہیں سمجھتا *

باوجود اِسکے یہہ دونوں قومیں اپنے مذھب اور اُن عادتوں اور رسموں وغیرہ میں جو از روے مذھب کے ھوني چاھیئیں اور علم اور تدبیر مملکت اور عام مطلبوں اور بسر اوقات اور چال چلن میں ایسے مشابہہ ھیں کہ ایسا اھل یورپ جسکو اُنکے فرق سے پہلے سے آگاہ نہ کیا جارے نکالہ

سے چلکر غالباً اُنکے حد فاصل سے بلا اِطلاع اِس بات کے گذر جاویگا کہ ان دونوں قوموں میں فرق و تفاوت کس مقام سے شروع ہوا *

مختلف قوموں کا فرق اُن مقاموں پر ظاہر ہوگا جہاں اِس تاریخ کے سلسلہ میں علیحدہ علیحدہ بیان کیا جاویگا ابتک جو کچھہ کہا گیا اور باقی جو کچھہ کہنا منظور ہی وہ سب ہندو قوم سے متعلق ہی *

گانوں کا بیان

باوجودیکہ ہندوستان میں بہت بڑے بڑے شہروں کی کثرت ہی بہت سے آدمی کاشتکار ہیں دہقان جمع ہوکر گانوں میں رہتے ہیں ہر روز صبح کو اپنے گانوں میں کھیتوں پر محنت کرنے کو جاتے ہیں اور شام کے وقت اپنی اپنی مویشی لیکر پھر گانوں میں واپس آتے ہیں ملک کے مختلف حصوں میں دیہات مختلف وضع کے ہوتے ہیں چنانچہ اکثر حصوں میں اُنکے آس پاس چار دیواری ہوتی ہی اور وہ اس قابل ہوتی ہی کہ تھوڑے عرصہ تک دشمن کی ہلکی فوج کے حملہ سے محفوظ رہ سکیں اور بعض سرکش ضلعوں میں اِس قابل ہوتی ہی کہ اپنے ہمسایوں اور سرکاری افسروں کے مقابلہ میں بھی اُس سے کچھہ پناہ ملسکے اور بعضوں میں پست احاطہ اور اُسمیں بڑا پھاٹک صرف اِسواسطے لگا ہوا ہوتا ہی کہ مویشی مجتمع اور محفوظ رہے *

بنگالہ اور خاص ہندوستان کے دیہات کے گھروں کا مقابلہ کیا جاتا ہی تو بنگالہ کے گانوں میں جھونپڑا دو چھپرا جھالردار چھانے اور بید اور بانس کی خوشنما ٹٹیوں کی دیواریں بنانے کے سبب سے نہایت خوبصورت جھونپڑا ہوتا ہی *

اور خاص ہندوستان کے گانوں کے گھر چکنی مٹی یا کچی اینٹوں کے بنے ہوئے کھپریل سے چھئے ہوئے ہوتے ہیں اگرچہ آسایش دینے میں برابر ہوتے ہیں مگر صورت اُنکی ایسی اچھی نہیں ہوتی جیسی کہ بنگالہ کے دیہات کے جھونپڑوں کی ہوتی ہی اور دکھن کے گانوں میں گارے یا پتھر

کي دیواروں کے کرتھے جنپر سیدھي چھت پٹي ہوتي ہی ایسي معلوم ہوتي ہیں کہ بدوں چھت کے کھنڈر کھڑے ہیں جو نہایت بد صورت ہوتے ہیں اور اُس سے تھوڑا اور جنوب کو اگرچہ سب سامان اُنکي تعمیر کا وهي ہوتا ہی مگر بنانے کي صنعت بہت بہتر ہوتي ہی چنانچہ دیواروں پر سرخ اور سفید چوڑي چوڑي دھاریاں ہونے سے بہت خوبصورت معلوم ہوتي ہیں *

ہر گانوں میں بازار ہوتا ہی جسمیں اناج تماکو مٹھائي اور موٹا چھوٹا کپڑہ اور گانوں کے خرچ کي اور چیزیں بکتي ہیں اور بازار کا دن (یعني پینٹھ) اور سالانہ میلے اور تہوار ہوتے ہیں اور اکثر حصوں میں ہندوستان کے ہر گانوں میں کم سے کم ایک مندر یا احاطہ مسافروں کے ٹھہرنے کے واسطے ہوتا ہی اور تمام گانوں مذہبي سادہ سنتوں کے کھانے پینے کي بطور خیرات کي خبرگیري کرتے ہیں اور تہوار اور میلوں اور خیرات کے واسطے چندہ جمع کر رکھا کرتے ہیں مسافر خانہ میں کہیں کہیں کسي دیوتا کا کوئی چھوٹا سا مندر بھي ہوتا ہی اور یہہ مسافرخانہ کا مکان بطور ایک عام دیوانخانہ کے ہوتا ہی (یعنے اسمیں شادي بیاہ کي مجلس اور پنچایتیں وغیرہ ہوتي ہیں) اگرچہ ہر گانوں میں چند درخت بھي سایہ‌دار ایسے ہوتے ہیں کہ اُنکے نیچے جمع ہوکر گانوں والے صلاح مشورہ کرلیتے ہیں کسي موقع پر نہ تہائیاں درکار ہوتي‌ہی نہ میزوں کي حاجت پڑتي ہی *

گانوں والوں کي عادتیں

گھرونمیں بھي بجز ایک بوریہ کے جسپر بیٹھتے اُٹھتے ہیں اور کچھہ مٹي اور پیتل کے برتن ہنڈیا اور رکابي وغیرہ اور روٹي پکانے کے لیئے توا تغاري اور چکي چولہ اوکھلي موسل کے سوا اور کچھہ ساز و سامان نہیں ہوتا پلنگ کو جسپر نہ بستر ہوتا ہی نہ چتھري اور پردوں کي گنجایش

هوتي هی دیوار سے لگاکر کهڑا کردیئے هیں اور کهانا گهر سے باهر صحن
میں یا ایک هلکي سي جهونپڑي میں پکتا هی جهونپڑي اگرچه کچهه پر
تکلف نهیں هوتي مگر لیپي پتي صاف اور پاکیزه هوتي هی *

گانوں کے رهنے والے امیروں میں بهي کچهه بهت بڑا فرق نهیں هوتا
صرف اُنکے مکان دو منزلے هوتے هیں اور اُنمیں صحن هوتا هی دیهات
کے آدمیوں کي حالت عموماً اچهي نهین هوتي همیشه لگان ادا کرنے کے
واسطے وه روپیه قرض لیتے هیں جسکے باعث سے ایسے حساب کے جهمیله
اور قرضه کے بکهیڑه میں پهنس جاتے هیں که اُنسے پله پاک هونا نهایت
مشکل هوتا هی اور ایسے کوته اندیش نا عاقبت بیں بهي هوتے هیں که
اگر قرض سے چهٹکارا بهي پاتے هیں تو ضروري اخراجات کے واسطے روپیه
جمع نهیں کرتے اور پهر قرض میں مُبتلا هو جاتے هیں بعضے هوشیار اور
دور اندیش بهي ایسے هوتے هیں که جائداد پیدا کر لیتے هیں اُنکے گانوں
کے امن و امان میں اُن سازشوں کے باعث سے جو پدهان کے مقابله میں
هوتي هیں یا پدهان کي ظلم زیادتي یا سرکار کي سخت گیري سے خلل
آتا هی اور اُنکے آپسمیں به نسبت انگلستان کے دیهاتیوں کے جهگڑے اور
تنازعے بهت زیاده هوتے رهتے هیں جنکي اکثر عدالت تک نوبت پهونچتي
هی لیکن هر قسم کے جبر و تعدي اور نشه سے بدمستي اُن میں بالکل
معلوم نهیں هوتي بهر حال گانوں کے باشندے دنگه فساد مار پیٹ سے
مجتنب اور نیک چلن اور اپنے حال میں خوش هوتے هیں *

کسان علی الصباح اتهکر دعاے خیر مانگتا هی اور هاتهه مونهه دهوکر
اپني مویشي لیکر کهیت پر چلا جاتا هی ایک دو گهنٹے کے بعد کچهه رات
کا بچا باسي کهانے کا ناشته کرتا هی اور اُسوقت تک برابر محنت کیئےجاتا
هی که دوپهر هو جاتا هی اور اُسکي بي بي گرم کهانا اُسکے واسطے لاتي هی
وه اُسکو کسي ندي کے کناره یا درخت کے نیچے بیٹهکر کهاتا هی اور پهر
دو بجے تک باتیں کرتا اور سوتا هی اسیوقت میں اُسکے مویشي بهي

چر چگ کر سیر ہو جاتي هی اور آرام پاتےهی دو بجے کے بعد سے شام تک محنت کرکے اپنے مویشیوں کو گھر میں لاتا هی اور اُنکو کھلا پلا کر اور خود نہا دھو کر کھانا کھاتا حقا پیتا هی پھرباقي شام اپنے بي‌بي بچوں اور همسایوں میں هنس بول کر تمام کرتا هی گانوں کي عورتیں چرخه کاتنے کے سوا کنوئے سے پاني بهرکر لاتي اور پیستي پکاتي هیں اور اور گھرکا کام دهندها کرتي هیں *

شہروں کا بیان

هندوؤں کے شہروں میں اینٹ یا پتھر کے بہت اُونچے اُونچے مکان ہوتے هیں جن میں تھوڑیسی اوپر کے درجه میں کھڑکیاں هوتي هیں اور نہایت تنگ گلي کونچی هوتے هیں جں میں اول تو کسیطرح کي گچهه وغیرہ کچهه نہیں هوتي اور اگر کچهه هوتا هی تو وہ یہه هوتاهی که پتھر کے ٹکڑے ناهموار اونچی نیچی لگی هوتے هیں اور گلي کونچوں اور بازاروں میں ایسے لوگوں کا هجوم اور کشمکش هوتي هی جو اس طرحسے پھرتے هیں که جس طرف سے ایک آتاهی اُسي طرف کو دوسرا جاتا هے اور طرح طرح کي سواریوں پالکیوں اور بہلیوں اور ایسے پیادوں کا جو پرتلےمیں تلوار ڈالی پھرتے هیں اور سادہ سنتوں اور بیکار سپاهیوں کا جو ایدهر اُدهر حقه اوڑاتے پھرتے هیں اور موتي تازہ سانڈونکا جنکو بازار کے غله یا راہ گیر کے راسته پر سے بهزار دقت مارپیٹ کر هٹایا جاتا هی هجوم رهتا هی *

نہایت مشہور دوکانیں حلوائیوں اور میوہ فروشوں اور غله فروشوں اور کسیروں اور پنساریوں اور تماکو والوں کي هوتي هیں بزاز اور شال فروش اور اور سودا بیچنے والے اپنے اسباب کو کٹھریوں میں باندھے رکھتے هیں اور اِن چیزوں سے بھي زیادہ بیش قیمت اشیاء یعنے جواهرات کو جوهري کھلاهوا نہیں رکھتے دوکانیں بازار کي طرف کھلي‌هوئي هوتي هیں جنکو دو مقابل کے مکانوں کا برانده کہنا زیبا هی خریدار بازار میں کھڑے هوئے سودا خرید کرتے هیں *

اکثر شہروں کے فصیل ہوتي جس سے دشمن سے پناہ میں رہنے کے قابل ہوتے ہیں *

شہروں میں کوئي موروثي پدھان یا اور افسر گانوں کي طرح نہیں ہوتا بلکہ اُن میں اکثر وہ سرکاري عہدہ دار مقیم رہتا ہی جس کے تحت میں وہ ضلع ہوتا ہی اور وہ سرکاري افسر اُن کا انتظام فوجداري اور تحصیلي محکموں کي مدد سے کرتاهی شہروں کو انتظام متعلقہ فوجداري کي نظر سے محلوں میں تقسیم کیاجاتا هی اور هر ذات کے لوگوں کا ایک چودهري هوتا هی جو سرکار اور اپنے گروہ کے درمیان میں هرایک کام کے سرانجام کا واسطہ اور وسیلہ هوتا هی اُن ذاتوں کے گھیلے کے اچھے برے نتیجے بھي جسمیں اصل ذات کے ساتھہ وہ ذاتیں شامل هوتي هیں جو باعتبار پیشوں کے قایم هوتي هیں اُن کے ساتھہ لازم اور ملزوم هوتے هیں *

شہروں کے اعلی درجہ کے باشندے ساهوکار اور سوداگر اور سرکاري اهلکار هوتے هیں علی‌العموم ساهوکار اور سوداگر ساهوکاري اور سوداگري غرضکہ دونوںپیشوں کو ملاجلاکر کرتے هیں اور سرکاري محاصل کا ٹھیکہ بھي لیتی هیں اور بہت بڑے بڑے منافع اُنکو بغیر کسیطرح کي جوکھوں کے حاصل هوتے هیں سرکار سے معاملہ کرنے میں یہہ لوگ اپنا قرضہ وصول کرنے کے لیئی کسي قدر محاصل رهن کرلیتي هیں یا کسي معتبر شخص کي ذمہداریکرا لیتي هیں اور وہ اپنا روپیہ سواے سود کے بہت سے نذرانہ اور درچند سود پر دیتي هیں جو اس قدر جلد بڑھتا هی کہ حساب کرتے وقت جبکہ همیشہ نیا اقرار لکھا جاتا هی قرض خواہ بہت سا اپنے مطالبہ میں سے چھوڑ دیتا هی تس پر بھي بہت کچھہ منافع اس کا رهتاهی یہہ لوگ بہت سیدھا سادھا چلن رکھتي هیں اور کفایت شعاري کے ساتھہ اوقات بسر کرتے هیں لیکن بہت سا روپیہ خوشي کي رسموں اور رفاہ عام کے کاموں میں صرف کرتے هیں *

سرکاري بڑے بڑے عہدہ داروں کا بیان تو پوچھہ کیا جاوے کا مگر بیشمار محرروں اور اور کم درجہ کے ملازموں کا کچھہ حال لکھدیتی ھیں ھر کارخانہ میں اس قسم کے آدمي کثرت سے ہوا کرتے ھیں یہاں تک کہ کیساھي چھوٹا سا کارخانہ کیوں نہو اِن میں سے ایک آدہ کا اُسمیں ھونا ضرور ھی سپاھیوں کي کمپني بغیر ایک محرر کے پوري نہیں ھوتي اور ھرایک امیر آدمي علاوہ اُن متصدیوں کے جو تحصیل وغیرہ کے کام پر متعین ھوتے ھیں باورچیخانہ اور طویلہ اور بازدار خانہ وغیرہ کے لیئے علحدہ علحدہ محرر ضرور نوکر رکھتا ھی *

سودا سلف لین دین سب انہیں لوگوں کي معرفت ھوتا ھی اور پرچہ نویس بھي یھي ھوتے ھیں باوجود اِن باتوں کے بہت سے بیکار پہرتے اور ھر طرح کي سازش وغیرہ میں کام آنے کے واسطی مستعد اور آمادہ رھتی ھیں *

تمام فرقوں کي غذا اور اُن کے کھانے کا طریق

شہروں اور گانوں کے عام لوگوں کي غذا بغیر خمیر کیئے ھوئی آٹي کي روٹي اور ترکاري اور گھي یا تیل اور مصالحہ ھوتا ھی صرف تماکو پینا ایک عیاشي کي بات ھی اور حقہ میں بعضی نشہ کرنے والي اور چیزیں بھي پیتے ھیں اور صرف ادنے ذات کے لوگ اور وہ بھي بہت کم شراب پیکر بدمست ھوتے ھیں یہہ بدمستي بعضی مرطوب ملکوں سے مثل بنگالہ اور کانکن اور جنوبي ہندوستان کے بعضی حصوں کے مخصوص ھی ہندوستان کے جن ملکوں میں انگریزي عملداري ھی وھاں اِسکي زیادتي ھی اُن ملکوں میں شراب پر محصول لگایا جاتا ھی لیکن شراب خواري ہندوستانیوں کي کچہہ جبلي عادت نہیں ھی کیونکہ بعض اُن ضلعوں میں جنمیں ہندوستاني عملداري ھی صرف ممانعت ھي سے لوگ باز رھتےھیں افیون جسکا استعمال مغربي ہندوستان میں ھي کثرت سے ھوتا ھے

راجپوتوں سے مخصوص ہے چھوٹی قوموں سے متعلق نہیں نہایت مفلس آدمیوں کے سوا سب لوگ پان کھاتے ہیں جو ایک قسم کا خوشبودار پتہ ہوتا ہی اور اُسکی ساتھہ چھالیہ اور سیپی کا چونہ اور اور مصالحہ حسب حیثیت کھانے والی کے ملاتے ہیں اور بعض قسموں کے میوے عام اور سستے ہوتے ہیں*

اعلی درجہ کے لوگوں میں کم سے کم برہمنوں کے کھانے پینے میں اوروںکی منسبت کچہہ فرق ہوتا ہی یعنی بہت سی قسم کی ترکاریاں اور مصالحے اُنکے واسطے پروسے جاتے ہیں اور اُنکی دال ترکاری میں ہینگ ضرور لگائی جاتی ہی شاید اِس سے کسی قدر گوشت کا سا مزا ہو جاتا ہوگا اُن تھالیوں پر یا ایسی رکابیوں میں کھانے سے جو پرہیز کیا جاتا ہی جنکو اور ذات کے لوگوں نے برتا ہو تو اُس سے عجیب عجیب رسمیں ایجاد ہوئی ہیں چنانچہ بڑے بزم بروج میں بیس یا تیس مختلف قسم کے کھانے اچار و مربا وغیرہ جو ہر ایک آدمی کے روبرو چنے جاتے ہیں وہ پتوں کے برتنوں یعنی پتلوں میں پروسے جاتے ہیں اور یہہ سب کھانوں کی پتلیں زمین پر رکہی جاتی ہیں اور بجاے کسی قسم کے دسترخوان کے زمین پر گلکاریاں نہایت خوب صورت اور خوشنما اسطرح سے بنائی جاتی ہیں کہ کاغذ کے وار پار وہ سب کہدی ہوئی ہوتی ہیں اُسکو زمین پر رکہہ کر طرح طرح کے خشک رنگ پسے ہوے چہڑکنے سے بنجاتی ہیں اور بعد کھانے کے وہ جہاڑو سے صاف ہو جاتی ہیں کم درجہ کی ذات کے ہندو گوشت کھاتے ہیں اور برتنوں کے استعمال میں بھی سخت احتیاط نہیں کرتے دھات کی قسموں کے برتن مانجہنے سے پاک صاف ہو جاتے ہیں مگر تمام فرقوں میں ذات کے اختلاف کے باعث سے باہمی صحبت کا اتفاق نہیں ہوتا چنانچہ ایک سپاہی یا جو شخص اپنے خاندان سے دور سفر میں ہو وہ اکیلا پکاتا کھاتا ہے اور بدوں اُس خوشی کے جو دسترخوان پر بیٹھہ کر کھانا کھانے سے ہوتی ہی اور بغیر کسی ہم پیالہ اور ہم نوالہ

دوست کے اپنا پیٹ بھر لیتا هی سب نرقے اُنگلیوں سے کھاتے هیں اور بعد کھا چکنے کے خوب ململکر دھوتے هیں *

ایسے شغل جو گھروں میں دل بہلانے کے لیئے کیئے جاتے هیں

شطرنج اور وہ گنجفہ جسکے ورق گول هوتے هیں اور بادشاهوں وغیرہ کی تصویروں کی جگہہ دیوتوں کی صورتیں بنی هوتی هیں کھیلتے هیں اور ایک اور کھیل پاسوں اور نرد سے مثل تختہ نرد کی (یعني چوسر) کھیلے کرتے هیں اور سب سے بڑہ کر شغل گانا سننا هی جس کے ساتھہ کچھہ نرم اور نازک حرکات و سکنات بهی هوتي هیں جنکو هم مشکل سے ناچنا † کہہ سکتے هیں مگر بہر حال اس شغل سے طبیعت پژمردہ هوتي هی اُسمیں کچھہ گونا گوني نہیں هوتي مگر بڑي حیرت اسباب سے هوتي هے کہ ایسے بے لطف شغل سے هر ادنے و اعلی محظوظ هوتا هی یہانتک کہ عوام‌الناس کو ایسا کچھہ اُسمیں مزا آتا هی کہ رات رات بہر کھڑے کھڑے تماشا دیکھا کرتے هیں *

یہہ جلسہ جب کسي کمرہ میں هوتا هی تو اُسمیں انگریزي جھاڑ فانوس روشن کرتے هیں مگر قدیمي طریق هندوؤں کا اُس مجلس میں مشعلیں روشن کرنے کا هی جسکي لپٹ ایک کپي سے تیل ڈالتے رهنے سے قایم رهتي هی گھروں میں معمولي روشني متي یا کسي دهات کے چراغوں سے کرتے هیں *

مکانوں کي آرایش اور اعلی درجہ کے لوگوں کي گفتگو

امیروں کے مکانوں میں دروبنیر گلکاري کے ریشمین پردے پڑے هوتے هیں اور چوکھٹ کیواڑوں اور اور لکڑي کي چیزوں پر جو مکان میں لگي هوتي هیں بہت عمدہ منبت کا کام هوتا هی اور مکان کے اندر سراسر شطرنجي بچھاکر

---

† نرم و نازک حرکات سکنات هندوستان کا رقص اور ناچنے سے اهل یورپ کا اچنا مراد هی جسکي مثل هندوستان میں دھمال هوا کرتا هی *

اُسپر بیٹھنے کے لیئے صاف اور سفید چاندنی بچھاتے ھیں لیکن اور کسی قسم کا اسباب نہیں ھوتا ھمسر آدمي مقابلہ میں قطاروں میں بیٹھتے ھیں اور راج کنور یا رئیس قطاروں کے وسط میں ایسي جگہہ پر بیٹھتے ھیں جہاں اُس عام فرش پر ایک اور مختصر فرش بچھا ھوتا ھی جسپر زردوزي کے کام کا ایک اور کپڑا ھوتا ھی اور ایک بڑا تکیہ پیچھے لگا رھتا ھی هندوستاني اُسکو مسند کہتے ھیں یہہ مسند فرش سے کسیقدر اونچي بھي ھوتي ھی راجاؤں کے بیٹھنے پر وہ بجاے تخت کے سمجھي جاتي ھی *

تکلف بہت کچھہ ھوتا ھی چنانچہ ایک ذي عزت آدمي کا استقبال شہر سے ایک دومیل باھر سے کیا جاتا ھی اور دوست آشناؤں کي تعظیم اور استقبال اُنکے رتبہ کے موافق صدر دروازہ تک جانے یا کمرہ سے باھر نکل آنے یا صرف فرش ھي پر کھڑے ھوجانے سے ھوتا ھی اگر کچھہ عرصہ کے بعد دوستوں میں ملاقات ھوتي ھی تو معانقہ کرتے ھیں اور برھمنوں کو دونوں ھاتھہ جوڑکر دوتین بار پیشاني پر لگانے سے سلام کیا جاتا ھی اور اوروں کو ایک ھي ھاتھہ سے سلام کرتے ھیں اور برھمن اپنے آپسمیں خاص لفظونکا استعمال کرتے ھیں اور باقي هندو رام چندر دیوتا کا دو بار نام لیتے ھیں دوست آشناؤں کو اُنکے مرتبہ کے موافق بٹھایا جاتا ھی اور سرکاري جلسوں یعني درباروں میں اُنکي نشست کا تصفیہ خط و کتابت کے ذریعہ سے پہلے ھوجاتا ھی ذیمرتبہ هندو اپنے آپ سے کم درجہ والوں کے ساتھہ خوش اخلاقي کے ساتھہ پیش آنے میں مشہور ھیں اور بڑے اچھے لفظوں سے اُنکے ساتھہ خطاب کرتے ھیں اور کسي درشت کلامي اور بدزباني سے بہت طیش کہاتے ھیں *

عوام الناس باھم خوش خلق اور ملنسار ھوتے ھیں لیکن جب ان کو غصہ آتا ھی تو اپني گفتگو میں کچھہ بھي کسي بات کا پاس لحاظ نہیں رکھتے *

تمام ملاقاتوں کا اختتام اسطرح پر هوتا هی که صاحب مکان اُن لوگوں کو جو ملاقات کو آئے هوتے هیں پان کهلاتا کپڑوں پر عطر لگاتا گلاب چهڑکتا هی گویا رخصت کا یهه سب سامان هوتا هی *

اعلی مرتبه کے لوگوں کی ملاقاتوں اور جلسوں میں شال دوشاله اور اور پوشاکوں کی کشتیاں موتیوں کی مالا اور جوشن اور سرپیچ مرصع پیشکش کیئے جاتے هیں اور جبکه دونوں شخص هم پله هوتے هیں تو تلوار اور گهوڑا اور هاتهی زیاده کیا جاتا هی میں یهه نهیں جانتا که یهه رسم کسقدر قدیم هی مگر هندوؤں کے نهایت پورانے سوانکوں میں جوشن وغیره کے پیشکشوں کا اکثر ذکر پایا جاتا هی *

ایسے هي عمده مشهور انعام جنمیں یهه سب چیزیں هوتی هیں نهایت معزز ملازموں اور اُن سپاهیوں کو جنهوں نے بڑے بڑے کارنمایاں کیئے هوں اور شاعروں اور عالموں کو بهی ملتے هیں اور نهایت عزیز گویوں کنچنیوں پر تو اس قسم کی بخششوں کی مارا مار هوتی هی *

با ادب جلسونمیں بجز اعلی مرتبه کے لوگوں کے کوئی چوں و چرا نهیں کرسکتا لیکن اور مجلسوں میں بهت سی بلا رکاوٹ گفتگو هوتی هی هندوؤں کے چال چلن سے نهایت خلیق هونا اور گفتگو سے عجز و انکسار ظاهر هوتا هی وه اپنے همسروں کے ساتهه بهی بهت تعظیم و تکریم اور مسکینی کے ساتهه بلا غرض بهی پیش آتے هیں علم کا شوق یا اپنے معمولی عادتوں کے سوا اپنے خیالات کو وسعت دینے پر توجهه بهت کم رکهتے هیں مگر اسمیں جو کچهه اُنکو آتا هی اُسمیں اُنکی گفتگو عمده اور معقول اور رمز و کنایوں کے ساتهه هوتی هی *

امیر بهی صبح کو اُسیوقت یا شاید کچهه ذرا دیر پیچهے اُٹهتے هیں جسوقت که عوام‌الناس خواب سے بیدار هوتے هیں اور اپنی پوجا کے مکانوں میں پوجا پاٹ کرتے اور اپنے اهلکاروں اور متوسلوں کے ذریعه سے اپنے نبج کا کام انجام دیتے هیں پهر نهاتے اور کهانا کهاتے اور سوتے هیں اور

سے نہاکر پوشاک پہنکر عام نشست کے مکانوں میں آکر بیٹھتے ہیں جہاں لوگ آکر اُنسے ملاقاتیں کرتے ہیں اور بہت سی رات گئے تک کاروبار کا اہتمام کرتے ہیں بعضے آدمی گانے بجانے کے مشغلہ میں رہتے ہیں مگر اکثر امیر ہی ایسے شغل رکھتے ہیں اور علی‌العموم ہندوؤں کے شہر تھوڑی سی رات جانے پر سنسان ہو جاتے ہیں*

امیروں کی مجلسیں اور تورک و شان

— علاوہ ایسے شاذ و نادر موقعوں کے جیسے کہ شادیاں وغیرہ ہیں خاص خاص تہواروں میں اور بعض دوست آشناؤں کی خاطر سے مجلسیں ہوتی ہیں امیروں کے آپس میں تو اُس جلسہ کا آغاز کھانے سے ہوتا ہی لیکن اُسکا ضروری جز رقص و سرود ہوتا ہی جسمیں نقالوں وغیرہ کے بولانے سے اور رونق تازہ بخشی جاتی ہی اور اس وقت میں خوشبوئیں سلگائی جاتی ہیں اور مہمانوں کو بھینی بھینی خوشبو کے ہار پہنائے جاتے ہیں اور تحفہ تحایف بھی جیسا کہ بیان ہوچکا کچھہ کم ضروری نہیں *

درباروں میں تمام امیروں اور بڑے بڑے عہدہ‌داروں کے راجہ کے سلام کے لیئے حاضر ہونے کے واسطے خاص خاص دن مقرر ہوتے ہیں اور اُن موقعوں پر اس کثرت سے ازدحام ہوتا ہی جیسا کہ یورپ میں شہزادوں کے پیدا ہونے کی خوشی کے دربار میں ہوتا ہی *

دربار میں جو لوگ حاضر ہوتے ہیں وہ باری باری سے راجہ کو ایک رومال پر کچھہ روپیہ رکھکر نذر گذرانتے ہیں اپنے آپ سے اعلی مرتبہ والیکو نذر دینا سرکاری جلسوں کا عام دستور ہی اِس نذر کی مقدار نذر گذرانیوالے کی حیثیت پر منحصر ہی ادنی سے ادنی نذر ایک روپیہ ہوتا ہی اور غریب لوگ بعض وقت صرف پھول ہی پیش کرتے ہیں اور کاریگر کوئی اپنی صنعت کی چیز ہی نذر پکڑتے ہیں اکثر موقعوں پر اسکی عوض میں خلعت ملتا ہی جسکی قیمت کئی نذروں کے برابر ہوجاتی ہی بڑی سے بڑی نذر سو اشرفیاں جو ایکسو پچاس یا ایکسو ستر انگریزی

اشرفیوں کی برابر هوتی هیں هوا کرتی هی مگر لوگ بڑے بڑے بیش بہا جواهرات بهي نذر کرتے هیں اور یہہ بات بهي کچهہ عجیب نہیں هی که جب راجه اپنے کسي امیر سے ملاقات کرنے اُسکے گهر جاتا هی تو وہ اُسکو ایک لاکهہ روپیه کے چبوترہ پر مسند بچهاکر بٹهاتا هی اور یہہ سب روپیه نذر میں هي سمجها جاتا هی یہہ رسم ایسي بڑهي هوئي هی که جب نواب نظام‌الملک حیدر آباد میں رزیڈنٹ سے ملاقات کرنیکو آیا تو اسکا عمل در آمد هوا اگرچه یہہ نواب سرکار انگریزي کے متوسلوں سے مرتبه میں کچهہ هي زیادہ هی اس رسم کا بیان میں اِس لحاظ سے کرتا هوں که اِسکا آجکل رواج هو رها هی مجهکو یہہ یقین نہیں هی که یہہ هندوؤں کي کوئي قدیم رسم هی *

مذهبي تهیواروں کا یہہ حال نہیں هی اُنکا قدیم هونا کسیقدر قریب یقین کے هی اُنمیں مکان کے صدر کمروں کو دیوتا کي عزت میں سجاتے هیں اُس دیوتا کي صورت جو بہت زیب و زینت سے آراسته هوتي هی سنہري کٹهرہ کي آڑہ میں جسپر کلس وغیرہ چڑهے هوتے هیں اُس کمرہ کے بیچا بیچ میں هوتي هی اور راجه اور اُسکے اهلکار بڑے بڑے پر تکلف لباس اور جواهرات پهنے هوئے دیوتا کي خدمت میں صف باندهے هوئے کهڑے هوتے هیں باقي ساز و سامان رسم کا عام جلسوں کیطرح پر هوتا هی راگ شاید اِس تهیوار کے مناسب کچهہ خاص هوتے هونگے مگر خوشبوئیں سلگانا اور پهولوں کا زیور اور اور نذریں معمولي جلسوں کي سي هوتي هیں البته پان و عطر دیوتا کي صورت کے آگے سے لاکر بطور پرشاد کے تقسیم کیئے جاتے هیں *

مذهبي تهیواروں میں سے نہایت مشہور مذهبي تهیوار یا میله لنکا کي فتح کا هی جو رام چندر جي کي عزت میں گهروں سے باهر خواہ مخواہ میدانوں میں کیا جاتا هی *

لنکا لڑائي کے ایک بڑے قلعہ کي صورت کي بنائي جاتي هی جس میں برج اور کنگورہ اور فصیلیں هوتي هیں اور اُسپر ایک ایسي فوج بناکر جسکو رام چندر جي اور اُنکے همراهیوں کا سا لباس پهناتے هیں معه بندروں کي فوج وغیرہ کي نقلیں بناکر حمله کرتے هیں لڑائي کا خاتمه لنکا کي بربادي یعني جلا دینے پر هوتا هی اور آتشبازیاں چهوٹتي هیں جو تمام دنیا کے لوگوں کے خوش هونے کي چیز هیں اور لنکا کے برباد هونے پر رام چندر جي کي فتح مندي کي سواري ایسي شان و شوکت سے نکالي جاتي هی جو به نسبت تماشه کے کسي اور موقع پر نکلنے کے لائق هوتي هی *

اِس تهیوار کو اس سے بهي زیادہ شان و شوکت کے ساتهه دوسري طرز پر مرهٹهے رچاتے هیں اور اسي دن سے وہ اپنے جنگي کار و بار کي اِبتدا کیا کرتے هیں جس خاص واقع کے یادگار میں وہ تهیوار رچاتے هیں وہ یهه هی که رام چندر جي نے اپنے مهم کرنے سے پہلے کچهه عبادت کي تهي اور ایک درخت کي شاخ توڑي تهي *

اُسي قسم کا ایک درخت شهر پاکمبو کے پاس کهلے میدان میں لگایا جاتا هی اور اُن تمام سوار و پیادوں اور توپوں کي جو راجه کي اردلي میں نہیں هوتي هیں اُس میدان میں حلقه کرکے اور ایک جانب میں دورویه صفیں قایم کرتے هیں اور باقي میدان تماشائیوں سے بهر جاتا هی راجه کي سواري اگرچه مسلمان بادشاهوں کي سواري سے کسیقدر گهٹي هوئي هوتي هی مگر هندوستان میں جسقدر سواریاں نکلتي هیں اُن سب سے زیادہ بڑي کر و فر جاہ وحشمت کے ساتهه هوتي هی راجه هاتهي پر سوار هوتا هی اُسکے آگے نشان اور سنهري روپهلي بلم هوتے هیں اور کچهه پیادے پندرہ پندرہ سوله سوله فٹ کے لنبي بانس آنکڑے لگے هوئے هاتهوں میں لیئے هوئے چلتے هیں اور ادهر اودهر امیر و امرا اور جنگي سردار نهایت بیش بها پوشاکیں پهنے هوئے گهوڑوں پر سوار جنکے ساز بهي

نہایت بیش قیمت اور عمدہ ہوتے ہیں ساتھہ ساتھہ چلتے ہیں اور ہر امیر
کے همراہ اُسکے چند مصاحب یا خواص جنکا امتیاز اُنکی سپاهیانہ صورت
سے ہوتا ہی ہوتے ہیں اُنکے پیچھی دور تک ہاتھیوں کی قطاریں جنپر
بڑے بڑے نشان طلائی جنکے پھریروں پر زردوزی کام چمکتی ہوئی بعضوں پر
هودج عماری کھلی ہوئے یا سائبان والی نقرئی صاف یا ملمع کے ایسے جو
اُسی ملک سے مخصوص ہیں کسی ہوئی ادھر اودھر اور پیچھی سواروں
کے پرے جنکی عمدہ وردی دھوپ سے جھلکتی اور شالی رومالوں کے زردوزی
کے پلو ہوا میں اُڑتے ہوے جنپر برچھیاں کندھوں پر اور عالیشان نشان
کھلے ہوے دهنے بائیں جو سوار چلتی ہیں اُن میں سے تھوڑے تھوڑے
نکلکر سواری کے کرتب دیکھاتے ہیں اور پھر اپنے پرے میں ملجاتے ہیں اور
جوں جوں آگے کو بڑھتے جاتے ہیں اپنی ترتیب بدلتی جاتے ہیں کبھی
علحدہ ہوتے ہیں کبھی ملجاتے ہیں یہہ ایک ایسی عمدہ کیفیت ہی
جس سے بڑہ کر اُس وحشی ملک یعنی هندوستان میں دیکھنی میں
نہیں آئی جب راجہ اُس درخت کے قریب آنیکو ہوتا ہی توپوں کی
سلامی چھوٹتی ہی اور پیادے بندوقیں چھوڑتے ہیں اور سواری ایسی تیز
چلتی ہی جس سے ایسا سما بندہ جاتا ہے جیسے کوئی بڑا لشکر سواروںکا
کسی ایسی فوج پر پیادوں کی حملہ کرتا ہی جو اُسکے حملہ کے روکنی پر
طیار کھڑی ہوتی ہی جبکہ راجہ پرستش کرچکتا ہی اور درخت کی
شاخ توڑ لیتا ہی تو اُسکے همراهی بھی اُسکی تقلید کرتے ہیں اور تمام
توپوں کی سلامی ہوتی ہی اور فوج بے ترتیب اور منتشر ہو جاتی ہی
اور جو کے کھیت میں سے جو صرف اسی غرض سے بویا جاتا ہی
ہر شخص پتی توڑتا ہی اور اپنی اپنی پگڑی میں رکھتا ہی اور آپس
میں بغلگیر ہو کر ملتے ہیں اور مبارک سلامت کی دھوم ہوتی ہی
الحاصل اِس تہوار کا خاتمہ اُسی دن دربار ہوکر جسمیں جنگی افسر
اور اہل دربار سب حاضر ہوتے ہیں ہو جاتا ہی *

پینٹھوں کے بازار جو معین وقتوں پر کھلتے هیں اور تیرت جاترہ کے میلے

به نسبت مذهبي میلوں کے عام پینٹھوں یعني سالانه بازاروں میں دهوم دهام شان و شوکت کم هوتي هی لیکن شوق اُنکا بهي لوگوں کو ویسا هي هوتا هی جیسا که مذهبي میلوں کا هوتا هی *

یهه معین وقتوں کے بازار اُسیطرح کے هوتے هیں جیسے که انگلستان میں هوتے هیں اور اُن میں ویسے هي شغل و اشغال اور کار و بار هوا کرتے هیں جو انگلستان کے اسي قسم کے بازاروں میں هوتے هیں لیکن انگلستان میں کسي میلے یا مجمع میں وہ کیفیت اور خوبي نهیں معلوم هوتي هی جو هندوستانیوں کے سفید سفید لباس پر شوخ رنگ کي پگڑیوں یا دوپٹوں سے ظاهر هوتي هی کیونکه اهل یورپ اکثر سیاہ اور خاکي پوشاک پهنا کرتے هیں هندوؤں کو اکثر بهڑک دیکهانے اور نمود بنانے کا سواریوں وغیرہ میں شوق هوتا هی اور اُس میں جب فوج کي آمیزش هو جاتي هے توکچهه اورهي طرح کي کیفیت نظر آتي هے جو یورپ میں دیکهنے میں نهیں آتي هے اِن مجمعوں میں جو دل لگي اور مشغلے هوتے هیں اُنمیں هندو نهایت شوق ذوق کے ساتهه شریک هوتے هیں جس سے اُنکي طبیعت میں امن چین کے لطف اُٹهانے کي رغبت پائي جاتي هی اِن تمام هنگاموں میں گو اُنکو کوئي مذهبي رسم بهي ادا کرني پڑتي هو مگر اُسمیں ایک لحظه بهي نهیں لگتا نه اُسکا کچهه کہنا اُن کے جیمیں رهتا هے *

مذهبي میلوں میں ایک مدت پهلے سے اُس پرستش کے خیال سے جسکے ادا کرنے کا ارادہ هوتا هی اور جاتریوں کے اُس دیوتا کا نام پکار نے یعني اُسکي جے بولنے سے جسکي تیرتهه کو جاتے هیں اور اُس مقام کي عظمت سے جہاں تیرتهه کو جاتے هیں ایک بهت بڑا اثر پرستش کا دلوں میں هوتا هی اور بهت سي رسمیں بهي کرني پڑتي هیں جنمیں سے بعضي رسم میں سب کے سب میلے والی بالاتفاق شریک هوتے هیں

تب ہزارہا آنکھونکے ایک ہی طرف لگے ہونے اور ہزارہا آوازوں میں ایک ہی نام کے پکارے جانے سے جو کیفیت پیدا ہوتی ہی وہ ایسے شخص کے دلپر بھی اثر کرتی ہے جسکو اُس ہنگامہ سے کچھہ غرض نہیں ہوتی ہی *

لیکن ان میلوں میں بھی دل لگی کا خیال بہ نسبت مذہبی ولولہ کے بہت زیادہ ہوتا ہے اور ان میں سے بعضے میلے اکثر سوداگری کی چیزوں کے فروخت ہونے کے لیئے بھی نہایت مشہور منڈیاں ہیں *

باغ اور قدرتی فزا

اعلی درجہ کے لوگوں کے حظ اوٹھانے کی چیزوں میں سے اُنکے باغوں کا ذکر چھوڑنا مجھکو مناسب نہیں معلوم ہوتا اُنکے باغ اگرچہ بناوٹ اور تکلف سے جس سے سادگی کی خوبی جاتی رہتی ہی بھرے ہوتے ہیں لیکن اکثر خوشنما ہوتے ہیں چنانچہ اُنمیں چوڑی چوڑی روشیں اور روشوں کے ایدھر اودھر پتھر یا اینٹ کی نہریں باغ کے مرکز تک بنی ہوئی اور اُنکے آس پاس لالہ وغیرہ کے پہولوں کی کیاریاں بعضی ایک ہی رنگ کے پہولوں سے ہری بھری بعضی میں رنگ برنگ کے پہول ملے جلے ہوتی ہیں اور گرمیوں میں آرام کرنے کے مکان باغوں میں بنے ہوئے ہوتے ہیں استرکاری اور سفیدی سے جھک معمولی عمارتوں سے کسیقدر سبک لیکن خوبصورتی میں کم ایسے ہوتے ہیں کہ باغ کی رونق اور خوبی میں اُنسے بہت سی استعانت نہیں ہوتی مگر رنگتروں اور نیبو چکوترہ کے درختوں کے ہجوم اور سرو کے درختوں کے ساتھہ پہول کے درختوں کے ملے جلے ہونے اور بلند درختوں کہجور وغیرہ اور زرد زرد پہلوں اور خوشبو دار پہولوں کے مخلوط ہوتے سے ایک ایسی کیفیت نظر آتی ہی جو مشرقی ملکوں ہی سے مخصوص ہی گرمیوں کی شدت میں سایہ دار روشوں کے سبب سے جنپر ٹٹیوں پر انگوروں کی بیلیں چھائی ہوتی ہیں اور اور گھنے سایہ دار درختوں کے سبب سے جنمیں ذرہ بھر دھوپ نہیں چھنتی آفتاب کی تیز شعاعوں سے امن و آسایش ملتی ہی اور تسپر اُن

چھوٹي نالیوں میں پاني بہنے سے جنکے ذریعہ سے درختوں کو پاني پہونچتا هی اور بھي طراوت حاصل هوتي هی *

مجھکو اس بات کا شبہہ هوتا هے کہ یہہ موجودہ باغ کہیں مسلمانوں کے ایجاد نہوں کیونکہ اس قسم کے باغوں کا تذکرہ هندو شاعروں کي اُن کتابوں میں جنکا ترجمہ هوچکا هی پایا نہیں جاتا *

هندوستان کے باغوں کے پھولوں اور درختوں کے جمع کرنے میں وہ محنت اور احتیاط نہیں هوتي جو یورپ میں اُنکے جمع کرنے اور ترقي دینے میں کیجاتي هی لیکن قدرتي فزا میں یہہ دونوں باتیں بغیر کسي کے کیئے هندوستان میں خود بخود کمال ترقي پر هوتي هیں چنانچہ تمام ملک میں آم اور پیپل اور املي کے پورانے بڑے بڑے درخت پھیلے هوئے هیں خصوصاً گجرات میں یہہ درخت بڑے بڑے لہریلے خطونمیں (یعني ایسي زمینوں میں جنپر ریت کي لہریں هوا سے کثرت سے بنتي بگڑتي رهتي هیں) اوگی هوئی هوتے هیں جنسے انگلستان کے چراگاهوں کي سي کیفیت نظرآتي هے اور ملک کے اور حصوں میں علی الخصوص روهیلکھنڈ میں هموار خطوں میں آم کے باغ سرسبز اورشاداب فرحت بخش کوسوں تک سلسل کثرت سے هیں کہ جهانتک نظرجاتي هی باغ هي باغ نظرآتے هیں اور بنگالہ کےبعضے حصوں میں مسافر اسي طرح کے هموار میدان میں گذرتا هی جسمیں سراسر دھانوں کے سوا اور کوئي درخت کسي قسم کا نظر نہیں آتا اور اُس میدان کي حدونپر بانسي ایسي گنجان معلوم هوتي هی جسمیں صحرائي جانوروں کے رهنے کا احتمال هوتا هی مگر جب اُسکے قریب پہونچکر دیکھا جاتا هی تو وہ اُس میدان کے گرد میں ایک وسیع احاطہ بانس کے درختوں اور دیہات کا هوتا هی جنمیں جابجا آبادي هوتي هی اُس سے باهرنملکر پھر ویسا هی ایک اور سوا وسیع خطہ سرسبز اور آبادي سے گھرا هوا ملتا هی *

دکھن کے درمیاني حصہ کي زمین ڈھلوان اور لہریلي هی جو بالکل ایسي کھیتي سے سرسبز رهتي هی جس میں گھوڑے کا سوار تک چھپ

جاے † لیکن گرم موسم میں وہ چٹیل میدان پورا رهجاتا هی جسمیں
کوئي درخت یا جهاڑي تک کا پتا نہیں هوتا اور بہت سے مقام مغرب
کیطرف کے پورانے درختوں کے جنگلوں اور خوشبودار اور خوش رنگ
پھولوں کي بیلوں سے معمور هیں یہہ بیلیں یا تو درختوں کي شاخوں سے
لپٹي هوئي یا ایک درخت سے دوسرے درخت تک پھیلي هوئي بھیئت
مجموعي جسامت میں آدمي کي ران کے برابر هوتي هیں هندوستان
کے مشرق ‡ اور وسط § کے جنگل اور مغربي گھاٹ کے قریب کا ایک
جنگل نہایت بلند اور اونچے اونچے ایسے درختوں سے بھرے هوئے هیں
جنکے نیچے آبادیاں بھي هیں اور اُنمیں راستے نہایت تنگ هیں یہہ
جنگل امریکہ کے جنگلي حصوں کے مانند هیں *

اچھے آباد ملک میں بھي جہاں بخوبي تردد هوتا هی کئي کئي
منزل تک لگا تار میدانوں میں ڈھاکہ کھڑا هوتا هی بہار کے موسم میں
اُنکي پتے تو گر جاتي هیں اور سرخ سرخ پھول هر درخت پر سر سے پاؤں
تک لدے هوئے عجیب کیفیت دیکھاتے هیں کہ تمام جنگل میں آگ
سي لگي هوئي نظر آتي هی *

هندوستان میں همالیہ کے دامن کي نہایت عمدہ فزا هی جہاں سے
پہاڑ کي کگریں اونچي نیچي جنکے جا بجا قطار کے ٹوٹنے سے بڑے بڑے
عالیشان پتھر خوشنما معلوم هوتے هیں نظر آتي هیں اور اُن کگروں پر سبزہ
لہلہاتا اور اُنکي چڑھائي کے ڈھلواں سطح پر صنوبر کے بڑے بڑے بلند
درختوں کا هجوم کیفیت دیکھاتا هی اور جابجا اُن پھل اور پھولوں کي
بیل بوٹتوں کي کثرت سے جو یورپ سے مخصوص هیں قدرتي چمن پھولا

† یہہ کھیتي جوار باجرہ کي هوتي هی
‡ دامن کوہ کے سال کے درختوں کے جنگل
§ وہ جنگل جو ناگپور سے بنگالہ اور بندیلکھنڈ سے شمالي سرکار تک پھیلا
هوا هی *

پہلا نظر آتا هی اور تمام چوٹیاں اِس پہاڑ کے سلسلہ کي هميشہ برف سے ڈهکي رهتي هيں جو ايسي خوشنما معلوم هوتي هيں کہ کيسا هي پژمردہ خاطر اور تهڑي هوئي طبعيت والا اُنکو ديکهے جي پهڑک جاے اور وہ کيفيت حاصل هو کہ تا بزيست دل سے نہ بهولے مغربي گهاٹ بهي همايہ سے کسيقدر وسعت ميں کم دلفريب کوهستاني نزا دیکهاتا هی اگر اُنکو نيڈا اور ليڈن نامي جنگلوں سے جنکي خوبي سے هميشہ آرکيڈيا اور يورپ اپني نمود اور فخر جتاتے رهے هيں مشابہہ کہا جاوے تو کچهہ اُنکي تعريف ميں مبالغہ نہوگا *

مگر گهاٹوں کي سير کي کيفيت موسم پر منحصر هوتي هی چنانچہ جب گرميوں کے موسم ميں بادلوں کا شاميانہ اُنپر سے کہلجاتا هی اور سبزہ کا فرش مخملي تہ هوجاتا هی اور آبشار خشک هوجاتے هيں تو صرف پہاڑ کي بلندي کي عظمت و شان اُس کيفيت کا تدارک نہيں کرسکتي جو برسات کے موسم ميں اُس سب سامان کے هونے سے معلوم هوتي هی البتہ بڑے بڑے درختوں کے جهرمٹوں ميں جو گرميوں ميں بهي سرسبز رہتے هيں کسيقدر وهي خوبي باقي رهتي هی *

شہروں کے باشندوں کے بسر اوقات کا طريقہ اور تمام قوموں کے تہواروں کا بيان

شہروں ميں غريب لوگوں کا دن اُسي طرح بسر هوتا هی جسطرح گانوں کے رهنوالوں کا صرف اتنا فرق هوتا هی کہ وہ کهيت پر جانيکے بدلے دوکانوں پر جاتے هيں يا کچهہ چل پهر کر بازار ميں جي بہلاتے هيں گانوں والوں کے مشغلہ ايسے هوتے هيں جنميں جسم پر کچهہ محنت پڑتي هی اور شہر کے باشندوں کے گهر سے باهر کے شغل صرف ميلوں يا تہواروں ميں چل پهر لينا هوتا هی اور بعض آدمي اپني دانوں پيچ والے طريق کي ورزش کرتے هيں اور کشتياں لڑتے هيں ليکن بعض موسموں ميں اُنکي

مناسبت سے کھیل اور تماشے ہوتے ہیں جنمیں ہر قسم کے لوگ بہت شوق سے شریک ہوتے ہیں *

اسي قسم کے کھیل تماشوں میں ایک هولي هی جو موسم بہار کي آمد کي خوشي میں کرتے هیں اُسمیں عوام اور علی الخصوص لڑکے آگ کے گرد ناچتے هوں اور فحش اور هجو کے گیت گاتے هیں اور هر قسم کي گالیاں اور برا بھلا اپنے آپ سے برتر لوگوں کو سناتے هیں اور وہ آزردہ نہیں هوتے بلکہ نہایت خوشي سے سہجاتے هیں اور بڑا کھیل اسمیں یہہ هوتا هی که لوگ ایک دوسرے پر رنگ ڈالتے اور آپسمیں عبیر وگلال اوڑاتے هیں کہیں کہیں رنگ کي پچکاریاں اور گلال کے قمقمی بھي چلتے هیں هر درجه کے آدمي اس کھیل میں نہایت ذوق شوق سے شریک هوتے هیں اور اسقدر ایک دوسرے پر رنگ ڈالتے اور اُسپر گلال لگاتے هیں که بمشکل سے پہنچانے جاتے هیں *

راجه کا دیوان یعنے وزیر اعظم غیر ملکي سفیر کو اپنے مکان پر هولي کھیلنے کو بلاتا هی اور بلا تکلف مدرسه کے طالب علموں کي طرح کھیل کود شوخي و شرارت میں مشغول هوجاتا هی بہت سے اور کھیل بھي اس سے کم ممتاز هوتے هیں جنمیں سے بعضے خاص هیں اور بعضی عام خاص تہواروں میں سے ایک وہ تہوار هی جو مرهٹے باجرہ کي کھیتي پکنے پر اُسکے دانے بھونکر آپسمیں ایک دوسرے کو بلانے میں رچاتے هیں باجرہ بھونکر کھانا گانوں والوں کي تو جبلي عادت هی مگر اس کا رواج اعلی درجه کے لوگوں تک بھي پہونچا چنانچه صوبه برار کا راجه اپنے معزز اهل دربار کو بلاتا هی اور اُنکي دعوت کرتا هی جسمیں پہلے اُنکے روبرو بھونا هوا باجرہ پیش هوتا هی اور پھر عمدہ عمدہ کھانے چنے جاتے هیں *

دیوالي عام تہوار هی اسمیں هر مکان اور مندر چھوٹے چھوٹے چراغوں کي قطاروں سے روشن کیا جاتا ہے جو هر جگہه چھتوں کي منڈیروں اور دیواروں کي کانسوں اور طاقوں اور بانسوں کے ٹھاٹروں پر روشن کیئے جاتے هیں *

بنارس کي دیوالي کي روشني گنگا میں دکھائي دینے سے نہایت خوبي اور کیفیت معلوم هوتي هی جس مہینے میں دیوالي هوتي هی اُس تمام مہینے میں اکثر دیہات اور خاص خاص لوگونکے مکانوں میں چراغ بڑے بلند بلند بانسوں وغیرہ کے ذریعہ سے (جسکو اکاس دیہ کہتے هیں) اسقدر اُنچے لٹکائے جاتے هیں که ناواقف آدمي کو دور سے دیکھکر ستاروں کا اُنسردهوکا هوتا هی *

جنم اشتمیں ایک تہوار هی جسمیں لڑکوں کو کنہیا جي اور اُنکے گوپیوں کي نقل بناتے هیں اور وہ سب حلقہ مار کر ناچتے گاتے هیں (یعني راس کرتے هیں) *

هندوؤں کي ورزشیں

سپاهي وضع لوگ (یعني وہ اعلی فرقہ جو مذهب اور تجارت کے کاموں میں مصروف نہیں رهتا) بھیڑیوں اور هرنوں اور خرگوشوں وغیرہ کا شکار کھیلنے اور اُنکے پیچھے گھوڑا دوڑانے کا شوق رکھتے هیں اور کتونسے جنگلي سور بھي پکڑواتے هیں لیکن زیادہ تر بھروسہ اپني تلوار یا برچھي پر رکھتے هیں اور هاتھیوں پر سوار هوکر بندوق سے شیر کا شکار کھیلتے هیں اور بعضے وقت گھوڑے پر سوار هوکر اور کبھي پیادہ پا بھي شیر پر حملہ کرتے هیں گانوں والے بھي ایسے شیر پر جو اُنکے قرب و جوار میں اجاتا هی اکھٹے هوکر بڑي جوانمردي سے حملہ کرتے هیں مگر جب تک که شیر آدمیوں پر جرأت کرنے کا عادي نہیں هوتا تب تک اُسکو نہیں چھیڑتے *

سپاهي پیشہ آدمي باوجود اپني معهود کاهلي کے سب کے سب چست و چالاک هوتے هیں خصوصاً مرهٹے اپنے گھوڑے اور نیزہ کے کرتب میں مشہور هیں نہایت هلکے پھلکے سوار هوتے هیں اور زیربند تنگ لگاتے هیں اور لگام بھي کڑي مگر بہت سبک چڑهاتے هیں اُنکي گھوڑے پیش سے اُتري هوئے لیکن پٹھوں کے بھاري هوتے هیں اور وہ اُنکو نہایت تنگ اور تھوڑي سي جگہہ میں کاوا انہیں سکہاتے هیں اور کود پھاند جست کرنے کي بھي

اچھی مشق کراتے ہیں کہ وہ اپنے سوار کو اوڑا کر دفعتاً دشمن کے دائیں یا بائیں پہونچاتے ہیں جس سے دشمن کو سنبھلنے کی فرصت نہیں ملتی *

دوسوار ہندوستانی دو بدو لڑنے والے جب ایک دوسرے پر حملہ کرتے ہیں تو وہ اس قسم کے داؤں گھات کرتے ہیں کہ اہل یورپ میں سے جو کوئی دیکھے وہ کھیل اور تماشہ سمجھے چنانچہ وہ ایک دوسرے کے ہاتھہ کے داؤں ہوتے ہیں مگر ہمیشہ دیر تک دھوکہ اور حیلہ سے گھات لگاتے کبھی پاس آتے کبھی بہت علحدہ ہٹ جاتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اُن کا ارادہ آویزش کا نہیں ہی اور حقیقت میں وہ اپنی ہررگ و پی سے اپنا اپنا مطلب حاصل کرنے میں کوشش کرتے ہیں لیکن اپنی چالاکی اور فطرت سے ایک کے حربہ سے دوسرا محفوظ رہتا ہی یہاں تک کہ انجام کار ایک نہ ایک زخمی ہوکر گھوڑے پر سے گرجاتا ہی تب دیکھنے والے کو یقین آتا ہی کہ حقیقت میں یہہ ایک دوسرے کی جان کے درپے تھے *

ہندو توڑے دار بندوق سے نشانہ بھی صحیح لگاتے ہیں لیکن اس کام میں مسلمان اُن سے بہت سبقت لیگئے ہیں *

کرتبوں میں سے یہہ بھی ایک کرتب ہی کہ فیل نشین آدمی اپنے آپ ہاتھی کو ہانکتے ہیں اور اس ذلیل کام کے کرنے کی وجہہ یہہ بتاتے ہیں کہ لڑائی میں اگر فیلبان مارا جاوے تو مالک بے بس نہوجاوے اس کام کی مشق اُس وقت کام آوے قدیم زمانہ میں یہہ فن بہادروں کا نہایت عمدہ ہنر سمجہا جاتا تھا *

ہندوؤں کا لباس

ہندوؤں کا باقاعدہ لباس غالباً وہی ہی جس کا ذکر بنگالہ کے بیان میں ہوچکا ہی اور تمام پکے برہمن وہی لباس پہنا کرتے ہیں جس میں دوچادریں سوتی کپڑے کی ہوتی ہیں جن میں سے ایک (یعنے

دھوتي کا کمر میں لپیٹ کر ایک سرا ٹانگوں میں سے پیچھے کو نکال کر اورس لیتی ہیں اور کچھہ حصہ اُس کا چن کر گھٹنوں سے نیچے تک آگے لٹکتا رکھتی ہیں اور دوسري چادر کھندھوں پر ڈال لیتی ہیں اور کبھي کبھي سر سے بھي اوڑہ لیتی ہیں کیونکہ سر ڈھکنے کي کوئي علحدہ شی نہیں ہوتي † داڑھي اور سرکے بال منڈاتے ہیں مگر ایک لنبا گچھا بالوں کا (یعنی چوٹي) سر پر باقي رکھتی ہیں اور سوائے سخت برھمنوں کی موچھیں اکثر رکھتی ہیں اور بجز بنگالہ کے ہندوؤں کے اور سب ہندو جو نہایت محتاط نہیں ہوتے ایک چھوٹي سي دھوتي بہت چست باندہ کر اوپر سے ریشمین یا کسي چھینٹ کا پایجامہ پہنتی ہیں اور ایک رنگین ململ کي کمري پہنکر کندھوں پر اُسي ململ کا ایک دوپٹہ اور سر پر پگڑي رکھتی ہیں اور بعضی مسلمانوں کي طرح ڈھیلی پائچوں کا پایجامہ پہنتی ہیں *

نہایت کامل لباس ایک سفید اور لنبا جامہ باریک اور صاف ململ کا ہوتا ہی اور کمر سے نیچے اُس میں بہت سا کپڑہ چنا ہوا ہوتا ہی جامہ اور کمري اور پگڑي اور بازو بند اور مالا اور جواھرات سے پوشاک کامل ہوجاتي ہی *

چونکہ یہہ پوشاک کسیقدر مسلمانوں سے لي ہوئي ہی اس لیئی بہت قدیم نہیں لیکن اس کا صحیح نقشہ مصر کے شہر تھیبس کے قبرستان میں بعض بادشاہوں کي تصویروں میں پائی جانے سے بڑي حیرت ہوتي ہی ‡ ان صورتوں میں انداز وضع اور اور ہرشی بالکل وھي معلوم ہوتي ہی جو آج کل کے ہندو راجاؤں کي ہی *

---

† یہہ ٹھیک ٹھیک وھي لباس ہندوؤں کا ہی جسکا ایریئن مورخ نے سکندر کي تاریخ کے اُس حصہ میں ذکر کیا ہی جس میں ہندوؤں کا حال لکھا ہی

‡ خصوصاً مشہور غاربلزني کے ایک دروازہ کے پہاوؤں پر جو صورتیں بني ہوئي ہیں

عورتوں کا بیان

عورتوں کا لباس بھي قریب قریب اسیکے هی جو مردوں کا بیان کیا گیا هی مگر اُنکي دھوتي اور چادر لنبي اور نہایت شوخ رنگوں سے رنگي هوئي هوتي هی مرد اور عورت دونوں بہت قسم کے زیور پہنتے هیں ادنی درجه کے مرد بھي بالیاں اور بازوبند اور مالا وغیرہ پهنا کرتے هیں بعضے وقت زیور اِس خیال سے پہنتے هیں که جسقدر روپیه موجود هوتا هی اُسکے رکھنے کا یهه نہایت آسان طریقه هی لیکن کبھی کبھي مالا ایک خاص قسم کے بیر کے جو ایک کھردرا خوشنما سیاهي مائل بھورا دانه خشک هوکر بنجاتا هی یا لکڑي کے خراد پر اوتر ے هوئے دانوں کي هوتي هی جسمیں ترتیب وار سونے یا مونگے کے دانه هوتے هیں گردن کھلي هوئي اور پاؤں ننگے رهتے هیں مگر گھر سے باهر جانے پر تات بافي لنبي نوک کي جوتیاں پہني جاتي هیں جو پالکي یا کمرہ کے پاس پہنچکر پھر اوتار کر رکھه دیجاتي هیں بچوں کو سونے کے زیور سے لادے رکھتي هیں جس سے اکثر بچه کشي کي ترغیب هوتي هی *

قدیم زمانه میں هندوؤں کي عورتیں انگریزوں کي عورتوں سے کسیقدر کم بے حجاب اور بے تکلف تھیں بالکل پردہ نشیني کي رسم مسلمانوں کے عہد سے شروع هوئي اور اب بھي یهه رسم سپاهي وضع فرقه سے مخصوص هی اور قومیں کچھه پردہ لحاظ کا خیال نہیں کرتیں چنانچه برهمنوں کو اسپر ذرا بھي توجهه نہیں پیشوا کي بي بي کیلے خزانه مندروں میں پیادہ پا جایا کرتي تھي اور بے پردہ سواري پر سوار هوکر اپنے رتبه کے موافق جاہ و حشم همراہ لیکر بازاروں کي سیر کیا کرتي تھي *

مگر عورتیں مردوں کے جلسوں میں شریک نہیں هوتیں اور اُنکو مرتبه میں مردوں کي برابر نہیں سمجھا جاتا ادنی درجه کے لوگوں میں عورت کھانا پکاکر خصم کے آگے پروستي هی اور اُسکے کھا چکنے تک آپ نہیں کھاتي جب مرد و عورت دونوں کہیں جاتے هیں تو عورت باوجود نہونے

کسي ایسي دقت کے جس سے برابر چلنا ممکن نهو مرد کے پیچھے پیچھے چلتي هی عورت کو مارنا پیٹنا عوام میں ایسي بیعزتي نهیں سمجھا جاتا جیسا که انگریزوں میں عوام‌الناس سمجھتے هیں عورتوں کے کم رتبه ٹھرائے جانے کے برخلاف قدرتي محبت اور عقل کے باعث سے وہ اپنے حق کو پہنچ جاتي هیں چنانچه شوهر اپني زوجه پر اعتماد رکھتا هی اور اُس سے صلاح و مشورہ کرتا هی اور اُسکي خوشي کو اپني مرضي پر غلبه دیتا هی جیسا که اور ملکوں میں دستور هی *

غلامي کا بیان

هندوؤں کي تربیت اور شایستگي میں دوسرے عیب اور نقصان کے معلوم هونے سے جو به نسبت اس برائي کے جسکا ابهي ذکر هوا زیادہ اصلي اور حقیقي هی بادي‌النظر میں جو خیال اُسکي برائي کا دل میں آتا هی حقیقت میں اُس سے بہت کم برائي اُسمیں هی گھروں میں جو غلام علی‌العموم هوتے هیں وہ کچھه نہایت سخت غلامي کي حالت میں نهیں هوتے غلام اکثر خانه زاد یا ایسے بچه هوتے هیں جنکے ماں باپ قحط میں افلاس کے باعث بیچ ڈالتے هیں یا ایسے بچه هوتے هیں جنکو بنجارے جو گروہ اُن گله بانوں کا هوتا هی جنکي معیشت جنسوں کے ایک ملک سے دوسرے میں ملک لیجاکر فروخت کرنے پر منحصر هوتي هی ایک ملک میں سے پکڑ کر دوسرے ملک میں لیجاکر بیچ‌ڈالتے هیں البته جرم قابل سزا کے هی لیکن انگریزوں کي غلاموں کي تجارت کي نسبت اُسکي گرفت هوني دشوار هی کیونکه وہ شاذ و نادر هوا کرتا هی خانه‌زاد غلاموں کے ساتھه نوکروں کیطرح پیش آتے هیں نوکروں سے اُن میں اتنا فرق هوتا هی که اُنکو خاندان کا متوسل سمجھا جاتا هی اُنکے فروخت کیئے جانے کي نسبت مجھکو شبهه هی اُنکي صورت سے غلام هونا سمجھه میں نهیں آتا کیونکه آزاد آدمیوں سے اُنمیں کوئي فرق اور امتیاز نهیں رکھا جاتا هی مگر غلامي کسي موقع پر برائي سے خالي نهیں هوتي چنانچه جو لڑکیاں پکڑي

اتي هيں اُن کو چکلہ والی بازار میں بیٹھا کر خرچي کمانے کي غرض سے پرورش کرتے ہیں اور اور عورتوں میں اُنکے مالک اپنے خرچ میں لاتے ہیں یعني حرم بناتے ہیں جسکي جان سے اصل بی بی اُن پر جور و ستم کرتي ہی *

ہندوستان کے بعض حصوں میں غلام کچھہ امیروں کے ہاں نہیں ہوتے بلکہ غریب کاشتکاروں کے پاس بھي ہوتے ہیں جنکے ساتھہ وہ اُسیطرح پیش آتے ہیں جیسے اور اپنے خاندان والوں کے ساتھہ منو کے مجموعہ کي رو سے معلوم ہوتا ہی کہ ایسے غلام جو کاشتکاروں سے متعلق ہوں نہ تھے مگر یہہ دریافت ہوتا ہی کہ جب ہندو جنوب کي طرف پھیلے تو اُنہوں نے اُس طرف اس قسم کي غلامي یا خود قایم کردي یا وہاں پہلے ہي سے ہوتي ہوئي پائي بعض ایسے ضلعوں میں جو جنگلوں میں واقع ہیں کاشتکاروں کے پاس ایسے غلام پائی جاتے ہیں جنکي نہایت کم بندش اور روک ٹوک ہی بلکہ کسیقدر مزدوري کي اجرت کا بھي مستحق اُنکو سمجھا جاتا ہی ہندوستان کے جنوب میں جو غلام زمین سے متعلق ہوتے ہیں زمین کے بکنے پر وہ بھي اُسکے ساتھہ فروخت شدہ سمجھے جاتے ہیں اور ملیبار میں جہاں اُن کي نہایت بري حالت ہی زمین سے علحدہ بھي بک جاتے ہیں ملیبار میں اور غایت جنوب میں جو تعداد اِن غلاموں کي لوگوں نے قیاس کي ہی وہ ایک لاکھہ سے چار لاکھہ تک ہی بنگالہ اور بہار میں اور گجرات کے شمال و مشرقي کوہستاني حصہ کي طرح اور پہاڑي حصوں میں بھي اس قسم کے غلام موجود ہیں مگر ہندوستان کے کل باشندوں سے غلاموں کي نسبت نہایت خفیف ہی اور اُسکے بہت سے حصوں میں زمین سے تعلق رکھنے والی غلاموں سے تو لوگ واقف بھي نہیں ہیں *

شادي کي رسمیں

شادیوں میں بہت سي رسمیں جنمیں سے تھوڑي سي دلچسپ بھي ہیں ہوتي ہیں اُنمیں سے دولہ دلھن کے ہاتھہ ملاکر ایک ایسي گھاس

سے جسکو مقدس سمجھا جاتا هی باندھتا هی لیکن شادي کا ضروري جز یہه هی که دلہن سات قدم چلتي هی اور هر قدم پر خاص اشلوک پڑھا جاتا هی ساتواں قدم رکھنے کے بعد شادي مستحکم هو جاتي هی † یهي ایک طریق شادي کا مروج اور جایز هی باقي سات طریق منسوخ اور متروک هوگئی هیں ‡ *

منو کے مجموعه میں جو ممانعت اسبات کي هی که دلہن کا باپ دوله سے کوئي شے ایسي نلیوے جس سے معاوضه مفہوم هووے اُسکي آج کل زیاده پابندي هوتي هی اِس معامله میں اِسقدر هتک عزت کا خیال رهتا هی که شادي هو جانے کے بعد بھي داماد سے امور متعلق زندگي میں کسي قسم کي مدد لینا بے عزتي سمجھا جاتا هی یہه بات لابدي هی که دوله دلہن کے باپ کے گہر پر بیاهنی کو آئی اور وهیں سے شادي کرکے لیجائی *

دوله جب بیاهنے آتا هی تو مہمانداري کے وهي سب طریقے جو قدیم سے چلے آتے هیں برتے جاتے هیں اب بھي قدیم رسمیں مہمان نوازي کي اِس طرح پر ادا کیجاتي هیں که دعوت کي نظر سے گائی دوله کے روبرو پیش کرتے هیں لیکن دوله اُسکي جان بخشي کراتا هی اور اُسکے کہنے سے اُسکي جان چھوڑ دي جاتي هی § *

راجاؤں کي شادیوں میں جنکي دلہن غیر ملک سے آتي هی ایک علحده مکان دولہن اور اُسکے باپ کے واسطے زر خطیر لگاکر بیدریغ تعمیر کرایا جاتا هی اور عام شادیوں میں جس سواري میں دوله دولہن کو لیجاتا هے وه نہایت شان و شوکت والي اُنکے مقدور کے موافق هوتي هے *

† کالبروک صاحب کي تحقیق مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۳۰۳ و ۳۰۹

‡ ایضاً صفحه ۳۱۱

§ کالبروک صاحب کي تحقیق مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۲۸۸ و ۲۸۹ مہمان کي دعوت میں گائی کا ذبح هونا ایسا معمولي طریقه ٹہرا هوا تہا که شنسکرت میں مہمان کا لقب گؤ گہنا (یعنی گائی کا هلاک کرنے والا) مقرر هوگیا تہا

بنگاله میں ان سواریوں پر بہت سا مال و دولت خرچ هو جاتا هی اور شادیوں میں کئی کئی لاکهه روپیه لگتا هی † دولهه دلهن عموماً بچے هوتے هیں جنکي عمر دس برس سے کم هوا کرتي هی اور دولهن کا نابالغ هونا ایک ضروري امر هی اِن بیوقتي شادیوں سے ربط و اتحاد باهمي پیدا هونے کے بجاے اُنمیں اکثر آغاز عمر سے هي ایسي نا اتفاقي پیدا هوتي هی جو عمر بهر نهیں جاتي *

اولاد کي تعلیم کا طریقه

هندو اپني اولاد کے ساتهه اُنکے بچپن میں بہت محبت کرتے هیں لیکن جوان بیٹوں کے ساتهه اُنکا لڑائي جهگڑا رهتا هي جسکا سبب غالباً باپ کے اختیاروں کا اپنے مال و متاع کي نسبت از روئے قانون کے محدود هونا معلوم هوتا هی *

لڑکوں کو جوانوں کیطرح لباس پهناکر اور چهوٹي چهوٹي هتیار بندهوا کر مجلسوں میں اپنے ساتهه لیجاتے هیں اور وہ لڑکے بهي بڑے بوڑهوں کے ادب اور قاعدہ سے بیٹهتے اُٹهتے هیں بلکه اُنسے اکثر تکلف کي باتیں بهي وقوع میں آتي هیں *

عوام‌الناس کے بال بچے گلي کونچوں میں خاک اڑاتے آپس مٰیں دنگا فساد مچاتے پهرتے هیں اور انگلستان کے عام لوگوں کے لڑکے بالوں سے بڑهکر بیقید هوتے هیںٔ اس عمر میں وہ سب علی‌العموم بہت خوبصورت هوتے هیں *

عام لوگوں کي تعلیم لکهنے اور حساب کے اصول سیکهنے سے زیادہ نهیں بڑهتي تمام شہروں اور بعض دیہات میں بهي مدرسه هیں جہاں تهوڑي سي فیس دیني پڑتي هی اور هر لڑکے کي تعلیم کے خرچ کا هندوستان کے جنوب میں ساڑهے سات سے آتهه روپیه تک سالانه تخمینه کیا گیا هی ‡

---

† وارڈ صاحب کي کتاب جلد ۱ صفحه ۱۷۰

‡ کپتان هارکنس صاحب کا قول مندرجه رائل ایشیا تک سوسیئٹي نمبر ۱ صفحه ۹

لیکن اور مقاموں میں وہ بہت کم ہوگا بنگالہ اور بہار میں فیس اکثر تھوڑا سا غلہ یا کچھی ترکاري ہوتي هی † گرو یعني معلم اُنکو اپنے نائب یعني گر چھتروں کي مدد سے اُس طریق پر تعلیم کراتے هیں جو طریقہ مندراس سے حاصل کرکے اِنگلستان میں رائج کیا گیا *

جس قدر لڑکے مندراس احاطہ میں عام مدرسوں میں تعلیم پاتے هیں اُنکي تعداد کي نسبت منرو صاحب کے تخمینہ کي بموجب تین میں ایک سے کم هی اگرچہ یہہ تعداد گھٹتي هوئي هی لیکن اُنکي یہہ راے بہت ٹھیک هی کہ یہہ نسبت اُس سے بہت زیادہ هی جو اب سے تھوڑے هي عرصہ پہلے یورپ کے اکثر ملکوں میں تھي غالب ایسا معلوم هوتا هی کہ اور احاطوں میں بھي طالب علموں کي نسبت مندراس سے کچھہ زیادہ نہوگي مجھکو یہہ شبہہ البتہ هی کہ کہیں اوسط نسبت اِس سے بہت زیادہ نہو عورتیں هر جگہہ بالکل نا تربیت یافتہ هیں *

آسودہ حال آدمي اپنے بچوں کو عام مدرسوں میں نہیں بھیجتے بلکہ پنڈت نوکر رکھکر اپنے اپنے گھر پر تعلیم کراتے هیں بڑے بڑے علم اکثر مفت سیکھائے جاتے هیں چنانچہ بڑے بڑے ذي علم پنڈتوں کي جو اُن علموں کي تعلیم کرتے هیں اور اکثر اُنکے طالب علموں کي بسر اوقات اُن بخششوں سے هوتي هی جو راجہ اور امیر لوگ بطور نذرانہ کے اُنکو دیتے هیں *

برهمنوں کے سوا اب کسي اور قوم میں علم باقي نہیں رها اور اُنمیں بھي زوال پر هی *

قدیم علم کي باقیات جو اب موجود هیں اُنسے وہ بڑا درجہ جس تک قدیم زمانہ میں علم پہونچا تھا بخوبي ظاهر هوتا هی لیکن اُس زمانہ میں علم کي کثرت سے شایع هونے پر اِسطرحکي کوئي دلیل پائي نہیں جاتي اور اگلے وقتوں میں چار قوموں میں سے تین قوموں کو بید پڑھنے

---

† آدم صاحب کي رپورٹ تعلیم مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۸۳۸ ع

پر راغب کیئے جانے سے یہہ بات ظاہر ہی کہ تینوں فرقے اس زمانہ کی نسبت بہت زیادہ علم و آگاہی رکھتے تھے *

ہندوؤں کے لقب اور نام

مختلف تاریخوں میں جو ہندوؤں کے خطاب اور نام وغیرہ آتے ہیں اُنکے باسانی سمجھہ میں آنے کے لیئے اُنکا بیان اُس سے زیادہ ہمکو کرنا مناسب ہی جسقدر کہ معمولی طور پر ہونا چاہیئے تھا *

ہندوؤں کی چند ہی قوموں میں خاندانی نام ہوتے ہیں چنانچہ مرہٹوں کے خاندانی نام ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے کہ اہل یورپ کے راجپوتوں میں خاندانی ناموں کے بجاے قومی نام ہوتے ہیں اور یہی حال ہندوستان کے شمالی حصہ کے برہمنوں کا ہی *

ہندوستان کے جنوب میں معمول یہہ ہی کہ ہر شخص کے نام پر شروع میں اُس مقام یا بستی کا نام لگا دیتے ہیں جہاں کا وہ رہنے والا ہوتا ہی مثلاً کارپا کاندی راؤ یعنی کارپا کا رہنے والا کاندی راؤ † نہایت عام طریقہ بڑے موقعوں پر نام لینے کا جو ایشیا کے اکثر حصوں میں رایج ہی ابنیت کا ہی یعنی آدمی کا نام بقید ولدیت کے لینا مگر یہہ طریقہ شاید مسلمانوں سے لیا گیا ہی *

تاریخ کا پڑھنے والا اہل یورپ کسی شخص کے ناموں میں سے کوئی سا نام اختیار کرلے یعنی اختصار کی نظر سے خواہ پہلا خواہ پچھلا نام لیوے لیکن پہلا نام شہر کا ہوگا اور پچھلا مسمی کے باپ کا یا اُسکے قوم کا ہوگا اُسکا نہوگا *

ایک اور مشکل خصوصاً مسلمانوں میں خطاب کے تبدیل ہونے سے پیش آتی ہی جیسا کہ انگریزی امیروں میں بھی دستور ہی *

کریا کرم

ہندو اپنے مردوں کو عموماً دفن نہیں کرتے البتہ سادہ سنت وغیرہ

---

† شہروں سے بھی آدمیوں کا اکثر لقب مشہور ہوجاتا ہی

اپنے مردہ کو چار زانو بیٹھا ہوا دفن کرتے ہیں مریض قریب‌المرگ کو
ایک قسم کی گھاس سے بنے ہوئے پلنگ پر جسکو مقدس جانتے ہیں
لٹاکر گھر سے باہر اگر گنگا قریب ہوتی ہی تو اُسکے کنارہ پر لیجاتے ہیں اور
اُسپر کالی تلسی کی پتی جسکو ہندو متبرک سمجھتے ہیں ڈالتے ہیں
اور بیمار سے بھجن اور دعائیں کہلاتے ہیں اگر وہ اِس حالت کے بعد موت
کے پنجہ سے بچ رہتا ہی تو اپنے خاندان میں شامل نہیں ہوسکتا لوگ
گنگا کے کنارہ پر ایسے لوگوں کے گانوں کے گانوں آباد بتاتے ہیں جنکے جورو
بچے گھر باہر وہاں دوسرا ہوگیا ہی مگر جو لوگ اچھی واقفیت رکھتے
ہیں وہ اس رسم سے اِنکار کرتے ہیں اور اُسکا وجود نہیں بتاتے غالباً یہہ
کہانی کسی غلط فہمی سے بنگئی ہی بعد وفات کے مردہ کو نہلاکر خوشبو
لگا ہار سجا ارتھی پر لٹا کر لیجاتے ہیں اور مذہبی تاکید ہی کہ ارتھی
کے آگے آگے باجا بجتا جاوے جسپر ہندوستان کے جنوب میں اب بھی
بڑی توجہہ ہوتی ہی اور وہاں یہہ بھی دستور ہی کہ مردہ کا چہرہ کھلا
ہوا رکھتے ہیں جسکو سندور سے نہایت سرخ کر دیتے ہیں برخلاف اِسکے
اور حصوں میں مردہ کا جسم نہایت احتیاط سے کپڑہ سے ڈھکتے ہیں کہ
ذرا کسیطرف سے کھلا ہوا نہیں ہوتا سوائے دکھن کے مردہ کو بغیر باجے
کے لیجاتے ہیں اور جتنے آدمی ارتھی کے ساتھہ ہوتے ہیں کچھہ کچھہ
ماتم کرتے جاتے ہیں *

عوام‌الناس میں سے ہر ایک مردہ کی چتا چار پانچ فٹ سے زیادہ
بلند نہیں ہوتی اور اُسکو پھولوں سے آراستہ کیا جاتا ہی جلتے وقت گھی
اور خوشبو دار تیل آگ کے شعلوں پر چھڑکتے جاتے ہیں جسوقت چتا
بناکر معمولی رسمیں کرچکتے ہیں تب اُسمیں ایک رشتہ دار آگ لگاتا
ہی اور بعدہ بہت سی رسمیں کرکے سب عزیز و اقربا نہاتے ہیں اور ساری
چتا میں آگ پھیلجانے تک بیٹھے رہتے ہیں اُنکے کپڑے پانی میں بھیگے
ہوئے اور چتا کیطرف بچشم افسوس و حسرت دیکھتے ہوئے دیکھکر تماشائی

کا دل بھر آتا ھی مگر یہہ اُنکا لباس بھگونا اور رنج و الم کرنا مذھب کے خلاف ھی بلکہ ازروے مذھب کے یہہ ھدایت ھی کہ اشلوک پڑھکر اپنے رنج کو ٹالیں اور گریہ و زاری سے باز رھیں † *

ھندو قبریں صرف اُن لوگوں کی بناتے ھیں جو لڑائی میں مارے جاتے ھیں یا ایسی عورتوں کی خاکستر کو دفناتے ھیں جو اپنے شوھروں کے ساتھہ ستی ھوتی ھیں اور اُنکی قبریں چھوتے چھوتے مربعہ چبوترے ھوتے ھیں *

کریا کرم کی اور رسمیں جو کبھی کبھی معین وقتوں میں مردوں کے واسطے کیجاتی ھیں اُنکا مفصل بیان اِس کتاب کے پہلے حصہ میں کیا گیا اِس موقع پر میں صرف اُس بڑے خرچ کو بیان کرتا ھوں جو بعض اوقات اِس کام میں کیا جاتا ھی چنانچہ جون سنہ ۱۸۲۳ ع کے کلکتہ کے اخبار میں چھپا تہا کہ وھاں کے ایک مشہور خاندان نے اِس موقع پر علاوہ بہت سی بخششوں کے جو برھمنوں کو دیں پانچ لاکھہ روپیہ محتاجوں پر خیرات کیا اِس رقم میں میری راے میں وہ بیس ھزار روپیہ بھی شامل ھی جو وہ خاندان نادار قرضداروں کی عوض ادا کرتا ھی ‡ *

ستی کا بیان

یہہ بات مشہور ھی کہ ھندوستان کی عورتیں اپنے شوھروں کی چتا

---

† اُن اشلوکوں میں سے یہہ اشلوک بھی ھیں — بیوقوف ھی وہ شخص جو اِنسان کی ایسی زندگی کی ھمیشگی چاھتا ھی جو کیلے کی شاخ کی مانند کمزور اور سمندر کے بخار کیطرح ناپائدار ھی — تمام ادنی سے ادنی چیزیں فنا ھونگی اور آخرکار اعلی سے اعلی چیزیں بھی نیست و نابود ھونگی — روحیں اُن آنسوؤں میں جو اُنکے عزیز و اقربا بہاتے ھیں نارضامندی سے شریک ھوتے ھیں روح واویلا نہیں کرتی بلکہ اپنے مردہ جسم کی کریا کرم میں محنت کے ساتھہ مصروف ھوتی ھی — کالبروک صاحب کی تحقیق مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحہ ۲۴۴

‡ کوارٹرلی اوریئینٹل میگزین بابت ستمبر سنہ ۱۸۲۴ ع صفحہ ۲۳

پر اپني جان کھوتي ہیں اُسکو ستي ہونا کہتے ہیں جس زمانہ میں اس وحشیانہ رسم نے رواج پایا ہی وہ تحقیق نہیں ہی منو نے اس پر کچھہ اشارہ نہیں کیا ہی اُسکے اُس بیان سے جس میں اُسنے بیوہ عورتوں کي وفاداري کے چلن کا ذکر کیا ہی اسبات میں کوئي شبہہ نہیں رہتا کہ شوہروں کي وفات کے بعد بیوہ عورتیں اُس زمانہ میں زندہ رہتي تہیں بعضی خیال کرتے ہیں کہ قدیم سندوں خصوصاً رگ بید کي رو سے یہہ رسم جایز ہی لیکن بعضے اُسکے معني اور طرح پر لیتے ہیں † بیشک یہہ رسم بہت قدیم ہی چنانچہ ڈائیو ڈورس مورخ نے اسکي ایک مثال اپني اُس تاریخ میں جو قبل ظہور حضرت مسیح علیہ‌السلام اُسنے لکھي ہی بیان کي ہی اور لکھا ہی کہ یہہ ستي کي رسم یومینیز کي فوج میں تین ہزار برس قبل مسیح علیہ‌السلام کے ہوئي ‡ *

شخص متوفی کي بي‌بیوں میں سے اُسکے دعوي کو ترجیح دیني جو عمر میں زیادہ ہو اور حاملہ عورت کے جلانے کي ممانعت کے ہندوستاني قانون اور اور اسي قسم کي باتیں جنکو ڈائیوڈورس نے بیان کیا ہی وہ في‌الواقع ہندوؤں کي قوانین سے اسقدر مطابق ہیں اور اور رسمونکا حال بھي جو اُسنے لکھا ہی ایسا صحیح ہی کہ ڈائیوڈورس کا بیان بالکل درست اور سچ معلوم ہوتا ہی پس یہہ رسم یومینیز کے زمانہ میں اگرچہ ایسي پھیلي ہوئي نہ تھي مگر ایسي ہي اچھي طرح سے تسلیم کي ہوئي تھي جیسے کہ آج کل ہی *

---

† راجہ رام موہن نے جو اِس مقام کے معني لیئے ہیں اُنکو دیکھو صفحہ ۲۰۰ سے لغایت ۲۶۶ اور کالبروک صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۴ صفحہ ۲۵۵ اور پروفیسر ولسن صاحب کي تحریر مندرجہ لکچرھاے مقام اکسفورڈ صفحہ ۱۹

‡ ڈائیوڈورس سائیکولس حصہ ۱۹ باب ۲ اِس رسم کا بیان اسٹریبوني بھي بسند ایرسٹوبولس اور اونی سیکریٹس کے کیا ہی مگر ڈائیوڈورس کیطرح صفائي سے نہیں کیا

ڈائیوڈورس نے اس رسم کا باعث انگریزوں کے پادریوں کي طرح اُس ذلیل حالت کو قرار دیا هی جسمیں عورت اپنے شوهر کي وفات کے بعد مبتلا هوتي هی لیکن اگر یهہ خیال عام هوتا تو ستي کا طریقہ بہت کم نهوتا زیادہ تر غالب یہہ معلوم هوتا هی کہ فی‌الفور بہشت کے عیش و عشرت کے مزے اڑانے کا شوق اور اپنے شوهر کو بهي اُن لذتوں کے مستحق کرنے کي امیدیں اور وہ فخر جو جان بوجهہ کر جان دینے یعني ستي هونے کا هوتا هوگا اُن چند عورتوں کي طبیعت میں جوش اور ولولہ پیدا کرنے کے لیئے کافي وافي هوگا جو ایسے هیبت ناک امتحان میں اپنے آپکو مبتلا کرتي هیں *

کہتے هیں کہ خود رشتہ‌دار بیوہ عورت کو اس غرض سے خودکشي پر امادہ کرتے هیں کہ اُسکا مال و متاع اُن کے هاتهہ لگ جاوے مگر اُن واقعات کي تعداد کي مناسبت سے بهي جنمیں بیوہ عورتوں کے پاس مال و متاع چهوڑ جانے کے واسطے هوا هی یهہ خیال کرنا کہ ایسي حرکتیں اکثر هوتي هیں انسان کي جبلي عادت پر نہایت سخت راے قایم کرنا هی حقیقت میں اسبات پر باطمینان بهروسہ کرنا چاهیئے کہ رشتہ‌دار اگر تمام موقعوں پر نہیں تو اکثر میں بیوہ کو جان کهونے سے باز رکهنے پر دلسے راغب هوتے هیں چنانچہ اُسکو باز رکهنے کے واسطے اپني فہمایش اور اگر چهوٹے بچے هوتے هیں تو اُنکي خوشامد کے علاوہ اپني نہایت دوست خاندانوں اور اور عالي مرتبہ رکهنے والوں سے اُسکو فہمایش کراتے هیں اگر یهہ واقعہ کسي عالي خاندان میں هونے کو هوتا هی تو خود راجہ بیوہ کے سمجهانے اور اُسکو تسلي دلاسا دینے کو جاتا هی بہت سے ستیوں کا هونا راجہ کي حکومت کے حق میں برا شگون سمجها جاتا هی عام تدبیر بیوہ کو اس جان جوکهوں سے باز رکهنے کي یهہ هوتي هی کہ اُسکو اس قسم کي ملاقاتوں میں مشغول رکهہ کر مردہ کو اُسکي آنکهہ بچا اور لیجاکر پهونک دیتے هیں *

بیوہ کے ستي کرنے کا طریق مختلف هی بنگاله میں مردہ اور اُسکي زوجه کو چتا پر لٹاکر رسیوں اور بانسوں سے جکڑکر باندھ دیتی هیں که اُٹھه نه سکے اور اوڑیسه میں گڑھا کھودکر اُسمیں مردہ کو جلاتے هیں جسمیں اوپر سے عورت کود پڑتي هی اور دکھن میں چتا پر عورت اپنے شوهر مردہ کا سر زانو پر لیکر بیٹھتي ہے اور چتا کے ایدھر اودھر بلیاں کھڑي کرکے اُنمیں لکڑیوں کي چھت رسي سے باندھ کر اُسکی سر پر لٹکاتے هیں اور اُس مردے اور عورت کے آس پاس برابر لکڑیاں چنتے چلے جاتے هیں جنمیں یا تو اُس کا دم گھٹ جاتا هی یا وہ چھت اُوپر سے گر پڑتي هی اور سر کچل جاتا هی *

ایک بیوہ کو ستي هوتے هوئے دیکھنا روح پر صدمه پهونچنی کي بات هی مگر یهه بات کهني مشکل هی که اُس کے دیکھنی سے تماشائي کے دل میں ترس اور رنج زیادہ پیدا هوتا هی یا حیرت اور عظمت ستي هونے والي عورت کا استقلال اور تحمل جو انسان کے مقدور سے باهر هی اپنے مملوکه اشیا کو اُسیوقت تقسیم کرنے اور آس پاس والوں سے وداعي سلام و دعا کهني سنی اور لوگوں کي طرف سے اُسکي تعظیم اور آداب پیش هونے سے دو بالا هوجاتا هی اور سخت موت جو اُس کي منتظر هوتي هی اُس کا اُسکي باتوں سے ظاهر میں کچھه خوف نه معلوم هونے سے دونا اثر طبیعت پر هوتا هی اِسکی بعد جو کچھه خیال آتے هیں وہ اس سے مختلف هیں یعنے طبیعت یهه سوچنے سے منفعل هوتي هی که وہ ایک ضعیف هستي صرف خیالات باطل کے سبب سے جان نثاري کا وہ کمال ظاهر کرتي هی جس سے بڑے بڑے حب وطن والوں اور شهیدوں کے کام سبقت نهیں لیجاسکتی *

میںنی سنا هے که گجرات میں عورتیں ستي هونے کو طیار هوتي هیں تو اُن کو افیون کهلاکر بیهوش کردیتی هیں اور ملک کے اکثر اور حصوں میں یهه حال نهیں هوتا چنانچه عورت ستي هونے کي تمام رسموں کو

بکمال استقلال ادا کرتي هی اور کچهه بهي هراس أسكي طبيعت پر ظاهر
نہیں هوتا اکثر عورتوں کو لوگوں نے ستي هوتے هوئی دیکها که آگ کي
لپٹوں میں اپني دونوں هاتهه جوڑ کر سرکو لگاے أسیطرح دعا میں مشغول
بے کہتکی بیتهی هوئی هیں جیسیکه عام عبادت میں دعا مانگا کرتے
هیں برخلاف اِسکے ڈرپوک عورتوں کي مثالیں بهي ایسي دیکهنے میں
أئي هیں که جان کے ڈرسے جلتي آگ میں سے نکل نکل کر بهاگیں
هیں اور لوگوں نے گهیر چیپ کر زبردستي آگ میں ڈالا هی اس قسم
کي ایک واردات بنگاله میں هوئي جس میں تماشا دیکهني والوں میں
ایک انگریز بهي شریک تها (یعنے ایک عورت آگ میں سے بهاگي اور
لوگ أسکو جبراً آگ میں ڈالنی لگی) وہ انگریز أسکي جان بچانے
میں کامیاب هوا (یعنی أسکو جلنی سے بچا دیا) لیکن دوسرے دن
أس انگریز کو اسبات سے از بس تعجب هوا که أس عورت نے آکر سخت
لعنت ملامت کي اور ألٹي سیدهي سنائیں که تونے مجکو ذلیل اور بے
عزت کیا اگر جلجانے دیتا تو آج میں اپنے شوهر کے ساتهه بیکنتهه میں
عیش أڑاتي هوتي اور پس ماندہ میرے مجکو بدعاے خیر یاد
کرتے هوتے *

ستي هونے کا طریقه تمام هندوستان میں هرگز عام نہیں هی کیونکه
دریاے کشنا کے جنوب میں کبهي کوئي ستي نہیں هوتي اور بمبئي احاطه
میں جسمیں پیشواؤں که پہلي سلطنت بهي شامل هے ستیوں کي تعداد
سالانه بتیس هے اور باقي دکہن میں اس سے بهي بہت کم هوتي هیں
مگر هندوستان خاص اور بنگاله میں ایسي عام هی که صرف أن حصوں
میں سے جنمیں انگریزي عملداري هی سیکڑوں عورتوں کے جلنی کي
سرکاري رپورٹ هوتي هی *

مردوں کي خود کشي بهي هوا کرتي هی مگر علی العموم ایسے لوگ
اپني جان کهوتے هیں جو کسي لاعلاج مرض میں مبتلا هوتے هیں یہه

خود کشی آگ میں کود پڑنے یا کسی اور ڈھب سے جلجانے یا دریا میں
ڈوب مرنے یا جگناتھہ کی ہیوان کے پہیہ کے نیچے قصداً دب کر مرجانے
سے ہوتی ہی *

اسٹرلنگ صاحب جو جگناتھہ کے مندر کے انتظام پر چار برس معمور
رہے اُنکے روبرو تین وارداتیں اس قسم کی ظہور میں آئیں جنمیں سے ایک
شخص تو اتفاقیہ دبکر مرگیا اور دو شخص مدت سے سخت بیماریوں
میں مبتلا تھے وہ قصداً اُسکے نیچے دب کر مرے † *

موروثی چور

بعضی خاص باتیں ہندوؤں کی ایسی ہیں کہ اُنکی قسمیں نہیں
قایم ہوسکتیں ہندوؤں میں جو تمام پیشوں کے واسطے قومیں معین ہیں
تو چوروں کی بھی ذاتیں خاصؔ ہیں اور وہ اپنی اولاد کی پرورش اسی
نظر سے کرتے ہیں کہ اپنا موروثی پیشہ چوریکا اختیار کرینگے بہت سی
پہاڑی قومیں جو اکثر تردد یافتہ ملکوں کے حدوں پر بستی ہیں اسی قسم
کی ہوتی ہیں اور میدانوں میں بھی ایسی قومیں آباد ہیں جو یورپ
کے خانہبدوش چوروں سے زیادہ تر چوری اور قزاقی میں مشہور ہیں
پیشہ کے موروثی ہونے سے اگر ہنر کو ترقی ہوئی ہی تو وہ چوری کے شی
پیشہ میں ہوئی معلوم ہوتی ہی کیونکہ کسی اور مقام میں ایسے چالاک
اور طرار چور نہیں ہیں جیسے کہ ہندوستان میں مسافروں سے بہت سے
قصہ کہانیاں ایسی سنے میں آتی ہیں جنسے چوروںکا استقلال اور پختہ
کاری اور طراری اور مکاری اس قسم کی معلوم ہوتی ہی جسکے ذریعہ سے
وہ پاسبانوں میں سے چوری کرنے آتے ہیں اور کمال خطرہ کی حالت میں
تمام مال مسروقہ بحفاظت لیجاتے ہیں بعضے زمین میں سرنگ لگاکر
نہایت مستحکم اور محفوظ مکان کے اندر نکل آتے ہیں اور بعضے کو کسی
طریقہ سے اندر گھسیں مگر کوئی نکونی راستہ اپنے بھاگنے کے واسطے رکھتے

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۳۲۴

هیں ننگے منگے تمام جسم پر تیل ملے ہوئے تلوار لیکر چوري کو جاتے هیں پس اول تو اُنکی گرفتار ہي کرنے میں خطرہ هوتا هی اور اگر پکڑا بهي تو پکڑنے والوں کے هاتهوں میں چکنائي کے سبب سے اُنکا روکنا مشکل هوتا هی *

ایک بڑا گروہ چوروںکا جو ٹهگ کہلاتے هیں طرح طرح کے روپ میں دیس بدیس پهرتے اور همیشه بهیس بدلتے رهتے هیں اور اس فن میں وہ اُستاد کامل هوتے هیں اُنکا طریقه یهه هی که وہ ایسے مسافروں کے ساتهه لگ لیتے هیں جنکے پاس کچهه مال و متاع سمجهتے هیں اور اُنکو یار بنا کر اُسوقت تک همراہ رهتے هیں که کوئي بیهوش کرنے والي بوٹي کهلادینے یا پهانسي ڈالکر مار ڈالنے کا موقع هاتهه لگتا هی حاصل کلام یهه که وہ مسافر کو ایسے هنر سے مارتے هیں که قطرہ بهر خون نهیں بهتا اور اس تدبیر سے کهیں دابتے هیں که اُسپر کوئي مصیبت گذرنے کا شبهه ایک مدت دراز کے بعد هوتا هی ٹهگ بهواني سے مدد مانگا کرتے هیں اور اُسکي منت مانتے هیں که جو کچهه همارے هاتهه لگیگا اُسکا اسقدر حصه تیري نذر کرینگے مذهب اور معصیت کي آمیزش ایک خاص بات هی لیکن اُسکي مثل وہ قول و قسم هوتے هیں جو بحري قزاق مدونا کے ساتهه کیا کرتے هیں اور مسلمان ٹهگ جو کثرت سے هوتے هیں شیطان کے ساتهه معاهدے کرتے هیں جنپر ایام جهالت میں اعتقاد کیا جاتا تها *

اسبات کا بیان کرنا کچهه ضرور نهیں که چور قوموں کي نسل جو ایک مدت سے چلي آتي هی اُنکي قدامت کے سبب سے باقي اور لوگ هندوستان کے اُنکو اسبات کا مستحق نهیں سمجهتے که اُنکے ساتهه همدردي کیجاوے اور دنیا و آخرت میں اُنکو سزا کا سزاوار جانتے هیں جس سے ظاهر هوتا هی که ان باقي اهل هند کے ابا و اجداد نهایت نیک قوموں میں سے تهے *

اچورهدار چوکیدار یا نگہبان یا جو همراہ لیلیئے جاتے هیں وہ علی العموم

انہیں چوروں میں سے هوتے هیں مگر نہایت وفادار اور کام کے هوتے هیں صرف اُنکے ساتھہ میں رهنے سے اُنکی همقوم چوروں سے اور اُنکے هنر و چالاکي سے غیر قوم کے چوروں سے امن ملتي هی گجرات میں اس قسم کي ایک قوم مشہور هی جو پاؤں کے نشان سے چوروں کا کھوج لگاتي هی ایک خشک ملک میں هر دیکھنے والي کو پاؤں کا نشان بہت کم نظر آویگا مگر اُس قوم کا آدمي اُسي سے تمام علامتیں پاؤں کي اُس نشان سے ایسي معلوم کرلیتا هی که اُس کے ذریعه سے فوراً اُس شخص کو پہچان لیتا هی اور پاؤں کے کھوج پر اسقدر دوري تک چور کا تعاقب کرتا هی که قیاس سے باهر هی † *

بھاٹوں اور چرنوں کا بیان

دوسري خصوصیت یہه هی که ایک قوم ایسي معلوم هوتي هی که مال کي حفاظت کرنا بالکل اُسي کا ذمه هی یہه لوگ مغربي هندوستان کے بھاٹ اور چرن هیں جنکي آؤ بھگت راجپوتوں کي قوم میں بطور محافظوں اور قاصدوں کے هوتي هی راجپوتانه میں وہ قافلوں کو پہونچاتي هیں جنکي حفاظت کچھہ لوٹ مار سے هي نہیں کرتے بلکه اُنکے سبب سے وہ محصولوں سے بھي محفوظ رهتی هیں گجرات کے ملک میں وہ بہت سا سونا چاندي ایسی خطرناک موقعوں میں هوکر ایک جگہہ سے دوسري جگہہ پہونچاتے هیں که نہایت مستحکم پہرہ والی سپاهیوں کے

† اس قوم کے ایک آدمي کو ایک چور کے کھوج لگانے پر مقرر کیا گیا جو مقام کیرا کي پلٹن کے مسکوٹ کي رکابیاں چورا کر لیگیا تھا اُسنے اُسکے قدم کے نشان سے احمدآباد کے دروازہ تک جو بارہ میل کے فاصله پر تھا کھوج لگایا مگر شہر کے اندر لوگوں کي کثرت سے آمد و رفت کے باعث سے وہ نشان گم گیا آخر کار دوسرے دروازہ پر پہونچکر پھر اُسکے پاؤں کا نشان اُسنے پہچان لیا اور بہت دور تک جانے کے بعد چور کے ایک دریا کے پار هونے کے سبب سے پھر دوبارہ اُسکو دقت هوئي مگر بہت سي تلاش سے پھر اُسنے پاؤں کے نشان کا پتا لگایا اور بیس یا تیس میل کے دراز دهوپ کے بعد چور کو اُسنے پکڑا اور مال مسروقه حاصل کیا

ساتھہ بھي اسقدر زر خطیر کا پہونچنا دشوار هی اور سردار لوگ جو آپسمیں بلکہ گورنمنٹ کے ساتھہ بھي جو کچھہ معاهدے کرتے هیں اُن سب کے وهي ذمہدار هوتے هیں *

اُنکو یہہ قوت اور اعتبار جو حاصل هی وہ اُنکي نہایت ثابت قدم اور پختہ کار اور نیک نیت صالح اور پرهیزگار بھگت هونے کے سبب سے هی چنانچہ جو شخص اُنمیں سے کچھہ خزانہ لیجاتاهو اور اُسکے پاس کوئي چور بدمعاش بدنیتي سے آوے تو وہ اُس سے کہتا هی کہ میں تراگا کرڈالونگا (یعنی اپني جان کھودونگا) اور اگر کسي معاهدہ کے پورا کرنے میں کوئي کچھہ تساهل کرتا هی تو وہ یہي دھمکي دیکر پورا کراتا هی اور اگر اُسکي دھمکي پر التفات نہیں کیا جاتا تو وہ تلوار لیکر اپنے جسم کو جابجا سے زخمي کرنے لگتا هی اور اسپر بھي اگر کوئي کچھہ خیال نہیں کرتا تو وہ اپنے دل میں سے تلوار وارپار کر لیتا هی یا پہلے اپنے بچہ کا سرکاٹ ڈالتا هی یا جب کسي معاملہ میں کئي ذمہدار هوتے هیں تو اُنمیں سے اسلیئے کہ سب سے پہلے کسکو مرنا چاهیئے قرعہ ڈال لیتے هیں ان باتوں کي بدنامي اور بھاٹ کا خون اپنے سرپر لینے کے خوف سے نہایت بد ذات اور سرکش لوگ بھي سیدھے هوجاتے هیں بھاٹوں کي وفاداري ضرب‌المثل هی وہ اُس فخر کے قایم رکھنے کے لیئے جو بھاٹوں کي قوم کو حاصل هی اپني جان کھودینے میں هرگز دریغ نہیں کرتے † *

اس قسم کي وہ رسم بھي هی جسمیں برهمن ایک تلوار یا زهر لیکر کسي کے دروازہ پر دھنا دیتے هیں اور دھمکاتے هیں کہ اگر مالک مکان همارے مطلبوں کے پورا کرنے سے پہلے ان کھائیگا هم اپني جان گنوائینگی قرض خواہ بھي اسي طرح سے دھنا دیتی هیں مگر خودکشي سے نہیں دھمکاتے وہ اپنے قرضدار کو قرض ادا کرنے تک کھانا نکھانے کے لیئے عزت

† ٹاڈ صاحب کي کتاب تاریخ راجستان اور مالکوم صاحب کي تاریخ وسط هند جلد ۲ صفحہ ۱۳۰

کي قسم دیتي هیں اور آب و دانه باهر سے گهر میں نہیں جانے دیتے اور
جبتک اُسکو نہیں کهانے دیتے اپ بهي نہیں کهاتے اس قسم کا جبر راجاؤں
پر بهي هوتا هی اور اُسکا تدارک زور اور زبردستي سے نہیں کیا جاتا یہه
وه طریقه هی جو عموماً فوج اپني تنخواه وصول کرنے کے لیئے بخشی یا
وزیر یا خود راجه کے ساتهه برتا کرتي هی *

دوستي نبهانے اور وقت پر ایک دوسرے کے کام انے کي قسم عهد کرنے
کے لیئے کچهه رسمیں ٹههري هوئي هیں اگرچه اس قسم کي دوستي کچهه
هندوؤں هي کے ساتهه مخصوص نہیں اور ایسے لوگوں میں بهي جو کچهه
بڑے ایماندار نہیں هوتی قسم کا توڑنا بدنامي سمجها جاتا هی † *

پہاڑیوں اور جنگلي قوموں کا بیان

وسط هند کے پہاڑ اور جنگل ایسي قوموں سے آباد هیں جو دیس کے
بسنے والي قوموں سے مختلف هیں وه پستقد اور سیاه فام دبلے پتلے مگر
چالاک هوتے هیں اور خط و خال میں تفاوت هوتا هی اُنکي آنکهه بصارت
میں زیاده اور شوخ هوتي هی کئي کئي کپڑے پہنتے اور تیر و کمان سے
مسلح رهتے اور کهلے خزانه لوٹ مار کرتے هیں اور اگر ملک میں حکومت
قوي نہووے تو همیشه همسایوں سے لڑائي جهگڑا رکهتے هیں جب اُنپر حمله
هوتا هی تو اپني حفاظت کي تدبیر نہایت چالاکي سے کرکے پہاڑیوں
اور جهاڑیوں میں سے ایسے ڈهب سے کهڑے هوکر تیر مارتے هیں که اگر اُن
موقعوں پر اُنپر حمله کیا جاوے تو چپکے هي سے ایسے سٹک جاویں که
کسي کو نظر تک نه آویں *

وه جهونپڑوں میں ایدهر اودهر پهیلی هوئے رهتے هیں اور بعضے وقت
ایسے جهونپڑوں میں رها کرتے هیں که جہاں چاهیں اُنکو لیئے پهریں اور
اپنے سرداروں کو بہت بڑا اختیار دیتے هیں وه اپني ناقص کاشت کي

† کسیقدر حصه اس رسم کا یہه هی که ایک بیل یا سیب کے دو حصے کرکے
معاهده کرنے والے آپسمیں تقسیم کرلیتے هیں اور اس رسم کا نام بیل پهندر هی

پیداوار اور اُس آمدني پر جو اُنکو مبادلوں سے یا لوٹ کھسوٹ سے حاصل هوتي هی اوقات بسر کرتے هیں کبھي کبھي شکار بھي کھیلتی هیں مگر اُسکو اپني وجهه معاش نهیں ٹهراتے ملک کے بهت سے حصوں میں موؤے کے پھول اُنکي غذا هوتے هیں *

علاوہ هندوؤں کے ایک دو دیوتوں کے اُنکے نزدیک اور بهت سے خاص خاص دیوتے هوتے هیں جو عذاب اور نعمتیں بخشتے هیں اور ایک دیوتا جو چیچک کا مختار سمجھا جاتا هی اکثر مقاموں میں اُسکا حد سے زیادہ خوف کیا جاتا هی *

وہ پرندوں کي قرباني کرتے هیں اور شراب وغیرہ دیوتوں کو چڑھاتے هیں اُنکے رهنما جادوگر هوتے هیں پوجاري نهیں هوتے مردوں کو جلاتے نهیں دفناتے هیں شادیوں اور بچوں کے پیدا هونے اور تجهیز و تکفین میں کچھه کچھه رسمیں کرتے هیں شراب کے نشه سے بهت سي رغبت رکھتے هیں اور اکثر بیل مار کر کھاتے هیں یهه لوگ کثرت سے بندھیاچل کے سلسله میں جو شرقا غربا گنگا سے گجرات تک پھیلا هوا هی اور جنگل کے اُس بڑے خطه میں جو جنوباً شمالاً الهآباد کے قرب و جوار سے مسلے پاتم کے خط عرض تک چلا گیا هی اور کهیں کهیں سے اُسکا شعبه نکلکر راس کماري تک پهونچا هی آباد هیں بعض مقاموں میں اِس جنگل کا سلسله زراعت کے سبب سے ٹوٹ گیا هی اور اُن میدانوں میں جو لوگ رهتے هیں وہ گانوں کے چوکیدار اور شکاري اور سوداگر اور اور پیشه‌ور جو وهاں کے قابل هیں هوتے هیں چند مقاموں میں اچھا صاف اور هموار ملک اُنکے ظلم اور غارتگري سے جنگل بن گیا هی اور آبادیوں کے کھنڈر اور کھیڑے صحرائي جانوروں کي جولانگاہ هوگئي هیں *

جو باتیں اِن جنگلي قوموں کے مشابهت کي بیان هوئیں اُنسے هماري سمجھه میں یهه بات آتي هی که یهه سب کي سب قومیں ایک بڑي قوم هی لیکن خاص خاص باتوں میں وہ مختلف هیں اور علحدہ علحدہ

نام اُن قوموں کے هیں اِس لیئے جو قومیں اپنی اپنی زبان جدا جدا رکھتی هیں اُنکی زبانوں کے مقابلہ کرنے سے اُنکے ایک هونے کا تصفیہ هوسکتا هی *

یہہ لوگ بھاگل پور میں پہاڑی کہلاتے هیں اور بنگالہ اور بہار کے مغربی ملک کے بہت بڑے جنگلی خطہ میں جو کثرت سے آباد هیں وہ کول کہلاتے هیں اور بندهیاچل کے سلسلہ میں مرزا پور کے قریب تک پھیلتے چلے جاتے هیں اور بندهیاچل کے سلسلہ میں سے اُس حصہ کے جو اِس جنگل کے قریب هی اور بڑے جنگل کے بیچ میں کے گونڈ کہلاتے هیں اور اِس سے بھی آگے مغرب کیطرف بندهیاچل کے سلسلہ میں وہ بھیل مشہور هیں اور تمام مغربی پہاڑوں میں وہ کلی کہلاتے هیں یہہ نام غالباً کسیقدر ملک بہار کے کول سے تعلق رکھتا هی اور کولاری سے بھی کسیقدر متعلق هونا ممکن هی جو هندوستان کے خاص جنوب میں اِسی قسم کے لوگ هوتے هیں کلی گجرات کے پہاڑوں اور جنگلوں میں مغرب کیطرف کو ریگستان تک پھیلے هوئے هیں اور جنوب میں وہ کسیقدر مغربی گھاٹ کے سلسلہ میں بھی موجود هیں *

ملک کے اور حصوں میں یہہ مختلف ناموں سے مشہور هیں لیکن مذکورہ بالا قومیں نہایت کثرت سے پائی جاتی هیں *

قدیم زمانہ کی انکی تاریخ تحقیق نہیں هی جب دکھن پر هندوؤں نے حملہ کیا تھا تو وہ اُس زمانہ میں بھی دکھن میں ایسے هی تھے جیسے کہ اب موجود هیں غالباً اُنمیں سے چند قوموں نے رامچندر جی کا بھی ساتھہ دیا هوگا جو لغو اور قصہ کہانیوں کی آمیزش سے بندروں کی فوج مشہور هوگئے هیں *

دکھن اُس زمانہ میں بالکل جنگل تھا اور یہہ جنگلی قومیں اُسکے اُن حصوں میں باقی هیں جو ابھی تک زیر کاشت نہیں آئے وہ بڑا خطہ جنگل کا جسکو گونڈوانہ کہتے هیں جو برار اور کٹک کے درمیان میں هی اور

اُسمیں کہیں کہیں مزروعہ زمینوں کے ٹکڑے پائے جاتے ہیں اُس سے دکھن کي اِبتدائي حالت اور اُسکے بتدریج آباد ہونے کا حال صاف ظاہر ہوجاتا ہی *

ہندوستان میں شاید یہہ قومیں اُس قوم کا غیر مطیع حصہ ہوں جسمیں سے خادم قوم قایم ہوئي یا اگر یہہ بات سچ ہی کہ ہندوستان میں بھي اُنکي زبان میں تامول زبان کي آمیزش ہی تو یہہ بات ممکن ہی کہ وہ ایسي کسي قوم کي باقیات میں سے ہوں جو اُس قوم سے پہلے ہندوستان میں آباد ہوگي جسکو ہندوؤں نے فتح کیا ہی *

شمال و مشرقي پہاڑوں اور ہمالیہ کے نیچے کے شعبوں میں اور قومیں ہیں لیکن یہہ مذکورہ بالا قوموں سے بہت مختلف ہیں اور اُنکے خط و خال اور صورت اُن قوموں سے ملتي جلتي ہی جو اُنکے اور چین کے درمیان میں بستي ہیں *

یونانیوں نے پہاڑي قوموں کا کوئي علحدہ بیان نہیں کیا مگر پلیني مورخ نے کئي جگہہ اُنکا ذکر کیا ہی *

ہندوؤں کي خصلت کا بیان

ہندوؤں کي خصلت پر راے دینے کیواسطے جسقدر موقع درکار ہی اُس سے اُن انگریزوں کو کم ہاتھہ لگتا ہی جو ہندوستان میں آکر رہتے ہیں اِنگلستان میں بھي تھوڑے ہي سے آدمي ایسے ہیں جو اپني قوم کے علاوہ اور قوموں کا بہت سا حال جانتے ہیں اور وہ اُنکو ایسے اخباروں وغیرہ کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہی جنکي مثل ہندوستان میں مشتہر نہیں ہوتے اور خود ہندوستان کے اندر بھي مذہب و اطوار کے باعث سے ہندوستانیوں سے انگریز بخوبي واقف نہیں ہوسکتے کیونکہ اُنکے آپسمیں مذہب وغیرہ کے سبب سے چند ہي معاملے پڑتے ہیں اور رایوں کو آزادي نہیں ہوتي ملک کے اندروني حصوں کے خاندانوں کا حال بجز رپورٹ کے وسیلہ کے اور کسیطرح ہمکو معلوم نہیں ہوسکتا اور زندگي کي اور بیشمار

واقعوں میں جنسے اچھي خصلت کے بہت سے آثار ظاهر هوتے هیں شرکت نصیب نہیں هوتي *

مختلف مذهب کے پادري اور جج اور پولس کے مجسٹریٹ متحاصل یا پرمٹ کے افسر بلکہ ایلچي بهي ایک قوم کے نہایت نیک آدمیوں بلکہ کسي قسم کے آدمیوں سے اُسوقت تک واقف نہیں هوتے جب تک کہ شوق یا کسي ذاتي غرض سے اُنکي طرف مائل نہوں جو کچهہ هم اور قوم کے لوگوں کا حال دیکهتے هیں اُسپر اپنے اندازہ سے راے لگالیتے هیں اور یہہ نتیجہ نکال لیتے هیں کہ جو آدمي بچوں کیطرح ذرا ذرا سي بات میں روئے دیتا هی وہ بڑے موقعوں پر جرأت و همت سے کام کرنے یا تکلیف اوٹهانے کے قابل نہوگا اور یہہ کہ جو شخص اپنے آپ کو جهوٹا کہواتا هی اُسکو کسي ذلیل کام سے شرم نہوگي همارے مورخ زمانہ اور مکان کے تفاوت کو بهي گنّ مد کر دیتے هیں چنانچہ وہ بنگالي اور مرهٹوں کي خصلت ایک هي بتاتے هیں اور آجکل کے لوگوں کو مہابهارت کے دلاوروں کي خطاؤں کا ملزم ٹهراتے هیں بہت سي مخالف دلیلوں کے جواب میں یہہ کہا جاسکتا هی کہ جو لوگ هندوستانیوں کے حالات کي تحقیقات میں مدتوں تک رهے هیں اُنکي راے اُنکے معاملہ میں همیشہ مناسب هوتي هی لیکن یہہ بات کچهہ هندوؤں هي سے مخصوص نہیں بلکہ تمام اِنسانوں پر صادق آتي هی کیونکہ هر قوم کا ایسا هي حال هوتا هی اُنکي نسبت یہہ کہنا زیادہ تر مناسب هی کہ جتنے انگریز هندوستان سے کنارہ کرکے انگلستان میں گئے وہ اُن لوگوں کو جنسے جدا هوکر گئے هیں اُن قوموں کے ساتهہ مقابلہ کرنے کے بعد جنکي غایت درجہ کي تعریف هوتي هی اُنہیں کو بہتر سمجهتے هیں *

اِن باتوں سے یہہ لازم آنا چاهیئے کہ جب کبهي اُنکي نسبت همارے دل میں کچهہ برے خیال پیدا هوں هم اُنکي طرف توجہہ نکریں لیکن اِس حقیقت سے هم غافل نہیں هوسکتے کہ هندوؤں کي خصلت میں

في الحقیقت چند نقصان بڑے بڑے هیں اور اُن نقصانوں کا اصل باعث اخلاقي اسباب هیں لیکن کمیتدر سبب اُنکا اُنکے جسم کي ترکیب اور زمین اور آب و هوا هی *

بلاشبهه چند نسلیں به نسبت بعض نسلوں کے زور و قوت میں کم هیں اور اگر وہ ضعیف کرنے والي آب و هوا میں اُنکو رکھا جاوے تو سب کي سب کمزور هوسکتي هیں *

صرف حرارت هي کمزور نهیں کرسکتي اگر حرارت ایسي هو جس سے بچنا ممکن نهو تو طبیعت میں اُسکي برداشت کرنے کي قوت اُسیطرح کي پیدا هو جاتي هی جیسے که شمالي قطبوں کي سردي گوارا کرنے کي عادت هو جاتي هی اور اگر شوریت کو زیادہ کردیا جاوے اور متفرق قوموں میں سخت محنت کے نتیجوں کے حاصل کرنے پر کوشش کیجاوے تو اهل عرب کي سي عقل رسا اور قوي طبیعت حاصل هو جاوے *

مگر هندوستان میں گرم آب و هوا کے ساتهه میں بار اور زمین موجود هی جسکے سبب سے لوگوں کو سخت محنت نهیں اوتهاني پڑتي اور کثرت سے زمین پڑي هونے سے اگر باشندوں کي تعداد حد سے تجاوز کرجاوے تب بهي اُنکي پرورش هوسکتي هی اور گرمي کثرت سے سایه دار درختوں اور هرے بهرے جنگلوں کے هونے اور مینهه برسنے کے سبب سے معتدل هو جاتي هی غرض که هر شی سے وہ افسردہ دلي اور سستي پیدا هوتي هی جس سے غیر ملکوں کے لوگ مشکل سے محفوظ رهتے هیں یهه قیاس همارا اُن مختلف خصلتوں سے جو هندوستان کے مختلف حصوں میں پائي جاتي هیں مستحکم هوتا هے چنانچه شمال میں خشک ملکونکے رهنے والے جهاں موسم سرما میں سردي هوتي هی تر ملکوں کے باشندوں کي نسبت جوانمرد اور چست چالاک هوتے هیں اور مرهتے اور جو لوگ کوهستاني اور غیر بارآور ملک میں بستے هیں سخت محنتي هوتے هیں برخلاف اسکے بنگالي اپنے ملک کي مرطوب آب و هوا اور سال میں دو بار دهانوں کي

نصل حاصل هونے اور ناریل کے درختوں اور بانسوں سے بغیر گھڑنے اور رندنے کے تعمیر کا سامان بہم پہونچ جانے کے سبب سے هندوستان کي تمام قوموں کي نسبت حد سے زیادہ آرام طلب اور کمزور هوتے هیں اگرچه آرام طلبي محنت کي عادت یا کبھي کبھي سخت محنت گوارا کرلینے کو بالکل معدوم نہیں کردیتے مگر اسکو تمام قوم کي صفت سمجھنا چاهیئے اور اُنکي کاهلي کے ساتھه لگي هوئي اُنکي بز دلي هی جو بسبب نہونے جرات کے نہیں بلکه مصیبت اور مشکلوں میں پڑجانے کے اندیشه سے هی انهي دو اصلي برایوں سے اور برائیاں بهي پیدا هوتي هیں اور خود کاهلي اور بزدلي کا مخرج بے نہایت خود مختاري اور جهالت بغیر کسي قدرتي وجهه کے سمجهني ممکن هی لیکن یهي سبب اگر کافي وافي هوتے تو اُنکا اثر چین پر بهي جو نہایت محنتي هوتے هیں اور روسیوں پر جو حد سے زیادہ مستقل مزاج هوتے هیں ضرور ایسا هي اثر هوتا هندوؤں کي نسبت جیسے وہ سبب هیں ویسي هي نتیجے هیں *

هندوؤں میں نہایت سخت برائي دروغ گوئي هی جسمیں وہ مشرق کے بهي اور قوموں سے بہت سبقت لیگئے هیں اُنپر اگر جهوٹ کا اتہام بهي لگایا جاوے تب بهي غصه نہیں آتا جو شخص ایسي بات پر جس سے اُسکے نزدیک اُسکي عزت میں ذرا بهي بٹه لگتا هی خون بہانے کو موجود هوتا هی وہ جهوٹ کا الزام لگانے سے نرمي کے ساتهه یهه جواب دیتا هی که مجهکو جهوٹ بولنے سے کیا حاصل تها *

حلف دروغي جو ایک اعلی درجه کا جهوٹ هی اور جرموں کے ساتهه اُسکا هونا ضرور هی (اگرچه ایشیا کي اور ملکوں کي نسبت کچهه زیادہ نہیں هوتي) اور جو لوگ گذرے هوئي باتوں پر بہت تهوڑي توجهه کرتے هیں اُنکي آیندہ کے وعدوں پر بهروسه نہیں هوسکتا که وہ اُنکو پورا هي کرینگی باهمي معاملات میں عهد شکنیاں انگلستان کے به نسبت هندوستان میں بہت زیادہ هوتي هیں لیکن اکثر آدمي ایفاد وعدہ کے پابند هوتے هیں *

گورنمنٹ سے جو لوگ علاقہ رکھتے ہیں اُنمیں فریب عام ہی اور
ہندوستان میں لوگوں کے ساتھہ گورنمنٹ کے تعلق کا سلسلہ دور تک پھونچا
ہوا ہی کیونکہ زمین کے محاصل کے باعث سے ادنی گانوں والا بھي جبر
و تعدي کو فریب سے ٹالنی پر مجبور ہوتا ہی *

بعض صورتوں میں گورنمنٹ کي خطائیں مخالف اثر پیدا کرتي ہیں
چنانچہ ساہوکار اور سوداگر اپنے عہد و پیمان کي سخت احتیاط کرتے ہیں
کیونکہ وہ اگر ایسا نکریں تو ایک ایسے ملک میں جہاں دادرسي کا حال
ابتر ہی تجارت قایم نہیں رہ سکتي *

ہندوؤں کي طبیعت سازش اور فریب سے جب کبھي اُنکو اُسکي
ضرورت پیش آئی غیر مناسب نہیں ہی چنانچہ استقلال اور تحمل اور
عاجزي اور دمبازي سے اُس شخص کے اندیوں کو دریافت کرلیتے ہیں
جس کے ساتھہ معاملہ پڑتا ہی اور اُسکے مزاج کي کیفیت معلوم کرتے
رہتے ہیں اُسکي طبیعت کو ٹھنڈا یا برانگیختہ کرکے غرض جو کچھہ
مقتضاے وقت ہوتا ہی اُسکے بموجب عمل کرکے اپنا کام نکالتے ہیں اور
در پردہ نطرتیں کرکے ہر ایسے شخص سے بھي جو اُنکی مطلبوں کے پورا
ہونے سے رضامند نہیں ہوتا اپني استعانت کرا لیتے ہیں لیکن اُنکي سازشوں
میں ایسي جرات اور غایت درجہ کي معصیت نہیں ہوتي جیسی کہ
ایشیا کي اور قوموں میں بلکہ ہندوستان کے مسلمانوں کي سازشوں میں
ہوتي ہی حالانکہ ہندوستان کے مسلمانوں کي سازشوں میں ہندوؤں میں
رہنے سہنے سے گونہ نرمي بھي آگئي ہی *

اُنکا بداخلاق ہونا غالباً اُنکي گورنمنٹ کے قصور سے ہی چنانچہ ایک
امر خیر میں بھي رشوت لینا قابل تعریف کے سمجھا جاتا ہی اور بڑے
معاملوں میں رشوت لینا ایک جرم قابل عفو کے خیال کیا جاتا ہی روپیہ
پیسے کے معاملہ میں فریب کرنا کچھہ بہت بدنامي کي بات نہیں سمجھا
جاتا اور اگر سرکار کے ساتھہ کیا جاوے تب تو اُسمیں ذرا بھي برائي خیال

نہیں کی جاتی *

اُن میں خوشامد اور منت سماجت کرنے کی عادت کا ہونا بھی ہم گورنمنٹ کے سبب سے سمجھتے ہیں زبان کی آراستگی اور درستی کے واسطے جو قومیں عجز و انکسار کے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں اُنسے قطع نظر کرکے بھی دیکھا جاوے تو اُنمیں چاپلوسی کا سخت عیب ہی اور اُنکی منت سماجت اُنکی حاکموں کے تلون مزاجی کے سبب سے ہی چنانچہ وہ حاکم کے کسی حکم کو قطعی نہیں سمجھتے اور اپنے مقدمہ کی پیروی سے اُسوقت تک درگذر نہیں کرتے جب تک کہ اُنکو اپنی مختلف تدبیروں یا حالات کی تبدیلی یا حاکم کی تنگ آکر اُنکی درخواست منظور کرلینے کے خیال سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی امید قطع نہیں ہو جاتی *

هندو ایسے لوگوں کی طرح جو لڑائی جھگڑے دنگہ فساد میں ہاتھہ پاؤں نہیں ہلاتے گولی بچاتے ہیں نالشیں اور فریادیں کرنے کو موجود ہوجاتے ہیں ذرا ذرا سی بات پر نالش کرتے ہیں خانہ جنگی کے بدلے اور گالی گلوج تیکا فضیحتی کے عادی ہوتے ہیں وہ نالش کی پیروی اپنے بالکل برباد ہوجانے تک کیئے جاتے ہیں اور اپنے معمولی چال چلن کے برخلاف بعض موقعوں پر ایسی شورش مچاتے ہیں کہ جو شخص اُنکی اصل عادت سے واقف نہو وہ یہہ سمجھے کہ اب جوتی پیزار لاٹھی تلوار پر نوبت آتی ہی *

فلاح عام کے کاموں کی ہمت هندوؤں میں اُنکی برادری یا اُنکی بستی ہی پر منحصر ہوتی ہی چنانچہ اِنہیں دونوں موقعوں پر بہت زور شور سے ظہور میں آتی ہی یا اگر اُنکی وہ ہمت کچھہ آگے قدم بڑھاتی ہی تو سرکاری عہدہ داروں کی حکومت تک آتی ہی یعنی اُنکی حکومت ہی کو مدد پہونچاتی ہی اور طبیعت کا عام جوش بعضے وقت ایسی لڑائی

میں اُنسے ظاہر ہوتا ہی جو مذہب سے کچھہ علاقہ رکھنی ہوتی ہی
لیکن وفاداری میں ثابت قدم نہیں ہوتے کیونکہ ایک شخص رعایا میں
سے جس مستعدی اور سرگرمی سے اپنے اصل راجہ کی کار و خدمت کرتا
ہی اُسیطرح اُسکے دشمن کی خدمت اور اطاعت قبول کرلیتا ہی اور اپنے
وطن کی محبت نبھانے کے بجاے نمک کا زیادہ خیال کرتا ہی *

اگرچہ ہندو حسب بیان مذکورہ اخلاق کے بڑے بڑے قاعدے توڑ ڈالتے
ہیں مگر ہم یہہ نہیں کہسکتے کہ اُنکے ہاں اُسکے اصول قایم نہیں ہیں
بجز اُن باتوں کے جنکا ذکر ہوا اور سب اخلاقی باتوں کا لحاظ و پاس
کرتے ہیں اور بعض قاعدوں کے جو اُنکی راے میں بڑی قدر و منزلت
رکھتے ہیں ہر ایسی ترغیب کے برخلاف جسکے سبب سے اُنمیں خلل آوے
پابند رہتے ہیں چنانچہ ایک برہمن ایسی چیز کے کھانے کی بجاے جو
ممنوع ہی فاقہ سے مرجانا قبول کریگا اور ایک گانوں کا پدھان ایسے روپیہ
کے وصول کرادینے کے بجاے جو کوئی ظالم حاکم یا قزاق گانوں پر ڈالے ہر
قسم کی ایذا سہنا گوارا کرتا ہی اور ایسے ملازم کو جو حساب کتاب میں
اپنے آقا کو دھوکہ فریب دیتا رہتا ہی روپیہ پیسہ بلا لحاظ تعداد کے سپرد
ہوتا رہتا ہی بد اخلاقی کے معاملات میں بھی بہت کم ایسا ہوتا ہی کہ
ایک شخص بجاے اِس بات کے کہ خود سزا گوارا کرے اُس شخص کو
بتا دے جسکو رشوت دی ہو *

بڑا نقصان ہندوؤں میں جرأت اور دلیری کا نہونا ہی اور اُنکی غلامانہ
طینت اور اندھا دھوندھی کے ساتھہ باطل اعتقادی اور خیالی گروہ دیوتوں
کا اور حکمت کی باریکیاں اور زبانی امتیاز اور اُنکے نظم کی افسردہ نزاکت
اور اُنکا زنانہ پن فطرت اور سستی کی رغبت اور عاجزانہ طبیعت اور
انقلابوں سے خائف ہونا اور طفلانہ کہانیوں کا مذاق اور معقول تاریخ سے
تغافل طبیعت اور عقل کی عمدہ اور شایستہ اوصاف کے نہونے کی دلیل
ہی *

اگرچه یہہ ملامت هندوؤں کے تمام قوم پر جبکہ اُسکا غیر قوموں سے مقابلہ کیا جاوے تو صادق آتی هی مگر اُسکے هر ایک گروہ بلکہ کسی خاص گروہ کی کسی زمانہ کی حالت سے یہہ سب باتیں منسوب نہیں هوتیں چنانچہ محنتی آدمی جفاکش اور صاحب استقلال هوتے هیں اور اور گروہ بھی جب کہ کسی معاملہ سے بڑی غرض رکھتے هوں بلکہ بعضے وقت صرف کھیل تماشے میں هی مدتوں تک بڑی بڑی سختیاں سہتے هیں *

هندوؤں کی قوم ایسی نہیں هی جو سخت حملوں کے سہارنے کی عادی هو اور اِس سے بھی کم ایسی لڑائی کو گوارا کرتی هی جسمیں مصیبت پر مصیبت اور دلشکنی ایک مدت تک سہنی پڑے مگر باوجود اِن باتوں کے بعض وقت اُنسے ایسی جرأت اور شجاعت ظاهر هوتی هی کہ نہایت سخت لڑاکا قومیں بھی اُنسے سبقت نہیں لیجاتیں مذهب یا عزت کے ذرا سے خیال پر بھی همیشہ اپنی جان کھو دیتے هیں چنانچہ هندو سپاهی جو انگریزوں کے نوکر هیں دو لڑائیوں میں گوروں کی فوج کے شکست کھانے کے بعد آگے کو بڑھے اور اِنمیں سے ایک لڑائی میں اُنکا فراسیسوں سے مقابلہ هوا اِسی اپنی تاریخ میں آگے ایسی مثالیں میں نے لکھی هیں جنمیں هندو سپاهی گروہ کے گروہ دیدہ و دانستہ موت کے منہہ میں دوڑ دوڑ کر جاتے تھے اور باهمی معاملات میں بھی اگر اُنمیں سے کسیکو یہہ یقین هوجاتا هی کہ میری عزت میں کچھہ بٹہ لگ گیا تو اپنی جان کھو دینے میں دریغ نہیں کرتا *

اِسمیں شک نہیں کہ اُنکا موت کو بے حقیقت سمجھنا اُنکے اُس بزدلی کے ساتھہ میں جو ذرا ذرا سے معاملوں میں اُنسے ظاهر هوتی هی ایک عجیب بات هی ایک ادنی سے ادنی هندو اُس سختی اور مصیبت کو جو اُسکے سر سے ٹل نہیں سکتی ایسی بے پروائی سے سہتا هی کہ اهل یورپ حیران رہجاتے هیں اور اپنے ساتھیوں کے ساتھہ اچھی طرح هنستا بولتا هی اور بغیر اِس بات کے کہ اُسکے حواس اور عادت میں کسیطرح کا کچھہ فرق آوے موت کا منتظر رہتا هی *

هندوؤں کي خصلت کا نہایت خالص نمونه بغیر اُن عیبوں کے جو اب اُسمیں هوگئے هیں معه اُسکي خصوصیتوں کے راجپوتوں اور اور سپاهي فرقوں میں جو اُن ملکوں میں بستے هیں جنمیں گنگا بہتي هی اور اُن میں سے سرکار انگریزي میں سپاهي بھرتي هوتے هیں پایا جاتا هی غالباً اِنهیں لوگوں سے همکو هندوؤں کي اوالعزمي اور اعلی درجه کي شجاعت اور بڑي جاں نثاري کي حقیقت معلوم هوتي هی اِنهیں باتوں کے ساتهه چال چلن کي شایستگي اور رحم دلي اور طفلانه کهلاڑي پن اور بچوں کي سي سادگي عجیب ڈهنگ سے پائي جاتي هیں *

گانوں والے هر جگهه کم آزار اور هر دل عزیز هوتے هیں اور اپنے خاندانوں پر شفیق اور همسایوں پر مهربان اور بجز گورنمنت کے سب کے ساتهه دیانت دار اور باوفا هوتے هیں *

اور شهر کے لوگ ایسي خصلت رکهتے هیں جسمیں بهلائي برائي دونوں ملي جلي هوتي هیں لیکن وه سکون و وقار اور انتظام کے ساتهه رهتے هیں شور و غل دنگه فساد سے عام امن و آسایش میں اور خانگي جهگڑوں سے اپنے آرام وراحت میں بہت کم خلل ڈالتے هیں بهر حال اگر هم اُن لوگوں کو جو گورنمنت سے تعلق رکهتے هیں علحده کرلیں تو شهر کے باقي باشندے ایسے هي نیک اور شایسته رهجاوینگے جیسے که اِنگلستان کے هیں البته مذهب اور حکومت کے فائدوں میں متوسط درجه والے اِنگلستان کے باشندے اُنسے برتر هیں اور اِنگلستان کے محنتي فرقه میں بهي بہت سے ایسے لوگ هیں جنکا ثاني هندوستان کے کسي درجه کے لوگوں میں نهیں پایا جاتا لیکن برخلاف اِسکے هندوؤں میں کوئي فرقه ایسا بدکردار اور بد اخلاق نهیں هی جیسے که انگریزوں کے بڑے شهروں میں کي نیچ قوم کے لوگ هیں اور ایسے لوگوں کے گروه کے گروه جو اِنگلستان میں دغا فریب سے اوقات بسر کرتے هیں یعني نٹ کهٹ اوچکے دغاباز فریبي اور اُن لوگوں میں سے بڑے دل چلے اور بدمعاش آدمي جنکي شرارت

سے اعلی درجہ کے خاندانوں سے لیکر عوام‌الناس تک محفوظ نہیں رہتے هندوستان میں ڈھونڈے نہیں ملتے *

هندوستان کے بعضے چند مشہور جرم اور تمام ملکوں کے جرموں سے سختی میں زیادہ هیں چنانچہ ٹھگوں کے جرموں کا بیان هوچکا اور ڈاکو بسبب اپنی بیرحمی کے ایسے هی قابل نفرت کے هیں جیسے کہ ٹھگ اپنے سوچی سمجھی هوئی دغابازی کے باعث سے هیں *

ڈاکہ ایسے گروہ کو کہتے هیں جو لوٹ مار کرنے کی غرض سے جمع هوجاتا هی وہ لوگ راتمیں ایسے گانوں پر اچانک جاپڑتے هیں جسکو کچھہ وهم و گمان بهی اُنکا نہیں هوتا اور جو لوگ اُنسے بمقابلہ پیش آتے وہ اُنکے هاتھہ سے ماریجاتے هیں اور جنکیطرف اُنکا یہہ گمان هوتا هی کہ اُنہوں نے دولت چھپائی هی اُنکو سخت عذاب دیتے هیں اور صبح کو لوگوں میں ملجاتے هیں اور اُنکا ایسا خوف دلونپر چھا جاتا هی کہ پہچاننے کے بعد بهی بہت کم آدمی اُنپر الزام لگاتے هیں یہہ جرم بجز اسبات کے کہ تدارک کا کچھہ بڑا خیال نہیں کیا جاتا اور ڈاکو سخت بیرحمیاں کرتے هیں اُس جرم سے بالکل مشابہہ هی جو اکثر ایرلینڈ میں کسی زمانہ میں هوا کرتا تها هندوستان میں اس جرم کا باعث هندوستانی گورنمنٹ کی وہ کمزوری هی جو گذرے هوئے سو برس کی بد عملی کے سبب سے هوگئی تهی اور اب انگریزوں کی قوی سلطنت میں یہہ جرم بہت نیست و نابود هونا چلا جاتا هی ٹهگ اور ڈاکو جسقدر هندو هیں اُسیقدر مسلمان بهی هیں *

جو هیبت کہ ایسی سخت ظلمونسے پیدا هوتی هی اُس سے اول تو اُس ملک کے بڑی بداخلاقی کا خیال آتا هی جسمیں وہ ظہور میں آتے هیں لیکن زیادہ تحقیق کرنے سے وہ خیال دور هوجاتا هی چنانچہ جسقدر جرم هندوستان میں ٹهگ اور ڈاکوؤں کے جرموں سمیت هوتے هیں وہ اُن جرموں سے کم هیں جو انگلستان میں هوتے هیں ٹهگ تو

علحدہ فرقہ هوتا هی اور ڈاکو ایسے شریر لوگوں کا گروہ هوتا هی جو همیشہ کے لیئے متفق هوجاتے هیں اور لوٹ مار کرکے اپني زندگي بسر کرتے هیں لیکن باقیماندہ لوگ اِس قسم کے خیالات فاسد نہیں رکھتے جنسے جمہور انام کي معیشت میں خلل پڑے متواتر رپوٹوں سے جو هوس آف کامنز کے اجلاس میں سنہ ۱۸۳۲ ع میں پیش هوئیں اُنسے ثابت هوتا هی کہ چار برس کے اندر اِنگلستان اور ویلز میں جس قدر سخت حکموں کي هر سال تعمیل هوئي وہ حکم دو لاکھہ تین هزار آدمیوں میں سے ایک شخص کي نسبت صادر هوا اور احاطہ بنگالہ کے ضلعوں میں دس لاکھہ چار هزار ایک سو بیاسي آدمیوں میں سے ایک کي نسبت وہ حکم نافذ هوا † اِنگلستان میں سرسٹھہ هزار ایکسو تہتر میں سے ایک کے حساب سے زندگي بھر کو جلا وطن هوئے اور بنگال احاطہ میں چار لاکھہ دو هزار دس میں سے ایک کے حساب سے جلا وطن کیئے گئے *

یہہ بات صحیح هی کہ جتنے مجرم بنگالہ میں گرفتار نہیں هوتے اُنکي تعداد اِنگلستان کے اُن مجرموں سے بہت زیادہ هی جو هاتھہ نہیں آتے مگر اِس سے یہہ سمجھنا کہ دونوں ملکوں میں سنگین جرموں کي تعداد برابر هی بڑي لغو رعایت کرنا هی *

قتل رشک و حسد یا کسي اور رنجش کے سبب سے بہ نسبت کسي منافع کي توقع کے زیادہ هوتا هی اور چوري خاص خاص فرقوں سے مخصوص هی پس مال و متاع کیطرف سے لوگوں کو کم تردد هوتا هی چنانچہ هندوستان میں جو اهل یورپ جاتے هیں وہ اپنے مکان کا هرایک دروازہ کہلا رکھکر سوتے هیں اور اُنکا مال و اسباب اِسي طرح سے پھیلا پڑا

---

† اِنگلستان میں پھانسي دیئے جانے کے حکموں کي تعداد ایک سال میں ایک هزار دو سو بتیس تھي جنمیں سے چونسٹھہ منظور هوئی اور اُنکي تعمیل هوئي اور احاطہ بنگال میں اونسٹھ مجرموں کو حکم پھانسي کا هوا جو سب منظور هوئی اور اُنکي تعمیل کي گئي انگلستان کي آبادي ایک کرور تیس لاکھہ اور بنگالہ کے ضلعوں کي چھہ کرور هی

رهتا هی جس طرح دن میں تسپر بهي نقصان کي شکایت کا بهت کم موقع ملتا هی اور هندوؤں کے هاں جن لوگوں کے پاس بهت بهت سے نوکر هوتے هیں شاذ و نادر اُنکي کسي چیز کو قفل میں دیکهنا اُنکے معمولي بڑے اعتبار کي کچهه کم دلیل نہیں هی *

هندوؤں پر احسانمند نہونے کا اکثر الزام لگایا جاتا هی لیکن یهه ظاهر نہیں هوتا که جو لوگ یهه الزام لگاتے هیں اُنهوں نے کیا اُنکے ساتهه بهت کچهه کیا هی جس سے اُنکے دلمیں احسانمندي پیدا هوني لازم آتي جبکه آقا حقیقت میں مهربان اور دلسے متوجهه هوتے هیں تو وہ اپنے هندوستاني نوکروں کي طرف سے بهي ویسا هي اچها عوض پاتے هیں جیسا که دنیا میں اور کسي سے هوسکتا هی بهت کم ایسے اهل یورپ هونگے جنهوں نے هندوؤں کا امتحان بیماري یا مصیبت و خطرہ میں کیا هو اور اُنکو همدرد اور رفیق نپایا هو اپنے سرداروں پر اُنکي جاں نثاري ضرب المثل هی اور اُسکي وجهه جب که کوئي تعلق ذات برادري کا نہو تو بجز احسان مندي کے اور کچهه نہیں هوسکتي هندوستاني سپاهیوں کي جاں نثاري اپنے انگریز افسروں کے ساتهه اتنے موقعوں پر ثابت هوئي هی که کسي اور ملک کي همقوم فوج کي ایسي نظیریں پیش کرنا مشکل هوگا *

اور یهه احسانمندي کچهه کم درجه کے لوگوں سے هي مخصوص نہیں بلکه علی العموم یهه دیکها جاتا هی که جن لوگوں کي حاکموں نے پرورش کي وہ اُنکي مصیبت اور رسوائي کے وقت میں هي اُنکے ساتهي نہیں رهے بلکه اُنکي محبت کو اُنکے بال بچوں تک اُس حالت میں نباها جب که وہ اُنکو بیکسي کے عالم میں چهوڑ کر مرگئے † *

---

† ایک بهت سچي مثال ایک شریف انگریز کي جو بنگاله میں ایک بڑے عهده پر مامور تها هم بیان کرتے هیں یهه شخص اپنے عهده سے برخاست هوکر جب اپنے وطن میں آیا تو وہ ایک چند روزہ سخت مصیبت میں مبتلا هوگیا اِس پر ایک ذي رتبه هندوستاني نے جسکے ساتهه اُسنے کبهي کچهه رعایت کي تهي ایک لاکهه روپیه

اگرچہ ہندوؤں کی خصلت غیر ملک کے لوگوں کے ساتھہ ملنے کے زمانہ سے بدل گئی ہی مگر وہ اب بھی رحیم اور شریف قوم ہیں اُن بیرحمی کی خونریزیوں کا جو مسلمانوں کے ساتھہ تمام لڑائیوں میں ہوئیں اُنھوں نے ضرور سخت بیرحمی سے انتقام لیا ہوگا پس جو معتدل قانون لڑائی کے منو کے مجموعہ میں مندرج ہیں اُنپر اُنکا عمل نرھا ہوگا مگر اب بھی ایشیا کی اور ہر ایک قوم کی نسبت بلکہ اپنے ہموطن مسلمانوں کی نسبت بھی اُن لوگوں سے جو لڑائی میں گرفتار ہوجاتے ہیں زیادہ مہربانی سے پیش آتے ہیں *

سلطان ٹیپو انگریزی کمپو کے ہمراہیوں کے جو اُسکے ہاتھہ لگ جاتے تھے دائیں ہاتھہ اور ناک کٹوا ڈالتا تھا حالانکہ اخیر پیشوا اِس قسم کے لوگوں میں سے ہر ایک آدمی کو ایک روپیہ اور کسیقدر غلہ اِس غرض سے دیتا تھا کہ اب جو میری فوج نے اِن لوگوں کو لوٹ لیا ہی کسیطرح یہہ اپنے کار و بار کو پھر جاری کرسکیں *

البتہ سرد مہری کے ساتھہ خونریز بیرحمی برھمنوں کے ساتھہ منسوب کیجاتی ہی غالباً اُس سے بغض و عداوت کے قدرتی مخرجوں کا روکنا مقصود ہوتا ہی لیکن نہایت بد برھمن بھی ایسے قتل کے خلاف پر ہیں جس سے خون بہے معمولی حالتوں میں ہندو ذی مروت اور راحم ہوتے ہیں مگر سر گرمی کے ساتھہ انسانیت برتنے میں اِس سبب سے قاصر ہیں کہ وہ ذات کے ڈر سے ہر انسان سے میل جول نہیں کرتے اور کچھہ اُسکا باعث یہہ ہی کہ وہ ایسے کاہل ہوتے ہیں کہ اپنے ہسایوں کی

سے زیادہ سے اُسکی مدد کی اور یہہ روپیہ جب اُسنے ادا کرنا چاہا تو اُس ہندوستانی نے ہرگز واپس لینا قبول نکیا حالانکہ اور کسیطرح کے معارضہ کی اُسکو توقع نہ تھی یہہ جوانمرد دوست ایک مرھٹہ برھمن تھا یہہ ایک ایسی قوم ہی جو ہندوؤں کی تمام قوموں میں سے غیر قوموں کے ساتھہ نہایت کم ہمدردی کرتی ہی اور اختیار حاصل ہونے پر نہایت سنگدل اور کج خلق ہوجاتی ہی *

مصیبتوں پر بھی اُسیطرح توجہه نہیں کرتے جس طرح اپنی ذاتی مصیبتوں
کی پروا نہیں کرتے *

یہہ عیب اُنکا مفلسوں کے ساتهہ مسلوک نہونے سے ظاهر هوتا هی
چنانچہ سب لوگ برهمنوں کو کہانا کہلاتے هیں اور مذهبی سادہ سنتوں
کو خیرات دیتے هیں مگر ایسے بهکاری کی جو صرف محتاجی کے سبب
سے سایل هوتا هی نہ یورپ کی سی باقاعدہ خیرات سے اور نہ ایشیا کے اور
حصوں کی سی بیڈهنگی مہمان داری سے خبر لی جاتی هی اگرچہ
غریبوں میں عاقبت اندیشی نکرنا اور امیروں میں نہایت نمود کے ساتهہ
خاص خاص موقعوں پر هر شی میں اسراف هوتا هی مگر عموماً هندو
کفایت شعاری بلکہ خست پر بالطبع مایل هیں اُنکے معمولی اخراجات
قلیل هوتے هیں اور هر درجہ کے لوگوں میں چندهی آدمی ایسے هوتے
هیں جو اپنے جوڑے هوئے روپیہ کو ظاهر یا پوشیدہ کسی تجارت میں لگا
کر یا بہت بڑی شرح کے سود پر دیکر نہیں بڑهاتے هیں هندوؤں کے لڑکے اهل
یورپ کے بچوں سے زیادہ تیز اور هوشیار هوتے هیں بارہ چودہ برس
کے بچوں کی سمجهہ اکثر حیرت انگیز هوتی هی اور اِسیقدر حیرت
انزا یہہ بات هی کہ وہ بالغ هوکر ویسے هی کند ذهن اور نا بلد هوجاتے
هیں *

مگر با اینہمہ عمر بهر صاحب شعور رهتے هیں اور کمتر درجہ کے لوگوں
میں اِس بات کے دیکهنے سے همکو تعجب هوتا هی کہ چال و چلن کی
مناسبت اور زبان اور گفتگو میں با سلیقہ هونے میں اپنے آپ سے برتر
لوگوں سے بہ نسبت اُسکے بہت کم تفاوت رکهتے هیں جو انگریزوں کے بچے
اور لڑکے اپنے بزرگوں کی چال چلن اور لب و لہجہ میں رکهتے هیں *

جس بات میں هندو اور قوموں پر نہایت برتر فوقیت رکهتے هیں وہ
بدکاری اور زنا سے اجتناب کرنا هی اُنکے ملک کی آب و هوا اور جو
قانیریں اُسکی هیں اُس سے یہہ توقع نہیں هوسکتی کہ وہ اور قوموں کی

نسبت عیاشي میں کم هوں لیکن اگر هم انگریزوں کي قوم سے اُنکا مقابله کریں تو بدمستي اور اور برائیوں میں نهونے سے چال چلن کي صفائي اور عمدگي میں اُنکو وه فرق حاصل رهیگا جو هماري خود پسندي کے حق میں مضر هی *

گفتگو میں جو نهایت بري فحش گالیاں دینے میں بیباک هیں اُس سبب سے وه اس تعریف کے قابل نهیں جو اُنکي کي گئي مگر اسکی جواب میں یهه خوب کها گیا هی که اُسکا سبب وه سادگي طبیعت کي هی جسکے نزدیک جو شی اصل الزام سے پاک هی اُسکا نام لینے میں کچهه قباحت نهیں یهه راے اور معاملوں میں اُنکے چال چلن کے پاک صاف هونے سے مستحکم هوتي هی *

اگرچه هندوؤں کي طبیعت میں کم گوئي اور سوچ بچار کرتے رهنا پڑا هوا هی مگر وه آپسمیں هنستے بولتے خوش و خرم رهتے هیں تقریر کرنے اور دللگي کرنے کے شوقین هوتی هیں لطیفه اور رمز و کنایه سے هنسي چهل بلکه پهکڑ لڑنے کي نوبت پهونچنی پر کمال خوش هوتے هیں هم پہلے بیان کرچکی هیں که اُنکي گفتگو اکثر خفیف باتوں پر هوتي هی اور یهه بات اُنکي عام خصلت هی اور اُسکے ساتهه ایک خود بیني اور نمایش بهي هوتي هی *

قد و قامت اور جسامت میں وه اهل یورپ سے عموماً بهت کم هوتے هیں † اور یورپ‌والوں سے وضع اور انداز اُنکا بهتر هوتا هی مگر زور کم هوتے هیں اور هاتهه پاؤں اُنکے زیاده چستي اور چالاکي سے چلتے هیں اور رنگ اُنکا بهورا (یعني گندمي) حبشیوں اور جنوبي اهل یورپ کے رنگوں میں متوسط درجه رکهتا هی اور اُنکی بال باریک اور سیاه سنگ موسی کے رنگ کے هوتے هیں اور مونچهیں اور ڈهاري بهري هوئي مگر ڈهاري بهت کم رکهتے هیں اُنکي عورتوں میں بهت زیاده حسن اور ناز و ادا هوتي هی جسکو

† هندوستان میں سپاهي پیشه قومیں انگریزوں سے علی‌العموم بلند قد هوتي هیں

شرم و حیا اور زنانہ حجاب سے دوبالا رونق هوجاتي هی † *

هندوؤں کے جسم کي صفائي ضرب‌المثل هی اکثر جو وہ نہاتے رهتی هیں تو هر غسل کے بعد کپڑے نہیں بدلتے لیکن اِس صورت میں بهي اُن میں کے عوام‌الناس اور قوموں کے عام لوگوں سے زیادہ صاف رهتے هیں اُنکے مکان کے وہ حصے جنپر سبکي نظر پڑتي هی بہت صاف هوتے هیں مگر انگریزوں کے هاں کي سي لطافت اور نفاست هندوؤں میں نہیں هوتي جسکا مقتضی یہہ هی کہ وہ سب مکان بهي جو آڑ اور پردہ کے هوں ویسے هي پاک اور صاف رهیں *

هندوؤں کے زمانۂ قدیم کي خصلت کا زمانۂ حال کي خصلت سے مقابلہ

هندوؤں کي دونوں قسم کي خصلت جو زمانۂ قدیم میں تهي اور اب زمانہ حال میں هی همنے بیان کي اور اُسکا مقابلہ کرکے نتیجہ نکالنے سے پہلے یہہ بہتر هوگا کہ متوسط زمانہ میں جو خصلت اُنکي تهي اُسکا حال دریافت کریں اُسکے دریافت کرنے کا ذریعہ همارے پاس وہ حالات هیں جو یوناني چهوڑ گئي هیں اور یہہ یوناني ایسے هیں جنکے بیان میں همارے خاص خیالوں کو دخل نہیں اور اُنکي رائیں سریع‌الفہم اور واجب‌التعظیم هیں *

اسي تحقیق میں همنے ایک اور مقام ‡ پر گفتگو کي هی جسکی صرف نتیجے یہاں بیان کرنے مناسب هیں *

اُن حالات سے ظاهر هوتا هی کہ جو بڑي بڑي تبدیلیاں منو کے مجموعہ

---

† جو لشکري عورتیں لندن کے بازار میں عام هیں وہ اکثر بمبئي کے قریب کے ساحل اور بنگالہ کے جنوب و مشرقي حصہ کي هیں جہاں لوگ چانول کهاتے هیں اور آب و هوا وهاں کي مرطوب اور گرم هی جو هندوستان کي عورتوں کا نہایت برا نمونہ هیں

‡ تتمہ ۳ کو ملاحظہ کرو

سے سکندر کے زمانہ تک ہوئی ہیں وہ یہہ ہیں خدمتگار قوم (یعني شودروں) کا بالکل ازاد ہو جانا اور اگر اس وقت میں ستي کي رسم کا آغاز نہیں تو زیادہ رواج ہونا اور قوموں کے آپسمیں شادیوں کا امتناع اور برھمنوں کا سپاھي پیشہ ہوجانا اور دیہات میں علحدہ علحدہ آباد ہونا اور شاید فقیروں کے فرقوں کي ابتدا قایم ہونا ہی *

اور جو تبدیلیاں منو کے زمانہ سے زمانہ حال میں ہوئیں بخوبي بیان ہوچکي ہیں اور اگر اب ہم دونوں خاص زمانوں پر بغیر مقابلہ کیئے عام نظر ڈالیں تو ہم کو ظاہر ہوگا کہ زیادہ تر ایسي تبدیلیاں ہوئیں ہیں جنکا میلان برائي کیطرف ہی *

شودروں کي غلامي کي حالت کا بالکل معدوم ہو جانا بیشک ایک ترقي اور بھلائي کي بات ہی مگر اور صورتوں میں ہندوؤں کے مذھب کو زیادہ خراب ہوگیا ہوا اور ذاتوں کي قیدوں کے زیادہ سختي جنمیں برھمنوں نے اپني ذاتي غرضوں سے اپنے حق میں کسیقدر آساني رکھي ہی زمین کا لگان دوچند ہو جانا اور عدالتونکا اُٹھہ جانا اور قانونوں میں عورتوں کي رعایت کم ہو جانا اور رفاہ عام کے بڑے بڑے کاموں کا مسدود ہوجانا اور لڑائي میں دشمنونسے مروت اور اخلاق کے ساتھہ جو پیش آیا کرتے تھی اُسکا جاتا رھنا ہم دیکھتے ہیں اور جو کتابیں اب موجود ہیں اُنسے معلوم ہوتا ہی کہ ایک زمانہ میں ہندو جن علوم اور فنون میں بہت اچھي دسترس رکھتے تھے اُن علموں میں اب کچھہ لکھنے کا قصد نہیں کرتے اور پہلی جو غیر ملک کے آدمي اُنکو دیکھتے تھے اُنکي طبیعت پر ہندوؤں کي جوانمردي اور سچائي اور سادگي اور دیانتداري کا بہت بڑا اثر پڑتا تھا مگر اب اُنمیں یہہ اوصاف بہت گھٹتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں *

اس سب حقیقت سے یہہ نتیجہ حاصل نکرنا ممکن نہیں کہ ایک زمانہ میں ہندو اخلاق اور عقل سے بہرہ وافي رکھتے تھے اور اب بھي وہ

اپني پژمردگي کي حالت میں بجز یورپ کي قوموں کے اور قوموں سے تربیت اور شایستگي میں کچھہ گھٹی ھوئے نہیں ھیں اس سے ثابت ھوتا ھی کہ ایک زمانہ میں اُنھوں نے تربیت اور شایستگي کي ایسي ترقي حاصل کي ھوگي جس تک قدیم اور حال کے زمانہ کي تربیت‌یافتہ قوموں میں سے تھوڑي ھي‌سي پہونچي ھونگي *

اُنکے زوال کے سبب ھم مختلف مقاموں میں بیان کرچکے ھیں اُنکا مذھب کاھلي پر راغب کرتا ھی جو زوال کي جانب پہلا قدم ھی اور ذات کے قاعدے اپنے ملک کي ترقیوں کے مانع ھیں اور غیر ملکوں سے جو ترقیاں حاصل ھوني ممکن ھوتي ھیں انکي بھي سدراہ ھیں انھیں قاعدونکے سبب سے ابتک ھندو اور مسلمانوں میں غیریت قایم رھي ھی ھندوستان میں بھي یھہ ایک خاص مثال صرف انھیں قاعدوں کي پابندي کے سبب سے پائي جاتي ھی کہ ایک بت پرستي کا مذھب مذھب اسلام کے سامنے جو اُسکي نسبت پاک صاف ھی خاصکر ایسي حالت میں کہ حکومت بھي مسلمانوں ھي کي رھي قایم رھا بیشک سلطنت شخصیہ کے رھنے سے لوگوں کي حالت کي ترقي میں رکاوٹ ھوئي ھوگي مگر یھہ سلطنت ایشیا کے اور ملکوں کي نسبت ھندوستان میں ظالمانہ اور تنگ کرنے والي نہ تھي *

ورثوں کي بہت سي تقسیم در تقسیم ھوني کُچھہ ھندوؤں ھي پر مخصوص نہیں پھر بھي ھندوؤں کے بہت بڑے حصہ کي تباہ حالت کا سبب محقق کي رائے میں یھہ تقسیم ھي قرار پاتي ھی اِس تقسیم کے سبب سے ھندوستان میں بہت بڑے زمیندار کي اولاد اُسکے بعد کسي نہ کسي وقت میں جدا جدا ھوکر کسان اور کمیرہ کے درمیان کي سي حالت پر پہونچ جاتي ھی بلکہ اُنسے کسیقدر بدتر ھو جاتي ھی اور کوئي ذریعہ اُنکے پاس ایسا نہیں رھتا جس سے روپیہ جمع کرکے پھر اصلي حالت پر پھونچ سکیں ساھوکار اور سوداگر اسقدر کافي دولتمند ھونے ممکن ھیں کہ وہ

اپني اولاد کے لیئے بہت سي دولت چھوڑ جاویں مگر جو ِکہ ہر ساہوکار یہہ بات جانتا ہی کہ نہ میں ایک خاندان کي بنیاد قایم کرسکتا ہوں اور نہ بذریعہ وصیت کے اپنے تمام مال متاع کو جسطرح جي چاہے کسي کام میں لگا ہوا چھوڑ سکتا ہوں پس وہ اپني کمائي سے جو عزت اور خوشي حاصل ہوني ممکن ہوتي ہی اُسکے اسطرح سے حاصل کرنے میں کوشش کرتا ہی کہ دعوتوں اور جلسوں اور بیاہ شادي کي رسموں میں بہت بہتاسا روپیہ لگاتا ہی اور ایسے مندر اور تالاب بناتا ہے اور باغ لگاتا ہی کہ اگر اُسکے جیتے جي پورے نہ ہوئے ہوں تو اُنکے پورا کرنے یا پورے ہوگئے ہوں تو اُنکي مرمت کا اُسکے جانشین مقدور نہیں رکھتے † *

علي السویہ تقسیم کا جیسا برا اثر ہندوؤں کي دولت پر ہوتا ہی ویساہي اُنکي عقل پر ہوتا ہی برابر کي تقسیم کي تدبیر قدیم زمانہ کے بعض جمہوري سلطنتوں نے عیاشي کے روکنے اور نئي باتوں پر لوگوں کے مایل نہونے دینے کي غرض سے کي تھي ہندوستان میں اس تقسیم سے وہ مطلب بخوبي حاصل ہوتے ہیں اور وہ اُن تمام کوششوں اور جد و جہد کي مانع ہی جو اپني حالت کو ترقي دینے کي بلند نظري سے لوگ ہمیشہ کیا کرتے ہیں کیونکہ جس شخص نے اپني ذاتي محنت سے دولت جمع کي ہو غالباً وہ علم یا عمدہ فنوں کي طرف متوجہہ نہیں ہوسکتا اور اگر متوجہہ ہو تو وہ اُسکي جمع پونجي اُسکے مرنے کے بعد برباد جاویگي اور اُسکي اولاد کو از سرنو اپني بسر اوقات کے لیئے محنت کرني پڑیگي جسکے سبب سے اُنکو اُس شایستگي اور تربیت سے حاصل کرنے کي فرصت نملیگي جو مسلسل نسلوں کي ترقي یافتہ تعلیم سے میسر ہوتي ہی *

اگرچہ ہندوستان میں یورپ کي نسبت بہت جلد اور یکایک دولت کو ترقي ہوجاتي ہی مگر اُس سے لوگوں کي حالت میں کوئي مستقل تبدیلي نہیں ہوتي تمام باتیں جیسي پہلے سے چلي آئي ہیں ویسي ہي

---

† اسي سبب سے اہل یورپ یہہ خیال کیا کرتے ہیں کہ اپنے باپ کے ان کاموں کے جاري رکھنے کو جو رفاہ عام کے لیئے اُسنے شروع کیئے ہوں بیٹا برا سمجھتا ہی

مردہ حالت میں رهتي هیں اور نامي گرامي شخص لوگوں کي هدایت کے واسطے نهیں هوتے اور حاکم کي خودسري کا کوئي روکنے والا نهیں هوتا † *

ایسي خرابیونکي حالت میں هندوؤں کي علم توبیت کے بگڑ جانے اور زوال پذیر هوجانے سے همکو کچهه تعجب نهیں هوتا بلکه حیرت کي یهه بات هی که وه اِن خرابیوں کے مقابله میں کیونکر سرسبزي حاصل کرسکے بلکه وه اِس درجه کو بهي جو اب موجود هی کسطرح پهونچے هونگے *

اِس بات کا دریافت کرنا که هندوؤں کي تربیت کس زمانه میں اعلی درجه پر پهونچي آسان نهیں هی شاید علمي جلسوں اور اخلاق میں اُنکي تعلیم و تربیت کي عمده حالت سکندر اعظم کے آنے سے پہلے تهي مگر علم انشا کو اپنے کمال پر پهنونچنے میں زیاده مدت گذري چنانچه اُسکي غایت درجه کي سرسبزي کا زمانه هندوؤں کي روایت سے راجه بکرماجیت کا عهد معلوم هوتا هی جو سنه ° ع سے کچهه پہلے گذرا هی مگر جن عالموں کو اُس راجه کے دربار کي رونق کا باعث بتاتے هیں اُنمیں سے کئي پچهلے زمانه کے معلوم هوتی هیں اور جن عمده مصنفوں کي کتابیں اب بهي موجود هیں اُنکا زمانه بہت وسیع هی چنانچه دوسري صدي قبل مسیح سے سنه ۸۰۰ ع تک قرار پایا هی ریاضي کا علم سنه ۵۰۰ ع میں کمال پر پهونچا هوا تها لیکن ایسي کتابیں علم انشا اور اور دقیق علموں کي جنمیں بڑي قابلیت درکار هوتي هی مسلمانوں کے حمله کے کچهه پیچهے تک لوگ تصنیف کرتے رهے *

---

† بڑے بڑے جنگي سردار اِس کلیه سے مستثنی هیں کیونکه وه اپني جائداد منقوله اپنے جیتے جي منتقل کرجاتے هیں مگر اُسکي ترقي کے حق میں وه نهایت بدسلیقه هوتے هیں جو که اِن سرداروں کي تقویت اجورہ دار سپاهیوں پر منحصر هوتي هی اِس لیئے اُنکو همارے بیرن امیروں کي طرح لوگوں کے مدد کي حاجت نهیں هوتي اور یهه هر ایک سردار ایک دوسرے سے اپني اراضي پر بهت دور دور ایسے رهتے هیں که اپنے همسروں کو باهمي آمدو رفت سے اور نه اپنے آپ سے کمتروں کو اپني باهمي عادات کے نمونه سے شایسته کرتے هیں

چوتھا حصہ

هندوؤں کي تاریخ مسلمانوں کے حملہ تک

پہلا باب

هندوستان خاص کے هندوؤں کي تاریخ

هندوؤں کي تاریخ کي اِبتدا کا جو کچھہ پتا همکو لگا هی وہ منو کے مجموعہ کے ایک مقام سے هاتھہ آیا هی جس سے یہہ معلوم هوتا هی کہ وہ ایک زمانہ میں سرستي اور درشا دوتي (یعني دریا کاگر) دریاؤں کے دوآبہ میں جو ایک خطہ دهلي کے شمال و مغرب میں قریب سو میل کے هی سکونت پذیر تھے اِس خطہ کا طول قریب پینسٹھہ میل کے اور عرض بیس میل سے چالیس میل تک هی منو کا قول هی کہ اُس زمین کو برهما ورتا اِس سبب سے کہتے تھے کہ اُسمیں دیوتوں کي آمد شد تھي اور جو رسم اُس ملک میں ایسي قدیم روایت سے جسکي اِبتدا معلوم نہیں چلي آتي هو اُسکي پیروي کي بھگتوں اور پرهیزگاروں کو هدایت کي گئي هی † اِس خطہ اور جمنا کے درمیان اور جمنا اور گنگا کے شمال پر جو خطہ واقع هے اُسکو معہ شمالي پہاڑ کے برهم ارشي کے نام سے منو نے بیان کیا هی اور جو برهمن اُس خطہ میں پیدا هوں اُنکو انسانوں کي تعلیم و تربیت کے واسطے نہایت لایق اور مناسب بتایا هی ‡ *

پس اِس ملک کو هم وہ ملک سمجھیں جسکو سرستي والے خطہ کے بعد هندوؤں نے فتح کیا هوگا *

† منو کے مجموعہ کا حصہ دوسرا اِشلوک ۱۷ و ۱۸ یہہ خطہ پہلے راجاؤں کي بڑي کارگاہ اور بڑے بڑے داناؤں کے رهنے کا مقام تھا — واسن صاحب کے ترجمہ بشن پوران کے دیباچہ کا صفحہ ٦۷

‡ منو کا مجموعہ حصہ ۲ اشلوک ۱۹ و ۲۰

اِن ابتدائي باتوں میں سے پورانوں میں کچھہ بھي نہیں لکھیں اُنمیں ابتدا اجودھیا (یعني اودہ) کےملک سے ھی اس خطه میں سورج بنسي اور چندر بنسي راجاؤں کي نسلیں قایم هوئیں اور وهیں سے اور ملکوں کے راجه ظہور میں آئے *

سورج بنسي سلسله میں پچاس یا زیادہ سے زیادہ ستر پشتوں کا امتیاز جھوٹي اور لغو کہانیوں سے قایم کیا گیا ھی *

اِنکے بعد رام چندر جی کا بیان جو اصلي تاریخ میں شمار کیئے جانے کے قابل ھی کیا گیا ھی *

رام چندر جي کي مہم

رام چندر جي کي سرگذشت کو جب لغو اور بیہودہ کہانیوں سے علحدہ کر لیا جاوے تو صرف اِسقدر اصلیت رهتي ھی که هندوستان میں ایک قوي سلطنت اُنکے قبضه میں تھي اور اُنہوں نے دکھن پر چڑھائي کي اور جزیرہ لنکا تک پہونچے اور فتح کیا *

دکھن پر اُنکي چڑھائي کرنے پر شبہه کرنے کي کوئي وجهه نہیں همکو یقین ھی که اُنہوں نے دکھن پر حمله کیا مگر یہه بات خلاف قیاس ھی که اگر سب سے پہلے حمله کرنے والوں میں سے وہ تھے یا سب سے پہلے اُنہوں نے حمله کیا تو لنکا کو بھي فتح کر لیا اگر فتح کر لیا تو وہ بید کے تالیف کے زمانه سے پہلے جیسا که عموماً خیال کیا جاتا ھی نہوئے هونگے کیونکه منو کے زمانه میں بھي فتحیاب هندوؤں کي کوئي بستي دکھن میں نہیں تھي اِس لیئے غالب یہه معلوم هوتا ھی که جن شاعروں نے رام چندر جي کے حالات کو بڑي دھوم دھام سے لکھا ھی اُنہوں نے اپني بڑي عمارت کو نہایت تنگ اور مختصر بنیاد پر ھي تعمیر نہیں کیا بلکه اُنہوں نے اپنے ممدوح کے مہم کو ایسے مقام سے منسوب کیا ھی جو اُنکے زمانه میں نہایت دلچسپ مشہور تھا *

راماین کي تو ایسي قدامت جسپر شبهه نهیں هوسکتا اُس واقع کي تاریخ کے قدیم هونے کے لیئے بہت بڑي شہادت هی اور دکهن پر جو کوئي مشہور عزیمت بغیر بہت سے سامانوں کے ممکن نه تهي اِس لیئے یہه لازم آویگا که رام چندر جي اُسوقت میں هوئے هونگے جب که هندوؤں کے علم و تربیت اعلی درجه پر پہونچي هوگی *

رام چندر جي کے بعد اُنکي نسل میں سے ساٹهه راجه متواتر اُنکي سلطنت میں حکمران هوئے مگر اُنکے بعد جو پہر کچهه ذکر اجودهیا کا نہیں پایا جاتا اِس لیئے ممکن یہه هی که یہه سلطنت اُس سلطنت میں جوایک زمانه میں گوشاله کہلاتي تهي شامل هوگئي هوگي اور دارالسلطنت اجودهیا سے قنوج میں منتقل هوگیا هوگا *

مہابهارت کي لڑائي

وہ لڑائي جسکا بیان مہابهارت میں هی دوسرا تاریخي واقعه قابل اِطلاع کے هی *

یہه لڑائي ضلع هستنا پور کے واسطے جو غالباً دهلي کے شمال و مغرب میں گنگا پر تها جسکا اِس زمانه میں بهي یهي نام مشہور هی چندربنسي خاندان کي دو شاخوں یعني کوروؤں اور پانڈووں کے آپسمیں هوئي اِن دونوں کو بہت سے رفیقوں سے جنمیں سے بعضے بہت دور دور سے آئے تهے مدد پہونچي *

معلوم هوتا هی که هندوستان میں اُس زمانه میں بہت سي سلطنتیں تهیں چنانچه گنگا کے کناره پر ایک هي خطه میں کم سے کم چهه سلطنتیں تهیں † مگر اُن سلطنتوں کے آپسمیں بہت آمد و رفت اور ربط

† هستناپور اور متهرا پنچالا (یعني اودہ کا کچهه حصه اورنیچے کا دوابه) اور بنارس اور مگادہ اور بنگال — اورینٹل میگزین جلد ۳ صفحه ۱۳۵ اور ٹاڈ صاحب کي کتاب جلد ۱ صفحه ۴۹ مہابهارت اجودهیا اور کناکو بیا یعنی قنوج کي سلطنت کا کچهه ذکر نہیں هوا اگر منو کے مجموعه کے باب ۲ اشلوک ۱۹ کے بموجب پنچالا اُس سلطنت کا دوسرا نام ٹهہرے

و اتحاد قایم ہوگیا ہوا معلوم ہوتا ہی سری کرشن جی نے جو پانڈوون کی کمک کو آئی تھے اگرچہ جمنا کے کنارہ پر پیدا ہوئے تھے مگر اُنہوں نے گجرات میں ایک سلطنت کی بنیاد ڈالی تھی ہر فریق کی کمک کو اٹک سے لیکر کالنگا تک سے جو دکھن میں واقع ہی اُنکی رفیق آئے تھے بعضی انمیں سے اٹک کے اُس پار کے سرداروں میں سے بھی تھے اور یارنا بھی جو ایسا نام ہی کہ اکثر مشرق کے حالات لکھنے والوں نے اُس سے یونانی مراد لیئے ہیں اُنکے معاون آئے تھے پانڈوؤں نے فتح پائی لیکن ایسے بڑے نقصان کے بعد یہہ فتح اُنکو نصیب ہوئی کہ اُنمیں سے جو زندہ بچے تھے اپنے عزیزوں اور فوج کی تباہی اور ضایع ہونے کے رنج سے دنیا کو ترک کرکے ہمالیہ پر برف میں جاکر مرگئے اُنکے بڑے رفیق سری کرشن جی جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں اپنے ملکی لڑائیوں میں مارے گئے ہندوؤں کے بعضے افسانوں میں لکھا ہی کہ کرشن جی کے بیٹے دریاے اٹک کے پار جانے پر مجبور ہوئے † اور وہ راجپوت جو اُس خطہ یعنی دریاے اٹک کے اُسطرف سے سندھ اور کچھہ میں اس زمانہ میں آئے ہیں قوم یادو یا جادو میں سے ہیں تو یہہ بیان جیسا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہی اُس سے زیادہ اعتماد کے قابل ہی مگر خود مہابھارت کے زیادہ معتبر بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ جمنا کے قرب و جوار میں واپس چلے آئے *

مہابھارت میں کا قصہ بہ نسبت راماین کے زیادہ تر قرین قیاس ہی اُسمیں زیادہ تر ہندوستان کے حالات مندرج ہیں اور رامائن کے بہ نسبت اُسکے قصے زیادہ تر حقیقتوں پر مبنی ہیں اگرچہ ہومر کی کتاب ایلیڈ سے مہابھارت واقعی حالات کی علامتوں میں بہت کم ہی مگر رامائن سے اُسکو وہی مناسبت ہی جو ہومر کی مثنوی ایلیڈ کو ہرکیولیز کے افسانوں

---

† کرنل ٹاڈ صاحب کی کتاب جلد ۱ صفحہ ۸۵ اور مہابھارت کا انگریزی ترجمہ جو فارسی ترجمہ سے ہوا اور سنہ ۱۸۳۱ع میں اورینٹل فنڈ سے چھپا

سے هی اور ایلیڈ کي مانند مہابھارت ایسا ماخذ هی که اُس سے بہت سے هندو سردار اور قومیں اپنے بزرگوں کا سراغ لگانے میں کوشش کرتے هیں *

مہابھارت کے تصنیف هونے کے زمانه پر بحث هوچکي هی غالباً چودهویں صدي قبل مسیح میں وہ تصنیف هوئي پانڈوؤں کي اولاد میں سے اُنتیس اور بقول بعضوں کے چونستھه راجه تخت پر بیٹھے ان راجاؤں کا صرف نام هي نام باقي هی اور کچھه حال نهیں ملتا دارالسلطنت اُنکا دهلي کو منتقل هوگیا معلوم هوتا هی *

مگادا کے راج کا بیان

اُن راجاؤں میں سے جنکا معاونوں کي طرح آنے کا مہابھارت میں ذکر هی صرف ایک راجه کي اولاد کي قسمت میں به نسبت اوروں کے زیادہ مشہور هونا تھا وہ مگادا کے راجه هوئے هیں جنکا بہت کچھه بیان هوچکا هی *

معلوم هوتا هی که مگادا کے راجاؤں کو همیشه بہت سي حکومت اور اختیار حاصل رها هی اُنمیں سے اول راجه کو جسکا ذکر مہابھارت میں موجود هی بہت سے سرداروں اور قوموں کا سردار بیان کیا گیا هی غالباً اُسکے مطیعوں میں بنگاله اور بہار کے سرداروں هي میں سے هونگے مثلاً هم کو معلوم هو چکا هی که پانچ خود مختار سلطنتیں اُس ملک میں اور تھیں جسمیں گنگا بہتي هی † *

کئي سو برس تک مگادا کے کل راجه چھتري قوم میں سے هوئے لیکن راجه نندا کي ما شودر تھي اور چندرا گپتا بھي جسنے نندا کو قتل کرکے

† یهه بات بیان کرنے کے قابل هی که یاونا یعنے یونانیوں کو مگادا کے راجه کا رفیق بیان کیا گیا هی اِسکي وجهه بظاهر وہ تعلق هی جو پوراسي قوم کے راجاؤں اور سکندر اعظم کے جانشینوں میں تھا (پروفیسر ولسن صاحب کا قول مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحه ۱۰۱) اُنکا دوسرا رفیق بھاگا دتا جسکو بڑي شان و شوکت والا یهه خطاب دیا گیا هی که وہ جنوب و مغرب کا راجه تھا وہ بموجب آئین اکبري کے بنگاله کا راجه تھا

سلطنت پر قبضہ کیا نیچ قوم میں سے تھا پورانوں میں لکھا ھی کہ چندرا گپتا کے زمانہ سے مگادا میں چھتریوں کي قدر منزلت جاتي رھي پھر جتنے راجہ اور سردار مگادا میں ھوئے وہ شودر تھے † *

مگر اُنکي ذات کے ذلیل ھونے سے اُنکے رعب داب اور قدر و منزلت میں کچھہ کمي ھونا پایا نہیں جاتا کیونکہ چندرا گپتا کے شودر جانشینوں کي نسبت پورانوں میں معمولي مبالغہ کے ساتھہ لکھا ھی کہ اُنھوں نے تمام دنیا کو ایک چتر کے نیچے لیلیا ‡ اس بات کے یقین کي نہایت قوي دلیل ھی کہ اسوکا جو شودر خاندان میں سے تیسرا راجہ تھا دریاے نربدا کے شمال کي سلطنتوں پر بڑا رعب داب رکھتا تھا اُسکي سلطنت کي وسعت اُن دور و دراز مقاموں سے معلوم ھوتي ھی جہاں ایسے ستون بنے ھوئے ھیں جنپر اُسکے فرمان کندہ ھیں اور اُنھیں یادگاروں سے اُسکي سلطنت کا تربیت یافتہ ھونا ثابت ھوتا ھی کیونکہ اُن فرمانوں میں دواخانوں اور شفاخانوں کے قائم کرنے اور سڑکوں پر درختوں کے لگانے اور کنوؤں کے کھدرانے کي تاکید موجود ھی *

لوگوں کي جو یہہ راے ھی کہ مگادا کے راجہ ھندوستان میں سب سے غالب اور شاھنشاہ تھے اِسکي تائید میں ھمکو سب سے اول وجہہ جو دستیاب ھوئي ھی وہ یہي اسوکا کي فوقیت ھی اور کرنل ولفورڈ صاحب نے جو کچھہ مگادا کے راجاؤں کي نسبت اُنسے تحقیق ھوسکا ھی ذرا ذرا لکھا ھی اُسمیں وہ کوئي بات ایسي نہیں بیان کرتے جو برخلاف اس یقین کے ھو کہ مگادا کے راجاؤں کي § سلطنت بہت دور تک پھیلے ھوئي اور ابتدا سے ھي ترقي یافتہ تھي معلوم ھوتا ھی کہ مہابھارت کي

---

† سر جونس صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ اور پروفیسر ولسن صاحب کي ھندوں کے سوانگ کي کتاب جلد ۳ صفحہ ۱۴

‡ پرو فیسر ولسن صاحب کي کتاب ھندوؤں کي تماشہ گاہ جلد ۳ صفحہ ۱۴

§ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹

لڑائی کے زمانہ میں مگادا کے راجہ اُن چھوٹی سلطنتوں میں سے جو اُس خطہ میں تھیں جسمیں گنگا بہتی ہی ایک سلطنت پر قابض تھے اور اُن چھوٹی سلطنتوں میں سے ہستنا پور کی سلطنت کے ایسے مخالف تھے جنکا کچھہ قابو اُسپر نہیں پہونچتا تہا *

سکندر اعظم کو ہندوستان کے اُس حصہ میں جسمیں اُسکی گذر ہوئی کوئی ایسا راجہ جو کل ہندوستان پر اختیار رکہتا ہو نہیں ملا اور جو قومیں دریاهاے ہیسس یعنے ستلج سے آگی آباد ستہیں وہ خود سر راجاؤں کے زیر حکومت تہیں (یعنی سکندر کو اس دریا سے آگے طایف‌الملوکی معلوم ہوئی) ایریئن اور اسٹریبو یونانی مورخ بیان کرتے ہیں کہ اُن سب قوموں میں سب سے زیادہ سربراوردہ پراسی قوم تھی مگر اوروں پر اُسکی فوقیت اور اختیار کی نسبت کوئی اشارہ نہیں کیا گیا علاوہ اسکے ایریئن صاحب پراسی قوم اور اُسکے راجہ سندراکٹس کو اور قوموں پر ترجیح دینے کے ساتھہ ہی یہہ بیان کرتے ہیں کہ اس سے بڑا راجہ پورس تھا اور میگاستھینیز نے لکھا ہی کہ میرے زمانہ میں ہندوستان میں ایک سو اٹھارہ قومیں تھیں مگر اُنمیں سے کسی قوم کو پراسی قوم کا محکوم نہیں بیان کیا اور یہہ خیال کرنا غیر ممکن ہی کہ میگاستھینیز نے جو سندراکٹس کے دربار میں یونانیوں کی طرف سے بطور صفیر کے رہا کرتا تھا اور اُسکی بزرگی اور عظمت بڑھانے پر مائل تھا اُسکو ہندوستان کا شاہنشاہ یا اُن سلطنتوں پر جو اُسکے حدود سے باہر تھیں یقینی غالب بیان کرنے سے غفلت کی ہی *

ہندوؤں کی تحریروں کی بموجب چندرا گپتا غیر ملکی حملوں سے مغلوب رہا کرتا تھا اور اپنی سلطنت کی قوت کی نسبت زیادہ تر اپنے وزیروں کے فن فطرت کے باعث سے اُن دشمنوں سے محفوظ رہتا تھا مگر غالب یہہ ہی کہ وہ اُس رعب و داب کا بانی تھا جسکی کمال ترقی اُسکے پوتے کے عہد میں ہوئی چنانچہ جب سلیوکس نے اٹک پر کے یونانیوں کے قلعوں کو اُسکے حوالہ کرنا چاہا تو اُنکے قبول کرلینے سے یہہ بات ثابت ہی کہ اُسنے اپنے ارادوں کو خود کہاں تک ترقی دی تھی اور اسوکا اپنے

عین شباب کے عالم میں اوجین یا مالوہ کا حاکم تھا اسلیئے ضرور ھی کہ وہ ملک اُسکے باپ کے مقبوضہ ملکوں میں سے ہوگا *

ہندوستان کی تمام سلطنت کے شاہنشاہی کا دعوی اور خاندانوں کے راجاؤں نے اپنی کتبوں میں کیا ھی اور یورپ کے مختلف مصنفوں نے کورس کو اور کشمیر اور دھلي اور قنوج اور مالوہ اور بنگالہ اور گجرات وغیرہ کے راجاؤں کو شاہنشاہ ہندوستان کا مانا ھی مگر ظاہر ھی کہ کوئي معقول اور کافي وجھہ اسبات کي اُنکے پاس نہیں ھی *

ماریا کے خاندان میں جس میں سے سندراکتس یعنے چندرا گپتا تھا دس پشتوں تک راج قائم رہا بعد اُسکے تین اور خاندان شودروں کے حکمراں رھی جنمیں سے سب سے آخر اور سب سے زیادہ بڑے اندرا نامي خاندان ہوئے *

یہہ خاندان سنہ ۴۳۶ ع میں ختم ہوئے اور پورانوں کے بموجب اسکے بعد ایسے مختلف اور ابتر خاندان حکمراں ہوئی جو ظاھرا ھندوؤں میں سے نہیں معلوم ہوتے ہیں اسبات سے اور تاریخ کے ترتیب کے ارادوں کے پورا نہونے سے ہم یہہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اس زمانہ میں غیر ملکي حملہ ہوا اور مدت تک بد انتظامي رھي کئي سو برس کا حال نہ معلوم ہونے کے بعد پھر کچھہ تاریخانہ حال ظاہر ہوتا ھی اور مگادا کي سلطنت قنوج کے گپتا راجاؤں کي قلمرو میں پائي جاتي ھی اس زمانہ سے آگے مگادا کا کچھہ صاف بیان نہیں پایا جاتا *

مگادا میں بدہ کے پیدا ہونے اور بدہ مذھب اور جین مذھب کي کتابوں میں مگادا کي زبان مگادی یا پالي کے مستعمل ہونے سے مگادا کي شہرت ابتک باقي رھي ھی *

بنگالہ

اُس ملک کے ایک راجہ کا بیان جسکو اب ہم بنگالہ کہتے ہیں مہابھارت کي لڑائي کے معاونوں میں مہابھارت کے اندر بیان ہوا ھی اُس

راجہ سے لیکر مسلمانوں کے فتح کرلینے تک آئین اکبري میں پانچ خاندانوں کا ذکر هی اِن خاندانوں کا حال جو صرف ابوالفضل کے ترجموں سے معلوم هوا هی اِس لیئے هندوؤں کے لکھے هوئے نسب ناموں سے انکو کم معتبر سمجھنا چاهیئے لیکن اِنمیں سے ایک یعني چوتھا نسب نامہ بالکل صحیح اور سچ معلوم هوتا هی کیونکہ اُسکو کتبوں سے ثابت کیا هی اور اُنسے ایسے راجاؤں کا سلسلہ قایم هوتا هی جنکے نام کے آخر میں پالا لگا هوا هی اور اُنھوں نے نویں صدي سے لیکر غالباً گیارهویں صدي تک سلطنت کي † جو کتبی اِس خاندان سے متعلق هیں وہ دور دور مقاموں میں ایسي جگھوں پر پائے گئے تھے جس سے اُنکي صداقت میں کوئی شک نہیں کرسکتے مگر اُنمیں ایسے بیان مندرج هیں جو في نفسہ حیرت انگیز هیں اور اُنکو اُن حالات سے جو همکو هندوستان کي تاریخ کے اور ماخذوں سے معلوم هوئے هیں مطابق کرنا نہایت دُشوار هی چنانچہ اُن میں بیان هی کہ بنگالہ کے راجہ تمام هندوستان پر همالیہ سے راس کماري تک اور برهمپتر تک مسلط هیں اور اُنمیں یہہ بھي کندہ هی کہ مشرق میں تو تبت کو مطیع کیا اور مغرب میں کیم بوجا کو جسکو بعضے خیال کرتے هیں کہ اٹک سے آگے ایک مقام تھا ‡ اِسي زمانہ میں قنوج دهلي اور

---

† کالبروک صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحہ ۴۴۲ اور اُن مختلف کتبوں کو دیکھو جنکا بیان اِسي کتاب یعني تحقیقات ایشیا کي اُن جلدوں میں هی جنکا ذکر مقام منقولہ پر هی

‡ سب سے پرانا کتبہ جو ایک تانبے کي تختي هی اور منگیر میں ملي تھي جسمیں جاگیر بخشنے کا ذکر هی نویں صدي کا کندہ کیا هوا معلوم هوتا هی (دیکھو کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۹ صفحہ ۴۳۶ کو) اس کتبہ میں صاف مندرج هی کہ سلطنت کرنے والے راجہ دیوپال دیو (یا دیوا پالا دیوا) کے قبضہ میں تمام هندوستان گنگا کے منخرج سے آدم کے پل تک (یعني لنکا تک) اور دریاے میگنا یعني برهمپتر سے مغربي سمندر تک هی اور بنگالہ اور کرناٹک اور تبت کے باشندے اُسکي رعایا هیں بیان کیا گیا هی اور اُسمیں یہہ بھي اِشارہ هی کہ اُسکي فوج کمبوجا تک گئي هی جسکو عموماً اٹک سے آگے سمجھا گیا ورنہ اِسمیں تو کچھہ شک نہیں کہ وہ هندوستان

اجمیر اور میواڑ اور گجرات میں خود مختار حکومتوں کے موجود ہونے
کے باعث سے اِسقدر وسیع فتوحات کا ہونا خلاف قیاس معلوم ہوتا ہی
اور اسي زمانه کے کتبوں میں جو اور راجاؤں نے کندہ کراے ایسے هي
فتوحات کا دعوی نپایا جاتا اگر اُن راجاؤں نے اور سلطنتوں پر کچھه فوق
حاصل نکیا ہوتا اور هندوستان کے مغرب تک اور دکھن کے وسط تک لشکر
کشي نکرتے پھر حال معلوم ایسا ہوتا ہی کہ یہه خاندان بھي تمام
هندوستانکي سلطنت کا ایسا هي پورا دعوی رکھتا هی جیسا که اور خاندان
رکھتے هیں پس تمام ایسے جھوٹے دعوں کا اعتبار نکرنے کے لیئے یہي بات
ایک تازہ وجهه هی پالا خاندان کے بعد وہ خاندان حکمران ہوا جسکے
ناموں کے آخر میں لفظ سینا کا ہونا لازم تھا اِس آخر خاندان کو اهل
اسلام نے سنه ۱۲۰۳ ع میں تهه و بالا کیا *

مالوہ

راجه بکرما جیت

مالوہ کي سلطنت اگرچه اں سلطنتوں سے جنکا هم بیان کرچکے قدیم
زمانه میں' همسر ہونے کا دعوی نہیں کرتي مگر اِسي سلطنت کي تاریخ
صحیح صحیح همکو معلوم ہوئي هی جو سنه اب بھي دریاے نربدا کے
شمالي ملکوں میں مروج هی وہ راجه بکرما جیت کا سنه هی یہه راجه

کے نہایت مغرب میں ہوگا دوسرا کتبه ایک ٹوٹے ہوئے ستون پر ضلع شارن میں جو
گنگا کے شمال کي طرف هی کندہ هی اُس ستون کو ایک راجه نے جو اپنے آپ کو
خراج گذار گوڑ یعني بنگاله کا بتاتا هی بنایا تھا مگر پھر بھي وہ اپني حکومت
ریواجھوانکت سے (صحیح سال اسکا معلوم نہیں) همالیه تک اور مشرقي سمندر سے
مغربي سمندر تک بتاتا هی اور اُس کتبه میں کندہ هی کہ بنگال کے راجه نے (غالباً
سابق الذکر کتبه والے دیو پال کے بیٹے نے) ملک اوڑیسه اور قوم هنز کو (اِس قوم کا
بیان پہلے کتبه میں بھي هی) اور کارومنڈل کے کنارہ کے جنوبي حصه اور گجرات
کو فتح کیا تیسرے کتبه میں صرف اِسقدر کندہ هی که ایک عالیشان یادگار بت کي
موضع میں بنارس کے قریب اُسي خاندان کے بنگاله کے راجه نے سنه ۱۰۲۶ ع میں بنایا
اور اُس خاندان کا اور قدیم کتبوں سے بدھ مذهب معلوم ہوتا هی

اپنے اسي سنه کے شروع سے یعني چھپن برس قبل مسیح کے اوجین میں راج کرتا تھا *

هندوؤں کي کہانیوں میں بکرماجیت بجاے هارون رشید کے هی اور کرنل ولفورڈ صاحب نے اِن کہانیوں میں سے اسقدر حالات بے کھٹکے جمع کیئے که اُنکي تاریخوں کي تطبیق کے لیئے اٹھه بکرماجیت درکار هوتے هیں مگر جسقدر که اب تسلیم کیا جاتا هی وہ یهه هی که بکرماجیت ایک بڑا زبردست راجه اور تربیت یافته اور سر سبز ملک کا حاکم اور علم و هنر کا مشہور مربي تھا *

راجه بھوج

راجه بکرماجیت کے بعد راجه بھوج نہایت مشہور راجه هندوستان میں هوا مگر اُسکے حالات کي کوئي تاریخ یا اور کسي قسم کي تحریر موجود نہیں اُسکا طول طویل عهد قریب گیارهویں صدي کے ختم هوا درمیان کي چھه صدیوں کے بہت سے راجاؤں کے نسب نامه آئین اکبري اور هندوؤں کي کتابوں میں بھرے هوئے هیں اُنمیں سے ایک نام چندرا پالا هی جسکو کہتے هیں که تمام هندوستان اسنے فتح کرلیا لیکن یهه حال ایسا لغو هی که اِس سے تاریخ میں بہت کار براري نہیں هوسکتي مالوہ کے راجاؤں نے بیشک هندوستان کے وسط اور مغرب تک اپنا تسلط کیا اور بکرماجیت کے تمام هندوستان پر مسلط هونے کي روائتیں هندوستان میں عام هیں *

گجرات کے راجه نے راجه بھوج کے پوتے کو گرفتار کرلیا اور اُسکے ملک پر قابض هوگیا مگر معلوم ایسا هوتا هی که مالوہ پھر بہت جلد اُسکے قبضه سے نکلگیا اور ایک نیا خاندان اُسمیں راج کرنے لگا آخرکار مسلمانوں نے سنه ۱۲۳۱ ع میں اُسکو فتح کرلیا † *

---

† کرنل ٹاڈ صاحب کا بیان مندرجه حالات رایل ایشیا ٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۲۰۱ اور کالبروک صاحب کي تحریر اُسي جلد کے صفحه ۲۳۰ میں اور گلیڈون صاحب کي آئین اکبري جلد ۲ صفحه ۴۸

گجرات

گجرات میں کرشن جی کی ریاست ہونے اور اُن زمانوں کے اور واقعات سے معلوم ہوتا ہی کہ پہلے ہی سے گجرات ایک خاص ریاست قرار پاگئی تھی اور دوسری صدی کے ایک یونانی مورخ نے تمام گجرات کو ایک حاکم کے تحت میں بیان کیا ہی † راجپوتوں کی اُن روایتوں سے جو کرنل ٹاڈ صاحب نے لکھی ہیں معلوم ہوتا ہی کہ مقام بلبی واقع گجرات میں کانک سینا نے جو سورج بنسی خاندان میں کا ایک شخص جنکی سلطنت اودہ میں تھی نقل مکان کرکے چلا آیا تھا ایک اور ریاست کی بنیاد ڈالی اِس خاندان کو سنہ ۵۲۴ ع میں وحشیوں کی فوج نے جنکو کرنل ٹاڈ صاحب قوم پارتھیئنی خیال کرتے ہیں اُس ملک سے نکال دیا *

اِس خاندان کے راج کنور گجرات سے نقل مکان کرکے میواڑ میں چلے گئے اور وہاں ایک سلطنت قایم کرلی جو اب بھی موجود ہی تانبے کے پتروں پر جو ایسے کتبہ پائے گئے ہیں جنمیں جاگیریں عطا کی گئی ہیں اور اُنکا ترجمہ واتھن صاحب نے کیا ہی ‡ اُن سے یہہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہی کہ جس خاندان کے لوگوں کے نام کے ساتھہ سینا کا لفظ لگا ہوتا تھا اُسنے بلبی میں سنہ ۱۴۴ ع سے سنہ ۵۲۴ ع تک سلطنت کی جن وحشیوں کو کرنل ٹاڈ صاحب پارتھیہ والے سمجھتے ہیں اُنکو واتھن صاحب بیکتریا کے ہندوستانی خیال کرتے ہیں بیشک وہ حملہ پارتھیا والوں کے سربراوردگی کے زمانہ سے بہت بعد کو ہوا ہی مگر ممکن ہی کہ حملہ کرنیوالے دوسری نسل کے ایرانی یعنی ساسانی ہونگے سنہ ۵۳۱ ع سے سنہ ۵۸۹ ع تک نوشیرواں نے سلطنت کی وہ مختلف ایرانی مورخ جنکی اقوال مالکوم صاحب §

---

† رنسنٹ صاحب کے پریپلس صفحہ ۱۱۱

‡ روز نامچہ ایشیا ٹک سوسئیٹی کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۴۸۰

§ تاریخ ایران مصنفہ مالکوم صاحب جلد ۱ صفحہ ۱۲۱

نے نقل کیئے ھیں بیان کرتے ھیں کہ اس بادشاہ نے شمال میں فرغانہ پر اور مشرق میں ہندوستان پر لشکر کشي کي اور چیني تاریخوں † سے جو اُنکے پہلے قول کي تائید ہوتي ھی تو دوسرے قول کو معتبر نہ سمجھنے کي کوئي وجہہ معقول نہیں ھی سر ھنري پاٹینجر صاحب ایک مفصل اور قرین قیاس بیان نوشیرواں کي کوچ کا مکران کي بحري حد سے سند تک کرتے ھیں مگر یہہ نہیں لکھتے کہ اُنہوں نے کہانسے لکھا ھی ‡ اور جو کہ مقام بلبي سند کے پاس تھا اسلیئے باساني یقین ہوسکتا ھی کہ نوشیرواں نے اُسکو غارت کیا ہوگا اور میواڑ کے راجاؤں کا نوشیرواں کي اولاد ہونا جو مشہور ھی شاید اس کو اسبات سے کچھہ تعلق ہو کہ نوشیرواں نے اُنکو بھگاکر اُس مقام تک جہاں وہ اب موجود ھیں پہونچایا تھا *

نوشیرواں کے جلوس سے سات برس پیشتر فتح ہونا بلبي کا جو معلوم ہوتا ہے وہ ھندوؤں کے واقعات کي تاریخوں میں ایک خفیف سي بات ھی *

بلبي کے راجاؤں کے بعد گجرات کے حاکم راجپوت ہوئے جو چورا قوم میں سے تھے اور اُنہوں نے انجام کار اپنے دارالسلطنت مقام انہل واڑہ میں جواب پاٹن مشہور ھی اِقایم کي اور ہندوستان کے راجاؤں کے خاندانوں میں سے یہہ بڑے عالیشان ہوگئے *

اخیر راجہ سنہ ۹۳۱ ع میں لاولد مرگیا اور اُسکا داماد بجاے اُسکے راج کا مالک ہوا جو راجپوتوں کي سلونکا یا چلوکیا قوم میں سے مشہور ہوا جسکے اھل خاندان کالیان میں جو دکھن کے گھاٹوں کے اوپر واقع ھی سردار تھے § *

† ڈي گگنیز صاحب کي کتاب جلد ۲ صفحہ ۳٦۹

‡ پاٹینجر صاحب کا سیاحتنامہ صفحہ ۳۸٦

§ کرنل ٹاڈ صاحب کي کتاب جلد ۱ صفحہ ۸۳ و ۹۷ و ۱۰۱ و ۲۰٦ اس کالیان کي نسبت کانکن والا کالیان جو زیادہ قریب ھی اسلیئے کرنل ٹاڈ صاحب خیال کرتے ھیں کہ سلونکا قومکا راجہ کانکن والے کالیان سے آیا ہوگا لیکن اور حالات اس راے کے مخالف ھیں گھاٹ والے کالیان کے سلونکا قوم کے راجاؤں کا حال پھر لکھا جاریگا

اسي خاندان کے ایک راجه نے مالوہ کو فتح کیا میں خیال کرتا هوں که کرنل ولفورة صاحب اِنهیں راجاؤں کو هندوستان کا شهنشاه بتاتے هیں † اگرچه محمود غزنوي نے سلونکا راجاؤں کے ملک کو ایدهر سے اودهو تک تاخت و تاراج کیا مگر سنه ۱۲۲۸ع تک اسي خاندان کے راجه راج کرتے رهے آخر کار اس سنه میں ایک اور خاندان نے اُنکو اُنکے ملک سے خارج کیا جسکو سنه ۱۲۹۷ع میں مسلمانوں نے غارت کردیا ‡ *

قنوج

کناکوبیا یعنے قنوج کي نسبت قدیم زمانه میں هندوؤں کي اور سلطنتیں بہت کم مشہور هوئي هیں قنوج نہایت قدیم شہر هندوستان کا هی اور اُسکے نام سے ایک فرقه برهمنوں کا قایم هوا هی جسکا نام قنوجیا برهمن هی.شاید اسي دارالسلطنت کو اُن مسلمانوں نے جو پہلے پہل حمله اور هوئے نہایت دولتمند پایا هندوؤں کي آزادي کے جلد برباد هو جانے کا باعث وہ لڑائیں ٹهریں هیں جو قنوج اور دهلي کے راجاؤں میں هوئي هیں *

معلوم هوتا هی که قدیم زمانه میں یهه سلطنت پنچالا کہلاتي تهي اس سلطنت کي قلمرو کا ملک تنگ اور لنبا مغرب میں دریاے چنبل § اور بنارس کے قریب قریب اجمیر تک اور مشرق میں نیپال تک راجپوتوں کي اُن روایتوں اور تحریروں سے جنکو کرنل ٹاڈ صاحب || نے جمع کیا هی

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحه ۱۶۹ و ۱۷۹ و ۱۸۱ وغیرہ

‡ برگز صاحب کي تاریخ فرشته

§ قنوج اور پنچالا کا ایک هونا منو کے مجموعه کے دوسرے باب کے اشلوک ۱۹ سے سمجها گیا هی اور جو حدیں اُسکي مہابهارت میں قرار دي گئي هیں اُنکو اوریئنٹیل میگزین جلد ۳ صفحه ۳۵ اور جلد ۴ صفحه ۱۴۲ میں تحقیق کیا گیا هی یهه بات بیان کے قابل هی که جب ان حدوں کو جنوب و مغرب کیطرف کچهه بڑها دیا جاتا هی تو وہ وهي حدیں هو جاتي هیں جو کرنل ٹاڈ صاحب نے مسلمانوں کے حمله کے زمانه میں قرار دیں هیں کتاب راجستان جلد ۲ صفحه ۹

|| کتاب تاریخ راجستان جلد ۲ صفحه ۲

اور اُن کتبوں سے جنکي تحقیق پروفیسر ولسن صاحب † نے کي معہ اُن کتبوں کے جنکا ترجمہ پرنسپل مل صاحب ‡ نے کیا جو کچھہ حال همکو معلوم هوا هی اسکے سوا اور کچھہ حال اِس سلطنت کي قدیم تاریخ کا دریافت نہیں هوتا اِن تحریروں اور روایتوں سے معلوم هوتا هی کہ راتھوروں نے قنوج کو ایک اور هندو خاندان شاهي سے چهینا تها اور اُنسے سنہ ۱۱۹۳ ع میں مسلمانوں نے لیلیا اور وہ اپنے موجودہ ریاست مارواڑ میں چلے گئے *

راتھوروں کي سلطنت کے زمانہ میں از روے اُن روایتوں کے قنوج کے قلمرو میں بنگالہ اور اوڑیسہ تک شامل هوگئي تهي اور مغرب میں دریاے اٹک تک تسلط هوگیا تها *

اور کتبوں سے یہہ معلوم هوتا هی کہ جس خاندان کو مسلمانوں نے تباہ کیا وہ نہایت زمانہ حال کا تها چنانچہ ایک دلاور راجپوت نے اُس خاندان میں راج کي بنا قایم کي تهي اور کرنل ٹاڈ صاحب نے جو کچھہ حالات لکہے هیں انکي صحت پر اِن کتبوں سے شبہہ پیدا هوتا هی *

راجپوت اور مسلمان مورخوں نے جنہوں نے هندوستان پر مسلمانوں کا تسلط هوجانے کي تاریخ لکهي هی دارالسلطنت قنوج کي وسعت اور شان اور شوکت کا حال نہایت تعریف کے ساتھہ لکها هی اور کهنڈر اُسکے اب بهي گنگا کے کنارہٗ پر موجود هیں *

اور ریاستوں کا بیان

هندوؤں کي اُن چهوٹي چهوٹي سلطنتوں کے نام بیان کرنے دقت سے خالي نہیں جو هندوستان میں مختلف زمانوں میں هوئیں اب هم ایک نقشہ لکهتے هیں جس سے اُنمیں سے بعض ریاستوں کا زمانہ معلوم هوگا مگر یہہ نقشہ بالکل صحیح اور کامل نہیں هی *

---

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵

‡ روز نامچہ رایل ایشیا تک سوسئیٹي جلد ۳ بابت سنہ ۱۸۳۴ ع

کشمیر کا حال اِس نقشہ میں مندرج ہونے کي وجہہ خاص هی
اُسکي تاریخ ایسے مجمل بیانوں میں جو همنے لکھے هیں لکھني مناسب
نہیں هی کیونکہ اُسکي تاریخ بہت مفصل اور کامل موجود هی اور اُسمیں
هندوستان کے اور حصوں کا حال بجز ایسے موقع کے نہیں پایا جاتا جس
میں کشمیر کے راجاوں کے هندوستان کي عزیمت اور اُسکا کئي بار فتح
کر لینا بیان کیا گیا مگر اِن بیانوں کي صداقت پر شبہہ هی † *

اِس بات کا تصفیہ کرنا کہ اِس نقشہ میں کون کون سے ملکوں کو
داخل کرنا چاهیئے آسان نہیں هی بظاهر بنارس کي نسبت پنجاب زیادہ
تر مستحق معلوم هوتا هی لیکن اُسمیں سے ایک هي بار ایک سلطنت
تریجرتا قایم هوئي تھي سو مسلمانوں کے حملہ کرنے کے وقت پھر اُسمیں شامل
هوگئي اور هندوؤں کے شروع زمانہ سے مسلمانوں کے هندوستانپر حملہ کرنے
تک هندوؤں کي تاریخ میں اُسکا مطلق تذکرہ نہیں پایا جاتا اور جبکہ
یوناني اُسمیں گذرے تو بہت چھوٹي چھوٹي ریاستوں میں منقسم پایا
راجہ پورس کے قبضہ میں جو بہت بڑا راجہ تھا معہ اُسکے رفقا کے آتھواں
حصہ بھي پنجاب کا پورا نہ تھا *

---

† هندوؤں میں بھي کشمیر کي تاریخ پائي جاتي هی جسکے حالات کي تحقیق
کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۵ میں اچھي طرح کي گئي هی

مفصلۂ ذیل نقشہ میں * اس علامت سے یہہ مراد هی کہ جس سلطنت کی تاریخ پر یہہ نشانی هو اُسکو سمجھنا چاهیئے کہ اسکا ذکر مہابهارت میں آیا هی اور اُسکی تاریخ جو هندنے لکھی هی اُس سے وہ دوسرا زمانہ مراد هی جو مہابهارت کے علاوہ کسی اور تاریخ میں اُسکا تذکرہ هوا هی اور جن لوگوں نے یہہ بیان کیا هی کہ ان سلطنتوں کا ذکر فلاں سنہ میں اخیر مرتبہ هوا هی اُنہوں نے کوئی سند نہیں بیان کی مگر اخر زمانہ اُن سلطنتوں کا اکثر وہ سنہ هی جسمیں تاریخ فرشتہ کے مصنف نے اُنپر مسلمانوں کا دتصیاب هونا لکھا هی

نام سلطنت	اس سلطنت کا کسی تاریخ میں کب اول ذکر هوا	اور کب سے اخیر ذکر هوا	سند مورخ	کیفیت
مگادا ...	* سنہ ٣٠٠ قبل مسیح میں یونانیوں نے بیان کیا هی	سنہ ٥٠٠ ع کے قریب میں	انگریزی ترجمہ بشن پوران کے صفحہ ٣٧٣ و ٣٧٤ کے حاشیہ میں	
گوڑیعنے بنگالہ	* سنہ ٦٠٠ ع میں	سنہ ١٢٠٣ ع میں	کتبۂ منگیر	
مالوہ ...	سنہ ٥٦ قبل مسیح سے اتنی مدت پہلے جسمیں گیارہ پشتیں گذریں	سنہ ١٢٣١ ع	ترجمۂ آئین اکبری جلد ٢ صفحہ ٤٣	
گجرات ...	* سنہ ١٤٤ عیسوی	سنہ ١٢٩٧ ع	کرنل ٹاڈ صاحب کی کتاب تاریخ راجستان جلد ١ صفحہ ٢١٦ اور واتهن صاحب کی تحریر مندرجہ روزنامچہ ایشیاٹک سوسیئٹی جلد ٣ صفحہ ٣٨٠	

نام سلطنت	اس سلطنت کا کسي تاریخ میں کب اول ذکر هوا	اور کب سے آخر ذکر هوا	سند مورخ	کیفیت
قنوج ...	* سنه ۴۷۰ عیسوي	سنه ۱۱۹۳ ع	ٹاڈ صاحب جلد ۲ صفحه ۲	
متهیلي ...	* رام چندر کے عهد میں	سنه ۱۳۲۵ ع	*	متهیلي رامچندرجي کي زوجه مسمی سیتا کے باپ کي دارالسلطنت هی اگرچه بسبب قانوني مدرسه اور هندوستاني دس زبانوں میں سے ایک زبان کا نام متهیلي مشهور هونیکے باعث ممتاز هی مگر تاریخ میں اسکا بیان بهت کم پایا جاتا هی
بنارس ...	*	سنه ۱۱۹۲ ع	*	معلوم هوتا هی که بنارس میں مهابهارت کي لڑائي کے زمانه میں خود مختار سلطنت تهي غالباً وه بعده مدادا کے محکوم هوگئي جیسے که پچهلے زمانه میں وه کرز کے مطیع هوگئي مگر جبکه مسلمانوں نے فتح کیا تو وه سلطنت کسي کي تابعدار نه تهي
دهلي ...	* سنه ۵۶ قبل مسیح کے قریب	سنه ۱۱۹۲ ع	ٹاڈ صاحب جلد ۱ صفحه ۵۱	مهابهارت کے سوا دلي کا بیان دوسري بار یهه پایا جاتا هی که راجپوتوں کي قوم نے اسپر تسلط کیا اور انمیں سے سلسلهوار بیس راجه هوئے بعد اسکے سنه ۱۰۵۰ ع میں پرتهي راج کے اباو اجداد نے اس قوم کو سلطنت سے خارج کیا اور راجه پرتهي راج پر مسلمانوں نے فتح پائي
اجمیر ...	سنه ۶۹۵ ع سے اتني مدت پهلے جس میں سات پشتیں گذریں	سنه ۱۱۹۲ ع	ٹاڈ صاحب کي تحریر مندرجه حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۴۳ اور اوریئنٹل میگزین جلد ۸ صفحه ۲۰	آٹهوان راجه مانک راے سنه ۶۹۵ ع میں حکمراں تها اسکي اولاد میں سے ویسل نے دلي کو سنه ۱۰۵۰ ع میں فتح کیا اور دونوں سلطنتیں ایک هي زمانه میں ایک ساتهه جاتي رهیں

میواڑ ...	سنه ۷۲۰ ع	اب بهي موجود هی	ٹاڈ صاحب جلد ۱ صفحه ۲۳۱	معلوم هوتا هی که اس زمانه سے پہلے یہه سلطنت مالوہ کے راجاؤں کے تسلط میں تهي اودہ کے راجپوتوں کي اسي قوم نے جسنے گجرات کي سلطنت کي بناد ڈالي تهي یہه سلطنت بهي قایم کي
جیسلمیر...	سنه ۷۳۱ ع	اب بهي موجود هی	ٹاڈ صاحب جلد ۲ صفحه ۲۳۳	جیسلمیر کے راج کي بنیاد کرشن جي کے خاندان میں کي ایک قوم نے ڈالي جو هندوستان کے شمال و مغرب سے آئي تهي اور اب بهي اسي کا راج هی
جیپور ...	سنه ۹۶۷ ع	اب بهي موجود هی	ٹاڈ صاحب جلد ۲ صفحه ۳۲۶	اسکي بنیاد ایک راجپوت راج کنوار نے جو رام چندر کي اولاد میں سے تها ڈالي جنہوں نے چند پشتوں پہلے چهوٹي سي ریاست ناروا پر قبضه کیا تها
سندہ ...	* سنه ۳۲۵ قبل مسیح میں جبکه سکندر نے یورش کي یہه سلطنت خود مختار تهی	سنه ۷۱۱ ع	*	مهابهارت میں سندہ کو ایک ریاست بیان کیا گیا هی سکندر کے زمانه میں سندہ میں چار ریاستیں تهیں مگر سنه ۷۱۱ ع میں اهل عرب نے اسپر حمله کیا تو وہ کل ایک ریاست تهي بعد اسکے سمیرا کي راجپوت قوم نے سنه ۷۵۰ ع میں اهل عرب سے چهین لي اور پهر غوري خاندان کے بعد تک مسلمان ارسکو فتح نکرسکے
کشمیر ...	سنه ۱۲۰۰ قبل مسیح	سنه ۱۰۱۵ ع	پروفیسر ولسن صاحب کي تحریر مندرجه تحقیقات ایشیا جلد ۱۵	کشمیر کے مورخ اس سلطنت کي ابتدا کا سنه ۱۲۰۰ قبل مسیح سے بارہ سو برس پہلے سے دعوی کرتے هیں مگر کوئي واقعه اور کسي راجه کا کچهه حال بیان نهیں کرتے تاریخ فرشته کے مورخ کے بقول کشمیر کے راجاؤں کے پانچ خاندانوں کے بعد محمود غزنوي نے سنه ۱۰۱۵ ع میں فتح کیا

دوسرا باب

دکھن کے ہندوؤں کي تاریخ

قدیم زمانہ میں ملک دکھن کي کیا حالت تھي اور کن حصوں میں منقسم تھا

دکھن کے باشندے اِسقدر قدامت کا دعوی نہیں کرتے ہیں جسقدر کہ ہندوستان خاص کے ہندو نہایت قدیم ہونے کے دعویدار ہیں اِس لیئے دکھن کي تاریخ بھي کم اولجھي ہوئي اور کم تاریک ہی مگر کچھہ دلچسپ نہیں ہی اُسکے قدیم باشندوں کا حال ہمکو بہت کم معلوم ہی ہندوؤں کا حال اُن مقاموں میں جہاں وہ جاکر آباد ہوئے ایسا دلچسپ نہین ہی جیسا کہ اُنکے اصلی ملک میں ہی † پروفیسر ولسن صاحب بیان کرتے ہیں کہ دکھن کي تمام روایتوں اور تاریخوں میں ایک ایسا زمانہ پایا جاتا ہی جسمیں دکھن کے باشندے ہندو نہ تھے اِس سے پہلے کہ اُنھوں نے ہندوؤں سے تعلیم اور تربیت حاصل کي اصلي باشندوں کو وہاں کے جنگلي اور پہاڑي یا راچھس اور دیو بیان کیا گیا ہی مگر بعض حالات سے اِسبات پر شبہہ ہوا ہی کہ دکھن کے باشندے ایسي ہي ناشایستہ حالت میں تھے جو ہمارے اِس بیان سے خیال میں آتي ہی *

دکھن میں شنسکرت زبان کے رواج پانے سے پہلے تامول زبان قایم ہوکر کمال پر پہونچ چکي ہوگي یہہ بات اگرچہ اِس وجہہ سے اُنکے شایستہ ہونے کا قطعي ثبوت نہو کہ شمالي امریکہ کے اصلي باشندوں کي زبان شایستہ ہی مگر ایلس صاحب کي راے اگر معقول ماني جاوے اور تامول کا علم اور زبان اصلي اور لازمي ہووے تو اُسکے موجدوں کو یعني دکھن والوں کو

† تمام حالات متعلقہ ذیل اوڑیسہ کے بیان تک پروفیسر ولسن صاحب کے دیباچہ کاغذات مکنزي سے لیئے گئے اگرچہ اُن حالات میں کہیں کہیں ہمنے کچھہ راے لگا دي ہی جنکي جوابدھي پروفیسر ولسن صاحب کے ذمہ نہیں

جنگلیوں اور پہاڑیوں میں داخل کرنا غیر ممکن تهریگا † اگر هم هندوؤں کي روایتوں پر اعتماد کرسکیں تو راون جو انکا اور دکهن کے جنوبي حصه پر حکومت کرتا تها ایک تربیت یافته اور قوي سلطنت کا راجه تها لیکن اُنهیں روایتوں کي بموجب وه ایک هندو اور شب کا پیرو تها جس سے هم یهه نتیجه نکالینگے که وه روایتیں اُس زمانه سے جسکا اُنمیں ذکر هی بہت بعد کي هیں اور کم سے کم ایک حصه اُنکا رامچندر جي اور راون کے زمانه کي نسبت زیاده تر اُس زمانه کي حالات پر مبني هی جب که وه لکهي گئیں *

غالب ایسا معلوم هوتا هی که جب دکهن پر مکرر حملے هونے کے بعد هندوستان خاص اور دکهن کا راسته کهل گیا هوگا تو جو لوگ وهاں بسنے کو گئے هونگے اُنهوں نے دکهن کے اوپر کے حصه کے ویران اور بنجر میدانوں کي نسبت کرناٹک اور تانجور کے بارآور خطوں کو اپنے رهنے کے لیئے پسند کیا هوگا اور اگرچه ابتدا میں اُنهوں نے ساحل سمندر کو اپني سکونت کے واسطے پسند نکیا هوگا مگر ایک زمانه گذرنے کے بعد غیر قوموں کے سوداگروں کو وهاں تک رسائي هوئي هوگي اور جابجا سمندر کے کناره پر بہت جلد شہر آباد هوگئے هونگے *

سنه عیسوي کے شروع کے قریب یعني دکهن کے کناروں کے جس زمانه کا حال پلیني یوناني مورخ اور پریپلس کا مصنف بیان کرتا هی دکهن کے ساحل سمندر آباد معلوم هوتے هیں اور تجارت اُنمیں هوتي تهي *

مگر دکهن کے اندروني حصه میں بہت سي شایستگي اِس زمانه سے بهي پہلے حاصل هوگئي هوگي کیونکه سکندر اعظم کے رفیقوں نے جنکے

† برهمنوں کے دکهن میں پہونچنے سے پہلے تامول کے علم نے ترقي پائي هو اسکا ثبوت ایک یهه بات هوسکتي هی که اُسکے نهایت نامي مصنفوں میں نهایت ادنی درجه کے لوگ جنکو هم پاریا کہتے هیں هوئے هیں اگرچه یهه مصنف بہت قدیم زمانه میں نهیں هوئے لیکن اُنکا صاحب تصنیف هونا هرگز ممکن نهوتا اگر برهمن اُنکے معلم هوتے

قول استرابو اور ایرینن نے نقل کیئے هیں جب مختلف باتیں هندوستان
کے شمالي اور جنوبي باشندوں کي بیان کي هیں تو کوئي فرق اور اختلاف
اُنکے چال چلن میں بیان نهیں کیا *

پروفیسر ولسن صاحب خیال کرتے هیں که دکهن کا تربیت‌یافته هونا
ایکهزار برس پهلے حضرت عیسی علیه‌السلام سے ممکن هی *

کهتے هیں که دکهن میں پانچ زبانیں بولي جاتي هیں ان سے یهه امر
یقیني سمجها جاتا هی که قدیم زمانه میں اسیقدر قومي تقسیم ملک
کي هوگي اسلیئے اُن قسمتوں کي حدیں بیان کرني مناسب هیں *

درآورا یعني ملک تامول

تامول زبان اُس ملک میں بولي جاتي هی جسکا نام درآورا هی
جسکي وسعت جنوب میں دکهن کے غایت سے محدود هی اور شمال میں
اُس مفروضه خط سے محدود سمجهنا چاهیئے جو بلوکت سے (یهه مقام
مندراس کے قریب هی) اُس گهاٹ تک جو بنگلور اور پولیکٹ کے درمیان
میں هی اور گهاٹ کے خمدار حصه سے گذرتا هوا مغرب کي جانب مالابار
اور کنارا کي حد فاصل تک اور کنارا کے پاس پاس سمندر تک اسطرح پر
گذرے که اُس سے مالابار اسي ملک میں شامل هو جاتا هی کهینچا
جاوے *

ملک کرناٹایا کنارا

درآورا کي شمالي حد کا ایک حصه کرناٹا کے جنوبي حد کا ایک
جزو هی اور مغرب میں مقام گوآ تک سمندر سے اور کولاپور کے قریب تک
مغربي گهاٹ سے محدود هی *

شمالي حد اُسکي نهایت ٹیڑهے بیڑهے مفروضه خط سے قایم هوتي جو
کولاپور سے بدر تک کهینچا جاوے مشرقي حد اُسکے اُس مفروضه خط سے
جو بدر سے شروع هوکر ادوني اور اننت پور اور ننددرگ میں گذر کر گهاٹ

کے اُسمتام تک جو پولیکٹ اور بنگلور کے درمیان میں هی پہونچکي قایم هوتي هی *

ملک تلنگانه یا تلگو

اس ملک کي مغربي حد اور ملک کرناٹا یا کنارہ کي مشرقي حد مشترک هی مگر اسکي یہه مغربي حد اُسي طرح تیزي بیزي مقام چاندا تک جو دریاے وارد‌ا پر واقع هی بڑھاني چاهیئے اس مقام سے شمالي حد اس سے بھي زیادہ تیزي مشرق کي جانب سوهن پور تک هی جو مہا ندي پر واقع هی اور مشرقي حد سوهن پور سے سیکا کول تک اور سیکا کول سے سمندر کے قریب قریب پولیکٹ تک سمجھني چاهیئے جہاں وہ اُس ملک سے ملتي هی جسمیں تامول زبان بولي جاتي هی *

ملک مہارشٹرا یا مرهٹه

جس خطه میں مرهٹي زبان بولي جاتي هی اُسکي جنوبي حد کرناٹا اور تلنگانه کي حدوں میں بیان هوچکي چنانچه گوآ سے شروع هوکر کولاپور اور بدرمیں گذرکر چاندا میں ختم هوتي هی اور مشرقي حد اُسکے دریاے وارد‌ا کے ساتھه ساتھه انجاوري یا ستپوري کے پہاڑ تک هی جو دریاے نربدا کے جنوب میں واقع هی *

اور اُسکي شمالي حد پر کوہ ستپوري نندود تک جو نربدا کے قریب هی سمجھنا چاهیئے اور مغربي حد اُسکي اُس خط مفروضه سے قایم هوتي جو نندود سے دامن تک اور دامن سے سمندر کے قریب هوتا هوا گوآ تک کھینچا جاوے † *

ملک اوڑیسه یا اوڑیا

جس خطه میں زبان اوڑیا بولي جاتي هی اُسکي جنوبي حد تلنگانه

† ناگپور میں مرهٹوں کي حکومت کے قایم هوجانے سے بہت سے مرهٹے گونتوانه علاقه ناگپور میں چلے گئے اور اُس دارالسلطنت کے آس پاس دور دور تک اُنکي زبان عام هوگئي *

هی اور مشرق پر سمندر هی اور سوهن‌پور سے مدنا پور واقع بنگال تک ایک خط فرض کرنے سے مغرب اور شمال کي حدیں قایم هوتي هیں *

مهارشترا اور اڑیسه کے درمیان کے میدان کا بڑا حصه جنگل هی جسمیں جابجا گونڈ قوم کے لوگ آباد هیں اگرچه اُنکي زبان باقي ارر حصه کي زبان سے علحده هی مگر اُسکو وحشي پهاڑیوں کي بکواس سمجها جاتا هی دکهن کي پانچوں زبانوں میں شمار نهیں کیا جاتا هی † *

دکهن کي سلطنتیں اور ریاستیں

عین جنوب میں وهي سلطنتیں نهایت قدیم هیں جنمیں تامول زبان بولي جاتي تهي پانڈیا اور چولا کي سلطنتوں کے باني دو کاشتکار تهے *

پانڈیا کي سلطنت

اس سلطنت کا نام اسکے باني کے نام سے قایم هوا یهه بات تحقیق نهیں که کس زمانه میں اس شخص کا نصیب چمکا تها مگر اُسکے زمانه کو پانسو برس قبل مسیح علیه‌السلام سمجهه لینیکي معقول وجوهات هیں *

استریبو نے ایک ایلچي کا حال بیان کیا هی جو پانڈیوں کي طرف سے اغسطس قیصر کے دربار میں گیا تها پریپلس کے مصنف اور ٹولیمي کے بیان سے معلوم هوتا هی که پانڈیوں موروثي خطاب پانڈیا کي اولاد کا تها *

پریپلس مصنف کے زمانه میں پانڈیوں کے قبضه مالابار کا ایک حصه سمندر کے کنارہ پر کا تها لیکن یهه تسلط اُنکا تهوڑے عرصه تک رها اُنکي سلطنت کي مغربي حد گهاٹ تها ایک مختصر سي سلطنت تهي چنانچه اُسمیں صرف مدورا اور ٹینیولي کے دو ضلعے تهے *

دارالریاست دو دفعه بدل کر مدورا میں قایم هوئي اور اسي مقام پر ٹولیمي کے عهد میں تهي اور اب سے سو برس پهلے تک بهي یهیں موجود تهي *

---

† گونڈوانه کے شمالي میدانوں میں جو زبان بولي جاتي هی وہ هندي زبان سے نکلي هوئي هی

پانڈیون خاندان کے راجاؤں کا لڑائي جھگڑا اُنکے همسایه والے چولا کي سلطنت سے رہا مگر سنه مسیحي کي ابتدا میں اُنکے آپس میں اتحاد ہوگیا اور مدت تک قایم رہا لیکن پھر اُنمیں علحدگي ہوگئي اور پانڈیوں کي سلطنت سنه ۹۰۰ع تک بڑي ترقي پر رهي اسي سنه میں اُسکي وہ بڑي قدر و منزلت کم ہوگئي جسکے بعد وہ اکثر خراج‌گذار اور کبھي کبھي بالکل خود مختار رہے انجام یہہ ہوا کہ خاندان نیاکس کے آخر راجه سے (پانڈیوں کي نسل اس راجه پر ختم ہوگئي) نواب ارکاٹ نے سنه ۱۷۳۶ع میں وہ سلطنت چھین لي *

چولا کي سلطنت

چولا کي سلطنت کي تاریخ به نسبت پانڈیا کي سلطنت کے زیادہ مسلسل هی *

اِس سلطنت کي اصلي حدیں وہ تھیں جنمیں تامول زبان بولي جاتي هی اور ایلس صاحب خیال کرتے هیں که سنه مسیحی کے شروع میں وہ اسقدر وسیع ہوئي تھي اور اُنھیں کي یہہ راے هی که اُسکے راجاؤں نے آٹھویں صدي میں کرناٹا اور تلنگانه کے بڑے حصوں پر تسلط کرلیا تھا اور گوداوري تک اُس تمام ملک پر قابض رہے جو نندرگ کے پہاڑوں کے مشرق میں واقع هي *

مگر معلوم ہوتا هی که بارھویں صدي میں اُنکي الوالعزمي کا انسداد کیا گیا آخرکار وہ اپنے قدیمي ملک پر قناعت کرنے کے لیئے مجبور ہوئے اور اِس حالت میں سترھویں صدي کے آخر تک خود مختار خواہ بیجانگر کے تابعدار رہے اور اُسي زمانه میں مرھٹوں کي سلطنت کے باني کے بھائي نے جو بیجاپور کے مسلمان بادشاہ کے افسروں میں سے تھا جسکو بادشاہ نے چولا کے اخیر راجه کي کمک کو بھیجا تھا چولا کي سلطنت پر خود قبضه کر بیٹھا غرضکه تانجور کے اِس خاندان میں کا جو ابتک موجود هی یہي اول راجه ہوا *

چولا کي دارالسلطنت اُنکے عہد سلطنت میں سے بہت مدت تک کنجي یا کنجي ورم میں جو مندراس کي مغرب هی رهي *

چیرہ کي سلطنت

چیرہ ایک چھوٹي سي سلطنت پانڈیوں کي مملکت اور مغربي سمندر کے درمیان میں تهي اُسمیں ترَاون کور اور ایک حصہ مالابار کا اور کایم بتور شامل تهي جسکا بیان تولیمي کي تاریخ میں هی سنہ عیسوي کے شروع میں یہہ سلطنت هوگي ایک زمانہ میں وہ کرناٹا کے بہت بڑے حصہ تک پهیلگئي تهي لیکن دسویں صدي میں بالکل برباد هوگئي اور اُسکا ملک پاس پڑوس کي حکومتوں کے آپسمیں تقسیم هوگیا *

کرالا کي سلطنت

دیوتوں کا حال لکهنے والوں کے بموجب کرالا کے ملک کو جس میں مالابار اور کنارا شامل هیں پرسرام نے جو چهتریوں کا بیخ ناس کرتا معہ کانکن کي خرق عادت کے ذریعہ سے سمندر سے حاصل کیا تها اور خرق عادت هي سے اُسکو برهمنوں سے آباد کردیا زیادہ معقول بیان سے معلوم هوتا هی کہ سنہ عیسوي کے پہلي یا دوسري صدي میں کرالا کے شمالي حصہ کے ایک راجہ نے هندوستان سے بولا کر برهمنوں کي بستي بسائي تهي اور مالابار اور کنارا کے بہت سے برهمن شمالي حصہ کے پانچ قوموں میں سے اکثر هیں اِس لیئے اِس بیان کي کنچهہ اصل معلوم هوتي هی *

آبادي کسیطرح سے هوئي هو مگر سب کا اِسبات پر اتفاق هی کہ کرالا اول هي سے کانکن سے بالکل علحدہ تها اور برهمن هي اُسپر قابض تهے اور اُسکو چهیاسٹهہ ضلعوں میں تقسیم کرکے اپني قوم کي ایک عام مجلس کے ذریعہ سے اُسپر حکومت کرتے تهے اراضي کو کمتر درجہ کے لوگوں کو لگان پر دیتے تهے *

کارپردازي کي حکومت ایک برهمن کے سپرد هوتي تهي جو هر تیسرے برس اُس کام سے علحدہ کردیا جاتا تها اور چار برهمنوں کي کونسل

اُسکی مددگار هوتي تهي مگر ایک زمانه گذر جانے کے بعد اُنهوں نے ایک چهتري کو اپنا سردار مقرر کیا اُسکے بعد شاید پانڈیوں کے زیر حکومت رهتے تهے اگرچه کرالا کي زبان تامول سے نکلي هی مگر یهه نهیں معلوم هوتا که کرالا کبهي چولا کي سلطنت کا مطیع هوا *

یهه صحیح نهیں معلوم که کس زمانه میں کرالا کي سلطنت کے جنوبي اور شمالي حصے علحده علحده هوگئے مگر نویں صدي کے آخر میں جنوبي حصه یعني مالابار اپنے راجه سے جو مسلمان هوگیا تها سرکش هوگیا اور چهوتي چهوتي ریاستوں میں تقسیم هوگیا جنمیں سے بڑي ریاست زمورین کي تهي جنکو واسکو ڈیگاما صاحب نے پندرهویں صدي کے آخر میں کالیکٹ پر قابض پایا *

معلوم هوتا هی که اِس سلطنت کے شمالي حصے یعني کنارا میں سنه عیسوي کے اِبتدا میں ایک راجه کا خاندان قایم هوگیا جو سنه ۱۲۰۰ع تک قایم رهکر بلال راجاؤں کے هاتهه سے تباه هوا اور انجام کار یهه حصه بیجا نگر کے قبضه میں آگیا *

کانکن کي سلطنت

معلوم هوتا هی که قدیم زمانه میں کانکن بهت کم آباد زیاده تر جنگل تها اور اب بهي پهلے سے کچهه تهوڑا هي سا زیاده آباد هوا هی هماري راے میں اُسمیں همیشه مرهتے بستے تهے *

کرناٹا اور تلنگانا

بلال لقب والے راجه

تمام کرناٹا میں ایک هي زبان اور یکسان چال چلن هونے سے معلوم هوتا هی که تمام ملک میں ایک هي حکومت هوگي لیکن اُسکے ابتدا کے زمانه کي تاریخ سے معلوم هوتا هی که کنارا (یعني نصف حصه شمالي کرالا) پانڈیوں اور چولا کے راجاؤں کے قبضه میں منقسم تها بعد اُسکے وه اور بهي چهوتے چهوتے راجاؤں کے قبضه میں منقسم هوکر سنه ۱۱۰۰ ع

کے وسط تک رہا پھر ایک بڑا خاندان اسمیں قایم ہوا یہہ خاندان بلال راجاؤں کا تھا جو اپنے آپ کو یادو نسل کے راجپوت بتاتے تھے جنکا غلبہ ایک زمانہ میں تمام کرناتا اور مالابار اور اُس ملک پر جسمیں تامول زبان بولي جاتي هی کسیقدر تلنگانہ پر ہوگیا تھا سنہ ۱۳۱۰ یا سنہ ۱۳۱۱ ع میں اُنکو مسلمانوں نے غارت اور برباد کردیا *

یاداوا خاندان کے راجا

معلوم ہوتا هی کہ تلنگانہ کا مشرقي حصہ نویں صدي کے شروع سے گیارھویں صدي کے آخر تک ایک ایسے خاندان کے قبضہ میں جسکا تاریخي حال صاف اور اوجلا نہیں رہا هی اُس خاندان کو یاداوا کہتے تھے *

کرناٹا والي قوم چلوکیا

چلوکیا قوم کا ایک راجپوت خاندان کالیان میں سلطنت کرتا تھا جو بدر کے مغرب میں کرناتا اور مہارشترا کي حدود پر واقع هی اِس خاندان کا دسویں صدي کے آخر سے بارھویں صدي کے آخر تک کتبوں کے ذریعہ سے بخوبي سراغ لگتا هی اُن کتبوں سے ظاہر ہوتا هی کہ اُنکے قبضہ میں جنوب و مغرب میں اُس مقام تک ملک تھا جہاں بناوا سے سندا میں مغربي گھات کے قریب واقع اور ایک کتبہ میں اُنکو چولا اور گجرات کے فتح کرنیوالے لکھا هی والٹر ایلیٹ صاحب جنہوں نے اِن راجاؤں کے بہت سے کتبے چھاپے ہیں † قیاس کرتے ہیں کہ اُنکے پاس تمام مہارشترا نربدا تک تھا اور پروفیسر واسن صاحب کي یہہ راے هی کہ تلنگانہ کے راجہ بھي اُنکے مطیع رہتے تھے جنمیں سے ایک نے جو غالباً اُنکا باج گذار تھا چولا کے راجہ کو شکست دي تھي ‡ اور جس کتبہ کا حوالہ دیا گیا هی غالباً وہ یہي هی *

† روزنامچہ رایل ایشیا ٹک سوسئیٹي جلد ۴ صفحہ ۱

‡ دیباچہ کاغذات مکنزي صفحہ ۱۲۹

اِس خاندان کے راجاؤں میں سے ایک راجہ نے جو چارا کي وارث ایک عورت سے شادي کي تهي غالباً اِسي سبب سے گجرات بهي اُنکے قبضہ میں آگیا تها جسکا ابهي ذکر هوچکا هی *

اِس خاندان کے اخیر راجہ کو اُسکے وزیر نے تخت سے اوتار دیا اور اُس وزیر کو شب کے معتقد فرقہ کے فقیر نے جو اُس زمانہ میں مشہور تها قتل کیا اسکے بعد سلطنت دیوگڑهي کي یادو راجپوتوں کے هاتهہ آگئي † *

کلنگا والي قوم چلوکیا

چلوکیا قوم کي دوسري شاخ جو شاید کالیان میں سلطنت کرتي تهي کالنگا پر مسلط تهي جو تلنگانا کا مشرقي حصہ دراورا سے سمندر کے قریب قریب اوڑیسہ تک چلا گیا هی *

اِسمیں کچهہ شک نہیں کہ اِس قوم کا شاهي خاندان بارهویں اور تیرهویں صدي میں برابر قایم رها اور غالب هی کہ اِس سے دو سو برس پہلے قایم هوا هوگا اِس خاندان کو اندرا گنپتي راجاؤں نے بہت کچهہ مغلوب کیا اور آخرکار کٹک کے راجاؤں نے بالکل برباد کردیا *

اندرا کے راجہ

اندرا کے راجاؤں کو جنکي دارالسلطنت حیدر آباد کے شمال و مغرب میں آسي میل کے فاصلہ پر ورنگل میں تهي مگادا کے اندرا نسل سے متعلق بتاتے هیں لیکن اُنمیں صرف ملکي تعلق هوگا کیونکہ دکهن میں اندرا خاندان کا نام نہیں هی بلکہ تلنگانہ کے تمام وسط کے حصہ کا نام هی ‡ *

اندرا والوں کي تاریخوں سے معلوم هوتا هی کہ بکرماجیت اور شالباهن نہایت قدیم راجاؤں میں سے هیں انکے بعد چولا کے راجہ هوئے اور اُنکے بعد قریب سنہ ۵۱۵ ع کے ایک خاندان یاوان نامي هوا جسمیں

† ایلیٹ صاحب کي تحریر مندرجہ روزنامچہ رایل ایشیا تک سوسئیٹي جلد ۱ صفحہ ۱۷

‡ دیباچہ کاغذات مکنزي صفحہ ۱۲۲

نو راجه هوئے اور اُنهوں نے چار سو اتهاون برس یعنے سنه ۹۵۳ ع تک سلطنت کي اور اُنهیں تحریروں کے بموجب اسي زمانه کے قریب سے گنپتي راجاؤں کے خاندان کا آغاز هوا لیکن پہلے پہل ممتازي اور نمود اُنکي گیارهویں صدي کے آخر میں کاکتي کے عهد میں جسکے نام پر بعضے وقت تمام خاندان کو پکارا جاتا هی اور اسي راجه سے اُنکي صحیح تاریخ شروع هوتي هی بیان کیا گیا هی که یهه راجه چلوکیا راجاؤں کا مطیع تها اور چولا کے راجاؤں پر اُسنے فتوحات حاصل کي تهیں بڑي قوت اس خاندان کو تیرهویں صدي کے آخر کے قریب حاصل هوئي چنانچه اندرا کي روایتوں کے بموجب تمام وه حصه دکهن کا جو گوداوري کے جنوب میں واقع هی اُنکے قبض و تصرف میں تها لیکن ولسن صاحب اُنکي مملکت کو پندرهویں اور اتهارهویں خط عرض کے اندر محدود بتاتے هیں *

سنه ۱۳۳۲ ع میں مسلمانوں کي ایک فوج نے آکر اُنکي دارالسلطنت کو فتح کرلیا اگرچه اُنکي خود مختاري نهیں مگر فخر و امتیاز میں بڑا فرق آگیا بعد اسکے ایک زمانه میں وه اوڑیسه کے باج گذار رهے آخر کار اُنکي سلطنت مسلمانوں کي کولکنڈا کي سلطنت میں سما گئي *

اوڑیسه

دکهن کے اور سب ملکوں کي مانند اوڑیسه کے راجاؤں کي تاریخ ایسے راجاؤں سے شروع هوتي هی جو مهابهارت میں شریک تهے اور اُنکے بعد سے ایسي پریشان اور بےٹهکانه هی جیسے که اندرا کے راجاؤں کے پہلے پہلے تهي اُس ابتر تاریخ میں بیان هی که بکرماجیت اور شالباهن نے باري باري سے اُسپر قبض و دخل کیا بابل سے جو ایران سمجها گیا هی اور دهلي اور کشمیر اور سنده سے یاوان لوگوں نے چهٹي صدي قبل مسیح اور چوتهي صدي بعد مسیح کے درمیان میں مکرر سهکرر حمله کیئے *

اخر حمله سمندر کي راه سے هوا اور اُسمیں یاوان کامیاب هوئے اور اوڑیسه پر ایکسو چهیالیس برس تک قابض رهے *

اوڑیسہ کے باشندے ان یاوان لوگوں کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ایسی ہي بیہودگي سے بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کي فوج نے جو إمارت خان اور فلانے خاں کے زیر حکومت تھے دوبار چھہ سو برس قبل مسیح حملے کئے بعض لوگ اس بیان کا مصداق سلیوکس کو جو سکندر اعظم کا إیک سردار تھا یا بیکٹریا کے یونانیوں کو ٹہراتے ہیں مگر یہہ صاف عیاں ہی کہ اس تمام قصہ میں ایسے واقعات اور لغویات مخلوط ہیں جنکو ایسے مصنف نے گڈ مڈ کیا ہی جسکو جغرافیہ اور واقعات کے زمانوں کي ذرا بھي خبر نہ تھي † *

یاوان لوگوں کو یائیتي کیسري نے سنہ ۴۷۳ ع میں اوڑیسہ سے خارج کردیا *

اس واقعہ سے اسٹرلنگ صاحب اوڑیسہ کي صحیح تاریخ کا آغاز سمجھتے ہیں اسکے بعد کیسري خاندان کے پینتیس راجہ چھہ سو پچاس برس کے عرصہ میں سنہ ۱۱۳۱ ع تک ہوئے جسکے بعد گنگاوانسا خاندان کے ایک راجہ نے انکا دارالسلطنت لیلیا جسکا خاندان مسلمانوں کے اُس ملک پر تسلط کرلینے تک راج کرتا رہا اسٹر لنگ صاحب خیال کرتے ہیں کہ یہہ خاندان تلنگانہ سے آیا ہوگا گو پروفیسر ولسن صاحب ‡ ایک کتبہ سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ گنگا پر کے اُس ملک کے راجہ تھے جسمیں اب تملک اور مدنا پور واقع ہیں اور اول حملہ اُنہوں نے مسلمانوں کے فتح کرنے سے چند برس پہلے گیارھویں صدي کے آخر میں کیا *

---

† یہي رائے ہماري تلنگانہ کے یاوان کي نسبت ہی جنکي اولاد کے نام سب شنسکرت کے نام ہیں ڈاکٹر بکانن صاحب نے اپني کتاب کي جلد ۳ صفحہ ۹۷ و ۱۱۲ میں مقام آنا گندي واقع تمبھادرا میں آٹھویں اور نویں صدیوں کے اندر ایک یاوان خاندان معلوم کرنے سے بڑي حیرت ظاہر کي مگر اور یاوان کي طرح اِنکا ہونا غیر ممکن نہیں کیونکہ اول حملہ اہل عرب کا سنہ ۷۰۰ ع میں ہوا

‡ دیباچہ کاغذات مکنزي صفحہ ۱۳۹

اُس خاندان کو بڑي اقبالمندي اور ترقي بارهویں صدي کے آخر میں حاصل هوئي اور اُسي زمانه کے آغاز و انجام میں جو بہت سے راجه هوئے وه بڑي بڑي فتوحات کا خاصکر دکهن میں دعوي کرتے هیں *

لیکن یهه فتوحات دکهن میں چلوکیا اور اندرا کي حکومت کے اُس زمانه میں نہایت ترقي پر هونے کے سبب سے قرین قیاس نہیں معلوم هوتیں مگر پندرهویں صدي کے درمیان میں اوڑیسه کے گورنمنٹ نے کنجي ورم تک جو مندراس کے قریب واقع هی فوجیں بهیجیں اور اُسي زمانه کے قریب صاحب تاریخ فرشته کے بقول اوڑیسه کا راجه بدر تک اُن اضلاع کے راجاؤں کي کمک کو مسلمانوں کے مقابله پر گیا *

جو واقعات اوڑیسه کي تاریخ کے ابهي بیان هوئے اُنسے پہلے گنگا وانسا خاندان کے بعد ایک راجپوت خاندان سورج بنسیوں میں کا اوڑیسه میں حکمراں هوا آخرکار اوڑیسه کي گورنمنٹ جو بنگاله اور دکهن میں پهیلي هوئي تهي چند نام اوري کے کام کرکے اور مسلمانوں کے بڑے بڑے حملے اوٹهاکر خراب هوگئي اور تلنگانه کے ایک سردار نے سنه ۱۵۵۰ع میں اُسکو چهین لیا پهر سنه ۱۵۷۸ع میں جلال الدین اکبر نے اُسکو اپني سلطنت مغلیه میں شامل کرلیا † *

ملک مہارشترا یا مرهته

جس خطه میں مرهٹي زبان بولي جاتي هی اُسکے بہت بڑے هونے اور اُس خطه کے دکهن کے سرحد پر واقع هونے سے هر شخص کو یهه توقع هوتي هی که دکهن کي اور سب قسمتوں میں سے اس ملک کي تاریخ اول درجه رکهتي هوگي اور یهه ملک نہایت مشہور هوگا مگر مسلمانوں کے زمانه تک همارے پاس اس ملک کي تاریخ میں سے صرف دو واقعه هیں اور اُن دونوں میں مہارشترا کا نام بالکل نہیں آیا *

---

† اوڑیسه کا تمام حال جہاں کسي اور کا حواله نہیں هی استر لنگ صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۵ صفحه ۲۵۳ سے لیا گیا هی

رام چندر جي کي کہاني کے بعد جو گوداوري کے مخرج کے قریب ٹہرے تھے پہلا واقعہ تگارا کا وجود هی جو بہت بڑا بندرگاہ تھا جسکو بارھویں صدي کے کتبوں میں نہایت مشہور شہر بیان کیا گیا هی گو اب موقع اُسکا معلوم نہیں مگر نام اُسکا خوب مشہور هی *

پریپلس کے مصنف نے اُسکا ذکر کیا هی مگر اُسکا موقع ایسا بےٹھکانہ قایم کیا هی کہ هم پلیٹن سے جو دریاے گوداوري پر آباد هی مشرق کي جانب سو میل سے زیادہ فاصلہ پر خیال کرسکتے ہیں کہتے ہیں کہ یہہ بہت بڑا شہر اور دکھن والوں کي دو بڑي منڈیوں میں سے ایک بڑي منڈي تھا اور دوسري منڈي شہر پلیتھانہ هی دونوں میں سے کسیکو کسینے دارالسلطنت نہیں بیان کیا هی † *

† ان مقاموں کا موقع معین کرنے کے واسطے همارے پاس کوئي وجہہ نہیں هی پریپاس کے مصنف نے انکي نسبت جتنے لفظ لکھے ہیں وہ یہہ ہیں — کہ دکھن میں دو مقام نہایت مشہور منڈیاں ہیں جنمیں سے ایک بیري‌غازا سے جنوب کي طرف بیس منزل‌پر واقع هی اور اُس سے دس منزل کے فاصلہ پر مشرق کیطرف کو بہت بڑا شہر تگارا هی وهاں سے بیري غازا میں اسباب گاڑیوں پر بڑے بڑے نشیب‌وفراز طے کرکے لایا جاتا هی اور پلیتھانہ سے سنگ سلیماني اور تگارا سے معمولي پارچہ کتان وغیرہ لایا جاتا هی اس سے یہہ بات ظاهر هی کہ وہ دو شہر پلیتھانہ اور تگارا ہیں اور تگارا جو اُسکے بیان میں دوسرا شہر هی تو ضرور هی کہ اُسنے پہلے کا کہیں نہ کہیں بیان کیا هوگا یا اُسکے بیان کا ارادہ کیا هوگا اور وہ پہلا شہر بیشک پلیتھانہ هی اُسکے طرز بیان کے نادرست اور پریشان هونے میں کچھہ شک نہیں اگر یہہ معنے جو همنے اُسکے قول کے لیئے ہیں صحیح هوں تو اول همکو پلیتھانہ کا موقع دریافت کرنا چاهیئے جو بیري غازا سے بیس منزل کے فاصلہ پر گھاٹ پر کہیں هوگا بیري‌غازا کو بھڑونچ تسلیم کیا جاتا هی ایک منزل کرنل ولفورڈ صاحب نے گیارہ میل کي قرار دي هی جو اُس منزل سے کچھہ بہت متفاوت نہیں جسکو رنل صاحب نے فوج کے کوچ کے واسطے معہ اُسکي باربرداري کے معین کیا هی غرض کہ بھڑونچ کے جنوب کي جانب دو سو بیس میل کے فاصلہ پر اُس مقام کو تلاش کرنا چاهیئے اور وهاں کوئي ایسا نام بہم پہونچنا چاهیئے جسکا نام پلیتھانہ سے مشابہہ هووے مگر کوئي مقام ایسا نہیں پایا جاتا البتہ کرنل ولفورڈ صاحب ایک مقام موسوم پلتانہ دریاے گوداوري پر بیان کرتے ہیں لیکن اور کسي شخص نے یہہ

تگارا کہیں کیوں نہ واقع ہو مگر تھوڑے عرصہ بعد راجپوتوں میں سے سیلار نامی خاندان کے راجاؤں کا دارالسلطنت ہوگیا اور اس خاندان سے کالیان کے حاکم جو بمبئی کے قریب ہی گیارھویں صدی میں اور پرنالہ کے حاکم جو کولا پور کے قریب ہی بارھویں صدی میں تعلق پیدا کرنے سے بڑا فخر کرتے تھے ‡ *

نام نہیں سنا غالباً وہ اس نام سے پھول تنبا مراد لیتے ہونگے اگر یہہ قیاس صحیح ہی تو پلیتھانہ اور پھول تنبا میں کچھہ مشابہت باقی نہیں رہتی اور یہہ قیاس فاصلہ کی راہ سے بھی صحیح نہیں ہوتا کیونکہ پھول تنبا بھروچ سے پونہ کے راستہ سے صرف سترہ منزل ہی اسلیئے پلیتھانہ کی تلاش باقی رہی میری رائے میں کرنل ولفورڈ صاحب نے ہمکو اُسکے قریب قریب پہونچا دیا ہی تو وہ اُنکا قیاس کسی مطلب کے واسطے تھا چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ٹولیمی پریپلس کے مصنف نے غلطی سے پیٹھانہ کے بجائے پلیتھانہ سمجھا ہی مگر میں یہہ خیال کرتا ہوں کہ پریپلس کے کاتب نے نقل کرنے میں پیٹھانہ کے بجائے پلیتھانہ غلطی سے لکھدیا اور اس وجہہ سے صحیح نہیں کیا کہ تمام کتاب میں یہہ نام صرف ایک ہی مقام پر آیا ہی اور اس بندرگاہ کا اصلی نام پیٹن ہی جو ایک شہر گوداوری پر بھروچ سے بیس بائیس منزل یعنی دو سو تیس میل کے فاصلہ سے واقع تھا جو بڑے راجہ شالباہن کا دارالسلطنت مشہور ہی یہہ راجہ جو پہلی صدی کے آخر یعنی سنہ ۷۷ ع میں ہوا ہی پس اُسکا دارالسلطنت اگر دوسری صدی میں جبکہ ٹولیمی نے لکھا بے نام و نشان ہوگیا تو بڑے تعجب کی جگہہ ہی اور اگر فاصلہ بھی بخوبی موافق نہوتا تب بھی ہمکو یہی مناسب تھا کہ ہم پیٹھانہ ہی کو دکن کی بڑی منڈی قرار دیتے تگارا کا حال ہمکو کچھہ نہیں معلوم ہوتا وہ دیو گڑھی یعنی دولت آباد ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر ہم پھول تنبا کو بھی پلیتھانہ مان لیں تو دولت آباد بجائے دس منزل تین چار منزل رهتا ہی اور پلیتھانہ کا کوئی ایسا موقع نہیں ملتا جہانسے بھروچ بیس منزل اور دولت آباد دس منزل ہو ایسا مقام پونا کے پاس الیانہ ملتا ہی لیکن وہ مقام سمندر سے صرف ستر میل کے فاصلہ پر ہی اس صورت میں پیداوار اُس مقام کی بیس منزل بھروچ کو ہرگز نجاتی مگر دیو گڑھی سے بلا دریغ قطع نظر کرنی چاهیئے کیونکہ جس زمانہ میں پریپلس تصنیف ہوئی ہی اُس سے ایک ہزار برس کے بعد تک اس شہر کا نام کہیں نظر نہیں پڑا اگر پلیتھانہ پیٹن ہووے تو تگارا اُس سے آگے مشرق کیطرف دس منزل کے فاصلہ سے غالباً گوداوری پر واقع ہوگا مگر اس بات کی بنا کہ پلیتھانہ پیٹن ہی صرف مذکورہ بالا قیاس پر ہی

‡ کتبوں مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱ صفحہ ۳۵۷ اور بمبئی کے حالات کی کتاب جلد ۳ صفحہ ۳۹۱ کو دیکھو

مرهٹوں کے ملک سے جو دوسرا واقعہ متعلق هی وہ راجہ شالباهن کا راج هی جسکا سنہ سنہ ۷۷ع سے شروع هوتا هی معلوم هوتا هی کہ شالباهن بڑا قوي راجہ هوا مگر اُسکي تاریخ کا ایک واقعہ بهي صحیح اور قیاس میں آنے کے قابل باقي نہیں *

کہتے هیں کہ شالباهن ایک کمہار کا بیٹا تها ایک بغاوت میں سرغنہ هوکر ایک راجہ کے خاندان کو غارت کیا اور اپنا پایہ تخت گوداوري پر مقام پیٹن میں قایم کرلیا اور بیان کرتے هیں کہ اُسنے مالوہ کے بڑے نامي گرامي راجہ بکرماجیت پر فتح حاصل کي اور بڑي شاهنشاهي کي بنیاد ڈالي † بکرماجیت پر فتح پانا غیر ممکن هی کیونکہ اُن دونوں راجاؤں کے سنوں یعني عہد میں ایک سو پینتیس برس کا تفاوت هی اور کسي اور پچهلي لڑائي کا حال جو مالوہ پر هوئي هو بیان نہیں کیا گیا اُسکي شاهنشاهي غالباً دکهن میں قایم هوئي هوگي کیونکہ اُسکا نام وهاں اب بهي بخوبي مشہور هے اور اُسکا سنہ عموماً رواج پایا هوا هے اسکے بعد مہارشترا کي تاریخ کچهہ معلوم نہیں هوتي اور بجز کالیان اور پرنالہ کے چهوٹے چهوٹے راجاؤں کے کتبوں کے اور کوئي سراغ اُس ملک کي تاریخ کا بارهویں صدي تک نہیں لگتا جسمیں یادؤں کے خاندان میں سے جو شاید بلال خاندان کي ایک شاخ تها دیو گڑهي کے راجہ هوئے ‡ سنہ ۱۲۹۴ع میں دهلي سے مسلمانوں نے مہارشترا پر حملہ کیا اس زمانہ میں بهي یادؤں خاندان کا ایک راجہ دیوگڑهي میں راج کرتا تها خواہ اسي زمانہ میں خواہ سنہ ۱۳۰۶ع میں وہ باج گذار هوگیا اور دارالسلطنت اُسکا سنہ ۱۳۱۷ع میں چهین لیا گیا اور سلطنت اُسکي برباد کردي گئي *

اسي زمانہ کے قریب مسلمان مورخ مرهٹوں کے نام بیان کرنے لگے غالب یہہ هی دکهن کو جاتے هوئے اجنبي لوگوں نے پہلے جس ملک

---

† گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ مرهٹہ جلد ۱ صفحہ ۲۶

‡ ولسن صاحب کا دیباچہ کاغذات مکنزي صفحہ ۱۳۰

میں هوکر گذرے اُسکا نام بھی دکھن هي لیا اور ایک قوم کے بجاے کئي قوموں سے واقف هونے تک زیادہ قوموں میں امتیاز نہیں کیا اور یہہ بھي غالب هی که مرهٹوں کے حالات میں بہت کم ایسي باتیں تهیں جنپر وہ توجہہ کرتے اگر اُنکے هاں کوئي بڑي سلطنت رهي هوتي تو دکھن کي اور سلطنتوں کي طرح اُسکا حال بھي سننے میں آتا غالباً اور قوموں کي طرح جنکے حالات انہیں کے سے رهے هیں اُنکا علم اور اُنکي تربیت اُنهیں پر مخصوص اور منحصر رهي هوگي مگر اب بھي اُنکے علم کي شایستگي میں بہت نقصان هی اور اُنمیں مصنف بھي بہت تهوڑے هوئے هیں اور جو کچھہ لطف و خوبي وہ رکھتے هیں به نسبت ذاتي پیدا کرنے کے زیادہ تر مسلمانوں سے حاصل کي هی *

برخلاف اسکے اُنکے غار میں کے مندروں سے یہہ بات ظاهر هوتي هی که اُنہوں نے بڑي مدت تک هنر کي مشق کي اور وہ بڑے ذي دولت اور صاحب قوت تهے اور جبکه مسلمانوں نے اول هي اول حملے کیئے تو ایلورا کے مندروں پر اُنکي توجہہ هوئي یعني اُنہوں نے اُنکي تعریف کي *

مرهٹوں کي شہرت آخر زمانه میں هونے کو تهي جس میں یہہ تقدیرّي بات تهي که اُنسے به نسبت اور هندوؤں کے بڑے بڑے کار نمایاں ظہور میں آویں اور به نسبت اُن سب لوگوں کے جنسے زمانه حال کے مورخوں نے هندوستان هي کي شہنشاهي کو منسوب کیا هی شاهنشاهي حاصل کرنے کي زیادہ تر قریب پہونچ جاویں *

چاروں حصوں مرقوم‌الصدر کے تتمے

پہلا تتمہ

منو اور بیدوں کے زمانہ کے باب میں

منو کے مجموعہ کي یہہ قدر و منزلت کہ اُس سے لوگوں کا حال ظاہر هوتا هی بالکل اُسکے قدیم زمانہ میں لکھے جانے پر منحصر هی جسکا ادعا کیا جاتا هی *

بیدوں کا زمانہ

منو کے مجموعہ کي تاریخ قرار دینے سے بیدوں کي تاریخ کا معین کرنا جسکا حوالہ برابر منو کے مجموعہ میں دیا گیا هی ضرور هی جس طریقہ سے اس مقدس کتاب کا مجموعہ میں ذکر کیا گیا هی اس سے هم یہہ نتیجہ نکال سکتے هیں کہ بید ایسے قدر و منزلت کے ساتھہ موجود هونگے جسکے سبب سے اُنکي سند بلا حجت مانی جاتي هوگي جسکي پابندي هندوؤں پر فرض هوگئي تھي *

بیدوں کے بہت سے بھجن ایسي غیر فصیح زبان میں لکھے هوئے هیں جس سے معلوم هوتا هی کہ وہ باقي اور تمام بھجنوں وغیرہ بید کي نظم کے مرتب هونے سے بہت پہلے کے تصنیف هیں اور بعضے اگرچہ قدیم زبان میں هیں مگر شایستہ اور فصیح سنسکرت سے خارج نہیں هیں اِس لیئے اکثر کي تصنیف اور کل کي تالیف کے درمیان میں بہت عرصہ گذرا هوگا بیدوں کي تالیف کے هي زمانہ کي تحقیق کي توقع همکو هوسکتي هی *

سر ولیم جونس صاحب یجر بید کي تصنیف کا زمانہ چالیس بزرگوں کے زمانہ حیات کے شمار کرنے سے قایم کرتے هیں جنکے ذریعہ سے اِس بید کے مسائل کا رواج هوا اُنمیں سے سب سے پہلا پارس راے کو بتاتے هیں جسکے زمانہ کو هیئت کي ایک تحقیق کے زمانہ سے قرار دیتے هیں لیکن اُنکي تقریر اطمینان کے قابل نہیں وہ یجر بید کے لکھے جانے کا زمانہ سنہ ۱۵۸۰ قبل مسیح خیال کرتے هیں اور بیدوں کے تالیف هونے کو سنہ ۱۲۰۰ قبل مسیح میں قایم کرتے هیں اور اور تمام یورپ کے مورخ جنھوں نے اِس معاملہ کي تحقیق کي هی بیدوں کے مولف بیاس جي کا زمانہ

بارهویں اور پندرهویں صدي قبل مسیح کے درمیان میں قرار دیتے هیں کم سے کم سب کے سب هندو بیاس جي کا زمانه تین هزار ایک برس قبل مسیح بتاتے هیں *

اهل یورپ کي راے کا زیادہ صحیح اور درست هونا بہت پختگي کے ساتھه ایک مقام سے جسکو کالبروک صاحب نے دریافت کیا بلا حجت ٹھرتا هی چنانچه هر بید میں علم هیئت کا ایک رساله اِس فائدہ کے واسطے لگا هوا هی جس سے پترے کي ترتیب معلوم هووے اور اُس سے مذهبي فرایض کے اوقات دریافت هو جایا کریں اِس پر بہت کم شک هوسکتا هي که ان رسالوں کے مولف نے ایسي تحقیقیں اِنمیں درج کي هونگي جو اُسکے زمانه میں نہایت معتمد هونگي اور وقت کے ایسے حساب سے اُنکي تشریح کي هوگي جس سے اُنکے پڑهنے والوں کي سمجهه میں بخوبي آتي هونگي جو اندازہ وقت کا اُن رسالوں میں درج هی وهي اُنکے قدامت کي دلیل هی کیونکه وہ قمري مہینوں کے پانچ پانچ برس کا ایک ایک دور معه بیڈهنگي تقسیموں اور انزودگیوں اور اصلاحوں کے هی جنسے یهه ثابت هوتا هی که اُنمیں تمام اصول اِن پتروں کے جو بعد بہت سي درستیوں اور اصلاحوں کے اِس زمانه میں تمام هندوؤں میں رایج هیں موجود هیں مگر دلیل قطعي یهه هی که جو مقام راس سرطان اور راس جدي کا اس رساله میں قرار دیا هی (جسکا حال کالبروک صاحب نے مفصل بیان کیا هی) وہ وهي مقام هی جو چودهویں صدي قبل مسیح میں سرطان اور جدي کا تها † یقین یهه هی که کالبروک صاحب نے اِن رسالوں میں سے اِس مقام کے جہاں راس سرطان اور راس جدي کا ذکر هی جو کچهه معني لکھے هیں اُنپر کبهي کوئي اعتراض اور شبهه عاید نہیں هوا اور خود متن کي اصلیت پر شبهه کرنے کي کوئي وجهه دریافت کرني مشکل هی کیونکه جنتري کي قدیم صورت ایسي هی که هندوؤں کي چالاکي اور جعلسازي سے ویسي بني غیر ممکن هی علاوہ اِسکے ایک ایسے مقام کي صورت بدلنے پر کوئي هندو راغب نہیں هوسکتا تها جس سے ایک ایسي کتاب کا زمانه جسکو تمام هندو بیئتیسویں صدي قبل مسیح کے بتاتے هیں چودهویں صدي قبل مسیح قرار پاوے *

ایک اور جواب مضمون میں جسکو اِس سے پہلے لکها تها ‡ کالبروک صاحب نے بید کے ایک اور مقام سے یهه ثابت کیا تها که مہینوں کے ساتهه موسموں کے مطابق هونے کے باعث سے برجوں کي ایسي حالت ثابت هوتي هی جسکا ابهي ذکر هوچکا اور اِس وجهه سے اُنهوں نے بید کي تالیف کو اُسي وقت قرار دیدیا تها جسکو بعدہ صریح دلیل سے ثابت کیا *

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۸ صفحه ۴۸۹

‡ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۲۸۳

منو کے مجموعہ کا زمانہ

بیدوں کے زمانہ سے جو بطریق مذکورہ قرار پایا منو کے مجموعہ کے زمانہ کے قایم کرنے میں کوشش کرني چاهیئے سر ولیم جونس صاحب نے اِن دونوں تصنیفوں کي زبانوں کو جانچا اور جسقدر عرصہ رومي زبان میں اِسیقدر تبدیلي واقع هونے میں گذرا اُس سے یهہ نتیجہ نکالا کہ منو کا مجموعہ بیدوں کي تالیف سے تین سو برس بعد تصنیف هوا هوگا یهہ تقریر بخوبي اِطمینان کے قابل نہیں کیونکہ یهہ کچهہ ضرور نہیں کہ تمام زبانوں میں شایستگي کي ترقي ایک هي اندازہ سے یکساں زمانہ میں یکساں مقدار پر هووے البتہ اِس تقریر سے صرف یهہ بات تو حاصل هوسکتي هی کہ ایک غیر فصیح زبان کے فصیح هونے تک بهت سا عرصہ گذرا هوگا منو کے مجموعہ کي تصنیف کا زمانہ دریافت کرنے کي ایک اور وجهہ اُن قوانین اور چال چلن کا فرق اور تفاوت جنکا اُس مجموعہ میں ذکر هی آجکل کے قوانین و اطوار سے هی اور یهہ تفاوت بهت بڑا ظاهر هوگا اور اُن تبدیلیوں کي مناسبت سے جو سکندر کے حملہ تک هوئیں جنکو هم اب بیان کرینگے یهہ نتیجہ نکل سکتا هی کہ اِس مجموعہ کے مسایل کے مروج هونے سے سکندر کے حملہ تک بهت سا عرصہ گذرا هوگا اِن حقیقتوں کے مجتمع کرنے پر شاید هم مفروضہ منو کے زمانہ کو سکندر کے زمانہ (یعني چوتهي صدي قبل مسیح کے) اور بیدوں کے زمانہ (یعني چودهویں صدي قبل مسیح) کے وسط کے آس پاس کا کوئي زمانہ قرار دے سکتے هیں اِس حساب سے مجموعہ کا مصنف نو سو برس قبل مسیح علیہ السلام هوا هوگا *

آجکل کے مذهب اور اطوار سے اُس مذهب و اطوار کے مختلف هونے سے جو منو کے مجموعہ میں مندرج هی اور اُسکے اُس طرز بیان سے جسکا زمانہ حال میں رواج نہیں منو کے مجموعہ کا بهت قدیم هونا ثابت هوتا هی *

یهہ خیال کہ اختلاف مذهب اور اطوار اور طرز بیان زمانہ حال کي کسي جعلسازي کے چهپانے کے واسطے برتے گئے هیں صحیح نہیں هی کیونکہ اگر ایسا هوتا تو مضمون میں برابر مناسبت کا قایم رهنا دشوار هوتا خصوصاً جبکہ اُس مناسبت کي صحت کے واسطے همارے پاس یونانیوں کے لکهے هوئے حالات موجود تهے اور وہ خیال اِس باعث سے بهي صحیح نہیں کہ مجموعہ میں کوئي غرض جعلسازي کي کهیں پائي نہیں جاتي اور صرف یهي بات اُسکے خالص هونیکي دلیل کافي هوسکتي هی *

اگر کوئي برهمن کسي مجموعہ میں جعلسازي بهي کرے تو وہ اُسکو اِسطرح بناویگا کہ اُس سے اُس طریقہ کي تائید هووے جو اُسکے زمانہ میں رایج هو اور اگر وہ مذهب کي ترمیم پر آمادہ هو تو اُسمیں ایسي عبارت داخل کریگا جو اُسکے نئے

مسائل کے حق میں مفید هو مگر ایسا هرگز نکریگا کہ نئي باتیں جو اُسکے زمانہ میں عام پسند هوں اُنسے بالکل اغماض کرے اور ایسے طریقوں کي تعلیم کرے جو زمانہ حال کے خیالات اور عقیدوں کے خلاف هوویں *

مگر خلاف اِسکے منو کا مذهب صریح بیدوں کا مذهب هی کیونکہ سري رامچندر جي اور سري کرشن جي اور زمانہ حال کے اور معزز دیوتوں کا بیان اُسکے مجموعہ میں نہ ادب و تعظیم سے نہ بے ادبي و حقارت سے کیا گیا هی اور نہ اون مباحثوں کیطرف اُسمیں کوئي اشارہ پایا جاتا هي جو اِن دیوتوں کے ماننے اور اور نئے مسئلوں کے سبب سے برپا هوئے اور نہ ایسے فرقوں کا اُسمیں تذکرہ هی جو قواعد معین پر چلتے هیں اور نہ بیوہ عورتوں کي خود کشي یعني ستي کا ذکر هی اُسکے بموجب برهمن بیل اور اور قسم کے جانوروں کا گوشت کہاتے تھے اور اپنے سے کمتر ذاتوں کي عورتوں کے ساتھہ شادي کرتے تھے علاوہ اِسکے اور بہت سے ایسے طریقوں کا اُسمیں بیان هی جو زمانہ حال کے هندوؤں کے عقاید کے خلاف هیں اور اُنپر بہت کم شبہہ هوسکتا هی اِس لیئے کہ وہ بہت دقیق هیں *

یہہ سب ایسي وجوهات هیں جنپر اِس مجموعہ کے زمانہ کو قیاس کرسکتے هیں اور خود منو کے زمانہ سے همکو کچھہ غرض نہیں هی اِسلیئے کہ اُسکا ظہور صرف ایسا نقلي هی جیسا کہ بھاگوت گیتا میں سري کرشن جي کا یا افلاطون اور سسرو کے مناظروں میں مناظرہ کرنیوالوں کا ظہور هی کوئي اشارہ مجموعہ میں اُسکے اصلي موٴلف کي طرف پایا نہیں جاتا اور نہ اُسکے قدیم مفسر کلوکا کے زمانہ کا کوئي سراغ لگتا هی منو کے بعضے مسئلوں کو زیب و زینت دینے اور اُنکي تشریح کرنے میں جو کلوکا نے کوشش کي اُس سے یہہ بات ظاهر هی کہ اُسیکے زمانہ میں لوگوں کي راے بدلنے لگي تھي لیکن بہت سے مفسر جنمیں سے بعضے بہت † قدیم هیں منو کے قواعد کو صرف تیک زمانہ (یعني ست جگ) سے متعلق بتاتے هیں اور اپنے زمانہ کے مناسب نہیں بتاتے اور کلوکا کي تفسیر میں کوئي ایسي قید پائي نہیں جاتي اِس لیئے یہہ نتیجہ نکل سکتا هی کہ اگرچہ مجموعہ کے اصلي مصنف کي نسبت کلوکا بہت پیچھے هوا مگر بھر حال اُن مفسروں سے بہت پہلے هوا جنکي رائیں ابھي بیان هوئیں *

مجموعہ کے مضمون پر غور کرنے سے کوئي بات اُس زمانہ سے جو همنے اُسکے واسطے مقرر کیا غیر مناسب نہیں معلوم هوتي شاید یہہ اعتراض هوسکتا هی کہ ایسے مجموعہ کي تالیف خصوصاً ایسي ترتیب سے قدیم زمانہ کا کام نہیں هی اور یہہ بات تحقیق هی کہ قبل مرتب هونے اِس مجموعہ کے ایک عرصہ دراز هوا جس میں قانون اور طریق اور رسم و رواج قایم هوئے هونگے لیکن یوناني اور اور قوموں نے

---

† سر ولیم جونس صاحب کے ترجمہ مجموعہ منو کے آخر کي شرح کو ملاحظہ کرو

جنکي تاریخ سے هم واقف هیں قوموں میں شمار کیئے جانے پر هندوؤں کي نسبت جلد تر اپني قوانین کے مجموعے بنا لیئے تھے اگرچہ منو کے مجموعہ کي ترتیب اور مضمونوں سے بہت سي ترتیب اور شایستگي ظاهر هوتي هی لیکن یہہ شایستگي زمانہ حال میں مرتب هونیکي ایسي دلیل نہیں هی کہ ناشایستگي زبان پر جو اُسکي قدامت کا ثبوت هی کچھہ غالب سمجھي جاوے دو هزار برس گذرے کہ رومي اُن لوگوں کي نسبت جو اس زمانہ میں شمالي قطب کے ملکوں میں آباد هیں زیادہ شایستہ تھے اور شاید دو هزار برس تک اُنسے شایستہ ماني جاویں *

دوسرا تتمہ

تبدیلیوں کے بیان میں جو ذات میں واقع هوئي هیں

بعض راجپوت قوموں کي نسل کے غیر ملکي هونے پر شبہہ

ذات کي تبدیلیوں میں ‌سے وہ تبدیلي بیان نہیں کي جو بشرط ثابت هو جانیکے باقي تمام تبدیلیوں کي نسبت زیادہ منزلت رکھتي هی اس تبدیلي سے هماري غرض ملک ستھیا کے لوگوں کا ایک گروہ چھتریوں کے فرقہ میں داخل هو جانے سے هی اور یہہ بات کرنل ٹاڈ صاحب † فرماتے هیں جس سے اوریئینٹل میگزین ‡ میں ایک بڑے قابل مورخ نے جسکا نام معلوم نہیں کسیقدر اتفاق کیا هی کرنل ٹاڈ صاحب اُس سرگرمي اور شوق کے سبب سے جو اُنکو مشرقي قوموں کے حالات کے تحقیق کرنے میں تھا اور ایک نہایت دلچسپ ملک (یعنے راجپوتانہ) کے حالات کے علم و آگاهي پھیلانے کے باعث سے جس سے لوگ اُنکے زمانہ تک نا آشنا تھے بڑي تعظیم و تکریم کے مستحق هیں اور وہ نامعلوم مورخ ظاهرا اسمضمون پر بہت بڑي دسترس رکھتا هی ممکن هی کہ وہ شاید هندو قوموں میں غیر ملکوں کے لوگونکے داخل هونیکي ایسي مثالوں سے واقف هی جنکو میںنے نہیں سنا هی مگر جب تک کہ یہہ مثالیں معلوم نہوں تو بمجبوري همکو راے مذکورہ سے اختلاف هی اور جو لوگ اس راے کي تائید کرتے هیں اُنکي قدر و منزلت همارے نزدیک صرف اُس صورت میں ظاهر هوسکتي هی کہ هم جو کچھہ اُنسے اختلاف رکھتے هیں اُس کي وجوهات مفصل بیان کریں اب اگر یہہ خیال کیا گیا هو کہ تمام هندو اور ستھیا والے ایک هي نسل سے پیدا هوئے اور پیچھے اپنے اپنے مخصوصات کے سبب سے جدا جدا دو قومیں هوگئیں تو اس معاملہ پر همکو گفتگو کرنیکي کچھہ حاجت نہوگي لیکن اگر یہہ کہا جاوے کہ ایسے زمانہ میں جسکي

---

† تاریخ راجستان جلد ۱

‡ جلد ۲ صفحہ ۳۳ اور جلد ۸ صفحہ ۱۹

تاریخ موجود هی ان درنوں قوموں میں اجتماع واقع هوا تو اسبات پر همکو شبهه هی که غیر ملک کے لوگوں کا زناردار قوموں میں مخلوط هو جانا ایسي بات هی جسکا منو نے کبھي خیال تک نہیں کیا یهه امر اُس زمانه میں جس کا بیان منو کي تحریروں میں هی رائج نهوا هوگا اور اس عجیب اجتماع اور خلط کا کوئي نشان سکندر کے زمانه میں باقي نتها کیوں نه سکندر اور اُسکے همراهیوں نے باوجودیکه هندوستان کو ملک ستهیا میں دو برس رهنے کے بعد بلکه اُس سے پیچھے دیکھا مگر اُن دونوں قوموں کے کسي گروہ میں کوئي مشابهت نپائي پس اجتماع مذکور قبل مسیح علیه‌السلام سو یا دو سو برس بلکه اُس سے بھي پیچھے واقع هوا هوگا کرنل ٹاڈ صاحب نے بعض مقاموں میں ایسا هي خیال کیا هی مگر بعض مقاموں میں یهه بھي بیان کرتے هیں که قبل مسیح علیه‌السلام چھٹي صدي میں ستھیا کے ملک کے لوگ هندوستان میں نقل مکان کرکے آئے اور اس سے بھي پہلے زمانه کے نقل مکان بیان کیئے هیں یهه بات که مغلوں کي یورش سے پہلے جو اُنہوں نے چنگیز خاں کے زیر حکم کي تھي ستهیا کے لوگوں نے هندوستان پر یورش کي اسقدر غالب هی که نوا سے ثبوت سے اُسکا همکو یقین هوسکتا هی اور جو دلیلیں اسبات کي پیش کي گئي هیں که بعد فتح کرنے بیکٹریا کے ستھیا کے لوگوں نے هندوستان کے ایک حصه کو فتح کیا همکو اطمینان هوسکتا هی مگر یهه خیال کرنا که نهایت نفرو مشیقت رکھنے والے هندو قوموں میں غیر ملک کے لوگوں کا ایسے زمانه میں داخل اور مخلوط هو جانا جبکه منو کے مجموعه میں هندوؤں کي قوموں کے آپس میں نهایت کامل امتیاز قایم هوچکا تھا اس قدر دشوار هی که اس امر کے قایم کرنیکے واسطه نهایت صریح اور صاف دلیلیں درکار هیں اب دیکھنا چاهیئے که وہ دلیلیں کیا هیں *

اول یهه که چار راجپوت قوموں میں ایک کہاني اُنکي نسل کي مشہور هی جس سے بشرطیکه هندوؤں کي تمام کہانیاں بامعني سمجھي جاویں یهه نتیجه نکل سکتا هی که وہ قومیں مغرب سے آئیں اور اُنکو اپني اصلیت کا حال کچھه معلوم نہیں *

دوسرے یهه که بعضے راجپوت بلاشبهه هندوستان کے مغرب سے آئے *

تیسرے یهه که راجپوتوں کا مذهب اور چال چلن ستھیا والوں کے مذهب و اطوار سے مشابهه هی *

چوتھے یهه که بعض راجپوت قوموں کے نام ستھیا والوں کي قوموں کے سے نام هیں *

پانچویں یهه که قدیم سندوں کي رو سے اٹک کے نیچے کے حصه کے آس پاس دوسري صدي میں ایسے لوگ موجود تھے جو ستھیا والوں اور هندوؤں کي آمیزش سے پیدا هوئے تھے *

چھٹی یہہ کہ اُوپر کے حصہ هندوستان میں سفید یعني گورے هنز لوگ کاسمس انڈیکو پلیورسٹیز کے زمانہ میں موجود تھے *

ساتویں یہہ کہ ڈي گگنیز صاحب چیني مورخوں کي سند سے بیان کرتے هیں کہ دریاے اٹک کے اوپر کے حصہ کے قرب و جوار کے ملک کو یوکي یا جیٹي کے ایک گروہ نے فتح کیا چنانچہ اُس دریا کے دونوں کناروںپر اب بھي جیٹ موجود هیں *

ان دلایل میں سے پہلي دلیل ایسي کچھہ قطعي نہیں هی جسکو بلا حجت تسلیم کرلیا جاے یہہ بات ظاهر هی کہ هندوستاني قومیں اور ملکوں کي قوموں کي طرح اپني نسل سے ناواقف هوسکتي هیں یا اگر اُنکو معلوم بھي هو تو اُسکو ایک کهاني سے ترقي دینے کے درپے هوتے هیں اس کہاني کے ذریعہ سے سواے آبو پہاڑ کے جو گجرات کے شمال و مغرب میں هی ستھیا کے قرب جوار تک بھي سراغ نہیں چلتا اور کرنل ٹاڈ صاحب نے جن هندوستاني قوموں کو اهل ستھیا بتایا هی اُنمیں سے شاید کوئي ایک دو بلکہ وہ بھي نہیں اُن چار راجپوت قوموں میں سے هیں جنکا ستھیا والوں کا سا نام هی *

دوسرے صرف یادو کي بڑي قوم دریاے اٹک کے اُس پار سے آئي جسمیں سے کرشن جي هوئے هیں اور یہہ خالص هندو قوم هی هندوستان میں کرشن جي کي وفات کے بعد اُس قوم کے دریاے اٹک کے مغرب کي طرف جانے کي کهاني مشہور هی یادو قوم کا ایک حصہ جسکا نام شاما هی بلاشبہہ مغرب سے ساتویں آٹھویں صدي میں آیا لیکن دریاے اٹک کے پار جانے سے پہلے وہ هندو هي تھے اور جو قومیں مغرب میں اب بھي رهتي هیں گو آج تک وہ مسلمان هیں اُنمیں سے بہت سي قوموں کو هندو نسل میں سے تسلیم کیا جاتا هی † سکندر نے دریاے اٹک کے مغرب میں هندوستانیوں کي دو قوموں کو پایا ایک کو پراپانیسس میں اور دوسرے کو سمندر کے قریب اگرچہ یہہ دونوں قلیل گروہ اورآپس میں بے تعلق تھے مگر سمندر کے قریب کا گروہ راجپوتوں کے هندوستان میں نقل مکان کرکے آنے کے واسطے بغیر اسبات کے کہ همکو اهل ستھیا کي طرف بھي خیال دوڑا نے کي ضرورت پیش آوے کافي وافي هی *

تیسرے اگر راجپوتوں کي کسي قوم کا مذهب اور چال چلن ستھیا والوں کے مذهب اور اطوار سے کچھہ مشابہت بھي رکھتا هو تو سمجھنا چاهیئے کہ هندوؤں کے مذهب اور رویہ سے اسقدر زیادہ مشابہت اور یکرنگي هی کہ اُسکے مقابلہ میں اهل ستھیا کي مشابہت بالکل کالعدم ٹھہرے گي اور راجپوتوں کي زبان بھي هندي هی ستھیا کي زبان کا ایک لفظ بھي اُسمیں نہیں پایا جاتا (جسقدر کہ اب تک تحقیق هوا هی)

---

† ٹاڈ صاحب کي کتاب جلد ۱ صفحہ ۸۵ اور پاٹینجر صاحب کي کتاب صفحہ ۳۹۲ و ۳۹۳ اور آئین اکبري جلد ۲ صفحہ ۱۲۲

اور میں نے اُنکے مذهب کے کسي ایسے حصه کا حال نهیں سنا جسکي اصلیت هندوؤں کے خالص مذهب میں سے نهو نیالحقیقت جن باتوں میں بعض راجپوتوں کو ستهیا والوں سے مشابهه کیا جاتا هی وه باتیں تمام راجپوتوں میں عام هیں بلکه اکثر اُنمیں سے تمام هندوؤں میں پائي جاتي هیں برخلاف اسکے جن باتوں کو ستهیا والوں کے اطوار کے نمونه کیطرح انتخاب کیا گیا هی اُنمیں سے اکثر تمام جاهل اور اکهڑ قوموں میں هوتي هیں ظاهرا انمیں سے بهت سے طور طریقه سکینڈینیویا یا جرمني والوں کے هیں گو ان قوموں کي نسل مشرقي ستهیا والوں کي نسل کے ساتهه مشترک فرض کریں مگر اُنکے اطوار کي مشابهت ثابت هوني باقي هی *

اگر مشابهت کي دقیق باتوں کے تحقیق کرنے کے بجاے هم ستهیا والوں اور هندوؤں کي عام خصلت کي مطابقت کریں تو ظاهر هی که کوئي دو چیزیں ایسي خیال میں نهیں آسکتیں جو کچهه کم مشابهت رکهتي هوں *

ستهیا والا پست قد ٹهگنا هوا جسم هاتهه پاؤں موٹے تازه اور قوي کشاده چهره رخساروں کي هڈیاں ابهري هوئي آنکهیں تنگ اور لنبي جنکے کونے نکیلے هوتے هیں گهر اُسکا خیمه یا دیره وغیره اور پیشه چرواهاپن خوراک گوشت اور پنیر اور دوده دهي وغیره اور پوشاک حیوانوں کي کهال یا اون هر شخص اُنمیں کا چست و چالاک اور محنتي اور صحرا نورد اور بے چین اور راجپوت کشیده قامت خوبصورت جوڑ بندوں کا ڈهیلا جب تک کسي وجهه سے بر افروخته نهو پژمرده خاطر اور کاهل رهے مسکن اُسکا مکان اور لباس باریک اور ڈهیلا پهڑک دار خوراک اُسکي غله اور زمین کے قبضه پر جان دینے کو موجود بجز اشد ضرورت کے ایک هي مقام پر قیام رکهنے کا پابند اگرچه اکثر جنگل میں یا جنگل کے قریب رهتا هو مگر مویشیوں کے ریوڑوں کي خبرگیري جو کمتر فرقوں سے مخصوص هی کبهي نهیں کرتا *

چوتهے نام کي مشابهت جب تک کثرت سے اور اور حالات سے اُسکي تائید نهو نهایت کمتر درجه کي ضعیف دلیل هی سو اِس موقع پر ایسي دلیل بهي اِسقدر کم هی که بمنزله نهونے کے هی علاوه جیت کے جسکا آگے ذکر هوگا بهت بڑي مشابهت ایک گمنام قوم کے نام سے جو راجپوتوں میں هن کهلاتي هی اُس بے ٹهکانے بڑے گروه کے ساتهه جسکو رومي هنز کهتے تهے یا ترکوں کي اُس بڑي قوم کے نام کے ساتهه جسکو ایک زمانه میں چیني هیني یون یا هائینگ‌نو کها کرتے تهے پائي جاتي هی اگرچه هنز قوم اب کچهه معدوم سي هی لیکن قدیم زمانه میں وه کسیقدر نظر و امتیاز رکهتي تهي اُسکا ذکر بعض قدیم کتبوں میں پایا جاتا هی لیکن کوئي اور بات ایسي نهیں ملتي جسکے سبب سے اُسکو قوم هنز یا هائینگ‌نو سے مشابهه سمجها جاوے *

هندوؤں میں سے راجپوتوں کے اصل هونے کے خلاف پر یهه کها جا سکتا هی که

راجپوتوں کے چندهي قوموں کے نام ایسے هیں جنکے شنسکرت میں کچهه معني هوسکتے هیں کیا اُن ناموں کے معني تاتار کي کسي زبان میں هوسکتے هیں اور کیا تمام هندو قوموں کے ناموں کے معني شنسکرت میں هوسکتے هیں *

پانچویں هم بلا تامل یهه تسلیم کرسکتے هیں که دوسري صدي میں دریاے اٹک کے قریب ستهیا والے بستے تهے مگر یهه ظاهر نهیں هوتا که اِس موقع پر رهنے سے وه راجپوت کیونکر بن گئے هندوستان میں ایراني اور افغان اور انگریز مدتوں رهے مگر اُنمیں سے کسیکو هندوستاني قوموں کي فهرست میں کبهي جگهه نهیں ملي *

چهٹي کا سماس جو صرف ایک جهاز ران تها هندوستان کے اوپر کے حصوں کا صحیح صحیح حال غالباً نجانتا هوگا اور سفید هنز بقول ڈي گگنیز صاحب † کے ترک تهے جنکا دارالسلطنت آرکینج یا خیوا تها اِس لیئے یهه ممکن معلوم هوتا هی که اِس جهاز ران نے ناواقفیت کے سبب سے جیٹي اور هنز کو گڈ مڈ کر دیا لیکن اگر اُسکا بیان تسلیم کرلیا جاوے تو اُس سے ظاهر هوتا هی که هندوستان کے اوپر کے حصه میں لوگ هنز کے نام سے آگاه تهے اور اُس سے یهه بهي ثابت هوتا هی که جن لوگوں کو هنز کهتے تهے وه چهٹي صدي تک راجپوت نهیں بنگئے تهے *

ساتویں ڈي گگنیز صاحب کا بیان صحیح اور سچ معلوم هوتا هی اُنکے بیان سے صرف اٹک والے ستهیا والوں کي اصلیت هي نهیں معلوم هوتي بلکه یهه بهي معلوم هوتا هی که اُنکا انجام کیا هوا جو اسباب کي کافي دلیل هی که وه کسي هندو قوم میں حلول نهیں کرگئي ‡ جن لوگوں کو چیني یوکي اور تاتاري جیٹ اور بعضے انگریز مورخ جیٹي کهتے هیں وه ایک بڑي قوم تاتار کے مرکز میں تیمور لنگ کے زمانه تک موجود تهي دوسري صدي قبل مسیح میں اُس قوم کو هائینگ‌نو قوم نے جس سے همیشه اُسکي عداوت رهتي تهي اُسکے اصلي ملک سے نکال کر چین کے سرحد تک بهگا دیا اور قریب ایکسو چهبیس برس قبل مسیح میں اِس شکست یافته قوم نے خراسان واقع ایران کو فتح کرلیا اور اِسي زمانه کي ایک اور قوم سو نے جسکو اُسي قوم هائینگ نو نے اپنے عروج کے شروع میں اُسکے اصلي وطن سے نکال دیا تها یونانیوں سے بیکٹریا چهین لیا سنه عیسوي کے آغاز میں یوکي فتح کرتے کرتے ایران سے دریاے اٹک کے پاس کے ملک تک آئے چیني مورخوں نے جو کچهه اِنکا حال قلمبند کیا هی وه ٹهیک اور صحیح هی کهتے هیں که جو لوگ اٹک کے پاس کے ملک میں اِس قوم کے آئے وه وهیں آباد هوگئے اِسي سبب سے جبکه تیمور جو تاتار میں جیٹ سے لڑا

---

† جلد ۲ صفحه ۳۲۵

‡ ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ قوم هنز جلد ۲ صفحه ۴۱ لیکن زیاده تر کتبوں کے مجموعه کي جلد ۲۵ معه مشمولهٔ تحریر ڈي این ول صاحب کے دیکهني چاهیئے

کرتا تھا دریاے اٹک پر آیا تو اُسنے اپنے پورانے حریفوں کو یہاں دور و دراز فاصلہ پر کی بستي میں پہچان لیا † ان لوگوں کا نام اب بھي جیٹھ یا جاٹ ‡ هی اور اس زمانه میں بھي اٹک کی دونوں کناروں پر کثرت سے موجود هیں اور پنجاب اور راجپوتانه اور بلوچستان کے مشرق میں دھقان جاٹ هي هیں اور اکثر مقاموں میں آنکا مذهب اسلام هی *

جاٹوں کي جیت سے اصلیت نکلنی پر جو صرف ایک اعتراض پیش کیا جاتا هی وہ یہه هی که وہ راجپوت قوموں کے بعضي فهرستوں میں شامل هیں اسلیئے وہ خالص هندو سمجھي جاتي هیں لیکن کرنل ٹاڈ صاحب جنسے یہه بات معلوم هوئي اُسکو اس بیان سے بے اصل کرتے هیں § که اگرچه اُنکا نام فهرست میں داخل هی مگر اُنکو راجپوت هرگز نہیں سمجھا جاتا اور کوئي راجپوت اُنمیں شادي نہیں کرتا اور ایک اور مقام * پر وہ یہه کہتے هیں که بجز ایک نہایت مشکوک رسم کے هندوؤں کي رسمیں اُنمیں بالکل نہیں هیں اور وہ خود اسبات کي تائید کرتے هیں که اُنکا مخرج جیٹ هی لیکن اگر اُن کي زبان ایسي هندي ثابت هووے جسمیں کسي اور زبان کي آمیزش نہیں تو اُس راے پر یہه اعتراض قوي هوگا گو لاجواب نہووے *

راجپوتوں کے مغرب سے نقل مکان کرنیکو جیٹي کے حمله سے متعلق هونیکا زیادہ قرین قیاس یہه طریقه هی که جن قوموں کي نسبت یہه لکھا هی که پہلے پہل قدیم زمانه میں وہ اٹک کے اُس پار گئیں جنکو سکندر نے غالباً جنوب میں پایا اُنہیں قوموں کا کسیقدر حصه ستھیا والوں کے یورش کرنے کے سبب سے اپني نئے متبوضه ملک سے خارج هوکر اپنے قدیمي ملک کو اپنے بھائیوں میں شریک هونے کے واسطے جنسے مذهب اور اطوار میں کبھي غیریت نه تھي واپس چلا آیا *

اس سے میں یہه نتیجه نکالتا هوں که جاٹ ستھیا والوں کي نسل میں سے هوں تو هوں مگر راجپوت سب کے سب خالص هندو هیں *

---

† تاریخ شرف‌الدین جسکا حواله ڈي گنئیز صاحب نے اپنے کتبوں کي کتاب جلد ۲۵ صفحه ۳۲ میں دیا

‡ جاٹ سے وہ جاٹ مراد نہیں هیں جو اگرہ کے قرب و جوار میں بستی هیں اسمقام پر اُنکا کچھه ذکر نہیں هی

§ ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ۱ صفحه ۱۰۶

* ایضا جلد ۲ صفحه ۱۸۰

تیسرا تتمه

هندوستان کے وہ حالات جو یونانیوں نے لکھے هیں

هندوستان کے جو حالات یونانیوں نے بیان کیئے هیں اُنکي چھان بین کرنے سے پہلے همکو یہہ بات تحقیق کرني ضرور هی که هندوستان کے نام سے یوناني کونسا ملک مراد لیتے هیں *

هندوستان کي مغربي حد دریاے اٹک هی

سکندر کا حال لکھنے والے مورخ اُس پہاڑي ملک کے باشندوں کو جو کاکسس یعني کوہ قاف کے وسیع دامن کے جنوب میں اور دریاے اٹک کے قریب واقع هی هندوستاني کہتے هیں اور ایک اور قوم کا حال هندوستاني قوموں میں بیان کیا هی جو دریاے اٹک کے مغرب میں سمندر کے کنارہ پر بستي تھي ان دونوں میں سے هر ایک قوم ایسے خطہ زمین میں آباد تھي جو دریاے اٹک سے ایکسو پچاس میل تک مغرب کي جانب میں تھا اور جنوباً شمالاً اسقدر وسیع نه تھا اُنکے اُس ملک میں ایک بڑا خطه ایسا بھي تھا جسمیں ایسي غیر قومیں بھي آباد تھیں جو اُنکي نسل سے علحدہ تھیں مگر دریاے اٹک کے قریب خصوصاً اُسکے نیچے کے حصه پر اور هندوستاني قومیں تھیں جو مذکورہ بالا دونوں قوموں سے کم تھیں *

سمندر کے کنارہ پر کے هندو اوراَیٹي اور اربائیٹي مشہور تھے اور میجر رنل صاحب اُنکو خیال کرتے هیں که وہ لوگ تھے جنکو یوناني مورخ هروڈوٹس نے ایشیا کے اهل اِتھیوپیا لکھا هی اور اُنکا ملک بلوچستان کے پہاڑوں اور سمندر کے درمیان میں ایک تنگ خطه تھا اور مکران سے مغرب کیطرف اُن پہاڑوں کے سلسلہ کے سبب سے علحدہ تھا جنپر راس ابو واقع هی جہاں مشہور هنگلیز کا مندر هندوؤں کا اب بھي موجود هی جن هندوستانیوں کو هروڈوٹس دارا کي قلمرو کے صوبوں کا باشندہ بتاتا هی غالباً پرلے سرے کے شمال کے رهنے والے یعنے کوہ قاف کے نیچے کے بسنے والے هندوستاني تھے کیونکه وہ صاف صاف بیان کرتا هی که جنوب والے هندوستاني ایران کي سلطنت سے کچھہ علاقه نہیں رکھتے تھے † میجر رنل صاحب نے ثابت کیا هی که هروڈوٹس صاحب کوجو کچھہ علم هندوستان کا تھا وہ اُس بیابان سے زیادہ نه تھا جو دریاے اٹک کے مشرق میں هی ‡ معلوم هوتا هی که هروڈوٹس صاحب هندوستان کي وسعت سے بخوبي

---

† تھیلیا صفحه ۱۰۱ و ۱۰۲

‡ هروڈوٹس صاحب کا جغرافیه صفحه ۳۰۹

واقف نه تھے اور اُنکو اُسکے اُس حصه کا حال بھي اچھي طرح معلوم نه تھا جو ایران کے تابع تھا § اگرچه اور یوناني مورخ اٹک کے پار والے هندوستانیوں کا ذکر کرتے هیں مگر وہ هندوستان کو اُس دریا کے مشرقي کنارہ تک محدود سمجھتے هیں ایریئن مورخ نے پھاڑیوں کو اُس مقام سے هندوستاني نام سے پکارا جهانسے سکندر پیروپا میسس میں داخل هوا مگر اٹک کا حال بیان کرتے وقت لکھا هی که سکندر صبح دم دریاے اٹک سے عبور کرکے هندوستانیوں کے ملک میں داخل هوا اور بعد اسکے فیالفور اُس ملک کے لوگوں کا حال بیان کرنا شروع کردیا هی † اسي بیان میں پھر وہ صاف صاف بیان کرتا هی که اٹک پھاڑوں سے لیکر سمندر تک هندوستان کي مغربي حد هی ‡ سکندر کے هندوستان کي مهم کے بیان میں اُس مورخ کا قول هی که هندوستان صرف اُس خطه کو سمجھنا چاهیئے جو دریاے اٹک کے مشرق میں هی اور جو لوگ اُسمیں آباد هیں جنکا ذکر اب هونے والا هی اُنکو هندوستاني سمجھنا لازم هی *

اسٹریبو صاحب جو هندوستان کي تاریخ لکھنے والوں میں سے نهایت نکته چیں اور دانشمند هیں وہ بھي هندوستان کي مغربي حد پھاڑوں سے سمندر تک دریاے اٹک هي کو بتاتے هیں اور ایراٹاستھینیز کا قول اپني راے کي تائید میں نقل کرتے هیں § *

---

§ اٹک کے مشرق کي طرف کے هندوستانیوں نے برابر سکندر سے یهي ظاهر کیا که هم پر کبھي کسي نے حمله نهیں کیا یهه ایسا کلام تھی که اگر اُنکو سکندر نے ایران کي اطاعت سے ازاد کرایا هوتا تو وہ هرگز منهه سے نه نکالتے ایریئن مورخ بھي بیکس اور هرکیولیز سیساسٹرس سمیرمیس سائیرس کے حملوں سے جو مشهور هی که ایران پر هوئے هیں بجز اُن حملوں کے جنکا دیوتوں کي روایتوں میں ذکر هی انکار کرتے هیں اور اسٹریبو صاحب اُنکو بھي قبول نهیں کرتے اور کهتے هیں که ایرانیوں نے هندوستان میں سے سپاہ بھرتي کي هی لیکن کبھي حمله نهیں کیا هی (ایریئن صاحب کي تاریخ هندوستان صفحه ۸ و ۹ اور اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ کا آغاز اور ڈائیوڈورس کي کتاب جلد ۲ صفحه ۲۳ نسخه مطبوعه سنه ۱۶۰۴ع)

جن وجوهات پر بعض اوقات یهه کها جاتا هی که ایراني گنگا یا جمنا تک هندوستان پر قابض تھے اُنکو میں دریافت نهیں کرسکا میجر رنل صاحب کي قوي راے (مگر وہ صرف پنجاب سے متعلق هی) اُس بڑے خراج پر مبني هی جو هندوستانیوں نے ایرانیوں کو دیا مگر وہ خود ثابت کرتے هیں که یهه مبالغه هی (جغرافیه هیروڈوٹس صفحه ۳۰۵)

† کتاب مهمات سکندر جلد ۵ باب ۴

‡ ایضاً جلد ۵ باب ۶

§ اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۷۳ و ۴۷۴ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ع اور جلد ۱۵ صفحه ۴۹۷ میں اُنهوں نے دریاے اٹک کو ایران کے مشرقي حد پر بیان کیا هی

البته پلیني صاحب بیان کرتے هیں که بعضے آدمي جڈروزیا اور آریکوسیا اور اریا اور پروپامائیسس نامی ایران کے چاروں صوبوں کو هندوستان سے متعلق سمجھتے هیں لیکن الکو هندوستان سے متعلق سمجھنے سے قریب دو تہائي ایران کے هندوستان میں شامل هوا جاتا هی *

شنسکرت کے مورخ یونانیوں کے اس رائے کو که اٹک اُنکے ملک کي مغربي حد هی استحکام دیتے هیں اور اٹک سے آگے کي اور قوموں کو یاونا اور اور وحشیوں میں شمار کرتے هیں بیشک یهه روایت عموماً تسلیم کي هوئي موجود هی † که کسي هندو کو اُس دریا پر سے عبور نکرنا چاهیئے اور قدیم زمانوں میں بهي جو عمل اس روایت کے خلاف هوا وهي اس روایت کے قدیم هونے کي دلیل هی *

اُن هندوستانیوں کا ذکر جو دریاے اٹک کے مغرب میں تھے

اب یهه بات صاف هی که دریاے اٹک کے اُس پار کے هندو تهوڑے سے اور متفرق تهے اور جو کچهه که اُنکا حال متقدمین نے بیان کیا هی وه اب لوگوں پر ظاهر هوگا چنانچه شمال کیطرف سے اُنکا حال هم بیان کرنا شروع کرتے هیں *

ایریئن صاحب اپني تاریخ هندوستان کے اغاز میں ایسساسیني اور ایسٹاسیني کو اُن هندوستاني پہاڑوں کي قومیں بیان کرتے هیں جو دریاے اٹک اور دریاے کوفینز کے درمیان میں واقع هیں لیکن وه اُنمیں اور اور هندوستانیوں میں اُنکے گورے رنگ اور پست قد سے امتیاز کرتے هیں غرض که وه اُنکو عموماً هندوستاني نهیں ٹهراتے اور سکندر کي مهم یا اپني تاریخ هندوستان میں نه اُن لوگوں میں برهمنوں کا موجود هونا بیان کرتے هیں نه هندوؤں کي سي کوئي خاص رسم اُنمیں بتاتے هیں وه کهتے هیں که وه قومیں ایسریا یعنے اشور والوں کے تابع تهیں اور بعد اُنکی میڈیا والوں کے مطیع هوئیں اور

---

† کرنل ولفورڈ نے کوه قاف کے جواب مضون میں اسي بحث پر جس اشلوک کا حواله دیا هی اور وه جواب مضمون کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۶ صفحه ۵۸۵ میں مندرج هی اُسکو دیکهو کرنل صاحب جو هندوؤں کے قدیم ملکوں کے وسیع هونے کي طرف مائل هیں اسبات کے ثابت کرنے میں سعي کرتے هیں که اس اشلوک میں اٹک سے دریاے کاما جو اٹک کا ایک معاون دریا هی مراد هی اور خود دریاے اٹک شاید اب اُس جگهه پر نهیں بهتا جهاں پهلے بهتا تها اور یهه ممانعت اس دریا سے عبور کرنے کي تهي اُسکے مخرج کے پاس هوکر گهوم کر دوسري طرف جانے کي نهیں تهي چنانچه مدت سے اُس ممانعت کا کچهه خیال نهیں کیا جاتا — کرنل صاحب اس امتناع کے وجود سے انکار نهیں کرتے صرف یهه کهتے هیں که ایک زمانه میں اسپر توجهه نهیں کیجاتي تهي *

اخرکار ایرانیون کي فرمانبردار هوئیں غرض که ایریئن صاحب کے بیان سے یهه نهیں معلوم هوتا که دریاے کو نینز یعني دریاے کابل کے جنوب میں هندو آباد تهے اور اسٹریبو صاحب کے بیان سے یهه نتیجه نکل سکتا هی که پوروپامائیسس والوں اور قوم اروایٹي کے درمیان میں سکندر کي مهم کے بعد تک هندو نه تهے † لیکن ایریئن صاحب نے جو دریاے اٹک کے نیچے کي طرف کي قوموں کا حال بیان کیا هی اُس سے یهه قیاس میں آتا هی که اسٹریبو صاحب دریاے اٹک کے نیچے کي طرف اور اوپر کي طرف غرض که دونوں طرف کے ملکوں کا حال ملا جلا بیان کیا هی اور ایران کي حد پر هندوؤں کے هونے سے بالکل انکار اُنکي مراد نهیں هی *

ایریئن صاحب کے بقول ‡ ابرائیٹي ایک هندوستاني قوم تهي اور سمندر کے کنارہ کنارہ ایک سو پچاس میل تک آباد تهي اُس قوم کے لوگ اور هندوستانیوں کاسا لباس پهنتے اور هتیار باندهتے تهے لیکن زبان اور چال چلن اُنسے مختلف تهي *

یهه سب لوگ یهانتک که دریاے اٹک کے پاس تک کے آدمي اصل میں خاص هندوستاني هونگے کیونکه کهتے هیں که سیمبس جو اس قوم کے اُن پهاڑوں پر بسنے والي شاخ کا سردار تها جنکا سلسله سنده کے شمال میں دریاے اٹک تک چلا گیا هی برهمنوں کا بهت معتقد تها *

جو قومیں دریاے اٹک کے مغربي کنارہ تک اگلے وقتوں میں بستي تهیں اُنکا حال اُس مقام کے اس زمانه کے باشندوں کا حال بیان کرنے سے کسیقدر روشن هو جاویگا *

کوہ قاف کے سلسله کے اس مقام سے جهاں پر کوہ سلیمان کے سلسله میں کا کوہ اماس تقاطع کرتا هی اٹک تک هندوستاني نسل کي قوم آباد هی جو حال میں قوم افغان کے تابع هی جسنے تهوڑي مدت سے اُس خطه کو فتح کرلیا § ان هي پهاڑوں کے حصه بالائي میں زیادہ تر شمال کے جانب ایک اور قوم کافر اباد هی اُس کي زبان میں اور شنسکرت میں بهت سا تعلق هونے سے معلوم هوتا هی که وہ قوم هندوستانیوں

---

† سٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۷۴ اسٹریبو صاحب نے ایرٹاستهینیز کا جو مقوله نقل کیا هی وہ یهه هی که دریاے اٹک هندوستان اور ایریانه کي حد فاصل تها اور اُس دریا کے مغرب کا تمام ملک ایرانیوں کے قبضه میں تها لیکن بعد اسکے هندوستانیوں نے اهل مقدونیه سے بهت سا حصه ملک ایران کا حاصل کرلیا اس انتقال مملکت کا حال اُنهوں نے صفحه ۴۹۸ میں مشرح بیان کیا هی اور لکها هی که یهه ملک سکندر نے ایرانیوں سے لیکر اپنے قبضه میں رکها تها لیکن سلیوکس نے بعد اُسکے سندراکٹس کو دیدیا

‡ حالات مهم سکندر جلد ۴ باب ۲۱ اور تاریخ هندوستان باب ۲۵

§ یهه خطه کسیقدر اُس خطه سے وسعت میں کم هی جسمیں بقول ایریئن صاحب کے پهلے هندو بستے تهے جسکي وسعت کوفینز تک تهي کوفینز سے غالباً دریاے پنج شیر مراد هی جو کابل کے شمال میں بهتا هی

کي نسل میں سے هی اگرچه وہ بهي بت پرست هیں لیکن اُنکي اور هندوؤں کے مذهب
میں کوئي مشابهت نهیں پائي جاتي اٹک کے مغرب کے تمام میدان میں کوهقاف کے
سلسله سے سمندر تک جو لوگ آباد هیں اُنمیں سے بهت سے جاٹ هیں جنکي نسل
کي بحث که وہ قوم جیٹي میں سے هیں دوسرے تتمه میں هوچکي هی لیکن وہ ایک
هندوستاني زبان بولتے هیں اور اُنکے همسایه جو مغرب کي طرف کو آباد هیں هندوؤں
میں سے اُنکو سمجهتے هیں جو پهاڑ میدان کو مغرب کیطرف گهیرے هوئے هیں وہ
مختلف نسلوں کي قوموں کے قبضه میں هیں ان میں سے جو هندو مشهور هیں وہ
هندو هیں لیکن اُنمیں سے اکثر نے اسلام قبول کرلیا هی اس بیان میں قدیم اورایتي
قوم کا بهي تمام ملک داخل هی *

اب اگر اِن قدیم اور زمانه حال کے بیانوں کو عموماً دیکهنے سے هم اُن لوگوں کي
اِبتدائي آبادي پر غور کریں جنکا اُنمیں ذکر هی تو شاید یهه سمجهنا کچهه
بعیدالقیاس نهوگا که شمالي پهاڑوں کے باشندوں کي اور هندوؤں کي نسل ایک هي
هوگي لیکن اُنهوں نے برهمنوں کا مذهب اختیار نکیا هوگا اور جهاں اب وہ بستے
هیں وهاں اُس زمانه سے پهلے وہ آباد هوگئے هونگے جسمیں میدان میں رهنے والے
اُنکے بهائي برادروں کا اوّل هي اول حال معلوم هوا لیکن اِس بے ٹهکانه قیاس پر
صرف اِشارہ هي کرنا کافي هی کچهه زیادہ چهان بین مناسب نهیں غالب یهه هی که
اِن میدانوں میں جو هندو نسل کي قومیں موجود هیں وہ هندوستان سے مختلف
زمانوں میں گئي هونگي باوجود مذهبي امتناع اور اسٹریبو صاحب کي شهادت کے
اِسبات کا یقین کرنا مشکل هی که جو آسان طریق آمد رفت کا ایک ایسے دریا کے
ذریعه سے حاصل تها جسمیں جهاز راني هوسکے اُس سے لوگوں کو یهه ترغیب نهوئي
هو که اُس دریا کے دونوں کناروں پر پهیلیں گو قریب کے دونوں ملکوں میں سے پهلے
کوئي ایک آباد هوا هو اور اُس میں علم و تربیت کا شیوع هوا هو اِسلیئے میري راے
یهه هی که هندوستانیوں نے اِس دریا کے مغربي کنارہ کو ابتداے هي میں آباد کیا هوگا
اور اُس کنارہ کے قرب و جوار کے ملک جیسے جب تهے ویسے هي اب بهي کم آباد هیں
به نسبت اور مقاموں کے دریاے اٹک کے دهانه کیطرف جو بهت سے لوگ جا جا کر
آباد هوئے اُنمیں شاید وہ لوگ هوں جنکے نقل مکان کرنے کا تذکرہ کرشن جي کے
خاندان کے ترک وطن کرنے کي روایتوں میں موجود هی بلا شبهه اِس قوم کي ایک
شاخ کو ملک سندھ میں آئے هوئے ایکهزار برس هوئے اور اُسمیں کے بهت سے لوگ اُسکے
بعد گجرات تک جا پهونچے † *

اٹک کے مغرب والي هندو قوموں کے ملک کي حدود کي نسبت شک مٹانے کیواسطے

† کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان کي جلد ۱ صفحه ۸۵ و ۸۶ اور جلد ۲
صفحه ۲۲۰ کا حاشیه اور صفحه ۳۱۲ اور کپتان ایم مرڈو صاحب کي تحریر مندرجه

یهه امر پسندیدہ هی که اُنکے پاس پورس کے ملکوں کے جس راستہ پر هوکر سکندر گذرا اُسمیں سے کچهه تهوڑیسے کا حال بیان کیا جاوے *

سکندر آرٹیکوآنا سے جسکو لوگ هرات کہتے هیں دارا کے ایک قاتل کے تعاقب میں شہر زرنگی یعنی زرنگ تک یهه سیستان کی دارالریاست کا قدیم نام هی گیا اور وهانسے بیکٹریا کیطرف کوچ کیا اثناء راہ میں قوم ڈرینگی اور جڈروزیا والوں اور ارکوتیا والوں نے اطاعت قبول کی بعد اِسکے وہ هندوستانیوں کے قریب جنکی هرات سے سرحد ملی هوئی تهی پهونچا اور وهانسے کوہ قاف کے قریب گیا جسکے نیچے اُسکے دامن میں شہر سکندریه کی اُسنے بنیاد ڈالی پهر بیکٹریا کے پہاڑونمیں سے گذرا † *

غالباً ڈرینگی اور زرنگی ایک هی قوم هی اور اسٹریبو صاحب نے بیان کیا هی ‡ که ملک ارکوٹیا دریاے اٹک تک چلا گیا تها اور اِسمیں کچهه شبهه نہیں که جڈروزیه ساحل سمندر پر واقع تها سیستان سے بیکٹریا میں جانے کے لیئے دو راستہ هیں ایک تو هرات سے دوسرا کوہ هندوکش کی گهاٹی میں سے جو کابل کے شمال میں هی اُن مقاموں کے درمیان میں جو پہاڑ هیں اُن میں سے ممکن نہیں خصوصاً جاڑے کے موسم میں جسمیں سکندر نے کوچ کیا تها § سکندر نے مشرقی راہ اختیار کی اگر وہ سیدها بیکٹریا کیطرف جاتا جیسا که بیان مذکورہ بالا سے خیال میں آتا هی تو سال بهر تک کہیں برف اُسکو نظر نه آتا تا وقتیکه وہ قندهار کے مشرق کیطرف بہت کچهه نه بڑہ جاتا اور جڈروزیه اُسکے داهنے هاتهه پر بہت دور رهجاتا اِس لیئے ممکن هی (خصوصاً جس قاتل کے تعاقب میں وہ گیا تها اُسکو هندوستانیوں نے اُسکے حوالہ کیا) نه اُس نے دارا کے قاتل کا تعاقب شورا تک اور وادی بولان کی راہ سے کیا هوگا (یهه وہ راہ هی جو سکندر کے آمد و شد کے لیئے کنولی صاحب نے قرار دی هی) || اور ارکوٹیا والوں کے پاس کے هندوستانی دادر کے قریب بستے هونگے جو اٹک

حالات بمبئی کی جلد ۲ صفحه ۲۱۹

هندوؤں کا جو همنے اوپر ذکر کیا هی اُنسے زمانه حال کے نقل مکان کرنے والے وہ هندو مراد نہیں هیں جو دریاے اٹک کے مغرب کے ملکوں میں شہر ماسکو تک (جو سابق میں روس کا دارالسلطنت تها) پائے جاتے هیں اور نه اِسبات پر هم کچهه گفتگو کرتے هیں که سکندر کی مہم سے آجتک وہ هندو کہاں کہاں آباد هوئے هیں

† ایرینن صاحب کی تاریخ جلد ۳ باب ۲۸

‡ اسٹریبو صاحب کی تاریخ جلد ۱۱ صفحه ۳۵۵ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ ع

§ کلنٹن صاحب کے بڑے بڑے واقعات کے سنوں کی تاریخ کی بموجب سنه قبل مسیح تین سو تیس میں دارا جولائی میں قتل هوا اور سکندر موسم بهار میں بیکٹریا میں پهونچا

|| لارڈکین صاحب کی فوج نے جب سے اِس راہ سے کوچ کیا هی تب سے انگریز اُس سے خوب واقف هوگئے هیں

ے فاصلہ پر تو هی مگر اُسي ميدان كي حد پر واقع هی جسمیں وہ دریا بهتا هی اور ممکن هی کہ وهاں ایک هندوستاني قوم بستي هو اِس مقام سے سکندر کا گذر کوہ قاف تک ایسے بنجر اور ویران ملک میں اُس سردي کے موسم میں جسمیں وہ سب ملک ایسا هي سرد بهي تها جیسا کہ کوہ قاف هی هوا مگر یہہ بهي ممکن هی کہ سکندر نے جنوب کیطرف اِسقدر سفر نکیا هو اِس صورت میں کرتیئس صاحب كي راے کے بموجب † هندو (یعني جنهوں نے دارا کے قاتل کو سکندر کے حوالہ کیا تها) وہ لوگ هونگے جو پراپا مائیسس والے کہلاتے تهے اور وہ عین کوہ قاف کے نیچے بستے تهے جسکي سرحد کے متصل سکندریہ آباد کیا گیا تها ‡ اُس قوم کے قریب هونے سے یہہ ظاهر هوتا هی کہ سکندریہ مغرب كي طرف کابل کے موقع سے زیادہ دور نہوگا اِسکا ثبوت یہہ هی کہ سکندر جب بیکٹریا سے هندوستان کو جاکر واپس آیا تو سکندریہ میں آیا تها § سکندر کو کوہ قاف سے گذرنے میں سکندریہ سے ایڈراسپا تک جو بیکٹریانہ کا ایک شهر هی بقول کرتیئس صاحب کے سترہ دن اور اسٹریبو صاحب کے قول كي بموجب پندرہ دن لگے تهے اور ایرینٌس صاحب کے بقول صرف پہاڑ کے سلسلہ میں سے گذرنے میں اُسکو دس روز لگے تهے کپتان برنز صاحب کو بلا کسیطرح كي باربرداري کے معہ فوج کابل سے بلخ تک پہاڑوں میں سے گذرنے میں بارہ روز صرف هوئے تهے یہہ کوهستاني راستہ اور مغربي راهوں كي نسبت زیادہ قریب اور صاف هی سکندریہ کا یہہ مغربي موقع مذکور بہ نسبت اور مغربي موقعوں کے قایم رکهنے کے لیئے میجر رنل صاحب بهي تائید کرتے هیں لیکن میجر رنل صاحب نے جو انگریزي جغرافیہ دانوں میں سب پر سبقت رکهتے تهے اُس دریا كي نسبت جو کابل سے غزنیں کیطرف بهتا هی اور گومال اور ترم كي نسبت اُس زمانہ میں جو بخوبي واقفیت اور آگاهي نہوئي تهي اِس لیئے ایک خیالي دریا قایم کرکے خیال باندها کہ وہ دریا بامیان کے پاس سے دریاے اٹک میں قلعہ اٹک کے جنوب میں تیس چالیس میل کے فاصلہ پر گرتا هی اور اُسکا نام کوفینز رکها اِس سبب سے سکندر کے کار و بار کے موقع اور پہاڑي هندوؤں كي آبادیوں کو دریاے کابل کے جنوب میں کوہ قاف کے سلسلہ یا پروپا مائسس سے فاصلہ پر قرار دیتے هیں مگر اسٹریبو صاحب صاف کہتے هیں کہ جہانتک ممکن هوا سکندر شمالي پہاڑوں کے قریب قریب اِس غرض سے رها کہ دریاے کواس پیز

---

† کرتیئس صاحب كي تاریخ جلد ۷ باب ۳

‡ ایرینٌس صاحب كي تاریخ جلد ۳ باب ۲۲

§ غالباً سکندریہ مقام بیگرم میں جو کابل سے شمال کیطرف ۲۵ میل اور مشرق کیطرف ۱۵ میل هی هوگا اور اُسکے کهنڈروں کا حال میسن صاحب كي تحریر مندرجہ روزنامچہ ایشیا ٹک سوسئیٹي کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱ میں مندرج هی

کو جو کوفیلز میں گرتا هی اور اور دریاؤں کو بهي بقدر امکان مخرج کے قریب سے عبور کرے غرض که ایریئن صاحب کے بقول سکندر دریاے اٹک پر پهونچنے تک دریاے کوفیلز سے عبور کرکے ایک پہاڑي ملک میں گذرا اور تین اور دریاؤں سے جو کوفینز میں گرتے هیں اُس نے عبور کیا ایریئن صاحب اپني تاریخ هندوستان میں بهي بیان کرتے هیں که دریاے کوفینز معه تین اور معاون دریاؤں کے مقام پیوکالیئوٹس کے قریب دریاے اٹک میں گرتا هی دریاے کابل کے صرف شمالي کنارہ پر ایسے تین دریا پائے جاسکتے هیں مگر ارنکے نام قایم کرنے میں بڑي مشکل پیش آتي هی کیونکه ایریئن صاحب نے اپني فهرست میں دو دریاؤنکے نام بالکل بدلادیئے هیں لیکن یهه کچهه عجیب بات نهیں هی کیونکه اُس ملک کے شمال میں اکثر دریاؤں کے نام نهیں اُس ضلع یا شهر کے نام سے جو اُنکے کنارون پر هوتا هی مشهور هوتے هیں اور وہ بهي یکساں نهیں کهیں کچهه اور کهیں کچهه نام لیا جاتا هی مثلاً جس دریا کو بعضے دریاے کاشغر کهتے هیں اُسکو لفٹننٹ مکارٹني صاحب نے دریاے کاماکها هی اور بابر کي تشریحات میں اُسکو چغان سراے لکها هی اور اُسکے قریب کے ملک کے لوگ اُسکو دریاے کنیر کهتے هیں *

معلوم هوتا هی که دریاے سراسٹیز سے سوات کا دریا مراد هوگا لیکن اِسصورت میں کوئي دریا گوریئس نام کے لیئے باقي نهیں رهتا جسکو دریاے اٹک اور سراسٹیز کے درمیان میں بهتا هوا بیان کیا هی برخلاف اِسکے میجر رنل صاحب گوریئس کو هي دریاے کابل خیال کرتے هیں لیکن ایریئن صاحب کے دونوں بیانوں کي بموجب گوریئس کوفینز معه گوریئس کے دریاے اٹک میں گرتا هی *

اِس لیئے دریاے کابل هی کوفینز هونا چاهیئے اور هندو اُن پهاڑوں کے دامن میں جو اِس دریا اور اُسکي شاخ پنجشیر اور اٹک کے درمیان میں واقع هیں بستے هوئے سمجهے جانے چاهیئیں *

هندوستان میں سکندر کے کار و بار اِسقدر مشهور هیں که مختصر بیان اُنکا هونا دشوار هی دریاے بیاس یا ستلج تک آکر سکندر جنوب و مغرب کي طرف کو پهرا اور دریاے اٹک اور ریگستان کے بیچ میں هوکر گذرا اِسکو کچهه هندوستان کےکسي حصه کا دیکهنا هم نهیں کهه سکتے اپنے صوبے قایم کرنے کا اُس نے کوئي اِرادہ نهیں کیا اور اُسکا اِرادہ جو واپس جانیکا تها اِس لیئے وهي تدبیر عمل میں لایا جسکا برتاو اُسکے بعد شاہ دراني نے کیا یعنی اُسنے ملک میں ایک اپنا خیر خواہ فریق اِسطرحپر قایم کیا که بعض سرداروں کے بعضے ضلعوں پر اُنکے رقیبوں کا قبضه کرادیا جس سے ایسے لوگوں کے هاتهوں میں اختیار قایم رها جنکو دل سے یهه منظور هوگیا که اُسکے نام کو قایم رکهیں اور اُسکے عنایتوں کے اُمیدوار رهیں *

چند قلعوں میں جو وہ کچھہ کچھہ اپني فوج چھوڑ گیا اُس سے لوگوں کو اُسکے واپس آنیکا کھٹکا لگا رہا اور ایران کے نہایت قریب حصوں میں جو فوج اُسکي موجود تھي اُس سے اُسکے ہوا خواہوں کا ہمیشہ رعب داب زیادہ ہوتا رہا ہوگا *

اِس لیئے راجہ پورس اور اور راجاؤں کا یونانیوں کے ساتھہ وابستہ رہنا جنکو ایک طرح سے اہل مقدونیہ نے ہي راج پر قایم کیا تھا کچھہ تعجب کي بات نہیں *

هندوستان کا بیان

اب ہم اُن لوگوں کے حال پر متوجہہ ہوتے ہیں جنکا ذکر یونانیوں نے کیا ہی لیکن اس بات کا ہمکو خیال رکھنا ضرور ہی کہ ہم اُن لوگوں کي نسبت صرف یونانیوں ہي کے بیان پر کچھہ بڑھکر راے قایم نکریں *

اِسي احتیاط کا نمونہ خود متقدمین نے ہمارے واسطے قایم کیا ہی چنانچہ ایریئن صاحب کا قول ہی کہ صرف ٹولیمي اور ایرسٹا بولس کے بیان کو میں نہایت معتبر سمجھتا ہوں اور جس موقع پر وہ متفق‌الراے ہوں اُسپر کامل اعتبار مجھکو ہوتا ہی † اور اسٹریبوصاحب نے جو اُس زمانہ کے علم و آگاہي کي قدر و منزلت پر گفتگو کي ہی اُسمیں کہا ہی کہ مقدونیہ والوں نے جو کچھہ حالات لکھے ہیں وہ مختلف ہیں اور اُنسے بعد کے سیاحوں کے بیان اُنسے بھي گئے گذرے سمجھنے چاہیئیں کیونکہ وہ سیاح ایسے نادان اور جاہل سوداگر تھے کہ اُنکو بجز اپنے منافع کے اور کسي شی سے کچھہ غرض نہوتي تھي ‡ لیکن جب یوناني مورخ ایسے قانون اور قواعد یا رسم و رواج کا بیان کریں جو اب بھي موجود ہیں یا جنکا ذکر ہندوؤں کي قدیم کتابوں میں پایا جاتا ہی تو ہمکو اُسپر اعتبار کرنا چاہیئے اور اِسي قسم کے اوروں کے بیانوں کو بھي کسي قدر غلطي کي رعایت کرکے تسلیم کرلیں لیکن تمام ایسے بیانوں پر توجہہ نکرني چاہیئے جنکي تائید حالات موجودہ یا قدیم ہندوؤں کي کتابوں سے نہو یا جن بیانوں کو دیکھتے ہي اُنکا لغو ہونا نظر آوے *

لیکن اگر ہم اُن کہانیوں کو نکال ڈالیں جو یونانیوں کے انسانوں یا دیوتوں سے متعلق ہیں اور قانون قدرت کے خلاف ہیں تو ہم اُنکے بیانونمیں اُن غلطیوں پر متعجب ہونے سے جو ایک ایسے ملک میں اُنسے ہوئیں جو بالکل اُنکے ملک سے غیر تھا اور حالات جو اُنھوں نے دریافت کیئے وہ کئي کئي زبانوں اور مترجموں کے ذریعہ سے اُنکو

---

† ایریئن کي کتاب مہم سکندر کا دیباچہ

‡ اسٹریبوصاحب کي تاریخ کي جلد ۱۵ کے شروع اور جلد ۲ مطبوعہ سنہ ۱۵۸۷ع کے صفحہ ۳۸۰ کو دیکھو

معلوم هوئے اُنکے بیان کي درستي زیادہ تر تعریف کے قابل هوگي † جهانتک اُنکے بیانوں میں لوگوں کے رسم و رواج اور چال چلن کا مذکور هی اُسقدر همارے صحیح علم و آگاهي سے اور ایشیا تک سوسئیٹي کلکتہ کے قایم هونے سے پهلے کے سیاحوں کے بیانوں سے مطابق هی *

جو مضمون کہ میں اب اُس ترتیب کے بموجب جسکو مینے اِس کتاب میں برتا هی بیان کرتا هوں اُس سے یونانیوں کے بیان کے صحیح هونے اور کسي قدر غلط هونے کي ایک مثال حاصل هوگي *

ذاتوں کي تقسیم کا بیان

ذاتوں کي تقسیم اور اُن میں سے ذاتوں کے لازم پیشوں وغیرہ سے یوناني بخوبي واقف هوئے لیکن ذاتوں کي تقسیم کے امتیاز کو پیشوں کے ساتھه میں ذاتوں کے امتیاز کے ساتھه گڈ مڈ کر دینے سے ذاتوں کي تعداد پانچ کے بجاے سات کردي اور یهه تعداد اِسطرح پر قایم کي هی کہ اُنهوں نے راجہ کے مشیروں اور پنچوں کو برهمنوں سے علحدہ سمجها هی اور بیش کي ذات کے دو حصے اِسطرح کیئے هیں کہ ایک حصہ میں چرواهے اور دوسرے میں کسان اور جاسوسوں کي ایک علحدہ ذات قایم کي هی اور شودر فرقہ کو بالکل ترک کیا هی بجز اِن اختلافوں کے باقي اور سب حال قوموں کا وهي بیان کیا هی جو منو کے مجموعہ میں هی *

اول ذات میں اُنهوں نے اهل تصرف اور ذي علموں کو شمار کیا هی اور اُنکے خاص خاص اعمال اور افعال کا ذکر کیا هی ‡ لیکن وہ برهمنوں کي ذات کي حقیقت کو نهیں سمجهے اور شاید سادہ سنتوں کو برهمنوں میں مخلوط کردیا هی § *

اول غلطي اُنکي برهمنوں کي زندگي کے چار حصوں میں تقسیم هونے سے آگاهي نرکهنا هی مثلاً وہ ایسے لوگونکا بیان کرتے هیں جو کئي برس صوفي اور مجرد رهکر پهر شادي کرکے دنیادار بنجاتے هیں اِس سے غالباً وہ طالب علمي کا زمانہ مراد هی جسکو

---

† ونسنٹ نیرکس نے تین زبانوں کے مترجموں کے ذریعہ سے گفتگو کي استریبوصاحب دي تاریخ جلد ١٥ صفحہ ۴۹۲ مطبوعہ سنہ ١٥٨٧ ع یوناني زبان سے فارسي میں اور فارسي سے هندي میں غرض کہ دو زبانوں میں ترجمہ هونا هم سمجهه سکتے هیں اور کرنسي زبانوں کے لیئے مترجم درکار هوا اُن زبانوں کا خیال کرلینا کچهه آسان نهیں

‡ ایریئن صاحب مورخ نے اپني تاریخ کي جلد ٦ باب ١٦ میں لکها هی کہ برهمن هندوستان کے صوفي هیں اور برهمن اور صوفي کے لفظ کو ایریئن صاحب اور استریبو صاحب نے یهه سمجهکے ایک هي مراد سمجهه کر استعمال کیا هی

§ اِس اعتراض سے نیرکس کا مستثنی رهنا لازم هی کیونکہ وہ برهمنوں کي زندگي کے زمانہ کي تقسیم سے بخوبي واقف معلوم هوتا هی — استریبو صاحب کي تاریخ جلد ١٥ صفحہ ۴۹۲ مطبوعہ سنہ ١٥٨٧ ع

بسر کرکے برهمن گرهستي هوتا هی اور جیسا که ابهي بیان هوچکا هی یونانیوں نے راجه کے مشیروں اور پنچوں کو ایک علحدہ فرقه قایم کیا هی اور یهه بهي ظاهر هی که اُنهوں نے اُن برهمنوں کو جو ملکي اور جنگي کام کرتے تهے اُن لوگوں میں شامل سمجها هی جنکي ذات سے وہ کام مخصوص هیں اور صوفیوں کو اُنهوں نے نهایت معزز فرقه بتایا هی جنکو کسي محصول اور خراج سے کچهه غرض نهیں ملکي معاملات میں صرف دعا سے مدد کرتے هیں اور یهه بهي بیان کرتے هیں که اُنکي استعانت کي ضرورت خاص و عام قربانیوں میں هوا کرتي هی اور صحیح لکها هی که اُنمیں بچه کے حمل میں هونے کے وقت سے کچهه کچهه رسمیں کیجاتي هیں † اور تعلیم میں سختي جهیلتے هیں اور مرغزاروں میں بوریه یا مرگ چهالے پر پڑے رهکر زهد اور تقوی کے ساتهه زندگي بسر کرتے هیں اور تعلیم کے زمانه میں وہ اپنے گرو کي باتوں کو مودب اور خاموش سنتے هیں *

یوناني غلطي سے اس زمانه کو سینتیس برس کا طول دیتے هیں حالانکه یهه ایسا طول طویل زمانه هی جسکو منو نے (باب ۳ اشلوک ۱) بمشکل تمام سب سے آخر درجه کے حد کا زمانه قایم کیا هی *

صوفیوں یعني بیدائیتوں کے حال اور اُنکے آخرت کے خیال جو بیان کیئے هیں وہ بالکل برهمنوں کے سے هیں وہ لکهتے هیں که کسي شی سے کچهه تعلق خاطر نرکهنے اور موت و زندگي کے رنج و راحت سے آزاد رهنے کو برهمن انسان کا کمال سمجهتے هیں اور دنیا کي زندگي کو وہ اُس زمانه کي سي زندگي سمجهتے هیں جسمیں بچه حمل میں رهتا هی اور اصلي زندگي کي ابتدا وہ اُسوقت کے آنے تک جسکو هم موت کهتے هیں نهیں سمجهتے اِس لیئے اُنکو صرف عاقبت سے سروکار هوتا هی نیکي و بدي سے اِنکار کرتے هیں اور کهتے هیں که دنیا کي ظاهري چیزوں سے نه خوشي حاصل هوسکتي هی نه رنج بلکه انسان کے دلي خیالات سے رنج و راحت هوتي هی جیسا که خواب میں هوا کرتي هی ‡ معلوم هوتا هی که اسقدر ابتدا کے زمانه یعني سکندر کے مهم کے وقت میں بهي اهل تصوف کے پاس جاگیریں تهیں اور ضرورت کے موقعوں پر سپاهیانه خصلت بهي اُنسے ظهور میں آتي تهي اور دشمن کا ایسے جوش و خروش غیظ و غضب کے ساتهه مقابله کرتے تهے جو بعض اوقات اب بهي هندوؤں سے ظاهر هو جاتا هی § اهل شهر کا شهرونکو دیدہ و دانسته جلاکر برباد کرنے اور اپني جانیں کهونے کي مثالیں هندوستان کي تاریخ میں حال کے زمانه تک پائي جاتي هیں اور اسي طرح سے

---

† منو کا مجموعه باب ۲ اشلوک ۲۶ و ۲۷

‡ استریبو صاحب جلد ۱۵ صفحه ۷۹۰ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ ع

§ ایریئن کي مهم سکندر کي جلد ۶ باب ۷

ملکي معاملات میں اُنکي مداخلت اُس بات سے معلوم هوتي هی که اُنهوں نے سامبس کو بهکاکر سکندر سے جدا کرادیا اور میوزیکینس اور سکندر کے آپسمیں جو معاهده هوا تها وه تڑوا دیا † اسٹریبو صاحب ایک پرامني نام والا فرقه بتاتے هیں جو بڑا حجتي اور بحث و تکرار کرنے والا مشهور تها یهه فرقه برهمنوں کي اس سبب سے تضحیک اور تذلیل کرتا تها که وه علم هیئت اور طبیعات پر بهت متوجهه رهتی تهے اسٹریبو صاحب نے اس فرقه کو ایک علحده فرقه خیال کیا هی مگر غالب یهه هی که وه بهي برهمن هي هونگے اور حکمت کے خاص فرقه کا گروه آپکو ٹهراتے هونگے ‡ *

فقیروں یعني ساده سنتوں وغیره کا بیان

یونانیوں نے تارک‌الدنیا فقیروں یعني ساده سنتوں کا ذکر براچ میني اور جرمیني اور اهل تصوف کے نام سے کیا هی لیکن یهه بات صاف صاف نهیں معلوم هوتي که اُنسے ایسے برهمن مراد هیں جو اپني زندگي کے تیسرے اور چوتهے درجه میں اوقات بسر کرتے هیں یا باقاعده ساده‌سنتوں کے گروهوں کے رکنوں سے غرض هی بهت سي پوجا اور ریاضتیں اُنکي برهمنوں کے تیسرے درجه کي زندگي کي ریاضتوں سے جب که وه تارک‌الدنیا هوجاتے هیں مطابق هوسکتي هیں لیکن جو رنج و مصیبت بقول یونانیوں کے وه صرف ازروے ریا کے یعني نمود بڑهانے کے لیئے گوارا کیا کرتے تهے اور گروهوں میں جمع هوکر رهتے تهے اُس سے سمجها جاتا هی که ساده سنت هي هیں اور نهایت اعلی قسم کے فقیروں کا حال و نسائیریٹس § نے بخوبي بیان کیا هی کیونکه اُسکو سکندر نے اُن درویشوں کے پاس جنهوں نے سکندر کے پاس آنے سے انکار کیا تها گفتگو کرنے کو بهیجا تها اُسنے پندره فقیر شهر سے دو میل کے فرق سے بالکل برهنه دهوپ میں تپتے هوئے پائے جنمیں سے کوئي کهڑا اور کوئي بیٹها اور کوئي لیٹا هوا تها مگر صبح سے شام تک هر ایک ایک هي هیئت پر بیحس و حرکت رهتا تها *

ارل ونسائیکریٹس کلانس نامي فقیر سے جو پتهروں پر پڑا هوا تها مخاطب هوا کلانس پهلے تو اُسکي غیر ملکي پوشاک کو دیکهه‌کر بےپروایانه وضع سے جو آجکل کے ساده سنت بهي برتتے هیں هنسا اور پهر کها که تو اگر مجهسے گفتگو کرني چاهتا هی تو اپنے کپڑے اوتار برهنه هوکر پتهر پر بیٹه جا یهه سنکر وه جهجکا اور سوچ میں پڑا تها که اُن فقیروں میں سے میندانس جو ایک بڑها اور پاک طینت آدمي تها

---

† ایرین کي مهم سکندر کي جلد ٦ باب ١٦

‡ ولسن صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ١٧ صفحه ٢٧٩ ولسن صاحب اس فرقه کے نام کا ماخذ پراماتیکا کو سمجهتے هیں جسکے معني هیں نسبي منطقي فرقه کے پیرووں سے نسبت رکهنے والا

§ اسٹریبو صاحب کي جلد ١٥ صفحه ٧١١

ونسائیکریٹس کے قریب آیا اور کلانس کو اُسکے نخوت پر لعنت ملامت کي اور ونسائیکریٹس سے شفقت کے ساتھہ گفتگو کي اور وعدہ کیا کہ باوجود اسبات کے کہ هماري اور تمهاري زبان کے غیر هونے کے سبب سے آپس کي بات چیت بخوبي سمجھہ میں آني دشوار هی مگر پھر بھي جہانتک هو سکیگا میں هندوستاني حکمت سے تمکو آگاہ کرونگا † ایریئن نے لکھا هی ‡ کہ سکندر نے مینڈانس کو (جسکو ایریئن نے دین ڈامس لکھا هی) سمجھایا کہ تو میرے رفیقوں میں داخل هوجا لیکن مینڈانس نے انکار کرکے یہہ جواب دیا کہ جب تک میري روح اس قالب خاکي میں هی اُسوقت تک جو کچھہ مجھکو درکار هوتا وہ سب هندوستان میں موجود هی اور جب کہ میري روح کو قالب سے جدائي حاصل هوگي اُسوقت وہ اس دل آزار رفیق یعني جسم سے چھٹکارا پاریگي *

کلانس اپني طبیعت پر کم اختیار رکھتا تھا پس اپنے بھائي هندوؤں کي فہمایشوں کے خلاف جو اُسکو اس بات پر لعنت ملامت کرتے تھے کہ اُسنے اللہ تعالی کے سوا دوسرے کي بندگي قبول کي § سکندر کے ساتھہ هوگیا یوناني اُسکے ساتھہ ادب سے پیش آئی لیکن جب وہ ایران میں پھونچکر بیمار هوا تو غالباً اُسنے ذات کے وهم و خیال سے دوا کے پینے سے انکار کیا اور آگ میں جلکر اپني جان کھونے کا ارادہ کیا سکندر نے هرچند منع کیا لیکن اُسنے نہ مانا تب سکندر نے مجبور هوکر حکم دیا کہ اخیر دم تک اُسکي هر طرح کي عزت کیجاوے اور بہت سے انعاموں اور بخششوں سے اُسکو مالا مال کیا جنکو اُسنے ارتھي پر چڑھنے سے پہلے اپنے دوستوں پر تقسیم کردیا پھر ایک پھولوں کا سہرا اُسکي پیشاني پر هندوستان کے طریق پر باندہ کر ارتھي پر لیگئے اور وہ هندوستاني زبان میں بھجن گاتا هوا وهاں پھونچا جب وہ چتا پُر چڑہ گیا تو اُسنے اُس میں آگ لگانے کا حکم دیا اور ایسے استقلال اور سلیم الطبعي سے جل گیا کہ اُسکا یونانیوں پر بڑا اثر هوا ⊥ *

* ایرستابولس نے دو اهل تصرف کا حال بیان کیا هی کہ اُنمیں سے ایک جوان اور ایک بوڑھا تھا اور دونوں براچمیں فقیروں کے فرقہ میں سے تھے اُسنے ان کو مقام

---

† استریبو صاحب کي جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۲

‡ کتاب مہم سکندر کي جلد ۷ باب ۲

§ منو کے مجموعہ باب ۴ صفحہ ۶۳ کو دیکھو

⊥ استریبو صاحب نے اپني تاریخ کي جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۵ میں اسي قسم کي خود کشي کي مثال بیان کي هی اور جلنے والا شخص زار مانوچیگس نامي برگاسا کا رهنے والا ایک هندوستاني تھا یہہ شخص اول ایلچیوں کے ساتھہ گیا تھا جو اغسطس قیصر کے پاس هندوستان سے گئے تھے اور یہہ شخص اینھنز دارالخلافت یونان میں جلا

* استریبو صاحب تاریخ کي جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۱

ٹیکسلا میں دیکھا بوڑھے کا سر مونڈا ہوا تھا اور جوان کے سرپر بال تھے اور دونوں کے ساتھہ بہت سے چیلے تھے جب کہ وہ بازار میں گذرے تو لوگ اُنسے تعظیم سے پیش آئے اور روغن کنجد اُنکے بدن پر ملا اور کھل اور شہد کي تواضع کي اور جب وہ سکندر کے دسترخوان پر اُسکے ساتھہ کھانا کھانے کو آئے تب اُنسے استقلال کي نصیحت لوگوں کو ہوئي چنانچہ وہ ایک مقام میں چلی گئے بوڑھا تو دھوپ اور بارش میں پڑا رہا اور جوان سونٹی کے سہارے سے ایک پانوں پر تمام دن کھڑا رہا *

† اور اور بیانوں سے بھي ایسے فقیروں کا حال معلوم ہوتا ھی جو انجیر اور انگور کھانے کے واسطے اور تیل بدن پر ملنے کے لیئے جمع کرنے کو گلي کوچوں میں پھرتے تھے اور امیروں کے گھر میں جاکر اُنکے ساتھہ کھاتے پیتے تھے اور گفتگو میں شریک ہوتے تھے القصہ ایسي آزادي اور بے تکلفي سے اوقات بسر کرتے تھے جیسے آجکل بھي اسي قسم کے فقیر ریاکاري سے بسر کرتے ہیں اور یہہ بھي بیان کیا گیا ھی کہ وہ جاڑے اور گرمي کے موسم میں برہنہ پھرتے تھے اور اپنا وقت برگد کے درختوں کے نیچے گذارتے تھے اُنمیں سے بعضی درختوں کو ایسا بڑا بیان کیا ھی کہ اُنکا سایہ پانچ ایکڑ زمین پر پڑتا تھا جسکے سایہ میں دس ہزار آدمي بخوبي تمام آرام پاویں *

جسطریقہ سے کہ بالوں کو پیچ دیکر پگڑي بنالیتی ہیں اور آجکل بھي فقیروں کے ایک فرقہ میں یہہ دستور جاري ھی اُسکو اسٹریبو صاحب نے بیان کیا ھی لیکن کسي فرقہ سے اُس طریقہ کے مخصوص ہونیکي قید نہیں بیان کي *

انہیں فقیروں کي نسبت لکھا ھی کہ وہ بیمار ہونے کو بے عزتي کي بات سمجھتے تھے ‡ اور جب کبھي بیماري کي آفت میں مبتلا ہوتے تھے تو وہ اپنے آپ کو ہلاک کرتے تھے مگر مگاس‌تھینیز بیان کرتا ھی کہ ہندوستان کے حکماء خود کشي کو بہتر نہیں سمجھتے تھے بلکہ اُسکو حماقت کي دلیل جانتے تھے غرض کہ عالموں کي راے اور گاھے گاھے لوگوں کا خود کشي کرنا اُس زمانہ میں ایسا ھي معلوم ہوتا ھی جیسا کہ اِس زمانہ میں ھی *

صرف مگاس‌تھینیز ایسے فرقہ کا بیان کرتا ھی جسکو وہ براچ میں فرقہ سے علحدہ قایم کرکے جرمین نام سے یاد کرتا ھی جس سے یہہ سمجھا جاتا ھی کہ اُس علحدہ فرقہ سے اُسکي مراد فقیروں سے تھي اُسنے اس نام کو خراب کردیا ھی یہہ بات زیادہ تر غالب معلوم ہوتي ھی کہ اصل میں یہہ نام سرامنہ ھی جیسا کہ پچھلے یوناني مورخوں نے بیان کیا ھی یہہ اور بدہ اور جین مذہب کے فقیروں کا خطاب

---

† اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۲

‡ غالباً بیماري کو وہ لوگ پچھلے جنم کے گناہوں کا نتیجہ سمجھتے تھے اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۳

تھا کیونکہ مگاس‌تھینیز کو یہہ سب تجربہ خاصکر مگادا میں جہاں بدھ مذہب پھیلا ہوا تھا سندرہ‌کتس کے دربار میں حاصل ہوا تھا سندرہ‌کتس کے پوتے اسوکا نامی نے بدھ مذہب اختیار کرلیا تھا اور اُس مذہب کو نہ صرف اپنی قلمرو میں بلکہ هندوستان کے بہت بڑے حصہ میں رواج دیا اور اور مذهبوں پر اُسکو بزرگی دی اگرچہ لفظ سرامنہ بدھ مذهب کے لوگوں سے نکلا هوا معلوم هوتا هی مگر اس نام کے فقیروں میں کوئی ایسی بات نہیں جو برهمنوں کی اُس حالت سے متعلق نہو جو اُنکی زندگی کے تیسرے چوتھے درجہ میں هوتی تھی یا اور فقیروں کے گروهوں میں موجود نہو *

مگاس‌تھینیز کا بیان هے کہ جرمین خطاب کے فقیروں میں سے نہایت معزز فرقہ هیلوبی کا هی یہہ خطاب اس فرقہ کا اُسکے جنگل میں رهنے کے سبب سے قایم هوا یہہ فقیر جنگلی پهلوں اور بناسپتی پر اپنی گذران کرتے هیں اور درختوں کی چھال سے اپنا بدن ڈهانکتے هیں اور تمام لذات اور خوشبوؤں سے پرهیز کرتے هیں اور کئی کئی دن برابر ایک صورت پر بغیر حس و حرکت کے کھڑے رهتے هیں راجا اُنکے پاس لوگوں کو مشورہ کے لیئے بھیجتا هی اور درخواست کرتا هی کہ تم دیوتوں سے میرے حق میں سفارش کرو ‡ وهی مورخ بیان کرتا هی کہ جرمین فقیروں میں دوسرے درجہ کی عزت والے طبیب هوتے هیں جنکی عادات برهمنوں کی اُن عادتوں سے مطابق معلوم هوتی هیں جو اُنکی زندگی کے چوتھے درجہ میں هوتی هیں یہہ لوگ مکانوں میں بہت اجتناب کے ساتھہ رهتے هیں لیکن هیلوبی فرقہ کی سی سخت ریاضت نہیں کرتے مگر محنت اور جفاکشی کے کاموں کی مشق کرتے هیں اور تمام تمام دن ایک هی صورت پر بیٹھے رهتے هیں اور مطلق پہلو نہیں بدلتے اُنمیں سے بعضے اپنے گیان دهیان میں عورتوں کو بھی شریک کرلیتے هیں لیکن سخت پاکدامنی برتتے هیں اس طریقے سے اگرچہ هندو فقیر بھی واقف هیں لیکن بدھ مذهب کے فقیروں سے یہہ طریقہ نہایت مناسبت رکھتا هی اور اُنکی طبابت کا طریقہ بھی آجکل کے فقیروں کی طبابت کے طریقہ سے مناسبت رکھتا هی یہہ فقیر غذا اور جڑ بوٹی پر نہایت بھروسا رکھتے هیں اور خارجی علاجوں پر دوسرے درجہ کا اعتماد رکھتے هیں اور زیادہ قوی طریقے جو علاج معالجہ کے هیں اُنسے بڑی نا اعتمادی رکھتے‌هیں جسطرح کہ آج کل کے فقیر کرتے هیں اُسی طرحپر وہ بھی اپنی دواؤں کی استعانت میں منتر جنتر کرتے تھے وهی مورخ لکھتا هی کہ جرمین فرقہ کے فقیر جادو اور ٹوٹکے اور غیب گوئی کرتے هیں اور مردوں کی رسومات بھی انجام دیتے هیں اُنمیں سے بعضے شهروں اور دیہات و قصبوں میں پھرتے هیں اور

---

‡ اس بیان کو برهمن کی زندگی کے تیسرے درجہ کے حال سے جو منو کے مجموعہ میں مذکور هی مقابلہ کرو هیلوبی لفظ وانا پراشتا یعنی جنگل میں رهنے والے کا لفظی ترجمہ هی برهمن کا اُسکی زندگی کے تیسرے درجہ میں معمولی خطاب هوتا هی کلکتہ اوریئینٹل میگزین بابت مارچ سنہ ۱۸۲۷ع

بعضے کسی مقام خاص پر قیام کرکے زیادہ کیفیت سے زندگی بسر کرتے هیں ان تمام
حالات میں کوئی بات ایسی نہیں جو بدہ مذهب والوں سے مخصوص هو غالب یہہ هی
کہ مگاس‌تهینیز اگرچہ بدہ مذهب والوں اور برهمنوں اور فقیروں کے فرقوں کے امتیاز
سے واقف تها لیکن اُنکے اهمی اختلافات سے ٹهیک ٹهیک آگاهی نرکهتا تها اور یہہ
بات قرین قیاس هی کہ قدیم زمانہ کے اور یونانی مورخ بهی اسی قسم کی غلطی میں
پڑے هوں البتہ یہہ بات قابل جاننے کے هی کہ اگرچہ بدہ مذهب سکندر سے دوسو برس
پہلے سے قایم تها اور هندوستان کے مذهبوں میں سو برس کے بعد سب سے فایق هونے
والا تها مگر وہ مورخ ظاهرا اس سے کبهی واقف نہوئے اس غلطی کی وجہہ یہہ هی
کہ اُن مذهبوں کے معتقدوں کی وضع اور طریق اسقدر مخصوص نہ تهے کہ غیر ملک
والے آنکی تمیز عام لوگوں سے کرسکتے *

کئی مورخوں نے بیان کیا هی کہ مختلف ذات کے لوگ آپسمیں شادی بیاہ نہیں
کرتے تهے اور نہ اِس بات کی اجازت تهی کہ ایک ذات کے لوگ دوسری ذات کا پیشہ
اختیار کریں لیکن سب ذاتوں کے آدمی اهل تصوف یعنی فقیر هوسکتے تهے *

اِس زمانہ کے فقیروں کا بهی ایسا هی حال هی لیکن یہہ بات مشتبہہ هی کہ
آیا فقیروں نے شروع هی سے ایسا طریق اختیار کیا یا متقدمین یعنی یونانیوں نے اِس
بات سے ناواقف هونے کے سبب سے کہ برهمن دنیادار اور صلاح کار اور پنچ بهی هوسکتے
هیں اور وقت پر هتیار بهی باندہ سکتے هیں اور اور پیشہ بهی کرسکتے هیں برهمنوں
کی وضع اور طریق فقیرانہ دیکهکر تمام ذاتوں کے لوگوں کو اِسبات کا مختار سمجها
کہ فقیر هوسکتے هیں † *

ذکر شودر ذات کے لوگوں کا

اور ذاتوں کی نسبت کوئی بات قابل بیان کے سوائے شودر ذات کے لوگوں
کے نہیں هی جنکی نسبت یونانیوں کے بیان سے یہہ معلوم هوتا هی کہ جس زمانہ
میں سکندر هندوستان میں آیا اُسی زمانہ سے اُنکی ذات پر خدمتگاری مخصوص
نرهی تهی *

---

† برهمنوں اور فقیروں میں جو متقدمین نے کچهہ امتیاز نہیں کیا اور جسکی
اب بحث هی اُسکو ختم کرنے سے پہلے یہہ بیان کرنا مناسب هی کہ بعضے زمانہ حال
کے مورخوں نے بهی جو اُس امتیاز سے بخوبی واقف تهے اپنی کتابوں میں اُسپر
کچهہ توجہہ نہیں کی پس یہہ بات تحقیق کرنی اکثر مشکل هوتی هی کہ کس
مقام پر اُنکی غرض برهمنوں سے هی اور کس مقام پر فقیروں سے هندوؤں کے پوجاریوں
اور مذهب کے قدیم حالات کی بہت سی آگاهی حاصل کرنے کے لیئے کالبروک صاحب
کی تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحہ ۲۹۶ کو دیکهو

غلامي کا نهونا

† أیرین صاحب نے یهه بات تعریف کے ساتهه لکهي هی که هندوستان کي هر قوم آزاد هی أنکے هاں مثل لیسیڈیمن یا سپارٹا والوں کے کوئي شخص کسي کا غلام نهیں هوسکتا اور خلاف لیسیڈیمن والوں کے غیر ملککے لوگ یا کسي غیر قوم کے آدمي غلام نهیں بنائے جاتے اسٹریبو صاحب تمام هندوستان میں غلامي کے نهونے پر شک لاکر اِسکے خلاف صرف خانگي لونڈي غلاموں کي مثالیں بیان کرتے هیں اور معلوم هوتا هی که کسي خدمتگار یا غلام قوم کے هونے کا أنکو شبهه نه تها یهه ممکن هی که جس نرم قسم کي غلامي شودر ذات کے لوگوں میں موجود تهي أس سے یونانیوں کو دهوکا هوا اِسلیئے که أنکے ملک میں بالکل اِسکے برعکس طریقه جاري تها لیکن یهه بات زیادہ قرین قیاس هی که منو کے زمانه میں جسقدر شودر لوگوں کي ذلیل حالت باقي رهي تهي وہ سکندر کے هندوستان میں آنے سے پهلے کافور هوچکي هوگي *

مختلف سلطنتوں کي تعداد اور وسعت کا بیان

خود مختار حکومتوں کي تعداد سکندر کے زمانه میں بهي اِسیقدر زیادہ معلوم هوتي هی جسقدر که اور زمانوں میں رهي هی چنانچه سکندر کو تهوڑے هي سے ملک پر حمله کرنے میں بهت سي حکومتوں سے مقابله کرنا پڑا اور مگاس تهینیز کو دریافت هوا که تمام هندوستانمیں ایک سو اٹهارہ حکومتیں هیں اِنمیں سے اکثر بهت خفیف هونگي لیکن بعض مثل پراسي کي حکومت کے بڑي سلطنتیں تهیں أنمیں سے اکثر کا راجاؤں کے قبضه میں هونا معلوم هوتا هی جیسے که منو کے زمانه میں تهیں اور جن حکومتوں کو یونانیوں نے جمهوري اور عمائد کي سلطنتیں کها هی أنکے حالات بهت آساني سے اِس حال سے جو اب موجود هی بغیر کچهه مختلف سمجهنے کے بیان هوسکتے هیں چنانچه همیشه بڑے بڑے حصه ملک کے ایسے هي رهی هیں که أنکا کوئي عام راجه نتها بعضے تو چهوٹے چهوٹے سرداروں کي حکومت میں تهے اور بعضوں میں خود مختار دیهات داخل تهے پریشاني اور هنگامه کے وقتوںمیں اکثر مدت تک قصبوں میں بهي لوگوں نے بطور خود حکومت قایم رکهي هی ‡ *

---

† ایرین صاحب کي تاریخ هندوستان باب ۱۰ اور ڈایوڈورس کي تاریخ کي جلد ۲ صفحه ۱۲۴ مطبوعه سنه ۱۶۰۴ ع کو بهي جسمیں أسنے بهت سي لغو باتیں هندوؤں میں سب کے برابر هونے اور جمهوري قواعد کي بیان کي هیں

‡ اول قسم کي حکومتوں میں سکهوں کي حکومت تهي (قبل رنجیت سنکهه کي عملداري کے) ان حکومتوں کو فاسٹر صاحب نے باوجود هندوستاني گورنمنٹوں سے واقف هونیکے مثل شیخاواٹي کے سرداروں اور اور سرداروں کي متحده متفقه خفیف حکومتوں کے جمهوري سلطنتیں بیان کیا هی اور تنها دیهات کے حکومتوں کي مثالیں سونڈي اور کریسیا قوموں کي حکومت سے ظاهر هیں جن کا حال سرجان مالکوم صاحب نے تاریخ مالوہ جلد ۱ صفحه ۵۰۸ میں بیان کیا هی

سب ایسی ایسي حکومتیں یونانیوں کے نزدیک جمہوري سلطنتیں تھیں اور قیاس چاهتا هی که وه اُن حکومتوں کے قانون اور قواعد اور انتظام اور بندوبست کو ایسا هي سمجھے جیسا که اُن کے ملک میں موجود تھا لیکن اُن کے مورخوں کي خاص توجهه جن چیزوں کے بیان کرنے کي طرف تھي وه خود مختار دیہات تھے جو حقیقت میں جمہوري حکومتوں کے نمونه تھے اور گانوں کے باشندوں کے سوا جسقدر اُنکي مناسبت سے اور باشندوں کي تعداد کم یا زیاده هوتي تھي اُسي نسبت کے لحاظ سے وه دیہات جمہوري یا عماید کي حکومتیں هوتے تھے ایسے دیہات کا نہایت عمده نمونه اُس سے بہتر نہیں مل سکتا جیسا که حال میں هریانه کے ضلع میں موجود تھا یهه ملک اُن دیہات کے پاس واقع هی جنمیں سکندر کے زمانه میں کیتھي اور مالي قومیں بستي تھیں انمیں سے ایک موضع بیراني کے محاصره کے واسطے سنه ۱۸۰۹ع میں ایک بہت بڑي انگریزي فوج درکار هوئي تھي جب فتح هوا تھا یهه موضع مقدونیه والوں کا بھي غالباً ایسا هي سخت مقابله کرتا جیسا که اُسکے قریب کا موضع سنگالا یا اور کوئي موضع سکندر کے مقابله میں آیا جسکا ذکر سکندر کے جنگي امورات میں بڑي نمود کے ساتھه ایا هی *

هندوستان کے راجاؤں کي فوج کي تعداد جسقدر بیان کي هی غالباً اُسمیں مبالغه کیا هی چنانچه لکھا هی که پنجاب کے متعدد راجاؤں میں سے ایک راجه پورس نامي کے پاس دو سو هاتھي اور تین سو رتھه اور چار هزار سوار اور تیس هزار پیاده جنگ‌آور تھے اگر هم بقول سربرنس صاحب کے بجاے رتھوں کے توپیں قایم کردیں تو ٹھیک ٹھیک تعداد اُسکي فوج کے رنجیت سنگهه کي فوج کي برابر هوتي هی جو تمام پنجاب اور اضلاع دیگر کا مالک هی † *

---

† بعض اوقات راجه پورس کے ملک اور اُسکے متعلقات کا حال جو بہت مبالغه سے بیان کیا جاتا هی اسلیئے مناسب هی که جو حدود اُسکي ایریئن صاحب اور اسٹریبو صاحب نے قایم کي هیں اُنکو بیان کیا جاوے راجه پورس کے ملک کي مغربي سرحد دریاے جھیلم تھا اور اُس دریا سے آگي پنجاب کے وسط میں راجه ٹیک سائیلز نامي اُسکا دشمن جاني تھا اور اس راجه کے ملک کے شمال پر ایبس‌سایرس نامي ایک خود مختار راجه تھا جسکو ایریئن صاحب نے پہاڑي هندوستانیوں کا راجه بیان کیا هی (ایریئن صاحب کي تاریخ جلد ۵ باب ۸) اور جانب جنوب سوپي‌تهس ایک اور خود مختار راجه تھا جسکے ملک میں نمک کے پہاڑ کا سلسله واقع تھا (اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۲۸۱) پس دریاے جھیلم کے مغرب میں راجه پورس کے قبضه میں کچھه ملک نتھا اُسکا ملک شمال میں پہاڑوں کے دامن کے جنگل تک تھا (اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۲۸۰) لیکن دریاے جھیلم اور دریاے چناب کے درمیان کے ملک میں جسقدر ملک واقع تھا وه اُسکے پاس کل نتھا اسلیئے که علاوه اور قوموں کے جو اتفاقاً پورس کي مطیع هوگئي هوں قوم گلائیکي یا گلاسي کو جسکی قبضه میں سینتیس بڑے شهر

ایریئن صاحب کے بیان کي جو حتی المقدور غایت هوسکتي هی وہ اسقدر هی کہ جن فوجوں کو اُنھوں نے راجہ پورس کے مستقل فوج بیان کیا هی اور اُسمیں ایسی شریر گنوار شامل هونگي جنکو ضرورت کے وقت ایسے راجہ میدان جنگ میں جمع کرلاتے هیں لیکن پلیني مورخ نے جسقدر تعداد اُسکي فوج کي بیان کي هی وہ کسي قیاس سے صحیح نہیں معلوم هوتي قدیم راجاؤں کي فوج کي تقسیم چار حصوں یعني سواروں اور پیادوں اور رتھوں اور هاتھیوں پر ایسے هي تھي جیسي کہ منو کے زمانہ میں تھي مگر اسٹریبو صاحب تقسیم فوج کي چھہ حصوں پر کرتے هیں چنانچہ وہ کمسریت اور بحري فوج کے محکمہ کو زیادہ بیان کرتے هیں تمام سپاہ چھتریوں سے مرتب هوتي تھي سپاهي لڑائي اور امن کے زمانہ میں همیشہ تنخواہ پاتے تھے اور ایسے کاموں کے انجام کیواسطے جو سپاهي کے لایق نہوں اُن سپاهیوں کے خدمتگار مقرر هوتے تھے سپاہ کو گھوڑے اور هتیار سرکار سے ملتے تھے مگر یہہ انتظام زمانہ حال کے رواج کے خلاف تھا اِس بات کو مکرر سہ کرر بیان کیا گیا هی کہ سپاہ ملک کو کبھي لڑائي کے وقت میں هرگز خراب و تباہ نہیں کرتي تھي اور جبکہ مخالف فوجیں لڑا کرتي تھیں تب کسان لوگ بے کھٹکے اپنے کام میں مشغول رهتے تھے اگرچہ یہہ امر ظاهرا ایک مبالغہ معلوم هوتا هی لیکن منو نے جو قوانین جنگ هنود تحریر کیئے هیں اُنھیں میں سے غالباً یہہ قانون بھي هو کیونکہ اُن قانونوں کا اثر یونانیوں کي طبیعت پر اِس سبب سے بہت هوا هوگا کہ اُنکے ملک میں ایسے نرم اور پسندیدہ قانون جنگ کا برتاؤ نتھا *

تھے سکندر نے پورس کا تابع کردیا (ایریئن کي تاریخ جلد ۵ باب ۲۰) جس سے اُسکے قدیم ملک میں بہت زیادتي هوگئي (ایضا باب ۲۱) اور مشرق میں درمیان دریاے چناب اور دریاے راوي کے ایک اور راجہ کہ اُسکا نام بھي پورس تھا اُسکا سخت دشمن تھا (ایضا) اور اُسکے ملک کے جنوب اور مشرق میں قوم کیتھي اور اور خود مختار قومیں آباد تھیں جنکے مقابلہ میں اُسنے سکندر کو مدد دي تھي (ایضا باب ۲۲ و ۲۳) اور جنوب میں قوم مالي رهتي تھي جسکے مقابلہ کو پورس اور راجہ ایبساریس اور اور بہت سے راجہ فوج لیکر گئے تھے اور شکست کھائي تھي (ایضا باب ۲۲)

اس سے یہہ معلوم هوتا هی کہ جسقدر ملک راجہ پورس کا تھا وہ سب دریاے جھیلم اور چناب کے درمیان میں واقع تھا اور هر جانب پر اُسکي جو قومیں آباد تھیں وہ اُسکے تابع نہ تھیں اور اکثر اُنمیں سے اُسکے ساتھہ همیشہ لڑائي جھگڑا رکھتي تھیں پس علاوہ اُسکے خاص سلطنت کے اگر کوئي اور قوم یا حکومت اُسکے تابع هوگي وہ دریاؤں مذکورہ بالا کے درمیان میں هوگي بلاشبہہ وهاں مختلف قومیں آباد تھیں لیکن هم جانتے هیں کہ اُن قوموں میں سے قوم گلاکینیکي اُسکي تابع نتھي اور اس خیال کي کوئي وجہہ نہیں کہ باقي قومیں اُسکے تابع تھیں

جن فوجوں سے یونانیوں کو هندوستان میں مقابله پیش آیا اُنکي بهادري کو اور سب قوموں کي بهادري سے جنسے اُنکو ایشیا میں لڑنا پڑا تها برتر بیان کیا هی اور جسقدر فوج کا مارا جانا هندوستان کي لڑائیوں میں لکها هی اگرچه مقدار اُسکي بهت قلیل هی مگر اُن لڑائیوں کي نسبت جو دارا سے هوئیں بهت زیادہ هی اور اُس زمانه میں بهي هندوؤں کے سب هتیار بجز توپ اور بندوق کے زمانه حال کے هتیاروں کي مانند تهے هندوستان کي اُس خاص کمان کا ذکر جسکا استعمال اب صرف پهاڑي ملکوں میں هوتا هی اور اُسکے چله کو پاؤں سے کهینچکر چهه فت سے زیادہ لنبا تیر مارتے هیں ایریئن صاحب نے بیان کیا هی اور لنبي تلواروں اور لوهے کے نیزوں کا ذکر بهي کیا هی جن کا اب بهي کبهي کبهي استعمال هوتا هی اُس زمانه میں بهي هندو گهوڑے کي سواري کے فن میں مشهور تهے اور گهوڑے کي لگامیں بهت تیز رکهتے تهے *

سکندر کے زمانه کے چال چلن سے زمانه حال کے طور طریقوں کا مشابهه هونا

هندوستان کے راجه جو پیشکشیں دیتے تهے اُن سے اُنکي دولت مندي ظاهر هوتي تهي اور جس جس ملک میں یوناني گذرے اُن سب کے بیانوں سے یهه ظاهر هوتا هی که ملک خوب آباد تها اور لوگوں کو نهایت اقبالمندي اور دولت حاصل تهي *

اپپالوڈورس مورخ بیان کرتا هی که دریاے جهیلم اور دریاے ستلج کے درمیان میں پندرہ سو ایسے شهر آباد تهے جنمیں سے کوئي شهر کاس سے کم نتها اِس سے یهه سمجها جاتا هی که گو اِسمیں کیسا هي مبالغه هو لیکن ملک کي حالت بهت ترقي اور آبادي پر تهي شهر پالي باتهرا کا طول آٹهه میل تها اور عرض ڈیڑه میل اور فصیل اسکي بلند تهي جسمیں پانسو ستر برج اور چونسٹهه دروازے تهے *

بهت سے تجارت کے شهروں اور بندر گاهوں کے بیان سے جنکا حال کتاب پریپلس کے مصنف نے یونانیوں کے بعد لکها که اُنمیں غیر ملک کي تجارت جاري تهي یهه ظاهر هوتا هی که هندوستاني ایسے کام یعني تجارت میں بخوبي دسترس رکهتے تهے جس سے اور سب کاموں کي نسبت ایک قوم کي ترقي یافته حالت زیادہ ثابت هوتي هی *

پولیس کے انتظام کو عمدہ بیان کیا هی مگا ستهینیز بیان کرتا هی که سندرا کتس کے لشکر میں جسکا تخمینه اُسنے چار لاکهه آدمي بیان کیا هی جسقدر روپیه چوري جاتا تها اُسکا اوسط في یوم تیس روپیه سے زیادہ نهیں هوتا تها *

معلوم هوتا هی که داد رسي راجه اور اُسکے پنچوں کے ذریعه سے هوتي تهي جن چند قوانین کا حال یونانیوں نے بیان کیا هی وہ منو کے قانونوں کي مانند هیں مگر اِس امر میں یونانیوں کو صحیح صحیح آگاهي حاصل نهیں هوئي که اِنکے قانون کي کتابیں هیں اُنکو یقین تها که هندوؤں کے قانون نامبند تهے اور بعضے یهه بهي

کهتے هیں که هندو حرفوں سے ناواقف تھے اور بعضے برخلاف اسکے انکے تحریر کي خوبصورتي کي تعریف کرتے هیں † *

محاصل ملک کا اراضي اور تاجروں اور کاریگروں سے وصول هوتا تها ‡ اسٹریبو صاحب نے منو کي مانند محاصل اراضي کو کل پیداوار کا چوتھائي بیان کیا هی لیکن یهه بهي صاف صاف کہا هی که تمام اراضي راجه کي ملکیت سمجھي جاتي هی اور کاشتکاروں کو شرح مذکورہ بالا پر کاشت کیواسطے دیجاتي هی ‖ اور ایک اور مقام میں اُنھوں نے یهه بیان کیا هی که بعضے گانوں کے باشندے زمین کي کاشت مشترک کرتے هیں اور اس قاعدہ کا رواج اب بهي بہت هی محاصل کے اُس حصه کا حال بهي اسٹریبو صاحب نے قلمبند کیا هی جو کاریگر لوگ بعوض خراج کے سرکاري کام مفت کرنے سے ادا کرتے تھے جیسا که منو نے بهي بیان کیا هی اور اسٹریبو صاحب نے جو حالات بازاروں کے چودهریوں اور کهیتوں کي پیمایش اور آبپاشي کے لیئے پاني کي تقسیم اور دیہات کے پدهانوں کے اور اور کاموں کے جو تجارت اور سڑک اور دیگر امورات کي نگراني سے متعلق هیں مندرج کیئے هیں وہ پدهانوں کے حال کے کاموں سے بالکل مطابق هیں اور شہر کے چودهریوں کا جو حال لکھا هی اگرچه صاف صاف نهیں لکھا مگر وہ آجکل کے چودهریوں کے کاموں سے بہت مشابہت رکھتا هی *

هندوؤں کے مذهب کا حال بہت کم بیان کیا هی اسٹریبو صاحب نے بیان کیا هی که وہ جوپیٹس‌پلوویس یعني اندر دیوتا اور گنگا اور اور دیوتوں کي پرستش کرتے هیں اور بلدانوں میں برهنه سر رهتے هیں اور بلدان کو بجاے ذبح کرنے کے دم گهونٹ کر مارتے هیں اور یهه حال برهمنوں کے بعضے اُن بلدانوں سے جسکا حال هم پر اچھي طرح روشن نهیں اور جنکے رواج کو زمانه حال کي ایجاد سمجھا جاتا هی بہت مطابق هی *

کالبروک صاحب نے علاوہ یونانیوں کے اور کئي مورخوں کے بیانوں کو نقل کیا هی § جنسے یهه ظاهر هوتا هی که هندو سورج کو بهي پوجتے تھے *

یونانیوں نے بیکس اور هرکیولس کي پرستش پر که وہ هندوستان میں مروج تھي بہت کچھه لکھا هی مگر اُسکا سبب علانیه یهه هی که هندوؤں کي روایتوں کو اُنھوں نے اپنے دیوتوں کي روایتوں سے خواہ مخواہ اُسیطرح سے مطابق کرلیا هی

---

† اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۲۹۳ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ ع

‡ ایریئن صاحب کي تاریخ هندوستان صفحه ۱۱

‖ اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۲۸۴ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ ع

§ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحه ۲۹۸

جسطرح سے کہ اُنہوں نے اور معاملات کي روايتوں کو اپني روايتوں سے منسوب کرليا هی † *

هندوؤں کے علم سے يوناني محض ناواقف رهے مگر اُنکي دانائي کا اُن کے دل پر بڑا اثر هوا اور هندوؤں کي حکمت کا کچھہ تھوڑا سا حال جو اُنہوں نے بيان کيا هی وہ کچھہ تھوڑي قدر و منزلت نہيں رکھتا مگاستھنيز بيان کرتا هی کہ هندوؤں اور يونانيوں کي حکمت کے اکثر مسائل ميں اتفاق پايا گيا هندو خيال کرتے تھے کہ دنيا کي ابتدا اور انتہا هی اور زمين کي شکل گول هی اور جس خدا نے اُسکو بنايا اور اُسپر حاکم هی وہ اُسپرْ هرجگهہ موجود هی علاوہ اربع عناصر کے ايک اور عنصر هی جس سے آسمان اور ستارہ بنے هيں اور يهہ عالم سب عالموں کا مرکز هی اور رهي مورخ لکھتا هی کہ هندوؤں اور يونانيوں ميں روح کے مسئلہ اور اور مسئلوں ميں بهي اِتفاق هی اور اُنہوں نے افلاطون کي طرح روح کے فاني نہونے اور مرنے کے بعد هر ايک کو اپنے اعمال کي بموجب جزا حاصل هونے اور اِسي قسم کے اور اور مطالب کے باب ميں بهت سي کہانياں تصنيف کي هيں ‡ *

قديم زمانہ کے اِن بيانوں سے ظاهر هی کہ اگر برهمنوں نے اپني حکمت يونانيوں سے سيکھي تو سکندر کے زمانہ سے پہلے سيکھي هوگي اور ونسائي کريٹس نے جو گفتگو هندوؤں سے درباب حکمت کے کي وہ هم بيان کرچکے هيں وہ لکھتا هی کہ هندوؤں نے يهہ بات دريافت کي کہ يوناني بهي کبهي اِس قسم کي گفتگوئيں کرتے هيں يا نہيں اِس سے يهہ صاف معلوم هوتا هی کہ هندو يونانيوں کے علوم اور مسائل حکمت سے بالکل ناواقف تھے *

يونانيوں نے جو هندوؤں کے فن نغمہ کي نسبت کچھہ نہيں لکھا هی اُس سے يهہ نتيجہ نکل سکتا هی کہ ملک کے جس حصہ ميں اُنکا گذر هوا اُس ميں عمدہ عمدہ معبد اور مندر نتھے جيسے کہ اب بهي نہيں هيں هندوؤں کے نغمہ و سرود کا جو بيان يونانيوں نے کيا هی وہ اُنکے حقميں اسيطرح برا هی جيسے کہ زمانہ حال کے کسي اهل يورپ کا بيان هوتا هی اِس ليئے کہ گو يهہ کہا گيا هی کہ گانے ناچنے کا وہ شوق رکھتے تھے مگر ايک اور مقام ميں بيان کيا هی کہ اُنکے هاں بجز ڈهولک اور مجيروں اور چنچ چنٹي کے اور کوئي باجا نہيں هی *

معلوم هوتا هی کہ اور فنوں کي حالت ايسے هي تهي جيسے کہ آجکل هی جس قسم کا غلہ دونوں فصلوں ميں تيار هوکر کٹتا تها وہ بهي زمانہ حال کے غلہ کي مانند

---

† جو متھرا کي پرستش ميں هرکيوليس کا بيان يونانيوں نے کيا هی شايد اُس سے سري کرشن جي کي پرستش مراد هو *

‡ اسٹريبو صاحب کي تاريخ جلد ۱۵ صفحہ ۲۹۰

ھی چنانچہ شکر اور روئي اور مصالحہ اور خوشبوؤں کا پیدا ہونا بیان کیا ھی اور کھیتوں کو تر رکھنے کیواسطے چھوٹي چھوٹي کیاریاں بناکر زمانہ حال کي مانند آبپاشي کرتے تھے † رتھوں کو لڑائي میں گھوڑے کھینچتے تھے مگر کوچ کے وقت بیل اور بعض اوقات اونٹ بھي کھینچا کرتے تھے لیکن اِس زمانہ میں بجز ریگستان کے اونٹوں سے باربرداري کا کام بہت کم لیا جاتا ھی اور شان شوکت کے واسطے ھاتھیوں کي رتھوں میں بھي سوار ھوتے تھے مگر زمانہ حال میں ھاتھیوں کي رتھوں کا دو جگھہ پر ھونا سنا گیا ھی *

ھاتھیوں کے پکڑنے اور تربیت کرنے کا طریقہ اور اُسکي تمام حکمتیں ‡ ایریئن کے بیان سے ٹھیک ٹھیک ایسے ھي معلوم ھوتي ھیں جیسے کہ کتاب تحقیقات ایشیا میں اُنکا حال لکھا ھی § *

ھندوؤں کي رنگتوں کي شوخي اور آب و تاب اور اُنکي مصنوعات اور غیر ملکوں کي چیزوں کي نقل میں کمال رکھنے کا بیان کیا گیا ھی || *

تمام کاموں میں تانبے کے برتنوں کا استعمال ایسا ھي عام تھا جیسا کہ اب ھی لیکن پیتل کے برتنوں سے جنکا استعمال اب زیادہ تر ھی چٹکني کے اندیشہ سے پرھیز کیا جاتا تھا ┼ اسٹریبو صاحب نے شاھي سڑکوں کا ایک مقام میں اور دوسرے مقام میں میل کے پتھروں کا * ذکر کیا ھی *

اسٹریبو صاحب نے ھندوؤں کے تیوھاروں کي دھوم دھام اچھي طرح بیان کي ھی چنانچہ لکھا ھی کہ ھاتھي سنہري اور روپہلي جھولوں اور ھودوں سے آراستہ ھوکر اور سواریوں کے ساتھہ جن میں چار چار گھوڑوں کے رتھہ اور بیلوں کي گاڑیاں ھوتي تھیں سب سے آگے چلتے تھے اور بہت اچھي اچھي فوجیں مقام معینہ پر موجود ھوتي تھیں اور ملمع کے گلدان اور اور بڑے بڑے برتن اور چوکیاں اور سنگاسن اور پیالے اور افتابے کہ وہ سب زمرد اور فیروزہ اور شبچراغ اور اور قیمتي جواھرات سے مرصع ھوتے تھے اُنسے بڑي شان و شوکت ظاھر ھوتي تھي اور مختلف رنگوں اور زردوزي کے کام کي پوشاکوں سے تماشہ کي خوبي زیادہ ھو جاتي تھي اور پالے ھوئے شیر اور چیتے بھي ان میلوں میں ھوتے تھے علاوہ اُنکے خوش آواز اور رنگ رنگ کے طرح دار پرند مصنوعي درختوں پر جو بڑي بڑي گاڑیوں پر چلتے تھے بیٹھے ھوئے ھوتے تھے اُنسے

---

† اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۳۷۶ و ۳۷۷

‡ ایریئن صاحب کي تاریخ ھندوستان باب ۱۳

§ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۳ صفحہ ۲۲۹

|| اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۳۹۳

┼ اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۳۷۴ مطبوعہ سنہ ۱۵۸۷ ع

* ایضا صفحہ ۳۸۷

بھي ایک عجیب کیفیت اور رونق ہو جاتي تھي درخت اور پھول وغیرہ بنانے کي رسم
کسیلئدر سکندر کے پیچھے بھي جاري رھي اور شاید اب بھي بنگال میں جاري ھو اور
تھوڑا عرصہ گذرا تہ وھاں مصنوعي درخت اور ارایش کا شادیوں اور براتوں میں ھونا
ضروري سمجھا جاتا تھا † بیان کیا گیا ھی کہ ھندو اپنے مردوں کي یادگاري کرتے
اور اُنکي تعریف میں راگ بناتے ھیں غرض کہ ھندو اپنے بزرگوں کا ادب اور تعظیم
سب کچھہ کرتے ھیں مگر یہہ عجیب رسم ابتک جاري ھی کہ بہت روپیہ صرف کرکے
قبریں نہیں بناتے ھیں ‡ دریاؤں کے کناروں پر لکڑي کے مکان بنانے کي رسم جو
ایرین صاحب نے بیان کي ھی § اُس سے غالباً وہ طریقہ مراد ھی جو اب بھي
دریاے اٹک پر رایج ھی کہ وھاں ایسي چوکیوں کے فرش ھوتے ھیں جو زمین
سے بارہ بارہ یا پندرہ پندرہ فٹ بلند ھوتي ھیں اور دریاے ایراوتي پر بھي یہي
دستور ھی کہ وھاں شہر رنگوں کے تمام مقام لکڑي کے ھي بني ھوئے ھیں *

ھندو لوگ شادیوں میں باھم روپیہ لیتے دیتے نہ تھے || یہہ قاعدہ منو کي
ھدایتوں اور زمانہ حال کے طریقہ سے مطابق ھی ⊥ *

عورتیں پاکدامن ھوتي تھیں اور ستي ھونیکا طریقہ پہلے سے جاري تھا لیکن شاید
اُسکي کثرت تتھي کیونکہ ایرسٹابولس اُسکو ایک عجیب رسم منجملہ اُن رسموں کے
بیان کرتا ھی جنکا حال اُسنے مقام ٹیکسلامین * دریافت کیا ھی کہ بیٹیوں کي شادي
زور و ھنر میں امتحان کرنے کے بعد سب میں غالب رھنے والی کے ساتھہ کرتے تھے
جس کے باعث سے ھندوؤں میں نظم ورزم کي بہت سے مضمون قایم ھوئے اسي رسم
کا حال †† ایرین نے بطور ایک معمولي رسم کے لکھا ھی اور بیان کیا گیا ھی کہ اُن
کے راجاؤں کے گرد پیش بہت سي سہیلیاں حاضر رھتي تھیں اور منو کے بیان کے
بموجب راجاؤں کے پاس فقط اُنکي تنہائي کے کمروں میں ھي نہیں رھتي تھیں بلکہ
شکار میں بھي ساتھہ جایا کرتي تھیں اور راجہ اُنکو بہت احتیاط سے اسیطرح پردہ
اور حجاب میں رکھتے تھے جسطرح کہ مسلمان رکھتے ھیں اور مسلمانوں میں ھي
یہہ رواج باقي ھی مگر راجاؤں کي تعظیم و تکریم و اداب و خطاب ایسے لفظوں سے

---

† استریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۴
‡ ایرین کي تاریخ هندوستان باب ۱۰
§ ایضا
|| ایضا باب ۱۷
⊥ صرف مگاستھینز اسکے برخلاف یہہ بیان کرتا ھی کہ ھندو ایک جوڑي بیل کي دیکر زوجہ حاصل کرتے تھے
* استریبو کي تاریخ جلد ۱۵
†† ایرین کي تاریخ هندوستان باب ۱۷

ٹھوتا تھا جس سے ثابت هو که لوگ اُسکے غلام هیں جنکا رواج مسلمانوں سے هي شروع هوا هی هندو بوقت حاضري † دربار کے راجاؤں کے حق میں دعا کرتے تھے لیکن ایرانیوں کي طرح قدموں پر نہیں گرتے تھے ‡ *

ایریئن نے هندوؤں کي جو پوشاک بیان کي هی وہ دو چادروں سے مرتب هوتي هی جسکو اب بھي بنگال کے لوگ اور مذهب کے پختہ برهمن هر جگہہ کے پہنتے هیں اور آج کل کے رواج کي موافق کانوں میں بالیاں اور پانوں میں ٹاٹ باني جوتیاں پہنتے تھے اور کپڑے اُنکے عموماً سفید اور سوتي هوتے تھے مگر اکثر مختلف شوخ رنگ کے کپڑے اور طرح طرح کي پھولدار چھینٹیں بھي پہنتے تھے اور سونے کا زیور اور جواهرات بھي مستعمل تھے اگرچہ وہ اکثر باتوں میں کفایت شعار § تھے مگر پوشاک میں بہت سا روپیہ صرف کرتے تھے اور ذي مقدور آدمي مثل اس زمانہ کے چھتر لگاتے تھے *

هندو اپني ڈاڑھیوں کو آج کل کے رواج کے موافق حنا اور نیل سے رنگتے تھے اور خضاب بنانے یا لگانے میں غلطیاں هوجانے کے باعث سے اُنکي ڈاڑھیاں کبھي سبز کبھي سرخ کبھي نیلي هو جاتي تھیں جیسا کہ اب بھي هو جاتا هی مگر اس زمانہ میں بجز سیاہ خضاب اور کبھي سرخ خضاب کے اور کوئي خضاب نہیں لگاتے هیں اور کھانا علحدہ علحدہ کھاتے پکاتے تھے چنانچہ یہہ کج خلقي اُن میں اب بھي موجود هی نشہ کرنے والي شراب بہت کم پیتے تھے اور جس شراب کو پیتے تھے وہ چانولوں سے بنتي تھي اور اُسکو ارک کہتے هیں *

هندوؤں کي شکل و صورت وضعدار بیان کي گئي هی اور شمال اور جنوب کے باشندوں کي صورت میں همیشہ امتیاز کیا گیا هی جس سے همکو تعجب هوتا هی اسلیئے کہ مقدونیہ والوں کو هندوؤں کے حالات سے بہت آگاهي حاصل نہیں هوئي تھي چنانچہ شمالي هندوؤں کو کالا اور اهل اِتھیوپیا سے بجز چپٹي ناک اور گھونگر والے بالوں کي مشابهت کے بالکل مختلف الشکل بیان کیا هی اور شمالي هندوؤں کو جنوب والوں سے زیادہ گورا مثل مصر والوں کي وضع کے لکھا هی || یہہ مشابهت اُنکي

---

† یہہ بات قابل بیان کے هی کہ هندوؤں کے سانگوں میں کوئي نشان ایسا پایا نہیں جاتا کہ علاوہ راجہ کے جو اور لوگ سانگ میں داخل هوتي تھی وہ اُس سے غلامانہ پیش آتے تھے اب بھي جن هندو راجاؤں کے درباروں کو مسلمانوں سے کچھہ تعلق نہیں هوا اُن میں راجاؤں کے آداب اور القاب کا برتاو سیدھا سادہ هوتا هی

‡ ایریئن کي تاریخ هندوستان باب ۱۶

§ اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۸۱ و ۴۸۸

|| ایریئن صاحب کي تاریخ هندوستان باب ۶ اور اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۷۵ مطبوعہ سنہ ۱۵۸۷ع

مصریوں نے ایسی هی که هندوستان سے جو سیاح دریاے نیل پر کے قبروں کی تصویروں کو جاکر دیکھے تو اُسکو بڑی حیرت هوگی *

یونانیوں کا هندوؤں کی خصلت کو اچھا سمجھنا

هندوؤں کو سانولا اور بلند قد خوبصورت دبلا پتلا اور چست و چالاک بیان کیا هی † اور اُنکی بہادری کو لڑائی میں ایشیا کی باقی قوموں سے بارها برتر اور ممتاز لکھا هی ‡ اور اُنکو سنجیدہ طبیعت اور معتدل مزاج اور بےشر اور اچھے سپاهی اور اچھے کسان § اور سادگی اور صداقت کلام میں مشہور اور ایسے حق پسند که عدالت تک نوبت نالش کی نه پہونچاتے تھے اور ایسے دیانتدار که لوگ اپنے مکانوں میں قفل تک نه ڈالتے تھے اور نه اپنے عهد || و پیمان کے پختگی کے واسطے باهم تحریر کرتے تھے بیان کیا هی علاوہ اسکے کہا گیا هی که کوئی ایسا هندوستانی دیکھنے اور سننے میں نہیں آیا جو جھوٹ بولتا هو * مگر خود هندوؤں کی قدیم تحریروں سے همکو معلوم هوتا هی که یونانیوں نے جو یهه بات بیان کی که وہ باهم ایک دوسرے کا اعتماد کرتے تھے غلط هی اور اُن کی راستگوئی کے بیان کو بھی بے کھٹکے جھوٹ سمجھنا چاهیئے مگر باوجود اسکے یونانیوں کا بیان بہت کار آمد هی اسلیئے که اُس سے یهه بات ظاهر هوتی هی که هندوؤں کے جن اوصاف کا مقدونیه والوں پر بڑا اثر هوا وہ کیا تھے اور اُس زمانه سے اُنکی خصلت میں بالکل تبدیلی آگئی هی چنانچه اب غیر ملکوں کے لوگ هندوستانیوں کی نالشوں کی کثرت اور جھوٹ و فریب سے حیران هوتے هیں یونانیوں کے بیان اُسی حالت میں غلط هوتے هیں جب که وہ اُن عیبوں کے نهونے پر مبالغه کرتے هیں *

چوتھا تتمه

بیکٹریا کے یونانی سلطنت کے بیان میں

اگلے وقتوں کے اُن یونانیوں کے حالات جنکو هندوستان سے تعلق تھا

بیکٹریا کی سلطنت کا جو کچھه حال همکو پہلے معلوم تھا وہ هندوستان سے ایسا کم متعلق تھا که هندوستان کی تاریخ میں اُسکا ذکر کرنا کچھه غیر مناسب هوتا *

---

† ایریئن صاحب کی تاریخ هندوستان باب ۱۷
‡ ایریئن صاحب کی تاریخ مہمات سکندر جلد ۵ باب ۴
§ ایضا جلد ۵ باب ۲۵
|| اسٹریبو صاحب کی تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۸۸ مطبوعه ۱۵۸۷ع
* ایریئن صاحب کی تاریخ هندوستان باب ۱۲

زمانہ حال کي تحقیقات سے واضح هوا هی کہ اُس ملک میں اور هندوستان میں بہت سا تعلق رها هی اور ممکن هی کہ ان تحقیقوں سے ایسے تعلق بهي جو اب تک بخوبي دریافت نہیں هوئے ظاهر هو جاویں مگر یہہ تحقیقیں اب بهي قدیم زمانہ کے حالات کے چهان بین کرنے والوں کي توجہہ کے محتاج هیں جو باتیں اب تک تحقیق هوچکي هیں اُنکا ذکر هي اس مقام پر مختصر بیان کرنا مناسب هی *

سکندر نے جب هندوستان سے مراجعت کي تو اپني تهوڑي سي فوج بیکٹریا میں چهوڑ دي *

سکندر کي سلطنت کي تقسیم کے پہلے جهگڑے کے بعد صوبہ بیکٹریا سلیوکس والے شام کے حصہ میں سنہ ۳۱۲ قبل مسیح میں آیا سلیوکس نے بذات خود اپنے سرکش صوبوں کے مطیع کرنے کے لیئے کوچ کیا اور اُنسے نبٹ کر هندوستان میں آیا اور سندراکتس سے عہدنامہ کیا صوبہ بیکٹریا سنہ ۲۵۰ قبل مسیح تک جبکہ ملکي جهگڑوں اور پارتهیا والوں کي لڑائیوں سے بیکٹریا کے حاکم کو بهي خود سر هوجانے کي ترغیب هوئي سلیوکس کي اولاد کے قبضہ میں رها بیکٹریا میں اول خود مختار بادشاہ تهیوڈوٹس هوا اور اُسکے بعد اُسکا بیٹا اُسیکا هم نام یعني تهیوڈوٹس ثاني تخت نشین هوا جسکو یوتهائیڈیمس میگنیزیا واقع ایشیا مائنر کے رهنے والے نے تخت پر سے اوتار دیا اس عرصہ میں سلیوکس کے خاندان نے اپني قوت اور جمعیت کو فراهم اور قوي کرلیا چنانچہ اُنمیں سے اینٹي‌اوکس اعظم نے اپنے برگشتہ مشرقي‌ملک کو پهر قبضہ میں لانے کا ارادہ کرکے لشکر کشي کي چنانچہ یوتهائیڈیمس کو شکست دیکر مطیع کرلیا یعني اُس سے عہد و پیمان کرکے اُسکي سلطنت اُسي کے قبضہ میں رهنے دي یہہ بات غالب نہیں هی کہ یوتهائیڈیمس نے مشرقي کوہ قاف کے جنوبي حصہ پر لشکر کشي کي هو مگر اُسکي بیٹے ڈیمیٹریئس نے اراکوسیا اور ایران کے ایک بڑے حصہ پر قبضہ پایا اُسنے هندوستان میں بهي فتوحات حاصل کیں چنانچہ صرف سندہ هي پر قابض نہوا بلکہ اُس سے بهي کچهہ آگے تک دخل کرلیا مگر معلوم ایسا هوتا هی کہ اُسکو یوکریٹائیڈس بیکٹریا سے خارج کرکے بادشاہ بن بیٹها یوتهائیڈیمس کي وفات کے بعد ڈیمیٹریئس نے اس اپنے رقیب کے اختیار و تسلط سے اپنا ملک نکالنا چاها مگر کامیاب نهوا بلکہ برعکس اپني مراد کے هندوستان کے فتوحات کو بهي جو یوکریٹائیڈس کي هی کوشش سے حاصل هوئي تهیں کهو بیٹها *

یوکریٹائیڈس کے عہد میں بیکٹریا کي سلطنت کمال ترقي پر تهي اس بادشاہ کو اُسکي عین اقبالمندي کے زمانہ میں اُسکي بیٹے یوکریٹائیڈس ثاني نے قتل کرڈالا اس پدرکش بادشاہ کي سلطنت کا کسیقدر مغربي حصہ پارتهیا والوں نے چهین لیا

اور خاص بیکٹریا ستھیا والوں نے لیلیا † اور اُسکے قبضہ میں بجز مشرقي کوہ قاف کے جنوبي ملک کے اور کچھہ باقي نرھا میناندر اور اپالوڈوٹس کي سلطنتوں کا زمانہ اور وہ تعلق جو یوکریٹائیڈس کے ساتھہ اُنکو رھا یونانیوں کے بیان سے دریافت نہیں ھوتا میناندر نے هندوستان کے شمال و مغربي حصہ میں بہ نسبت اور کسي یوناني بادشاہ کے بہت دور تک فتوحات حاصل کیں اور جن مقاموں کو اُسنے فتح کیا وہ اور بیکٹریا کي سلطنت کي وسعت اسٹریبو صاحب کي ایک بیان سے همکو معلوم هوئي هی ایک قدیم مورخ کے قول کے بموجب جو اسٹریبو صاحب نے اسي بیان میں نقل کیا هی کہ بیکٹریا والے ایریانہ کے نہایت مشہور حصہ پر قابض هوئے اور سکندر سے بہت زیادہ هندوستان کي قوموں کو مطیع کیا هندوستان کي مہموں میں بڑي کوشش میناندر نے کي چنانچہ وہ دریاے ستلج سے عبور کرکے دریاے اسامس تک پہونچگیا اُسي مورخ کا قول هی کہ اُسکے اور یوتھائیڈیمس کے بیٹے ڈیمٹریئس کے عہد کے درمیان میں بیکٹریا والے صرف پٹالین هي پر قابض نہیں هوئے بلکہ اُسکي دوسري حد کے اُس حصہ پر جسمیں ٹساري آسٹس اور سائي جرٹس کي سلطنتیں تھیں قابض اور دخیل هوگئے دریاے اسامس کا جو ابھي ذکر هوا هی اسکو بعضے تو دریاے جمنا خیال کرتے اور بعضے کوہ همالیہ جانتے هیں جسکو کبھي کبھي اماس کہا گیا هی اور بعضے ایک چھوٹے سے دریا آئیسا کو سمجھتے هیں جو مغرب کي طرف سے آکر گنگا میں گرتا هی اِنمیں سے کوئي صحیح هو مگر پنجاب کے مشرق میں کا کوئي تنگ ضلع مراد هی بیکٹریا والوں نے جنوب کیجانب جو فتوحات حاصل کیں اُنکا کچھہ ذکر نہیں هوا هی اگر جنوب میں دهلي یا هستنا پور تک اُنکو دخل ملا هوتا تو اُس سے هندو مورخ بھي ضرور واقف هوئے هوتے اور جنوب و مغرب کیجانب میں اُنکو دریاے اٹک کے دهانے کے قریب اُس مقام تک جہاں کئي دهاریں هوجانے سے زمین کا ایک خطہ مثلث کي صورت کا بنگیا هی اُنکا تسلط هوا هوگا اور پٹالین کا نام جو ابھي بیان هوا هی وہ ملک ٹاٹا کے (جو کرانچي بندر کے قریب هی) آس پاس کا ملک هوگا مگر هم کو یہہ کسي ذریعہ سے نہیں معلوم هوسکتا کہ پٹالین کے دوسرے کنارہ پر جو سلطنت سائي جرٹس کي تھي وہ ملک کچھہ تھا یا گجرات کا جزیرہ نما تھا پریپلس کا مصنف بیان کرتا هی کہ میناندر اور اپالو ڈوٹس کے سکہ آجکل (یعني جس زمانہ میں پریپلس تصنیف هوئي) بڑوچ میں ملتے هیں اُس زمانہ میں اُن سکوں کا دور دور کے ملکوں میں چلن نہونے کے سبب سے معلوم هوتا هی کہ اُنکے بعضے ضلعے بڑوچ سے بہت فاصلہ پر نہونگے مغرب میں جو نہایت مشہور حصہ ایریانہ کا اُنکے قبضہ میں بیان کیا گیا هی

---

† کننگہم صاحب کے بیان کے بموجب قریب سنہ ۱۳۰ قبل مسیح کے اور ڈي گگنیز صاحب کے قول کے بموجب سنہ ۱۲۵ قبل مسیح میں یہہ واقعات گذري

وہ یقیناً خراسان ہوگا لیکن هندوستان میں بیکٹریا والوں کو غایت درجہ کی فتوحات حاصل ہونے سے غالب هی کہ خراسان کا کسیقدر حصہ اُنکے قبضہ سے نکل گیا ہوگا † *

جو کچھہ حالات بیان ہوچکے یہہ یونانی مورخوں سے لیئے گئے هیں اور اُنکا استحکام اور زیادہ حالات سے آگاهي پرانے سکوں کے ذریعہ سے هوئي چنانچہ اُنکے ذریعہ سے یوناني آٹھہ بادشاهوں کے بجاے جنکا ذکر هوا اٹھارہ بادشاہ دریافت هوگئے اور اور قوموں کے بادشاهي خاندانوں کا حال جو یونانیوں کے تسلط کے معدوم هوجانے کے بعد آگے پیچھے هوئے سکوں هي کے وسیلہ سے معلوم هوا هی *

سکوں کے وسیلہ سے آگاهي حاصل کرنے کے مضمون پر لوگوں کے پہلے پہل اُن چند سکوں کے سبب سے جو کرنل ٹاڈ صاحب نے بہم پہونچائے اور اُس دلچسپ تحریر کي وجہہ سے جو اُنہوں نے اُن سکوں پر لکھي اور تحقیقات رایل ایشیا ٹک سوسٹیٹي کي جلد اول میں چھاپي توجہہ مائل هوئي اور اسکا تمام یورپ میں خوب چرچا هوا اور هندوستان میں پروفیسر ولسن صاحب اور پرنسپ صاحب نے سکوں کے ذریعہ سے بڑي چھان بین کي *

پروفیسر ولسن صاحب نے یوناني بادشاهوں کے سکوں کا حال چھاپا هی اور حتی‌الامکان اُنکي ترتیب کي هی لیکن ان سکوں میں نہ سنہ کا نقش هی نہ دارالضرب کا نشان هی اِس لیئے خواہ مخواہ اُنکي ترتیب ناقص هی جن بادشاهوں کا ذکر هوچکا اُنکے سکے یوکریٹائیڈس اول تک مشرقي کوہ قاف کے شمال میں پائے جاتے هیں اُنکے ایک جانب کي صورتیں یا عبارتیں اور دوسري جانب کے کام بالکل خاص یوناني هیں یوکریٹائیڈس ثاني سے آگے کوئي اُس ملک میں نہیں پایا جاتا مشرقي کوہ قاف کے جنوب کیجانب میں جو سکے ملتے هیں وہ اور طرز کے اکثر چوکونہ هیں اور یہہ صورت کسي یوناني سکہ کي خواہ وہ یورپ کا هو خواہ وہ ایشیا کا نہیں پائي جاتي اِن سکوں پر دو قسم کے حرف ایک طرف یوناني اور دوسري طرف کسي وحشي زبان کے هیں اور میناندر کي سلطنت سے کسي کسي سکہ پر ایک طرف هاتھي اور دوسري طرف کوهان دار بیل کي تصویریں هیں یہہ دونوں جانور جو هندوستان سے خصوصیت رکھتے هیں اِس سے معلوم هوتا هی کہ بیکٹریا والوں کي هندوستان میں حکومت تھي *

---

† یوناني مورخوں کے وسیلہ سے جو کچھہ حالات بیکٹریا کے معلوم هوئے هیں وہ بیئر صاحب کي تاریخ بیکٹریا میں مجتمع هیں کلنٹن صاحب نے بھي اپني کتاب کي جلد ۳ صفحہ ۳۱۵ کے حاشیہ میں بیکٹریا کے یونانیوں کے حالات بہت صاف اور مختصر لکھے هیں *

وحشي زبان کے حروف جو سکوں میں هیں وہ بخوبي نهیں سمجھے گئے اور بہت سي بحث اور مباحثوں کا باعث هوئے هیں اِسمیں شک نهیں که اُن حرفوں کي تحریر دائیں جانب سے بائیں جانب کو هی اور یهه طریقه تحریر کا همارے علم و آگاهي کے بموجب اُن زبانوں سے مخصوص هی جو عربي زبان سے رشته رکھتي هیں یهه خیال میں آسکتا هی که وہ زبان اُسي ملک کي خاص زبان یعني فارسي هوگي غرض که ان سب قرینوں سے معلوم هوتا هی که وہ زبان پهلوي هی جو ان سکوں پر هی جن لوگوں نے اِس معامله پر تحریریں کي هیں اُنمیں سے بعضے اِس راے کي تائید کرتے هیں اور پروفیسر ولسن صاحب نے کوئي اپني راے تو قائم نهیں کي مگر اِس معامله میں جو رائیں لوگوں نے دي هیں اُنکي چهان بین بخوبي کرکے نتیجه پر شبهه کیا هی اور بعضے آدمي یهه خیال کرکے که ان سکوں میں ایسي زبان کے حرف هیں جو شنسکرت سے علاقه رکھتي هی وہ سمجھتے هیں که یهه حروف زبان ژند کے هیں یا کسي اور هندوستاني زبان کے هیں *

اِس سلسله کے سکوں میں جنپر اول توجهه هوني چاهیئے میناندر کے سکه هیں اِن سکوں میں جو سوتر کا خطاب نقش کیا هوا ملتا هی جسکو یوکریٹائیڈس اول اور ثاني نے اختیار کیا تها اور اُن سکوں کے پشت پر کے نقش و نگار بالکل وهي هیں جو انهیں بادشاهوں کے سکوں سے مخصوص هیں تو اس سے یهه نتیجه حاصل هوتا هی که جس بادشاہ نے اُن سکوں کو چلایا وہ انهیں بادشاهوں کے خاندان میں سے هوگا یهي دلیل اپالوڈوٹس کے سکوں پر حجت هوسکتي هی جو شاید میناندر کا بیٹا تها دو اور بادشاهوں ڈایومیڈیز اور هرمیس کا بهي یهي خطاب هی اور وہ بهي اِسي خاندان سے متعلق هوسکتے هیں هرمیس کے سکه جو بدنما هیں اُنسے یهه ثابت هوتا هی کهیهه بادشاہ اِس سلسله کے آخر میں هوا اور اِسيکے سکوں سے دوسري قسم کے سکوں کا نمونه قائم هوتا هی جس سے صاف ظاهر هی که اِسکے عهد کے بعد وہ نئے سکے جاري هوئے *

یهه سکه نهایت بیڈهنگے اور بد اسلوب هیں اور اُنپر جو عبارت نقش کيهوئي هی وہ ایسيیوناني هی که پڑهي نهیں جاتي اور بادشاهوں کے نام بهي وحشیانه اور کریهه هیں مثل کڈ فیسیز اور کانرکیز وغیرہ بڑي قرین قیاس دلیلوں سے اِن ناموں کو ستهیا والوں کے نام سمجها گیا هی جنهوں نے بیکٹریا والي یونانیوں کي جنوبي سلطنت کو غالباً سنه عیسوي کے شروع هونے کے قریب فتح کرلیا هوگا *

اور سکه بهي اخیر سلسله کے سکوں سے مشابهه پائے گئے هیں مگر اُنکو ستهیا والوں کي نسبت پارتهیا والوں سے زیادہ تعلق معلوم هوتا هی *

اِس ملک کي سلطنت کے زمانوں کا سلسلہ پورا هونے کے لیئے ابهي اور بهي سکہ باقي هیں مگر وہ ساسانیہ والوں سے متعلق معلوم هوتے هیں جنکا ایران پر مسلمانوں کے حملہ تک قبضہ تها *

ایک اور قسم کے سکہ بهي هیں جنکي اکثر باتیں دونوں یوکریٹائیڈس کے سکوں سے مشابهہ هیں غالباً یهہ سلسلہ بهي سوٹر خطاب والوں کے سکوں کے زمانہ میں جاري تها مگر اِس خاندان کے بعد بهي باقي رها هی اِن سکوں میں جو بادشاهوں کے نام هیں وہ اکثر لفظ مایک (یعني فتح) سے مشتق هیں اسبات سے اور اور بهي مشابهت کي باتوں سے اُنکو ایک هي خاندان سے متعلق سمجها جاتا هی *

ایک اور قسم کے سکہ دو بادشاهوں کے هیں جنمیں سے ایک اگاتهوکلیز اور دوسرا پنٹالین هی اِن سکوں کو بیکٹریا والے تمام یوناني سکوں کے اخیر کے سکہ سمجها جاتا هی مگر اِن میں خاص صفتیں بیان کرنے کے قابل یهہ هیں کہ اُنکے اُس جانب میں جس طرف کہ اور سکوں میں وحشي زبان کے حرف هیں وہ حرف نقش کیئے هوئے هیں جنمیں هندوستان کے غاروں میں اور گول ستونوں پر کتبہ کندہ هیں ایسے حروف نهیں هیں جو داهنی جانب سے بائیں جانب کو لکهے جاتے هیں جن حالتوں میں یهہ سکہ دستیاب هوئے اُنسے کئي باتیں قایم هوسکتي هیں چنانچہ میناندر کے سکہ کابل کے قرب و جوار اور پیشاور میں بهي کثرت سے موجود هیں اور ایک سکہ اُسکا اِسقدر مشرق کیطرف جاکر ملا هی جهاں جمنا کے کنارہ پر متهرا هی اِس سے یهہ نتیجہ نکل سکتا هی کہ دارالسلطنت میناندر کا کابل هوگا اور اِسي قیاس پر دارالحکومت سوٹر خاندان کي قائم هوسکیگي یهہ معلوم نهیں کہ نایک بادشاهوں کے دارالسلطنت کا بهي کچهہ پتا نشان کهیں هی یا نهیں پروفیسر ولسن صاحب خیال کرتے هیں کہ اگاتهو کلیز اور پنٹالین کي سلطنت چترال کے قریب کے پهاڑوں میں تهي اور یهہ ملک جو پراپا مائیسس کے هندوستانیوں کا تها اِس لیئے اُن سکوں پر هندوستاني حروف نقش هوئے هیں اور جس حالت میں کہ ستهیا والوں کے سکہ پائے گئے هیں وہ خود قابل معلوم کرنے کے هی اور اور حالات بهي ایسے هیں جنسے توقع هی کہ هندوستان کي تاریخ کو بڑي وضاحت هووے هرمویس کے علاوہ بیکٹریا والے تمام یونانیوں کے سکہ بازاروں میں بقیمت ملجاتے هیں یا پورانے شهروں کے کهنڈروں میں زمین میں تلاش کرنے سے نکل آتے هیں لیکن ستهیا والوں کے سکہ نهایت کم اُس بڑے خطہ کے مسلسل یادگاروں میں ملتي هیں جو کابل کے شمال سے مشرق کي جانب تمام اُس زمین میں جسمیں کابل کے دریا کي دهار یا ریتي هی اور پنجاب کے شمالي حصہ کے ایدهر اودهر تک پهیلا هوا هی *

یهه یادگاریں بڑے بڑے ٹهوس کنبد اُس قسم کے هیں جو بدهہ مذهب والوں کي پرستش گاهوں میں عموماً پائي جاتي هیں اور اُنمیں سے هر ایک میں کسي نه کسي بزرگ شخص کا کچهه نه کچهه تبرک هی ان کنبدوں میں بجز هر مویس کے سکوں کے اور کسي یوناني بادشاه کے سکے نهیں ملتے هیں مگر اور دور دراز ملکوں کے البته هیں اُنمیں سے سب سے قدیم دوسري ٹریمورت (یعني تین آدمیوں کي کونسل) کا سکه هی † یهه سکه سنه ۴۳ قبل مسیح میں جاري هوا هوگا مگر هندوستان کي سرحدوں تک یوناني سلطنت کي بربادي سے کچهه پهلے بآساني آگیا هوگا جسکي بربادي پر سبکا اتفاق هی که سنه مسیح کے شروع هونے کے قریب وه برباد هوچکی تهي *

ان واقعات سے ڈي گگنیز صاحب کے خیالوں کے جو اُنهوں نے چیني مورخوں کي کتابوں سے قایم کیئے هیں تائید هوتي هی وه خیال کرتے هیں که بیکٹریا میں سے یوناني قوموں کو تاتار کي سو قوم نے جو ٹرینزساکزیانه کے شمال سے آئے سنه ۱۲۶ قبل مسیح میں خارج کردیا اور هندوستان میں کي یوناني سلطنت کو قوم یوچي نے جو ایران سے آئے تهے سنه ۲۶ قبل مسیح علیه‌السلام میں ته و بالا کردیا اور یهه قوم دریاے اٹک کے پاس پاس دور تک پهیل گئے تهے ‡ *

---

† واضح هو که قدیم شاهنشاهي روم میں جسمیں اٹلي اور اِسپین اور فرانس اور انگلستان اور مصر اور شام اور ترکي شامل تهے جسکا دارالسلطنت اول میں شهر روم واقع ملک اٹلي تها اور بعد کو قسطنطنیه هوگیا جمهوري سلطنت تهي جبکه جولیس قیصر نے جو پریسیڈنٹ تها بادشاه خود مختار هونا چاها اور سلطنت شخصیه کردینے کا اراده کیا تو سنت یعني مجلس کے دونامي میمبرون کیئس اور پروٹس نے بمشوره اوروں کے عین دربار میں اسکو قتل کیا تو اُسکا انتقام لینے کے واسطے اُسکے همشیره زاده اغسطس قیصر نے اپني دو نائیبون اینٹوني اور آک ٹیبیئس سے سازش کي اور تینوں نے تمام سلطنت کو آپسمیں تقسیم کرلیا اور جولیس کے قاتلوں کو قتل کرڈالا ان تینوں کے متفق گروه کو تریمورت کهتے هیں انسے پهلے یعني اول ٹریمورت وه تهي جسمیں جولیس قیصر اور پوم پے اور کریسس تهی اغسطس قیصر کي ٹریمورت میں بهي آخرکار اتفاق نرها اغسطس قیصر نے اپنے اُن دونوں نائیبون کو مغلوب کرکے سنه ۳۰ قبل مسیح میں سلطنت شخصیه اپني قایم کرلي (مترجم)

‡ ڈي گگنیز صاحب نے بیکٹریانه پر تاتاریوں کے قبضه هونے کا اسطرح بیان کیا هی که سو قوم فرغانه سے لجو دریاے جیکسرٹیز پر واقع هی آئی اور ایک ایسے تربیت یافته قوم کو جسکے سکه پر ایک جانب میں انسان کا چهره اور دوسري جانب پر دو سواروں کي تصویر تهي فتح کرلیا چنانچهه یوکریٹائیڈس اول اور ثاني کے سکونمیں ایک طرف اُنکا چهره اور دوسرے طرف کیسٹر اور پالکس گهوڑوں پر سوار بنے هوئے تهے

قوم سوکا کوئي سکه نهیں ملا مگر قیاس چاهتا هی که قوم یوچي نے جو ایران سے آئي تهي پارتهیا والوں کي پیروي کي هو اور اپنے آپ سے پهلے گذرے هوئے یونانیوں کے سکوں کي نقل کي هو هندوستان کے ستهیا والوں کے طریق کو گو وہ کوئي کیوں نهوں هندوؤں کے بعض واجاؤں کے خاندان نے اختیار کیا تها کیونکه هندوؤں کے سکه ایسے پائے جاتے هیں جنکو هندوستان کے ستهیا والوں کے سکوں سے وهي مشابهت هی جو ستهیا والوں کے سکوں کو یونانیوں کے سکوں کے ساتهه هی *

همکو یهه خیال نهیں کرنا چاهیئے که بیکٹریا کي سلطنت میں ایسے لوگ کثرت سے تهے جو بطور ایک بڑي بستي بسانے والوں کے یونان سے آئے هوں جیسے که یونان سے جاکر ایشیا کے مغرب میں اور اٹلي کے جنوب میں آباد هوئے سکندر کي فوج میں پچهلے دنوں میں بهت سے وحشي قواعد جاننے والے اور نچاننے والے بهرتي تهے ان لوگوں نے یونان کے اصل دارالسلطنت کیطرف مراجعت کرنیکي خواهش نه کي هوگي بلکه اصل یونانیوں اور مقدونیه والوں نے جیسا که همکو معلوم هی اپنے وطن کو واپس چلنے کے واسطے اضطرار اور اصرار کیا هوگا *

اس سے یهه نتیجه نکل سکتا هی که جن لوگوں کو وہ چهوڑ گیا اُنمیں تهوڑے سے یوناني اور اهل مقدونیه هونگے اور سکندر نے اپنے اُن سپاهیوں کو جنکو ایران میں سکونت اختیار کرلے نے کے سبب سے عورتوں کي ضرورت هوئي ایراني بیبیان کرلینے پر جو امادہ کیا تو اس سے ظاهر هوتا هی که بیکٹریا والوں کي دوسري نسل بجاے اصل یوناني هونے کے زیادہ تر ایراني هوگي اور جس زمانه میں سلیوکس کے خاندان کو بڑي عظمت اور ترقي حاصل هوئي اُسمیں اور بڑے حوصله والے اصل یوناني آئے هونگے مگر پارتهیا والوں کي سلطنت قایم هو جانے کے بعد بیکٹریا میں یونانیوں کي آمد و شد مسدود هوگئي هوگي بیکٹریا کي سلطنت کے پچهلے زمانه کا حال جو یوناني مورخوں نے کچهه بهي نهیں لکها اُسکا بڑا سبب یهي معلوم هوتا هی اخیر زمانه میں جو سکه کي هیئت خراب هوگئي اُسکے بگڑجانے اور اُنکي جنوبي سلطنت کے برباد هو جانے کے بعد اُنکا نام نشان باقي نرهنے کا باعث بهي یهي واقعات مذکورہ معلوم هوتے هیں *

پانچواں تتمه

هندوؤں کے انتظام محاصل کے بعض مقاموں کي شرح اس پانچویں تتمه میں هی

(۱) هزار هزار گانوں کے حاکموں کي علامتیں مختلف ملکوں میں پائي جاتي هیں جهاں خاص خاص خاندانوں کا خطاب هی اور کسیقدر مشاهرہ بهي اُنکو

ملتا هی مگر اُس عهدہ کے اختیار اب بہت کم اُنکو حاصل هیں یا بالکل حاصل نہیں هیں † *

اس تقسیم کے بعد جو دوسري تقسیم هی وہ اب بهي پرگنه کے نام سے تمام هندوستان میں موجود هیں اکثر مقاموں میں جو افسر اُنکے هیں اُنکو اس علامت سے پہچانا جاتا هی که کسیقدر نذرانه اُنکو ملتا هی یا کچهه اراضي اُنکي جاگیر میں هوتي هی یا تمام اُن کاغذات کے محافظ هونے کے سبب سے جو اراضي سے متعلق هوتے هیں ممتاز هوتے هیں یهه پر گنے آج کل سب برابر سو سو گانو کا مجموعه نهیں هوتے گو اگلے زمانه میں ایسے هي هوں مگر اکثر اسي تعداد کے قریب قریب اور شاذ و نادر بهت کم و بیش بهي هوتے هیں *

پرگنه کے سردار کا کام خاص هندوؤں کے زمانه میں بهي کار و بار فوجداري اور محاصل کا تحصیل کرنا هي تها اس افسر کے ماتحت ایک محاسب یا محرر هوتا تها ان دونوں کے عهدے موروثي هوتے تهے اب بهي گانوں میں افسر کي نسبت محرر کا کام بهت زیادہ موجود هی یعني جو کچهه کار و بار محرر کیا کرتا تها اُنمیں سے اب بهي بهت سے هوتے هیں ‡ *

پرگنه کے بعد دوسرے درجه کي قسمت دس دس یا بیس بیس گانوں کي منو کي تقسیم کے بموجب هوتي تهي § جو نام کو اب بهي باقي هی اور انتظام ان قسمتوں کي تقسیم کا مفرد گانوں پر هوتا هی || *

(ب) اس افسر کو دکهن اور هندوستان خاص کي وسط اور مغرب میں پاتل اور بنگاله میں مانڈل اور اکثر اور مقاموں میں خصوصاً جهاں موروثي گانوں کے زمیندار هیں مقدم کهتے هیں *

---

† ان کو خاص دکهن میں اور اور بهي جنوبي هندوستان میں جهاں اراضي کي تقسیم بالکل منو کے مجموعه کے موافق هی سرویس مکهه کهتے هیں اُنکے ضلعوں کو سرکار یا پرنت کهتے هیں اور یهه ضلعے بدستور بنی رهتے هیں گو اُنپر وہ عهدہ اور عهدہ دار کچهه بهي نرهے اُنکے حساب کتاب کے کاغذات جو موروثي طریق پر چلے آتے هیں سرویس پانڈي مشهور هیں

‡ پرگنه کا افسر دس مکهه یا دسي کے نام سے اور محرر دس پانڈے کے نام سے دکهن میں مشهور تهے مگر شمالي هندوستان میں یهه دونوں چودهري اور قانون گوئے کهلاتے هیں

§ ان قسمتوں کے نام ناڈکـواڑي اور ترف وغیرہ هوتے تهے

|| ان قسمتوں اور افسروں کے حالات معلوم کرنے کے واسطے مالکوم صاحب کي تاریخ مالوہ کي جلد ۲ صفحه ۳ اور اسٹرلنگ صاحب کا بیان اڑیسه مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحه ۲۲۶ اور دکهن اور دکهن کے ترب و جوار کے کمشنروں کي رپورٹ کے انتخاب کي جلد ۴ صفحه ۱۶۱ کو دیکهو

(ج) محاسب کو خاص هندوستان میں پٹواري اور دکھن اور اور زیادہ جنوب میں کلکار نے اور کارنم اور گجرات میں تلاٹي کہتے هیں *

(د) اسکو هندوستان خاص میں پاسبان اور گورایت اور پیک اور درراها وغیرہ اور دکھن میں مہار اور دکھن سے بھي آگے جنوب میں تلاري اور گجرات میں پاگي کہتے هیں *

(۸) تمام بنگالہ احاطہ میں بجز خاص بنگالہ اور شاید روهیلکھنڈ کے اس فریق کو گانوں کا زمیندار تسلیم کیا جاتا هی † کسیقدر راجپوتانہ کے ایک حصہ میں بھي یہہ لوگ موجود هیں اور شاید تھوڑي مدت پہلے تمام راجپوتانہ میں تھے ‡ گجرات میں بہت کثرت سے هیں اور مرهٹوں کے ملک میں نصف سے زیادہ یہي کاشتکار هیں اور ملک تامول کے کاشتکاروں کا بھي بہت بڑا حصہ یہي لوگ هیں اس سے یہہ سمجھنا معقول هی کہ جن ملکوں میں وہ اب بھي موجود هیں کسي زمانہ میں بالکل وهي هونگے اور جہاں اُنکا کچھہ نام نشان نہیں ملتا وهاں بھي شاید هوں نربدا کے جنوب کے ملک میں بجز اُن حصوں کے جنکا ذکر هوا وہ بالکل معدوم هوگئے هیں اور تمام مندراس احاطہ میں، خاص مندراس کے شمال اور حیدرآباد دکھن اور ناگپور کے بڑے حصے اور خاندیس کے بڑے حصہ اور مرهٹوں کے ملک کے مشرق میں کوئي گروہ ان لوگوں سے ملتا جلتا نہیں هی اس خطہ میں تلنگانہ اور اوڑیسہ اور کنارا کي پرواني قسمتوں کا بڑا حصہ شامل هی لیکن یہہ حصہ اُنکي سرحدوں سے اسقدر مطابق نہیں جس سے گانوں کے زمینداروں کے وهاں نہونے کي وجہہ اُن قسمتوں کي کسي خصوصیت کو سمجھا جاوے اگرچہ مالوہ اُن ملکوں سے متصل هی جنمیں یہہ لوگ کثرت سے هیں مگر مالوہ میں انمیں سے کوئي شخص نہیں معلوم هوتا هی چنانچہ سر مالکوم صاحب نے اپني تاریخ وسط هند میں ان لوگوں کا کچھہ تذکرہ نہیں کیا هی *

(ر) خاص هندوستان میں ان لوگوں کو علی‌العموم زمیندار یا بسوہدار اور صوبہ بہار میں مالک گجرات میں پاٹل اور دکھن اور جنوب میں میراثي یا میراثدار کہتے هیں *

موجودہ کاشتکاروں کا حق زمینداري بذریعہ ارث یا بیع یا هبہ کے بلا حجت تسلیم کیا جاتا هی § جسقدر حق زمینداروں کا اس تاریخ میں بیان هوا هی اُسپر

---

† سر اے کالبروک صاحب کي راے جو دکھن کے قرب و جوار کے کمشنروں کي رپوٹوں کے انتخاب کي جلد ۳ صفحہ ۱۶۵ میں مندرج هی

‡ کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ۱ صفحہ ۴۹۵ اور جلد ۲ صفحہ ۵۳۰

§ دکھن کے قرب و جوار کے کمشنروں کي رپوٹوں کے انتخاب کي جلد ۸ صفحہ ۴۰۳

بنگاله کي گورنمنٹ کي اُن چهپي هوئي تحريروں پر جو اضلاع مغربي سے متعلق هيں بار بار اشارہ کيا گيا هی اگرچه سر مٹکاف صاحب اس راے پر اعتراض کرتے هيں که هندوستان ميں حق زمينداري ايسا هي مطلق اور کامل هی جيسا که انگلستان ميں هی ليکن هندوستان کے حقداروں کي نسبت اُنکو کچهه شبهه نهيں چنانچه اُنکا قول يهه هی که جو لوگ گانوں کے زميندار يا بسوادار هيں حقيقت ميں وهي حق زمينداري رکهتے هيں اور اور لوگوں کے دعوي مشتبهه هيں † مندراس احاطه کے زمينداروں کا حال معلوم کرنے کے ليئے بورڈآف روينيو ‡ کي روئداد اور ايلس صاحب کي تحرير § کو ديکهو اگرچه سر منرو صاحب || ميراث رکهنے والوں کے حقوق کو بهت مبالغه يانته اور اُنکي جاگير کو کمقدر سمجهتے هيں مگر اُسکو بيع کي قابل ٹهراتے هيں * مرهٹوں کے ملک کي حق زمينداري کي نسبت چيپلن صاحب اور کلکٹروں کي رپورٹوں کو ديکهو ‡ کپتان رابرٹسن صاحب کلکٹر بيع کے معاملوں ميں سے ايک گانوں والے کا معامله بيان کرتے هيں که اُسنے اپنا حق موروثي خود پيشوا کے هاتهه بيع کيا اور ايک اور معامله کا بهي حال بيان کيا هی جو گانوں والوں نے ايک معدوم خاندان کي اراضي کو کچهه تهوڑا سا روپيه ليکر اِس اقرار کے ساتهه اُسي واجه کو ديديا که اُسکے اصل مالک خاندان ميں سے کوئي شخص دعويدار نهوويگا مرهٹوں کے ملک کے تمام مختلف پٹوں اور ٹهيکوں اور گانوں کے افسروں کا بيان معه مثالوں اور ثبوتوں کے کرنل سائيکس صاحب نے روزنامچه رائل ايشيا ٹک سوسئيٹي ميں درج کرايا هی †† *

ميراث کے جو همنے معني ليئے هيں اُنکو اُن زمينوں سے جو لوگوں کے قبضه ميں اور پٹوں وغيرہ کے ذريعه سے هوتے هيں متعلق نه سمجهه لينے کے ليئے امتياز اور احتياط کرني ضرور هی کيونکه ميراث کے معني موروثي ملکيت کے هيں اِسليئے اِس لفظ کا استعمال اُن تمام حقوق پر هوتا هی جو موروثي ملکيت ميں داخل هيں *

(ز) فورٹس کير صاحب کي رپوٹيں مشموله انتخاب رپورٹ هاے کلکٹران دکهن جلد ۳ صفحه ۴۰۳ و ۴۰۵ و ۴۰۸ اور کپتان رابرٹسن صاحب کي رپوٹ مندرجه

---

† سر مٹکاف صاحب کي راے مندرجه رپورٹ سليکٹ کميٹي اگست سنه ۱۸۳۲ع جلد ۳ صفحه ۳۳۵

‡ رپورٹ سليکٹ کميٹي پارليمنٹ کے دربار عام کي مشتهرہ سنه ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحه ۳۹۲

§ ايضا صفحه ۳۸۲

|| منرو صاحب کي راے مورخه ۳۱ دسمبر سنه ۱۸۲۴ ع

* رپورٹ سليکٹ کميٹي پارليمنٹ کے دربار عام کي مشتهرہ سنه ۱۸۳۲ ع صفحه ۴۵۷

‡ کلکٹروں کي رپوٹوں کا انتخاب جلد ۴ صفحه ۴۷۴

†† روزنامچه رائل ايشيا ٹک سوسئيٹي جلد ۲ صفحه ۲۰۵ اور جلد ۳ صفحه ۳۵۰

انتخاب ایضا جلد ۲ صفحه ۱۵۳ اور مندراس کے بورڈ آف رویینیو کي راے مندرجه رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنز مطبوعه سنه ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحه ۳۹۳ اور بمبئي کے گورنر کي راے مندرجه ایضا جلد ۳ صفحه ۶۳۷

(ح) جیسا که دیهات کے انتظام میں پہلے ذکر هوچکا هی زمینداروں کے خاندان پر اراضي تقسیم هوتي هی اور بڑے خاندان کي شاخوں پر اُس خاندان کے حصه کو تقسیم کیا جاتا هی اور اُن شاخوں میں بهي هندوؤں کے روثه تقسیم کرنے کے قاعده پر اور بهي تقسیم در تقسیم هوجاتي هی † گانوں کي زمین اور گانوں والوں کے منافعوں کي تقسیم در تقسیم ویسي هي هوتي هی جیسے خاندانوں کي تقسیم در تقسیم هوتي چلي جاتي هی لیکن اکثر حصوں کے چهوٹے چهوٹے ٹکرے کرکے خاندانوں کي شاخوں کو کئي کئي ٹکڑے اِس مناسبت سے دیئے جاتے هیں که اُس شاخ کي هر شخص کے پاس اُسکا حق پهونچ جاوے ‡ *

سرکاري محاصل کي تقسیم بهي ٹهیک اِسيطرح پر کیجاتي هی جس سے هر خاندان کي هر شاخ بلکه هر شخص واقف هوجاتا هی اور سمجهه لیتا هی که میرے ذمه اِسقدر محصول ادا کرنا هی اِسلیئے هر شخص اپني کاشتکاري کا کار و بار اور روپیه پیسے کا انتظام بطور خود جداگانه کرسکتا هی چنانچه اکثر ایسا هي هوتا هی *

مثلاً مرهٹوں کے ملک میں اگرچه ایسے حصے هوتے هیں که اُنکے قابض بهیئت مجموعي محاصل سرکاري کے ذمه دار هوتے هیں مگر اُنپر چودهري نهیں هوتے هر شخص اپنا اپنا کار و بار خود کرتا هی اور باقي اور سب کام گانوں کا چودهري کرلیتا هی *

---

† ایک گانوں کے موروثي حصوں کي تشریح یهه فرض کرنے سے هوسکتي هی که اُس گانوں کے اصل مالک نے اپني وفات کے بعد چار بیٹے چهوڑے اب گانوں کے چار حصه برابر هوجاوینگے اور اِن چاروں کے مرنیکے بعد بهي هرایک کے چار چار بیٹے رهے تو یهه سب اپنے اپنے باپ کے حصے کي ایک ایک چوتهائي کے وارث هونگے اِس سے هر اول حصه کے چار چار حصه هوجاوینگے اور اِسیطرح حصوں کے حصے هوتے چلے جاوینگے دهلي کے گرد نواح میں اول تقسیم کے حصه کو پین کهتے هیں مگر علی‌العموم پٹي مشهور هی اور اُس پٹي کے حصوں کو تهوک کهتے هیں اور تهوک کے جز بہت هوتے هیں اور اور بهي بهت سے نام هوتے هیں اور اکثر مقاموں میں اِنکے استعمال میں بهي فرق هوتا هی یعني کهیں اول تقسیم کے حصوں کو تهوک اور تهوک کے حصوں کو پٹي کهتے هیں اور گجرات میں بڑے حصوں کو باغ اور اُنکے حصوں کو پٹي کهتے هیں ایک اور تقسیم در تقسیم اِس سے زیاده وهاں رایج هی جو آنوں میں اور اُنکي تقسیم پائیوں میں هوتي هی دکهن میں اول هي درجه کے حصه هوتے هیں اور اُنکو جاتا کهتے هیں اُنکے حصوں کے اور نام نهیں هوتے

‡ ایڈورڈ کالبروک صاحب کے نقشه مندرجه انتخاب رپورٹ کمشنران دکهن جلد ۳ صفحه ۱۶۶ کو دیکهو

جو تبدیلیاں هندوستان کے اور حصوں میں هوئیں هیں اور اُنمیں هندوؤں کے طریق سے اِنحراف کیا گیا هی اُنسے همکو کچهه غرض نہیں هی *

(ط) محاصل سرکاري کے اصل ادا کرنے والے اور اُس شخص کے درمیان میں جو صرف لگان ادا کرنے والے کے نام کي عزت رکهتا هی گانوں کے لوگوں کے جو حقوق هوتے هیں وہ یہہ هیں زمینداروں کا یہہ حق هوتا هی کہ کهیت کي پیداوار کو گورنمنٹ کے ساتهہ تقسیم کرنے سے پہلے کسیقدر اپنا حصہ نکال لیں اور سوا اُنکے جو اور کسي غیر نے بویا جوتا هو تو اُسمیں سے وہ سب سے پہلے کسیقدر اپنا نذرانہ وصول کریں اِس حصہ کو ملک تامول میں تندوارم یا سوامي بهوگم کہتے هیں اور خاص هندوستان میں حق مالکانہ اور رسوم زمینداري کہتے هیں اِس ملک میں یہہ حق زمینداروں کا بطور دهک یعني فیصدي دس روپیہ کے حساب سے یکمشت ملتا هی پهر کوئي کوڑي کسي طور پر نہیں ملتي لیکن اِس حق مالکانہ کے وصول هونے سے زمیندار کي اراضي کي لگان میں جہاں کہیں اُسکا ملنا ممکن هو کچهہ هرج نہیں هوتا اور بعض مقاموں میں † وہ ایسے لوگوں سے بهي حق مالکانہ وصول کرتے هیں جو کهیتي نہیں کرتے کیونکہ جس حالت میں وہ گانوں کي کل اراضي کے مالک هوتے هیں تو اُنکو اختیار هوتا هی کہ وہ حق مالکانہ میں نقد روپیہ وصول کریں یا کسي سے خدمت لیویں *

جہاں کہیں گورنمنٹ کے اوکهاڑ پچهاڑ سے اُنکے بعضے حقوق جاتے رهتے هیں وهاں بهي صرف زر محاصل جمع کرکے سرکار میں دینے کے سبب سے اُنکي عزت هوتي هی اور بعضي صورتوں میں اراضي کا لگان کاشتکاروں سے کم و بیش کرنے کا هي اختیار اُنکو حاصل هوتا هی اور بعض موقعوں پر نذرانہ بهي اُنکو معاف کردیا جاتا هی ‡ اور جہاں کہیں وہ نذرانہ بہت کم هوتا هی تو اُنکو ایسے محصول وغیرہ سے بري رکها جاتا هی جو اور تمام گانوں والوں کو ادا کرنا پڑتا هی گانوں کے زمینداروں کے اِن حقوق کو مقدم اور اور گانوں کے افسروں کے حقوق سے جو وہ گانوں کي بعض خدمتوں کي عوض میں رکهتےهیں خلط ملط نکرنا چاهیئے اگرچہ ایک هي شخص دونوں طرح کے حق رکهتا هو مگر اُنکي اصلیت جدا هی چنانچہ ایک تو حق مالکانہ هی جو زمین

---

† ملک گجرات اور هندوستان میں اور بولیہہ گانوں کا حال لکها هوا کارنتش صاحب مندرجہ رپورٹ سلیکٹ کمیٹي مطبوعہ سنہ ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحہ ۲۳۶ بهي دیکهو

‡ تامول اور هندوستان میں جب کہ دهک سے کچهہ زیادہ نہو تو معاف کردیا جاتا هی دیکهو رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنز مطبوعہ سنہ ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحہ ۲۳۷

سے تعلق رکھنے کے سبب سے هوتا هی اور دوسرا صرف خدمت کا معاوضه هوتا هی جو ایک شخص سے دوسرے پر خدمت لینے والے کي خوشي کے موافق منتقل هوسکتا هی *

(ي) عربي لفظ رعیت کے معني فرمانبردار کے اور اُسکا استعمال اهل اسلام کے تمام ملکوں میں انهیں معنوں میں هوتا هی مگر اُن میں سے بعض ملکوں میں اُسکا استعمال زیادہ محدود معنوں میں هوتا هی هندوستان میں اُسکے اصطلاحي معني ایک تو اُس شخص پر جو سرکاري محاصل ادا کرتا هی دوسرے عام کاشتکار پر تیسرے اُس خاص کاشتکار پر جسکا اِسي تاریخ میں بیان هوا هی صادق آتے هیں رعایا کو اُن لوگوں کي آسامي کہا جاتا هی جنکي اراضي پر وہ کاشت کرتے هیں *

(ک) اِس گروہ کو اُس ضلع میں جو بنگالہ کے نیچے هی خود کاشت رعیت کہتے هیں اور خود کے معني اپنے کے هیں اور کاشت کے معني کهیتي کرنا هی اِسلیئے اُنکے اِس لقب کو اُنکے زمین کے مالک هونے کي دلیل سمجھا گیا هی مگر راجہ رام موهن راے جنکا کلام نہایت مستند هی اپنے خاص گانوں کي زمین جوتنے والے کے معني اِس لفظ کے لیتے هیں † اور یہہ معني اس وجهہ سے صحیح معلوم هوتے هیں کہ اِس لفظ کو همیشہ بمقابلہ پاهي کاشت کهیتي کرنے والوں کے جو اپنے گانوں سے دوسرے قریب گانوں میں هر روز بونے جوتنے کو جاتے هیں بولا جاتا هی *

(ل) ملک تامول اور گجرات میں اِن لوگوں کے حقوق نہایت اچهي طرح قایم هیں *

ملک تامول میں اُنکو اِس شرط کے ساتهہ قبضہ کا موروثي حق هوتا هی نہ گورنمنت کا مطالبہ اور گانوں کے زمیندار کے معمولي رسوم کو جو بعض اوقات نہایت خفیف هوتے هیں برابر ادا کرتا هی اگرچہ اِس کاشتکار کے حقوق بهي ایسے هي اچهے اور قدر و منزلت والے هوتے هیں جیسے کہ زمیندار کے هوتے هیں مگر وہ اُنکو بیع یا رهن یا هبہ نہیں کرسکتا ‡ گجرات میں اُنکا قبضہ بجز اِس اختلاف کے کہ اُنکے اول هي کان کهول دیئے جاتے هیں کہ جسقدر سرکار اپنا محاصل بڑهاویگي اُسیقدر تم پر لگان زیادہ کیا جاویگا ویسا هي هوتا هی جیسا ملک تامول میں هوتا هی گو یہہ شرط چهپي هوئي هے رپوٹوں مین مندرج نہیں هی مگر کاشتکاروں کے دلوں میں اچهي طرح گهر کیئے هوئے هی البتہ هندوستان خاص میں لوگوں کي یہہ راے معلوم هوتي هی کہ موروثي کاشتکار موروثي قبضہ کے مستحق هیں اور اُنپر لگان بہ نسبت اُس

† رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنز ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۸۳۱ ع صفحہ ۷۱۲

‡ ایلس صاحب کي راے مندرجہ رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنز ۱۰ اگست سنہ ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحہ ۳۷۷ اور بورڈ آف ریونیو کي راے مورخہ ۲۵ فروري سنہ ۱۸۱۸ع صفحہ ۴۲۱

معمولي لگان کے جو پاس پڑوس میں لگایا جاتا هو زیادہ نه لگایا جاوے مگر خلاصه مفصله ذیل سے ظاهر هوگا که یهه حق اُنکا کیسا ناقص سمجها جاتا هی *

سنه ۱۸۱۸ع میں بنگاله کي گورنمنٹ نے اپنے اُن اضلاع کے کلکٹروں کے نام جہاں بندوبست استمراري نه تها حکم جاري کیا که موروثي کاشتکاروں کا حال مفصل لکھو چنانچه چودہ کلکٹروں میں سے گیارہ کلکٹروں نے یهه راے دي که زمیندار کو اختیار هی که جب چاهے اپني اراضي کا لگان بڑهاوے اور اور کسي سے اگر بهتر شرطیں ٹهر جاویں تو اُس کاشتکار کو بیدخل کردے اور اٹاوہ اور سهارنپور کے دو کلکٹروں کي راے یهه هوئي که جب تک گورنمنٹ کا مطالبه زیادہ نهو کاشتکار پر لگان بڑهاني نهیں چاهیئے صرف بندیلکهنڈ کے کلکٹر نے یهه راے لکهي هی که خود کاشت رعیت کا حق ایسا هي معقول هی جیسا که زمیندار کا بورڈ آف ریوینیو نے ان رپوٹوں کو گورنمنٹ بنگاله کي خدمت میں بهیجتے وقت اپني یهه راے ظاهر کي که زمیندار خیال کرتے هیں که کاشتکار کو اپني زمین پرسے بیدخل کرنے کا همکو اختیار هی مگر کاشتکاروں کي قلت کے سبب سے اکثر یهه بات وقوع میں نهیں آتي *

گورنمنٹ بنگاله نے ان رایوں پر اطمینان نکرکے اور حالات طلب کیئے اگرچه اُن حالات سے اس معامله میں بهت کچهه معلومات اور اٰگاهي هوئي مگر مذکورہ بالا نتیجه میں کوئي بڑي تبدیلي نهیں هوئي *

نورتس کیو صاحب نے دهلي کي رپورٹ میں جهاں کاشتکار موروثي کے حقوق سواے بند یلکهنڈ کے تمام بنگاله کي نسبت اچهي طرح قایم اور بحال هیں بیان کیا هی که قدیم اور موروثي کاشتکار جب تک اپنے ذمه کا محاصل سرکاري ادا کرتا رهے اراضي پر سے بیدخل نهیں هوسکتا *

مختلف کلکٹریوں کے دیہات کي مفصل رپوٹوں سے بهي جنکا انتخاب هالت مکنزي صاحب † نے کیا هی یهه ثابت نهیں هوتا که زمیندار کو لگان بڑهانے کا اختیار نهیں هی کالبروک صاحب اپنے حسب ضابطه لکهي هوئي ایک راے میں جو سنه ۱۸۱۲ع میں ‡ اُنهوں نے لکهي هی بیان کرتے هیں که ایک بڑے واقف کار سرکاري افسر نے بهت روزوں تک نهایت محنت و مشقت سے تحقیقات کرنے کے بعد بهي کوئي قاعدہ لگان قایم کرنے کا نهیں پایا اور اکثر اور مقدموں میں عدالت کي روئداد کا نتیجه زمیندار اور رعیت کے تعلق کي نسبت جیسا تها ویساهي رها *

چیف کورٹ کے جج راس صاحب بهي اپني ایک راے مورخه ۲۲ مارچ سنه ۱۸۲۷ع § میں بیان کرتے هیں که اوپر کے اضلاع میں کاشتکاروں نے خواہ وہ موروثي

† رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنز سنه ۱۸۳۲ع جلد ۳ صفحه ۲۲۳
‡ دیکهو جلد ایک صفحه ۲۶۲ کو
§ تتمه رپورٹ سنه ۱۸۳۲ع صفحه ۱۲۵

هوں خواہ غیر موروثي کبھي معین لگان ادا کرنے کا دعوی نهیں کیا اور صاحب موصوف سوال کرتے هیں که کس زمانه میں ایک معین شرح جاري تھي کیا اُس سے یهه فرض تھي که وہ همیشه یکساں رهے گو زمین کي بار آوري میں کمي بیشي کیسي هي کچهه کیوں نهو اور آخر میں وہ یهه کهتے هیں که ملکي رواج ایسے حق کے همیشه برخلاف رها هی یهه بات مشهور هی که سب زمینداروں کا همیشه یهه طریقه رها هی که اپني رعیت کو جهانتک که اُنمیں سکت دیکھي هی اُنکو نوچا کهسوٹا هی *

(م) یهه لوگ هندوستان میں پاهي کاشت اور گجرات میں گنوتي اور موهٹوں کے ملک میں اوپري اور مندراس کے گرد نواح میں پائیکاري اور پراکودي مشهور هیں *

(ن) اِن کاشتکاروں کو هندوستان میں اشراف اور دکھن میں پانڈر پیشه کهتے هیں *

(س) تمام موروثي کاشتکاروں پر رسم و رواج کے موافق ایک قید لگي هوتي هی جسکے سبب سے وہ گانوں میں کي ایسي زمین پر کاشت نهیں کرسکتے جو اُس زمیندار کي نهو جسکي زمین میں رهتے هوں اور اُسکے کسیقدر حصه زمین کا لگان ادا کرتے هوں لیکن صرف موروثي کاشتکار هي نهیں بلکه خود زمیندار بھي کسي دوسرے گانوں کي زمین میں بطور غیر موروثي کاشتکاروں کے کھیتي کرتے هیں هندوستان کے بعضے حصوں میں ایسے موروثي کاشتکاروں پر جو کسي دوسرے گانوں کي ایسي زمین میں کھیتي کرنے لگتے هیں جسپر کچهه سرکاري محاصل نهیں هوتا گورنمنٹ کسیقدر محصول لگا دیتي هی اور بعض حصوں میں اُنکو سرکاري عهدهدار سرکاري جمع بندي ادا کرنے کا گو وہ کیسے هي کیوں نهو پابند رکھتا هی مگر اِس بات کو جبر و تعدي سمجھا جاتا هی *

(ع) یهه طریقه ملک کچهه کي چھوٹي سي سلطنت کي مثال سے ثابت هوسکتا هی اِس ملک میں جو سلطنت حال میں قایم هوئي هی اُسنے اِس طریقه کو بجنسه قایم رکھا هی اُسمیں کسیطرح کي تبدیلي نهیں هوئي هی اِس سلطنت کا تمام محاصل پچاس لاکهه کوڑیاں هیں (کوڑي کچهه کے سکه کا نام هی) جو قریب سوله لاکهه روپیه کے هوئیں انمیں سے تیس لاکهه سے کچهه کم کوڑیاں راؤ جي کي هوتي هیں اور جسقدر باقي ملک سے باقي بیس لاکهه کوڑیاں وصول هوتي هیں وہ راؤ جي کے خاندان کے مختلف شاخوں کي جاگیروں میں هی چنانچهه اِنمیں سے هر ایسي شاخ کو جو راؤ جي کي خاص اولاد میں سے هوتي هی راؤ جي کے وفات پانے پر کسیقدر جاگیر ملتي هی *

اِن سرداروں کا خاندان تاتا واقع ملک سنده میں قایم هوا جنکا مورث اعلی

هرمیرجي تھا جسکے بیٹے راو کھنگر نے سنہ ۱۵۵۰ ع میں کچھہ کي سلطنت حاصل کي *

اِن سرداروں کي تعداد قریب دو سو کے هی اور اُنکي قوم کے آدمي جو کچھہ میں موجود هیں قریب دس بارہ هزار کے هیں یہہ قوم راجپوتوں کي ایک شاخ هی اور جھیرجا مشہور هی *

راؤ جي کي حکومت صرف اپنے مقبوضہ ملک پر هوتي هی باقي هر سردار اپني جاگیر میں هر طرح کا اختیار رکھتا هی اُسمیں راؤ جي کو مداخلت نهیں هوتي راؤ جي اُن سب سرداروں کو کسي لڑائي کے وقت طلب کرلیتے هیں اور جب تک وہ اُنکے لشکر میں رهتے هیں بطور ایک معین تنخواہ کے کسیقدر هر ایک کو راؤ جي دیتے هیں *

راؤ عام امن و امان کا محافظ هوتا هی اسلیئے عام چوروں اور دشمنوں کو سزا دیتا هی اور دنگہ فسادوں اور خانہ جنگیوں کا روکنا اور سرداروں کے قصے تضاے طے کرنا اُسیکا کام هی یہہ حق اگرچہ همیشہ راؤ کو حاصل هی لیکن بلا حجت تسلیم نهیں کیا جاتا هی هر سردار بڑي راؤ کي طرح اپنے اپنے خاندان کي شاخیں رکھتا هی اور اُسکي جاگیر بھي اُسیطرح تقسیم هو جاتي هی *

اور اُسکا سارا خاندان اُس سردار کا اُسیطرح متوسل هوتا هی جسطرح وہ راؤ کا متوسل هوتا هی ان رشتہداروں سے هر سردار کا ایک جتھا بنا هوا هوتا هی اور ان سرداروں سے راؤ کا ایک جتھا قایم هوتا هی † *

یهي طریقہ کچھہ کچھہ تبدیلیوں کے ساتھہ تمام راجپوتانہ میں جاري هی *

راجا کے متوسل سرداروں کي جاگیر میں جسقدر ضلعے ایک زمانہ میں میواڑ کے ملک میں تھے جو راجپوتانہ کا اول درجہ کا ملک هی وہ کل ملک کي تین جو تهائي تھے ‡ اور زمانہ حال کے ایک راجہ نے نا عاقبت اندیشي سے اس جاگیر کو اور بھي زیادہ کردیا تھا *

(ف) اس امر سے خود سري کا کسیقدر انسداد هوا هوگا کہ دو سو برس سے اب تک تمام سرداروں کم سے کم میواڑ کے سرداروں کا معمول تھا کہ وہ اپني جاگیروں کا آپسمیں مبادلہ کیا کرتے تھے متوسلوں کے بهم پهونچانے اور مستحکم قلعہ وغیرہ بنانے سے جو قوت اُنکو حاصل هوسکتي تھي اُس سے اس طریقہ کے سبب سے محروم رهے هونگے § *

معلوم هوتا هی کہ ان تعلقہ دارونکے روز بروز زیادہ هوجانے سے گورنمنٹ کو یہہ ضرورت پیش آئي هوگي کہ باقي ماندہ ملک مقبوضہ گورنمنٹ میں سے اب اور

---

† بمبئي کے گورنر کي راے حالات ملک کچھہ پر مورخہ ۲۶ جنوري سنہ ۱۸۲۱ع

‡ کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ۱ صفحہ ۱۴۱

§ ایضا جلد ایک صفحہ ۱۶۴ اور ۱۶۵ صفحہ کا حاشیہ

کثر بیونت نهونے پارے ماروار کے نتیج سے چند نسلوں کے گذرنے پر آپسمیں تقسیم هونے کے لیئے اسقدر تهوڑي اراضي رهگئي که راجه کے کئي بیٹے اپنا گذارا کرنے کے لیئے غیر ملکي فتوحات پر امادہ هونے کو مجبور هوئے || اور میواڑ میں سے قدیم راجاؤں کي کسیقدر اولاد کو حال کے راجاؤں کي اولاد نے غالب آکر خارج کردیا *

مفصلۂ ذیل بیان دونوں قسم کي جنگي جاگیروں سے متعلق هی *

جنگي خدمتوں کے معارضہ کي جو جاگیریں لوگوں کے پاس هوتے هیں وہ بعد اصل جاگیردار کے جب اُسکے حقیقي وارث کے ورثه میں آتي هی تو اُسکو سرکار میں کسیقدر نذرانه دینا پڑتا هی اور اگر وارث حقیقي نهو اور متبنی هو تو اور بهي زیادہ نذرانه سرکار میں داخل کرنا پڑتا هی اور یهه نذرانه توریث کے ساتهه جاري رهتا هی اور ان جاگیرداروں سے بهي کبهي کبهي استعانت لیجاتے هی اور یهه جاگیریں جس مدت کے واسطے عطا کیجاتي هیں اُس مدت سے زیادہ زمانه کے لیئے نه بیع هوسکتي هیں نه رهن هوسکتي هیں اور سرکار سے ملي هوئي جاگیروں میں سے کسیقدر کسي اپنے متوسل کو بخشنے کا بجز راجپوتوں کے اور قوموں میں عام رواج نهیں *

ان جاگیروں کے عطا کرنے کي اصل تجویز میں خدمت کي کوئي حد معین نهیں تهي اور نه خدمت کي عوض میں کچهه اور ملتا تها *

مرهٹوں میں خدمت کے عوض میں بلکه ایسے وقت میں جبکه لوگ طلب کرنے کے بعد پهلو تهي کرتے تهے نقد روپیه تنخواہ کے طور پر اُن کو دینا قبول کرکے بولایا جاتا تها اور راجپوتوں میں ایسے موقعوں پر جان چورانے سے راجه کا جسقدر جي چاهے اُنسے تاوان لینے کا دستور تها *

|| کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ۲ صفحه ۲۰

مسلمانوں کي تاریخ

پانچواں حصہ

ہندوستان میں عرب والوں کي فتوحات سے مسلمانوں کي حکومت کے قیام تک

پہلا باب

اہل عرب کي فتوحات کے بیان میں اِسلام کي ترقي کا بیان

جن وحشي لوگوں نے کہ ہندوستان کي سرحد سے حملے کیئے اُنکا اثر اب تک ہندوستان میں کچھہ ظاہر نہیں ہوا تھا اور اگر کاش ایسے لوگوں کے مزاجوں میں جو ہندوؤں کي مانند ابتک اور قوموں سے الگ تھلگ پڑے تھے ایک نئي طرح کا شعلہ نہ بھڑکتا تو شاید ہندو لوگ ایک مدت تک اوپري لوگوں کے گھسنے سے بے کھٹکے رہتے *

عرب کے لوگ اپني مفلسي کے باعث سے اور لوگوں کے حملوں سے محفوظ تھے اور یہي باعث تھا کہ وہ لوگ آپس میں متفق ہوکر ایسي جد و جہد اور دلاوري و بہادري پر کمر نہ باندھتے تھے کہ اُسکي بدولت بیگانہ ملکوں پر لشکر کشي کریں *

ملک عرب کي یہہ صورت تھي کہ پہاڑوں اور ریتے کي کثرت سے سمندر کے کناروں یا جزیروں کي مانند اُسمیں کوئي کوئي ٹکڑا زمین کا زراعت اور آبادي کے قابل تھا *

لوٹنے والے بھیڑ بکری کے چرانے والے جابجا جنگلوں میں پھیلے ہوئے تھے اور جہاں کہیں کوئی کنواں پاتے تھے اور اُسکے کھاری پانی سے پیاس اپنی بجھاتے تھے وہیں کچھہ قیام اور مقام کرنے کی ٹھرا تے تھے اور ایسے ایسے کڑے میدانوں میں اونٹوں پر سفر کرتے تھے کہ وہاں کوئی اور جانور پانی چارے کے نہ ملنے سے جیتا نہیں رہ سکتا *

اگرچہ جو لوگ آبادیوں میں رہتے سہتے تھے وہ کسیقدر شایستہ بایستہ تھے مگر اوقات بسری اور اسباب معیشت کی حیثیت سے اُنہیں جنگلیونکی مانند و موافق تھے اور وہ لوگ ایسے خود مختار اور جدے جدے گروہ تھے کہ اُنکے آپسمیں آنے جانے اور ملنے جلنے کے لیئے سبک رو گھوڑوں کے علاوہ اور قافلونکے ساتھہ کڑے کڑے رستونمیں چلنے کے سوا کوئی ذریعہ وسیلہ نتھا *

ہر قوم کا سردار اپنے ذاتی رعب داب کے سوا کوئی لاؤ لشکر نرکھتا تھا اور اجرااور تعمیل اُسکے حکموں کی اُسکے ماتحت سرداروں کے ذریعہ سے ہوتی تھی جو اپنے اپنے گروہوں پر اپنی اپنی خاندانی لاگ ڈانٹ سے اختیار و حکومت رکھتے تھے *

تمام حکومت کا کار و بار وعظ و نصیحت سے چلتا تھا اور کسی شخص کی خود مختاری اور سرداری سے جب تک مزاحمت نہوتی تھی کہ اُس سے عام امن و آسایش کو ضرر نہ پہونچے *

بنظر حالات مذکورہ بالا کے یہہ امر واضح ہی کہ ایسے ملک کے رہنے والے نہایت جفا کش اور محنت کش ہونگے اور یہہ بھی ضرور ہی کہ وہ لوگ اپنے قومی قصے قضایوں کے باعث سے بڑے بڑے خطروں اور اندیشوں سے بخوبی آگاہ ہونگے اور اُنکی طبیعتوں میں قدرتی ولولوں اور ذاتی خیالوں کے سبب سے تمام اوصاف اُنکے بخوبی ظاہر ہوئے *

جفا کشی اور پرہیزگاری اُنکی خصوص اُنکے جوڑ بندوں کی خوبی اور رگ ریشوں کی سختی سے واضح ہوتی ہی اور نظر کی تیزی اور مزاج کے استقلال اور چال چلن کی خوبی سے وہ متانت ظاہر ہوتی ہی کہ اسکی بدولت وہ تمام ایشیا والوں سے ممتاز ہیں *

غرضکہ وہ ایسي قوم تهي جسمیں سے وہ پیغمبر ؐ پیدا ہوئے جنکے مسائل کا دخل اور اثر ایک مدت سے نہایت قوت کے ساتهہ تمام اِنسانوں کے ایک بہت بڑے حصہ کي طبیعتوں پر موجود هی *

اگرچہ محمدؐ قوم قریش کے ایک اعلیٰ خاندان میں پیدا ہوئے مگر معلوم ہوتا هی کہ وہ اپني جواني کے زمانہ میں مفلس تهے اور یہہ بهي کہا گیا هی کہ وہ اپنے چچا کے قافلہ تجارت کے ساتهہ کئي بڑے بڑے دور و دراز سفروں میں گئے تهے اور بسبب اِسکے کہ تمام اهل عرب کے اطوار یکساں اور نہایت سادہ تهے ایسے سفروں میں دولتمند لوگ بهي جفا کش ہوجاتے تهے *

جبکہ اُنهوں نے ایک دولتمند بي بي (یعني خدیجہ) سے نکاح کرلیا تو بہت جلد فارغ البالي حاصل ہوئي اور اُن کاموں میں جنپر اُن کي طبیعت بہت راغب تهي مصروف ہونیکا موقع اور فرصت ملي *

اس زمانہ میں عرب کے بہت سے لوگ بت پرست اور ستارہ پرست تهے اور اُنکے اخلاق اور اطوار پر شریعت اور مذهب کي بندش بہت هي تهوڑي تهي البتہ یہودیوں اور عیسائیوں کي چند قوموں کے عرب میں جا بسنے سے اهل عرب میں بهي مذهب اور خصلت کي نسبت عمدہ عمدہ خیالات شایع ہوگئے تهے اور کہتے هیں کہ وہ بت پرست عرب بهي ایک خداے قادر مطلق کو جسکے نیچے اور جس سے کم تر اور دیوتا بهي ٹهراتے تهے مانتے تهے مگر ایسي راے اور سمجهہ کا اثر بہت تهوڑے لوگوں پر ہوا تها اور محمدؐ کے مسائل نے جو آهستہ آهستہ ترقي پائي اُس سے بخوبي ثابت ہوتا هی کہ وہ مسائل اُس زمانہ کے لوگوں کے عقائد کے مطابق نہ تهے *

ملک عرب ایک خشک ملک هی اور وهاں قدرتي زر خیزي یعني درخت اور سبزہ اور دریا وغیرہ بہت کم بلکہ بالکل نہیں اِس لیئے اهل عرب کي طبیعت کا یہہ مقتضا هی کہ وہ ایسي ایسي باتوں اور

خیالوں پر مائل هوویں جو جي هي میں سے پیدا هوتي هوں پس محمد ﷺ کو ایسے تصورات اور خیالات میں‌ادل لگانیکا موقع ملا چنانچه اِسي غرض سے همیشه کوہ حرا میں جاتے تهے اور گوشه نشین هونے کي عادت کرتے تهے *

محمد ﷺ کو وحدانیت کے مسئله پر اُس راہ و رسم کے سبب سے آگاهي هوئي هوگي جو اُنکو اپني بي‌بي کے چچیرے بهائیکے ساتهه تهي یهه شخص علم عبري سے واقف تها اور کہتے هیں که اُسنے عهد عتیق کا ترجمه عبري زبان سے عربي † زبان میں کیا تها غرضکه جو خیالات محمد ﷺ کے دلمیں پیدا هوئے تهے گو وہ کسیطرح سے پیدا هوئے هوں مگر وہ خیالات اُنکے دلمیں ایسے بیٹهه گئے تهے اور ایسے جم گئے تهے که قبل اِسکے که اُنهوں نے اپنے اس جذبه پر که خداے واحد نے مجهکو اپني خالص پرستش اور اعتقاد کے

---

† نام اس شخص کا ورقه بن نوفل تها دیکهو تاریخ طبري جسکا حواله کرنیل کنیڈي صاحب نے حالات علمي بمبئي جلد ۳ صفحه ۴۲۳ میں دیا هی اور سیل صاحب کے ترجمه قران کے پہلے چهپے هوئے نسخه کے دیباچه کے صفحه ۴۳ کو اور بیرن هیمر وان پرگستل صاحب کي تحریر مندرجه روزنامچه رایل ایشیا ٹک سوسیئٹي نمبر ۷ صفحه ۱۷۲

اصل کتاب تاریخ طبري سوسیئٹي میں نهیں تهي مگر اُسکا فارسي ترجمه ابوعلي محمد البلعمي کا موجود هی اِسمیں یهه عبارت مندرج هی " ورقه بن نوفل مردے دانا بود ولیکن ترسا بود و بر دین عیسی بود و خدایرا پرستیدي و کتابهاے بسیار خوانده بود توریت و انجیل دانسته بود و آگاهي یافته بود اندر کتابهاے و میدانست که هنگام بیرون آمدن پیغمبر است "

جارج سیل صاحب نے ترجمه قران کے دیباچه میں یهه لکها هی " خدیجه رضی نے جو کچهه پیغمبر سے سنا تها فی‌الفور اپنے چچا زاد بهائي ورقه ابن نوفل سے کہا یهه شخص بسبب عیسائي هونے کے عبري لکهني جانتا تها اور کتب اقدس کے پڑهنے میں بخوبي مهارت رکهتا تها اُسنے اُسیوقت خدیجه رضی کي راے قبول کي اور یقین دلایا که جو فرشته پہلے موسی پاس آیا تها وهي اب محمد ﷺ پاس آیا هی " ترجمه جارج سیل صفحه ۳۰ مطبوعه سنه ۱۸۵۰ ع

بہحال گرنیکا کام سپرد † کیا ھی خود یقین کیا اور اپنی بی بی اور اپنے خاندان کے چند لوگوں پر ظاھر کیا اُنکی طبیعت کی نوبت دیوانگی اور از خود رفتگی پر پہونچی تھی اُسوقت میں اُنکی عمر چالیس برسکی تھی اور تین چار برس بعد اُنھوں نے اسبات کو علانیہ شہرت کے ساتھہ کہا کہ مجھکو خدا تعالی نے اپنا پیغمبر کیا ھی اور دس برس آیندہ تک

† دیکھو کرنیل کنیڈی صاحب کی تحریر جسکا حوالہ ابھی دیا گیا ھی تاریخ طبری تیسری صدی ھجری میں یعنی سنہ ۸۰۰ و سنہ ۹۰۰ع میں تصنیف ہوئی ھی اِسی تاریخ سے مذھب اسلام کی ترقی کے نہایت قدیم زمانہ کا حال اھل یورپ کو معلوم ھوتا ھی اُسمیں جو کچھہ بیان محمد کی طبیعت کے برانگختہ ھونے اور توھمات میں پڑنے اور آخر کار عقل میں فتور آنیکا لکھا ھی وہ صحیح اور قرین قیاس معلوم ھوتا ھی

تاریخ طبری میں بہت سی بے اصل کہانیاں اور جھوٹے قصہ مندرج ھیں اور اسی لیئے اکثر حالات مندرجہ اُسکے مسلمانوں کے نزدیک معتبر نہیں ھیں بہر حال ترجمہ فارسی تاریخ طبری جو سوسئیٹی کے کتب خانہ میں موجود ھی اُس سے عبارت مندرجہ ذیل جسکا اشارہ اِس کتاب کے مصنف نے کیا ھی نقل کیجاتی ھی

و چون پیغامبر علیہ السلام آن سال مجاور نشستن سپری کرد و از کوہ فرود آمد سوئے خدیجہ شد و اورا گفت ترسم کہ دیوانہ شوم خدیجہ گفت چرا گفت زیرا کہ برخود علامت دیوانگی می بینم کہ چون برروز میروم آواز از سنگ و کوہ می شنوم و بشب چیزے بزرگ می بینم کہ خویشتن را بمن آشکارا میکند و از دور خویشتن مرا مینماید کہ سرش در آسمان است و پایش در زمین و ندانم کہ آن چیست و نزد من می آید و خواھد کہ مرا بگیرد خدیجہ گفت یا محمد اندوہ مبر کہ خدائے تعالیٰ با اینہمہ خوبیہا کہ در تست از بت نا پرستیدن و زنا نا کردن و دروغ نا گفتن و امانت گزاردن و داد گری و بخشایش تو بر مردمان ترا ضائع نکند و دیو را بر تو نگمارد و چون ازین نوع چیزے بینی مرا آگاہ کن یکروز پیغامبر علیہ السلام با خدیجہ در خانہ نشستہ بود گفت یا خدیجہ آن شخص کہ مرا نمودے می بینمش خدیجہ نزد پیغامبر آمد و اورا بر کنار نشاند و گفت اکنون ھم می بینی گفت می بینم خدیجہ مرے خویش برھنہ کرد گفت اکنون ھم می بینی گفتا نہ گفت مژدہ باد ترا کہ نہ دیو است بلکہ فرشتہ است اگر دیو بودے از سر برھنہ من پنہان نہ گشتے پس پیغامبر صلی اللہ علیہ و سلم بخانہ اندر دل تنگ شدے و ھر روز بکوہ حرا بر شدے و ھمی گشتے و شب بخانہ آمدے روے ترش و دل تافتہ خدیجہ ازان حدیث سخت دل تافتہ بود تا آن

اُنہوں نے لوگوں کے ہاتھہ سے ہر طرح کے † ظلم اور رنج اوٹھاے اگر اُنکے مذہب کي بتدریج ترقي پانے اور اُنکے چچا اور مربي ابوطالب کے مر جانے کے سبب سے مکہ والے اُنکے قتل پر راغب نہوتے تو وہ ایک گمنام گرمجوش دیندار کیطرح مرجاتے مگر اس آفت اور بے کسي کے وقت میں اُنہوں نے مدینہ کو ہجرت کي اور ارادہ کیا کہ زور کا مقابلہ زور سے کریں اور جو شفقت اور نرمي اُنکے وعظ میں ابتک پائي جاتي تھی اُسکو اُنہوں نے اُوتھا رکھا اور جو شہرت کہ اُنہوں نے مذہب کے پھیلانے میں گرم جوشي ظاہر کرنے اور ظلم اور سختي سہنے سے حاصل کي تھي اُس سے زیادہ اب لشکر کي سرداري اور سپاہیانہ دلاوري اور دانائي ظاہر کرنے سے پیدا کي *

معلوم ہوتا ہی کہ محمد ابتدا میں اپنے وعظ میں صادق اور صاف دل تھے اور اگرچہ بعد ازاں لوگوں کے مقابلہ سے طیش کہا کر اُنہوں نے اپنے دعووں کي تائید فریب سے کرني چاهي اور رفتہ رفتہ مکر اور دھوکہ بازي کے عادي ہوگئے لیکن غالب یہہ ہی کہ جو از خود رفتگي اور حرارت ابتدا سے اُنکي طبیعت میں تھي اُسکا اثر اُنکے کاموں اور فعلوں میں کسي قدر اخیر وقت تک باقي رہا *

گو اُنکي گرمجوشي کي اصل کچھہ هي ہو اور اُنکے مسئلہ کي خوبي

روز کہ خداے تعالی خواست کہ پیغمبر را وحي فرستاد و آن روز در شنبہ بود هیزدهم از ماہ رمضان و دیگر روایت آنست کہ دوازدهم ماہ ربیع‌الاول بود و پیغامبر صلی اللہ علیہ و سلم در دوازدهم ماہ ربیع‌الاول از مادر بزاد و هم دریں روز بروے وحي آمد و هم دریں روز از دنیا مفارقت کرد پس‌دریں روز دو شنبہ خداے تعالی جبریل را بفرستاد و بفرمودش کہ خویشتن را بدونماے و قران بوے فرستاد جبریل بیامد و پیغمبر رابرکوہ حرا یافت و تنہا خویشتن را بدو نمود و گفت درود بر تو یا محمد پیغامبر خداے پیغامبر بترسید و بر پاے خاست و پنداشت کہ دیوانہ شد و بر سر کوہ آمد تا خویشتن را فرو افگند و خود را بکشد

† محمد کو لوگ گالیاں دیتے تھے اور اُنپر تھوک دیتے تھے اور خاک ڈالدیتے تھے اور اُنکا عمامہ اُنکي گردن میں باندھکر معبد سے اُنکو باہر کھینچ لاتے تھے مگر وہ کچھہ نکہتے تھے (کرنل کنیڈي صاحب کي کتاب علمي حالات بمبئي جلد ۳ صفحہ ۴۲۹)

کیسے ھي ھو مگر جس سختي اور ظلم کے ساتھہ اُس مسئلہ کا وعظ اور تعلیم لوگوں کو کي گئي اور اُسکے باعث جو تعصب اور خونریزي اِنسانوں میں ھوئي اُسکے لحاظ سے اُس مسئلہ کے موجد کو اِنسانوں کے نہایت بڑے دشمنوں میں شمار کرنا چاھیئے *

مدینہ کو ھجرت کرنے کے وقت محمد صلعم نے اپنے مذھب کے معاملہ کي تائید میں زور و جبر کو کام میں لانا جایز نہیں ٹھرایا تھا مگر اب بیان کیا کہ خدا تعالی نے بذریعہ ھتیاروں کے پناہ لینے کي مجھے اجازت دي ھی اور تھوڑے ھي عرصہ کے بعد یہہ بھي مشھور کیا کہ مجھکو خدا تعالی نے یہہ بھي اجازت دي ھی کہ تم لوگوں یعني اھل عرب سے کافروں کے مسلمان کرنے یا غارت کر دینے کا کام لوں معلوم ھوتا ھی کہ اِس نئي طبیعت سے جو اُنکے دل میں پیدا ھوئي اھل عرب کي طبیعتیں زیادہ تر موافق آئیں کیونکہ اُنکے پہلي مہم میں اُنکے اصحاب صرف نو تھے مگر اُنکي وفات سے پہلے جو اُنکي نبوت کے تئیسویں برس † اور ھجرت کے دسویں برس میں واقع ھوئي اُنھوں نے تمام ملک عرب کو اپنا محکوم و مطیع کرلیا تھا اور قدیم رومي سلطنت کے ملکوں پر حملہ کرنا شروع کردیا تھا *

لوگوں میں اُنکي قدر و منزلت صرف اُنکي طبیعت کے جنگجو اور لڑاکا ھونے ھي سے نہ تھي بلکہ جیسے وہ بڑے فتحمند تھے ویسے ھي بري باتوں کے دور کرنے میں بھي نام آور تھے اُنکے مروجہ مذھب کي بنیاد عہد عتیق کے عمدہ الہیات پر تھي اور اُنکا اخلاق گو اِس زمانہ کے عیسائیوں کو کیسا ھي معلوم ھوتا ھو مگر اُس زمانہ کے طور طریق سے جو عرب میں جاري تھا بہت ‡ زیادہ عمدہ اور چوکھا تھا اور اُنکا یہہ قانون بھي

---

† یعني سنہ ۷۳۲ ع میں

‡ جارج سیل صاحب ترجمہ قران کے دیباچہ میں اِس امر کي نسبت یہہ لکھتے ھیں کہ اسلام کے رواج دینے سے یا تو اُنکي یہہ غرض تھي کہ آپ کو اپنے ملک کا اُسکے ذریعہ سے حاکم بناویں یا صرف دیني حرارت اُسکا باعث تھي تمام عیسائي

که مجرم کا اظہار ہونے اور اُسپر فتوی ملنے سے پہلے اُس سے انتقام نہ لیا جاوے اُنکے ہموطنوں کے بے لگام جذبوں کے روکنے کے واسطہ جنکو آپسکی خانہ جنگیاں کرنے سے خون کی چاٹ لگ گئی تھی بڑی جرات اور نہایت عمدگی کا کام تھا *

مورخ اسبات پر متفق ہیں کہ اِس ارادے سے اُنکو غرض اپنی خواہش نفسانی پورا کرنے کی تھی اور بھی باعث اُسکا اُولوالعزمی تھی شاید یہہ بات ایسے ہی ہو مگر جو ارادے کہ اُنہوں نے ابتداء میں کیئے شاید وہ اِس غرض سے نہیں کیئے کیونکہ یہہ اصلی ارادہ اُنکا کہ بت پرست عربوں کو خداوند حقیقی کے علم سے واقف کریں حقیقت میں بہت اچھا اور قابل تعریف تھا اور ایک عالم متوفی نے جو یہہ بات کہی کہ عرب میں جو محمد نے بجاے بت پرستی کے ایسا ہی خراب مذہب قائم کیا جیسا کہ بت پرستی تھی میں اُس سے متفق نہیں ہوں بلا شبہہ محمد بخوبی اسبات کی صداقت کا اپنے دل سے یقین رکھتے تھے کہ خدا واحد ہی جو اُنکا سب سے بڑا مسئلہ تھا اور خاصکر جسکے پھیلانے میں اُنکو توجہہ تھی باقی تمام مسئلہ اور احکام ایسے نہ تھے جنکو پہلے سے سوچ سمجھکر قائم کیا ہو بلکہ باعث اُنکا اتفاق اور ضرورت وقت تھی

مذہب کے رواج سے اُنکی کچھہ ہی غرض ہو مگر جس کام کا اُنہوں نے ارادہ کیا تھا اُسکے پورا کرنے کے واسطے جو لیاقتیں درکار تہیں وہ بلا شبہہ اُنکی ذات میں موجود تہیں مسلمان مورخوں نے اُنکی بہت سی تعریف کی ہی اور اُنکے مذہبی اور اخلاقی خوبیوں کی مثل خدا پرستی اور راست گوئی اور عدل گستری اور نیاضی اور رحیمی اور انکساری اور پرہیزگاری خاصکر نیاضی جسمیں وہ بہت مشہور تھے بیان کیا ہی کہ اُنکے گھر میں روپیہ بہت کم رہتاتہا صرف بقدر ضرورت اپنےپاس رکھتے تھے اور اکثر اپنے کھانے پینے میں سے بچاکر غریبوں کی حاجت روائی کرتے تھے آخر سال پر اُنکے پاس کچھہ باقی نہیں رہتا تھا چنانچہ صحیح بخاری میں لکھا ہی کہ خدا نے زمین کے خزانہ کی کنجیاں اُنکے روبرو پیش کیں مگر اُنہوں نے منظور نکیا اگرچہ مسلمان مورخوں کی تعریفوں میں طرفداری اور روداری کا شبہہ کرنا زیبا ہی تا ہم میری راے میں اِن تعریفوں سے یہہ نتیجہ نکل سکتا ہی کہ جبکہ ایک اہل عرب یعنی محمد کی تعریف اِسقدر کی ہی جسنے بت پرستی میں تعلیم پائی تھی اور اپنے مذہب سے محض ناواقف تھا تو کم سے کم اخلاق اُنکے متوسط درجہ کے البتہ اچھے ہونگے اور ہرگز ایسے کج خلق اور بد کردار نہونگے جیسا کہ اُنکو ہمیشہ انگریز بیان کرتے ہیں

ترجمہ جارج سیل صاحب صفحہ ۲۸ و ۲۹ مطبوعہ سنہ ۱۸۵۰ ع

اِسلیئے اهل عرب جو یکایک عموماً مسلمان هوگئیے سو وہ کچھہ چنداں جبر واکراهي سے نہیں هوئے بلکه رضا و رغبت سے هوئے اور جب که مذهب کا جوش اُنکي طبیعت میں بڑے زور و شور سے برانگیخته هوا تو بالطبع اُنکا هر خیال و فکر صرف اِس ایک مقصد کي جانب مایل هوا که اب اعلاے کلمة الله کے لیئے یا تو کافروں پر فتح حاصل کرنا یا اُسکي وحدانیت اور جلشانه کے دعوی میں مرجانا هر مسلمان کي خواهش دلي هوني چاهیئے اور جبکه اختیار اور حکومت اور لوت اور غنیمت کا ذوق و شوق اور شان و شوکت حاصل کرنیکا فخر بلکه بهشت نصیب هونے کي آرزو اور امید اُنکے دلوں میں پیدا هوئي تو اِن سب باتوں سے اُس جذبه غیر محدود کو که فتح کرنا یا مرجانا بے انتہا مدد اور ترقي هوئي *

پاس پڑوس کے ملکوں کے دیني اور ملکي حال ایسے تھے که بحسب اُنکے اُن دلاوروں کو کامیابي کي اُمید غالب هوئي جنکي طبیعتوں میں دین کي حرارت حد سے زیادہ تھي *

رومیوں کي شاهنشاهي کا وحشیوں نے حال پریشان کرکے اُسکے انتظام اور هیئت مجموعي کو توڑ پھوڑ ڈالا تھا اور بہت سي خرابیوں کي بدولت اور اُن فرقوں کے بحث و تکرار سے جو عیسائي مذهب میں هوگئیے تھے عیسائي دین کي صورت بھی بگڑي هوئي تھي اور ایران کي بادشاهت بھي زوال کے قریب تھي اور وہ مذهب باطل جو اُسمیں رایج تھا اُسکے ضعف و زوال کي یہه صورت تھي که کسي مخالف کے چھیڑنے کا محتاج تھا غرضکه وہ بھي معدوم هونے پر آمادہ تھا † یہاں تک که عرب والوں کو ایران میں کامیاب هونے کے لیئے اُنکے ضعف مذهب سے کم سے کم اُسیقدر

---

† وہ نفساني زور و قوت جو مزدک نامي ایک جھوٹے پیغمبر نے ایران کے بادشاهوں یعني کیقباد اور نوشیرواں اور وهانکي رعایا پر حاصل کي اور اُنکو غلام اپنا بنایا تو اُس سے یہه دریافت هوتا هی که محمد صلعم کي ولادت سے تھوڑے روز پہلے ایرانیوں کے مذهب کاکیا حال تھا

امداد و اعانت حاصل هوئی هوگی جسقدر که هتیاروں سے تائید اُنکی هوئي هوگي اور ایرانیوں کا مذهب بهي ایسا هي پورا پورا بدل گیا جیسا که اُنکا تمام ملک فتح هوگیا اور پچھلے وقتوں میں عرب والوں کا دین ایران کي مانند ایسي بڑي بڑي قوموں میں پهیلا که وہ کسي طور اُنکے قابو کي نه تهیں † *

محمد صلعم نے شام کي جانب سے روم کي سلطنت پر چڑهائي کي اور بعد اُنکي وفات کے چهه برس کے اندر اندر سنه ۶۳۸ ع میں اُنکے خلیفوں نے روم اور مصر کو تحت حکومت کیا اور بعد اسکے افریقه سنه ۶۴۷ ع سے سنه ۷۰۹ ع تک اور اسپین سنه ۷۱۳ ع میں جو رومیوں کے قبض و تصرف میں تها فتح هوا یہاں تک که ملسمانوں نے بعد اُنکي وفات کے سو برس کے اندر اندر ملک فرانس کے قلب ‡ تک اپني حکومت کو پہنچایا *

ایران کي فتح کا بیان

جنوب اور مغرب میں جو بڑے بڑے معاملے اور بڑي بڑي مهمیں اُنکو در پیش تهیں انکے پیش آنے سے انکے مشرقي کار و بار میں کسي طرح کا خلل نپڑا چنانچه سنه ۶۳۲ ع میں انهوں نے ایران پر حمله کیا اور تمام ایراني فوجوں کو قادسیه کي ایک بڑي کڑي لڑائي میں جو سنه ۶۳۶ ع میں واقع هوئي تهي خراب اور پریشان کیا یہاں تک که جب بعد اسکے اور دو لڑائیاں § هوئیں تو تمام ایران کي سلطنت پر تسلط حاصل

---

† اس بیان سے خاص کر تاتاري قومیں مراد هیں لیکن ایسے ملکوں میں اسلام کے پهیلنے کا جهاں اهل اسلام کو هتیار کرنے کي نوبت نه پهونچي ملایا اور ایشیا کے جزیرے بهي ثبوت هیں

‡ سنه ۷۳۲ ع میں چارلس مارٹل کے هاتهوں پائٹائیرز اور ٹورز میں مسلمانوں پر شکست هوئي

§ ایک وہ لڑائي جو سنه ۶۳۷ ع میں جلاله پر اور دوسري وہ جو سنه ۶۴۲ ع میں نهاوند پر واقع هوئي

هوا اور والي ایران جان بچاکر بهاگا اور بحر اکسیس یعني دریاے جیحون سے پار اوتر گیا *

جب که خلیفه دویم حضرت عمر کا انتقال † هوا تو تمام ایران شرقي هرات تک جو بقدر وسعت زمانه حال کي سلطنت ایران کے تهي عرب کي سلطنت میں ملائي گئي *

سنه ۶۵۰ ع مطابق سنه ۳۰ هجري میں ایک بغاوت کے باعث سے جو ایران میں واقع هوئي تهي ایران کے نکالی هوئے بادشاه کو بخت آزمائي کي هوس دامنگیر هوئي مگر وه کامیاب نهوا بلکه انجام اُسکا یهه هوا که بحر اکسیس کے متصل مارا گیا اور عرب کي وه حد شمالي دریاے مذکور تک بڑه گئي که اُسمیں بلخ اور کوه هندوکش کے سلسله کے تمام شمالي ملک داخل هوگئے اور حد شرقي وه ناهموار ٹکڑا تها جو هندوکش کے سلسله سے سمندر تک جنوباً شمالاً پهیلا تها اور ایران کے جنگل سے دریاے اٹک تک شرقاً غرباً پهیلا هوا تها اور یهه مشرقي حد سنه ۶۵۱ ع مطابق سنه ۳۱ هجري میں قایم هوئي *

وه ٹکڑا ملک کا جو هندوکش کي شاخوں میں شامل هی اور آج اُسمیں اماق اور هزاري لوگ آباد هیں اُن دنوں شمالي حصه اُسکا غور کے پهاڑوں کے نام سے شهره‌آفاق تها اور معلوم هوتا هی که بیچ کا حصه اُسکا کوه سلیمان کے سلسله میں شامل تها اور جنوبي حصه اُسکا مکران کے نام سے مشهور و معروف تها *

کوه مکران اور سمندر کے درمیان ایک تنگ ٹکڑا ریگستان کا هي اور اس قسم کے خطه کے علاوه جو غزني کے متصل مغرب کي جانب کوه سلیمان اور کوه غور میں حد فاصل واقع هوا بهت سے بلند میدانوں کو کوه سلیمان کا سلسله محیط هی *

جس زمانه میں که مسلمانوں نے حمله کیا تو اُن دنوں کوه مکران میں بلوچ اور کوه سلیمان میں افغان اباد تهے جو آج تک اپني اپني

† سنه ۶۳۴ ع مطابق سنه ۲۳ هجري

چکہہ بستے ہیں *

یہہ بات بخوبي ثابت نہیں کہ جب غور کے پہاڑوں میں کون لوگ بستے تھے مگر افغان اُنکو سمجھنا قرین قیاس ھی اور منجملہ غور کے پہاڑوں کے جو پہاڑ ہندوکش کے سلسلہ میں مشرق کي طرف اٹک تک پھیلے ہوئے تھے غالباً اُنمیں پراپامائیسس والے ہندوؤں کي آل و اولاد آباد تھي *

اگر آج کل کي آبادي پر ہم قیاس کریں تو کوہ مکران اور کوہ سلیمان اور دریاے اٹک کے میدانوں میں جات لوگ بستے تھے اور پہاڑوں کے مغربي طرف اُوپر کے ملکوں میں ایراني لوگ آباد ہونگے *

سنہ ۴۴ ہجري میں اس خود سر ملک پر حملہ ہوا اور مرو سے کابل تک عرب والے کھس گئے اور بارہ ہزار کافروں کو مسلمان کیا † *

ظن غالب یہہ ھی کہ اگر والي کابل کو بالکل مطیع و محکوم نکیا ہوگا تو باجگذار اپنا بلا شبہہ کیا ہوگا اسلیئے کہ یہہ مورخوں نے بیان کیا ھے کہ اُسکي سرتابي کي بدولت سنہ ۶۲ ہجري میں اُسپر دوبارہ لشکرکشي ہوئي ‡ *

حسب اتفاق ایک آفت ناگہاني میں یہاں عرب والے مبتلا ہوئے کہ وہ ایک اوکھي گہاتي میں کھر گئے اور کام ناکام اُنکو اطاعت کرني پڑي اور بہت مال اسباب دیکر قید سے رہا ہوئے کہتے ھیں کہ اس لڑائي میں ایک صحابي تھے کہ اُنہوں نے کسي کافر کي کسي طرح سے اطاعت نکي اور کافروں کے مقابلہ میں جان اپني نثار کي § *

مگر انتقام اس ذلت و رسوائي کا حاکم سیستان نے جو اہل عرب کمیں سے تہا بہت جلد لیا اور یہہ داغ ایک لخت اُسوقت متایا گیا کہ سنہ ۸۰ ہجري میں عبدالرحمن حاکم خراسان نے بہت فوج سمیت آپ

† سنہ ۶۶۴ ع برک صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۳

‡ سنہ ۶۸۲ ع ایضاً صفحہ ۵

§ پرایس صاحب کا مقولہ مندرجہ خلاصۃالاخبار جلد ۱ صفحہ ۳۵۴

کابل پر دھاوا کیا اور دشمن کے دام فریب سے محفوظ رھکر ملک کے بڑے حصہ دبانے تک مضبوط و مستقل رھا اور جو بڑے کام اس مہم میں اُس نے ظہور میں آئے تو اُنکے باعث سے حجاج حاکم بصرہ جسکا یہہ بہادر ماتحت تھا اور تاریخ عرب میں نام اُسکا جور و ستم سے معروف ھی رنجیدہ ھوا مگر عبدالرحمن نے اُسکی بدباطنی سے اُسکے برے پیش آنیکا اندیشہ کیا اور سرتابی پر کمر باندھی یہاں تک کہ اُسنے بصرہ فتح کیا اور کوفہ پر جو بعد اُسکے دارالسلطنت ھوا قابض و متصرف ھوگیا اور دمشق پر بھی لشکرکشی کا ارادہ کیا جو خلیفہ وقت کا دارالخلافت تھا اور یہہ قصے قضاے چھہ برس یعنے سنہ ۶۹۹ ع سے سنہ ۷۰۵ تک قایم رھے اور والی کابل عبدالرحمن کی اعانت کرتا رھا یہاں تک کہ جب عبدالرحمن نے شکست کھائی اور دوست اُسکا والی کابل کہیں پناہ اُسکو ندیسکا تو وہ اپنے ھاتھوں مرگیا † *

تاریخ فرشتہ والا کہتا ھی کہ اس زمانہ میں تمام افغان مسلمان تھے اور افغانوں کی روایات سے یقین اپنا ظاھر کرتا ھی کہ خاص آنحضرت کے وقت میں افغان ایمان لاچکے تھے وھی مورخ لکھتا ھی کہ سنہ ۶۳ ھجری میں ھندوستان پر افغانوں نے بہت جلد حملہ کیا اور لاھور کے راجہ سے جنگ و جدال اُنکا یہاں تک قایم رھا کہ اُنہوں نے قوم گھاگر سے جو اٹک کے شرقی جانب پہاڑوں میں پھیلی ھوئی تھی اتفاق کرکے والی لاھور کو اسبات پر مجبور کیا کہ وہ اپنے ملک کا کسیقدر حصہ افغانوں کو حوالہ کرے اور اُسکی

† خلاصۃ الاخبار اور تاریخ طبری میں جنکا حوالہ پرایس صاحب نے اپنی کتاب کی جلد ۱ صفحہ ۴۵۵ سے صفحہ ۴۶۳ تک دیا ھے شاہ کابل کی قومیت کی نسبت مختلف رائیں ھیں اور اسلیئے کہ شہر ایسی جگہہ واقع ھی جہاں پراپامائیسس والے ھندوؤں اور افغانوں اور ایرانیوں اور تاتاریوں کی حدیں ملی ھوئی ھیں تو قوم اُسکی مشتبہہ ھوگئی اور افغان ھونا اُسکا اسلیئے غالب نہیں کہ افغانوں کے قبض و تصرف میں کابل کبھی نہیں رھا اور جب کہ کوئی دلیل اپنے ھاتھہ نہ آئی تو اُسکے ملک کی زمانہ حال کی آبادی اور فردوسی کے اس بیان سے جو تاریخ غزنی میں مندرج ھی کہ کابل کا بادشاہ ایرانیوں کا اکثر معرکوں میں مددگار رھا یہہ کہہ سکتے ھیں کہ وہ بادشاہ بھی ایرانی تھا

عوض میں اقرار اسباب کا پوشیدہ کیا کہ اور مسلمانوں کے حملوں سے تم محفوظ رہوگے چنانچہ تاریخ فرشتہ والا لکھتا ہی کہ اسي عہد کے باعث سے خاندان ساماني نے پنجاب کا ارادہ نکیا سند پر ھي دھاوے کرتے رہے *

اسي مورخ کا یہہ بھي بیان ہی کہ افغانوں نے اپنے ملک میں اُن عرب والوں کو پناہ دي تھي جو دوسري صدي ھجري میں سند سے نکلکر آئے تھے *

واضح ہو کہ اس مورخ نے جو کہاني افغانوں کے تعلق کي پیغمبر علیہ السلام کے ساتھہ لکھي ھی اگر اُس سے قطع نظر کرکے دیکھا جاوے تو حال مذکورہ بالا قرین قیاس معلوم ہوتا ھی اگرچہ محمود کے زمانہ تک وہ قوم مفتوح نہیں ہوئي تھي مگر ممکن ھی کہ وہ تھوڑي بہت محمود سے پہلے مسلمان ہوگئي ہو *

غالب ھی کہ عرب والوں نے اُنکو ایسے حصوں اور خصوص مغرب کي جانب میں مطیع اپنا کیا ہوگا جہاں کمال آساني سے گذر ہوسکتا تھا مگر پہاڑوں میں بہت سے مقام ایسے ہیں کہ اُنکے حق میں یہہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اب تک بھي مطیع ہوئے *

حال اُنکے پہلے مذہب کا اسباب کے سوا زیادہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ بلخ کے اتصال اور ایران کے تعلق کے سبب سے وہ آتش پرست ہونگے اور مسلمانوں کي تاریخوں سے اسلیئے خوب آگاھي حاصل نہیں ہوسکتي کہ اُنہوں نے ہر قوم کے کافروں کو خلط ملط کردیا *

مسلمانوں کي پہلي چڑھائي هندوستان پر

سنہ ۶۶۴ ع مطابق سنہ ۴۴ ھجري میں پہلے پہل مسلمانوں کا قدم هندوستان میں جب آیا کہ اُنہوں نے کابل پر پہلي بار چڑھائي کي اور مہلب ابن ابي صفرہ جو بعد اُس عہد کے ایران و عرب میں بڑا سپہسالار ہوا اُس فوج سے الگ ہوکر جو کابل پر دھاوا کرتے آئي تھي ملتان تک

پہونچا اور بہت سے لوگوں کو پکڑ کر لیگیا اور ایسا معلوم هوتا هی که
مقصود اُس سردار کا یہه تھا که کابل اور ملتان کے درمیانی ملکوں کا حال
دریافت کرے چنانچه جو حال اُسنے لکھا تو اُس سے مسلمانوں کے دل
نه بڑھے غرض که وجهه کوئی هو مگر یہه تحقیق هی که مسلمانوں نے عرب
کی سلطنت کے قیام تک هندوستان کے شمالی جانب کا ارادہ نکیا *

ملک سند کی فتح کا بیان

دوسرا حمله هندوستان پر بڑی مضبوطی سے هوا اور وہ حمله ایران
کی حد جنوبی سے دهانه اٹک کے پاس پروس کے ملکوں پر کیا گیا اور
یہه ملک ایک هندو راجه کے قبض و تصرف میں تھا اور مسلمان لوگ
اُسکا نام داهیر بتاتے هیں اور وہ شہر الر جو بکر کے متصل هی دارالامارت
اُسکا تھا اور سند اور ملتان اور شاید اٹک کے پاس کا میدان کالی باغ کے
پہاڑوں تک اُسکے تحت حکومت تھا اور تمام ملک اُسکا رشته‌داروں پر
اُس طور و طریقے سے منقسم تھا † جو اب تک راجپوتوں میں جاری
هی *

سمندر کی راہ سے سند پر عرب والوں کا آنا ابتدا هی کے زمانه میں
یعنی حضرت عمر خلیفه کے عهد میں هوا اور اگر ایسا هی هوا هوگا
تو غالب یہه هی که سند کی حسین عورتوں کے لیئے لٹیروں نے" ارادہ

† بوک صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته جلد ۴ صفحه ۴۰۱ وغیرہ اور کپتان مرتو
صاحب کی تحریر مندرجه روزنامچه رایل ایشیاٹک سوسئیٹی نمبر ۱ صفحه ۳۶
ابوالفضل نے داهیر کی عملداری میں کشمیر کو شمار کیا مگر اُس عهد میں خاص کشمیر
پر اُسی کا ایک بڑا راجه قابض تھا اور اُسکے مورخ دعوی کرتے هیں که وہ سارے
هندوستان کا راجه تھا جیسے که اور بڑے راجوں کی نسبت دعوی کیا هی مگر ملک
سند اس دعوے سے مستثنی رها کپتان پاٹینگر صاحب نے جو سند والوں کے بیان اپنی
کتاب کے صفحه ۳۸۶ میں نقل کئے تو اُنکے بموجب سند کی سلطنت مارواڑ اور کابل
تک تھی اور جو حالات اُسکے کپتان برنس صاحب کو دریافت هوئے اور اپنی تاریخ
کی جلد ۳ صفحه ۷۶ میں اُنکو مندرج کیا تو اُنکی رو سے قنوج اور قندهار اُسمیں
زیادہ معلوم هوتا هی *

کیا ہوگا اسلیئے کہ ملک عرب میں اس ملک کی حسین عورتوں کی کمال آرزو تھی † *

شروع اسلام میں جو جو خلیفہ ہوئے اُنکے وقتوں میں بھی مکران کے جنوب میں اکثر فوجیں روانہ کی گئیں تھیں مگر کفدست میدانوں اور بیابانوں کی کثرت سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی شخص اُس ملک میں کامیاب نہوا اور وہ یہی ملک ہی جو جدروزیہ کے نام سے نامی گرامی ہی اور سکندر کی فوجوں نے بہت سی تکلیفیں اُسمیں اُٹھائی تھیں *

آخرکار ولید کے عہد سلطنت میں مسلمان اس ناکامی سے بڑے جوش میں آئے اور بڑی بڑی کوششیں کیں اور جب کہ دیول سند کے بندر میں ایک عربی جہاز پکڑا گیا تو عرب والوں نے راجہ داھیر کو یہہ لکھا کہ وہ جہاز ہمارے حوالہ کرو چنانچہ راجہ نے یہہ عذر پیش کیا کہ وہ بندر میری حکومت سے خارج ہی مگر مسلمانوں نے یہہ عذر اُسکا قبول نکیا اور اُسکے تدارک کے لیئے تین سو سوار اور ایک ہزار پیادے روانہ کیئے مگر چونکہ یہہ فوج کافی نتھی تو بھلی طرح سے سب غارت غول ہوگئے آخرکار حجاج حاکم بصرہ نے چھہ ہزار سپاہی بحسب قاعدہ شیراز میں تیار کیئے اور اپنے بھتیجے محمد قاسم کو جسکی عمر بیس برس سے زیادہ نتھی سردار اُسکا مقرر کیا چنانچہ سنہ ۷۱۱ مطابق سنہ ۹۲ ہجری میں وہ سردار اپنی فوج سمیت اس سامان سے دیول کی رونی تک پہونچا کہ پاس اُسکے محاصرہ کی وہ کلیں موجود تھیں جنکے ذریعہ سے محصوران حصار پر تیر اور پتھر برساتے ہیں اور وہ مندر جو شہر کے متصل واقع تھا اُسپر حملہ کیا اور لڑائی شروع کی یہہ مشہور مندر ایسا تھا کہ چار دیواری اُسکی اُن مندروں کی مانند بلند اور سنگین تھی جو انگریزوں کی پہلی لڑائیوں کے وقتوں کرناتک میں موجود تھے اور اُن برھمنوں کے علاوہ جو اُسمیں رہتے سہتے تھے بہت سے راجپوت اُسکے محافظ و ناصر تھے *

---

† کپتان پاٹینگر صاحب کی کتاب صفحہ ۳۸۸

جب کہ محمد قاسم اُن مشکلوں میں متردد تھا جو اُسکو پیش آرھیں تھیں تو اُسکے اسیروں میں سے بعض قیدیوں نے یہہ بات کہی کہ محصوروں کے اعتقاد میں مندر کا سلامت رھنا اس جھنڈي پر موقوف ھی جو مندر کي چوٹي پر منصوب ھی چنانچہ محمد قاسم نے اُس جھنڈي کو کلوں کا نشانہ بنایا اور کمال سعي و کوشش سے اُسکو گرا دیا جوں ھي کہ وہ جھنڈا گرا تو محصوروں کو ایسي پریشاني ھوئي کہ کمال آساني سے مندر فتح ھوگیا *

جب کہ مندر فتح ھوا تو محمد قاسم نے پہلے پہل یہہ بات چاھي کہ برھمنوں کي ختنا کیجاوے مگر جب برھمن لوگ اسپر راضي نہوئي تو صاف اسنے یہہ حکم سنایا کہ سترہ برسکي عمر سے زیادہ قتل کئي جاویں اور بعد اُسکے جو باقي رھیں لونڈي غلام بنائي جاویں معلوم ایسا ھوتا ھی کہ مندر کے فتح ھوتے ھي شہر بھي فتح ھوگیا اور مال و اسباب کثرت سے ھاتھہ آیا جسکا پانچواں حصہ حجاج کے واسطے الگ کیا گیا اور باقي رھا سہا فوج پر تقسیم ھوا اور جب کہ وہ شہر فتح ھوا تو راجہ داھیر کا ایک بیٹا جو مقام دیول میں مالکانہ یا رقیقانہ رھتا تھا برھمن‌آباد کو چلا گیا اور بقول تاریخ فرشتہ والے کے محمد قاسم کے بہادروں نے برھمن‌آباد تک اُسکا پیچھا کیا یہاں تک کہ بچند شروط اُسکو مطیع ھونے پر مجبور کیا بعد اُسکے محمد قاسم نیرون پر حملہ‌آور ھوا جو اب حیدرآباد سند کے نام سے معروف و مشہور ھی اور وھاں سے کوچ کرکے سہوان کا محاصرہ کیا † *

باوجود اسکے کہ سہوان کا قلعہ قدرتي مضبوطي اور ذاتي استحکام رکھتا تھا سات دن کے عرصہ میں فتح ھوگیا اور فوج اُسکي جان بچاکر سالم گڑھي میں گھس گئي اور وہ گڑھي بھي کمال آساني سے فتح ھوگئي *

واضح ھو کہ محمد قاسم کے یہاں تک بڑھے آنے میں کوئي کڑي

---

† کپتان مرڈو کي تحریر مندرجہ روزنامچہ رایل ایشیاٹک سوسئیٹي نمبر ا صفحہ ۳۰ و ۳۲ کا ملاحظہ کرنا چاھیئے

روک ٹوک آگے نہ آتی مگر بعد اُسکے وہ قوی فوج اُسکے مقابلہ پڑی جو
راجہ کے بڑے بیٹے کے زیر حکومت تھی *

باربرداری کی مویشیوں کا یہہ حال ہوا کہ وہ بھی گھٹنے لگی تھیں اور
جب کہ یہہ قصہ پیش آیا تو اُسکو امداد جدید کا انتظار اور فوج کے
سازسامان کی درستی کے لیئے ایک جگہہ ٹھہرنا پڑا چنانچہ تھوڑے دنوں
بعد ایران سے دو ہزار سوار اُسکی کمک کو پہونچے یہاں تک کہ وہ آگے
بڑھنے اور الر کے قرب و جوار میں لڑنے بھڑنیکے قابل ہوا اگرچہ یہاں تک
پہونچنے میں بہت سی لڑائیاں پیش آئیں مگر وہ ایسی نتھیں کہ کسیکی
علانیہ فتح سمجھی جاتی *

اس جگہہ خود راجہ سے مقابلہ ہوا جو حفظ دارالسلطنت کے
لیئے پچاس ہزار آدمی لیکر آگے بڑھا تھا اور جب محمد قاسم نے اپنی
خطر ناک حالت پر غور و تامل کیا اور فوجکی کمی کیطرف سے اندیشہ
ناک ہوا اور یہہ بات سوچا کہ اگر خدا نخواستہ شکست اپنی ہوئی تو
اپنے گھر تک جانا ممکن نہوگا پس اُسنے ایک مناسب جگہہ پسند کی اور
ہندوؤں کے حملہ کا انتظار کیا چنانچہ اُسکی خوش‌نصیبی نے تائید اُسکی
ہوشیاری کی بخوبی کی یعنی جبکہ ہندو عین لڑائی کی دوڑ دھوپ میں
آمادہ و مستعد تھے تو خاص سواری کے ہاتھی کے ایک بان آکر لگا جسکے
صدمہ سے وہ راجہ کو لی بھاگا اور کسیکی روک تھام اُسکے کام نہ آئی یہاں
تک کہ قریب اُسکے ایک دریا بہتا تھا اُسمیں لیکر گھس گیا اور راجہ سمیت
اُسنے غوطہ کھایا اور جب کہ وہ سردار اس صورت سے میدان جنگ سے
باہر گیا تو اُسکی فوج کے دلوں پر وہ برا اثر پیدا ہوا جو ایشیا کی فوجوں
کے دلوں پر ایسے برے وقتوں میں پیدا ہوتا ہی اور باوصف اسکے کہ راجہ
تیر سے زخمی بھی ہوگیا تھا ہاتھہ پانوں پیٹ کر دریا سے نکلا اور گھوڑے
پر سوار ہوکر بڑی جوانمردی کے ساتھہ پھر دشمن کا سخت مقابلہ
کیا لیکن کرم کے لکھے کو میٹ نسکا یعنی گو بہت سی جرات کی مگر

بخت اُسکے یاور نہوئے چنانچہ وہ عرب کے لشکر میں گھسکر مارا گیا † *

وہ بیٹا راجہ کا جو جان بچاکر برہمن‌آباد کو چلاگیا تھا اُسکی نامردی کا تدارک اُسکی بیوہ ماں نے ایسا کیا کہ اُسنے راجہ کی پریشان فوج کو جمع کیا اور شہر اپنا بچایا یہاں تک کہ جب کھانے پینے کے ذخیرے بھی پورے ہوگئے تو بھی ہمت اُسکی بندھی رہی اور انجام اُسکا یہہ ہوا کہ اُسکی دلاوری دیکھہ کر اُن راجپوتوں نے اپنی قوم کے طور و طریقے پر ساتھہ اُسکے جان لڑانیکا قصد مصمم کیا جو ساتھہ اُسکے محصور تھے چنانچہ عورتیں اور بال بچے آگ جلاکر جل مرے اور مردوں نے یہہ کام کیا کہ نہا دھوکر ایک دوسرے کے چھوڑنے اور اس دار فانی سے رخصت ہونے پر امادہ ہوئے چنانچہ شہر کے دروازہ کھولکر تلواریں پکڑیں اور دشمنوں میں گھسکر سب کے سب مارے گئے *

منجملہ سپاہیان قلعہ کے جو لوگ اس جانبازی میں شریک نہوئے اُنہوں نے اپنی جان بچانیکا کچھہ پھل نپایا اسلیئے کہ جب بستی کے دروازے کھلے تو دشمنوں نے چاروں طرف سے حملہ کیا اور جسکو ہتیاربند پایا اُسکو قتل کیا اور اُسکے بال بچوں کو لونڈی غلام اپنا بنایا ‡ *

واضح ہو کہ مقام اشکندرا § میں بھی ویساہی ہندوؤں نے بڑی بہادری

---

† اگرچہ کسی خاص بیان سے یہہ بات واضح نہیں کہ محمد قاسم دریاے اٹک سے کہاں پار ہوا مگر یہہ ثابت ہی کہ یہہ لڑائی اٹک کے بائیں کنارے پر ہوئی پہلے وہ اٹک کے مغربی کنارے پر مقام راور میں گیا اور ہنود کی فوجیں دوسرے کنارے پر اکھٹی تھیں اور جب تک کہ محمد قاسم کو دریا کے وار آنے کا رستہ ملا تو طرفین کی فوجیں کئی بار متحرک ہوئیں جن مقاموں کے نام بیان کیئے گئے وہ جیواڑ اور بیت اور راور وغیرہ ہیں اور معلوم ہوتا ہی کہ محمد قاسم نے اٹک کے وار اپنی فوج کی صف آرائی جیہم اور گوگند میں کی اور لڑائی سے پہلے وہ ساگرہ میں مقیم تھا جو جیہم کے علاقہ میں ہی اور واضح ہو کہ یہہ مقام اب نقشوں میں نہیں ملتی — تاریخ ہند و سند

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۴ صفحہ ۴۰۹ اور ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد ۱ صفحہ ۳۲۷

§ پاٹینگر صاحب کی کتاب صفحہ ۳۹۰ اور مردو صاحب کی تحریر مندرجہ روزنامچہ راٹل ایشیاٹک سوسئیٹی نمبر ۱ صفحہ ۳۱

اور رگڑے جھگڑے کے ساتھہ اہل اسلام کا مقابلہ کیا جیسے کہ مذکور
ہوا اور بعد اُسکے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تمام ملتان بلا مقابلہ فتح ہوگیا
اور مسلمانوں کو لڑنے مرنے بدون اُسوقت تک کامیابی حاصل ہوتی رہی
کہ راجہ داہیر کی ساری قلمرو پر مسلط ہوگئے || *

جو برتاو کہ اہل اسلام اُن لوگوں سے برتتے تھے جن پر اُنہوں نے فتح
پائی تھی اُن سے اعتدال اور خونریزی عرب کا حال آغاز فتوحات کی

۱۰|| دیبل کا بندر کرانچی بندر کے پاس پررس میں کوئی مقام ہوگا اور فرشتہ
والی کا یہہ بیان کہ شاید وہ تاتا کا بندر تھا اسلیئے صحیح نہیں معلوم ہوتا کہ یہہ
شہر اگرچہ جہازوں کے واسطے بڑا بندر ہی مگر سمندر تک اُس سے رسائی ممکن
نتھی اور اُن موانع کے باعث سے جو دریا کے دہانہ پر ہیں کشتیوں کے سوا کسی جہاز
وغیرہ کا بندر میں آنا ہرگز ممکن نہیں. مرثو صاحب کی تحریر مندرجہ روز نامچہ
رایل ایشیاٹک سوسئیٹی صفحہ ۲۹ اور برنس صاحب کا سیاحتنامہ جلد ۳
صفحہ ۲۳۲ اُنکے اُس بیان سمیت جو اُنہوں نے اٹک کے سب دہانوں کا اپنے
چوتھے باب میں کیا ہی برہمن آباد کا موقع اُن پورانے کھنڈروں سے قیاس کیا جاتا
ہی جو زمانہ حال کے آباد شہر تاتا کے متصل ہیں (برنس صاحب کا
سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۳۱ اور اُن ہندوستانیوں کی راے جسکو کپتان مرثو
صاحب نے روز نامچہ رایل ایشیا ٹک سوسئٹیی نمبر ایک صفحہ ۲۸ کے ایک حاشیہ
میں بیان کیا ہی) مرثو صاحب کا یہہ خیال کرنا کہ برہمن آباد اٹک کے دریا کے موجودہ
دہانہ کے دوسریطرف ایسی جگہہ آباد تھا جو تاتا سے زیادہ تر شمال و مشرق کیجانب
واقع ہی ایک عجیب بات ہی اگرچہ یہہ موقع اِس لیئے زیادہ ترین قیاس ہی کہ
راجہ داہیر کا بیٹا آلر سے بھاگ کر اسی مقام کو گیا ہوگا شاید دو مختلف مقام تھے
ایک برہمن آباد اور دوسرا برہمنہ اور سہوان اب بھی موجود ہی اور آلر جو سند
کا دارالسلطنت تھا اُسکے پورانے کھنڈروں کو کپتان برنس صاحب نے دریاے اٹک پر بکر
کے پاس دیکھا ہی (برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۷۶) محمد قاسم
کے سالم کے پاس کے خاص خاص کوچ اور دریاے اٹک سے عبور کرنے کے موقع کی نسبت
کئی شبہہ ہیں مگر ملک میں داخل ہونے اور جگہہ جگہہ تاخت تاراج کرنے میں
کچھہ شک شبہہ نہیں تاریخ فرشتہ والے نے اُس مقام کو اجدر لکھا ہی جہاں بڑی
لڑائی بڑی اور بڑا محاصرہ پیش آیا مگر غالب یہہ ہی کہ یہہ کاتب کا سہو ہی
کہ آرر کی جگہہ جو بجاے آلر کے مشہور ہی اجدر لکھا گیا

مانند ظاهر هوتا تھا چنانچہ جب کسي بستي پر حملہ کیا جاتا تھا تو بستي والوں سے پہلے پہل یہہ درخواست کیجاتي تھي کہ تم اسلام قبول کرو یا جزیہ ادا کرو اور انکار کي صورتمیں بستي پر حملہ هوتا تھا اور هتیار بند آدمي قتل کیئے جاتے تھے اور اهل و عیال اُنکے لونڈي غلاموں کیطرح بکتے تھے چنانچہ چار شہروں نے اطاعت سے انکار کیا اور لڑنے مرنے پر آمادہ هوئے اور آخرکار اُنکي گردنیں مارے جانے اور اُنکے جورو بچوں کے لونڈي غلام بنانے کي نوبت پہونچي اور منجملہ اُنکے جسقدر آدمي دو شہروں میں قتل هوئے اوسط تعداد اُنکي چھہ هزار تھي اور باوصف اِسکے سوداگر لوگ اور پیشہ والے اور باقي رهنے والے علاوہ اُسوقت کے جو حملے کي لپیٹ سپیٹ میں آجاتے تھے هر طرح کي تکلیفوں سے محفوظ رهتے تھے *

جبکہ جزیہ شہروالوں سے برضا و رغبت یا بجبر و اکراہ وصول هوجاتا تھا تو اُنکو حسب دستور قدیم اپنے رسوم مذهب کے اجرا و ادا کا اختیار حاصل هوتا تھا اور جبکہ خود راجہ بھي اداے جزیہ پر راضي هوجاتا تھا تو راج اُسکا اُسیکے قبضہ میں رهتا تھا اور صرف اُسکو وهي تعلق باقي رهتا تھا جو عام باج گزار حاکموں کو هوتا هي *

غیر مذهب کے مراعات سے ایک سوال ایسا دشوار و پیچیدہ معلوم هوا کہ محمد قاسم اُسمیں حیران هوا اور عرب کو اُسنے لکھا بیان اُسکا یہہ هي کہ جن شہروں پر کڑے کڑے حملے کیئے گئے اور هندوؤں کے مندر خراب اور برهمنوں کے روزینہ اور جاگیریں ضبط هوئیں اور مذهبي رسموں کي ممانعت کي گئي تو پھر اُنکو اجراء رسوم اور بت پرستي کي اجازت دینا مزاحمت نکرنے سے زیادہ بت پرستي کا ممد و معاون هونا هي جواب اُسکا یہہ ملا کہ جب لوگوں نے جزیہ قبول کیا تو حقوق رعایا کے مستحق هوگئے اور مندروں کي تعمیر اور رسومات کے اجرا کي اجازت دیني چاهیئے اور جو جاگیریں کہ برهمنونکي ضبط کي گئیں وہ وا گذاشت کیجاویں اور تین روپیہ سیکڑا ملک کے محاصل پر جو هندو حکام اُنکو دیتے تھے وہ حکومت

اِسلام سے بهي بهلا کریں اگرچه محمد قاسم کا نوعمري اور شبابکا عالم تها مگر معلوم هوتا هی که وہ هوشیار اور دلجوئي کرنیوالا تها چنانچه اُسنے بهتسے راجاؤں کو ترغیب دیکر لڑائیوں میں شریک اپنا کیا اور جب لڑائي پوري هوئي تو اُسنے اس پرانے هندو کو جو راجه داهیر کے عهد سلطنت میں وزیراعظم اسکا تها وزیر اپنا بنایا اور اس سے واضح هوتا هی که اُسنے حقوق قدیمه کي حفظ و مراعات اور قواعد و قوانین کے قیام و اجرا کے قابل اسیکو سمجها † *

مسلمان مورخوں نے یهه بیان کیا که محمد قاسم نے قنوج کي جانب کوچ کي طرح ڈالي جو گنگا کے قریب واقع هی اور اُسیکے زمانه کا ایک مورخ ‡ ایک ایسے مقام پر پهونچنا اُسکا بیان کرتا هی جو اودے پور سمجها جاتا هی مگر محمد قاسم کے پاس کل چهه هزار آدمي اول میں تهے اور بعد اسکے دو هزار آدمي اور آئے تهے جس سے صرف اتنا فائده هوا هوگا که پهلي تعداد باقي رهي هوگي اور اِسي وجهه سے یهه بات سمجهه

---

† هند و سند کي فارسي تاریخ کا قلمي نسخه— اس نسخه کو جو لندن میں انڈیا هوس کے کتب خانه میں موجود هی اُسوقت تک مینے نهیں دیکها تها که محمد قاسم کے معرکوں وغیرہ کے حالات پورے لکهه چکا تها معلوم هوتا هی که بهت سے حالات اُسکے اِسي کتاب سے لیئے گئے جیسي که صورت اُسکي اب موجود هی اُسکو محمد علي بن حامد نے سنه ۱۲۱۶ ع مطابق سنه ۶۱۳ هجري میں لکها تها مگر یهه ایک عربي کتاب کا ترجمه هی جو قاضي بکر کے پاس موجود تهي اور ضرور هی که عربي کا اصل نسخه محمد قاسم کے فتوحات کے بعد هي لکها گیا هوگا اِس لیئے که اُسمیں زنده لوگوں کے حواله دیئے هیں اگرچه اِس نسخه میں بهت سي دقت طلب تقریریں اور اُن بڑے بڑے لوگوں کے خط جو اس مهم میں شریک تهے مندرج هیں مگر محمد قاسم کي تمام مهمات اور اُسکے زمانه سے پهلے کي هندو سلطنوں کا حال ٹهیک ٹهیک تفصیل وار ایسا بیان کیا هی که کسي جگهه ایک بیان دوسرے بیان کے مخالف نهیں بهت سے مقاموں کے نام اِس کتاب میں درج هیں اگر کوئي آدمي زبان سنسکرت سے ایسا واقف هو که عربي مصنف اور مترجم کي غلطیوں کو جو اُن ناموں کي صحت میں هو گئي هیں اور خصوص کاتبوں کي غلط فهمیوں کو ٹهیک ٹهیک کرسکے تو اُس کتاب سے اُس زمانه کا جغرافیه بهت کچهه معلوم هو جاوے

‡ تاریخ هندو سند

میں نہیں آتی که ایسی صورت میں بھی که سندھ کے قبض و تصرف کے لیئے وہ کچھہ فوج اپنی نچھوڑ جانا ایسی مہم کا کیسے ارادہ کرسکتا *

محمد قاسم اپنی تدبیروں میں سر گرم تھا که ناگاہ اسپر آفت آئی تمام مسلمان مورخ اسپر متفق ہیں که جو عورتیں که سندھ سے ہاتھہ آئی تھیں انمیں راجہ داھیر کی دو بیٹیاں بھی تھیں اور جو نہایت خوب صورت اور نازک اندام تھیں خلیفہ † وقت کی حرم بنانے کے لیئے اچھوتی رکھی تھیں چنانچہ جب وہ بھیجی گئیں اور خلیفہ کے سامنے آئیں تو بڑی بیٹی زار زار رونے لگی اور جب خلیفہ نے رونے کا باعث دریافت کیا تو اسنے یہہ عرض کیا که اپنی بدنصیبی سے یہہ لونڈی حضور کے قابل نرھی یعنی جب که میں محمد قاسم کے قبضہ میں تھی تو اسنے بہار میری لوٹی اور میری بکارت زائل کی اور چونکہ خلیفہ فریفتہ ہوگیا تھا سنکر نیلا پیلا ہوا اور اسیوقت یہہ فرمان صادر کیا که محمد قاسم کو کچی کھال میں سیکر دمشق کو روانہ کرو چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی اور وہ کچی کھال میں سیا گیا اور دمشق کو بھیجا گیا اور جب که یہہ مردہ وہاں پہونچا تو خلیفہ نے اُس پریزاد کو خوش کرنیکے لیئے دکھایا وہ دیکھنے کے ساتھہ کھل کھلا کر هنسی اور بیساختہ یہہ بول اوٹھی که محمد قاسم بیگناہ تھا اور مجھکو اِنتقام اپنے خاندان کی تباھی کا ‡ منظور تھا *

ملک سندھ سے مسلمانوں کے نکلنے کا بیان

واضح ہو که مسلمانوں کی ترقی هندوستان میں محمد قاسم کے ساتھہ تھی چنانچہ جب وہ مرگیا تو وہ ترقی بھی کوچ کر گئی جو ملک اُسنے فتح کیئے تھے سنہ ۷۱۴ ع مطابق سنہ ۹۶ هجری میں تمیم نام

---

† یہہ خلیفہ بنی امیہ کے خاندان کا چھٹا خلیفہ اور نام اُسکا ولید بن ولید تھا

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۴ صفحہ ۴۱۰ آئین اکبری جلد ۲ صفحہ ۱۱۹ اور پاٹینگر صاحب کا سیاحت نامہ صفحہ ۳۸۹

اسکے قائم مقام کو حوالہ کیئے گئے اور خاندان بني اسيہ کي تباهي تک
یعني چھبیس برس اسکے قبضہ میں رهے بعد اسکے سمیرا کے راجپوت قوم
نے بغاوت کي جسکا حال مفصل معلوم نہیں اور مسلمانوں کو سندھ سے نکالا
اور جو ملک اهل اسلام نے فتح کیئے تھے پھر هندوؤں کے قبض و تصرف میں
آگئے اور پانسو برس کے قریب انکے قبضہ میں رهے † *

هندوستان میں مسلمانوں کي فتوحات کے نہایت تھوڑے تھرنے کے اسباب

یہہ بات اچنبھے کي هے کہ جب مسلمان اسلام کے پھیلانے اور کامیاب
هونے کے پہلے پہل کے جوشوں میں ملتان تک بڑھے چلے آئے تو ایران کي
طرح هندوستان پر کیوں مسلط نہوئے اور کیا باعث هوا کہ وہ لوگ ایسے
ملک سے یعني سند سے جہاں ایکبار اپنا قدم جما چکے تھے مجبور هوکر
نکالے گئے سارا سبب اُسکا یہہ تھا کہ دونوں ملکوں کي صورت برابر نتھي
اگرچہ هندوستان کي دولتمندي اور زرخیزي کي شہرت اور اُسکے رهنے والوں
کي نازپروري کے باعث سے کشور کشایوں کو اُسکي آرزو هوئي مگر ایسے
امور اُنکو پیش آئے هونگے کہ تاثیر اُنکي عرب والوں کي بیطرح گرمجوشي پر
غالب آئي هوگي *

اگرچہ ملک ایران میں دین و حکومت دونوں پر حملہ کیا گیا
مگر وهاں ایک کي تائید دوسرے سے نہو سکي چنانچہ اتش پرستوں کے
پوجاري نہایت ذلیل اور بیعزت لوگ تھے ‡ اور اُنکے دین میں کوئي

---

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۴ صفحہ ۴۱۱ اور آئین اکبري جلد ۲
صفحہ ۱۲۰ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۷ کي بموجب نکالے هوئے عربوں میں سے
تھوڑے لوگ افغانستان میں آباد هوئے

‡ مجوسیوں کے زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے مسائل کے مقابلہ اور امتحان
کے واسطے اوس کاین صاحب کے جواب مضمون کا ملاحظہ چاهیئے جسمیں پارسیوں
کے مقدس کتابوں اور مذهب پر گفتگو هے اور وہ حال لٹریري سوسئیٹي بمبئي کي
جلد ۲ صفحہ ۲۹۵ میں مندرج هے

بات ایسي نتهي جس سے لوگوں کے دلوں میں کچهه جوش خروش
اور آمادگي پیدا هووے اور برائي اور بهلائي پهونچانے والے دیوتوں کے اختیار
و قدرت کو ایسا برابر ٹهرایا هی که ضرر رساں دیوتے کي ایذا و ضرر رساني
کے ارادوں سے بچنے کے لیئے بهلائي کے دیوتا سے کوئي کافي مدد حاصل نہیں
هوسکتي اور اسي باعث سے ضرر رساں دیوتے کي رضا جوئي اور خوشامد کے
لیئے بہت سي بچونکي سي حرکات کرنے پر توجهه صرف † کرتے هیں *

ایسے دین کے معتقدوں کو جن پر پوجاریوں کا کچهه رعب داب نتها
ایک خداے رحیم و قوي کا معتقد کرانا ایسا معلوم هوا هوگا که گویا
دین کے بڑے عمده اصول تک رسائي نصیب هوئي اور جب که ایک
هي بادشاه کي تباهي سے سارے ملک کي حکومت تباه هوگئي تو قوم
کے مفتوح هونے اور مسلمان هو جانے کا کوئي مانع مزاحم نرها *

برخلاف اُسکے هندوستان میں پوجاریوں کا ایک قوي گروه ایسا تها که
وه حکومت کے کار و بار میں هر طرح سے شریک و دخیل تهے اور تمام
لوگ اُنکا پاس لحاظ کرتے تهے اور هر شخص کے دل میں رعب داب اُنکا
بیٹها تها اور وهاں ایک ایسا مذهب جاري تها که اُسمیں لوگوں کے قوانین
اور رسم و رواج خلط ملط تهے اور لوگوں کے دلوں میں جو خیال پیدا هوتے
تهے یا هو سکتے تهے وه اُن سب پر محیط تها اور باوصف اسکے تبدیلي کا خوف
اور تهوڑي بہت دلاوري بهي تهي جو غالب غنیم کے کڑے حملوں کي
روک تهام کرنے اور ایام گزاري سے انکا زور و شور گهٹانیکے لیئے مناسب
هوتي هی علاوه اسکے اُنکي نا اتفاقي بهي مفید تهي یعني اگر ایک راجا کو
تباه کیا تو حمله کرنے والی کے دشمنوں میں سے ایک کم هوگیا اور دوسرا
حریف اُسکے بعد مقابله کرنیکو باقی رها اور جسقدر که وه حمله آور آگے کو
بڑهیگا اُسیقدر فوج اُسکي گهٹتي جاویگي اور جہاں سے اسکو رسد وغیره کا

---

† ارس کائن صاحب کا جواب مضمون صفحه ۳۳۵

سامان آساني سے بہم پہونچتا تھا وهاں سے دور پڑتا جاویگا اور اپنے مخالفوں کو کوئي ایسا بڑا صدمہ نہ پہونچا سکیگا جسکے ذریعہ سے مہم آساني پوري هو جاوے *

جن لوگوں نے پہلے پہل هندوستان پر حملہ کیئے امور مذکورہ بالا کا اثر اُنکے دلوں پر کیساهي کچھہ هوا هو مگر یہہ باتیں تحقیق کرنے والے کي توجہہ کے قابل هیں اسلیئے کہ همکو یہہ سمجھنا چاهیئے کہ یهي باتیں هندوستان میں اسلام کي دهیمي ترقي اور اور ملکوں کي مانند اُسکے اجرا میں سختي نہونے اور غیر مذهب کو گوارا رکھنے کے باعث هیں *

واضح هو کہ جن حالات کو هم بیان کر رهے هیں اُنکے ظہور کے وقتوں میں اور بهي سبب تھے جنکي بدولت هندوستان میں مسلمانوں کي ترقي جهمیلے میں پڑگئي یہاں تک کہ اُنکي حکومت کا مزاج بدلتا چلاگیا چنانچہ سردار اُنکے نہایت گرم دیندار واعظوں سے دنیادار بادشاہ هوگئے اور اسلام کے پهیلانے کي پوري پوري رغبت نرهي بلکہ جاہ و حشمت کے بڑهانے پر پڑے اور علیٰ هذالقیاس اچهے جفاکش سپاهیوں سے ایسے عیاش اور عالیشان بادشاہ بنگئے کہ جنکو فتح کي خوشي کے علاوہ اور بهي بہت سي خوشیاں اور لڑائي بهڑائي کے سوا اور بهي بہت کام کاج هوتے هیں چنانچہ خلیفہ دویم حضرت عمر جب بیت المقدس کو اپنے لشکر میں گئے تو هتیار اور کهانے پینے کا سامان ایک هي اونٹ پر لادا اور اُسي پر سوار هوگئے اور خلیفہ سویم حضرت عثمان جب دن کے کام کا بقیہ رات کو پورا کرچکتے تھے تو چراغ اسلیئے گُل کرتے تھے کہ بیت المال کا تیل اُنکے ذاتي کام میں صرف نہووے اور بعد اُنکے سو برس کے اندر اندر خلیفہ مهدي ایسا هوا کہ پان پانچ سو اونٹوں پر صرف برف لدوا کر منگاتا تھا اور خلفاے عباسیہ کے ایک ایک دن کا خرچ پہلے چاروں خلیفوں کے عہد خلافت کے خرچ کي برابر پڑا علاوہ اسکے مامون رشید کے عہد خلافت میں جو یوناني کتابوں کے

ترجمه هوئے تو یہہ کام اُس طبیعت کے جسکے سبب سے خلیفۂ ثاني اسکندریہ کے کتب‌خانہ جلانے پر امادہ هوئے اُسیقدر مخالف تھا جسقدر کہ اختلاف کفایت شعاري اور عیاشي کا اوپر مذکور هوا *

یہي باعث هوا کہ عرب کي فتوحات نے شرقي ملکوں میں ترقي نہ پکڑي بعد اُنکے جن لوگوں نے هندوستان پر حملے کیئے اب اُنکا حال هم لکھینگے *

تاتاري قوموں کا بیان

جب کہ سنہ ٦٥١ ع مطابق سنہ ٣١ هجري میں اهل عرب نے ایران کو فتح کیا تو اُس خطہ سے اُنکي ایراني قلمرو کي حد فاصل دریاے اکسیس تھا جسکا نام اهل عرب نے دریا کے پار هونے کے سبب سے ماوراءالنہر رکھا جسکے معنے هندي میں دریا سے آگے اور انگریزي میں ترین‌ساگزیانہ هے اور شمالي حد اس خطہ کي دریاے جیکسرتیز اور مغربي حد اُسکے بحر کاسپین اور شرقي حد اُسکي کوہ اماس هی اگرچہ اس خطہ میں بڑے بڑے جنگل واقع هیں مگر بعض بعض اُسکے حصے نہایت پیداوار اور بڑي کاشت کے قابل هیں اور جب کہ یہہ ملک اهل عرب کے قبض و تصرف میں تھا تو معلوم هوتا هی کہ منجملہ زرخیز حصوں دنیا کے اول پایہ کا تھا اور اُس خطہ † میں کچھہ لوگ تو ایسے تھے کہ وہ مستقل آبادي رکھتے تھے اور کچھہ لوگ ایسے تھے کہ وہ خانہ بدوش اور چرواهے تھے مگر مستقل سکونت والے کثرت سے ایراني اور خانہ بدوش تاتاري تھے اور یہي حال آج تک چلا آتا هی اور غالب یہہ هی کہ قدیم سے ایسا هي چلا آیا هی *

---

† ارس کاین صاحب کے ترجمۂ تاریخ بابر کے دیباچہ کا صفحہ ٣٣ اور هیرن صاحب کي تحقیق مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد ایک صفحہ ٢٦٠ جب کہ اهل عرب نے یہہ ملک فتح کیا تو اُسمیں فارسي بولي جاتي تھي اور اسکي ایک مشہور سند مورخۂ سنہ ٧١٦ ع مطابق سنہ ٩٣ هجري کے کپتان برنس صاحب نے اپنے سیاحت نامہ کي جلد دو صفحہ ٢٦٩ اور ٣٥٦ میں دي هی

ماوراءالنهر کے تاتاریوں † کے حالات سے اُنکی پاس پروس کی قوموں کی تاریخیں اور هندوستان کی تاریخ جو بہت کچھہ معمور هی اسلیئے جی چاهتا هی که اُنکی اصل اور پہلی حالت دریافت کی جاوے مگر اس تحقیقات میں بہت سی مشکلیں پیش آتیں هیں هاں تحقیق اسبات کی بہت اچھی هوگی که منجملهٔ اُن تینوں بڑی قوموں کے جنکو عموماً تاتاری کہا جاتا هی ماوراءالنهر کے تاتاری کن میں داخل هیں اگرچه ترکوں اور مغلوں اور مجوسیوں کے اختلاف زبان کی دلیل سے ایک طرح کا امتیاز اور علاوه اُسکے اور بھی خاص خاص ایسی باتیں هیں جنسے فرق اُنکا ظاهر هوتا هی مگر اُنکی چال ڈهال اور رنگ روپ میں ایسی عام مشابہت هی که ایک اجنبی آدمی دور سے دیکھے تو بہت دشواری سے فرق اُنمیں کرسکے اور اُنکی زبانوں کا اختلاف شنسکرت اور یونانی کا سا اختلاف هی اور جسطرح که ان دونو زبانوں میں هم اصل هونیکے مشابہت هی.ویسی هی ان تاتاریوں کی زبانوں میں مماثلت پائی جاتی هی ‡ تحقیقات مذکوره میں اُنکے ملکوں کے موقعوں سے بہت تهوڑی امداد ملتی هی چنانچه همارے زمانه میں مجوسی لوگ مشرق کی جانب اور مغل بیچا بیچ میں اور ترک مغرب کی جانب بستے هیں اور ترکوں کے بسنے کے مقام اُس زمانه میں کسیقدر پلٹ چکے هیں جسکی تاریخ اب صحیح موجود هی اور یهه بیان ممکن نهیں که اُس

† واضح هو که لفظ تاتار اور تاتاری کا استعمال اهل یورپ کی راے کے بموجب بہت بڑے خطه اور بہت سی قوموں کے مجموعه پر همنے کیا اور جن لوگوں پر اطلاق اس لفظ کا کرتے هیں وه لوگ اُس سے ایسے کم واقف هیں جیسے که سواے یورپ کے باقی تینوں براعظم کے باشندے ایشیا اور افریقه اور امریکا والے مشهور هونے سے نا واقف هیں پس لفظ تاتار اور تاتاری کا استعمال کئی قوموں میں عموماً بیان کرنیکے لیئے ایسا هی مناسب هی جیسے که لفظ ایشیا اور افریقه اور امریکا کا رهانکی بہت سی قوموں کی تعبیر کے واسطے شایاں هی *

‡ ڈاکٹر پریچرڈ صاحب کی تحریر درباب اقوام حصه بالائی ایشیا کے جو جغرافیه کی شاهی سوسٔیٹی کے حالات کی نویں جلد میں درج هے ملاحظه کیجاوے *

زمانه سے پہلے پہلے وہ کہاں کہاں بستے تھے ایشیا کے جنوب میں عرب کے لوگ اور علاوہ اُنکے اور خانہ بدوش قومیں تر و تازہ چراگاہوں یا تبدیل آب و ہوا کي ضرورت سے بڑے بڑے دور و دراز سفر کرتي ہیں اور ہر قوم کے پاس ایک نہ ایک ایسا خطہ ہوتا ہی کہ وہ اُسکو اپنا سمجھتي ہی اور بہت سي قومیں اُنہیں خطوں میں آباد ہیں جنکو اور قوموں نے پہلے پہل اُنمیں دیکھا تھا مگر تاتار کے لوگوں کا یہہ حال نہیں جنمیں بڑي بڑي سلطنتیں ہمیشہ قائم ہوئیں اور علاوہ اُن نقل مکانوں کے جو وہ خاص اپنے ملک کي حدوں میں عیش و آرام کي نظر سے کرتے ہیں کبھي کبھي بلند ہمتي سے بھي خانہ بدوشوں کي طرح جابجا پھرتے ہیں اور ایک دوسرے کو اُسکے ملک سے نکالتے یا اُسکو مطیع اپنا بناتے رہتے ہیں حاصل یہہ کہ وہ لوگ صرف اپنے گھروں ہي کو بدلتے نہیں رہے بلکہ اُنمیں سے نئے نئے اور بڑے بڑے گروہ قایم ہوئے ہیں اور اُس گروہ کے نام سے جو اوروں سے سبقت لیگیا ہی نئے نام نکلے ہیں چنانچہ کبھي ایک قوم کا قیام دریاے والگا کے کنارے پر بیان کیاگیا اور کبھي اُسي قوم کا ٹھکانا چین کي بڑي دیوار تلے پایا گیا اور جس گروہ سے کہ پہلے کوہ التاے کا ایک وادي بھي آباد نہیں ہوسکتا تھا چند سال کے بعد اتني پھیل گئي کہ سارے تاتار میں بھي سما نہ سکتي تھي *

یہي باعث ہی کہ تاتاریوں کے کسي خاص گروہ پر نظر جمانا اور اُس گروہ میں جو جو خلط اور تبدیلیاں واقع ہوئیں سراغ اُن سب کا بہم پہونچانا ایسا ہي ناممکن ہی جیسے کہ اُس ایک دیمک کي چال کا حال دریافت کرنا نہایت دشوار ہی جو اپنے بڑے گھر میں پھرتي رہتي ہی *

تاتاریوں کي باقي قوموں میں ترکوں کي قوم اِس سبب سے ممتاز ہی کہ تاتاریوں کے خط و خال اُنمیں بہت کم پائے جاتے ہیں اور رنگ اُنکے چہروں کے گورے اور طور طریقے اُنکے نہایت شایستہ ہیں یہہ اِن اوصاف

کے ذریعہ سے تمام وقتوں میں اِس شرط سے پہچانے جاسکتے ہیں کہ ہمکو یہہ پایہ تحقیق ہوجاوے کہ اُنکے امتیاز کا کچھہ یہی باعث نہیں ہی کہ اور تاتاریوں کی نسبت اور قوموں کے ساتھہ اُنکو ربط و ضبط کے زیادہ موقع ہاتھہ آئے اور جو ممتازی اُنکو حاصل تھی پہلے وقتوں میں باقی تاتاریوں کو بھی حاصل نتھی جو مغربی خطوں میں بستے ہونگے بلکہ علاوہ اسباب مذکورہ کے کوئی اور سبب بھی ہی † *

اِن قوموں کے فرق و امتیاز کے واسطے اِس بیان سے شاید کچھہ اعانت ہووے کہ اوزبک کی قوم جو ماوراالنہر پر فی‌الحال قابض اور ترکمانوں کی قوم جو دریاے اکسیس اور ایشیاے کوچک پر متصرف ہی اور شمالی ایران کے خانہ بدوش اور قسطنطنیہ کے باشندے سارے ترک ہیں اور علاوہ اِسکے تیمور کی فوج کا بڑا حصہ بھی ترکی لوگ تھے اور چنگیزخاں

† قسطنطنیہ اور ایران کے ترکوں کے تاتاریوں کیسے خط و خال اتنے معدوم ہوگئے کہ بعضے حکیموں نے کہا ہی کہ وہ کرہ قاف والوں کی اولاد یا اہل یورپ کی نسل میں داخل اور تاتاریوں کی نسل سے خارج ہیں اور بخارا اور ماوراءالنہر کے ترکوں کا یہہ نقشا ہی کہ باوصف اِسکے کہ وہ ایک مدت تک ایرانیوں میں رہے سہی اور اُنکی صورتوں میں بہت نرمی آگئی اصلی خط و خال اُنکے ایسی وضاحت سے موجود ہیں کہ وہ پہلی نظر میں تاتاری سمجھے جاتے ہیں اور ڈی‌گگنیز صاحب مورخ کے وقتوں میں جو حال تاتاریوں کے معلوم تھے اُنکے ذریعہ سے صاحب موصوف تاتاری قوموں کا امتیاز نکرسکے مگر ایک بات اُنھوں نے ٹھیک لکھی ہی کہ ترکوں کو ہیرنگنز بھی کہتے ہیں اور اٹیلا سردار اور اُسکی فوج کے بڑے حصہ کو اُنھوں نے اِسی قوم میں بے کھٹکے داخل کیا ہی اور جب کہ یہہ ترک یورپ میں داخل ہوئے تو یورپ والوں کے دلوں میں اُنکی ڈرانی صورت اور وحشیانہ طوروں سے ایسی ہیبت پیدا ہوئی جیسیکہ اُنکی فتوحات سے ظاہر ہوئی تھی چنانچہ خود اٹیلا سردار ان قومی خصوصیتوں میں معروف و مشہور تھا (گیبن صاحب کی تاریخ روم جلد ۳ صفحہ ۷۳۵) ہیرنگنز یعنی گرکوں کی اُس شاخ کا ایک بڑا گروہ جسمیں اٹیلا سردار تھا اِس سردار کے زمانہ سے پہلے سے ماوراالنہر کے ایرانیوں میں بستا تھا اور نام اُنکا قوم کے رنگ و روپ کی تبدیلیوں سے گورے ہنز مشہور ہوگیا تھا ڈی‌گگنیز صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ اور ۳۲۵

کي فوج کے افسر اور اُسکي فوج کا بڑا حصہ مغل تھے اور وہ تاتاري خانداني جو اج کل ملک چین اور تاتار کے اُس حصہ میں جو چین کے قرب و جوار میں واقع هی حکومت کرتا هی تمام مجوسي هیں *

ماوراءالنهر میں ترکوں کے بسنے کا بیان

بھر حال یهه خیال کرنا چاهیئے که سنه عیسوي کے آغاز سے ایک مدت پیشتر ایک حصه ترکوں کا ماوراءالنهر میں بسا تھا اور اگرچه مغلوں کي فوجیں اور نقل مکان کرنے والے گروہ اکثر اوقات اُنپر گذرتے تھے مگر وہ لوگ اپني جگهه سے کهیں نه هلی اور جب که عرب کے لوگوں نے ماوراءالنهر پر حمله کیا تو اِن ترکوں میں سے بهت سے خانه بدوش اور گله بان اور کسیقدر مستقل سکونت رکھنے والے تھے † *

اُس زمانه میں اِن ترکوں پر جو لوگ حکومت کرتے تھے وہ اُنسے کسیقدر مدت کے بعد آکر آباد هوئے تھے غالب یهه که وہ بھي ترک هي هونگے اور یهاں آکرآباد هونے سے تھوڑے دنوں پهلے وہ لوگ ایسي قوموںکے مجموعة میں مل جل گئے تھے جنکے وہ پیشوا تھے اگرچه یهه مجموعه سو برس پهلے ایران والوں کا باج گزار ‡ تھا مگر بعد اُسکے ایسي سلطنت پر قابض هوئے که اُسنے بحرکاسپین اور آکسیس سے بیکال کي جھیل اور دریاے مینسي واقع سائیبیریا کے دهانوں تک پانو اپنے پھلائے § تھے اور زمانه حال میں وہ ایسے توٹ پھوٹ کر چھوٹے چھوٹے گروہ هوگئے که چین کي سلطنت کے ‖ خراج گزار بنگئے *

---

† مسلمان عرب والے اور ایران کے باشندے تمام اپنے همسایوں کو ترک کے نام سے همیشه پکارتے هیں اگرچه وہ مغلوں کے هونے سے واقف هیں مگر وہ لوگ استعمال اِس لفظ کا ایسا مطلقاً اور عموماً کرتے هیں جیسا که هم تاتار کے لفظ کا علی‌العموم کرتے هیں اور بحث اِس مضمون کي جو ارسکائن صاحب کي تاریخ بابر کے دیباچه میں صفحه ۱۸ سے صفحه ۲۵ تک درج هي دیکھنے کے قابل هی

‡ ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد پهلي حصه ۲ صفحه ۳۶۹

§ ایضاً صفحه ۳۷۷ و صفحه ۳۷۸

‖ ایضاً صفحه ۳۹۳

عرب والوں کا ماوراءالنہر کو فتح کرنا

ایران کي فتح کامل سے پچپن برس بعد اور سند کے قبض و تصرف سے پانچ برس پہلے عرب والوں نے بحر اکسیس یعني نہر جیحون سے عبور کیا اور تتیبه حاکم خراسان اُنکا سردار تھا چنانچه پہلے اُسنے شہر حصار پر جو بلخ کے مضافي تھا قبضه کیا اور بعد اُسکے سنه ۷۰۶ ع سے لغایت سنه ۷۱۲ ع مطابق سنه ۸۷ هجري لغایت سنه ۹۳ هجري تک چھه برس میں سمرقند اور بخارا کو فتح کیا اور جو ملک اکسیس کے شمال پر واقع هیں اُنپر گذرا اور خوارزم کي سلطنت کو جو ارل کي جھیل † پر واقع هی مطیع اپنا کیا اگرچه ترکوں کے شہروں میں بدون سخت لڑائیوں کے اُسکا دخل نہوا اور اکثر اوقات اُسکي کامیابي میں شک و شبهه باقي رها مگر آخرکار اُسکي بات اُنکے شہروں میں ایسي بن پڑي که آٹھویں برس یعني سنه ۷۱۳ ع مطابق سنه ۹۴ هجري تک فرغانه کو فتح کرسکا اور کوه اماس اور دریاے جکسرٹیز تک تسلط پایا *

اِسي برس ملک سپین یعني اُندلس بھي فتح هوا اور عرب کي سلطنت اُس حد تک پہونچي که پھر اُس سے زیادہ نہوسکي مگر اِس سلطنت میں غایت اقبال کے عہد سے پہلے پہلے خانگي نزاعوں کے آثار پیدا هوچکے تھے اور اُن سے یهه معلوم هوتا تھا که تھوڑا عرصه گذرنے پر یهه سلطنت خراب هوجاویگي *

چنانچه پچاس برس کے اندر اندر تیسرے خلیفه حضرت عثمان کے مارے جانے اور چوتھے خلیفه حضرت علي کے امور سلطنت میں کم مستعد هونے سے بغاوت پیدا هوئي اور باغي لوگ کامیاب هوئے اور نتیجه اُسکا یهه هوا که عرب کے حدوں سے باهر خلافت مقرر هوئي اور بني اُمیه کي سلطنت میں جو سنه ۶۵۸ ع مطابق سنه ۳۸ هجري میں بغاوت کي بدولت خلیفه

† یهه جھیل اس زمانه میں خیوا یا آر گنج کے نام سے مشہور هی

میں بیٹھے تھے نوہ برس تک اِس سبب سے خلل پڑا رہا کہ آل پیغمبر کے حقوں کا دعوی بي بي فاطمہ کے نام سے خلافت کي نسبت قايم رہا اور جب کسي فساد و بغاوت کا ظہور ہوا تو یہي بہانہ پیش کیا گیا یہاں تک کہ سنہ ۷۵۰ ع میں خراسان کا بڑا صوبہ باغي ہوا اور بني اُمیہ کي قوت کو بڑا صدمہ پہونچا چنانچہ رسول خدا کے چچا کي اولاد یعني بني عباس تخت نشین ہوئے مگر جو سپاہ اور افسر ملک سپین میں تھے وہ بني اُمیہ کے طرفدار رہے اسلیئے سلطنت کي قوت پھر بحال نہوئي *

دوسرا باب

اُن شاهي خاندانوں کے بیان میں جو خلیفوں کے بعد قایم هوئے

عباسیوں کے پانچویں خلیفہ هارون رشید کي وفات اُس سفر کے باعث سے بہت جلدي وقوع میں آئي جو اُسنے ماوراءالنہر کے باغیوں کي گوشمالي کے لیئے سنہ ۸۰۶ ع مطابق سنہ ۱۹۰ هجري میں اُٹھایا تھا † اور اُسکے بیٹے مامون رشید نے اُنکي سرکوبي کي اور مامون رشید کے ایک عرصہ تک خراسان میں رهنے سے وہ صوبہ تھوڑي مدت تک اُسکي سلطنت میں شامل رہا مامون رشید نے جو خراسان کي بغاوت کي بدولت اپنے بھائي امین سے خلافت چھیني تھي اسلیئے اُسکے دربار کو بغداد میں منتقل هوئے کچھہ بہت عرصہ نگذرا تھا کہ امیر طاهر نے جسکي خاص اعانت سے مامون کے هاتھہ خلافت آئي تھی خراسان میں حکومت کیطرح ڈالي یہاں تک کہ سنہ ۸۲۰ ع مطابق سنہ ۲۰۵ هجري میں وہ خود مختار هوگیا ‡ اور پھر خراسان اور ماوراءالنہر کسي خلافت میں شامل

† پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۷۹ اور جس تاریخ کي سند سے اُنھوں نے تاریخ اپني عموماً لکھي وہ تاریخ طبري هے

‡ ایضاً جلد ۲ صفحہ ۲۲۵

پہونچے اور بعد اُسکے تھوڑے دنوں گذرنے پر جو خلیفے ہوئے وہ سنہ ۸۹۱ ع مطابق ۲۳۷ ہجري تک کٹ پتلي کي طرح ترکوں کے ہاتھہ میں رہی اور اسي زمانہ سے عرب کي سلطنت کي پوري بربادي سمجھي جاتي ہی † *

طاہر اور صفري خاندانوں کا بیان

واضح ہو کہ طاہر کے خاندان نے پچاس برس سے زیادہ زیادہ یعني سنہ ۸۲۰ ع سے سنہ ۸۷۳ ع تک اَمن چین سے بادشاهي کي مگر اُنکي سلطنت نے کچھہ رونق نہ پکڑي *

بعد اُسکے خاندان صفري نے جو بہت مشہور و معروف تھا خاندان طاہر پر غالب آکر اُسکو تخت سے اوتارا مگر یہہ خاندان طاہر کے خاندانسے ‡ تھوڑے دنوں یعني سنہ ۸۷۲ ع مطابق ۲۵۹ ہجري تک قایم رہا اور یعقوب بن لیث جو اِس خاندان کا باني مباني تھا تانبے پیتل کا کام سیستان میں کیا کرتا تھا چنانچہ پہلے اُسنے سنہ ۸۷۲ ع میں خاص اپنے وطن میں بغاوت برپا کي اور بعد اُسکے بحر اکسیس تک تمام ایران پر قبضہ کیا اور جب کہ خود خلیفہ کے دبانے کو بغداد میں گھسا جاتا تھا تو وہ راہ میں ناکام مرگیا اور اُسکے جي کي جي هي میں رهي اور اُسکے بھائي عمر کو آل سامان نے شکست فاحش دیکر گرفتار کیا اور اُسکے خاندان کي بڑائي اُسي روز تمام هوچکي جو سنہ ۹۰۳ ع مطابق سنہ ۲۹۰ ہجري تک قایم تھي اگرچہ اُس خاندانکے ایک نوجوان شاہزادہ نے باوصف نکل جانے اور سب ملکوں کے خاص سیستان میں کئي سال آپ کو بنائے رکھا § *

اگرچہ صفري خاندان کي حکومت چالیس برس سے زیادہ نرهي مگر یاد اُنکي سیستان میں اِس لیئے باقي رهي هوگي کہ پچاس برس بعد یعني سنہ ۹۶۴ ع مطابق سنہ ۳۵۳ ہجري میں ایک شخص اُسي

---

† پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۱۵۵

‡ ایضا صفحہ ۲۲۹

§ ایضا صفحہ ۲۳۳

خاندان کا سیستان میں خود † مختار هوا جسکو سلطان محمود نے
اُسکے زوال خاندان پر سو برس گذر جانے کے بعد یعني سنه ۱۰۰۲ ع
مطابق سنه ۳۹۲ هجري میں اپنا مطیع ‡ کیا *

آل سامان کا بیان

واضح هو که ساماني خاندان ایکسو بیس برس سے زیادہ زیادہ یعني
سنه ۸۹۲ ع مطابق سنه ۲۷۹ هجري سے سنه ۱۰۰۴ ع مطابق سنه ۳۹۵
هجري تک قایم رها اگرچه اِس خاندان نے هندوستان پر حمله نهین کیا
مگر جسقدر که پہلے خاندانوں کو تاریخ هندوستان سے علاقه رها اُس سے
زیادہ زیادہ اِس خاندان کو تعلق رها نام اِس خاندان کا اُنکے کسي بزرگ
سے یا بلخ و بخارا کے کسي شهر خاص سے نکلا هی جهاں کا § وہ آپ کو
بتاتے تهے جبکه خلیفه مامون کي دارالخلافت خراسان میں تهے تو اس
خاندان میں سے جس شخص کا (یعني سامان کا) تاریخ میں پہلے پہل
مذکور هوا هی اور وہ ذي رتبه بهي تها اُسپر خلیفه نے التفات اور نوازش فرمائے
چنانچه خلیفه کے حکم کے بموجب سامان کے تین بیٹے اکسیس پار حاکم
مقرر هوئے اور ایک بیٹا اُسکا هرات کا حاکم هوا چنانچه خاندان طاهر کے
عهد میں بهي یهه حاکم قایم رهے بعد اُسکے یعقوب بن لیث کي وفات
یعني سنه ۸۱۷ ع مطابق سنه ۲۰۲ هجري سے سنه ۸۲۰ ع مطابق سنه
۲۰۵ هجري تک ماوراءالنهر اُنکے قبضه میں رهي یهاں تک که وہ بہت
سي فوج سواروں کي لیکر دریاے اکسیس سے گذرے اور غالب یهه هی که
وہ سوار اُن کے ترکي رعایا تهے اور عمر بن لیث کو گرفتار کیا اور جو
ملک که عمر بن لیث نے فتح کیئے تهے واقع سنه ۹۰۰ ع مطابق سنه
۲۸۷ هجري میں اُنپر قابض هوئے اور اگرچه خلیفه سے بے تعلق رہ کر

† پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۴۳

‡ ایضاً صفحه ۲۸۲

§ هوسلي صاحب کا ترجمه تاریخ ابن حاکل صفحه ۳۰۲

اس ملک پر مستقل حکومت کي مگر براے نام اُسکي طرف سے حاکم رهے یہاں تک که اُس ملک کا بہت سا حصه دیلم کے خاندان نے دبایا جو ماژندران کے ایک ضلع سے آئے تھے اور بانی مباني اُنکا ایک مچھلي والا تھا جو بحر کاسپین پر مچھلیاں پکڑا کرتا تھا *

دیلم کے خاندان کا بیان

ماژندران کو ایران سے علاحده سمجھنے کے بعد جو حصه ملک ایران کا باقي رهتا هی اسمیں سے ماژندران کا ملک اسطرح سے الگ هی که پہاڑوں کے بڑے بڑے سلسلے درمیان میں واقع هیں اور اسي باعث سے وهاں رسائي دشوار هی اور اسلیئے که وهاں بڑے بڑے جنگل هیں اور وهاں کي آب و هوا بھي بہت خراب هی دشمنوں کے حملوں سے محفوظ هی اور یهي باعث هی که سارے ماژندراني مسلمان اور مغلوب نه هوئے اور همیشه وهاں بکھیڑے رهے اور اکثر اوقات آتش‌پرستوں کا قبضه رها اور شور و فساد برابر هوتا رها مگر خاندان دیلم نے وهاں قدر و منزلت پیدا کي اور اخرکار اُنکي قوت ایسي قوي هوئي که خاندان ساماني سے ایران کے مغربي صوبه چھینے اور بغداد پر قابض هوئے اور خلیفه کو گرفتار کیا اور خلیفه کے نام سے سو برس سے زیاده یعني سنه ۹۳۲ع مطابق سنه ۳۲۱ هجري سے سنه ۱۰۵۵ع مطابق سنه ۴۴۸ هجري تک ایک بڑے ملک پر حاکم رهے *

ساماني خاندان آل دیلم کي فتوحات سے نقصان اُٹھانے کے بعد بھي خراسان اور ماوراءالنهر پر قابض رها اور اُنمیں سے غزني کا خاندان نکلا جو مسلمانوں کي سلطنت کا هندوستان میں باني هوا *

الپتگین باني خاندان غزني کا بیان

عبدالملک خاندان ساماني کے پانچویں بادشاه کے عهد سلطنت میں الپتگین اس خاندان جدید کا باني صاحب جاه و حشمت هوا اور اصل اُسکي یهه هی که وه ایک ترکي غلام تها اور کام اصلي اُسکا یهه تها

که اپنے اقا کے جي کو بہان منے کے سوانگوں اور نقّوں کي بازیوں سے بہلایا کرتا تھا † *

اُسوقت میں یہہ دستور جاري تها که غلاموں کو امانت کے عہدے تفویض کیا کرتے تھے چنانچه الپتگین اپني هوشیاري اور مردانگي اور دیانت امانت کي بدولت تھوڑے عرصه بعد یعني سنه ۹۶۱ ع مطابق سنه ۳۵۰ هجري میں خراسان کا حاکم مقرر کیا گیا اور بعد اُسکے جب آقا کا انتقال ‡ هوا تو اُس سے یہہ مشورہ لیا گیا که منجمله خاندان سلطنت کے کون شخص اُسکي جانشیني کے قابل هی مگر اُس شامت کے مارے نے منصور کے خلاف پر راے اپني دي جسکو اور سرداروں نے پسند کیا تها چنانچه منصور بادشاہ ناراض هوا اور اُسکو حکومت سے معزول کیا اور غالب یہہ هی که اگر وہ اپنے دشمنوں سے پیچھا چھوڑا نے میں بڑا سپاهیانه هنر ظاهر نکرتا تو اگر جان اُسکي نه جاتي تو مقید هونے میں کچھہ شبهه هي نه تها مگر اُسکے پاس دوستوں کا ایسا معتبر گروہ تها که اُنکي اعانت سے جان اپني بچا گیا یہاں تک که مقام غزني میں کوہ سلیمان کے بیچا بیچ صحیح سالم جا پہونچا اور اُس هموار ملک میں یہہ نیا حاکم قرار پایا جسمیں بلخ اور هرات اور سیستان داخل هی اور خاندان ساماني کا مطیع و فرمانبردار رها لیکن اُس خطه کے قوي باشندوں پر جو اٹک اور اس ملک کے درمیان میں واقع هی خاندان ساماني کے حملوں کا اثر نہوا اور اگرچه یہہ خطه سب کا سب الپتگین کا مطیع نه تها مگر اُسکي خود مختاري کے لیئے یک قلم ممد و

---

† ڈي هربي لاٹ صاحب کي تحریر الپتگین کے باب میں ملاحظه کرني چاهیئے

‡ پرایس صاحب کي تاریخ جلد دو صفحه ۲۲۳ اور ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۵۵ اور تاریخ فرشته جلد ۱ صفحه ۱۲ میں اُسکي فساد کي تاریخ سنه ۹۶۲ ع مطابق سنه ۳۵۱ هجري لکھے هیں اور ڈي هربي لاٹ صاحب نے سنه ۹۱۷ ع مطابق سنه ۳۰۵ هجري قرار دیئے هیں مگر ظاهرا مصنف یا چھاپنے والے کي غلطي هی اسلیئے که تاریخ وفات بھي الپتگین کي اُنھوں نے اور مورخوں سے کچھہ مختلف سے بیان کي هي

مهان تها ايک مورخ بيان کرتا هی که تين هزار غلام قواعددان الپتگين کے ساتهه بهاگ آئے تهے اور غالب هے که يهه غلام أسکي مانند ترکي غلام هونگے † اور بلاشبهه أسکے پاس کبهي کبهي ايسے ايسے سپاهي آتے رهے هونگے جو أسکي عهد حکومت ميں أسکے ملازم هونگے مگر غالب يهه هی که أسکي فوج کا بڑا گروه أس ملک سے اکهتا هوا هوگا جهاں بود و باش أسکي أن دنوں تهي ‡ اور اس آباد ملک کے باشندے نامرد تهے اگر پهاڑوں کے افغان أسکي رعايا نهونگے تو کام أنسے مزدوري پر ليا هوگا مگر معلوم هوتا هی که أس نے ملک بڑهانے کا اراده نکيا اور خود مختاري سے چوده برس کے اندر يعني § سنه ۹۷۶ ع مطابق سنه ۳۶۵ هجري ميں اپنے موت مرگيا اور بقول ڈي هربي لاٹ صاحب کے سنه ۹۶۴ ع مطابق سنه ۳۵۳ هجري ميں انتقال أسکا هوا *

سبکتگين کا بيان

سبکتگين ايک غلام الپتگين کا تها جسکو أسنے ايک سوداگر سے جو أسکو ترکستان سے لايا تها خريد کيا تها اور بتدريج أسکو ايسے اختيار و مرتبه پر پهونچايا که بعد أسکے وهي أسکي حکومت کا بڑا سردار ٹهرا اور آخرکار أسکا جانشين هوا *

بهت مورخ لکهتے هيں که الپتگين نے سبکتگين کو بيتي دي اور اپنا وارث || مقرر کيا اور بعضے مورخ نکاح کا پهلے هونا بيان نهيں کرتے مگر سکي جانشيني کو استحکام ديتے هيں ⊥ *

---

† پرايس صاحب کي تاريخ جو خلاصة الاخبار سے انتخاب کي گئي جلد ۲ صفحه ۱۲۳

‡ ڈي هربي لاٹ صاحب کي تحرير الپتگين کے باب ميں

§ پرايس صاحب کي تاريخ جلد ۲ صفحه ۲۲۳ اور تاريخ فرشته جلد ۱ صفحه ۲۳ اور ڈي گگنيز صاحب کي تاريخ جلد ۲ صفحه ۱۵۶

|| ڈي گگنيز صاحب کي تاريخ بحواله ابوالفدا جلد ۲ صفحه ۱۵۶ اور ڈي هربي لاٹ صاحب کي تاريخ بحواله اخوند مير

⊥ پرايس صاحب کي تاريخ جلد ۲ صفحه ۲۲۶

تاریخ فرشته میں لکھا هی † که سنه ۹۷۵ ع مطابق سنه ۳۶۵ هجري میں الپتگین مرگیا اور اسحاق نامي ایک بیٹا چھوڑا جسکو سبکتگین ‡ همراه اپنے بخارا کو لیگیا تھا اور جب که اُسکو منصور ساماني نے غزني کا حاکم مقرر کیا تو سبکتگین کو اُسکا نائب قرار دیا اور جب وہ سنه ۹۷۷ع مطابق سنه ۳۶۷ هجري میں مرگیا تو سبکتگین کو جانشین اسکا مانا گیا اور الپتگین کي بیٹي کي شادي اسکے ساتھه هوئي *

هنوز اپني جدید سلطنت پر سبکتگین نے پورا پورا تسلط نهیں کیا تھا که دشمنوں سے بچانے میں جد و جهد اسکو کرني پڑي § *

راجه جیپال والیئے لاهور کا غزني پر حمله کرنا اور ناکام واپس آنا

جو هندو که اٹک کے آس پاس بستے تھے انکو یهه بات ناگوار هوئي

† برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته جلد ایک صفحه ۱۳

‡ سبکتگین کي ایک کهاني اُن دنوں کي بیان کي گئي هی که وہ ایک سوار تھا اور اُس کهاني سے اگر سبکتگین کي آدمیت واضح نهیں هوتي تو مورخ کي انسانیت بلاشبهه ظاهر هوتي هی اور وہ یهه هی که ایک روز اُسنے شکار کرنے میں هرني کے بچه کو پکڑا اور وہ اُسکو خوش خوش لیچلا توبچے کي ماں کو گھوڑے کے پیچھے دیکھا اور اُسکي ماں کے چهرہ پر رنج و الم کے اثر واضح پائے چنانچه اُسکو ترس آیا اور اِسبات سے خوش هوکر که اُسکي ماں ممنون هوویگي اُسکو چھوڑ دیا اور جب وہ هرني بچه سمیت جنگل کو چلي تو باربار مڑمڑکر دیکھتي جاتے تھے اور یهه بات اُسکي ایسي پسند آئي که اُسي رات اُسنے رسول‌خدا کي زیارت کي اور حضرت نے یهه فرمایا که اس احسان کے بدلے خدا نے تجھکو سلطنت عنایت فرمائي اور یهه تاکید کي که جب تجھکو اختیار و مرتبه حاصل هووے تو ترس کو هرگز نه بھولنا

§ اب آینده سے هماري تاریخ کي سند خاص تاریخ فرشته هوگي جسکا مصنف فارسي تھا اور بهت دنوں تک هندوستان میں رها اور سولھویں صدي کے اخیر میں هندوستان کے تمام مسلمان بادشاهوں کي تاریخ اپنے زمانه تک لکھي غرض که ایسے مصنف کے ارشاد و هدایت سے جو ایشیا کے مورخوں پر بڑي فضیلت رکھتا هی آپ کو نصیبي والا سمجھتا هوں اور اس تاریخ میں جهاں کهیں ممکن هوا هی میں نے تاریخ فرشته کے کلام کو بالکل نقل کیا هی اسلیئے که کرنل برگز صاحب نے جو اس تاریخ کا ترجمه کیا هی اُسکو درست اور عمده کرنا دشوار هی

هوگي که مسلمانوں کي حکومت انکے پاس پروس میں قایم هوگئي اور معلوم ایسا هوتا هی که اس حکومت کے باعث سے هندوؤں کے ملکوں پر اکثر حملے هوتے رهے اور اُنکي جانکو بني رهي غرض که راجه جیپال والیئے لاهور نے جسکي حکومت غزني کے متصل تهي آپ حملے کا ارادہ کیا چنانچه لغمان میں اُس وادي کے سرے پر بهت سي فوج اپني لیکیا جو پشاور سے کابل تک پهیلا هوا هی اور وهاں سبکتگین سے مقابله هوا ابهي دونوں لشکر لڑائي کا محل و موقع تاک هي رهے تهے که باد و بارش کا سخت طوفان آیا اور اُسکو لوگوں نے ایسا غیبي گولا سمجها جو عالم اسباب میں معمولي سببوں سے خارج هو اِس لیئے که هندو لوگ اپنے مخالفوں کي برابر سردي کے سهارنے کے عادي نه تهے اُنهوں نے ایسي همت هاري که راجه جیپال کو کام ناکام صلح کرني پڑي چنانچه سبکتگین پهلے صلح پر مایل نهوا مگر آخر کار اس خیال سے که اگر هندو بالکل مایوس هوجاوینگے تو بقول کسیکے که مرتا کیا نهیں کرتا نتیجه اُسکا اچها نهوگا غرض که وه بهي صلح پر راضي هوا اور راجه نے پچاس هاتهي اسکو دیئے اور بهت سے روپئے دینے کا وعده کیا *

جب که راجه نے آپ کو محفوظ و سلامت پایا تو جو وعده روپئے کا کیا تها اسکے پورا کرنے سے اِنکار کیا یهاں تک که جو آدمي سبکتگین نے تقاضے کے لیئے بهیجے انکو مقید کیا *

هندو راجاؤں کا باهم متفق هوکر سبکتگین سے لڑنا اور شکست فاحش پانا

جب که سبکتگین نے یهه معامله دیکها اور اسکو ناگوار گذرا تو اس نے فوج اپني جمع کي اور دریاے اٹک کي طرف دوباره کوچ کرنا شروع کیا اور اِدهر راجه جیپال نے یهه سامان کیا که اجمیر اور کالنجر اور قنوج کے راجاؤنکو کمک کے لیئے بلایا چنانچه ایک لاکهه سوار اور بیشمار پیادوں سمیت لغمان کي جانب کو چلا سبکتگین دشمن کے لاؤ لشکر دیکهنے کو ایک ٹیکري پر

چڑھا چنانچہ اسلیے میدان کو فوج کي بھیڑ بھاڑ سے بھر پور پایا مگر وہ هراساں نہوا اُسنے اپني فوج کي دلاوري اور شایستگي اور قواعد داني پر مطمئن هوکر فتح کا یقین کیا اور دھاوے شروع کیئے چنانچہ پہلے پہلے هندوؤں کي فوجکے ایک حصہ پر سواروں کي نئي نئي فوج سے پے درپے حملے کیئے اور جب غنیم کي فوج کے پانوں اوکھڑتے دیکھے تو تمام فوج پر دھاوے کا حکم دیا یہاں تک کہ هندو بھاگ نکلے اور اٹک تک انکا تعاقب هوا اور بہت سے مارے گئے اور سبکتگین کے لشکر کے بہت سي غنیمت هاتھہ آئي اور گرد نواح کے پرگنوں سے جو لاهور کي قلمرو میں داخل تھے بہت سا محصول وصول هوا اور راجہ کے ملک پر دریاے اٹک تک قبض و تصرف کرکے سبکتگین نے ایک اپنے افسر کو معہ دس هزار سواروں کے پشاور میں حاکم چھوڑا *

بعد اُسکے لغمان کے افغانوں اور خلجیوں † نے سبکتگین کي اطاعت في الفور اختیار کي اور اُسکي فوج میں وہ لوگ بھرتي هوئے ‡ *

بعد اِن مہموں کے خاص اپني سلطنت کے اِنتظام میں سبکتگین مصروف هوا اور اُن دنوں سلطنت اُسکي مغرب کي طرف قندهار سے آگے

† خلجي ایک تاتاري قوم هی جسکا ایک گروہ دریاے جکسرٹیز کے مخرج کے پاس دسویں صدي میں بستا تھا اور اُنهیں دنوں ایک گروہ اُسکا سیستان اور هندوستان کے درمیان یعني افغانستان میں بہت مدت سے آباد تھا اور وہ لوگ دسویں صدي تک بھي ترکي بولتے تھے اور معلوم هوتا هی کہ وہ لوگ افغانوں سے پہلے هي سے بڑا علاقہ رکھتے تھے چنانچہ اُنمیں اور افغانوں میں کسیطرح کا فرق و تفاوت کبھي نہیں سمجھا گیا (اِسبات کے دریافت کے لیئے کہ وہ تاتار میں کس خاندان سے نکلے اور کہاں رهتے تھے ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحہ ۹ کے حاشیہ اور ڈي هربي لاٹ صاحب کي تحریر درباب خلج اور ابن هاکل کي تاریخ کے صفحہ ۲۰۹ کو ملاحظہ کرنا چاهیئے اور افغانستان میں اُنکي بساست کا حال دریافت کرنیکے واسطے ابن هاکل کي تاریخ کا صفحہ ۲۰۷ دیکھنا مناسب هی اور واضح هو کہ ابن هاکل نے تاریخ اپني سنہ ۹۰۲ اور سنہ ۹۶۸ ع کے بیچ بیچ میں لکھي هی)

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۱۵ لغایت ۱۹

تک پهیلي هوئي تهي اور اسي زمانه میں اسکو اپنے براے نام بادشاه كي امداد و اعانت کرنے سے جاه و جلال بڑهانے کا موقع هاتهه آیا چنانچه بیان اسکا آگے آویگا*

خاندان ساماني كي اعانت کرنا سبکتگین کا مشرقي تاتاریوں کے مقابله میں

جب که بغرا خاں تاتاریوں کے بادشاه نے جو تمام تاتار پر دریاے اماس کے پار چین کے حد شرقي تک قابض و متصرف تها † ساماني خاندان کے ساتویں بادشاه نوح پر دهاوا کیا تو اُسنے بخارا سے بهاگ کر اکسیس پار پناه لي مگر اُسکے نصیبوں نے پهر یاوري كي که بغرا خاں کے بیمار هونے اور اپنے ملک کیطرف معاودت کرنے اور مر جانے سے سنه ۹۹۳ ع مطابق سنه ۳۸۳ هجري میں نوح اپنے تخت پر دوباره بیٹها بعد اُسکے جب نوح نے حاکم خراسان كي گوشمالي کا اراده کیا جو اُسكي بد اقبالي کے وقتوں میں باغي هوگیا تها تو اُس حاکم نے فایق سے رفاقت پیدا كي جو بخارا کا ایک دوسرا امیر تها اور اُسکے هاتهوں سے ساماني خاندان کو پچهلے زمانه میں ایک عرصه تک بہت سي تکلیفیں پهونچي تهیں چنانچه جب یهه دو رفیق سلطنت كي بهتري كي نسبت اپني بهلائي اور بهبودي کے زیاده خواهاں هوئے تو اُنهوں نے خاندان دیلم کے بادشاه کو جو اُنکے پاس پروس والے ایران کے صوبوں پر حکومت کرتا تها امداد و اعانت کے لیئے بلایا اُسکو جي جان سے یهه منظور تها که پاس پروس میں فساد برپا کرنے سے اپنے ملک و حکومت کو چوڑا چکلا کرے غرض که جب یهه تینوں متفق هوئے تو اُنکے مقابله کے لیئے نوح نے سبکتگین سے اعانت چاهي چنانچه سبکتگین فوج اپني لیکر بخارا كي طرف کچهه رفیقوں كي طرح نهیں بلکه تابعدار

† ڈي گگنیز صاحب كي تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۵۷ اور پرایس صاحب كي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۴۷

كي مانند روانه هوا اور اگرچه اُسنے ضعف ناتواني کے حیلۂ سے یهه شرط ٹهرائي تهي که ملاقات کے وقت اپنے گهوڑے سے نه اوترونگا مگر جب وه بادشاه کے سامنے گیا تو بے اختیار اپنے گهوڑے سے کودا یهاں تک که اگر نوح اُسکو بغلگیري کے وقت نروکتا تو وه نوح کے پانوں بهي چومتا *

جب که لڑائي بڑے زور شور سے هو رهي تهي اور نوح کي شکست هوا چاهتي تهي تو خاندان دیلم کے سردار نے یهه دغابازي کي که ڈهال اپني اپني پیٹهه پر صلح کے اشاره سے رکهي اور فوج اپني لیکر سبکتگیں کیطرف چلا گیا اگر وه یهه کام نکرتا تو نوح اور سبکتگیں کي فوجیں دشمنوں کو کافي نهوتیں مختصر یهه که بعد اِس شکست کے باغي لوگ اُن ملکونمیں سے بهاگکر نکل گئے جو اُنکے قبض و تصرف میں تهے اور نوح نے بعوض اِس بڑي خدمت کے سبکتگین کي حکومت کو غزني پر مستحکم کیا اور خراسان کي حکومت اُسکے بیٹے محمود کو عطا فرمائي اگرچه باغي سردست پریشان هوگئے تهے مگر پهر اُنهوں نے لشکر جمع کیئے اور دوسرے برس یک لخت ایسا دهاوا کیا که محمود کو نیشا پور میں آدبایا اور شکست فاحش دي مگر سبکتگیں نے بهت سي سعي و محنت سے پهر اُنکے مقابله کي لیاقت حاصل کي چنانچه سنه ۹۹۵ ع مطابق سنه ۳۸۷ هجري میں لڑائي کا خاتمه هوا اور مقام طوس کے پاس جو اب مشهد مشهور هی اُنکو شکست فاحش† هوئي اور جمعیت اُنکي برهم هوگئي اور فایق کا یهه حال هوا که وه اُس جگهه سے بهاگکر جهاں اُسکو شان و شوکت حاصل تهي الیق خاں جانشین بغرا خاں کے پاس چلا گیا اور الیق خان کے زور اور دباؤ سے نوح اور فایق کي صفائي هوگئي اور وه سمرقند کا حاکم مقرر کیا گیا *

بعد اس انتظام کے نوح نے انتقال کیا اور الیق خاں نے نئے بادشاه کي جانشیني دیکهکر بخارا پر چڑهائي کي رفیق اوسکا یعنی حاکم سمرقند

---

† ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۵۸ اور پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۳۸ تاریخ فرشته جلد ۱ صفحه ۲۰۲

اُسکا مدد و معاون هوا اور نئے بادشاہ منصور ثاني کو آخرکار اِس بات پر مجبور کیا کہ تمام اختیار اپنے بادشاهت کا فایق کو تفویض کرے *

سبکتگین کي وفات کا بیان

معاملات مذکورہ بالا کے زمانہ میں یہہ اتفاق هوا کہ غزني کو واپس آتے هوئے سبکتگین راہ میں مرگیا † *

خاندان غزني کا بیان

تیسرا باب

محمود کي سلطنت

محمود کا لڑکپن سے یہہ حال تھا کہ وہ اپنے باپ کے زمانہ میں فوج کشیوں اور چڑھائیوں میں همراہ اُسکے رهتا تھا اور بقول شخصے کہ هونے هار بروں کے چکنے چکنے پات ابتدا سے هوشیاري اور دلاوري اور هر کام میں گھس بیٹھہ جانیکے آثار و علامات اُسمیں نمایاں تھے اور جب کہ باپ اُسکا موا تو وہ نیشاپور میں اپني حکومت پر تھا اور عمر اُسکي تیس برس کي تھي اور لیاقت اور شجاعت کي بدولت هر طرح جانشیني کے قابل تھا هاں یہہ بات ضرور تھي کہ غالباً ولادت اُسکي شرعي نتھي ‡ یعني وہ کسي منکوحہ کے پیٹ سے" نتھا اُسکے چھوٹے بھائي اسمعیل نے اُسکے نھونے کو غنیمت سمجھکر بقول بعض بعض مورخوں کے جانشیني کي منظوري باپ سے حاصل کي اور سلطنت پر بلا تامل قبضہ کیا اور اپني بادشاهت کا اشتہار دیا اور منجملہ اُن فائدوں کے جو اُسکو اپنے بڑے بھائي کي نسبت حاصل هوئی یہہ فائدہ کم نہ تھا کہ باپ کے خزانے اُسکے هاتھہ آئے اور اُسنے اُن

---

† نوح کے انتقال سے ایک مهینے کے اندر اندر سبکتگین بھي سنہ ۹۹۷ ع مطابق سنہ ۳۸۷ هجري میں مرگیا (تاریخ فرشتہ اور تاریخ ڈي گگنیز صاحب اور تاریخ پرایس صاحب اور تاریخ ڈي هربي لاٹ صاحب)

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ا صفحہ ۲۹

خزانوں کو یوں صرف کیا کہ بڑے بڑے سرداروں کو انعام دیکر اپنی طرف مایل کیا اور فوج کی تنخواهیں بڑھادیں اور طرح طرح کے تماشوں اور جلسوں میں روپیہ لٹاکر لوگوں کے دلوں میں عزیز و ممتاز هوگیا مذکورہ بالا ذریعوں اور زیادہ زور و ستم سے جو سلطنت کے دبانے میں کیئے اور نیز اُس راے کے باعث سے جو بعض بعض کوتاہ فہموں نے اُسکی بڑے استحقاق پر دی سلطنت کے تمام اُس حصہ کی امداد و اعانت حاصل کی جو محمود کے زیر حکومت نہ تھا اور جب کہ محمود کا دعوی قابل نفرت سمجھا گیا تو محمود نے کچھہ نرم معاملہ کیا خواہ اس یقین سے کہ میرا استحقاق ضعیف هی یا اُسکے مزاج میں اعتدال تھا یا اُسنے فریب برتا غرض کہ اُسنے بھائی کے ساتھہ ایک بڑی شفقت ظاهر کی اور یہہ بیان کیا کہ اگر تیری عمر اس لایق هوتی کہ تو ایسے بھاری بوجھہ کو اُتھاسکے تو میں اپنی خوشی سے تیرا مقابلہ نکرتا اور علاوہ اِسکے یہہ بات بھی کہی کہ اگر تو میرے تجربہ‌کاری کی فضیلت کو تسلیم کرے تو اُسکی عوض میں بلخ اور خراسان کا صوبہ عطا کروں مگر یہہ بات اُسکی فی‌الفور تسلیم نہوئی یہاں تک کہ جب محمود نے یہہ دیکھا کہ اسمعیل سے موافقت کی امید نہیں تو وہ یہہ سوچا کہ اس جھگڑے کا تصفیہ دارالسلطنت پر حملہ کرنے سے هوگا چنانچہ اسمعیل جو اُن روزوں بلخ میں موجود تھا محمود کا ارادہ پاگیا اور غزنی اور محمود کی فوج کے بیچ میں آپڑا اور محمود کو عام لڑائی پر مجبور کیا اور جو بات کہ سرداروں کے غیر مساوی کاموں سے متوقع هوتی هی اُس سے بہت زیادہ عمدہ لڑائی لڑا مگر کھیت اُسکا محمود کے هاتھہ رہا اور غزنی فتح هوگئی اور اسمعیل گرفتار آیا اگرچہ تعظیم و تکریم اُسکی اُسکے پایہ کی مناسب هوتی رهی مگر باقی زندگی اسکی قید میں کٹی *

سامانیہ خاندان کے ایسے ایسے درونی قصی قضایوں سے جو سات مہینے تک برابر بڑھا رهے الیق خاں کی کامیابی کو بڑی اعانت پہونچی

چنانچہ اسکے رعب داب اپنا منصور ثانے پر بیٹھایا یعني اسکو اسپر مجبور کیا کہ فایق کو وزیر اپنا بلکہ درپردہ آقا بناوے *

اگرچہ محمود اپنے پرانے دشمنوں کي حقیقت سے واقف تها مگر اسنے یہہ چالاکي برتي کہ ناواقف بنکر کمال ادب و نیاز سے منصور ثاني کے پاس یہہ درخواست اپني بهیجي کہ خراسان کي حکومت پر مجهکو قایم رکهے مگر یہہ درخواست اسکي فوراً نامنظور هوئي اور نئے وزیر یعني فایق کا ایک اوردہ محمود کي جگہہ معین کیا گیا *

محمود کي خود مختاري کا بیان

محمود کسي سے باساني حکومت سے خارج نهوسکا چنانچہ اُسنے خراسان کے نئے حاکم کو مارکر بهگا دیا اگرچہ خود منصور سے نہ لڑا جسکو مقابلہ میں لائے تهے لیکن اُسکے اطاعت کا اقرار بهي نکیا *

محمود اپنے حفظ و حراست کے واسطے بڑے بڑے سامان کرتا رها یہاں تک کہ اسي عرصہ میں دربار کے جهگڑوں اور امیروں کے رشک و حسد سے منصور ثاني تخت سے اوتارا گیا اور آنکهوں سے اندها کیا گیا اور سنہ ۹۹۹ع مطابق سنہ ۳۸۹ هجري میں عبدالملک کو بطور ایک آلہ کے جو فایق کے قبضہ میں رهے تخت پر بیٹهایا گیا محمود نے یہہ واقعہ دیکهکر حکم دیا کہ بني سامان کا نام خطبوں سے خارج کیا جاوے اور خراسان کي حکومت پر مالکانہ قبضہ کیا بعدہٗ اسکے عبدالملک کا فرمان جسکو عطاے اختیارات کا اختیار حاصل نرها تها خراسان کي نسبت محمود کے نام ایا چنانچہ وہ مستقل حاکم هوگیا اور سلطان کا خطاب † اُسنے اختیار کیا اسیوقت سے مسلمان بادشاهوں میں یہہ خطاب عام هوگیا *

البق خاں نے اس لوٹ کهسوٹ سے دور رهنے کا ارادہ نکیا جو اور

† اگرچہ محمود سے پہلے مسلمان بادشاهوں کا یہہ خطاب نتها مگر یہہ عربي کا پرانا لفظ بادشاہ کے معنوں میں هے

لوگ کر رهے تهے چنانچه اسنے عبدالملک کي حمایت کا بهانه لیا اور بخارا پر چڑهائي کي اور تمام ماوراءالنهر پر قبض و تصرف کر کر ساماني خاندان کو خاتمه پر پهونچایا جو ایک سو بیس برس سے زیاده سلطنت کرچکا تها *

محمود اپنے ملک کے قبضه کي طرفسے مطمئن هوا اور یهه بات اسکي مرضي پر موقوف رهي که وه جس طرف چاهے اپني سلطنت کو پهیلاوے چنانچه جو بادشاهتیں مغرب کي سمت میں واقع تهیں اور دین اسلام کے تعلق اور شهرت کي قدامت سے دلپذیر تهیں وه اس زمانه میں ایسي خرابي اور بدعملي کے هاتهوں میں گرفتار تهیں اور ایسي کچهه ضعیف و لاچار هوگئیں تهیں که بهت سا حصه انکا محمود کے قبضه میں بلا جد و جهد اگیا اور جس اساني سے که سلجوقیوں نے باقي حصه کو دبایا تها جو ایک زمانه میں محمود کي رعایا تهے اُس سے محمود کو یهه بات ظاهر هوئي که اُبناے هلسپاند تک اپني حدوں کے بڑهانے میں کوئي روک ٹوک نهوگي *

هندوستان کے ملک جنکا حال معلوم نتها محمود کے بهادرانه مهموں کے لیئے بڑے چوڑے چکلے کهیت نظر آئے اور اس عمده ملک کي وسعت و زرخیزي اور کثرت خزاین کے افواهوں اور سوسبزي زمیں اور خاص خاص پیداواروں کي شهرت کے سبب سے هندوستان گویا ایسا ملک تها جیسے کهانیوں میں مذکور هوتے هیں اور اُسکے پاس پروس کي قومیں اُسکي نسبت من مانتي خیال بانده لیتي تهیں *

ایک ایسے ملک یعني هندوستان میں جن ارادوں اور مهموں کے پورے هونے کي توقع هوئي وه اسوجهه سے زیاده تر اُسکو مرغوب معلوم هوئیں که وه اسلام کے پهیلانے کا وسیله تهیں جسکا رواج ایک نئي قوم میں قایم کرنا ایسا بڑا کام اُن دنوں سمجها جاتا تها جو فیروزمند بادشاهوں کو شایاں هوتا هے *

علاوہ اُسکے خیالات مذکورہ کي تاثیر اسوجہہ سے محمود کي طبیعت پر زیادہ هوئي که ایک لڑائي میں هندوؤں کي حقیقت دریافت هوچکي تهي اور باوصف اسکے اُسکي طبیعت بهي معاون اُسکي ایسي طمع کي تهي جو باوجود اپنے مال و دولت کے ایک مالا مال میدان کے لوٹنے کي پیاسي تهي اور ایسے میدان کي امید سے خوشي کے مارے پهولي نسماتي تهي *

جب که ایسے ایسے مطلبوں کا پورا پورا اثر هوا تو الیق خاں سے صلح کي اور ماوراءالنهر کو اُسکے قبضه میں چهوڑا اور اپني بیٹي کا نکاح اُسکے ساتهه کرکے رفاقت کو مضبوط کیا اور خاندان صفري کے ایک باغي کو جسنے سیستان میں بغاوت کي تهي دباکر اور دوسري بغاوت کے تدارک میں جو سنه ۱۰۰۲ عیسوي میں اس باغي سے سرزد هوئي اُسکو گرفتار کرکے هندوستان پر چڑهائي کي *

محمود کي پهلي چڑهائي هندوستان پر

ایران پر اهل اسلام کا تسلط هوئي ساڑهے تین سو برس گذرے تهے که سنه ۱۰۰۱ع مطابق سنه ۳۹۱ هجري میں محمود غزني سے دس هزار سپاهي کار آزموده همراه لیکر روانه هوا اور جیپال والیئے لاهور اپنے باپ کے پرانے دشمن سے پشاور کے قرب و جوار میں جالڑا اور اُسکو شکست فاحش دیکر گرفتار کیا اور ستلج کے آگے مقام بٹنده پر جاکر سخت حمله کرکے تاخت تاراج کردیا † اور هندوؤں کے ملک و لشکر سے جوجو قیمتي غنیمتیں

† معلوم هوتا هی که بٹنده پهلے وقتوں اُس سے زیاده شان و شوکت کا مکان تها جو اُسکے ایک جنگل میں واقع هونے سے سمجهه میں آتا هی کرنل‌ٹاڈ صاحب نے بیان کیا هی که راجه لاهور کا کبهي یهاں فروکش هوتا تها اور کبهي دارالسلطنت میں رهتا تها اور جو که پشاور کي لڑائي ستائیسویں نوامبر سنه ۱۰۰۱ع میں هوئي تو محمود آخر سرما میں بٹنده میں داخل هوا هوگا اور اُن دنوں پنجاب کے دریا پایاب تو نهونگے مگر سواروںکي فوج کو اوترنے میں تهوڑي دشواري پیش آئي هوگي

ہاتھہ آئیں وہ سب لیکر غزني کو چلدیا مگر جب کہ راجا نے خراج کا
وعدہ کیا جیسا کہ اُسکي باپ سے بھي کیا تھا تو ہندو قیدیوں کو تاوان
لیکر چھوڑا ہاں چند افغانوں کو جو ہندوؤں کے ساتھہ ہوکر لڑے بھڑے
تھے یہاں تک قید رکھا کہ وہ مرکر چھوٹے اور جب کہ راجہ چھوٹ
کر آیا تو اُسنے اس باعث سے کہ کئي بار ناکام اور رسوا ہوا تھا اور شاید
رعایا نے بھي مذہبي تعصب سے تنگ اُسکو کیا تھا راج اپنا اپنے بیٹے
اننگ پال کو سونپا اور آپ ایک چتا پر چڑھا جو اُسکے حکم سے تیار
ہوئي تھي اور اپنے ہاتھہ سے آگ لگاکر جل‌بلکر مرگیا *

محمود کي دوسري چڑھائي

اننگ پال اپنے باپ کے عہد و پیمان پر جما رہا مگر بھٹیا کے راجا نے
جو لاہور کے مطیعوں میں سے تھا اور ملتان کے جنوب میں حکومت
اُسکي جاري تھي اپنے حصہ کا خراج دینے سے صاف انکار کیا اور سلطان سے
بمقابلہ پیش آیاتو محمود آپ اُسپر چڑھکر گیا چنانچہ پہلے اُسکو مضبوط
مورچوں سے بھگایا اور پھر اُسکو بڑے قلعہ سے نکالا یہانتک کہ وہ اٹک کي
جھاڑیوں میں جاکر مرگیا جہاں اُسنے جان چھپائي تھي اور بہت سے ساتھي
اُسکے اُسکا عوض لینے میں مارے گئے اور یہہ واقعہ سنہ ۱۰۰۴ع مطابق
سنہ ۳۹۵ ہجري میں واقع ہوا *

محمود کي تیسري چڑھائي

یہہ مہم اُسنے ایک اپنے سردار کے دبانے کے لیئے کي تھي جو وہ ایک
افغان تھا † اور سلطان سے باغي ہوکر اننگ پال سے بہت موافق ہوگیا
تھا *

غالب یہہ ہی کہ پہاڑوں کي قومیں ایسي طرح محمود کي مطیع و
تابع نہ ہوئي تھیں کہ وہ غزني سے ملتان کو برابر سیدھا چلا آتا حاصل یہہ

† یہہ پٹھان ابوالفتح خاں لودي حامد خاں لودي کا پوتا تھا جو ہندوؤں سے
ملتان اور لغمان کا صوبہ لیکر اُنکے شریک ہوگیا تھا اور جب کہ سبکتگین نے ہندوؤں
پر فتح پائي تھي تو اُسنے اُسکي اطاعت کي تھي

کہ اننگ پال سردار ملتان اپنے رفیق اور محمود کے بیچ میں آپڑا اور دونوں لشکروں کا مقابلہ پشاور کے پاس کسی جگہہ واقع ہوا چنانچہ راجہ کی فوج تباہ ہوئی اور شاہدرہ سے جو وزیرآباد کے پاس ہی دریاے چناب تک اُنکا پیچھا دبایا گیا یہانتک کہ راجہ کشمیر کو بھاگا اور وہاں جاکر پناہ اُسنے لی بعد اسکے محمود نے ملتان کا محاصرا کیا اور جب کہ محاصرہ پر سات روز گذرے تو سردار نے اطاعت کی اور بطور باجگزاری کی بڑی مدد دی چنانچہ سنہ ۱۰۰۵ ع مطابق سنہ ۳۹۶ ہجری میں محمود غزنی کو چلا آیا *

محمود کے ملک پر تاتاریوں کا حملہ کرنا اور شکست فاحش کھانا

ملتان کے سردار کو جو مفید شرطیں محمود نے عنایت کیں تھیں سارا سبب اُسکا یہہ تھا کہ محمود کو یہہ خبر پہونچی تھی کہ ایلق خاں کے لشکر نے اُسکے ملک موروثی پر بڑا حملہ کیا اگرچہ ایلق خاں محمود کا خویش تھا اور بہت قریب واسطہ رکھتا تھا مگر جب اُسنے یہہ دیکھا کہ وہ ہندوستان پر ہمہتن مایل ہی تو اُسکو یہہ ہوس دامنگیر ہوئی کہ خراسان کا صوبہ محمود کے قبضہ سے نکالی چنانچہ اُسنے ایک فوج ہرات اور دوسری بلخ پر قبض و تصرف کے لیئے بھیجی *

مگر اُسنے اپنے مخالف کی قوت کا اندازہ بہت غلط کیا چنانچہ محمود نے اٹک کو سیوک یا سکپال نامی ایک ہندو کے قبضہ میں چھوڑا جو ظاہر میں مسلمان ہوگیا تھا اور نہایت چستی چالاکی سے خراسان کی جانب روانہ ہوا اور غنیم کے سرداروں کو بحراکسپس کے اُسپار جانے پر مجبور کیا *

بعد اُسکے ایلق خاں کو حملوں سے دھمکایا یہاں تک کہ اُسنے قادر خاں والئی ختن سے اعانت چاہی چنانچہ قادر خاں پچاس ہزار سپاہی لیکر ایلق خاں کی مدد پر روانہ ہوا اور جب کہ ایلق خاں کو

ایسي تقویت حاصل ہوئي تو دریاے اکسیس سے پار ہونے میں توقف
نکیا اور بلخ کے قریب محمود سے جا بھڑا مگر محمود اس موقع پر پانسو
ہاتھي لیگیا تھا اور معقول طور سے ایسي حکمت برتي کہ اُن ہاتھیوں سے
اپني فوج کي صفوں کو ضرر نہ پہونچي اور غنیم کے گھوڑوں اور آدمیوں پر
جو ہاتھیوں کے قد و قامت اور شکل و صورت سے محض نا اشنا تھے
بخوبي اثر پڑے چنانچہ ہاتھیوں کي صورت سے تاتاري ڈرگئے اور بہت
تیزي و تندي سے حملہ نکرسکے مگر بعد اُنکے حملہ کے ہاتھي اُنپر ٹوٹے اور
فوج کے بیچ گھس گئے اور جو کوئي اُنکے آگے پڑا اُسکو چیرچار برابر کیا
غرضکہ فوج غنیم کو زیر و زبر کیا بیان کیا گیا ہی کہ خود محمود کےہاتھي
نے الیق خاں کے نشان بردار کو پکڑا اور الیق خاں اور اُسکي فوج کے سامنے
سونڈہ سے اُسکو بلند کیا ہنوز اُس پریشاني سے سنبھلنے نپاے تھے جو
ہاتھیوں کي بدولت نصیب ہوئي تھي کہ دونوں لشکر بھڑگئے مگر غزني
والوں نے ایسي دلاوري اور تندي سے حملہ کیا کہ تاتاري ہر طرف سے پس
پا ہوئے اور بہت سے قتل ہوکر میدان سے بھاگ گئے † اور یہہ واقعہ سنہ
۱۰۰۶ع مطابق سنہ ۳۹۷ ہجري میں واقع ہوا *

الیق خاں کو یہہ پیش آیا کہ چند ہمراہیوں سمیت اکسیس پار
بھاگ گیا اور بعد اُسکے کبھي محمود کا مقابلہ نکرسکا *

اگرچہ محمود نے غنیم کے تعاقب کا پہلے ارادہ کیا مگر جاڑے کي
شدت سے اس ارادے سے باز رہا یہاں تک کہ اپني دارالسلطنت میں بھي
جب داخل ہوا کہ کئي سو آدمي اور گھوڑے جاڑوں کے صدقے گئے *

محمود ادھر مصروف رہا اور سکپال نے اودھر بت‌پرستي اختیار کي
اور بجاے خود باغي ہوگیا مگر محمود اُسپر یک لخت آپڑا اور اُسکو
گرفتار کیا اور تمام عمر ایک قلعہ میں مقید رکھا *

راجہ اننگ پال نے جو محمود کا مقابلہ کیا تھا الیق خاں کے باعث
سے محمود اُسکا تدارک نکرسکا تھا مگر اب اُسکو مہمات ہندوستان پر توجہہ

† تاریخ فرشتہ تاریخ ڈي‌گگنیز تاریخ ڈي‌ہربي‌لاٹ صاحب

کي فرصت هاتهہ آئي تو اُسنے بهت سي فوج اکهٹي کي اور راجه سے لڑنے کے لیئے موسم بہار سنه ۱۰۰۸ع مطابق سنه ۳۹۹ هجري میں روانه هوا *

محمود کي چوتهي چڑهائي

اننگ پال بهي اُس خطرہ سے غافل نتها جو اسکو پیش آنیوالا تها چنانچه اسنے دور دور کے راجوں کے پاس ایلچي چلتے کیئے اور انکو اُس خطرہ سے بخوبي آگاہ کیا جسمیں وہ محمود کي فتوحات سے مبتلا هونیکو تهے اور استکباي ضرورت ثابت کي تهي که اپنے دین و دنیا کي حفظ و سلامت کي واسطے بہت جلد متفق هونا چاهیئے اور غالب یهه هی که یهه تقریر اسکي انکے ارادوں کے بهي موافق تهي که اونپر تاثیر اسکي بخوبي هوئي چنانچه اُجین اور کالنجر اور گوالیار اور قنوج اور دلي اور اجمیر کے راجوں نے باهم اتفاق کیا اور اپني اپني فوجیں اکهٹي کرکے پنجاب کي جانب روانه کیں اور حقیقت میں فوجیں آنکي اسقدر تهیں که آسوقت تک اسقدر فوج اکهٹي نهوئي تهي چنانچه محمود بهي اسقدر غیر متوقع بهیڑ بهاڑ کے دیکهنے سے متردد هوا اور جیسے که وہ همیشه چستي و چالاکي سے بیخطر گهسا چلا آتا تها بجاے آسکے دشمن کے سامنے ٹهرا اور پشاور کے پاس ایک جگهه مقام کیا اور دشمن کے حمله کا منتظر رها مگر اس قیام کے زمانه میں غنیم کي فوج روز روز بڑهتي جاتي تهي یهاں تک کی هندوؤں کي عورتوں نے سونے چاندي کي توموں کو گلاکر اور جواهرات کو بیچکر اس مقدس لڑائي کے ساز و سامان کے لیئے دور دور سے روپیه کي امداد بهیجي تهي چنانچه جب گاکر اور اور لڑاکا قومیں هندوؤں کي فوج میں شامل هوگئیں تو هندوؤں نے مسلمانوں کو گهیرا اور مسلمان اپنے مورچه بندي پر مجبور هوئے اگرچه محمود کسیقدر دل شکسته هوا مگر اپني شجاعت پر جما رها اور اپنے ٹهکانے کے استحکام سے فائدہ اٹهانا چاها چنانچه آسنے تیر اندازوں کا ایک بڑا گروہ اس نظر سے روانه کیا که هندوؤں کو بهڑکاکر مورچوں کي جانب حمله کرنے کو گرم و آمادہ

کریں مگر یہہ اُسکی تدبیر راس نہ آئی کہ نتیجہ اُلٹا ہوا یعنی گاڑوں نے تیر اندازوں کو یک قلم بھگا دیا اور باوجود اِسکے کہ خود محمود نے سعی و محنت کی اور آپ مقابلہ کیا تیر اندازوں کا تعاقب ایسے استقلال سے کیا گیا کہ اُن پہاڑیوں کا بڑا گروہ ننگے سر ننگے پانوں طرح طرح کے ہتیار باندھے ہوئے فوج محمود کے دونوں بازوؤں میں پھیل پڑے اور اُسکے سواروں میں بڑے غیظ و غضب سے گرے اور تلواروں اور چھروں سے گھوڑوں سمیت زخمی کرنا شروع کیا یہاں تک کہ بات کی بات میں تین چار ہزار مسلمانوں † کو قتل کیا مگر ہندوؤں کے حملوں کا زور تھوڑا تھوڑا گھٹتا گیا یہاں تک کہ محمود کو دریافت ہوا کہ مخالف کا ہاتھی ہماری پریشانی کو دیکھکر جو فائدہ کی غرض سے آگے بڑھا تھا وہ تیروں کی بوچھار سے ‡ چونک کر میدان سے بھاگ گیا اور اِس حادثہ سے غنیم کی فوج میں کھل بلی پڑی اور اُنکی یہہ سمجھہ میں آئی کہ ہمارا سردار چھوڑ کر بھاگ گیا چنانچہ پہلے تو اُنہوں نے کوشش میں تساہل کیا اور آخرکار ادھر اودھر ہوکر پریشان ہوگئے محمود نے اُنکی پریشانی سے جلد فائدہ اوٹھایا اور دس ہزار آدمی اُنکے پیچھے بھیجی اور پہلے اِس سے کہ وہ کسی امن کی جگہہ پہونچیں بیس ہزار آدمی اُنکے قتل کیئے *

نگر کوٹ کے مندر کا لوٹنا

اِس خدا داد فتح کے بعد اُن ہندوؤں کو دوبارہ جمع ہونیکی فرصت نہ ملی چنانچہ محمود اُنکے پیچھے پیچھے پنجاب میں گھستا گیا اور

---

† پرایس صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۳۴

‡ اصلی تاریخ میں تیروں کی جگہہ توپیں اور بندوقیں مندرج ہیں اگرچہ برگز صاحب اِس مشکل کو بطور معقول حل کرتے ہیں یعنی جو لفظ فارسی میں توپ اور بندوق کے معنوں میں مستعمل ہوا اُسکو کچھہ بدلنے سے اُسکے معنی تیروں اور نفط کے گولوں کے ہوتے ہیں مگر تمام قلمی نسخے اُس لفظ کے توپ اور بندوق ہونے پر متفق ہوتے ہیں اِس لیئے برگز صاحب حیران ہیں اور اُنکو یہہ شبہہ ہی کہ مورخ نے کسی اور زمانہ کے واقعہ کو سہواً یہاں لکھدیا غرض کہ ہمنے وہ معنی اختیار کیئے جو سیدھے سادے ہیں

جلد انكو ايسا منتشر پايا كه اُسكو اڈني فرصت هاتهه آے كه لوٹ كهسوٹ
كے ارادے جو اُسكے دل ميں مقرر تهے اور اُنكے خيالوں سے نهايت خوش
هوا كرتا تها پورے كرے چنانچهه منجمله اُنكے ايك ارادے كے پورے كرنيكا
موقع هاتهه آيا يعني نگر كوٹ كے لوٹنے كا ارادہ كيا اور حقيقت اُسكي يهه
تهي كه وہ ايك مندر نهايت مضبوط و مستحكم ايك پهاڑ كي بلندي پر
جو كوہ همالہ كے بائيں سلسلہ ميں هي واقع تها اور ايك قدرتي شعلہ كے
باعث سے جو اُس مندر كے احاطہ ميں زمين سے نكلتا هي وہ نهايت
مقدس سمجها جاتا تها اور مدتوں سے برابر هندو راجاؤں كي نذروں اور
چڑهاؤوں سے مالا مال تها اور قرب و جوار كے شهروں كي مال و دولت كا
بڑا حصه وهاں مجتمع تها غرضكه بقول تاريخ فرشته كے دنيا كے بادشاهوں
كے خزانوں كي نسبت بهت كچهه زيادہ سونا چاندي بهاري موتي اور
تمام قيمتي جواهرات اُس مندر ميں موجود تهے *

اُيسي جگهه كے لوگ دعاوے كرنے والوں كا مقابله بخوبي كرتے
مگر اتفاق يهه هوا كه اُس قلعه كي فوج اُس بڑي چڑهائي ميں گئي
هوئي تهي جو محمود پر هوئي تهي چنانچهه جب محمود اُس مندر
كي فصيل تك پهونچا تو بيچارے پوجاريوں كو گرد اُسكے بے سرو سامان
كهڑے هوئے ديكها يهانتك كه اُنهوں نے پكار كر جان بخشي چاهي اور
بلا شرط اُسكي اطاعت قبول كي محمود نے جان اُنكي بخشي اور افسروں
وغيرہ سميت اُس مندر ميں داخل هوا اور جو خزانے كه وهاں مجتمع
تهے اُنپر قبضه كيا بيان كياگياهي كه سات لاكهه دينار طلائي اور سات سو من
سونے چاندي كي تختياں اور دو سو من زر خالص كي اينٹيں اور دو
هزار من كچي چاندي اور بيس من جواهرات جسميں موتي مونگے
هيرے پهوكراج راجه بهيما كے وقت سے جمع تهے محمود كے قبضه ميں
آئے † *

† من مختلف وزنوں كے هوتے هيں چنانچهه عرب كا من سب سے كم وزن كا

محمود اِس بڑي غنیمت کو لیکر غزني چلا گیا اور دوسرے سال اُسنے ایک جشن آراستہ کیا جسمیں هندوستان کي غنیمت لوگوں کو دکھائي جو سونے چاندي کي چوکیوں اور میزوں پر کمال آرایش اور نہایت خوبي سے چني گئي تھي اور یہہ جشن ایک بڑے میدان میں تین دن تک قائم رھا اور تماشائیوں کي خاطر بہت عمدہ عمدہ کھانے تیار کیئے گئے اور بڑے کر و فر سے ضیافت ہوئي اور محتاجوں کو خیرات دي گئي اور ایسے شخصوں کو بڑے بڑے اِنعام اور بھاري بھاري خلعتیں عطا ہوئیں جو اپنے مرتبہ یا لیاقت یا ریاضت کے سبب سے مشہور و ممتاز تھے *

فتح کرنا محمود کا ملک غور کو

سنہ ۱۰۱۰ ع مطابق سنہ ۴۰۱ هجري میں هرات کے مشرقي پہاڑونمیں غور کے بڑے ملک پر محمود نے آپ بذات خاص لشکر کشي کي اور اُس ملک میں سور کي قوم افغانوں کي آباد تھي اور وہ پہلے مسلمان هوچکے تھے جبکہ یہہ ملک سنہ ۱۱۱ هجري میں خلیفوں کے عہد دولت میں تمام مفتوح هوچکا تھا اگرچہ سردار اِس قوم کا ایسي جگہہ قیام پذیر تھا کہ اُسپر دھاوا ممکن نتھا مگر محمود نے اُسکو ایسے نکالا کہ وہ آپ مقابلہ سے حیلہ کرکے بھاگا (اگرچہ یہہ کام بہت بڑا خطرناک معلوم هوتا هی مگر مورخوں کے نزدیک سب آسان هی) اور جب کہ اُس سردار کو شکست فاحش هوئي تو زهر کھا کر مرگیا اور نام اُسکا محمد سور تھا اور اُسکے ملک کي فتح اِس لیئے زیادہ معلوم کرنے کي قابل هی کہ اُسیکے خاندان نے غزني کے خاندان کو تباہ کیا *

دوسرے برس محمود کے سرداروں نے صرف ایک پہاڑي ملک جرجستان یا غرغستان کو فتح کیا † جو دریاے مرغاب پر غور کے متصل واقع هی *

هی جو سیربھر کا هوتا هی اور تبریز کا مروج من ساڑھے پانچ سیر اور هندوستان کا پورے چالیس سیر کا هوتا هی (برگز صاحب کا حاشیہ تاریخ فرشتہ جلد ایک صفحہ ۲۸)

† نام اِس خطہ کا غور اور اُسکے آس پاس کے ملکوں کے بیان میں اکثر واقع هوتا هی تاریخ ابن هاکل کي رو سے موقع اِس خطہ کا معلوم هوتا هی (اوسلے صاحب

محمود کي پانچويں چڑهائي ہندوستان پر

غور والوں کي چهيڑ چهاڑ کے سبب سے محمود نے غور پر يورش کي ہوگي إس ليئے کہ جس سال ميں أسنے غور پر حملہ کيا أسي سال ميں وہ ہندوستان پر چڑهکر گيا يہہ أسکي ايک معمولي عادت ہوگئي تهي محمود إس مرتبہ ملتان کو فتح کرکے ابوالفتح خاں لودے کو مقيد کر لايا *

محمود کي چهٹويں چڑهائي ملک ہندوستان پر

بعد أسکے سال آيندہ ميں تها نيسرپر دور و دراز چڑهائي کي جو جمنا کے قريب واقع ہی اور وہاں کے مندر کو جو نہايت مقدس تها خوب دل کهولکر لوٹا اور بستي کو خاک سياہ کيا اور بيشمار آدمي قيد کرکے غزني کو ليگيا اور تمام رجواڑے أسکے مقابلہ کو لاؤ لشکر جمع کرتے رہگئے *

محمود کي ساتويں اور آٹهويں چڑهائيوں کا بيان

اگلے تين برسوں ميں کوئي بات إسبات کے سوائے بيان کے قابل نہيں کہ کشمير کي دو مہميں پوري ہوئيں مگر جب پچهلي مہم سے لوٹ آنے لگے تو فوج أسکي راہ سے بيراہ ہوگئي اور جاڑا ايسي شدت سے پڑا کہ بہت سے لوگ ضايع ہوگئے اور يہہ بات اچنبہے کي ہی کہ ايسے ملک ميں جہاں رسائي دشوار ہی دو حملے کيئے اور أن ميں بہت تهوڑي مصيبت اور دقت پيش آئي *

فتح کرنا محمود کا ماوراءالنہر کے ملک کو

بعد إن خفيف معاملوں کے ايک ايسي مہم محمود نے طی کي کہ أس سے سرحد أسکے ملک کي بحر کاسپيئن تک بڑهگئي إس ليئے

کا ترجمہ تاریخ ابن ہاکل صفحہ ۲۱۳ و ۲۲۱ و ۲۲۵) مورخان يورپ نے إس خطہ کو اکثر جارجيا کي جگہہ غلط سمجها ہی اور ڈي ہربي لاٹ صاحب نے إسي خيال سے خطہ مذکورہ کے بادشاہ کے خطاب کو روس کے بادشاہ کے خطاب سيزر سے مشتق کيا اور أسکے خطاب کو فارسيوں کي بري تحرير کے سبب سے کوئي توسر اور کوئي شر اور کوئي تشر اور کوئي نشر بيان کرتا ہی

اُس مہم کو محمود کي سلطنت کے بڑے کاموں میں شمار کرنا مناسب هی چنانچه ایلق خاں مرچکا تھا اور جانشین اُسکا طغا خاں ختن کے تاتاریوں سے سخت لڑائي میں مصروف تھا اور یهه لڑائي بخصوص دریاے اماس کي جانب مشرقي میں واقع هوئي تهي اور سنه ۱۰۱۲ ع سے لیکر سنه ۱۰۱۵ ع تک بموجب تحریر ڈي گگنیز صاحب واقعه جلد ۲ صفحه ۳۱ کے قایم رهي اور ماوراءالنهر کا ملک طغا خاں کے نهونے سے محمود کي نظر سے نچوکا اور هندوستان کي لڑائیوں میں وہ اسقدر مصروف نتها که وہ اُسکي ضرورت سے ایسے بڑے ملک کے فتح کرنے سے غافل رهتا غرض که معلوم هوتا هی که سنه ۱۰۱۶ ع مطابق سنه ۴۰۷ هجري میں سمرقند اور بخارا پر بلا مقابله قابض و متصرف هوا اور جو مقابله خوارزم میں پیش آیا اُس سے اُس ملک کے فتح هونے میں بہت توقف نهوا † *

محمود کي نویں مہم هندوستان پر

اِن مہموں کے بڑے ٹهاٹ ساماںوں سے دریافت هوتا هی که محمود نے جو ارادے هندوستان پر کیئے وہ بڑے وسیع اور فراخ هوگئے اس لیئے که

† ایلق خاں کي لڑائي سنه ۱۰۰۶ ع سے پہلے کي کوئي مہم محمود کي دریاے اکسیس کي جانب کسي مورخ نے بیان نهیں کي اور تاریخ فرشته والا اِس مہم محمود کا یهه باعث بیان کرتا هی که سلطان محمود کو شاه خوارزم کے قتل پر جس سے اُسکي بیٹي کي شادي هوئي تهي جوش آیا مگر ڈي هربي لاٹ صاحب اپني سرگذشت میں جو درباب سلطان محمود اُنهوں نے لکهي اور ڈي گگنیز صاحب بحواله تاریخ ابوالفداء کے جلد ۲ صفحه ۱۶۶ میں کمال استحکام سے یهه بات بیان کرتے هیں که وہ لڑائي ایک بغاوت کے مدافعت کے واسطے هوئي تهي اور خود صاحب تاریخ فرشته یهه بیان کرتا هی که سنه ۱۰۱۲ ع میں جو که محمود نے خلیفه سے یهه درخواست کي که وہ سمرقند کو حواله کرے اس سے دریافت هوتا هی که محمود نے اُس سال کو ماوراءالنهر کے فتح کرنے میں گذارا اور اس قیاس کي خاص وجهه یهه هی که اُس سال میں کسي اور مہم میں محمود کا بذات خود مصروف هونا بیان نهیں کیا گیا

اُس نے پنجاب کو چھوڑ کر جو اُسکے آنے جانیکا اب تک ایک راستہ تھا
یہہ ارادہ کیا کہ آگے کو سیدھے گنگا پر لشکرکشي کرے اور اپنے یا اپنے جانشینوں
کے لیئے هندوستان کے وسط تک راستہ آنے جانیکا کھولی چنانچہ جو جو
سامان اُس نے بہم پہونچاے وہ تمام اِس ارادہ کے شایان و مناسب تھے
غرض کہ بموجب تحریر تاریخ فرشتہ کے ایک لاکھہ سوار اور بیس هزار
پیادہ جمع کیئے اور یہہ فوج اُسنے تمام ملک کے حصوں میں سے اور
خصوص اُن حصوں میں سے جو اُسنے حال میں فتح کیئے تھے فراهم کي
تھي اور یہہ تجویز اُسکي اسلیئے نہایت معقول تھي کہ اُسکے ذریعہ سے
وہ سپاہ کام آئي جو پیچھے رهتي تو ایک بڑا اندیشہ تھا اور هندوستان
کي لوٹ میں اُنکو شریک کرنے سے رفیق اپنا بنایا *

سات بڑے دریاؤں اور ایسے ملک میں جسکي حقیقت ابتک دریافت نتھي
اور اُسمیں کوئي نہیں گذرا تھا تین مہینے کا اُسکو کوچ کرنا پڑا اور دریافت
هوتا هی کہ اُسنے اپني معمولي دانشمندي اور قدیمي آگاهي هوشیاري سے
اِس مہم کو طی کیا چنانچہ وہ سنہ ۱۰۱۷ ع مطابق سنہ ۴۰۸ هجري
میں پشاور سے روانہ هوا اور کشمیر کے آس پاس سے گذر کر پہاڑوں کے
پاس پڑوس میں لگا رها جہاں دریاؤں سے گذرنا کمال آساني سے ممکن
تھا یہاں تک کہ وہ دریاے جمن سے گذر گیا بعد اُسکے جنوب کے جانب
متوجہہ هوا اور قنوج کی بڑے دارالسلطنت کے سامنے یکایک آگیا *

قنوج کي فتح کا بیان

جن باتوں کے سبب سے یہہ شہر آراستہ پیراستہ اور بڑا مالا مال اور
نہایت پر رونق تھا اُنکا دریافت کرنا گونہ دشوار هی اگرچہ قنوج کے راجہ
کا ملک اور راجاؤں کے ملکوں سے زیادہ نتھا اور اِن راجاؤں کي لڑائیوں
اور رفاقتوں کي تاریخوں سے یہہ بھي بات ثابت نہیں هوتي کہ قنوج کے
راجہ کو اور راجاؤں کي نسبت حکم و اختیار کچھہ زیادہ حاصل تھا

مگر اُسکے دربار کي شان و شوکت اور دارالسلطنت کي جاه و حشمت کي
تعریف میں ہندو اور مسلمان مورخ ایک دوسرے سے سبقت لیجاتے ہیں
اور محمود کي فوج میں جو اثر اِس شاندار شہر کي بدولت حاصل
ہوا بیان اُسکا تاریخ فرشتہ میں مذکور هی † *

قنوج کا راجہ محمود کے مقابلہ کے واسطے بالکل آمادہ و مستعد نتھا
اور اپني بیکسي کا اُسکو اتنا یقین تھا کہ اُسنے آپ کو اپنے خاندان سمیت
محمود کے حوالہ کیا اور دریافت ہوتا هی کہ وہ ناچاري کي دوستي
جسکا آغاز اِسطور پر واقع ہوا دلي اور مضبوط و مستحکم تھي اِس لیئے
کہ سلطان محمود تین دن کے بعد بدون ایذا دهي اور ضرر رساني کے
قنوج سے روانہ ہوگیا اور جبکہ چند برسوں کے بعد جب کہ اور راجاؤں
نے باهم اتفاق کرکے قنوج کے راجہ کو اِس خطا پر سزا دیني چاهي تھي کہ
وہ اپني قوم کے عام دشمن سے جا ملا تھا تو محمود اُسکي امداد و اعانت
کے لیئے پھر واپس آیا *

متھرا کے لوگوں پر جو ہندوؤں کي بڑي تیرت تھي کچھہ ترس نکھایا
چنانچہ وہ بیس روز تک وہاں تھرا اور شہر کو لوٹا اور بتوں کو توڑا اور
مندروں کو خراب کیا اور فوج کے زور و ظلم سے شہر میں آگ لگي اور
اِس آگ کے لگنے سے رهنے والوں کي مصیبتوں کو بہت ترقي ہوئي *

بعضوں نے بیان کیا هی کہ مندروں کے مضبوط و محکم ہونے کے باعث
سے محمود اُنکو بیخ و بنیاد سے نہ اوکھاڑ سکا اور جو مسلمان بہت

† علاوہ اور مبالغہ کي تعریفونکے ایک ہندو مورخ (کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۷) بیان کرتا هی کہ قنوج کي شہر پناہ کا محیط تیس میل کا تھا اور ایک مسلمان مورخ لکھتا هي (میجر رنل صاحب کي کتاب صفحہ ۵۴) کہ اس شہر میں تیس ہزار پنواڑیوں کي دوکانیں تھیں اور بعضے مسلمان مورخ قنوج کے راجہ کو اِس طرح ممتاز کرتے ہیں کہ وہ تمام ہندوستان کا شاهنشاہ تھا اور محمود کے زمانہ سے ایک سو برس پیشتر ابن هاکل نے بیان کیا کہ ہندوستان کا بڑا شہر قنوج تھا (اوسلي صاحب کا ترجمہ تاریخ ابن هاکل صفحہ ۹)

تعصب نهین رکھتے وہ یہہ بیان کرتے ہین کہ محمود اُن مندروں کو اُنکی خوبصورتی کے باعث سے بچا گیا مگر اِس بات پر تمام مورخ متفق ہین کہ عمارات متھرا کی حسن و خوبی سے اُسکو نہایت حیرت ہوئی اور غالب یہہ ھی کہ جو تاثیر اُن عمارتوں کی محمود کی طبیعت پر ہوئی تو اُسیکے باعث سے اُسکی طبیعت میں مذہبی عمارتوں کے بنانے کا جوش اوٹھا † *

اِس مہم میں اور مہموں کی نسبت زیادہ تر برے حال پیش آئے چنانچہ مہابن میں جو متھرا کے پاس واقع ھی راجہ نے سلطان کی اِطاعت اختیار کی اور سلطان نے اُس سے اچھے معاملے برتے مگر اتفاق سے دونوں فوجوں کے سپاہیوں میں کوئی جھگڑا کھڑا ہوگیا اور ہندو قتل ہوئے اور دریا کی طرف بھاگ کر ڈوب گئے اور جب راجہ نے یہہ خیال کیا کہ مجھکو بادشاہ نے دغا دی تو اُس نے اپنے جورو بچوں کو مفت قتل کیا اور بعد اُسکے اُسنے اپنا بھی جھگڑا چکا دیا *

شہر منبج میں سخت مقابلہ کے بعد قلعہ کے کچھہ تھوڑے راجپوت قلعہ کے اُن مقاموں سے جسکو محمود نے توڑا سلطان کی فوج پر یک لخت آپڑے اور آپ کو ھلاک کیا اور باقی لوگوں نے آپ کو قلعہ کی فصیلوں سے گراکر پاش پاش کیا یا اپنے گھروں میں جورو بچوں سمیت آگ میں جل کر مرگئے یہاں تک کہ تمام گروہ میں سے کوئی زندہ نہ بچا علاوہ اُسکے بہت سے شہروں کو فتح کرکے بہت سے ملکوں کو ویران کیا اور بہت

† جو خط کہ محمود نے حاکم غزنی کے نام اِس شہر سے لکھا اُسکا خلاصہ مفصلہ ذیل یہہ ھی کہ اِس مقام میں ہزاروں عمارتیں ایسی مضبوط و مستحکم ہیں جیسے کہ پکی مسلمانوں کا ایمان مضبوط اور قوی ھی اور اکثر عمارات اُنمیں سنگ مرمر کی ہیں علاوہ اُنکے مندر بیشمار ہیں اور یہہ بات تحقیق ھی کہ لاکھوں دیناروں کے خرچ سے یہہ شہر اس مرتبہ کو پہونچا ھی اور ایسا شہر دو سو برس کے عرصہ سے کم میں تیار نہیں ہوسکتا (برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۱ صفحہ ۵۸)

سے غنیمت اور پانچہزار تین سو قیدی لیکر غزنی کو واپس آیا † *

محمود کي دسویں اور گیارھویں مہم کا بیان

جب کہ وسط ہندوستان کي راھوں سے محمود آگاہ ھوگیا تو سنہ ۱۰۲۲ع مطابق سنہ ۴۱۳ ھجري میں مہم مذکورہ بالا کے بعد ہندوستان پر دو حملے اور کئي اور ان دونوں حملوں کے درمیان ایک عرصہ گذرا چنانچہ پہلا حملہ راجہ قنوج کي امداد و اعانت کے واسطے کیا تھا مگر حسب اتفاق اُسکے پہونچنے سے پہلے پہلے کالنجر واقعہ بندیل کھنڈ کے راجہ نے قنوج کے راجہ کو قتل کیا چنانچہ محمود نے کالنجر کے راجہ پر لشکر کشي کي مگر اس لشکرکشي اور آیندہ لشکرکشي پر جو سنہ ۱۰۲۳ع مطابق ۴۱۴ ھجري میں کي گئي کوئي فائدہ مستقل مترتب نہوا *

محمود کا پنجاب پر مستقل تصرف کرنا

منجملہ ان دونوں مہموں کے پہلي مہم میں ایک واردات کے پیش آنے سے سلطان کي بڑي بڑي فتوحات سے بھي بڑھکر بڑا مستقل اثر ظاھر

---

† حال اس تمام مہم کا تاریخ فرشتہ میں صاف صاف مندرج نہیں مگر فرشتہ میں اُن فارسي مورخوں کے کلام نقل کئي ھیں جو اپنے ملک کے موسموں کے لحاظ سے محمود کے کوچ کا زمانہ بہار کا موسم بتاتے ھیں مگر اصل یہہ ھی کہ اُسنے بہار کے موسم میں کوچ نہیں کیا اسلیئے کہ اگر وہ بہار میں کوچ کرتا تو پایاب اوترنیکي جستجو نکرتا ھاں خاص قنوج میں برسات کے شروع میں پہونچا ھوگا بعد اُسکے جو کوچ ھوئے وہ تمام کوچ سب برسات میں دریاؤں کي چڑھائي پر کئے ھونگے اور غالب یہہ ھی کہ پہاڑوں پر برف پڑنے سے پیشتر پشاور میں پہونچا ھوگا اور ماہ نوامبر کے اغاز میں دریاے اٹک سے پار اُترا ھوگا اور اُسکي کوچوں کي تفصیل اس سے بھي خراب بیان کي ھی چنانچہ پہلے وہ قنوج پر گیا اور پھر لوٹ کر میرٹھہ پر گیا اور پھر متھرا پر حملہ کیا مگر اُسکے آنے جانیکا کوئي نشان پتا باقي نہیں کہ وہ کس راہ سے آیا گیا ھاں غالب یہہ تھی کہ وہ میرٹھہ کي راہ کو آیا مگر یہہ تحقیق نہیں کہ وہ کس راہ سے واپس گیا برڈ صاحب نے اپني تاریخ گجرات کے دیباچہ کے صفحہ ۳۱ میں اسمقدمہ کي بہت عمدہ چھان بین کي تھی

هوا یعني جیپال ثاني جو لاهور کي سلطنت میں اننگ پال کا جانشیں هوا تها اپنے تخت نشیني کے وقت سے کسیقدر نزاعوں کے بعد همیشه سلطان سے اچهي خاصي طرح رهتا رها مگر اس مهم میں اُسنے بدبختي سے سلطان کا مقابله کیا اور اُسکو قنوج کے جانے سے مانع مزاحم هوا چنانچه آخر نتیجه اُسکا یهه هوا که لاهور اور اُسکے تمام اضلاع ضبط هوئے اور غزني کے شامل کیئے گئے اور دریاے اٹک کے جانب شرقي پر فوج اسلام کي مستقل رهنے کي یهي پهلي بار تهي اور بلاد هندوستان میں مسلمانوں کي آینده بادشاهي کے لیئے یهي بنیاد تهي *

بعد اُسکے سنه ۱۰۲۴ع مطابق سنه ۴۱۵ هجري میں ماوراءالنهر کي طرف سلطان متوجهه هوکر بنفس نفیس اُس جانب کو روانه هوا اور وهاں کے باغیوں کي سرکوبي کرکے غزني کو مراجعت فرمائي *

قنوج کي بڑي مهم کے بعد یهه معلوم هوتا هی که محمود کو لوٹ مار کے حملوں کا مزا نرها چنانچه جو حملے که اُسنے بعد اُسکے کئي جنکا بیان ابهي هوچکا وه اپني رضا و رغبت سے نکئي تهے دریافت هوتا هی که اس زمانه میں اُسنے هوش حواس اپنے جمع کرکے یهه ارادہ مصمم کیا که ایسي جد و جهد عمل میں لاني مناسب هی که اگر نام اپنا اسلام کي بڑي ترقي دینے والوں میں درج نه هووے تو ادنی درجه یهه هی که بت‌شکنوں میں مندرج هو جاوے اور میں بت‌پرستي کے حق میں وبال سمجها جاؤں *

بارهویں مهم سومنات کے مندر پر

یهه مهم اُسنے ایسي کي که جهاں کهیں مسلمان بستے رستے هیں وهاں یهه مهم اُسکي بطور عمده نمونه جهاد کے مشهور و معروف هی *

واضح هو که یهه سومنات جزیره نما گجرات † کے جنوبي کناره پر بڑا معزز اور عمده مندر تها اگرچه حال اس مندر کا هندوستان میں تاریخ

† هندوستان کے لوگ اس گجرات کو سورٹهه اور کاٹهیاوار کهتے هیں

مہمات محمود سے خصوصاً دریافت ہوا مگر معلوم ہوتا ہی کہ اُس عہد میں مندر یہہ بڑا مالا مال اور بڑي مشہور ‡ تیرتھ تھي *

اس مقام کے پہونچنے میں اُس دور دراز سفر کے علاوہ جو آباد ملکوں میں اُسنے کیا تین سو پچاس میل کے چوڑے چکلے ریگستان اور سخت چکني متي کے میدان کو لپیتا جہاں پاني چارے کي قلت اور دقت تھي اور حق یہہ ہی کہ اس زمانہ میں کسي رفیق کے ملک میں بھي لاو لشکر سمیت گذرنا بہت بڑا کام ہی اور پہلے پہل کے گذرنے اور خصوص ایسي صورت میں کہ غنیم کي فوج کا مقابلہ ممکن و متوقع تھا صرف دلیري ہي درکار نتھي بلکہ ہنر بھي درکار تھا *

ماہ ستمبر سنہ ١٠٢٣ع مطابق سنہ ٤١٥ ہجري میں فوج اُسکي غزني سے روانہ ہوئي اور ماہ اکتوبر سنہ مذکورہ بالا میں ملتان میں پہونچي بیس ہزار اونت رسد لیجانے کے لیئے اکھتے کیئے تھے اور باوصف اسکی تمام فوج کو یہہ تاکید تھي کہ جہاں تک ممکن ہو پاني چارے کا سامان مہیا رکھنا چاہیئے اگرچہ فوج کي تعداد بیان نہیں کي گئي مگر کہتے ہیں

---

‡ بیاں کیا گیا کہ دو دو تین تین لاکھہ معتقد چاند سورج کے گہن کے دنوں وہاں اتے تھے اور مختلف راجاوں نے دوہزار گانوں اس مندر کے پوجاریوں کے لیئے مقرر کئي تھے اور دو ہزار پوجاري اور پانسو ناچنے والیاں اور تین سو گویہ اس مندر سے متعلق تھے اور اُسکی گھنتي کي زنجیر جسکو پوجنے والے بجاتے تھے دو سو من سونے کي تھي اور ہر روز اُسکے بت کو گنگا کے پاني سے نہلایا جاتا تھا جو ہزار میل کے فاصلہ سے آتا تھا اور یہہ پچھلا بیان زمانہ حال کے طور طریقوں سے درست معلوم ہوتا ہی اور اور چیزیں جو اس مندر میں کے بیان ہوئے ہیں وہ ایشیا والے مورخوں کی حسب عادت بلا تعداد لکھي ہیں واضح ہو کہ اگر زنجیر کے من تبریزي تصور کیئے جاویں اور یہي غالب ہی تو وہ زنجیر دس لاکھہ روپیہ سے زیادہ قیمت کي ہوگي اور اگر عربي من مراد رکھے جاویں تو بیس ہزار روپیہ سے کم کي ہوگي *

واضح ہو کہ تبریزي من مثقالوں کے حساب سے چھہ سو مثقال اور تولوں کي رو سے دوسو تولہ کا اور عربي من دو رطل کا اور رطل مثقالوں کے حساب سے نوہ مثقال اور تولوں کي رو سے اتھائیس تولہ ساڑے چار ماشہ کا ہوتا ہی اور جہاں کہیں مطلق من بولا جاتا ہی وہاں تبریزي من مراد ہوتا ہی مترجم

که بہت سے لوگ اکسیس کے پار رهنے والے اپني رضا و رغبت سے بلا تنخواه اُسکے همراه هوگئے تهے اور جستدو که ان لوگون کو دین کي حرارت اور مذهب کا جوش دامنگیر تها اُسیقدر لوت مار کا شوق اور بڑے بڑے کامون کي تمنا دلپذیر تهي † *

جب که محمود نے کوچ کا سامان پورا کیا تو وه میدان مذکور سے بلا دشواري گذر گیا اور اجمیر کے پاس اُسنے اچهي طرح جماو اپنا کیا جو هندوستان میں عمده زرخیز خطه هی اگرچه هندو لوگ اس طوفان کے جماو سے ناواقف نتهے مگر اُنکو یهه بهي توقع نتهي که وه طوفان ایسے مکان پر جو ایسے میدان کے درمیان پڑنے سے مامون و محفوظ هی بهت بیطرح یک لخت اجاویگا محمود کے یکایک آجانے سے اجمیر کے راجه کو بهاگنے کے سوا کوئي چارا نسوجها غرض که ملک اُسکا بیچراغ کیا گیا اور دارالسلطنت جو باشندوں سے خالي رهي تهي . تاخت و تاراج کردیئے گئے مگر وه قلعه جو پہاڑ پر شهر کي پشت و پناه هے فتح نهوا اور جو که محمود کا مطلب نه تها که آپ کو محاصروں میں مصروف و مشغول رکهے تو اُسنے اپنا سفر جاري رکها جو اب کمال اسان اور نهایت سهل هوگیا تها اور غالب یهه هی که وه جس راه سے سومنات پر گیا وه راه تهي جو اربلي پهاڑ اور میدان مذکوره بالا کے درمیان میں واقع هی گجرات کے شهروں میں سے جس مشهور شهر میں وه پہلے پہل پهونچا وه انهل پاڑه تها جو ان دنوں دارالسلطنت تها اور ایسا یکایک پهونچا که وه راجا شهر کے چهوڑنے پر مجبور هوا باوصف اسکے که هندوستان کے راجاؤں میں بہت بڑا راجه تها اگرچه محمود کو یهه بڑي فتح نصیب هوئي مگر اُسنے اپني توجهه کو پابند اُسکا نکیا اور اپنا کوچ و سفر قایم رکها چنانچه آخرکار اپني منزل مقصود کو پهونچا اور اُسنے یهه ملاحظه کیا که وه مندر ایک

† برگز صاحب نے ترجمه تاریخ فرشته کے جلد ایک صفحه ۶۸ میں ان لوگو ں کي تعداد بیس هزار لکهي هی

ایسے جزیرہ نما میں واقع هی جو ایک خاکنائے مضبوط و مستحکم کے ذریعہ سے هندوستان کے بر اعظم سے ملا هوا هی اُس مندر کی فصیلوں پر جگہہ جگہہ پہرہ بندی تھی اور جب کہ محمود نے پڑاو ڈالا تو مندر سے ایک قاصد آیا اور اُسنے دیوتا کی طرفسے تباهی بربادی کی دهمکیاں سنائیں اور یہہ بات کہی کہ همارا دیوتا تجھکو خراب کریگا اور تیرا کیا مقدور هی کہ تو همارے دیوتا کا مقابلہ کرے مگر محمود نے اُن دهمکیوں کی کچھہ پروانکی اور اپنے تیراندازوں کو فصیل کے پہرہ والوں کے مقابلہ پر لایا چنانچہ اُنہوں نے مندرکی فصیلوں کو پہرہ والوں سے پاک صاف کردیا اور جب کہ وہ پہرہ والے وهانسے بھاگے تو دیوتا کے قدموں پر گرے اور آنسو بہا کر دیوتا سے مدد مانگی اور اسلیئے کہ جیسے راجپوتوں کی همت بہت جلدی سے هار جاتی هی ویسے هی اسانی سے جوش بھی اُنکو آتا هی تو جب اُنہوں نے اُن مسلمانوں کی تکبیر سنی جو فصیل پر چڑھی آتے تھے تو اُنکی همت بندھی اور ایسی بہادری سے پیش آئے کہ مسلمانوں کے پانو اوکھڑ گئے اور بہت سا نقصان اوٹھاکر پس پا هوئے *

بعد اُسکے جب مسلمانوں نے دوسرے دن حملہ کیا اور روز اول سے کچھہ زیادہ نقصان اُٹھایا تو محمود نے عام حملہ کا حکم دیا اور جب اُنہوں نے فصیل پر زینے لگائے تو محصوروں نے کمال بہادری سے اُنکو سرکے بل گرایا جس سے اُنکا یہہ ارادہ سمجھا گیا کہ وہ مندر کی امداد و اعانت پر آخر دم تک آمادہ و مستعد رهینگے *

تیسرے دن پاس پڑوس کے راجاوں نے جو مندر کے چھوڑانے کے لیئے اکھٹے هوئے تھے لڑائی کی صفیں آراستہ کیں چنانچہ محمود اسباب پر مجبور هوا کہ اُسنے مندر کا پیچھا چھوڑا اور نئے دشمنوں کا سامنا کیا غرض کہ یہہ لڑائی بڑے زور و شور سے هوئی اور هنوز فتح مشتبہہ اور دو پہلو تھی کہ انہل واڑہ کا راجہ بہت سی نئی فوج لیکر هندوؤں کی کمک کو آیا اور اسلیئے کہ مسلمانوں کو فوج دشمن کے اسقدر قوی هوجانے کی توقع نتھی

تو پانوں أنکے اوکھڑنے لگی اور همت انکي ٹوٹنے لگي یہاں تک که محمود
اس بڑے وقت میں خدا کے سامنے گڑگڑایا اور سجده سے جلد اُٹھکر
گھوڑے پر سوار هوا اور فوج کے دل ایسي قوت سے بڑھائے که وہ لوگ ایسے
بادشاہ کو چھوڑ نسکے جسکے ساتھہ اکثر اُنھوں نے خونریزیاں کیں تھیں
غرض که باهم هوکر ایسي زور و قوت سے تکبیر کہکر یک لخت ٹوٹے که
روک ٹوک أنکي نہایت دشوار تھي اور اس حمله کي بدولت پانچ هزار
هندو مارے گئے اور فوج أنکي ایسي تباہ هوئي که مندر کے سپاهیوں کو
بھي بچنے کي کچھہ آس نرهي چار هزار آدمي جان لڑا کر مندر سے نکلے
اور کشتیوں میں سوار هوئے اگرچه مسلمانوں کے هاتھہ سے بہت سا نقصان
أٹھایا مگر سمندر کي راہ سے جان بچاکر نکل گئے *

جب که یہه بڑي فتح نصیب هوئي تو محمود أس مندر میں داخل
هوا اور اُس کي عمارت کي شان و شوکت دیکھه کر جسکي بلند چھت ایسے
چھپن ستونوں کے سہارے کھڑي تھي جو طرح طرح کے نقش و نگاروں سے
آراسته اور قیمتي جواهرات کے بیل بوٹوں سے پیراسته تھی سخت حیران
رها أس مندر میں باهر کي روشني نہیں آتي تھي بلکه أسکي چھت کے بیچ
ایک زنجیر سونے کي تھي جسمیں ایک چراغ اویزاں تھا اور أسکي
روشني سے وہ مکان روشن تھا اور دروازہ کے سامنے سومنات دیوتا کھڑا تھا
جو پورے پانچ گز کا تھا منجمله أنکے دو گز زمین کے اندر اور تین گز زمین
سے باهر تھا اور جب که محمود نے أسکے توڑنیکا حکم دیا تو پوجاري
لوگ اُسکے پانوں پر گرے اور بہزار منت خوشامد یہه درخواست کي
که اگر آپ اس دیوتا کو نتوڑیں تو هم لوگ بہت سا روپیه بطور تاوان ادا
کریں چنانچه محمود نے تامل کیا اور أسکے درباري لوگ اسي بات پر
آماده هوئے اور أنکو یہه یقین تھا که وہ اسي بات پر جما رهیگا مگر محمود
نے ایک لمحه کے بعد یہه بات اواز بلند سے کہي که میري خواهش هی
که بت فروشي کي نسبت بت‌شکني کي حیثیت سے زیاده تر یاد اپني

باقي رهي چنانچه اُسنے گرز اپنا اپنے هاتهه سے مارا اور فوج نے اتباع اُسکا کیا غرض که وه بت جو سارا کهوکهلا تها پاش پاش هوگیا اور اُسکے پیٹ کے اندر سے اتنے جواهرات نکلے که تاوان کا بڑا عیوض هوا اور دو ٹکڑے اُس بت کے مکه مدینه بهیجے گئے اور دو ٹکڑے اُسکے غزني کو روانه کیئے گئے منجمله اُنکے ایک ٹکڑا دیوان عام میں رکها گیا اور ایک ٹکڑا جامع مسجد کي نذر کیاگیا اور یہاں تک رها که تاریخ فرشته والی کے وقت تک موجود تها † *

جو خزانه که اس مهم کي بدولت هاتهه آیا وه پہلي مهموں کي غنیمتوں سے بهت زیاده تها یہاں تک که ایشیا کے مورخ بهي باوجود اپني زیاده گوئي کے سونے چاندي اور جواهرات کي تعداد وزن سے عاجز آئی *

اس عرصه میں انهل واڑه کے راجه نے گندابه کے قلعه میں پناه پکڑي تهي جو سمندر کے حفظ و آمان میں محفوظ و مامون تها اور جب که محمود کو یهه حال دریافت هوا که سمندر کے آثار پر اُس قلعه تک رسائي ممکن هی اگرچه خطره سے خالي نهیں تو فوج اپني لیکر پاني میں گهسا اور دهاوا کرکے قلعه کو فتح کیا مگر راجه هاتهه نه آیا *

محمود کا نئے راجه کو قایم کرنا گجرات میں

جب که محمود نے اسطور پر فتح پائي تو وه انهل واڑه کو روانه هوا اور غالب هی که وه برسات میں وهاں مقیم رها اور اُس ملک کي آب وهوا کي خوبي اور زمین کي زر خیزي سے استدر محظوظ هوا که اُسکی دل میں یهه خیال آیا که چند برسوں کے لیئے اُسکو دارالسلطنت قرار دے اور هندوستان کي باقي مهموں کے لیئے اسي جگهه سے روانه هوا کرے

† یهه بیان جو بالا مذکور هوا تاریخ فرشته والے کا بیان هي اور مندر کے کسي بت کي نسبت وه بیان صادق هوگا مگر حقیقت یهه هی که جس چیز کي پوجا سومنات میں هوتي تهي وه کوئي بت نتها بلکه ایک سیدها سادها پتهر کا ایک اسطوانه تها (پرافسرولسن صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحه ۱۹۴)

معلوم هوتا هی کہ محمود اسوقت ایسا بلند نظر هو گیا تھا کہ اُسنی مختلف مہموں کے سر کرنیکے لیئے جہازوں کا بیڑہ بنانا چاها مگر خیالات اُسکے سکندر کے سے خیالات نتھے یعني اُسکے جي میں یہہ بات نتھي کہ حالات سمندر کي تجسس کا فخر بهي حاصل کرے بلکہ خیال اُسکا یہہ تھا کہ لنکا کے جواهرات اور پیگو کي کانیں اُسکی هاتهہ آویں چنانچہ اُسکے وزیروں نے اس ارادہ سے باز رهنی کي اُسکو مشورت دي اور وہ بهئ فکر و غور کے بعد اُنکے متفق هوا اگرچہ ان دنوں بهي گجرات کا راجہ کچهہ تهوڑے فاصلہ پر موجود تھا مگر بادشاہ کي اطاعت سے سرتاب تها اور جب کہ محمود نے یہہ حال دیکھا تو اُسکو ایک ایسے شخص کي تلاش هوئي کہ گجرات کي حکومت اُسکو عطا کرے اور وہ ایسا معتمد هووے کہ اداے خراج میں حیلہ بهانہ پیش نکرے چنانچہ اُسنی ایک شخص ایسا پایا کہ وہ گجرات کے قدیم راجا کي اولاد تها مگر وہ دنیا چهوڑ بیٹها تها اور فقیروں کي طرح اوقات اپني بسر کرتا تها اور اُسکي نسبت یہہ تصور کیا کہ اوروں کي نسبت اس شخص سے اطاعت کي توقع زیادہ هوسکتي هی * †

جس خاندان سے یہہ شخص منتخب هوا تها اُسي خاندان کا ایک اور آدمي گدي کا دعوی دار تها مگر محمود نے بحسب تقاضاے وقت اُسکو نظر بند کیا اور جب کہ محمود نے گجرات سے جانے کا ارادہ کیا تو اُس نئي راجہ نے منت سماجت سے یہہ عرض کیا کہ آپ اس شخص کو

---

† بیان کیا گیا هی کہ یہہ آدمي دابشلیم کي اولاد تها جو ایک قدیم راجا تها اور ایراني مورخ بیان کرتے هیں کہ یہہ وہ راجا تها جسکے حکم سے پیلپاے کي کہانیاں تصنیف هوئیں تاریخ فرشتہ والے نے اُسکو اور ایک اور دعویدار حکومت کو ایک جدي قرار دیا مگر غالب یہہ هی کہ یہہ دونوں شخص چاورا خاندان کے تهے اور اُس خاندان کا وارث ماں کي طرف سے اُس راجہ کا باپ هوا جو محمود کے زمانہ میں چلوکا کے خاندان میں سلطنت کرتا تها (برڈ صاحب کا ترجمہ مرات احمدي صفحہ ۱۴۲ ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ایک صفحہ ۱۹۷)

میرے حوالہ کریں تاکہ میری سلطنت قایم رہے بلکہ اسکا حوالہ کرنا هي میری سلطنت کے قیام کا باعث هی چنانچہ بادشاہ نے اُس تبدیلی کو طلب کیا مگر اُسکے حوالہ کرنے پر راضي نهوا آخر کار اپنے وزیر کي اُس تقریر سے بمشکل راضی هوا کہ کافر بت پرست پر ترس کھانا ضروري نهیں اور راضي هونے کا بلاشبهہ باعث یہہ تھا کہ اُسکو یقین واثق تھا کہ وہ فی‌الفور گردن مارا جاویگا اور حقیقت یہہ تھي کہ وہ نیا راجا ایسا نا خدا ترس نہ تھا کہ اُسکے خون ناحق سے هاتهہ اپنے بهرتا چنانچہ اُس نے یہہ حکم دیا کہ تخت کے نیچے ایک گہرا گڑھا کھودا جاوے اور وہ شخص اُسمیں مقید کیا جاوے اور باقي عمر اپني اُسمیں بسر کرے مگر ایک انقلاب ایسا واقع هوا کہ دونوں کے نصیبوں نے پلٹا کھایا اور بقول مشہور کہ چاہ کن را چاہ درپیش وہ نیا راجا اُسي گڑھے میں † ڈالا گیا*

بیان اُن مصیبتوں کا جو واپسي کے وقت محمود کو پیش آئیں

جب کہ مقام گجرات میں محمود کے قیام پر برس روز سے زیادہ عرصہ گذرا تو اُسکو مراجعت کا خیال آیا اور یہہ بات اُسکو دریافت هوئي کہ جس راہ سے وہ آیا تھا وهاں اجمیر اور انہل واڑہ کے راجاؤں کي فوجیں گھات میں لگي بیٹھي هیں اور فوج اُسکي لڑائیوں کي مصایب اور آب و هوا کي خرابي سے کم اور تھوڑي هو گئي اور یہہ بهي خیال اُسکو هوا کہ وہ ادهوري فتح جو اُسکو هاتهہ آئي ایسي فوج کي

---

† یہہ بیان ڈي هربي لاٹ صاحب اور برڈ صاحب کے ترجمے مرات احمدي سے لیا گیا جسکا بیان تاریخ فرشتہ والی کے بیان سے زیادہ قرین اعتماد هي غرضکہ هم جب اِس بیان کو اُن انوکھي باتوں سے پاک صاف کرتے هیں جنکو مورخوں نے بیان کیا تو یہہ بات بعید از قیاس اور مسلمانوں کي بناوٹ نهیں کہ ایک باکھنڈي بھگتي قابو والی نے مکر و فریب سے ایسي انسانیت برتي هو

بربادي کا باعث هوگي جسکو ریگستان میں گذرنا اور دشمنوں سے دوچار هونا ضروري هی چنانچه اُسنے سنده کے مشرقي ریگستان میں نئي راه سے جانے کا اراده کیا اور جب وه روانه هوچکا تو گرمي شدت سے پڑنے لگي اور سفر کے شروع هوتے هي پاني چاره کي قلت سے اُسکے همراهیوں کو سخت تکلیف هوئي مگر یهه سختیاں اُن تین دن کي سختیوں کے مقابله میں بهت خفیف اور سبک تهیں جنمیں انکو اُنکے رهبروں نے بهٹکایا اور ایک بڑے ویران میدان میں کهانے پینے بدون خراب و آواره کیا اور جلتے ریتے اور کڑي دهوپ میں سفر کرنے سے پیاس کے تحمل کي تاب و طاقت نرهي اور نهایت مصیبتوں کے اوٹهانے سے برے برے فعل انسے صادر هوئے جنکي بدولت انکي مصیبت دوني هوئي چنانچه جلن کے مارے رهبروں کو طرح طرح سے تکلیف دي اور یهه یقین انکو هوگیا که یهه رهبر بهیس بدلے هوئے سومنات کے پوجاري هیں اور جو اس هتک و ذلت کے انتقام پر جو سومنات کو همارے هاتهوں پهونچي بڑے آماده و مستعد هیں چنانچه هر مسلمان کے دل پر نا اُمیدي چهاگئي یهانتک که بعض بعض دیوانه هوکر مرے اور بهت سے لوگ بري طرح ضایع هوئے اور جب که آخر کار ایک جهیل یا چشمه پر پهونچے تو اُنهوں نے یهه تصور کیا که خدا کي خاص عنایت سے یهه امر پیدا هوا *

مختصر یهه که وه ملتان کو پهونچے اور وهاں سے غزني کو روانه هوئے † *

---

† جب که هم حال اِن تمام سختیوں کا پڑهتے هیں تو یهه بات عجیب تر معلوم هوتي هی که واپسي کے وقت محمود اُس آسان راسته کو کیوں نگیا جو اٹک کے کنارے کنارے جاري تها اس لیئے که محمد قاسم کي مهم کے بیان سے اور افغانوں کے قریب هونے سے محمود اُس راه سے ضرور واقف هوگا اور ایک یهه ایسي بڑي غفلت هی که اُس سے یوں معلوم هوتا هی که اُس راه میں بعض بعض ایسی هرج هونگی جنکا نام و نشان اب باقي نهیں رها اور یهه بات اب تحقیق معلوم هوتي هی که جو میدان آج کل گرمي کے موسم میں سخت اوها اور برسات کے موسم میں ٹمک کي

بعد ان مصیبتوں کے محمود چین سے نہ بیٹھا چنانچہ سال مذکور کے اخیر پر کوہ جوڈ کے جاٹونکے گوشمالي کا ارادہ کیا جنھوں نے اُسکي فوج کو سومنات سے پھرتے ہوئے ستایا تھا غرض کہ ملتان کو واپس آیا اور ان لوٹیروں نے اُن جزیروں میں جاکر پناہ ڈھونڈي جو دریاے اٹک کي چھوٹي چھوٹي دھاروں سے محصور ہیں اور وہ دھاریں پایاب کے قابل نہیں اور اُنکے ذریعہ سے یعني ایک جزیرہ سے دوسرے جزیرہ میں چلے جانے سے وہ لوٹیرے تعاقب کے صدموں سے محفوظ رہ سکتے تھے مگر چونکہ محمود اِس چال

دلدل ہوجاتا ہی تو وہ اگلے وقتوں میں سمندر کا ٹکڑا تھا چنانچہ کچھہ کے شمالي بندروں کے روایتوں اور اُن میدانوں میں جہازوں کے ٹکڑے نکلنے سے امر مذکورہ بالا میں کوئي حجت باقي نہیں رهي بلکہ ہمارے سامنے جو تبدیلیاں بہت جلد جلد ظہور میں آئیں اُنسے یقین ہوتا ہی کہ آٹھہ سو برس کے اندر اندر جو سومنات کے فتح پر گذرے اُنسے زیادہ بڑي بڑي تبدیلیاں واقع ہوئي ہونگي (برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۹) ہم تصور کرتے ہیں کہ سومنات کي مہم میں تیز برس سے زیادہ زیادہ یعني ماہ اکتوبر یا نوامبر سنہ ۱۰۲۳ ع سے اپریل یا مئي سنہ ۱۰۲۶ ع تک صرف ہوا اور تاریخ فرشتہ والے کا یہہ بیان ہی کہ اُس مہم میں اڑھائي برس صرف ہوئے اور پرایس صاحب ایک مقام میں اڑھائي برس اور دوسرے مقام میں تین برس سے کچھہ زیادہ لکھتے ہیں (پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۹۱) مگر یہہ زمانے تاریخ فرشتہ والے کی اور زمانوں سے مطابق نہیں اِسلیئے کہ وہ بیان کرتا ہی کہ محمود ملتان سے ماہ اکتوبر سنہ ۱۰۲۳ع مطابق سنہ ۴۱۵ ہجري میں کوچ کیا اور سنہ ۱۰۲۶ ع مطابق ۴۱۷ ہجري میں غزني کو واپس گیا مگر ہمارے نزدیک سنہ ۱۰۲۶ ع کے آدھے سے کچھہ پہلے غزني میں آیا ہوگا اِسلیئے جو سختیاں اُسنے اُس بیابان میں اُٹھائیں وہ برسات میں پیش نہ آئي ہونگي اور زیادہ تر وجہہ یہہ ہی کہ اگر ایسا هي ہوتا تو اُس مہم کے لیئے وقت باقي نرهتا جو اُسي برس میں محمود نے جاٹوں پر کي تھي پس وہ اڑھائي برس جو فرشتہ والی نے لکھے ہیں اُسکي یہہ وجہہ ہوسکتي ہی کہ فرشتہ والی نے جو سنہ ۱۰۲۷ ع کیجگہہ سنہ ۱۰۲۶ ع میں محمود کي واپسي قرار دي ہی یہہ صاف اُسکي غلطي ہی مگر اُسیکے بیان سے دریافت ہوتا ہی کہ ایکہزار ستائیسواں برس اُس مہم میں صرف ہوا جو سلجوقوں پر ہوئی تھي (برگز صاحب کي تاریخ جلد ۱ صفحہ ۸۳) جب کہ یہہ فرض کیا جارے کہ محمود گجرات میں دو برس تک رہا تو یہہ بات دریافت کرني دشوار

سے واقف تھا تو اُسنے کشتیوں کا سامان مہیا کیا چنانچہ اُس نے فوج اپنی کشتیوں پر اوتاری اور دشمنوں کے خط و کتابت کو بند کیا اور اُنکی کشتیوں کو اپنے قبضہ میں کیا اور اُنکے جورو بچوں کو پکڑا جکڑا اور بہت سے جاٹوں کو قتل کیا † *

سلجوقوں کی پہلی بغاوت کا بیان

واضح ہو کہ منجملہ مہمات ہندوستان کے مہم مذکورہ بالا محمود کی اخیر مہم تھی چنانچہ بعد اسکے اور جانب کو چابکی چالاکی کی ضرورت پڑی اور وجہہ اُسکی یہہ ہوئی کہ سلجوق لوگ جو ایک ترکوں کی قوم تھی اور محمود کی سہل انکاری سے اُنہوں نے ترقی پکڑی تھی ایسے زبردست اور سینہ زور ہوگئے تھے کہ محمود کے ماتحت حاکمونکے زور و قابو سے باہر نکل گئے تھے چنانچہ اُسکو اُنکے مقابلہ کے لیئے آپ جانا پڑا غرضکہ ایک بڑی لڑائی پڑی اور دشمنوں نے شکست کھائی چنانچہ سنہ ۱۰۲۷ع مطابق سنہ ۴۱۸ ہجری میں اُنکو اِس بات پر مجبور کیا گیا کہ بدستور سابق اُسکی سلطنت کا آداب کیا کریں ‡ *

ہوگی کہ غزنی کے خط و کتابت کسطرح جاری رہی اور گجرات میں اِسقدر مدت تک کیوں پڑا رہا اِس لیئے کہ اُس عہد کے کوچ اور دھاؤں کا حال کسی نے نہیں لکھا

† یہہ بیان جو بالکل فرشتہ والے سے لیا گیا جب دریاے اٹک کے عرض و طول اور قرب و جوار کے جغرافیہ سے اُسکی مطابقت کی گئی تو بہت کوشش عمل میں آئی فرشتہ والے کے بیان سے واضح ہوتا ہی کہ محمود اٹک پر ایک عمدہ بحری فوج لایا اور سمندر کی لڑائی لڑا بیان اُسکا یہہ ہی کہ محمود نے اس مطلب کی نظر سے چودہ سو کشتیاں اکٹھی کیں تھیں اور ہر کشتی ایسی تھی کہ اُسمیں پچیس پچیس تیر انداز اور نیزہ باز سما سکتے تھے اور دشمنوں کے پاس چار ہزار جہازوں کا بیڑا اور بقول بعضوں کے آٹھ ہزار کشتیاں تیار تھیں غرض کہ سخت لڑائی واقع ہوئی مگر غالب یہہ ہی کہ محمود نے واپسی کے بعد اسی سال میں کشتیاں تیار کی ہونگی اور اُن پہاڑیوں کے پاس اُس سے زیادہ کشتیاں نہونگی بلکہ مجھکو اسبات میں شک و شبہہ ہی کہ تمام دریاے اٹک اور اُسکے آس پاس کے دریاؤں میں بھی ہزار کشتیاں بھی سما سکتیں تھیں یا نہیں

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۱ صفحہ ۸۲ اور ۸۳

محمود کا ایران کو فتح کرنا

بعد اُسکے محمود کو ایک ایسي بڑي فتح نصیب هوئي جسکي
بدولت زور اُسکا غایت کو پهونچا تفصیل اُسکي یهه هی که دیلم کا خاندان
جسکي حقیقت هم بیان کرچکے هیں تین شاخوں میں منقسم هوگیا تها
اور بہت سے انقلابوں کے بعد ایک شاخ اُسکي عراق عجم پر قابض رهي
تهي جو خراسان کي حد سے کردستان کے مغربي پہاڑوں تک همدان سے
کچهه آگے واقع هی اور جب که محمود تخت سلطنت پر بیٹها تها تو
تهوڑے دنوں بعد اُسکے سردار اِس شاخ کا مرگیا تها اور اپني حکومت
کو اپني بیوہ پر چهوڑ گیا غرضکه سلطان نے میدان خالي پاکر اُس حکومت
کو دبانا چاها مگر جب که اُسکي بیوہ کي طرف سے یهه خط آیا که
جبتک میرا لڑکا خاوند زندہ تها تبتک ایک طرحکا خوف اندیشهٔتجهسے
تها اور جب سے که وہ مرگیا تو تیري طرف کا کهٹکا باقي نرها اِسلیئے که
تو وہ بہادر هی که رانڈوں کے ستانیکا اِرادہ نکریگا اور ایسے جهگڑوں میں
پڑنے سے جس سے کوئي فائدہ نهیں اپني بات کو بٹا نه لگاویگا † تو محمود
اُس قصد سے باز رها اور اُس رانڈ سے شرما گیا اگرچه محمود نے اُس
رانڈ سے یهه معامله برتا مگر اُسکي بیٹے سے وہ سلوک نکیا اِس لیئے که
اس جوان گبرو کے عهد میں نهایت بد عملي رهي اور جو بغاوتیں که
آخر کار اُسکے باعث سے ظهور میں آئیں اُنکي بدولت بقول بعضوں کے
محمود سے لاچار هوکر اعانت چاهي یا خود محمود نے بلادرخواست اُسکے
مزاحمت کي اور اُسکي بگڑي سلطنت سے فائدہ اُٹهانا چاها چنانچه
اُس نے عراق عجم پر دهاوا کیا اگر اُسکي بد معاملگي نسمجهي جاوے
تو کیا سمجهي جاوے که اُسنے جوانمردي اور بهادري کے خلاف اُسکو
گرفتار کیا جس نے آپ کو مقام رے میں اُسکے حواله کیا اور بعد اُسکے

---

† ڈي هربي لاٹ صاحب اور پرایس صاحب اور گبن صاحب کا بیان

اُسکے تمام ملک پر قابض و متصرف هوگیا اور جب که قزوین اور اصفهان کے لوگ اُس سے بمقابلہ پیش آئے تو اُس نے اُس مقابلہ کا یہہ تدارک کیا که اُن شہروں کے کئی هزار باشندوں کو گردن مارا † *

محمود کي وفات کا بیان

یہہ تمام معاملے جو اب مذکور هوئے اُسکي سلطنت کے وہ پچھلے کام تھے جو اُسکي یادگاري کو بڑا دهبا لگا گئے اور جبکه وہ اپنے دارالسلطنت کو واپس آیا تو تھوڑے دنوں بعد بیمار هوا چنانچه ۲۹ اپریل سنه ۱۰۳۰ع مطابق سنه ۴۲۱ میں ‡ بمقام غزني مرگیا *

محمود نے مرنے سے تھوڑي عرصه پہلے یہہ حکم دیا که تمام خزانے سامنے لائے جاویں چنانچه جب بحسب الحکم اُسکے وہ خزانے اُسکے سامنے لائے گئے اور وہ دیر تک اُنکو حسرت سے دیکھتا رها اور اِس خیال سے آنسو بہائے که جلد اُن سے کنارہ کرنا پڑا غرض که کام ناکام اُن خزانوں سے رخصت هوا اور تھوڑا بہت اُن لوگوں پر تقسیم کیا جنسے وہ رخصت هونے والا تھا § *

محمود کي عادتوں کا بیان

بطور مذکورہ بالا سلطان محمود نے وفات پائي جو حقیقت میں اپنے زمانه کا بہت بڑا بادشاہ تھا اور مسلمانوں کے نزدیک هر وقت میں بڑا بادشاہ هی اگرچه بعض بعض اوصاف اُسکے بہت مبالغه سے بیان کیئے هیں مگر حقیقت یہہ هی که وہ بهر حال اُس شہرت کا مستحق تھا جو اُس نے حاصل کي تھي هوشیاري اور چستي و چابکي اور دلیرانه کاموں

---

† تي هربي لاٹ صاحب کي گفتگو در باب محمود صفحه ۵۲۱

‡ برگز صاحب کے ترجمه تاریخ فرشته کا جلد ۱ صفحه ۸۴ پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۹۴

§ غالب یہہ هی که سعدي شیرازي نے اسي سر گذشت سے محمود سبکتگین کي حکایت ماخوذ کي جسکو گلستاں میں نقل کیا

کي جسارت حد سے زیادہ رکھتا تھا اور ایسي بات کے ملاحظہ سے کہ اُسنے اپنے ملک سے اکثر باھر رھنے کے زمانہ میں اپني سلطنت کا انتظام و انجام بخوبي قایم رکھا یہہ امر صاف واضح ھی کہ وہ حکمراني کي عمدہ لیاقت رکھتا تھا اور اُسکي سلطنت کي فراخي و وسعت سے قابلیت اسکي اسلیئے ثابت نہیں ھوتي کہ اس زمانہ میں آس پاس کے ملکوں کا ایسا حال تھا کہ اُسکي بلند نظري اور الوالعزمي کے لیئے اس سے زیادہ خالي میدان تھے جنمیں اسنے دوڑ دھوپ کي جرأت و جسارت کي تھي اور اسکي سلطنت کے جلد خراب ھوجانے سے اُسکي اُس دانائي کو جو اُسنے اُسکے قایم کرنے میں برتے تھے بڑے پائہ کي نہیں سمجھہ سکتے اور ھندوستانکي مہمات سے بھي جنکي مصروفیت میں سارے کار و بار کو چھوڑا تھا ترتیب و انتظام کي کوئي علامت ظاھر نہیں ھوتي اور اُنکي بے ترتیبیوں اور ادھورے پن سے بھي اُسکو گہري سمجھہ بوجھہ والا نہیں کہہ سکتے بشرطیکہ یہہ تسلیم نہ کیا جاوے کہ اُسکے بڑے بڑے ارادوں نے اُسکي سلطنت کو ھندوستان میں جمنے اور بڑھنے ندیا *

معلوم ھوتا ھی کہ اُسنے ملکوں کے انتظاموں میں کوئي نئي بات اپني طرف سے ایجاد نہیں کي اور کوئي روایت بھي اس باب میں پائي نہیں جاتي کہ اُس نے کوئي نیا قانون اور قاعدہ جاري کیا *

اُسکي فخر و عزت کا واقعي سبب یہہ تھا کہ باوصف سپہ گري اور بہادري کے علوم و فنون کي ترقي میں نہایت سرگرم تھا اور یہہ خوبي اُسکے عہد میں عجیب تھي اور اب تک کوئي بادشاہ اُس سے سبقت نہیں لیگیا اور باوصف اِسکے کہ نہایت کا کفایت شعار تھا مگر فضل و ھنر کے مقدمہ میں نہایت فیاض تھا اور اسي سبب سے قدر و اقتدار اُسکي زیادہ ماني جاتي ھی چنانچہ اُسنے ایک بڑے مدرسہ کي بنیاد خاص غزني میں ڈالي اور مختلف زبانوں کي عجیب عجیب کتابیں اکٹھي کیں اور قدرتي عجائبات کا ایک عجایب خانہ بنایا اور اِس مدرسہ کے

قیام کے لیئے بہت سا روپیہ مقرر کیا اور طالب علموں اور فاضلوں کے وظیفوں کے لیئے ایک مستقل سرمائہ قرار دیا † اور ایک لاکھہ روپیے سالانہ کے قریب عالموںکی پینشن کیواسطے قرار دیئے اور علماء اور مشہور لوگوں کے ساتھہ ایسی طرح پیش اتا تھا کہ اُسکی دارالسلطنت میں اتنے علم و هنر والے جمع هوئے تھے کہ ایشیا کے کسی بادشاہ کو یہہ بات نصیب نہیں هوئی ‡ *

جن فضل و هنر والوں سے دربار اُسکا آراستہ و پیراستہ تھا منجملہ اُنکے دو چار کے ناموں سے یورپ والے واقف هیں چنانچہ یونصری ایشیا میں وہ پہلا شخص هوا جس نے شاعری § کی بدولت بڑا مرتبہ حاصل کیا مگر محمود کی شعرا پروری فردوسی طوسی کے باعث سے شہرہ آفاق هوئی اور فردوسی کے سبب سے طوس اُسکے وطن نے بڑا نام پایا *

محمود کے علمی شوق و ذوق کا حال زیادہ اِس شاعر کی تاریخ سے واضح هوتا هی اور جو کہ کہیں کہیں اِس تاریخ کے دیکھنے سے محمود کی عادتوں کا نقصان معلوم هوتا هی تو وہ تاریخ اِس وجہہ سے زیادہ معتبر اور دلچسپ ٹھرتی هی اور جبکہ محمود نے یہہ معلوم کیا کہ ایرانکے پہلے بادشاهوں کی شہرت اُنکے تعصب کے باعث سے بلاد ایران میں معدوم هونے والی هی تو اُسنے ایران کے آغاز قبضہ تصرف میں یہہ اشتہار جاری کیا کہ جو

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۱ صفحہ ۶۰

‡ جن لوگوں نے پہلے پہل فارسی کی ترقی میں کوشش کی وہ سامانی خاندان والے معلوم هوتے هیں چنانچہ تاریخ طبری کو جو ایک مشہور تاریخ هی اُسی خاندان کے ایک بادشاہ کے وزیر نے سنہ ۹۴۶ ع میں عربی زبان سے فارسی زبان میں ترجمہ کیا اور رودکی شاعر نے جو فارسی کا بڑا پرانا شاعر تھا اُسی خاندان کے ایک بادشاہ سے اسی هزار درم ایک کتاب اخلاق کی تصنیف کے صلہ میں پائے جسکی بنیاد اُسنے پیلے پایہ کی کہانیوں پر رکھی تھی گبن صاحب نے خاندان دیلم کو فارسی زبان کا شگفتگی بخشنے والا بیان کیا هی مگر ملک ایران میں جسکی بدولت فارسی کو کمال حاصل هوا وہ سلطان محمود هی تھا

§ کرنل کنیڈی صاحب کی تحریر بحوالہ دولت شاہ مندرجہ حالات بمبئی لٹریری سوسئیٹی جلد ۲ صفحہ ۷۵ اور اسی مقام میں اِس بات کی سند بھی موجود هی کہ رودکی کو انعام عطا هوا

شخص ایران کے اُن بادشاهوں اور دلاوروں کي تاریخ جو مسلمانوں کي فتح سے پہلے پہلے گذري بطور نظم تحریر کرے تو وہ بڑے انعام کا مستحق هوگا چنانچه پہلے پہل دقیقي شاعر جو اُن دنوں بڑا زبان اور مشہور تھا اس کام میں مصروف هوا مگر هزار شعر سے زیادہ لکھنے نه پایا تھا که اُسکے ایک نوکر نے اُسکو قتل کیا بعد اُسکے محمود کي فیاضي سنکر فردوسي اُسکے دربار میں حاضر هوا اور اس بڑي کتاب کو اُسنے ایسے کمال سے پورا کیا که اگرچه بعض بعض الفاظ اُسکے اب استعمال میں نہیں رهے مگر باوصف اسکے ایرانیوں کي کتابوں میں سے نہایت عمدہ اور عام پسند هی یہاں تک که یورپ والے بھي اُسکي رزم بزم کے مقاموں کي تعریف کرتے هیں اور تمام کتاب میں هومر شاعر کي سے سادہ بیاني اور شان و شوکت پائي جاتي هی علاوہ اُسکے اُس نظم کي یہه بات بیان کے قابل هی اور شاید اُس زمانه کے شاعروں کا بھي مذاق هووے که اوس نظم میں قدیم زبان فارسي کے لفظ استعمال کیئے اور کمال احتیاط سے الفاظ عربي کا برتاو نہیں کیا اگرچه یہه بات بالکل درست نہیں مگر کہتے هیں که ساتھه هزار شعروں میں ایک لفظ بھي ایسا نہیں که اصل اُسکي عربي هووے اور جب که وہ شاعر اُس کتاب کو تصنیف کرتا تھا تو گاہ گاہ محمود کو بھي سناتا تھا اور محمود اُسکے سنے سے باغ باغ هو جاتا تھا اور انعام اکرام دیگر ممنون اُسکا هوتا تھا مگر جب که بقول فردوسي تیس برسکے بعد یہه کتاب پوري هوئي تو انعام اُسکا ضخامت کتاب اور محنت تصنیف سے کچھه مناسبت † نرکھتا تھا چنانچه فردوسي نے اسکو قبول نکیا

---

† کہتے هیں که محمود نے هر شعر پر ایک درم کے دینے کا وعدہ کیا تھا اگرچه اُسنے سونیکے درم کا وعدہ کیا تھا مگر جب که وہ بھاري رقم اُسکے سامنے آئي تو اُسکو دیکھهکر اُسکي چھاتي پھٹ گئي چنانچه زبان کو بدلکر چاندي کے درم دینے لگا بہر حال اس سے واضح هوتا هی که اُسنے شعروں پر بہت سا روپیه دینے کا وعدہ کیا تو نہایت هوشیاري برتي اور یہه خیال اُسکا که یہه شاعر روپیه کي طمع سے نہایت عمدہ لکھیگا دلیل اسکي هی که اُسکو شعر فہمي کا بڑا سلیقه تھا
درم ساڑے تین ماشه کا هوتا هی (مترجم)

اور نیلا پیلا هوکر طوس کو چلاگیا اور محمود کي بڑي هجو لکهي اور اُسکے
انتقام و مواخذه سے اندیشه کرکے اُسکي قلمرو سے بوقت ضرورت نکل جانے
پر آماده رها مگر جب که محمود نے اُس نظم کي خوبي کو یاد کیا تو
اپني جوانمردي سے اُسکي هجو و مذمت کي پروا نکي اور اس قدر بڑا انعام
روانه کیا که وه اُسکي بڑي سے بڑي امید سے زیاده تها مگر یهه انعام ایسے
وقت پهونچا که ادهر سے یهه انعام آیا اور اودهر سے جنازه اُسکا نکلا اور جب
که اُسکي بیٹي کو خبر هوئي تو پهلے اُسنے اُسکو قبول نکیا مگر محمود کي
فهمایش سے آخرکار اُسکو قبول کیا اور طوس والوں کے آرام کے واسطے جهاں
باپ اُسکا پیدا هوا تها اور وه شهر اُسکو نهایت مانوس تها دریا کے کنارے
پر ایک گهاٹ کے بنانے میں وه روپیه صرف کیا *

محمود کي هجو آج تک موجود هی اور اُسیکي پڑهنے سے محمود
کے خاندان کا گهٹیا هونا اور خود محمود کا لوبهي لالچي هونا دریافت
هوتا هی ورنه اسقدر مدت تک ان بري باتوں کي یادگاري باقي نرهتي † *

جو عمارتیں که محمود نے متهرا اور قنوج میں دیکهیں تهیں یا تو
اُنکے دیکهنے سے عمارات کا نیا شوق اُسکے دل میں پیدا هوا یا پهلا شوق اُسکا
ترقي پکڑگیا غرض که بهر حال اُس مهم سے واپس انے پر یهه شوق اُسکا
کمال و خوبي سے ظاهر هوا چنانچه اُسنے ایک بڑي مسجد بنوائي جسکا
نام اُسنے عروس بهشتي رکها اور اُس زمانه میں وهي مکان ایشیا والوں کو
اچنبه معلوم هوتا تها یهه مسجد سنگ باسي اور سنگ مرمر سے تیار
هوئي تهي اور ایسي خوش قطع تهي که بقول فرشته والے کے دیکهنے والے
حیران ره جاتے تهے عمده عمده فرشوں اور شمعدانوں اور چاندي سونیکي
ارایشوں سے اراسته پیراسته تهي اور ظن غالب هے که هندوستان کے معماروں

---

† ڈي هربیلاٹ صاحب کا قول اور کیپتان صاحب کي تحریر درباب علم فارسي
مندرجه آلات بمبئي اور مالکوم صاحب کي تاریخ ایران اور دیباچه شاهنامه مندرجه
اوریئینٹل میگزین جلد ۱

نے جو اور ملکوں کے معماروں سے زیادہ اُستاد اور کاریگر تھے اس مسجد کے بنانے میں نئے نئے ڈھنگ برتے اور نہایت خوش قطع اُسکو بنایا چنانچہ مصالح اور لوازم کي نسبت خوش قطعي کے باعث سے زیادہ تعریف کے قابل هوئي تاریخ فرشتہ والا جسکي کتاب سے حال مذکورہ بالا انتخاب کیا گیا بیان کرتا هی کہ جب غزني کے امیروں نے یہہ دیکھا کہ بادشاہ کو عمارات کا بہت شوق ذوق دامنگیر هے تو اُنہوں نے اپنے اپنے خاص محلوں اور فلاح عام کي عمارتوں کے عمدہ اور شاندار بنانے میں ایک دوسرے سے سبقت لیجاني چاهي اور شہر کي آرایش کو پیش نظر رکھا چنانچہ تھوڑے دنوں بعد وہ دارالسلطنت ایشیا کے تمام شہروں سے مسجدوں اور طرح طرح کے مکانوں اور عمدہ عمدہ نہروں اور تالابوں کي رو سے آراستہ پیراستہ اور معزز و ممتاز هوگیا *

تمام مورخ محمود کي شان و شوکت کا حال بیان کرتے هیں کہ علاوہ اُس کر و فر کے جو خلیفوں نے اُسکے دیکھا دیکھي قایم کي تھي خلیفوں کے درباروں کا ساجاہ جلال بھي اُسکے هاں پایا جاتا تھا اور جب کہ هم اس شان و شوکت پر اُسکي بڑي مہمات اور فوج کي شایستگي کو زیادہ کریں تو اُسکے مورخوں کے اس کلام کو تسلیم کرنا چاهیئے کہ اگرچہ تحصیل مال و دولت کا شوق اُسکو زیادہ تھا مگر جیسے کہ خوبي اور هوشیاري سے وہ صرف کرنا جانتا تھا ویسا کسي کو سلیقہ نتھا *

جیسے کہ ایشیا کے مورخوں نے لوبھہ لالچ کا اتہام اُسکے ذمہ لگایا هی ویسے هي یورپ کے مورخوں نے دیني تعصب کا عیب اُسمیں ٹھہرایا هی اگرچہ پہلا اتہام اُسکے واقعات سے ثابت هی مگر دوسري تہمت لوگوں کي غلط فہمي کا نتیجہ هی اسلیئے کہ وہ کافروں سے بایں وجہہ لڑتا تھا کہ وہ ایک آمدني کا ذریعہ تھا اور اُسکے زمانہ میں جہاد ایک فخر و عزت کي بات سمجھي جاتي تھي اگرچہ اور مسلمانوں کي مانند اسلام کے پھیلانے میں بڑي بڑي خواهش ظاهر کي اور غالب یہہ هی کہ یہہ بات

اُسکے دل میں سمائی ہوئی تھی مگر اُس مطلب کے پورا کرنے کے لیئے کبھی اپنے ادنی فایدے کو بھی ہاتھہ سے نہیں دیا بلکہ جب وہ مطلب بلا نقصان بھی حاصل ہوتا تھا تو چنداں پروا اُسکی نکرتا تھا اسلیئے کہ اگر ہندوستان کے کسی صوبہ پر مستقل قبضہ کرتا تو اُسکا نتیجہ اسلام کے حق میں اُسکی اُن تمام حملوں سے زیادہ اچھا ہوتا جو اُسنے ہندوستان پر کیئے اور اُنسے کوئی بات اسکے سوا حاصل نہوئی کہ ہندوؤں کے دل قبول اسلام سے اور بھی زیادہ سخت ہوئے کیونکہ محمود کے حملوں سے جو صورت اسلام کے اُنکی نظر میں آئی وہ نہایت بری اور خراب دکھائی دی *

بلکہ منجملہ ہندوستان کے صوبوں کے جہاں کہیں قبض تصرف اسکا کامل بھی تھا وہاں بھی اسلام کے پھیلانے میں اسنے بہت تھوڑی کوشش کی اور جسطرح کہ محمد قاسم نے ہندو لوگوں کو بجبر و تعدی مسلمان کیا اُسطرح تو کہاں محمود کی نسبت یہہ بات بھی معلوم نہیں ہوتی کہ باوصف اسکے کہ وہ گجرات میں ایک مدت تک مقیم رہا اور لاہور پر قبض و دخل اپنا رکھا اُسنے ایک ہندو کو بھی مسلمان کیا ہو یہاں تک کہ ہندو راجاؤں میں صرف قنوج کا راجا رفیق اسکا تھا اور وہ بھی مسلمان نہوا تھا اور جو معاملے کہ اسنے راجہ لاہور سے برتی وہ تدبیر مملکت پر متفرع تھے مذہب سے کچھہ علاقہ نتھا اور جب کہ اسنے تخت گجرات پر ایک ہندو بھگت کو بیٹھایا تو صاف واضح ہی کہ اس تدبیر سے اسلام کے پھیلانے کا خیال اسکی دل میں نتھا بلکہ کوئی اور بات اسکو مقصود تھی *

کسی تاریخ میں کہیں یہہ بات پائی نہیں جاتی کہ اسنے لڑائی کے وقتوں اور قلعہ کے حملوں کے سوا کسی ہندو کو جان سے مارا ہو ہاں اسنے اپنے مسلمان بھائیوں کو ایران میں قتل کیا اور یہہ بھی ایک مقتضاے وقت تھا کچھہ دلی خواهش نتھی اور جب کہ اسکی ان قتلوں کا مقابلہ ہلا کو چنگیز خاں کے قتلوں سے کیا جاوے جو مسلمان نتھا اور تعریف اُسکی ایک بڑے مورخ نے اسقدر کی ہی کہ اُسکو بردباری کا نمونہ بتایا ہی تو وہ بہت خفیف ٹہرتے ہیں *

شاید که اُسکے جہادوں میں نہایت ناپسندیدہ بات وہ ھی جسکو ایک مسلمان مورخ نے لکھا ھی اور پرایس صاحب نے اپنی تاریخ میں اُسکا حوالہ دیا بیان اُسکا یہہ ھی کہ جو قیدی هندوستان سے گرفتار ھوکر گئے تھے وہ اس کثرت سے تھے کہ لونڈي غلاموں کو سوا دو دو روپیہ بھي کوئي خرید نکرتا تھا *

مسلمان مورخ محمود کو پکا مسلمان نہیں سمجھتے بلکہ دھریہ ھونیکا عیب لگاتے ھیں اور کہتے ھیں کہ وہ کسي قسم کي شہادت کو نمانتا تھا اور عاقبت کے معاملہ میں متردد تھا اور جو کہاني کہ اُنھوں نے لکھي ھی اُسکے اخیر سے یہي بات ثابت ھوتي ھی چنانچہ اُسنے جب یہہ دیکھا کہ میں حد سے بہت بڑھ گیا اور لوگ اُس سے بے اعتقاد ھوگئیے تو اُسنے یہہ مشہور کیا کہ میں نے پیغمبر علیہ‌السلام کو خواب میں دیکھا اس ایک فقرے سے لوگوں کے شکوک و شبہات کو رفع کیا *

هاں یہہ بات تحقیق ھی کہ اُسکو اپنے مذھب کے قاعدوں پر کمال توجہہ تھي چنانچہ اُسنے سچے خلیفہ سے ھمیشہ رفاقت برتي اور جو پیغام اور تحفہ کہ جھوٹے خلیفہ نے اُسکو مصر سے بھیجا وہ اُسنے قبول نکیا اگرچہ اُسنے ایسے جھوٹے لوگوں کو اوبھر نے ندیا جو دین کے پیرایہ میں برے برے کام کرتے تھے مگر سچے دینداروں کا کمال ادب بھي کرتا رھا † *

کوئي لڑائي ایسي نہیں جسمیں یہہ بیان نہو کہ اُسنے سجدہ میں خدا سے دعا نہ مانگي اور اپني فوج پر خدا کي رحمت نچاھي ھو ‡ *

---

† اورنگ زیب کا خط مندرجہ رجسٹر تحقیقات ایشیا بابت سنہ ۱۸۰۱ ع کے صفحہ ۹۲ کا ملاحظہ کیا جاوے

‡ تاریخ فرشتہ اور روضۃ‌الصفا میں ایک حکایت لکھي ھی جس سے محمود کے اسلام کي حقیقت کھلتي ھی وہ یہہ ھی کہ نیشا پور کے ایک باشندہ کو دھریہ ھونے کا اتہام لگاکر بادشاہ کے روبرو لائی اُس نے بادشاہ سے یہہ کہا کہ میں دولتمند ھوں دھریہ نہیں ھوں اب آپ میري آبرو کو ضرر نہ پہونچاویں اور بجاے اُسکے مال و دولت ضبط کریں بادشاہ نے اُس کي یہہ بات اچھي طرح سني اور رشوت

باوجود اُس خونریزي اور تکلیف اور مصیبت کے جو اُسکي بدولت ظہور میں آئي یہہ واضح نہیں هوتا که وہ بادشاہ ظالم تھا اسلیئے که هم اُسکے دربار اور خاندان کے وہ ظلم و قتل نہیں سنتے جو اور خود مختار بادشاہوں کے درباروں اور خاندانوں میں واقع هوئے هیں اور اُسکے عہد کي ایسي سزاؤں کا حال بھي مندرج نہیں جو خلاف انسانیت سمجھي جاویں یہاں تک که جب باغي لوگ عفو تقصیر اور سرفرازي کے بعد پھر بھي بغاوت کرتے تھے تو قید کے سوا کوئي سخت سزا نه اُٹھاتے تھے محمود متوسط اندام اور مناسب الاعضا اور ورزش گیر تھا مگر چیچک نے اُسکو اسقدر کھایا تھا که وہ عین شباب میں رنگ و روپ کي طرف سے افسردہ پژمردہ رهتا تھا یہاں تک که ایک بار اُسکو یہہ خیال آیا که ایسي عمدہ عمدہ کام کرنے چاهیئیں جنکي خوبي صورت کي زشتي کو مٹادے † *

معلوم هوتا هی که محمود خوش اخلاق تھا اور اپنے رفیقوں اور ملازموں سے اچھي طرح رهتا تھا *

حکایت مفصله ذیل سے واضح هوتا هی که سپاہ کو پابند قواعد رکھنے میں نہایت سرگرم تھا جو سپہسالار کي بڑي خوبي هی بیان اُسکا یہہ هی که ایک گنوار ایکدن اُسکے قدموں پر گرا اور اُس سے یہہ شکایت پیش کي که فوج کے ایک افسر نے میري جورو سے لگاوٹ کي اور مجھکو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا اور یہہ ستم اُسنے کئي مرتبه کیا اور میري داد فریاد کي پروا نہیں کرتا محمود نے اسکو یہہ هدایت کي که في الحال خاموشي مناسب هی مگر اب جب کبھي تیرے گھر وہ شخص آوے تو اسیوقت اسکي اطلاع کرنا غرض که جب تیسرے دن وہ گنوار پھر آیا تو محمود اپني تلوار اوٹھاکر اسکے ساتھہ هوا اور ڈھیلے ڈھالي چغه میں آپ

کو قبول کیا اور سارٹیفکٹ سلطاني اُسکو عنایت فرمایا اُسمیں یہہ لکھدیا که یہہ شخص پکا مسلمان هی

† ڈي هربيلاٹ صاحب برایس صاحب کي تاریخ اور تاریخ فرشته

کو چھپایا چنانچہ وہ اسکے گھر میں پہونچا اور دونوں سیاہ کاروں کو سوتے پایا اور چراغ کو گل کیا اور مرد کا قصہ ایک هاتھہ میں پاک کیا بعد اُسکے چراغ طلب کیا اور اُس نابکار کا منہہ دیکھکر خدا کا شکر ادا کیا اور پاني مانگا اور خوب دگڈگا کر پیا اور جب کہ اُس گنوار کو اپني حرکتوں سے متحیر پایا تو اُس سے یہہ بیان کیا کہ ایسے بیباک مجرم کي نسبت مجکو یہہ شبہہ تھا کہ شاید وہ میرا بھتیجا هی اور چراغ اسلیئے گل کیا تھا کہ شاید محبت کے باعث سے دادرساني میں کوئي قصور واقع هووے مگر اب دریافت هوا کہ یہہ مجرم اور آدمي هی اور جو کہ میں نے یہہ سخت قسم کھائي تھي کہ جب تک تیري داد ندونگا تب تک کھانے پینے سے آشنا نہونگا چنانچہ پیاس کے مارے میري یہہ نوبت پہونچي تھي کہ هونٹ پپڑا گئے تھے اور نہایت بیتاب هوگیا تھا *

علاوہ اسکے ایک اور حکایت اُسکي ایسي بیان کي گئي کہ اُس سے صاف واضح هوتا هی کہ رعایا کے فرض ادا کرنے کا بہت خیال اُسکو رهتا تھا چنانچہ عراق کي فتح پر تھوڑي مدت گذري تھي کہ عراق کے مشرقي جنگل میں سوداگرونکا ایک قافلہ لٹ گیا اور منجملہ اُنکے ایک سوداگر کي ماں جو وهاں کام ایا تھا غزني کو فریادي آئي اور جب کہ فریاد اُسکي سني اور محمود نے یہہ عذر پیش کیا کہ ایسے دور دراز ملکوں میں پورا پورا انتظام ممکن نہیں تو اُس عورت نے کمال دلیري سے جان هارکر یہہ بات کہي کہ جب تجھہ سے دور دراز ملکوں کا انتظام اچھي طرح نہیں هوسکتا تو پھر کسلیئے اُن ملکوں کو تو فتح کرتا هی جس پر بندوبست اور قابو تیرا نہیں اور یہہ خوب یاد رهے کہ قیامت کے روز اُنکي حفظ و حراست کي جوابدهي کرني پڑیگي غرض کہ محمود اس ملامت سے بہت نادم هوا اور اُس عورت کو بہت کچھہ دیکر راضي کیا بعد اُسکے قافلوں کي حفظ و حراست کے لیئے بڑا بندوبست رکھا *

شاید کہ محمود اسقدر دولتمند تھا کہ کوئي بادشاہ آج تک اُسکي برابر نہیں هوا اسلیئے کہ جب اُسنے کسي پہلے بادشاہ کا یہہ حال سنا کہ

جواهر کے سات پیمانہ اُسنے جمع کیئے تھے تو اُسنے پکار کر یہہ بات کہی کہ خدا تعالی کا هزار شکر هی کہ جواهر کے پورے سو پیمانہ خدا نے مجھکو عنایت فرمائے *

محمود کے دربار اور سپاہ کا بیان

جو بادشاهي خاندان محمود کے بعد هندوستان میں هوئے اُن خاندانوں کي اصلیت خاص غزني کے دربار یا اُسکے قرب و جوار سے متفرع هوئي مگر اسبات کا بڑا افسوس هی کہ غزني کے دربار اور نیز اُسکے آس پاس کے رهنے والوں کے چال چلن اور اطوار و اخلاق پر رائے لگانیکے لیئے بہت تھوڑے حالات همارے پاس موجود هیں *

فتوحات عرب کے زمانہ سے کابل وغیرہ کے بہت سے حالات اس زمانہ تک متغیر و متبدل هوگئے تھے اور پہلے حکام اور فتحمندوں کي نسبت مختلف لوگ اپنا اپنا تسلط رکھتے تھے اگرچہ بہت سے عرب اب بھي سپاهي یا حاکم تھے مگر حقیقت یہہ تھي کہ وہ نسل کي ضرورت سے عرب کہلاتے تھے دربار اور فوج میں ترکي لوگ بہت بھرتي تھے اور باقي تمام لوگ اور کل رعایا ایراني تھے *

ترکوں کا بیان

واضح هو کہ ترک غزني میں فتحمندوں کي طرح نہ آئے تھے بلکہ جب ماوراءالنهر فتح هوچکي تو لونڈي غلاموں کي طرح جنوبي ملکوں سے لائے گئے تھے یہاں تک کہ مستقل بادشاهوں نے اُنکي دلاوري بہادري اور فرمانبرداري وفاداري اور علاوہ اُسکے خود ملک سے بھي اُنکي بیگانگي بے تعلقي دیکھہ کر اُنکو اعتمادي اپنا قرار دیا تھا اور یہي باعث تھا کہ وہ عموما هر کام میں دخیل تھے غرض کہ نوبت یہانتک پہونچي تھي کہ بعض بادشاهوں نے اپني ذات خاص کا چوکي پہرا بھي تفویض اُنکو کیا تھا اور بعضوں نے بڑے بڑے عہدوں پر اُنکو سرفراز فرمایا تھا حاصل یہہ کہ اُس ملک میں جہاں عرب کي سلطنت پہلے هوچکي تھي ترکي لوگوں

کو بڑا قدر و وقار حاصل هوا تھا چنانچہ محمود کے مرتے هي ایشیا کے بڑے حصہ پر وہ لوگ قابض و متصرف هوگئے *

اگرچہ اصل و حقیقت میں خاندان غزني کے لوگ بھي ترکي نژاد تھے مگر اُنپر اور بادشاهي خاندانوں کي نسبت جو اُنکے همعصر تھے اُن کے هم وطنوں یعني ترکوں کا رعب داب کم تھا چنانچہ منجملہ اُنکے الپتگین ایک غلام تھا جو خراسان کا حاکم هوگیا تھا اگرچہ تھوڑے سے غلام اور آزاد ترک اُسکي خدمت میں رهتے تھے مگر بہت سے لوگ اُسکي فوج کے اور تمام رعایا اُسکي خاص غزني کے پاس پڑوس کے رهنے والے تھے اور خود محمود ایک ایراني عورت کے پیٹ سے پیدا † هوا تھا چنانچہ زبان اُسکي ایرانیوں کي زبان اور طور اسکے اُنکے طوروں سے مطابق و موافق تھے علاوہ اُسکے ماوراءالنہر کے فتح هونے پر بہت سے ترک آس پاس کے رهنے والے آئے هونگے اور اس لیئے کہ قرب و جوار کے ملکوں میں فخر و اعتبار اُنکو حاصل تھا تو محمود کي سلطنت میں بات اُنکي زیادہ بن پڑي هوگي *

تاتاریوں اور عربوں میں خانہ بدوش قوموں کے موجود هونے سے یہہ بات سمجھہ میں آتي هی کہ اِن دونوں گروهوں میں کچھہ نہ کچھہ مشابہت هوگي مگر جب دونوں کا مقابلہ کیا جاویگا تو پوري پوري حقیقت کھل جاویگي *

مسیح علیہ‌السلام کي تیرهھویں صدي سے پہلے تاتاریوں کا بہت پرانا حال جو کچھہ موجود هی اُس سے یہہ دریافت هوتا هی کہ وہ لوگ ظالم حاکموں کي حکومت تلے بڑے بڑے گروہ تھے اور غیر مزروعہ زمینوں میں جو بالکل بنجر بھي نتھیں بھیڑ بکریاں چراتے تھے اور فاقوں کے مارے

---

† محمود کي ماں زابل کي رهنے والي تھي جو کابل کے جنوب میں واقع هی اور آغاز اُسکي حدوں کا غزني سے اور انجام اُنکا سیستان کے حدود پر پورا هوتا هی شاید سیستان بھي اُسمیں شامل هی

ایسي سختیاں اوتهاتے تهے جیسي اُن لوگوں کو اُتهاني پڑتي هیں جو اُونٹوں کو جنگل جنگل لیئے لیئے پهرتے هیں وہ لوگ شهروں میں رهتے تهے اور اپنے بادشاهوں کي سلطنتوں کے چوڑے چکلے هونے سے ایسي فکروں میں مبتلا نتهے جو دشمنوں کے بہت پاس پڑوس هونے سے لاحق هوتي هیں *

یهي باعث تها که اُن لوگوں میں کوئي بات ایسي پائي نجاتي تهي جسکي بدولت سمجهه بوجهه اُنکي کچهه درست هوجاتي یا اپني خود مختاري کا خیال اُنکے دلوں میں پیدا هوتا اگرچه عرب والوں کي طرح بہادر اور جفا کش تهے مگر معلوم هوتا هی که عرب والوں کي چالاک طبیعتوں کي نسبت اُنکي طبیعتیں کند اور خراب تهیں سرداروںکي ضرورت سے آپس میں لڑتے بهڑتے تهے اور ذاتي جوش کے حسابوں بالکل ٹهنڈے تهے اور جو بیرحمیاں اور ظلم اُنسے صادر هوتے تهے وہ دین کے تعصب یا انتقام کي ضرورت سے نهوتے تهے بلکه محض ناداني اور بیوقوفي سے هوتے تهے هاں یهه بات ضرور تهي که اُنکے آپس میں اتفاق اور اخلاق کا برتاؤ اچها تها اور وہ برتاؤ اُنکے برے ارادوں اور کهوتي خواهشوں سے بہت مغلوب نهیں هوتا تها *

جن ملکوں کو عرب والوں نے فتح کیا وهاں نشان اپنے مضبوط و مستحکم اُنهوں نے چهوڑے چنانچه دین و قانون اور علم و حکمت کي صورتیں اُنکي بدولت بدل گئیں اور اُنکي رعایا اور مریدوں نے اُنکے اچهے برے وصفوں کو یہاں تک اختیار کیا که هم جہاں کہیں کسي مسلمان کو دیکهتے هیں تو اُسمیں عرب والوں کي سي سختي سینه زوري اور رشک و حسد اور کسیقدر مهمان نوازي فیاضي کا نشان پتا ضرور پاتے هیں برخلاف اُنکے تاتاري لوگوں نے نه کوئي دین اپنا قائم کیا اور نه کسي علم و هنر کو رواج دیا اور قطع نظر اِس سے که وہ اور لوگوں میں اپنے عادات و اخلاق کے اثر پیدا کریں آپ اُن قوموں سے بہت خلط ملط هوگئے تهے جنمیں وہ آباد

هوئے تھے یہاں تک کہ ایران اور چین کے تاتاریوں میں شکل و شمائل کا اشتراک باقي نہیں *

اگرچہ صورتیں بدل گئیں مگر طبیعتوں میں کسیقدر خصوصیت باقي هی جس سے قومي عادات اُنمیں پائی جاتی هیں یہانتک کہ جب زیادہ شایستہ قوموں کی اخلاق و عادات سے اُنکے طور و طریقوں میں تہذیب اور شایستگي حاصل هوتي هی تو یورپ والوں کي سي دلاوري اور کار روائي ایشیا کي اور قوموں کي نسبت اُن میں زیادہ پائي جاتي هی *

مگر یہہ بات واضح رهے کہ جن تاتاریونکا حال هم بیان کرتے هیں اونکي عادات خاص ایرانیوں کے بوجہہ دباو سے قایم هوئیں اور حقیقت یہہ هی کہ ایراني لوگ ایسے هیں کہ جن لوگونکو اُنسے لگاو پیدا هوا تو اونکے عادات واخلاق کي تاثیر اون‌لوگوں پر ضرور هي پڑي *

ایرانیوں کا بیان

علاوہ اُس تیز فہمي اور چالاکي کے جو عربوں اور تاتاریوں کي مانند ایراني لوگوں میں پائي جاتي هی هندوؤں کي کاهلي اور فن و فریب بهي اُنکو حاصل هی اور باوجود اِسکے بہت سي ایسي ایسي استعدادیں رکھتے هیں جو خاص اُنهیں لوگوں سے مخصوص هیں چنانچہ وہ لوگ ایسے شوخ شنگ اور چلبلي طبیعوں کے آدمي هیں کہ باوصف اِسکے کہ بڑے بڑے ظالم بادشاهوں کے زیر حکومت رهے سہی اور ظالموں کي حکومت کے مارے همیشہ افسردہ پژمردہ پڑے رهے مگر اوصاف مذکورہ کي وجہہ سے دنیا کي تاریخ میں ایسي قدر و منزلت پیدا کي کہ اُنکي تعداد و کثرت اور قوت و دولت کي مناسبت سے نہایت زیادہ تهي *

یہہ گمان غالب هی کہ جب عرب والوں نے ایران کو فتح کیا تو ایراني لوگ اپنے ملک کے مالي ملکي کاموں میں پہلے هي سے مہارت رکھتے هونگے اور وہ کام اُنکے هاتھوں سے انجام هوتے هونگے اس لیئے کہ عرب

کے لوگ ان کاموں سے بخوبي واقف تھے چنانچہ جب ایرانیوں نے جلد اسلام قبول کیا تو بڑے بڑے ذي اختیار عہدوں پر معزز و ممتاز ہونے لگے یہانتک کہ ابو مسلم جسنے عباسیوں کو تخت نشین کیا خاص اصفہان کا رهنے والا تھا اور منجملہ مشہور خاندانوں کے برمي سائید کا مشہور خاندان بلخ کے ایرانیوں میں سے پیدا ہوا تھا معلوم ہوتا ہی کہ عرب کي فتح پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ایرانیونکو خود مختاري اور آزادي کي بلند نظري سوجھي اگرچہ اصل و حقیقت میں طاهر عربي نژاد تھا مگر جب کہ وہ باغي ہوا تو ایراني لوگ اُسکے معین و معاون ہوئے باقي بني صفوي اور بني دیلم اور غالباً † بني سامان بھي ایراني هي تھے مگر جس زمانہ کي تاریخ هم لکھتے هیں اُس زمانہ میں ایک محمود ایسا بادشاہ بحر جکسرتیز اور بحر فرات کے درمیان میں ہوا جو ایراني نژاد نتھا *

ایرانیونکی چال چلن کي خوبي اور اوقات بسري کے طریقونکي شایستگي کے باعث سے دور دراز کے رهنے والوں کے لیئے چال ڈھال انکے نمونہ تھہرے اور زبان اونکي عربي لفظونکے ملنے سے بہت وسیع ہوگئي اور اس زمانہ سے کوئي تھوڑے دنوں پہلے تمام ایشیا کے ملکوں میں جہاں جہاں مسلمانونکا

---

† واضح هو کہ بني سامان عموماً ترک سمجھے جاتے هیں مگر حقیقت یہہ هی کہ جب اُنکے مورث اعلی کو مامون رشید کے سامنے شہر مرو واقع بلاد خراسان میں حاضر کیا گیا تھا تو یہہ بات ثابت ہوئي تھي کہ وہ نہ خود ترکي هی اور نہ ترکي غلام هی بعد اُسکے ایسے زمانہ میں کہ دوسرے خاندان کے لوگوں کو گبریس سے نسل کے قایم کرنے میں کچھہ فخر و عزت بھي نتھي اس خاندان یعني بني سامان نے یہہ دعوے کیا کہ همارا مورث اعلی خاص ایراني تھا اور باوصف اسکے کہ ڈي گگنیز صاحب نے تمام تاتاري قوموں کے حال و احوال کي یہاں تک تحقیق کي کہ ایسے ایسے خاص خاص ترکونکو چھانا بینا جیسے کہ خاندان غزني کے لوگ تھے مگر بني سامان کے ترکي ہونیکا دعوی نہیں کیا غرض کہ بني سامان خواہ بخارا سے آئے هوں یا بلخ سے آکر بسے هوں مگر ان دونوں ملکوں کے مستقل باشندے ایراني هیں علاوہ اسکے جو اُنھوں نے ایراني علم یعني فارسي زبان میں پہلے پہلے بہت سي کوششیں کیں تو اُس سے بھي ثابت ہوتا هی کہ نسل اُنکي ایراني تھي

قبض و تصرف قایم ھے علم انشا اور کسیقدر دقیق علموں کے پہلانے کے لیئے وھي زبان ذریعہ ہوگئي تھي یہاں تک کہ اب بہي وہ بان اون علموں کي تعلیم و تعلم کا وسیلہ ھی *

محمود کي حکومت سے مختلف قوموں کے مختلف تعلقوں کا بیان

واضح ہو کہ تمام مذکورہ بالا قومیں محمود کي اطاعت مختلف مختلف درجوں پر کرتي تہیں اور اُسکي حکومت سے طرح طرح کے تعلق رکھتي تہیں *

شہروں اور میدانوں کے رھنے والے جہاں عرب اور ایراني اور ایسے چھوٹے چھوٹے گروہ ترکوں کے بستے تھے جوکہ ایک مدت سے خاص خاص خطوں سے متعلق تھے محمود کي اطاعت پوري پوري کرتے تھے اور غالب یہہ ھی کہ پہاڑي لوگ بھي مختلف درجوں کي اطاعت کرتے تھے چنانچہ پورے پورے تابعداروں سے لیکر اُن لوگوں تک فرمان بردار اُسکے تھے جو خود مختاري کے قریب قریب تھے اگرچہ بجاے خود پورے خود مختار نہ تھے ترکوں کے بڑے بڑے گروہ سلجوقوں کي مانند ایسے خانہ بدوش لوگ تھے کہ جہاں کہیں وہ رھتے تھے وھاں سے چنداں علاقہ واسطہ نرکھتے تھے چنانچہ جو ایک پشت اُنکي کبھي کبھي دریاے آمو پر پڑي ہوتي تھي وھي دریاے والگا پر پڑاو ڈالتي تھي باقي سلطان محمود سے علاقہ کي صورت یہہ تھي کہ اُنکا تعلق خاص اُنکے سرداروں اور کار گزاروں کي راے و مرضی پر موقوف ھوتا تھا اور وہ تعلق ایسا ناپائدار ھوتاتھا جیسا کہ ایسي صورتونسے قیاس میں آتا ھی مگر یہہ بات ضرور ھی کہ محمود کے عہد سلطنت میں عموماً مطیع ھونا اُنکا معلوم ھوتا ھی *

ھندوستان کا وہ تھوڑا حصہ جو محمود کے دخل و تصرف میں داخل تھا شاید ایسےتھوڑے دنونکا فتح کیا ھوا تھا کہ حدود اُسکي حکومت کي اُسکے مقدار و وسعت کي نسبت بطور معقول قایم نہونگي چنانچہ

ہمارے قیاس میں یہہ آتا ہی کہ محمود کی حکومت کہلے ملکوں میں قوی اور پہاڑوں میں ضعیف ہوگی *

جو دخل و مہارت کہ مذکورہ بالا قوموں کو حکم و حکومت میں حاصل ہوگی اُنکے حالات کے دیکھنے بہالنے سے وہ قیاس میں آسکتی ہی اور کچھہ تھوڑا بہت اُسکو سمجھہ سکتے ہیں *

دین و مذہب کے قانون و قاعدے پہلے پہل عرب والوں نے ایجاد کیئے مگر خاص خاص مقاموں کی رسم و رواج سے کچھہ کچھہ بدل سدل گئے غرض کہ عرب والے قانونوں کے موجد اور گروہوں کے پیشوا اور عالم فاضل تھے *

محمود اپنی خاص حفاظت کے لیئے چوکی پہرا رکہتا تھا اور پہرہ والوں کو خاص اپنے پاس سے سواری کے گھوڑے دیتا تھا اور ہم قیاس کرسکتے ہیں کہ یہہ پہرہ والے تمام ترکی غلام اور نیز اُسکی فوج کا بہت بڑا ٹکڑا وہ متفرق گروہ تاتاری سواروںکے ہونگے جو اکسیس کے پار بستے تھے چنانچہ ایک موقع پر صرف پانچہزار عربی سواروں کا مذکور آیا باقی جابجا افغانوں اور خلجیوں کے بڑے بڑے گروہ مذکور ہوئےہیں مگر حالات مختلفہ کے ملاحظہ سے یہہ نتیجہ حاصل ہوسکتا ہی کہ محمود کی فوج اُسکی سلطنت کے تمام حصوں سے بھرتی کی گئی اور کسی طرح کی تمیز و تفریق ظہور میں نہیں آئی خواہ ایک ایک آدمی بھرتی ہوا یا چھوٹے چھوٹے گروہ بھرتی کیئے گئے ہوں ہاں یہہ بات ضرور تھی کہ فوج کے تمام افسروں کو خاص اُسی نے جانچ تولکر مقرر کیا تھا خاص خاص صوبونکی امدادی فوجیں اُنکے حاکموں کے زیر حکومت تھیں اور علاوہ اُن پہاڑی لوگوں کے جو خود فوج میں داخل و شامل تھے پہاڑیونکے بہت سے مفسد گروہ اپنے موروثی سردارونکی حکومت کے تلے کام کاج کرتے تھے باقی سپہ سالاریاں چنے چنے افسروں کے قبضوں میں تھیں اور اُنکے ناموں سے صاف واضح ہوتا ہی کہ وہ تمام افسر ترکی تھے *

چنے چنے سوار چوں ہزار محمود کی وہ عمدہ فوج تھی جو اُسکے مرنے سے چھہ برس پہلے فراہم ہوئی تھی مگر اِسقدر فوج ایسی بڑی سلطنت کی نسبت بہت تھوڑی تھی زنہار اُسکے برابر نتھی بلکہ یہہ گمان غالب ہی کہ کہیں کہیں خاص خاص موقعوں پر نئی بھرتی کی ضرورت پڑتی ہوگی *

اگرچہ محمود کی فوج میں ہندوؤں کے شمول و شرکت کا مذکور پایا نہیں جاتا مگر یہہ بات بلا شبہہ پائی جاتی ہی کہ جب سلطان کا انتقال ہوا اور بعد اُسکے بڑے بڑے انقلاب غزنی میں واقع ہوئے اور بڑی بڑی صورتیں پیش آئیں تو وہ بہت سے ہندو سوار اُنمیں شریک و شامل تھے جوسیوندرائے کی تحت حکومت رہتے تھے اور اس سے صاف واضح ہی کہ جب تک محمود بقید حیات رہا تب تک ہندوؤں سے کام خدمت لیتا رہا اور دین و مذہب کا کچھہ ملاحظہ نکیا *

اگرچہ ترک اُس زمانہ میں بت پرستی کرتے تھے مگر باوصف اسکے اگر تمام نہیں تو اکثر لوگ اُسکی فوج کے مسلمان تھے ہاں اِسمیں کچھہ شک شبہہ نہیں کہ جب لونڈی غلام خریدے جاتے تھے تو خریدنے کے ساتھہ ہی اُنکو مسلمان کیا جاتا تھا علاوہ اُنکے آزاد ترک لوگوں کی دیکھا دیکھی غالباً مسلمان ہوتے ہونگے بلکہ بعض بعض ترکوں کے بڑے بڑے گروہ بھی مسلمان ہونے لگے تھے مگر مسلمان ہونے پر بھی ہندوؤں کی مانند اُن ناموں کا رکھنا نچھوڑا تھا جو کفر کے زمانہ میں رکھتے تھے اور یہی بڑا باعث ہی کہ اُنکے دین مذہب کی چھان بین ایسی سہل و آسان نہیں جیسے کہ علاوہ اُنکے اور اُن قوموںکی آسان ہی جو مسلمان ہوگئیں † *

---

† کہتے ہیں کہ سلجوق خود مسلمان ہوگیا تھا چنانچہ ثبوت اِس بات کا اُسکے بیٹوں کے ناموں سے بخوبی ہوتا ہی جو محمود کے زمانہ میں موجود تھے یعنی میکائیل اور اسرائیل اور موسی نام اُنکے تھے اور بعضے مورخ بجاے موسی کے یونس قایم کرتے ہیں مگر نام اُسکے پوتے کا جو بڑا مسلمان تھا طغرل تاتاری اور اُسکے مشہور جانشین کا نام الپ ارسلان تھا

واضح هو که محمود کي سلطنت کا ملکي انتظام ایرانیوں کے هاتهوں انجام پاتا تها چنانچه دو مشهور وزیر اُسکے یعني ابوالعباس اور احمد میمندي خاص ایراني تهے اور ایسا معلوم هوتا هی که وہ دونوں وزیر بڑے بڑے ترکي سپه سالاروں سے بغض و عداوت رکهتے تهے منجمله اُنکے ابوالعباس جیسا کام کاج میں هوشیار چالاک تها ویسا عالم فاضل نتها اور اِسي لیئے اُسنے یهه عام رواج دیا تها که تمام سرکاري کاغذ فارسي میں لکهے جاویں مگر احمد میمندي نے مستقل دستاویزوں میں عربي تحریر کا دوبارہ رواج دیا تها اور غالب یهه هی که وہ دستاویزیں بادشاهي فرمان اور ایسے کاغذ تهے جو بلاد یورپ میں بزبان رومي لکهے جاتے هیں *

اگرچه ایرانیوں نے هندوستان کو کبهي فتح نهیں کیا مگر اُسي باعث سے هندوستان کے تمام کار و بار میں فارسي زبان ایران هي سے هندوستانمیں رایج و مستعمل هوئي اور جسقدر که فرانسیسي زبان یورپ میں بولي جاتي هي اُس سے بهت زیادہ فارسي هندوستانمیں مروج ومستعمل هی یهانتک که خاص هندوستان کي بولي یعني اُردو کا بڑا رکن بهي فارسي زبان سے حاصل هوتا هی اور اُردو کي اصل هندي بهاکا هی جو هندوستان میں کبهي بولي جاتي تهي *

چوتها باب

غور و غزني کے خاندانوں کے دوسرے بادشاهوں کا بیان

سلطان محمد کا بیان

محمود نے دو بیٹے چهوڑے چنانچه منجمله اُنکے شاهزادہ محمدنے اپني نیک مزاجي اور کمال شایستگي سے باپکو اسقدر راضي کیا تها که اُسنے اُسکے بهائي مسعود پر ترجیح اُسکو دي تهي جو نهایت تند مزاج اور خشمناک تها یهاں تک که اپنے جیتے جي اُسکو جانشین اپنا قرار دیا تها چنانچه بعد اُسکے سنه ۱۰۳۰ع مطابق سنه ۴۲۱ هجري میں وہ

شهزادہ تخت نشین هوا اور تمام سلطنت پر دخل و تصرف کیا مگر مسعود اپني حکومت مزاجي اور سینہ‌زوري دلاوري اور ذاتي قوتوں اور سپاهیانہ جودتوں کے باعث سے بہت زیادہ مشہور و معروف اور نہایت معزز و ممتاز هوا اور حقیقت بهي یہي تهي کہ وهي بہادر نامدار آیندہ زمانہ کے لایق حکمراني اور فرمانده‌ي کے شایان و سزاوار تها چنانچہ محمد کے تخت نشین هوتے هی یہہ امر ظہور میں آیا کہ بہت سي فوج اُسکي مسعود کے پاس چلي گئي اور جب کہ مسعود اصفہان اپني حکومت گاہ سے غزني کے آس پاس پہونچا تو وهي سب‌ي فوج بهي نمک حرامي پر آمادہ هوئي یہاں تک کہ محمد گرفتار هوا اور آنکهوں سے لاچار اور قید کیا گیا اور مسعود اپنے باپ کي وفات سے پانچ مہینے کے اندر اندر تخت نشین هوا *

مسعود کي سلطنت اور سلجوقوں کي ترقي کا بیان

اس نئے بادشاہ یعني سلطان مسعود کو اپنے حال و صورت کے دیکهنے سے یہہ ضرورت پیش آئي کہ اپني تمام عقل و ذهانت کو جسمیں شہرہ آفاق تها کام و کاج میں صرف کرے اور باعث اُسکا یہہ هوا کہ سلجوقوں کے زور و قوت نے ایسي بڑي ترقي پائي تهي کہ اُسکے بڑهنے سے مسعود کي سلطنت کو اُن خطروں کا کهٹکا پیدا هوا تها جو انجام کار اُسپر عاید هوئے *

سلجوقوں کے خاندان کي حقیقت صاف صاف اسلیئے دریافت نہیں کہ اُسکي ابتدا کي تاریخ مختلف طوروں پر بیان کي گئي هے مگر منجملہ اُنکے یہہ بیان زیادہ قرین قیاس هی کہ جس سردار کي بدولت اُس خاندان کا خطاب قایم هوا وہ کسي بڑے تاتاري بادشاہ کا بڑا عہدہ‌دار تها اور جب کہ اُس سردار سے وہ بادشاہ ناخوش هوا تو وہ اپنے رفیقوں سمیت جونڈ کو چلا گیا جو دریاے جکسر تیز کے بائیں کنارہ پر واقع هی بعدہ اُسکے بیٹے محمود کے مطیع هوئے اور بعضوں کا بیان یہہ هی کہ خود محمود نے دریاے اکسیس کي جانب خراسان کے جنوب میں آباد هونے

پر اُنکو ترغیب دي یا مجبور کیا تھا † مگر گمان غالب یہہ ہی کہ وہ لوگ خاص ماوراءالنہر میں محمود کے کچھہ کچھہ مطیع رہ کر غیر ملکوں پر حملے کرتے رہے اور محمود کي اخیر سلطنت تک یہي صورت اُنکي قایم رهي مگر بعد اُسکے خود محمود کے ملکوں کو لوٹنے لگے چنانچہ اُس زمانہ میں روک تھام اُنکي کي گئي جیسا کہ پہلے مذکور هوچکا چنانچہ مسعود کي سلطنت تک خراساں میں فوج سمیت داخل نہوسکے *

اگرچہ اس زمانہ سے بہت عرصہ پہلے خاص خاص ترک جیسے کہ بغداد کے ترکي غلاموں کے پہرہ والی اور غزني والا الپتگین وغیرہ تھے آپ هي آپ اُن سلطنتوں کو دبا بیٹھے جنکے وہ لوگ ملازم تھے مگر اس زمانہ میں دریاے اکسیس کے جنوب میں ترکوں کے جس گروہ نے پہلے پہل قبضہ حاصل کیا تھا وہ سلجوقوں کا گروہ تھا اور بعد آسکے اگرچہ چنگیز خاں اور تیمورلنگ نے بڑے بڑے حملے کیئے اور بڑي بڑي فتوحات حاصل کیں مگر سلجوقوں کي فتوحات بھي اُن بڑے درجوں پر صرف اس باعث سے پہونچیں کہ منجملہ اُنکي شاخوں کے ایک شاخ کا بڑا رکن اب بھي قسطنطنیہ کے تخت سلطنت پر قابض هی ‡ *

سلجوقوں کا مسعود سے لڑنا

جب کہ مسعود کے عہد سلطنت میں سلجوقوں نے خراساں پر حملہ کیا تو پھر دوبارہ گونہ دقت پیش آئي تھي مگر اُسکے رفع دفع کے لیئے خاص مسعود کو دوڑ دھوپ کي ضرورت نپڑي تھي اسلیئے صوبہ مکران کے مطیع کرنیکي فرصت اُسکو هاتھہ آئي تھي چنانچہ سنہ ۱۰۳۱ ع مطابق سنہ ۴۲۲ هجري میں اُسنے اُس صوبہ کو فتح کیا اور اگلے تین برسوں میں یعني سنہ ۱۰۳۴ ع مطابق سنہ ۴۲۵ هجري تک مازندران اور گرگاں کے صوبوں

† محمود نے سنہ ۱۰۲۱ ع مطابق سنہ ۴۱۲ هجري میں هندوستان کے ایک قلعہ کي حکومت پر امیر بن قادر سلجوق کو چھوڑا تھا

‡ ڈي‌گگنیز صاحب کي تاریخ جلد دو صفحہ ۱۹۰

کو مطیع و محکوم اپنا بنایا جو اُس زمانہ میں آتش پرستوں کے مطیع و محکوم تھے غرض کہ زوال قوت اور تنزل دولت سے پہلے پہلے ایران کی تمام سلطنت کو فارس کے سوا تحت حکومت کیا *

مسعود کا تخت سے اوترنا اور اُسکا جہاں سے گذرنا

بعد اُسکے مسعود کی سلطنت کا باقی زمانہ سلجوقوں کی لڑائی بھڑائی میں صرف ہوا یہاں تک کہ سلجوق اپنی زبان سے اُسکی غلامی کا اقرار کیئے گئے اور باوجود اسکے مسعود کے سرداروں کو شکست فاحش دیکر اُسکے ملکوں کو تاخت تاراج کیا اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ مسعود اپنی ذات سے لڑنے کو گیا اور مرو کے پاس پروس میں مقام ژندقاں یا وندناکن پر طغرل بیگ سے مقابلہ ہوا چنانچہ بعض بھگوڑے ترکوں کے بھاگ جانے سے عین میدان میں مسعود کو ایسی شکست فاحش ہوئی کہ وہ لڑائی کو دوبارہ سنبھال نسکا یہاں تک کہ سنہ ۱۰۳۹ع مطابق ۴۳۲ ہجری میں صاف مرو کو بھاگا اور وہاں پہونچکر ٹوٹی پھوٹی فوج اپنی فراہم کی اور جوں توں کرکے غزنی کو واپس آیا بعد اُسکے حال اُسکا ایسا پتلا ہوا کہ اسکا وہم گمان بھی نتھا کہ وہ اتنی بڑی فوج اکھٹی کرے کہ سلجوقوں سے بمقابلہ پیش آوے بلکہ اتنی جمعیت بھی بہم نہ پہونچا سکا کہ اُسکے ذریعہ سے اُن فسادوں کی روک تھام کرسکے جو اُسکی دارالسلطنت کے قرب و جوار میں برپا ہو رہے تھے چنانچہ جب اُسنے یہہ رنگ ڈھنگ اپنی سلطنت کے دیکھے تو هندوستان کا قصد اس نظر سے کیا کہ وہاں جاکر جی کو ٹھکانے لگاوے اور اپنے کار و بار کو ٹھیک ٹھاک کرے مگر حال یہہ تھا کہ فوج کو قواعد کی پابندی نرھی تھی اور حکومت کا رعب داب اُٹھہ گیا تھا غرض کہ جوتوں کرکے روانہ ہوا *

جب کہ وہ اٹک سے پار اوترا تو اُسکی خاص فوج نے جو خزانہ کی محافظ تھی خزانہ کے لوٹنے کا ارادہ کیا اور جو پریشانی کہ بعد اُسکے حاصل ہوئی نتیجہ اُسکا یہہ ہوا کہ تمام فوج باغی ہوگئی اور مسعود کو

تخت سے اوتارا گیا اور اُسکے بھائي محمد کو تخت نشین کیا گیا مگر اسلیئے
کہ محمد آنکھوں سے معذور اور معذوري کي وجھہ سے کار و بار سلطنت
سے مجبور تھا تو سنہ ۱۰۴۰ ع مطابق سنہ ۴۳۲ ھجري میں اُسکے
بیتے احمد کو سلطنت کا انتظام تفویض ھوا چنانچہ پہلا کام احمد کا یہہ
تھا کہ اُس نے اپنے معزول چچا کو قتل کیا *

مسعود دس برس سے زیادہ زیادہ تخت نشین رھا اور باوصف اسکے
کہ اُسکے عہد سلطنت میں شور و فساد برپا رھے مگر علم و فضل کي ترقي
کرتا رھا چنانچہ علماء کي تعظیم و تکریم اور عالیشان عمارتوں کے بنانے
میں اُس نے یہہ ظاھر کیا کہ وہ محمود کا عمدہ جانشین ھی *

مسعود کے بیتے مودود کي سلطنت کا بیان

جس شکست سے مسعود کي سلطنت تباہ اور خاک سیاہ ھوئي
اُسکي بدولت ھندوستان کو برے فائدے حاصل ھوئے اس لیئے کہ اُس
شکست سے پہلے پہلے جو صوبہ مسلمانوں کا ھندوستان میں قایم تھا
مسلمان لوگ اُسکو حقیر و ذلیل سمجھتے تھے مگر بعد اُسکے اُسکو بڑي
حکومت سمجھنے لگے اور قدر و منزلت اُسکي نزدیک اُنکے ثابت ھوئي اور
جو واقعات اُسکے بعد واقع ھوئے وہ اِس تاریخ سے کچھہ بہت علاقہ نہیں رکھتے
یعني غزني کي حکومت میں وہ ھي انقلاب واقع ھوئے جو ایشیا کي
حکومتوں میں ھوتی رھتے ھیں اور سوا اِسکے کہ اُن سے طبیعت پژمردہ و
افسردہ ھوجاتي ھی کچھہ پند و نصیحت حاصل نہیں ھوتي جو قضیئے
قضاے سلجوقوں سے ھوئے وہ غزني کي سلطنت کے مغربي حصہ سے متعلق
تھے اور جو ھندوؤں سے جھگڑے بکھیڑے ھوئے کوئي نشان اُنکا تاریخوں میں
پایا نہیں جاتا ایشیا کے کسي مورخ نے اُنکا بیان نہیں کیا باوصف اِس بات
کے کہ یہہ زمانہ خاندان غزني کے زمانوں میں سے تحریر و بیان کے زیادہ
قابل تھا اِس لیئے کہ اِسي زمانہ میں مسلمانوں کي مستقل سکونت میں

اور هندوؤں کے ملنے جلنے سے مسلمانوں کے طور و طریقوں اور سمجهه بوجهه میں تغیر واقع هوا تها اور ایک نئي زبان یعني اُردو کي اصول قایم هوئي اور هندوستانکے حال کے مسلمانوں کے قومي چال چلن کي بنیاد پڑي غرض که نظر بوجوه مذکوره بالا خاندان غزني کے باقي معاملونکا بیان کرنا چنداں ضرور نهیں *

جب که مودود کا باپ قتل هوا تو وه اُن دنوں بلخ میں موجود تها اور جوں هي که اُس نے باپ کي سناوني سني تو وه مشرق کي طرف بهت جلد روانه هوا اور اپنے مخالفوں کو شکست فاحش دیکر قتل کیا بعد اُسکے سنه ۱۰۴۰ ع مطابق سنه ۴۳۳ هجري میں اپنے بهائي باغي کو گوشمالي دي مختصر یهه که مودود کي حکومت سنه ۱۰۴۰ ع مطابق سنه ۴۳۲ هجري سے لیکر سنه ۱۰۴۹ ع مطابق سنه ۴۴۱ هجري تک قایم رهي *

مودود کي عهد حکومت میں غزني کي تمام سلطنت فیروزمند سلجوقوں پر کهلي هوئي تهي کوئي مانع مزاحم اُنکا نتها مگر اُن فیروزمندوں نے مشرق کیطرف التفات نکیا اور اپني ممالک مقبوضه کو چهوٹي چهوٹي چار سلطنتوں پر تقسیم کیا اور طغرل بیگ کو چاروں کا افسر قرار دیا ابو علي کو هرات اور سیستان اور غور کي حکومت هاتهه آئي اور غزني والوں سے لڑنے کے لیئے آسیکو † مقرر کیا گیا اور طغرل بیگ سلجوقوں کي بڑي فوج لیکر ایران کے مغربي حصه اور بغداد و روم کي سلطنت پر چڑهائي کرنیکو روانه هوا یهي باعث تها که مودود اپني دارالسلطنت یعني غزني میں قائم رها اور ماوراءالنهر کو اُس نے دوباره فتح کیا اور اِس لیئے که اُسنے طغرل بیگ کي بڑي بیٹي سے اپني شادي کي تهي تو سلجوقوں کي لوٹ مار کا اُسکو کهٹکا باقي نرها مگر جب که سنه ۱۰۴۳ ع مطابق سنه ۴۳۵ هجري میں مودود اپني مغربي فتوحات میں مصروف و سرگرم تها تو دلي

---

† ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۹۰

کے راجہ نے خالي میدان دیکھکر پنجاب پر حملہ کیا چنانچہ اُس نے هندوؤں کو بڑي بڑي پٹیاں پڑھا کر آنکے دلوں کو بڑھایا یہانتک کہ نگرکوٹ کو فتح کرکے لاهور کو آ گھیرا مگر مسلمانوں کا وہ اخیر قلعہ محصوروں کي دلاوري سے محفوظ رها یعني اُنهوں نے ایسے لوگوں کي اطاعت قبول نکي جنکو کئي بار دباچکے تھے علاوہ اُسکے مودود کے پهونچنے کي خبر سنکر قوي همت بهي هوگئے تھے مگر یہہ اتفاق سے خبر جھوتي نکلي *

مودود اُس زمانہ میں بطرف مغرب مصروف تها جہاں باوصف اُس نئي رشتہ داري کے سلجوقوں کے ساتھہ نئے نئے جھگڑے پیدا هوئے اور دم نکلنے تک هندوستان میں آنیکي فرصت نہ نملي *

سلطان ابوالحسن کا بیان

جب کہ مودود نے وفات پائي تو اُسکے بهائي ابوالحسن نے اپنے شیر خوار بھتیجے کو قتل کیا اور آپ تخت نشین هوا مگر بعد اُس کے دو برسکے اندر اندر اُسکے چچا ابوالرشید نے اُسکو تخت سے اوتارا ابوالحسن کي سلطنت سنہ ۱۰۴۹ع مطابق سنہ ۴۴۱ هجري سے لیکر سنہ ۱۰۵۱ع مطابق سنہ ۴۴۳ هجري تک باقي رهي *

سلطان ابوالرشید کا بیان

ابوالرشید نے پنجاب کو دوبارہ فتح کیا جسکو اُسیکا ایک مسلمان سردار اُن پہلي خرابیوں کے وقتوں میں دبابیٹھا تها جو اُسکي سلطنت سے پہلے پہلے واقع هوئیں تھیں مگر بعد اُسکے ایک سردار طغرل نامي نے سیستان میں بغاوت کي اور ابوالرشید کو شکست فاحش دي سلطنت اُسکي سنہ ۱۰۵۱ع مطابق سنہ ۴۴۳ هجري سے لیکر سنہ ۱۰۵۲ع مطابق سنہ ۴۴۴ هجري تک قایم رهي اور جب یہہ باغي کامیاب هوا تو بادشاہ بن بیٹھا اور جو جو غزني کے بادشاہ زادے اُسکے هاتھہ آئے اُنکو گردن مارا مگر چالیس دن کے بعد آپ بهي مارا گیا اور منجملہ تین وارثوں سبکتگین کے ایک وارث فرخ زاد نامي تخت نشین هوا جو اُس ظالم کے تیغ ظلم سے مامون و محفوظ رها تها *

سلطان فرخزاد کا بیان

یہہ بادشاہ سلجوقوں کے مقابلہ میں کامیاب ہوا اور اُسکو یہہ توقع کامل تھی کہ وہ اُن ملکوں کو دو بارہ حاصل کرے جو اُسکے خاندانکی حکومت سے نکل گئے تھے مگر سلجوقوں کے سردار الپ‌ارسلان کی بڑی دانشمندی سے وہ بادشاہ روکا رہا سنہ ١٠٥٢ ع مطابق سنہ ۴۴۴ هجري سے سنہ ١٠٥٨ ع مطابق سنہ ۴٥٠ هجري تک فرخزاد نے کامرانی کی *

سلطان ابراهیم کا بیان

جب کہ فرخزاد مرگیا تو ابراهیم اُسکا بھائی تخت نشین ہوا یہہ بادشاہ بڑا عابد و زاهد تھا چنانچہ اُسنے تمام ایسے دعووں سے هاتھہ اُٹھایا جنکی بدولت سلجوقوں سے لڑائی جھگڑے کرنے پڑیں اور اچھی طرح پاک صاف ہوکر سلجوقوں سے آشتی کی اور اپنی سلطنت کے بڑے زمانہ کو جو سنہ ١٠٥٨ ع مطابق سنہ ۴٥٠ هجري سے سنہ ١٠٨٩ ع مطابق سنہ ۴٨١ هجري تک قایم رهي انشا پردازي اور مصحف نویسي میں صرف کیا اور چالیس بیٹے اور چھتیس بیٹیاں چھوڑ گیا *

سلطان مسعود ثاني کا بیان

یہہ مسعود ثاني بڑے طنطنہ کا بادشاہ تھا چنانچہ اُسکے سرداروں نے گنگا سے آگے تک فوج کشي کي اور خود اُس نے قانون قاعدوں کو سوچ سمجھکر ایک معقول مجموعہ مرتب کیا اور کئي سال اسکے عہد سلطنت میں لاهور اُسکي تخت گاہ رها اور حکومت اُسکي سنہ ١٠٨٩ ع مطابق سنہ ۴٩٢ هجري سے سنہ ١١١۴ ع مطابق سنہ ٥٠٨ هجري تک قایم رهي *

سلطان ارسلان کا بیان

جب کہ مسعود ثاني کا انتقال ہوا تو اُسکے ایک بیٹے ارسلان نامي نے اپنے بھائیوں کو قید کیا اور آپ تخت دبا بیٹھا یہہ وہ زمانہ تھا کہ غزني

کے خاندان والوں نے سلجوقوں سے رشتہداریاں پیدا کی تھیں چنانچہ سلجوقوں کے بادشاہ سنجر کی همشیرہ خاندان غزنی کے تمام شاهزادوں کی والدہ تھی غرض کہ جب اُسنے اپنے بچوں کو مقید دیکھا تو وہ آگ بھبوکا هوئی اور اپنے بھائی سنجر سے یہہ درخواست کی کہ تمکو بہرام کی امداد و اعانت کرنی چاهیئے جو ظالم کی قید سے محفوظ تھا غرض کہ سنجر نے یہہ بات اُسکی قبول کی اور تلوار کے زور سے تخت اُسکو دلوایا ارسلان کی سلطنت سنہ ۱۱۱۴ع مطابق سنہ ۵۰۸ هجری سے سنہ ۱۱۱۸ع مطابق سنہ ۵۱۲ هجری تک باقی رهی *

سلطان بہرام کا بیان

یہہ بادشاہ عالم فاضلوں کا بڑا مشہور و معروف مربی تھا چنانچہ نظامی شاعر جو فارسی کابہت مشہور شاعر تھا اُسکے دربار میں حاضر رهتا تھا چنانچہ منجملہ اپنی پانچ کتابوں کے جو خمسہ نظامی کے نام سے شہرہ آفاق هیں ایک کتاب مسمی پری پیکر بپاسخاطر اسی بادشاہ کے اُسنے تصنیف کی تھی مگر انجام کار اس بادشاہ نے اپنی سلطنت کو جو ایک عرصہ دراز تک سرسبز و قایم رهی تھی ایک ایسی بڑے کوتک سے خراب کیا کہ اُسکے تدارک میں وہ آپ اور نسل اُسکی تباہ هوئی *

تفصیل اُسکی یہہ هی کہ جب سے مودود بادشاہ نے مکر و فریب سے غور کے ملک پر قبضہ کیا تھا تب سے وہ ملک برابر غزنی کا صوبہ چلا آتا تھا اور بہرام کے عہد سلطنت میں غور کا بادشاہ قطبالدین † خود بہرام کا داماد تھا چنانچہ دونوں بادشاهوں میں کچھہ جھگڑا قایم هوا یہاں تک کہ بہرام نے قابو پاکر اپنے داماد کو زهر دیا یا علانیہ قتل کیا مگر قتل اُسکا اسلیئے غالب معلوم هوتا هی کہ قطبالدین کے بھائی

† برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ایک صفحہ ۱۵۱ میں قطبالدین سور کی جگہہ قطبالدین محمد غوری افغان لکھا هی

سیف‌الدین ‡ نے ترت پہوت انتقام کے لیئے غزني پر چڑھائي کي اور بہرام کو مشرق کے پہاڑوں میں کرماں کي طرف بھگا دیا اور غزني پر قبضہ کیا *

سیف‌الدین اس جدید مقبوضہ پر ایسے اطمینان سے بیٹھا کہ اُسنے بہت سي فوج اپني بہ سرداري اپنے بھائي علاوالدین کے فیروز کوہ کو واپس بھیجي جہاں پہلے سے وہ رهتا سہتا تھا اور غزني والوں کے رفیق شفیق بنانے میں بہت سي جہد و محنت اُوٹھائي مگر باوجود اس سعي و محنت کے قدیم خاندان کي رفاقت کو جو اُنکے دلوں میں مضبوط و مستحکم بیٹھي تھي اُٹھا نسکا چنانچہ اُنہوں نے بہرام کے بلانیکي طرح ڈالي یہاں تک کہ جب برف کي کثرت سے غور کي راہ مسدود ہوگئي تو بہرام اپنے ملک کے اُس حصہ میں سے جو اب تک فتح نہوا تھا بہت سي فوج اکھٹي کرکے اپني دارالسلطنت پر چڑھا اور سیف‌الدین نے اپني ناتواني دیکھہکر دارالسلطنت کو چھوڑنا چاہا مگر غزني والوں کي جھوٹي باتوں میں آکر ایک لڑائي کے ذریعہ سے بخت‌آزمائي پر آمادہ ہوا چنانچہ شہر والوں نے میدان میں اُس سے کنارا کیا اور اُسکے وطن والوں کي تھوڑي‌سي خاص فوج مغلوب ہوئي اور وہ زخمي ہوکر گرفتار ہوا مگر بہرام نے جو کام اُسوقت کیا وہ پہلي عادتوں کے بہت خلاف اور انسانیت سے نہایت بعید تھا یعني اُسنے اپنے قیدي کو طرح طرح کي ذلت دیکر تمام شہر کے گلي کوچوں میں تشہیر کیا اور لوگوں سے بري بہلے کہلانیکے بعد اُسکو بہت بري طرح سے قتل کرایا اور اُسکے وزیر کو گلا گھونٹ کر مارا جو محمد کي آل اور فاطمہ کا لال تھا جب کہ علاوالدین اُسکے بھائي کو اُسکي سناوني پہونچي تو اُسکو بہت جوش آیا اور یہہ قسم کھائي کہ اگر دم میں دم ھی توخدا چاھے تمام سازش والوں سے سخت انتقام لونگا *

---

‡ برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ کي جلد ایک صفحہ ۱۵۲ میں بجاے سیف‌الدین کے سیف‌الدین سور لکھا ھی

مگر ایسا معلوم هوتا هی که وه اپني بےصبري اور غیظ وغضب کے مارے تهوڑي فوج لیکر روانه هوا اسلیئے که بهرام نے اس سے یهه کهلا بهیجا که هوشیار هوکر یهاں آنا ورنه پامال کیا جاویگا اور اُسنے یهه جواب دیا که تیري دهمکیاں تیري فوج کي مانند ضعیف اور بے بنیاد هیں اور یهه مسلم هی که بادشاهوں کي لڑائي بهڑائي کچهه نئي بات نهیں مگر تیري سنگدلي اور بیرحمي ایسي هی که نظیر اُسکي بادشاهوں میں پائي نهیں جاتي *

بعد اسکے جو لڑائي پیش آئي تو اُسمیں پهلے پهل یهه ظاهر هوا که غزني والونکي کثرت سے فوج اسکي مغلوب هوئي مگر اس باعث سے که وه آپ انتقام کا پیاسا تها اور اُسکے ساتهه والوں کو نهایت غیظ و غضب اور دلاوري بهادري کا بهروسا تها مخالف کے مقابلوں کو یهاں تک اُٹهایا که بهرام کو تنها بهاگنا پڑا اور جان بچاکر بهاگا *

غوریوں کے هاتهوں سے غزني کا تباه هونا

بڑي بڑي جو تکلیفیں که بهرام اور غزني والوں کے دست و زبان سے علاوالدین کے بهائي سیف الدین مقتول کو پهونچي تهیں انتقام اُنکا علاوالدین کے ذمه پر واجب ولازم تها مگر غزني سي بڑي دارالسلطنت کو یکقلم بیچراغ کرنا ایک ایسا برا کام اور ناپسندیده امر هی که هم کسیطرح اُسکے درد شریک نهیں هوسکتے اور اُس ناشایسته حرکت سے اُسکے نام پر ایسا دهبا لگا که جب تک یاد اسکي باقي رهیگي وه هرگز نه مٹیگا † *

† یهه علاوالدین همیشه جهاں سوز کے خطاب سے پکارا گیا اگرچه اور جگهه تعریف اُسکي لکهي گئي مگر کسي مورخ نے اس موقع پر لعنت ملامت بدون اُسکو نهیں چهوڑا چنگیز خاں اور تیمورلنگ کے ناحق قتلوں کو بهي اسقدر ناپسند نهیں کیا جیسا که اُسکي اس نامناسب حرکت کو ناپسند و مکروه سمجها اور شاید وجهه اُسکي یهه هی که جن دنوں یهه برا کام علاوالدین سے سرزد هوا تو لوگ اُن دنوں کچهه کچهه تربیت یافته اور شایسته بایسته هوگئي تهي چنانچه اُنکو اس نامعقول حرکت سے بڑا تعجب هوا

تفصیل اُس ظلم کي یہہ ھی کہ اس عمدہ شہر کو جوتمام ایشیا کا بہت بڑا شہر اسوقت گنا جاتا تھا تین دن اور بقول بعضوں کے سات دن تک پھونکواتا اور باشندوں کو قتل کراتا اور سارے شہر کو لٹواتا رہا اور جب کہ پہلا جوش خروش کم ہوا اور غیظ و غضب نے فی‌الجملہ کمي کي تو خاص خاص لوگوں کو قتل کرایا اور سیف‌الدین کے وزیر کي عوض میں جو جو سید نامي ھاتھہ اُسکي لگے اُنکو گردن مارا اور شاھاں غزني کي تمام یادگاروں کو مسمار کرایا اور محمود اور مسعود اور ابراھیم کي قبروں کے سوا کسي قبر کا نام و نشان نچھوڑا مگر محمود و مسعود کي قبریں اُنکي دلاوري کي خوبي سے اور ابراھیم کي قبر اُسکے زھد و تقوے کي بدولت چھوٹے رھي غرض کہ تمام شہر قتل ھوا مگر بدبخت بہرام اُن تباھیوں کے دیکھنے کو زندہ رھا جو اُسکي خویش و تبار اور یار و دیار کو نصیب ھوئیں بعد اُسکے بہرام ھندوستان کو روانہ ھوا اور سفر کي ماندگي اور شکستہ دلي کے مارے عین راہ میں مرگیا سلطنت اسکي سنہ ۱۱۱۸ع مطابق سنہ ۵۱۲ ھجري سے سنہ ۱۱۵۲ع مطابق سنہ ۵۴۷ ھجري تک یعني کل ۳۵ برس قایم رھي *

ھندوستان میں غزني کي سلطنت منتقل ھونیکا بیان

جب کہ سلطان بہرام نے وفات پائي تو اُسکا بیٹا سلطان خسرو لاھور کیجانب کوچ کیئےگیا چنانچہ جب وہ وھاں پھونچا تو اُسکي رعایا بہت تعظیم تکریم سے پیش آئي اور بہت سي خوشي منائي اسلیئے کہ وہ لوگ اسبات سےناراض نتھي کہ اُنکے شہر میں ھمیشہ کے لیئے سلطنت قایم ھووے *

سلطان خسرو ملک کا بیان

سلطان خسرو سنہ ۱۱۶۰ع میں سات برس سلطنت کرکے مرگیا اور ٹوٹي پھوٹي حکومت کو اپنے بیٹے خسرو ملک کے قبضہ میں چھوڑ گیا چنانچہ خسرو ملک نے ستائیس برس قمري لغایت سنہ ۱۱۸۶ع تک بادشاھت کي اور اسي سنہ میں رھا سہا ملک اُسکا اُسکے قبضہ سے نکلکر

غوریوں کے قبض و تصرف میں داخل ہوا اور سبکتگین کی نسل اسی بادشاہ پر ختم ہوئی *

† خاندان غوری کا بیان

علاوالدین غوری کی سلطنت

واضح ہو کہ خاندان غور کی نسبت بہت سی بحث مباحثی رہی مگر بہت سی چھان بین کے بعد یہی رائے غالب ہی کہ خاندان غور اور نیز اُنکی رعایا تمام افغان تھے اور جب کہ یزد جرد کسرے کی وفات پر چند سال گذرنے کے بعد مسلمانوں نے غور پر چڑھائی کی تو بقول ‡ ابن ہیاکل کے سنہ ۹۰۰ ع میں کسیقدر غوری لوگ اسلام لائے تھے اور اُسیکے قول کے بموجب وہاں کے باشندے خراسانی بولی بولتے تھے § *

---

† طبقات ناصری میں نام اُس خاندان کا سنسا بانی لکھا ہی

‡ اوسلی صاحب کا ترجمہ تاریخ ابن ہیاکل کا صفحہ ۲۱۲ و ۲۲۱ و ۲۲۶ ملاحظہ کےقابل ہی اسلیئے کہ ابن ہیاکل نے لکھا ہی کہ غور سے اگے کے تمام خطہ کو ہندوستان سمجھنا چاہیئے مراد اُسکی اس سے بلاشبہہ یہہ تھی کہ اُسمیں کافر لوگ آباد تھی *

§ پٹھان لوگ اپنا قدیم ملک غور کےپہاڑوں کو سمجھتے ہیں اور معلوم ہوتاھے کہ کسی شخص نے آج تک اسبات کا انکار نہیں کیا کہ لوگ اُس ملک کے اگلے وقتوں میں پٹھان تھی مگر جسبات میں گفتگو باقی ھے وہ بادشاھی خاندان سے متعلق ھے چنانچہ پرانسر ڈارن صاحب نے تاریخ افغانوں کی شرح کے صفحہ ۳۸ میں بحوالہ ایک مورخ کے بیان کیا ھے کہ وہ لوگ خطا کے ترک تھے مگر یہہ کلام صرف ایک ہی مورخ کا ھے اسلئی کہ اُسی مقام میں دوسرا حوالہ خاندان غور کے جانشینوں سے علاقہ رکھتا ھے اور جہاں تک اور ہمکو تحقیق ہوسکا اُس سے یہی دریافت ہوتاھے کہ تمام اور مورخ خاندان غور کو سور کے پٹھانوں میں داخل کرتی ہیں مگر یہہ حقیقت میں اونکی غلط فہمی ھے کہ وہ خاندان غور کو سور اور سام کی اولاد بتاتے ہیں جو ضحاک بادشاہ کی بیٹی تھی ضحاک ایران کاخیالی بادشاہ تھا اُسکو پٹھانوں سے کچھہ علاقہ و واسطہ نہیں تھا اور وہی مورخ عجیب قصے خاندان غور کی پچھلی تاریخ کی نقل و بیان کرتے ہیں چنانچہ بیان اونکا یہہ ھے کہ سلطان محمود کے بعد خاندان سور کا وہ سردار جو سام کے نام سے نامی گرامی تھا اپنے ملک سے بھاگنے اور ہندوستان کے جانے پر مجبور ہوا اگرچہ ہندوستان میں جی جان سے مسلمان

سلطان محمود کے عہد دولتمیں غور کا ملک جیسا کہ مذکور ہوچکا اُس بادشاہ کے قبض و تصرف میں تھا جسکو تاریخ فرشتہ والے نے محمد سوري یا سور پٹھانکے نام سے بیان کیا اور اُس بادشاہ کے زمانہ سے واقعات مذکورہ بالا تک تاریخ کا سلسلہ برابر چلا آتا ہی جب کہ غزني اور غزني والوں سے علاءالدین پورا پورا انتقام لیچکا تو فیروز کوہ میں جاکر عیش و نشاط میں مصروف ہوا جو اصل مقتضی اُسکي طبیعت کا تھا *

رہا مگر مندر میں ملازم ہوگیا اور اُسنے بہت سی دولت جمع کي بعد اُسکے جب گھر چلا تو جہاز اوسکا ٹوٹگیا ایران کے کنارے پر قریب کر مرگیا

مگر اُسکا بیٹا حسین سوري ایک تختہ پر بیٹھا رہگیا اور وہ تختہ تین دن تک پاني پر بہتا رہا اگرچہ ساتھي اُسکا اُس تختہ پر ایک شیر تھا مگر اُسنے اُسکو کچھہ نستایا یہاں تک کہ وہ تختہ دریا کے کنارہ ایک بندر کے پاس جالگا اور وہ غریب اُس بندر میں چندے قید رہا مگر اخرکار اُسنے قید سے رهائي پائي اور گرتا پڑتا غزني کي جانب روانہ ہوا راہ میں قزاقوں سے ملاقات ہوئي اور اُنھوں نے بجبر و اکراہ اُسکو شریک اپنا کیا مگر اُس رات اتفاق سے وہ قزاق گرفتار ہوئے اور سلطان ابراهیم کے روبرو جو خدا ترس بادشاہ تھا حاضر کیئے گئے اور قتل کا حکم اُنکو سنایا گیا اور جب کہ نوبت یہاں تک پہونچي تو حسین سور نے سرگذشت اپنے بادشاہ کو سنائي چنانچہ بادشاہ نے اُسکے چہرے مہرے کو دیکھہ بھال کر بات اُسکي قبول کي یہانتک کہ صوبہ غور کي حکومت عطا فرمائي جو خاص اُسکا وطن اصلي تھا اس تمام قصہ سے یہہ نتیجہ حاصل ہوتا ہی کہ کسي دلیر آدمي نے غور کي حکومت شاہاں غزني کي بدولت حاصل کي اور یہہ آدمي یا تو اصل حقیقت میں غوري تھا یا کسي غوري سردار کي دامادي کے صدقے سے غوریوں میں داخل ہوگیا تھا جیسا کہ شمالي یورپ کے باشندوں اور اسکاٹلنڈ کي قوموں میں دستور و قاعدہ ہی بعد اُسکے اُس آدمي نے مذکورہ بالا عجیب کہاني اور عجیب نسب ایجاد کیا تاکہ اُسکي کم ظرفي پوشیدہ رہے پروفسر ڈارن صاحب نے مذکورہ بالا تاریخ کي شرح میں وہ سب کچھہ جمع کیا جو خاندان غور اور پٹھانوں کي اصلیت کے آٹھہ مختلف بیانوں کي نسبت لکھا پڑھا گیا تھا اور درباب ان دونوں باتوں کے بہت معقول نتیجہ نکالا علاوہ اسکے خاندان غور کي نسبت ڈي هربیلاٹ صاحب کي تاریخ اور ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد دو صفحہ ۱۸۱ اور برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ایک صفحہ ۱۶۱ میں جو مضمون مندرج ہی ملاحظہ کے قابل ہی

غزني کو سلجوقیوں کا فتح کرنا

علاوالدین کي عیش پرستي کے باعث سے بہت سي آفتیں توت پرنے پر آمادہ تھیں چنانچه آینده چار برسوں میں بہت سے انقلاب اور برے برے هنگامے برپا هوئے یہاں تک که سلجوقیوں کے بادشاہ سلطان سنجر نے غور و غزني دونوں پر حمله کیا اور علاوالدین گرفتار هوا مگر بعد اُسکی جلد اُسکو چهور دیا اور ملک اُسکا اُسیکے حواله کیا † *

سلجوقیوں کي بربادي کا بیان

تهوري مدت گذري تهي که سنه ۱۱۵۳ع مطابق سنه ۵۴۸ هجري یوز قوم ترک ‡ نے سلطان سنجر کو شکست فاحش دیکر گرفتار کیا حاصل یهه که برس سوا برس کے اندر اندر غور اور غزنین کے دونوں خاندان جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے اور بہت دنوں سے مشرق کي حکومت پر لر جهگر رهے تھے تباہ و برباد هوگئے *

اس بربادي کا سارا سبب یهه تها که حاکم خوارزم نے سنجر سے بغاوت کي اور اُسي باغي نے خوارزم کي سلطنت کي بنیاد ڈالي جو ایشیا کے مشرق و مغرب میں بري قوي سلطنت هوئي اور جب که سنجر نے اُسکو دبانا چاها تو اُسنے خطا والوں سے مدد چاهي جو شمال چین کے قدیمي رهنے والے تھے اور ماوراءالنهر میں بهاگ کر آئے تھے *

خطا والونکے حملوں سے قوم یوز § کے کچهه تهورے لوگ جو ماوراءالنهر

---

† یهه واقعه سنه ۱۱۵۲ع مطابق سنه ۵۴۷ هجري کے اخر یا سال اینده کے اول میں واقع هوا مگر ڈي هربیلات صاحب اور ڈیگگنیز صاحب تاریخ اُسکي سنه ۱۱۴۹ع مطابق سنه ۵۴۴ هجري کے قرار دیتے هیں یهه ضرور هی که یهه واردات غزني کي فتح کے پیچهے اور سنجر کي قید سے پہلے ظهور میں آئي

‡ ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۵۶

§ قوم یوز وہ ترک هیں جو ایک عرصه دراز سے دشت خفچاق میں بستے تهی اور بقول ڈي گگنیز صاحب کے ترکمانونکے آبا واجداد هیں اور اُنکو یوز اور غز اور غوز اور غوزي اور غازي بهي کهتے هیں چنانچه ملک فرغانه میں جهاں وہ حاکم وسردار هیں اونکو اب بهی یوز کے نام سے پکارتے هیں *

میں بستے تھے خارج کیئے گئے اور جب که یهه واقعه پیش آیا تو اُن دنوں قوم یوز کے باقي اور لوگ ایشیاے کوچک اور ملک شام کے فتح کرنے میں مصروف تھے یهه جلاوطن لوگ جنوب کیجانب متوجهه هوئے اور سلجوقونپر غالب آئے اور تھوڑے عرصه تک غزني پر قابض و متصرف رهے بعد اُسکے اُنھوں نے مغربکي جانب نقل مکان کیا اور غزني کي حکومت اُن لوگوں کے قبضه میں دوباره آگئي جنکے قبضه میں پہلے تھي انقلابات مذکوره بالا کے زمانه یعني سنه ۱۱۵۶ ع مطابق سنه ۵۵۱ هجري میں علاوالدین اپني موت مرگیا اور کل حکومت اُسکي جسمیں بہت سي وارداتیں واقع هوئیں کوئي چار برس تک قایم رهي *

سیف‌الدین غوري ثاني کا بیان

تھوڑے دنوں مرنے سے پہلے شهاب الدین اور غیاث الدین اپنے دو برادر زادوں کو علاوالدین نے قید کیا تھا اور ساري غرض اُسکي غالباً یهه تھي که سیف‌الدین اُسکا بیٹا جو کم سن اور ناتجربه کار تھا بلا جد و جهد اُسکا جانشین هووے چنانچه سیف الدین اُسکا جانشین هوا اور پہلا کام اُسنے یهه کیا که اُسنے اپنے چچیرے بھائیوں کو قید سے چھوڑا اور اُنکي حکومتوں پر اُنکو بحال کیا اور اِس عمده کام سے کبھي پشیمان نهوا تمام ذاتي صفاتي اوصاف اُسکے اسي عمده کام مذکوره بالا کے موافق مطابق تھے اور اِس میں کچھه شک شبهه نهیں که اگر اُس میں اُسکے خاندانکي مانند انتقام لینے کي خو بو نهوتي تو سلطنت اُسکي نهایت عمده اور نیک نام هوتي چنانچه ایک سردار اُسکا اُسکي بي بي کا وه زیور پہنے هوئے اُسکے روبرو آیا جو سنجر کي کامیابي میں اُسکي بي بي سے چھن چھنا گیا تھا غرض که دیکھنے کے ساتھه اُسکو ایسا جوش آیا که اُس نے آپ اُسکو قتل کیا اور ابوالعباس اِس سردار کا بھائي غیظ و غضب کو دبائے هوئے بیٹھا رها مگر جب که سیف‌الدین کو قوم یوز کي لڑائي میں سرگرم دیکھا تو

اُس نے ہیں لڑائی میں قابو پاکر سیف‌الدین کے نیزا مارا سیف‌الدین نے ایک برس سے کچھہ زیادہ سلطنت کی اور بعد اُسکے اُسکا بڑا چچیرا بھائی یعني غیاث الدین جا نشین ہوا † *

غیاث‌الدین غوري کا بیان

جب کہ سنہ ۱۱۵۷ ع مطابق سنہ ۵۵۲ ھجري میں غیاث الدین غوري تخت نشین ہوا تو اُسنے شہاب‌الدین اپنے بھائي کو شریک حکومت کیا اور جب تک بقید حیات رہا تب تک سلطنت کو قابو میں رکھا مگر معلوم ہوتا ھی کہ جنگي کاموں کا تمام انتظام شہاب‌الدین کي راے و تدبیر پر چھوڑا تھا اِس لیئے کہ غیاث‌الدین کے مرنے سے کئي برس پہلے تمام کام سلطنت کے خود شہاب‌الدین کو کرنی پڑے *

جس اتفاق سے کہ اِن دونوں بھائیوں نے اوقات اپني بسر کي صرف رھي دلیل اِس بات کي تھیں کہ اُنھوں نے پہلي محبت کو نبھائے رکھا جو اُنکے بزرگوں سے برابر چلي آتي تھي بلکہ جب اُنکے خالو نے جو بامیان کي مطیع ریاست پر حاکم تھا اور وہ ریاست بلخ کے مشرق سے دریاےاکسیس کے کنارے کنارے پھیلي ہوئی تھي سیف الدین کے مرتے ھي تخت دبانیکا ارادہ کیا اور لڑائي میں شکست فاحش کھاکر ایسا گھیرا گیا کہ اُسکے مارے جانے میں کوئي شک نرھا تھا تو یہہ دونوں بھائي گھوڑوں سے اوتر پڑے اور اُسکي رکاب پکڑنے کو دوڑے اور ایسے ادب سے پیش آئے کہ پہلے اُسکو یہہ شبہہ ھوا کہ میري بات بگڑي ھوئي دیکھکر مجھکو چڑاتے ھیں مگر انجام کار اُسکي تسلي تشفي کي اور اُسکي حکومت پر اسکو بحال کیا چنانچہ وہ ریاست اُسکے خاندان میں تین پشتوں تک قایم رھي بعد اُسکے غور کي اور ریاستوں سمیت شاہ خوارزم کے قبضہ میں داخل ھوئي ‡ *

† ڈي ھربي لاٹ صاحب اور تاریخ فرشتہ اور ڈارن صاحب کي افغانوں کي تاریخ میں سے مسلمان مورخوں کے اقوال کا خلاصہ

‡ ڈي ھربي لاٹ صاحب کي تاریخ اور ڈارن صاحب کي شرح

واضح هو که واقعات مذکوره بالا فتح غزني سے پانچ برس کے اندر اندر واقع هوئے اور جب که ان دونوں بهائیوں کي سلطنت قوي هوگئي تو بیگانه ملکوں کي فتوحات پر بڑے زور و شور سے متوجهه هوئے چنانچهه سلجوقوں کو تباه و پریشان دیکهکر خراسان کے مشرقي حصه کو فتح کیا اور اِس مهم میں اور نیز غزني کے دوباره حاصل کرنے میں خود غیاث الدین مصروف هوا اور اُس وقت سے کبهي فیروز کوه اور کبهي هرات اور کبهي غزني میں رهنے سهنے لگا اور خاص هرات میں ایسي بڑي مسجد بنوائي که اُسکي شان و شوکت کي تعریف اُس زمانه میں اور بعد اُسکے پچهلے وقتوں میں ویسے هي بدستور قدیم قایم رهي *

مسلمانوں کي سلطنت کي بنیاد هندوستان میں

واضح هو که یهه شهاب الدین ایک مدت سے هندوستان پر لوٹ پوٹ هو رها تها چنانچه اُس بڑي سلطنت کا باني اُسیکو سمجهنا چاهیئے جو هندوستان میں انگریزوں کے عهد تک قایم رهي *

سنه ۱۱۷۶ ع مطابق سنه ۵۷۲ هجري میں مقام اچ کو فتح کیا جو ایسي جگهه واقع هي جهاں پنجاب کے دریا اٹک سے جاکر ملتے هیں مگر دوبرس بعد جب گجرات پر چڑهائي کي اور وهاں سے شکست فاحش کها کر ایسي مصیبتیں اوٹهائیں جو محمود کو پیش آئیں تهیں تو نهایت ناکام اور دلشکسته واپس آیا *

لاهور پر دو دهاوے کیئے اور خسرو ملک کي قوت کو توڑا جو غزني کے خاندان کا پچهلا بادشاه تها چنانه سنه ۱۱۷۸ ع مطابق سنه ۵۷۳ هجري میں اُسکو اس بات پر مجبور کیا که وه اپنے بیٹے کو بطور اُول اُسکے حواله کرے *

خاندان غزني کا پنجاب سے خارج هونا

بعد اُسکے سنه ۱۱۷۸ ع مطابق سنه ۵۷۵ هجري اور سنه ۱۱۷۹ ع مطابق سنه ۵۷۶ هجري میں سند پر چڑهائي کي اور سمندر کے کنارے تک

اُسکو روند مونڈ کر پائیمال کیا اور جب وهاں سے واپس آیا تو خسرو ملک سے لڑائي بهڑائي شروع کي چنانچه خسرو ملک نے ناچار هوکر گاکروں سے مدد چاهي اور شهاب الدین کے ایک بڑے مستحکم قلعه پر قبضه کیا یهاں تک که شهاب الدین ایسے مطلب کے لیئے فن و فریب پر مائل هوا جو زور و قوت اور فن و شجاعت سے حاصل نہوسکتا تها چنانچه اُس نے یهه فقرا اوڑایا اور لوگوں سے یهه دهوم مچوائي که ایک ایسي ضرورت پیش آئي هی که سلطاني فوج کو مغرب کیجانب جانا پڑا غرض که اُسنے خراسان کي روانگي کیواسطے فوج اپني اکٹهي کي اور ملک خسرو سے آشتي چاهي اور اُسکے بیٹے کو اول سے رها کیا جو اب تک یعني سنه ۱۱۸۴ ع مطابق سنه ۵۸۰ هجري تک نظر بند چلا آتا تها اور جب که خسرو ملک نے یهه آثار اسکے دیکهے تو اپني محافظ فوج سے الگ هوکر بیٹے سے جلدي سواري ملنے کو روانه هوا اور شهاب الدین نے یهاں یهه کام کیا که عمده عمده سوار اپني فوج کے لیکر ایسي راه سے چلا که وه لوگوں کي آمد رفت سے في الجمله محفوظ تهي اور کمال چستي و چالاکي سے ملک خسرو اور اُسکي دارالسلطنت کے بیچ میں آپڑا اور خسرو کے لوگوں کو راتوں رات گهیر کر خسرو کو گرفتار کیا اور بعد اُسکے سنه ۱۱۸۶ ع مطابق سنه ۵۸۲ هجریمیں لاهور پر قابض هوا جهاں اُسکو کوئي مقابله کرنا نپڑا اور دوسرے برس خسرو اور اُسکے خاندانکو غیاث الدین کے پاس روانه کیا اور اُسنے اُنکو غرغستان کے قلعه میں مقید رکها اور بهت برسوں کے بعد اُس زمانه میں غوریوں یا خوارزمیوں کے هاتهوں سے مارے گئے جب که خوارزمیوں اور غوریونمیں لڑائیاں واقع هوئیں *

شهاب الدین کي لڑائیاں هندوؤں کے ساتهه

جب که غزني کا خاندان تمام هوچکا تو کوئي مسلمان شهاب الدین کا مخالف نرها اور پهلے پهل هندو لوگ اُسکے تکر کے بظاهر معلوم نهوئے

اِس لیئے که فوج اُسکي دریاے اٹک اور دریاے اکسیس کے صوبوں کي لڑاکا قوموں سے منتخب اور چیدہ اور سلجوق اور شمال کے تاتاري گروهوں سے لڑنے جھگڑنیکي عادي اور مشاق تھي اور اسي باعث سے یهه توقع تھي که اُنکو ایسے لوگوں سے کڑا مقابله نکرنا پڑیگا جو طبیعت کے نرم اور قصے جھگڑے سے بھاگنے والے اور چھوٹي چھوٹي ریاستوں میں بکھرے پھیلے پڑے تھے اور جنکو شهاب‌الدین سے بلا فائدہ لڑنا پڑا اور اُس لڑائي میں کسیطرح کي امید نتھي مگر باوصف اُسکے کوئي ریاست هندوؤں کي سخت لڑائي کے بدون فتح نهوئي بلکه بعضي بعضي ریاستیں پوري پوري مطیع نهوئیں یهانتک که اج تک وہ قایم هیں اور مسلمانوں کي سلطنت برباد هوچکي وہ مقابله جو شهاب‌الدین کو هندوؤنسے پیش آیا تو سارا سبب اُسکا یهه تها که هندو لوگوں میں راجپوتوں کي قوم قدیم سے سپاهي تھي اور عمر تمام اپني سپه گري میں بسر کرتے تھے اور تمام ذاتونسے ذات اُنکي بهت معزز وممتاز تھي اگرچه اور لوگ رسومات مذهب کے اختلاف سے الگ الگ گروہ هوگئے تھے مگر معاملوں میں کھلے ملے رهتے تھے اور معمولي حاکموں کے سواے کوئي خاص سردار اُنکا نتھا مگر راجپوتوں کي قوم ایسي تھي که وہ ماںکے پیٹ سے سپاهي هي پیدا هوتے تھے اور هر گروہ اُنکا موروثي سردار اپنا رکھتا تها اور هر گروہ کا چال چلن اور رنگ ڈھنگ الگ الگ تها اور چند درچند علاقوں کے باعث سے هر گروہ کا هر شخص اپنے سردار اور ایک دوسرے کا پابند هوتا تها اور قومي علاقوں سے تعلقات مذکورہ کو نهایت قوت پهونچتي تھي *

اِس لیئے که راجپوتوں کي مختلف قوموں کے خاص سردار راجه سے وہ تعلق رکھتے تھے جو راجپوت اُن خاص سردارونسے رکھتے تھے تو راجه اور سرداروں اور سپاهیوں کا ایسا جمگھٹ هوگیا تها که وفاداري اور رشته داري اور سپه گري اور نام آوریکے خیالونسے اتفاق کي نهایت عمدہ صورت بندھي تھي علاوہ اسکے وہ معقول طریقه اُس اتفاق کا زیادہ ممدومعاون هوا جو جاگیر

دینیکا وهاں جاري تها اور آن باتونسے عالي نسبي اور بلندهمتي اور دلاوري
کے خیالات اُن لوگوں میں بہت زور شور سے پیدا هوئے اور اُنکي بہادري
کي اُمنگوں کو ڈهاڑي بهاٹ اپني کڑکوں سے قایم رکھتے تھے اور فخر و عزت
کے قصوں اور عشق و محبت کے جھگڑوں سے بہادري اُنکي بھڑکتي رهتي
تھي اور عورتوں کے ساتھہ ایسے ادب سے پیش آتي تھي که بلاد مشرق
میں کوئي قوم ایسا ادب نکرتي تھي اور اپنے دشمنوں کے ساتھہ بھي عزت کے
برتاو برتتے تھے اور رسوم اور قاعدوں کے توڑنے کو بڑي بیعزتي سمجھتي تھي
اگرچه متوسط زمانه کے بہادروں کے اوصاف اُنمیں موجود تھے مگر اُسي
زمانه کے یورپ والے بہادروں کے عمده خیالات اور ظاهر کی جاه و جلال
اُن میں نتھے اور اُن بہادروں کي نسبت جنکا حال سپینسر اور ایرستو شاعروں
نے باندها هی هومر شاعر کی ممدوحوں کیسي طبعیت زیاده رکھتے تھے
اگر اُنکي صفات مذکوره بالا پر اُنکي سستي کاهلي کا اضافه کریں جو قدیم
سے چلي آتي هی گو وه ایسي نتھي که حال اُسکا تاریخ میں مذکور هوتا
اور نیز آن اثروں کي بھي مراعات کریں جو اُنکے عرصهدراز کے جي مرجانے
اور همتوں کے پست هوجانے پر مترتب هوئے تو ایک ایسي خصلت پائي
جاویگي جو آج کل کے راجپوتوں میں پائي جاتي هی اور وه اپنے بزرگوں
سے وه مشابهت رکھتے هیں جو اُنکے بزرگ مهابهارت کے بہادر راجپوتوں سے
رکھتے تھے † *

قدیم راجپوتوں کے عمده وصفوں میں وه سادگي پائي جاتي تھي
جو اور قوموں سے الگ تهلگ رهنے میں پیدا هوتي هی اور یهي باعث
تها که فنون سپه گري اور کار پردازي کي لیاقت میں آن لوگوں سے بھي

---

† راجپوتوں کے حال کي تاریخ نمک حلالي اور سپاهیانه مثالوں سے معمور هی
اخیر لڑائي اُن میں جے پور اور جودهپور کے راجاؤں کي اودے پور کي راني کے ساتھه
شادي کرنے پر هوئي دیکھو ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان وغیره

نہایت کم تھے جنکے خیالوں میں ویسی عمدہ باتیں نہ آتی تھیں جو اُنکے خیالوں میں سمائی ہوئی تھیں *

راجپوتونکی مختلف قوموں پر منقسم ہونیکا ایک اثر یہہ تھا کہ اگرچہ حال اُنکا خانہ بدوش لوگوں کا سا نہ تھا مگر جب کہ غنیم کے زور و دباو سے اپنے مکانوں کے چھوڑنے پر مجبور ہوتے تھے تو غول کے غول تاتاریوں کی مانند اپنے مکانوں کو چھوڑتے تھے اور جہاں کہیں وہ جاتے تھے وہاں بھی غول کے غول جاکر بستے تھے اور نئی اراضیات کو اُسی مناسبت سے آپسمیں تقسیم کرتے تھے جسطرح پہلے اُنکے قبض و تصرف میں ہوتی تھیں غرض کہ تبدیل مکان کے سوا کسی طرح کی تبدیل و تغیر واقع نہوتی تھی *

شہاب‌الدین کے عہد دولت سے تھوڑے عرصہ پہلے تمام ہندوستان میں چار بڑی سلطنتیں تھیں منجملہ اُنکے ایک دلی جو تمیراقوم کے راجپوتوں کے قبضہ میں تھی دوسری اجمیر جسپر چوہان قابض تھے تیسری قنوج جو راٹھوروں کے تحت حکومت تھی. چوتھی گجرات جسپر بگھیلے متصرف تھے جو قوم چلوکا کے قایم مقام ہوئے تھے مگر تمیرا کے سردار کے کوئی بیٹا نتھا چنانچہ اُس نے مرنیکے وقت اپنے نواسے پتھورا راجہ اجمیر کو گود لیا اور تمیروں اور چوہانوں کو ملاکر ایک کر دیا *

قنوج کا راجا بھی تمیروں کے سردار کا دوسری بیٹی سے نواسا تھا چنانچہ جب اُس نے یہہ دیکھا کہ اُسکے خالیرے بھائی کو اُسپر ترجیح دی گئی تو وہ سخت ناراض ہوا اور اس ناراضی کی بدولت جو جھگڑے بکھیڑے آپس میں قایم ہوئے شہاب‌الدین کے ارادوں کو جو ہندوستان پر مصمم ہو رہے تھے اُن سے بڑی اعانت حاصل ہوئی *

شہاب الدین کا شکست پانا ہندوؤں سے

سنہ ۱۱۹۱ ع مطابق سنہ ۵۸۷ ھجری میں شہاب الدین نے راے پتھورا پر پہلا حملہ کیا جو اجمیر و دلی کا راجہ تھا چنانچہ دونوں

فوجوں کا مقابلہ مقام تراوڑي پر ہوا جو تھانیسر اور کرنال کے درمیان میں
واقع ہی اور یہہ وہ میدان ہی کہ ہندوستان کے اکثر معرکے اِسي میدان
میں فیصل ہوئے مسلمانوں کے لڑنے کا یہہ دستور تھا کہ وہ اپنے سواروں کے
گروہوں سے دھاوے پر دھاوا کرتے تھے اور وہ سوار تیر برساتے ہوئے آگے کو
بڑھتے تھے یا پیچھے کو لوٹتے تھے غرض کہ موقع دیکھکر کام کرتے تھے مگر
جب مسلمان ہندوؤں کي قلب صف پر ٹوٹ پڑے تو ہندو برخلاف اُنکے
اُنکے بازوؤنکے توڑنے اور دونوں طرفونسے اُنکے دبانے پر یکلخت مصروف ہوئے
چنانچہ یہہ تدبیر اُنکي اس موقع پر راس آئي یہاں تک کہ جب
شہاب الدین اپني فوج کے بیچا بیچ لڑائي بھڑائي میں سرگرم تھا تو
اُسکو یہہ امر دریافت ہوا کہ اُسکي فوج کے بازوؤنکي پاؤں اوکھڑ گئے چنانچہ
بعد اُسکے وہ آپ اور اُسکے ہمراہي جو ساتھہ اُسکے جمي گمھي رہي تھے
چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں آگئے مگر ایسي صورت میں
دشمنوں کا مقابلہ ایسي بہادري سے کیا کہ دشمنوں کے جھرمٹ میں
بڑہ بڑھکر تلواریں ماریں یہانتک کہ راجہ کے بھائي تک ہاتھہ اپنا پہونچایا
جو راجا کي طرفسے دلي میں نایب السلطنت تھا اور نیزہ کي اني سے مونہہ
اُسکا زخمي کیا بعد اُسکے وہ بھي زخمي ہوا اور قریب تھا کہ خون بہنے
سے ناتواں ہوکر گھوڑے سے گرے مگر اُسیوقت اُسکے ایک ساتھي نے
پیچھے سے اوچھلکر بڑا سہارا دیا یہاں تک کہ اُسکو جھگڑے بکھیڑے سے
نکالکر امن چین کي جگھہ میں لیگیا *

شہاب الدین کي فوج پوري پوري تباہ ہوئي اور چالیس میل تک
مسلمانوں کا تعاقب ہوا بعد اُسکے جب شہاب الدین لاہور میں گیا
تو اوسنے ٹوٹي پھوٹي فوج کو جمع کیا اور اٹک پار چلاگیا چنانچہ پہلے
پہل اپنے بھائي سے فیروز کوہ یا شہر غور میں ملا اور بعد اُسکے غزني میں
رہنے سہنے لگا اور ایسے عیش اوڑانے کہ ظاہر میں یوں معلوم ہوتا تھا کہ

وہ مصیبتوں کے دن بہول گیا مگر باطن کا یہہ حال تہا کہ بدنامی کی چوٹ اب تک هري بهري تهي چنانچه اسنے ایک بڑے بوڑهے صلاح کار سے یہہ بات کہي کہ میں کبھي چین سے نہیں سویا اور کبھي † نچنت ہوکر نہیں جاگا *

شہاب‌الدین کا ہندوستان پر دوبارہ چڑھنا اور پوري فتح پانا

شہاب‌الدین نے سنہ ۱۱۹۳ ع مطابق سنہ ۵۸۹ هجري میں آخرکار ایک ایسي فوج اکهتي کي کہ اسمیں ترک اور تاجک اور افغان داخل تهے اور بہت سے سپاهیوں کي خودیں جواهرات سے مرصع تہیں زرہ بکتروں ‡ پر سونے چاندي کا کام تہا *

راجا پتهورا نے بہت سي فوج سے شہاب‌الدین کا مقابلہ کیا اور بہت سے راجہ اسکي پہلي کامیابي کے بہروسے شریک اسکے هوئے چنانچہ شہاب‌الدین کے پاس بڑے غرور اور تکبر سے یہہ پیغام بہیجا کہ وہ آگے بڑهنے سے باز رہے چنانچہ شہاب‌الدین نے نہایت نرم لفظوں سے جواب اسکا دیا اور یہہ بہانہ پیش کیا کہ اپنے بہائي کي اجازت منگواتاهوں مگر جب کہ هندو اپني جمعیت کے بہروسے اسکي فوج کے پاس آپڑے تو اسنے اندهیري رات میں سوتے لوگون اس ندي سے عبور کیا جو انکے درمیان میں بهتي تهي اور پہلے اس سے کہ هندوؤں کو اسکے هلنے جلنے کا شک شبهہ بهي هووے انپر بیطرح توت پڑا اگرچہ اس چهاپے سے هندوؤں کے لشکر میں بڑي کہل بلي پڑي مگر وہ اتنا بڑا لشکر تہا کہ کسیقدر فوج کو صف باندهنے اور باقي فوج کے بچانیکي فرصت ملي جوپیچهے صفیں باندہ کر تیار هوگئي یہانتک کہ جب انتظام انکا درست هوگیا تو کل فوج انکي چار صفیں هوکر غنیم کے مقابل هوئي اور جب شہاب‌الدین اپنے کام سے ناکام هوا تو اسنے فوج اپني پیچهے لوٹائي اور لڑتا لڑاتا پیچهے

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۷۳

‡ یہہ بیان فرشتہ کا هے اور تعداد فوج کي ایک لاکهہ بیس هزار بتائي هے

هٹتا چلاگیا یہاں تک کہ هندوؤں کی فوج کی صف‌آرائی میں بے انتظامی هوئی اور شہاب‌الدین نے کمال احتیاط سے اپنے انتظام کو قایم رکھا غرض کہ جب اُسنے مخالفوں کی بے انتظامی دیکھی تو بارہ هزار آزمودہ کار سواروں سے جنکے زرہ بکتر فولاد کے تھے دھاوا کیا اور هندوؤں کی بڑی فوج کو هلا چلا دیا یہاں تک کہ وہ بڑی فوج اپنے هل چل کے ساتھہ ایک بڑی عمارت کی طرح یک لخت گرپڑی اور اپنے زوروں میں آپ غارت † هوگئی *

دلی کا نایب‌السلطنت اور بہت سے بڑے بڑے سردار کام آئی اور خود راے پتھورا مسلمانوں کے تعاقب سے گرفتار هوا اور بری طرح سے مارا گیا *

دلی اور اجمیر کی فتح کابیان

یہہ شہاب‌الدین سلطان محمود کی نسبت بہت زیادہ سفاک تھا چنانچہ جب اوسنے اس لڑائی سے تھوڑے دنوں بعد اجمیر کو فتح کیا تو اوسکے کئی هزار باشندوں کو جو اوسکے مقابل هوئی تھی گردن مارا اور باقی باشندوں کے بچے کچوں کو لونڈی غلام بنانے کے واسطے باقی رکھا اور بعد اس قتل شدید کے ملک اجمیر کو راے پتھورا کے کسی رشتہ دار اور بعضوں کےبقول اوسکے سگے بیٹے کو اس شرط پر حوالہ کیا کہ وہ بھاری محصول ادا کیا کرے بعد اوسکے اوسنے قطب‌الدین ایبک کو جو پہلے غلام اوسکا تھا اور روز بروز معزز اور ممتاز هوتا جاتا تھا یہاں تک کہ بعد اُسکے تخت نشین بھی هوا بطور نیابت هندوستان میں چھوڑا اور آپ غزنی کو روانہ هوا اور جب کہ شہاب‌الدین چلا گیا تو قطب‌الدین نے بڑی لیاقت و قابلیت سے اُسکی کامیابیوں کو ترقی دی چنانچہ دلی اور کول کے اضلاع کو جو گنگا جمنا کے درمیان میں واقع تھے دخل و تصرف میں لیا *

---

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۷۷

قنوج كي فتح كا بيان

دوسرے برس شهاب‌الدين پهر واپس آيا اور ايک بڑي لڑائي لڑا جو سنه ۱۱۹۴ ع مطابق سنه ۵۹۱ هجري ميں اٹاوه كے شمالي جانب جمنا كے كنارے واقع هوئي تهي چنانچه جےچندر راٹهور راجه قنوج كو شكست فاحش دي اور قنوج اور اضلاع بنارس پر قبض و تصرف كيا اور يهه فتح ايسي پوري هوئي كه هندوستان كي بهت بڑي سلطنت تباه هوئي اور مسلمانوں كي حكومت صوبه بهار تک پهيل گئي اور بنگاله كا راسته كهل گيا اگرچه يهه لڑائي بڑے فخر و عزت اور نهايت شان و شوكت كي تهي چنانچه اُسميں بهت سے خزانے اور شهر هاتهه آئے اور بهت سے بتوں كي گردنيں توڑي گئيں مگر كوئي بات اُسميں ايسي عجيب غريب نتهي جو بيان كے قابل هووے اِسي ليئے همكو اِس بات كے بيان كي فرصت هاتهه آئي كه ايک بهورا هاتهي پكڑا گيا اور راجا كي لاش مصنوعي دانتوں سے پهچهانے گئي جس سے يهه امر واضح هوتا هى كه اُس زمانه كے لوگ بهي اصلي دانت گرجانے كے بعد بني هوئي دانتوں سے كارروائي كرتے تهے بعد اِن فتوحات كے يهه واردات واقع هوئي كه راٹهوڑوں نے قنوج كو چهوڑكر مارواڑ ميں رياست كي طرح ڈالي جو اب انگريزوں كے رفيق گنے جاتے هيں *

شهاب‌الدين غزني كو واپس گيا اور قطب‌الدين ايبک كو ايک جهوٹي مدعي كے مقابله ميں اجمير كے نئے راجا كي اعانت كرني پڑي چنانچه اُسنے اُس راجا كو بچايا اور بعد اُسكے گجرات كو لوٹ كهسوٹ‌كر برابر كيا *

بعد اُسكے دوسرے برس سنه ۱۱۹۵ ع مطابق سنه ۵۹۲ هجري ميں شهاب‌الدين هندوستان كو آيا اور بيانه كو فتح كيا جو آگره كي غربي طرف واقع هى اور بنديل كهنڈ ميں گواليار كے مستحكم قلعه كا محاصره كيا مگر غالب يهه هى كه خراسان ميں كوئي ضرورت پيش آئي جو

محاصرہ کا انتظام اپنے سرداروں کے حوالہ کرکے غزنی کو چلاگیا اور کوئی کار نمایاں اُس سے ظہور میں نہ آیا *

گوالیار کا قلعہ بہت دنوں تک فتح نہوا اور بہت دنوں تک لڑے گیا اور جب کہ وہ فتح ہوا تو قطب‌الدین کو جو اب تک هندوستان میں حاکم تھا اجمیر کو پھر جانا پڑا اسلیئے کہ جس راجا کو مسلمانوں نے گدي پر بیتھایا تھا اُسکے مخالفوں نے دوبارہ اُسکو ستایا اور قطب‌الدین کي امداد و اعانت کا محتاج کیا غرض کے اب قطب‌الدین کو گجرات‌اور ناگور کے راجاؤں اور میروں کي پہاڑي قوم کا بڑا مقابلہ کرنا پڑا جو اجمیر کے گرد نواح میں بستي تھي اور تمام ان راجاؤں کي ممد و معاون تھي مگر اِس مقابلہ میں قطب‌الدین مغلوب هوا یہاں تک کہ زخم اوتھاکر کمال‌دقت دشواري سے اجمیر کو چلدیا چنانچہ اجمیر میں‌پہونچکرشہرپناہ کے دروازے بند کیئے اور جان بچاے پڑا رہا مگر جب غزني سے نئي مدد آئي تو دشمنوں کا محاصرہ اوتھایا گیا اور جب وہ چلنے پھرنے لگا تو اُس نے دشمنوں سے خوب انتقام لیا جو دو دن کے لیئے غالب هوگئے تھے اور پالي اور نادول اور سروهي کي راہ سے گجرات پر چڑھائي کي چنانچہ سروهي کے ضلع میں گجرات کے راجہ کے دوبڑے جاگیرداروں کوکوہ آبوپر فروکش پایااور اُنکي بہت سي جمعیت دیکھہ بهالکر اپنے عقب میں چھوڑنا اُنکامناسب نسمجھا چنانچہ وہ پہاڑوں میں گھسا اور اُنکے تھکانوں تک پہنچکر شکست اُنکو دي یہاں تک کہ جب اُنکي فوجوں کو پریشان کرچکا تو انهلواڑہ کي طرف روانہ هوا اور اُس دارالامارت کو فتح کرکے لوگ اپنے متعین کیئے اور بعد اُسکے گجرات کو خاک سیاہ کیا اور دلي کو صحیح سلامت واپس آیا دوسرے برس بندیل کھنڈ پر هاتھہ پھیرا چنانچہ کالنجر اور کالپي کو فتح کیا اور یہہ بھي معلوم هوتا هی کہ روهیلکھنڈ کے شہروں میں بدایون پر چڑھائي کي *

اوده اور بہار اور بنگالہ کے صوبوں کا فتح ہونا

جو مشکلیں کہ دریاے گنگ کے اوترنے میں پیش آتي تهیں وہ بہت دنوں سے رفع ہوگئي تهیں اسي زمانہ میں محمد بختیار خلجي بهي قطب الدین کي خدمت میں حاضر ہوا † جو بہار کے شمالي حصہ اور نیز اودہ کے کچهہ حصہ کو فتح کرچکا تها اور جب کہ وہ واپس ہوکر اپني فوج میں پہونچا تو بہار کے باقي حصہ اور تمام بنگالہ کو فتح کیا یعني جب بنگالہ کي دارالسلطنت لکهنوتي کو فتح کیا تو تمام بنگالہ ‡ پر قابض ہوگیا *

جب کہ یہہ واقعات واقع ہو رہے تهے تو شہاب‌الدین اُس زمانہ میں خوارزم کے بادشاہ سے لڑ جهگڑ رہا تها جو بلاد ایرانمیں سلجوقونکي حکومت کو خاک میں ملاکر قابض و متصرف ہوگیا تها اور ایشیا کے بیچا بیچ اُنکي جگہہ قایم ہوکر فضل و فوقیت کے بڑهانے چڑهانے میں غوریوں کا حریف بن بیٹها تها شہاب‌الدین طوس اور سیراخ میں تها کہ ناگاہ اُسکو غیاث‌الدین اُس کے بهائي کي سناوني پہونچي چنانچہ تخت نشیني کے لیئے غزني کو واپس آیا اور سنہ ۱۲۰۲ ع مطابق سنہ ۵۹۹ هجري میں تخت نشین ہوا *

معلوم ہوتا هی کہ خود غیاث‌الدین بهي تهوڑے دنوں مرنے سے پہلے سلطنت کے کام کاج میں ہاتهہ پانوں هلانے لگا تها اس لیئے کہ پچهلي چڑهائي کے سواے خراسان کي ساري چڑهائیوں میں وہ آپ بهي موجود تها § *

---

† تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۱۹۸

‡ دیباچہ تاریخ گجرات تصنیف برڈ صاحب صفحہ ۸۵

§ ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۶۵ اور تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۱۸۶ اور ڈي هوبي لاٹ صاحب کا مضمون دریاب غیاث‌الدین کے ملاحظہ کرنا چاهیئے مگر یہہ بیان اُسکا فرشتہ کے بیان سے مخالف هے اسلیئے کہ اُسنے بیان کیا کہ غیاث الدین اپنے پچهلے وقتوں میں ناکام بادشاہ تها چنانچہ تائید

شہاب الدین کے بادشاہ ہونے اور خوارزم پر چڑھائي کرنے اور ناکام آنیکا بیان

جب کہ شہاب الدین اپني سلطنت کے خانگي و دروني کاموں سے فارغ ہوا تو ایک بڑي فوج اُس نے اکٹھي کي اور خوارزم کے ارادہ پر روانہ ہوا چنانچہ اُسنے بڑي فتح حاصل کي اور اُسکو † دبا لیا یعني شاہ خوارزم اپنے دارالسلطنت میں محصور ہوا اور یہانتک نوبت پہونچي کہ اُسنے خطا کے تاتاریوں سے مدد چاهي چنانچہ سنہ ۱۲۰۳ ع مطابق سنہ ۶۰۰ هجري میں تاتاریوں کي امداد و اعانت سے لڑائي کي ایسي صورت پلٹي کہ شہاب الدین نے اسباب اپني فوج کا جلایا اور ملول و مغموم اپنے گھر کو واپس پھرا مگر راہ میں شاہ خوارزم نے ایسا سخت اُسکو دبایا کہ کام ناکام اُسکو لڑنا پڑا اور ایسي شکست فاحش کھائي کہ اندخو تک جو بلخ و ھرات کے بیچ میں واقع ھے بہت دشواري سے پہونچا اور چندے یہاں ٹھرا رہا بعد اُسکے والي خوارزم کي اِس شرط پر اطاعت اختیار کي کہ ایک رقم ادا کرنیکے بعد اپنے ملک کو بے کھٹکے چلا جاوے *

ھندوستان کے فسادوں کا بیان

جب کہ شہاب الدین کي فوج تباہ ہوئي اور اُسکے مرنے کي ادھر اودھر اڑواہ اوڑي تو اُسکي سلطنت کے بڑے حصہ میں شور و فساد برپا ہوئے یہاں تک کہ خاص غزني کے لوگوں نے باوصف اس بات کے کہ تاج الدین یلدوز حاکم غزني شہاب الدین کا ایک معزز غلام تھا شہر کے دروازے بند کرديئے اور شہاب الدین کو گھسنے ندیا اور ایک سردار اُسکا لڑائي کے کھیت سے دائیں بائیں ہوکر ملتان کو چلا گیا اور ایک جعلي فرمان لوگوں کو

اُسکے قول کي ڈي ھربي لاٹ صاحب اور ڈي گگنیز صاحب نے کي یعني وہ دونوں صاحب فارسي کے بڑے مورخوں کے قول کا حوالہ دیتے ھیں اور مغرب کے معاملوں میں فرشتہ والے کي نسبت قول اُنکا زیادہ معتبر ھے

† ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲٦۵

دیکھا سنا کہ ملتان پر قابض هوگیا علاوہ اُسکے کافر لوگ بھي اپنے پہاڑوں سے باهر نکل پڑے جو پنجاب کے شمال میں واقع هیں اور لاهور پر قبضہ کرکے تمام صوبہ کو لوٹ کھسوٹ برابر کیا مگر قطب‌الدین ایبک هندوستان میں وفادار رها اور علاوہ اُسکے شہر هرات اور باقي مغربي ملکوں کے حاکم بھي جہاں جہاں بادشاہ کے تین بھتیجے فرمان روا تھے کسیطرح سرکش نہوئے بعد اُسکے شہاب الدین نے لوگ اپنے جمع کیئے یہانتک کہ ملتان پر تسلط کیا اور غزني والوں نے بھي اطاعت اختیار کي اور تاج‌الدین یلدوز کا قصور معاف هوا بعد اُسکے قطب‌الدین کے اتفاق سے شہاب‌الدین نے پنجاب پر حملہ کیا اور کاکروں کو مسلمان هونے کي ترغیب دي چنانچہ وہ لوگ آساني سے مسلمان هوگئے اس لیئے کہ وہ کسي دین و مذهب کے پابند نتھے فرشتہ والا بیان کرتا هی کہ غزني کے مشرقي پہاڑونکے کافر بھي اُسي زمانہ میں مسلمان هوئے تھے † *

شہاب الدین کي وفات کا بیان

جب کہ لوگ امن چین سے بیٹھے تو شہاب‌الدین اپنے مغربي صوبوں میں واپس گیا جہاں اُس نے خوارزم سے دوبارہ لڑنے کے لیئے ایک بڑي فوج کے فراهم هونے کا حکم دیا تھا مگر اتفاق ایسا هوا کہ وہ صرف اٹک تک پہونچا تھا اور پاني کے کنارے ٹھنڈي هوا سے تر و تازگي حاصل کرنے کے لیئے ڈیرا کھڑا کیا تھا کہ تھوڑے سے کاکروں نے اُسکو فوج سے الگ تھلگ پاکر اُن بھائي برادروں کا انتقام لینا چاها جو جال کي لڑائي میں کام ائے تھے چنانچہ جب ادھي رات ائي اور لوگ سنسان هوگئے تو وہ لوگ اُس پار سے پیر کر ائے اور دبے دبے وهاں تک پہونچے جہاں بادشاہ کا خیمہ کھڑا تھا یہاں تک کہ یک لخت اُس ڈیرہ میں گھس پڑے اور بادشاہ کا کام تمام کیا *

---

† ممکن هے کہ اون ولایتوں کے لوگ جہاں طوري اور جاجي گروہ بستے تھے اور وهاں رسائي ممکن نتھي ابتک مسلمان نهوئے هونگے *

واضح هو که چودهوین مارچ سنه ۱۲۰۶ ع مطابق دوسری شعبان سنه ۶۰۲ هجریکو یهه حادثه واقع هوا اور بادشاه کا جنازه بڑی شان و شوکت اور بڑے جاه و جلال سے اوتهاکر روتے پیتتے غزنی کو چلے اور بڑے بڑے امیر اور تمام وزیر اُسکے ساتهه تهے یہاں تک که جب تابوت اُسکا غزنی کے لگ بهگ پهونچا تو تاج الدین یلدوز حاکم غزنی نے استقبال اُسکا کیا اور زره بکتر اوتار کر پهیکا اور بال اپنے بکهیرے اور بکهرے بالوں میں خاک ڈالی غرض که اپنے آقاے نامدار کا طرح طرح سے رنج و الم کیا *

شہاب الدین بڑا خزانه چهوڑ گیا اور محمود اُسکا بهتیجا بعد اُسکے تخت نشین هوا *

جو فتوحات که بلاد هندوستان میں شہاب الدین کو نصیب هوئیں وه سلطان محمود کی فتوحات سے بہت زیاده تهیں اگر زمانه موافق هوتا تو فتوحات اُسکی بلاد ایران میں بهی محمود کی فتوحات سے زیاده هوتیں اگرچه بجاے خود شہاب الدین بڑا بهادر سپاهی تها مگر اُسمیں اور محمود میں فرق اِسقدر تها که محمود کی سی لیاقت و هوشیاری اُسمیں نتهی اسلیئے که محمود جیسا بهادر اور فیروزمند تها ویسا هی تلاش و تجسس بهی کا پورا تها اور جسقدر که التفات اُسکا فوج کشی اور فتوحات پر کامل تها ویسا هی فضل و هنر کی ترقی پر بهی مائل تها اور یهی باعث هی که آجتک محمود کا نام ایشیا میں مشهور و معروف هی اور شہاب الدین سے صرف وهاں تک واقف هیں جہاں تک اُسکی فرمان روائی تهی باقی کوئی نام سے بهی واقف نہیں *

جس زمانه میں شہاب الدین نے وفات پائی تو اُسوقت مالوه اور بعض بعض آس پاس کے ضلعوں کے علاوه تمام خاص هندوستان اُسکے قبض و تصرف میں تها اور سنده اور بنگال یا مطیع هوچکے تهے یا جلد جلد مطیع هوتے جاتے تهے باقی گجرات میں بجز اُسقدر قبض و تصرف کے جسقدر که اُسکے دارالامارت کے قبضه سے معلوم هوتا هی پورا پورا قبضه نه

تھا اور هندوستان کا بہت سا حصہ اُسکے سرداروں کے تحت حکومت تھا
اور کچھہ تھوڑا حصہ باج گذار راجاؤں کے قبض و تصرف میں تھا اور یہہ
صرف اُسکے لوگوں کي سہل انکاري اور تغافل شعاري تھي کہ جنگلوں اور
بعض بعض پہاڑوں پر قبضہ نکیا تھا *

محمود غوري اور تمام غوریوں کي سلطنت کي بربادي

اگرچہ سنہ ۱۲۰۶ ع مطابق سنہ ۶۰۲ هجري میں محمود اپنے
چچا شہاب الدین کي قلمرو میں بنام سلطان مشہور کیا گیا تھا اور سلطنت
کے تمام افسروں نے فرمان روائي اُسکي برابر تسلیم کي تھي مگر ایک
لخت ایسا اتفاق پڑا کہ سلطنت اُسکي کئي سلطنتوں پر منقسم هوگئي
اور اُسکي قلمرو میں داخل و شامل نرهي *

اِس لیئے کہ شہاب الدین اولاد پسري نرکھتا تھا تو ترکي غلاموں کے
پالنے پوسنے اور سکھانے بتانے کا شوق ذوق اُسکو نہایت تھا چنانچہ اکثر
غلامان تعلیم یافتہ اُسکے بڑے بڑے پایوں اور بڑي بڑي شہرتوں کو پہنچے
منجملہ اُنکے تین غلام اُسکے عین اُسکي وفات کے وقت بڑي بڑي وسیع
حکومتوں پر قابض تھے یعني قطب الدین ایبک هندوستان میں اور
تاج الدین یلدوز غزني میں اور ناصرالدین قباچہ سند اور ملتان میں حاکم
تھے اور جب کہ اُنکے آقا نے وفات پائي تو یہہ تینوں غلام قابو پاکر آپ خود
مختار هوگئے اور اِس لیئے کہ بامیان کے ریاست پر سلطان محمود کے
عزیز و اقارب قابض و متصرف تھے تو صرف غور اور هرات اور سیستان اور
شرقي خراسان کي حکومت محمود کے قبضہ میں باقي رهي اور فیروز کوہ
میں دارالسلطنت اُسکي تھي *

جب کہ محمود تخت نشین هوا تو اُس نے بادشاهت کا خطاب
و تمغا قطب الدین ایبک کو عنایت کیا اور اُسکو ماتحت اپنا سمجھا
معلوم هوتا هی کہ اگرچہ شاہ بامیان کے دو بیٹوں نے غزني کي حکومت پر
اپنے خاندان کے استحقاق کا دعوي کیا اور تاج الدین یلدوز کو تھوڑے دنوں

تک غزني سے نکالے رکھا مگر محمود غوري نے یلدوز کي حکومت میں رخنہ اندازي نچاھي اور جب کہ تخت نشیني سے پانچ چھہ † برس کے اندر اندر محمود نے وفات پائي تو اُسکے تمام ملکوں میں جو اٹک کے مغربي جانب واقع تھے ملکي لڑائیاں ھونے لگیں یہاں تک کہ خوارزم کے بادشاھوں نے اُن ملکوں کو فتح بھي کیا مگر لوگ امن چین سے نہ بیٹھے *

سنہ ۱۲۱۵ ع میں شاھان خوارزم نے غزني کو فتح کیا اور فیروز کوہ کو اُس سے پہلے دبایا اور اکثر لوگوں کے بیان سے یہہ معلوم ھوتا ھی کہ محمود غوري اِسي موقع ‡ پر مارا گیا *

---

† یعني سنہ ۱۲۰۸ ع مطابق سنہ ۶۰۵ ھجري میں بقول ڈي گگنیز صاحب کے اور سنہ ۱۲۱۰ ع مطابق سنہ ۶۰۷ ھجري میں بقول ڈارن صاحب کے اور سنہ ۱۲۱۲ ع مطابق سنہ ۶۰۹ ھجري میں بقول ڈي ھربیي لاٹ صاحب کے محمود غوري نے وفات پائي

‡ محمود غوري کي حکومت اور اُسکے بعد کے انقلابات کے لیئے ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ خوارزم اور ڈي ھربیي لاٹ صاحب کے مضمون محمود اور خاندان غور کي تاریخ کو جو پروفیسر ڈارن صاحب کي تاریخ افغانستان کي شرح میں درج ھی ملاحظہ کرنا چاھیئے معلوم ھوتا ھی کہ غوري لوگ اس چند روز کي تباھي کے بعد پھر بھي سرسبز و شاداب ھوئے اسلیئے کہ چودھویں صدي کے آغاز میں یعني چنگیز خاں کے مرنے سے کچھہ کم سو برس پیچھے محمد سام غوري نے چنگیز خاں کے کسي جانشین کا مقابلہ کیا اور ھرات کو اُسکے ھاتھوں سے بچایا (ڈي اوسن صاحب کي تاریخ جلد ۴ صفحہ ۵۱۵ وغیرہ) بعد اُسکے خود تیمور نے اپني توزک میں یہہ بیانکیا کہ غیاث‌الدین بن ایاز الدین یا معزالدین خراسان اور غرغستان اور غور کا حاکم تھا اور اکثر مقاموں میں اُسکو اوراُسکے باپ کو غوري کے لقب سے بیانکیا (توزک تیموري صفحہ ۱۴۵) پرایس صاحب نے اپني تاریخ کي جلد دوسري میں اس خاندان کے بادشاھوں کا بیان کیا ھی اور اُسکے خاندان کا نام کرت لکھا ھی اور کتب مذکورہ بالا میں جو نام اِس خاندان کے بادشاھوں کے مذکور ھوئے وہ شاھاں کرت کے فہرست میں پائے جاتے ھیں جسکو پروفیسر ڈارن صاحب نے تاریخ افغاناں کي شرح کے صفحہ ۹۲ میں جانبي مورخ سے لیکر لکھا ھی جسکا یہہ قول ھی کہ وہ بادشاہ سورالغوري کے خاندان سے ھوئے

چھٹا حصہ

سنہ ۱۲۰۶ ع سے لغایت سنہ ۱۵۲۶ ع خاندان تیمور کے آغاز تخت نشیني تک دلي کے بادشاهوں کا بیان

پہلا باب

غلام بادشاهوں کے بیان میں

قطب‌الدین ایبک کے تخت پر بیٹھنے اور غوریوں کے هندوستان سے بے تعلق هونے کا بیان

شہاب الدین کے مرنے کے بعد ایک سلطنت بجاے خود هندوستان میں قایم هوئي چنانچہ جو فساد اُسکي سلطنت کي تباهي سے برپا هوئے تھے وہ سب دبدبا گئے یہاں تک کہ هندوستان کي سلطنت کو آنورے اٹک کے ملکوں سے کچھہ واسطہ و علاقہ باقي نرها *

اس نئي سلطنت کے باني یعني قطب‌الدین ایبک کے حالات سے اُن ترکي غلاموں کي تاریخ کا ایک نمونہ هاتھہ آیا هی جو بلاد ایشیا میں بادشاهت کو پہونچے اور ایک دراز عرصہ تک هندوستان میں برابر بادشاہ رهے *

قطب‌الدین ایبک کي اصل و حقیقت یہہ هی کہ جب وہ نیشاپور میں آیا تھا تو عمر اُسکي چھوتي تھي چنانچہ ایک امیر نے اُسکو خرید کر عربي فارسي پڑهوائي اور جب وہ امیر مرگیا تو وہ ایک ایسے سوداگر کے هاتھہ آیا کہ اُس نے اُسکو شہاب‌الدین کي نذر کیا چنانچہ قطب‌الدین بہت جلد مورد عنایات خسروانہ هوا یہاں تک کہ سواروں کا افسر قرار

دیا گیا اور ایک سرحد کي بابت خوارزم والوں سے مقابلہ کیا اور اپني شجاعت سے لڑا بھڑا کہ اُسکے ظاہر ہونے سے بہت بڑا نام پیدا کیا مگر اتفاقاً وہ اُسي معرکہ میں گرفتار ہوگیا بعد اُسکے جب غوریوں نے قید سے چھوڑایا تو اور بھي زیادہ بادشاہ نے عنایت فرمائي اور اُسکي پچھلي کار گذاري سے بادشاہ اتنا راضي ہوا کہ جب اجمیر کے راجہ نے شکست کھائي تو تمام اپني فتوحات کو اُسیکے قبضہ میں چھوڑا *

جیسا کہ ہمنے بیان کیا ویسي ہي حقیقت میں قطب‌الدین کي لیاقت و ہوشیاري کي بدولت شہاب‌الدین کي پچھلي کامیابیوں کو ترقي حاصل ہوئي یہاں تک کہ رفتہ رفتہ ہندوستان کے تمام کاموں کا اہتمام اُسیکي رائے و تجویز پر موقوف و منحصر رکھا گیا *

ذاتي شجاعت اور اصل دلاوري کي بدولت جو ترکوں کي اصل و سرشت میں رکھي گئي تھي اُن نئے سرداروں نے بادشاہوں کے تمام امیروں کي نسبت ایسي قدر و منزلت حاصل کي کہ بادشاہوں کے خاص پروردوں کو بہت کم نصیب ہوتي ہی اور قطب‌الدین اپني نیک خوئي اور فراخ دستي کے باعث سے لوگوں کے نزدیک ایسا عزیز و معزز ہوگیا کہ کسي نے رشک اور حسد نکیا اور کوئي بدخواہ اُسکا نہوا *

بڑے بڑے لوگوں کي اُنس و محبت کے علاوہ ایسے ایسے لوگوں سے رشتہ ناتا پیدا کیا جو اُسکا ہي سا رنگ ڈھنگ اپنا رکھتے تھے اور اس رشتہ ناتے سے بہت بڑي تقویت پیدا کي چنانچہ اُس نے تاج‌الدین یلدوز کي بیٹي سے شادي کي اور اپني ہمشیرہ کو ناصرالدین قباچہ کے نکاح میں دیا اور بعد اُسکے شمس‌الدین التمش کو کہ وہ بھي ایک غلام تھا اور روز روز سرفراز ہوتا چلا جاتا تھا یہاں تک کہ ترقي روز افزوں کا نشاط دیدار تھا چنانچہ بعد اُسکے وہي جانشین اُسکا ہوا اپني بیٹي دي *

پہلے ناصرالدین ابتدائے حال سے قطب‌الدین کو بڑا بزرگ اپنا جانتا تھا اور اُسیکي طرف سے سندہ پر حاکم تھا اور محمود غوري کو آقاے نامدار

اپنا سمجھتا تھا مگر تاج الدین یلدوز رشتہ ناتے کی پروا نکرتا تھا اور اپنی بلند نظری اور والا ہمتی کی ضرورت سے ہندوستان کو غزنی کا صوبہ اپنکے سمجھتا تھا چنانچہ استحقاق و دعوی کی مضبوطی کیواسطے ہندوستان کیطرف روانہ ہوا اور ترت پھرت لاہور پر قبضہ کیا مگر انجام اسکا یہہ ہوا کہ سنہ ۱۲۰۵ ع مطابق سنہ ۶۰۳ ہجری میں قطب الدین نے اسکو خارج کیا اور یہاں تک اسکا پیچھا لیا کہ خود غزنی کو بھی اسکے دخل و تصرف سے باہر نکالا بعد اسکے تھوڑی مدت گذری تھی کہ تاج الدین نے پھر قبضہ کیا چنانچہ قطب الدین وہاں سے چلا آیا اور باقی عمر اسنے اپنی قلمرو میں عیش و آرام سے گذاری اور اپنے عدل و انصاف اور نیک خوئی خوش معاملگی کی شہرت چھوڑگیا یعنی سنہ ۱۲۱۰ع مطابق سنہ ۶۰۷ ہجری میں مرگیا اگرچہ وہ چار برس تک تخت نشین رہا مگر انتظام اور انصرام اسکا اُن بیس برس سے مشہور تھا جنمیں وہ شہاب الدین کی طرف سے ہندوستان کا حاکم رہا تھا *

ارام شاہ کی سلطنت کا بیان

جب کہ قطب الدین نے وفات پائی تو آرام شاہ اسکا بیٹا تخت نشین ہوا مگر حکم رانیمیں لیاقت اسکی ظاہر نہوئی چنانچہ انجام اسکا یہہ ہوا کہ برس روز کے اندر اندر شمس الدین اسکے بہنوئی نے اسکو تخت سے اوتارا *

شمس الدین التمش کی سلطنت کا بیان

جب کہ شمس الدین التمش سنہ ۱۲۱۱ع مطابق سنہ ۶۰۷ ہجری میں تخت نشین ہوا تو اسکی نسبت لوگ آپسمیں یہہ کہنے لگے کہ وہ حقیقت میں بڑا عالی خاندان تھا مگر اسکے بھائیوں نے برادران یوسف کی مانند اسکو رشک و حسد کے مارے فروخت کیا تھا اور جب کہ سلطان شہاب الدین نے بڑی بھاری قیمت پر اسکو نہ لیا تو قطب الدین کو براہ عنایت یہہ اجازت فرمائی کہ وہ پچاس ہزار درم نقرئی دیکر

خرید کیے غرض کہ التمش مختلف عہدوں پر معزز و ممتاز رہا اور جب کہ اُسنے آرام شاہ سے بغاوت کی تو وہ بہار کے صوبہ میں حاکم تھا اور ساری وجہہ اُسکی یہہ ہوئي کہ آرام شاہ کے تھوڑے درباریوں نے اُسکو طلب کیا تھا مگر بہت سے ترکي سردار اُسکے مخالف تھے چنانچہ بے لڑے بھڑے تخت پر قابض نہوسکا *

بعد اُسکے تاج الدین یلدوز نے آپ کو بڑا سمجھکر سلطاني کا خطاب و تمغا بلاطلب شمس الدین کے پاس روانہ کیا مگر جبکہ بعد اُسکے شاہ خوارزم نے تاج الدین کو غزني سے خارج کیا تو اُسنے هندوستان پر خود تسلط کرنا چاها اور تهانیسر تک چلا آیا اور التمش کے دربار میں ایک فریق اپنا پیدا کیا مگر سنہ ۱۲۱۵ ع مطابق ۶۱۲ هجري میں شکست کھا کر گرفتار ہوا اور باقي روز اپنے قید میں گذارے *

بعد اُسکے سنہ ۱۲۱۷ ع مطابق سنہ ۶۱۴ هجري سلطان التمش نے اپني بي بي کے سگے پھوپھا ناصرالدین قباچہ پر چڑھائي کي جو بلاد سندھ میں خود مختار ہوگیا تھا اور کمال دلاوري اور نہایت بہادري سے کام اپنا نکالا مگر اُسکے دبانے اور اُسپر اپني حکومت قایم کرنے میں کامیاب † نہوا *

جب کہ شاہ خوارزم نے تاج الدین کو غزني سے خارج کیا تو یہہ گمان غالب تھا کہ وہ هندوستان پر بھي چڑھائي کریگا چنانچہ ناصرالدین اُسکي اُن فوجوں سے بمقابلہ پیش آیا جو اٹک کے قریب قریب آ پہونچیں تھیں *

چنگیز خاں مغل کي فتوحات کا بیان

شاہ خوارزم کي چڑھائي هندوستان پر ایک ایسي واردات کے باعث سے ملتوي رهي جسکے هونے سے تمام ایشیا کا رنگ روپ بگڑ گیا یعني

---

† فرشتہ والے نے تاریخ سندھ کي جلد ۴ صفحہ ۴۱۴ میں التمش کي صرف ایک مہم بیان کي مگر اپني تاریخ عام کي جلد ۱ صفحہ ۲۰۸ میں اُسکي نسبت دو مہمیں قرار دیں هیں اور دوسري مہم میں خلجیوں کا حال ایسي پریشاني سے بیان کیا کہ کل بیان مشکوک و مشتبہہ هو گیا

چنگیز خان مغل جو مغلوں میں چھوٹا سردار تھا اور ایسا قوي هوگیا کہ اُس نے تاتاریوں کے تینوں گروهوں کو دبا کر اپنے لوگوں کو اُن گروهوں کے اضافہ سے بڑھا کر بہت بھاري بڑي فوج اکتھي کي اور ایک لخت اهل اسلام کي سلطنتوں پر ایک ایسي فوج لیکر توت پڑا کہ اُس سے زیادہ کبھي پہلے جمع نہوئي تھي اور نہ آجتک جمع هوئے *

مغلوں کي یورش ایک نہایت بڑي بلا تھي جو طوفان کے بعد انسانوں پر نازل هوئي اسلیئے کہ وہ لوگ کسي دین و مذهب کے پابند نتھے کہ وہ اُسکے سکھلانے بتانے میں سعي و کوشش کرتے اور نہ کوئي فن و هنر رکھتے تھے کہ وہ اُسکي ترقي چاهتے علاوہ اُسکے تبدیل مذهب اور اداے جزیہ پر بھي راضي نتھے جو اڑے وقت میں جان بچانے کے چارے هوتے هیں بلکہ تمام مقصود اُنکا یہہ تھا کہ آدمي قتل کیئے جاویں اور ملک بیچراغ پڑا رهے چنانچہ ملک کي تباهي کے سوا کوئي نشان اُنکي فتوحات کا نتھا غرض کہ پہلي پہل یہہ بڑي بلا والي خوارزم پر نازل هوئي جسنے چنگیز خاں کے ایلچیوں کو قتل کرکے آپ اُسکو بلایا تھا چنانچہ مزا اُسکا یہہ پایا کہ اُسکي فوجوں نے جگہہ جگہہ شکست کھائي اور بہت سے شہر تباہ هوئے اور بہت سي رعایا جان سے ماري گئي اور باقي رهے سهے لونڈي غلام بناے گئے اور خود اُسکا یہہ حال هوا کہ بحر کاسپین کے ایک جزیرے کے ایسے مقام میں افسردہ پژمردہ مرا کہ وهاں رسائي دشوار تھي اور جلال‌الدین اُسکا بیتا جو جانشین اُسکا هوا اپني سلطنت کي مشرقي جانب میں بھاگنے پر مجبور هوا *

اس شاهزادہ نے بڑي بہادري سے ملک اپنا بمقدور اپنے بچاے رکھا چنانچہ ایک فتح اُسنے قندهار کے پاس پروس میں حاصل کي اور دوسري فتح اُسکی مشرقي جانب میں اُسکو هاتھہ آئي مگر ان فتوحات کا کوئي عمدہ نتیجہ نہوا کیونکہ آخر لڑائي سنہ ۱۲۲۱ع مطابق سنہ ۶۱۸ هجري میں دریاے اتک پر واقع هوئي جہاں اُسنے بڑي دلاوري دکھلائي

اور جب کہ اُسنے اپني فوج کو تباہ و پریشان دیکھا تو ھمراھیوں سمیت اتک سے پار ھوگیا اور تیروں کي بوچھاروں کی کچھہ پروا نکي یہانتک کہ غنیم بھي اُسکي چستي اور تندي سے حیران † رھگئی *

مغلوں کے تعاقب اور شاہ خوارزم کے ایران جانیکا بیان

اس لڑائي کي رات اور دوسرے دن کے بیچ بیچ میں ایک سو بیس سپاھي جلال‌الدین شاہ خوارزم کے پاس آگئے اور تہوڑے عرصہ کے بعد چار ھزار سواروں تک کي نوبت پہونچي اور جب کہ مغلوں نے اُسکا پیچھا نچھوڑا اور یہہ دھمکي سنائي کہ اتک پار اوترکر پوري پوري خبر لینگے تو وہ دلي بھاگ کر آیا اور التمش سے امداد مانگي یا جان کي پناہ چاھي مگر التمش نے بطور معقول اُسکو جواب دیا اور کمال ھوشیاري سے مغلوں کي افت سے محفوظ رھا اور جبکہ جلال‌الدین نے کوئی چارا ندیکھا تو کاکروں سے رفاقت پیدا کي اور لوٹ کھسوٹ کے ذریعہ سے ایک فوج اکھٹي کي اور اخر کار ناصرالدین قباچہ والي سندہ پر حملہ کیا یہاں تک کہ اُسنے ملتان میں پناہ اپني ڈھونڈی اُسکے بعد جلال‌الدین نے کسي سے واسطہ علاقہ نرکھا اوراتک کے آس پاس کے ملکوں کو لوٹتا کھسوٹتا رھا اور سندہ کو فتح کیا مگر یہہ بہت چوکا کہ سنہ ۱۲۲۳ ع مطابق سنہ ۶۲۰ ھجري میں ایران‌کي امید پر کرمان کو چلا گیا اگر وہ وھاں نجاتا تو سند پر قابض ومتصرف رھتا *

جبکہ مغلوں کي فوج ایران میں سے چلي گئي تو اُسنے اُس ملک میں پانوں اپنے جمائے اور جب مغلوں نے پھر حملہ کیا تو بہت بہادري سے پیش ایا اور ھندوستان سے جانے پر دس برس گذرے تھے کہ دجلہ اور فرات کے میان دوآب میں مارا گیا ‡ *

---

† ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحہ ۵۸و۵۹ اور ڈي ھربیلاٹ صاحب کي تاریخ اور تاریخ فرشتہ جلد ۴ صفہ ۴۱۵

‡ ڈي ھربي لاٹ‌صاحب کي تاریخ میں جلال‌الدین‌کي سلطنت کا باب لکھا ھے ملاحظہ کے قابل ھے *

فرشتہ والا بیان کرتا ھی کہ جب جلال الدین سندہ میں مقیم تھا تو مغلوں کی ایک فوج اُسکے پیچھے آئی † اور ملتان کا محاصرہ کیا اور جب کہ ناصرالدین قباچہ نے اُس کا مونہہ پھیرا تو وہ سندہ کی طرف کو چلے جہاں سے جلال الدین روانہ ھوچکا تھا چنانچہ اُنہوں نے بحسب اپنے دستور قدیم کے اُس ملک کو لوٹ کھسوٹ برابر کیا اور پہلے اِس سے کہ وہ سندہ سے روانہ ھوویں جب اُن کے لشکر میں ذخیروں کی کمی کوتاھی ھوئی تو دس ہزار قیدی قتل کیئے جنکا کم ھوجانا اِس طور پر ھو سکتا تھا کہ وہ اُنکو جیتا جاگتا رھا کرتے *

جب کہ ناصرالدین قباچہ نے جلال الدین کی لوٹ کھسوٹ اور مغلوں کی مار دھاڑ سے نجات پائی تو التمش نے دوبارہ اُسپر دھاوا کیا اور اِس دھاوے میں پہلے دھاوے کی نسبت زیادہ کامیاب ھوا یہانتک کہ ناصرالدین بکر کو بھاگا اور بعد اُس کے جب سندہ کو جانا چاھا تو ایسی سخت آندھی چلی کہ سارے خاندان سمیت اٹک میں ڈوب ڈباکر مرگیا اور تمام ملک اُسکا سنہ ۱۲۲۵ ع مطابق سنہ ۶۲۲ ھجری میں التمش کے قبض و تصرف میں آگیا *

معلوم ھوتا ھی کہ تاتار کے جنوب میں جو ملک واقع تھا محمد قاسم کے زمانہ سے التمش کے زمانہ تک خود مختار رھا اگرچہ وھاں کے باشندے بیچ کے زمانہ کے کسی کسی بادشاہ کو بڑا مانتے رھے مگر درونی انتظام اُسکا سمیرا راجپوتوں کے قبضہ سے کبھی باھر نہیں گیا *

جس برس میں التمش نے سندہ پر چڑھائی کی تھی اُسی برس میں بختیار خلجی پر بھی دھاوا کیا تھا جو بہار بنگال کو مال و میراث اپنا سمجھتا تھا اگرچہ یہہ سردار اپنے خسر قطب الدین کا بحسب ظاھر مطیع و محکوم تھا مگر اُس کے جانشین التمش کو کچھہ بھی نمانتاتھا

† تاریخ فرشتہ میں لکھا ھی کہ یہہ فوج چغتا خاں کے ساتھہ آئی مگر غالب یہہ ھی کہ اُسکی فوج کا ایک ٹکڑا آیا تھا

غرض که التمش کامیاب هوا اور بختیار کو بهار سے خارج کیا اور وهانکي حکومت اپنے صاحبزاده کو عنایت کي اور خود بختیار کو اسپر مجبور کیا که شاه دهلي کي طرف سے بنگال کا حاکم رهے مگر تهوڑے دنوں بعد اُس نے جب یهه اراده کیا که جو نقصان اُس نے اُتهاے اُنکو پورا کرے تو بهار کے حاکم شاهزاده سے شکست کهائي اور اُس مار دهاڑ میں جان اپني مفت گنوائي *

بعد اُس کے سلطان شمس الدین پورے چهه برس یعني سنه ۱۲۲۶ع مطابق سنه ۶۲۳ هجري سے سنه ۱۲۳۲ ع مطابق ۶۳۰ هجري تک هندوستان خاص کے اُس حصه کے فتح کرنے میں مصروف رها جو اب تک مطیع و محکوم اُسکا نهوا تها چنانچه پهلے پهل اُس نے رنتهنبور کو فتح کیا اگرچه یهه مقام پهلي فتوحات کے سلسله میں داخل تها مگر ایک پهاڑ پر واقع هونے سے محفوظ رها تها بعد اُس کے مانڈو پر قبضه کیا جو بلاد مالوه میں بڑا نامي گرامي شهر کهلاتا تها اور گوالیار کو دوباره فتح کیا جو باغي طاغي هوگیا تها اور نیز بهلسا پر قابض و متصرف هوا یهاں تک که جب اُس نے شهر اوجین مالوه کي دارالسلطنت پر تسلط کرکے اُس کے مشهور مندر کو توڑ پهوڑکر برابر کیا تو مالوه کي فتح پوري پوري هوگئي *

غرض که اب دلي کي فرمانروائي یهاں تک پهونچي که دوچار مقاموں کے سواے تمام هندوستان خاص اُسکي اطاعت کا دم بهرنے لگا مگر مختلف حصوں کي اطاعت مختلف مختلف درجوں پر تهي یعني سب کي اطاعت یکساں و برابر نتهي غرض که مغلوں کے اختتام سلطنت تک هندوستان خاص کي یهه صورت قایم رهي که زبر دست بادشاهوں کے عهد سلطنت میں فرماں بردار نافرمانوں سے زیاده هوجاتے تهے اور وه حاکم شهزادے جو مختلف ضلعوں پر حکومت کرتے تهے مطیع و محکوم اُن کے رهتے تهے مگر جب دو تین بادشاه برابر کم زور هوتے تهے تو پهر تمام

اضلاع میں فساد برپا هوجاتے تھے اور نئے نئے بادشاهزادے کھڑے هوتے تھے اور پرانے پرانے سرکشي کرتے تھے یہاں تک که جب پھر کوئي قوي بادشاه پیدا هوتا تھا تو اُسکو نئے پرانوں کي سرکوبي کرني پڑتي تھي *

التمش کي وفات کا بیان

جب که یهه بادشاه تمام فتوحات سے فارغ هوکر دلي کو واپس آیا مگر نچلا نه بیٹھه سکا چنانچه ملتان کے سفر کا اراده تھا که ماه اپریل سنه ۱۲۳۶ ع مطابق بستم شعبان‌المعظم سنه ۶۳۳ هجري کو اپني موت مرگیا *

جب که اِس باد شاه کا دور دورا تھا تو خلیفه بغداد نے خلافت کا خلعت پاس اُس کے بھیجا اور اُسی زمانه میں مسلمان لوگ اِس سند کو فخر و عزت کي بڑي بات سمجھتے تھے *

التمش کا وزیر بہت مشہور آدمي تھا چنانچه جب وه بغداد میں تھا تو خلیفه کي طرف سے بڑے عہده پر معزز تھا اور جامع‌الحکایات کا مصنف جو فارسي زبان میں حکایات لطیفه کا عمده مجموعه هی اس بادشاه کے دربار میں حاضر رهتا تھا اور قطب صاحب کي لاٹھه جو پراني دلي میں واقع هی اِسي بادشاه کے عهد سلطنت میں پوري هوئي وه لاٹھه ایک مینار کي صورت هی اور کئي درجوں پر منقسم هی اور هر درجه میں ایک برآمده هی اور ایک عجب انداز سے گاؤدم بني هوئي اور نہایت آراسته هی اور باوجود اسکے که زلزله کي آفت سے چوٹي اُسکي گر چکي هی مگر اب بھي ارتفاع دو سو بیالیس فت کا قایم هی غالب یهه هی که نظیر اُسکي آج دنیا میں موجود نہیں اور اُسکے پاس ایک نا تمام مسجد هی جو هندوستان کي اور عمارتوں کي مانند خوش قطع اور خوبصورت هی عالیشان اور ایک کتبه میں شہاب‌الدین غوري کا نام اُسکے نام بڑھانے کو لکھا هی *

رکن الدین کي سلطنت کا بیان

جب کہ التمش نے وفات پائي تو ہندوؤں سے لڑائي تمام ہوئي مگر بعد اُسکے بہت سے شور و فساد ایسے برابر برپا ہوئي کہ کوئي بات اُن میں اُسوقت کي مناسبت سے عمدہ ظہور میں نہیں آئي اور نہ کوئي بات ایسي واقع ہوئي کہ اثر اُسکا ایک دراز عرصہ تک باقي رہتا *

جب رکن الدین اپنے باپ التمش کا جانشین ہوا تو باپ کا خزانہ رنڈیوں اور بھانڈوں اور گویوں اور باجے بجانے والوں پر تقسیم کیا باقي ملک کا کام کاج اپني ماں پر چھوڑا جسکے زور و ظلم سے سارے چھوٹے بڑے باغي ہوگئے چنانچہ انجام اُسکا یہہ ہوا کہ سات مہینے کے بعد رکن الدین تخت سے اُتارا گیا اور سنہ ۱۲۳۶ ع مطابق سنہ ۶۳۴ ہجري میں رضیہ بیگم اُسکي ہمشیرہ کو تخت نصیب ہوا *

رضیہ بیگم کي سلطنت کا بیان

فرشتہ والے نے بیان کیا کہ خداتعالی نے رضیہ بیگم کو وہ خوبیاں عنایت کي تھیں جو پادشاہوں کو شایان و سزاوار ہوتي ہیں اور جو لوگ اُسکے فعلوں پر بڑي بڑي نکتہ چینیاں کرتے ہیں وہ ازروے انصاف اس قصور کے سوا کوئي قصور نہ پاوینگے کہ وہ ذات کي عورت تھي اگرچہ وہ عالم و فاضل نہ تھي مگر قران مجید صحیح پڑھتي تھي اور کارروائي کي ایسي لیاقت رکھتي تھي کہ جب باپ اُسکا تخت سلطنت کو خالي چھوڑ کر مالوہ پر گیا تھا تو اُسکو اپنے تمام بیٹوں پر ترجیح دیکر حکومت کا کاروبار اُسکي راے و صلاح پر منحصر چھوڑ گیا تھا غرضکہ جب تخت اُسکو نصیب ہوا تو لوگ اپنے اُمیدوں سے جو اُسکي ذات والاصفات سے رکھتے تھے نا اُمید نہوئے مگر منجملہ اُن دو گروہوں کے جو اُسکے بھائي کے عزل و تنزل میں متفق تھے ایک گروہ اُسکي تخت نشیني سے ناراض تھا اور سردار اس گروہ کا اُسکے باپ اور اُسکے بھائي کا وزیر تھا اور یہہ گروہ ایسا زبردست تھا کہ اُس نے

دلي کا ارادہ کیا اور جو فوج دلي کي حفظ و حراست کے لیئے آئي تهي اُسکو شکست فاحش دیکر پریشان کیا مگر اِس شاهزادي کا فن و فریب اُسکے گروہ کے هتیاروں سے زیادہ کارگر هوا چنانچہ اُسنے اپني عقل و هوشیاري سے دشمنوں میں ایسي نزاع اور فساد کي بنیاد ڈالي کہ وہ لوگ تتر بتر هو گئے اور جو لوگ اُنمیں شریک تهے اُسکے ترس و رحم کے محتاج هوئے یہاں تک کہ بعضوں کو قتل کرایا اور بعضوں کو تسلي تشفي دیکر پرچا لیا غرض کہ تهوڑے عرصہ میں امن چین هوگیا *

رضیہ بیگم کا انتظام سلطنت اُسکي دانائي اور تدبیر مملکت کے موافق اور مناسب تها چنانچہ وہ بادشاهوں کي معمولي پوشاک پهنکر هر روز تخت پر بیٹهتي تهي اور جو شخص اُسکے پاس آتا تها اُسکو دربار میں بلاتے یہاں تک کہ جو برائیاں اُسکے بهائي کے وقت میں پیدا هوئیں تهیں بطور معقول اُنکي اصلاح کي اور قوانین سلطنت کو دوبارہ مرتب کیا اور بڑے بڑے مقدموں کا قصہ کاٹا غرض کہ شاهان عادل اور قابل کے اوصاف اُس سے ظاهر هوتي تهي مگر یہہ تمام هنر اُسکے اس بڑے عیب کے برے نتیجے سے اُسکو نہ بچاسکے کہ وہ اپنے طویلہ کے داروغہ پر یہاں تک مهربان تهي کہ بخششوں کي بوچهاروں سے اُسکو نہال و مالا مال کیا تها غرض کہ داروغہ کے ایک حبشي غلام هونے سے بدنام انام اور رسواے خاص و عام هوگئي تهي مگر یہہ حقیقت نہیں کهلتي کہ وہ بهلائیاں بري نیت سے کرتي تهي اسلیئے کہ بڑاسا بڑا اعتراض اُسکے چال چلن پر یہہ هي کہ وہ حبشي غلام اُسکو گهوڑے پر چڑهاتا تها اور حقیقت میں یہہ چال اُسکي هوشیاري کے خلاف تهي اسلیئے کہ اُسنے اُس حبشي کے امیرالامرا کرنے سے آپ کو هلکا بنایا اور سب کے نظروں سے گرایا چنانچہ لوگوں کو غل شور مچانیکا حیلہ هاتهہ آیا *

درباریوں کي بغاوت اور رضیہ بیگم کے قتل کا بیان

جس شخص نے پہلے پہل بغاوت اختیار کي وہ شخص التونیہ نامي

ایک ترکي سردار تها چنانچه رضیه بیگم نے اُسکا تدارک چاها اور بتنڈه کے قلعه پر جهاں وه سردار مقیم تها چڑهائي کي مگر اُسکي فوج نے ساتهه اُسکا ندیا اور وه حبشي غلام ایک جهگڑے میں مارا گیا اور خود رضیه بیگم گرفتار هوئي اور اس خیال سے خاص التونیه کو سپرد کي گئي که وه سلامت رهیگي بعد اُسکے اُسي عرصه میں بهرام شاه اُسکے بهائي کو خالي تخت پر بتهایا گیا *

جب که رضیه بیگم میں تاب و توانائے نرهي تو اُسنے فن و فریب سے پهر کام اپنا نکالا چنانچه اُسنے محبت کي لگاوت یا بلند نظري کي سجاوت سے التونیه کے دل میں ایسي گهس بیتهه کي که التونیه نے نکاح کا وعده اور اپنے شریکوں سے لڑنیکا اقرار کیا غرض که جب شاهزادي کا نکاح التونیه سے هوچکا تو اُسنے نئے خاوند یعني التونیه کي امداد و اعانت سے فوج اکهتي کي اور دلي پر حمله کیا چنانچه دو بڑي لڑائیوں کے بعد اپنے شوهر سمیت گرفتار هوئي اور شوهر سمیت هي ماري گئي سلطنت اُسکي ساڑے تین برس قایم رهي *

معزالدین بهرام شاه کي بادشاهت کا بیان

یهه نیا بادشاه سنه ۱۲۳۹ع مطابق سنه ۶۳۷ هجري میں تخت نشین هوا اور اُن لوگوں کو دغا فریب سے قتل کرانا چاها جنهوں نے اپني مطلبوں کي غرض سے اُسکو تخت حکومت پر بیتهایا تها مگر هنوز اپني مراد کو نه پهونچا تها که مغلوں نے اُسکے ملک پر حمله کیا اور لاهور تک چلے آئے اور جو فوج اُنکي روک توک کے لیئے جمع کي گئي اُسکے جمع هونے سے نئے نئے فساد برپا هوئے چنانچه انجام اُسکا یهه هوا که دو برس دو مهینے کي حکومت پر بهرام شاه گرفتار هوا اور قید خانه میں پڑا پڑا مرگیا *

علاوالدین مسعود شاه کي سلطنت کا بیان

یهه بادشاه رکن الدین مذکور کا بیتا تها بهرام شاه اپنے چچا کے بعد

سنه ۱۲۳۱ع مطابق سنه ۶۳۹ هجري ميں تخت نشين هوا مگر أسكي سلطنت ميں بهي وهي خرابياں برپا رهيں جو پهلي سلطنتوں ميں قايم تهيں بلكه خود أسكي عياشيوں كي بدولت اور زور و ظلم كي خوبي سے اور بهي زيادہ هوگئيں يہاں تک كه دو برس سے كچهه دن زيادہ گذرے تهے كه تخت سے اوتارا اور جان سے مارا گيا *

واضح هو كه اس بادشاہ كے عهد سلطنت كے دو واقعه بيان كے قابل هيں ايک يهه كه سنه ۱۲۴۳ع مطابق سنه ۶۴۲ هجري ميں مغلوں نے راہ تبت سے گذر كر بنگالة پر يورش كي تبت كي راہ سے يهي ايک يورش هوئي هے جو صحيح تاريخ ميں پائي جاتي هى اور دوسرے يهه كه منكو خاں مغل كي فوج كے تهوڑے لوگوں نے هندوستان كے شمال و مغرب پر چڑهائي كي مگر پهلي يورش كو خاص خاص ملازمان سلطاني نے دفع كيا اور دوسرے يورش مقام أچهه سے آگے نه بڑهي جو ملتان كے جنوب ميں أس جگهه واقع هى جهاں پنجاب كے دريا آپس ميں ملتے هيں *

ناصرالدين محمود كي سلطنت كا بيان

يهه بادشاہ زادہ سنه ۱۲۴۶ع مطابق سنه ۶۴۴ هجري ميں بادشاہ هوا اور كل بيس برس بادشاہ رها اگرچه أسكے عهد دولت ميں شور و فساد برپا رهے مگر كوئي فساد ايسا ظهور ميں نه آيا كه أسكے باعث سے حكومت كو تباهي اور سلطنت كو خاک سياهي نصيب هوتي *

يهه بادشاہ التمش كا پوتا تها اور أسكے مرنے پر چندے قيد كيا گيا تها اگرچه تهوڑے دنوں كے واسطے رهائي ديكر حاكم بنايا گيا تها مگر وہ الگ تهلگ رهتا اور سوچتا بچارتا أس سے نچهوتا تها جو أسكو عين جواني ميں پيش رهتا تها چنانچه وہ بادشاہ اپنے وزير غياث‌الدين بلبن كے بهروسه پر چين اوڑاتا تها جسكي حقيقت يهه هے كه وہ سلطان آلتمش كا

ایک ترکي غلام تها اور اُسنے اپني بیتي کي شادي ساتهه اس غلام کے کي تهي جو اس بادشاہ کي سگي پهوپهي هوتي تهي *

اس بادشاہ کو اُن مغلوں کا بڑا کهتکا رهتا تها جنکے قبض و تصرف میں اتک پار کے سارے ملک تهے چنانچه غیاث‌الدین بلبن نے اس خطرہ سے محفوظ رهنیکے واسطے سرحد مغربي کے صوبوں کو ملا جلاکر ایک بڑي حکومت قایم کي اور بڑا سردار اُسکا اپنے رشتہ‌دار شیرخاں کو مقرر کیا بعد اُسکے اُسنے بادشاہ کو یهه مشورت دي که اب پنجاب کو چلنا چاهیئے چنانچه خود بادشاہ وهاں گیا اور گاکروں کي سخت سرکوبي کي جو لوت کهسوت میں مغلوں کے ساتهي هوگئے تهے علاوہ اُسکے جاگیرداران سلطنت کو جو ایک مدت دراز سے فرض خدمت بجا نه لاتے تهے اور خواب غفلت میں سوتے تهے اسبات پر مجبور کیا که بدستور اپني فوجوں سے سرکار کي اعانت کرتے رهیں *

بعد اُسکے غیاث‌الدین سنه ۱۲۴۷ ع مطابق سنه ۶۴۶ هجري سے سنه ۱۲۵۰ ع مطابق سنه ۶۴۹ هجري تک مختلف هندو راجاؤں پر فوج کشي کرتا رها جو پهلے بادشاهوں کي ضعف اور ناتواني کے باعث سے باغي طاغي هوگئے تهے چنانچه اُس نے پهلي چڑهائي میں جمنا کے وار پار کے ملکوں میں دلي سے کالنجر تک سلطاني حکومت کو بحال کیا اور اگلے تین برسوں میں میوات کے پهاڑي ملک کو جو دلي سے چنبل تک پهیلا هوا هے اور رنتهنبور کے ضلع کو جو میوات کے پاس واقع هے اور اُس سے آگے بڑہ کر چتور کي ریاست کو قبضه میں لایا بعد اُسکے ناروار کے مضبوط قلعه واقع بندیل کهند کو فتح کیا اور چندیري کو فتح کرکے مالوہ کے تمام باغي حصه پر دوبارہ قابض هوا اور منجمله مهمات مذکورہ کے ایک مهم کے زمانه میں اُچهه کے باغي کو بهي قرار واقعي گوشمالي دي اور اُسي زمانه میں شیر خاں حاکم پنجاب نے مغلوں کو دور دفع کرکے اُنکے ملک پر دهاوا کیا اور غزني پر قابض و متصرف هوگیا *

منجمله مہمات مذکورہ بالا کے اکثر مہموں میں بادشاہ بھي همراہ رہا چنانچہ کامیابي کا باعث وہ اپ هي کو بتاتا تھا مگر حقیقت یہہ تھي کہ وہ اپنے جي میں اپنا دوسرا درجہ سمجھتا تھا اور اس گھٹیا درجہ سے جي اُسکا بہت بیچین رهتا تھا چنانچہ اُسنے امام‌الدین مفسد کے بہکانے سے جو خود بلبن کي بدولت ممتاز و معزز هوا تھا بلبن کو موقوف کرکے امام الدین کو اُسکی جگہہ قایم کیا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بلبن کے رفیقوں کو بھي نچھوڑا مگر بعد اُسکے جب اس تبدیل و تغیر سے بے انتظامي پیدا هوئي تو بد گماني اور نارضامندي نے دور دور تک پانوں اپنے پہیلائے اور اُن دس صوبوں کو جو بلبن سے ملے هوئے تھے اپني فوجیں اکٹھي کرنے اور بادشاہ کو فہمایش نامہ لکھنے کا موقع هاتھہ آیا چنانچہ اُنھوں نے مراعات ادب کو ملحوظ مرعي رکھکر کمال استقلال سے یہہ درخواست کي کہ نیا وزیر اس عہدہ سے برخاست کیا جاوے اگرچہ پرانے وزیر کا مذکور نکیا مگر مقصود اُنکا یہي تھا کہ پرانا وزیر اپنے عہدہ پر بحال هووے اور جو کہ بادشاہ اُنکا مقابلہ کسي طرح نکرسکتا تھا تو کام ناکام اُس نے بلبن کو بحال کیا چنانچہ بعد اُسکے تمام لوگ اُسکو کل کا مالک سمجھنے لگے *

جب کہ امام الدین برخاست هوا تو اُس نے ایک فساد برپا کیا اور بادشاہ کے ایک رشتہ دار کو اُس‌میں پنھسا لیا اگرچہ وہ اپنے سزا کو پہنچا کہ جلد گرفتار هوکر جان سے مارا گیا مگر اُسکي بدولت مخالفوں کا ایک بڑا گروہ پیدا هوگیا تھا جس میں سنتور کا راجہ اور سندہ کا حاکم بھي شریک تھا یہہ بغاوت سنہ ۱۲۵۵ ع مطابق سنہ ۶۵۳ هجري سے سنہ ۱۲۵۷ ع مطابق سنہ ۶۵۵ هجري تک قایم رهي *

اسي بغاوت کے زمانہ میں مغلوں نے پنجاب پر یورش کي مگر وہ کامیاب نہوئے بعد اُسکے کڑا مانک پور کے باغي پر یورش هوئي چنانچہ بھي بس پا هوا مگر میوات کے باشندوں کا دبانا اُس باغي کے

دبانے سے بہت بڑا کام تھا که خود بلبن نے میواتیوں پر چڑھائی کي
اور بڑي جان لڑاکر ایک لڑائي میں اُنکو مغلوب کیا اور آخرکار سنه ۱۲۵۹ع
مطابق سنه ۶۵۷ هجري میں ملک اُنکا فتح کیا اس لڑائي میں دس
هزار باغي مارے گئے اگرچه میوات کے سخت اور شریر پہاڑیوں کي سرحد
دلي سے پچیس میل کے اندر اندر تھي مگر انگریزوں کي سلطنت تک وه
بالکل چین سے نه بیٹھے *

پچھلي سے پچھلي واردات اس سلطنت میں اب یهه واقع هوئي
تھي که چنگیز خاں کے پوتے هلاکو خاں کي طرف سے جو بڑا بادشاه
عالیجاه تھا ایک ایلچي بادشاه کے پاس آیا چنانچه تعظیم و تواضع کے
واسطے هر طرح سے کوشش عمل میں آئي اور دربار کو ایسي ٹیپ ٹاپ
سے آراسته کیا گیا جیسا بڑے بڑے بادشاهوں کے عهد دولت میں آراسته
کیا جاتا تھا بعد اُسکے کوئي واقعه بادشاه کے روز وفات تک جو ماه فبروري
سنه ۱۲۶۶ ع مطابق سنه ۶۶۴ هجري میں واقع هوئي تاریخ میں پایا
نہیں جاتا *

اس بادشاه نے ساري عمر عزیز اپني درویشانه گذاري چنانچه اُسنے
تمام اخراجات ذاتي اپنے کتابت کي اجرت سے چلائے اور غریبوں کا کھانا
کھاتا اور اُسکے کھانے کو خود اُسکي بي‌بي پکاتي تھي اور کوئي پکانے والي
اُسکے آگے نتھي اور علاوه ایک بي‌بي کے کوئي حرم وغیره پاس اُسکے نتھي
اور اُسیکي بدولت فارسي کو رونق هوئي چنانچه طبقات ناصري جو
هندوستان اور ایران کي نہایت مشہور تاریخ هی اُسیکے دربار میں لکھي
گئي اور اُسیکے نام سے نامي هوئي *

اُسکي نیک مزاجي اور پاک طینتي کي یهه حکایت لکھتے هیں که
اُس نے ایک کتاب اپني خاص لکھي هوئي کسي درباري امیر کو دیکھائي
اور جب اُس امیر نے کئي غلطیاں نکالیں تو بادشاه نے في‌الفور اُنکي اصلاح
اور درستي کي مگر جب وه امیر چلا گیا تو اُن اصلاحوں کو مٹاکر پہلے

مضمونوں کو قایم کیا اور کسي کے پوچھنے پر یہہ فرمایا کہ میں یہہ خوب
جانتا تھا کہ کتاب صحیح اور درست هی مگر اصلاح أسکي إس لیئے بہتر
سمجھي کہ ایک نیک صلاح کار رنجیدہ خاطر نہو *

غیاث‌الدین بلبن کي † سلطنت کا بیان

جب کہ بلبن نے یہہ دیکھا کہ سلطنت کے تمام اختیارات أسکے قبضہ
میں حاصل هیں تو اپنے مستقل بادشاہ هونے میں کچھہ دشواري ندیکھي
چنانچہ سنہ ۱۲۶۶ ع مطابق سنہ ۶۶۴ هجري میں بادشاہ بن بیٹھا *

بلبن نے التمش کے دربار میں بچپن سے پرورش پائي تھي اور جو
بادشاہ أسکے بعد تخت نشین هوئے أنکي سلطنت کے فسادوں اور انقلابوں
میں جي جان سے شریک و معاون رہا تھا اور جب کہ التمش جیتا
جاگتا تھا تو بلبن نے أسکے چالیس غلاموں سے ایک دوسرے کے حفظ و
سلامت پر عہد و پیمان کیئے تھے چنانچہ بہت سے غلام أن میں سے بڑے
بڑے عہدوں پر پہنچے مگر جب کہ بلبن کام اپنا نکال چکا تو أس نے
ایسے قول قراروں کا اوڑانا چاھا جنسے أسکے خاندان کي تخت نشیني میں
ایک طرح کا خطرہ متصور هوتا تھا چنانچہ أس نے طرح طرح کے حیلوں
سے بعض بعض اپنے ایسے شریکوں سے جو أسکے قریب اور رشتہ دار بھي
تھے کنارا کیا اور بعد أسکے یہہ قاعدہ باندھا کہ اپنے خاندان والوں کے علاوہ
کسیکو بڑا عہدہ نہ ملے مگر اس قاعدہ کو ایسے غرور و نخوت سے عمل
میں لایا کہ گھٹیا لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑا اور کچھہ بھي أنکو خیال
میں نہ لایا علاوہ اسکے یہہ قاعدہ مقرر کیا کہ هندوؤں کو معزز عہدوں پر
قایم نرکھا غرض کہ أسکے تمام کاموں میں ایسي ایسي قسمونکي طرفداریاں
اور طرح طرح کا تعصب پایا جاتا تھا چنانچہ أسنے دارالسلطنت کے گرد
نواح میں شکار کي حفظ حراست کے لیئے بہت سے قانون و قاعدے جاري
کیئے اور باوصف اسکے کہ شروع جواني میں بہت سي میخواري کي تھي

† انگریزي مورخ بلبن کی جگہہ اکثر بالبن لکھتے هیں

مگر جب که اُس نے پوري پوري توبه کي تو تهوڑي شراب پینے پر بهي بہت سخت سزا دینا ٹهرایا اور بغاوت کے معاملوں میں پہلے دستوروں کے موافق صرف افسروں کے گوشمالي پر اکتفا نکرتا تها بلکه اُنکے متوسلوں اور غلاموں کو بهي سخت سزائیں دیتا تها مگر اُسکے عدل و انصاف کي بهي ایسي حکایتیں نقل کي گئي هیں که وہ ادنی اعلی کو برابر سمجهتا تها اور کسي کي رو رعایت نکرتا تها اور اُن حکایتوں سے واضح هوتا هی که وہ بڑے بڑے صوبوں کے حاکموں کو کڑے کڑے کوڑوں سے علانیه پٹواتا تها اور کبهي کبهي اپنے سامنے بهي اتنا پٹواتا تها که وہ بیچارے مار کے مارے مر جاتے تهے *

یهه خود کام سنگدل بادشاہ اپنے زمانه کے حالات کے بموجب بڑا فیاض اور نہایت روشن ضمیر تها *

مغلوں کے خوف هراس کے مارے بڑے بڑے مشہور لوگ اُن ملکونکے جہاں جہاں مغلونکے حمله هوئی بیکسی سے دور دور بهاگکر چلے گئی مگر اسی بادشاہ کے دولت واقبال سے حکومت اسلام اُلکے هاتونسے محفوظ ومامون رهي تهي چنانچه اُسکے دربار میں بہت مشہور ومعروف اور نامی گرامی مسلمان استدر کهیں کهیں سے جمع هوئے تهے که وہ یهه شیخی مارتا تها که کم سے کم پندرہ بادشاہ آج میرے مہمان هیں اور خاص میري بدولت اوقات اپني بسر کرتے هیں یہانتک که نام اُن بازاروں کے که جس جس میں وہ بادشاہ رهتے سهتے تهے اونکے ملکوں کے ناموں پر رکهی تهے اور اُسکی دارلسلطنت میں اُن بازاروں کےناموں کے باعث سے روم اور غور اور خوارزم اور بغداد اور علاوہ اُنکے اور سلطنتوں کي یاد گار ایک عرصه تک باقي رهي *

تعداد اُن عالم فاضلوں کي جو اُسکي پناہ دولت میں آئے تهی قیاس چاهتا هی که اس سے بہت زیادہ هوگي اور اسلیئے که شاهزادہ محمد بڑا بیٹا اُسکا بڑا صاحب کمال اور لایق فایق تها تو تمام مشہور مورخ اُس عہد

کے بادشاہ کے ملازموں میں داخل و شامل تھے چنانچہ فارسي شاعروں کے سلسلہ میں امیر خسرو ملک الشعرا تھا یہاں تک کہ سعدي شیرازي نے بھي شاہزادہ محمد کو امیر خسرو کے حسن صحبت پر مبارکبادي لکھي هی اور اپني تصنیفوں کا نسخہ بھیجکر یہہ بات ظاهر کي تھي کہ بوڑھاپے کے مارے حاضري خدمت سے معذور هوں اور خود بلبن کو وہ بات حاصل تھي کہ اُسکے دربار کي ظاهري شان و شوکت سے ناواقف لوگوں پر اصل و حقیقت دربار کي مخفي هوگئي تھي جبکہ سنہ ۱۲٦٦ ع مطابق سنہ ٦٦٥ هجري میں گنگا اور جمنا کے کناروں اور جودہ اور میوات کے پہاڑوں پر شور و فساد برپا هوئي تو اسکي سلطنت میں تھوڑا بہت خلل واقع هوا تھا اور حقیقت یہہ تھي کہ لٹیرے لوگ ان فسادوں کے باني مباني تھے مگر سفاکي اور خونریزي کا قاعدہ بلبن کا جو مفسدوں کي سزا دهي اور نیست نابود کرنے میں جاري تھا یہاں بہت کام آیا اور نہایت کارگر پڑا بعد اسکے جگہہ جگہہ فوج کي چھاوني ڈلوائي اور آیندہ فسادوں کي روک تھام کے لیئے بڑي بڑي تدبیریں نکالیں *

بیان کیا گیا هی کہ ایک لاکھہ آدمي اسنے میوات میں قتل کرائے اور بہت سے جنگل جو دور دور تک پھیلے هوئے تھے کٹوا ڈالے اور اسي وقت سے وہ ملک غارتگروں کا ٹھکانا نرها اور چین تردد کے قابل هوگیا *

بنگالہ کي سرکشي کا بیان

بلبن کے عہد دولت میں یہہ بڑي بغاوت بنگالہ میں ظاهر هوئي طغرل خان حاکم بنگال نے دریاے میگنا † پار جاج نگر پر چڑھائیکي اور کامیابي کے بعد جو لوٹ اُسکے هاتھہ آئي کچھہ تھوڑي بہت بھي دلی کو نہ بھیجي

† اب اسکو تپرا (هملٹن صاحب کي تاریخ هندوستان جلد ۱ صفحہ ۱۲۸) کہتے هیں اور جاج نگر سے جاج پور مراد هی جو ضلع کٹک میں واقع هی اور یہہ مقام کسي زمانہ میں ضلع کا صدر نہیں قرار پایا سٹرلنگ صاحب کي تحریر مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۷۴

یہانتک کہ بعد اُسکے جلد بادشاہ بن بیٹھا اور جو فوج اُسکی گوشمالی کو سنہ ۶۷۸ ھجری مطابق سنہ ۱۲۷۹ ع میں پہلے پہل بھیجی گئی اُس نے شکست فاحش کھائی یہان تک کہ خود بادشاہ اُس فوج پر نہایت خفا ہوا اور اُسکی سپہسالار کو پھانسی چڑھایا اور جب کہ باوجود اس سختی کے دوسری فوج بھی تباہ ہوگئی تو بادشاہ اپنی ذات سے فساد مٹانے کے لیئے روانہ ہوا چنانچہ اس موقع پر ایسی قوت قابلیت سے جسمین وہ کسی مدد و معاون کا محتاج و دستنگر نتھا کام لیا کہ برسات کے پورے ہونے کا منتظر تک نہ بیٹھا اور سیدھا باگ اُٹھائے ہوئے سنار گنگ ‡ یعنی سندر گنگ کو چلا گیا جو بنگالہ کے شرقی حصہ کا بہت بڑا شہر مشہور تھا غرض کہ باغی کے دل پر وہ رعب داب اُسکا بیٹھا کہ وہ کھڑا نرھا اور گھر بار خالی چھوڑ کر تھوڑی فوج سمیت جنگلوں میں بھاگ گیا مگر بادشاہ کے کسی سردار نے مقام اُسکا معلوم کیا چنانچہ یہہ سردار چالیس سپاہیوں سمیت اُسکی تھوڑی فوج میں جا پہونچا اور کمال اندھا دھندی سے دن دیئے دھاوے کا ارادہ کیا غرض کہ تھوڑے لوگ آگے بڑھے چلے گئے اور کسیئے اونپر توجہہ بھی نکی یہان تک کہ جب طغرل خان کے ڈیرے کے بہت قریب جا پہنچے ایکبارگی ہمت باندھکر پل پڑے تو طغرل خان اور اُسکے ہمراہی یہہ بات سمجھکر بھاگ گئے کہ بادشاہی لشکر یک لخت اُنپر ٹوٹ پڑا غرض کہ یہہ خوف اُسکے لوگوں میں پھیل گیا اور تمام لوگ اُسکی تتر بتر ہوگئے اور خود طغرل خان گرفتار ہوا اور ایسے حال میں جان سے گیا کہ جاجنگر جانیکے ارادہ پر عین دریا میں گھوڑیکو تیرا کر پار جاتاتھا بعد اُسکے بادشاہ نے باغیوں کو ایسی سخت سزا دی کہ وہ اُسکے معمولی دستور سے بھی بہت زیادہ تھی اور جب کہ وہ دارالسلطنت میں واپس آیا تو لوگوں کے قتل سے

---

‡ یہہ مقام گنگا میں ڈوب گیا اب نشان اُسکا باقی نہیں ہی بکانن صاحب کا قول بحوالہ ہملٹن صاحب کی تاریخ هندوستان جلد ۱ صفحہ ۱۸۷

قاضي مفتيوں کي سعي سفارش اور عالم فاضلوں کے وعظ و نصيحت کي بدولت باز رہا *

مغلوں کے حملہ کرنے اور شاہزادہ محمد کے فتح پاکر مرجانيکا بيان

تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ بادشاہ کي بد نصيبي نے زور کيا يعني بڑا بيٹا اُسکا مرگيا اور اس بڑي مصيبت کا اثر بادشاہ اور تمام رعايا پر برابر ہوا اور ساري وجہہ اُسکي يہہ تھي کہ اس شہزادہ نے وہ والا ہمتي حاصل کي تھي کہ اُسکي موت اُسکي عمدہ خصلت کے شايان و سزاوار تھي بيان اسکا يہہ ہی کہ وہ فوج مغلوں کي جو ارغون خاں شاہ ايران سے متعلق تھي پنجاب پر حملہ آور ہوئي اور جب يہہ خبر اوڑي تو شاہزادہ محمد جو اُس صوبہ کا حاکم تھا اور حسب اتفاق اُسوقت اپنے والد ماجد کي قدمبوسي کے ليئے آيا تھا نہايت جلدي سے اپنے صوبہ ميں داخل ہوا اور مغلوں کو شکست فاحش ديکر جسقدر ملک پر وہ قابض ہوگئي تھے اُسپر دوبارہ قابض ہوا بعد اُسکے ايک اور نئي فوج ايک مشہور سردار تيمور خاں نامي کے ساتھہ آئي چنانچہ بڑي لڑائي پڑي اور شہزادہ نے فتح پائي مگر غنيم کے ايک گروہ کے ہاتھوں سے جو تعاقب ميں منتشر نہ ہوا تھا شاہزادہ مارا گيا اور امير خسرو شاعر جو ہمرکاب اُسکا تھا اسي موقع پر گرفتار ہوا *

بلبن کي وفات کا بيان

شہزادہ کے مرنے سے ادنی اعلی سپاہيوں کي آنکھوں سے آٹھہ آٹھہ آنسو بہنے لگے اور بادشاہ کے دل پر بھي بڑا صدمہ گذرا اور جو کہ بادشاہ کي عمر ۸۰ برسکو پہونچي تھي اور نيز اُس مصيبت کے مارے جو اُسپر نازل ہوئي تھي جلد جلد اُسکا دل بيٹھا جاتا تھا تو اُسنے بغرا خاں اپنے دوسرے بيٹے کو بايں غرض بلايا تھا کہ وہ اُسکے مرنے کے وقت حاضر رہے مگر جب کہ بغرا خاں نے باپ کي وہ حالت ردي نديکھي جو اُسنے تصور کي تھي تو بلا

حکم اپنے باپ کے بنگالہ کو چلا گیا اور بادشاہ اس حرکت سے سخت ناراض
ہوا چنانچہ اُسنے شاہزادہ محمد کے بیٹے کیخسرو کو ولیعہد اپنا قرار دیا
بعد اُسکے جب بادشاہ کا انتقال ہوا تو وزیروں نے ملکی لڑائیوں کا روکنا
تھامنا مناسب سمجھا چنانچہ اُنہوں نے بغرا خاں کے بیٹے کیقباد
کو بادشاہ مشہور کیا اور کیخسرو کو اُسکے باپ کی جگہہ ملتان کی حکومت
پر قایم رکھا غرض کہ دونوں دعویداروں نے یہہ تدبیر اُنکی تسلیم کی اور
سنہ ۱۲۸۶ ع مطابق سنہ ۶۸۵ هجری میں کیقباد تخت نشین ہوا *

کیقباد کی سلطنت کا بیان

یہہ نیا بادشاہ جو تخت نشینی کے وقت اتھارہ برس کا تھا جوانی
کی ضرورت سے عیش و عشرت میں مصروف ہوا اور یہہ امر اُسپر طرہ
ہوا کہ نظام‌الدین اُسکی وزیر نے جسکو یہہ امید قوی تھی کہ میں
تخت نشین ہونگا زیادہ چرخ پر چڑھایا اور اس نظر سے کہ بادشاہ کا
چچیرا بھائی کیخسرو وزیر کا مخل مطلب تھا بادشاہ کو اُسکی طرف سے
برہم کیا سبب اُسکا یہہ ہوا کہ کیخسرو سے کچھہ گستاخی سرزد ہوئی
تھی وزیر نے ایک بات کھڑی کرکے اُسکو بادشاہ کا محسود ٹھہرایا اور آپ
کو بدنامی اور الزام سے بچایا اور اُس بیچارہ بیگناہ کو قتل کرادیا علاوہ
اُسکے ایسے ایسے فن و فریبوں سے بہت سے امیروں کو بیعزت کراکر قتل
کرایا جو اُسکے ساختہ پرداختہ نہ تھی اور اسلیئے کہ اُسکی بی بی کو
بھی محلوں میں ایساهی دخل کامل تھا جیسا کہ خود اُسکو دربار میں
حاصل تھا اسلیئے اُن باتوں کے علاوہ جنسے بادشاہ کو واقف کرنا مناسب و
لازم سمجھا اور تمام باتوں سے بادشاہ کو غافل بنا رکھا تھا *

اس زمانہ میں بہت سے مغل دلی میں ملازم ہوگئے تھے چنانچہ
وزیر نے یہہ چاہا کہ ان جانسپار مغلوں کو بادشاہ سے الگ کرے غرض
کہ اُسنے بادشاہ کے کانوں میں یہہ بات پھونکی کہ ان مغلوں اور بادشاہ
کے اُن غنیموں میں جو ان مغلوں کے بھائی بند اور رشتہ‌دار ہیں خط و

کتابت جاري ساري هي چنانچه بادشاه نے اُنکے سرداروں کو ایک دعوت میں بلواکر دغابازي سے قتل کرادیا *

اصل تدبیر اس وزیر کي هنوز راس نه آئي تهي که بادشاه کے باپ بغرا خاں کے قریب آنے سے جو سلطنت کے خرابي سنکر حفظ خاندان کے لیئے فوج لیکر آیا تها وه اپنے اراده سے رکا تهما رها مگر یهه راه نکالي که بادشاه کو باپ کے مقابله پر آماده کیا چنانچه جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا هوا تو باشاه کے باپ نے بیٹے کي محبت کو ایسا بهڑکایا که وزیر اُنکي ملاقات کو هرگز روک نسکا مگر باوصف اسکے باهم ملاقات طرفین کي کهولی دلوں سے نهونے دینے کے لیئے یهه ڈهب نکالا که اداب دربار سلطاني ایسے تجویز کیئے که اُنکے بجالانے سے بغرا خاں کو ایکطرح کي ذلت اوٹهاني پڑي یهاں تک که جب مکرر اداب بجالانے پر بادشاه نے تعظیم و تکریم اُسکي نکي تو وه اُسکي حرکات ناشایسته سے پهوٹ پهوٹکر رونے لگا مگر اُسکے رونے نے یهه اثر پیدا کیا که بادشاه اپنے استقلال پر قایم نرها اور تخت سے اوتر کر باپ کي طرف بے تحاشا دوڑا اور چاها که باپ کے قدموں پر گرپڑے مگر باپ نے اُسکو گلے لگالیا اور تهوڑي دیر تک روتے رهے اور تمام درباریوں میں وهي اثر پهیل گیا بعد اُسکے کیقباد نے باپ کو تخت پر بٹهایا اور هرطرح کي تعظیم اور تواضع سے پیش آیا یهاں تک که لڑائي بهڑائي کا وهم بهي باقي نرها مگر چند ملاقاتوں کے بعد بغرا خاں کو یهه بات ثابت هوئي که کیقباد کے مزاج پر وزیر اُسکا حاوي هے اور اُسکے رفع کرنے کي تدبیر بدون اُسکے قتل وقمع کے ممکن نهیں مگر چونکه جبر اُسکو خود منظور نتها یا اُسکے اختیار سے باهر تها تو وه بنگاله کو چلا گیا اور بیٹے کو اُسکي قسمت پر چهوڑ گیا *

جب که کیقباد نے اُن قضیه قضایوں سے فرصت پائي تو پهر نئے سر سے عیاشي شروع کي اور یهانتک نوبت پهونچائي که عین جواني میں ضعیف نحیف هوگیا چنانچه رعشه فالج میں مبتلا هوا بعد اُسکے جب سوچ بچار اُسکو هوا تو آپ کو بهت زار نزار پایا اور بطور معقول اُس

وزیر سے چھوٹنا چاہا مگر جب کوئی چال اُسکی نچلی تو کام ناکام آنی چالوں چلا جو وزیر نے اُسکو تعلیم کی تھیں چنانچہ زہر دیکر کام اُسکا تمام کیا مگر انجام اُسکا یہہ ہوا کہ وزیر کے مرنے سے جسکا بڑا رعب داب تھا بادشاہ کے دشمن کھل کھیلے اور حکومت کے خواہاں ہوئے جسکی لیاقت خود بادشاہ میں موجود نتھی *

اِس لیئے کہ بلبن کی تدبیروں سے غلاموں کی شان و شوکت دربار میں پھیکی پڑ گئی تھی تو حصول سلطنت کا جھگڑا بڑے بڑے جنگی سرداروں میں پھیلا اور جو کہ هندوستان زاد مسلمان ایسی قدر و منزلت نرکھتے تھے کہ کوئی بڑا گروہ اُنکا قایم هوتا اسلیئے سلطنت کا ارادہ کرنے والے تاتاری اور غور و غزنی کی پرانی سلطنتوں کے افسر هوئے اور غور و غزنی والی سرداروں میں سے خلجی لوگ اپنے سردار کی عقل و هوشیاری کی بدولت یا کسی اور وجہہ سے فضیلت رکھتے تھے چنانچہ وہ تاتاریوں پر غالب آئے اور سنہ ۱۲۸۸ع مطابق سنہ ۶۸۷ هجری میں جلال‌الدین خلجی کیقباد کے مارے جانے پر تخت نشین هوا † *

† فرشتہ والے نے اُن خلجیوں کو مغل لکھا هی جنھوں نے تخت کو غصب کیا مگر جیسے کہ یہہ یقین ممکن نہیں کہ تھوڑی مدت میں ترکوں کا بالکل دخل اُٹھہ گیا ایسے هی یہہ یقین بھی متصور نہیں کہ مغلوں کو بڑا غلبہ حاصل هوگیا علاوہ اسکے تاتاریوں نے جس دعویدار کو تخت پر بیٹھانا چاہا وہ کیقباد کا بیٹا تھا اور اُسکے ترکی الاصل هونے سے وہ اُنکو مرغوب محبوب تھا مگر مغلوں کو خاص اس سبب سے نفرت تھی کہ اُسکے باپ نے اُنکے سرداروں کو قتل کرایا تھا

* دلی کی تخت نشینی کا سلسلہ اگرچہ قطب‌الدین سے شروع هوا هی بعض مورخ هندوستان کی بادشاهت اصل خاندان غور سے قایم کرکے قطب‌الدین کو بھی خاندان غور کے سلسلہ میں شمار کرتے هیں مگر اکثر مشرقی مورخ اُن بادشاهوں کو یلدوز اور دو چار اور بادشاهوں سمیت غوریوں کا غلام قرار دیتے هیں

خلجي خاندان کا بیان

باب دوسرا

جلال الدین † خلجي کي سلطنت کا بیان

واضح هو کہ جلال الدین خلجي ستر برس کي عمر میں تخت نشین هوا تها جلال الدین اپني تخت نشیني پر چندے بناوت سے بهي کہتا رها کہ لوگوں نے یہہ بهاري بوجهہ میرے سر پر رکها چنانچہ غیاث الدین بلبن کے نام و نشان باقي رهنے پر بڑي توجهہ ظاهر کي اور بہت سا پاس لحاظ اُسکا کرتا رها غرض کہ یہاں تک نیازمندي جتائي کہ دربار میں سوار هوکر نجاتا تها اور بجاے تخت نشیني کے اپني معمولي جگهہ پر کهڑا رهتا تها مگر باوصف اسکے کیقباد کے شیر خوار بچہ کو قید میں رکها اور جب بات اُسکي ٹهیک ٹهاک هوگئي تو اُس معصوم بیگناہ کو قتل کرایا *

اگر یہہ سنگدلي اور خداناترسي جو نسبت اُسکے بیان کي گئي ایک بے اصل بناوت کي بات هو اور بعید از قیاس نہیں کہ وہ ایسے هي هوگي تو اُن اداب تعظیمات میں جو بالا مذکور هوئیں وہ مکار نسمجها جاویگا اسلئي کہ وہ نیک معاملے جو اُسنے چهپي کهلے دشمنوں سے برتی ایسے اعلی درجہ کي تهے کہ وہ خطا وغفلت پر محمول هوسکتے هیں اور آخر دم تک وهي سیدهي سادي چال ڈهال اُسکي باقي رهي جو قدیم سے چلي آتي تهي

---

† واضح هو کہ خلجیوں کی اصل حقیقت حصہ پانچ باب دوسرے کے اخیر میں لکهي گئي اگرچہ وہ لوگ نسل واصل میں ترک تهی مگر افغانیوں میں اتنی مدت رهنے سهنے سے وہ افغانوں کی مانند هوگئی تهی اور غالب یہہ هے کہ وہ اور قوموں یا اپنے بهائی ترکوں سے بهی بہت مخلوط تهي اور عام پہاڑي افغانوں کي نسبت زیادہ ترتیب یافتہ تهی

اور اپنے پرانے ملنے والونسے اسیطرح سے ملتا جلتا رہا جیسے کہ وہ بادشاہت سے پہلے ملتا جلتا تہا چنانچہ وہ اپنے دوست آشنایوں اور فضل وہنر والوں کو کہانے پینے کے جلسوں میں بلاتا تہا اور ایسي هنسی ٹہٹے کي باتیں کرتا تہا کہ مسلمانوں کے دین وملت کے خلاف تو هوتي تهیں مگر انسانیت کے حد و مرتبہ سے نگذرتي تهیں *

وہ ترس رحم جو اُسکي عمدہ ذاتي صفات میں مستور و مخفي تہا اُسکے اظہار کا یہہ موقع هاتہہ آیا کہ غیاث‌الدین بلبن کے بھتیجے ملک جاجو نے جو کڑے مانک پور کا حاکم تہا بغاوت اختیار کي اور خاندان بلبن کے رفیق اُسکے ساتھہ هوئے چنانچہ جلد اُنہوں نے ایسي قوت حاصل کي کہ دلي کا ارادہ کیا مگر بادشاہ کے بڑے بیٹے ارکلي‌خاں نامي نے شکست اُنکو دیکر ملک جاجو کو اُسکے سرداروں سمیت گرفتار کیا مگر بادشاہ نے یہہ بڑا کام کیا کہ سرداروں کو ایک قلم چھوڑ دیا اور خود ملک جاجو کو ملتانکو روانہ کیا اور اُسکي باقي عمر کے لیئے بڑي جاگیر مقرر کي بعد اسکے تهوڑي مدت گذرنے پر اپني قوم کے ایسے سرداروں سے بهلائي برتي جو جي‌جاں سے اُسکي‌جان کے خواهاں بنے‌تهےاور نصیبوں کي‌شامت سے گرفتار هوکر آئے تهے غرض کہ اُس نے رحم سے یہاں تک کام لیا کہ اپنے ذاتي بدخواهوں کے علاوہ عام مجرموں سے بهي اسقدر در گذر کي کہ سلطنت کا ڈهانچہ ڈهیلا پڑا اور حکومت کا ڈهچر بگڑگیا چنانچہ صوبوں نے محصول کے بهیجنے سے صاف انکار کیا اور کار و بار میں غفلت برتي اور اپنے اختیاروں کو بہت بري طرح سے برتا غرض کہ راستے لٹیروں سے بهر گئے اور باغیوں نے آنے جانے کي راهیں مسدود کیں *

جب کہ باغیوں کا زور و شور هوا تو سنہ ۱۲۹۲ ع مطابق سنہ ۶۹۱ هجری میں بادشاہ ایک بڑي بغاوت کے دبانے متانے کو روانہ هوا جو مالوہ میں واقع هوئي تهي چنانچہ وہ بہت سا کامیاب هوا مگر اس لیئے کہ خون بہانے سے جي کا کچا تها اور علاوہ اُسکے عمر کا بوڑها تها

تو باغیوں کے بڑے قلعوں پر دھاوا کیا اور سرکشوں کي سرکوبي کو ناتمام چھوڑا مگر جب که بعد اُسکے بلاد پنجاب میں مغلوں نے یورش کي تو وهاں اُس نے بڑي دلاوري دیکھائي اور آپ اُنکا مقابله کیا اور دشمنوں کا مُهنه پهیرا *

بعد اُسکے به مقتضاے اپني اصلي طبیعت کے مغلوں کو صلح عنایت فرمائي اور اُنکي ٹوٹي پهوٹي فوج کو چلے جانے کي رخصت دي کسیطرح کي مضرت نه پہونچائي تین هزار مغل اُسکي فوج میں داخل هوئے اور تهوڑے دنوں بعد اسلام اونهوں نے قبول کیا اور خاص دلي میں ایک مقام اُنکي بساست کے لیئے مقرر کیا گیا جو مغل پوره کے نام سے مشهور و معروف هی *

دوسرے برس یعني سنه ۱۲۹۳ ع مطابق سنه ۶۹۲ هجري میں مالوه پر چڑهائیکي مگر پهلي طرح سے پورا پورا کامیاب نهوا هاں یهه بات اُسکونصیب هوئي که نقصان اُسکے ضعف و ناتوانیکے علاوالدین اُسکے بهتیجے کڑے مانک پور کے حاکم کي بدولت اُسي زمانه میں پورے هونے لگے جو نهایت زبردست اور بڑا لایق و فایق اور نیز ایسے خیالوں سے پاک و صاف تها جنکے اوبهرنے سے اُسکے چچا کے کام کاج ادهورے پڑے رهتے تهے چنانچه اُسنے بندیل کهنڈ اور شرقي مالوه کي بغاوت دبانے کے لیئے چچا جان سے اجازت حاصل کي اور اُنکے شور و فسادوں کو نیست و نابود کیا اور علاوه اُنکے اُن قلعوں پر بهي قبضه کیا جو متوسل راجاوں کے قبض و تصرف میں تهے اور اسقدر اُسکو غنیمت هاتهه آئي که اُسکي بدولت بهت سي فوج اُس نے بڑهائي چنانچه بادشاه اُسکي کارگذاري سے یهانتک راضي هوا که باوصف اسکے که اسکي پیاري بیگم نے علاوالدین کي بلند همتي اور والا فطرتي سے اُسکو وهم دلایا تها پهلي حکومت کے علاوه اودهه کي حکومت عنایت کي اور فوج اکٹهي کرنے اور خانداں بلبن کے پرانے رفیقوں کے بهرنے سے ممانعت نه کي *

علاوالدین کی چڑھائی دکن پر

علاوالدین نے پہلے پہل جو کام اپنی فوج سے لیا اُس سے اُسکے چچا کا اعتماد اُسکی نسبت صحیح ہوا اور اُس کام کی بدولت تاریخ ہندوستان میں ایک نیا سن پیدا ہوا یعنی سنہ ۱۲۹۴ ع مطابق سنہ ۶۹۳ ہجری میں علاوالدین نے دکن کا ارادہ کیا جو مسلمان بادشاہوں کے دھاوں سے جب تک محفوظ رہا تھا چنانچہ اُس نے کڑے مانک پور اپنی دارالحکومت سے آتھہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیئے اور ایسے بڑے بڑے جنگلوں کو جو اب تک کڑے مانک پور اور ضلع برار کے درمیان میں واقع ہیں جوں توں کرکے طی کیا اور جن راجاؤں کے ملکوں میں اُسکو گذرنا منظور تھا اُنکو اِس حیلہ سے کہ وہ اپنے چچا سے خفا ہوکر جاتا ہی چوکنا نہونے دیا چنانچہ وہ ایلچ پور تک پہونچا اور بعد اُسکے مغرب کیجانب متوجہہ ہوا ڈبل کوچوں کی مار مار کرتا ہوا دیوگڑہ پر پہنچا جو اصلی مقصود اُسکا تھا اور دیوگڑہ جو اب دولت آباد کے نام سے مشہور ہی رام دیو راجہ کا راج گڑہ تھا اور وہ ایسا زبردست راجہ تھا کہ مسلمان لوگ اُسکو تمام دکن کا راجہ سمجھتے تھے مگر حقیقت میں وہ مرھٹوں کے ملک کا بڑا راجہ تھا *

مسلمان لوگ اکثر ہندو راجاؤں کو جنگ و جدال پر آمادہ اور قتل قتال پر طیار اِس لیئے نپاتے تھے کہ راجپوت لوگ اپنی اصل طبعیت میں ہمتوں کے ھارے اور کام کاج کے دھیمے ہوتےہیں اور ایک دوسرے پر اچانک دھاوا کرنے کو بری بات سمجھتی ہیں چنانچہ معلوم ہوتا ہی کہ یہہ طریقہ راجپوتوں کا اور راجاوں‌میں معمول و مروج ہوگیا تھا اِسلیئے کہ اِس موقع پر دیوگڑہ کا راجہ دشمن کے دھاووں سے نڈر بیتھا تھا چنانچہ پاس اُسکے کچھہ فوج موجود نتھی اور جورو بچے اُسکے ایک مندر میں گئے ہوئے تھے جو بستی کے بہت قریب تھا اور جبکہ علاوالدین بستی کے قریب آگیا

اور اُسکے دھاوے کي دھاک پڑي اور جابجا چرچے ہونے لگے تو راجہ نے
ہوش حواس اپنے جمع کرکے تین چار ہزار آدمي گھر باہر کے اکٹھے کیئے
اور غنیم کا مقابلہ کیا اور بستي کي حفظ و حراست کے لیئے تھوڑي مہلت
پیدا کي مگر تھوڑي مدت کے بعد اُسکے پانوں اوکھڑ گئے اور بستي کے پاس
ایک پہاڑ پر ایک مضبوط قلعہ میں داخل ہوا اور گھبراھٹ کے مارے
بہت سا ذخیرہ جمع نکرسکا باقي بستي کا یہہ حال ہوا کہ وہ بے مقابلہ
فتح ہوگئي اور طرح طرح سے لوٹي کھسوٹي گئي اور سوداگروں کو بڑي بڑي
سخت تکلیفیں اِس نظر سے پہونچائي گئیں کہ وہ اپنے خزانوں کا نشان
اور پتا بتاویں چنانچہ مسلمانوں کي تاریخ میں پہلے پہل یہي وحشیانہ
حرکت شمار ہوئي ہی اور منجملہ اسباب غنیمت کے چالیس ہاتي اور
کئي ہزار گھوڑے خاص راجہ کي سواري کے مسلمانوں کے ہاتھہ آئے بعد
اُسکے قلعہ کا محاصرہ کیا گیا اور تمام لوگوں میں یہہ فقرا اوڑایا گیا کہ یہہ
فوج اُس فوج سلطاني کا ایک ٹکڑا ہی جو دشمن کے مقابلہ پر چلي آتي
ہی اور جب کہ وہ بڑي فوج آجاویگي تو دشمن کي کوئي بات پیش
نچلیگي غرض کہ بعد اُسکے راجہ کے ہاتھہ پانوں پھول گئے اور کام ناکام
صلح کرنے پر راضي ہوا اور ایک عہد نامہ جو مسلمانوں کے حق میں
نہایت مفید و نافع تھا مرتب کیا کہ ناگاہ اُسکا بیٹا جو محصوروں میں
شامل نہ تھا ایسي بڑي فوج لیکر آیا کہ وہ فوج اسلام کي فوج سے
بہت زیادہ تھي اگرچہ راجہ نے اُس کو مقابلہ سے بہت منع کیا مگر
اُسنے کثرت فوج کے بھروسے پر باپ کا کہنا نمانا اور علاوالدین پر
پھیل پڑا اور ایسي دلاوري سے لڑا بھڑا کہ اگر علاوالدین کي وہ فوج
نہوتي جو اُسنے محصوروں کے لیئے گھات میں لگا رکھي تھي اور اُسکي
فوج پر عین موقع لگوتي اور فوج اُسکي اُس تھوڑي فوج کو بادشاہ کي وہ
آنے والي فوج نہ سمجھتي جسکي شہرت سے راجہ کانپ رہا تھا تو
مسلمانوں کے حق میں وہ لڑائي بہت زبوں ہوتي مگر نصیبوں نے یاوري

کي که علاوالدين نے فتح پائي بعد اُسکے علاوالدين نے راجا سے بڑا مطالبه کيا اور راجا کو چار ناچار اسليئے اطاعت کرني پڑي که يهه بات اُسپر کهل گئي که غله کي جگهه نمک کے بوري آگے هيں اگر تقدير سے يهه بات اُسپر نکهلتي تو لڑائي بهت دنوں تک قايم رهتي اسليئے که پاس پڑوس کے راجاؤں سے امداد و اعانت کي بڑي توقع تهي غرض که راجا بهت گرويده هوا اور ايلچپور اور اُسکے پرگنات کے علاوه بهتسا مال و دولت دينا قبول کيا بعد اُسکے علاوالدين خانديس سے گذرکر مالوه کو چلا گيا *

واضح هو که کڑےمانک پور سے ديوگڑه تک سات سو ميل کا فاصله هي اور منجمله اُسکے علاوالدين کے سفر کا بڑا حصه بندياچل کے پهاڑوں اور جنگلوں ميں واقع هوتا هي جهاں سے خاص هندوستان دکن سے علحده هوجاتا هي حاصل يهه که رستوں کي تنگي اور ذخيروں کي کميابي اور پهاڑيوں کي تيرافشاني کے باعث سے ايسي تهوڑي فوج کا گذرنا نهايت دشوار اور بڑے لشکر کا سفر کرنا محض محال اور دکن سے چوڑے چکلے اور بستے رستے ملک ميں آٹهه هزار آدميوں سے کچهه تهوڑے آدمي زياده ساتهه ليکر داخل هونا کچهه دلاوري نهيں بلکه ايک اندها دهوندے کا کام معلوم هوتا هي *

خطرات مذکوره بالا سے محفوظ و مامون رهنے اور ايک نئي راه سے کام نکالنے اور بعد اُسکے اُسي راه سے بهزار دقت و دشواري واپس انے سے علاوالدين کي دليري دلاوري کا بڑا اثر لوگوں کے دلوں پر هوتا هي مگر اس فقره سے جو اُسنی مشهور کيا که ميں راج مندري کے راجا کي نوکري کرنے جاتا هوں يهه بات صاف واضح هوتي هی که مسلمانوں کي ابتدائي بساست کي نسبت دين و مذهب کي باتوں کا پاس و لحاظ اُس زمانه ميں چنداں باقي نرها تها *

علاؤالدین کا واپس انا هندوستان کو اور جلال‌الدین کا قتل کرنا

جلال‌الدین نے علاؤالدین کو مہم مذکورہ بالا کي اجازت ندي تهي چنانچہ جب علاؤالدین لڑ بهڑ رها تها اور خط و کتابت کا انا جانا موقوف تها تو جلال‌الدین اُسکي طرف سے نهایت متردد تها که علاؤالدین کہاں گیا اور کس ارادہ پر گیا یہاں تک که جب جلال‌الدین کو یہہ خبر لگي که وہ مظفر و منصور اور مال و دولت سے مشحون و معمور آتا هي تو جلال‌الدین پهولا نسماتا تها اور خوشي کے مارے پهٹا پڑتا تها مگر جلال‌الدین کے صلاح کاروں نے جو اُسکي نسبت هوشیار اور عاقبت اندیش تهے علاؤالدین کي بہادري اور دولتمندي دیکهکر بادشاہ کو یہہ سمجهایا که جب فوج اُسکي غنیمت لیکر منتشر هوجاوے تو بعد اُسکے علاؤالدین کو دوبارہ فوج اکهٹي کرنیکي فرصت دیني مناسب نہیں مگر شرط یہہ هي که یہہ بات اُسپر نکهلے که بادشاہ اُسکي طرف سے سینہ صاف نہیں بادشاہ نے نیک نیتي اور پاک طینتي کو کام فرمایا کہ وہ اُسکي طرف سے مشتبہہ نہوا اور علاؤالدین کے برے ارادوں کا کچهہ پس و پیش نکیا چنانچہ علاؤالدین نے بدخواهوں کے لگاو بجهاو کا اندیشہ اور خود بادشاہ کي ناراضي مہم مذکورہ بالا سے مشہور کي اور تمام لوگوں پر پریشاني اپني بخوبي جتائي یہاں تک که اُسنے خود اپنے بهائي الغ خاں کو جو مثل اُسکے لسان اور براق اور چابک و چالاک تها بادشاہ کي خدمت میں اس غرض سے روانہ کیا کہ وہ بادشاہ کو اُسکي ملنے کي ترغیب ایسي طرح سے دیوے کہ وہ چهوٹي سواري تشریف لاویں اور یہہ بات جتاوے کہ اگر آپ لاؤ لشکر سمیت جاوینگے تو علاؤالدین کو اندیشہ هوگا غرض که بادشاہ اسپر آمادہ هوا اور تهوڑے لوگوں سمیت کڑے مانک پور تک پہونچا اور دریاے گنگ سے تن تنها اوترا یہاں تک که علاؤالدین اُسکے قدموں پر گرا اور بادشاہ نے اُسکو چمکارکر پیار کیا اور سادہ مزاجي

سے بہت بڑا لالہ کہکر یہہ ارشاد فرمایا کہ تونے ایسے مہربان چچا کي نسبت ایسا برا خیال کیا جسنے تجھکو پال پوس کر اپنے بیٹوں سے زیادہ عزیز رکھا بادشاہ اس لاڈ نیاز کي باتوں میں مصروف تھا کہ علاوالدین نے گھاتي لوگوں کو اشارہ کیا چنانچہ وہ ظالم اُس مظلوم پر توٹ پڑے اور اُسکو پاش پاش کیا سترویں رمضان سنہ ۶۹۵ ھجري مطابق اُنیسویں جولائي سنہ ۱۲۹۵ع کو یہہ حادثہ واقع ہوا بعد اُسکے سر قلم کیا گیا اور نیزہ کي اني پر چڑھا کر شہر و لشکر کو دیکھایا گیا بعد اُسکے قاتلوں اور صلاحکاروں پر طرح طرح کي بلائیں نازل ہوئیں چنانچہ اُن بلاؤں کے نازل ہونے سے تاریخ فرشتہ والا نہایت خوش ہوکر خوشي اپني ظاہر کرتا هي مگر جب کہ ہم یہہ دیکھتے ہیں کہ جسنے حقیقت میں محسن کشي کي اور اپني ولي نعمت سے بہت بري طرح پیش آیا وہ ہمیشہ فیروز مند اور اقبال آور رہا تو اُسکے ملازمان ماتحت کي تباہي خرابي سے بہت سي خوشي حاصل نہیں ہوتي *

جلال الدین سات برس تک بادشاہ رہا اور ستتر برسکي عمر میں مارا گیا

جلال الدین کي سادہ لوحي کي حکایت

جلال الدین کے عہد سلطنت میں ایک ایسي بات اچھي واقع ہوئي جس سے ایشیا والوں کا سیدھا سادھاپن ایسے زمانہ میں واضح ہوتا هي جسمیں باطل خیالوں کا کچھہ زور و شور نہ تھا بیان اُسکا یہہ هي کہ سید مولا نامي ایک فقیر ایران کا رہنے والا جو جہاں دیدہ اور گرم و سرد روزگار چشیدہ اور اپنے زمانہ کے بڑے بڑے مشہور لوگوں سے واقف و آگاہ تھا اتفاق سے دلي میں وارد ہوا اور اُسنے ایک ایسي خانقاہ بنائي جسمیں درویش اور مسافر لوگ اُترتے تھے چنانچہ وہ اُنکے کھانے پینے کا کفیل ہوتا تھا اور آپ صرف چانول کھاتا تھا اور جورو بچوں اور لونڈي غلاموں سے آزاد تھا

مگر خرچ اُسکا اسقدر تھا کہ بڑے سے بڑے دولتمندوں کے مقدور و طاقت
سے باہر تھا اور علاوہ غریب پروري اور مسافر نوازي کے بڑے بڑے لوگوں کي
دعوتيں کرتا تھا اور اڑے وقتوں ميں اچھے اچھے خاندان والوں کے کام
اتا تھا يہاں تک کہ دو دو تين تين هزار ديناروں کے دينے ميں کچھہ عذر
و تامل نکرتا تھا اگرچہ بعض بعض باتيں اُسکي اُسيکے ساتھہ مخصوص
تهيں جيسے کہ جماعت کي نماز نہ پڑتا تھا مگر اُسکي خدا پرستي ميں
کسي قسم کا شک شبہہ نتھا اور جب اُسکے چال چلن ميں کچھہ کچھہ
شبہي هوئے تو بيديني کا شبہہ نہيں هوا چنانچہ پہلے پہل اُسکي نسبت
يہہ شبہہ کياگيا کہ پاس اُسکے پارس کا پتھر هی اور دوسرے تہمت يہہ
لگائي گئي کہ وہ بادشاهت کا ارادہ رکھتا هی بلکہ بطور معقول اُسکے ذمہ يہہ
الزام لگايا گيا کہ وہ بادشاہ کے قتل کا ارادہ رکھتا هی اور اسواسطے قاتلوں کو
پاس اپنے لگا رکھا هی اور علاوہ اُنکے دس هزار مريد اسليئے لگا رکھے هيں
کہ جب بادشاہ کے مارے جانے پر خرابي پيش آوے تو وہ لوگ اپنے کام
آويں غرض کہ جب يہہ بات بادشاہ کے کانوں پڑي تو بادشاہ چوکنا هوا
اور نہايت انديشہ کيا يہاں تک کہ ايک ايسے آدمي کے کہنے سے جو سيد
مولا کا خاص خادم اور بڑا مخلص سمجھا جاتا تھا سيد مولا کو همراهيوں
سميت گرفتار کيا اور جب کہ ايک گواہ کے کہنے سنے سے اُسکو
مجرم نہ ٹھہرا سکا تو اُسنے شہر کے باهر ايک آگ اسليئے جلوائي کہ آگ
ميں پڑنے سے جھوٹ سچ اُسکا ظاهر هوجاويگا بلکہ غالب يہہ هی کہ خود
فقيروں هي نے يہہ درخواست اُس سے کي هوگي مگر جب کہ امتحان کا
وقت آيا تو وزيروں نے عرض کيا کہ يہہ ازمايش عقل و شرع دونوں کے
خلاف هی چنانچہ بادشاہ اُس امتحان سے باز رها اور يہہ حکم ديا کہ
فقير مقيد رهيں مگر جب کہ اُنکو جيلخانے ليجانے لگے تو چند قلندر
تلواريں ليکر پل پڑے اور سيد مولا کو قتل کيا اگرچہ بادشاہ نے کھلم کھلا
چشم ابرو سے اشارہ کنايہ نکيا مگر قلندروں سے ديدہ و دانستہ چشم پوشي

کی سید مولا مرتے دم تک بیگناہی اپنی جتاتا رہا اور آخر کار اُسنی
دکھتے کلیجے سے ایسی بدعا دی کہ وہ بادشاہ کی جان پر پڑی بعد اُسکے
بادشاہ بہت پریشاں ہوا ایک بگولی کے اُٹھنے سے لوگ اندیشہناک ہوئی
غرض کہ اُس بورے کام کا انجام یہہ ہوا کہ تھوڑے عرصہ بعد اُسکا بڑا بیٹا
مرا اور آپ اپنی جان سے گیا اور بڑے سخت کال پڑے اور منتقم حقیقی
نے خوب انتقام لیا *

علاوالدین کی سلطنت کا بیان

جب کہ بادشاہ کی وفات کی خبر دلی کو پہونچی تو اُسکی بی بی نے
اپنے شیرخوار بیٹے کو تخت پر بیٹھانا چاہا مگر جب کہ سنہ ۱۲۹۵ع
مطابق سنہ ۶۹۵ ہجری میں علاوالدین دلی میں اکر تخت نشین ہوا تو
وہ ملتان کو بہاگ گئی جہاں جلال الدین کا منجھلا بیٹا حاکم تھا مگر
علاوالدین نے فند و فریب کے ذریعہ سے اونکو ملتان سے نکالا اور دونو بیٹوں کو
ٹھکانے لگایا اور اونکی ما کو گرفتار کیا *

اگرچہ علاوالدین نے بجائے خود محسن کشی کی اور اپنے ولی نعمت
سے بری طرح پیش ایا مگر لوگوں کی رضامندی بحال کرنے میں بڑی سعی
و کوشش بجالایا اور بہت سی محنت اوٹھائی چنانچہ مال اور عزت کے
بخشنے اورطرح طرح کی شان شوکت دکھانے میں بہت سی فیاضی برتی
اور باوجود اِسکے کہ فیض و فیاضی سے لوگوں کو گرویدہ کرتاتہا مگر غیظ و
غضب اور سفاکی بیباکی سے باز نرہتا تہا اور خود کام طبیعت کی روک و
تھام پر قابو نرکھتا تہا اور یہہ ہی باعث تہا کہ وہ پورا پورا عزیز خاطر نہوا
اور لوگوں کے دلوں میں خوب اچھی طرح نبیٹہا اور باوجود اُسکے کہ بڑے
جاہو جلال اور نہایت زور شور سے سلطنت اُسکی قایم رہی مگر کبھی
مفسدوں کے تضیوں اور بغاوتوں کی شاخوں سے پاک صاف نرہی
بلکہ علاوالدین اپنی خویش و اقارب سے بھی کھٹکتا رہتا تھا اور اندیشوں
کے مارے چین اُسکو نپڑتا تھا *

علاوالدین نے سنه ۱۲۹۷ ع مطابق سنه ۶۹۷ هجری میں پہلے پہل گجرات پر چڑھائی کی چنانچه پوری پوری فتح نصیب هوئی اور جب که شهاب الدین نے اُسکو فتح کیا تھا تو وہ فتح ادھوری رهی تھی که بعد اُسکے راجه قابض هوگیا تھا یهه فتح عظیم اُسکے بھائی الغ خاں اور اُسکے وزیر نصرت خاں کی سعی و کوشش سے حاصل هوئی اور تمام صوبه پر فوراً قبضه هوگیا اور راجه بگلانه میں جو دکن کا قریب حصه هی بھاگ گیا *

جب که فوج اُسکی دلی کو واپس آتی تھی تو فوج سے اُس غنیمت کو بجبر چھین لینے کا ارادہ کیا گیا جو گجرات سے هاتھه ائی تھی اسپر فوج نے سرکشی کی یہانتک که وزیر کا بھائی اور بادشاہ کا بھتیجا مارا گیا مگر انجام اُسکا یهه هوا که وہ سرکشی فرو هوئی اور بہت سے سرکش مارے گئے اور باقی رهے سهے رنتھنبور والے راجه کی پناہ میں چلے گئے مگر بھائی بند اُنکے بال وبچه سمیت مارے گئے اور جو لوگ بھاگکر گئے تھے وہ تمام نومسلم مغل تھے اُس زمانه میں جھگڑوں اور فسادوں کے بانی یهه مغل هی هوا کرتے تھے بعد اُسکے جب رنتھنبور بھی فتح هوا تو وہ لوگ بھی قتل هوئے † *

مغلوں کا هندوستان پر چڑھنا اور دلی پر شکست کھانا

جبکه پہلے برس مغلوں نے پنجاب پر چڑھائی کی تھی تو اُنکا جان و مالکا بڑا نقصان هوا تھا اور رفع دفع کردیئے گئے تھے اور جبکه بعد اُسکے اب سے کنچھه پہلے حمله کیا تو پھر بھی کامیاب نهوئے مگر بعد اس حمله کے ایک بہت بڑا ‡ حمله کیا جو فتح و غنیمت دونوں کے ارادوں سے قایم هوا تھا اور

---

† بابر بادشاہ نے جو باپ کی طرف سے ترک اور ماں کی طرف سے مغل تھا اپنے مغل ملازموں کا یهه حال لکھا هی که یهه لوگ طرح طرح کے فسادوں اور غارتگریوں کے همیشه سے بانی مبانی هیں چنانچه پانچ مرتبه اُنھوں نے مجھسے بھی بغاوت کی (آرس کائن صاحب کا بابر کے سرگذشت نامه کا ترجمه صفحه ۶۹)

‡ کم سے کم ایسے ایسے گیارہ حملے فرشته والے نے بیان کیئے مگر اُن حملوںمیں منجمله اُن حالات کے جنکو ڈی گگنیز صاحب اور ڈی هربی لاٹ صاحب اور پرایس صاحب نے بیان کیا هی ایک واقعه کا بھی مذکور نهیں اگرچه ڈی اوهسن صاحب کی کتاب

سپه سالار اِس حمله کا وه قتلغ خاں تها جسکو فرشته والے نے داؤد خاں شاه ماوراءالنهر کا بیٹا بیان کیا هی غرض که وه سیدها دلي کو روانه هوا اور جو فوج اُسکے مقابله کو بهیجي گئي وه پس پا هوئي اور قرب و جوار کے باشندے دلي کو بهاگ آئے *

بهاگے هوئے لوگ اس کثرت سے دلي میں موجود تهے که آنے جانے کي راهیں تمام بازاروں میں بند هوگئیں تهیں اور شهر کے ذخیرے بهي پورے هوگئے تهے یهاں تک که تهوڑے دنوں کے بعد اُنکي ریل پیل سے قحط کے نقشے پورے پورے جم چلے تهے اگرچه علاوالدین نے لڑنے کا اراده نکیا تها مگر ایسے نازک وقت میں اُس بڑے اراده کا پورا کرنا مناسب نسمجها

جلد ۴ صفحه ۵۵۹ میں ایک بڑي فهرست مندرج هی مگر وه تاریخ فرشته کي سند پر مبني هی اور غالب یهه هی که جو مار دهاڑ اور لوٹ کهسوٹ اُن دهاروں کي بدولت واقع هوئي تو اُنکے باعث سے تاریخ هندوستان کے مورخوں نے مغلوں کے معمولي حملوں کو بهت بڑا سمجها اور بعض بعض جگهه اور خصوص اس جگهه یورپ کے مورخوں نے کچهه حال اس حمله کا نهیں لکها اور شاید که باعث اُسکا یهه هو که ایران اور ماوراءالنهر کے مغلوں کے حالات سے وه بخوبي آگاه نهونگے

تاریخ فرشته میں پچهلي مهم کے سپه‌سالار کا نام چولدي‌خاں لکها هی اور ترلدي خاں ایران کي بادشاه غازاں‌خاں کا ایک افسر تها (پرایس‌صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۶۰۵) اُسي بادشاه کا ایک بڑا سردار قتلغ خاں تها جو سنه ۱۲۹۷ع میں ایران میں موجود تها (پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۶۱۶ اور ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحه ۲۷۵) اور غالب یهه هی که اُسنے هندوستان پر چڑهائي کي هوگي اگرچه اُس زمانه کے حالات سے اس مهم کا واقع هونا گونه بعید هی مگر ناموں کي مطابقت کے سوا جس سے همارے قیاس میں یهه آتا هی که ایران کے مغلوں نے یهه دهاوے کیئے تاریخ فرشته میں یهه بیان نهایت مستحکم پایا جاتا هی که خاص اُسکا اور سارے پچهلے دهاووں کا باعث داؤد خاں بادشاه ماوراءالنهر کا تها جسکو قتلغ خان کا باپ بیان کیا هی اور ظاهر هی که یهه داؤد خاں وه دائیزي یا داوت خاں هی جسکا حال ڈي گگنیز صاحب نے اپني تاریخ کي جلد ۳ صفحه ۳۱۱ کے حاشیه میں بیان کیا اور ماوراءالنهر کا بادشاه اُسکو لکها هی اور قتلغ خاں ایک نام عام هی که غالباً ایک زمانه میں دو شخصوں کا نام هوگا اور اسي لیئے فرشته والے کي راست گوئي پر شک شبهه کي وجهه معلوم نهیں هوتي

چنانچہ لڑنیکا سامان کیا یعنی جہاں تک فوج اکٹھی ہوسکی وہاں تک جمع کی اور لڑنے مرنے کے ارادے پر شہر سے باہر نکلا فرشتہ والا لکھتا ھی کہ طرفین کی فوجیں جسقدر جمع ہوئیں تھیں کبھی ہندوستان میں اُسقدر افواج ایک مقام پر جمع نہیں ہوئیں *

اس بڑی لڑائی میں علاوالدین کو بڑی فتح نصیب ہوئی اور ظفرخاں ایک بڑے سردار کی جانفشانی سے یہہ بات اُسکو ہاتھہ آئی اور یہہ بہادر وہ ممتاز افسر تھا کہ علاوالدین اور اُسکا بھائی الغ خاں اُس شیر میدان شجاعت پر رشک و حسد کہاتے تھے اور یہی باعث تھا کہ الغ خاں نے اُس وقت اُسکی امداد نکی جب کہ وہ مغلوں کے پیچھے گیا اور جب مغلوں نے تھوڑے سے لوگ اپنے پیچھے دیکھے تو وہ یکبار اُسپر ٹوٹ پڑے اور اُسکو ہمراھیوں سمیت ٹکڑے ٹکڑے کیا مگر یہہ بہادر مارے جانے سے پہلے ایسی شجاعت سے پیش ایا جیسے کہ پہلے پیش آیا تھا *

علاوالدین کے بھتیجے کا تخت حاصل کرنے کے لیئے علاوالدین کو قتل کرنے کے ارادہ سے زخمی کرنا اور کامیاب نہوکر انجام کو خود مارا جانا

جب کہ علاوالدین نے مغلوں سے نجات پائی تو سنہ ۱۲۹۹ ع مطابق سنہ ۶۹۹ ھجری میں اپنے بھائی اور اپنے وزیر کو رنتھنبور کے † قلعہ پر روانہ کیا چنانچہ وہ جھاین پر قابض ہوئے جو اُس قلعہ کے قریب واقع ھی اور بعد اُسکے خود قلعہکا محاصرہ کیا مگر محاصرے کے شروع میں وزیر ایک پتھر کی چوٹ سے مرگیا جسکو غنیم نے کسی کل کے ذریعہ سے پھینکا تھا بعد اُسکے محصوروں نے محاصروں پر دھاوا کیا اور ایسی دلاوری سے پیش

† یہہ بات بخوبی دریافت نہیں ہوتی کہ دلی کی سلطنت کے قبض و تصرف سے یہہ مقام کب نکل گیا تھا ھاں یہہ بات ضرور ھی کہ سنہ ۱۲۵۹ ع میں باغیوں نے اِس قلعہ کا محاصرہ کیا تھا مگر دلی کی سپاہ اُنسے بمقابلہ پیش آئی چنانچہ قلعہ کو باغیوں سے محفوظ رکھا تھا

آئے کہ محاصر لوگ جھاین کو واپس آئے اور دلی کی مدد کے منتظر بیٹھے
اور جب کہ علاؤالدین کو یہہ خبر پہنچی تو اُسنے آپ ارادہ کیا مگر تھوڑا
سفر کیاتھا کہ بحسب اس مثل کے کہ چاہ کن را چاہ در پیش ایسی بلا
میں پھنسا ہوتا جسکا نمونہ آپ اُسنے قایم کیا تھا تفصیل اس اجمال کی
یہہ ہی کہ شاہزادہ سلیمان اُسکے بھتیجے نے جو ایک بڑے پایہ پر پہونچا
تھا اپنی بات کو اُس بات کے لگ بھگ پاکر جسکی بدولت علاؤالدین
کو تخت نصیب ہوا تھا یہہ سمجھہ بوجھہ کر کہ جیسا میرے
چچا نے اپنے چچا سے کیا اگر میں بھی ویسا ہی کروں تو یہہ امر ممکن
ہی کہ ویسی ہی کامیابی کو پہونچوں چنانچہ اُسنے یہہ عزم مصمم کیا
اور ارادہ کے پورے کرنے کا یہہ موقع ہاتھہ آیا کہ حسب اتفاق ایک مرتبہ
بادشاہ اپنے لشکر سے الگ ہوکر شکار میں مصروف تھا اور دو تین آدمی
اُسکے ساتھہ تھے اور باقی لوگ اپنے کام کاج میں سرگرم تھے غرض کہ یہہ
شاہزادہ دوا پاکر چند نو مسلم مغلوں کے ساتھہ اُسکے پاس ایا اور پہلے
اس سے کہ بادشاہ اُسکے بڑے ارادے پر پے لیجاوے مغلوں نے ایسے کڑے
تیر اُسکے مارے کہ وہ پچھاڑ کھاکر زمین پر گرا اور جب بیہوش
ہوگیا تو سلیمان اس خیال سے کہ کام اُسکا تمام ہوا سیدھا لشکر میں
گیا اور بادشاہ کے مارے جانے کا قصہ مشہور کیا اور آپ کو جانشین اُسکا
قرار دیا اور لوگوں کو ہدایت کی کہ حسب دستور اُسکی تخت نشینی
مشتہر کیجاوے غرض کہ یہہ سلیمان ادھر تخت پر بیٹھا اور افسروں کے
مجرے لیئے اور اودھر علاؤالدین کو بھی ہوش آئے اور جب کہ اُسکے زخموں
کو باندہ کر درست کیا تو اُسنے مقام جھاین میں بھائی کے پاس جانا چاہا
مگر ایک افسر نے منع کیا اور یہہ صلاح اُسکو دی کہ سلیمان کو مستقل
حکومت کی فرصت دینی قرین مصلحت نہیں بلکہ اپ کو فوج پر ظاہر
کرنا عین صواب ہی اسلیئے کہ وہ فوج ایسی نہیں جو خدمتگذاری وفاداری
سے پیش نہ آوے چنانچہ علاؤالدین نے یہہ مشورہ پسند کیا اور باوصف

اسکی که زخموں سے چور چور ہو رہا تھا جوں توں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا
اور فوج کی طرف اپنا گھوڑا اُٹھایا حسب اتفاق اُسکو راہ میں گھاس لانے
والے ملے چنانچہ بھیڑ بھاڑ اُسکی پانسو سواروں کے قریب قریب ہوگئی بعد
اُسکے ہمراہیوں سمیت ایک ٹیلی پر چڑھا جہاں سے فوج اُسکی خاصی
طرح نظر آتی تھی اور فوج والوں کو وہ سپید چھتری دکھائی جو اُس
زمانہ میں بادشاہوں کی نشانی سمجھی جاتی تھی جوں ہی کہ فوج نے وہ
نشانی پہچانی تو تمام فوج اُسکی پاس اُسکے چلی آئی اور سلیمان تنہا
رہگیا سلیمان نے بھاگنا غنیمت سمجھا چنانچہ وہ جان بچاکر بھاگا مگر
بدبختی سے پکڑا گیا اور بادشاہ کی خدمت میں سر اُسکا حاضر ہوا بعد
اُسکے بادشاہ نے اُسکے شریکوں کو چن چن کر قتل کیا *

جب یہہ قصہ طے ہوچکا تو بادشاہ نے اپنے بھائی سے ملنا چاہا
چنانچہ وہ وہاں پہونچا اور رنتھنبور کا دوبارہ محاصرا کیا مگر جد و جہد
اُسکی فتح کے لیئے کافی وافی نہوئی اسی عرصہ میں یہہ پرچہ لگا کہ
دو بھتیجے اُسکے بدایوں میں باغی ہوگئے مگر اُسنے اُنکی بغاوت کو ایسا
کچھہ بڑا نہ سمجھا کہ وہ آپ اُسکا قصد کرے چنانچہ اُس نے اپنے افسروں
کے ذریعہ سے اُنکو پست پا کیا اور جوں ہی کہ وہ باغی بھتیجے حاضر
کیئے گئے تو پہلے اُنکی آنکھیں نکلوائی گئیں اور بعد اُسکے جان سے مارے گئے
باوجود اسباب کے کہ ان مفسدوں کو کامیابی حاصل نہوئی مگر پھر بھی
ایک بڑا فساد برپا ہوا بیان اُسکا یہہ ہی کہ حاجی مولا نامی ایک عمدہ
خاندان دلی کے غلام نے یہہ ستم ڈھایا کہ بازاری لوگوں کو کوتوال شہر
سے ناراض پاکر ایک گروہ اکٹھا کیا اور کوتوال کو جان سے مارا اور تمام
لوگوں میں یہہ بات اوڑائی کہ بادشاہ کا حکم اُسکے قتل کے مقدمہ میں
خاص میرے نام پر صادر ہوا غرضکہ رفتہ رفتہ شہر پر قبض و تصرف کرنا
شروع کیا چنانچہ قیدیوں کو قید سے چھوڑا اور بادشاہی خزانہ اور ہتیار
اپنے رفیقونکو دےلیکو برابرکیئے اورایک شاہزادہ کو تختپر بٹھایا مگر یہہ

آشوب ایک افسر کی حسن تدبیر سے فرو هوا یعني وه سردار ایک حکمت سے کسیقدر فوج سمیت دلي میں داخل هوگیا اور مفسدوں کو تتر بتر کیا یہاں تک کہ حاجي مولا اور نئے بادشاہ کو گردن مارا بعد اُسکے بہت سے لوگ بادشاہ کے حکم سے مارے گئے اور حاجي مولا کي بدولت اُسکے آقا کے گھرانے کي اینٹ سے اینٹ بجائي گئي اور بیگناہ قتل هوئے *

غرض کہ سنہ ۱۳۰۰ ع مطابق سنہ ۷۰۰ هجري میں رنتھنبور ایک برس کے محاصرے پر فتح هوا اور تمام محصور اور راجہ اپنے خاندان سمیت قتل هوئے بعد اُسکے سنہ ۱۳۰۳ع مطابق سنہ ۷۰۳ هجري میں خود علاوالدین اپنے زور و بل پر چتورگدہ پر چڑہ گیا جو میواڑ میں بڑا مشہور قلعہ اور سیسودیا راجپوتوں کي بڑي ریاستگاہ هی چنانچہ اُسکو توڑا پھوڑا اور راجہ کو پکڑا جکڑا اور اپنے بڑے بیٹے کو وهاں کا حاکم مقرر کیا مگر دوسرے برس وہ راجہ قید سے بھاگا اور بھاگ کر اُس نے ایسا شور مچایا کہ علاوالدین نے بہت سوچ بچار کر وہ قلعہ راجہ مالدیو کو حوالہ کیا جو بیان فرشتہ کے بموجب بھگوڑے راجہ کا بھتیجا تھا مگر راجپوت لوگ اُسکو دوسرے خاندان کا بتاتے تھے چنانچہ مالدیو علاوالدین کي اخیر سلطنت کے قریب تک دلي کا باج گزار رها مگر بعد اُسکے همیر دیو † پہلے راجہ کے بیٹے نے اُسکو قلعہ سے خارج کیا *

مغلوں کے دھاووں کا بیان

جب کہ مغلوں نے دلي پر پھر نیا دھاوا کیا تو علاوالدین کو مہمات مذکورہ بالا کا چھوڑنا پڑا اور اس لیئے کہ فوج اُسکي جابجا متفرق هونے سے بہت تھوڑي رهگئي تھي تو وہ دلي میں ایسي طرح پہنچا کہ غنیم کا مقابلہ سرمیدان نکرسکا اور کام ناکام مورچہ بندي پر مجبور هوا *

مگر جو کہ مغلوں کے پاس ایسا ساز و سامان نتھا کہ ایک عرصہ دراز تک دلي کا محاصرہ کرتے تو وہ پچھلے پانوں لوٹ گئے اور کسیکي

† اس خاندان کي اولاد میں اودےپور کا راجہ هی جو حال کے راجپوت راجاؤں میں اول درجہ کا راجہ هی

نکسیر بھي نہ پھوتي اور اس بڑي بلا کے ٹل جانے کو اُس هیبت حق سے نسبت کیا جو نظام‌الدین اُس وقت کے بڑے اولیا کي دعا سے مغلوں کے داوں پر مسلط و غالب هوئي تھي *

بعد اُسکے سنہ ۱۳۰۴ اور سنہ ۱۳۰۵ ع مطابق سنہ ۷۰۴ اور سنہ ۷۰۵ هجري میں مغلوں کے اور تین دھاوے هوئے منجملہ اُنکے ایک حملہ والے شمال پنجاب کي راہ سے روهیلکھنڈ میں داخل هوئے تھے *

اِن حملوں میں جو مغل پکڑے جاتے تھے تو سردار اُنکے هاتھي کے پانوں میں ڈالے جاتے تھے اور باقي سپاهي بري طرح سے قتل هوتے تھے † *

بعد ان تین حملوں کے بہت دنوں تک مغلوں نے سر نہ اُٹھایا اور دلي اُنکے حملوں سے محفوظ رهي *

دکن کي مہمات کا بیان

جب سے کہ علاوالدین تخت پر بیٹھا اور دن رات مہموں میں مصروف رهتا تھا توالتفات اُسکا دکن کیجانب مائل نرها تھا مگر باوصف اسکے اُس مقام کو نہ بھولا تھا جہاں اُسنے ابتداے شباب میں بڑے بڑے کارنمایاں کیئے تھے اور جب کہ سنہ ۱۳۰۳ ع مطابق سنہ ۷۰۳ هجري میں چتور گڑہ پر اُس نے چڑھائي کي تھي تو ایک فوج اپني مار دھاڑ کے لیئے بنگال کي راہ سے مقام ورنگل دارالسلطنت تلنگ پر دھاوا کرنیکو بھیجي تھي جو دریاے گوداوري کے جنوب میں واقع هی اور آپ اُس نے دیو گڑہ کے راجہ کو دبانا چاها جسنے باج گذاري موقوف کي تھي چنانچہ ایک بڑي فوج اُس نے اکٹھي کي اور ملک کافور کو سپہ سالار اُسکا بنایا یہہ کافور ایک خواجہ سرا تھا جو خلیج کم بوجا کے کسي سوداگر کا غلام تھا اور فتح گجرات کے وقتوں میں بجبر و اکراہ اُسکو اُسکے مولا کے هاتوں سے چھینا جھپتا تھا چنانچہ جب وہ بادشاہ کے سامنے آیا تو بادشاہ کے جي کو بھایا اور ایسا اُسکي آنکھوں میں کھپ گیا کہ اُسکي بدولت بڑے بڑے

† فرشتہ والے نے بیان کیا هی کہ ایک جگہہ نو هزار مغل مارے گئے

مرتبوں کو پہونچا اور جوں ہي کہ خواجہ سوائي کي حالت سے ايسي
عمدہ حالت پر پہونچا تو بڑے بڑے افسروں کي آنکھوں میں کھٹکنے لگا
غرض کہ سنہ ۱۳۰۶ ع مطابق سنہ ۷۰۶ ھجري میں کافور مالوہ میں سے
گذرا اور سلطان پور واقع خانديس کي راہ سے ديوگڑہ پر پہنچا اور محاصرہ
سے پہلے پہلے مرہٹوں کے ملک کو تاخت تاراج کیا یہاں تک کہ مالديو
کے دل پر ایسا کچھہ رعب اُسکا بیٹھا کہ مقابلہ نکرسکا اور بے تحاشا کافور
کے پاس چلا آیا اور دلي جانیکا اقرار کیا چنانچہ ہمراہ اُسکے دلي میں
داخل ہوا اور علاوالدين بھي اُس سے ایسا پیش آیا کہ بڑي عزت لیکر
واپس گیا اور بعد اُسکے ہمیشہ مسلمانوں کا مطیع و محکوم رہا اس مہم
کے زمانہ میں ایک ایسي بات وقوع میں آئي کہ وہ کہنے سننے اور لکھنے
پڑھنے کے شایان و سزاوار ہی بیان اُسکا یہہ ہی کہ الغ خاں حاکم گجرات
کو یہہ تاکیدي حکم تھا کہ وہ فوج اپني لیکر کافور کا مدد و معاون ہووے
اور کمال شتابي سے ديوگڑہ پر پہنچے حسب اتفاق اُسکے راہ میں بگلانہ
کي گڑھي پڑتي تھي جہاں گجرات کا راجہ جان بچاے پڑا تھا جوں ہي
کہ یہہ خبر کولاديبي کو پہونچي جو والي گجرات کي کبھي بي بي تھي
اور گجرات کي فتح میں پکڑي گئي تھي اور علاوالدين کے محلوں میں
داخل ہوئي تھي اور خوبصورتي اور پاک سیرتي کي بدولت بادشاہ
کي جي جان تھي تو اُسنے بادشاہ کي منت خوشامد کرکے یہہ
درخواست اپني پیش کي کہ حضور کي بدولت میري بیٹي ديولديبي
جو میرے آنکھوں کي جوت اور کلیجے کي ٹھنڈک ہی اور بھگوڑے راجہ
کے ہاتھوں میں پڑي پھرتي ہی لونڈي تک پہونچے چنانچہ بادشاہ نے
الغ خاں کو کمال تاکید سے لکھا کہ ديولديبي کے بہم پہونچانے میں جي
جان سے کوشش کرے غرض کہ الغ خاں نے ديولديبي کے لالچ سے وہ معقول
شرطیں پیش کیں جو راجہ کے حق میں نہایت مفید اور نافع تھیں اور
طرح طرح سے ديولديبي کے حوالہ کرنے میں ترغیب و تحریص اُسکو دیتا رہا

مگر جبکہ راجہ نے بات اُسکی نمانی تو الغ خاں نے اُسپر چڑھائیکی
یہہ دیولدیبی وہ رانی تھی جسکا رام دیو کا بیٹا مدت سے خواستگار تھا اور
کمال آرزو رکھتاتھا مگر دیولدیبی کا باپ اُسکی درخواست اس لیئے قبول نکرتا
تھا کہ اگرچہ رام دیو اپنی قدر و منزلت میں بڑا معزز تھا مگر ذات کا
مرھٹا تھا چنانچہ وہ اِسکو ننگ و عار اپنی سمجھتا تھا کہ راجپوت کی بیٹی
مرھٹے کو بیاھی جاوے مگر کام ناکام اس اڑے وقت میں راضی ھوا اور
تھوڑی فوج کے ساتھہ اُسکو دیوگڑہ کو روانہ کیا بعد اُسکے جب وہ باپ سے
علحدہ ھوئی تو الغ خاں نے اُسکے باپ کو شکستیں دیکر اُسکی فوج کو
پریشان کیا مگر جب کہ الغ خاں کو یہہ امر دریافت ھوا کہ دیولدیبی
قابو سے نکل گئی تو راجہ کے شکست کھانے سے چنداں راضی نہوا اور
کولادیبی کے رعب داب اور بادشاہ کے ملال و عتاب کا اندیشہ کرکے تمام التفات
اپنا اُس کام کے پورے کرنے پر مائل کیا جو کولادیبی اور بادشاہ کے دلونمیں
دلنشین تھا مگر جد و جہد اُسکی ضایع گئی اور مطلب پورا نہوا یہانتک
کہ دیو گڑہ ایکمنزل رھگیا اور دیولدیبی کا کچھہ پتا نملگا اسی عرصہ میں
کچھہ لوگ اُسکی فوج کے ایلورہ کے غاروں کو دیکھتے بھالتے پھرتے تھے کہ
دیولدیبی کے ھمراھیوں سے وھاں دو چار ھوئے اور جاں بچانے کی ضرورت
سے بمقابلہ پیش آئے چنانچہ اُنھوں نے دیولدیبی کے ھمراھیوں کو مارکر
بھگایا اور پہلے اس سے کہ دولت غیر مترقبہ کے حصول پر آگاھی حاصل
ھووے دیولدیبی پر قبضہ کیا غرض کہ الغخاں اِس بڑی غنیمت سے نہایت
ھشاش بشاش ھوا اور اُس بھاری رقم کو ساتھہ اپنے لیکر بادشاہ کی ملازمت
کا ارادہ کیا چنانچہ بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ھوا اور جبکہ دیولدیبی
دولت خانہ میں داخل ھوئی تو بادشاہ کا بیٹا خضر خاں یک لخت
اُسپر مائل ھوا اور ایسا شیفتہ فریفتہ ھوگیا کہ تھوڑے دنوں بعد اُسکی
شادی اُسیکے ساتھہ ھوگئی اور عشق و محبت کی نوبت یہاں تک
پہونچی کہ امیر خسرو دھلوی نے ایک مثنوی اُنکے عشق و محبت

میں تصنیف کی جو نہایت مشہور و معروف ھی *

یہہ داستان اس لیئے بیان کے قابل ھی کہ اُسکے دیکھنے سنے سے یہہ بات واضح ھوجاتی ھی کہ اُس زمانہ سے ھندو مسلمانوں میں میل جول ھونے لگا تھا اور ایلورہ کے غاروں کا حال بھی اُس سے منکشف ھوتا ھی جو سعی و محنت کی رو سے مصر کے میناروں کی برابر سمجھے گئی ھیں مگر حقیقت یہہ ھی کہ فن و صنعت میں اُن میناروں سے فایق ھیں *

اس مہم کے زمانہ میں جو کافور کی سعی وکوشش سے پوری ھوئی خود بادشاہ نے جہالور اور سیوانہ کو فتح کیا جو مارواڑ میں گجرات کے شمال میں آباد شہر ھیں *

مہم تلنگ کی نا کامی کا بیان

فرشتہ والا بیان کرتا ھی کہ جب سنہ ۱۳۰۹ع مطابق سنہ ۷۰۹ھجری میں کافور واپس آیا تو مہم تلنگ کی ناکامی کی خبر بادشاہ کو پہونچی مگر وہ پہلے ھی ایسی بڑی چال چلا تھا کہ اس مہم کے سر کرنے کو فوج بنگال سے ایسی راہ سے بھیجی تھی جس راہ سے کوئی نگیا تھا اورعلاوہ اُسکے اُسکی روانگی کےلیئے اڑیسہ کے راجہ نے بھی بہت منت سماجت کی تھی جو ھمسایہ کی زور قوت کو دیکھہ دیکھہ اپنے جی جی میں جلتا تھا † مگر یہہ بیان نہیں کیا گیا کہ یہہ مہم کس باعث سے اوچھی پڑی اور کیا سبب پیش آیا کہ اتنے دنوں تک قایم رھی بعد اُسکے جان و مال کا نقصان پورا کرناچاھا اور پورے کرنے کے لیئے کافور کو روانہ کیا چنانچہ کافور دیو گڑہ کی راہ سے روانہ ھوا اور شمال تلنگ کو تاخت تاراج کیا یہاں تک کہ اُسنے عین میدان میں دشمنوں پر فتح پائی اور کئی مہینے تک ورنگل کے مضبوط قلعہ کو گھیر رکھا اور اخیر کو فتح کیا اور اُسپر قابض ومتصرف ھوا اور راجہ کو بہت سے روپیہ دینے اور ھمیشہ خراج و باج ادا کرنے پر مجبور کیا *

† واسن صاحب کا دیباچہ فہرست مکنزی کا صفحہ ۱۳۲ اور ورنگل کے ملک کا حال پہلے بیان ھوچکا

کرناٹک اور ملیوار سے راس کماري تک فتح هونا

دوسرے برس یعني سنه ۱۳۱۰ ع مطابق ۷۱۰ هجري میں ملک کافور کو کرناٹک کے راجه بلال دیو کے مقابله پر روانه † کیا چنانچه وه دیو گڑه کي راه سے چلتا هوا اور مقام پٹن دریاے گوداوري کے کنارے ڈیرے ڈالے اور بهت بڑي لڑائي لڑکر دهورسمندر کي دارالسلطنت تک پهونچا یهانتک که اُسکو بهي فتح کرکے راجه کو اسیر پنجه بلا کیا اور بلال دیو کے خاندان کو اختتام ‡ پر پهنچایا *

یهه بات دریافت نهیں هوتي که ملک کافور نے بلال دیو کي سلطنت کے مغربي حصه پر بهي حمله کیا یا نهیں کیا مگر یهه بات صاف هی که اُس نے اُسکے مشرقي حصه کو بالکل فتح کیا جس میں معبر اور رامیشور جسکو آدم کا پل بهي کهتےهیں اور لنکا کے سامنے واقع هی شامل تها اور وهاں اُسنے ایک مسجد بنائي جو § فرشته والے کے زمانه تک بهي موجود تهي

---

† هماري کتاب کے چوتهے حصه کے دوسرے باب کو دیکهنا چاهیئے

‡ ولسن صاحب کا دیباچه مجموعه مکنزي صاحب کا صفحه ۱۱۳ دهور سمندر کرناٹک کے بیچا بیچ میں سرنگا پاٹم کے شمال و مشرق سے سو میل کے فاصله پر واقع تها (بکانن صاحب کا سیاحت نامه جلد ۳ صفحه ۳۹۱)

§ برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته کا جلد ۱ صفحه ۳۷۳ معبر یعني کهاٹ اوترنے کا جسکو ملیوار عموماً سمجها گیا هی اور وجهه اُسکي یهه هی که دونوں باتوں میں گونه مشابهت هی علاوه اسکے عرب کے لحاظ سے ملیوار ایسي جگهه واقع هی که وه آنے جانے کا گهاٹ سمجها جاتا هی مگر اس بات میں کچهه شک شبهه نهیں که یهه نام هندوستان کے اُس مغربي کناره کا هی جو رامیشور سے شمال کي طرف پهیلا هوا هی (مارسڈن صاحب کے ترجمه تاریخ مارکو پولو صفحه ۶۲۶ کا حاشیه) ولسن صاحب کے دیباچه مجموعه مکنزي جلد ۱ صفحه ۱۱۱ کے ملاحظه سے دریافت هوتا هی که بلال دیو کي سلطنت میں بوجهه مذکوره بالا معبر بهي شامل تها اور بیس تیس برس چودهویں صدي کے درمیان تک دلي کي سلطنت میں داخل رها اور قریب اُس زمانه کے جب ابن بطوطه لنکا سے اوترکر معبر میں داخل هوا تو اُسکو اُن مسلمانوں کے قبضه میں پایا جنهوں نے تهوڑے عرصه پهلے اُسکو اسطرح حاصل کیا تها که سیدجلال‌الدین حسن مورث اُنکا جو محمد تغلق بادشاه کي رعیت تها بادشاه سے باغي هوگیا تها چنانچه فرشته والے نے بهي اُسکي بغاوت بیان کي هی (برگز صاحب کا

بعد اِس مہم کے کافور دلي کو واپس آیا اور بہت سا خزانہ اپنے ساتھہ لایا † *

نو مسلم مغلوں کے قتل کا بیان

معلوم ہوتا ہی کہ اُسي زمانہ کے قریب اُن مغلوں کو بادشاہ نے اپني ملازمت سےیکقلم موقوف کیا جو نئے مسلمان ہوگئے تھے اگرچہ مغل لوگ اپني اصل طبیعت میں فتنہ خیز اور فساد انگیز تھے مگر بحسب ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ اُنھوں نے کوئي ایسي بیجا حرکت نکي ہوگي کہ بادشاہ نے اُسکے عیوض میں ایسي بري تدبیر تجویز کي کہ وہ ملازمت سے موقوف کیئے گئے غرض کہ جب مغل مایوس ہوئے تو بعض بعض مغلوں نے بادشاہ کے مارڈالنے کا ارادہ کیا اور جب وہ تدبیر پکڑي گئي تو بادشاہ نے تمام مغلوں کے قتل و قمع کا حکم دیا چنانچہ سارے مغل مارے گئے جو فرشتہ والے کے بیان کے موافق پندرہ ہزار آدمي تھے اور خاندان اُنکے لونڈي غلام بنائے گئے *

دیوگڑہ اور مہارشٹرا کي فتح کا بیان

کافور کي پچھلي مہم سے پہلے یا اُسیکے زمانہ میں دیوگڑہ کا راجہ

ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۱ صفحہ ۴۲۳) یہہ بات غالب نہیں کہ کافور نے بلال دیو کے مغربي حصہ کو بھي فتح کیا اس لیئے کہ ولکسن صاحب کي تاریخ میسور سے دریافت ہوتا ہی کہ بلال دیو کے خاندان کا بقیہ مقام تونرز واقع قریب سونگا پاتم میں چلا گیا اور ابن بتوتا نے ملیوار کو جہاں وہ سعبر کو آتے جاتے گذرا هندو راجاوں کے قبض و تصرف میں پایا مگر هونارو مستثنی تھا جسکو ایک مسلمان کے قبضہ میں دیکھا جو ایک هندو راجہ کا مطیع تھا اور علاوالدین کے حملوں سے کئي سو برس پہلے دین اسلام کا ملک ملیوار میں عرب کي بدولت پھیل گیا تھا مگر حیدر نائک کے زمانہ تک جسنے دکن کو فتح کیا تھا زور شور اسلام کا نہوا تھا *

† فرشتہ والے نے بیان کیا کہ ملک کرناٹک میں چاندي کا سکہ اُن دنوں جاري نہیں تھا اور برگز صاحب بیان کرتے هیں کہ یہہ بات ایک عرصہ دراز تک جاري رهي بلکہ عام سکہ وهاں کا پگادا تھا اور ایک چھوٹا سکہ اور تھا جو سونے کي چوني تھي اور اُسکو فنم کہتے تھے ۔

رام دیو مرگیا تھا اور اُسکا بیٹا جانشین اُسکا ہوا تھا مگر بغاوت کا اشتباہ
اُسکی نسبت پہلے سے چلا اتا تھا چنانچہ انجام کو وہ حقیقت میں باغی
ہوگیا اور پیسہ دینا موقوف کیا علاوہ اُسکے چند فساد ایسے ہی ایسے
کرناٹک میں بھی برپا ہوئے چنانچہ کافور اُنکی رفع دفع کے واسطے سنہ
۱۳۱۲ ع مطابق سنہ ۷۱۲ ہجری میں روانہ ہوا غرض کہ اُسنے دیوگڑہ
کے راجہ کو قتل کیا اور تمام مہارشترا اور کرناٹک پر چڑھائی کی اور بعد
اُسکے جن راجاؤں نے خراج دینا قبول کیا ملک اُنکا اُنہیں کے قبض و
تصرف میں چھوڑا اور تمام کار و باروں سے بخوبی فرصت پاکر دلی کو
واپس آیا *

کافور کی سازشوں اور دبدبوں کا بیان

عیاشیوں کی مارمار سے بہت دنوں کے بعد علاوالدین نہایت ناتوان اور
لاغر ہوگیا چنانچہ پہلے زمانہ کی نسبت بیماری کے مارے مزاج اُسکا
ایسا خراب اور وہمی ہوگیا تھا کہ بات کی سہار نرہی تھی اور مانند اُن
لوگوں کی جو کسیکی بات کا اعتبار و یقین نہیں کرتے باگ اُسکی کافور کے
ہاتھہ میں تھی جو نہایت مکار و دغاباز تھا اور جیسا کہ وہ لایق و فایق تھا
ویسا ہی عادتوں کا برا تھا چنانچہ اُس نے رعب داب اپنا اُن لوگوں کی
تخریب و بربادی میں صرف کیا جنکو وہ یہہ سمجھا تھا کہ بادشاہ کے
لطف و عنایت میں میرے حریف ہوجاوینگے اور بعد اُسکے بادشاہ کو
اُسکے جورو بچوں سے برہم کیا اور خاص بی بی کی جانب سے اسلیئے
بھر دیا کہ وہ باپ بیٹوں کے بیچ میں نہ پڑے چنانچہ پہلے پہل اُسنے بادشاہ
کو یہہ بات سوجھائی کہ اُنہوں نے بیماری میں آپکی خبر نلی اور آپکو
نہایت خفیف سمجھا اور بعد اُسکے یہہ کانوں میں پھونکی کہ وہ حضور
کی جان کے خواہاں ہیں مگر معلوم ہوتا ہی کہ علاوالدین اگرچہ سخت
و سنگدل تھا مگر اپنی آل اولاد سے محبت رکھتا تھا کافور کے کہنے پر
تروت پھوٹ نہ پسیجا مگر مرنے سے تھوڑے دنوں پہلے کافور کا جوڑ چل گیا

کہ اُس نے خواوں بڑے بیٹوں کو اُنکی ماں سمیت مقید کرادیا اور اسی زمانہ میں کافور نے الغ خاں حاکم گجرات کے قتل کا حکم حاصل کیا جسکے زور و قوت کا اندیشہ کرتا تھا اور بادشاہ کے مرجانے پر تصرف حکومت کا مانع مزاحم سمجھتا تھا *

گجرات کي بغاوت اور چتور گڑہ کے نکل جانیکا بیان

جب کہ بادشاہ کے مزاج پر کافور ایسا حاوي ہوگیا کہ جو کچھہ وہ کہتا تھا بادشاہ اُسکو بے سمجھے بوجھے مانتا تھا اور علاوہ اسکے کڑے کڑے احکام بھي صادر ہونے لگے تو تمام لوگ ناراض ہوگئے اور ساري قلمرو میں ناراضي پھیل گئي چنانچہ درباري لوگ سخت متنفر ہوئے اور گجرات والے کھلم کھلا باغي ہوگئے اور رانا ہمیر نے چتور گڑہ پر قبضہ کیا اور رامدیو کے داماد ہرپالدیو نے دکن میں بڑا شور مچایا چنانچہ بہت سے مقاموں سے مسلمانوں کو خارج کیا *

علاوالدین کي وفات اور اُسکي ملکي تدبیروں کا بیان

جب کہ یہہ ایسي متوحش خبریں بادشاہ کے کانوں پڑیں تو رنج و الم کے مارے جینے سے دور اور مرنے سے نزدیک ہوگیا سنتے ہیں کہ کافور نے اُسکو زہر دیا اور بہت جلد اختتام پر پہونچایا *

ظالم بادشاہوں کے زور و اقبال کو ایسا اثر ہوتا ہی کہ اگرچہ علاوالدین محض ناخواندہ اور خود کام خود پرست اور ستمگار ناخدا ترس تھا مگر فتوحات اُسکي ایسي بڑي بڑي تھیں کہ بلاد ہندوستان میں کسي بادشاہ والاجاہ کو اب تک نصیب نہیں ہوئیں اور باوصف سخت احکامونکے انتظام اُسکا ایساہي کامیاب ہوا جیسیکہ فتوحات اُسکي کامیاب ہوئیں چنانچہ تمام صوبونمیں امن چین رہا اور دولت کو بڑي ترقي رہي اور وہ ترقي خاص سرکاري عمارتوں اور نیز رعایا کے مکانوں اور عیاشیوں میں ظاہر ہوئي سنا ہی کہ علاوالدین ایسا جاہل تھا کہ تخت نشیني کے بعد اُسنے کچھہ

کچھہ پڑھنا شروع کیا تھا اور باوصف اسکے ایسا مغرور خود پرست تھا کہ
بڑے بڑے تجربہ کار وزیروں کو اپنے خلاف پر بولنے ندیتا تھا اور جو عالم فاضل
اُسکی خدمتمیں حاضر ہوتے تھے تو وہ اسباتکا لحاظ رکھتے تھے کہ اُنکی تحصیل
اُسکی تحصیل سے زیادہ ظاہر ہونے نپاوے اور یہہ غرور اُسکی جوانیکے ساتھہ
نگیا تھا بلکہ بوڑھاپے میں یہہ حال اُسکا ہوگیاتھا کہ جو بول اُسکے منہہ سے
نکلتا تھا وھي بالا رھتا تھا اقبال و دولت کے اغاز میں نبوت کے دعوے اور
نئے دین کي طرح کا ارادہ کیا مگر جب کہ یہہ بات بن نہ پڑي تو سکندر ثاني
کا خطاب آپ کو دیا اور ایک عام جلسہ میں تمام دنیا کي فتح و ظفر
کي تدبیر پر گفتگو پیش کي اُسکي تدبیر مملکت اور اُسکي عہد سلطنت
کي بعضي بعضي عجیب حکایتیں تاریخ میں موجود ھیں چنانچہ
جس زمانہ میں اُسکے قتل پر بہت سي سازشیں باھم ھوئیں اور اُنکے
باعث سے گونہ تشویش بھي اُسکو حاصل ھوئي تو اُسنے اپنے مشیروں کو
جمع کیا اور علاج اُن سازشوں کا چاھا اور اسباب اُنکے دریافت کیئے چنانچہ
مشیروں نے تین سبب تجویز کیئے ایک یہہ کہ پوشیدہ پوشیدہ صحبتیں
ھوتي ھیں جہاں لوگ اپنے اپنے ارادوں کو ایک دوسرے پر چھپ چھپکر
ظاھر کرتے ھیں اور دوسرے یہہ کہ بڑے بڑے امیروں میں واسطہ علاقہ
محبت کا ھی اور خصوص ایسا علاقہ جو رشتہ ناتے سے پیدا ھوتا ھی
اور تیسرے یہہ کہ سارے لوگوں میں جائدادوں کي تقسیم برابر نہیں اور
صوبجات کے حاکم بہت سي دولت جمع کرتے ھیں غرضکہ بادشاہ نے یہہ
تینوں باتیں پسند کیں اور بعد اُسکے یہہ ممانعت جاري کي کہ کوئي آدمي
شراب نہ پینے پاوے اور لکي چھپي مجلسیں نہوا کریں اور درباري امیروں
میں ملکي بحثیں پیش نہ ھوویں غرض کہ نوبت یہاں تک پہونچي کہ
بلا اجازت تحریري وزیر کے ایک دوست ایک دوست کي دعوت نکرسکتا
تھا اور درباري امیروں میں کوئي بیاہ شادي وزیر کي بلا اجازت نہوسکتي
تھي اور ھر کاشتکار کے لیئے زمین اور مویشي اور ھالي کمیروں کي تعداد معین

کی گئی کہ اُس سے زیادہ کوئی اور رکھنے نپاتا تھا اور ایسے هی چرواهوں کے واسطے بھی چرائی اور ریوڑ کی تعداد مقرر هوئی اور عہدوں کی تنخواهوں میں تخفیف عمل میں آئی اور اراضیات کا محصول زیادہ کیا گیا اور نہایت جبر و قہر سے وصول هوا کیا بلکہ اخر کار ایسا حریص هوگیا کہ هندو مسلمانوں کی جائدادیں یکقلم یہاں تک ضبط کیں کہ فقیر امیر سب برابر هوگئی † *

منجملہ اُسکے ملکی تدبیروں کی ایک یہہ تدبیر بھی تھی کہ تمام چیزوں کا نرخ مقرر کیا اور ساری وجہہ اُسکی یہہ تھی کہ اُسکو تنخواہ فوج کی تخفیف منظور هوئی اور یہہ خیال کیا کہ جب تک اوقات بسری بہت تھوڑے خرچ سے نہوگی تب تک تخفیف تنخواہ قرین انصاف نہوگی چنانچہ غلہ اور مویشی اور گھوڑوں غرض کہ تمام چیزوں کی قیمتیں قرار دی ‡ گئیں مگر محنت مزدوری کو مستثنی کیا اور سرکاری غلے خانہ بنائے گئے اور بیگانہ ملکوں سے تمام چیزوں کے لانے پر لوگ آمادہ کیئے گئے اور اسی غرض سے سوداگر لوگوں کو پیشگی روپیہ دیئے گئے اور باهر لیجانے پر سخت ممانعت کی گئی بلکہ تھوک لینے کے لیئے بھی اجازت ندی گئی اور دکانوں کے کھلنے اور بند هونیکے لیئے وقت مقرر هوئے باقی احکامات مذکورہ کی تعمیل اسلیئے بخوبی هوتی رهی کہ روز روز بادشاہ کو پرچی لکتے تھے اور جاسوس اور مخبر جگہہ جگہہ مقرر تھے *

احکامات مذکورہ کے بعد ایک کال ایسا پڑا کہ اُن حکموں کی تعمیل میں جو خاص غلہ سے متعلق تھے اغماض برتا گیا اور باقی احکامات

---

† اس بیان کو جسکے اخیر لفظ تاریخ فرشتہ سے لیئے گئے تاریخ فرشتہ کے اُس بیان سے کہ تمام ملک آباد اور شاد اور دولتمند تھا موافق کرنا بہت دشوار هی مگر غالب یہہ هی کہ یہہ خراب حال اُسکی آخر سلطنت سے متعلق هی

‡ تاریخ فرشتہ میں اشیاء مذکورہ کی قیمتوں کے نقشہ مندرج هیں اور جو سکے کہ اسمیں مرقوم هیں اگر اُنکی قیمت دریافت هوجاوے تو نہایت دلچسپ هیں

اُسکے اگرچه دوسرے بادشاه تک جاري سارے رهے مگر جب که وه بادشاه انکي طرف سے ٹهنڈا پڑا تو وه پورے پورے قایم نرهے *

علاوالدین کا یهه مقوله تها که دین و مذهب کو حکم راني سے کچهه واسطه علاقه نهیں بلکه وه گهر کي باتیں اور دل بهلانے کے چوچلے هیں اور دوسرا قول اُسکا یهه تها که ایک دانا بادشاه کي مرضي ایسے گروهوں کي راے سے بهتر هے جو آپس میں موافق و متفق هوویں *

یهه بادشاه ۱۹ دسمبر سنه ۱۳۱۶ع مطابق ششم شوال سنه ۷۱۶ هجري میں بیس برس بادشاهت کرکے جهان فاني کو چهوڑ گیا *

مبارک شاه خلجي کي سلطنت کا بیان

جب که علاوالدین مرگیا تو کافور نے ایک جهوٹا یعني جعلي نوشته اُسکا پیش کیا مضمون اُسکا یهه تها که اُسنے شهاب‌الدین اپنے چهوٹے بیٹے کو بسر پرستي کافور اپنا ولیعهد قرار دیا غرض که کافور نے اس بهانه سے سلطنت پر قبضه کیا اور خضر خاں اور شادي خاں بادشاه کے نورچشموں کو اندها کرایا اور مبارک شاه تیسري بیٹی کے قتل کا اراده کیا چنانچه اُسنے چند آدمي اُسکے فکر میں بهیجے مگر مبارک شاه نے اُن لوگوں کو کچهه لی دیکر راضي کیا اور جوں توں کرکے جان اپني بچائي اور پهلے اس سے که کافور کو کسي اور تدبیر کي فرصت هاتهه آوے بادشاهي پهره والوں نے اُسکو قتل کیا *

بعد اُسکے مبارک شاه کو فی‌الفور حکومت هي نصیب هوئي اور دو مهینے تک چپ چاپ بیٹها رها مگر بعد اُسکے چهوٹے بهائي شیرخوار کو اندها کیا اور ایک پهاڑي قلعه میں عمر بهر مقید رکها اور ۲۲ مارچ سنه ۱۳۱۷ع مطابق ۷ محرم سنه ۷۱۷ هجري میں بادشاه بن بیٹها *

جب که کام اُسکا ٹهیک ٹهاک هوگیا تو اُن دونوں افسروں کو قتل کیا جنکي بدولت تخت نشین هوا تها اور بعد اُسکے بادشاهي پهره کو قایم رکها اور بهت سے اپنے غلاموں کو بڑے بڑے عهدوں پر معزز و ممتاز کیا

یہاں تک کہ ایک ایسے غلام کو جو هندو سے مسلمان هوگیا تھا خسرو خاں کا خطاب اور وزارت کا قلمدان عنایت فرمایا غرض کہ اُسکے پہلے هي کوتکوں سے یہہ بات ٹپکتي تھي کہ اُسکي سلطنت بہت بڑي کھوٹي هوگي اور اُسکے عہد دولت میں خونریزیوں کے زور شور اور عیاشیوں کے جوش و خروش هونگے *

مگر بقول اُسکے کہ مصرعہ* عیب مے جملہ بگفتي هنرش نیز بگو* بعض بعض کام اُسکے اچھے بھي تھے چنانچہ جب وہ تخت پر بیٹھا تو اُسنے تمام اسیروں کو رهائي دي جو سترہ هزار آدمیوں کے قریب قریب تھے اگرچہ یہہ کام اُسکا دور اندیشي سے خیلی بعید تھا مگر علاوالدین اُسکے باپ کي سلطنت کے حسابوں وہ نہایت عمدہ سمجھا گیا علاوہ اُسکے وہ جاگیریں بحال کیں جو پہلے ضبطي میں آئي تھیں اور تمام کڑے کڑے محصول موقوف کیئے اور اُن قیدوں کو یک لخت اُٹھا دیا جو علاوالدین کے وقت میں اصناف تجارت پر لگائي گئیں تھیں *

آغاز سلطنت میں ایسے جنگي کام بھي کیئے جو تھوڑے بہت تعریف کے قابل هیں چنانچہ اُس نے گجرات پر فوج اپني روانہ کي اور سنہ ۱۳۱۸ ع مطابق سنہ ۷۱۸ هجري میں آپ بذات خود دکن پر چڑھا اور رام دیو کے داماد هرپال دیو کو گرفتار کیا اور نہایت بیرحمي سے کھال اُسکي جیتے جي نکلوائي مگر بعد اُسکے جب لوگوں کو امن امان دیکر دلي کو واپس آیا تو بہت بڑي عیاشي میں مبتلا هوا چنانچہ رنڈیوں کے کپڑے پہنکر امیروں کے گھر ناچنے گانے جاتا تھا اور همیشہ نشہ میں چور اور بدشرابي سے مخمور رهتا تھا اور اس بات سے نہایت خوش هوتا تھا کہ وہ اپني برائیاں لوگوں کو دکھائے اور اسي نظر سے ایسے بادشاہ کے وقتوں میں یہہ بات اچنبھي کي نهیں کہ سازشوں کے بازار گرم اور شور فسادوں کے هنگامے برپا رهیں اور فساد کے بعد بڑي بڑي تکلیفیں اور بري بري صورتیں پیش آویں اور بہت سے لوگ گردن مارے جاویں *

خسرو خاں کے رعب داب اور بادشاہ کے قتل کا بیان

جب کہ بادشاہ اپنے تیلوں دکن پر چڑھا تھا تو اُسنے اپنے پیارے خسرو خاں کو ملیبار پر بھیجا تھا چنانچہ اُسنے ایک برس دن میں اُسکو فتح کیا اور بہت سی غنیمت دلي کو لایا بعد اُسکے تمام سلطنت کا کار و بار اُسکو تفویض ہوا اور لوگوں کي جان و مال اُسکے قبض و تصرف میں آئي یہاں تک کہ سنہ ۱۳۱۹ع مطابق سنہ ۷۱۹ ہجري میں بعض بعض امیروں کو قتل کیا اور باقیوں پر ایسا رعب اپنا بیٹھایا کہ اُن بیچاروں نے دربار سے الگ ہونے کو غنیمت سمجھا اور بادشاہ کو خسرو خاں کے فند و فریب پر چھوڑا چنانچہ جب اُسنے میدان خالي پایا تو اُسکو یہہ موقع ہاتھہ آیا کہ بادشاہ کو اپنے اوردوں کے ہاتھوں میں محصور کیا اور تمام دارالسلطنت میں اپنے ہندو بھائي بند بھردیئے یہاں تک کہ جب کام اُسکا پکا ہوگیا تو مارچ سنہ ۱۳۲۱ع مطابق ربیع الاول سنہ ۷۲۱ ہجري میں اپنے دیوانہ آقا کو قتل کیا اور ادہر اودہر سے نچنت ہوکر تخت سلطنت پر جا بیٹھا بعد اُسکے علاءالدین کے خاندان کا نام و نشان باقي نچھوڑا اور دیولدئي کو اپنے تصرف میں لایا غرض کہ جو کام اُسنے کیئے ایسے ہي ڈھنگوں پر کیئے مگر باوجود اس بدنامي اور بدکرداري کے بہت سے دوست اُسنے پیدا کئے اور اپنے کام کو مضبوط و مستحکم کیا چنانچہ اُسنے یہي کام نکیا کہ وہ صرف اپنے بھائي بندوں ہي کو بڑے بڑے عہدوں پر معزز و ممتاز کرے بلکہ پرانے خاندانیوں کو بھي عمدہ عمدہ عہدوں پر معین کرکے اُنکو راضي رضا کرنا چاہا چنانچہ ان لوگوں کے زمرہ میں غازي خاں تغلق حاکم پنجاب کا بیٹا جونا خاں بھي داخل تھا اور وجہہ خاص اسکي یہہ تھي کہ غازي خاں کي شہرت اور رعب داب کے باعث سے راضي کرنا جونا خاں کا نہایت مناسب سمجھا تھا مگر خسرو خاں کي یہہ تدبیر راس نہ آئي اور بات اُسکي پوري نہ پڑي اسلیئے کہ جونا خاں دربار سے چلا گیا اور غازي خاں کھلم کھلا باغي ہوگیا

اور جو بہادر فوج اُسکي پنجاب کي سرحد پر پڑي تهي اُسکو ساتهہ اپنے
لیکر دلي پر حملہ کیا غرض کہ خسرو خاں کي ٹوٹي پهوٹي فوج پر فتح
پائي جسکے سردار ازمودہ کار نہ تهے چنانچہ بائیسویں اگست سنہ ۱۳۲۱ع
مطابق تیسویں رجب سنہ ۷۲۱ هجري میں غاصب کو جرم غصب کا
تدارک دیا اور اُسکي جان و مال کا قصہ پاک کرکے تمام لوگوں کو بہت
راضي کیا اور جب کہ وہ خاص دلي میں داخل هوا تو اُسنے پکار کر
صاف صاف کہا کہ اس لڑائي بهڑائي سے صرف یہي مقصود تها کہ ظالم
کا قبض و تصرف اوٹهے باقي تخت موجود هی جو کوئی شاهي خاندان
کا بچا کهچا رها هو تخت اُسکو مبارک هو مجهکو تخت سے واسطہ علاقہ
نهیں مگر جو کہ خاندان خلجي کا نام و نشان باقي نرها تها تو لوگوں کے
کہنے سنے سے تخت سلطنت پر بیٹها اور غیاث‌الدین تغلق کے خطاب
سے پکارا گیا *

تیسرا باب

تغلق اور سادات اور لودهیوں کے خاندانوں کے بیان میں

خاندان تغلق کا بیان

غیاث‌الدین تغلق کا بیان

غیاث‌الدین تغلق کي اصل و حقیقت یہہ هی کہ باپ اُسکا
غیاث‌الدین بلبن کا ایک ترکي غلام اور ماں اُسکي ایک هندي عورت
تهي *

تلنگان کي فتح کا بیان

واضح هو کہ جیسي اُسکي تخت نشیني الزام و تہمت کے داغوں سے
مبرا و مبرا تهي ویسے هي اُسکي سلطنت بهي عار و بدنامي کے دهبوں

سے پاک و صاف تھي چنانچہ اُسنے شروع سلطنت هي میں تمام قلمرو کے
امن و امان کو بحال کیا اور مغلوں کي لاگ ڈانٹ کے لیئے سرحدوں کو
نہایت مضبوط و مستقل بنایا اور بعد اُسکے اپنے بیتے جونا خان کو امورات
دکن کي اصلاح و درستي کے واسطے روانہ کیا جو نہایت خراب اور خستہ
هو رهے تھے چنانچہ جونا خان ورنگل تک کامیاب هوا مگر ورنگل کے
قلعہ پر قبضہ نکرسکا یعني اغاز برسات تک محاصرہ قایم رها اور لشکر کے
لوگ بیمار هوگئے اور آسپر یہہ طرہ هوا کہ کچھہ تو مصیبتوں کے اُتھانے سے
شکستہ خاطر هو رهے تھے دلي کے هنگامہ اور بادشاہ کي سناوني سے جو
بدخواهوں کي جوزبازي سے مشہور هوگئي تھي نہایت خراب و پریشان
هوگئے یہاں تک کہ اُسکي فوج کے بڑے بڑے سردار اپني اپني ٹولیوں کو لیکر
ادهر اودهر چلے گئے اور جب کہ خود شاهزادے نے چلنے پر کمر باندهي تو
هندوؤں نے تعاقب کیا چنانچہ اُسکے بہت سے لوگوں کو دولت‌آباد کے پاس
پروس میں تھکانے لگایا غرض کہ جب وہ دلي میں داخل هوا تو کل تین
آدمیوں کي بهیر بهاڑ اُسکے ساتھہ تھي اور جو ناتجربہ کاري اور خودرائي
جونان خان سے خاص اُسکي سلطنت میں ظاهر هوئي اس ناکامي
کو خاص اُس سے نسبت نکرنا دشوار معلوم هوتا هی مگر جبکہ وہ
دوبارہ اُسپر چڑهکر گیا تو پہلے کي نسبت بہت زیادہ کامیاب هوا چنانچہ
سنہ ۱۳۲۳ع مطابق سنہ ۷۲۳ هجري میں بدر کو فتح کیا جو بڑي شان
و شوکت کا شہر تھا اور بعد اُسکے ورنگل کا قلعہ توڑا اور راجا کو پکڑ کر دلي
کو لایا مگر تھوڑے دنوں بعد اُسکي رهائي هوئي اور وہ اپنے راج پر دوبارہ
قایم هوا بعد اُسکے خود بادشاہ بنگالہ پر چڑها جہاں کیقباد بادشاہ کا باپ
بغرا خان حاکم تھا اور اُسکي حکومت پر چالیس برس گذرے تھے مگر
قبضہ اُسکا بحال رکھا گیا سبحان‌اللہ کیا شان کبریائي هی کہ خاص اولاد
اپنے باپ کے خانہ‌زاد غلام سے بادشاهي کلغي طرہ کي اجازت حاصل
کرے *

بعد اُسکے سنارگنگ یعني ڈھاکہ † کے کئي فسادوں کا تصفیہ کیا معلوم هوتا هی کہ اُن دنوں یہہ صوبہ بنگالہ میں داخل نتها اور جب کہ وہ اُدھر سے واپس آتا تھا تو راہ میں اُسنے ترهت کو فتح کیا جو پہلے وقتوں میں متھیلا کہلاتا تھا اور وهاں کے راجہ کو پکڑکر همراہ اپنے لایا یہہ کل کام اُس سے سنہ ۱۳۲۴ لغایت سنہ ۱۳۲۵ع مطابق سنہ ۷۲۴ لغایت سنہ ۷۲۵ هجري میں ظہور میں آئے *

بادشاہ کي وفات کا بیان

جب کہ بادشاہ دلي کے قریب آیا تو اُسکے بیٹے جونا خاں نے بڑي شان و شوکت سے استقبال اُسکا کیا اور ایک چوبین خیمہ میں اُسکو اُتارا جو حصول ملازمت کے لیئے تیار کرایا گیا تھا اور هنوز تکلفات رسمیہ سے پوري پوري فراغت حاصل هوئي تهي کہ وہ خیمہ بادشاہ پر گر پڑا اور بادشاہ اپنے پانچ رفیقوں سمیت دبکر مرگیا ماہ فروري سنہ ۱۳۲۵ع مطابق ربیع الاول سنہ ۷۲۵ هجري میں یہہ حادثہ واقع هوا اگرچہ یہہ غریب واقعہ اتفاقاً واقع هوا هو مگر ایسي اتہو کي عمارت کے بنانے اور بڑے بیٹے کے اُسوقت میں شریک و شامل نہ هونے اور چھوٹے بیٹے کے شریک آفت هونے سے جو بادشاہ کا بڑا لاڈلا پیارا تھا جونا خاں کي نسبت بڑا شبہہ هوا جسکے حق میں وقوع اس واقع کا کچھہ بہت مفید نہوا ‡ *

تغلق آباد کا وہ قلعہ جو استحکام و متانت اور عمارت کي شان و شوکت کي رو سے شہرہ آنام اور مشہور خواص و عوام هی اسي غیاث الدین تغلق کا کارنمایاں هی *

محمد تغلق کي سلطنت کا بیان

اُسکي عادتوں کا بیان

جب کہ غیاث الدین تغلق نے جہان فاني کو چھوڑ کر جہان باقي

---

† هملٹن صاحب کي تاریخ هندوستان جلد ایک صفحہ ۱۸۷

‡ ابن بتوتہ کي تاریخ کا صفحہ ۱۳۰ دیکھنا چاهیئے

کا رستہ لیا تو سنہ ۱۳۲۵ع مطابق سنہ ۷۲۵ هجري میں جونا خاں اُسکا بڑا بیٹا ایسے جاہ و جلال اور ایسي شان و شوکت سے تخت نشین ہوا کہ وہ صورت کسي تخت نشین کو نصیب نہوئي چنانچہ سلطان محمد تغلق کے خطاب سے شہرت پائي اور اپنے رفیقوں اور عالم فاضلوں کو ایسي ایسي بخششیں عنایت کیں اور ایسے ایسے وظیفے مقرر کیئے کہ پہلے کسي بادشاہ نے ویسے مقرر نکیئے تھے *

اُسنے طرح طرح کي فیاضي اور دریا دلي سے شفا خانہ بنائے اور محتاج خانے جاري کیئے اور تمام قلمرو کے عالم فاضلوں سے ایسے ایسے سلوک برتے کہ اُسکي مناقب اور محامد کے چرچے جگہہ جگہہ ہونے لگے *

تمام لوگ اسبات پر متفق ہیں کہ بادشاہ اپنے وقتوں میں نہایت قابل اور بغایت خوش بیان تھا یہانتک کہ بعد اُسکي سلطنت کے بھي اُسکي عربي فارسي تحریروں کي خوبي بیان کیجاتي تھي اور قوت حافظہ اُسکي ایسي عمدہ تھي کہ ویسي قوت ہزاروں لاکھوں میں نہیں ہوتي علاوہ فن طبابت اور علم منطق کے ریاضیات اور طبعیات سے بھي شوق ذوق رکھتا تھا اور بڑي بیماریوں کي علامات قایم کرنیکے واسطے بیماروں کا ملاحظہ کرتا تھا باقي روزہ نماز کا پابند اور مے نوشي سے نہایت محترز تھا ذاتي کاموں میں اپنے دین و ملت کے اُصول قاعدوں کي مراعات و محافظت کو مقدم جانتا تھا اور باوصف ان باتوں کے میدان جنگ میں بھي کمال شجاعت اور نہایت جلادت کے ساتھہ اطراف و اکناف عالم میں مشہور و معروف تھا غرضکہ تمام لوگ اُس بادشاہ کو منجملہ نوادر زمانہ کے شمار کرتے تھے اور حقیقت یہہ تھي کہ اُنکي سمجھہ بھي بجا تھي مگر یہہ کمالات اُسکے اس لیئے محض بیفائدہ تھے کہ باوصف ان کمالوں کے سمجھہ بوجھہ اُسکي پوري پوري نہ تھي یہاں تک کہ اگر یہہ بات بھي ماني جاوے کہ اُسکو حکم و حکومت اور مال و دولت کا نشہ

تھا تو اب بھي ایکطرح کے جنون کا شبہہ باقي رھتا ھی چنانچہ تمام عمر
اُسکي خیالي تدبیروں میں گذري اور جن جن ذریعوں سے اُن تدبیروں کا
راس لانا چاھا وہ ذریعہ بھي عقل سلیم کے خلاف تھے چنانچہ اُن تدبیروں
کے راس لانے میں رعایا کي تکلیفوں اور نقصانوں کي کچھہ پروا نکي
یہاں تک کہ انکي بدولت ایسے برے برے نتیجے حاصل ہوئے کہ کسي
بادشاہ کے زمانہ میں ویسے ظہور میں نہ آئے تھے *

پہلے پہل ایک ایسا کام اُس نے کیا کہ اُسکے عیبوں یا ھنروں کي روسے
ھرگز متوقع نتھا یعني جبکہ مغلوں کي فوج ایک بڑے مشہور سردار
تیمورشیں‌خان نامي کے ساتھہ‌آکر بلاد پنجاب میں پھیل پڑي‌تو اُسنے بہت
سا روپیہ دیکر اُس بلا کو سر سے ٹالا اور نچنت ھوکر بیٹھا اور یہہ تدبیر
جو پہلے پہل ھندوستان میں برتي گئي کچھہ ایسي راس آئي کہ مغلوں
کے لوبھي لالچي ھونے سے یہہ قوي اُمید نھي کہ وہ لالچ کے مارے پھر
دوبارہ دھاوا نکرینگے مگر بعد اُسکے کوئي حملہ اُنکا وقوع میں نہ آیا *

علاوہ اُسکے وہ دوسري تدبیر اُسکي جو اُسکے خوے و خصلت کے
خلاف اور بجاے خود نہایت معقول اور بغایت راست درست تھي یہہ
تھي کہ اُسنے تمام دکن کو مطیع و محکوم اپنا بنایا اور اپنے قلمرو کے
دور دراز صوبوں میں ایسا انتظام اپنا بیٹھایا جیسا کہ حوالي دارالسلطنت
کے پرگنوں میں بیٹھا تھا *

بادشاہ کي نامعقول تدبیروں کا بیان

بعد اُسکے وہ ایسے کاموں میں پڑا جو اُسکے اصل و طبیعت کے شایان
و مناسب تھے چنانچہ پہلے اُس نے ایران کا ارادہ کیا اور بقول فرشتہ والے
کے تین لاکھہ ستر ھزار سوار اکٹھے کیئے مگر انجام اُسکا یہہ ھوا کہ فوج اُسکے
خزانہ کو کھا پي گئي اور جب تنخواہ کي کوڑي وصول نہوئي تو لوٹ
مار اُس نے شروع کي یہاں تک کہ پریشان ھوکر ادھر اودھر چلي گئي *

دوسري بار اُسنے يهه اراده کيا که چين کو فتح کرے اور اپنے خزانوں کو وهاں کے مال و دولت سے بهرے چنانچه ايک لاکهه آدمي کوه همالیه کي راه سے روانه کیئے مگر جبکه يهه لوگ پهاڑوں سے گذر کر بهزار دشواري سرحد چين تک پهونچي تو وهاں چين کي بڑي فوج قايم پائي اور اپني قلت و زحمت اور اُنکي قوت و کثرت کے باعث سے مقابله نکرسکے اور علاوه اُسکے يهه مصيبت پيش آئي که ذخيروں نے کمي کي اور برسات سر پر پهونچي چنانچه اُنهوں نے دم بهي نليا اور هار جهک مار کر پچهلے پيروں لوٹ پڑے *

جب که وه لوٹتے آتے تهے تو پهاڑيوں نے بهت ستايا اور دشمنوں نے پيچها کيا چنانچه بهت سے تو ٹهکانے لگے اور باقي رهے سهے فاقوں کے مارے جينے سے تنگ آگئے مگر نصيبوں سے يهه اتفاق هوا که موسل دهار پاني پڑنے سے چيني لوگ لوٹ گئے اور هندوستاني لوگ اچهے موسم ميں پهاڑوں سے نکل آئے مگر اُنهوں نے ديس کو غرقاب پايا اور چهوٹے پهاڑوں پر ايسے بن کهڑے ديکهے که اُن سے گذرنا نهايت دشوار تها غرضکه پهرتے پهروں ايسي سخت مصيبتيں پيش آئيں که پندره دن بعد ايک آدمي بهي باقي نرها که وه اپني بکت کهاني سناتا اور کسي کے سامنے اپنا رونا روتا منجمله اُن لوگوں کے جو جگهه جگهه غنيم کي روک ٹوک کے ليئے پيچهے چهوڑے گئے تهے بهت سے لوگ اِس قصور پر بادشاه کے حکم سے مارے گئے که اُنهوں کے باعث سے اس ناکاره مهم کو ناکامي نصيب هوئي *

جب که يهه تدبير اُسکي راس نه آئي اور خزانه خالي رها تو اُسنے اور راه نکالي مگر بقول کسيکے * مصرع * جو چال هم چلے وه بهت هي بري چلے * وه بهي کچهه ٹهيک ٹهاک نتهي يعني جب اُسنے يهه بات سني که ملک چين ميں کاغذ کا روپيه چلتا هے تو اُسنے اپنے ملک ميں نيا سکه چلانا چاها چنانچه کاغذ کي جگهه تانبے کے ٹکڑے چلائے مگر اس سبب سے که بادشاه کا دوالا نکل گيا تها اور سلطنت اُسکي دو چار دن کي بات سمجهي

جاتي تهي تو شروع هي سے اعتبار انکا جاتا رها یہاں تک کہ بیگانہ ملک کے سوداگروں نے انکو قبول نکیا باقي اپنے ملک والے بهي اُنکے لینے دینے سے پہلوتهي کرتے تھے غرضکہ بلنج بیوهار بند هوگیا اور تمام لوگ محتاج هوگئے اگرچہ خرد بادشاہ کو بظاهر یہہ فائدہ حاصل هوا کہ قرض اُسکا ادا هوگیا مگر اُسیقدر آمدني میں گهاٹا پڑا بلکہ رعایا کے محتاج هونے سے محاصل سرکاري کي بنیادیں هل گئیں اور رعایا کے زوال دولت کا یہہ نتیجہ حاصل هوا کہ اُس سے زیادہ اُسکي دولت نے زوال پایا *

جو جبر و تعدي کہ بادشاہ کیطرف سے تحصیل میں واقع هوتي تهي وہ لوگوں کو اس لیئے بہت زیادہ ناگوار هوئي کہ روز روز اُسکي حاجتیں بڑهنے لگیں اور تنگي کو فراخي هونے لگي یہانتک کہ کاشتکار اپنے کهیت چهوڑ چهوڑ کر چلے گئے اور جنگلوں میں جا بسے اور لوٹ کهسوٹ سے گذارا کرنے لگے بلکہ بہت لوگ اپني بستیوں سے بهاگ گئے اور بادشاہ اِن باتوں کے واقع هونے سے جنکا آپ باعث تها نہایت برهم هوا اور ایسي بري تدبیر سے انتقام آنسے لیا جو تمام ظلموں سے بڑهکر تهي یعني اُس نے اپني فوج کو شکار کي تیاري کا حکم دیا اور بدستور شکار هندوستان کے ایک بڑے خطہ کو رمنہ کي طرح سے گهیرا اور بعد اُسکے یہہ عام حکم دیا کہ جو شخص اِس گهیرے میں پاؤ شکار کي مانند اُسکو قتل کرو اور چارونطرف سے قتل کرتے هوئے بیچا بیچ میں جمع هوجاو چنانچہ جو لوگ اُسمیں مارے گئے اکثر گنوار اور بیگناہ تھے غرضکہ اس قسم کا شکار کئي مرتبہ کهیلا گیا اور پچهلا شکار یہہ هوا کہ قنوج کے باشندوں کا قتل عام کیا بعد اُسکے انهیں بڑے کرتکوں کي بدولت ایک برا کال پڑا اور لوگوں پر ایسي سخت مصیبت پڑي کہ وہ تقریر و تحریر سے باهر هے *

بغاوتوں کا بیان

جب کہ یہہ زور ظلم ظہور میں آئی تو لوگ چپکے نہ بیٹھہ سکے چنانچہ بادشاہ کے خاص بھتیجے نے پہلے پہل مالوہ میں بغاوت کی بنیاد ڈالی چنانچہ سنہ ۱۳۳۸ ع مطابق سنہ ۷۳۹ ہجری میں بادشاہ اُسکے پیچھے دکن تک گیا یہانتک کہ وہ گرفتار ہوا اور کھال اُسکی اوتاری گئی بعد اُسکے ملک بہرام جو بادشاہ کے باپ کا بہت پورانا رفیق تھا اور اُسکی تخت نشینی کا بڑا ممد و معاون تھا ملک پنجاب میں باغی ہوا یعنی سنہ ۱۳۳۹ ع مطابق ۷۴۰ ہجری میں ہنگامہ برپا کیا مگر وہ ہنگامہ بھی فرو ہوا اور باغی گردن مارا گیا بعد اُسکے بنگال کا حاکم باغی ہوا جو ایک مسلمان بھائی تھا اور بہت دنوں تک بغاوت اُسکی قایم رہی یہاں تک کہ وہ کبھی مطیع اُسکا نہوا اور اُسی زمانہ میں کارومنڈل کے حاکم نے بھی بغاوت کی چنانچہ وہ بھی کامیاب ہوا اور یہہ دونوں بغاوتیں سنہ ۱۳۴۰ ع مطابق سنہ ۷۴۱ ہجری میں واقع ہوئیں *

کارو منڈل کی بغاوت کے دبانے کا ارادہ خود بادشاہ نے کیا مگر جب فوج اُسکی ورنگل میں داخل ہوئی تو ایسی سخت وبا پڑی کہ دیو گڑہ کو واپس آنا پڑا اور راہ میں یہہ اتفاق ہوا کہ ایک دانت اپنا نکلوایا اور بڑی دھوم دھام سے دفن اُسکو کرایا اور بہت بڑی قبر اُسکی بنوائی *

اُسی عرصہ میں پٹھان لوگ اٹک سے اوترے اور پنجاب میں لوٹ مار کرنے لگے اور جب وہ چلے گئے تو ٹھاکروں نے خوب ہاتھہ پھینکے یہاں تک کہ لاہور پر قبض و تصرف کرکے اُس صوبہ کو پورا پورا برباد کیا *

بعد اُسکے سنہ ۱۳۴۴ ع مطابق سنہ ۷۴۴ ہجری میں کرناتک اور تلنگانہ کے راجاؤں نے باہم اتفاق کیا اور پہلی بات اپنی بنانی چاہی یعنی دوبارہ آزادی کا ارادہ کیا منجملہ اُنکے کرناتک کا راجہ ایک نئے خاندان کا بانی تھا جو خاندان بلال دیو کے برباد ہونے پر قایم ہوا تھا اور بیجانگر کو اُسنے دارالسلطنت اپنا بنایا تھا اور وہ ایسا بہادر تھا کہ سولھویں

صدي کے اخير تک مسلمانوں سے برابر کي لڑائي لڑتا رها اور تلنگانه کے راجه نے ورنگل پر دوباره قبضه کيا اور بادشاه کي فوج کو جگهه جگهه سے باهر نکالا جهاں جهاں وه چهاوني ڈالے پڑي تهي *

سنه ۱۳۴۵ ع مطابق سنه ۷۴۵ هجري ميں هندوستانميں قحط اِس غايت کو پهنچا که سنبهل کا حاکم محاصل جمع نکرسکا اور بادشاه کے ظلم کے خوف سے باغي هوگيا مگر جلد اُسکي سرکوبي هوئي اور علاوه اُسکے بدر واقع بلاد دکن کا باغي حاکم بهي اپنے کيئے کو پهنچا *

بعد اُسکے بهت جلد ايک امير نو مسلم مغل نے جو امراء جديد کے زمره ميں داخل تها ملک دکن ميں سرکشي کي مگر سنه ۱۳۴۶ ع مطابق سنه ۷۴۶ هجري ميں پس پا هوا مگر اور مغل سردار جي جان سے تابع نهوئے اور کسي نئے فساد کے مترصد بيٹهے *

بعد اُسکے عين الملک نے بغاوت اختيار کي اور ساري وجهه اُسکي يهه هوئي که جب بادشاه نے اُسکو اوده کي حکومت سے دکن کو بدل ديا تو وه بادشاه سے بدگمان هوگيا خير خواهي سے هاتهه اٹهايا مگر گوشمالي اُسکي بهت جلد هوئي اور خلاف توقع اپنے عهده پر بحال هوا *

بعد اُسکے دکن کا حاکم جو بڑے بڑے فسادوں کا برابر مانع مزاحم رها تها موقوف کيا گيا اور اُسکي جگهه امدادالملک بهيجا گيا جو داماد بادشاه کا تها اور بهت سا روپيه اُس صوبه پر بڑهايا گيا *

ايسے هي ايک ذليل خاندان کا ايک آدمي مالوه کا حاکم مقرر کيا گيا جسنے ستر امير مغلوں کو دغابازي سے قتل کرکے اپني خير خواهي بادشاه پر جتائي تهي اور جب که اُن مغلوں کو ان مغلوں کي سناوني پهنچي جو گجرات ميں افسر تهے تو اُنهوں نے باقي فوج کے لوگوں کو نيچ اونچ سمجها کر بغاوت ميں شريک اپنا کيا چنانچه سنه ۱۳۴۷ ع مطابق سنه ۷۴۸ هجري ميں بادشاه روانه هوا اور جوں توں اُس مفسده کو فرو کيا اور اپنے صوبه کو ايسا تباه کيا جيساکه کسي غير کے صوبه کو خاک سياه

کرتے هیں چنانچه کمبوجا اور سورت کے مالدار شهروں کو تاخت تاراج کرادیا *

دکن کي عام بغاوت اور بادشاہ کي آمادگي اور وفات کا بیان

جب که گجرات کي بغاوت پست هوئي تو کچهه باغي دکن کو بهاگے اور وهاں کے امیر مغلوں کي پناہ میں آئے اور بادشاہ اس بات کو سنکر نهایت برهم هوا چنانچه اُس نے اُن مغلوں کي گرفتاري کا حکم صادر فرمایا مگر وہ مغل بهاگ گئے اور مل جل کر عام بغاوت برپا کي اور اسمعیل خاں پٹهان فوج کے ایک بڑے افسر کو بادشاہ قرار دیا مگر بادشاہ نے ایسي کمال چالاکي برتي جو ایک بڑے کام کی شایان تهي چنانچه وہ دکن کو گیا اور باغیوں کو اُنکے بادشاہ سمیت شکست فاحش دیکر دیوگڑہ کے قلعه میں محصور کیا هنوز اُس نے اِس قلعه پر قبضه نپایا تها اور کامیابي اُسکي پوري نهوئي تهي که نئے جهگڑے کي ضرورت سے گجرات اُسکو جانا پڑا اور جب که وہ اُدهر روانه هوا تو جوں جوں وہ آگے بڑهتا جاتا تها لوگ پیچهے سے باغي هوتے جاتے تهے اور بار برداري یعني بهیر بنگاہ اُسکي لٹتي جاتي تهي مگر جب که گجرات کا فساد فرو هوا اور مفسد لوگ تاتا واقع سند کو چلے گئے اور راجپوت راجاؤں کي پناہ اُنهوں نے ڈهونڈهي تو بادشاہ کو یهه خبر لگي که دکن کا کار و بار پهلي کي نسبت بهت زیادہ خراب ابتر هی اور ویسا کبهي ابتر نهیں هوا تفصیل اس اجمال کي یهه هی که باغیوں کے بادشاہ نے سلطنت کا دعوي چهوڑا اور حسن گانگوئي کو وہ دعوي تفویض کیا جو بهمني خاندان کا باني مباني تها چنانچه اُسکي بلند همتي اور الوالعزمي کي امداد و اعانت سے باغیوں نے یهه کام کیا که دکن کے حاکم امدادالملک داماد بادشاہ کو شکست فاحش دیکر قتل کو پهونچایا اور صرف دکن پر هي قبضه نکیا بلکه مالوہ کے حاکم کو بهي بغاوت کا شریک کیا بادشاہ اِس واقعه سے مطلع هونے پر یهه بڑي

چونکہ اپنی سمجھا کہ دکن کی مہم کو ادھوری چھوڑکر گجرات کو روانہ هوگیاتھا چنانچہ اُسنے یہہ چاھا کہ پہلے گجرات کی امن و امان کو بحال کرے اور بعد اُسکے دکن کے بڑے فساد کو مٹاوے اگرچہ ایک عرصہ سے بادشاہ کا مزاج اچھا نتھا مگر بھگوڑے باغیوں کے پیچھے سند کو روانہ ھوا اور جب کہ بادشاہ اٹک پر پہونچا تو باغیوں نے مقابلہ کیا اور عبور دریا کے مزاحم ھوئے مگر وہ رک نسکا اور دریا سے پار ھوگیا بعد اُسکے جب وہ تاتا میں داخل ھوا تو بیسویں مارچ سنہ ۱۳۵۱ ع مطابق اکیسویں محرم سنہ ۷۵۲ ھجری میں بیمار ھوکر مرگیا اور ایسے عالم فاضل بادشاھوں اور ظالم جھانداروں کی سی شہرت باقی چھوڑ گیا جنسے انسانوں کی خلقت بہت کم آراستہ پیراستہ اور نہایت کم تباہ اور خاک سیاہ ھوتی ھی *

دیوگڑہ کی دارالسلطنت بنانے اور باقی ناشایستہ حرکتوں کا بیان

منجملہ حرکات اس بادشاہ کے کوئی پوچ حرکت ایسی نہوئی تھی جیسے کہ دلی کو چھوڑ کر دیوگڑہ کی دارالسلطنت بنانے میں واقع ھوئی یہانتک کہ تمام لوگ اس بیجا حرکت سے نہایت شاکی ھوئے اور بڑی مصیبتوں میں پڑے یہہ بات اُسکی بجاے خود نامعقول نتھی اگر بطور معقول اُسکو پورا کرتا اور نہایت گرما گرمی اور بڑی اندھا دھندی سے عمل میں نہ لاتا مگر جوں ھی کہ یہہ بات اُسکے خیال میں آئی تو فی‌الفور اُسنے تمام دلی کے رھنے والوں کو دیوگڑہ کے جانے کا حکم دیا اور نام اُسکا دولت‌آباد †

† اُنھیں روزوں دولت آباد کا قلعہ جو فی زماننا موجود ھی تعمیر کرایا اور اِس قلعہ سے بخوبی ثابت ھوتا ھی کہ وہ بادشاہ بڑے ارادہ والا تھا کہ اُسنے ایسی بڑی عمارت بنائی چنانچہ اُسنے پہاڑ کا ایک ٹکڑا ایکسو اسی فٹ کے طول کا عمود کیطرح پر کاٹا اور اُسکے اندر جانیکی پیچیدہ راہ اُس ٹکڑے کے جگر میں نکالی اور اُسکے علاوہ اور کوئی راہ اُسکے جانے کی نہیں رکھی اور چاروں طرف اُسکے ایک چوڑی گھری خندق خود پہاڑ میں سے تراشی

رکھا بعد اُسکے دوھي بار دلي آنیکي اجازت فرمائي اور دو ھي بار دلي سے جانیکا حکم سنایا اور یہہ تہدید فرمائي کہ جو شخص وھاں نجاویگا وہ صاف جان سے جاویگا چنانچہ منجملہ ان سفروں کے ایک سفر قحط کے دنوں میں واقع ھوا اور بہت لوگ بھوکوں کے مارے لوٹ پوٹ کر مرگئے اور ھزاروں فقیر و محتاج ھوگئے آخر کار یہہ تدبیر اُسکي راس نہ آئي اور خود دلي ھي دارالسلطنت رھي *

علاوہ اُسکے بیٹھے بٹھائے یہہ ترنگ بھي اُسکے جي میں آئي تھي کہ مصر کے بادشاہ سے جو صرف نام ھي کا خلیفہ تھا باد شاھي خلعت حاصل کرے چنانچہ آپکو مطیع و محکوم اُسکا سمجھا اور نام اُن بادشاھوں کا بادشاھوں کي فہرست سے خارج کیا جنہوں نے یہہ عمدہ سند حاصل نکي تھي *

بعد اُسکے یہہ سوجھي تھي کہ تمام ملک کو ساٹھہ ساٹھہ میل کے مربع ضلعوں پر تقسیم کرے اور سرکاري اهتمام سے بو جوت اُنکي کرائے *

اس بادشاہ کے دربار کا حال جو ایک افریقہ والے مسلمان نے بیان کیا

اس بادشاہ کي سلطنت کے بہت سے حال ابن بطوتہ نے تحریر کیئے جو تانجیئرز کا رھنے والا اور تمام ایشیا کو اُسنے دیکھا بھالا تھا اور اس بادشاہ کے دربار میں سنہ ۱۳۴۱ع میں حاضر ھوا تھا اور جو کچھہ کہ اُسنے لکھا ھی وہ بہت ٹھیک ٹھیک لکھا اسلیئے کہ جب وہ افریقہ کو واپس گیا تو اُسنے حال اُسکا تحریر کیا چنانچہ هندوستان کے مورخوں نے اس بادشاہ کي جو برائیاں بھلائیاں بیان کیں ھیں وہ اُنکي تصدیق کرتا ھی اور جو جاہ و جلال اور تباھي پریشاني اُسکي عہد دولت میں واقع ھوئي وہ بیکم و کاست اُسنے لکھي ھی چنانچہ وہ بیان کرتا ھی کہ ملک کي سرحدوں سے عین دارالسلطنت تک سوار اور پیدل کي ڈاک برابر دیکھي مگر ملک کو ایسا ویران و خراب پایا کہ مسافر کي جان و مال کو ھر جگہہ جوکھوں

تهي اور خود دلي کو بڑي عاليشان بستي بيان کيا هی اور جامع مسجد اور اُسکي چار ديواري کو تمام دنيا ميں بے نظير وہ کہتا هی کہ اگرچہ بادشاہ اُسکو دوبارہ بسا رہا تها مگر وہ ایک جنگل کي مانند بڑي تهي گويا کہ دنيا کے نهايت بڑے شہر ميں بہت تهوڑے لوگ بستے تهے *

بيان اُسکا يہہ هی کہ جب ميں دلي ميں داخل هوا تو بادشاہ وهاں موجود نتها مگر چند اميروں اور فاضلوں اور مسافروں سميت جو ميرے همراہ رکاب تهے بڑي بيگم يعني والدہ بادشاہ کے دربار ميں حاضر کيا گيا چنانچہ وہ بيگم بڑي عنايت سے پيش آئي اور خلعت مرحمت فرمايا بعد اُسکے رهنے کے واسطے ايک مکان مقرر کيا جسميں کهانے پينے کا بڑا ذخيرہ مهيا تها اور تمام ضروري چيزيں موجود تهيں علاوہ اُسکے دو هزار دينار حمام کے خرچ کے ليئے عنايت فرمائے *

اسي عرصہ ميں جب ميري بيٹي مرگئي تو محل کے لوگوں نے اطلاع اُسکے مرنيکي ڈاک کے ذريعہ سے خفيہ خفيہ بادشاہ کو پہونچائي اور جب جنازہ باهر نکلا تو اسبات سے نهايت تعجب هوا کہ خود وزير اُسکے همراہ تها اور جو رسميں کہ اميروں کے مردہ کے ليئے شاياں و مناسب هوتي هيں وہ تمام اُنکي طرف سے عمل ميں آئيں اور خود بادشاہ کي والدہ نے ميري بي بي کو تسلي تشفي کے ليئے بلايا اور نهايت عذر خواهي کي اور چلتے وقت اپني عنايت سے زيور و خلعت مرحمت فرمايا *

جب کہ دلي ميں بادشاہ داخل هوا تو اُسکو بهي نهايت خليق اور مسافرنواز پايا چنانچہ جب حصول ملازمت کے واسطے ميں حاضر خدمت هوا تو وہ بڑي تعظيم و تکريم سے پيش آيا يہاں تک کہ ميرا هاتهہ اُسنے پکڑا اور طرح طرح کي نوازشوں کے وعدہ کيئے چنانچہ بعد اُسکے قضا کا عهدہ ميرے واسطے تجويز کيا اور اس ضرورت سے کہ ميں هندي زبان سے محض ناواقف تها اس معاملہ کي نسبت عربي زبان ميں گفتگو کي اور جب کہ ميں نے هندي زبان سے نا آشنائي کا عذر پيش

کیا تو خیلے گراں خاطر ہوا مگر طبیعت کو روک تھام کر میرے عذروں کا جواب دیا یہاں تک کہ مجھکو معزز و ممتاز فرمایا اور بڑي تنخواہ مقرر فرمائي بعد اُسکے ایک عربي قصیدہ میں نے پیش کیا جسمیں قرضداري کا مضمون مذکور تھا تو بادشاہ نے پچپن ہزار † دینار عنایت فرمائے مگر باوصف ان باتوں کے میں نے جان جوکھوں بھي دیکھي اسلیئے کہ بادشاہ کو ایک درویش کي نسبت جو دلي کے باہر رہتا تھا کچھہ اشتباہ ہوا چنانچہ اُسکو قتل کرایا اور اُسکے ملنے جلنے والوں کو پکڑا جکڑا حسب اتفاق اُسکے ملنے والوں میں یہہ خاکسار بھي داخل تھا مگر لگ لپٹ کر چند ہمراہیوں سمیت اپني جان میں نے بچائي اور بعد اُسکے جب موقع پایا تو صاف استعفا داخل کیا مگر بادشاہ نے کمال آدمیت برتي کہ بجاے ناخوش ہونیکے اُن ایلچیوں میں داخل کیا جنکو ایلچیان شاہ چین کے جواب میں روانہ کیا چاہتا تھا جو بڑي شان و شوکت سے آئے تھے *

بیان اسباب کا کہ اس بادشاہ کے وقتوں میں مسلمانوں کي سلطنت نہایت وسیع و فراخ تھي

اس بادشاہ کے آغاز عہد دولت میں مسلمانوں کي سلطنت دریاے اٹک کے مشرقي جانب میں ایسي وسیع و فراخ تھي کہ پہلے اُس سے اسقدر کبھي چوڑي چکلي نہیں ہوئي مگر بعد اُسکے جو صوبجات اُسکے قبض و تصرف سے خارج ہوگئے تھے وہ اورنگ زیب کے عہد دولت تک مسلمانوں کے قبضہ میں داخل نہوئے اور جن صوبوں میں بغاوت نہوئي تھي وہاں بھي بادشاہي حکومت کو ایسا صدمہ پہونچا تھا کہ مغلوں کي سلطنت تک بھي پہنچنے نپائے *

---

† معلوم ہوتا ہي کہ دینار اُس زمانہ میں بہت چھوٹا سکہ تھا مزل اُسکا ٹھیک ٹھیک دریافت نہیں

ایشیا والوں کو علی العموم اسبات پر کم توجہہ هوتي هي که وه ستمگار اور بدکردار بادشاهوں کے پنجوں سے رهائي حاصل کریں چنانچہ وہ ظلم اُنکے برابر اُٹھاے چلے جاتے هیں اور کبھي کان بھي نہیں هلاتے ورنه یہہ بات بہت کم ظہور میں آتي هی که ایک آدمي کي بد انتظامي سے تمام لوگوں کو نقصان فاحش پہونچے *

فیروز تغلق کي سلطنت کا بیان

جب که محمد تغلق کا انتقال هوا تو بد انتظامي نے اُسکي فوج میں پانوں اپنے پھیلائی اور حسب معمول اس بدانتظامي کے بڑے باعث مغل تھی مگر هندوستاني سرداروں نے جو اب پہلے پہل مذکور هوئے بہت سي روک تھام اُسکي کي چنانچہ سنه ۱۳۵۱ ع مطابق سنه ۷۵۲ هجري میں بادشاه کے بھتیجے فیروزالدین کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا بعد اُسکے فیروز تغلق نے تھوڑي فوج اپني سند میں چھوڑي اور اٹک کے کنارے کنارے مقام آچہہ کو پھونچا اور وهاں سے دلي کو روانه هوا اور اُن لوگوں پر فتح پائي جوپہلے بادشاه کے فرضي یا اصل بیٹے کے نام سے بمقابله پیش آئے تھی *

جب که تخت نشیني پر تین برس گذرے تو سنه ۱۳۵۳ع مطابق سنه ۷۵۴ هجري میں بنگاله کا اراده کیا چنانچہه تمام صوبه بنگال پر گذر گیا مگر دشمن کو مطیع اپنا نکرسکا اسلیئے که غنیم اُسکے سامنے نہڑا اور آگے بڑھتا چلا گیا یہاں تک که برسات کے آنے سے کام ناکام اُسکو پیچھلے پیروں پھرنا پڑا *

فیروز تغلق کے بنگال اور دکن سے هاتھہ اُوتھانیکا بیان

بعد اُسکے سنه ۱۳۵۶ع مطابق سنه ۷۵۷ هجري میں بنگال و دکن کے ایلچي حاضر آئے اور اُسنے دربار اُنکو دیا چنانچہه اس سے صاف واضح هوتا هی که اُسنے اُن دونوں صوبوں سے هاتھہ اپنا اُوٹھایا اور اُنکے بادشاهوں کي خود مختاري گوارا کي مگر باوصف اسکے شاید نام کي بڑائي قایم رکھي

اور انکو ماتحت اپنا سمجھتا رہا بعد اُسکے خواہ اس باعث سے کہ وہ عہدنامہ شاہ بنگال کی ذات خاص سے متعلق تھا یا اس سبب سے کہ شاہ بنگال اول کے انتقال کے بعد اُسکو کچھہ طمع دامنگیر ہوئی شاہ بنگال کے جانشین سکندر سے لڑائی پیش آئی جسمیں بنگال کی عین جنوب مشرق تک خود بادشاہ بھی پہونچا تھا مگر سکندر سے بھی وہی عہد و پیمان درمیان آئی جو پہلے بادشاہ سے آئے تھے چنانچہ اُسکی خود مختاری میں کسی طرح کا شک شبہہ باقی نرہا بعد اُسکی تھوڑے عرصہ گذرنے پر تاتا واقع سندکے راجا جام بانی سے بادشاہ ناخوش ہوا اور اُسپر چڑھائی کی اگرچہ پوری پوری کامیابی تو نصیب نہوئی مگر جام بانی کی ظاہری اطاعت کرنے سے ناکامی کا رنج و تاسف کچھہ کم ہوگیا بعد اُسکے سند سے گجرات کو گیا اور وہاں پہونچکر نیا حاکم مقرر کیا اور جب کہ یہہ حاکم کئی سال کے بعد مرگیا تو سنہ ۱۳۷۲ ع مطابق سنہ ۷۷۳ ہجری میں ایک اور حاکم اُسکی جگہہ مقرر کیا بعد اُسکے ایک فساد برپا ہوا جو تھوڑے دنوں تک قایم رہا *

امورات مذکورہ بالا کے علاوہ سلطنت کے چھوٹے موٹے کاموں میں سنہ ۱۳۸۵ ع مطابق سنہ ۷۸۷ ہجری تک بہت جی جان سے مصروف رہا اور اب کہ عمر اُسکی ستاسی کو پہونچی تو ضعف و نحافت کے مارے بادشاہت کے کام کاجوں میں بہت سر گرم نرہ سکا چنانچہ رفتہ رفتہ کل کار و بار اُسکے وزیر کے قبضہ میں آگئے اور جب کہ وزیر کو حکم و حکومت کی چاٹ لگی اور عمدہ اختیاروں کا مزا پڑا تو اُسنے یہہ بات چاہی کہ بادشاہ کو اُسکے وارث کی جانب سے برہم درہم کرے اور اپنے اختیاروں کو ہمیشہ کے لیئے قایم دایم رکھے چنانچہ اُس نے بادشاہ سے لگانا بجھانا شروع کیا اور قریب تھا کہ بادشاہ کے بڑے بیٹے کو خارج کرکے تخت نشینی حاصل کرے کہ بادشاہ کا بڑا بیٹا چھپ چھپاکر محلونتک پہونچا اور باپ کی محبت کو گرمایا چنانچہ فیروز تغلق نے خواہ

سمجھہ بوجھہ کر یا اپنی محتاجی دیکھکر وزیر سے کنارہ کیا اور تھوڑے عرصہ بعد اپنے بیٹے کو تمام اختیار علانیہ بخشی مگر اِس شاهزادے سے جو ناصرالدین کے نام سے نامی گرامی تھا سلطنت کے انصرام و اهتمام میں کوئی لیاقت ظاهر نهوئی یہانتک کہ ایک برس سے کنچهہ هي زیادہ عرصہ گذرا تھا کہ اُسکے دو همشیر زادوں نے اُسکو خارج کیا یعنی اُنهوں نے عین دارالسلطنت میں ایک فساد برپا کیا اور اپنے نانا جان کے نام سے جسکو اُنھوں نے اپنے قابو میں پہلے سے کرلیا تھا اپنے ماموں سے لڑائی باندھی اور سرمور کے پہاڑوں تک اُسکو مارکر بھگا دیا جو جمنا اور ستلج کے درمیان میں واقع هیں اور پھر یہہ مشہور کیا کہ فیروز تغلق نے اپنے نواسہ غیاث‌الدین کو تخت اپنا بخشا اور آپ دستکش هوا *

فیروز تغلق کي وفات اور اُسکے قوانین و عمارات کا بیان

بعد اس هنگامہ کے تھوڑے دن گذرے تھے کہ ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۳۸۸ع مطابق ۳ رمضان سنہ ۷۹۰ هجري فیروز تغلق نے نوہ برس کي عمر پوري کرکے جہاں فاني سے نقل مکان کیا *

اگرچہ اُسکے عهد دولت میں کوئي بات عمدہ اور شایستہ ظهور میں نهیں آئي مگر اُن شایستہ قانونوں کے باعث سے جو اُسنے جاري کیئے تھے اور اُن عمارتوں کي خوبي سے جو اُسنے فلاح عام کي نظر سے بنوائیں تهیں نهایت معزز و ممتاز هوا تفصیل اُسکي یہہ هی کہ اُسنے سنگین سزاؤنکو بہت کم کیا تھا چنانچہ جسماني تکلیفوں یعني هاتھہ پاوں ناک کان کا کاتنا یک لخت اوٹھا دیا تھا اگرچہ هاتھہ پاوں کا نہ کاتنا قانون شریعت کے صریح مخالف تھا مگر وہ بادشاہ اِسلیئے تعریف کے قابل هی کہ اُسنے لوگوں کي لعنت ملامت کا اندیشہ نکیا علاوہ اُسکے وہ محصول اُسنے موقوف کیئے جو لوگوں پر نهایت گراں و ناگوار اور خود وصول انکا بغایت مشکل و دشوار تھا اور ایسے محصولوں سے بھي هاتھہ اوٹھایا جو کبھي کبھي حاصل هوتے تھے اور تبدیل و تغیر انکو لاحق رهتي تھي

محاصل سرکاري کو ايسي طرح قايم کيا تها که تحصيلداروں کي خاص رايوں پر بہت تهوڙي باتيں موقوف رهي تهيں اور سرکاري مطالبه تمام لوگوں پر ظاهر و باهر اور تعداد اُسکي تهيک تهيک معين و مقرر هوگئي تهي دهرموں کے ديس نکالے ميں کچهه کچهه ڈهنگ اپنے وقتوں کے اختيار کيئے تهے يعني کچهه تعصب کا برتاو بهي تها اور اسرافات پوشش کي روک تهام کے ليئے کوئي قانون قاعده جاري نکيا مگر آپ هي موٹے جهوٹے کپڑے پہنے اور لوگوں کو بهي اسي طرح ترغيب و تحريص اسکي دي اور حقيقت يهه تهي که يهه بات اسکي نهايت عمده اور معقول تهي *

جو جو عمارتيں که اسنے فلاح عام کے ليئے بنوائيں اور انکے خرچ و اخراجات کے واسطے جائدادیں معين کيں تفصيل انکي يهه هی که آب پاشي کي ترقي کي ضرورت سے درياوں کے وار پار پچاس منبعے نکالے اور چاليس مسجديں اور تيس بڑے مدرسے اور سو مهمان سرائيں اور تيس تالاب اور سو شفاخانے اور سو حمام اور ڈيڑه سو پل بنوائے اور علاوه عمارات مذکوره بالا کے بہت سي عمارتيں عاليشان اپني خوشي خاطر اور شهر کے زيب و زينت کے ليئے بنوائيں *

اگرچه عمارات مذکوره بالا کي تعدادوں ميں دهائيوں اور سيکڑوں کے سوا اکائيوں کے نهونے اور بعض بعض عمارتوں کے بڑي بڑي لاگتوں کے ديکهنے سے فهرست مذکوره کي بناوت کا شبهه هوتاهی مگر منجمله اُسکي عمارتوں کے جو جو عمارتيں اب بهي موجود هيں اُنکے ديکهنے بهالنے سے اُسکے بڑے ارادوں اور بڑے کاموںکا ثبوت بخوبي واضح هوتا هی اور سب کاموں سے بڑا کام اُسکا جو فهرست مذکوره مين مندرج هی وه ايک نهر هی جو جمنا کے اُس جگهه سے شروع هوتي هی جهاں وه پهاڑوں سے الگ هوتي هی چنانچه وه نهر کرنال پر گذر کر هانسي هسار کو هوکر درياے گاگر ميں جاپڑتي هی اور پهلے وقتوں ميں اگے بڑه کر ستلج ميں جاپڑتي تهی معلوم هوتا هی که اب پاشي کي نظر سے اُسکو جاري کيا تها فيروز تغلق کے بعد

شاید وہ نہر جاری نرهي اسلیئے که سرکار انگریزي نے جو حصه اُسکا دوبارہ قایم کیا وہ حصار کے آگے دوسو میل تک جاري تهي اور اُسیکے ذریعه سے حال اُسکا دریافت کر سکتے هیں حال میں اُسمیں پن چکیاں † چلتي هیں جو هندوستان میں جاری نه تهیں اور اناج اُنمیں پسنا هی علاوہ اُسکے اُنکي بدولت رس اور تیل بهی حاصل هوتا هی اور گول آرے چلتے هیں اور بڑے بڑے لٹهي پهاڑوں سے دیس میں بهاکر لاتے هیں اور ایک قسم کي کشتیوں میں سوداگري کا مال و اسباب بهي آتا جاتا هی مگر بڑا مقصود اُس سے یهه هی که ملک میں آبپاشي بخوبي هووے جسکي بدولت ملک کا بهت بڑا خطه زر خیز هوگیا اور چرواهے کسان بنگئے ‡ *

غیاث الدین تغلق ثاني کي سلطنت کابیان

جوں هي که غیاث الدین ثاني تخت سلطنت پر بیٹها تو اُسنے اون رشتهداروںسے چهیڑ چهاڑ شروع کي جنکي بدولت تخت اوسکو نصیب هواتها چنانچه انجام اُسکا یهه هوا که پانچ مهینے کے اندر اندر فروري سنه ۱۳۸۹ع مطابق صفر سنه ۷۹۱ هجري میں تخت سے اوتارا اور جان سے مارا گیا *

ابوبکر تغلق کي سلطنت کا بیان

بعد اسکے شاهزاده ابوبکر تخت نشین هوا جو فیروز تغلق کے دوسري بیٹي کا بیٹا تها اور کل ایک برس سلطنت کرنے پایا تها که ناصرالدین ان پهاڑوں سے اوترا جهاں وہ بهاگ کر چهپا تها چنانچه ناصرالدین ایک فوج لیکر چڑها اور دلي پر قابض هوا مگر بعد اسکے نوامبر سنه ۱۳۸۹ ع مطابق ذي الحجه سنه ۷۹۲ هجري میں ایک جهگڑا کهڑا هوا اور کئي

---

† واضح هو که انگریزي زبان میں مل چکي کو کهتي هیں یهه لفظ هر ایسي کل پر بولا جاتا هی جو گول پٹیه وغیرہ کے گهومنے سے کام اُسمیں هوتا هی خواہ وہ پاني کے زور سے گهومي یا بهاپ کي قوت سے چلے پهرے *

‡ میجر کالون صاحب کي تحریر مندرجه روز نامچه ایشیا ٹک سوسئیٹي بنگال جلد ۲ صفحه ۱۰۵

مہینے تک برابر قایم رہا اور اس جھگڑے میں دلي کي یہہ صورت رهي
کہ چند بار ابوبکر اور ناصرالدین کے قبض و تصرف میں آئي گئي یہانتک
کہ ناصرالدین آخرکارغالب آیا اور قبضہ اسکا مستقل هوگیا اور حریف اسکا
اسیر اُسکا هوا اس جھگڑے میں یہہ بات بیان کے قابل هی کہ ایک هندو
سردار راے سرور نامی ناصرالدین کا بڑا ممد و معاون تھا اور میوات
کے هندو نہایت گرمجوشي سے ابو بکر کے طرفدار تھے اور جب کہ ناصرالدین
کو یہہ بات ثابت هوئي کہ بادشاهي فوج میں بیگانہ ملک کے لوگ اُس
سے عداوت رکھتے هیں تو اسنی انکو دیس نکالا دیا اور جن لوگوں نے اپنا
اوپرا پن چھپایا تو امتحان اندایشي طرح عمل میں آیا جیسی یہودیوں
میں شبلت † کے لفظ سے کیا گیا تھا یعني جو لوگ ایک لفظ هندي کا
جو خاص هندي زبان کا تھا نہ بول سکے تو وہ اوپري ٹھہراے گئے اور اسي
بات سے دریافت هوتا هی کہ جب سے غور و هند کي سلطنتیں علحدہ
هوئیں تو اسي زمانہ سے هندوؤں اور هندوستان زاے مسلمانوں کے قدر و
منزلت بڑہ گئي *

ناصرالدین تغلق کے دوبارہ بادشاهت کرنےکا بیان

اگرچہ اس بادشاہ کے عہد دولت میں بڑي بڑي خرابیاں اور بہت
بہت پریشانیاں قایم رهیں مگر کئي باتیں ایسي ظہور میں آئیں کہ وہ
عہد اُنکي بدولت معزز و ممتاز هوگیا *

گجرات کا حاکم فرحت‌الملک باغي هوا اور سردار مظفر خاں نے
اُسکو پس پا کیا مگر بعد اُسکے اگلي سلطنت میں خود مظفر خاں بھي
باغي هوگیا اور راٹھور کے راجپوتوں نے جمنا پار بغاوت کے نقشے جمائے
غرض کہ بادشاهي حکومت کا ڈھچر بگڑ گیا اور جابجا ضعف اُسکا ظاهر
هوگیا *

---

† عہد عتیق کے کتاب قضات کے بارهویں باب کا ملاحظہ چاهیئے

بادشاہ کا وزیر نو مسلم اپنے بھتیجے کے الزام لگانے سے جو مسلمان اب تک نہ ہوا تھا مارا گیا بعد اُسکے جب ناصرالدین مرگیا تو ھمایوں اُسکا بیٹا تخت نشین ہوا مگر جب پینتالیس دن گذرے تو وہ بھی گذر گیا اور محمود اُسکا چھوٹا بھائی بڑے بھائی کی جگہہ تخت پر بیٹھا *

محمود تغلق کا بیان

یہہ شہزادہ سنہ ۱۳۹۴ع مطابق سنہ ۷۹۶ ھجری میں تخت نشین ہوا مگر کم سنی کے باعث سے بادشاہت کے گئے گذری رعب داب کو بحال نکرسکا چنانچہ گجرات کا حاکم مظفر خاں خود مختار ہوگیا اور بادشاہی کرنے لگا اور مالوہ جو دکن سے الگ ہوکر دلی کے شامل ہوگیا تھا ھمیشہ کے لیئے دلی سے الگ ہوگیا اور خاندیس کا چھوٹا صوبہ بھی قبضہ سے نکل گیا غرض کہ نئی نئی سلطنتیں قایم ہوگئیں. اور اکبر کے زمانہ تک قایم رہیں *

بادشاہت کی تباہی اور تیمور کی چڑھائی کا بیان

خاص وزیر نے جونپور پر قبضہ کیا اور نئی سلطنت قایم کی اور اُسی زمانہ میں عین دارالسلطنت میں کئی گروہ قایم ہوئے چنانچہ اپسمیں لڑ بھڑ کر لہو کے ندی نالی بہائے باقی صوبوں کا یہہ حال ہوا کہ خود بادشاہ اور اسکے مخالفوں کی پروا بھی نکی اپس میں لڑنے جھگڑنے لگی چنانچہ یہہ لوگ آپس میں لڑ جھگڑ رہے تھے کہ تیمورلنگ انکے سر پر ٹوٹا اور سارے گروھوں کو مار مار کر خراب و خستہ کیا *

اگرچہ تیمور نے اتنی تاتاری لوگ اکھٹے نکئے تھے جتنے کہ چنگیز خاں نے جگہہ جگہہ سے فراھم کیئے تھے مگر باوجود اسکے اسیطرح ادھر اودھر سے جمع کرکے اُسیکی مانند اس پاس کے ملکوں میں لوٹ مار کرتا پھرتا تھا اگرچہ تیمور اپنی† ذات کا ترک اور مذھب کا مسلمان اور کسیقدر تربیت

---

† تیمورلنگ یا امیر تیمورجیسی کہ ایشیاوالے اُسکو پکارتے ھیں مقام کیش میں پیدا ھوا جو شہر سمرقند کے پاس واقع ھی اور وھاں ترکی فارسی دونوں زبانیں

یافته ولایت میں پیدا هوا تھا مگر لڑنے بھڑنے کے رنگ ڈھنگ اُسکے ویسے هي وحشیانه تھے جیسے که چنگیز خاں مغل کے طور طریقے تھے علاوہ اسکے ملکي انتظاموں میں بھي ویسا هي کوتاہ اندیش تھا جیسا که چنگیز خاں مغل تھا مگر بادشاهي اسکي چنگیز خاں کي بادشاهي سے بہت تھوڑے دنوں قایم رهي چنانچه جن جن ملکوں میں بڑي دوڑ دهوپ اسنے کي تھي انکے بڑے بڑے حصوں کو بھي اپنے قبضه میں نرکھا اور اسکي بادشاهي کے حصوں میں سے جو حصه اسکے خاندان میں باقي رهے اور شاداب اور آباد بھي هوئے تو ساري وجهه اسکي یهه تھي که اسکي آل و اولاد کے چال ڈهال اسکی چال چلن کے مخالف تھے تیمور نے ایران و ماوراءالنهر کو فتح کیا باقي تاتار اور جارجیا اور میسوپٹیمیا اور کچھه تھوڑا سا حصه روس اور سائي بیریا کا ایران و ماوراءالنهر کي فتح سے پہلے پہلے خاک سیاہ کر چکا تھا که بدون کسي نزاع سابق کے هندوستان کي بودي بادشاهت پر دهاوا کیا *

شروع بہار سنه ۱۳۹۸ع مطابق سنه ۸۰۰ هجري میں تیمور کا پوتا پیر محمد نامي جو سلیمان کے پہاڑوں والی پٹھانوں کے دبانے میں مصروف تھا مقام اُچھه کے قریب اٹک پار اوترا اور ملتان کا محاصرہ کیا ‡ جسمیں چھه مہینے سے زیادہ زیادہ صرف هوئے اور تیمور اُسي زمانه میں کوہ هندو کش سے گزرکر براہ معمولي کابل میں داخل هوا † اور

یولتی هیں خاندان اُسکا دو سو برس سے وهاں بستا رستا تھا تیمور دور کے رشته سے یهه دعوی کرتا تھا که میں چنگیز خاني هوں مگر حقیقت یهه هی که نانا اُسکا برلاس کے قوم کا ایک افسر تھا

‡ تیمورلنگ نے جو کام هندوستان میں کئي تمام بیان اُنکا پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحه ۲۱۹ وغیرہ اور رینل صاحب کي سرگذشت تیمور صفحه ۱۱۵ وغیرہ اور برگز صاحب کے ترجمه تاریخ فرشته سے لیا گیا

† هندوستان کے مہم سے پہلے پہلے جو مہم تیمور نے پہاڑوں کي سیاہ پوش کافروں پر کي تھي اُس مہم کے بیان کو میراخوند کے بیان سے پرایس صاحب نے نقل کیا اور پڑھنی والی کے لیئے نہایت دلچسپ هی

ماہ اگست سنہ الیہ میں وہاں سے آگی کو بڑھتا چلا چنانچہ ہریوب اور
بانو کے رستہ سے دنکوت کو پہونچا ‡ اور لکڑي سرکنڈون کے پل بناکر
اٹک سے پار اوترا اور جہلم پر پہونچکر تلنبا میں داخل ہوا اور بیچ کے
ملکوں کو جگہہ جگہہ مطیع اپنا کرتا چلا گیا اور تلنبا سے بہت سا روپیہ
حاصل کیا مگر کہتے ہیں کہ وہ شہر اسکی فوج کے ہاتھوں سے بلا حکم
اسکی برباد ہوا اور سارے باشندے جان سے مارے گئے *

جب کہ تیمور تلنبا میں داخل ہوا تو اسي زمانہ میں پورے محاصرہ
کے ذریعہ سے ملتان فتح ہو چکا تھا مگر برسات اسقدر برسي کہ پیرمحمد،
کے گہوڑے مرگئے یہاں تک کہ وہ بستي میں پڑے رہنی پر مجبور ہوا
اور بستي سے باہر نہ آسکا اور جب کہ پچیسویں اکتوبر سنہ ۱۳۹۸ع کو
تیمور ملتان کے قریب آپہونچا تو پیر محمد نے تہوڑي فوج اپني ملتان
میں چھوڑي اور اپ استقبال کو روانہ ہوا چنانچہ دریاے ستلج پر دادا
جان کي ملازمت حاصل کي بعد اسکی تیمور تہوڑي فوج لیکر اجودھن
کے جانب کو آگی بڑھا مگر وہاں کوئي مقابلہ پیش نہ ایا یعني کوئي
اسکی سامنی نہ پڑا اور چو کہ وہ بستي ایک بڑے اولیا (یعني بابا فرید
شکرگنج) کے مزار کي بدولت مشہور و معروف تھي تو اسکی پاس و آداب
سے وہ دوچار باشندے جو بہاگی تاگی نتھے حوالہ شمشیر نکیئی گئی بعد
اسکی تیمور لنگ بٹنیر پر گیا اور دیس کے اُن لوگوں کو قتل کیا جو شہرکے
فصیل میں جان بچائے پڑے تھے یہاں تک کہ وہ شہر چند شرطوں پر
مطیع و محکوم اسکا ہوا مگر ان غلط فہیموں کے باعث سے جو تیمور کي
اطاعت میں مطیعوں کو ہمیشہ پیش آتي تہیں وہ بستي جلائي گئي
اور تمام باشندے جان سے مارے گئے بعد اسکی سامانہ کا ارادہ کیا اور جہاں
جہاں گذرتا گیا باشندوں کو قتل کرتا گیا یہاں تک کہ خود سامانہ پر اپني
فوج کے بڑے حصہ سے جاکر مل گیا اور ادھر اودھر دہاک اسکي ایسي

‡ واضح ہو کہ دنکوت کا مقام اب تک ٹھیک ٹھیک دریافت نہیں ہوا مگر غالب
یہہ ھی کہ سلسلہ کوہ نمک کے جنوبي جانب میں واقع ہوگا

پڑي که سامانه سے اگلے شہروں کے لوگ اپنے گھر بار چھوڑ چھاڑ کر چنپته هوگئی اور یهي وجهه هوئي که بعد اسکی عام قتل کي نوبت نه پهونچي مگر باوجود اسکے بهي بہت سے لوگ اسیر پنجه بلا هوئی غرض که بارهویں دسمبر سنه الیه کو دلي میں داخل هوا اور تمام اُن قیدیوں کو تیغ ظالم کے حواله کیا جو پندره برس سے زیاده عمر کے تھے چنانچه تعداد ان مقتولوں کے مسلمان مورخوں نے معمولي مبالغه کي رو سے بقدر ایک لاکهه کے بیان کي هی *

هندوستاني فوج کي شکست اور دلي کي تباهي کا بیان

جب که فوج هندوستاني جو گنتي میں تهوڑے اور پهوٹ میں پورے تهي شکست فاحش کهاکر دلي میں داخل هوئي تو محمود تغلق نے گجرات کا رسته لیا اور دلي والوں نے جاں‌بخشي کے پکے پورے وعدوں کے بهروسے پر تیمور کي اطاعت کام ناکام اختیار کي چنانچه بعد اُسکے سترویں دسمبر سنه الیه کو تیمور هي هندوستان کا بادشاه پکارا گیا *

بعد اُسکے جو امر ناگزیر پیش آیا وه تیمور کے اُن وعدوں سے اُسیقدر مطابق هی جو مطیعون کي جان و مال کے حفظ و حراست کے لیئے پیش کیا کرتا تها مگر هم اسباب میں حیران هیں که هم اُسکو اُسکي دغابازي سے نسبت کریں یا اُسکي فوج سفاک کي قدیمي خونریزي اور خود سري کو اُسکا باعث تهراویں مگر بڑے معتبر مورخ حادثه مذکوره کے اغاز و ابتدا کو فوج کي خودسري سے نسبت کرتے هیں اور اصل اُسکي یهه هی که جب شہر والوں نے فوج کي لوٹ کهسوٹ کے مارے فوج کا مقابله کیا تو فوج نے یہاں تک خونریزي کي که کشتوں کے پشتے لگ گئي اور لاشوں کے انباروں سے بعض بعض کوچوں میں آنے جانیکي راه مسدود هوگئي اور جب که شہر کے دروازه توڑے گئے تو ساري فوج اندر گهس گئي اور ایسا قتل عام کیا که بیان کي نسبت خیال اُسکا اسان هی چنانچه پانچ دن تک شہر کا لٹنا کهسٹنا اور جلنا پهکنا چپ چاپ اپني آنکهوں سے دیکهتا

نرها اور یاروں رفیقوں سمیت اپنی فتح کی جشن اوڑانے گیا یہاں تک کہ
جب فوج اُسکی مارتے مارتے هار گئی اور لوٹ کھسوٹ کے لیئے مال اور
اسباب بهی باقی نرها تو فوج کو کوچ کا حکم سنایا گیا اور روز روانگی یعنی
۳۱ دسمبر سنه الیه کو اُس سنگ مرمر کی شفاف و پاکیزه مسجد میں
جسکو فیروز تغلق نے جمنا کے کنارے پر بنایا تها بهت گڑگڑا کر خداے
بےنیاز کا شکر ادا کیا † *

کہتے هیں که تیمور دلی سے بهت سی غنیمت لیگیا اور هر درجه کے
عورت مردوں کو لونڈی غلام اُسنے بنایا اور شهر سمرقند میں ایک بڑی
مسجد بنانیکے لیئے بڑے بڑے بانیکار معمار اور اچهے اچهے سنگ تراش
اپنے همراه لیگیا *

تیمور کے هندوستان سے چلے جانے اور اُسکی عادتوں کا بیان

بعد اُسکے تیمور میرتهه کو گیا اور وهاں جاکر قتل عام کیا اور گنگا سے
پار اوتر کر کنارے کنارے هردوار تک وهاں پهونچا جهاں گنگا پهاڑوں سے
الگ هوتی هی چنانچه پهاڑوں کے دامن میں هندوؤں سے کئی ایسی
لڑائیاں لڑا جنمیں خود تیمور ایسا بیجان هوکر لڑا بوڑا تها جیسا کوئی
ادنی سپاهی لڑتا هی اور کڑی کڑی تکلیفیں اوٹهائیں اور وه تکلیفات اس
وجهه سے زیاده عجیب غریب معلوم هوتی هیں که اُسوقت اُسکی عمر
۶۳ برس کی تهی بعد اُسکے پهاڑوں کے تلے تلے جموں تک پهونچا جو
لاهور کے شمال میں واقع هی اور وهاں سے جنوب کو هوکر اُس رسته کو
هولیا جس رسته سے هندوستان میں ایا تها اور هندوستان کو نهایت بے
انتظامی اور قحط عظیم اور وباے عام کی بلاؤں میں مبتلا چهوڑکر دسویں
مارچ سنه ۱۳۹۹ع مطابق سنه ۸۰۱ هجری کو هندوستان کی حدوں سے

† یهه پرایس کا مقوله هیجو بظاهر میرخوند سے ماخوذ هی

باهر نکل گیا † واضح هو که تیمور کي عادات اُسکے فعلوں سے دریافت کرني چاهیئیں نه اُسکے مداحوں کي تعریفوں سے جو اُنہوں نے اُسکي نسبت بیان کیں اور نه اُسکے خاص اُن قولوں سے جو اُسیکے حکم نافذ سے در باب تکمیل حکومت کے خاص اُسیکے خیالوں کے موافق قلمبند هوئے چنانچه اُسکي سرگذشتوں کے دیکھنے سے جنکو آپ اُسنے اپني زندگي میں تحریر کیا اُسکي عادتوں کي برائي بھلائي ٹھیک ٹھیک معلوم هو جاتي هی ‡ اور وہ سرگذشت اُسنے ترکي زبان میں صاف صاف اور خوب اراسته پیراسته لکھي هی اور یهه شک شبهه که اپ اُسنے لکھي یا کسي اور آدمي نے لکھي اُسکي اس سادہ لوحي سے رفع هوجاتاهی که اُسنے اپني دغا بازي اور حیله سازیکو کھلم کھلا اور پوست کندہ لکھا هی اور جگهه جگهه آپ کو ایسا پاک طینت اور صادق القول لکھا هی که بڑاسا بڑا خوشامدي بھي ایسا نه لکھتا اور فریب اور مکاري اور عقیدوں کے فساد اور عبادتوں کے حال جو اُسمیں بیان کیئے هیں کوئي شخص اُسکی سوا اُنکو ظاهر نهیں کرسکتا یهه حالات اُسکي دلاوري هوشیاري فطرت اور آدمیوں کے حالات سے بخوبي واقف هونے پر اور بحسب حال اور موقع کے عمل در آمد کرنیکي جسارت کے ساتھه آدمي کے اوصاف وعادات کا ایک ایسا عجیب غریب نقشا هی جو کبھي دیکھنے میں نهیں آیا اور جب که وحشي فیروز مندوں کے حاکمانه کلام اُن بادشاهوں کے عمدہ کلاموں سے مقابله کیئے جاتے هیں جنکو وحشي فیروزمند دهمکاتے هیں اور وہ بادشاہ لطایف الحیل سے جان اپني بچاتے هیں تو هم اسبات پر مایل هوتے هیں که اُن وحشي فیروزمندوں کو اکهڑ سپاهي اور گنوار کا لٹھه تصور کریں مگر تیمور کي ذاتي خصلتیں ایسي تهیں جیسے کسي مکار مدبر کي هوتي هیں اور غالب یهه هی که ایسي هي لیاقتوں کي وجهه سے اور تاتاري فتحمند بھي بهت سے سرداروں سے سبقت لیگئے جو سپهگري کے فنون و لوازم میں کچهه اُنسے کم نتھے *

† تیمور اسوقت اُس مشهور مهم پر جاتا تها جو اُسنے بجازت پر کي تهي
‡ تزوک تیموري کا ترجمه میجر ستوارت صاحب کا

چنگیز خاں اور تیمورلنگ کي تاریخوں میں ایک طرح کي مناسبت پائي جاتي هی مگر منجمله ان دونوں اعداے نوع بشر کے چنگیز خاں نهایت خشمناک اور سخت بیباک سفاک اور تیمور لنگ بڑا دغاباز اور حیله ساز تها *

دلي کي بد عملي کا بیان

تیمور کے جانے پر دو مهینے گذرنے تک دلي میں کوئي حکومت باقي نرهي بلکه باشندے بهي تهوڑے رهگئے بعد اُسکے دلي کي حکومت پر جهگڑا قایم هوا چنانچه ایک سردار اقبال نامي جو محمود تغلق کے عهد دولت میں تهوڑا بهت اختیار رکهتا تها آخرکار کامیاب هوا اور سنه ۱۴۰۰ ع مطابق سنه ۸۰۲ هجري میں چند بار آسنے دلي کے آس پاس کے اضلاع سے آگے بڑهنا چاها اور حکومت کي وسعت چاهي مگر وه ناکام رها اور اقبال اُسکا یاور نهوا یهانتک که ملتان کے دور دراز مهم میں مارا گیا *

بعد اُسکے سنه ۱۴۰۵ ع مطابق سنه ۸۰۸ هجري میں محمود تغلق گجرات سے واپس آیا اور تهوڑے عرصه تک وظیفه داروں کیطرح سے دلي میں رهتا سهتا رها اور پهر قنوج میں مقیم هوا جو جونپور کے بادشاه کا علاقه تها اور اپنے وقتوں میں اقبال نے بهي چند بار اُسکا اراده کیا تها مگر جب که اقبال کا ادبار آیا اور آسنے انتقال کیا تو سنه ۱۴۱۲ ع مطابق سنه ۸۱۴ هجري میں محمود تغلق نے دوباره تخت پر جلوس کیا مگر حقیقت یهه تهي که وه نام کا بادشاه رها اور بیس برس کے بعد اپني موت مرگیا بعد اُسکے دولت خاں لودهي جانشین اُسکا هوا اور اُسکي تخت نشیني پر کل پندره مهینے گذرے تهے که سنه ۱۴۱۴ ع مطابق سنه ۸۱۷ هجري میں خضر خاں حاکم پنجاب نے اُسکو خارج کیا اور سیدهي راه اُسکو بتائي *

سیدوں کي حکومت کا بیان

زمانه مذکوره بالا سے چھتیس برس تک بلاد هندوستان میں کوئي
نام کي سلطنت بهي باقي نرهي باقي خضر خاں جو سنه ۱۴۱۴ع مطابق
سنه ۸۱۷ هجري میں حاکم هوا وه تیمور کي نیابت کے بهانه سے بلاخطاب
بادشاهي اور بلا لوازم سلطاني حکومت کرتا رها اور اصل حقیقت یهه
تهي که اگرچه خضر خاں خاص هندوستان میں پیدا هوا تها مگر اصل و
نسب سے بني فاطمه تها اور اسي شخص اور اُسکے تین اولادوں کي تخت
نشیني سے سیدوں کي سلطنت کا خاندان قایم هوا منجمله اُنکے ایک
سید مبارک تها جو سنه ۱۴۲۱ ع میں حاکم هوا اور دوسرا سید محمد
جسنے سنه ۱۴۳۵ ع میں حکومت کو سنبهالا اور تیسرا علاوالدین جو سنه
۱۴۴۴ ع میں حکم راني کرنے لگا باقي خضر خاں کي یهه صورت تهي
که دلي کے علاوه کوئي ضلع یا پرگنه اُسکے قبض و تصرف میں نتها یهاں
تک که پنجاب اُسکا اصلي صوبه بهي بهت جلد اُس سے باغي طاغي
هوگیا تها چنانچه خاندان اُسکا پنجاب کے کسیقدر حصه کے واسطے اپنے
عهد حکومت میں لڑتا جهگڑتا رها مگر اُسکے خاندان والوں نے اپني
حکومتوں کا بڑهانا چاها چنانچه بڑي گرمجوشي سے چند مرتبه راجپوتوں
کي سرحدوں اور صوبه مالوه پر کڑے کڑے دهاوے کیئے مگر علاوالدین کے
عهد حکومت میں جو سب سے پچهلا حاکم تها حدود اُنکے اضلاع مقبوضه
کي شهر پناه کي ایک جانب کل ایک میل سے اور باقي کسي طرف باره
میل سے زیاده نتهي‌هاں اُسکے قبض و تصرف میں بدایوں تها جو دلي کے
شرقي جانب میں سو میل کے فاصله پر واقع هي یهانتک که علاوالدین
آخرکار اُسي جگهه چلا گیا اور شهر دلي کو بهلول خاں لودهي کے حواله
کیا جسنے بادشاهي کا خطاب اختیار کیا اور بعد اُسکے علاوالدین نے سنه
۱۴۵۰ ع مطابق سنه ۸۵۴ هجري میں گوشه‌نشیني اختیار کي *

لودھیوں کے خاندان کا بیان

بہلول لودھي کا بیان

واضح ہو کہ اس بہلول خاں کے باپ دادے تجارت کي بدولت دولتمند ہوئے تھے اور دادا اُسکا فیروز تغلق کے زمانہ میں جو پٹھانوں کا مائي باپ تھا ملتان کا حاکم تھا باپ اُسکا اور نیز کئي چچا اُسکے سیدوں کے عہد حکومت میں فوج کے افسر تھے چنانچہ منجملہ اُنکے اسلام خاں ایسا ذي اختیار و صاحب قوت تھا کہ اپني قوم کے بارہ ہزار آدمیوں کو تنخواہ اپنے گھر سے دیتا تھا غرض کہ اِس خاندان کي قوت و مکنت اور نیز بعض بعض بھائي بندوں کي غمازي سے سید محمد کو رشک پیدا ہوا چنانچہ لودھیوں پر بڑے بڑے ظلم ستم ہوئے اور پہاڑونمیں بھگائے گئے مگر یہہ لوگ اسوقت تک سیدوں کي حکومت کا مقابلہ کرتے رہے کہ بہلول خاں کو پہلے پہل سہرند پر اور بعد اُسکے تمام پنجاب پر قبضہ کرنیکا موقع ہاتھہ آیا *

بہلول خاں کو حمید خاں وزیر نے بلایا تھا جو پہلے پادشاہ کا وزیر تھا مگر جب کہ بہلول خاں نے یہہ دیکھا کہ یہہ وزیر اُسکي اصل نہیں سمجھتا تو اُسنے ایک تدبیر سے اُسکو گرفتار کیا اور اُسکي بات کو خاک میں ملاکر ملکي انتظاموں سے ہاتھہ اُٹھانے اور کنج عزلت میں بیٹھنے پر اسکو مجبور کیا *

بہلول خاں کي تخت نشیني پر دلي کي سلطنت میں پنجاب داخل ہوگیا تھا اور سیدونکے زمانہ میں ملتان خود مختار تھا اور جبکہ بہلول اُسپر چڑھکر گیا تو شاہ جونپور کے دھاوں کے مارے جسنے دلي کا محاصرہ کیا تھا پچھلے پیروں واپس آیا غرض کہ سنہ ۱۴۵۲ ع مطابق سنہ ۸۵۶ ہجري میں شاہ جونپور سے لڑائي شروع ہوئي اور چھبیس برس تک قایم رہي مگر اسکے درمیان میں کبھي کبھي تھوڑے دنوں کے لیئے بغاوت کي صلح آشتي بھي ہوتي رہي چنانچہ انجام اُسکا یہہ ہوا کہ سنہ ۱۴۷۸ ع مطابق

سنه ۸۸۳ هجري میں جونپور فتح هوا اور همیشه کے لیئے دلي کي
سلطنت میں شامل هوگیا بہلول اس طول طویل لڑائي کے بعد دس برس
تک زنده رها اور چهوٹي چهوٹي لڑائیاں لڑا کیا اور ادهر اودهر کے ملکوں
کو فتح کرتا رها یہانتک که سنه ۱۴۸۸ ع مطابق ۸۹۴ هجري میں مرگیا
اور مرتے دم تلک اتنا ملک چهوڑ گیا که جمنا سے کوه همالیه تک اور
جمنا کے مشرق میں بنارس تک اور اُسکے مغرب میں بندیل کهنڈ تک
پهیلا هوا تها *

سکندر لودهي کي سلطنت کا بیان

اس بادشاه کي تخت نشیني پر اُسکے بهتیجے شیر خواره کیطرف
سے چند سرداروں نے جهگڑا کهڑا کیا اور اس بادشاه کے دو بهائیوں نے
میدان کي لڑائیاں قایم کیں اور هتیاروں کي نوبت پهونچائي اور منجمله
اُنکے ایک بهائي بہت جي توڑ کر لڑا مگر سکندر سب پر غالب آیا اور
جو لوگ اُنکے شریک حال تهے اُنسے اچهي طرح پیش آیا اور اپنے بهائي
بندوں پر بہت سي مہرباني کي اور صوبه بہار کو بنگال کي سرحدونتک
دلي کي سلطنت میں شامل کیا اور بندیل کهنڈ کیجانب میں بهي اپنے
ملک کو وسعت بخشي مگر یہه بادشاه منجمله اُن متعصب بادشاهوں
کے تها جو دلي کے تخت پر بیٹهے تهے چنانچه جو شہر اور قلعه هندوؤں
کے فتح کرتا تها تو اُنکے مندروں کو ڈها پهوڑ کر برابر کردیتا تها اور تیرت
جاتره اور جمنا گنگا کے اشنان سے روکتا ٹوکتا تها یہانتک که ایک موقع پر
اُسنے اپنے تعصب کي نوبت ظلم و ستم کي غایت تک پهونچائي یعني
ایک † برهمن اس مسئله کے شایع کرنے میں بہت سرگرم تها که اگر تمام
مذهبوں پر جي جان سے عمل کیا جاوے تو خدا کے نزدیک برابر مقبول
هیں چنانچه اُسنے اُس برهمن کو اپنے روبرو طلب کیا اور باره فاضلوں

---

† یہه برهمن معلوم ایسا هوتا هی که کبیر کے چیلوں میں سے تها جو ایک
هندو حکیم تها اور اسي صدي کے شروع میں اسي قسم کے مسائل کي تعلیم کیا کرتا تها

کے سامنے ثبوت اُس مسئلہ کا اُس سے چاہا اور جب کہ اُس نے اپنے مسئلے نچھوڑے تو اُسکو قتل کرایا *

علاوہ اُسکے جب ایک مسلمان نے کسي جگہہ پر تیرتہ جاترہ کي روک ٹوک پر اُسکو سمجھایا اور گونہ ملامت کي تو اُسنے اپني تلوار سونت کر اُسپر چلائي کہ ای بدبخت تو بت پرستي کا حامي هوتا هی مگر جب اُس نے یہہ عرض کیا کہ میں بت پرستوں کا مدد و معاون نہیں بلکہ میري غرض یہہ هی کہ بادشاهوں کو یہہ امر شایان و سزاوار نہیں کہ وہ اپني رعایا کو ستایا اور اُنکے دلوں کو دکھایا کریں تو وہ گونہ ٹھنڈا هوا اور غصہ اُسکا دھیما پڑا *

ایک مرتبہ ایسا اتفاق هوا کہ جب وہ اپنے ہاتھي پر چڑهکر جاتا تھا تو اُسکی حق میں ایک قلندر نے فیروزمندي کي دعا کي اور اُسنے یہہ بات کہي کہ بابا تو اُسکے حق میں دعاکر جو اپني رعایا کا بھلا چاهے *

یہہ بادشاہ ایک شاعر تھا اور عالم فاضلوں کو بہت مانتا تھا اٹھائیس برس سلطنت کرکے آگرہ میں اس جہاں فاني سے گذرا *

ابراهیم لودهي کي سلطنت کا بیان

یہہ بادشاہ اپنے باپ کا جانشین هوا مگر اپنے باپ کي خوبیوں سے محض معرا تھا یہاں تک کہ بھائي بند اُسکی اُسکے غرور و نخوت کے باعث سے سخت متنفر اور سردار اُسکے اُسکي وهمي مزاج کے مارے تنگ اور پریشاں تھے چنانچہ ان باعثوں کي ضرورت سے اُسکي سلطنت میں روز روز شور و فساد برپا رهے یہاں تک کہ شروع سلطنت میں اُسکا ایک بھائي جونپور کا بادشاہ پکارا گیا مگر بارہ مہینے کے اندر اندر مغلوب هوا اور ابراهیم نے اُسکو پوشیدہ پوشیدہ قتل کیا اور باقي بھائیوں کو عمر بھر قید رکھا بعد اُسکے ایک سردار اسلام خاں نامي باغي هوا اور عین میدان میں مارا گیا اور بہت سے بڑے بڑے آدمي اور صوبوں کے حاکم بغاوتوں میں شریک هونے سے اور بہت سے لوگ شک شبہہ میں کھلم کھلا مارے گئی

اور بہت سے لوگوں کو قید کرکے درپردہ قتل کرایا اور ایک حاکم کو ایسی
حالت میں مروا ڈالا کہ وہ اپنی گدي پر بیٹھا تھا غرض کہ ایسی کاموں سے
لوگوں کا اطمینان اوٹھہ گیا اور بہت سے سردار اسکے باغي طاغي هوگئی
یہاں تک کہ ملک کا مشرقي حصہ بالکل قابو سے نکل گیا اور دریا خاں
لوحاني کا مطیع و محکوم هوکر بجاے خود مستقل هوگیا اور جب دریا
خاں لوحاني مرگیا تو آسکی بیٹے نے بادشاهي کا خطاب اختیار کیا *

هندوستان پر بابر کي چڑهائي کا بیان

پنجاب کے حاکم دولت خاں لودهي نے اور سرداروں کے قتل و قمع
سے خوف کھاکر بغاوت اختیار کي اور اپني امداد و اعانت کے لیئے بابر
بادشاہ کو بلایا جو تھوڑي مدت سے کابل میں سلطنت کرتا تھا مگر پہلے
اس سے بابر ملک پنجاب پر حملہ کرچکا تھا اور دعوی اسکا یہہ تھا کہ
پنجاب کا ملک میرے جدامجد تیمور لنگ کا ترکہ هی اور میں آسکا وارث
هوں اور اب جو دولت خاں نے اسکو بلایا تو اسنی بڑي خوشي سے قبول
کیا مگر بعض بعض پٹھاں سرداروں نے یا تو ابراهیم شاہ لودهي کے نمک کا
حق بجاکر یا بیگانہ آدمي یعني بابر بادشاہ سے نفرت کرکے غرض کہ
کوئي سبب قایم کیا جاوے دولت خاں کو حکومت گاہ سے خارج کیا اور
بابر سے بمقابلہ پیش آئے مگر انجام اُسکا یہہ هوا کہ سنہ ۱۵۲۴ ع مطابق
سنہ ۹۳۰ هجري میں لاهور کے قریب اُنکو شکست فاحش نصیب هوئي
اور بابر کي فوج نے لاهور کو جلا پھونک کر خاک سیاہ کیا بعد آسکے دیپالپور
پر چڑهائي کي اور محصوروں کو پکڑ جکڑ کر گردن مارا اور اسي جگہہ
دولت خاں بابر کي خدمت میں حاضر آیا مگر تھوڑے دنوں بعد اُسکے
ارادوں کي نسبت بابر کو کچھہ شبہہ دامنگیر هوا چنانچہ اُسکے بیٹوں
سمیت اُسکو مقید کیا اور جب تھوڑي مدت گذرنے پر بابر نے ترس کھایا
تو اُسنے اُسکو رها کیا اور نہایت تعظیم تکریم سے پیش آکر جاگیر اُسکے لیئے
مقرر فرمائي مگر باوجود اس مدارات اور خاطرداري کی اُس بے اعتباري

کو رفع نکرسکا جو دولت خاں اور اُسکے بیٹوں کے دلوں میں اُسکی طرف سے مستقر و متمکن هوئي تهي یہاں تک که جب بابر دلي کي جانب روانه هوا اور رفته رفته شهر سهرند تک پهونچا دولت خاں ایک بیٹی سمیت باغي هوا † اور پهاڑوں میں چلا گیا چنانچه بابر نے ایسے خطرناک دشمن کو پیچهے چهوڑنا مناسب نسمجها اور کابل کو لوٹنے کا ارادہ کیا مگر باوجود اُسکے اُن ملکوں پر جما رها جنکو اُسنے فتح کیا تها اور اپنے اعتمادي لوگوں کو اُنپر مقرر کیا چنانچه ابراهیم شاہ کے چچا علاوالدین کو دیبال پور پر چهوڑا مگر ایسا معلوم هوتا هی که یهه علاوالدین ابراهیم کي قید سے بهاگ کر بابر کے پاس ایا تها بعد اُسکے جب کابل کي طرف کو بابر آگے بڑها تو دولت خاں نے ملک پنجاب کو روند سوند کر پامال کیا اور جب علاوالدین اُسکا مقابله نکرسکا تو وہ بهي کابل کو چلتا هوا مگر دولت خاں کا انجام یهه هوا که بابر کے ایک سردار نے اُسکو شکست دیکر مغلوب کیا اور جب که بابر شهر بلخ کو اوزبکوں کي شر و آفت سے بچا رها تها تو اُسنے علاوالدین مذکورالصدر کو هندوستان کي جانب روانه کیا اور اپنے سرداروں کے نام اُسکي امداد و اعانت کے لیئے پروانے بهیجے غرض که علاوالدین اُن سرداروں کي امداد و کمک سے دلي کو روانه هوا اور نوبت اُسکي یهه پهونچي که جو لوگ ابراهیم شاہ کي فوج سے ناراض هوکر آتے تهے وہ علاوالدین کے لوگوں میں داخل هوتے تهے یہاں تک که رفته رفته فوج اُسکي چالیس هزار آدمیوں کے لگ بهگ هوگئي غرض که علاوالدین اس فوج کو همراہ اپنے لیکر دلي کي رونی تک پهونچا اور ابراهیم شاہ سے لڑ بهڑ کر شکست فاحش کهائي اور بابر اُس زمانه میں بلخ کا جهگڑا چکاکر لاهور تک پهونچا تها اور دولت خاں کے پیچهے پهاڑوں میں گیا

---

† دولت خاں کا دوسرا بیٹا دلاور نامي بابر کا مطیع و محکوم رها اور وہ بابر کا معتمد تها خطاب اُسکا خان‌خاناں اور وہ خود دلي کے دربار میں دوسرے درجه کا امیر تها اور همایوں اور بابر دونوں باپ بیٹوں کے عهد دولت میں بڑا ذي اختیار رها

تھا چنانچہ دولت خاں نے جان اپني بچائي اور بابر کي اطاعت قبول کي اور قلعہ کو ملازمان بابري کے سپرد کیا † بعد اُسکے پہاڑوں پہاڑوں بابر روپڑ میں داخل ہوا جو ستلج کے کنارے لودھیانہ سے اوپر کي جانب کو واقع هی اور روپڑ سے سیدھا دلي کو روانہ ہوا اور پاني‌پت کے ڈیروں ابراهیم‌شاہ کے پاس پروس آپ کو پایا جو اُسکے مقابلہ کے واسطے ایک لاکھہ آدمي اور ایک هزار هاتھي لایا تھا اور بابر کے روبرو ایساهي لوگوں نے بیان کیا اور جب کہ بابر ابراهیم شاہ کے لشکر کے قریب آیا تو ایک مقام اُسنے پسند کیا اور اپنے توپوں کو چمڑے کي رسیوں سے اکھٹا کرکے باندھا اور توپوں کے آگی پیادوں کي صفیں باندھیں اور پیادوں کے آگے چھاتي چھاتي برابر دمدمے باندھے اور علی هذالقیاس اُسنے بازوں کو بھي دمدموں سے مضبوط و مستحکم کیا اور فوج اُسکي کل بھیڑبنگاہ سمیت بھي بارہ هزار آدمیوں سے زیادہ نتھے اور جب کہ ابراهیم اُسکے بہت قریب آپہنچا تو اُسنے بھي اپنے مقام کو مستحکم کیا مگر ابراهیم کو اسقدر صبر نہوا کہ وہ بابر کے دھاوے کا منتظر بیٹھے چنانچہ اُسنے چند روز کے بعد اپني فوج کو اُسکي جگہہ سے اوکھاڑا اور بابر کي فوج پر پہلے پہل آپ حملہ کیا یہاں تک کہ جب ابراهیم کي جانب سے لڑائي شروع هوئي تو بابر نے خود مقابلہ پر آکر اپني فوج کے دائیں بائیں کو ابراهیم کي فوج کے دائیں بائیں اور نیز اُسکي پشت پر حملہ کرنیکا حکم سنایا چنانچہ اُسکي فوج نے پیش قدمي کرکر ابراهیم کي فوج پر تیروں کا مینھہ برسایا اور ابراهیم کي فوج نے چند بار اس نظر سے حملے کیئے کہ غنیم کي فوج کو تتر بتر کرے مگر نتیجہ اُلٹا پڑا کہ خود وهي فوج پراگندہ هوگئي اور بابر کہ اب تک توپونکي مارمار سے حریف کي فوج کو توڑ پھوڑ رہا تھا اپني فوج کے قلب پر آیا اور اُنکو آگی بڑھنے کا حکم سنایا جنکے آگی بڑھنے سے حریف کي تباهي پوري پوري هوگئي

† دولت خاں کا بیٹا غازي خاں بھاگ گیا اور بابر نے اُسکے ایسے کتب‌خانہ پر قبضہ کیا جسمیں نہایت عمدہ عمدہ کتابیں مجتمع تھیں مگر بحسب ظاهر یہہ کہہ سکتے هیں کہ اُن روزوں کے پٹھان سرداروں کے لیئے ایک قران هی کتب‌خانہ تھا

یہاں تک کہ خود ابراہیم اپني جان سے مارا گیا اور ہندوستاني فوج نے جو محصور ہونیکی قریب آپہونچے تھے بہت بڑا صدمہ اُٹھایا بابر نے کھیت کو دیکھکر یہہ تخمینہ کیا کہ دشمن کے پندرہ سولہ ہزار آدمي کام آئے منجملہ اُنکے پانچ چھہ ہزار ایسے تھے کہ وہ اپنے بادشاہ کے آس پاس آس کھیت میں کٹے پڑے تھے مگر ہندوستانیوں نے بابر کے سامنے یہہ بیان کیا کہ عین لڑائي بھڑائي اور بعد اُسکے تعاقب میں چالیس ہزار آدمیوں سے کچھہ کم نہیں مارے گئے *

یہہ لڑائي ایسي ہوئي کہ اُسمیں کسي فریق کا فن و ہنر بہت ظاہر نہیں ہوا اِس لیئے کہ صبح سے دو پہر تک قایم رہي بابر کا بہت خوشي سے یہہ بیان ہي کہ ہماري توپیں بہت مرتبہ چلائي گئیں اور اُنسے بہت عمدہ کام نکلا اور اُس زمانہ میں بلاد یورپ میں بھي توپوں سے کچھہ بہت کام چلتا نتھا اور باوصف اسکے دشمن کے بازوؤں اور پیچھے کو تیروں کي مار سے توڑنے میں جو تدبیر بابر نے برتي وہ تدبیر اُسکي کامیابي کي نظر سے معقول اور صائب معلوم ہوتي ہي مگر ہمت و ہنر کے لحاظ سے تعریف و توصیف کے شایاں و سزاوار نہیں بلکہ اگر حریف اُسکا چابک و ہوشیار اور چالاک و طرار ہوتا تو وہ تدبیر اُلٹي پڑتي یعني لینے کے دینے پڑتے *

دلي آگرہ پر بابر کے قبضہ کا بیان

دلي کے لوگوں نے بابر کي اطاعت اختیار کي اور بابر نے آگے بڑھکر آگرہ پر قبضہ کیا جہاں تھوڑے دنوں سے بادشاہ رہنے لگے تھے *

ابراہیم کے امیروں کي فہرست جو فرشتہ والے نے لکھي ہے اُس سے دریافت ہوتا ہی کہ وہ امیر یا لوحانے لودھي قوم افغانوں کے یا فرمولي تھے اور فرمولي خلجیوں میں سے نہیں تھے تو خلجیوں کي مانند افغانوں میں داخل ہوگئے تھے *

گوالیار کا راجہ جو سکندر لودھي کے عہد دولت میں مطیع اور ابراھیم کي رفاقت میں جنگ و جدال کے معرکونمیں شریک و شامل تھا عین میدان میں مارا گیا *

بابر نے حال اُس فتح کا نہایت خوش خلقي سے بیان کیا چنانچہ وہ اس فتح کو سلطان محمود غزنوي اور شہاب الدین غوري کي فتوحات کے برابر سمجھتا ھی *

اگرچہ ھندوستان کے اُن چند ابتر صوبوں کي فتح کو جو ابراھیم کے قبض و تصرف میں داخل تھے تمام ھندوستان کي فتح سمجھنا بجا اور درست نہیں مگر باوجود اسکے بابر کي فتح کو یہہ تسلیم کرنا چاھیئے کہ وہ ایسا ھي بڑا کام تھا جیسے کہ اثر اُسکا بڑا اور مستقل ھوا اس لیئے کہ اُسکي فوج اُس ملک کے قبضہ کے لیئے بھي کافي وافي نتھي جسکو اس نے مطیع اپنا کیا تھا اور اُس فوج کو اپنے ملک سے بہت دشواري سے لایا تھا اسلیئے کہ اب تک بھي اُسکو اوزبکونکا خوف و اندیشہ باقي تھا جنکے مقابلہ میں تیمور کے خاندان کي ساري قوت بھي تھر نسکي تھي جن مقاموں پر لوگوں نے بابر کا مقابلہ کیا وہ اُنسے ایسي بیرحمي سے پیش آیا جیسے کہ تیمور لنگ پیش آیا تھا جسکي پیروي اُسنے کي اور بمقتضاے اسکے کہ مصرعہ (ازان پر ھنر بے ھنر چوں بود) یہي قیاس بھي چاھتاھی وہ طریقے کہ جو رعب داب بیٹھانے کے لیئے بابر نے اختیار کیئے تھے وہ اس نظر سے کسیقدر واجب تھے کہ فوج اُسکي بہت تھوڑي تھي مگر نہایت عمدہ عذر اُسکے حق میں یہہ ھی کہ اُسکے ملک کا یہي طریقہ تھا یعني اُنکي طبیعتوں میں بیرحمي اور ناخدا ترسي بہت سمائي ھوئي تھي مگر اصل خلقت میں مزاج اُسکا نرم اور طبیعت اُسکي حلیم و سلیم تھي اگرچہ چند واقعوں اور دو چار خونریزیوں کے باعث سے جنکا بیان اُسکے سرگذشت میں پایا جاتا ھی گونہ حیران اور خیلي متنفر ھونا پڑتا ھی مگر اُسکي اصلي طبیعت پر واقعات مذکورہ سے کوئي دھبہ اسیطرح

سے نہیں لگتا جیسے کہ قیصر کی ذاتی خرے و خصلت پر قدیم فرانسیسوں اور سمندر کے چوروں کے قتل و قمع سے نہیں لگتا *

یہہ بابر ایسے بادشاہوں کے خاندان کا بانی مبانی ہوا جنکے عہد سلطنت میں ہندوستان کا ملک غایت شادابی اور نہایت آبادی کو پہنچا اور جسقدر حکومتیں کہ آجکل ہندوستان میں قایم ہیں وہ اُنہیں بادشاہوں کی تباہی کے نتیجے اور بربادی کے ثمرے ہیں *

—*—

ساتواں حصہ

خاندان تیمور کا بیان

بابر کي فتح سے اکبر کی تخت نشیني تک کا بیان

پہلا باب بابر کي سلطنت کے بیان میں

بابر کے خاندان اور اُسکے آغاز عمر کا بیان

جب کہ بابر نوجوان لڑکا تھا تو اُس نے بڑے بڑے کارنمایاں † دکھلائے اور بڑي بڑي گردشیں دیکھیں وہ تیمور لنگ کي چھٹي پشت میں تھا اور ابوسعید اُسکے دادا کا ملک ابوسعید کے بیٹوں پر تقسیم ہوگیا تھا چنانچہ منجملہ اُسکے سمرقند اور بخارا احمد مرزا کے حصہ میں اور شہر بلخ محمود مرزا کے اور کابل تیسرے بیٹے الغ بیگ کے قبضہ میں آیا اور چوتھا بیٹا عمر شیخ مرزا جو بابر کا باپ تھا پہلے کابل کا حاکم رہا مگر بعد اُسکے خود باپ کے عین حیات میں فرغانہ کو بدلا گیا جو دریائي جگسرتیز کے بالائي حصہ میں واقع اور ایک چھوٹا ملک اچھا عمدہ زر خیز ہی جسکا ذکر اکثر بابر نے بڑي خوشي سے کیا بابر کي ماں ایک مغلاني تھي جو محمود خاں کي ہمشیرہ تھي اور خود محمود خاں چغتا خاں کي اولاد تھا اور چنگیز خاں کے عہد سلطنت میں چغتا خانیوں کا سردار تھا مگر باوصف اِس علاقہ کے بابر کي طبیعت مغلوں سے مانوس نہوئي چنانچہ

---

† اس کتاب میں بابر کا حال اُسیکي سرگذشتوں سے لیا گیا جنکا ترجمہ ارس کاین صاحب نے کیا اور وہ چند باتوں میں فرشتہ والے کے بیان سے کسیقدر مخالف ہی

اُسنے ذکر اُنکا اپني سرگذشت میں بڑي حقارت سے ‡ کیا هی *

جب که سنه ۱۴۹۴ ع میں بابر کا باپ مرگیا اور بعد اُسکے وه تخت نشین هوا تو وه پورے باره برس کا تها اور عمر شیخ مرزا باپ اُسکا اس حال میں جهان فاني سے گذرا که وه اپنے بهائي احمد مرزا والي سمرقند اور اپنے ساله محمود خاں سے لڑ رها تها اور جب که عمر مرزا مرگیا تو ان مخالفوں کي طرف سے بابر کے حق میں بهي کوئي مروت ظاهر نهوئي بلکه اُنهوں نے بابر کي دارالسلطنت پر حمله کیا مگر وه بالکل ناکام رهے بعد اُسکے تهوڑے دنوں گذرنے پر احمد مرزا مرگیا اور بهائي اُسکا بلخ کا بادشاه اُسکا جانشین هوا اور جب که وه بهي مرگیا تو بعد اُسکے باینسنغر مرزا اُسکا بیٹا اُسکي جگهه بیٹها اور اُسکي جانشیني پر ایسے شور و فساد برپا هوئے که بابر نے سمرقند کي فتح کا اراده کیا اگرچه بابر گهر کي حکومت کے کام کاج تهوڑے عرصه تک کرچکا تها مگر تب بهي عمر اُسکي پندره برس کي تهي اور یهه بات که وه صغر سني کے باعث اور آمدني ملک اور باقي ذریعوں کے کمي سے چند بار اپنے اراده سے قاصر رها اور اپنے مراد کو نه پهونچا اسباب کي نسبت بهت کم حیرت افزا هی که اُسنے استقلال همت اور الوالعزمي کي بدولت سمرقند کو آخرکار سنه ۱۴۹۷ ع میں فتح کیا *

تیمور لنگ کے دارالسلطنت یعني سمرقند کے قبض و تصرف کو قایم و دایم رکهنا جو تمام ماوراالنهر کے فتوحات کا ایک بڑا وسیله تها بابر کے زور و قوت سے خارج تها اور اس لیئے که بهت دنوں کے قصے قضائوں کے

---

‡ ارس کاین صاحب لکهتے هیں که بابر کو مغلوں سے نهایت نفرت تهي مگر یهه کچهه عجیب نصیب کي بات هی که جس سلطنت کي بنیاد اُس نے هندوستان میں ڈالي اُسکو هندوستان کے لوگوں اور بنگاله کے ملکوں کے مورخوں نے بهي مغلوں کي سلطنت کے نام سے مشهور کیا (ارس کاین صاحب کا ترجمه بابر کي سرگذشت کا صفحه ۲۳۶) مگر شهرت کا باعث یهه هی که هندوستاني لوگ تمام شمال کے مسلمانوں کو پٹهانوں کے علاوه مغلوں کے نام سے پکارتے هیں اور اب خاص ایرانیوں کو مغل کهتے هیں

مارے وہ ملک تباہ و خراب هوگیا تھا اور اُسمیں اسقدر قوت باقي نرهي تهي کہ بابر کي فوج کي تنخواہ اُسکي امدني سے ادا کیجاوے تو بہت سے لوگ اُسکي نوکري چهوڑ چهوڑ چلے گئے اور فرغانہ میں جاکر باقي فوج کو بهکانے لگي چنانچہ آخرکار اُنہوں نے احمد تنبول کو سردار اپنا بنایا جو خود بابر کا ایک سردار تها اور جہانگیر مرزا بابر کے چهوٹے بهائي کے نام سے بغاوت اختیار کي غرض کہ ایسي بغاوت کے برپا هونے سے جو خاص گهر میں پیدا هوئي تهي توقف کي مجال نرهي چنانچہ بابر نے تین مہینے دس دن کي حکومت پر سمرقند کو چهوڑا اور فرغانہ کو روانہ هوا اور جب کہ وہ اُسطرف روانہ هوا تو سارے سمرقند والے یک قلم پهرگئے اور ایک سخت بیماري کے عارض هونے سے جس سے بدشواري نجات پائي اُسکي کار و بار میں اتنا بڑا هرج واقع هوا کہ جب وہ سمرقند سے نکلا تو اُسکے کانوں میں یہہ بهنک پڑي کہ موروثي ملک اُسکے قبضہ سے نکل گیا اور جب کہ اُسنے یہہ نقشہ دیکها تو اپنے ماموں محمود خاں سے ملتجي هوا چنانچہ گاهے گاهے اُسکي امداد و اعانت سے اور اکثر اوقات اپني سعي و کوشش سے سمر قند اور فرغانہ پر مختلف حملے کیئے اور کچهہ کچهہ کامیاب بهي هوا یہانتک کہ سنہ ۱۴۹۹ع میں موروثي سلطنت پر قبضہ پایا مگر اب تک وہ باغیوں پر پورا پورا غالب نہوا تها کہ اُسکو اسباب کي ترغیبیں دي گئیں کہ وہ سمرقند کیطرف روانہ هووے چنانچہ وہ سمرقند کي جانب روانہ هوا مگر حسب اتفاق اب تک وہ سمرقند تک نہ پہونچا تها کہ اُسکو یہہ پرچا لگا کہ سمرقند و بخارا پر اوزبکوں نے † قبضہ کیا جو اُس سلطنت کي بنیاد ڈال رهے تهے جو ماوراءالنہر پر آج اُنکو حاصل هی *

---

† یہہ اوزبگ جنکا خطاب ایک اُنکی سردار سے نکلا ترک اور مغل اور فینک کے مجموعہ سے ایک قوم بنگئي مگر ترک اُس مجموعہ میں سب سے زیادہ تهی اور وہ لوگ پہلی دریاے جیک پر بستے تهے اور ملک سائیبیریا کے ایک بڑے حصہ پر قابض تهے (ارس کاین صاحب کا دیباچہ ترجمہ سرگذشت بابر کا صفحہ ۵۹ و ۶۰)

اسي عرصه میں احمد تنبول نے پھر سر اوبھارا چنانچه اُسنے فرغانه پر قبضه کیا اور بابر ایسے پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور ہوا جو فرغانه کے جنوبی جانب مشرق واقع ہیں اور نہایت دشوار اور صعب گزار ہیں اور جب که اُسکو یہه بات دریافت ہوئي که شہباني خاں سردار اوزبکوں کا سمرقند کو چھوڑ کر کسي مہم پر چڑہ گیا تو اپني ذاتي دلاوري اور اصلي همت کے تقاضے سے سمرقند پر چھاپے مارنیکا ارادہ کیا چنانچه صرف دو سو چالیس آدمي لیکر روانه ہوا اور راتوں رات زینه لگاکر سمرقند کي روني پر چڑہ گیا چنانچه پہرہ والوں پر غالب آیا اور کمال چستي چالاکي اور دلاوري ظاهر کرکے اپنے لوگوں کا یہانتک بھرم بڑھایا که تمام شہر والے طرفدار اُسکے ہوئے اور اوزبکوں کو جگہه جگہه قتل کیا شہباني خاں یہه خبر سنکر بہت جلد پھرا مگر جب اسنے یہه دیکھا که شہر کے لوگوں نے شہر کے دروازہ بند کئے تو لاچار ہوکر بخارا کو چلا گیا بعد اسکے سارا سغدیانه بابر کے قبضه میں آگیا چنانچه وہ چھه مہینے تک تمام امن و امان سے اسپر قابض اور متصرف رہا اور اس عرصه میں آس پاس کے بادشاہوں کو یہه بات اسنے سمجھائي که تم سب کو اوزبکوں سے مضرت پہونچیگي اور یہه فقرہ سناکر سب کے متفق کرنے میں بڑي دوڑ دھوپ اسنے کي مگر کوئي سعي اسکی کام نه آئي اور مراد اسکي پوري نہوئي اور شہباني خاں کے تمام زور و قوت کا مقابله آپ هي اسکو کرنا پڑا اور جو کامیابي کي آرزوئیں اسکے دل میں سما رهي تهیں اُن مغلوں کي نالایقي سے بر نه آئیں جو اسکي امداد و اعانت کے واسطے آئی تھے اور وجهه اسکي یہه ہوئي که وہ نالایق نابکار بابر کے اسباب کو لوٹنے کھسوٹنے لگے اور اسکے مخالف سے تھوڑا بہت بھي نه لڑے چنانچه انجام اُسکا یہه ہوا که بابر کو شکست ہوئي اور رهي سہي فوج سمیت سمرقند کي چاردیواري میں گھس گیا اور یہه ارادہ کیا که مرتے دم تک سمرقند کو غنیم کے دھاوؤں سے محفوظ رکھونگا چنانچه چندبار اُسنے دشمنوں کے حملوں کو رفع دفع بھي کیا مگر جب که شہباني خاں

نے پورا محاصرا کیا اور چار مہینے تک اپنے بدخواہوں کو بھوکھوں مارا تو بہت سے شہر والے مرگئے سیکڑوں سپاہی شہر کی روٹی سے لٹک کودکو بھاگ گئے باقی بابر کا یہہ حال ہوا کہ اُسنے بھی بھوکوں کے مارے شہر والوں کی طرح مصیبتیں اوٹھائیں اور آخرکار شہر کے چھوڑنے پر مجبور ہوا بعد اُسکے دو برس تک بڑی مصیبتوں سے دن کاٹے یعنی کبھی کبھی پہاڑوں میں رہا اور اکثر اوقات اپنے چچا کے لشکر میں برے دن بسر کئے اور افلاس کی یہہ نوبت پہونچی کہ نوکر چھوڑ چھوڑ بھاگ گئے اور باربار کی مصیبت سے بالکل مایوس ہوا اور ایکبار اسنے یہہ ارادہ کیا کہ چین کو چلا جاوے اور گمناموں کی طرح سے کسی گوشہ میں گھس بیٹھکر باقی عمر اپنی بسر کرے مگر کبھی کبھی فرغانہ کے خالی ہونے سے اُسکے ٹھنڈے جی میں اوبال آتے تھے اور مرے ہوئے امیدیں اسکی جی جاگ اوٹھتی تھیں چنانچہ اخرکار اسنے اپنے چچا کی امداد و اعانت سے قدیم دارالسلطنت پر قبضہ کیا اور مرزا جہانگیر اُسکا بھائی جو اب تک بحسب ظاہر مخالف اور ناموافق تھا اُس سے کھلم کھلا اُملا پھر تو احمد خاں تنبول ایسے اڑے وقت میں اوزبکوں کی بڑی مدد کمک لایا کہ بابر مغلوب ہوا اور جب کہ شہر کے بازاروں میں بڑی کڑی لڑائی پڑی تو بابر جان بچاکر بھاگ گیا اور اوزبکوں نے ایسا سخت تعاقب کیا کہ تمام رفیق اُسکی ایک ایک کرکے پکڑے گئے بلکہ خود گھوڑا اُسکا ایسا ہار گیا تھا کہ احمد خاں تنبول کے دو سپاہیوں نے اُسکو جا دبایا اور اُنہوں نے بابر کو یہہ سمجھایا کہ وہ احمد خاں کی اطاعت قبول کرے اور بابر اُنکو جواب دیتا جاتا تھا اور عین گفتگو میں گھوڑے کو پہاڑوں کی طرف بڑھاے چلا جاتا تھا یہاں تک کہ اُسنے یہہ بات سمجھی کہ میں نے اپنی نرم کلامی اور منت سماجت سے اُنکو دوست اپنا بنالیا اور وہ دونوں میرے درد شریک ہوگئے چنانچہ اُنہوں نے بھی بڑی سخت قسم کھائی اور یہہ اقرار کیا کہ ہم تیرے درد شریک ہیں مگر بعد اسکے اُن دونوں نے خواہ اس وجہہ سے کہ حقیقت میں

سچي قسم نکهائي تهي يا وه بعد اُسکے اپنے قول و قسم سے پھر گئے بابر کے ساتهه ایسي دغا کي که اُسکو اُسکے دشمنوں کے حواله کردیا چنانچه بعد اُسکے بابر نے بڑي دشواري سے آزادي حاصل کي مگر قید سے چھوٹنے پر ایسي صورت پیش آئي که اسکي مایوسي قید سے کچھه کم نه تهي یعني شیباني خاں نے اُسکے چچا کي مغلیه فوج کو شکست فاحش دي اور خود اُسکو گرفتار کیا اور اضلاع بلخ کے علاوه ماوراءالنهر کے تمام اضلاع اوزبکوں کے قبض و تصرف میں آگئے غرض که جب بابر کو کوئي امید باقي نرهي تو فرغانه کو پوري پوري الوداع اور پچھلي خدا حافظ ناصر کهکر کوه هندوکش کے سلسله سے آگی نئی نئی ملکوں میں بخت آزمائي کے لیئے روانه هوا *

ایسے ایسے کاموں کے بعد جو اُس سے ظهور میں آئے اور ایسي ایسي مصیبتوں کے پیچھے جو اُس نے اوٹھائیں اور وه ایک بڑي طول طویل عمر کے لیئے کافي وافي تهیں بابر کي عمر کل تیئیس برس کي تهي اور ان بیشمار ناکامیوں کے صدمه جواني کے زوروں پر سہارے چنانچه وه آپ بیان کرتا هی که میںنے اکثر اوقات بهت سے آنسو بہائے اور درد آگیں شعر تصنیف کیئے مگر عموماً خوش مزاجي اُسکي اُسکو سنبهالتي رهي جسکي بدولت حال کے مزے اُتهاتا تها اور آینده کے لیئے اچھے اچھے خیال باندهتا تها۔ چنانچه اُسنے بیان کیا که جب سمرقند کو خالي کیا تو بعد اُسکے چند روز ایسي خوشي حاصل هوئي که ویسي کبهي نصیب نهوئي تهي یعني رات بهر اپني نیندوں سویا اور پیٹ بهر من مانتا کهانا کهایا اور فکر و تردد سے نچنت بیٹھا اکثر اُسنے اسیطرح زندگي کا حظ اوٹهایا هزار آفریں اُسکي اوقات بسر کرنے کي عادتوں بے تکلفي اور ساده مزاجي پر کهني چاهیئے اسلیئے که اُسنے ایک بڑي مهم کے بیان میں ایک قسم کے خربوزه یا تربوز کا بیان کیا جس سے اُسکو حیرت حاصل هوئي اور ایسي خفیف خبر کے بیان کے لیئے اُس بڑے بیان کو چهوڑا اور اُسمیں توقف برتا اور جب کبهي اُسکو نچنت بیٹھنے کي فرصت هاتهه آتي تهي تو باغ کے دهندوں میں مصروف

رهتا تها اور تمام سفروں میں خواہ لڑائي بهڑائي میں خواہ امن چین کے دنوں میں پهول بوٹوں اور خوشنما صحراؤں کے سیر و تماشی کو هاتهہ سے نديتا تها اگرچہ اور بادشاهوں کے شوق ذوق اور خیالات اس وجہہ سے شاید هم نہیں جانتے کہ اُنهوں نے حال اپنا بیان نہیں کیا مگر ایشیا کي تاریخوں میں کسي بادشاہ کے شوق ذوق اور مزاج کا حال اسقدر هم نہیں جانتے جیسا کہ بابر کے حالات سے هم واقف هیں*

بابر کا قبض و تصرف کابل کي سلطنت پر

بلخ اس زمانہ میں خسرو شاہ کے قبض و تصرف میں تها جو بابر کے متوفی چچا کا بڑا بهاري رفیق تها اور بعد اُسکے بابر کے چچا زاد بهائي باینسنقر مرزا کا وزیر رها تها جسکو بابر نے سمرقند سے خارج کیا تها اور اُسکے قبض و تصرف کي وجہہ یہہ تهي کہ اُسنے اپنے آقا باینسنقر مرزا کو قتل کیا تها اور اُسکي جگهہ بادشاہ بن بیٹها تها خسروشاہ نے بابر کے موافق کرلینے کے لیئے بہت سي سعي و کوشش برتي چنانچہ جب بابر اُسکي قلمرو میں گذرا تو اُسنے بظاهر بڑي مہماني کي تهي اور یہہ مدارات اُسکي اسلیئے تهي کہ وہ آپ کو محفوظ نسمجهتا تها چنانچہ تهوڑي مدت گذرنے پر خسرو شاہ کے مغل ملازموں نے بابر سے یہہ خواهش جتائي کہ وہ ملازمان بابري میں داخل هونا چاهتے هیں غرضکہ وہ لوگ اب تک کهلم کهلا بابر کے ملازم نہوئے تهے کہ خسرو شاہ کا بهائي باقي خاں بابر سے موافق هوگیا اور اُسکے آنیکے ساتهہ اُسکي فوج بهي ساتهہ اُسکے چلي آئي اور بابر کا یہہ حال تها کہ جب وہ خسرو شاہ کي قلمرو میں پہونچا تها تو دو تین سو لاٹهي پونگے والے اُسکے همراہ تهے اور بعض بعضوں کے پاس کچهہ کچهہ هتیار بهي تهے اور کل دو خیمہ اُسکے ساتهہ تهے جنمیں سے عمدہ خیمہ اُسنے اپني ماں کو دیا تها مگر اب اُسکو بڑي عمدہ فوج تربیت یافتہ اور ساز و سامان سے درست هاتهہ آئي چنانچہ وہ اُسکو لیکر کابل کي طرف روانہ هوا اور یہاں کابل کا یہہ حال تها کہ بابر کا چچا مرزا الغ بیگ دو برس پہلے مرچکا تها اور اُسکے بیٹے

کو اُسکے وزیرنے خارج کیا تھا جسکو ارغون کے مغلي یا ترکي خاندان نے نکالا تھا جو تھوڑے عرصہ تک قندھار پر قابض و متصرف رہ چکا تھا غرض کہ سنہ ۱۵۰۴ ع میں بابر نے کابل کو فتح کیا اور کچھہ مقابلہ بھي کرنا پڑا بعد اُسکے بلخ اسکے ھاتھہ سے نکل گیا جسکو خسرو شاہ نے پھر حاصل کیا اور آخرکار اوزبکوں کے قبض و تصرف میں آیا اور یہي باعث ھوا کہ بابر کاتعلق ان ملکوں سے یک قلم منقطع ھوگیا جو پہاڑوں کے اُس طرف واقع تھے اور صرف کابل کا بادشاہ رہا اور هندوستان کي فتح سے پہلے پہلے بائیس برس تک وھیں سلطنت کي اور سترھویں صدي عیسوي کے آخر تک اسکي آل و اولاد نے هندوستان کي سلطنت کا مزا اوتھایا *

اگرچہ بابر کو ایک قرارگاہ في الجملہ حاصل ھوگئي تھي مگر چین اُسکو نصیب نہوا تھا بلکہ حقیقت میں اُس نے محنت و مشقت اور خطرونکي صورت کو بدلا تھا اسلیئے کہ باوجود اُسکے بھي ایسے قوي بیروني دشمنوں کا کھٹکا لگا رھتا تھا جنکا مقابلہ کامیابي سے آجتک نکرسکا تھا اور خاص ملک کا یہہ حال تھا کہ بہت سا حصہ اُسکا ایسي قوي خود مختار قوموں کے ھاتھہ میں دبا ھوا تھا کہ اُنکے ھاتھوں سے اُسکے چھوتنے کي امید نتھي اور باقي رھے سہے ملک میں سے بھي کسیقدر مخالفوں کے ھاتھہ چڑھا ھوا تھا اور اُسکا بادشاھي کا خطاب بھي عموما مسلم نتھا علاوہ اُسکے کوئي وزیر بھي اُسکا ایسا نتھا کہ اعتماد اُسپر ھوسکے اور جھانگیر بھائي اُسکا جو ایک مدت تک مخالف رہا تھا ابھي آکر ملا تھا یعني وہ بھي اعتماد کے قابل نتھا فوج اُسکي ایسے بے ٹھور ٹھکانے لوگوں کا مجموعہ تھا جنکو وہ خوب نجانتا تھا اور وہ لوگ ایسے تھے کہ اپنے پہلے اقاؤں سے بھي دغا کرچکے تھے *

پہلے پہلے کئي سال اُسنے قندھار کي فتح اور افغانوں اور ھزاریوں کے پہاڑوں میں مہمات کرنے اور ھرات کے بڑے خطرناک سفر طی کرنے میں صرف کیئے اور اس خطرناک سفر کي غرض غایت یہہ تھي کہ

خاندان تیمور کے جو لوگ هرات میں سلطنت کرتے تھے اُنسے اس مقدمہ میں صلاح مشورت کرے کہ اوزبکوں کے حملوں سے کسطرح بچنا چاهیئے چنانچہ ان موقعوں پر اسنے بڑي جان جوکھوں اُوٹھائي اور جو مصیبتیں کہ لڑائیوں میں پیش آئیں هیں اُنسے زیادہ زیادہ سختیاں سهیں یہانتک کہ هزاریوں کے پہاڑونمیں عین جاڑوں میں جب گذرتا تھاتوایک‌کوچمیں برف کے مارے جینے سے دور اور مرنے سے نزدیک هوگیا تھا اس زمانہ میں یعني سنہ ۱۵۰۶ ع میں جهانگیر بهائي اُسکا باغي هوا مگر اُسنے اُسکو پس پا کیا اور جان اُسکي بخشي اور جب کہ سنہ ۱۵۰۷ ع میں بابر هرات میں موجود تھا تو ایک بڑي بغاوت برپا هوئي جسمیں اُسکي مغلي فوج نے اُسکے چچیرے بهائي کو بادشاہ بنایا مگر بابر نے اُسکو بهي شکست دي اور قصور اُسکا معاف کیا بعد اُسکےاُن مغلوں کي سازش سے بربادي کے لگ بهگ پہونچا جو خسرو شاہ کے پاس سے بهاگ کر اُسکے پاس آئے تھے ان مغلوں کي بغاوت جو قریب دو تین هزار آدمیوں کے تھي پہلے پہلےاس طرح واضح هوئي کہ اُنهوں نے بابر کے پکڑنے کا ارادہ کیا تھا اور جبکہ بابر اُنکے هاتهوں سے نکل کر کابل سے بهاگا تو اُنهوں نے الغ بیگ کے بیٹے عبدالرزاق کو جسکي جگهہ سنہ ۱۵۰۸ ع میں خود بابر قابض هوگیا تھا حکومت کابل کے لیئے بلایا اور غالب یہہ هی کہ اِس جوان کے استحقاق کے دعوے کے بہت سے حامي اور مددگار تھے اسلیئے کہ خاندان تیمور کے تمام شاهزادے اُسکي سلطنت کو ایسا عام شکار اپنا سمجھتے رهے کہ جو کچھہ جسکے هاتهہ آیا وہ اُسکو دبا بیٹھا اور اُسکي قوت خاص اُن تعلقات پر منحصر تهي جو اُسکو ایسے ملک میں حاصل تهي جهاں باپ اُسکا سلطنت کرچکا تھا اور وہ تعلقات ایسے قوي تھے کہ انکے پاس و لحاظ سے بابر کي تمام فوج بابر کو چھوڑ کر چلي گئي یہانتک کہ پانسو آدمي باقي رهگئے اور یہہ ایسا نازک وقت تھا کہ تهوڑي سي مایوسي اور کوتاہ همتي بهي اُسکے لیئے نہایت مضر پڑتي مگر فوج کي قلت کا نقصان اُسکي ذاتي دلاوري بهادري سے جسکو

اُسنے طرح طرح سے ظاهر کیا پورا هوا چنانچہ اُسنے اُن تھوڑے لوگوں سے کئي بار حملے کیئے اور هر دهاوے پر آپکو لڑائي کي جلتي آگ میں ڈالا یہانتک کہ صرف اپني ذاتي دلاوریوں اور اصلي همتوں کي بدولت بگڑے کام کو دو بارہ سنوارا † اور بات اپني بنائي *

بابر جو بڑي بڑي لڑائیاں لڑا وہ اپنے پرانے دشمنوں یعني اوزبکوں سے لڑا بھڑا اسلیئے کہ جب ماوراءالنہر فتح هوچکي تو شہباني خاں نے خراسان پر حملہ کیا اور هرات پر قابض هوا اور خاندان تیمور کي بڑي شاخ کو پھولنے پھلنے سے کھویا بعد اُسکے قندهار کے اضلاع پر چڑهائي کي اور خود شہر قندهار کو فتح کیا اور هنوز اُسنے قندهار کے قلعہ کو فتح نکیا تھا کہ مصایب دور دراز کي ضرورت سے اُسکو پیچھے لوٹنا پڑا مگر باوصف اُسکي قلعہ کو ایسا کمزور چھوڑا کہ وہ اپنے قدیم قابضوں قوم ارغون کے قبضہ میں جو اُسکے آس پاس لگي هوئي تھي آگیا اور بعد اُسکے بہت دنوں تک یعني سنہ ۱۵۰۷ ع سے لغایت سنہ ۱۵۲۲ ع تک اُنکي قبض و تصرف میں باقي رها اب یہہ بات سمجھني اسان نہیں کہ اگر اوزبکوں کا دور دورا بنا رهتا تو بابر کا کیا حال هوتا هاں یہہ امر ممکن تھا کہ اگر شہباني خاں ایسے نئي دشمن کے مقابلہ پر نجاتا جسکي کامیابي نے تاتاریوں کي فتوحات کو خاتمہ پر پہونچایا تو بابر کا حال بھي ایساهي هوتا جیسا کہ اُسکے خاندان کے اور بہت سے بادشاهوں کا هوا یہہ نیا دشمن شاہ اسماعیل صفوي ایران کا بادشاہ تھا جسکے مقابلہ پر شہباني خاں اُسي زمانہ میں گیا اور اُسنے شہباني خاں کو سنہ ۱۵۱۰ ع میں شکست فاحش دیکر قتل کیا *

جب کہ شہباني خاں کام آیا تو بابر کے لیئے ایک نیا میدان خالي هوا بلکہ وهي میدان خالي هوا جسمیں اُسنے اغاز عمر میں بڑے بڑے

† ارس کائن صاحب کا قول بحوالہ تاریخ خافي خاں اور تاریخ فرشتہ کے اس بغاوت کے آغاز سے بابر کي سرگذشتوں کا سلسلہ منقطع هوگیا اور اگلے کئي برسوں کا حال اُسمیں مندرج نہیں اور ایسا معلوم هوتا هی نہ اُن برسوں کا حال کبھي لکھا نہیں گیا (ارس کائن صاحب کا ترجمہ بابر کي سرگذشتوں کا صفحہ ۲۳۶)

کارنمایاں کئي تھی چنانچه فی الفور اُسنی بلخ پر قبضه کیا اور شاہ اسمعیل سے رفاقت پیدا کي چنانچه ایرانیوں کی امداد و اعانت سے بخارا کو دبایا اور سنه ۱۵۱۱ع میں سمرقند پر پھر قابض ھوا *

مگر یہه بات اُسکي قسمت میں لکھي تھي که ماوراءالنهر میں بات اُسکي بني نرھے چنانچه ایک پورا برس نگذرا تھا که اُوزبکوں کے ھاتھوں سمرقند سے نکالا گیا اگرچه دو برس تک ایرانیوں کي امداد و اعانت سے لڑتا بھڑتا رھا مگر آخرکار اُسنی شکست فاحش کھائي اور رفته رفته یہاں تک نوبت اُسکي پہونچي که سنه ۱۵۱۴ع میں بلخ کے سوا ماوراءالنهر کا تمام ملک اسکی قبضه سے نکل گیا *

بعد اس بڑي ناکامي کے هندوستان پر متوجهه ھوا اور وہ بڑے بڑے کام اسنی کیئے جنکے نتیجه کا بیان اوپر ھوچکا *

بیان اُن کاموں کا جو ابراھیم شاہ پر فتح پانے کے بعد اُسنے کیئے

جب که سنه ۱۵۲۶ع مطابق سنه ۹۳۳ هجري میں وہ اگرہ کو فتح کرچکا تو اُسنے اول یہه کام کیا که جو غنیمت ھاتھه آئي اُسکو رفیقوں پر بانٹ چونٹ برابر کیا چنانچه اپنے بیٹے ھمایوں کو ایک ایسا ھیرا عنایت کیا جو تمام دنیا میں نظیر اپنا نرکھتا تھا اور ایک ایک شاہ رخي کا تحفه کابل کے چھوٹے بڑوں اور مرد عورتوں اور غلام آزادوں کے لیئے روانه فرمایا † *

† واضح ھو که اگرچه شاہرخي پونے سات آنه یا ساڑے سات آنه کي ھوتي ھی مگر کل رقم جسقدر که بابر نے بھیجي ھوگی وہ بہت بڑي رقم ھوگي چنانچه اور ایسے ایسے نامعقول خرچوں کے باعث سے لوگوں نے اُسکو قلندر کا خطاب دیا جو ایک فقیروں کا فرقه ھی اور دستور اُنکا یہه ھی که وہ کل کے واسطے باقي نہیں رکھتے اگرچه وہ ھمیشه فیاض رھا ھوگا مگر ھمیشه ایسي فضول خرچي نکرتا ھوگا اسلیئے که دریافت ھوتا ھی که جب کابل پر وہ قابض ھوا تو بعد اُسکے محاصل کي قلت سے اسیطرح کي دقت پیش نه آئي

اگرچہ بابر ہندوستان کي دارالسلطنت پر قابض تھا مگر تمام سلطنت پر اُسکا قبضہ نہوا تھا چنانچہ اُسکی قبضہ میں صرف وہ حصہ تھا جو دلي کے شمال مغرب میں واقع ھی اور نیز وہ تنگ خطہ تھا جو جمنا کے کنارے کنارے آگرہ تک پورا ہو جاتا ھی اور وہ ملک جو گنگا کے مشرق میں واقع ھی دریا خاں لوحاني کے قبض و تصرف میں ھوکر ابراھیم لودھي کے قبضہ سے خارج ھوگیا تھا اور دریا خاں کے بیتی نے محمد شاہ لوحاني کا خطاب اختیار کیا تھا اور وہ گنگا کے دونوں کنارے صوبہ بہار پر قابض و متصرف تھا اور جمنا کے مغرب میں بھي بہت سے مقام ابراھیم کے دخل و تصرف سے نکل گئے تھے اور جو مقام کہ مطیع اور شامل رھے تھے آنپر وہ افغان اور فرمولي سردار قابض ھو بیتھے تھے جو ابراھیم لودھي کي سلطنت کے ملازم تھے بابر کو صرف انھیں لوگوں سے مقابلہ کرنا نپڑا بلکہ پہلے پہلے اُسکي فوج اور ھندوستان کے لوگوں میں بڑي عداوت قایم رھي اور دونوں فریق آپسمیں نفرت کرتے رھے چنانچہ لشکر کے گرد نواح کے گنوار لوگ گانوں گرانو اپنے چھوڑ چھوڑ بھاگ گئے اور فوج کے لوگوں کو غلہ اور گھاس چارے کي قلت سے بڑي دقت پیش آئي علاوہ اُسکے خاص اُس برس میں کچھہ ایسي گرمي پڑي کہ فوج میں واویلا مچي اسلیئے کہ وہ لوگ سرد سیر اقلیم کے رھنے والی تھے اور قاعدہ ھی کہ تھنڈے ملکوں والوں کو گرمي کي شدت نہایت نقصان پہونچاتي ھی یہاں تک کہ فوج نے کابل جانیکي درخواست پیش کي بلکہ بعض بعض آتشین مزاجوں نے اجازت کا انتظار بھي نکیا اور بلا اجازت کابل جانیکے ساز و سامان مہیا کیئي اور جب کہ یہاں تک نوبت پہونچي تو بابر نے فوج کے سرداروں کو جمع کیا اور علانیہ یہہ بات اُنکو سمجھائي کہ تمھاري سعي و محنت اور عرق ریزي اور جانفشاني کا مقصود ایک مدت سے یہہ تھا کہ ھندوستان کا ملک فتح ھو جاوے اور جب کہ خداے تعالی نے وہ مراد پوري کي اور نصیبوں سے تمنا حاصل ھوئي تو ایسي صورت

میں چھوڑکر جانا بڑي بیوتوفي کا کام اور نہایت بدنامي کي بات هئ همارا ارادہ یہہ هی کہ هم چندے هندوستان میں قیام کریں باقي جس شخص کو اب جانا منظور هو وہ بلا تامل چلا جاوے اور بلا ریب اُسکو جانیکي اجازت حاصل هی مگر بعد اسکے جو شخص اس عزم کے خلاف پر کچھہ کہی سنیگا وہ هرگز نسنا جاویگا غرض کہ جب بابر نے یہہ دو چار باتیں سنائیں تو بہت سے لوگ اپنے ارادوں سے باز رهے چنانچہ بعد اُسکی کوئي شکایت پیش نہوئي مگر خواجہ کلاں جو بابر کا بڑا رفیق اور معتمد سردار تھا اُن لوگوں میں شامل رها جنہوں نے جانا مقرر ٹہرایا تھا چنانچہ خواجہ کلاں کے واسطے اٹک پار کي حکومت تجویز کي گئي اور بعزت تمام اُس کام پر روانہ کیا گیا *

بابر کے اس مستقل ارادہ کا اثر اُسکے دشمنوں پر بھي هوا یعني وہ لوگ اُسکے مطیع و محکوم هوگئي جنکو یہہ امید لگ رهي تھي کہ بابر بھي تیمورلنگ کي مانند ان ممالک مفتوحہ کو چھوڑ چھاڑ چلا جاویگا باقي جو لوگ اُسکی جب تک مطیع نہ هوئی تھے اُنکی مطیع کرنیکو جابجا فوجیں روانہ کي گئیں چنانچہ چار مہینے کے اندر اندر یعني جولائي سنہ ۱۵۲۶ عؔ سے اکتوبر سنہ الیہ تک جو ملک ابراهیمشاہ کا مقبوضہ تھا وہ تمام اور علاوہ اُسکے وہ تمام صوبی جو ابراهیم کے قابو سے نکل گئے تھے جونپور کي پہلي سلطنت سمیت ایک فوج کي سعي و محنت کي بدولت جسکا سردار بابر کا بڑا بیٹا همایوں شاهزادہ تھا بابر کے قبض و تصرف میں اگئی اور بعد اُسکے دهولپور اور بیانہ اور گوالیار سب سے پیچھے فتح هوئے *

بابر کا فتح پانا میواڑ کے راجا پر

جب کہ تمام مسلمانوں نے بابر کي حکومت کو تسلیم کیا تو اب بابر کو خاص هندوؤں سے لڑنا بھڑنا باقي رها مگر اس موقع پر خود هندوؤں نے بخلاف اپنے دستور قدیم کے بابر سے چھیڑ چھاڑ شروع کي *

چتور کے راجہ همیر سنگهہ راجپوت نے سنہ ۱۳۱۶ع علاوالدین خلجي کے عہد دولت میں چتور گڑہ پر دوبارہ قبض و تصرف حاصل کرکے ایک مدت راج کرتے کرتے تمام میواڑ پر قبضہ اپنا کیا تھا اور آسکے سپوت بیتے نے اجمیر أسیور زیادہ کي تهي † اور جب سے کہ دلي کي سلطنت سے مالوہ خارج هوا تها تو میواڑ کے راجاؤں اور مالوہ کے نئے بادشاهوں میں اکثر اوقات ان بن رهتي تهي چنانچہ بابر کے آنے سے پہلے سنہ ۱۵۱۹ع میں میواڑ کے راجا سنگا نے مالوہ کے محمود بادشاہ کو شکست فاحش دیکر گرفتار کیا تها ‡ *

یہہ راجہ سنگا راجہ همیر سنگهہ کے جانشینونمیں چهتا تها میواڑ کي تمام موروثي سلطنت پر قابض و متصرف تها اور علاوہ أسکے مالوہ کا مشرقي حصہ بهیلسہ سے چندیري § تک باجگزار أسکا تها اور یہہ راجہ ایسا بڑا راجا تها کہ مارواڑ اور جیپور کے راجے بلکہ تمام راجپوت آسکو اپنا پیشوا مانتے تهے || اور جب کہ بابر نے ابراهیم شاہ لودهي پر یورش کي تهي تو اسي راجا نے أس طبعي عداوت کي ضرورت سے جو آسکو قاطبۃ دلي کے بادشاهوں سے چلي آتي تهي بابر سے رفیقانہ خط کتابت کي تهي اور جبکہ خود بابر دلي کا تخت نشین هوا تو وهي قلبي عداوت باعث هوئي کہ أسنے بابر کے خلاف پر راجاؤں کو آمادہ کرنا شروع کیا یہاں تک کہ هندو راجاؤں کے علاوہ لودهیوں کے خاندان کا محمود شاهزادہ بهي رفیق أسکا هوگیا اگرچہ یہہ شاهزادہ کسي ضلع پرگنہ کا مالک تو نتها مگر بادشاهي کا خطاب أسنے اختیار کیا تها اور دس هزار آدمیوں کي بهیڑ بهڑکا بهي همراہ اپنے رکهتا تها جن لودهي سرداروں کو همایوں نے مارپیٹ کر بهگایا تها وہ لوگ بهي اپني اپني جگهہ قایم هوگئے یا أنهوں نے اور مقاموں میں راجا سنگا کي امداد و اعانت کے لیئے آدمي بهرتي کیئے

† کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجپوتانہ جلد ایک صفحہ ۲۷۳
‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۳ صفحہ ۲۶۱
§ بابر کي سرگذشتوں کا مجموعہ صفحہ ۳۱۲
|| کرنل ٹاڈ صاحب جلد ایک صفحہ ۲۹۹

میوات کے راجہ حسن خاں کی رفاقت حاصل کرنے کے لیئے فریقین نے بڑی بڑی کوششیں کیں اس راجہ کے نام سے صاف یہہ واضح ہوتا ہی کہ یہہ ایک نو مسلم راجہ تھا اور ملک اُسکا وہ پہاڑی خطہ تھا جو دلی سے پچیس میل کے اندر اندر دریاے چنبل کی جانب کو پھیلا ہوا ہی اور اُس خطہ میں وہ چھوٹی ریاست شامل تھی جو اب مچھیری یا الور کے نام سے مشہور و معروف ہی *

اس راجہ کا بیٹا جو بابر کے پاس بطور اول کے تھا بابر نے اس نظر سے اُسکو اسکے پاس بھیجدیا کہ باپ اُسکا جی جان سے شریک اُسکا ہوجاوے مگر بابر کی اس جوانمردی سے وہ مطلب حاصل نہ ہوا جو اُس نے چاہا تھا اسلیئے کہ جوں ہی حسن خاں کو اپنے بیٹے کیطرف سے طمانیت حاصل ہوئی تو وں ہی راجہ سنگا سے کھلم کھلا جاکر ملگیا اور راجہ سنگا حسن خاں اپنے رفیق کی امداد و اعانت کے لیئے جلد آگے بڑھا اور بیانہ میں پہونچا جو آگرہ سے پچاس میل کے فاصلہ پر واقع ہی چنانچہ بابر کی اُس فوج کو نقصان پہنچا کر درون قلعہ بھگا دیا جو اُس جگہہ پڑاو ڈالے پڑی تھی اور اُن لوگوں اور دارالسلطنت والوں کے درمیان میں آنے جانے کی راہیں مسدود کیں بعد اُسکے بابر نے دشمن کی دیکھہ بھال کے لیئے کچھہ لوگ اپنی فوج کے روانہ کیئے اور پیچھے سے تمام فوج اپنی لیکر جلد روانہ ہوا اور جب کہ بابر فتح پور سیکری میں داخل ہوا جو آگرہ سے بیس میل پر واقع ہی تو آپ کو ہندوؤں کی فوج کے قریب پایا ہندوؤں نے اُسکی فوج کے اگلے حصہ پر ترت پھرت حملہ کیا اگرچہ تھوڑی بہت امداد اُس حصہ کی قلب کی فوج نے کی مگر اُسنے بڑی شکست فاحش کھائی یہہ واقعہ اٹھارھویں یا اُنیسویں فبروری سنہ ۱۵۲۷ ع کو واقع ہوا اور جو ہل چل کہ پہلے پہل بابر کی فوج میں پڑی اور دل اُنکے مرگئے اگر اُسی وقت میں راجہ دھاوا کرتا تو ظن غالب تھا کہ وہ کمال آسانی سے کامل فتح پاتا مگر وہ راجہ

بعد اس کامیابی کے لشکر گاہ کو چلا گیا اور بابر کو جگہہ پکڑنے اور لشکر کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لیئے اتنی بڑی فرصت ہاتھہ آئی کہ بعد اسکے راجہ کو حملہ کرنا بہت دشوار ہوا *

اِس لڑائی کی آغاز ہی سے بابر کی فوج کو بڑا تردد لاحق تھا اور بعد اُسکے بھاگنے والونکی خبروں اور اُس مصیبت کے واقع ہونے سے جو اُنکی آنکھوں کے سامنے واقع ہوئی تھیں اُنکے دلوں پر بہت بڑے اثر پیدا ہوئے علاوہ اُسکے ایک یہہ بدبختی پیش آئی کہ اُس نجومی نے جو کابل سے آیا تھا یہہ بات پکار کر کہی کہ مریخ کے دیکھنے سے یہہ بات معلوم ہوتی ہی کہ بادشاہ کی فوج کو ضرور شکست ہوگی اسلیئے کہ فوج اُسکی اُسکے سامنے پڑی ہی چنانچہ جو اندیشے کہ اُن اصلی اور وہمی خوفوں کے مارے پیدا ہوئے وہ ایسے عام تھے کہ بڑے بڑے دلاور بیدل ہوگئے اور صلاح اور مشورہ میں ہمتیں اُنکی ہار گئیں اور ہر بات میں متردد رہے اور سپاہیوں کے سامنے استقلال اپنا قائم نرکھہ سکے اور اُنکے چہروں سے بیدلی ٹپکنے لگی چنانچہ بابر کی ہندوستانی فوج چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگی اور کسیقدر غنیم سے جا ملی اگرچہ باقی فوج اُسکی وفا پر قایم رہی مگر بالکل ہمت ہارے اور گھبرائی ہوئی تھی اور اگرچہ بابر نے نجومی کی پیشگوئی سے بظاہر بہت نفرت کی تھی مگر باطن میں اُن خطروں سے غافل نتھا جنمیں وہ مبتلا ہو رہا تھا اسلیئے کہ آپ اسنے بیان کیا ہی کہ میں نے اپنے کوتکوں پر افسوس کیا اور گناہوں سے توبہ کی چنانچہ شراب پینے سے قسم کھائی اور شراب پینے کے باسن سونے چاندی کے فقیروں پر تقسیم کیئے علاوہ اسکے یہہ بھی عہد کیا کہ اگر فتح نصیب ہوئی تو داڑھی چھوڑونگا اور کسی مسلمان سے محصول استام کا نہ لونگا مگر اسلیئے کہ وہ بڑے بڑے خطروں کا عادی تھا بیتاب اور بیدل نہوا اور اس نظر سے کہ اپنی طبیعت کی خو بو لشکر کے دلوں میں پھیلاوے فوج کے چھوٹے بڑے سرداروں کو جمع کیا اور لوٹ کھسوٹ اور لاچاری کی باتیں نسنائیں اور

دین و مذهب کو بھي بیچ میں نه ڈالا بلکه حفظ آبرو کے فقرے سنائے اور
یهه بات صاف صاف کہي که بهائیو جان کے لڑانے سے فخر اور شان هاتهه آتي
هی معلوم هوتا هی که یهه مضمون اُس نے بہت عمدہ تجویز کیا تها که
تمام افسروں نے ایک آواز سے جواب دیا اور قران کي سخت سوگند کهائي
که هم یا فتح کرینگے یا جان سے جاوینگے غرض که یهه تدبیر اُسکي راس
آئي اور فوج دل شگفته هوئي اور اسلیئے که روز روز اُسکو صوبجات کے شور و
فسادوں کي خبریں لگتي تهیں تو بابر نے یهه قصد مصمم کیا که اب لڑائي
میں توقف کرنا هرگز مناسب نهیں یعني جو کچهه هونا هی وہ جهٹ پٹ
هوجاوے چنانچه بابر نے مورچوں کے سامنے فوج کو مرتب کیا اور توپوں کو
برابر لگایا اور جبکه ساري ترتیب پوري هوگئي تو گهوڑا دوڑا کر فوج کے
دائیں سے بائیں کو نکل گیا اور سپاهیوں سے کچهه کچهه خطاب کرکے اُنکے
دل بڑهاے اور سرداروں کو یهه هدایت کي که ایسے ایسے لڑنا چاهیئے
دریافت هوتا هی که هندو لوگ بهي اسبات پر آماده و مستعد تهے که
لڑائي کا فیصله هوجاوے مگر بابر نے اس خواهش سے که حال اس بڑي
لڑائي کا بڑے کر و فر اور نهایت شان و شوکت سے لکها جاوے آپ اُسکو
نهیں لکها بلکه اپنے میر منشي سے لکهوایا جسنے اُسکو بنا بنا کر لکها اور
بہت سے ورق کالے کیئے هاں یهه ضرور هی که اُنکے دیکهنے سے اتني بات
دریافت هوتي هی که سولهویں مارچ سنه ۱۵۲۷ ع مطابق تیرهویں
جمادي الثاني سنه ۹۳۳ هجري میں بابر کو بڑي فتح نصیب هوئي
اور راجه سنگا بڑي دشواري سے جان بچاکر چلا گیا اور حسن خاں میواتي
اور بہت سے سردار اُسکے جان سے مارے گئے اب بابر کا یهه حال هی که
جب وہ نجومي مبارکبادي کو آیا تو بابر نے اُسکو بہت برا بهلا کہکر کلیجا
اپنا ٹهنڈا کیا اور اُسکو ایسا بدخواہ اور بدزبان اور وهمي بتایا که کلام اُسکے
کسي شخص کو گوارا نهوویں مگر جو که وہ نجومي قدیمي ملازم تها تو
اسلیئے اُسکو بہت سا انعام دیکر فرمایا که تو میري قلمرو سے نکلجا *

ملک کے انتظام اور چندیری کے محاصرہ کا بیان

جب کہ یہہ فتح ہوچکي تو میوات کے دبانے کو بابر روانہ ہوا چنانچہ وہ ملک بھي مطیع و محکوم اسکا ہوگیا اور جیسے کہ حال اسکا پہلے تھا اس سے بہتر انتظام اسکا ظہور میں آیا بعد اسکے بابر نے حسب اپنے وعدہ کے جو اس لڑائي سے پہلے کیا تھا اُن لوگوں کا ایک فریق بنایا جن لوگوں نے کابل جانے کي رخصت چاهي تھي اور همایون کو سردار اُنکا بناکر کابل کو روانہ کیا *

بعد اُسکے ملک کے انتظام و انصرام اور اُن صوبوں کے بندوبست بحال کرنے میں جو لڑائي کے دنوں میں کچھہ ٹھیک ٹھاک نرھے تھے پورے چھہ مہینے صرف کیئے غرض کہ برس دن کے اندر اندر گنگاپار کے ملکوں میں صوبہ اودہ کے علاوہ حکومت اسکي دوبارہ قایم ہوگئي اور اب بھي صوبہ اودہ میں افغانوں کا ایک گروہ باقي رھا تھا جنکي سر کوبي کے لیئے تھوڑي سي فوج بھیجي گئي *

اگلے برس یعني سنہ ۱۵۲۸ ع مطابق سنہ ۹۳۴ ھجري کے آغاز میں بابر نے چندیري پر چڑھائي کي جو بندیل کھنڈ اور مالوہ کي سرحدوں پر واقع ھی اور اسپر مدني راے قابض و متصرف تھا جو راجپوتوں کا سردار اور محمودشاہ ثاني والي مالوہ کے عہد دولت میں بڑا صاحب اقتدار تھا اور بعد اسکے خود سلطنت کو دبا بیٹھا تھا اور جب کہ محمودشاہ ثاني نے شاہ گجرات کي امداد و اعانت سے اسکو خارج کیا تھا تو راجہ سنگا کي حفظ و حمایت میں آکر چندیري میں پانوں اسنے جمائي تھي چنانچہ وہ بھي لڑائي میں راجہ سنگا کے همراہ تھا مگر صحیح سلامت نکل گیا اور اب اُسنے سخت مقابلہ کیا مگر اس موقع پر بھي دستور قدیم کے موافق جسقدر اُنسے بہادري دلاوري ظاہر ہوئي اسقدر استقلال اور ہنر ظاہر نہ ہوا چنانچہ محاصرے کے دوسرے دن وہ بالکل مایوس ہوگئے اور کام کو ہاتھہ سے دے بیٹھے اور وہ غریب واقعہ خودکشي

کا جو راجپوتوں کي تاریخ میں عام پایا جاتا ھی بابر کي نظروں سے گذرا یعنے بابر کي فوج قلعہ کي فصیل پر چڑھے ھي تھي کہ محصوروں نے اپني عورتوں کو قتل کیا اور جان کھونے کو برھنہ دوڑے چنانچہ اُنہوں نے اُن مسلمانوں کو مار کر بھگایا جو اُنکے سامنے پڑے اور روني سے کود کو غنیم کي فوج پر اُسي زور و شور سے برابر حملہ کیئے گئے یہاں تک کہ مغلوب ھوکر پامال ھوگئے اور وہ دو تین سو راجپوت جو مدني راے کي محل سراے کي حفظ و حراست کے واسطے باقي رھے تھے اُنہوں نے جان اپني یوں کھوئي کہ آپسمیں اس بحث و تکرار پر مارے گئے کہ دشمن کے مقابلہ میں پہلے پہل کون جان اپني راجا پر نثار کرے یہہ واقعہ بیسویں جنوري سنہ ۱۵۲۸ع کو واقع ھوا *

افغانوں کے مفسدہ کا بیان

جب کہ چندیري کا محاصرہ ھو رھا تھا تو کہیں بابر کو یہہ خبر لگي کہ ایک پٹھان بابن نامي نے اُس فوج کو شکست فاحش دي جو اودہ پر بھیجي گئي تھي چنانچہ بابر آپ اُس جانب کو روانہ ھوا اور جب کہ افغانوں نے گنگا کے گھاٹ پر پڑاو اپنا ڈالا تو بابر نے ایسے حال میں گنگا کا پل بنایا کہ دشمن کي توپوں کي بوچھاریں پڑتي تھیں غرض کہ اخر کار اُسنے دشمنوں کو گھاگرا پار بھگایا اور انکا پیچھا کیا یہاں تک کہ دشمنوں نے بنگالہ میں جاکر پناہ ڈھونڈھي اور غالب یہہ ھی کہ اگر ھمایوں نے اس سے پہلے صوبہ بہار کو فتح نکیا تھا تو بابر نے اسي موقع پر اُسکو فتح کیا ھوگا مگر بابر کي سرگذشتوں میں اُسکے حالات کا سلسلہ اسي جگہہ سے منقطع ھوتا ھی اور کسي مورخ نے اُسکو پورا نہیں کیا *

بعد اُسکے کئي مہینے تک بابر بیمار رھا اور اس عرصہ میں اُسنے ایسي ایسي دل لگي کے کاموں سے مزے اوٹھائے جو اُسکو بہت کم نصیب ھوئے تھے چنانچہ اس موقع پر ھندوؤں کے اُن قلعوں اور مندروں اور چشموں اور ابشاروں کے بیان سے سرگذشت اُسکي مشحون و معمور ھے جو

اُسکي نظر سے گذرے اور اُسنے آنکي دیکھني سے آنکھوں کو تازہ کیا اور تزک
اُسمیں اپنے خاص خاص باغوں کي عجیب عجیب کیفیتیں جسمیں اُسنے
نئي نئي باتیں ایجاد کي تھیں اور بازي گروں اور پہلوانوں اور علاوہ اُنکے
اُن دل لگي کے شغلوں کے حالات مندرج ہیں جو ہندوستان سے مخصوص
ہیں *

ان سیر و تماشوں کے ساتھہ اُن دنوں میں رنتھنبور کا بڑا قلعہ اُسکو
حاصل ہوا جسکو راجہ سنگا کے دوسرے بیٹے نے اُسکے حوالہ کیا اسلیئے
کہ راجہ سنگا مر چکا تھا اور بڑا بیٹا اُسکا جانشین اُسکا ہوا تھا *

بہار و بنگال کي لڑائیوں کا بیان

جب کہ بابر کو یہہ پرچا لگا کہ وہي لودھي شاہزادہ محمود
نام جو راجہ سنگا کا رفیق و معاون تھا اور اُسکي شکست کے وقت
اُسکے ساتھہ تھا صوبہ بہار پر قابض ہوگیا تو بابر کو بڑا جوش آیا اور
نہایت پیچیدہ ہوا معلوم ہوتا ہی کہ بنگال کا بادشاہ اُس محمود کا
مدد و معاون تھا غرض کہ بہار اور اور پاس پروس کے پٹھانوں کي
جمعیت سے محمود کي جمعیت لاکھہ آدمیوں کے لگ بھگ پہونچي
تھي اور محمود اس جمعیت کو ہمراہ اپنے لیئے ہوئے بنارس کي جانب
بڑھا چلا اتا تھا کہ بابر بھي وہاں جا پہونچا جہاں گنگا جمنا آپسمیں
ملتي ہیں اور اب وہاں الہآباد بستا ہی اور جوں ہي کہ بابر قریب اُس
فوج کے پہونچا وہ فوج جو جلد جلد اکھٹي ہو رہي تھي اور بابر کے
پہونچنے سے پہلے کچھہ کچھہ نزاع بھي آپسمیں ہو رہا تھا توٹ پھوٹ
کر ادہر اودہر ہو گئي اس انتشاري وجھہ یہہ تھي کہ اُس فوج نے پہلے اِس
سے چنارگڑہ کا اِرادہ کیا تھا مگر جب کہ وہاں لاگ ڈانٹ آنکي ہوئي تو
کچھہ کچھہ ادھر اودھر ہوگئي اگرچہ وہ لاگ ڈانٹ ایسي بہت قوي نتھي
مگر جیسي کہ فوج کي طبیعتوں کا حال اسوقت میں تھا فوج کي پراگندگي
کے لیئے کافي وافي تھا بعد اُسکے محمود کا یہہ حال ہوا کہ جسقدر فوج

کو روک تھام سکا همراه اپنے لیکر لوت گیا اور سون ندي پار اپنے ڈیرے ڈالے
اور وہ بہت سے سردار جو اُسکو چھوڑ کر چلے گئے تھے بابر کے تابع هوگئے
چنانچہ بابر آگے کو بڑھا چلا گیا اور محمود نے یہہ بات سوچ سمجھہ کر
کہ لڑنے میں کچھہ فائدہ نہیں بھاگنا اختیار کیا *

گنگا کے جنوب میں بہار کا ملک جسقدر واقع تھا وہ بابر کے قبض و
تصرف میں آیا مگر بہار کا شمالي حصہ شاہ بنگال کے قبضہ میں باقي رہا
جسکي بہت سي فوج اُس جگہہ اڑي پڑي تھي معلوم ہوتا هی کہ شاہ
بنگال کا صرف اسقدر مطلب تھا کہ دلي کي سلطنت کے اُس حصہ یعني
شمالي بہار کو اپنے قبضہ میں رکھے اور باقي حصوں پر لڑائي بھڑائي نکرے
چنانچہ اُسنے اسي غرض سے بابر کو خط و کتابت میں مصروف رکھنا
چاہا اور ایک ایلچي کا آنا جانا جاري رکھا یہاں تک کہ بابر کو صبر کا
تحمل نرہا اور گنگا پار اوتر کر بنگالیوں سے لڑائي کو آگے بڑھا *

اگرچہ وہ گنگا اوتر گیا مگر گھاگرا کا اوترنا باقي رہا جہاں غنیم اُسکا
ایسي جگہہ پڑا تھا کہ وہاں گنگا گھاگرا سے ملتي هی مگر بابر کے پاس
کشتیوں کا سامان ایسا اچھا تھا کہ اُسنے بنگالیوں کي کشتیوں کو مار پیٹکر
بھگا دیا اور اگر یہہ صورت پیش نہ آتي تو وهي کشتیاں بابر کے حق میں
سنگ راہ هو جاتیں بعد اُسکے بنگالیوں نے بابر کو اوتر نے سے روکا چنانچہ
دونوں طرفوں سے توپیں چلنے لگیں مگر اس باعث سے کہ فوج بابر کے
ٹکڑے ٹکڑے هوکر پار اوتر گئي تھي تو اُنکے مقابلہ پر غنیم کي فوج بھي
ٹکڑے ٹکڑے هوکر لڑي بھڑي یہاں تک کہ بابر کي فوج نے اِنکو
مار کر بھگا دیا بعد اُسکے شاہ بنگال آشتي پر راضي هوا چنانچہ باهم صلح
هوگئي اور جب کہ بابر نے آگرہ کا ارادہ کیا تو اُسکو یہہ پرچا لگا کہ وہ
گروہ افغانوں کا جو شاہ بنگال کي فوج سے الگ هوکر اور بابن اور بایزید
افغانوں کي حفظ و حمایت میں گھاگرا پار اوتر گیا تھا لکھنؤ پر قابض و

متصرف هوگیا چنانچه بابر فی‌الفور اُس جانب کو روانه هوا اور جب که پٹهان لوگ اُس جگهه سے چلے گئے تو کچهه فوج اُنکے پیچهے بابر نے روانه کي یہاں تک که اس فوج نے گنگا جمنا دونوں کے وار پار اُنکا پیچها کیا اور بندیل کهند میں اُنکو منتشر کردیا بعد اُسکے برسات آگئي اور بوجهه اُسکے تعاقب موقوف هوگیا *

بابر کے بیمار هونے اور جانشیني کي نسبت سازشوں کا بیان

معلوم هوتا هی که مرنے سے پندره مهینے پہلے بابر کي طبیعت درست نرهتي تهي اور جو که اُسکي سرگذشتوں میں حالات اس زمانه کے مندرج نهیں تو یهه بات صاف دریافت هوتي هی که اُسکي قوت و همت میں کاهلي سستي آگئي تهي علاوه اسکے اور چند باتوں سے بهي یقین هوتا هی که اُسکي حکومت بهي اس باعث سے کم زور هوگئي تهي که لوگوں کو اُسکي حکومت کے زوال کا خیال بنده گیا تها چنانچه همایوں بهي بدخشاں کي حکومت سے بلا اجازت چلا آیا اور جب که بابر نے اپنے وزیر نظام‌الدین علي خلیفه کو همایوں کي جگهه منتخب کیا تو اُسنے بهي کوئي حیله پیش کیا اور وه بهي دربار هي میں رها اگرچه همایوں کو بدخشاں سے طلب نکیا تها مگر ساتهه اُسکے محبت سے پیش آیا اور بعد اُسکے تهوڑے دنوں گذرے پهر ایک بیماري همایوں کو عارض هوئي جو بابر کے مرنیکا قوي سبب هوئي جب که بابر کو یهه بات دریافت هوئي که حکیم اپني تدبیروں سے عاجز هوئے اور خود حکیموں نے بهي یهه عرض کیا که اب دوا درماں سے کوئي فائده معلوم نهیں هوتا تو همایوں کي جان بچانیکے واسطے بابر کو صرف یهه امید باقي رهي که اُس اعتقاد باطل کے بموجب جو آج کل بهي بلاد مشرق میں جاري ساري هی یهه بات چاهي که بیٹے کي جان بچے اور باپ کي جان نثار هووے اور جیسے که یهه اعتقاد اُسکے جي میں بیٹها تها ویسے هي اُسکے دوستوں کو بهي اُسکي تاثیر کا یقین کامل تها چنانچه

اُنہوں نے بابر سے یہہ درخواست کي کہ آپ اپني جان نکھوویں اور هزاروں کے عیش و آرام کو برباد نکریں مگر بابر اپنے ارادہ سے باز نہ آیا چنانچہ وہ همایوں کے سیج کے واري هوا یعني تین بارگرد اُسکے پھرا جو جینے سے دور اور مرنے سے قریب هوگیا تھا بعد اُسکے تھوڑي دیر تک بہت گڑگڑا کر خدا سے دعا مانگي یہاں تک کہ اپنے قربان هونیکا ایسا اُسکو پورا یقین هوا کہ چند بار اُسنے یہہ پکارکر کہا کہ اُسکا دکھہ میں نے سہا میں نے سہا اور تاثیر اس اعتقاد کي اُسپر اور اُسکی بیٹی پر اسقدر هوئي کہ تمام مورخ اسبات پر متفق هیں کہ همایوں اُسیوقت سے تندرست هونے لگا اور باپ اُسکا جو پہلے سے بیمار تھا اور همایوں کي بیماري کے مارے زیادہ مریض اور لاغر هوگیا تھا اُسیوقت سے تھوڑا تھوڑا گھٹنے لگا جس سے یہہ بات بہت جلد واضح هوئي کہ موت اُسکي قریب آگئي اور جب کہ اُسکي نوبت یہاں تک پہونچي تو اُسنے اپنے بیٹوں اور وزیروں کو مرتے دم اکھٹا کیا اور اپنے جي کي خواهشیں ظاهر کیں اور آپسمیں اتفاق و محبت کي سخت تاکید کي مگر اُسکے وزیر خلیفہ نے پہلے سے یہہ تجویز کي تھي کہ بابر کے پیارے منصوبوں کو پورا نہونے دے † اور اس وزیر کا رعب داب ایسا تھا کہ اُسکے آگے کسي کي پیش نجاتي تھي مگر اُسکے رعب داب کي وجہہ اب تک دریافت نہیں هوئي چنانچہ اُسنے اس غرض سے کہ سلطنت کے تمام اختیارات اُسکے قبض و تصرف میں قایم و دایم رهیں یہہ ارادہ کیا کہ بابر کے بیٹوں کو دخل ندے اور اُنکو الگ تھلگ رکھے اور اپنے داماد خواجہ مہدي کو تخت پر بیٹھاوے اور وزیر اُسکے بیٹھانے میں یہہ فائدہ سمجھا تھا کہ خواجہ مہدي عمر کا نوجوان اور مزاج کا لاوبالي اور پیٹ

---

† یہہ خلیفہ بابر بادشاہ کا بڑا پرانا سردار تھا مگر یہہ بات سمجھني دشوار هی کہ بابر سے قابل بادشاہ کے روبرو اور همایوں سے تجربہکار وارث کے سامنے اسقدر اختیار اُسکو کسطرح نصیب هوا تھا اور ایسي هي یہہ بات بھي اچنبي کي معلوم هوتي هی کہ اس سے آگی ذکر اُسکا تاریخ فرشتہ یا اکبرنامہ میں نظام الدین یا خلیفہ کے نام سے پایا نہیں جاتا

کا هلکا اور ست کا مارا هی همیشه مطیع و محکوم اپنا رهیگا مگر خواجه مهدي نے ایسی کوتک کیئے که وزیر اپنی امید سے نا امید هوا خواجه مهدي اور علاوه اُسکے تمام لوگ اسبات کو یقیني سمجهی تهي که بابر کے بعد تخت اُسیکو نصیب هوگا مگر جب که وقت اُسکا قریب ایا تو خلیفه نے خواجه مهدي کو یکا یک گرفتار کیا اور آس پاس کے لوگوں کو اُسکے ملنے جلنے سے موقوف رکھا اس بڑے انقلاب کا باعث اُس سرگذشت میں مندرج هی جسکو ارس کائن صاحب نے محمد محکم کي سند پر بیان کیا جو سرگذشت مذکوره کے مصنف کا باپ تها خلاصه اُسکا یهه هی که خواجه مهدي سے خلیفه ملنے گیا تها اور محمد محکم همراه اُسکی تها حسب اتفاق اُسوقت خلیفه کي طلب هوئي که بابر کي جان هونٹوں پر تهي جوں هي که خلیفه خواجه مهدي کے مکان سے اوٹها تو خواجه مهدي ساتهه ساتهه اُسکے ازراه تعظیم کے دروازه تک آیا اور دروازه پر کهڑا رها یهاں تک که محمد محکم بغیر اڑے بهڑے اُس سے نکل نسکا اور جب که خلیفه دور نکل گیا تو خواجه مهدي نے دانت پیس کر یهه بات کهي که بهلا بے او پیر نابالغ خدا چاهے تو تیرے چمڑي جلد نکلواتا هوں خواجه مهدي نے یهه بات کهکر مونهه پهیرا تو محمد محکم کو گهر سے نکلتے دیکهه کر بهت پشیمان هوا اور اوسان اُسکے جاتے رهے مگر اُسنے محمد محکم کے کان پکڑکر خوب اینٹهے اور بیساخته یهه مصرع پڑها † زبان سرخ سرسبز می دهد برباد غرض که محمد محکم نے خلیفه کو یهه داستان سنائي چنانچه نتیجه اُسکا یهه هوا که خلیفه نے خواجه مهدي کي رفاقت چهوڑي اور همایوں کا ساتهه دیا *

---

† واضح هو که فارسیوں کي اصطلاح میں زبان سرخ غماز کي زبان کو اور سرسبز صاحب اقبال کے سر کو کهتے هیں اب اس مصرع کے یهه معنی هیں که وه زبان جو غماز هوتي هی اُس سر کو برباد دیتي هی جو صاحب اقبال هوتا هی (مترجم)

بابر کي وفات اور اُسکي عادات کا بیان

خلیفہ اور خواجہ مہدي کي سازشوں میں جنسے بابر غالباً واقف نتھا بابر نے انتقال کیا یہہ بادشاہ اگرچہ بہت بڑا بادشاہ نتھا مگر بڑي تعریف کے شایاں و سزاوار جو شخص ایشیا میں کبھي پیدا ہواوہ یہي تھا اور ۲۶ دسمبر سنہ ۱۵۳۰ع مطابق سنہ ۹۳۷ ہجري میں عمر کے پچاس برس اور بادشاہت کے اڑتیس برس پورے کرکر مقام آگرہ میں جہاں فاني سے گذر گیا اور لاش آسکي بحسب اُسکي تمنا مقام کابل میں ایک ایسي جگہہ مدفون ہوئي جسکو آسنے غالباً خود † پسند کیا تہا *

اگرچہ بابر کي عادات اُسکے کاموں سے بخوبي واضح ہوتي ہیں مگر اُسکے خاص ذاتي حالات اور تحریرات کي نسبت تھوڑا بہت لکھنا باقي ہی چنانچہ جو سرگذشتیں آپ آسنے قلمند کي ہیں وہ غالباً ایسي عمدہ ہیں کہ نظیر آنکي پائي نہیں جاتي یعني اپني عمر کي حکایتوں اور رایوں اور طبیعت کے قصوں کو جگہہ جگہہ ایسا بیان کیا کہ جو سچے سچے تھے آسکو ہرگز نہیں چھپایا اور بناوٹ کو دخل نہیں دیا اور راست گوئي اور خوش مزاجي کے ظاہر کرنے میں تکلف کو کام نفرمایا ‡ *

---

† برنس صاحب نے اپني سیاحت نامہ کي جلد ایک صفحہ ۱۳۱ میں لکھا ہی کہ بابر نے یہہ وصیت کي تھي کہ میري لاش اُس جگہہ دفن کیجارے جو اُسکي ساري قلمرو میں اُسکو مطبوع و مرغوب تھي چنانچہ اب بھي ایک پاکیزہ ندي اُس قبرستان میں بہتي ہی اور خوشبودار پھولوں کو پاني دیتي ہی اور کابل کے لوگ ایک بڑے تہوار کو وہاں اکھٹے ہوتے ہیں بابر کي قبر کے سامنے سنگ مرمر کي ایک مسجد اگرچہ چھوٹي سي ہی مگر بہت هي عمدہ بني ہوئي ہی اور اُسکے مقبرہ سے پہاڑ کي ایک نہایت دلکش فضا نظر پڑتي ہی

‡ واضح ہو کہ صاف بیاني اور راست گوئي کي رو سے بابر کي سرگذشتیں تیمور کي سرگذشتوں کے مخالف ہیں اگرچہ تیمور کي سرگذشتوں کي زبان سیدھي سادي ہی مگر باوصف اسکے بہت بنا بنا کر اسلیئے لکھي گئیں کہ لوگوں کے دلوں پر اثر اُسکا پڑے چنانچہ ایک مقام پر اُسنے یہہ بات لکھي کہ ایک روز اتفاق سے میرے پاؤں تلے ایک چیونٹي پسگئي اُسکے پس جانے سے میرے دل کو ایسا صدمہ پہونچا

غرض کہ بیان اسکی سرگذشتوں کا صاف و پاکیزہ اور دلاورانہ اور رنگین و دلچسپ هی اور اسلیئے کہ وہ ایک ذهین اور تجربہ کار آدمی کی تصنیف هی تو اُسمیں اُسکے معاصروں اور هموطنوں کے کام کاج اور رنگ ڈهنگ اور چال ڈهال ایسے واضح هیں جیسا کہ رنگ روپ آئینہ میں ظاهر هوتا هی اور یهي باعث هی کہ تمام ایشیا میں منجملہ صحیح تاریخوں کے اصلي تاریخ کا ایک عمدہ نمونہ هی اسلیئے کہ اگرچہ معمولي مورخوں نے بڑے بڑے لوگوں کے کاموں اور تکلف کے برتاوں کا حال بڑي شان و شوکت سے بیان کیا مگر اُنکی طور و طریقوں اور خاص خاص عادتوں کا بیان نهیں کیا بلکہ علي الخصوص ایسي باتوں کو بالکل چهوڑ گئے جو اُنکي شان و منصب کے شایاں و سزاوار نتهیں هاں بابر کي سرگذشتوں میں جن جن لوگوں کا حال * بیان کیا گیا اُنکي شکل و صورت اور لباس و پیرایہ اور شوق و ذوق اور عادات و شمایل کا بیان ایسي تفصیل و تشریح سے کیا گیا کہ فی الحال گویا هم اُن لوگوں میں موجود هیں اور اُنکو اپني آنکهوں سے دیکهہ † رهی هیں اور جن ملکوں میں بابر کا گذر هوا اُنکي فضاؤں اور آب و هوا اور پیداواروں اور عجیب عجیب صنعتوں اور بڑي بڑي عمارتوں کے حالات سے سرگذشت اُسکي معمور و مشحون هی اور وہ ایسي تفصیل وار اور ٹهیک ٹهیک لکهي

کہ گویا میرے پانوں کي طاقت جاتي رهي اور [illegible] اُسکي یہہ هی کہ وہ بڑا سفاک بادشاہ تها اور یہہ ایک ایسي بات هی کہ اگر وہ بڑا جتي ستي گوشائیں اگیاني پنڈت بهي هوتا تو کوئي یقین نکرتا کہ یہہ بات اُسنے اپنے جي سے کهي هی

† یہہ مفصل حال اُن درباروں اور لشکروں کے لوگوں کا هی جہاں جہاں بابر بستا رستا رها اور جن ملکوں کا حال اُسنہ بڑي وضاحت سے لکها وهاں کے باشندوں کي صرف ایسي ایسي انهوکي باتیں بیان کیں کہ اُنکے سننے سے بیگانہ ملکوں کے رهنے والی حیران هوں مگر اُنکي اوقات بسري اور رسم و رسوم کے حالات اُسنے تفصیل وار اسلیئے نهیں لکهی کہ وہ اُنکے اس قسم کے کل حالات سے * بخوبي واقف نهیں هوسکتا تها

هوئے هیں کہ جتني جگہہ میں وہ لکھي گئي زمانہ حال کے کسي سیاح نے اُنکو اتني جگہہ میں نہیں لکھا اور جب کہ اُن مصیبتوں کا لحاظ کیا جاوے جنمیں اُسنے وہ سرگذشت اپني قلمبند کي هی ‡ تو نہایت تعجب هوتا هی *

تصنیف بابر کي بڑي خوبي یہہ هی کہ باوصف اِسکے کہ اُسکا مصنف ایک دراز مدت تک طرح طرح کے انقلابوں میں مبتلا رها اور زمانہ کے بہت سے گرم و سرد اُسنے دیکھی مگر اُسکي عادات وشمایل میں کوئي تغیر واقع نہوا چنانچہ اُسکي طبیعت میں ویسي هي مہر ومحبت باقي رهي اور مزاج میں ویسے هي نیک اخلاق قایم رهے جیسے کہ اغاز وابتداء میں موجود تھی جب کہ کام کاج کا بوجهہ اُسنے اُٹھانا شروع کیا تہا اور مال و دولت اور جاہ و حشمت کے حاصل هونے سے شعور و سلیقہ اُسکا خراب نہوا تہا اور قدرتي چیزوں اور خیالي باتوں سے مزے اُٹھانے کي استعداد اُسکي طبیعت سے کم نہوئي تھي *

بابر کي سرگذشتوں کے مترجم ارس کائن صاحب نے بیان کیا هی کہ لوگوں کي شان و شوکت کے جو حالات ایشیا کي تاریخوں میں مندرج هیں وہ سرد مہري اور افسردہ مزاجي سے سراسر معمور هیں مگر منجملہ اُنکے ایک ایسے بادشاہ یعني بابر کے حالات کے ملاحظہ سے ایک طرحکي تشفي هوتي هی جو عمر گذشتہ پر تاسف کرتا تہا اور اُس نے بیان کیا کہ میں ایک اپنے ساتھي کي جدائي سے روتا تہا جو کهیل کود میں ساتهہ اپنے رهتا تہا اور اپني رشتہ دار عورتوں اور خصوص اپني ماں کا ذکر ایسے

‡ جن جن ملکوں میں بابر نے لڑائیاں بهڑائیا کیں اور حالات اُنکی بیان کیئے تو لفظوں کي قلت اور معنوں کي کثرت اُسوقت دریافت هوسکتي هی کہ ابن بیتوتا کي کتاب سے مقابلہ کیا جاوے جو ایک مشہور مورخ اور بڑا سیاح و محقق اور نہایت لایق فایق تہا یا جو جغرافیہ بابر نے لکھا هی اُسکا مقابلہ بهي ایشیا کے کسي مورخ جغرافیہ نگار سے کیا جاوے

شوق ذوق سے کرتا هی که گویا آنسے الگ نہیں هوا اور اُنکے ساتهه الاؤ پر بیٹها تاپ رها هی اور جہاں کہیں اُس نے حال اپنا بیان کیا وهاں اپنے دوستوں کا حال بہت حسن و خوبي اور کمال التفات و عنایت سے بیان فرمایا چنانچه اُنکي کہاوتوں اور بیماریوں اور حادثوں اور مہموں کا حال تفصیل وار تحریر کیا اور کہیں کہیں اُنکے بڑے بڑے کوتکوں کي هنسي بهي کي *

جب که اُسنے اپنے معتمد خواجه کلاں کو جو کابل میں اُسکي طرف سے کام کاج اُسکا کرتا تها ایک خط اپني سلطنت کے کار و بار میں لکها تو اُسکے اخیر میں یارانه کے دو چار فقرے اُسکے جي بہلانے کي غرض سے تحریر کیئے اور بعد اُسکے یهه عذر لکها که خدا کے واسطے میري بیوقوفیوں کو معاف کرنا اور اُنکي وجهه سے مجهکو برا نسمجهنا بعد اُسکے خواجه کلاں کو یهه بات بهي لکهي که جیسے میںنے شراب کا پینا چهوڑا تو بهي ویسے هي چهوڑ دے اور اصل کلام اُسکا یهه هی که جب هم سارے پرانے یار ایک جگهه اکٹهے تهے تو شراب کا پینا لطف سے خالي نتها اور اب که حیدر قلي اور شیر احمد کے سواے کوئي هم پیاله اور هم نوالـ[illegible] عجیب موجود نہیں تو اب شراب کے چهوڑنے میں تیري طبیعت [illegible]ے پاس اُسکي اور علاوه اُسکے اُسي خط میں یهه بهي لکها تها که مجهکو آپ [illegible] نهوگا کهي آتا هی که تم کابل میں رهتے هو اور وهاں کے سیر و تماشوں کے مز[illegible] هو اور یهه بهي لکها که جب لوگ صرف ایک تربوز † یہاں میرے پا[illegible]ب لائے اور میں نے اُسکو تراشا تو اپني تنہائي پر کمال افسوس کیا که میں کیسا وطن سے دور اور یاروں سے مہجور پڑا هوں اور اُسکو کہانا شروع کیا تو یاروں کي جدائي میں آٹهه آٹهه آنسووں رویا اور بہتے آنسووں کو تهام نسکا *

---

† معلوم هوتا هی که یهه پهل اُسوقت تک هندوستان میں پیدا نهوتا تها مگر بعد اُسکے اُسنے رواج پایا *

اگر بابر شراب کا پینا بہت جلد چھوڑتا تو اُسکے حق میں بہت اچھا ہوتا اسلیئے کہ ہر طرح یہہ سمجھنا چاهیئے کہ میخواري کي کثرت سے عمر اُسکي تھوڑي هوئي چنانچہ شوق و ذوق اُسکا اُسکي سرگذشتوں سے دریافت هوگا کہ اُسنے جیسي لڑائیوں کے حالات اور بادشاهوں کے خط و کتابت کي کیفیات ایک زور و شور اور نہایت شان و شوکت سے لکھیں ویسے هي مے خواري کے جلسوں کے اُمورات ایک آن و بان اور بڑي کر فر سے قلمبند کیئے اگرچہ یہہ جلسے اُسکي شان و لیاقت کے شایان و سزاوار نتھے مگر اُسکي سرگذشتوں میں وہ ناپسندیدہ باتیں نہیں هیں اسلیئے کہ اُن جلسوں کي بے تکلفي اور سادگي ایسي بیان کي گئي کہ بابر کا بادشاہ هونا اُنکے دیکھنے سے فراموش هوجاتا هی بلکہ ایسا سمجھہ میں آتا هی کہ وہ بھي اُس جلسہ میں ایک یار میگسار تھا حاصل یہہ هی کہ اُن باتوں کي بدولت جو میخواري کي کثرت پر مائل کرتي هیں جیسے سایہ دار درختوں کا جھومنا اور ایسے ایسے پہاڑوں پر بیٹھنا جنسے بڑي بڑي فضائیں نظر آتي هوویں اور کشتي کا نرم نرم چلنا اور ترکي فارسي کے اشعار ازبر پڑھنا اور کبھي کبھي گیت بھي گانا اور یاروں سے دھول دھپا هوجانا اور هنسي ٹھٹول کي باتیں کہنا غرض کہ ایسي ایسي باتوں کے باعث سے ایسے آوارہ جلسوں کي برائیاں بري نہیں لگتیں *

بابر کا یہہ وتیرہ تھا کہ ایک جگہہ پڑا نرهنا تھا چنانچہ یہہ بات اُسکي اُس کلام سے صاف واضح هوتي هی جو مرنے سے تھوڑے دنوں پہلے خاص اپني زبان سے فرمائے تھے یعنے گیارہ برس کي عمر سے یہہ اتفاق نہیں هوا کہ دو رمضان ایک جگہہ کئي هوں یہاں تک کہ جو وقت اُسکا لڑائي بھڑائي اور سیر و سفر میں صرف نهوتا تھا تو آسوقت کو سیر و شکار اور گھوڑے کي سواري اور دور دراز کے سیر سپاٹوں میں صرف کرتا تھا اور جن دنوں کہ جي اُسکا اچھا نتھا تو پچھلي سیر اُسکي یہہ تھي کہ دو دن کے اندر اندر کالپي سے آگرہ تک جو ایک سو ساٹھہ میل کے

فاصله پر واقع هی گهوڑے سوار آتا تها اور کوئي کام اُسکو نہوتا تها علاوہ اُسکے ایک هي سفر میں دو مرتبه گنگا کے وار پار آیا گیا اور آپ آسنے بیان کیا که جو دریا راہ میں پڑتا تها وار پار اُسکو پیر کر آتا جاتا تها اور جیسا که جسم اُسکا چابک و چالاک تها ویسي هي عقل اُسکي تیز اور فکر اُسکا رسا تها چنانچه اموزات سلطنت کے علاوہ نہروں اور تالابوں اور عمدہ عمدہ کاموں کے بنوانے اور بیگانه ملکوں کے نئے نئے پهل پهلاریوں اور اچهي اچهي پیدا واریوں کے رواج ورونق دینی میں مصروف رهتا تها اور با وصف ان محنت مشقتوں کے اتني فرصت بهي حاصل تهي که فارسي ترکي دونوں زبانوں میں شعریں کہتا تها یہانتک که اُسنے ترکي زبان میں بہت سي تصنیفیں کیں اوراپنے ملک کے شاعروں میں بڑا نام اُسنے پیدا کیا † * .

† منجمله حالات مندرجه بابر کے اکثر حالات ارسکائن صاحب کے ترجمه سے لیئے گئے جو بابر کي سرگذشتوں کا ترجمه هی جنکو اپ اُس نے ترکي زبان میں قلمبند کیا اور اس ترجمه سے جو حاشیئے اور تتمے متعلق هیں اُنسے وہ دشواریاں رفع هوجاتي هیں جو هر صفحه میں پیش آتي هیں اور اُس گفتگو کے دیکهنے سے جسکو ارسکائن صاحب نے اس ترجمه کے دیباچه میں لکها هی ایشیا کا حال بابر کے زمانه کا تفصیلوار دریافت هوتا هی اور اُس گفتگو میں اُن ملکوں کا جغرافیه بهي نهایت تفصیل سے مندرج هی جهاں جهاں بابر نے لڑائیاں بهڑائیاں کیں علاوہ اُسکے تاتاري قوموں کے مختلف گروهوں کا حال بهي صاف صاف مندرج هی اور معلوم هوتا هی که ترجمه بهي اصل کتاب کي طرز پر کیا گیا اسلیئے که اُسکے بیان کي طرز بهي عمدہ اور ممتاز هی اور مشرقي لوگوں کا مبالغه اِس ترجمه میں پایا نهیں جاتا اور ایسا سیدها سادها ترجمه بهي نهیں جیسا که اور مترجموں نے ایسي ایسي کتابوں کا کیا هی *

باب دوسرا

همایوں کي پہلي سلطنت کا بیان

جب که بابر کا انتقال هوا تو اُسنے همایوں کے علاوہ مرزا هندال اور مرزا عسکري اور مرزا کامران تین بیٹے اور وارث چھوڑے †

† جب تک که هم خلاف اسکے کسي جگہه کوئي بات نکهیں تو یہه بات یاد رهے که همنے همایوں کي سلطنت کا حال تاریخ فرشته اور خود همایوں کي سرگذشتوں اور ابوالفضل کے اکبرنامه سے لیا هی اور فرشته والے نے جو همایوں کي سلطنت کا حال پورا پورا نہیں لکھا تو وجهه اُسکي یہه هی که فرشته والے کا زمانه همایوں کے زمانه سے اتنا قریب نتھا که وه چھان بین اُسکي اُن لوگوں سے کرتا جنھوں نے همایوں کا زمانه اپني آنکھوں سے دیکھا تھا اور نه اسقدر بعید تھا که اُسکے بیچ میں مورخ لوگ تاریخیں لکھتے اور فرشته والا اُن تاریخوں سے استعانت کرتا همایوں کي سرگذشتوں کو ایک شخص جوهر نامي نے لکھا هی جو اُسکا ادنی خدمتگار تھا اور کام اُسکا یہه تھا که اپنے آقا کے هاتهه پانوں دھولانیکے لیئے آفتابه سلپچي اوٹھایا کرتا تھا اور همیشه ساتهه اُسکے رهتا تھا اگرچه همایوں کے ملکي تعلقات اور خفیه تجویزات سے ناواقف تھا مگر جہاں تک اُسکي رسائي ممکن تھي وهاں تک حال اُسکا بہت پاکیزہ بیانے اور صفائي اور سادگي اور راستي سے لکھا هی وه همایوں کا بڑا خیر خواه تھا چنانچه اُسنے اُسکی کاموں کو ایسي اب و تاب سے بیان کیا که کوئي عیب اُنکا ظاهر نهووے اور اپنے آقا کے کسي چال چلن کو ایسا بہت کم نه سمجھا که اُسکو چھپاوے یا کوئي عذر پیش کرنے سے بات اُسکي بناوے ابوالفضل اکبر بادشاہ کا بڑا پیارا وزیر اور نہایت قابل اور واالنظر اور کمال لایق فایق تھا مگر رنگین نگاري اور تشبیه و استعاره سے کلام اُسکے معمور هیں اور اب بهي حال یہه هی که اس طرز بیان میں جو قدرتي اصلي طرز کے خلاف هی لوگ اُسکے کلام کو ایک نمونه سمجھتے هیں اور هندوستان میں وه طرز اب بهي مقبول و مستحسن هی علاوه اُسکے وه ایک ایسا خوشامدي درباري تھا که اُسنے اپنے آقا اور اُن لوگوں کي خوبیوں کو جنسے کام اُسکو پڑتا تھا کمال اب و تاب سے اور اُنکي برائیوں کو چکني چپڑي باتوں میں بیان کیا اور اُنکي شان و شوکت اور جاہ و جلال کو بناے رکھا مگر تواریخ اور واقعات کا حال اُسنے بہت عمده لکھا هی هاں اُسکے کھلم کھلا طرفداري کي پوري پوري تسلیم نکرنے میں همیشه کے لیئے اتني هوشیاري همکو درکار نہیں جتني که اُس تنفر اور تعصب سے بچنے میں درکار هی جو همارے

کابل کا هندوستان سے الگ هو جانا

منجملہ اُنکے مرزا کامران قندهار و کابل کا حاکم تها مگر مرزا هندال اور مرزا عسکري هندوستان میں محض بیکار تهے کوئی کام اُنسے متعلق نتها اسلیئے کہ بابر نے اپنے جیتے جي همایوں سے چهوٹے بیٹوں کے لیئے کوئي حصہ اپني سلطنت کا مقرر نهیں کیا تها تو اُس سے صاف واضح هوتا هی کہ اُسکا منشاء یہہ نہ تها کہ بعد اُسکے مرنیکے سلطنت اُسکي منقسم هو جاوے مگر کامران کي طبیعت سے یہہ بات ظاهر هوئي کہ وہ همایوں کے تحت حکومت نرهیگا اور چو کہ اُسکی موروثي رعایا کے بیچا بیچ اُسکے قبض و تصرف میں بڑا قوي اور جنگ جو ملک تها تو همایوں کي نسبت وہ ایسے بڑے فائدہ میں تها کہ جب تک همایوں ایسے صوبوں کو خالي نکرتا جو جدید اور ناراض تهے تو تب تک مقابلہ کے لیئے فوج اکهٹي نکرسکتا *

نظر بامور مذکورہ بالا همایوں نے یهي مناسب سمجها کہ کامران کي درخواست قبول کرے اور اُس ملک کے علاوہ جو اُسکے قبض و تصرف میں تها پنجاب و اٹک کو بهي اُسکے حوالہ کرے چنانچہ اُسنے ویسے هي کیا اور اُسي زمانہ میں سرکار سنبهل کي حکومت مرزا هندال اور ضلع میوات کي حکومت مرزا عسکري کو عنایت فرمائي اور جب کہ وہ

دل میں اُن لوگوں کي نسبت پیدا هوتا هی جنکي تعریف اُسنے بہت خوشامد اور بناوٹ سے لکهي اور علی هذالقیاس اُن شکوک کے رفع کرنے میں بهي بہت سي سمجهہ بوجهہ درکار هی جو اس وجهہ سے پیدا هوتي هیں کہ جو بات اُسنے بیان کي وہ بهت بے انصافي سے بیان کي اگرچہ بجاے خود وہ بات اچهي اور عذر کے قابل هے بیان اُسکا رنگین اور ضعیف اور مغلق اور علاوہ اُسکے خدا پرستوں کے ملفوظات اور عام خیالوں سے معمور هی اور اُسکے آقا کي تعریفوں پر انتها اُسکا عموماً هوتا هی پرنس صاحب کي تاریخ کے ذریعہ سے همنے اُسکي اُن تحریروں سے مدد حاصل کي هی جنکو اُسنی همایوں وغیرہ کے حالات میں لکها هی اگرچہ وہ تاریخ اُنکا ترجمہ نهیں مگر اکثر اُسمیں لفظي ترجمہ اُسکا پایا جاتا هی اور اُسکی مطالب صحیح اور کامل اُسمیں صاف صاف پائی جاتی هیں

کامران کو ملک دے چکا تو اُسکے قبضہ میں صرف نیا ملک مفتوحہ
باقي رہ گیا اور جن ذریعوں کي بدولت اُسنے وہ نیا ملک حاصل کیا تھا
اور آیندہ بقاے قبضہ کے لیئی وہ ھي کافي وافي ھوتے وہ بھي اُسکے
ھاتھہ تلے نرھے مگر جو کہ اب بھي اُسکے قبضہ میں بابر کي دلاور فوج موجود
تھي اور بابر کي قوتوں کے اثر بھي جابجا موجود تھے تو ملک کي تقسیم کے
برے برے اثر اول اول ظاھر نہوئے جب کہ ھمایوں کالنجر واقع بندیل‌کھنڈ
کے محاصرہ میں مصروف تھا تو اُسکو پرچا لگا کہ بابن اور بایزید افغانوں
کے سرداروں نے جنکے گروھوں کو پہلے بابر نے پراگندہ کیا تھا جونپور کے
اِضلاع میں دوبارہ فساد برپا کیا غرض کہ ھمایوں نے اُنکے مجموعہ کو متفرق
کیا اور بعد اُسکے چنار گڈہ پر چڑھائي کي جو بنارس کے قریب ایک
پہاڑي پر واقع ھی اور وہ شیر خاں پٹھان اُسپر قابض تھا جو آیندہ کو
ھمایوں کا حریف ھوجائیگا حاصل یہہ کہ سنہ ۱۵۵۲ ع مطابق سنہ
۹۳۹ ھجری میں شیر خاں مذکورالصدر نے اِس شرط پر ھمایوں کي
اطاعت قبول کي کہ چنار گڈہ اُسیکے قبض و تصرف میں باقي رھے
چنانچہ ھمایوں نے بھي یہہ شرط اُسکي تسلیم کي اور آگرہ کو روانہ ھوگیا *

گجرات کي فتح کا بیان

اِس زمانہ سے تھوڑے دنوں پہلے ھمایوں کا سالا جو اُسکي جان و
حکومت کا خواھاں و جویاں تھا بہادر شاہ گجراتي والي گجرات کے
حفظ و امان میں آیا اور اُسکي پناہ میں رھا اور جبکہ بہادر شاہ نے ھمایوں
کي درخواست کو منظور نکیا یعني بحسب اُسکي درخواست کے اُسکو
ندیا تو دونوں بادشاھوں میں رنج کا پہاڑ قایم ھوا یہہ بہادر شاہ اُن
سلطنتوں میں بڑا معزز و ممتاز تھا جو دلي کي شاھنشاھي کے تباہ ھونے
پر قایم ھوئي تھیں اور دلي کي سلطنت کے ٹکڑے گني جاتي تھیں اور اپنے
زور بازو کے ذریعہ سے اصلي ملک سے زیادہ بہت سا ملک اُس نے بڑھایا
تھا یہانتک کہ خاندیس اور احمد نگر اور برار کے بادشاھوں نے یہہ اقرار

اُس سے کیا تھا کہ اگر همارے ملک همارے هي قبضه میں رهینگے اور آپ اُنکے خواهاں نہونگے تو هم لوگ اُپکے تابع رهینگے علاوہ اسکے مالوہ کي سلطنت کو بھي فتح کرکے خاص قلمرو میں داخل کیا تھا حاصل یہہ کہ بہادر شاہ اور همایون کي تکرار بڑہ گئي اور نوبت دور تک پہونچي اور علاوالدین ابراهیم خاں لودهي کا چچا جسکے لیئے بابر نے بدخشاں کي حکومت مقرر کي تھي بدخشاں کي حکومت کو چھوڑ کر بہادر شاہ کے پاس آیا اور اُسکا دامن پکڑا اور بہادر شاہ گجراتي علاوالدین کي تواضع و تعظیم اسلیئے بجالایا کہ خاندان اُسکا لودھیوں کے وقتوں میں بڑے پایہ کو پہونچا تھا اور جوکہ خود بہادر شاہ نے ابراهیم کي پناہ ڈھونڈھي تھي اسلیئے اپنے مربیوں کے لیئے اپنا جي جلایا اور همایون پر غیظ و غضب کھاکر تخت و دولت کے بھروسے ایسي نامعقول تدبیریں تجویز کیں جو تدبیر مملکت اور راہ انصاف کے صریح مخالف تھیں اگرچہ کھلم کھلا همایون سے لڑنے کي طرح نہ ڈالي مگر علاوالدین کو بہت سا روپیہ دیکر اِس قابل کردیا کہ اُس نے بڑي فوج تھوڑے عرصہ میں اکٹھي کي اور تاتار خان اپنے بیٹے کو فوج کا سردار بناکر همایون کے مقابلہ پر بھیجا مگر جیسي کہ یہہ فوج بہت جلد اکٹھي هوگئي تھي ویسے هي پراگندہ هوگئي اور تاتار خاں اُن تھوڑے سے لوگوں سمیت لڑتا بھڑتا رهگیا جو کچھہ باقي رهگئے تھے چنانچہ انجام اُسکا یہہ هوا کہ وہ عین لڑائي میں مارا گیا یہہ واقعہ سنہ ۱۵۳۴ ع مطابق سنہ ۹۴۱ هجري میں واقع هوا *

همایون کا دل اس بڑي کامیابي سے بڑھا یا پہلے هي سے عزم اُسکا مصمم تھا غرضکہ کوئي باعث هو همایون آگرہ سے بایں ارادہ روانہ هوا کہ جو نقصان اُسکو بہادر شاہ کي جانب سے پہونچا اُسکے پورے کرنے سے کلیجہ اپنا ٹھنڈا کرے مگر بہادر شاہ اُن روزوں میواڑ کے راجہ سے لڑنے بھڑنے اور چتور گڈھ کے محاصرہ کرنے میں اُستادہ جي جان سے مصروف تھا کہ

اُسکا دبانا اور اُسپر دھاوا کرنا نہایت سہل و آسان تھا اور یہہ بات اُسپر علاوہ تھی کہ اُسکے روک بچاو کے لیئے کوئی اوٹ آڑ بھی نتھی غرضکہ جب بہادر شاہ کو همایون کے ارادے کی خبر پہونچی اور اُسنے همایون کو یہہ کہلا بھیجا کہ ایسے آڑے وقت میں ایک ایسے مسلمان بادشاہ کو ستانا جو ایک کافر راجہ سے لڑتا بھڑتا هووے دین و ملت کے خلاف بلکہ بے ایمانی کی دلیل هی تو همایون نے خواہ اس ملامت کے اثر یا اپنی طبیعت کے تحمل کی ضرورت سے اپنے پورے پکے ارادے کو چتور گڈہ کی فتح تک ملتوی رکھا چنانچہ بعد اُسکے بہادر شاہ نے مندسور کے گرداگرد کھائیاں کھودوائیں اور همایون کے آنیکا منتظر بیٹھا اور یہہ طریق اُسنے اُس بڑے توپ خانہ کے بھروسے پر اختیار کیا تھا جسکا کپتان ایک ترکی قسطنطنیہ کا رهنے والا تھا اور تھوڑے سے گولہ انداز اُسکے پرتگال کے قیدی تھے مگر یہہ هنر مند اسلیئے کام اُسکے نہ آئے کہ جب همایون نے رسد کے چاروں رستے بند کیئے تو وہ مقام اُسکے حق میں برے سے برا هوگیا یہانتک کہ جب یہہ بات اُسپر کھل گئی کہ بھوکوں کے مارے حریف کی اطاعت کرنی پڑیگی تو سنہ ۱۵۳۵ ع مطابق سنہ ۹۴۱ هجری میں توپوں کو توڑ اور فوج کو چھوڑ کر پانچ چار آدمیوں سمیت ماندو کو بھاگ گیا اور فوج کی حفظ و حراست اور باقی ماندوں کی صحت و سلامت فوج کے هاتھوں چھوڑ کر چلا گیا *

غرض کہ بہادر شاہ کا لشکر پراگندہ هوا اور خود اُسکا پیچھا دبایا گیا چنانچہ وہ ماندو سے چنپانیر اور چنپانیر سے کمبوجا غرض کہ جگہہ جگہہ بے ٹھور ٹھکانے پھرتا رها اور اب همایون کا یہہ حال تھا کہ آپ اُسکے پیچھے فوج لیئے پھرتا تھا یہاں تک کہ جس دن کمبوجا سے بھاگ کر مقام دیو میں بہادر شاہ پہونچا جو گجرات کے اخیر سرے پر واقع هی تو همایون بھی اُسی دن کی شام کو وهاں داخل هوا † مگر جب کہ

† جب کہ همایون کا لشکر مقام کمبوجا میں ڈیرے ڈالے پڑا تھا تو همایون نے

همایوں اُسکو پکڑ نسکا تو ناچار اُسکا پیچھا چھوڑا اور گجرات پر قبض و تصرف کرنا شروع کیا چنانچہ بہت جلد اُسنے قبضہ حاصل کیا اور اُس برس کے بہت دن گذر چکے تھے کہ چنپانیر کا پہاڑي قلعہ فتح کیا اور وہ قلعہ یوں فتح هوا کہ ایک طرف سے فوج نے دروازوں پر حملہ کیا اور دوسري طرف سے تین سو چُنے بہادروں نے جنمیں خود همایوں بھي داخل تھا عمود نما پہاڑ کے ٹکڑے میں فولادي میخیں گاڑیں اور ایک ایک کرکے بہادرانہ چڑھگئے † *

ماہ اگست سنہ ۱۵۳۵ ع مطابق صفر سنہ ۹۴۲ هجري کو چنپانیر فتح هوا اور اُسکے فتح پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ همایوں کو اُن آفتوں کا پرچہ لگا جو شیر خاں کي کامیابي پر مترتب هوئیں چنانچہ همایوں نے اپنے بھائي مرزا عسکري کو ممالک مفتوحہ پر چھوڑا اور آپ آگرہ کو روانہ هوا مگر بعد اُسکے یہہ امر پیش آیا کہ اُسکے گجرات چھوڑنے پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ اُن سرداروں میں جھگڑے بکھیڑے قایم هوئے جنکو گجرات

کولیوں کي قوم سے بہت سا نقصان اوٹھایا جو جنگلوں میں بستي هیں اور دور دور چھاپے مارتے هیں یہہ لوگ ایسي دبی دبی فوج میں گھس گئی کہ خاص همایوں کے ڈیرے پر چھاپا مارا اور تمام اسباب اُسکا اور علاوہ اُسکے وہ کتابیں لوٹ کرلے گئی جنمیں تزک تیموري کا مشہور نسخہ بھي شامل تھا اور وہ ایک ایسا نسخہ تھا کہ جسکے جانے اور دوبارہ آنے کو اُس زمانہ کے مورخوں نے تحریر کے قابل سمجھا اور همایوں نے بھي وہ رنج اوٹھایا کہ اُسکي پاداش و تدارک میں کمبوجا کے رهنے والوں کو لوٹ کھسوٹ کر خاک سیاہ کیا جو محض بیقصور اور ناکردہ گناہ تھے

† جوں هي کہ چنپانیر کا قلعہ فتح هوا تو یہہ بات دریافت هوئي کہ بہادر شاہ کے دفینوں کا حال ایک سردار کو معلوم هی چنانچہ یہہ تجویز هوئي کہ مار پیٹ کے ذریعہ سے وہ بھید دریافت کیا جاوے مگر همایوں نے وہ پسند نکي اور یہہ بات کہي کہ شراب اُسکو پلائي جاوے غرض کہ همایوں نے کسي سردار کو اُسکي تعظیم و ضیافت کے لیئے اشارہ کیا چنانچہ وہ تدبیر اُسکي راس آئي یعني جب اُس سردار کا جي خوش هوا تو اُسنے میزباں کو بتانے میں کچھہ وسواس نکیا اور یہہ بات اُس سے بے تکلف کہي کہ اگر فلانے حوض کا پاني نکلوایا جاوے تو اُسکے اندر ایک گڑھی میں خزانہ مدفون هی حاصل یہہ کہ جب ویسا کیا گیا تو بہت سا چاندي سونا هاتھہ آیا

میں چھوڑ آیا تھا چنانچہ وہ جھگڑے اسپر تمام ہوئے کہ مرزا عسکري کو تخت پر بیٹھایا جاوے اور جب کہ یہہ جھگڑے برپا ہوئے تو بہادر شاہ گجراتي نے اُنکے اوٹھنے سے ایسے فائدے اوٹھائے کہ ھمایون کي فوج اُن جھگڑوں کے باعث سے اتني کمزور ہوگئي کہ سنہ ۱۵۳۵ و ۳۶ ع مطابق سنہ ۹۴۲ ھجري میں گجرات اُسکے ھاتھہ آئي اور کسیکي نکسیر بھي نہ پھوٹي بلکہ اُس فوج نے مالوہ کو بھي خالي † کیا جسپر غنیم نے دھاوا نکیا تھا *

شیر خاں کي آغاز عمر اور اُسکي ترقیوں کا بیان

ھمایون آگرہ میں داخل ہوا اور تھوڑے دنوں گذرنے پر شیر خاں کي سرکوبي کا ارادہ ‡ کیا یہہ شیر خاں § جس سے بڑے بڑے کارنمایاں ہونے والے تھے ابراھیم خاں پٹھان کا پوتا تھا جو اس فخر کا دعوے کرتا تھا کہ میں غوري بادشاہوں کے خانداں کا ہوں مگر غالب یہہ ھی کہ وہ قوم کا غوري تھا اور اُسکي اور اُسکے بیٹے حسن خاں کي شادي غوریوں کے عمدہ خاندانوں

---

† تاریخ فرشتہ کي دوسرے اور چوتھي جلد اور برایس صاحب کي تاریخ کي چوتھي جلد اور ھمایوں کي سرگذشت اور برڈ صاحب کي تاریخ گجرات اور کرنیل مائیلز صاحب کي تحریر مندرجہ علمي حالات جلد ایک کو دیکھنا چاھیئے

‡ ھمایوں صفر میں روانہ ہوا مگر سال اُسکا تحقیق نہیں چنانچہ شیر شاہ کي تاریخ میں سنہ ۱۵۳۵ ع مطابق سنہ ۹۴۲ ھجري اور منتخب التواریخ اور تاریخ فرشتہ میں سنہ ۹۴۳ ھجري مطابق سنہ ۱۵۳۶ ع لکھے ھیں منجملہ اُن سنوں کے سنہ ۹۴۲ اسلیئے درست نہیں کہ اُسي سنہ میں چنپانیر واقع گجرات کو ھمایوں نے فتح کیا اور سنہ ۹۴۳ ھجري اسلیئے صحیح نہیں کہ گجرات اور مالوہ کے بندوبست کرنے اور دلي کے واپس آنے اور شیر خاں کي لڑائي کے سامان بہم پہونچانے کے لیئے کل ایک برس باقي رھتا ھی اور اپنے ملک میں گذرنے اور چنارگڈہ تک پہونچنے کے واسطے جو آگرہ سے ساڑھے تین سو میل کے فاصلہ پر واقع ھی کل ڈیڑ برس کي مدت باقي رھتي ھی اسلیئے ھماري یہہ راے ھی کہ ماہ صفر سنہ ۹۴۴ ھجري مطابق سنہ ۱۵۳۷ ع کو شیر خاں کے لیئے ھمایوں روانہ ہوا

§ واضح ہو کہ تاریخ فرشتہ کي پہلي اور دوسري اور چوتھي جلد اور ارسکاین صاحب کے ترجمہ تزک بابر اور برایس صاحب کے ترجمہ اکبرنامہ کي چوتھي جلد

میں هوئي تهي اور یهه حسن خاں سینهسرام واقع بهار میں ایک ایسي جاگیر رکهتا تها که اُسکي آمدني سے پانسو سوارونکي تنخواه ادا کرے اُسکي ایک پٹهاني بي بي سے ایک شیر خاں دوسرا نظام خاں دو بیٹے تهے مگر ایک فاحشه کے جال میں ایسا آکر پهنسا تها که اپنے جورو بچوں کي بات نه پوچهتا تها یہانتک که جب شیر خاں اُسکا بیٹا کمانے جوگا هوگیا تو وه جونپور کو چلا گیا اور سپاهیوں کے بیڑے میں نوکر هوگیا بعد اُسکے جب اُسکے باپ کو خبر هوئي تو اُسنے جونپور کے حاکم کو لکها که میرے لڑکے کو میرے پاس آپ روانه کریں تاکه تعلیم اُسکي بخوبي عمل میں آوے مگر شیر خاں نے یهه عذر پیش کیا که سینهسرام کي نسبت خاص جونپور میں تعلیم کے موقع بہت کثرت سے اور نہایت عمده هیں *

معلوم هوتا هی که یهه ترجیح اُسنے اپنے جي سے دي تهي اسلیئے که وه پڑهنے لکهنے میں جي جان سے مصروف هوا چنانچه علم شعر اور تاریخ سے کماینبغي واقفیت حاصل کي یہانتک که سعدي کے تمام اشعار ازبر پڑهتا تها اور علاوه اُسکے اور اور باتوں کا علم بهي حاصل کیا بعد اُسکے باپ اُسکا اسپر مهربان هوا چنانچه کام ناکام اپنے باپ کي جاگیر کا انصرام و اهتمام یہانتک کرتا رها که سلیمان اُسکا سوتیلا بهائي جوان هوگیا اور جب که وه بهائي جوان هوگیا تو اُس سے بہت اَن بن رهنے لگي غرض که جب اُسنے حال اچها ندیکها تو نظام اپنے سگے بهائي کو همراه اپنے لیکر باپ سے الگ

سے شیر خاں کا حال لیا گیا منجمله اُنکے فرشته والے نے اگرچه تاریخ اُسکي مسلسل لکهي اور اُسکے لکهنے میں کسي قسم کي طرفداري نہیں کي مگر اسلیئے که تاریخوں پر التفات اُسنے نہیں کیا تو وه بہت پریشاں هوگئي چنانچه بابر کي مهموں کو همایوں کي مهموں سے ایسا خلط ملط کیا که اور تاریخوں کے بدون انکشاف اُنکا متصور نہیں هاں اُسکي کتاب کے اور مقاموں سے جہاں اُسنے ابراهیم اور بابر اور همایوں کي سلطنتوں کا حال بیان کیا تهوڑي بہت اعانت حاصل هوتي هی مگر بابر کي سرگذشتوں سے پوري پوري مدد هاتهه آتي هی باقي ابوالفضل نے شیر شاه کا اکثر حال لکها هی اگرچه مقصود اُسکا اُسکی لکهنی سے شیر شاه کو برا بهلا کهنا هی اور بهي توقع همایوں کے بیٹے اکبر کے وزیر سے هوسکتي تهي

هوا اور سکندر لودهي کي ملازمت اختیار کي جو اُن روزون بادشاہ † فرمانروا تها *

غرض که باپ کے مرنے تک دلي میں ملازم رها اور جب باپ اُسکا مرگیا تو سکندر لودهي نے سینهسرام اُسکے باپ کي جاگیر اُسکو عنایت فرمائي بعد اُسکے جب سنه ۱۵۲۶ ع میں ابراهیم لودهي نے بابر سے شکست فاحش کهائي تو محمد شاہ لوحاني کي خدمت میں سرگرم رها جو جونپور اور بہار کا بادشاہ بن بیٹها تها اور تهوڑي مدت تک بادشاہ کا مورد عنایت رها بعد اُسکے سلیمان اپنے سوتیلے بهائي کي سازشوں سے موروثي جاگیر سے خارج هوا تو محمد شاہ کے دربار سے متنفر هوکر چلا گیا اور سنه ۱۵۲۷ ع میں سلطان جنید کا شریک حال هوا جو بابر کي طرف سے جونپور کا حاکم تها چنانچه جنید کي امداد و اعانت سے بہار کے پہاڑوں میں آوارہ لوگونکي جمعیت بهم پهونچاکر موروثي جاگیر پر قبض و تصرف حاصل کیا اور بابر کا مطیع آپ کو بناکر محمد شاہ لوحاني کے ملک کو لوٹنا کهسوٹنا شروع کیا اور اسي زمانه کے قریب یعني سنه ۱۵۲۸ ع میں بابر کي خدمت میں حاضر هوا اور همراہ اُسکے چندیري کو گیا اور اُسکي بدولت جائداد موروثي کے قبض و تصرف کو مضبوط و مستحکم کیا اور بابر کي طرف سے صوبه بہار میں ایک فوج کا حاکم رها *

شیر خاں کا بہار و بنگال پر قابض هونا

اگلے برس سنه ۱۵۲۹ ع میں محمود لودهي نے بہار کو فتح کیا اور شیر خاں اپني ضرورت کے مارے یا هم قومیت کے تقاضے سے لودهیوں کا شریک هوا اور جب که محمود کي فوج تباہ هوئي اور کارخانه اُسکا بهنگ هوگیا تو اپریل سنه الیه میں جن سرداروں نے بابر کي اطاعت قبول کي تهي منجمله اُنکے ایک شیر خاں ‡ بهي تها اور محمد شاہ ان روزوں مرچکا

---

† سکندر لودهي سنه ۱۵۱۷ ع میں مرگیا

‡ ارسکاین صاحب کا ترجمه بابر کي تزک کا صفحه ۳۰۸

تھا چنانچہ اسکے بیٹے جلال خاں نے بھي بابر کي اطاعت تسلیم کي تھي جو صغیر سن اپني ماں کي پال پوس اور بنگالہ والي فوج میں موجود تھا اور بابر نے بہت سے اختیارات اُسکو دیئے تھے مگر باوصف اسکے اپني والدہ لاڈو ملکہ کے قبض و قابو میں تھا اور شیر خاں کا رعب داب اسکي ماں پر اسقدر بیٹھا تھا کہ جب وہ غریب مرگئي تو جلال خاں اُس والا نظر سردار یعني شیر خاں کا دست نگر رہا یہانتک کہ اب شیر خاں کل بہار کا مالک ہوگیا اور چنار گڈہ پر ایسي طرح قبضہ حاصل کیا جیسے کہ بعد اسکے رہتاسگڈہ پر حاصل † کیا تھا *

ھمایون کے آغاز سلطنت میں یہہ قوت روز افزوں شیر خاں کو نصیب ہوئي تھي اور جب کہ ھمایون اپنے بھائي کامران سے کام کاج کا تصفیہ کرچکا اور اپنے صوبوں کے کار بار پر التفات کي فرصت حاصل کي تو سنہ ۱۵۳۲ ع میں چنار گڈہ کا ارادہ کیا اور فتح کي امید پر روانہ ہوا مگر ھمایون اسبات پر راضي ہوا تھا کہ شیر خاں نے اسکي بادشاہت کو تسلیم کیا اور اپنے بیٹے کو ایک رسالہ سمیت اسکي خدمت میں بھیجا مگر جب کہ ھمایوں بہادر شاہ سے لڑنے کو گیا تھا تو شیر خاں کا بیٹا ھمایون کي خدمت سے علحدہ ہوگیا تھا بعد اُسکے ھمایون اُسیوقت سے گجرات کے جھگڑے بکھیڑوں میں ھمگي ھمت مصروف کر رہاتھا اور ادھر شیر خاں نے قابو پاکر یہہ کام کیا کہ تمام بہار پر قابض ہو بیٹھا اور بنگالہ پر دوڑ دھاوے کرکے بہت سا حصہ اُسکا دبا چکا بنگالہ میں شیر خاں کے

---

† رھتاس گڑہ ایک ھندو راجہ کو فریب دیکر شیر خاں نے چھینا تھا چنانچہ بیان اُسکا یہہ ھی کہ شیر خاں نے اُس راجہ کو کہہ سنکر راضي کیا کہ اُسکے گھر کے لوگوں کو پناہ دے چنانچہ بعد اُسکے پردہدار ڈولیوں میں مسلح سپاھي بیٹھاکر لیگیا جن میں عورتیں سمجھي گئیں اور یہہ کھلا ہوا فریب جس سے جھوٹ بناوٹ صاف ظاھر ہوتي ھی ایسا معقول سمجھا گیا کہ حال کے زمانہ میں فراسیسوں کے سردار بسي صاحب نے ایک حاکم کي دغابازي کے چھپانے کو اُسپر عمل کیا جسنے دولت آباد کے مضبوط قلعہ میں دخل اُسکو دیا تھا

لڑنے بھڑنے کي ساري وجہہ یہہ تھي کہ جلال خاں لوحاني نے بنگالہ کے حکمراں سے باین غرض اعانت چاھي تھي کہ وہ شیر خاں کے قابو سے کسي طرح باھر نکل جاوے چنانچہ ایکمرتبہ ایسا اتفاق ھوا کہ اُسکي بدولت مراد اُسکي پوري ہونے کو تھي کہ شیر خاں نے نقصان اپنے بہت جلد پورے کیئے اور بنگالہ کے حاکم اور جلال خاں نے جو حملہ شیر خاں پر کیا وہ صاف خالي گیا اور شیر خاں نے گوڑ دارالسلطنت بنگال کا محاصرہ کیا *

جب کہ ھمایون وھاں سے لوٹ کر آیا تو شیر خاں گوڑ کے محاصرے میں سرگرم تھا چنانچہ ھمایوں نے شیر خاں کو سراسیمہ پاکر وقت کو غنیمت سمجھا اور یہہ بات سوچي کہ ایسے آڑے وقت میں دھاوا کرنا قرین مصلحت ھی اور اُسکي قوت کو جمنے بڑھنے دینا بغایت ناصواب ھی *

ھمایون کي لشکر کشي شیر خاں پر

غرض کہ نظر بامور مذکورہ بالا ھمایون ایک بڑي فوج اپنے ھمراہ لیکر آگرہ سے روانہ ھوا اور بڑے امن چین سے چنار گڈہ تک پہونچا مگر شیر خاں بھي اپنے ان خطروں سے غافل نتھا جنمیں وہ گرفتار ھونیوالا تھا چنانچہ اُس نے انکي روک تھام کے لیئے ایسي معقول تدبیریں سوچیں اور وہ عمدہ رائیں نکالیں کہ اسوقت تک ھندوستان کي تاریخ میں نظیر انکي کہیں پائي نہیں جاتي *

شیر خاں کا بڑا مطلب یہہ تھا کہ بنگال کي فتح کے واسطے اس سے پہلے پہلے وقت اُسکو ھاتھہ آوے کہ نیا غنیم اُسکو کچھہ مضرت پہونچاسکے غرض کہ اُسنے مضبوط فوج اپني چنار گڈہ میں چھوڑي اور ھمایوں کي روک ٹوک اور مقابلہ مقاتلہ کے لیئے طرح طرح کے سامان اُسنے مہیا کیئے *

یہہ چنارگڈہ ایک پہاڑ کي ٹیکري پر گنگا کے کنارے واقع ھی اور بندھیاچل پہاڑوں کا وہ پہاڑ ایک ٹکڑا ھی جو مرزا پور کے قریب اور گنگا تک پھیلے ھوئے اور مرزا پور کے آس پاس سے مغرب کیجانب مائل ھوکر رھتاس گڈہ

اور شیر گهاتی کے پاس پاس کو گذرتے هیں اور بهاگل پور تک گنگا سے الگ تهلگ جاتے هیں اور وهانسے جنوب کو ایسے سیدهے مایل هوگئیے که گنگا اُنسیے دور دور رهگئي اور یهي باعث هی که بهار و بنگال کے مغربي جنوبي حصے اُنکے آڑ میں واقع هوئیے اور گنگا کے جنوبي کنارے کي راه اُنکے باعث سے دو جگهه ایک چنار گڈه کے قریب دوسرے بهاگل پور کے مشرق میں سیکرا گلي پر مسدود هوگئي اگرچه یهه پهاڑ اونچے تو نهیں مگر درختوں سے بهر پور هیں *

اسلیئے که همایون نے گنگا کے کنارے کنارے کوچ کیا اور توپوں اور ذخیروں کو دریا کي راه سے لیگیا تو ناچار اُسکو چنار گڈه کا محاصره کرنا † پڑا چنانچه اُس نے چنار گڈه کا محاصره کیا اور اُسکے روني کي اُن النگوں کو سرنگ لگاکر اوڑانا چاها جو زمین کیجانب واقع تهیں اور کشتیوں کے توپ خانے خاص قلعه کے رخ پر لگائے جو دریا کیجانب واقع تها مگر باوجود ان سامانوں کے ناکام رها اور فتح کي یهه صورت هوئي که جب محصور لوگ کئي مهینے تک لڑتے لڑتے هار گئے اور امداد و اعانت کی اُمید نرهي تو کام ناکام اُنهوں نے اطاعت قبول کي *

محاصره مذکوره بالا کا اهتمام رومي خاں قسطنطنیه والی کي تدبیر و تجویز کے موافق عمل میں آیا تها اور یهه رومي خاں وه تها جسنے

---

† همایوں کي سرگذشتوں میں مندرج هی که پندرهویں شعبان سنه ۹۴۵ هجري مطابق جنوري سنه ۱۵۳۹ع شبرات کے دن فوج اُسکي چنارگڈه پر پهونچي مگر اس حساب کي رو سے بنگاله کي فتح اور باقي تمام کاموں کے واسطے جو همایوں کي شکست فاحش واقع صفر سنه ۹۴۶ هجري مطابق جون سنه ۱۵۳۹ع تک واقع هوئي صرف چهه مهینے باقي رهے هیں اسلیئے همارےرائے یهه هی که اگرچه سرگذشت مذکوره کے لکهنے والے نے جو تاریخ کي کبهي پروا نهیں کرتا تهوار کا دن یاد رکها اور صحیح صحیح لکها مگر سنه میں بهول چوک اُسکو بلاشبهه هوئي اور یهه محاصره پندرهویں شعبان سنه ۹۴۴ هجري مطابق آٹهویں جنوري سنه ۱۵۳۸ع کو واقع هوا اور تمام مورخ متفق هیں که یهه محاصرا کئي مهینے اور بقول بعضوں کے چهه مهینے قایم رها

بہادر شاہ گجراتی کے توپخانہ کو بڑے پایہ پر پہونچایا تھا اور بعد اُسکے
همایوں کا ملازم هوا تھا اور اُس زمانہ میں توپخانے کے کام ایسی قدر و
منزلت کے سمجھی جاتی تھی کہ جب وہ تین سو گولہانداز اسیر هوکر
آئے جو چنارگڈہ میں محصور تھے تو یک قلم دائیں هاتھہ اُنکے اس غرض
سے قلم کرائی گئی کہ آیندہ کام کے قابل نرهیں یا اُن نقصانوں کی پاداش
کو پہونچیں جو اُنکے هاتھوں سے ادھر والوں کو پہونچے *

جب کہ چنارگڈہ فتح هوچکا تو گنگا کے کنارے کنارے همایوں بڑھا
چلا گیا اور هنوز پٹنہ تک نہ پہونچا تھا کہ بنگالہ کا بادشاہ محمود شاہ
اُسکو راہ میں ملا جو شیرخاں کے دباؤ سے جگہہ جگہہ بھاگا بھاگا پھرتا تھا
اور اب بھی ایک ایسے زخم کی تکلیف و زحمت میں سخت مبتلا تھا
جسکو اُسنے پچھلی شکست میں اوٹھایا تھا *

جب کہ محمود شاہ سیکرا گلی کی کھاتی کے لگ بھگ پہونچا
تو اُسنے اپنی فوج کے قوی حصہ کو گھاتی لینے کی غرض سے بھیجا چنانچہ
جب وہ لوگ اُس کے پاس پروس میں پہونچے تو اُنکو یہہ دریافت هوا
کہ شیر خاں کا بیٹا جلال خاں اُس پر قابض و متصرف هی غرض کہ جلال
خاں نے ایک سخت حملہ کے ذریعہ سے بہت سا نقصان اُنکو پہونچایا اور
مار کر بھگادیا بعد اُس کے همایوں نے جلال خاں کی مزاحمت کو اُٹھانا چاھا
چنانچہ وہ بہت سی فوج اپنی لیکر آگے کو بڑھا مگر جب گھاتی پر پہونچا
تو اُس نے یہہ دیکھکر نہایت تعجب کیا کہ وہ سنگ راہ از خود درمیان
سے اُتھہ گیا اور اب بنگالہ کی راہ میں کوئی روک توک باقی نہیں رهی *

شیر خاں کی تدبیروں میں یہہ امر داخل نہ تھا کہ اب کے برس
همایوں کی بڑی فوج سے مقابلہ کرے بلکہ پہلے هی سے یہہ عزم اُس کا
مصمم تھا کہ جنوب و مغرب کے پہاڑی خطہ میں چلا جاوے غرض کہ
شیر خاں اپنے گھر بار کو مال و دولت سمیت رهتاس گڈہ میں لیگیا تھا
اگرچہ شیر خاں چنار گڈہ کے طول محاصرہ کے باعث سے گور کو فتح

کرسکا اور پچھلی لڑائی میں محمود شاہ کو بڑی شکست دیسکا مگر
باوصف اس کے تھوڑی سی فرصت اسلیے اُسکو درکار تھی کہ گور کی غنیمت
کو رھتاس گڈہ میں لیجاوے اور اپنی تدبیروں کے موافق کھلے ہوئے ملکوں
کا انتظام کرے چنانچہ اُسنے جلال خاں اپنے بیٹے کو یہہ ہدایت کی تھی
کہ ھمایوں کو گھاٹی سے گذرنے ندے اور کوئی کڑا مقابلہ بھی نکرے اور
وقت پاکر باپ کے پاس پہاڑوں میں چلا آوے پس ھمایوں نے بغیر پیش
آنے دشمن کے کسی اور مقابلہ کے بلا دشواری گور پر قبضہ کیا † مگر اُن
روزوں برسات کی ایسی دھوم دھام تھی کہ وہ مثلث جو گنگا کی دھاروں
سے قایم ھوتا ھی پانی کا تختہ ہوگیا تھا اور جو ملک اِس طوفان سے
خارج تھے حال اُنکا یہہ تھا کہ اُن کے ندی نالی ایسے زور شور پر جاتے
تھے کہ اُن سے گذرنا نہایت دشوار و مشکل تھا غرض کہ برسات کے باعث
سے لڑائی کے کام کاج کو بنگالہ میں جاری رکھنا اور ھندوستان کے بالائی
حصہ سے پیک و پیغام کا آنا جانا ممکن و متصور نتھابلکہ یہہ مجبوری کئی
مہینے تک قایم رھی اور سپاہ کی طبیعتیں بھی گرمی کی شدت اور
آب و ھوا کی رطوبت سے پژمردہ افسردہ ھوگئیں اور جب کہ وہ برا موسم آیا
جو برسات کے بعد آتا جاتا ھی تو بہت سے لوگ مرگئے اور فوج اُسکی
بہت تھوڑی رھگئی اور جوں ھی کہ آنے جانیکی راھیں کھلیں تو بہت سے
آدمی داؤ بچاکر بھاگنے لگے اور مرزا ھندال جسکو ھمایوں نے بہار کے شمالی
حصہ پر چھوڑا تھا برسات کے تھمنے سے پہلے چلدیا *

شیرخاں کی ترقی اور ھمایوں کے تنزل کا بیان

اسی زمانہ میں شیر خاں اپنے گوشہ سے میدان میں باھر آیا اور بہار
و بنارس پر قبض و تصرف کرکے چنار گڈہ کو دوبارہ حاصل کیا اور

---

† غالب یہہ ھی کہ جون یا جولائی سنہ ۱۵۳۸ کو ھمایوں نے گور پر قبضہ کیا
ابوالفضل کا بیان ھی کہ سنہ ۹۴۵ ھجری میں بنگالہ فتح ھوا اور یہہ برس مئی
سنہ ۱۵۳۸ع کی تیسویں تاریخ کو شروع ھوا مگر یہہ معلوم ھوتا ھی کہ ھمایوں بہار سے
روانہ نہوا تھا کہ برسات آ پہونچی اور بہار کے صوبہ میں ماہ جون تک برسات نہیں آتی *

جونپور کے محاصرہ میں پانو اپنے جمائي اور گنگا سے اگی مقام قنوج تک جگهه جگهه فوج کے حصے چهوڑے اور جب که لڑائي کا موسم شروع هوا تو همايوں نے آگرہ کي آمد و رفت کي راهوں کو دو بارہ مسدود پاکر کوئي علاج اِس کے سواے نسوچا که نئے مفتوحه ممالک بنگاله کو تهوڑي تهوڑي فوج کي سپرد کرے اور بعد اُسکے جوں توں رسته کو چیر چاڑ کر تهوڑے بهت لوگوں سمیت آگرہ کو چلا جاوے مگر همايوں نے اِس تدبیر ضروري کے عمل درآمد میں تهوڑي دنوں توقف برتا چنانچه جب وہ وهاں سے لوٹا تو سوکها موسم آدها گذر گیا تها اور اپني روانگي سے پهلے فوج کے بڑے حصه کو خانخاناں لودهے کے تحت حکومت کرکے روانه کیا تها جو بابر کے سرداروں میں شامل و داخل تها غرض که جب فوج اُس کي منگیر میں پهونچي تو شیر خاں کي اُس تهوڑي فوج نے اُسپر چهاپا مارا جسکو اُس، نے چهاپه مارنے کي غرض سے روانه کیا تها چنانچه همايوں کي فوج پریشان هوگئي اور بڑي شکست اُس نے کهائي اور اب شیر خاں کي یهه نوبت پهونچي که جیسے وہ سوچ سمجهه کر کام کرتا تها ویسے هي دلیرانه بیباکانه کرنے لگا اور اِس غرض سے که اُسکي کامیابي کے نتیجوں پر پوري اطمینان اور کامل اعتماد حاصل هووے بادشاهي کا خطاب اختیار کر چکا *

اگرچه یهه تسلیم کیا جاوے که اِس آڑے وقت سے پهلے پهلے همايوں کو یهه فکر تو بهت سي نه تهي که ایسي خطر ناک صورت سے آپ کو ازادي بخشے مگر یهه بهي ضرور هی که اُن شورو فسادوں کي وحشت اثر خبروں سے جو آگرہ میں دم بدم برپا هوتي جاتي تهیں کچهه نه کچهه بیتاب و مضطر تو هوا هوگا بعد اُس کے جب همايوں بکسر میں پهونچا جو پٹنه بنارس کے درمیانمیں واقع هی تو اُسکو یهه پرچا لگا که شیر خاں نے جونپور کا محاصرہ اُٹهایا اور کڑي کڑي منزلیں لپیٹ سپیٹ کر منع و مزاحمت کے لیئے خود بکسر میں آپهونچا اور جسدن که شیر خاں بکسر میں پهونچا تها

اُس دن پینتیس میل طے کرکے آیا تھا اور فوج آسکي ماندي هوگئي تھي
چنانچه لوگوں نے همایوں کو یهه بات سوجهائي که حریف کي فوج پر
اِس سے پهلے دهاوا کرنا نهایت مناسب هی که وہ ارام پاکر تر و تازہ
هوجاوے مگر یک لخت اِس تدبیر کي عمل درآمد مشکل معلوم هوئي
یهاں تک که جب دوسرا دن هوا تو شیر خاں کي فوج کے چاروں طرف
ایسي کهائیاں کهودي پائیں که اُسکے لگ بهگ گذرنا یا اُسپر کامیابي کي توقع سے
دهاوا کرنا دونوں ممکن نه تھے بعد اُسکے همایوں نے کهائیاں کهود وائیں
اور کہیں کہیں سے کشتیاں اکھٹي کراکے اِس غرض سے گنگا کا پل بنانا چاها که
اُسکے دوسرے کنارے چلا جاوے اسلیئے که شیر خاں کے حق
میں تاخیر و توقف کا واقع هونا نهایت مفید اور نافع تھا سو اُس نے
همایوں کو پل کے بنانے سنوارنے میں یهاں تک مصروف رکھا که دو مهینے
پورے گذر گئے *

بعد اُسکے شیر شاہ یهه چال چلا که جب وہ پل پورے هونیکے قریب
آیا تو اُسنے اپنے خیموں کو نه توڑا اور ایک کافي فوج اُنپر اس غرض سے
چھوڑي که اُسکا جانا معلوم نهووے اور یهه چال اُسکي کسي پر نکھلے
چنانچه فوج همایوں کي پشت پر چھپي چھپي راتوں رات چنی چنی
سپاهیوں سمیت آیا اور صبح هوتے هي فوج همراهي کے تین حصه کرکے
همایوں کي فوج پر بیطرح ٹوٹ پڑا اور همراهیاں همایوں کو بڑے اچنبھی
میں ڈالا غرض که همایوں کو اسقدر فرصت هاتھه آئي که وہ جوں توں
گھوڑے پر سوار هوا اور یهه اراده کیا که وہ ایکمرتبه جان توڑ کر لڑے اور اپنے
نصیبوں کو آزماوے مگر رفیق اُسکے مانع آئے چنانچه ایک سردار نے اُسکے
گھوڑے کي باگ ڈور پکڑکے اور دریا کي طرف کشاں کشاں اُسکو لیگیا
اور اسلیئے که وہ پل اب تک پورا نهوا تھا اور دم بھر کے توقف میں جان
جوکھوں نظر آتي تھي تو کام نام کام اُسنے گھوڑے کو دریا میں ڈالا همایوں
دوسرے کنارے تک نه پهونچا تھا که وہ گھوڑا ڈوب کر مرگیا مگر همایوں

کے بچنی کی یہہ صورت ہوئی کہ ایک بہشتی نے اُسکو مشک پر بیٹھایا جسکے ذریعہ سے وہ بہشتی پانی میں پیرتا ہوتا تھا اگر خدا نخواستہ وہ بہشتی وہاں نہوتا تو ہمایوں بھی بہشت نصیب ہوجاتے غرض کہ ہمایوں بھاگتا رہا اور تہوڑی سی بہیڑ بھاڑ سمیت کالپی تک گرتا پڑتا پہونچا اور وہاں سے آگرہ کو گیا اور باقی فوج کا یہہ حال ہوا کہ کچھہ تو غنیم کے ہاتہوں سے ماری گئی اور کچہہ پانی میں ڈوب کر مر گئی اور ہمایوں کی بیگم جسکی حفظ و حراست کے لیئے پچہلی دوڑ دھوپ اُسنی کی تھی اور نصیبوں کی خوبی سے پہلی ہی سے دشمنوں کی نرغہ میں گھر گئی تھی دشمنوں کے ہاتہوں میں پڑی مگر شیر شاہ نے بڑی آدمیت برتی کہ نہایت ادب سے پیش آیا اور تمام کاموں سے فرصت پاکر پہلے پہل یہی کام اُسنے کیا کہ محفوظ مکان میں بیگم صاحب کو بہیجوادیا چہبیسویں جون سنہ ۱۵۳۹ ع مطابق چہٹی صفر سنہ ۹۴۶ ھجری میں یہہ بڑی مصیبت واقع ہوئی † *

اگرچہ ہمایوں افسردہ پژمردہ اور بیتاب و خاطر شکستہ تھا مگر آگرہ میں پہونچنا اُسکا اِسلیئے نہایت ضروری و لابدی تھا کہ جب ہمایوں بنگالہ کے قصی قضایوں میں مصروف تہا تو میرزا ہندال آگرہ میں رفیق و معاون پیدا کرنے لگا تھا اور جوں ہی کہ ہمایوں کی فوج بنگالہ سے

---

† بہت سے مورخوں نے یہہ لکھا ہی کہ شیر شاہ کی دغابازی ہمایوں کی شکست کا باعث ہوئی اور کہتی ہیں کہ جب شیر شاہ نے ہمایوں پر حملہ کیا تھا تو باہم چندے توقف کا قول قرار ہوگیا تھا بلکہ پوری آشتی ہی ہوچکی تھی اگرچہ بیان اُنکا قیاس کے قرین ہی مگر میجر پرایس صاحب نے ابوالفضل کے اکبرنامہ سے جو کچھہ نقل کیا اُس سے صاف دریافت ہوتا ہی کہ شیر شاہ کے اصلی حالوں کے بیان کرنے میں بہت انصاف برتا اگرچہ کہیں کہیں اُسکی نسبت الفاظ نا مناسب بھی لکھی ہیں چنانچہ اُسنی لکھا ہی کہ ہمایوں کو خط و کتابت سے بہلاتا پہسلاتا رہا اور ایک مدت تک دم دلاسوں میں مصروف رکھا مگر عداوت سے کبھی ہاتھہ نہیں اوٹھایا اور جس داؤ گھات سے اُسکو کامیابی نصیب ہوئی وہ سپاہیانہ جوڑ توڑ تھی دغا بازی بےایمانی کی بات نہ تھی *

بھاگ کر آئي اور میرزا ھندال کے شریک و موافق ھوئي تو آسنے علانیہ بغاوت قایم کي اور کھلم کھلا فساد برپا کیا علاوہ اِسکے خود ھمایوں کے نایبوں نے میرزا کامراں کي خدمت میں پیک و پیام اِس غرض سے روانہ کیئے تھے کہ وہ اپنے بھائي ھمایوں کے کار و بار کو سنبھالی اور ٹوٹ پھوٹ کي درستي کرے چنانچہ مرزا کامران کابل سے چل چکا تھا اگرچہ ظاھري پیرایہ یہي تھا کہ وہ بھائي کي خاطر جاتا ھی مگر نیت میں یہہ فساد تھا کہ اگر موقع ھاتھہ آئی تو آپ آسکي سلطنت کو تل کر بیٹھے مگر ھمایوں کے پھونچنی سے یہہ تمام ارادے فسخ ھوگئی اور فساد بھي دبے دبائے رھی بعد اُسکے مرزا کامران آن دونوں کے بیچ میں پڑا چنانچہ ھمایوں نے مرزا ھندال کا قصور معاف کیا اور تینوں بھائي باھم شریک و موافق ھوکر عام دشمن یعني شیرشاہ کي روک تھام میں دوڑ دھوپ کرنے لگے *

جب کہ ھمایوں نقصانوں کے پورے کرنے اور ٹوٹ پھوٹ کے سنوارنے میں مصروف ھوا تو شیر شاہ آن ملکوں پر قناعت کیئی بیٹھا رھا جو ھندوستان خاص میں ھاتھہ آئی تھی مگر بنگالہ پر دوبارہ قبضہ کرنا اور باقي ملکوں کو درستي پر لانا شروع کیا *

ھمایوں کي دوبارہ فوج کشي اور شکست و فرار کا بیان

لڑائي کے ساز و سامانوں میں دونوں فریقوں کےآٹھہ نو مہینے صرف ھوئے یہاں تک کہ اپریل سنہ ۱۵۴۰ ع مطابق ذيقعد سنہ ۹۴۶ ھجري میں ھمایوں آگرہ سے دوبارہ روانہ ھوا اور کامران آسکا بھائي تین ھزار آدمیوں کي کمک دیکر لاھور کو چلا گیا اور شیر شاہ اُسوقت گنگا کے کنارے کنارے قنوج کے برابر پھونچا تھا غرض کہ دونوں حریف گنگا کے وار پار پڑے رھے اور فریقین میں سےکسي کو یہہ منظور نہوا کہ گنگا پار اوتر کر حریف کي فوج پر دھاوا کرے اسلیئے کہ دونوں حریفوں کو یہہ کھٹکا تھا کہ اگر خدا نخواستہ شکست کي صورت پیش آئي تو جان کا بچانا اور صحیح سلامت نکل جانا نہایت دشوار ھوگا یہاں تک کہ سلطان مرزا جو خاندان تیمور کا

شاهزاده اور اگلے وقتوں میں باغي طاغي بهي هوگیا تها همایوں کي فوج سے رفیقوں سمیت نکل کر چلا یا اور علاوہ اُس کے بہت سے لوگ چلے جانے پر آمادہ هوئے یہاں تک کہ جب همایوں نے لوگوں کے ارادوں پر اطلاع پائي تو اُس نے قصہ مٹانا چاها چنانچہ کشتیوں کا پل بناکر گنگا پار آترا غرض کہ سولہویں مئي سنہ ۱۵۴۰ ع مطابق دسویں محرم سنہ ۹۴۷ هجري میں ایک بڑي لڑائي ہوئي جسمیں همایوں کي فوج نے شکست کهائي اور بہت سي گنگا میں ڈوب ڈوب کر مرگئي اور خود همایوں کي یہہ صورت هوئي کہ گهوڑا اُس کا زخمي هوا اور بچاؤ کي صورت نرهي مگر نصیبوں سے ایک هاتهي هاتهہ آگیا کہ وہ اُس پر سوار هوگیا اگر یہہ هاتهي هاتهہ اُسکو نہ آتا تو وہ بهي جان سے مارا جاتا یا دشمنوں کے هاتهوں گرفتار هوتا مگر باوصف اِسکی کہ هاتهي بهي هاتہ آیا اور اُسنی مہاوت کو سخت تاکید فرمائي کہ وہ هاتهي کو پاني میں ڈالی مہاوت نے اُسکا کہنا نہ مانا یہاں تک کہ همایوں نے خود مہاوت کو هاتهي سے گرایا اور اُسکي جگہہ ایک خواجہ سرا کو بٹهلایا غرض کہ اُس خواجہ نے هاتهي کو دریا میں ڈالا اور هانکنا شروع کیا مگر گنگا کا دوسرا کنارہ اسقدر بلند تها کہ هاتهي کا چڑهنا اُسپر ممکن نہ تها حاصل یہہ کہ اب بهي همایوں کي زندگي بڑي جوکهوں میں تهي مگر زیست کي یہہ صورت نکلي کہ اُس کنارے پر فوج کے دو سپاهي کهڑے تهے جو پہلی پہل کنارہ پر پہونچے تهے غرض کہ اُن دونوں سپاهیوں نے اپني اپني پگڑیاں اوتاریں اور بٹ بٹاکر ایک رسي بنائي اور ایک سرا اُسکا هاتهي پر پهینکا چنانچہ همایوں اُسکے ذریعہ سے لٹک لٹکاکر اوپر چلا آیا بعد اُسکے تهوڑي مدت گذرنے پر مرزا هندال اور مرزا عسکري بهي آپہونچے اور رهي سهي فوج بهي آملي حاصل یہہ کہ سب مل جل کر آگرہ کو روانہ هوئے اور گنواروں کي لوٹ کهسوٹ سے بدشواري محفوظ رهي *

بعد اسکے شیر شاہ سے مقابلہ کي امید باقي نرهي بلکہ لڑنے بهڑنے سے قطع نظر اسقدر فرصت بهي بڑي دشواري سے هاتهہ آئي کہ بادشاهي

خاندان والوں نے دلي آگرہ کے خزانوں سے هلکي هلکي چیزیں بهاري بهاري مول کي نکالیں اور کامرا ن کے پاس لاهور میں چلے گئی چنانچه پانچویں جولائي سنه ۱۵۴۰ ع مطابق ربیع‌الاول سنه ۹۴۷ هجري کو لاهور میں داخل هوئی *

جب که همایوں لاهور میں داخل هوا تو آؤ بهگت اُسکي بخوبي نهوئي اور مبارک مهمان نسمجها گیا بلکه کامران کو یهه اندیشه هوا که خدا نخواسته ایسا نهو که خود همایوں موروثي مملکت یعني کابل کو دبا بیٹهے یا اسکي بدولت خود شیر شاهسے بگڑے اور بیٹهی بٹهائي مفت کا جهگڑا کهڑا هووے غرض که کامران نے شیر شاه سے آشتي کي اور پنجاب کو آسکے حواله کیا اور اپ کابل کو چلاگیا اور همایوں کو جهاں تهاں چهوڑا اور آسکي بقاء و سلامت کو اُسي پر منحصر رکها *

جب که همایون کے بهائي بند اُسکو چهوڑ کر چلے گئے تو اُس نے خیال اپنا ملک سند پر دوڑ آیا جو کامران کي سلطنت کي جنوبي جانب میں واقع هے اور حسین ارغوني اُسپر قابض و متصرف تها جس کے خاندان کو بابر نے قندهار سے خارج کیا تها اور اسلیئے که وه صوبه بهي دلي کي سلطنت سے کسي زمانه میں تعلق رکهتا تها همایون نے یهه سوچا تها که شاید کوئي راه ایسي نکلے که وه صوبه میري اطاعت قبول کرے مگر همایون کي ذات میں کوئي بات ایسي نه تهي که اُسکي بدولت وه بات اُسکو نصیب هوتي اسلیئے که اگرچه همایون تهوڑي بهت سمجهه بوجهه رکهتا تها مگر سوچ بچار اُسکي پوري پوري نتهي اور برے برے شوقوں اور خراب خراب ارادوں سے اگرچه پاک صاف تها مگر اصول و قاعدوں کا پابند اور اُنس و محبت سے اشنا نتها اور اصل و مزاج کي حیثیت سے الوالعزمي اور بلند نظري کي نسبت عیش و عشرت اورآرام و راحت پر زیاده مایل تها مگر اس جهت سے که بابر کي زیر نظر تعلیم و تربیت پائي تهي اور جگهه جگهه پر اُسکے همراه رها تها اور جسماني

مشقتوں اور نفسانی محبتوں کا عادی هو گیا تھا تو اُڑے وقتوں اور بڑے
دنوں میں یک لخت اپنی همت نه هارتا تھا اور اپنے بڑے خاندانی هونے
اور بادشاہ هونیکی بات کو یک قلم هاتهه سے نه دیتا غرض که اوچھ کی راہ
سے همایوں سندھ میں داخل هوا اور حسین ارغونی سے ڈیڑھ برس تک
بیفایدہ لڑتا جھگڑتا اور خط و کتابت کرتا رہا *

جودھ پور کے جانے اور راہ کی مصائب اُٹھانے کا بیان

یہہ عرصہ ڈیڑھ برس کا بکر اور سہوان کے محاصرے میں صرف هوا
یہاں تک که تمام خزانه اُسکا صرف هو گیا اور جو امداد اُس کو ملک
سندھ سے پہونچتی تھی وہ بھی موقوف هوگئی اور جن سپاهیوں کو اُس
نے فراهم کیا تھا وہ بھی چھوڑ کر چلے گئے اور علاوہ اُسکے یہہ مصیبت پیش
آئی که حسین ارغونی بڑھا چلا آتا تھا چنانچه جب همایوں نے کوئی
چارا ندیکھا تو اوچھ کی جانب پچھلے پیروں بھاگا اور اخیر چارہ یہہ
سوچا که مارواڑ کے راجا مالدیو کا دامن پکڑے اور اُسکو مہربان اپنا تصور کیا
مگر جب که همایوں ایسے بیابان کو طی کرکے جہاں اکثر لوگ اُسکے بھوک
پیاس کے مارے مر گئے تھے جودھپور کے قرب و جوار میں پہونچا تو اُس
کو یہہ دریافت هوا که جودھپور کا راجه امداد و اعانت کی نسبت اسیاسے
پر زیادہ مایل هی که همایوں کو پکڑ کر دشمنوں کے حواله کرے چنانچه
کام نا کام اُس کو اُس چٹیل میدان میں حفظ و حراست کی نظر سے
جانا پڑا جہاں پانی اور سایه کا نام و نشان نه تھا اور ابھی اُسکو لپیٹ
سپیٹ کر آیا تھا اور اب مقصود اُسکا یہہ تھا که امر کوٹ کو چلا جاوے جو
اٹک کے قریب ایک ریگستان میں واقع هی اور اس سفر میں ایسے
ایسی ویرانوں پر گذرا که کبھی اُسکو اتفاق اُنکا نه پڑا تھا اور ایسی
ایسی کڑی مصیبتیں اُٹھائیں که اب تک هرگز نه اُٹھائی تھیں علاوہ اُسکے
جب وہ آبادیوں میں تھا اور اب تک ویرانوں پر نه گذرا تھا تو وهاں کے
گنواروں نے پانی کا دینا گوارا نه کیا اسلیئے که وہ پانی کو بڑا قیمتی سمجھتے

تھي غرض که أسکے همراهي بڑي لڑائیوں بھڑائیوں سے پیاس اپني بجھاتے تھے یہاں تک که هر پیاس پر دو چار آدمي جان سے مارے جاتے تھے اور یہه بات یاد رهے که یہه سخت مصیبت باقي مصیبتوں کي پیش خیمه تھي علاوه أسکے باربرداري کي قلت اور سواریوں کي کمي سے کنبے کي عورتیں بھي أسپر بھاري تھیں بعد أسکے جب آنھوں نے زراعت اور عمارت کے پچھلے نشان پیچھے چھوڑے اور عین میدان میں پیاس کے مارے زبانیں آنکي باهر اور هونٹ أنکے پپڑا رهے تھے اور هار تھکن کے مارے جینے سے تنگ آگئے تھے تو ایک صبح کو یہه تماشا دیکھا که بہت سے سوار اونکے پیچھے چلے آتے هیں یہاں تک که جب انکو یہه دریافت هوا که وه راجه مالدیو کے ملازم هیں اور مالدیو کا بیٹا آنکے همراه هے اور مقصود آنکا یہه هی که أن شامت کے ماروں کو اس تقصیر پر گوشمالي دیویں که وه همارے ملک میں بلا اجازت کیوں آئے تو رنگ آنکے فق هو گئے اورتیور انکے بدل گئے اور بڑے بڑے خیال آنکے سامھنے آنے لگے *

غرض که وه سوار آگے بڑھے اور ان تھکے هاروں پر پھیل پڑے چنانچه منجمله آنکے جنھوں نے سواروں کا مقابله کیا وه جان سے گئے یعنے سواروں نے أن کو قتل کیا اور باقیوں کو مار کر بھگا دیا بعد أسکے کچھه سواروں نے آگے بڑه کر کنؤں پر قبضه کیا یہاں تک که جو أمید آن کي تسلي تشفي کي باقي رهي تھي وه بھي باطل هو گئي *

جب که ان بھگوڑے مصیبت ماروں کي سختیاں بدبختیاں غایت کو پہونچیں اور راجپوتوں نے جو آن کے هلاک و تباهي کے خواهان و جویاں تھے یہه دیکھا که موت أن کي قریب آ گئي اور اب کوئي آس أن کو باقي نہیں رهي تو راجه کا بیٹا سفید جھنڈا لیکر آگے بڑھا اور أن کو لعنت ملامت کرنے لگا که تم لوگ میرے باپ کي قلمرو میں بلا اجازت کیوں آئے اور ایک هندو راجه کے ملک میں گاوکشي کیسے کي بعد أسکے أسن نے ترس کھایا اور في الفور أن کے لیئے پاني منگوایا اور زیاده

تکلیف اُن کي گوارا نه کي اور اُن کے جانے کا مانع مزاحم بهي نه هوا مگر میدان کے اصلي خوف هراس اب بهي باقي رهے اور بهت سي بهاري منزلوں کا طے کرنا اب بهي باقي رها چنانچه جب تک پیاس کي سختیاں نه اُٹهائیں اور اپنے رفیقوں کو پیاسا مرتا نه دیکها تب تک همایوں کو سات سواروں سمیت امر کوت تک پهونچنا نصیب نه هوا اور جو لوگ اُس کے پیچهے ره گئے تهے وه بهي گرتے پڑتے امر کوت تک پهونچے *

سند پر دوباره حمله کرنے اور اکبر کے پیدا هونے کا بیان

آخر کار اُس کو امر کوت میں ایک دوست نصیب هوا یعني رانا پرشاد امر کوت کا راجه بهت ادب سے پیش آیا اور اُس نے صرف لحاظ و ادب کي مراعات هي نه کي بلکه سند کي فتح و تصرف کے واسطے تهوڑي بهت امداد و اعانت بهي کي جهاں همایوں جماؤ اپنا چاهتا تها *

ایسي افسردگي اور پژمردگي کے وقتوں میں چودهویں اکتوبر سنه ۱۵۴۲ کو جلال الدین اکبر وه شاهزاده پیدا هوا جسکي قسمت میں یهه بات لکهي تهي که اُس کي بدولت هندوستان کي سلطنت ایسي رونق کو پهونچیگي که جو اُس کو کبهي نصیب نهوئي تهي تفصیل اِس اجمال کي یهه هے که جس زمانه میں همایوں بادشاه افغانستان میں رهتا سهتا تها تو ایک روز اُس کي سوتیلي ماں یعني مرزا هندال کي حقیقي والده نے عورتوں کے کمره میں همایوں کي ضیافت کي حسب اتفاق ایک عورت پر آنکهه اُس کي پڑي که وه اُسکا فریفته هوا اور عشق اُسکا اُس کے رگ و ریشه میں پیٹهه گیا بعد اُس کے همایوں نے چهان بین اُس کي شروع کي چنانچه اُس کو یهه بات دریافت هوئي که جام واقع خراسان کے رهنے والے سید کي † صاحبزادي هے جو کسي زمانه میں

---

† پرانس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۷۶۰ و ۸۴۰ اور همایوں کي سرگذشتیں صفحه ۳۱

مرزا هندال کا استاد تھا اور تام اُس کا حامدہ ہی اور اب تک رشتہ اُس کا نہیں ہوا غرض کہ تاثیر اُس کے عشق و محبت کی ہمایوں کے رگ و ریشہ میں ایسی پیٹھی تھی کہ باوجود اُس کے کہ مرزا هندال نے بہت سا سمجھایا اور طرح طرح کی باتیں جتائیں مگر ہمایوں نے بھائی کا کہنا نمانا اور اپنی معشوقہ جان نواز سے شادی کی اور جب کہ امر کوٹ کاسفر در پیش ہوا تو یہہ بیگم پورے دنوں کی حاملہ تھی اور یہی باعث تھا کہ اُس کے لیجانے میں بڑی دقت پیش آئی *

هنوز اکبر پیدا نہ ہوا کہ اُس کی ولادت سے ایکدن پہلے سند کی جانب کوچ ہوچکا تھا اور جب کہ اکبر پیدا ہوا اور بیٹے کی خوشخبری ہمایوں کو پہونچی تو اُسنے اُس پرانے دستور کے موافق کہ ایسے موقع پر لڑکے کا باپ اپنے دوستوں و رفیقوں کو کچھہ تحفہ تحایف دیا کرتا ہی کچھہ تقسیم کرنا چاہا مگر اِس لاچاری سے کہ اُس کے پاس ایک مشکنافہ کے سوائے کوئی شے موجود نہ تھی تو اُس نے نافہ کو توڑا اور اِس نیک شگون کی نظر سے مشک اپنے رفیقوں پر تقسیم کیا کہ اُس کے بیٹے کی شہرت بوے مشک کی مانند اطراف و افاق میں پھیلے *

بہت سے راجپوتوں سمیت امر کوٹ کا راجہ اس مہم میں ہمایوں کے همراہ تھا اور خود ہمایوں نے بھی ادھر اُدھر سے دوڑ دھوپ کر سو مغلوں کی بھیڑ بھاڑ بہم پہونچائی چنانچہ ہمایوں یہہ بھیڑ بھاڑ اپنے همراہ لیکر مقام جون واقع سند کی جانب روانہ ‡ ہوا یہاں تک کہ لڑ لڑاکر اس مقام کو اُس کے قابض کے قبض و تصرف سے نکالا اور آپ اُسپر قبضہ کیا اگرچہ ارغون کی فوج کے دھاوے ہوتے رہے اور نقصان بھی اُٹھائے گئے مگر پاس پروس کے ہندو راجاؤں کی امداد اعانت سے اتنی فوج

‡ واضح ہو کہ یہہ جون یا جیون اٹک کی ایک شاخ پر تاتار اور امر کوٹ کے بیچا بیچ واقع تھا (ڈاکٹر برنس صاحب نے اپنے سند کے بیان میں جو نقشہ لگایا ہی اُسکو دیکھنا چاہیئے)

اکھتی هوگئی که همایوں کی سرگذشتوں والی نے تعداد اُسکی پندرہ هزار سوار بتائی هی *

اگرچه یهه ساز و سامان بہم پہونچے مگر همایوں کی بدبختی اور بد انتظامی نے اُسکا دامن نچھوڑا چنانچه جب رانا پرشاد اپنی وفاداری پوری پوری جتا چکا تو ایک مغل نے کسی ایسی ناشایسته حرکت سے جو راجاؤں کی شان و منصب کے شایاں و سزاوار نه تھی راجه کو ناراض کیا اور جب راجه نے همایوں سے شکایت کی تو همایوں کی جانب سے ایسی بے التفاتی اور کم توجہی پائی گئی که راجه سخت مکدر هوا اور اپنے رفیقوں سمیت اُس کے لشکر سے چلا گیا اور اُسکے سب کے سب هندو دوستوں نے بھی اُسکی رفاقت کی *

جب که وہ لوگ ادھر اُدھر چلے گئے تو حسین ارغونی کے مقابلہ کے لیئے همایوں تنہا رهگیا جو بلا تحاشا بڑھتا چلا آتا تھا مگر همایوں نے اپنی فوج کے آس پاس کھائیاں کھدوائیں اور دمدمے بنوائے غرض که جہاں تک بن پڑی بچاؤ کی تدبیریں کیں یہاں تک که حسین ارغونی یهه سوچ سمجھه کر که خدا کے واسطے کہیں یهه پاپ کٹے اسبات پر راضی هوا که اگر همایوں ابھی قندھار کو چلا جاوے تو میں مانع مزاحم نہوں گا بلکه سفر کی اعانت بھی کروں گا چنانچه یهه شرط مقرر هوئی اور نویں جولائی سنه ۱۵۴۳ ع کو همایوں قندھار کی جانب روانه هوگیا *

همایوں کے قندھار سے ایران کو بھاگنے کا بیان

همایوں کے چھوٹے بھائی بہت دنوں پہلے همایوں کو اپنی غیر مستقل اور مضطرب طبیعتوں کے سبب سے رنج اور تکلیف پہونچا کر الگ تھلگ هوگئے تھے اور جب که همایوں قندھار کو روانه هوا تو اُس زمانه میں مرزا عسکری مرزا کامران کی جانب سے قندھار کا حاکم تھا اور غالب یهه هی که همایوں کا یهه ارادہ تھا که مرزا عسکری کو بھکاکر طرفدار اپنا بناوے اور اگر قابو پڑے اور وقت هاتھه آوے تو آپ هی قندھار کو دبا بیٹھے

مگر لوگوں کو یہہ فقرہ سنایا تھا کہ اکبر کو قندھار میں چھوڑکر مکہ کو جاؤنگا § *

جب کہ رفتہ رفتہ همایوں مقام شال میں پہونچا جو قندھار کے جنوب میں ایک سو تیس میل کے فاصلہ پر واقع هی تو ایک سوار اپنا گھوڑا بھگائے هوئی همایوں کے ڈیرہ کے پاس آیا جسکو همایوں کے کسي پرانے دوست نے روانہ کیا تھا وہ سوار اپنے گھوڑیسے کود کر لگام پکڑے هوئے ڈیرہ کے اندر بے ساختہ چلا آیا اور بے تحاشے اُس سے یہہ بات کھي کہ آپ اب کس فکر میں بیٹھے هیں مرزا عسکري آپ کي گرفتاري کے لیئے آ پہونچے جوں هي کہ همایوں نے یہہ خبر سني تو اِس سبب سے کہ اُسکو ایسي وحشت اثر خبر کي توقع نہایت کم تھي اتني فرصت پائي کہ اپني بیگم کو ساتھہ اپنے گھوڑے پر سوار کیا اور بیٹے کي جان کو چچا جان کے ترس و ترحم پر چھوڑا ادھر همایوں روانہ هوا اُدھر مرزا عسکري پہونچا اور جب اُس نے همایوں کو نپایا تو یہہ بات اُس نے فریب سے کھي کہ میں برادرانہ آیا تھا غرضکہ مرزا عسکري اپنے بھتیجے سے بشفقت پیش آیا اور چودھویں دسمبر سنہ ۱۵۴۳ ع کو همایوں کے سب همراهیوں کو ساتھہ لیکر قندھار کي جانب روانہ هوا اور همایوں اسي زمانہ میں بیالیس آدمیوں سمیت گرم سیر کو پہونچا اور وهاں سے سیستاں کو چلا گیا جو اُن دنوں ایران کي قلمرو میں داخل تھا سیستان کا حاکم تواضع تعظیم سے پیش آیا اور اُس نے همایوں کو بمقام هرات اِس نظر سے روانہ کیا کہ وهاں جاکر والي ایران کے احکام کا منتظر بیٹھے غرض کہ جب

§ مقام جون اور سہوان کے درمیان میں تھوڑا بہت توقف هوا هوگا مگر باعث اُسکا بیان نہیں کیا گیا اِس لیئے کہ شال اور جون کے درمیان میں جو فاصلہ واقع هی ساڑھے چار سو میل کا میدان هی اور همایوں کي سرگذشتوں کے دیکھنے سے دریافت هوتا هی کہ سہوان سے شال تک کي راہ نو دن میں پوري هوتي هی مگر همایوں کو جون سے شال تک پہونچنے میں ربیع‌الثاني مطابق ۹ جولائي سے لیکر نصف ماہ رمضان دسویں دسمبر تک پورے پانچ مہینے لگے

همایوں هرات میں پهونچا تو بہت سے دوست اُس کے قندهار سے آئے اور اُس سے آکر ملے جلے اور اُسکے شریک هوئے *

حدود سندھ میں داخل هونے سے قندهار تک کے پهونچنے تک تین برس کا عرصہ صرف هوا چنانچہ منجملہ اُس کے اٹھارہ مهینے حاکم سندھ سے لڑنے بهڑنے اور خط خطوط کے لکھنے پڑھنے میں بسر هوئے اور چھہ مهینے اٹک کے مشرقی جانب کی سیر سفر میں کام آئے اور باقی ایک برس جون میں رهنے اور قندهار کے سفر کرنے میں گذرا اور اِس زمانہ میں جو کام اُس نے جنگی کیئے تو ذاتی دلاوری کے لحاظ سے کوئی کوتاهی ظهور میں نهیں آئی بلکہ اِس حیثیت سے کوتاهی اُس نے کی کہ اُن بڑی بڑی مهموں کو جنکا اُسنے ارادہ کیا اچھی طرح انجام پر نہ پهونچا سکا اور بعد اُس کے جو جو سختیاں اور جیسی جیسی مصیبتیں پیش آئیں اُنکو ایسے صبر و استقلال اور هنسی خوشی سے اُٹھایا کہ جوانمردی اور بلند همتی کے شایان تھا *

مصیبت کے زمانہ میں اس کے مزاج کا امتحان بهی طرح طرح سے ظهور میں آیا چنانچہ اُس نے رفیقوں کی زبان سے بری بهلی باتیں سنیں اور نرم گرم اُنکی اُٹھائیں اسلیئے کہ رنج و مصیبت کے دنوں میں چھوٹے بڑے کا امتیاز اور اداب و قواعد کا پاس و لحاظ باقی نهیں رهتا یهاں تک کہ چند بار ایسا اتفاق هوا کہ جب اُس نے جان بچانے کے لیئے گھوڑا مانگا تو اُس کے رفیقوں نے صاف انکار کیا اور گھوڑا اُس کو نہ دیا اور جب کہ اُس نے ایک کشتی اٹک پار جانے اور اپنے خویش و تبار کے لیجانے کو بہم پهونچائی تهی تو اُس کے ایک سردار نے بجبر و اکراہ اُس کشتی کو اُس سے چھینا اور جس زمانہ میں کہ برے تباہ حالوں سے امرکوٹ کا بڑا کڑا سفر اُسنے کیا تھا تو ایک افسر نے ایسی بیرحمی اور ناخداترسی برتی کہ اپنے گھوڑے کو هارا تھکا دیکھکر همایوں کی بیگم اکبر کی والدہ کو اُس گھوڑے سے اُتارا جسکو اُس نے مستعار اُس کو دیا تھا چنانچہ

همایوں کو گھوڑا اپنا دینا پڑا اور وہ جب تک پیادہ چلتا رہا کہ باربرداری کا ایک اونٹ اسکو ملا مگر کبھی کبھی برخلاف اُس کے رفیقوں سے بے اتفاقی بھی ہوتی چنانچہ بیان اسکا یہہ ہی کہ جب همایوں امرکوٹ میں پہونچا اور راجہ کی حفظ و حراست میں آیا تو اُس نے رفیقوں کا مال اسباب چھینا جھپٹا اور بعضوں کے گھوڑوں کی کاٹھیاں کھلواکر دیکھیں اور جو کچھہ اُن میں پایا نصفا نصفی بانٹ چونٹ کر اپنے کام میں لایا اور جودھپور کے سفر کی ایک ایسی منزل میں جہاں لوگ اُس کے پیاس کے مارے مر گئے تھے تمام مویشیوں اور نیز اپنے گھوڑوں کو پانی کی پکھالوں سے اِسلیئے لادا تھا کہ اُن باقی رہے سہونکو جاکر پانی پلادے جو پیاس کے مارے چار قدم بھی آگے کو نہ بڑھ‌سکینگے اور جبکہ همایوں تھوڑی دورپیچھے لوٹ کر گیا تو اُس نے اُس سوداگر کو پیاس کے مارے مرتا دیکھا جسکا بڑا دین اُس کے ذمہ واجب‌الادا تھا مگر همایوں نے ایسی سنگدلی برتی کہ جب تک اُس سوداگر نے چار گواهوں کے سامھنے دین اپنا نہ چھوڑا اور همایوں کا ذمہ پاک نہ کیا تب تک اُس نے پانی کی بوند اُسکو نذی باقی یہہ بات دریافت نہیں هوئی کہ بعد اُس کے اُس غریب آدمی کا روپیہ دیا اور نقصان اُس کا پورا کیا یا نہیں *

تیسرا باب

شیر شاہ اور خاندان سور کے باقی بادشاهوں کا بیان

اگرچہ سارے مورخوں نے خاندان تیمور کے دوبارہ قبضہ پانے اور اُس دوبارہ قبض و تصرف کے بعد ایک بڑی شہرت حاصل کرنے کے باعث سے شیر شاہ کی نسبت غصب سلطنت کا دھبا قایم کیا مگر اِسلیئے کہ شیر شاہ خاص هندوستان میں پیدا هوا اور اُس نے ایسے بیگانہ خاندان کو هندوستان سے خارج کیا جو کل چودہ برس سے قابض و متصرف تھا تو استحقاق اُس کا اُن بہت سے لوگوں کے استحقاق و دعوی کی نسبت زیادہ راست اور واجبی هی جنهوں نے سلطنت کی بنیاد

اقلیم هندوستان میں ڈالي سنه ۱۵۴۰ع مطابق سنه ۹۴۷ هجري میں همایوں کے ممالک مقبوضه پر شیر شاه قابض هوا *

معلوم هوتا هی که شیر شاه کي صلاح و مشورت سے کامران نے پنجاب کو چهوڑا تها اسلیئے که جونهي کامران پنجاب سے باهر گیا تو سارے پنجاب پر شیرشاه قابض هو گیا اور جب که شیر شاه اس صوبه کا انتظام کرچکا اور دریاے جهلم کے کنارے پر ایک مستحکم قلعه تیار کر کے بهار کے قلعه رهتاس گڈه کے نام پر نام اُس کا رکهه چکا تو آگره کو واپس آیا اور حاکم بنگال کي بغاوت کو دبانا چاها چنانچه اُس نے اُس باغي کو مغلوب کیا اور صوبه بنگال کي تقسیم و تفریق ایسي اُس نے کي که بعد اُس کے آینده کے شور و فسادوں کا اندیشه باقي نه رها بعد اُس کے اگلے برس یعنے سنه ۱۵۴۲ع مطابق سنه ۹۴۹ هجري میں صوبه مالوه اور اُس سے دوسرے برس یعنے سنه ۱۵۴۳ع مطابق سنه ۹۵۰ هجري میں رایسین کے قلعه کو فتح کیا جو سلهدي هندو راجه کے بیٹے کے قبض و تصرف میں داخل تها اور یهه راجه بهادر شاه گجراتي کے عهد دولت میں بڑے پایه کو پهونچا تها اور بڑا اختیار اسکو حاصل تها مگر قلعه مذکور کے محصوروں نے چند شرطوں پر شیر شاه کي اطاعت تسلیم کي اور جب اُنهوں نے قلعه حواله کیا تو مفتیوں کے فتووں کي روسي وه اطاعت مقبول نه پڑي چنانچه ان هندوؤں پر حمله کیا گیا جو عهد و پیمان کے بهروسے اسبات پر جمي هوئی تهے که خلاف قول ظهور میں نه آویگا غرض که وه بهی جان توڑکر لڑے اور پاش پاش هوکر مارے گئی مگر اس دغابازي کا باعث دریافت نهیں هوتا اس لیئی که وه نه عبرت کا مقام تها اور نه کسي نقصان کا انتقام تها باقي رهي حرارت اسلامي سو وه بهت دنوں سے ٹهنڈي هوچکي تهي بهرحال ایسا برا کام هندوستان کے مسلمان بادشاهوں کي تاریخوں میں تیمور لنگ کے سوا کهیں پایا نهیں جاتا *

اگلے برس یعني سنه ١٥٤٤ ع مطابق سنه ٩٥١ هجري میں شیرشاہ اَسي هزار آدمي لیکر مارواڑ پر چڑھا اور یهه ملک اُن دنوں مالدیو راجه کے قبض تصرف میں تھا جو بڑا زبر دست اور قوي راجه تھا اور اُسکي قوت کي ایک وجهه یهه بهي تهي کہ ملک اُسکا زرخیز نه تھا اور اکثر پرگنوں میں پاني کي کوتاهي تهي اگرچه راجه کے پاس کل پچاس هزار آدمي غنیم کي بڑي فوج کے مقابله کو موجود تهی مگر بظاهر ایسا معلوم هوتا هی که اُسنی پهلے پہل غنیم کو ایسا ڈرایا که ایک مهینی تک غنیم اُسکے ملک میں پڑا رها اور اُسکي فوج سے الگ تھلگ رها بعد اُسکے جهوٹے خطوں کے ذریعوں سے جو ایسے معاملوں میں معمول و مروج هوتے هیں اور جو اس غرض سے روانه کیئی تهے که کهیں نه کهیں پکڑے جاویں راجه کو اُسکے سرداروں سے بدگمان کیا یہاں تک که راجه پیچهے لوٹنی پر آماده هوگیا اور منجمله اُن سرداروں کے جو راجه کي بدگماني اور الزام لگانے سے ناراض هوگئی تهے ایک راجپوت سردار نے راجپوتوں کے زور غیرت اور جوش حمیت کے مارے بدنامي کے دهبی کو جان جوکهوں میں پڑنے سے مٹانا چاها چنانچه وہ سردار اپنی باره هزار رفیقوں سمیت ایسي تندي تیزي سے لڑائي کے میدان میں شیر شاہ کي فوج پر ٹوٹ پڑا که فوج اُسکي ایسے قوي حمله کي آماده نه تهي غرض که شیرشاہ کے لشکر کو ایسا پریشان و پراگنده کیا که فتح هونیکی قریب آگئي تهي مگر شیر شاہ نے راجپوتوں کا مونهه پهیرا اور بعد اُسکے یهه بات آسنی واشگاف کهي که ایک باجره کي مٹهي پر هندوستان کي سلطنت کهوئي هوتي اور اس کلام سے مقصود آسکا یهه تها که اُس ملک کي کهیت کي پیداوار اور افلاس و تنگدستي کو جتاوے بعد اُسکے میواڑ کے راجه کو مطیع اپنا بنایا اور وهاں سے فراغت پاکر کالینجر کا محاصره کیا مگر اُس مقام میں اُس عهد شکني کي پوري پوري سزا پائي جو مقام رایسین میں اُس سے واقع هوئي تهي یعني میواڑ کے راجه نے شرایط پیش کرده شیرشاہ کو اِس لیئی تسلیم نکیا که وہ آسکو

جھوتا اور فریبي جانتا تھا اور جب کہ شیرشاہ اپنے توپخانہ کي دیکھہ بھال کر رھا تھا تو قضا کار ایک گولہ † دشمن کا اُسکے میگزین میں پڑا اور وہ میگزین اوڑگیا یہاں تک کہ آس کے صدمہ سے شیر شاہ ایسا جل پھک گیا کہ دو چار گھڑي کو جیتا رھا مگر پہلے ھي سے آسکے جینی کي آس نرھي تھي چنانچہ شام ھوتے ھي دم آسکا پورا ھوگیا *

یہہ شیر شاہ ایسے کڑے جي کا تھا کہ باوجود اسکے کہ نہایت تکلیف و اذیت میں مبتلا تھا مگر محاصرے کي ھدایت کرتا تھا یہانتک کہ جب کانوں میں آسکی یہہ بھنک پڑي کہ قلعہ فتح ھوگیا تو بآواز بلند اُسنی قادر مطلق کا شکر ادا کیا اور الحمدلله کہکر دم بخود ھوگیا اور بعد اُسکی کوئي بول آسکے مونہہ سے نہیں نکلا بائیسویں مئي سنہ ۱۵۴۵ ع مطابق ربیع‌الاول سنہ ۹۵۲ ھجري میں یہہ حادثہ واقع ھوا *

شیر شاہ کي عادتوں اور ملکي انتظاموں کا بیان

معلوم ھوتا ھی کہ یہہ شیر شاہ نہایت دانشمند اور بغایت لایق و فایق اور چست و چالاک بادشاہ تھا چنانچہ بلند فطرتي اور اولوالعزمي کے محاذات اور مقابلہ میں آسکی چال و چلن کے اصول قاعدے کافي وافي نہ تھے مگر رایسین کے قتل ناحق میں کوئي عذر بلند نظري کا بھي نتھا ھاں رعایا کے حق و منفعت کے لیئي جو جو تدبیریں سوچتا تھا سو آنمیں جوانمردي اور مروت شفقت پائي جاتي تھي اور عملدرامد بھي تجویز و تشخیص کے مطابق کرتا تھا اور باوجود اسکے کہ آسنی تھوڑے دنوں فرمانروائي کي اور ھمیشہ لڑائیوں میں مصروف رھا نہایت شایستگي اور بغایت ھوشیاري سے انتظام اپني بادشاھت کا کیا اور دیواني کے مقدموں میں بہت سي عمدہ عمدہ باتوں کو رواج دیا ابوالفضل اپني کتاب میں بغض و عداوت کے مارے یہہ لکھتا ھی کہ جو انتظام آسنی کئي اور

---

† فرشتہ میں آتشبازي حقہ لکھا ھی *

اصول اُسنی نکالی وہ علاءالدین خلجی کے کینڈے پر کیئی یعنی علاءالدین خلجی نے اُنکو اپنی طبیعت سے نکالا اور شیر شاہ نے انکو دو بارہ اوجالا حاصل یہہ کہ شیر شاہ نے ایسے قاعدے باندھی تھے کہ اُسکے خاندان کي تباهي تک جاري ساري رهی اور ابوالفضل نے اُن اصول قاعدوں کو اور بادشاهوں کے قانون قاعدوں سمیت اپنے آقاے نامدار یعني اکبر بادشاہ سے نسبت کیا اکبر کے عہد دولت کے ایک اور † مورخ نے جس نے اکبر کے وقت میں اپني کتاب لکهي بیان کیا هی کہ شیر شاہ نے ملک بنگال سے لیکر مغربي رهتاس گڈہ تک جو دریاے اٹک کے متصل واقع هی چار مهینی کي راہ کي ایک کلاں سڑک بڑي بلند طیار کرائي تهي اور کوس کوس کے فاصلہ پر کنوئی اور منزل منزل پر سرائیں بنوائیں تهیں اور هر مسجد میں امام اور موزن مقرر کیئی تهے اور هر کارواں سرا میں کهانا پکا پکایا مهیا رهتا تها او هندو مسلمانوں کے لیئی ملازم رکهہ چهوڑے تهے اور سڑک کے دائیں بائیں سایہ کےواسطے درخت لگائی تهے اور جب کہ اس مورخ نے اُس سڑک کو دیکها تها تو اُسپر باون برس گذرے تهے اور جب تک وہ ویسي هي تهي جیسے اُسنی بیان اُسکا کیا *

یہہ بادشاہ سیسرام میں مدفون هوا اور مقبرہ اُسکا ایک ایسے مصنوعي تالاب کے بیچا بیچ واقع هی جسکا محیط ایک میل کا اور چاروں دیواریں اُسکي پتهر کي هیں اور نہانے دهونے کے لیئی سیڑهیوں کے گهاٹ اُسمیں چاروں طرف بنی هوئے هیں *

سلیم شاہ کي بادشاهت کا بیان

شیر شاہ کے والي وارثوں میں سے عادل خاں بڑا بیٹا تها اور شیر شاہ اُسکو جانشین اپنا سمجهتا تها مگر یہہ شهزادہ همت کا هاراجي کا بودا تها اور برخلاف اُس کے دوسرا بهائي اُسکا جلال خاں بڑا سرگرم اور آمادہ

---

† منتخب التواریخ جو سنہ ۱۰۰۴ هجري مطابق سنہ ۹۵ و ۱۵۹۴ ع میں لکهي گئي هی *

اور نہایت جنگ آزمودہ اور باپ کے سامھنے بڑا نامدار اور نام آور تھا
غرض کہ نظر بوجوہ مذکورہ بالا بہت سے سردار اُسکي جانب مائل هوئے
یہاں تک کہ جب چار بڑے بڑے سرداروں نے جان کے بچانے اور بخوبي
اوقات بسر کرنے کا عادل خاں سے وعدہ کیا تو عادل خاں بھي جلال خاں
کي خاطر ترک سلطنت کا آمادہ هوا چنانچہ پچیسویں مئي سنہ
۱۵۴۵ع مطابق پندرھویں ربیع الاول سنہ ۹۵۲ هجري میں جلال خاں تخت
نشین هوا اور سلیم شاہ کے خطاب سے پکارا گیا اور بیانہ کے قریب ایک
کافي جاگیر عادل خاں کے لیئے مقرر کي گئي مگر بعد اُس کے تھوڑي
مدت گذرنے پر سلیم شاہ کے بعض بعض کاموں سے عادل خاں کو کھٹکا
پیدا هوا اور معلوم هوتا هے کہ عادل خاں اُس خوف کي کوئي وجھہ کامل
پاس اپنے رکھتا تھا اِسلیئے کہ خواص خاں سردار نے عادل خاں کو اپني
حفظ و حراست میں لیا اور یہہ خواص خاں شیر شاہ کا بڑا سردار اور
نیز منجملہ اُن چاروں سرداروں کے تھا جنھوں نے عادل خاں سے جان کي
حفاظت اور گذارہ کي صورت کا قول و قرار کیا تھا یہانتک کہ یہہ خواص خاں
دارالسلطنت کو اس ارادے پر روانہ هوا کہ سلیم شاہ کو تخت حکومت سے
اُوتارے باقي سلیم شاہ کا یہہ حال تھا کہ جیسے ان علانیہ باغیوں سے
اندیشہ ناک تھا ویسے هي اور لوگوں کے خفا هونے اور بگڑ جانے سے بھي
ڈرتا تھا مگر باوصف اسکے پیش آنیوالے مقابلوں اور فوجوں کي مار دھاڑ
کو بخوبي سمجھے بوجھے هوئے بڑے استقلال و متانت سے بجاے خود بیٹھا
تھا چنانچہ اُس نے بدخواهوں کو بڑي بڑي شکستیں دیکر بغاوتوں کو پس پا
کیا بعد اُس کے عادل خاں بہار کو چلا گیا اور مایوس هوکر بیٹھہ رها *

جو امیر اِس بغاوت میں در پردہ شریک تھے اُن کو یہہ یقین تھا
کہ بغاوت میں علانیہ شریک نہونے کي وجھہ سے بادشاہ کي بد گماني سے
محفوظ رهینگے چنانچہ منجملہ اُن کے ایک امیر کا قصور ثابت هوا اور
وہ اپنے کئے کو پھونچا اور باقي امیروں نے نئے سر سے سازشیں شروع کیں

اور بدون اسکے کہ کوئي تخت کا دعویدار کھڑا کریں خاص اپني جان و مال کي حفظ و صیانت کے واسطے هتیار اٹھائے اور جو قصے قضائے ان باغیوں کي بغاوت سے بادشاہ کو پیش آئے وہ بلاد پنجاب میں پیش آئے تھے یہاں تک کہ باغیوں نے پھر شکستیں کھائیں اور کہیت سے دم دبا کر بھاگے اور گاگروں کي پناہ میں آئے اور گاگروں کے زور و قوت کے سہارے اور نیازي پٹھانوں کي امداد و اعانت کے بھروسے اگلے دو برس یعنے سنہ ۱۵۴۷ع مطابق سنہ ۹۵۴ هجري تک شور و فساد کرتے رہے اور کہیں نچلے نچیت هو کر نہ بیٹھے *

بعد اُس کے سلیم شاہ کا باقي زمانہ بڑے امن چین سے گذرا مگر ایک بار اُس کو یہہ خبر پہونچي کہ همایوں نے کابل پر قبضہ پایا اور اٹک وار اس غرض سے اُترا کہ سلیم شاہ پر حملہ کرے سلیم شاہ اُن روزوں بیمار تھا اور اُس وقت جوکیں لگائے بیٹھا تھا مگر جونهي اُسنے یہہ خبر سني تو جگہہ سے اُٹھا اور فوج کے کوچ کا حکم سنایا چنانچہ شام سے پہلے پہلے دلي سے چھہ میل پر جا کر ڈیرہ ڈالا اور اس خبر کي حقیقت جس کے سننے سے سلیم شاہ ایسا آمادہ هوا اور ایسي چالاکي اُس سے ظہور میں آئي صرف اتني بات تھي کہ کسي ضرورت کے باعث سے همایوں پنجاب آیا تھا اور جیسے وہ آیا تھا ویسے هي پچھلے پیروں لوٹ گیا باقي یاروں کي بناوٹ تھي کچھہ اصل و حقیقت نہ تھي*

یہہ بادشاہ نو برس تک بادشاہ رہا اور سنہ ۱۵۵۴ع مطابق سنہ ۹۶۰ هجري میں بقضاي الهي مرگیا اور جیسے کہ اُس کے باپ نے نئي نئي باتیں ایجاد کي تھیں ویسے هي اُسنے بھي نئے نئے نقشے نکالے تھے مگر فرق اتنا تھا کہ اصول و قاعدوں کي نسبت تمام سرکاري عمارتوں میں زیادہ تر عمدہ عمدہ باتوں کا رواج اُس نے دیا تھا چنانچہ دلي کے قلعہ کا ایک ٹکڑا جو سلیم گڈہ ‡ کے نام سے نامي گرامي هی اُسیکا بنایا هوا هی

‡ اب اس سلیم گڈہ کا یہہ حال هے کہ ریلوے کي سڑک اُس کے بیچا بیچ کو نکلي هی ۱۲ مترجم

اور یہہ نام اُسکا ایسا مقبول و مشہور ہوا کہ جب همایوں نے یہہ حکم دیا کہ وہ نور گڈہ کے نام سے پکارا جاوے تو همایوں کے دربار میں اور همایوں کے سامھنے نور گڈہ کے نام سے پکارا گیا مگر اور ہر موقع اور مقام پر وهي سلیم گڈہ قایم رها جیسا کہ وہ اب تک مشہور هی *

مهدویہ فرقہ کا بیان

سلیم شاہ کے عہد دولت میں بمقام بیانہ شیخ علائي نامي ایک فقیر مہدویہ فرقہ کا باني هوا جو سید محمد جونپوري کو مہدي موعود سمجھتے تھے بیان اُسکا یہہ هی کہ شیخ علائي نے وعظ ودرس کہنا شروع کیا چنانچہ بیان کي قوت اور کلام کي فصاحت اور طبیعت کي جودت سے بہت سے لوگوں کو مرید و معتقد اپنا بنا لیا یہاں تک کہ اُسکے مریدوں نے مال ومتاع اکہٹا کر کے عام سرمایہ قایم کیا اور بعض بعض مخلصوں نے گہر بار اپنا چہوڑ چھاڑ کر سارامال اپنا شیخ پر نثار کیا غرضکہ شیخ نے یہاں تک شہرت پائي کہ خواص خان سردار بھي جسکي بغاوت کا بیان اُوپر مذکور هوا شیخ کے مریدونمیں داخل هوا اگرچہ پہلے پہلے شیخ کے زهد و تقوی اور دین و مذهب سے کسي قسم کي خرابي ظاهر نهوئي مگر تهوڑے دنوں بعد اُسکے چیلے چانٹے ایسے بیباک اور دلیر هوگئے کہ اُنہوں نے یہہ واجب سمجھا کہ جس کسیکو خلاف شرع کام کرتے دیکھیں تو پہلے پہل روک توک اُسکي کریں پھر اگر وہ نمانے تو اُسکو جانسے ماریں اور جبکہ اُس فرقہ کي زور و ظلم کي نوبت یہاں تک پہونچي تو وقت کے حاکموں اور شرع کے مفتیوں نے لاگ ڈانٹ اُنکي واجب و لازم سمجھي چنانچہ شیخ کو گرفتار کیا اور علانیہ اظہار اُسکا لیا بعد اُسکے قتل شیخ کا فتوی مرتب هوا مگر سلیم شاہ نے اُس فتوي پر عمل نکیا بلکہ شیخ کو دیس نکالا دیا یعني قلعہ ندیہ کو روانہ کیا جو نربدا کے کنارہ پر واقع هی مگر شیخ اُس جگہہ آکر بہت کہل کھیلا اور اپنے مسئلوں کو بڑي دهوم دهام اور نہایت ٹیپ ٹاپ سے پہلایا چنانچہ پہلے وار اُسنے

قلعہ کے حاکم کو سپاہیوں سمیت اپنا مرید گردانا اور جبکہ اوسکو ایسي قوت حاصل ہوئي جو کبھي نصیب نہوئي تھي تو وہ دارالسلطنت میں بلایا گیا اور حامیان شریعت نے قتل اوسکا چاہا چنانچہ سلیم شاہ کي بہت سي منت ساجت کي مگر سلیم شاہ نے توقف برتا اور جبکہ لوگوں کے کہنے سننے سے نہایت زچ بچ ہوا تو کام نا کام اُس نے کوڑوں کا حکم دیا اور یہہ فرمایا کہ بعد اُس کے شیخ کو تھوڑي مہلت دي جاوے کہ وہ سوچ سمجھہ کر توبہ کرے اور اپني غلط فہمي اور کج آہنگي سے باز آوے مگر شیخ کا یہہ حال تھا کہ وہ پہلے ہي سے اُس عام مرض میں مبتلا تھا جو اُس زمانہ میں شایع ذایع ہو رہا تھا اور اس مرض کے مارے ایسا ضعیف نحیف ہو گیا تھا کہ تیسرے کوڑے کے لگتے ہي روح اُسکي پرواز کر گئي بعد اُس کے وہ جماعت پراگندہ ہو گئي اور تمام مرید اوسکے رودھو کر چپ چاپ ہو بیٹھے *

محمد شاہ سورعدلي کي سلطنت کا بیان

جب کہ سلیم شاہ اپني موت مر گیا تو اُسکے بیٹے فیروز خان دوازدہ سالہ کو محمد خاں اُسکے چچا نے بخیال سلطنت قتل کیا اور میدان کو خالي دیکھکر سنہ ۱۵۵۳ع مطابق سنہ ۹۶۰ ہجري میں تخت نشین ہو بیٹھا اور محمد شاہ عادل کا خطاب اختیار کیا یہہ بادشاہ اس خطاب کي نسبت عدلي شاہ کے خطاب سے زیادہ مشہور ہی اور طور طریق اُس کے ایسے عمدہ اور شایستہ نہ تھے کہ اُن کے حسن و خوبي کي بدولت بھتیجے کے خون ناحق کا دھبہ اُس سے دھویا جاتا بلکہ وہ نہایت نابکار اور زناکار اور بغایت کندہ نا تراش اور ستم شعار اور پاجي پرست اور پاجیوں کا یار غم کسار تھا اور جیسا کہ وہ عادتوں کا خراب اور کوتکوں کا برا تھا ویسے ہي ہمتوں کا ہارا اور جي کا بودا تھا *

اس بادشاہ میں حکمراني کي قابلیت نہ تھي چنانچہ اُس نے تمام انتظام اپني حکومت کا ہیمو بقال کو تفویض کیا تھا جسکي اصل و حقیقت

یهه تهي که وہ شخص ایک هندو زادہ تها اور کسي زمانه میں چهوتي سي دوکان اپنے گذارہ موافق کرتا تها اور جیسا که وہ ذات سے کهوتا تها اُس سے زیادہ رنگ روپ کا برا اور چہرہ مہرہ کا بهونڈا تها مگر باوصف ان ظاهري عیبوں کے ایسا هوشیار اور قابل تها که دربار کے بڑے بڑے بہادروں اور چنے چنے امیروں میں بات اپني بنائے گیا یہاں تک که بادشاہ کي جہل و حماقت اور ظلم و ستم کے مارے سلطنت کا حال اگرچه خراب اور ابتر تها اور روز روز تنزل کو پہونچتا جاتا تها مگر صرف اُسي شخص نے اپني لیاقت و هوشیاري سے بادشاهت کو تهامے رکها اور بات اُس کي بگڑنے نه دي *

بادشاہ کے زور و ظلم اور ملک کے شور فسادوں کا بیان

جونهي که عادل شاہ تخت نشین هوا تو اُس نے جہل و حماقت سے خزانوں کو تلف کیا اور جمع جمائے گهر کو دو چار روز کے عرصه میں اوڑا لٹا کر برابر کیا اور جب که اُسکي گانٹهه گرہ میں کوڑي پیسا نه رها تو گهر کے امیروں کي جاگیریں اور حکومتیں ضبط کرني لگا اور یار دوستوں کو بخشني لگا چنانچه منجمله اُن کے جن پٹهانوں کي جاگیریں ضبط هوئیں اُنهوں نے بڑي بے صبري اور نهایت بے تابي سے بادشاہ کا ظلم اُٹهایا اور دلوں میں رنجیدہ پیچیدہ رهے اور اسلیئے که پٹهان لوگ اپني سینه زوري اور آزاد منشي سے کسي کي پوري پوري اطاعت نهیں کرتے اور بات کے بگڑنے کا رنج اور سنوارنے کا خیال اُن کو نهایت هوتا هي تو ایک بار ایسا اتفاق هوا که عادل شاہ ایک جنگي سردار یعني محمد شاہ فرملي کي جاگیر کو ضبط کر کے سرمست خاں شرواني کو دینے لگا جو بادشاہ کي بدولت یکایک بڑے پایه کو پہونچا تها تو محمد شاہ فرملي کا بیٹا غیظ و غضب کے مارے نیلا پیلا هوا اور بے ساخته یهه بول اُٹها

که کیا میرے باپ کي جاگیر ایک ایسے آدمي کو دي جاتي هی جو سگ فروشي کے ذریعه سے اوقات اپني بسر کرتا تھا *

جوں هي که یهه بڑا بول اُس کے مونهه سے نکلا تو درباري لوگوں نے یهه چاها که اُس گستاخ بے ادب کو دربار بادشاهي سے خارج کریں چنانچه سرمست خاں شرواني نے جسکو جاگیر اُس کے باپ کي عنایت هوئي تھي اُسکي گردن پکڑي مگر اُس پھر تیلي گبرو نے کھانڈے کا ایک هاتهه ایسا لگایا که سر اُسکا جواں کے پانوں پر آ پڑا بعد اُس کے تمام لوگ اُس پر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور وہ بادشاہ کي طرف کو دوڑا مگر بادشاہ اُس کے ارادہ پر پے لیگیا اور بے تحاشا تخت سے کودا اور جب که وہ جواں اُس کے قریب آ پهونچا تو جوں توں کرکے محل سرا میں داخل هوا اور اتنے اوسان اُس کے ٹھکانے رهے که محل سرا کا دروازہ اُس نے بند کیا اور جوں هي که ترت پهرت وہ جواں گبرو مارا گیا تو بادشاہ کو کسي طرح کا کھٹکا باقي نرها مگر اِس قصه کو بڑے پهل پهول لگے چنانچه اُسي روز ایک بڑا سردار اُس کے دربار سے چلا گیا اور بعد اُس کے جب ایسے لوگ اُس کے شریک اور معاون هوئی جو بادشاہ کے کوتکوں سے نهایت ناراض تھے تو چنار گڈہ کے قریب اُس نے بغاوت کا چهنڈا کهڑا کیا مگر بادشاہ نے باغیوں کا مقابله کیا اور باغیوں پر فتح پائي لیکن اِس کامیابي سے کار و بار اُس کا ٹھیک ٹھاک نهوا اور بات اُسکي اِس لیئے نه سنوري که ابراهیم سور نے دلي آگرہ پر قبضه کیا تھا جو بادشاهي خاندان میں سے تھا اور خود بادشاہ اُس کي بیدخلي کے لیئے بجان و دل ساعي رها اور بهت سي محنت کیئے گیا مگر کچهه حاصل نهوا اور کوئي بات اُس کے هاتهه نه آئي یهاں تک که اپني سلطنت کے مشرقي ملکوں پر قناعت کر بیٹھا بعد اُس کے اِس بغاوت کي کامیابي کا اثر دور دور تک پهیلا چنانچه بلاد پنجاب میں یهه امر واقع هوا که شیر شاہ کا دوسرا بهتیجا سکندر سور آپ بادشاہ بن بیٹھا اور ابراهیم سور پر اُسنے

چڑھائي کي اور ابراهيم سور کو شکستيں ديکر دلي آگرہ سے خارج کيا اور ابراهيم کا يہہ حال هوا کہ کام نا کام اُس کو اُس ملک ميں بهاگنا سوجها جو عادل شاہ کے قبض و تصرف ميں اب تک موجود تها اور جب کہ ابراهيم اُس ملک ميں داخل هوا تو عادل شاہ کے وزير هيمو بقال نے زور دباؤ ديکر بيانہ کي طرف اُس کو بهگايا مگر ابراهيم کے نصيبوں نے يہہ ياوري کي کہ هيمو بقال ايک بغاوت کي ضرورت سے بنگالہ کو روانہ هوا اگر اتفاق سے يہہ ضرورت پيش نہ آتي تو ابراهيم بيانہ ميں پکڑا جاتا باقي جس شخص نے ملک بنگال ميں بغاوت کي تهي وہ محمد سور بنگالہ کا حاکم تها اور جب کہ هيمو بقال عادل شاہ سے دوبارہ آکر ملا تو اُس کو يہہ بات دريافت هوئي کہ مالوہ ميں بغاوت قايم هوئي اور همايوں بهي هندوستان ميں داخل هوا چنانچہ اُس نے سکندر سور کو شکست ديکر دلي آگرہ پر قبض و تصرف کيا *

باوجود اِس بات کے کہ هيمو بقال کو يہہ خبر وحشت اثر پہونچي مگر بنگال کے نئے بادشاہ کے مقابلہ ميں پورا پورا آمادہ رها جو بنگالہ سے تهوڑي دور ادهر بڑها چلا آيا تها غرض هيمو کامياب هوا اور محمد سور عين لڑائي ميں مارا گيا *

اگرچہ بنگالہ کي بغاوت کا نام و نشان اب باقي نرها مگر اور مقاموں کي بغاوتيں باقي رهيں اور جو نهايت بڑا خطرہ درپيش تها وہ همايوں کے آگرہ ميں آجانے اور قابض هوجانے کا تها اور جب کہ هيمو وزير اُس کا همايوں سے لڑنے بهڑنے کي تياري کررها تها تو ناگاہ اُس کو يہہ مژدہ پہونچا کہ همايوں مرگيا اور اُسکا بيٹا محمد اکبر جو اُس وقت پنجاب ميں موجود تها جانشين اُس کا هوا غرض کہ اِس انقلاب کے سننے سے هيمو کي بہت همت بلند هوئي اور نشہ اُسکا دوبالا هوا چنانچہ اُس نے محمد عادل شاہ کو جو ايک نام کا بادشاہ تها چنار گڈہ ميں چهوڑا اور تيس هزار آدميوں سميت آگرہ کو فتح کرنے اور غنيم کو دبانے

کي غرض سے روانه هوا اور جن جن موافق ملکوں میں پهونچتا گیا وهاں کے لوگ اُس کے شریک و معاون هوتے گئے چنانچه آگره کو بعد ایک محاصرے کے فتح کیا اور وه مغلي فوج جو همایوں کے ساتهه آئي تهي تردي بیگ کے زیر حکومت هوکر دلي میں اکهٹي هوئي مگر اس لیئے که تردي بیگ شکست کهاکر میدان سے بهاگا تها دلي میں تهر نسکا اور وهاں سے بهي بے تحاشا بهاگا اب هیمو نے یهه اراده کیا که لاهور کي جانب باگ اُٹها دي اور همایوں کے لوگوں کو جو پاني سے پتلے هورهے تهے صدمه پهونچاوے *

جب که یهه واقعه پیش آیا تو اکبر کے سارے سرداروں کي یهه مشورت هوئي که کابل کو لوٹ کر چلے جاویں مگر اکبر نے جو اوس زمانه میں تیره برس کا تها تمام کاموں کو بیرم خاں کي راے و مرضي پر موقوف رکها اور یهه بیرم خاں ایک ایسا عمده سردار تها که اوسیکي عقل و شجاعت اور زور وقوت کي بدولت خاندان تیمور کي امیدیں قایم رهیں غرضکه بیرم خاں نے تهوڑ جیئے سرداروں کا کهنا نمانا اور ایک ایسي فوج همراه لیکر جوفوج هیمو کے مقابله میں بهت تهوڑي تهي هیمو کے مقابله کو آگے بڑها اور انجام اوسکا یهه هوا که بعد ایک بڑي لڑائي کے جو پانچویں نومبر سنه ۱۵۵۶ ع کوپاني پت کے ڈیروں واقعه هوئي اور هیمو اُس میں جان توڑ کر لڑا اور کوئي دقیقه اُسنے باقي نچهوڑا هیموں والوں نے شکست فاحش کهائي اور خود هیمو گرفتار هوا *

جب که هیمو عادل شاه کے هاتهه سے گیا تو اُسکے ساتهه هي عادل شاه کي وه اُمیدیں بهي گئیں جو اپني پهلے سلطنت پر دوباره قبضه حاصل کرنے کي نسبت اُسکے جي جان سے لگي هوئي تهیں چنانچه عادل شاه بهار و بنگال پر یهاں تک سلطنت کرتا رها که ایک نیا دعویدار بنگاله میں پیدا هوا اور عادل شاه اُسکي لڑائي میں مارا گیا *

چوتھا باب

هندوستان میں همایوں کی بحالی کا بیان

بیان اون معاملوں کا جو همایوں کو ایرانمیں پیش آئی

شاہ طہماسپ صفوی کے عہد سلطنت میں جو صفوی خطاب والے
پادشاهوں میں سے دوسرا بادشاہ تھا همایوں ایران میں داخل هوا تحقیق
اس خاندان کی یہہ هی کہ باپ اس بادشاہ کا یعنی شاہ اسماعیل صفوی
درویشوں کے گھرانے کا تھا اور اُس گھرانے نے زهد وتقوی اور صلاح و
پارسائی کی بدولت بڑا عتبار اپنا پیدا کیا تھا چنانچہ اب بھی ایرانی
لوگ اونکی تعظیم و تکریم اس لئی کرتے تھی کہ وہ مذهب کے شیعہ
تھے اور یہہ خاندان اُس مذهب کا اوجالنے والا تھا اِسلیئے کہ شاہ اسماعیل
اس خاندان کے پہلے بادشاہ نے اُس مذهب کے اصول قاعدے مقرر کیئے
اور اصول قاعدوں کی رو سے رواج اُس کو دیا اگرچہ سنی شیعوں میں
رومن کیتھلک اور پروتستنت عیسائیوں کی نسبت فرق و تفاوت بہت
تھوڑا هی مگر باوجود اِس کے آن کے آپسمیں بڑی سخت عداوت اور
نہایت بغض و کراهت واقع هی اور ایرانیوں کی شدت اتفاق کی وجہہ یہہ
هی کہ وہ جیسے هم قوم هیں ویسے هی هم مذهب بھی هیں اور ایران
کی سلطنت کے علاوہ اور کسی سلطنت میں وہ مذهب عموماً پایا نہیں جاتا
اور اِسلیئے کہ شاہ طہماسپ آن بانیوں کے سلسلہ کا صرف دوسرا بادشاہ
تھا جنھوں نے بیخ و بنیاد اُس مذهب کی ڈالی تھی تو وہ اپنے دین کا
پکا اور نہایت متعصب تھا اور ایسا ممد و معاون تھا کہ اُس مذهب کے
بڑے حواریوں میں گنا جاتا تھا چنانچہ وہ مفصلہ ذیل معاملے جو اُسنے
همایوں سے برتے آنکا باعث یہی تھا کہ وہ اپنے دین و مذهب میں نہایت
متعصب تھا اور جو رنگ ڈھنگ آن کے آپسمیں جاری رهے وہ ایسے هی
تھے جیسیکہ ایشیا کے خود مختار بادشاهوں میں جاری هوتے هیں بیان
آسکا یہہ هی کہ شاہ طہماسپ کی جانب سے همایوں کا استقبال اچھی

طرح عمل میں آیا چنانچہ هر صوبہ کے حاکم نے تعظیم تکریم اُس کي کي اورهر بستي کے رهنیوالوں نے استقبال آس کا کیا اور هر جگہہ بادشاهي محلوں میں أتارا گیا اور طرح طرح سے مہمانداري کي شرطیں بجالائي گئیں مگر باوصف اِس تعظیم تکریم کے جو کمال احتیاط اور بڑے حفظ مراتب سے عمل میں آئي تهي جب کبهي همایوں سے کوئي بات ایسي صادر هو جاتي تهي کہ وہ شاہ کي مرضي کے موافق نهووے یا آس کے هونے سے بات اُسکي پهیکي پڑے تو کچھ ادائي بهي برتي جاتي تهي اور تعظیم تکریم آس کي صاف اُتهائي جاتي تهي اگرچہ همایون مہمان مبارک سمجها گیا اور بڑي آو بهگت آس کي هوئي مگر خاص دارالسلطنت میں داخل هونے کي اجازت نہ تهي یہاں تک کہ کئي مہینے کے بعد آس کي ملاقات هوئي اور جس زمانہ میں ملاقات آس کي نہوئي تهي تو اس نے اپنے معتمد سردار بیرم خاں کو شاہ کے پاس ایک پیغام دیکر بهیجا تها چنانچہ آس سردار کي تواضع تعظیم میں ایک ایسي بات پیش آئي کہ اُس کے پیش آنے سے همایوں کو بخوبي واضح هوا کہ میں شاہ کے اختیار و قابو میں هر طرح سے هوں *

شاہ اسماعیل صفوي نے اپنے پیرو رفیقوں کي خاطر ایک ٹوپي ایسي ایجاد کي تهي کہ ظاهري علامت کي رو سے بهي میرے پیر و باهم متفق رهیں اور اسي باعث سے ایراني لوگ آس خطاب سے مشہور هوئے جو آج کل خطاب اُنکا مروج هی ‡ اور اس فرقہ کي اس مخصوصہ علامت سے تمام مسلمانوں کو ایسي نفرت هی جیسے کہ سترهویں صدي کے کالوني عیسائیوں کو تسبیح اور صلیب کے نشانوں سے تنفر هی *

---

‡ تمام ایراني اِس ٹوپي کے سرخ هونے کے سبب سے آپ کو قز لباش یعني لال سرون والی کہتے هیں ایک بار ایسا اتفاق هوا کہ بابر بادشاہ نے جبکہ ایرانیوں کي راے رضا پر کامیابي اُسکي موقوف تهي اُنکي تالیف قلوب کے لیئی رواج اس خطاب کا چاها مگر باوجود اسکی کہ کوئي مذهب کي بات اُسمیں مخلوط نہیں تهي تمام مسلمان ایسی بگڑ گئے کہ بابر کو اندیشہ هوا (ارسکائن صاحب کا ترجمہ بابر کي سرگذشتوں کا صفحہ ۲۴۴)

ایک بار ایسا اتفاق هوا که بیرم خاں شاه کے دربار میں حاضر تھا شاه نے یہه چاها که یہه ایلچي بھي وه توپي پہنے چنانچه خود شاه نے اپني زبان سے ارشاد کیا مگر جبکه بیرم خاں نے یہه عذر پیش کیا که فدوي دوسرے بادشاه کا ملازم هی اور کوئي کام بغیر اُسکي اجازت کے اپني طرف سے نهیں کرسکتا توشاه نے بظاهر یہه فرمایا که تجھکو اختیار حاصل هی مگر جي میں بهت ناراض هوا اور ناراضي کا علانیه اثر یہه ظاهر هوا که اُسنے تھوڑے سے مجرموں کو عین دربار میں بلواکر سب کے سامنے قتل کروایا اور ساري غرض یہه تھي که اس نافرمان ایلچي کے جي میں رعب داب اُس کا بیٹھے اور ایک طرح کي هیبت پیدا هووے *

شاه طہماسپ نے همایوں سے برابر هي کي ملاقات کي اور طرح طرح سے وه معاملے برتے جو اُسکي شان و منصب کے شایان اور همایوں کي قدر و منزلت کے مناسب تھے یہه دونوں بادشاه بیٹھے هي تھے که شاه نے همایون سے کھلم کھلا یہه بات کہي که آپ اس توپي کو ضرور هي پہنیں جسپر هماري اور آپ کي بحث و تکرار اب تک قایم هی چنانچه همایوں نے جو پہلے سے یہه بات سمجھے بوجھے بیٹھا تھا که ایک نه ایک روز اس توپي کے معامله میں گفتگو ضرور هوگي هوشیاري دنیاداري برتي اور بطور معقول اُسکو سلام کرکے توپي کا پہننا تسلیم کیا یہاں تک که جب همایون نے اُس توپي کو سرفراز کیا تو شاه کے درباریوں نے نہایت خوشي سے شور مچایا اور دونوں بادشاهوں کو آداب تسلیمات بجا لا کر مبارکبادي کے فقرے ادا کیئے علاوه اُس کے غالب یہه هی که مذهب کے مقدمه میں بھي کچھه گفتگو درمیان آئي تھي مگر همایوں نے پورا پورا نمانا اِسلیئے که جب شاه دوسرے دن همایوں کے محل کے تلے سے کہیں جاتے هوئے گذرا تو همایوں اُس کے سلام کي خاطر دروازه پر کھڑا هوا مگر شاه ملتفت نهوا اور بدون لیئے سلام کے ویسي هي گذر گیا اور همایوں سخت ناراض اور منفعل هوا اور اپنا سا مونہه لیکر

چلاآیا بعد اُس کے ایک روز ایسا اتفاق هوا که همایوں کے باورچي خانه میں اس پیغام کے ساتهه ایندهن بهیجا که یهه بات یاد رهی که اگر تونے شیعه هونے سے انکار کیا تو ایسي لکڑیوں کا چتا بنایا جاویگا اور تو اُسمیں جلایا جاویگا مگر همایوں نے بجواب اُس کے استقلال و انکسار سے یهه کہلا بهیجا که یهه نیازمند درگاه الهي بعزم بیت‌الله آیا تها سو آپ اب اجازت فرمائیں که منزل مقصود کو پهونچی شاه نے بڑي سنگدلي برتي که صاف صاف یهه کہا که یہاں یهه امر منظور هی که سنیونکا نام و نشان باقي نرهی همایوں کو دین اس ملک و ولایت کا قبول کرنا پڑیگا جہاں وہ آپ سے آپ آیا هی ورنه انکار و اصرار کا مزا پاویگا *

بعد اس تنبیهه و تهدید کے ایک قاضي همایوں کے پاس آیا جسکو همایوں کے سمجهانے اور کلام و گفتگو میں دبانے کو بهیجا تها چنانچه قاضي نے تین کاغذ همایوں کے سامنے پیش کیئے اور علانیه یهه بات کهي که منجمله ان تین کاغذوں کے جس کاغذ پر چاهو دستخط کرو مگر همایوں نے تینوں کاغذوں کو رد کیا اور اس قدر برهم هوا که بے اختیار اپنے نوکروں کو پکار اُٹها اور جب که قاضي نے مزاج اُسکا برهم دیکها تو نرم نرم باتوں سے اُسکو ٹهنڈا کیا اور ایسي معقول تقریر پیش کي که اُس کے ذریعه سے اپنے مطلب پر کامیاب هوا یعني دلیلوں اور برهانوں سے یهه بات اُسکی جي میں بیٹهائي که آپ کو یهه اختیار حاصل هی که اپنے دین اور مذهب پر جان اپني نثار کریں مگر همراهیوں کي جان کهونیکا اختیار آپ کو حاصل نهیں بلکه مواخذه کي صورت درپیش هی بقول شخصے

اگر زمانه نسازد تو با زمانه بساز

اب یهي لازم هی اور یهي فائده کي صورت هی که آپ اُس بات کو قبول فرماویں جسکا انکار آپ کے قبض و قدرت سے خارج هی *

همایوں کي سرگذشتوں کے لکهنے والے نے مضمون اُس کاغذ کا بیان نهیں کیا جسپر همایوں نے دستخط کیئے تهے مگر گمان غالب یهه هی که

آسکو حال و مضمون آسکا دریافت نہیں ہوا باقي ابوالفضل نے اپني هوشیاري چالاکي سے دین مذهب کي تکرار و بحث کو یہاں تک قلم انداز کیا کہ اُسکی کلام سے اسقدر بهي پایا نہیں جاتا کہ دونو بادشاهوں میں کوئی دن بدمزگي بهي رهي هاں یہه بات صاف معلوم هوتي هی کہ اُس کاغذ میں رفض کا قبول کرنا اور بلاد هندوستان میں رواج آسکو دینا اور قندهار کو حواله کرنا مندرج هوگا چنانچہ پچهلي شرط پوري کي گئي مگر جب کہ دوسري شرط کا وقت آیا تو همایوں نے ایفا آسکا ناممکن سمجها اور ایران کے بگاڑ کي پروا نکي باقي یہه بات کہ همایون نے تشیع کو قبول کیا یوں معلوم هوتي هی کہ وہ اُرد بیل کو بقصد زیارت شیخ صفي کے گیا جو سنیوں کي شان و دیانت سے نہایت بعید هی † *

جب کہ اس کاغذ کا جهگڑا طی هوچکا تو شاہ نے دو مہینی تک همایوں کي بات نہ پوچهي اور بعد اُس کے جب پهر ملتفت هوا تو ایسي بے التفاتي اور بے اعتنائي برتي کہ اُن معاملوں میں بهي جو دین و مذهب سے علاقہ واسطہ نہیں رکهتی ایک طرح کی درشتي پائي جاتي تهي اسي اثناء میں همایوں کے بدخواهوں نے شاہ کے کانوں میں یہه بات پهونکي کہ جب همایوں سلطنت پر قایم تها اور بات آسکي بني هوئي تهي تو اُس نے نجوم کے عمل سے سارے بادشاهوں کے طالع دیکهے تهے چنانچہ اُس نے اپنے آپ کو فرماں رواے کشور ایران کي نسبت بڑا نصیبی والا ٹهہرایا تها غرضکہ شاہ اس فقرے کو سنکر بهبوکا هوا اور همایوں کو دونا تنگ پکڑا بعد اُسکے جب همایو نے وجهہ بیان کي تو شاہ نے یہه طعنہ دیا

---

† منتخب‌التواریخ میں بیان کیا گیا هی کہ اُس کاغذ میں شیعوں کے عقاید مندرج تهے مگر همایوں نے اُسکي تسلیم کي یہه صورت نکالي کہ بآواز بلند اُسکو پڑها باقي هاں یا نہیں زبان سے کچهہ نکهي اور اسي کتاب میں لکها هی کہ همایوں نے شیعوں کي طرح نماز کا پڑهنا کچهہ کچهہ اختیار کیا تها جسکي بابت سني شیعوں میں بڑا اختلاف هی *

که آپ اسي غرور و نخوت کي بدولت اس نوبت کو پهونچے که ملک سے گنوارون نے خارج کیا اور جورو بچے دشمنون کے قبضه میں رهے *

اگرچه تنهائي اور خلوت میں ایسے ایسے حرف درمیان آجاتے تھے مگر لوگون کے روبرو وهي تعظیم تکریم اُس کي هوتي تهي جو پهلے سے چلي آتي تهي چنانچه بڑے بڑے شکارون کے جلسے اور کهانے پینے کے هنگامے همایون کي خاطر مرتب کیئے جاتے تھے یهانتک کهجب همایون کي رخصت کا وقت قریب آیا تو اُس نے نوازشون کي مار مارون اور عنایتون کي بوچهارون سے همایون کو شرر بور کیا اور ایک مرتبه هاتهه اپنا اپني چهاتي پر رکهه کر همایون سے مخاطب هوا که اگر بهولے چوکے آپکي خاطر داري میں کوئي تقصیر هوئي هو تو آپ اُسکو معاف کریں بعد اُسکے همایون کو اس وعده پر رخصت کیا که باره هزار سوار آپ کے همراه جانے کے لیئے سیستان میں حاضر رهیں گے مگر باوصف اس خاطر داري اور مهمان نوازي کے یهه بات اُن دونون کے نصیبون میں لکهي تهي که ایک اور بدمزگي بدون جو شاه کي جانب سے ظهور میں آئي دونوں بادشاه ایک دوسرے سے رخصت نهوویں چنانچه بیان اُس کا یهه هي که همایون سیدها سرحد کي طرف نگیا بلکه داهنے باهنے ایران کے شهر و دیهات کو دیکهتا بهالتا جاتا تها یهاں تک که شاه اپني قلمرو میں کسي کام کے لیئے سفر میں تها تقدیر سے چلتا پهرتا وهاں آنکلا جهاں همایون کے ڈیرے پڑے تھے ڈیرون کے دیکهتے هي یهه پکار اوٹها که کیا همایون اب تک هماري قلمرو سے باهر نهیں گیا اور اُسیوقت ایک ایلچي همایون کے پاس اس تاکید سے بهیجا که ابهي چالیس میل چلا جاوے اور کوئي حیله بهانه پیش نکرے *

بعد اُسکے جب همایون سیستان میں داخل هوا تو باره هزار سوارون کي جگهه چوده هزار پائے اور شاه کے بیٹے مرزا مراد کو سردار اُن کا پایا اُس زمانه میں همایون کے بهائیون مرزا کامران اور مرزا هندال اور مرزا عسکري کي یهه صورت تهي که کابل پر کامران متصرف تها اور

مرزا ھندال نے قندھار پر چھاپہ مارا تھا اور قابض بھي ھوگیا تھا مگر کامران نے دوبارہ قبضہ حاصل کیا تھا اور مرزا ھندال کے کوتکوں سے درگذر کرکے غزني کي حکومت اُسکو عنایت کي تھي اور مرزا عسکري کو قندھار کا حاکم کیا تھا اور مرزا سلیمان نے اپنے رشتہ دار سے بدخشاں کي حکومت چھیني تھي جسکو بابر نے اُس حکومت پر مقرر کیا تھا اور بلخ کا جنوبي حصہ بدخشاں کي قلمرو میں شامل اور بدخشاں کا شمالي حصہ بلخ سمیت اوزبکوں کي حکومت میں داخل تھا اور ادھر شیر شاہ بھي اب تک جیتا جاگتا تھا اور اسي نظر سے ھمایوں کو ھندوستان پر حملہ کرنے سے بہت تھوڑي امید تھي *

جب ھمایوں ایران میں مقیم تھا تو صرف سات سو آدمیوں کي بھیڑ بھاڑ اُسکے ھمراہ تھي اور جب بعد اُس کے ایرانیوں سمیت بوست کے قلعہ پر اُس نے دھاوا کیا جو دریاے ھیلمند کے کنارے پر واقع ھی تو خاص فوج اُسکي پہلي بھیڑ بھاڑ سے کچھہ زیادہ نہ تھي غرض کہ وہ قلعہ فتح ھوا اور مارچ سنہ ۱۵۴۵ ع کو وہ فوج بلا رکاوٹ آگے بڑھي اور قندھار کي جانب روانہ ھوئي *

قندھار کي فتح کا بیان

جب کہ ایراني قندھار کے لگ بھگ پہونچے تو اُنھوں نے لڑائي بھڑائي کے شوق ذوق اور اس لوبھہ لالچ کے مارے کہ مرزا عسکري قندھار کا خزانہ لیکر بھاگنی نپاوے خانہ جنگوں کي مانند ایسا بے طور و بے قاعدہ دھاوا کیا کہ محصوروں نے ان کو مار کر بھگایا مگر بعد اُس کے باقاعدہ محاصرہ عمل میں آیا اور پانچ مہینی تک قایم رھا یہاں تک کہ ھمایوں نے مرزا کامران کے پاس اس غرض سے بیرم خاں کو روانہ کیا کہ اُسکو عہد و پیمان پر آمادہ کرے مگر بیرم خاں کي ایلچي گري نے کچھہ فائدہ نہ دیا اور دوڑ دھوپ اُس کي کچھہ کام نہ آئي اور جب کہ افغانستان کے سرداروں اور باشندوں میں سے کوئي چھوٹا بڑا ھمایوں کے پاس نہ آیا تو ایراني

لوگ افسردہ ہوتے لگی اور اولٹنے پہر جانے کے چرچی کرنے لگے مگر ہمایوں کے نصیب آخر کو جاگی کہ مختلف مختلف درجوں کے لوگ ادھراودھر سے کابل کو چھوڑ کرانے لگی اور محصوروں کی یہہ صورت ہوئي کہ کھانے پینے کی تنگي سے کچھہ کچھہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئی اور باقي رھے سے شہر کی فصیلوں سے لٹک لٹک کر کود ے اور محاصروں کے پاس آگئے *

جب کہ یہہ بری صورت پیش آئي تو مرزا عسکري اطاعت پر مجبور ہوا چنانچہ بابر کي ہمشیرہ ہمایوں عکسري کي پھوپي دونوں کے درمیان میں پڑي اور مرزا عسکري کي شفاعت کي اور عفو تقصیر اُس کا چاہا غرض کہ ہمایوں نے عفو تقصیر کا وعدہ کیا مگر معلوم ہوتا ہی کہ ایک عرصہ تک مصیبتوں کے اُٹھانے اور تکلیفوں کے جھیلنے سے ہمایوں کا جي پھتر ہو گیا تھا اور پہلے اس سے حالات اُس کے ایسے تھے کہ اُن کے دیکھنے بھالنے سے سمجھہ بوجھہ کي کوتاھي سمجھي جاتي تھي اور اب عقل اُسکي ایسي ہو گئي تھي کہ اُنکے صادر ہونے سے زیادہ برائي پائي جاتي تھي نمونہ اُسکا یہہ ہی کہ مرزا عسکري کو اسبات پر اُسنے مجبور کیا کہ ننگي تلوار اپنے گلے میں لٹکائے حاضر آوے اور نہایت منت سماجت سے اطاعت ظاہر کرے بعد اُس کے جب یہہ ہوچکا تو ہمایوں نے عسکري کو برابر بیٹھایااور طرح طرح سے عفو تقصیر کے آثار اُس پر ظاہر کیئے اور ایک عام دعوت باہمي اتفاق کي خوشي میں منعقد کي مگر یہہ ساري باتیں بغض و عداوت سے معمور تھیں اس لیئے جبکہ دعوت کي دھوم دھام ہوئي اور کسي نوع کا شک و شبہہ باقي نرھا تو ہمایوں نے عسکري کے سامنے وہ حکم اُس کا پیش کیا جو ہمایوں کي گرفتاري کے لیئے سرداران بلوچ کے نام اُس نے بھیجا تھا اور یہہ جب کا حکم تھا کہ ہمایوں ایران کو بھاگا جاتا تھا بعد اُس کے مرزا عسکري کو قید کیا اور تین برس تک پا بزنجیر اُس کو رکھا اور قندھار کا قلعہ خزانوں سمیت ایرانیوں کو حوالہ کیا

چنانچه بعد اسکے بہت سے ایرانی لوت کر چلے گئے اور تهوڑي فوج اُن کي باقي رہ گئي مگر یہه فوج آن کي جو مرزا مراد کے زیر حکومت رهي تهي بقول ابوالفضل کے قندهار کے باشندوں پر زور ظلم کرنے لگي اور بیان آن واقعوں کا جو بعد اُس کے واقع هوئے بڑے طول طویل عذروں سے ابوالفضل نے لکھا هی مگر حقیقت یہه هی که وہ بیان اُسکا اُس کے خاص ذاتي مکر و فریب اور همایوں کے بڑے بڑے کوتکوں کي رو سے ایسا هی که توزک تیموري میں بهي کوئي مقام ایسے واقعوں کے بیان میں ویسا پایا نہیں جاتا خلاصه اُس کے بیان کا یہه هی که جب مرزا مراد یکایک اپني موت مرگیا تو همایوں جو اب تک بهي شاہ طهماسپ کا دم بهرتا تها ایرانیوں کي اجازت سے شہر قندهار میں دوستانه داخل هوا اور قلعه کے محافظ ایرانیوں کو قتل کیا اور باقي رهے سہوں پر بڑي عنایت کي که اُن کو گهر جانے دیا † *

† واقعات مذکورہ کو جسطرح ابوالفضل نے بیان کیا نمونه اُسکا لکھا جاتا هی اور یہه نمونه پرائس صاحب کے ترجمه سے لیا گیا اگرچه یہه ترجمه لفظي ترجمه نہیں هی مگر اصل کتاب کا مضمون اُس سے بخوبي واضح هوتا هی پہلے پہل ابوالفضل نے قندهار کے رهنے والوں کا اگرچه وہ همایوں کي رعیت نه تهے شاکي اور فریادي هونا مبالغه سے لکھا هی جن کي شکایتیں سرداران شاہ طهماسپ کي نسبت ثابت تهیں بعد اُس کے یہه لکھا که یہه فیاض بادشاہ یعني همایوں اِس مقدمه میں چندے بہت متردد رها که اگر ظالموں کو زور ظلم کا مزا چکهایا جاوے اور غریب مظلوموں کا انتقام اُن نا خدا ترس ظالموں سے لیا جاوے تو شاہ طهماسپ اپنے دوست سے بلا شک بگڑیگي اور بیٹهے بٹهائے رنج بساهنا پڑیگا اور اگر ظالموں کے ظلم ستم سے در گذر کیجاوے اور پاداش و تدارک کي فکر نه کي جاوے تو ظالموں کا ظلم سو چند هوگا اور مظلوموںکا نام و نشان باقي نرهیے گا غرض که آخر کار اُس کے دل نے یہه فتوے دیا که اگر پچهلا کام نه هوگا یعني ظالموں سے بدلا نه لیا جاوے گا تو خدا کا غضب نازل هوگا اور ناگهاني آفت ترتیبگي انتهي مگر جب که همایوں نے لڑائي بهڑائي کے بڑے نتیجوں کو سوچا اور بڑي بڑي جوکهوں کو سمجها تو اپنے ارادوں کو مرزا مراد کے خود مرجانے تک مارا بعد اُس کے همایوں کو موقع هاتهه آیا اور جو کچهه کرنا تها وہ کیا بلکه اُس نے عین وقت تک اپنے مخالف ارادوں سے ایرانیوں کو مطلع نه کیا اور یهي سوچها

لوگ افسردہ ہوتے لگی اور اولٹے پہر جانے کے چرچے کرنے لگے مگر ہمایوں کے نصیب آخر کو جاگی کہ مختلف مختلف درجوں کے لوگ ادھراودھر سے کابل کو چھوڑ کرانے لگی اور محصوروں کی یہہ صورت ہوئی کہ کھانے پینی کی تنگی سے کچھہ کچھہ لوگ اپنے اپنے گہروں کو چلے گئی اور باقی رھے سھے شہر کی فصیلوں سے لٹک لٹک کر کودے اور محاصروں کے پاس آگئے *

جب کہ یہہ بری صورت پیش آئی تو مرزا عسکری اطاعت پر مجبور ہوا چنانچہ بابر کی ہمشیرہ ہمایوں عکسری کی پھوپی دونوں کے درمیان میں پڑی اور مرزا عسکری کی شفاعت کی اور عفو تقصیر اُس کا چاہا غرض کہ ہمایوں نے عفو تقصیر کا وعدہ کیا مگر معلوم ہوتا ہی کہ ایک عرصہ تک مصیبتوں کے اُٹھانے اور تکلیفوں کے جھیلنے سے ہمایوں کا جی پھتر ہو گیا تھا اور پہلے اس سے حالات اُس کے ایسے تھے کہ اُن کے دیکھنے بھالنے سے سمجھہ بوجھہ کی کوتاھی سمجھی جاتی تھی اور اب عقل اُسکی ایسی ہو گئی تھی کہ اُنکے صادر ہونے سے زیادہ برائی پائی جاتی تھی نمونہ اُسکا یہہ ہی کہ مرزا عسکری کو اسبات پر اُسنے مجبور کیا کہ ننگی تلوار اپنے گلے میں لٹکائے حاضر آوے اور نہایت منت سماجت سے اطاعت ظاہر کرے بعد اُس کے جب یہہ ہوچکا تو ہمایوں نے عسکری کو برابر بیٹھایا اور طرح طرح سے عفو تقصیر کے آثار اُس پر ظاہر کیئے اور ایک عام دعوت باھمی اتفاق کی خوشی میں منعقد کی مگر یہہ ساری باتیں بغض و عداوت سے معمور تھیں اس لیئے جبکہ دعوت کی دھوم دھام ہوئی اور کسی نوع کا شک و شبہہ باقی نرھا تو ہمایوں نے عسکری کے سامنے وہ حکم اُس کا پیش کیا جو ہمایوں کی گرفتاری کے لیئے سرداران بلوچ کے نام اُس نے بھیجا تھا اور یہہ جب کا حکم تھا کہ ہمایوں ایران کو بھاگا جاتا تھا بعد اُس کے مرزا عسکری کو قید کیا اور تین برس تک پا بزنجیر اُس کو رکھا اور قندھار کا قلعہ خزانوں سمیت ایرانیوں کو حوالہ کیا

چنانچہ بعد اُسکے بہت سے ایرانی لوت کر چلے گئے اور تھوڑي فوج اُن کي باقي رہ گئي مگر یہہ فوج اُن کي جو مرزا مراد کے زیر حکومت رهي تهي بقول ابوالفضل کے قندهار کے باشندوں پر زور ظلم کرنے لگي اور بیان اُن واقعوں کا جو بعد اُس کے واقع ہوئے بڑے طول طویل عذروں سے ابوالفضل نے لکھا هی مگر حقیقت یہہ هی که وہ بیان اُسکا اُس کے خاص ذاتي مکر و فریب اور همایوں کے بڑے بڑے کوتکوں کي رو سے ایسا هی که توزک تیموري میں بھي کوئي مقام ایسے واقعوں کے بیان میں ویسا پایا نہیں جاتا خلاصه اُس کے بیان کا یہہ هی که جب مرزا مراد یکایک اپني موت مرگیا تو همایوں جو اب تک بھي شاہ طہماسپ کا دم بھرتا تھا ایرانیوں کي اجازت سے شہر قندهار میں دوستانه داخل هوا اور قلعه کے محافظ ایرانیوں کو قتل کیا اور باقي رهے سہوں پر بڑي عنایت کي که اُن کو گھر جانے دیا † *

---

† واقعات مذکورہ کو جسطرح ابوالفضل نے بیان کیا نمونه اُسکا لکھا جاتا هی اور یہہ نمونه پرائس صاحب کے ترجمه سے لیا گیا اگرچه یہہ ترجمه لفظي ترجمه نہیں هی مگر اصل کتاب کا مضمون اُس سے بخوبي واضح هوتا هی پہلے پہل ابوالفضل نے قندهار کے رهنے والوں کا اگرچه وہ همایوں کي رعیت نه تھے شاکي اور فریادي هونا مبالغه سے لکھا هی جن کي شکایتیں سرداران شاہ طہماسپ کي نسبت ثابت تھیں بعد اُس کے یہہ لکھا که یہہ فیاض بادشاہ یعني همایوں اِس مقدمه میں چندے بہت متردد رها که اگر ظالموں کو زور ظلم کا مزا چکھایا جاوے اور غریب مظلوموں کا انتقام اُن نا خدا ترس ظالموں سے لیا جاوے تو شاہ طہماسپ اپنے دوست سے بلا شک بگڑیگي اور بیٹھے بٹھائے رنج بساهنا پڑیگا اور اگر ظالموں کے ظلم ستم سے در گذر کیجاوے اور پاداش و تدارک کي فکر نه کي جاوے تو ظالموں کا ظلم سو چند هوگا اور مظلومونکا نام و نشان باقي نرهیے گا غرض که آخر کار اُس کے دل نے یہہ فتوے دیا که اگر پچھلا کام نه هوگا یعني ظالموں سے بدلا نه لیا جاوے گا تو خدا کا غضب نازل هوگا اور ناگہاني آفت ٹوٹیگي انتہي مگر جب که همایوں نے لڑائي بھڑائي کے بڑے نتیجوں کو سوچا اور بڑي بڑي جوکھوں کو سمجھا تو اپنے ارادوں کو مرزا مراد کے خود مرجانے تک مارا بعد اُس کے همایوں کو موقع هاتھه آیا اور جو کچھه کرنا تھا وہ کیا بلکه اُس نے عین وقت تک اپنے مخالف ارادوں سے ایرانیوں کو مطلع نه کیا اور بھي سوچھا

غالب یہہ هی کہ همایوں اُن لا طایل عذروں کا محتاج اور منت گذار نہ تھا جنکو ابوالفضل نے بہزار زور و شور اُس کی جانب سے بیان کیا اِس لیئے کہ همایوں کے لیئے یہہ هي عذر کافي وافي تھا کہ اُن عہدوں کا پورا کرنا جو بجبر و اکراہ اُس نے تسلیم کیئے تھے واجب و لازم نہ تھا مگر یہہ بات یاد رهے کہ یہہ تقریر اُس کے مذهب کے بدلنے سے متعلق هوسکتي هی باقي قندهار کے حوالہ کرنے سے تعلق نہیں رکھتي اس لیئے کہ ملک قندهار اُس امداد و اعانت کا بدلا تھا جو شاہ طهماسپ کي جانب سے ظہور میں آئي تھي اور جب همایوں شاہ کي روک ٹوک سے پورا پورا آزاد هوگیا اور اُس کے بعد اُس کي تائید و اعانت سے فایدہ اُٹھایا تو اُس نے قول و قرار کو از سر نو نہایت مضبوط و مستحکم کیا تھا غرض کہ ایسي عہد شکني اور خلف وعدگي اور علاوہ اُس کے اُن نا معقول حرکتوں کي حیثیت سے جو عہد شکني کے ساتھہ اُس سے صادر هوئیں اگر کافر نعمتي کا دهبا نہ لگے تو دغا بازي کے داغ دهبے سے پاک صاف نہیں رہ سکتا *

جب کہ همایوں نے قندهار کے قبض و تصرف سے فراغت پائي تو عین سرما کے موسم میں کابل کي جانب روانہ هوا اور عین راہ میں مرزا هندال اُس کا بھائي اُس سے آکر مل گیا بعد اُس کے اور لوگ بھي بھاگ بھاگ آنے لگے اور اِسقدر آئے کہ جب همایوں کابل کے قریب

گیا کہ اُس کے پیٹ میں کچھہ فساد نہیں یہاں تک کہ جب وہ لوگ ایسے غافل هوئے کہ اُن کے دلوں میں شک شبهہ کا کھٹکا نرها تو همایوں نے اس تدبیر سے کام اپنا نکالا کہ پہلے پہل ایراني قلعہ دار سے یہہ اجازت منگوائي کہ مرزا عسکري کو تھوڑے محافظوں سمیت اِس غرض سے قلعہ میں بھیجتا هوں کہ وہ قندهار کے قلعہ میں تھوڑے دنوں مقید رهے چنانچہ قلعہ دار نے بلا توقف تسلیم کیا حاصل یہہ کہ محافظوں کے ساتھہ اور فوج بھي خفیہ خفیہ گئي اور جب کہ ایک دروازہ کے قبضہ پر جھگڑا قایم هوا تو آپس میں تلوار چلي اور بہت سے ایراني مارے گئے (پرائس صاحب کا ترجمہ جلد ۴ صفحہ ۸۹)

چھونتچا توکامراں اُس کي ٹکر نہ اُٹھا سکا اور کابل کو چھوڑ کر بکر کو چلا گیا جو اٹک کے کنارے پر واقع هی اور حسین ارغوني والي سند کا دامن پکڑا بعد اُس کے همایوں کابل میں داخل هوا اور اپنے نور چشم اکبر کو جو دو تین برس کا تھا دو بارہ حاصل کیا *

بدخشاں کي مہم کا بیان

کابل میں کیئے مہینے گذرے تھے کہ بدخشاں کا ولولا اُٹھا چنانچہ اُس نے بدخشاں کا ارادہ کیا جو مرزا سلیمان کے قبض و تصرف میں دوبارہ آیا تھا مگر روانگي سے پہلے اپنے چچیرے بھائي یادگار مرزا کا قتل کرنا قرین مصلحت سمجھا جو ابھي شریک اُس کا هوا تھا اور نئي سازشوں کا شک شبہہ اُسکي نسبت مقرر و مسلم ٹھہرا تھا مگر اِس قتل میں یہہ بات تحریر کے قابل هی کہ جب حاکم کابل کو همایوں نے یادگار مرزا کے قتل کا حکم دیا اور اُس نے صاف انکار کیا تو اور کسي آدمي کو وہ حکم دیا اور حاکم کابل کو نا فرماني کي سزا ندي *

همایوں بدخشاں میں کئیے مہینے رها اور وهیں تھا کہ کامران سند سے واپس آیا اور کابل پر چھاپا مارا اور جب همایوں کو یہہ پرچا لگا تو عین جاڑوں کے موسم میں بدخشاں سے روانہ هوا اور کامران کي فوج کو شکست فاحش دیکر کابل کے اندر محصور کیا محاصرے کے زمانہ میں جو قیدي پکڑے گئے همایوں کے حکم سے گردن مارے گئے اور همایوں نے کچھہ ترس نہ کھایا اور کامران نے بھي اِس بے رحمانہ قتل کے بدلہ میں همایوں کے قیدیوں کو بہت سخت ستایا یہاں تک کہ اُس نے همایوں سے یہہ کہلا بھیجا کہ اگر توپوں کي مار مار ایسي هي چندے رهیگي تو آپ کے صاحبزادہ اکبر کو جو دو بارہ هاتھہ آیا تھا توپ سے باندھکر اوڑا دیا جاویگا ‡ غرض کہ آخر کار اپریل سنہ ۱۵۴۷ ع میں کامران

‡ ابوالفضل لکھتا هی کہ کامران نے کسیکو خبر نہ کي اور اکبر کو توپ سے باندہ کر اوڑا یا مگر خدا تعالی کي اُس عنایت کي بدولت جو معجزوں میں ظاهر باهر

إسبات پر مجبور ہوا کہ کابل سے ہاتھہ اُٹھائی چنانچہ رات کے وقت خفیہ خفیہ غوری میں بھاگ کر گیا جو بلخ کے جنوب میں واقع ہی بعد اُس کے جب ہمایوں کی تھوڑی سی فوج نے یہاں تک اُس کا تعاقب کیا کہ اُس کو غوری سے نکالا تو وہ بلخ میں آیا اور اوزبکوں سے اعانت چاہی چنانچہ اُن کی امداد و اعانت سے بدخشاں پر دو بارہ قبضہ حاصل کیا حاصل یہہ کہ انہیں قصے قضایوں میں گرمی کا موسم گذر گیا اور کثرت برف کے مارے آیندہ بہار تک ہمایوں کابل میں بیٹھا رہا اور کہیں کا ارادہ نہ کرسکا مگر جوں ہی کہ بہار کا موسم آیا تو بدخشاں کا ارادہ کیا اور کامران کو شکست دیکر ایسا تنگ کیا کہ وہ تالقان کو بھاگا اور جب کہ کامران اوزبکوں کی اعانت سے مایوس ہوا تو اگست سنہ ۱۵۴۸ ع کو کام نا کام اُس نے اطاعت قبول کی مگر ہمایوں نے آدمیت برتی کہ بڑی اہلیت اور نیک نیتی سے پیش آیا چنانچہ جب کامران اور ہمایوں اور ہندال تینوں بھائی گھل مل کر باہم بیٹھے تو مرزا عسکری کو بھی قید سے رہائی ہوئی اور چاروں بھائی ایک دستر خوان پر کھانے کو بیٹھے اور چاروں نے ایک ہی دستر خوان پر نمک کھایا یعنی بعد اُس کے باہم پر خاش نہوگی اور اتفاق ہی رہے کا حاصل یہہ کہ چاروں بھائی چاروں عنصروں کی مانند آپس میں خلط ملط ہوگئے اور چندے متفق رہے *

ہوتی ہی اکبر سلامت رہا بعد اُس کے اُسنے تفصیل اُن معجزوں کی لکھی اور اُس نے واردات مذکورہ کو ہمایوں کی سرگذشتوں سے لیا اور ہمایوں کی سرگذشتوں کے مصنف نے فریقین کی اور بہت سی سنگدلیوں کو قلم بند نہیں کیا مگر اِس مقدمہ میں یہہ سوچ بچار ہی کہ ابوالفضل کے مقولہ کو غیر معتبر ٹھہرانے کے لیئے کوئی وجوہ معقول پائی نہیں جاتی سرگذشتوں کے لکھنے والے نے بیان کیا کہ جب کامران کابل سے بھاگا تو ہمایوں نے کابل کے باشندوں کو اِس تصور پر لٹوایا کہ اُنہوں نے بیوفائی کی تھی اور دشمن سے گھل مل گئے تھے مگر ابوالفضل نے اس واردات کو بیان نہیں کیا

ھمایوں کا بلخ پر حملہ کرنا اور کامران کا باغي ھوکر گرفتار آنا

بعد اُس کے ھمایوں کابل کو واپس آیا اور اگلے برس سنہ ۱۵۴۹ ع میں بلخ کا ارادہ کیا چنانچہ سنہ الیہ میں بلخ کي جانب روانہ ھوا جو اوزبکوں کا مفتوحہ مقبوضہ تھا معلوم ھوتا ھی کہ اب ھمایوں کو اس قدر ھمت و قوت حاصل تھي کہ وہ بڑي بڑي مہموں کا ارادہ کرنے لگا چنانچہ اُس نے قلعہ ایبق کے فتح کرنے پر ماوراء النہر کے دبانے کا مشورہ کیا حاصل یہہ کہ ھمایوں بلخ میں داخل ھوا اور خاص شہر کے محافظوں کو مار پیٹ کر بھگایا جو حملہ کي غرض سے بیرون شہر آئے تھے مگر اسي عرصہ میں ترت پھرت ھمایوں کو یہہ پرچہ لگا کہ کامران پھر باغي ھوگیا اور کابل والوں کو دھمکارھا ھی ھمایوں مضطرب ھوا اور کابل کي جانب باگ اُٹھائي مگر اوزبکوں نے ایسا پیچھا دبایا کہ وہ مراجعت فرارکي صورت ھوگئي چنانچہ فوج اُس کي پراگندہ ھوئي اور بڑي مصیبتوں کے بعد ایک قرار گاہ میں پھونچي اور یہہ ایسي مصیبت پیش ائي تھي کہ اچھے اچھے وفاداروں کي وفاداري کو دھبہ لگا یہاں تک کہ ایک ایسي لڑائي میں جو کامران سے بہت ھي جلدي پڑي بعضے بڑے بڑے سردار اوسکو چھوڑ کر چلے گئے اور اُنکے چلے جانے سے ایسي شکست اُسنے کھائي کہ خود جان سے گیا ھوتا یعنے کامران کے ایک سپاھي نے ھمایوں کو زخمي کیا اور جب دوسرا زخم اُسنے لگانا چاھا تو ھمایوں نے انکھیں نکال کر اُس بے باک سفاک کو ڈانٹا اور یہہ پکار کر کہا کہ او نابکار بد شعار تیرا یہہ مقدور کہ تو ھاتھہ اپنا ھمپر اُوٹھاے غرضکہ وہ سپاھي ھمایوں کي لاگ ڈانٹ سے ایسا ڈر گیا کہ ھتیار اُسکے ھاتھہ سے گرا اور دوبارہ ھمایوں سے مزاحمت نکرسکا یہہ لڑائي سنہ ۱۵۵۰ ع کے نصفا نصف پر واقعہ ھوئي بعد اُسکے ھمایوں صرف گیارہ ادمیوں سمیت اُس لڑائي کے کھیت سے بھاگا جنھیں ھمایوں کي سر گذشتوں کا

مصنف جوہر بھي داخل تھا حاصل یہہ کہ همایوں نے طرح طرح کي مصیبتیں اُتھائیں اور زخم کي تکلیفیں دیکھیں اور گرتا پڑتا بدخشاں کو روانہ ھوا جہاں مرزا سلیمان نے بڑي گرمجوشیوں سے پہلے هي مرتبہ بہت سي امداد اُسکي کي اور جب کہ همایوں کھیت سے بھاگا تو کامراں نے کابل پر پھر قبضہ کیا اور اکبر بھي دوبارہ اُسکو ھاتھہ آیا مگر بعد اُسکے پچھلي لڑائي میں همایوں کے نصیبوں نے یاوري کي کہ سنہ ۱۵۵۱ع میں کامراں اپني جگہہ سے بھاگا اور خیبر کے پہاڑوں میں پتھانوں کے پاس اُس نے تھکانا ڈھونڈا اور کابل اور علاوہ اُس کے اور ایسے ملک جو پہاڑوں سے خالي تھے همایوں کے محکوم و مطیع ہوئے *

بعد اُس کے همایوں نے خلیلوں پر یورش کي جو خیبر کے پہاڑوں میں کامراں کے حامي ھوئے تھے چنانچہ اُن پہاڑیوں نے رات کو دھاوا کیا اور مرزا هندال اُس دھاوے میں مارا گیا اور خود همایوں بسوت کے قلعہ میں بھاگ کر آیا جو کابل اور پشاور کے رستہ میں پڑتا هی مگر پہاڑیوں نے همایوں کا تعاقب نہ کیا اور بھاگتے کو بھاگنے دیا بعد اُس کے همایوں نے ایسے اڑے وقت میں قصد اُن کا کیا کہ کامراں کي دعوتوں کي دھوم دھام ھو رھي تھي اور مختلف مختلف گروہ اُسکي ضیافت میں مصروف تھے غرضکہ اُس نے پتھانوں کو شکست فاحش دیکر کامراں کو هندوستان کے جانے پر مجبور کیا یہاں تک کہ سنہ ۱۵۵۲ع میں وہ هندوستان کو آیا اور شیر شاہ کے جانشین سلیم شاہ کا دامن پکڑا مگر جب کہ سلیم شاہ نے اعانت کي حامي نہ بھري تو لاچار ھوکر گاگروں کے بادشاہ کا ملتجي ھوا گاگروں کے بادشاہ نے دغابازي کي کہ ماہ ستمبر سنہ ۱۵۵۳ع مطابق رمضان سنہ ۹۶۱ هجري میں اُسکو همایوں کے حوالہ کیا جسپر کابل کے چھوڑنے سے تین برس کا عرصہ گذرا تھا اگرچہ بار بار کے قصوروں کي حیثیت سے کامراں اسي قابل تھا کہ وہ فوراً گردن مارا جاتا مگر وہ سلوک همایوں کا جو گاگروں کي سپردگي کے بعد اُس نے کامراں سے برتا قصوروں کے لحاظ سے پسند کے قابل نہیں هی *

ہمایوں گاگروں کی سلطنت میں کامران بے سروپا اسیر پنجہ بلا کے بننے کے لیئے آیا چنانچہ جب وہ ہمایوں کے روبرو پیش کیا گیا تو بہت لجائے شرمائے ستے ستائے سامنے آیا مگر ہمایوں نے اُسوقت آدمیت برتی کہ اُس شامت ندامت کے مارے کوداہیں جانب اپنی برابر بٹھایا اور نہایت نوازش سے پیش آیا یہاں تک کہ تھوڑی سی دیر میں ایک تربوز اہل جلسہ میں تقسیم ہوا اُس میں سے جسقدر ہمایوں کے حصہ میں رہا اُس میں سے آدھا بانٹ کر کامران کو دیا بعد اُسکے شام کو راگ ناچ کا جلسہ ہوا اور دونوں بھائی ہنسی خوشی باہم بیٹھے اور آپسمیں قہقہہ اُوڑاتے اور ہنسی ٹھٹول کی باتیں کرتے رہے غرضکہ وہ رات اور دوسرا دن ہنسی خوشی میں گذر گیا اور درونی کدورتوں نے ظہور نہ کیا مگر اس عرصہ کے درمیان میں ہمایوں کے بعضے صلاح کاروں نے ہمایوں سے یہہ امر دریافت کیا کہ بھائی کے مقدمہ میں کیا کرنا منظور ہی تو ہمایوں نے یہہ جواب دیا کہ پہلے گاگرون کے بادشاہ کو راضی خوشی کرنا چاہیئے بعد اُس کے جو وقت کے مناسب ہوگا وہ عمل میں آویگا *

تیسرے دن گاگرون کا بادشاہ اودھر راضی ہوا اور ادھر یہہ صلاح ٹھہری کہ کامران کو آنکھوں سے معذور کرنا عین مصلحت ہی ہمایوں کی سرگذشتوں کے مصنف نے کامران کی اُن سخت تکلیفوں کو جو عین اُس کے اندھا کرنے کے وقت اُس کو پیش آئیں تفصیل وار اسلیئے لکھا ہی کہ خاص اُس کو بھی یہہ حکم تھا کہ اوسکے اندھا کرنے کے وقت آپ اپنی آنکھوں سے حاضر ناظر رہے چنانچہ وہ لکھتا ہی کہ پہلے پہل اس اوکھے کام کو کسی نے اختیار نہ کیا اور اسلیئے کہ یہہ حکم اوسنے چلتے چلتے دیا تھا تو ایک سودار اُس کے پیچھے گیا اور ترکی زبان میں اُسنے یہہ عرض کیا کہ اس کام کے پورے کرنے میں بڑی دشواری پیش آئی ہی کہ کوئی شخص اُس کو قبول نہیں کرتا ہمایوں نے بہت برا بھلا کہہ کر یہہ جواب دیا کہ خود تونے کیوں نہ کیا غرضکہ وہ سودار واپس آیا اور

کامران کو نہایت رنج و ملال کے ساتھہ وہ حکم سنایا بعد اوسکے کامران کي آنکھوں میں بار بار نشتر ڈبوئے گئے اور وہ ویسے هي لیٹا رها اور صبر و سکون سے پیئے گیا مگر جب که اوسکي زخمي آنکھوں میں نیبو کا نچوڑ ٹپکایا گیا اور نمک بهي چھڑکا گیا تو وہ بے ساختہ چلا اوٹھا اور خداتعالے کي جناب میں بہت گڑگڑاکر کہنے لگا کہ پاک پروردگار اب میں نے اون گناهوں کي سزا پوري پوري پائي جو میںنے دیدہ و دانستہ کیئے تھے باقي اب عاقبت کي بھلائي چاهتا هوں وهاں تو مجھہ پر رحم کرنا *

جب که سرگذشتوں کے مصنف نے یہہ حال زار اُسکا آنکھوں سے دیکھا تو اُسکو ٹھہرنے کي طاقت نرهي اور کلیجہ تھامتي هوئي ڈیرے کو چلاآیا اور برا مونہہ بناکر بیٹھا بعد اُس کے همایوں نے اُس کو طلب کیا اور بلا اجازت آنے کي وجہہ دریافت کي اور جب اُس نے یہہ بیان کیا که کام پورا هوچکا تها تو بادشاہ نے یہہ فرمایا کہ اب ڈیرے جانے کي حاجت نهیں بعد اُسکے ایک چھوٹي سے کام کا اُسکو حکم دیا اور پهر اُس واقعہ کي بات بهي نپوچهي غالب یہہ هي که واقعہ مذکورہ کے واقع هونے سے انشراح خاطر کي نسبت انقباض اُسکو زیادہ حاصل هوا هوگا اور جن صورتوں میں یہہ کام اُس سے صادر هوا اُن خاص صورتوں کے لحاظ و حیثیت سے یہہ معلوم هوتا هي که یہہ کام اُسني طبیعت کي خواهش سے نهیں کیا بلکہ خاص صورتوں کي ضرورت سے وہ اُسکا مرتکب هوا اور کوئي بات اُسکو اُسکي سوانسوجهي که وہ بهائي کو اندها کرے اور اُس کے کھٹکوں سے همیشہ کے لیئی نچیت هوکر بیٹھے اس لیئی که وہ حقیقت میں ستمگار اور ناخدا ترس نتها بلکہ اگر وہ یورپ کا ایسا بادشاہ هوتا جسکے اختیار یک قلم محدود و معین هوتے هیں تو چارلس ثاني شاہ انکلستان سے زیادہ سفاک و خونریز اور مکار و فریب انگیز نهوتا *

جب که کامران کا خوف خطر باقي نرها تو اُسکو کعبہ جانے کي اجازت دي گئي چنانچہ وہ وهاں پهونچکر خدا کو پیارا هوا بعد اُسکے

همایوں نے کشمیر کا ارادہ کیا مگر جوں هي که اُس کے کانوں میں سلیم شاہ کے بڑھی آنے کي بھنک پڑي تو وہ کابل کو لوٹ گیا اور اگلے برس کو کابل کي سیر تماشي میں صرف کیا اسي عرصہ میں سلیم شاہ مرگیا اور اُسکے جانشین کي بے انتظامي سے ملک اُس کاپانچ حصوں پر منقسم هوا اور هر حصہ میں نئي سلطنت قایم هوئي *

همایوں کا دلي آگرہ پر قابض هونا اور اِس جہان سے انتقال کرنا

منجملہ اُن پانچ بادشاهوں کے جو سلیم شاہ کے مرنے پر قایم هوئے تھے سکندر شاہ والي پنجاب نے ابراهیم شاہ دلي آگرہ کے غاصب کو شکست فاحش دیکر دلي آگرہ سے خارج کیا تھا اور عادل شاہ اصلي بادشاہ ان دونو حریفوں سے لڑ جھگڑ رہا تھا غرض که جب هندوستان کے یہہ نقشے تھے تو همایوں کے حق میں اس سے بهتر موقع کوئي نهتا مگر دریافت هوتاهی که پهلي شامتوں کے یاد کرنے سے همایونکی دلمیں برے برے خیال آتے تھے اور هندوستان کي طرف اوسکا جي نه اوبھرتا تھا چنانچہ جب تک فال و شگون اوردلیل و حجت سے دل اوسکا بڑھایا نگیا تب تک اُسنے هندوستان کاارادہ نکیا مگر جب که اُسنے یہہ بھاري بوجھہ اُٹھایا تو بڑي چابکي چالاکي سےکام اپنا پورا کیا چنانچہ جنوري سنه ۱۵۵۵ ع کو پندرہ هزار سوار اپنے همراہ لیکر کابل سے روانه هوا اور پنجاب پردهاوا کیا اور سکندرشاہ کے عامل کو شکست دیکر لاهور پر قابض هوا اور تھوڑے دنوں تک صوبه مذکور کے بندوبست کے لئیے ٹھہرارها *

بعد اُس کے سهرند پر خود سکندر شاہ سے لڑا جو بہت سي فوجیں لیکر آیا تھا اور پوري فتح حاصل کرکے آگرہ پر قبضہ کیا اور سکندر شاہ همالیہ کے پہاڑوں میں بھاگا مگر تھوڑے دنوں گذرنے پر سکندر شاہ نے خروج

کیا اور بیرم خاں کے ساتھہ اُس کے متابلہ کي غرض سے اکبر شاهزادہ پنجاب میں بھیجا گیا *

اگرچہ همایوں اپني اصلي سلطنت پر بحال هوا اور اُسکي سلطنت کا تھوڑا حصہ هاتھہ اُسکو آیا مگر باوصف اِس کے اُسکي عمر نے اتني وفاداري نکي کہ وہ اُس تھوڑے حصہ کا مزا اُتھا تا چنانچہ دلي میں دوبارہ آنے پر چھہ مھینے گذرے تھے کہ ایک ایسا امر پیش آیا جسکي ضرورت سے موت اُسکي آپھونچي بیان اُس کا یہہ هی کہ کتب خانہ کي چھت پر همایوں تہل رها تھا اور نیچے اُترا چاهتاتھا اور زینہ سے اوتر تا تھا کہ موذن کي آذان اُس نے سني اور وہ سنتے هي تھر گیا اور جواب آذان کا پڑھنے لگا اور جب تک موذن فارغ نہوا تب تک زینہ پر بیٹھارها بعد اُس کے جب لاٹھي کے سہارے اُٹھنے لگا تو اِس باعث سے کہ ایسے مکانوں کے زینہ باهر کي جانب واقع هوتے هیں اور علاوہ اُسکے خود درجی بھي تنگ اور چھوٹي بنائے جاتے هیں اور بیروني نصیل کے علاوہ جو وہ بھي ایک چھوٹي سي هوتي هی کوئي اوت آڑ نہیں هوتي سنگ مرمر کي سیڑھیونپر لاٹھي کے پھسلنے سے پانو اُسکا پھسلا اور نصیل کي جانب سر کے بل نیچے گرا اور گرنے کے ساتھہ اوسان اُس کے کھوئے گئے اور چوٹ کي سختي سے گم سم رهگیا بعد اُس کے هوش تو آئی مگر چوٹ اُسکي اچھي نہ هوئي چنانچہ چوتھے دن گذر گیا *

مصرعہ

چار دن کي زندگي پر کیا بھروسہ کیجئے

انتقال کے روز اُسکي عمر اُنچاس برس کي تھي منجملہ اُس کے چھبیس برس بادشاہ رها اور اُن چھبیس برسوں میں وہ سولہ برس بھي شامل هیں جو هندوستان سے ادھر اُدھر باهر گذرے *

عمدہ عمدہ باتوں کے رواج و رونق دینے کے لیئے همایوں کو تھوڑي فرصت هاتھہ آئي اور وجھہ اُس کي یہہ هوئي کہ اُس کي سلطنت کے رنگ ڈھنگ اچھي طرح نہ بیٹھے علاوہ اُس کے اُس کے ذاتي حالوں میں

بھي کوئي بڑي بات اِسبات کے سوا نہیں پائي جاتي کہ وہ اخوند میر
ایراني مشہور مورخ جو بابر کے دربار میں هندوستان کي چڑھائي سے
تھوڑے عرصہ بعد آیا تھا همایوں کي آس فوج میں مرگیا جو گجرات پر
چڑہ کرگئي تھي *

آتھواں حصہ

اسباب کے بیان میں کہ اکبر کی تخت نشینی تک ہندوستان کا کیا حال تھا

پہلا باب

واضح ہوکہ یہہ بات اُن سلطنتوں سے متعلق ہی جو دلی کی شہنشاہی بگڑنے پر ہندوستان میں قایم ہوئی تہیں اور اس لیئے کہ ہم اب اُس زمانہ کے لگ بہگ پہونچے جس میں تمام ملک ہندوستان کا ایک حکومت سے متعلق ہوا اور اُس کے متخلف باشندوں کے باہمی واسطوں علاقوں میں طرح طرح کی تغیر واقع ہوئی تو اب یہہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ جدے جدے گروہوں کے وہ حالات اب دیکھے جاویں جو عہد مذکور سے پہلے پہلے پائی جاتے تھے اور چہان بین اُس واقعی حال کی بخوبی کیجاوے جو انقلاب مذکورالصدر کے شروع شروع میں پایا جاتا تہا *

محمد تغلق کے عہد دولت میں دلی کی شہنشاہی شمال و مشرق میں کوہ ہمالہ تک اور شمال و مغرب میں دریاے اٹک تک اور مشرق و مغرب میں سمندر تک محدود و محصور تہی اور کہہ سکتے ہیں کہ اُسکی جنوبی حد میں اُس تنگ دراز خطہ کے علاوہ جو جنوب و مغرب میں واقع ہی تمام جزیرہ نما دکن داخل تہا غرض کہ اگر بمبئی سے رامیشور تک ایک سیدھا خطہ کھینچا جاوے تو خطہ مذکورہ کی بڑی پہلی حد قایم ہوسکتی ہی مگر مذکورہ بالا حدوں میں ایک بڑا خطہ مطیع نہوا باقی دوسرے خطہ کی نسبت چہان بین نہیں کی گئی *

وہ خطہ جو چہان بین سے باقی رہا اوڑیسہ کا ملک تہا جسمیں بڑے بڑے جنگل واقع تھے اور طول اُس کا گنگا کے دہانہ سے گوداوری دریا

تک پهیلا هوا تها جو پانسو میل سے کم طول رکهتا هی اور عرض اُس کا کسی جگهه میں تین سو میل کا اور کسی جگهه چار سو میل کا هی اور راجپوتوں کا ملک اب بهی بخوبی مطیع نهوا تها جو شمال و مغرب میں اوڑیسه کی نسبت نهایت چوڑا چکلا واقع هوا تها *

جب که محمد تغلق کی حکومت میں فساد واقع هوئی اور انتظام حکومت کا تهچو بگڑ گیا تو اُسی زمانه میں تلنگانه اور کرناٹا کے راجی خود مختار هوگئے اور تهوڑے دنوں پهلے یهه صورت واقع هوئی تهی که تلنگانه کا راجه ورنگول سے نکالا گیا تها اور جنوب کو جانے پر مجبور کیا گیا تها اور اب که اُس نے میدان خالی پایا اپنے موروثی ملک پر قبضه کیا اور کارناٹا کا راجه اُس نئے گهرانے سے منسوب تها جس نے آپ کو خاندان بلال دیو کی جگهه قایم کرکے بیجا نگر واقع ساحل دریاے تمبادره کو دارالحکومت ٹهرایا تها غرض که ان دونوں راجاؤں نے مسلمانوں کی حدود حکومت کو جنوب میں دریاے کشنا تک اور مشرق میں حیدر آباد کے نصف النهار تک پیچهے هٹایا تها اور دکن کے جنوبی حصوں کو بهی دبا بیٹهے تهے اور ایسی حکومتیں قایم کی تهیں که مسلمان همسایوں کی حکومتوں سے برابری کا دعوی رکهتی تهیں منجمله اُن کے بیجا نگر کی حکومت پهلے هی سے بہت بڑی ریاست تهی اور ورنگول کی حکومت کی نسبت بهت دنوں تک قایم رهی اور روز زوال سے پهلے پهلے ایسے جاه و جلال کو پهونچی تهی که مسلمان باد شاهوں کے دهاووں سے پهلے جو کشور هندوستان پر واقع هوئے کسی خاندان کی حکومت کو وه بات حاصل نه هوئی تهی *

سنه ۱۳۴۴ ع میں تلنگانه اور کرناٹا پر هندو دوباره قابض هوئی اور اِس قبضه سے پهلے پهلے سنه ۱۳۴۰ ع کے قریب بنگاله میں بغاوت هوچکی تهی اور بعد اس کے سنه ۱۳۴۷ ع میں وه بڑی بغاوت دکهن میں واقع هوئی جس کے پهیلنے سے دلی کی حکومت نوبدوه وار رهگئی *

سنه ۱۳۵۱ ع میں محمد تغلق مرگیا اور سلطنت کي تباهي نے بڑهنا موقوف کیا مگر چودهویں صدي کے آخر میں تغلقوں کے پچهلے بادشاه محمود کي کم سني کے باعث سے مالوه اور جونپور اور گجرات خود مختار هوگئی چنانچه جونپور کي حکومت میں وه ملک شامل تها جو گنگا کے کنارے کنارے بنگاله سے اوده کے وسط تک پهیلا پڑا هی بعد اس کے تهوڑے عرصه گذرنے پر سنه ۱۳۹۸ ع میں تیمور لنگ نے چڑهائي کي جس کا نتیجه یهه هوا که رهی سهی صوبه بهي دلي کي حکومت سے نکل گئی اور یهاں تک نوبت اسکي پهونچي که وه حکومت چند میلوں میں محدود هوگئي *

ممالک مذکوره بالا کے دوباره مقبوضه مفتوحه هونیکا بیان اوپر هوچکا اور اب هم انکے ایسے حالات کا بیان کرینگے جو بیچ کے زمانه سے علاقه رکهتے هیں اور نیز اسوقت کے حالات کا جو اکبر بادشاه کے عهد دولت میں ممالک مذکوره سے متعلق † تهے بیان کرینگے *

منجمله ممالک مذکوره کے دکن کي مملکتیں اسبات کي مستحق هیں که سب سے پهلے حال انکا بیان کیاجاوے *

دکن کي حکومتوں کا بیان

بهمني سلطنت کا بیان

بهمني سلطنت کا باني حسن کانگوئي کامیاب بغاوت کا سردار تها جو محمد تغلق کے عهد حکومت میں برپا هوئي تهي چنانچه حسن کانگوئي کے مرنے پر تاج تخت اس کا وارثوں کو نصیب هوا اور سنه ۱۳۴۷ ع سے لغایت سنه ۱۵۱۸ ع یعني ایکسو اکتهر برس تک تیره پشتیں اسکي برابر حکومت کیئے گئیں *

---

† چونکه ان مختلف حکومتوں کے حالات مختلفه کا بیان کرنا هندوستان کي تمام تاریخ کے لیئے چنداں ضروري و لابدي نهیں تو اسي نظر سے حالات انکے ایک تتمه میں بیان کیئے گئے اور خاص متن میں انکے خلاصے اور نتیجے قلم بند هوئے

بیجانگر اور ورنگول کے راجی دلی والوں کے مقابلہ میں بہمنی والوں کے شریک هوئی چنانچہ جب ان تینوں ریاستوں کو عام دشمن سے نجات حاصل هوئي تو وہ باهمي نفرت جو بحکم ضرورت چند روز افسردہ پژمردہ پڑي تهي رفتہ رفتہ شگفتہ هوئی یہانتک کہ باهم لڑائیاں قایم هوئیں اور بہت دنوں تک قایم رهیں مگر مسلمان غالب آئی چنانچہ اُنہوں نے اُس ملک کو فتح کیا جو بیجانگر سے دریاے کشنا اور تمبادرا کے بیچ میں واقع تها اور ورنگول کي ریاست کو خاک میں ملادیا اور اپني سلطنت کے زوال سے پہلے اوڑیسہ کا تہوڑا سا حصہ حاصل کیا اور مشرق میں محصولي پاٹم اور مغرب میں مقام کوئیا تک اپنا قبضہ پہیلایا *

لڑائیوں کے دیر تک قایم رهنی اور کاهی کاهی آپسکي رفاقت سے جو عام دشمن کے مقابلہ کے لیئی ظہور میں آتي تهي مسلمانوں کے وہ مغرور برتاؤ بہت کم هوگئی جو هندوؤں سے برتے جاتے تهے چنانچہ هندو مسلمان آپس میں ایک دوسري کي خدمت کرنے لگی یہانتک کہ جب شاہ مالوہ نے بہمني سلطنت پر حملہ کیا تو بارہ هزار افغان اور راجپوت اُسکي فوج میں شامل تهے جو چهتی چهتی بہادر اور اچهے اچهے دلاور تهے اور بیجانگر والی دیوراج راجہ نے مسلمانوں کو بهرتي کیا اور اُنکی سرداروں کے لیئے جاگیریں مقرر کیں اور اُنکے دل بڑهانیکو خاص اپني دارالسلطنت میں مسجد بنوائي *

درباري اور فوجي سني شیعوں کے خلاف کا بیان

بہمني خاندان کي تاریخ اُن نزاعوں سے معمور و مشحون هی جو اُس کے لشکر کے دیسي اور پردیسي لوگوں میں برپا هوئي تهیں ایشیا کي اکثر سلطنتوں کا یہہ قاعدہ هی کہ پہلي رعایا کے مقابلہ میں بادشاہ اپني فوج کا اعتبار کرتا هی اور بعد اُسکے باقي فوج کي نسبت خانہ زاد فوج پر اعتماد اپنا رکهتا هی اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہونچتي هی کہ یہہ خانہزاد اُسکي بادشاهت کو دبا بیٹهتی هیں مگر دکن کا یہہ نقشہ تها چنانچہ جس فوج کي بدولت خاندان بہمني سلطنت کو پہونچا تها

وه پردیسي لوگوں سے مرکب تهي اور معلوم هوتا هی که کوئي گروه اُس سلطنت کي فوج کا ایک دوسرے سے زیاده معتمد نسمجها جاتا تها بلکه رفته رفته دیسي لوگوں کي تعداد اس قدر بڑه گئي تهي اور ایسي برابر تلي تهي که منجمله دیسیوں اور پردیسیوں کے کوئي گروه سلطنت پرحاوي نتها *

جب که دلي کي شهنشاهي سے یهه حکومت علاحده هوئي تو پردیسي فوج میں مسلمان مغل اکثر بهرتي تهے اور بعد اُسکے فرشته والی کے بقول ایراني اور ترکي اور جارجیا اور سرکیشیا کالمک والی اور علاوه اُن کے تاتاري بهي داخل هوئی تهے اور بهت سے لوگ اُنمیں سے شیعه تهے اور اختلاف نسل کي نسبت مذهب کے اختلاف سے دیسیوں اور پردیسیوں میں قصے قضائے برپا هوئے اور ملک حبش سے جو لوگ اُجرت پر مغربي سواحل کے بندرگاهوں میں وارد هو کر کثرت سے آتے تهے اور غالباً سني المذهب § هوتے تهے وه همیشه دیسي فوج کا ساتهه دیتے تهے *

علاؤالدین ثاني کے عهد دولت میں سنه ۱۴۳۷ع میں دیسي اور پردیسي فوجوں کي عداوت نهایت کو پهونچي چنانچه آپس کے خلاف سے لشکر میں پهوٹ پڑي اور انتظام اُس کا بگڑ گیا اور جیسے که درباري نزاعوں سے حکومت کا نقصان هوتا تها ویسے هي فوج کے خلاف اور نفاقوں سے لڑائي میں سلطنت کو مضرت پهونچتي تهي اور جب تک که وه قوي بادشاهوں کے تحت حکومت رهي تو اُن کي دیکهه بهال اور اور لاگ ڈانٹ کے مارے چندي تهمي رهي مگر جب که یهه خاندان اختتام کے لگ بهگ پهونچا اور محمود بادشاه هوا تو وه کمزوري کے مارے کبهي پردیسي فوج کا کهلونا هو جاتا تها جو یوسف عادل خاں ترکي کے زیر حکومت تهي اور کبهي دیسیوں کے داؤ پر چڑه جاتا تها جو نظام الملک بحري نو مسلم زاده کے هاتهه تلے رهتے تهے *

---

§ سمندر کي راهوں سے پردیسي فوج میں بهي نئے نئے لوگ اور ملکوں کے آکر بهرتي هوتے تهي مگر عربوں کے کم آنے کي وجهه بیان کرني دشوار هی

اُن سلطنتوں کا بیان جو بہمنی والوں کے ملک میں الگ الگ قایم ہوئیں

بیجا پور کی سلطنت کا بیان

جب کہ دیسی پردیسیوں پر غالب آئے تو یوسف عادل خاں بیجاپور اپنی دارالحکومت کو چلا گیا اور عادل شاہی خاندان کی بنیاد اُس نے ڈالی جو سنہ ۱۴۸۹ع سے سنہ ۱۵۱۲ع تک قایم رہا *

احمد نگر کی ریاست کا بیان

نظام‌الملک بحری قاسم برید ترکی کے ہاتھوں مارا گیا اور اُسکے بیٹے احمد نے نظام شاہی خاندان کو قایم کیا جس نے احمد نگر کو دارالریاست بنایا *

گولکنڈہ اور برار کی ریاستوں کا بیان

قاسم برید اب اِس مرتبہ کو پہونچا کہ محمود کے دربار کا مالک اور مختار ہوگیا اور نظام‌الملک اور عادل خاں کے علاوہ اور دو سردار یعنی قطب قلی ایرانی ترکمان اور امدادالملک نو مسلم زادہ خود مختار ہوگئے اگرچہ تھوڑے دنوں تک بادشاہی خطاب اختیار نہ کیا مگر بعد اُسکے قطب قلی نے قطب‌شاہی خاندان کو مقام گولکنڈہ قرب حیدرآباد میں قایم کیا اور امداد الملک نے مقام ایلیچ پور واقع صوبہ برار میں امداد شاہی خاندان کی طرح ڈالی اور قاسم برید کا بیٹا امیر برید چندے ایسے گذارتا رہا کہ بہمنی خاندان کے کئی نام کے بادشاہوں کے تلے کام کیئے گیا آخر کار اُس نے پردہ اُٹھایا اور برید نامی شاہان بدر کا مورث اعلی بن بیٹھا بعد اُس کے بہمنی خاندان کا مذکور پایا نہیں جاتا یعنی وہ خاندان باقی نہ رہا *

اگرچہ سنی شیعوں کے خلاف نزاعوں سے جو مذکورہ بالا سلطنتوں کے بعد بھی بدستور قایم رہے اور اُن سلطنتوں کے باہم لڑنے بھڑنے اور پھر ملنے

جلنے اور شمالي بادشاہوں کے لڑنے بھڑنے اور پھر گھلنے ملنے سے ممالک مذکورہ
کي تاریخ لکھنے والے کو طرح طرح کے مضمون ہاتھہ آتے ہیں مگر اسلیئے کہ
وہ خاندان تیمور کي بڑي سلطنت میں شامل ہو گئیں تو قدر و اقتدار
اُن کا باقي نہیں رہا *

اُن فتوحات کا مستقل اثر بہت دنوں تک قایم رہا جنکو مذکورہ بالا
ریاستوں نے ہندوؤں پر حاصل کیا چنانچہ بیجانگر کے راجاؤں نے دکن کي
سلطنتوں میں بات اپني بنائے رکھي اور مسلمان بادشاہوں کي لڑائي
جھگڑوں اور سلوک اتفاقوں میں شریک و معاون ہوتے رہے مگر جب کہ
سنہ ۱۵۶۵ع مطابق سنہ ۹۷۲ ہجري میں مسلمان لوگ اُن راجاؤں کي
شان و شوکت کو نہ دیکھہ سکے تو اُنھوں نے اپسمیں اتفاق کیا اور بیجانگر
والے راجہ رام راج سے لڑنا بھڑنا شروع کیا جو اُس وقت میں راج کرتا تھا
غرض کہ پچیسویں جنوري سنہ الیہ مطابق بیسویں جمادي الثاني سنہ
الیہ کو دریاے کشنا کے کنارے تالي کوٹ کے قریب ایک بڑي لڑائي پڑي
اور یہہ لڑائي فوجوں کي ریل پیل اور لڑنے بھڑنے کي دھوم دھام اور نیز
اسباب کي منزلت کے لحاظ سے جسپر جھگڑا قایم ہوا تھا اُن بڑي
لڑائیوں کے مشابہہ تھي جو مسلمانوں کے ہندوستان پر پہلے پہل کے
دھاووں میں واقع ہوئي تھیں حاصل یہہ کہ پہلے وقتوں کي سفاکي جو
مسلمانوں کي اصل و طبیعت میں مستقر و متمکن تھي اِسموقع پر وہ بھي
دوبارہ ظاہر باہر ہوگئي یعنے جبکہ ہندوؤں نے شکست فاحش کھائي
تو اُن کے ضعیف بہادر راجہ کو جو پکڑا جکڑا آیا تھا بڑي بے دردي سے
گردن مارا اور نشان فتح کے طور پر اُس کے سر کو بہت عرصہ تک بیجاپور
میں رہنے دیا یہہ لڑائي ایسي پڑي کہ اُس کي روند سوند سے بیجانگر
کي وہ بڑي حکومت جس میں ہندوستان کا سارا جنوبي حصہ شامل
تھا پایمال ہوکر نیست و نابود ہو گئي مگر فتحمندوں کے ملک و دولت
کو اُس کے خاک سیاہ ہونے سے کچھہ فائدہ حاصل نہوا اسلیئے کہ آپس

کے رشک وحسد کے مارے اپني قلمرو کي حدوں کو بہت سا آگے بڑھانسکے اور بیجا نگر کا ملک اُن چھوٹے چھوٹے اجاڑں کے ھاتھوں میں جا پڑا جو بیجا نگر کي پراني سلطنت کے باغي سردار گنے جاتے تھے اور پالي‌کار یعني زمیندار † کے لقب سے پکارے جاتے تھے *

گولکنڈہ کے بادشاہ اپني فتوحات جداگانہ میں زیادہ کامیاب رہے چنانچہ اُنھوں نے ورنگول خود مختاري کے خواھاں اور تلنگانہ اور کرناٹا کے باقي حصوں کو دریاے پنار تک مطیع و محکوم اپنا کیا مگر باوصف اس جہد و محنت کے فتوحات مذکورہ کے ذریعہ سے مسلمانوں کے قبض و تصرف میں اُس قدر ملک داخل نہ ھوا جو محمد تغلق کے اختیار و قدرت سے خارج ھوا تھا اور اورنگ زیب کے عہد دولت تک اُسیقدر اُن کے قبضہ میں باقي رھا *

بیان اُن ریاستوں کا جو ھندوستان خاص اور اُسکے پاس پروس میں اکبر کے آغاز دولت تک قایم تھیں

گجرات اور مالوہ کي حکومت محمود تغلق کے زمانہ میں خود مختار ھو گئي تھي اور جب کہ تیمور کے دھاوے پر دلي سے سلطنت کا نام اُٹھہ گیا تو غالب ھی کہ گجرات اور مالوہ کي حکومتوں نے بادشاھي خطاب اختیار کیا ھوگا اور خاندیس کا صوبہ دکن کي بغاوت بعد جسمیں وہ شریک نہ ھوا تھا شمالي صوبوں کے دیکھا دیکھي خود مختار ھوگیا

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۳ صفحہ ۱۲۷ اور ۳۱۳ اور ولسن صاحب کي تحریر مندرجہ مجموعہ مکنزي جلد ۱ صفحہ ۱۹۱ اور ولکس صاحب کي تاریخ میسور جلد ۱ صفحہ ۱۸ بیجا نگر والی مقتول راجہ کے بھائي نے اپني دارالریاست کو مشرق کي جانب منتقل کیا اور چندرا گرھي میں آخر کو مقیم ھوا جو مندراس سے شمال مغرب کي جانب سترہ میل کے فاصلہ پر واقع ھی چنانچہ مندراس میں اُسیکي آل و اولاد نے سنہ ۱۶۴۰ع میں انگریزوں کو وھاں رھنے کي پہلے پہل اجازت دي (ریفل صاحب کي تاریخ ھندوستان صفحہ ۲۹۱)

تھا اگرچہ یہہ تینوں صوبے ایک وقت میں باغی هوئے تھے مگر آپس کی صلاح و مشورہ سے بغاوت کو اختیار نہ کیا تھا اور بعد اُسکے جو حالات اُن کی تاریخ میں خلط ملط هو گئے تو باهمی اتفاق کی ضرورت سے یہہ اختلاط اُن کے حالات کا واقع نہیں هوا بلکہ لڑنے جھگڑنے کے باعث سے وہ امر پیش آیا *

گجرات کی سلطنت کا بیان

گجرات کے بادشاهوں کا ملک اگرچہ پیداوار کی حیثیت سے زرخیز و بارآور تھا مگر چوڑائی چکلائی کی جہت سے بہت تھوڑا تھا چنانچہ جا بجا پہاڑوں اور جنگلوں کے واقع هونے سے زمینیں محض بے کار اور نا کارہ پڑی تھیں اور وہ ملک لٹیروں سے بھرا هوا اور دشمنوں سے گھرا هوا تھا مگر باوصف ان باتوں کے بھمنی خاندان کی تباهی کے بعد سارے چھوٹے موٹے بادشاهوں میں سے گجرات کے بادشاہ بہت مشہور معروف هوئی *

بادشاهان گجرات نے مالوہ کو دو مرتبہ فتح کیا اور آخرکار اُس کو اپنی قلمرو میں شامل کیا اور چند مرتبہ میواڑ کے راجپوتوں کو شکستیں دیکر اُنکی دارالریاست چتور گڈہ پر قابض هوئے اور صوبہ خاندیس پر یک طرح کی فضل و فوقیت قایم کی اور احمدنگر اور برار کے بادشاهوں کو مطیع و محکوم اپنا بنایا اور ایک بار ایسا اتفاق بھی هوا کہ دریاے اٹک تک فوج کشی کی اور کئی بار پورتگال والوں سے سمندر کی لڑائیاں لڑے جنکا بیان پورتگال کی تاریخ میں مندرج هی *

گجرات کا ملک همایوں کے قبض و تصرف میں آ گیا تھا جیسا کہ بالا مذکور اُس کا هوا مگر بعد اُس کے جب پریشانیاں اور خرابیاں پیش آئیں تو گجرات کے بادشاہ اُس ملک پر دوبارہ قابض هوئے تھے چنانچہ اکبر کی تخت نشینی تک برابر قابض چلے آتے تھے *

مالوہ اور علاوہ اُسکے اور مسلمان سلطنتوں کا بیان

مالوہ کي سلطنت خاص هندوستان کي سلطنتون اور باقي قرب و جوار کي سلطنتوں سے اکثر اوقات لڑتي جگھڑتي رهي مگر تاریخ مالوہ میں تحریر کے قابل یہہ بات مذکور هی کہ ایک هندو سردارنے بڑي فضیلت و فوقیت حاصل کي اور اپني دلاوري هوشیاري کے ذریعہ سے شاہ مالوہ کو بڑي بڑي مشکلوں سے چھوڑایا مگر آخرکار اختیارات سلطنت کو غصب کیا اور بڑے بڑے عهدوں کو تمام راجپوتوں سے بھر دیا بعد اُس کے پایہ اُس کا تنزل کو پهونچا اور باعث اُس کا یہہ هوا کہ گجرات کا بادشاہ اپنے مسلمان بهائي بادشاہ کي امداد و اعانت کو آیا اور اُسکے قبضہ سے سلطنت کو نکال لیا *

خاندیس اور بنگال اور جونپور اور سند اور ملتان اکبر کي تخت نشیني کے وقت بجاے خود مالک اور مختار تھے مگر اُن کي جدي جدي تاریخیں تحریر مستقل کے شایاں و سزاوار نہیں *

راجپوتوں کي سلطنتوں کا بیان

واضح هو کہ جن جن سلطنتوں کا بیان ابتک مذکور هوا وہ محمد تغلق کي شاهنشاهي کے ٹکڑے تھے مگر منجملہ اصلي فرمانروایان هندوستان کے بعض بعض راجی مطیع و محکوم اُس کے نہوئی تھے چنانچہ ابتک بھي اُنکي سلطنتوں کو تسلیم کیا جاتا هی *

محمود غزنوي کے دهاووں کے زمانہ میں تمام راجپوت هندوستان کي حکومتوں پر قابض و متصرف تھے مگر جوں جوں وہ حکومتیں تباہ خراب هوئیں تو راجپوت بھي عوام لوگوں میں خلط ملط هوتے گئے اور ایسے مکانوں کے سوا کسي جگھہ حاکم نسمجھے گئی جهاں پہاڑوں اور جنگلوں کی بدولت مسلمانوں کے زور و حملوں سے مامون و محفوظ رہ سکے *

گنگا اور جمنا کے کناروں کے رهنی والی اور علاوہ اُن کے مفتوحہ ممالک کے باشندے راجپوت ایسے کچھہ هو گئے جیسے کہ وہ آج کل پائے

جاتے هیں اگرچه مسلمانوں کی فتوحات کے بعد بهی ایک طرح کی اوالعزمی اور سپاهیانه طور و طریق اُن میں باقی تهے مگر اسباب سے که وہ بوجوت میں پڑگئے اور ڈهور ڈنگروں کا کام کرنے لگے ملک و مملکت کی شراکت کے قابل نرهے *

منجمله بلاد هندوستان کے جهاں کهیں راجپوتوں کی حکومت قایم تهی وہ وسط هندوستان کا بلند حصه اور ریگستان تها جو وسط هند کے مغرب سے دریاے اٹک تک پهیلا هوا هی مسلمانوں کے هاتوں سے راجپوتوں کی حکومتوں کا مامون و محفوظ رهنا پهاڑوں اور جنگلوں کی مناسبت سے تها اور میوات اور بندیل کهنڈ اور بگهیل کهنڈ وغیرہ آس ڈهلواں زمین پر واقع هیں جو جمنا کے قریب قریب پهیلی هوئی هی اگرچه یهه ممالک جمنا کے هموار خطوں کے بهت قریب واقع هوئیں مگر اراضیات اُنکی ناهموار هیں اور دریافت هوا که بادشاهوں کے باج گذار اکثر اسی خطه میں باغی طاغی هوئی اور اسی خطه میں رنتهنبور اور کالنجر اور گوالیار وغیرہ کے قلعے واقع هین جو هر سلطنت میں کئی کئی مرتبه فتح کئی گئے اور اسی خطه کی بدولت وسط هندوستان کے بلند اور کهلے میدانوں کی حفظ و حراست هوتی هی اور جیپور کے شمالی جانب کے متصل سے اس کهلے میدان میں پهونچنا نهایت آسان هی اور یهی باعث هی که همیشه جیپور محکوم اور تابع رها اور اجمیر و مالوہ جو اس خطه میں واقع هیں ابتدا سے فتح هوئی اور کمال آسانی سے قبضه اُنکا حاصل هوا اور اودےپور والی کی قلمرو یعنی میواڑ کا مشرقی خطه ایسا غیر محفوظ تها که جیسا اجمیر و مالوہ غیر محفوظ تها مگر اودےپور والے کے لیئے ایک ایسا قلب مکان جو دشمن کی رسائی سے محفوظ هووے اربلی پهاڑوں اور نیز اُن جنگلوں اور پهاڑیوں میں مقرر تها جو اربلی پهاڑوں سے علاقه رکهتی هیں اور گجرات کی شمالی حد اُن سے قایم هوتی هی اور جودهپور اور بیکانیر اور جیسلمیر اور باقی اور چهوٹی چهوٹی راجاؤں

کے ملک اُس چٹیل میدان کي بدولت محفوظ تھے جو ممالک مذکورہ
کے زرخیز خطوں کو گھیرے هوئے هیں *

واضح هو کہ راجپوتوں کي حکومتوں کا یہہ بیان اوپر مذکور هوا کہ
کہیں تو یہہ صورت تھي کہ ملک اُن کا سرداروں پر بطور جاگیر و جائداد
کے اس شرط سے منقسم تھا کہ وہ عین وقت پر راجہ کي اعانت کریں اور
کہیں یہہ عمل درآمد تھي کہ بھیا چاریکے طریق سے تمام قوم پر منقسم
تھا اور وہ لوگ اُن بان کے پورے اور ناک چوٹي کے گرفتار تھے اور باهمي
اتفاق کے باعث سے بات اُن کي بني هوئي اور هوا اُنکي بندھي هوئي تھي
یہاں تک کہ اکبر کے عہد دولت تک بھي کوئي بات اُن کي بھیکي نہ
پڑي تھي *

یہہ بات یاد رهے کہ اب راجپوتوں کي مختلف سلطنتوں کا وہ حال
بیان کیا جاتا هی جو اکبر کي تخت نشیني کے وقت تھا *

میواڑ کي حکومت کا بیان

اودےپور والے کي قوم اور اُسکا گھرانا جو پہلے غیلات کے نام سے نامي
گرامي تھا اور بعد اُس کے سیساتیا کہلایا گیا رام چندر جي کي آل و اولاد
کہلاتے هیں اور اسلیئی وہ لوگ اپني اصل و بنیاد کو اودھ سے قایم کرتے
هیں یعني وہ اودھ سے نکل کر گجرات میں آباد هوئے اور وهاں سے ایدر کو
گئے جو گجرات کے شمالي پہاڑوں میں واقع هی اور کرنیل ٹاڈ صاحب کے
بقول آخر کار سنہ ۷۰۰ع میں چتور گڈھ میں جاکر آباد هوئے مگر تاریخ
میں سنہ ۱۳۰۳ع تک کہیں ذکر اُن کا پایا نہیں جاتا علاؤالدین غوري
نے چتور گڈھ کو فتح کیا اور تھوڑے دنوں بعد اُس سے راجہ نے چھینا
یعنے راجہ همیر نے دو بارہ چتور گڈھ کو حاصل کیا اور بہت سے جانشین
اُس کے ایسے لایق فایق هوئے کہ اُن کي بدولت تمام راجپوتوں میں میواڑ
کا راج ایسي زور و قوت کو پہونچا کہ میواڑ کا راجہ سنگا تمام راجپوت
راجاؤں کو بابر کے مقابلہ پر فراهم کر سکا *

بعد اُس کے جب راجپوتوں نے بابر کے مقابلہ میں بڑی شکست اُتھائی تو راجہ سنگا کے خاندان کی قوت ضعیف هوئی چنانچہ تھوڑی مدت کے بعد اُس کے پوتے بکرماجیت کے لایق و فایق نہونے کے سبب سے یہہ حال آسکا هو گیا کہ بہادر شاہ گجراتی بھی چتور گدہ کو فتح کر سکا اور بہت قریب تھا کہ بہادر شاہ اس فتح نمایاں کی بدولت اُس ملک سے فائدے اُتھائے کہ فی‌الفور اُس نے همایوں سے شکست کھائی اور وہ فایدہ نہ اُتھا سکا اور اکبر کی تخت‌نشینی تک میواڑ کے راجے امن چین سے بیتھے رهے اور راجپوت راجاؤں میں بات اُن کی بنی رهی اگرچہ پہلے سا رعب داب اُن کو دوبارہ حاصل نہوا اور شیر شاہ کے عہد حکومت میں دلی کے تخت کے مطیع و محکوم رهے *

بیکانیر اور مارواڑ کی ریاستوں کا بیان

راتھوروں کی ریاست واقع مارھواڑ راجپوتوں کی حکومتوں میں دوسرے درجہ کی حکومت تھی اور جودھپور اُس کا دارالحکومت تھا اور سنہ ۱۱۹۳ع میں جب شہاب‌الدین غوری نے قنوج کو خاک سیاہ کیا تو راتھور اُس پر قابض تھے اور بعد اُس کے کسیقدر گنگا کے کناروں پر بستے رهے اور کبھی کبھی مسلمانوں سے بغاوت کیئی گئے یہاں تک کہ محکوم اُن کے هو گئے اور بھار بوجہہ اُن کا اُتھانے لگے مگر تھوڑے سے راتھوروں نے پچھلے راجہ کے دو پوتوں کے تحت حکومت وطن کی محبت کو چھوڑا اور اپنی آزادی کو وطن کے رهنے سہنے اور مطیعانہ رهنے سہنے پر ترجیح دیکر اُس بیابان میں جاکر آباد هوئے جو وسط هندوستان کے بلند خطہ اور دریاے اتک کے درمیان میں واقع هی اور وهاں کے قدیم باشندے جاٹوں کو مطیع اپنا کیا اور اُن راجپوتوں کی چھوتی چھوتی قوموں کو باهر نکالا جو اُن سے پہلے جاکربسی تھیں غرضکہ تھوڑے دنوں کے بعد ایک بڑی ریاست قایم هو گئی بعد اُس کے سنہ ۱۴۵۹ع میں راتھوروں کی ایک چھوتی شاخ نے بیکانیر کی ریاست قایم کی اور ایسے هی بیابان کا ایک اور

حصہ آباد کیا دریافت ہوتا ھی کہ مسلمانوں نے راتھوروں کو اُس وقت سے پہلے نہ ستایا تھا کہ شیر شاہ نے راتھوروں کے سردار مالدیو راجہ پر دھاوا کیا تھا اور غالب ھی کہ جب شیر شاہ کا طوفان گذر گیا تو وہ دوبارہ مالک و مختار ہو گئے مالدیو راجہ اکبر کے عہد دولت کے آغاز تک زندہ رہا *

جیسلمیر کی ریاست کا بیان

بیابان مذکورالصدر کے مغربی حصہ میں بھاتی لوگ بستے تھے اور جیسلمیر والے راجہ کے حلقہ بگوش اور غاشیہ بردوش تھے بھاتیوں کا یہہ دعوی ھی کہ ھم جادو قوم کی شاخیں ھیں اور متھرا ھمارا مخرج ھی مگر حقیقت یہہ ھی کہ یہہ لوگ اُس بستی کے ٹکڑے ھیں جس کو کنہیا جی نے گجرات میں آباد کیا تھا چنانچہ جب کنہیا جی مرگئے تو یہہ لوگ اُس بستی سے نکالے گئے اور اٹک کی جانب کو چلے گئے وھاں راجپوتوں کی کہانیوں میں اُنکا پتا نہیں چلا یہاں تک کہ نانوت واقع شمال جیسلمیر میں یکایک ظاھر ھوئے جو اٹک سے پچاس میل کے اندر اندر واقع ھی نانوت کی بساست سے جسکو کرنیل ٹاڈ صاحب سنہ ۷۳۱ع میں خیال کرتے ھیں بھاتیوں کے حالات اندراج تاریخ کے شایاں ھیں مگر کوئی عمدہ بات اس کے سوا پائی نہیں جاتی کہ سنہ ۱۱۵٦ع میں اُنھوں نے اپنی حکومت کو خاص جیسلمیر میں منتقل کیا اکبر کا زمانہ بھی گذر گیا مگر مسلمانوں کی آفتوں سے محفوظ رھے *

جیپور کی ریاست کا بیان

جیپور کے راجے قوم کے کچھواھہ پچھلے زمانہ میں قدر و عزت کی حیثیت سے جودھپور اور اودےپور والے راجاؤں کی برابر رھی اُنکی عزت اور امتیاز کا آغاز اکبر کے زمانہ سے ھوا ھی

اور اصل اُن کی یہہ ھی کہ وہ ھمیشہ سے اجمیر کے راجاؤں کے جاگیردار تھے اور غالب ھی کہ جب مسلمانوں نے اجمیر کو فتح کیا تو جیپور والے

مسلمانوں کے محکوم رهے بعد اُس کے جب پندرهویں صدي میں پاس پڑوس کي ریاستیں بگڑ گئیں تو جیپور والوں نے اپني قدر و منزلت کو ترقي روز افزوں بخشي هوگي اکبر بادشا نے والي جیپور کي بیٹي سے شادي کي اس سے ظاهر هوتا هی که وه آسوقت میں بهت معزز اور ممتاز تها *

هاراتي کي ریاست کا بیان

هارا قوم کے راجی جن سے هاراتي کي ریاست قایم هوئي یهه دعوی کرتے هیں که هم لوگ اُس خاندان کي شاخیں هیں جو مسلمانوں کي حکومت سے پہلے اجمیر کا حاکم تها سنه ۱۳۴۲ع میں وه وهاں آباد هوئے جو آج اُن کے قبض و تصرف میں هي اور بوندي اُس وقت اُسکا دارالحکومت تها مگر کسیقدر اودے پور کي ریاست کے جاگیر دار تهے اگرچه مسلمانوں کي تاریخوں میں اکبر کے وقتوں سے پہلے کهیں نام و نشان اُنکا پایا نهیں جاتا مگر جبکه که هاراتي کے راجه نے رنتهنبور کے قلعه کو پٹهان بادشاهوں کے عامل سے چهینا تو ذکر اُن کا بهي تاریخ میں درج هوا *

چهوتي چهوتي ریاستوں کا بیان

مذکوره بالا ریاستوں کے علاوه بهت سي چهوتي چهوتي ریاستیں جیسے پارکر کے چوهانوں اور امرکوت کے سودوں کي قایم تهیں اور بیابان مذکورالصدر کے عین مغرب میں واقع هونے سے مسلمانوں کي مار دهاڑ سے مامون و محفوظ تهیں اور سروهي اور جهالر وغیره کي ریاستیں جو اربلي پهاڑوں کے زر خیز خطوں میں اور نیز اُس راه پر واقع تهیں جو اجمیر سے گجرات کو جاتي هي همیشه معرض آفات اور مورد غارات رهتي تهیں اور زبردستوں کو خراج وباج ادا کرتي تهیں *

وسط هندوستان کے بلند خطی کے مشرقي ڈهلان پر جو ریاستیں میوات اور گوالیار اور نروار اور پنا اورچه اور چندیري وغیره واقع بندیلکهنڈ موجود تهیں اُنپر بابر اور شیر شاه نے بار بار حمله کیئے اور اکبر

کي تخت نشيني کے وقت وہ سب خراج گذار تهيں جنميں سے اکثر پر قديم راجپوت خاندان قابض تهے *

اور علاوہ اُن کے کوہ همالہ کے دامن ميں کشمير سے ليکر خليج بنگالہ تک جگهہ جگهہ چهوٽي چهوٽي خود مختار رياستيں پائي جاتي تهيں *

هندوستان کي بہت سي پہاڑي اور جنگلي قوميں مغلوب نہوئيں اگرچہ اُن کو بالکل خود مختار نہيں کہا جاسکتا اُن قوموں کو آپس ميں مل جل کر رهنيوالي قوموں ميں سے جنکو بعض اوقات غارت گري سے وہ تنگ کرتي تهيں خارج سمجها جاتا تها *

دوسرا باب

هندوستان کے حالات

مسلمانوں کي بادشاهت کا بيان

جو کچهہ کہ عہد مذکورالصدر ميں مسلمانوں کي سلطنت کا حال و حقيقت هندوستان ميں تهي منجملہ اُس کے قدر قليل کي کيفيت دريافت هوئي اور بہت سي وہ باتيں رہ گئيں جنکي تحقيق و تفحص کے ذريعہ بہم نہ پہونچي *

بادشاهوں کا بيان

مسلمانوں کي اصول شريعت کي رو سے يہہ امر ضرور هي کہ ايک عام جماعت کے اجماع و اتفاق سے ايک ايماندار حاکم مقرر کيا جاوے يہاں تک کہ اگر بعد اُس کے قران و حديث کے خلاف کرے تو معزولي کے قابل هي مگر اس عمدہ قانون کي عمل درآمد نہ تهي چنانچہ سلطنت کا عہدہ موروثي اور اختيار اُس کا پورا اور مطلقاً هوتا تها يعني کسي قانون وقاعدہ پر منحصور نہ تها مگر بظاهر سمجها جاتا تها کہ شريعت کا پابند اور اصول ملت کا مقيد هي اور کوئي عالم فاضل بلکہ کوئي گروہ ايسا نہ تها کہ خود بادشاہ کو شريعت کا مقيد کرے پنچايتي

انتظام جیسے که آج کل دیہات میں معمول و مروج هیں اور بعض بعض لوگوں کے خاص خاص اختیار اور طرح طرح کے مقابلے جو لوگوں کي جانب سے پیش آتے تھے معمول و رواج کے موافق بادشاہ کے ارادوں کے مخل و مزاحم هوتے تھے مگر جب که بادشاہ اپنے ارادے کو مضبوط و مستحکم کرتا تھا تو جو کچھه رعایا سے هوسکتا تھا روک تھام آس کا کرتي تھي یہاں تک که آخر کو باغي هوجاتے تھے *

وزیروں کا بیان

مطلق وزیر یا وزیر اعظم کا کام کاج آسکي حسن لیاقت اور بادشاہ کي فہم و فراست کي مناسبت سے هوتا تھا اور کبھي کبھي وزیر ایسا نایب السلطنت هو جاتا تھا که کوئي شخص آسکي روک ٹوک نکرسکتا تھا اور کبھي کبھي اور تمام وزیروں کا افسر سمجھا جاتا تھا بعض وزیروں کي کچھریاں علحدہ هوتي تھیں مگر اِن محکموں کے کار و بار ٹھیک ٹھیک معین نه تھے تمام لوگ آساني سے باد شاهوں تک پہونچتے تھے اور بادشاہ اپنے روز مرہ کے عام درباروں میں جنمیں کثرت سے لوگ حاضر آتے تھے عرضیوں کي تحقیقات کرتے تھے اور بہت سے اور کام انجام دیتے تھے اگرچه تھوڑي بہت طبیعت کو انتشار اور وقت کا نقصان تو تھا مگر یہه بڑا فائدہ تھا که جدے جدے طوروں اور مختلف مختلف طریقوں سے طرح طرح کے حالات اُنکو دریافت هوتے تھے اور اُنکے فیصلوں اور حکومت کے اصولوں کي شہرت جگهه جگهه پھیلتي تھي *

صوبوں کا بیان

تمام صوبوں کے حکام اپنے اپنے علاقوں میں کارپردازي کے اختیارونکو پورا پورا عمل میں لاتے تھے اگرچه بادشاہ اپنے اختیار و مرضي سے حکام صوبجات کے اکثر ماتحت عاملوں کو مقرر کرتا تھا مگر وہ عامل حکام صوبجات کے مطیع تابع رهتے تھے اور اکثر صوبوں میں ایسے هندو سردار هوتے تھے جنکي حکومت موروثي هوتي تھي اور ایسے سرداروں میں سے نہایت مطیع

سردار محصول ادا کرتے تھے اور اپني خاص فوج اور نئي بھرتي کے ذریعہ
سے حاکم کو مدد دیتے تھے اگرچہ بعضے ضروري معاملوں میں وہ سردار
اُس حاکم کے اختیار و قدرت میں رہتے تھے مگر اُنکے علاقوں کي معمولي
نظم و نسق میں حاکم کو مداخلت نہ ہوتي تھي اور جو سردار اُس کے
نہایت خود مختار ہوتے تھے تو وہ عام لوگوں کي طرح نام کو اطاعت
کرتے تھے مگر امن و آمان کے قایم رکھنے میں شریک و معاون رہتے تھے
اور ایسے ایسے خود مختار ایسے ایسے قوي ملکوں اور بڑے خطوں میں
ہوتے تھے جو صوبوں کے کناروں اور حدوں پر واقع ہوتے تھے † *

فوج کا بیان

کسیقدر فوج ایسے لوگوں سے بھرتي کي جاتي تھي جن میں سے
ہر ایک کو سرکار سے گھوڑے ملتے تھے اور سرکار اُنکو اُجرت دیتي تھي
مگر اکثر فوج ایسي ہوتي تھي کہ وہ اپنے گھروں سے ہتیار گھوڑے لاتي تھي
اور چھوٹے بڑے گروہ اُن کے سرداروں سمیت آتے تھے غرض کہ ایک ایک
ہوکر نہ آتے تھے دلي کے بادشاہوں کا یہہ قاعدہ نہ تھا کہ وہ راجپوتوں
کي طرح سرداروں کو جاگیریں عنایت کریں اور ضرورت کے وقت اپنا کام
نکالیں مگر کہتے ہیں کہ فیروز شاہ ‡ تغلق نے پہلے پہل جاگیریں مقرر
کیں اور علاءالدین غوري نے جاگیروں کے دینے میں سرداروں کي بغاوت کا
اندیشہ کیا اسلیئے کبھي کسیکو جاگیر مرحمت نہیں کي *

اکثر حاکموں کے ماتحت اُس خاص فوج کے علاوہ جو خاص صوبہ
سے تعلق رکھتي تھي تھوڑي بہت با قاعدہ فوج بھي متعلق کي جاتي

---

† ایسے موروثي سرداروں کو زمیندار کہتے تھے مگر مسلمان بادشاہوں نے غرور و نخوت کي روسے جودھپور اور اُدے پور کے راجاؤں سے خود مختاروں کو زمیندار کہکر پکارا اور تھوڑے دنوں سے استعمال اِس لفظ کا جاگیر داروں میں شایع ذایع ہوا یہاں تک کہ گانوں اور پرگنہ کے مقدموں کو بھي زمیندار کہنے لگے (سٹر لنگ صاحب کي تحریر مندرجۂ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۲۳۹)

‡ تاریخ فیروز شاہ مصنفہ شمسي سراجي

تھي اور شور فساد کي صورتوں میں جدا گانہ فوج بھي امداد کے طریقہ پر بھیجي جاتي تھي اور اُس فوج جدا گانہ کا سردار اُس صوبہ کے حاکم کي برابر سمجھا جاتا تھا بشرطیکہ وہ جداگانہ فوج بہت سي هوتي تھي *

کبھي کبھي ضرورت کے وقت فراهمي فوج کا حکم صوبوں کے حاکموں پر صادر هوتا تھا چنانچہ وہ حکام اپنے علاقوں کے زمینداروں سے فوج کي مدد لیتے تھے اور خود صوبہ کي فوج سے تھوڑي بہت اعانت دیتے تھے یہانتک کہ اگر حال اُن کا روپیہ پیسے سے درست هوتا تھا تو نئي بھرتي بھي کرتے تھے *

ابتداے حکومت میں مسلمانوں کا یہہ حال تھا کہ حکومت قانون پر پر منحصر تھي یعني قانون حکومت کا تابع نہ تھا بلکہ خود حکومت قانون کے تابع تھي اگرچہ داد رساني کا انتظام و اختیار خلیفہ کے اختیار و قدرت سے خارج نہوتا تھا مگر وہ خلیفہ داد رساني کے مقدموں اور فوجي ملکي کے سارے معاملوں میں قران کے قاعدوں اور پیغمبر کي حدیثوں اور اُن کے جانشینوں کے فیصلوں کا پابند رهتا تھا بعد اُس کے تھوڑي مدت گذر جانے پر مفتیوں اور مجتهدوں کے فیصلوں اور فتووں کے فراهم هونے سے اصول و قاعدوں کا بڑا مجموعہ فراهم هوگیا جس کے بتانے جتانے کے واسطے ایک مستقل عہدہ کي ضرورت پڑي اور اُسي زمانہ میں مسلمانوں کي فتوحات کي وسعت سے ایک ایسا عام قانون پیدا هوا جسکا مخرج قران نہ تھا بلکہ ملکوں کي رسومات اور بادشاهوں کي عقل و هوشیاري سے قایم کیا گیا تھا اور اِن دو مخرجوں کے قایم هونے سے ایک عدالت قاضیوں کي قایم هوئي جو شریعت کو قانون اپنا جانتے تھے اور سائل کي درخواست پر فیصلہ کرتے تھے اور قواعد مقررہ کے بموجب کام کو انجام دیتے تھے اور دوسري عدالت کار گذاران سلطنت کي مرتب هوئي جو کسي قانون معین

کي پابند نه تهي اور اختيار ايسا رکهتي تهي که جو مزاج ميں آتا تها وه کرتي تهي *

ديواني کے معاملے مثل نکاح اور تبنی اور وراثت کے بلکه تمام وه مقدمه جو ملکيت حقيت سے علاقه رکهتے هيں قاضي کے سامنے پيش هوتے تهے اور علاوه اُن کے ايسے ايسے جرموں کي چهان بين ميں بهي قاضي کو مداخلت هوتي تهي جن سے سلطنت کو ضرر نه پهونچے اور رعايا کے امن چين ميں خلل نه پڑے *

کارپردازان سلطنت کے اختيارات ايسے ضبط اور خوبي سے قايم نه کيئے گئے تهے جيسے که قاضيوں کے ليئے ٹهرائے گئے تهے مگر هم دليري سے کهه سکتے هيں که منجمله مقدمات ديواني کے ايسے مقدموں ميں کار گذاران سلطنت کي مداخلت بيجا نه تهي جن ميں ملازمان سلطاني مدعي اور مدعي عليه هوتے هونگے اور نيز اُن مقدموں ميں جنکے فريقين قاضي کے قابو سے خارج هوتے هونگے علاوه اُس کے يهه خيال بهي معقول هي که هندوؤں کے معاملوں ميں وه نقصان اُن کي تجويزوں سے پورے هوتے هونگے جو شريعت سے پورے نهيں هوسکتے اور يهه بهي قياس هوسکتا هي که اراضي اور مالگذاري کے اکثر مقدموں ميں مال کے افسروں کو ثالث ٹهراتے هونگے اور فوجداري کے معاملے جيسے باغي سازشي قزاق لٹيرے سرکاري مال کها جانے والے باقي تمام سرکاري مجرم کار پردازان سلطنت کي حکومت سے متعلق هوتے تهے مگر حکام اور اُن کے کارپرداز ايسے مقدموں کے مقيد نرهتے تهے بلکه اور کام بهي کرتے تهے چنانچه جو نالشيں اُن کے سامنے پيش هوتي تهيں وه ساري سنتے تهے اور اکثر مقدموں ميں سرسري فيصله کرتے تهے اور جو مقدمے شريعت سے متعلق هوتے تهے وه قاضيوں کو سپرد کيئے جاتے تهے اور علاوه اُس کے وه مقدمه بهي عدالت شريعت ميں منتقل هوتے تهے جن ميں اپني دل لگي دلچسپي يا اپني بهلائي بهبودي متصور نهوتي تهي اور قاضيوں کي يهه صورت تهي که مختلف

سلطنتونمیں اختیارات اُنکے مختلف هوتے تھے چنانچه بعض اوقات ایسا
هوتا تھا که دارالسلطنت کے علاوه اطراف و اضلاع کي عدالتوں میں بھي
بڑے بڑے مشہور لوگ قضا کے عہده پر معزز و ممتاز کیئے جاتے تھے اور
اِس سے واضح هوتا هی که ایسے وقتوں میں تعظیم اُنکي نہایت هوتي
تھي چنانچه بعض بعض قاضیوں کے صوبوں کے حاکموں سے بمقابله پیش
آنے سے قدر و اقتدار اُن کا ثابت هوتا هی اور کسي وقت میں بات اُنکي
ایسي پھیکي پڑتي تھي جیسیکه آج کل کے قاضیوں کي صورت هی یعني
نکاح پڑھتے هیں اور دستاویزوں پر مہریں لگاتے هیں اور اُن کو اپنے
رجسٹر میں داخل کرتے هیں غرض که ایسي ایسي خفیف کام انجام
دیتے هیں *

معابد کا بیان

مذهبي عمله یعني امام موذن مسجدوں میں سرکاري ملازم نه تھے
اور مذهبي حکومت بھي قایم نه تھي یعني ملاؤں کي حکومت نه تھي
بلکه جب خود بادشاه یا کوئي اور آدمي رعیت کا نئي مسجد بنواتا تھا
تو امام موذن اور باقي ضروریات مسجد کے لیئے کافي سرمایه چھوڑتا تھا
اور عابد زاهدوں اور فقیر فقرا بلکه اُن کے مزاروں کے واسطے اوقاف و
مصارف مقرر کیئے جاتے تھے *

هر ضلع میں صدر کے نام سے ایک عہده دار معین کیا جاتا تھا اور
کام اُس کا یهه هوتا تھا که وه سارے مصارفوں اور خصوص اُن وقفوں اور
مصارفوں کي نگراني کیا کرتا تھا جو خاص سرکار کي طرف سے هوتے تھے
اور نگراني کا مطلب یهه تھا که وه اغراض اُن سے پوري هوتي هیں یا نہیں
جن کے لیئے وه مقرر هوئے هیں اور تمام صدروں کا سردار ایک شخص
هوتا تھا جس کو صدرالصدور کہتے تھے اور وقفوں کے سرمایوں کا صرف اُن
صدروں کے اختیار پر منحصر هوتا تھا اور جب کوئي صدر مرجاتا تھا
تو جانشین اُس کا وه شخص هوتا تھا جسکو وقف کرنیوالا مقرر کرتا تھا

مگر عموماً یہہ صورت تھي کہ مرنے والے کي مرضي پر منحصر هوتا تھا اور باوصف اِس کے قرب و جوار کے عالم فاضلوں کي راے بھي شریک و شامل کي جاتي تھي*

مولویوں کا بیان

اگرچہ کسي قانون و قاعدہ کے بموجب مولویوں کا کوئي گروہ معین و مرتب تو نہ تھا مگر ایک گروہ اُن کا ایسا تھا کہ امام موذن واعظ مدرس مفتي مقنن عموماً بلکہ همیشہ اُسي گروہ سے مقرر کیئے جاتے تھے یہہ لوگ امورات معابد کي نسبت قوانین اور الهیات میں زیادہ سند یافتہ هوتے تھے اور سند ملنے کا یہہ دستور هوتا تھا کہ ایسے مولوي ملاؤں کي مجلس منعقد هوتي تھي تو لوگوں کے نزدیک مسلم اور علم و لیاقت کے امتحان لینے کے شایاں و سزاوار سمجھی جاتے تھی غرضکہ وہ لوگ اُس امتحاني کو نئي بات اسطرح عنایت کرتے تھے کہ عین مجلس میں فضیلت کي پگڑي بندھواتے تھے اگرچہ اُس وقت اُس شخص سے کسي طور کا قول و قسم نہ لیا جاتا تھا اور نہ وہ کسي بڑے کا مطیع و محکوم هوتا تھا مگر راے عام کي موافقت اور ترجیح و تفوق کي اُمید اُسکو مزاحم هوتي تھي *

فقیروں کا بیان

مذهبي خادموں یعني مولوي ملاؤں کے علاوہ عابد زاهدوں کا ایک اور گروہ تھا جنکو بلاد فارس میں درویش اور خاص هندوستان میں فقیر کہتے هیں خاص خاص لوگوں کے زهد و ریاضت اور تقدس و عبادت سے جو مسلمانوں میں ایک اچھا گروہ تھا فقیروں کا فرقہ دنبل کي مانند پیدا هوا جو اصل بدن سے خارج هوتا هی پہلے وقتوں میں ایسے شہیدوں کے سوا جو خدا کي راہ میں مارے گئے کسي جیتے موئے کو ولي نہ کہتے تھے مگر بعد اُس کے یہاں تک نوبت پہونچي کہ مجاهدوں ریاضتوں اور محنتوں عبادتوں کي بدولت جیتے جاگتے عابدوں کو بھي ولي کہنے لگے

غرضکه لوگ ان فقیروں کے مرید هوئے اور مریدوں کے فرقے قایم هوگئے اور باهمی امتیاز آن کا ایک بولي کے ذریعه سے جس سے دوست دشمن پهچانا جاتا تها اور گرو کے خاص انچهو سے اور کاهے کاهے لباس کي تفریق و تمیز وغیره سے معین و مقرر تها حاصل یهه که منجمله ان گروهوں کے بهت سے کهوئے کهائے گئے اور باقي رهے سهوں میں سے نئي نئي شاخیں نکلیں چنانچه تهوڑے تهوڑے فقیر اپنے اپنے سر گروهوں کي خدمت میں رهتے تهے اور بعضے اوقاف و مصارف کي بدولت باهم گهل ملکر اوقات اپني کاتتے تهے مگر هندو فقیروں کي مانند اپنے رهنے سهنے کے لیئے خانقاهیں نر کهتے تهے *

یهه بات درست هی که پهلے وقتوں میں بڑے بڑے اولیاؤں کے مرید و خادم آنکي کرامتوں اور پیشین گوئیوں کو بڑي دهوم دهام سے بیان کرتے هیں اور آنکي دعاؤں اور مناجاتوں کي تاثیروں کو نهایت زور شور سے کهتے سنتے هیں مگر یهه بات بهي مسلم هی که وه مکار اور دغاباز نه تهی هاں پچهلے وقتوں میں بعض بعض ایسے کم درجه کے فقیر هوئے که مقناطیس اور فاسفورس † وغیره کي دواؤں کے خواص و آثار اور بازیگروں کے شعبدوں اور نظر بندیوں کے ذریعه سے ایسي انهوکي باتوں کا دعوے کرتے تهے جو آدمي کي قدرت سے خارج هیں *

بڑے پایه کے فقیروں کي تعظیم بادشاه بهي کرتے تهی اور ان فقیروں کا یهه نقشه تها که افلاس و ناداري اور زهد و پرهیزگاري کو جتاتے تهی اور حقیقت میں بڑي عیش و عشرت سے گذارتے تهی اور اگر گذاره میں تنگي ترشي برتتے تهی تو غریب محتاجوں کو دیتے تهی غرضکه مالدار اور فارغ‌البال ‡ تهی بلکه کبهي کبهي ایسي بات اُن کی بن پڑتي تهي اور

† یهه انگریزي ایک دوا کا نام هی جسمیں اعلی جز اوکسیجن گاس هوتي هی اور یهه دوا هوا لگنے سے آگ کے شعله کي طرح بهڑک اُٹهتي هی *

‡ بهاوالدین زکریا ملتاني جو چودهویں صدي میں مر گئے اور اولیاء کرام میں گنے جاتے هیں اپنے وارثوں کے لیئے بهت سي دولت چهوڑ گئے برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته کا جلد ایک صفحه ۳۷۷

رعب داب اُن کا لوگوں پر بیٹھہ جاتا تھا کہ خود بادشاہ اور اراکین دولت بھی رشک و حسد کے مارے کاوش اُن سے رکھتے تھی چنانچہ تاریخمیں بہت سے واقعے ایسے پائے جاتے هیں کہ بڑے بڑے مقدس لوگ ایسی سازشوں کی جہت سے مارے گئے جو حکومت کے خلاف اُن سے دیدہ و دانستہ واقع هوئیں یا شک شبہہ کے طریقے پر سمجھی گئیں § ان عابد زاهد لوگوں کو بڑی رونق اور ترقی تیرهویں صدی اور چودهویں صدی کے آغاز میں هوئی چنانچہ اُس زمانہ کے اور اُس پچھلے زمانے کے بھی ولیوں کا ادب اور اُنکی تعظیم ابتک هوتی هی لوگ اُنکے نام کی قسمیں کھاتے اور اُنکی مزاروں کی زیارت کو جاتے هیں اور جو لوگ اُنکے پیرو هیں اگرچہ ابتدا میں اُنکی تعظیم کی جاتی تھی مگر اب مدت سے اُنکا رعب داب نہیں رها هی *

فاسد عقیدوں کا بیان

عہد مذکور کے باطل خیال اور فاسد عقیدے دین و مذهب کے اصول قاعدوں سے اچھوتے اور محض مخالف تھی چنانچہ نجوم اور سحر اور غیب گوئی وغیرہ جو شریعت کی رو سے ممنوع و ناجائز تھی اور مسلمانوں کے نبی نے اُن کے علم و عمل کی رخصت ندی تھی سارے مسلمانوں

§ ابن بطوطہ تیرهویں صدی کے مذکورہ بالا فقیروں کی مثالیں بیان کرتا هی چنانچہ وہ کہتا هی کہ میرے وقتوں میں ایک بڑا فقیر اس قصور پر مارا گیا کہ اُسنے غصب سلطنت کا ارادہ کیا تھا اور مجھکو ایسے لوگوں کی بھی ملاقات حاصل هوئی جو بظاهر پاک و صاف اور مکر و فریب سے مبرا اور معرا تھے مگر ایک ایسے صاحب ملے کہ کھانے پینے بدون اپنے جینے کا دعوے کرتے تھے اور ایک ایسے صاحب کشف سے ملاقات هوئی کہ وہ اُس خلیفہ کے عہد خلافت کی باتیں بیان کرتے تھے جو سو برس پہلے مرچکے تھے منجملہ اُنکے پہلے فقیر صاحب نے جو کھانے پینے کی پروا نکرتے تھے میرے دلکی باتیں بتائیں اور غیب کی چیزیں سنائیں اور دوسرے فقیر صاحب کے ساتھہ لومڑیاں تھیں جو کتوں کی مانند اُنکے پیچھے لگی پھرتی تھیں علاوہ اُنکے ایک شیر اُنکے پاس تھا کہ چیتل کے ساتھہ اُسکی جوڑی تھی فقیروں کے گروهوں اور اُن کی تعظیم و ارشاد کے طور و طریقے اور بڑے بڑے بزرگوں کے حال و حکایت دریافت کرنے کے لیئے هرک لاٹ صاحب کے ترجمہ قانون اسلام کو دیکھنا بھالنا چاهیئے *

میں پھیل گئے تھی بلکہ یہاں تک نوبت پہونچي تھي کہ هندوؤں کے طور و طریقی اور علاوہ اُن کے وہ تعصبات اُن کے جو هنود کے دین میں سے اخذ ہو ئے تھی جگہہ جگہہ شایع ذایع ہو گئے تھی چنانچہ جوگیوں کے کرشموں کو پکے مسلمان مورخوں نے معجزات مندرجہ قران کي مانند اپنے حسن عقیدت سے بیان کیا ھی جادو کو سچا جانتے تھی اور شگونوں اور خوابوں کو اچھا برا سمجھتے تھی باوجودیکہ مذهب میں چهان بین بھي هونے لگي مگر اس سریع‌الاعتقادي میں کچھہ خلل نہ پڑا اکبر بادشاہ بھي اسي قسم کي باتوں کا قایل تھا اور جہانگیر اُسکا بیٹا اُس سے بڑھکر ان لغویات کا معتقد ہوا مگر بعد اُسکے اورنگ زیب نے ان سب باتوں کي ایسي تحقیر کي اور اُن کو برا سمجھا کہ کسي نے نہ سمجھا تھا شیعوں کو دکن میں ایسي ترقي حاصل هوئي کہ خاص هندوستان میں ویسي کبھي نهوئي تھي اگرچہ هندوستان خاص میں مخالف فرقوں میں عداوت نہ تھي مگر دین اسلام کي نسبت بڑے بڑے عقیدوں کي زیادہ دھوم‌دھام تھي هندوؤں سے کسیقدر نفرت تو تھي مگر پوري پوري عداوت اور کھلي کھلي نفرت بھي نہ تھي هندوؤں سے جزیہ لیا جاتا تھا اور اس امتیاز کے علاوہ اور چند امتیاز نا پسندیدہ بھي تھے مگر روک ٹوک اِسبات کي نہ تھي کہ هندو لوگ اپنے دین مذهب کي رسمیں ادا نکریں معلوم ھوتا ھی کہ وہ هندو زمیندار اپني فوجوں کے سردار هونگے جنکو فوجوں کا سردار لکھا ھے اور وہ لوگ ایسے سردار نهونگے جو بادشاہ کي جانب سے مقرر ہوتے ہیں مگر اس میں کچھہ شک شبہہ نہیں کہ بہت سے هندو ملکي عہدوں اور حساب کتاب کے کاموں پر معزز و ممتاز تھي || اور هم پہلے بیان کر چکے کہ هیمو بقال اور مدني راے کو اپني اپني سرکاروں کے تمام اختیار سپرد

|| بابر نے اپني سرگذشت میں بیان کیا کہ جب میں هندوستان میں داخل ہوا تو محاصل کے تمام عہدہ‌داروں اور سوداگروں اور کاریگروں کو هندو پایا (ارسکائن صاحب کا ترجمہ تزک بابر کا صفحہ ۲۳۲)

کیئے گئے تھی اور مبارک شاہ خلجي کے عہد دولت میں دربار سلطاني اور انتظام ملک کے طریقے ہندوانہ تھے *

ہندوؤں کے مسلمان کرنے کا بیان

یہہ تحقیق بہت دشوار هی که کس زمانه میں اور کن صورتونمیں بہت سے ہندو مسلمان کیئے گئے ہندوستان کي آبادي جو آج کل پائي جاتي هی اُس کے ملاحظه سے امر مذکورالصدر کي چھان بین میں بہت تھوڑي اعانت حاصل هوتي هی اِسلیئے که بنگال کے دور دور کے مشرقي ضلعوں میں مسلمانوں کي تعداد ہندوؤں کي تعداد سے بہت زیادہ اور دلي آگرہ کے قرب جوار میں ہندوؤں کي گنتي مسلمانوں کي گنتي سے بہت زیادہ پائي جاتي هی § *

اگرچه مسلمانوں کي فوجوں کے خوف و هیبت اور نئے نئے مسئلوں کے شوق و رغبت سے پہلے پہلے بہت سے ہندو مسلمان هو گئے مگر جبکه بعد اُس کے مباحثے درپیش هوئے اور مسلمانوں کا تعصب ٹھنڈا هوا تو قیاس چاهتا هی که ہندوؤں کو قبول اسلام سے تھوڑي بہت رکاوٹ هوئي هوگي *

آج کل یہہ صورت هے که عام ہندوستان کي آبادي کي نسبت تمام مسلمان آٹھویں حصه سے زیادہ نہیں مگر جب یہہ خیال کریں که بہت سے مسلمان اپنے اپنے ملکوں سے ہندوستان میں آئے اور یہہ نقل مکان ایک مدت سے برابر جاري رہا اور یہہ بھي سمجھیں بوجھیں که آٹھہ سو برس تک ایک ایسے گروہ میں آل و اولاد کي ترقي برابر جاري رهي جنکے عمدہ حالات کي بدولت کنبوں کي پال پوس آسان تھي تو نو مسلموں کي

§ بلاد بنگاله میں گنگا کي جانب شرقي تمام آبادي کے نصف سے زیادہ زیادہ مسلمان بستي هیں اور باقي ملک بنگاله کے اکثر حصوں میں کل آبادي کي چوتھائي میں رهتے هیں مگر بہار و بنارس کے مغربي حصه میں بیسویں حصه سے زیادہ نہیں لارڈولزلی صاحب کے سوالوں کو ملاحظه کرنا چاهیئے جنکو سنه ۱۸۰۱ع میں پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیا تھا مگر بکانن صاحب مغربي بہار کے مسلمانوں کو ساري آبادي کا تیرهواں حصه بتاتے هیں *

تعداد کم ظاهر هوگي بلکه اگر یهه آتهواں حصه سارے نو مسلموں کا تصور کیا جاوے تب بهي اور ملکوں کي نسبت جہاں کهیں مسلمان قابض و متصرف هوئی نو مسلموں کي تعداد بهت تهوڑي هوگي † *

ملک کے محاصل کا بیان

محاصل کا سرشته غالباً ایسا هي تها جیسا که آج کل موجود هی اور هندوؤں کے عہد حکومت میں موجود تها اسلیئی که جن تبدیل تغیروں کا ارادہ شیرشاہ نے کیا تها اور بعد اُسکو اکبر نے اُنکو پورا کیا تو اُن سے محاصل کے دستوروں کا لوٹنا پوٹنا مقصود نتها بلکه تکمیل اُن کي مقصود تهي مگر یهه امر ضروري هے که فتوحات جدیدہ کي پریشاني اور غیر ملکوں کے نئے نئے حاکموں کي ناواقفیت سے محاصل کے وصول میں تهوڑي بهت زیادتیاں اور کچهه کچهه خرابیاں واقع هوئي هونگي *

ملک و رعایا کے حالات کا بیان

معلوم هوتا هے که امن چین کے دنوں میں کسي قسم کي مصیبت واقع نهوتي تهي بلکه ساري رعایا چین سے گذارتي تهي چنانچه فیروزشاہ کا مورخ جسنے سنه ۱۳۵۱ سے سنه ۱۳۹۴ تک تاریخ اُسکي لکهي هی بهت مبالغه سے بیان کرتا هے که رعایا کا حال ایسا اچها تها که مکانات اُنکے عمدہ اور اسباب اُنکی پاکیزہ اور مستورات اُنکي سونے چاندي کے زیوروں سے آراسته پیراسته تهیں مگر اسلیئی که یهه خوشامدي مورخ فیروز شاہ کي تعریفیں بهت سي لکهتا هے تو بهت اعتماد اُسپر مناسب نهیں علاوہ اُسکی یهه مورخ لکهتا هی که هر کسان کے پاس ایک عمدہ پلنگ اور ایک اچها باغیچه تها اور اسباب سے یهه واضح هوتا هے که مورخان حال کے خلاف اس مورخ نے رعایا کي بودباش پر نهایت التفات اپنا صرف کیا *

---

† آتهویں حصه کي مناسبت باهمي هملٹن صاحب کے بیانات متعلقه هندوستان جلد ایک صفحه ۲۵ سے لي گئي اگرچه صاحب ممدوح نے کوئي سند یهاں نهیں بیان کي مگر تمام لوگ اُن کے قول کي تائید کرتے هیں

عهد مذکور الصدر میں ملک و رعایا کی عام حالت بلاشبهه تازه و شاداب هوگی سنه ۱۴۲۰ع میں جو نیکالوقي کانتي صاحب نے ملکوں کو دیکها بهالا تو گجرات کا حال آنکهوں دیکها بڑے مبالغه سے بیان کیا اور گنگا کے کناروں یا میگنا کے ساحلوں کو ایسے شهروں سے آباد پایا جو پهلے پهولی باغوں کے بیچ میں واقع هوئے تهے اور شهر معرزیه کے پهنچنے سے پهلے چار مشهور شهروں پر گذرا اور شهر معرزیه کو سونے چاندي سے بهرپور اور اقسام جواهرات سے لبریز پایا چنانچه تائید اسکے قول کي باربوسا اور بار تیما بهي کرتے هیں جنهوں نے سولهویں صدي کے آغاز میں سیر و سیاحت کو اختیار کیا تها منجمله انکے باربوسا کمبوجا کا بیان کرتا هی که وه شهر ایک عمده زر خیز ملک میں واقع اور فلاندرز کي مانند ساري قوموں کے تجاروں اور کاریگروں اور کارخانه داروں کا ٹهکانا تها † اور ابن بطوطه بهي جس نے محمد تغلق شاه کے خراب عهد میں سنه ۱۳۴۰ع یا سنه ۱۳۵۰ع میں سفر کیا بڑے بڑے آباد شهروں اور قصبوں کي تفصیل بیان کرتا هی باوجودیکه جن شهروں پر اسکا گذر هوا منجمله انکے اکثر شهروں میں فسادوں کے هنگامے برپا تهے جس عمده حالت میں فساد سے پهلے یهه ملک هوگا وه اسکے بیان سے مترشح هوتي هی *

اگرچه بابر نے هندوستانکو ناپسند کیا اور بچشم حقارت اسکو دیکها جیسیکه اب بهي یورپ کے رهنے والے پسند اسکو نهیں کرتے مگر سولهویں صدي کے آغاز میں اسنے بهت عمده ملک اسکو بتایا اور اسمیں سونے چاندي ‡ کي فراواني اور آبادي اور هر قسم کے پیشه کے سوداگروں اور کاریگروں کي بے پایاني دیکهکر کمال متعجب هوا § *

† واضح هو که باربوسا نے کتاب رموزیو کي جلد ایک اور صفحه ۲۸۸ اور بارتیما نے اسي جلد کے صفحه ۱۶۱ میں گجرات کا حال بهي ایسا هي بیان کیا جیسا که کمبوجا کا حال انهوں نے لکها

‡ ارس کائن صاحب کا ترجمه توزک بابري کا صفحه ۳۱۰ و ۳۳۳

§ ایضا صفحه ۳۱۰ اور ۳۳۴ هندوستانکي آبادي شادابي کے مقدمه میں جو جو بیان لکهے گئے انکے خلاف و مقابله پر بابر کا یهه بیان تحریر کے قابل هی که اسکے وقتوں

تمام ہندوستان کا وہ حصہ جو اُس زمانہ میں ہندوؤں کے قبضہ میں
تھا پیداوار و محاصل کی حیثیت سے اُس حصہ سے کچھہ کم نتھا جسپر
مسلمان قابض تھے تیمور لنگ کے پوتے کا ایلچی عبدالرزاق جو سنہ
۱۴۴۲ ع میں بصیغہ وساطت ہندوستان کو ایا تھا † ہندوستان کے جنوبی
حصہ کے سیر و تماشے میں مصروف ہوا اور اُسنے بھی ہندوستان کے
مداحوں سے موافقت کی غرض کہ اور سب لوگ اسبات پر متفق ہیں
کہ ہندوستان کی ولایت سر سبزو شاداب تھی بیجا نگر کے دیکھنے والے
بیجانگر کی چوڑائی چکلائی اور حسن و صفائی کو بڑے مبالغہ سے بیان
کرتے ہیں چنانچہ بیان اُنکا شہر کی زیب و زینت اور شہر والوں کی مال و

میں کالپی اور کڑہ مانک پور کے پاس پڑوس میں جنگلی ہاتھیوں کی دھاڑیں جابجا
پھرتی تھیں اور مقام گولراس مالوہ کے مشرق میں ہاتھیوں کے بڑے ریوڑ سے اکبر کی
مٹھہ بھیڑ ہوئی (برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۲) غرضکہ
بیان مذکورالصدر سے یہہ سمجھا جاتا ہی کہ یہہ شہر اُس زمانہ میں جنگلوں کے
بیچ وہاں بستے تھے جہاں ہاتھیوں کی ریوڑ چلتے پھرتے تھے مگر بعد اُسکے وہ
جنگل کٹ کٹاکر صاف ہوگیا ہاں میرے یہہ راے ہی کہ مسلمان شکار بازوں کی
سعی و محنت سے جنگلوں کی صفائی وقوع میں آئی کچھہ ترقی ملک کی بدولت وہ
واقع نہیں ہوئی ابن بطوطہ اپنی کتاب سیر و سیاحت میں جو تورک بابر سے دو سو
برس پہلے لکھی گئی یہہ بات لکھتا ہی کہ منجملہ اضلاع خاص ہندوستان کے کڑا
اور مانک پور دو ضلع نہایت آباد اور بغایت شاداب تھے (لی صاحب کا ترجمہ ابن
بطوطہ کی کتاب کا صفحہ ۱۱۹) چھوٹے چھوٹے جنگل اور پہاڑوں کی ٹیکری ہاتھیوں
کے رہنے سہنے کے لیئے کافی وافی ہونگی اور کہیں کہیں کھیت کیاروںپر کھانے پینے کی غرض
سے ہاتھی بھی چلتے پھرتے چلے جاتے ہونگے باقی یہہ شبہہ کہ ہاتھیوں کے رہنے سہنے
اور لوگوں کے بسنے رسنے میں مخالفت ہی یعنی جہاں ہاتھی رہتے ہیں وہاں بستی
نہیں بستی یوں رفع ہوسکتا ہی کہ راے محل کے پہاڑوں میں جو بنگالہ کے آباد
شہروں کے پاس واقع ہی گینڈوں کے ریوڑ رہتے ہیں اور برا کے چوڑے چکلے جنگل
میں نام و نشان اُنکا پایا نہیں جاتا ہاں دو چار ہاتھی تو پڑے پھرتے ہیں اور اُنکی
نسبت یہہ تصور ہوسکتا ہی کہ وہ حقیقت میں پالتو ہاتھی تھے مگر مست ہوکر جنگل
میں بھاگ آئے اور وہیں رہنے سہنے لگے

† مری صاحب کی تحقیقات ایشیا جلد دو صفحہ ۱۸ ٭

دولت اور راجه کي شان و شوکت کے مقدموں میں اُن موزخوں کے بیانوں سے مساوي هے جو دلي قنوج کي تعریفیں کرتے هیں † *

بہت سے مورخوں نے بہت سے شہروں کا بیان کیا چنانچه ابن بتوته شہر مدورا واقع اخیر جزیرہ نماے گجرات کو دلي کي مانند بتا تا هے اور جب که اُسنی اُس شہر کو دیکھا تھا تو مسلمانوں کي فتح پر جزیرہ نماے مذکور کي بابت بہت تھوڑا عرصه گذرا تھا اور یهي مورخ بیان کرتا هے که سارے ملیبار میں دو مهینی کي راہ تک کوئي زمین ایسي نه دیکھي جو مزروعه نتھي اور باشندوں کا یهه نقشه تھا که هر شخص کے پاس ایک باغیچه اور هر باغیچه کے وسط میں رهنی کا گھر اور خود باغیچه کے چاروں طرف کٹھرا کاٹھه کا سدھارا سنوارا تھا ‡ *

غرضکه سمندر کے بندر گاهوں کو مورخوں نے بہت سراها چنانچه هندوستان کے دونو کناروں کے بندر گاهوں کو بڑے بڑے شہر بیان کیئے جنمیں جگهه جگهه کے سوداگر آتے جاتے اور رهتی سهتی تھی چنانچه افریقه اور ایران اور چین اور عرب کے سوداگر جہازوں کے ذریعه سے باهم تجارت کرتے تھی § اور علاوہ ان کے خاص ملک والوں کي باهمي تجارت کناروں پر اور ملک کے اندر هوتي هی *

خوشامدي مورخوں نے پچھلے بادشاهوں کے حالات ایسي خوشامد درآمد سے بیان کیئے که اُن کے دیکھنے بھالنے سے پهلے بادشاهوں کي

---

† عبدالرزاق نے بیجانگر کا بیان ایسي آب تاب سے کیا که دهوم دهام اُسکي اُس بیان کي ٹیپ و ٹاپ سے زیادہ هی جو الف لیله میں شاهزادہ احمد کے قصه میں پائي جاتي هی اور معلوم هوتا هی که وہ قصه اِسي شہر کے بیان سے لیا گیا اور کانٹی صاحب نے اُسکي چوڑائي چکلائي ایسي فرمائي که محیط اُسکا ساٹهه میل کا هی مگر بارٹیما نے محیط کو سات میل کا اور خود شہر کو شہر ملن کے بہت مشابه بتایا هی *

‡ لی صاحب کا ترجمه ابن بتوته کي کتاب کا صفحه ۱۶۶ *

§ ایران اور عرب اور پاس پروس کے ملکوں کے جہازوں کے علاوہ ملیوار کے اکثر بندروں میں چین کي بڑي بڑي کشتیاں اتي جاتي تھیں — ابن بتوته کي تاریخ صفحه ۱۶۹ اور ۱۷۲ *

فتوحات اور ترقیات آنکھوں سے گرگئیں چنانچہ ایک مورخ اپنے ممدوح کی نسبت بیان کرتا هی که اُس نے ڈاک چوکی نکالی اور دوسرا مورخ اپنے ولی نعمت کو شارع عام کے بنانے اور کاروان سراؤں کے چنانے اور رستوں میں دوطرفه درختوں کے لگانے کا موجد بتاتا هی اور ابوالفضل نے هندوستان کی نئی نئی ایجادوں کو اکبر سے منسوب کیا اور ابن بطوطه کے بیان سے واضح هوتا هی که محمد تغلق کے عهد و دولت میں گھوڑوں کی ڈاک چوکی ایجاد هوئی باقی پیادوں کی ڈاک چوکی جب سے مقرر هوئی که دیہات کا انتظام پدھان اور مقدموں کی راے اور تجویز پر سرکاری انتظام کے علاوہ برابر چلا آتاهی † یهه مانا که راهوں کی راستی درستی کو شیر شاہ نے رونق بخشی مگر ابن بطوطه نے شیر شاہ کے عهد و دولت سے دو سو برس پهلے ملیبار کے کنارے کے بڑے حصه میں جو اُس زمانه میں هندوؤں کا مقبوضه تها تمام شارع عام کو سایه دار درختوں کے سایه میں پایا تها اور معین معین فاصلوں پر مهماں سرائیں آباد اور کنوئیں چلتے هوئی دیکهے ایک کتبه کے دیکهنے سے جو حال میں هاتهه آیا اور عیسی علیه السلام کی ولادت سے تین سو برس پهلے کا هی یهه امر واضح هی که اُسوقت کے راجه نے شارع عام کے کناروں پر درختوں کے لگانے اور کنوؤں کے کهدوانے کا عام حکم جاری کیا تها *

سکوں کا بیان

اگرچه ابوالفضل نے نهیں لکها مگر سنا گیا که پهلے پهل اکبر هی نے سونے چاندی کے سکه کو هندوستان میں رواج بخشا مگر بلا شبه یهه قول ایسا هی که تمام تاریخوں کے مخالف هی یهاں تک که اگر یهه بهی مانا جاوے که پهلے سے هندو سونے چاندی کا سکه نرکهتے تهے تو یهه امر ضروری هی که سنه عیسوی کے شروع میں اُنهوں نے اُن یونانیوں سے

† هرگانؤں کا دستور هی که ایک شخص اُس میں عام قاصد هوتا هی اور کارروائی اور کفایت شعاری کی ضرورت سے ضلع کا چودهری اپنے ضروری خطوط اور احکاموں کو عام قاصدوں کے ذریعه سے گانؤں گانوں جاری کرتا هی

لیا هوگا جو بلخ پر قابض متصرف هوئی تهے † علاوه اُسکے غزني والون نے بهي ایسی رواج کو هاتهه سے ندیا هوگا جو ساماني نخاندان کے عهد سلطنت اور خلیفوں کے ایام خلافت میں برابر جاري رها اور قطع نظر سب سے بارستن صاحب کے سکجاتن موسومه شاهان دهلي میں شمس الدین التمش کا سکا پایا جاتا هی جو سنه ١٢٣٥ ع میں مرگیا ‡ *

اگر مختلف سکوں کي قیمت قرار دي جاوے تو ایسا شخص اُسکو قرار دے سکتا هی جو مختلف سکوں کي پرکهه رکهتا هو اور اِس معامله کي کهوتي کهري سمجهتا هو اور باوصف اِس کے غور و فکر سے بهي تشخیص قیمت کرسکتا § هووے خلیفوں کے وقتوں میں دینار درم کا

---

† پرنسپ صاحب کے عمده نقشوں کے پندرهویں صفحه اور ایشیاٹک سوسٗیٹي کے روز نامچه کلکته تحقیقات مندرجه صاحب موصوف کو دیکهنا چاهیئے

‡ بارستن صاحب کي کتاب حالات ایشیا صفحه ٥٢١

§ قیمتوں کي تغیر تبدیل کا حال اِس بیان مفصل سے واضح هوگا که خلیفوں کے عهد خلافت کا دینار پانچ روپیه سوا پانچ آنه کے لگ بهگ هوتا تها (بارستن صاحب کي کتاب صفحه ١٧) ابن بتوته کے وقتوں میں مشرقي دینار سے مغربي دینار ایسي مناسبت رکهتا تها جیسی که چار ایک سے نسبت رکهتا هی یعني مشرقي دینار مغربي دینار کا چوتهائي تها اور معلوم هوتا هی که مشرقي دینار تنخا کا عشر یعني اُس کے دسویں حصه کي برابر تها اگر اُس زمانه کے تنخا کو اکبري روپیه کے برابر تصور کیا جاوے تو سوادو پنس یعني اٹهاره پائي کے هوتا هی (واضح هو که اگلي عبارت سے معلوم هوتا هی که یهاں سوادو شلنگ کي جگهه سوادوپنس سهو سے لکها گیا اور سوادو شلنگ کے اٹهاره آنه هوتے هیں مترجم) کابل میں زمانه حال کا دینار ایسا کم قیمت هی که دو سو دینار ایک عباسي کے برابر هوتے هیں جو ایک اٹهني سے بهي کم قیمت هوتي هی فرشته والا بیان کرتا هی که علاءالدین کے عهد سلطنت میں ایک تنخا پچاس جیتل کي برابر تها جو ایک تانبی کا سکهه پیسه کي برابر بنایا جاتا تها اور محمد تغلق کے زمانه میں وهي تنخا ایسا ذلیل هوا که سوله پیسه کي برابر پڑا اور معلوم هوتا هی که تنخا اُس زمانه میں زمانه حال کے روپیه کي جگهه برتا جاتا تها اور جب که مقدار اُس کي روپیه کے مناسب تهي تو شاید قیمت بهي برابر هي هوگي اکبري روپیه کهري چاندي کے لحاظ سے ٥ء ١٧٤

رواج تھا اوربعد اُن کے تنخا‡ نے رواج پایا جس کے ٹکڑے جیتل اور دامون کے نام سے مشہور هوئی بعد اُس کے شیر شاه نے تنخا کا نام روپیا رکھا اور اکبر نے اُس کو موقوف نکیا اور مول تول اُس کا ایسے تناسب سے قایم کیا که مغلوں کي حکومت تک جوں کا توں قایم رها اور آج کل کے مروج روپیه کے وزن و مقدار کي وهي بیخ و بنیاد هی *

عمارتوں کا بیان

اُن پراني عمارتوں کے دیکھنے بھالنے سے جنکو مسلمان باد شاهوں نے یادگار اپنا چھوڑا یهه بات دریافت کرسکتے هیں که اُن لوگوں نے فنون عمارت میں کس قدر مهارت بهم پهونچائي تھي اور اُنکي سعي و محنت کي بدولت فن عمارت کي ترقي کس مرتبه کو پهونچي تھي چنانچه قطب صاحب کے پاس اُس نا تمام مسجد کي محرابیں جو آج تک برابر چلي آتي هیں علاوه بلندي اور ایسے عمده کتبوں سے آراسته پیراسته هونے کے جو طرح طرح کے بیل بوٹوں سے مزین و مرتب هیں اِس وجهه سے

چوکھي چاندي کے جوڑں کے برابر هوتا تھا اور چالیس داموں یا پیسوں پر منقسم تھا اور هر دام یا پیسا ۱۹۱٫۵ تانبی کے جوڑں کي برابر تھا اور هر دام پچیس جیتلوں پر منقسم تھا جو غالباً ایسے سکے کا نام هی جو ٹکسال میں ڈھاله نجاتا تھا انگلستان کي ملکه الزبیتهه کے زمانه کا شلنگ کھري چاندي کي روسے ۸ و ۸۸ جو کے دانوں کا تھا اکبر کے عهد سلطنت کا روپیه انگریزي سکه کے حساب سے ایک شلنگ ساڑے گیاره پنس کا تھا اکبر کا سکا اور اُس کے سکه کا سانچا سلاطین مغلیه کي قلمرو میں پچھلي صدي کےنصف تک یعني بادشاهي‌کي تباهي سے پهلے زمانه تک قایم رها اور کسي قسم کي تبدیل اُس میں واقع نهوئي بعد اُس کے بهت سي ٹکسالیں قایم هوئیں اور کھوٹے کھرے سکهه نکلنے لگے ایک سو چهتر جو چوکھي چاندي اُس روپیه میں موجود هی جو کمپني کي قلمرو میں آج معمول و مروج هی اور وه روپیه بتیس ٹکه یعني چونسٹھه پیسونکو بکتا هی اور هر پیسه تانبی کے سو جوڑں کي برابر هی

‡ احتمال هی که تنخواه مروجه کي اصل یهي تنخا هو اور اُسکو واژ معدوله سے لکھتے هونگے بعد اُس کے بلفظ تنخواه مستعمل هوا اور رفته رفته شاعروں کے استعمال میں پهونچا چنانچه مخلص کاشي اور سلیم تلي کے شعروں میں پایا جاتا هی والله اعلم بالصواب ۱۲ مترجم

بھي بيان کے قابل ہیں کہ وہ پہلے وقتوں کي نوکدار محرابوں کے نمونہ ہیں † منجملہ اُن کے بیچ کي محراب ازروے کتبہ مکتوبہ سنہ ۵۹۴

---

† سنہ ۱۲۱۰ اور سنہ ۱۲۳۶ ع کے درمیان میں شمس الدین التمش نے اُس مینار کو پورا کیا جو قطب صاحب کي لاٹھہ سے مشہور و معروف ہی اور اُسکے دروازوں کي محرابیں نوکدار ہیں نئي پراني دلي کے گنبدوں کے دیکھنے سے ہندوستان کے فن عمارت کا حال اگلا پچھلا دریافت ہوجاتا ہی جسکے ذریعہ سے مشرقي فنون عمارت کي تاریخ میں بصیرت حاصل ہوسکتي ہی

یہہ مسجد ابتدا میں ایک مندر تھا جسکو راے پتھورا نے سنہ ۱۱۴۳ع مطابق سنہ ۵۳۸ ہجري کے بنایا تھا سنہ ۵۸۷ ہجري مطابق سنہ ۱۱۹۱ ع کے جب قطب الدین ایبک سپہ سالار نے دلي کو فتح کیا تو اُس مندر کو مسجد کرلیا مگر کچھہ عمارت نہیں بنائي صرف شرقي دروازہ پر فتح نامہ کھود کر لگا دیا جو ابتک موجود ہی سنہ ۵۹۲ ہجري مطابق سنہ ۱۱۹۵ ع کے سلطان معزالدین نے مسجد کي عمارت بنانے کا حکم دیا چنانچہ شمالي دروازہ پر یہہ حکم کندہ ہی بموجب اُس حکم کے پانچ در کي مسجد بنائي گئي اورسنہ ۵۹۴ ہجري مطابق سنہ ۱۱۹۷ ع کے ختم ہوئي چنانچہ بیچ کي محراب کے جنوبي بازو پر یہہ تاریخ کندہ ہی بعد اسکے سلطان شمس الدین التمش نے اس مسجد کو وسیع کرنا چاہا اور سنہ ۶۲۷ ہجري مطابق سنہ ۱۲۲۹ ع کے اس مسجد کے دونوں طرف تین تین در اور بنائے سنہ ۷۱۰ ہجري مطابق سنہ ۱۳۱۰ ع کے سلطان علاؤالدین محمد شاہ خلجي نے جانب جنوب بہت عالیشان دروازہ اس مسجد کے لیئے بنایا پھر اُسي بادشاہ نے اس مسجد کے اور زیادہ وسیع کرنیکا حکم دیا چنانچہ دوسرا مینار اور جانب شمال نو در اور بنانے شروع کیئے جو ناتمام رہگئے

لاٹھہ کا حال کہ در اصل اسکا باني کون ہی نہایت مشتبہہ ہی اسمیں کچھہ شک نہیں کہ اگلے زمانوں کے مسلمانوں کي عادت تھي کہ مسجد کے قریب ایک بلند مینار بناتے تھی جو ماذنہ کہلاتا تھا اور یہہ ایک ایسا قرینہ ہی جس سے یقین ہوسکتا ہے کہ اس لاٹھہ کے باني مسلمان ہوں مگر یہہ بھي مشہور ہی کہ اس لاٹھہ کا پہلا درجہ راے پتھورا کا بنایا ہوا ہی اور جوکہ اس لاٹھہ کا پہلا دروازہ شمال رویہ ہی جیساکہ ہندوؤں کے مندروں کا ہوتاہی اور نیز اس درجہ پر زنجیروں میں گھنٹے لٹکتے ہوے پتھروں پر کھدے ہوئے ہیں جسطرح کہ راے پتھورا کے مندرکي تمام عمارتمیں کھدے ہوئےہیں اور نیز اس درجہ پر اُسیطرح کا نقشنامہ قطب الدین ایبک اور معزالدین سام کے نام کا لگا ہوا ہی جسطرح کہ مندر کے شرقيدروازہ پر لگا ہواہی اِس لیئے شبہہ ہوتا

هجري مطابق سنه ۱۱۹۷ ع کے سنه مذکور میں پوري هوئي تهي علاوه اُس کے پچهلے وقتوں میں اکبر سے پہلے بادشاهوں کي عمارتوں میں نوکدار محرابیں اکثر پائي جاتي هیں چنانچه اُن سے صاف واضح هوتا هی که معمار اُس زمانه کے کسي طرح کا گنبد نہیں بنا سکتے تهے مسجدوں کي یهه قطع تهي که چار چار ستونوں پر ایک ایک گنبده چهوٹا سا قایم کرتے تهے اور ایسے ایسے چهوٹے گنبد بہت سے هوتے تهے غرض که ساري مسجدوں کي صورت ایک ایسی تنگ رسته کي مانند هوتي تهي جو متواتر ستونوں کے بیچ میں واقع هووے اور بے تکلف چوڑائي اُس میں پائي نجاوے *

غالب یهه هی که وه صورت جو ابتداے حال میں مسجدوں کے لیئے قرار دي گئي تهي مذکوره بالا صورت بهي اُسیکي مانند اُنهیں کاریگروں نے اختیار کي هوگي جو بڑے بڑے گنبدبهي بناسکتے تهے چنانچه دلي کي کالي مسجد اُسي پراني طرز پر چهوٹے چهوٹے گنبدوں سے بنائي گئي باوجودیکه فیروز شاه تغلق کے زمانه یعني سنه ۱۳۸۷ ع میں طیار هوئي اور غیاث الدین تغلق کے مقبره پر جو سنه ۱۳۲۵ ع میں مرگیا بڑا بلند اور عمده گنبد قایم هی.† *

هی که یهه پهلا درجه شاید هندوؤں هي کا بنایا هوا هی مگر دوسرے درجه پر جو کتبه لگا هوا هی اُس سے صاف ثابت هی که باقي درجے اس لاٹهه کے سنه ۶۲۷ هجري مطابق سنه ۱۲۲۹ ع کے سلطان شمس‌الدین التمش نے بنائے سنه ۷۷۰ هجري مطابق سنه ۱۳۶۸ ع کے فیروز شاه نے اور سنه ۹۰۹ هجري مطابق سنه ۱۵۰۳ ع میں فتح خاں بعہد سلطان سکندر بہلول اور سنه ۱۸۲۹ ع مطابق سنه ۱۲۴۵ هجري کے گورنمنٹ انگریزي نے اس لاٹهه کي مرمت کي سال حال سنه ۱۸۶۷ ع میں اس لاٹهه پر بجلي گري اور شق هوگئي اور گورنمنٹ انگریزي نے اُسکي مرمت کر دي (مترجم)

† گنبدوں کا نقشه یوناني عمارتوں سے مسلمانوں نے بلا شبهه اوڑایا مگر جب که هندوستان میں رواج اُسکا هوا اور مسجدیں تعمیر هوئیں تو اُنکا بیروني رنگ روپ وليسوفیه کے یوناني گرجا سے نہایت دلچسپ اور عمده پایا گیا

اگلے وقتوں میں پہلے چپٹے گنبد بنتے تھے مگر جہانگیر اور شاہجہان کے وقتوں میں کچھہ کچھہ اوبہرنے لگے تھے یہاں تک نصف کرہ سے زیادہ گول اور اونچے ہونے لگے اور اسطوانوں پر قرار انکو دیا گیا مختلف زمانوں کی محرابیں بھی مختلف ہیں چنانچہ اگلے وقتوں کی محرابیں سیدھی سادھی اور قوم گاتھک کی طرز و انداز پر اور پچھلے وقتوں کی محرابیں نعل و بیضہ سے زیادہ گول و مدور اور بیل بوٹوں سے مزین و منقش پائی جاتی ہیں یہانتک کہ اکبر کے بعد کی عمارتیں پہلی عمارتوں کی نسبت بلند اور شاندار اور خوش نما دیکھی گئیں اور بھدی اور بھونڈی ہونے کے باعث سے پہلی عمارتوں کا اثر بھی دیکھنے والوں کی طبیعتوں پر بہت کچھہ ہوتا ہی † *

اگرچہ هندوستانی اور طرز گاتھک کی عمارتوں میں نوکدار محرابوں اور کھڑکی دروازوں پر خاص قسم کے بیل بوٹوں کے بنانے اور بعض اور باتوں کے باعث سے ایسی مشابہت قایم ہوتی ہی کہ بادی‌النظر میں اسکے دیکھنے سے ہر شخص کو حیرت ہوتی ہی مگر هندوستان کی عمارتوں میں گنبدوں اور افقیہ خطوط کے جگہہ جگہہ ہونے اور انکو بڑی شان و عزت کی بات سمجھنے کے باعث سے دونوں طرزوں کی مخالفت واضح ہوتی ہی منجملہ انکے خصوص بہت پرانی عمارتیں جو طرز گاتھک سے بہت سی باتوں میں مشابہہ ہوتی ہیں اس خاص طرز سے مخصوص ہیں کہ ان میں پتھر کے چھجے لگے ہوتے ہیں جو پتھر کے توڑوں کے سہارے قائم کیئے جاتے ہیں اور گاتھک وضع کی عمارتوں میں چھوٹی سی کانس لگی ہوتی ہی *

† بشپ هیبر صاحب نے اپنے روز نامچہ جلد ایک صفحہ ٥٧٥ میں لکھا ہی کہ پٹھان لوگ اپنی عمارتوں کو دیووں کی مانند بڑی بڑی چوڑی چکلی بنیادوں اور آثاروں پر قایم کرتے تھے اور جوہریوں کی مانند نقش و نگاروں کی زیب و زینت پر سب کو تمام کرتے تھے اور باوصف اسکے کہ نقش نگاروں کی آراستگی اور بیل بوٹوں کی پیراستگی سے مکانوں کی مناسبت پر وہ مقام بہت خوشنما معلوم ہوتے ہیں مگر وہ بیل بوٹے اصل عمارت کے بھونڈے بھدے پن کو کھو نہیں سکتے

برجیوں اور کنگوروں کي کثرت سے ہندوستاني عمارتوں اور گاتھک وضع کي عمارتوں میں زیادہ مشابہت اس لیئے نہیں پائي جاتي کہ ہندوستاني عمارتوں میں برجیوں کي نوکیں کاھے کاھے نکالتے ہیں اور جب کبھي نکالتے ہیں تو بہت تھوڑي نکالتے ہیں بلکہ ہمیشہ برجیاں ایسے گنبد پر ختم ہوتی ہیں جو بعض اوقات برجیوں کے محیط سے باہر نکل جاتا ہی *

پہلے مسلمانوں کے رنگ روپ اور چال ڈھال کا بیان

پرانے وقتوں کے مسلمان نہایت تنومند اور سرخ رنگ اور بغایت قوي اور تندرست ہوتے تھے اور موٹے جھوٹے کپڑے کے تنگ کرتے پہنتے تھے اور ہمیشہ چمڑے کے موزے پہنا کرتے تھے اور اورنگ زیب کے عہد دولت کے مسلمان دبلے پتلے اور کالے پیلے تھے اور مہین ململ کے جامہ چین دار اور اتنے نیچے پہنتے تھے کہ اُن کي زردوزي جوتیاں دامنوں تلے چھپ جاتي تھیں مگر یہہ تحقیق دشوار ہی کہ پراني طرزوں میں کب سے تھوڑا تھوڑا تغیر واقع ہوا جسکے تغیر سے طور و طریق بھي بدل گئے *

غالب ہی کہ جب مسلمانوں کو غور و غزني سے کچھہ واسطہ علاقہ نرہا تو یہہ تغیر واقع ہوا چنانچہ ابن بتوتہ نے لکھا ہی کہ چودھویں صدي کے نصف پر پان کھانے نے رواج پایا اور باورچي خانوں میں کھانوں کو تلون نصیب ہوا غرض کہ طور طریقوں میں تغیر نے راہ پایا اور جب کہ بابر نے سولھویں صدي میں مسلمانوں کی چال چلن کو ویسا نپایا جنکا وہ معتاد اور خوکردہ تھا تو سخت حیران رہا † مگر غالب یہہ

---

† بابر کا بیان اس لیئے دلچسپ ہے کہ اُسنے ایسے تعصب سے لکھا ہی جو کابل یا یورپ سے نئے آنے والوں میں پایا جاتا ہے بابر بیان کرتاہی کہ ہندوستان ایسا ملک ہے کہ اُسمیں عیش و عشرت کي وہ باتیں نہیں جنکي خوبي سے وہ مرغوب ہووے وہاں کے رہنے والے خوب صورت نہیں اور ملنے جلنے کے لطف اور اُٹھنے بیٹھنے کي خوبي سے محض ناواقف ہیں اور عقل اُنکي سلیم اور فکر اُنکي صائب اور طور اُنکے پسندیدہ نہیں اور حسن مروت اور درد و رنج کي شراکت سے نا آشنا ہیں اُنکي دستکار یوں میں کوئي جدید ایجاد اور نقاشي معماري میں کوئي ہنر پایا نہیں جاتا گھوڑے برے اور کھانے کا گوشت برا اور پھل پھلاري سے محروم اور تربوز و انگوروں سے بے نصیب

هی که خاندان تیمور کی تخت نشینی سے بہت زیادہ تغیر ظہور میں آیا اسلیئے که ازبکوں اور افغانوں کے بغض و عداوت اور ایرانیوں کے ساتھہ مذھبی تعصب کے باعث سے باھر کے لوگونکا انا جانا مسدود ھوگیا ‡ *

اکبر نے صاف صاف اسبات کو منجملہ تدبیروں مملکت کے قرار دیا تھا کہ مسلمانوں کی چال ڈھال اُن لوگوں کے چال چلن کے مشابھہ ھونی چاھیئے جو ھندوستان کے اصل باشندے ھیں *

غالب ھی کہ جب سی ھندو مسلمانوں کا ملنا جلنا شروع ھوا تب سی مسلمان ایسے روکھی سوکھی اور تیکھی پھیکی نرھی تھی جیسی که آپس کے میل جول سے پہلے چلے آتے تھی مگر تھوڑی مدت گذرنے پر تاثیر اس میل جول کی حاکمونپر ظاھر ھوئی چنانچہ محمود اور اُسکے جانشینوں کے وقتوں کی نسبت غلام باد شاھوں کے وقتوں میں ظلم و ستم کی باتیں زیادہ ظہور میں آئیں اور بعد اُنکے جو ظلم و ستم پچھلی سلطنتوں میں واقع ھوئی وہ خاص خاص حاکموں کے باعث سے وقوع میں آئی یا بیگانہ ملکوں کی فوجوں کے سبب سے پیدا ھوئی باقی خاندان تیمور کے اکثر بادشاھوں کی حکومت کے طور طریق اُن باد شاھان یورپ کے طرز و اندازوں کے قریب قریب پھونچتی تھی جنکی حکومتیں نرم اور معتدل تھیں *

مسلمانوں کے علم و زبان کا بیان

مسلمانوں کا خاص علم اُس زمانہ میں زیادہ مروج ھوا جسکا حال اب لکھا جاویگا یعنے اکبر کے عہد دولت میں اُس علم نے ترقی پائی اور

اور ٹھنڈی ھوا پانے سے کوسوں دور اور بازار اُنکے اچھی غذاء وبساط سے خالی اور حمام اور مدرسوں سے بے نشان اور شمع مشعلوں سے ناکام ھیں یہانتک که کسی گھر میں شمع دان کا نشان پایا نہیں جاتا بعد اُسکے اُن برے بھونڈی چیزوں کی ھنسی کرتا ھی جو اِن عمدہ چیزوں کی جگھہ برتی جاتی ھیں (ارسکائن صاحب کا ترجمہ تزک بابر کا صفحہ ۳۳۳) *

‡ فرشتہ مغربی لوگوں سے یہاں تک واسطہ علاقہ منقطع ھوا که او رنگ زیب اُن ایرانیوں کو جو ھندوستان کے مسلمانوں کا اصل نمونہ ھیں اکھڑ گنوار کہتا ھے اور ذلیل لقب کے لگانے بدون اُنکے نام نہیں لیتا ھے جیسے جنگلی وحشی *

بعد اُس کے تنزل کو پہونچا اگرچہ مسلمانوں نے دقیق دقیق علموں میں ہندوؤں اور یورپ والوں سے عمدہ عمدہ باتیں حاصل کیں مگر عہد مذکور کے بعد کوئی فارسي تصنیف ایسي هندوستان میں پائي نہیں جاتي جو نہایت عمدہ اور تحسین و آفرین کے شایان ہووے *

مسلمان مورخوں کو شنسکرت کے مورخوں پر تاریخ نگاري میں فوقیت حاصل هی مگر یہہ بات اُن کو عرب والوں کي بدولت حاصل هوئي اگرچہ مسلمان مورخوں کي تاریخوں میں معمولي مضمونوں پر بہت سي لنبي چوڑي تقریریں پائي جاتي هیں اور وہ دلچسپ اور ضروري باتوں اور دقیقہ سنجي اور نکتہ چیني اور حکیمانہ راے و تجویزوں سے معرا و مبرا اور کہیں کہیں یاوہ گوئي اور بیہودہ سرائي سے مشحون و معمور هیں مگر واقعات کا سلسلہ ایسا برابر هی کہ کسي مقام سے منقطع نہیں هوتا علاوہ اس کے علم جغرافیہ سے معمور اور اوقات تواریخ کے تعین و تقرر میں آمادہ اور سندوں کے حوالہ دینے میں نہایت مستعد هیں غرض کہ امور مذکورہ بالا کي نظر سے برهمنوں کي بیہودہ کہانیوں پر نہایت فوقیت رکھتي هیں *

یہہ بات اچنبھے کي هی کہ هندوستاني مسلمانوں کي زبان کي اصل و حقیقت جو آج کل هندوستان میں بولي جاتي هی اور لوگوں کو بہت کم معلوم هی *

جب کہ دلي کي سلطنت قایم هوئي اور بیخ و بنیاد اُسکي مستحکم پڑي تو یہہ بات ضروري هی کہ سارے فیروزمندوں نے هندوستاني جورو بچوں کي بول چال اور علاوہ اُن کے هندوستانیوں کے میل جول کي ضرورت سے هندي بولي سیکھي هوگي جسکي اصل شنسکرت تھي اگرچہ اُس هندي زبان کے مصدر شنسکرت کي زبان کے تھے مگر گردان اُسکي بھي تھي جو آج کل معمول و مروج هی اور غالب یہہ هی کہ یہہ زبان ایک مدت تک خالص رهي هوگي اگرچہ کسي مشرقي مورخ نے چھان

یهن اس بات کي اب تک نهیں کي که کس کس تبدیل و تغیر سے وه زبان ایسي هو گئي جو آج کل بولي جاتي هی *

زمانه حال کے ایک مسلمان † مورخ نے بیان کیا هی که تیمور کے دهاوروں کے وقتوں میں زبان حال کي صورت قایم هوئي اگرچه یهه بات قیاس سے خارج هی که ایسي یورشوں کے وقتوں میں جو پورے برس دن بهي قایم نه رهیں اور قتل و قتال اور سفا کي بے با کي کے سوا کوئي نشان اُنکا پایا بهي نهیں جاتا کسي قوم کي زبان میں تغیر واقع هووے مگر یهه تعجب نهیں که پندرهویں صدي کے اخیر میں آج کل کي هندي بولي نے ترقي پائي هو معلوم هوتا هی که بارهویں صدي کے اخیر سے پہلے اس بولي کو زیاده ترقي نهوئي هوگي اِسلیئے که بنیاد اُس کي قنوج کي دیسي بولي تهي پنجاب کي دیسي بولي نه تهي جس کو مسلمانوں نے پہلے پہل فتح کیا ‡ تها *

یهه بولي پچهلے وقتوں کي تصنیفوں میں برتي گئي یعني کتابوں اور شعروں میں برتاو اُسکا هوا اِس لئیے که کالبروک صاحب نے ایک ایسے هندو شاعر کا حال لکها هی جسنے آغاز سولهویں صدي کے قریب ایک کتاب جیپور میں تصنیف کي اور کهیں کهیں اُسمیں فارسي لفظوں کا استعمال بهي کیا مگر صاحب ممدوح یهه بهي کهتے هیں که مسلمان شاعر بهي اُس خالص هندي میں پہلے پہلے شعریں کهتے تهے جو هندوي کهلاتي هے چنانچه هندوستاني مسلمان شاعروں کے شعر اوس تذکره میں مندرج هیں جو سنه ۱۷۵۲ع میں تالیف هوا هاں تذکره کے پچهلے شاعروں کے شعروں میں عربي فارسي لفظوں کا استعمال پایا جاتا هی *

---

† ڈاکٹر گل کراسٹ صاحب کي هندوستاني زبان کي تحقیقات میں اس مورخ کا حواله درج هی

‡ کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۲۲۰

زبان حال یعني اُردو کے شاعروں میں ولي پہلا شاعر هی جسنی
سترهویں صدي کے نصف میں اُردو زبان میں شعریں کہیں بعد اُسکی
برابر شاعر هوتے چلی ائی چنانچه آج تک وہ سلسله چلا آتا هی مگر
تصنیفات ان شاعروں کي فارسی شاعروں کے کینڈے پر دیکھیں گئیں اور
آنهیں کے چربه پر اشعار اُن کے پائی جاتے هیں اور غالب هی که یهه
لیاقت هندوستاني شاعروں کو حاصل هوئي که اُنهوں نے خانگي امورون
اور زندگي کي عام حالتوں کي هجو و مذمت لکھنے کو رایج کیا اِس لیئے
که عربي فارسي کے شاعر خاص خاص لوگوں کي مذمتیں لکھا کرتے تھی
جیسی که فردوسي طوسي نے محمود غزنوي کي مذمت لکھي منجمله
اُن کے سودا شاعر نے هجو گوئي کو بڑے پایه پر پهونچایا جو آٹھارهویں
صدي کے اخیر میں بڑي دهوم دهام کا شاعر گذرا اگرچه دکني بنگالي اور
علیٰهذالقیاس اور زبانوں میں عربي فارسي لفظ داخل هوئی مگر اُردو کي
مانند دوسري زبان قایم نهوئي *

نواں حصه

اکبر کي سلطنت کا بیان

پهلا باب

سنه ۱۵۵۶ع یعنی اکبر کي تخت نشیني سے سنه ۱۵۸۹ تک کا بیان

اکبر کي تخت نشیني اور بیرم خاں کي وزارت کا بیان

اکبر تیره برس چار مهینے کا تها که همایوں نے انتقال کیا اگرچه یهه شاهزاده عمر کي حیثیت سے دستور سے زیاده هوشیار اور قابل تها مگر باوصف اسکے انصرام و اهتمام کے قابل نتها همایون نے اپنے مرنے سے پهلے پنجاب کیطرف اُسکو روانه کیا تها اور حقیقت یهه تهي که اکبر نام کا سردار تها اور کل کام اُسکا بیرم خاں سے متعلق تها اور حقیقت میں وهي حاکم تها چنانچه یهي تعلق اکبر کي تخت نشیني کے بعد بهي قایم رها یهانتک که بیرم خاں نے خانخانان کے خطاب سے سرفرازي پائي جسکے یهه معني هیں که وه بادشاه کا باپ هی اور تمام اختیارات اُسکو بے حد و بے پایاں حاصل هوئے غرضکه وهي بادشاه گنا گیا *

یهه بیرم خاں جسکو یهه مرتبه حاصل هوا قوم کا ت زمانه میں همایون کا بڑا معزز سردار تها جب که هما خارج نهوا تها بعد اُسکے جب شیر شاه کے هاتهوں سے فاحش کهائي تو بیرم خاں همایون سے الگ هوگیا ا اُوتهاکر گرتا پڑتا گجرات سے گذرا اور همایوں کي بید

[م]یں جاکر ملا چنانچہ وہ لوگ اُسکو دیکھکر نہایت
[خوشی] و کھور سے نکھرے ہوگئے تھے اور اس سے صاف واضح ہوتا
[ہے کہ] وہ لوگ اُسکو پہلے سے جانتے تھے کہ وہ اڑے وقتوں میں بڑے کام کا
آدمی ہی اور اُسکو اسی لیئے نہایت عزیز و معزز رکھتے تھے غرض کہ اُس
وقت سے ہمایوں کے معتمدوں میں داخل ہوا اور وہ سردار ایسا مزاج کا
مستقل اور طبیعت کا مضبوط تھا کہ اگر اُسکا سا استقلال اُسکے آقاء نامدار
کے مزاج میں تھوڑا بہت زیادہ ہوتا تو اُسکے حق میں بہت ہی اچھا
ہوتا *

جب کہ ہمایوں کا انتقال ہوا تو بیرم خاں اُس زمانہ میں سکندر
سور کے مقابلہ میں مصروف و آمادہ تھا اور سکندر سور کو ایسا دبا رہا
تھا کہ شمالی پہاڑوں کے دامن میں بھاگ کر گیا اور اب تک دلی
پنجاب کی فرمانروائی کا دعوی کرتا تھا ہنوز بیرم خاں جدید مفتوحہ
ملکوں کے کام کاج کا انصرام نکرنے پایا تھا کہ ناگاہ اُسکو یہہ پرچہ لگا کہ
مرزا سلیمان والی بدخشاں نے خاص کابل اور دیگر ممالک مقبوضہ
ہمایوں پر قبضہ کیا اور جب کہ اُسنے نقصان مذکورہ بالا کا تدارک چاہا
اور اُس میں فکر و تامل کیا تو ناگاہ اُسکو یہہ خبر پہونچی کہ سلطان
عدلی کی طرف سے ہیمو بقال ایک بھاری فوج اپنے ہمراہ لیکر ان دو
کاموں کے ارادہ پر روانہ ہوا ایک یہہ کہ مغلوں کو ہندوستان سے خارج
[کر]ے اور دوسرے یہہ کہ سکندر سور باغی کو گوشمالی دیوے مگر یہہ بات
[...] کہ اس لڑائی کا نتیجہ ہم پہلے بیان کرچکے یعنی پٹھانوں کو
[...]ب ہوئی اور ہیمو بقال اپنی دلاوری بہادری سے جی توڑ کر
[...]ک تیر اُسکی آنکھہ میں پیٹھا اور وہ اُسکے صدمہ سے اپنے
[...] ہوکر گرا چنانچہ وہ مقید ہوا اور اکبر کے ڈیرے میں
[...]نے یہہ بات چاہی کہ اکبر شاہ اپنے ہاتھوں کو ایسے
[...] سے رنگین کرے اور غازی کہلاے مگر جب کہ اُس

بہادر نے حریف مجروح کے قتل کرنے سے صاف انکار کیا تو بیرم خاں نے اُسکے وهم و اندیشے سے خفا هوکر ایک وار میں هیمو کا کام تمام کیا *

بعد اُسکے دلی آگرہ پر اکبر نے قبضہ کیا مگر تھوڑے عرصہ بعد اُسکو پھر پنجاب جانا پڑا اس لیئے کہ اُسکو کہیں یہہ پرچہ لگا کہ سکندر سور نے پہاڑوں سے خروج کیا اور پنجاب کے بہت سے حصہ کو دبا لیا غرض کہ پہاڑی ملکوں کے سوا تمام هموار ملک اکبر کے قبض و تصرف میں بکمال آسانی دوبارہ آگئے اور سکندر سور اپنی جان بچاکر مانکوت کے مضبوط قلعہ میں داخل هوا اور اُس قلعہ کو بڑی جانفشانی سے بچایا یہانتک کہ اکبر نے آٹھہ مہینے اُسکے محاصرہ میں گزارے مگر وہ قلعہ فتح نہوا بعد اُسکے سکندر سور نے اِس قول و قرار پر قلعہ حوالہ کیا کہ بنگالہ جانیکی مزاحمت نکرے چنانچہ سکندر سور بنگالہ کو چلا گیا جہاں پٹھانوں کا ایک خاندان اب بھی قابض و متصرف تھا *

واضح هو کہ اسی زمانہ سے خاندان تیمور کی سلطنت کا بحال هونا سمجھا جاتا هی اور حقیقت یہہ هی کہ بیرم خاں کی سعی و محنت کی بدولت وہ سلطنت بحال هوئی اور اب بیرم خاں کو اس درجہ کے اختیار اور اُس مرتبہ کی جاہ و حشمت حاصل تھی کہ محکوم کے حق میں اُس سے زیادہ ممکن و متصور نہیں *

بیرم خاں اپنی سپاهیانہ لیاقتوں اور حکومت کے زور و قوت کے باعث سے ایسی ایسی بیرونی مشکلوں پر غالب آیا تھا کہ اُس سے کچھہ کم تھوڑی همت والا سردار اُن کے دباؤ سے دب جاتا چنانچہ جو اُسکے جی میں آیا وہ کیا اور همیشہ اپنے ارادوں پر جما تھما رہا اور حقیقت یہہ تھی کہ یہہ عادات اُس میں ایسی قوی فوج کے دبائے رکھنے کے لیئے ضروری و لابدی تھیں جس میں بڑے بڑے لڑنے والے بے ٹھور ٹھکانے لوگ بھرتی تھے اور اُسکی بے انتظامی اور خود سری کا پاداش و تدارک همایوں کی عقل و شجاعت اور زور و قوت سے خارج تھا اور خصوص ایسے

وقتوں میں که ایک صغیر سن بادشاه تخت نشین هووے تو یهه احتمال غالب تها که بیرم خاں اگر ایسا مستقل مزاج نهوتا تو وه فوج اکبر کي حکومت کو زیر و زبر کرتي اور هرگز جمنے ندیتي *

غرض که نظر بوجوهات مذکوره بالا بیرم خاں کي کڑي حکومت لوگ اُس وقت تک بلا شور و فریاد اُٹهاتے چلے گئے که سلطنت کي بقاء و سلامت اُسي کي خاص حکومت سے منوط و مربوط سمجهي گئي اور جب که یهه کهٹکا باقي نرها که بدون اُسکے وه سلطنت بهت جلد افسرده پژمرده هوجاویگي تو اُسکي حکومت کي سختیوں کا اثر دلوں پر هونے لگا اور لوگوں کے مزاج اُسکي جانب سے بگڑنے لگے اور وجهه یهه تهي که یهه بیرم خاں چند ایسي ذاتي برائیاں رکهتا تها که اُنکي بدولت اُسکي حکومت سخت ناگوار هوئي یعني مزاج اُس کا تلخ و ترش اور چال ڈهال اُسکي غرور و نخوت سے مشحون و معمور تهي اور اپني حکومت کا بغایت خواهاں اور دوسریکے اختیار و حکومت سے بڑا جلنے والا اور حد سے زیاده تعظیم و تکریم کا بجبر و اکراه طالب تها اور ایسے اختیار کو دیکهه نسکتا تها جو اُسکي عنایت کے سوا کسي اور کے ذریعه سے حاصل هووے غرض که اوصاف مذکوره کے باعث سے بهت لوگ اُس کے دشمن هوگئے یهاں تک که خود بادشاه بهي برگشته خاطر هوگیا اس لیئے که بادشاه اب جوان هوتا جاتا تها اور بیل اُس کي روز روز بڑهتي جاتي تهي اور بیرم خاں کي مستقل حکومت سے بات اُسکي ایسي پهیکي پڑي تهي که اُس کے گوارا کرنے کي اُسکو هرگز تاب نه تهي *

بیرم خاں کي چند باتوں کے سبب سے جو خود مختاري اور بے انصافي سے سرزد هوئي تهیں بادشاه کا عتاب اُسکي نسبت زیاده هوا منجمله اُن کے ایک یهه بات بهي تهي که جب هیمو بقال سے آغاز سلطنت میں لڑائي هو چکي اور ملازمان دولت کو فتح نصیب هوئي تو بیرم خاں نے تردي بیگ حاکم سابق دلي کو قتل کیا حسب اتفاق اکبر اُسوقت اسلیئے

موجود نتها كه وه باز كے شكار كو گيا تها غرضكه بيرم خاں نے بادشاه كو ناچيز سمجهكر ايسے بڑے معامله ميں نام كو بهي نه پوچها اور تكلف كو بهي دخل نديا يهه تردي بيگ بابر بادشاه كے بڑے مخلصوں ميں سے گنا جاتا تها اور جب كه همايوں مارا مارا پهرتا تها تو وه همراه اوسكے رها اور ساتهه اسكا نچهوڑا مگر دلي كو بے وقت اور بے موقع خالي كرنے سے بلاشبهه مجرم هوگيا تها ايكروز ايسا اتفاق هوا كه اكبر بادشاه هاتيونكي لڑائي سے جي اپنا بهلارها تها كه ايك هاتي ميدان سے بها گا اور دوسرا هاتي حريف اسكا اسكے پيچهے لپٹا اور تماشائي لوگ انكے پيچهے پيچهے چلے جنميں اچهے برے هر قسم كے آدمي شريك شامل تهے جوں هي وه بهگوڑا هاتي بيرم خاں كے ڈيروں ميں گهسا تو كئي ڈيرے گربڑے جنسے بيرم خاں كي جان جوكهونكا كهٹكا تها چنانچهه جو لوگ اوس كے آس پاس موجود تهے اون سب كو حيراني پريشاني هوئي اور بيرم خاں يهه بات الٹي سمجهه كر كه اس سے تذليل اسكي مقصود تهي نهايت برهم هوا اور شايد اس شبهه سے كه ميري جان كا پوشيده اراده تها غيظ و غضب كهاكر مهاوت كے قتل كا حكم ديا اور تهوڑے عرصه تك بادشاه سے بهي كشاده پيشاني سے نملا اور غايت تكلف سے چيں بجبيں باتيں كرتا رها علاوه اسكے ايك بڑے درجه كے امير كو جو خود بيرم خاں كا هم قدر تها خفيف تهمت لگاكر قتل كرايا اور پهر محمد خاں خاص اوستاد بادشاه كا حج كے بهانے سے جلا وطن هوكر جان اپني بچا ليگيا غرض كه بيرم خاں كے وهمي مزاج اور شكي طبيعت سے بادشاه كے مصاحب سخت حيران اور نهايت پريشان تهے يهاں تك كه آخركار اس كے ظلم و ستم كے باعث سے انكو يهه ترنگ آئي كه بيرم خاں كے اس شك و شبهه كو جو هماري نسبت بغض و عداوت كي بابت ركهتا هى سچا كريں چنانچهه انجام اس كا يهه هوا كه خود اكبر اسبات پر آماده هوا كه آپ كو اس قيد سے آزاد كرے جس ميں وه دن رات اپني اوقات بسر كرتا هى يهاں تك كه اسنے اپنے مصاحبوں سے صلاح و

مشورت کرکے ایک امر تجویز کیا غرض که بعد آسکے ایک موقع پر شکار
کھیلنے کو گیا اور اپني والدہ ماجدہ کي ناسازي طبیعت کا بہانه کرکے دلي
کي جانب روانه هوا اور جوں هي که بیرم خاں کے رعب داب کي حدود
سے باهر نکلا تو مارچ سنه ۱۵٦۰ ع مطابق ۲۸ جمادي‌الثاني سنه ۹٦۷
هجري کو یهه اشتهار اُس نے جاري کیا که اب حکومت میںنے سنبهالي
اور اب کوئي شخص اُن حکموں کي تعمیل نکرے جو میرے حکم و
اجازت سے جاري نهوں غرض که اشتهار کے جاري هوتے هي بیرم‌خاں کي آنکهیں
کهلیں اور خواب غفلت سے بیدار هوا اور اب که وقت اُسکے ساتهه سے نکل گیا
تو اُس نے بادشاہ کا اعتماد دوبارہ حاصل کرنا چاها اور اُس کے حاصل
کرنے میں نهایت کوشش کي چنانچه دو رفیقوں کو بادشاہ کے دربار میں
بهیجا مگر اکبر اس چاپلوسي سے راضي نهوا اور اُن ایلچیوں کو دربار
میں دخل ندیا بلکه تهوڑے عرصه کے بعد اُنکو گرفتار کیا *

جب که بادشاہ اپنے وزیر سے کهلم کهلا الگ تهلگ هوگیا تو اُس کے
الگ هونے سے بہت جلد اثر پیدا هونے لگے چنانچه هر پایه کے لوگ اُس
وزیر دولت باخته سے کنارہ کش هوکر بادشاہ کے دربار میں حاضر هونے پر
مادہ هوئے اور سارا باعث یهه تها که بادشاہ کي بهلائیوں بلکه اُس کي
برائیوں سے بهي یهه اُمید اُن کو هوئي که وہ برائیاں بهي بیرم خاں کي
سخت‌گیریوں اور ناخدا ترسیوں کي نسبت خفیف و سبک هونگي *

جب که بیرم خاں کے ساتهي بکهر گئے اور ذاتي ذریعوں کے سوا کوئي
سہارا بهروسا باقي نرها تو اُس نے دوبارہ قوت حاصل کرني چاهي
اور تحصیل قوت کے لیئے طرح طرح کي تدبیریں سوچیں چنانچه یهه
ترنگ اُسکے جي میں آئي که بادشاہ کو گرفتار کرے اور بعد اُس کے
یهه سوجهي که مالوہ میں پہونچکر بجاے خود ریاست قایم کرے مگر
جو امداد اُسکے هاتهه آئي اُس کے بهروسے پر اُس ارادہ پرآمادہ نهوا اور
غالب یهه هی که وہ اس بات کو گوارا نه کرتا تها که اپني تلوار اپنے آقا کے

فرزند ار جمند پر آٹھاوے چنانچہ وہ ناگور کو بایں بہانہ روانہ ہوا کہ گجرات میں پہونچکر بعزم بیت‌الله جہاز پر سوار ہوگا *

بیرم خاں ناگور میں پہونچا اور اس آمید پر پڑا رہا کہ شاید نصیب اُس کے پلٹا کھاویں یہاں تک کہ بادشاہ کا پیغام اُس کے پاس آیا کہ تم اپنے عہدہ وزارت سے معزول کیئے گئے اور اب تمکو ہدایت کیجاتی ہی کہ بلا تاخیر آپ حج کو چلے جاویں جوں‌ہي کہ یہہ حکم صادر ہوا تو اُسنے تمام نشان اور نقارے اور ماہي مراتب وغیرہ حکومت کي علامتوں کو بادشاہ کي خدمتمیں روانہ کیا اور عام آدمیوں کي حیثیت سے گجرات کي جانب روانہ ہوا مگر بادشاہ کي کسي آیندہ حرکت سے غیظ و غضب کھا کر طبیعت کو بدلا اور تھوڑي بہت فوج اکھٹي کر کے بغاوت کا ہنگامہ علانیہ برپا کیا اور پنجاب پر چڑھائي کي مگر وہ بدبخت اُس یورش میں یوں محروم رہا کہ اُس کو یہہ توقع نہ تھي کہ خود بادشاہ اُس کے مقابلہ پر آویگا علاوہ اس کے بادشاہ نے جگہہ جگہہ اُس کي روک ٹوک کے لیئے فوجیں متعین کیں چنانچہ ایک فوج نے اُسکو ایسي شکست فاحش دي کہ وہ پہاڑوں میں بھاگنے پر مجبور ہوا اور انجام کار اُس کو ماہ ستمبر سنہ ۱۵۶۰ع مطابق محرم سنہ ۹۶۸ ہجري میں بادشاہ کے فضل و کرم کا خواہاں ہونا پڑا مگر اس موقع پر اکبر نے کمال آدمیت برتي کہ پہلے وزیر کي خدمتوں کو نہ بھولا یعنے اُس نے یہہ کام کیا کہ بڑے بڑے امیروں کو تھوڑي دور تک اُسکے استقبال کے لیئے بھیجا اور بادشاہي خیمہ میں اُس کي حاضري کا حکم دیا غرضکہ جب بیرم خاں اکبر کے سامنے حاضر ہوا تو بادشاہ کے قدموں پر گرا اور پہلي باتوں کو یاد دلا کر رو پڑا اور سسکیاں بھرنے لگا یہاں تک کہ فی‌الفور اُس کو بادشاہ نے اپنے ہاتھہ سے اُٹھایا اور دائیں طرف اپنے بٹھایا بعد اُسکے خلعت مرحمت فرماکر یہہ بات فرمائي کہ اب تیري مرضي پر یہہ بات موقوف ہی کہ کسي بڑے صوبہ کي حکومت پسند کرے یا دربار میں بڑے سے بڑے عہدہ پر

متعین رهے یا بعزت تمام حج کو چلاجاوے مگر بیرم خاں نے عقل و هوشیاري
اور فخر و امتیاز اپنا اسي میں سمجھا که حج کا جانا قبول کیا چنانچه
معقول وظیفه آس کي پرورش کے لیئے مقرر کیا گیا اور بیرم خاں گجرات
کو روانه هوا مگر جب که بیرم خاں جهاز کے ساز و سامان آماده کر رها
تها تو ایک پٹهان نے پیچھے سے آ کر کام آس کا تمام کیا اور وجهه اُسکي
یهه تهي که همایوں کے عهد دولت میں آس پٹهان کے باپ کو خود
بیرم خاں نے عین میدان میں قتل کیا تها *

بادشاہ کي مشکلوں کا بیان

اکبر نے جو بهاري بوجهه اپنے سر پر اُٹهایا وہ آٹهاره برس کے گبرو کي
تاب و طاقت سے باهر تها مگر اِس نو جوان گبرو کو دستور و معمول کي
نسبت زور و قوت اور تعلیم و تربیت نے بڑے بڑے فایدے بخشے تهے *

همایوں کے برے وقتوں میں پیدا هوا اور چچا کي قید میں پرورش
پائي اور باپ کي لڑائیوں میں دلاوري آسکي واضح اور بیرم خاں
کے عهد تسلط میں جب که حال اُس کا نازک تها هوشیاري آس کي
ظاهر هو چکي تهي طور و طریق آس کے معقول اور شکل و شمایل کا دلپذیر
اور زور طاقت کا پورا اور چستي چالاکي کے کاموں میں زبردست اورعالي
همت تها یهاں تک که جي بهلانے کے مشغلوں میں بهي بڑا زور آس سے
ظاهر هوتا تها چنانچه گهوڑوں اور هاتهیوں کے سدها نے اور شیروں اور
جنگلي جانوروں کے بگاڑ زوري مقابله کرنے میں زور آزمائي کرتا تها اور
باوصف ایسي ساده مزاجي اور شان شوکت کے شوق و ذوق کے جسقدر
که آسنے نیکنامي کي بنیادوں کو سپاهیانه کامیابي پر مبني اور متعلق
سمجھا تو حکومت کي شایستگي اور طبیعت کي دریا دلي پر بهي
آس سے کچهه کم تصور نهیں کیا اور اسي سمجهه بوجهه کے موافق عمل
درآمد کرتا رها *

اکبر کي موجودہ حالت کے قیام و استحکام کے لیئی وہ تمام اوصاف درکار تھے جو اُس میں پائی جاتے تھے *

منجملہ اُن خاندانوں کے جن جن کي سلطنت چار دانگ هندوستان میں قایم هوئي تیمور کا خاندان نہایت ضعیف اور کم زور تھا اور اُسکي بنیاد بھي مضبوط و مستحکم نہ تھي چنانچہ غور غزني کے خاندان اپني پرانی ملکي سلطنت پر مدار اپنا قایم رکھتی تھے جو هندوستان کي سلطنت مفتوحہ سے متصل تھي اور غلام بادشاهوں کے خاندان جو بلاد هندوستان میں فرمانروائي کرتے تھے بڑي پشت پناہ اُنکي یہہ تھي کہ اُنکے وطن والوں کي آمدورفت اس ملک مین برابر جاري تھي مگر خاندان تیمور کي شکل اس لیئے نئي نرالي تھي کہ باوصف اس کے کہ بابر کابل کے لوگوں سے تھوڑا بہت گھلا ملا تھا مگر مرزا کامران کے عہد دولت میں کابل کا علاقہ واسطہ هندوستان سے ٹوٹ تاٹ گیا تھا اور علاوہ اسکے ایک افغان بادشاہ نے جو خاندان تیمور کا بڑا حریف اور نہایت بدخواہ تھا افغانستان کے بڑے بڑے لڑنے بھڑنے والوں اور نیز هندوستان کے مسلمانوں کو خاندان تیمور کا دشمن بنا رکھا تھا اور اسي سبب سے جو لوگ اس خاندان کے رفیق اور طرفدار تھے وہ ایسے لوگ تھے جو غنیمت کے لوبھہ لالچ پر کہیں کہیں سے اکٹھے هو گئے تھے اور اُن کے اتحاد و اتفاق کا واسطہ رابطہ وہ موهوم فایدہ تھا جو کامیابي کے زمانہ میں تمام لوگوں کو مشترک وار حاصل هوتا تھا *

جب کہ همایوں کشور هندوستان سے بکمال آساني خارج کیا گیا تو خاندان تیمور کي وہ کمزوري بخوبي پوري هو چکي جسکا یہہ امر باعث تھا کہ وہ اپنے قدیمي ملک کي امداد و اعانت اور وهاں کے لوگوں کا سہارا بھروسا نہ رکھتا تھا یہاں تک کہ همایوں کے بیٹے اکبر کي ابتداے سلطنت میں بھي وهي کمزوري دلوں میں کھٹکتي تھي *

اکبر کي تدبیروں کا بیان

غالب یهه هی که وجوهات مذکورہ بالا کے لحاظ اور نیز اپني طبیعت کي صفائي اور طینت کي پاکي اور نکوئي کي نظر سے اکبر نے یهه ارادہ کیا که هندوستانیوں کي تمام قوموں کا سردار آپ کو بنارے اور اُس بڑي چوڑي چکلي ولایت کے رهنے والوں کو بلا امتیاز اُن کے نسل و مذهب کے ایک گروہ قایم کرے چنانچه اس معقول تدبیر کي تعمیل و تکمیل اُس کے عہد حکومت میں بڑي سعي و محنت اور نہایت میل و رغبت سے برابر هوتي رهي یعني لیاقت و حیثیت کے موافق هر درجه کا اختیار و پایه هندوؤں کو اور هر فرقے کے چھوٹے بڑے مسلمانوں کو عنایت فرماتا رها یہاں تک که تمام قلمرو میں بڑے بڑے عہدوں پر عمدہ عمدہ خیر خواہ اُس کے جگهه جگهه باتفاق باهمي معزز و ممتاز هوگئی *

یهه تمام باتیں ایسي تهیں که ظہور اُن کا ایک دراز عرصه کے بعد هوتا مگر جن باتوں پر سر دست اکبر کو مایل هونا لازم و واجب تها وہ نہایت ضروري و لابدي تهیں چنانچه سب سے پہلے یهه امر ضروري تها که اپنے سرداروں پر اپني حکومت قایم کرے دوسرے یهه که اُن ملکوں پر دوبارہ قبضه پاوے جو بادشاهت کے دخل و تصرف سے خارج هو گئی تهی تیسرے یهه که اُس ملک کے نظم و نسق میں ترتیب اور شایستگي پیدا کرے جو بے شمار انقلابوں کے باعث سے نیست و نابود هو گئے تهے *

اکبر کي عہد سلطنت کے پہلی دو برسوں میں حکومت اُس کي صرف پنجاب اور اُس ملک میں محدود و منحصر تهي جو دلي آگرہ کے آس پاس واقع تهی مگر جب که تیسرا سال شروع هوا تو بے لڑے بهڑے اجمیر اُس کے قبضه میں آئي اور چوتهے برس کے شروع میں گوالیار کے قلعه پر قبضه کیا اور بہرام کي شکست همت اور زوال دولت سے تهوڑي مدت پہلے سنه ١٥٠٦ع مطابق سنه ٩٦٦ هجري میں پٹهانوں کو خاص لکهنؤ اور نیز اُس ملک سے خارج کر چکا تها جو گنگا سے لیکر جونپور کي مشرق تک پهیلا پڑا هی *

مقامات مذکورہ بالا میں خاندان سور کے جو جو رفیق اور معاون باقي تھے شیر شاہ ثاني ولد شاہ عدلي مذکورالصدر کے تحت حکومت چلے آتے تھے اور اکبر کي حکومت پر بہت عرصہ نگذرا تھا کہ شیر شاہ ثاني بہت سي فوج لیکر جونپور کیطرف اِس اُمید پر بڑھا کہ اُس ملک کو دشمن کے قبض و تصرف سے نکال کر دوبارہ حاصل کرے جو ھاتھہ سے نکل گیا تھا چنانچہ خان زمان اکبر کے سردار نے اُسکو سکشت فاحش دي مگر آقاے نامدار کو کم سن سمجھکر اُسکي قوت اور ذریعوں کو ھیچ و پوچ تصور کیا اور منجملہ مال غنیمت کے بادشاہ کو حصہ ندیا اور اسقدر خود پرستي اختیار کي کہ سنہ ۱۵۶۰ ع مطابق سنہ ۹۶۸ ھجري کو خود بادشاہ نے اُس سردار سرکش کي گوشمالي کے لیئے بذات خود چلنا مناسب سمجھا اگرچہ بادشاہ کے پہونچنے پر چال ڈھال اُسکي سیدھي سادھي ھوگئي تھي جیسي کہ اُسکے ذمہ فرض و واجب تھي مگر نافرماني کي ایسي بري عادت پڑي تھي کہ وہ صرف اُسي وقت تک معطل رھي اور بعد اُسکے وھي رنگ ڈھنگ اُسکے ھوگئے علاوہ اُس کے مالوہ کے حاکم نے بھي خود مختار ھونیکا ارادہ کیا اور صوبہ مالوہ کي حقیقت یہہ ھی کہ یہہ صوبہ باز بہادر کے قبضہ میں چلا آتا تھا جو پٹھان بادشاھوں کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا اور بیرم خاں کے عہد حکومت میں سردار مذکور کو مالوہ سے خارج کرنیکا ارادہ ھوا تھا مگر اب بادشاہ نے پہلے کي نسبت بڑے زور و شور اور نہایت کر و فر سے اس مہم کا ساز و سامان کیا چنانچہ آدم خاں ملازم دولت نے جو اس مہم پر روانہ کیا گیا تھا باز بہادر کو شکست فاحش دیکر مالوہ سے خارج کیا † مگر وہ بھي

† اس موقع پر عجیب آشوب انگیز حادثہ واقع ھوا بیان اُسکا یہہ ھی کہ ایک ھندني باز بہادر کي معشوقہ دلنواز اور محبوبہ محبت طراز تھي اور اُسکے حسن و جمال کا یہہ شہرہ تھا کہ چار دانگ ھندوستان میں نظیر اُسکي کم یاب تھي اور جس قدر کہ یہہ معشوقہ ھندو نژاد آفت روزگار اور نہایت خوبصورت اور شیرین کار تھي اُسي قدر لایق و فایق بھي تھي یہاں تک کہ ھندي زبان کي شاعر اور اُس زبان

خان زماں کي مانند اسبات پر راضي نہوا کہ منجملہ مال غنیمت کے تہوڑا بہت حصہ بادشاہ کو نذر کرے *

جب کہ اکبر نے یہہ حال اُسکا ملاحظہ فرمایا تو وہ اس بات کا منتظر نہ بیٹہا کہ اس نافرمان سردار کي جانب سے کوئي علانیہ سرکشي ظہور میں آوے بلکہ نہایت سرعت سے آسکے لشکر میں پہونچا اور اُسکے برے ارادوں کو پورا نہونے دیا چنانچہ مئي سنہ ۱۵۶۰ ع مطابق شعبان سنہ ۹۶۸ هجري کو آدم خاں نے اس نظر سے کام ناکام آقاے نامدار کي اطاعت اختیار کي کہ وہ ایسے اچانک مقابلہ کا مقدور مقاومت نرکہتاتہا اور اکبرنے بهي قصور اُسکا معاف کیا مگر تہوڑے عرصہ بعد اُسکو مالوہ کي حکومت سے منتقل کیا اور اوستاد پیر محمد خاں کو وہ حکومت بخشي جو پہلے زمانہ میں بادشاہ کا اوستاد تہا یہہ پیر محمد خاں اس لیئے فن حکومت اور سپہ گري سے نا آشنا تہا کہ اُسنے نوشت خواند کي تعلیم پائي تہي بلکہ کوئي ایسي خوبي اُس میں موجود نتہي کہ اُس کے لحاظ سے یہہ تصور کیا جاوے کہ پہلے زمانہ میں وہ بادشاہ کا اوستاد هي هوگا جسکي بدولت وہ مرتبہ آسکو حاصل هوا یا یہہ کہ جس بڑے پایہ پر وہ اب پہنچا اُسکے مقتضي یہي تہا کہ اُس سے والا نظري اور اولعزمي ظاہر هووے غرض کہ باز بہادر نے آسپر دهاوا کیا اگرچہ پہلے پہل آسنے بڑي بڑي

میں عمدہ عمدہ شعریں کہتي تهي اور شعر گوئي میں شہرہ آفاق تهي حاصل یہہ کہ جب باز بہادر جان بچاکر بهاگا تو وہ پریزاد آدم خاں کي گرفتاري میں آئي اور جب کہ اُس نے یہہ بات اچهي طرح دریافت کي کہ آدم خاں کي منت سماجت اور نیز اُسکي دهمکیوں سے محفوظ رهنا ممکن نہیں تو اُس نے ملاقات کا ایک وقت مقرر کیا اور نہایت عمدہ پوشاک اُس نے پہني اور لطیف لطیف عطر اُسپر چهوڑکے اور ایک اچهي سیج پر ڈوپٹے کے انچل سے مونہہ اپنا ڈهانپ کر بے تکلف هوکر پاٶں اپنے پهیلائے غرض کہ وہ پریزاد ایسي طرح سوئي کہ اُس کو سہیلیوں نے یہہ تصور کیا کہ بي‌بي آرام فرماتي هیں یہاں تک کہ جب آدم خاں پہونچا اور اُس خفتہ بخت نے اُس دولت بیدار کو جگانا چاها تو اُسکو موا پایا اس لیئے کہ وہ راحت جان زهر کهاکر سوئي تهي اور آبرو کے پیچهے جان اپني کهوچکي تهي — خافي خاں

فتوحات حاصل کیں مگر دو شہروں کي خونریزي سے جنپور وہ قابض و متصرف هوا تها اپني فتوحات کو بتا لگایا حاصل یہہ کہ باز بہادر آخرکار اُسپر غالب آیا اور دریاے نربدہ میں اُسکو ڈبویا بعد اُسکے مالوہ کا صوبہ قدیم مالک کے قبضہ میں چلا گیا مگر سنہ ۱۵۶۱ ع مطابق سنہ ۹۶۹ هجري میں عبداللہ خاں اوزبک کے هاتهوں سے باز بہادر سخت مغلوب هوا جسکو اکبر نے اُسکے مقابلہ کے لیئے روانہ کیا تها بعد اُس کے تهوڑے عرصہ گذرنے پر باز بہادر نے اکبر کي اطاعت اختیار کي اس لیئے کہ اکبر کي عمدہ ملکي تدبیروں کي جہت سے یہہ علاج اُس کے مغلوب دشمنوں کے لیئے همیشہ باقي رهتا تها *

باوجود اسبات کے کہ آدم خاں حکم و حکومت سے معزول و معطل هوگیا تها مگر مزاج اُسکا سیدها نہوا تها اور وہ کهوٹ اُسکا ابتک نگیا تها چنانچہ اُس نے بادشاہ کے وزیر سے خصومت ڈهونڈہ کر ایسے کمرہ میں جو بادشاہ کے کمرہ کے متصل اور ایسے وقت میں کہ وزیر اپني نماز میں مشغول تها وزیر کے کٹاري ماري اورجوں هي کہ اکبر کے کانوں میں اس قصہ کي بهنک پڑي تو وہ اپنے کمرہ سے دوڑ کر آیا اور پہلے وار اُسنے جنجهلاهٹ سے یہہ چاها کہ اپنے وزیر کا عیوض خاص اپنے هاتهوں سے لیوے مگر جوں توں کرکے آپ کو یہاں تک روکا تهاما کہ تلوار اپني میان کي اور بعد اُس کے حکم دیا کہ اُس بلند مکان کي چهت سے قاتل کو نیچے گرایا جاوے جہاں اُس نے وہ کوتک کیا تها یہہ واقعہ سنہ ۱۵۶۲ ع مطابق سنہ ۹۷۰ هجري میں واقع هوا مالوہ کي حکومت میں عبداللہ خاں اوزبک سے بهي ایسي سینہ زوري ظاهر هوئي کہ صوبہ مذکور کي فتح پر ایک سال سے کچهہ هي عرصہ زیادہ گذرا تها کہ بادشاہ اُس سردار کوتہ اندیش کي ناشایستہ حرکتوں سے تنگ هوکر فوج کشي پر مجبور هوا اگرچہ اُس سردار نے چند مقابلہ بیفائدہ کیئے مگر انجام اس کا یہہ هوا کہ گجرات کو بهاگ گیا اور گجرات کے بادشاہ کا دامن پکڑا یہہ واقعہ سنہ

۱۵۶۳ع مطابق ۹۷۰ اور سنہ ۹۷۱ هجري میں واقع هوا اور جب کہ اور اوزبکوں نے جو بادشاهي فوج کے سردار تھے عبدالله خاں اوزبک کا یہہ حال اپني آنکھوں سے دیکھا تو وہ سخت ناراض هوئے اور اُنکے دلوں میں یہہ شبہہ پیدا هوا کہ یہہ نوجوان بادشاہ همارے لوگوں سے اس لیئے متنفر هی کہ وہ بابر کي آل و اولاد هی اور اوزبک لوگ اُس کے دشمن تھے غرض کہ اُن لوگوں نے بہت سے سرداروں سمیت اس خیال سے واویلا مچائي کہ هماري قوم کے لوگ اب ذلیل و خوار هونے والے هیں یہاں تک کہ سنہ ۱۵۶۴ع مطابق سنہ ۹۷۲ هجري میں وہ لوگ باغي هوگئے اور خان زمان مذکورالصدر اور آصف خاں امیر ثاني جو فتح گراہ واقع حد بندیلکھند بالائي نوبدہ کي بدولت حال میں معزز و ممتاز هوا تھا باغیوں کے شریک و شامل اور مدد معاون هوئے اس ریاست کي حاکم ایک بادشاهزادي تھي جس نے آصف خاں مذکور کا مقابلہ بیفائدہ کیا اور جب کہ اس شاهزادي نے یہہ دیکھا کہ فوج اُسکي تباہ اور وہ آپ زخمي هوئي تو اُس نے اس اندیشہ سے کہ وہ دشمن کے پالے نپڑے تلوار سے آپ کو هلاک کیا بعد اُسکے شهزادي کے خزانے آصف خاں کے هاتھہ آئے مگر آصف خاں نے بہت سا تغلب کیا اور جب کہ یہہ تغلب پکڑا گیا تو اُسنے بغاوت کو سنبھالا اور خبث باطن کو اوجالا *

ان باغیوں کي لڑائي میں کامیابي کي صورتیں مختلف مختلف رهیں یعني کبھي اُنہوں نے اطاعت اختیار کي اور کبھي کبھي کئي کئي سرداروں نے بغاوت کو دوبارہ پسند کیا چنانچہ انہیں قصے قضایوں میں اکبر کے دو برس سے زیادہ صرف هوگئے مگر انجام اُس کا ایسے بہادرانہ کام پر هوا جو بادشاہ فیروزمند کي خو و خصلت کے شایاں و سزاوار تھا بیان اُس کا یہہ هی کہ جب بادشاہ اکبر اس بغاوت کو بہت کچھہ پس پا کرچکا اور اُسکے بھائي مرزا حاکم نے پنجاب پر دهاوا کیا تو کام ناکام اُسکو باغیوں کے مقابلہ سے لوٹنا پڑا اور اس دهاوے کے رفع دفع میں کئي

مہینے صرف ہوئے اور جب کہ وہ پنجاب سے واپس آیا تو اُس نے اُس
ملک پر باغیوں کا قبض و تصرف پایا جسکو اُنکے قبض و دخل سے خارج
کیا تھا یعني اودہ اور الہ‌آباد کے صوبوں کا بڑا حصہ باغیوں کے دخل و
تصرف میں داخل ہوگیا تھا اگرچہ برسات کي شدت تھي مگر اکبر نے
ندي نالوں کي پروانکي اور بلا تاخیر اُنکے مقابلہ کو روانہ ہوا اور گنگا پار
اُنکو مار کر بھگایا اور جب کہ باغیوں نے آپ کو گنگا کي طغیاني کے ذریعہ
سے محفوظ سمجھا تو بادشاہ ایک غرقاب ضلع سے سخت کوچ کرکے رات
کے وقت اسطرح گنگا پار اوترا کہ وہ دو ہزار آدمي جو فوج سے آگے بڑھے
ہوتے تھے گھوڑوں اور ہاتیوں پر سوار ہوکر پار اوتر گئے اور رات بھر گھاتونمیں
چھپے رہے اور پو کے پھتتے ہي دشمنوں پر پھپل پڑے اگرچہ باغیوں کو یہہ
حال معلوم تھا کہ تھوڑے سے سوار اُنکے قریب ہي آپڑے ہیں مگر دھاوے کا
وہم و خیال بھي نتھا غرض کہ باغي لوگ نچنت بیتھے تھے اور کوئي فکر
اُنکو دامنگیر نتھي اور جب کہ ہل چل کي آغاز ہي میں خان زماں
مارا گیا اور آصف خاں پیادہ رہگیا یعني گھوڑا اُس کا کام آیا اور خود
گرفتار ہوا تو وہ غلبہ جو کثرت کي رو سے بادشاہي فوج پر اُنکو حاصل
تھا لغو و بیہودہ ہوگیا یہانتک کہ ہاتھہ پانو اُنکے پھول گئے اور ادھر اودھر
تتر بتر ہوگئے یہہ بغاوت سات برس تک قایم رہي *

کابل کے امورات کا بیان

اُس حملہ کا باعث جو کابل سے پنجاب پر واقع ہوا اور خود بادشاہ
کو اُس حملہ کي ضرورت سے مذکورالصدر باغیوں کے مقابلہ سے الگ ہونا
پڑا بہت سي پچھلي پراني باتیں تھیں بیان اُس کا یہہ ہی کہ ابوالمعالي
اور شرف‌الدین نامي اکبر کے دو سردار اوزبکوں کي بغاوت سے پہلے سنہ
۱۵۶۱ع مطابق سنہ ۹۶۹ ہجري میں ناگور کے مقام پر باغي طاغي
ہوگئے تھے یہانتک کہ بادشاہي فوج کو شکست فاحش دیکر دلي کي
جانب بڑھے چلے آتے تھے مگر آخرکار اُنکو پچھلے پیروں بھاگنا پڑا چنانچہ

وہ سخت مجبور ہوئے اور اٹک پار اُنہوں نے پناہ اپنی ڈھونڈنی اور رھي سہي فوج کو همراہ اپنے لیکر کابل میں پہونچے چنانچہ حسب تقاضاے وقت آو بیتھہ اُنکي وهاں اچھي هوئي اور بات اُنکي پوچھي گئي *

همایوں کے مرتے دم تک همایوں کے شیر خوار بیٹے مرزا حاکم کے نام پر کابل کي حکومت جیسے تیسے قایم رهي اور بعد اسکے تھوڑے دن گذرے تھے کہ اُسکے رشتہدار مرزا سلیمان والي بدخشاں نے اُسپرپورش کي جیسا کہ بیان اُسکا مذکور هوا اگرچہ بعد اُسکے جلد دوبارہ قبضہ کیا گیا مگر حقیقت میں وہ حکومت اکبر کي مطیع و محکوم نتھي کابل کي حکومت اکبر کي ماں کے تحت تصرف میں رهي اور یہہ بیگم اپنے حال نازک کي حفظ و حراست بکمال عقل و هوشیاري سے کرتي رهي یہانتک کہ جسقدر وہ خاص اپنے وزیروں سے چوکني رهتي تھي اُسقدر اوپري دشمنوں اور بیگانہ غنیموں سے نڈرتي تھي *

مرزا سلیمان کي مہم سے اکبر کي ماں کو فراغت حاصل هوئي تھي کہ یہہ باغي سردار اُسکي خدمت میں حاضر هوئے اور تھوڑي مدت گذرنے پر اسباب کي ترغیب اُسکو دي کہ اپنے کام کاج کا انتظام ابوالمعالي کو تفویض کرے چنانچہ پہلی پہلی اُس مکار بد باطن نے ایسي دانائي برتي اور ایسي چالیں چلا کہ اُن سے یہي ظاهر هوا کہ وہ بڑے کام کا وزیر هی مگر اُس پیٹ پاپي کے جي میں یہہ بات بے طرح بیٹھي تھي کہ وہ بیگم کي حکومت کو بطور مستقل قایم نرکھے چنانچہ اُس نمک حرام نے بہت جلد اپني کمک مدد کے واسطے عین کابل میں ایک فریق کو طرفدار اپنا بنایا اور بیگم کو قتل کرا دیا اور حکومت کي مسند پر مستقل هو بیٹھا بعد اُس کے مرزا سلیمان سے اعانت طلب کي گئي چنانچہ سنہ ۱۵۶۳ع میں ابوالمعالي اپني سزا کو پہونچا یعنے شکست کھاکر جان سے مارا گیا اور مرزا سلیمان ایسي چال چلا کہ کابل کا دخل و تصرف صغیرسن کے قبضہ قدرت میں بحسب ظاهر چھوڑا حقیقت میں ایک

اپنے متوسل کي سر پرستي اور رهنمائي پر کام اُس کا موقوف و منحصر رکھا جسکي حکومت ایسي سخت اور نا گوار تهي که مرزا حاکم نے اُسکي اطاعت سے سر تابي کي چنانچه مرزا سلیمان سے لڑ بهڑ کر مغلوب هوا اور کابل سے نکلا گیا یهه حال اوس لڑائي کے پچهلے برس میں واقع هوا جو اکبر شاه کو قوم اوزبک کے سرداروں سے پیش آئي تهي اگرچه مرزا حاکم نے ملازمان دولت اکبري سے اُس قدر کمک حاصل کي تهي جو بمقتضاے وقت اُس کو ممکن و متصور تهي مگر اُس نے اپنے بهائي کو باغیوں کي گوشمالي میں مصروف پاکر یهه اراده کیا که جو نقصان اُس نے کابل میں اُٹهایا بهائي کي جائداد پر قبض و تصرف کرنے سے اُس کو پورا کرے چنانچه اُس نے لاهور پر قبضه کیا اور پنجاب کا بهت سا حصه دبایا مگر انجام اُس کا یهه هوا که ماه نومبر سنه ۱۵۶۶ع میں هندوستان سے نکالا گیا اور اُسي زمانه میں ایک اچهي تبدیل و تغیر کے باعث سے کابل میں دوباره داخل هوا اور ایک عرصه تک قابضانه امن چین سے بیٹها رها *

واقعات مذکوره بالا کے زمانه اور اوزبکوں کي لڑائي کے وقتوں میں که وه ابتک پورے نه هوئي تهي ایک اور بغاوت هندوستان میں برپا هوئي جس کے نتیجے آخر کار عمده هاتهه آئے تفصیل اُس کي یهه هي که سلطان مرزا خاندان تیمور کا ایک شاهزاده جو بابر کے همراه اقلیم هندوستان میں آیا تها همایون سے باغي هو چکا تها اگرچه خود سلطان مرزا مغلوب هوکر پشیمان هوا تها اور بادشاه نے قصور اُس کا معاف فرمایا تها مگر اُسکے چار بیٹوں اور تین بهتیجوں نے سلطنت کي خرابي اُبتري دیکهه بهالکر مقام سنبهل میں جو اُن کے باپ کي حکومت گاه تهي بغاوت کا جهنڈا کهڑا کیا پهلي پهل تو بلا جد و جهد ایسے مغلوب هوئے که اُن کي جانب کا کهٹکا باقي نرها یهاں تک سنه ۱۵۶۶ع میں گجرات کو بهاگنے پر مجبور هوئے چنانچه وه گجرات میں پهونچے اور آینده

فسادوں کے بیچ ہوئی یہاں تک کہ جب گجرات فتح ہوئي تو قصہ آنکا پاک ہوا *

واقعات متفرقہ کا بیان

مذکورالصدر فسادوں کے وقتوں میں چند ایسي وارداتیں پیش آئیں کہ اگرچہ نتیجے اُن کے بڑا پایہ نہ رکھتے تھے مگر اُن کے ذریعہ سے اُس زمانہ کے عیش و عشرت کا حال اچھي طرح دریافت ہوتا ھی *

ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ شرف‌الدین کي بغاوت کے زمانہ میں ایک مشہور † درگاہ کي زیارت کو اکبر شاہ سواري پر جاتا تھا حسب اتفاق ایک تیرانداز جس کا حال اُس کے قتل کے بعد دریافت ہوا کہ وہ شرف‌الدین باغي کا رفیق و ہمراہي تھا تماشائیاں سواري کے انبوہ میں گھس بیٹھہ کر ایک جانور کو جو اُس کے سر سے اوپر اوڑا جاتا تھا بحسب ظاہر نشانہ اُس نے بنا کر بادشاہ کے شانہ کو نشانا بنایا چنانچہ اُس نے تیر جوڑ کر ایسا زور سے مارا کہ جا بادشاہ کے شانہ میں کئي انچھہ گھڑا بیٹھا غرض کہ لوگوں نے اُس کو فی الفور قتل کیا اور بادشاہ سے بہت منت‌گزار ہوئے کہ آپ اُسکے قتل کو ملتوي رکھکر سخت سخت تکلیفوں کے ذریعہ سے نام اُس شخص کا دریافت فرماویں جس نے اُس خون‌گرفتہ کو اِس ناشایستہ حرکت پر آمادہ کیا مگر بادشاہ نے یہہ فرمایا کہ ایسي صورتوں میں پوچھنے گچھنے سے مجرم لوگوں کي جگہہ بیقصور بھي پکڑے جاتے ہیں غرض کہ بادشاہ نے چہاں ہیں اُسکي نکي اور اُسکے قتل کو ملتوي نرکھا ‡ *

منجملہ اُن وارداتوں کے ایک واردات یہہ تھي کہ خواجہ معظم جو ماں کیطرف سے اکبر کا واسطہ دار تھا ایسا خشمناک اور بے قابو ہوگیا تھا کہ وہ اپني بي بي کو نہایت بیدردي اور کمال بیرحمي سے مارا پیٹا

† یعني اجمیر شریف ۱۲ مترجم

‡ خافي خاں اور اکبر نامہ

کرتا تھا یہاں تک کہ رشتہ دار اُس عورت کے بادشاہ سے شاکي ھوئے اور کہنے سننے کے بعد اُنھوں نے یہہ درخواست پیش کي کہ آپ اُس معاملہ میں دست انداز ھوکر اُس وحشي مزاج کو اسبات پر راضي کریں کہ وہ اپني بي‌بي کو اُسکي ماں کے پاس اُس زمانہ میں چھوڑے جب کہ وہ اپني جاگیر کو جاوے بعد اُسکے بادشاہ اپنے ھمراھیوں سمیت ایک موقع پر شکار کھیلنے کو گیا اور اُس نے یہہ ارادہ کیا کہ خواجہ معظم کے گھر جاکر جو دلي کے متصل واقع تھا خواجہ سے ملاقات کرے مگر وہ ظالم وحشي مزاج اکبر کے ارادہ پر پے لیگیا اور اکبر کے اُترنیکا اُس نے انتظار نکیا کہ في‌الفور اپنے زنانہ میں پہنچا اور بي‌بي کو قتل کیا یعني اُس کے کلیجے میں تلوار کو گھنگولا اور لہو بھري تلوار کو کھڑکي کي راہ سے اکبر کے لوگوں میں پھینکا اور جب کہ اکبر اُس مکان میں داخل ھوا تو خواجہ معظم کو مسلح پایا اور مقابلہ پر مستحکم دیکھا یہاں تک کہ خواجہ معظم کے ایک غلام کے ھاتھہ سے جان اُسکي بدشواري محفوظ رھي یعني وہ غلام اُس حال میں مارا گیا کہ بادشاہ پر وار اپنا لگانا چاھتا تھا غرض کہ بادشاہ اس سینہ زوري اور بیراھي سے نہایت برھم ھوا اور یہہ حکم صادر فرمایا کہ خواجہ معظم کو جمنا میں سر کے بل اُلٹا کرکے ڈبو دیں مگر جب کہ وہ ایسي طرح نہ ڈوبا تو اکبر نے رحم کھاکر ارشاد فرمایا کہ پاني سے نکالکر گوالیار کے قلعہ میں مقید کیا جاوے چنانچہ خواجہ معظم وھاں مقید رھا اور دیوانہ ھوکر مرگیا ‡ *

ایک بار ایسا اتفاق ھوا کہ اُس نے ایک سفر میں ھندو فقیروں کے دو گروھوں کو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے رسم و رواج کے موافق تھانیسر کے میلہ میں خاص ایک مقام پر جہاں ھندو ھر برس نہانے جاتے تھے لڑنے مرنے پر مستعد ھیں اور ننگي تلواریں لیئے کھڑے ھیں چنانچہ پہلے پہل بادشاہ نے ھر طرح سے اس بات پر کوشش فرمائي کہ رضا و رغبت سے تصفیہ اُنکا

‡ خافي خاں اور اکبر نامہ

هوجاوے مگر جب کہ کوئي تدبیر اُسکي راس نہ آئي اور یہہ بات بخوبي ثابت هوئي کہ یہہ لوگ آپس میں راضي نہونگے تو اُس نے روک تہام اُنکي نکي اور اُنکو لڑنے مرنے دیا اور لڑائي کا تماشا دیکھتا رہا یہاں تک کہ ایک فریق اپنے حریف پر غالب آیا بعد اُسکے اکبر نے اُس قتل عام کي روک تہام کیلیئے جو اُس غلبہ کا نتیجہ هوتا اپني سپاہ ء محافظ کو حکم دیا کہ فیروز مندوں کي لاگ ڈانٹ کرکے مغلوبوں کے تعاقب سے باز رکھے چنانچہ اس تدبیر سے وہ لڑائي خاتمہ کو پہونچي § *

بیگانہ ملکوں پر متوجہہ هونے کا بیان

جس قدر کہ بادشاہ امیروں سے لڑنے بھڑنے کے وقتوں میں شیر شاہ کے جانشنیوں سے برسر پیکار اور آمادہ کارزار تہا تاج و تخت کے قایم رکہنے میں بھي اُس سے کچھہ کم اور سرگرم نتھا یہاں تک کہ جب وہ پچیس برس کو پہنچا تو اپنے بد خواهوں کو خواہ اپنے زور و قوت سے غارت غول کرچکا یا اپنے لطف و مروت سے خیر خواہ اپنا بنا چکا اب اُسکو بیگانہ ملکوں پر مائل هونے کي فرصت هاتھہ آئي چنانچہ ۔ منجملہ اُن ملکوں کے پہلے پہل جس ملک پر وہ مائل هوا وہ راجپوتوں کا ملک تہا غرض کہ بہارا مل والي جے پور اُس سے متفق رہا یہاں تک کہ آغاز محبت میں اپني بیٹي کا بیاہ اکبر سے کیا اور اتحاد محبت کي بدولت خود راجہ اور اُس کا بیٹا بھگوانداس اکبر کي فوج میں بڑے بڑے عہدوں پر معزز و ممتاز هوئے *

بیرم خاں کے زوال دولت کے تھوڑے دنوں بعد سنہ ۱۵۶۱ ع مطابق سنہ ۹۶۹ هجري میں مارواڑ کي ریاست پر فوج کشي کي اور جبکہ میرٹا کا مضبوط قلعہ فتح هوا تو وهاں کے لوگوں پر اثر پیدا کیا مگر وہ اُس کا فائدہ نہ اُٹھاسکا اس لیئے کہ اُسکو ایسي ضرورتیں پیش آئیں کہ اُن ضرورتوں کے باعث سے لڑائي کي پیروي نکرسکا مگر اب اُس نے سنہ ۶۸ و

§ خاني خان اور اکبر نامہ

۱۵۶۷ ع مطابق سنه ۹۷۵ هجري میں چتور یعني اودے پور کے راجه پر چڑھائي کي اودے پور کا راجه اودھے سنگھه اُس زمانه میں راج کا مالک تھا جو راجه سنگا بابر کے مخالف کا بیٹا تھا مگر یهه راجه ایسا ضعیف اور دون همت تھا که جب اکبر بادشاه قریب اُسکے پہونچا تو وه راجه چتور کو چھوڑ چھاڑ کر گجرات کي شمالي پہاڑي اور جھاڑي کے ملک میں چلا گیا مگر اُس کے چلے جانے سے چتور گڈه کي فتح اس لیئے سہل و آسان نهوئي که اب بہي اُس میں بہت قوي فوج جیمل سردار کي تحت حکومت موجود تهي جو بڑا شجاع دلاور اور نهایت لائق فائق افسر تھا اگرچه چتور گڈه پہلے دو مرتبه فتح هوچکا تھا مگر میواڑ کے راجپوت اُسکو اپني سلطنت کا بڑا مقدس مقام سمجھتے تھے غرض که اکبر کمال هوشیاري اور نهایت قاعدے شناسي سے اُس قلعه کے قریب پہونچا اور جو جو خندقیں اور دمدمے اُس نے بنائے تفصیل اُنکي فرشته والے نے بیان کي هی اور وه دمدمے اُن دمدموں کے مشابهه تھے جو آج کل بلاد یورپ میں بنائے جاتے هیں حاصل یهه که وه دمدمے ایسے تھے که مخروط کي مانند اُنکے زاویه تنگ تھے اور جہاؤ وغیره کے اسطوانه نما کوٹھیوں پر قایم تھے جنمیں خندقوں کي مٹي بهري گئي تهي مگر اُن دمدموں سے یهه مقصود نتها که قلعه کے توڑنے کے لیئے اُنپر توپیں چڑھائي جاویں بلکه صرف مطلب یهه تھا که اُنکي اوٹ آڑ میں قلعه کے قریب پہنچکر سرنگیں لگائي جاویں چنانچه دو جگهه سرنگیں لگائي گئیں غرضکه جب دھاوے کے واسطے فوج آراسته پیراسته هوچکي تو اُن سرنگوں میں توڑا لگایا گیا اور قبل اُس کے یهه بات قرار پائي تهي که سرنگوں کے اوڑتے هي دھاوا کیا جاوے مگر تقدیر سے یهه امر پیش آیا که ایک سرنگ اوڑتے پائي کي تهي که ٹوٹي النگ کي جانب سے فوج نے دھاوا کیا اور عین دھاوے میں دوسري سرنگ اوڑي اور فریقین کے سپاهي تلف هوئے یہاں تک که ایسي هیبت طاري هوئي که حمله آور بھاگ آئے *

جب که وه تدبیر اکبر کي راس نه اٹي تو محاصره کا سامان دوباره کرنا پڑا مگر ایک رات ایسا اتفاق هوا که اکبر دمدموں کو دیکهه بهال رها تها تو اُس نے یهه بات دریافت کي که جیمل قلعه پر موجود اور مشعل کي روشني میں النگ شکسته کي مرمت میں جي جان سے مصروف هی چوں هي که یهه امر اُسکو ثابت هوا تو اُس نے داپ تول کر جیمل اجل گرفته کو نشانه بنایا اور ایک تیر جگر شگاف اُسپر چهوڑا غرض که قسمت نے یاوري کي که وه تیر اُسکے سر میں بیٹها اور چوں هي که اُس سردار نے قالب تهي کیا تو محصوروں نے همت هاري اور اپني معمولي کمفهمي سے ٹوٹي النگ کو چهوڑ کر قلعه میں چلے گئے اور راجپوتوں کي مانند ایک بڑي دهوم دهام سے جانیں تلف کیں یعني عورتوں کو جیمل کے ساتهه آگ میں جلایا اور آپ اپنے پانوں مسلمانوں کے هاتهوں سے مرنے کو دوڑے جو فصیلوں پر بلا مزاحمت چڑ گئے تهے چنانچه راجپوتوں کے بیان کے موافق آٹهه هزار † آدمي اور مسلمان مورخوں کے حساب سے بهت زیاده مارے گئے *

‡ یهه واقعه مارچ سنه ۱۵۶۸ع مطابق شعبان سنه ۹۷۵ هجري کو واقع هوا اگرچه اودهے سنگهه کے قبضه سے چتور گڈه دارالحکومت اُسکا نکل گیا مگر وه اپنے جهاڑي جنگلوں میں آزاد اور خود مختار رها بعد اُسکے نو برس گذرنے پر غالباً سنه ۱۵۷۸ع مطابق سنه ۹۸۶ هجري § میں راجه پرتاب سنگهه اُسکے بیٹے اور جانشین کے قبض و تصرف سے کوملمیر اور گوگنده کے قلعه نکالي گئے اور خود راجه دریاے گنگ کے قرب و جوار

---

† دو هزار راجپوت اِس غریب حکمت سے جان اپني بچا لیگئے نه اُنهوں نے جورو بچوں کو باندهه جوڑ کر اپنے آگے رکها اور محاصروں کے بیچ سے جو قلعه میں گهس گئے تهے ایسي خوبصورتي سے گذرے که گویا محاصروں کا گروه هي جو قیدیوں کے حفظ و حراست کے واسطے مقرر هوئے

‡ تاریخ فرشته اور منتخب التواریخ کو دیکهنا چاهیئے

§ ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ایک صفحه ۳۳۲ کو دیکهو

میں تھوڑي مدت تک بھاگتا پھرا مگر یہہ راجہ باپ کے برخلاف ایک چالاک اور عالي همت تھا چنانچہ آخرکار اُس نے استقلال و همت کي بدولت کامیابي حاصل کي یعني اُس نے اکبر کي وفات سے پہلے پہلے اپنے ملک موروثي کے ایسے بڑے حصه کو اکبر کے قبضه سے نکالا جو پہاڑوں اور جنگلوں سے پاک صاف تھا اور دوبارہ اُسپر قابض هوا اور اُس نئي دارالحکومت کي بنیاد اُس نے ڈالي جو اودہ پور کے نام سے مشہور هي اور آجتک اولاد اُسکي قابض متصرف هي اور منجمله راجپوت راجاؤں کے صرف اسي راجه کے خاندان نے دلي کے بادشاهوں سے بیٹي دینے کا رشته نهیں کیا بلکه تمام راجاؤں سے واسطه علاقه قطع کیا اس لیئے که وہ راجے غیر ذات سے رشته ناتے کرنے کے باعث سے اوچھے هوگئے تھے *

راجے بابوؤں سے رشته ناتے کرنیکو اکبر جي جان سے چاهتا تھا اور بڑي بڑي کوششیں کرتا تھا اور اُس کے جانشینیوں نے بھي اس سلسله کو جاري رکھا چنانچه جیپور اور مارهواڑ کے خاندانوں کي دو رانیاں اکبر کے دو محل تھے اور جہانگیر اُسکے بڑے بیٹے کي شادي جیپور کي دوسري راني سے هوئي تھي اور ایسے موقعوں پر ایک قسم کا رعب داب اُس دولهن کو دوله پر هوتا تھا اور جو اولاد اُسکے پیٹ سے پیدا هوتي تھي وہ تخت نشیني کے استحقاق و اهلیت میں اُس اولاد کي برابر گني جاتي تھي جو مسلمان بي بي کے پیٹ سے هوتي تھي اس لیئے که یهه رانیاں قدر و منزلت میں بیگمات کي برابر سمجھي جاتي تھیں تو بجاے اسکے که تبدیل مذهب اور تغیر ذات سے نفرت کیجاوے بادشاهونکي دامادي کے رشته کا اعزاز و اکرام اُن کے جیوں میں بیٹھا اور اُسکي خواهش کرنے لگے *

دوسرے برس کے اندر اندر رنتھنبور اور کالنجر کے پہاڑي قلعه فتح کیئے اورمنجمله اُنکے رنتھنبور کے قلعه پر خود چڑہ کر گیا اور جب که بعد اُسکي سنه ۱۵۷۰ع مطابق سنه ۹۷۸ هجري میں ایک موقع پر جودہ پور کي

سرحد کے پاس پہونچا تو جودہپور کے پرانے راجہ مالدیو نے اپنے دوسرے بیٹی کو استقبال کے واسطے روانہ کیا † مگر اکبر نے اُسکے آنے کو راجہ کی حاضری پوری نسمجھی چنانچہ وہ بہت برہم ہوا اور بعد اُسکے سنہ ۱۵۷۲ع مطابق سنہ ۹۸۰ ہجری میں ایسی بڑائی آسنے کی کہ وہ مستحق اُسکا نتہا یعنی بیکانیر والے راے سنگہہ کو جو خاندان جودہ پور کا چہوٹا سا رکن تہا جودہپور کی حکومت حسب ضابطہ عنایت فرمائی اور اُس کے نام پر فرمان اُسکا مرتب کیا مگر راے سنگہہ کو جودہ پور کا قبضہ نصیب نہوا بعد اُسکے جب مالدیو مرگیا تو اُسکی بیٹی نے اطاعت قبول کی اور مورد عنایات ہوا اور بڑی عزت کو پہونچا ‡

گجرات کی فتح کا بیان

تہوڑے عرصہ کے بعد اکبر اُس بڑی مہم پر مایل ہوا کہ گجرات کو اپنی قلمرو میں داخل کرے بیان اُسکا یہہ ہی کہ جب بہادر شاہ گجراتی مرگیا تو گجرات کی حکومت پر محمود شاہ ثانی بہادر شاہ کا بہتیجا متصرف ہوا اورجب محمود شاہ بہی مرگیا تو اعتماد خاں غلام اُس کا جو اگلے وقتوں میں ہندو تہا بنام نہاد ایک صغیر سن کے حکومت کا کام کاج کرتا رہا جسکو وہ محمود شاہ ثانی کا بیٹا بتاتا تہا اور مظفر شاہ ثالث کے خطاب سے پکارا جاتا تہا مگر بادشاہی سردار چنگیز خاں نے اعتماد خاں کا مقابلہ کیا اور غصب حکومت کا الزام اُسکے ذمہ لگایا اور یہہ چنگیز خاں وہ سردار تہا جسکی پناہ اُن مرزاؤں نے ڈہونڈی تہی جنکی بغاوت سنہ ۱۵۶۶ ع میں بیان ہوچکی مگر ان مرزاؤں نے ایسے ایسے بیہودہ حق جتائے اور ایسی ایسی بڑائیاں ماریں کہ آخر چنگیز خاں سے بگڑ گئی اورقصہ کہڑا ہوگیا یہانتک کہ کسی قدر کامیابی کے پیچہے گجرات سے نکالے گئے بعد اُس کے سنہ ۱۵۶۸ ع میں مالوہ کے دبانے کا جتن

---

† فرشتہ کی تاریخ

‡ ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد در صفحہ ۳۴

رادہ کیا کہ چتور گڈہ کی فتح پر تھوڑے دن گذرے تھے چنانچہ اکبر
نے تھوڑی سی فوج اُن کے مقابلہ پر روانہ کی مگر فوج کو کارگزاری
کا موقع ھاتھہ نہ آیا اس لیئے کہ چنگیز خاں کے مارے جانے کی
خبر سنکر اُن پریشانیوں سے فائدے اُٹھانے کے لیئے جو چنگیز خاں
کے بعد گجرات میں واقع ہوئیں مرزا گجرات کو لوٹ گئے وہ خرابیاں
سنہ ۱۵۷۲ ع مطابق سنہ ۹۸۰ ھجری تک برابر قایم رھیں اور
جب کہ وہ ھنگامہ فرو نہوا تو اعتماد خاں نے اکبر کی منت سماجت
کرکے یہہ بات چاھی کہ گجرات کی حکومت پر ملازمان اکبری تصرف
فرماویں اور فسادوں کی اصلاح کریں چنانچہ اکبر نے ماہ ستمبر سنہ ۱۵۷۲ ع
مطابق جمادی الاول سنہ ۹۸۰ ھجری میں دلی سے کوچ فرمایا اور
نہایت چستی چالاکی سے جالاپن میں پہنچا یہانتک کہ جب جالاپن
اور احمد نگر کے بیچ میں مظفر شاہ ثالث سے ملاقات ہوئی جو نام کا
بادشاہ تھا تو مظفر شاہ نے تاج و تخت اپنا بحسب ضابطہ اکبر کو سپرد
کیا بعد اسکے گجرات کے سرکشوں کے دبانے ستا نے اور باغی مرزاؤں کے
کے پکڑنے جکڑنے اور اُنکی فوج کے بھگانے تھکانے اور سورت کو گھیر کر فتح
کرنے میں جسکا بھار بوجھہ آپ اُس نے اوٹھایا تھا تھوڑا سا عرصہ صرف
ھوا اور سورت کے محاصرہ سے پہلے یہہ امر واقع ھوا کہ اکبر کے بھائی ہند
مرزا تھوڑی سی فوج اپنے ھمراہ لیکر اپنی فوج کے اُس بڑے حصے سے ملنے
کو جو گجرات کے شمالی جانب میں پڑا تھا روانہ ھوئے مگر اکبر نے بڑی
چالاکی برتی کہ اُنکو مراد کے پہنچنے سے پہلے جا پکڑا اور جب کہ اکبر
ایسی چستی چابکی سے جو بے تامل واقع ھوئی تھی آگے بڑہ کر دشمنوں
کے مقابلہ پر پہونچا جو زبردست اور مسلح اور ھزار آدمیوں کے لگ
بھگ تھے تو سارے لوگ آسکے اُن لوگوں سمیت جو ادھر اودھر منتشر
ھوگئے تھے ایکسو چھپن تھے غرض کہ اکبر نے حملہ کیا مگر دشمنوں نے
مار کر بھگا دیا اور ایسے تنگ کوچوں میں کھڑے ھونے پر مجبور کیا جو

جھاڑیوں کے کوچہ تھے اور جنمیں تین تین سواروں کے سوا چوتھے کا گذارا
نتھا حاصل یہہ کہ اس موقع پر دشمنوں نے اکبر کو یہاں تک دبایا کہ
ایک بار اپنے رفیقوں سے الگ بھي هوگیا اور قریب تھا کہ مغلوب هوجاوے
مگر اسکے تھوڑے سے لوگوں میں بڑے بڑے سردار اور چنے چنے دلاور موجود
تھے چنانچہ ان سرداروں کے علاوہ جے پور والا راجہ بھگوان سنگھہ اور اسکا
بھتیجا اور لی پالک راجہ مان سنگھہ اکبر کا شریک و معاون تھا بلکہ
انہیں راجاؤں کي سعي و همت کي بدولت اکبر محفوظ رہا اور کامیابي
کو پہنچا مگر مرزا لوگ اپني فوج سے جا ملے اور برس روز بعد اوسکے
وہ متفرق هوگئے اور مختلف مختلف کام انکو پیش آئے اور بھانت بھانت
کے پھل پائے چنانچہ منجملہ اونکے ایک مرزا گجرات میں مارا گیا اور
باقي بڑے بڑے مرزا هندوستان کے شمال میں بھاگ کر گئے یعني ناگور کے
پاس بروس میں راجہ رائے سنگھہ سے شکست فاحش کھاکر اپني اصلي
جاے سنبھل کو چلے گئے اور جب کہ سنبھل سے بھاگے تو پنجاب میں
لوٹ مار کرنے لگے یہاں تک کہ اٹک کي جانب بھاگی چلے گئے مگر انجام
انکا یہہ هوا کہ بادشاهي افسروں کے هاتھوں میں گرفتار هوئے اور جان سے
مارے گئے هاں ایک حسین نامي مرزا گجرات سے بھاگ کر خاندیس کے
پہاڑوں میں گیا اور ایسا گم هوا کہ موت حیات اسکي معلوم نہوئي غرض کہ
اکبر گجرات کو اپني قلمرو میں دوبارہ داخل کرکے چوتھي جون سنہ ۱۵۷۳ ع
مطابق دوسري صفر سنہ ۹۸۱ هجري میں دلي کو بامراد واپس آیا *

آگرہ میں داخل هونے پر پورا مہینا نگذرا تھا کہ بادشاہ کو کہیں یہہ
پرچہ لگا کہ حسین مرزا گجرات میں پھر داخل هوا اور گجرات کے پہلے
بادشاہ کا کوئي بڑا سردار اسکي حمایت پر کھڑا هوگیا اور اس نے بادشاهي
فوج کو ایسا کچھہ کردیا کہ حملہ کرنے کي جگہہ جان کا بچانا غنیمت
سمجھتے تھے اور حفظ و حراست کي دشواري پیش آرهي تھي اگرچہ
برسات کے موسم سے قاعدہ دان فوج کا کوچ کرنا ممکن و متصور نہوا مگر

بادشاہ نے نہایت چستي چالاکي بلکہ اس ھوشیاري اور دور اندیشئ
کے تقاضے سے جو اسکي طبیعت میں رکھي گئي تھي یہہ ارادہ کیا کہ
بلا وساطت غیر اپنے بگڑے کاموں کو سنوارے چنانچہ اُس نے دو ہزار
سوار اس تاکید سے روانہ فرمائے کہ سیدھي راہ اختیار کرکے شتاب
درشتاب آپ کو جالاپن میں پہنچائیں اور بعد اس کے ایسے تین سو
بہادر سواروں سمیت اونٹوں پر سوار ھوکر روانہ ھوا جنمیں بہت سے امیر
و سردار تھے اور یہاں تک سواریوں سے کام لیا کہ ساڑھے چار سو میل کے
سفر کو نو روز کے عرصہ میں پورا کیا اور برعکس اس خراب موسم کے نویں
روز اپني فوج کو گجرات میں اکھٹا کرکے تین ہزار آدمیوں سے دشمن کا
سامنا کیا اگرچہ فوج اسکي باغیوں کے مقابلہ میں بہت کم تھي مگر
بادشاہ کے یکایک گجرات میں آجانے سے باغیوں کو حیرت ھوئي چنانچہ
سارے باغي افسردہ ھوگئے علاوہ اس کے باغي ایک ایسے محاصرہ میں
مصروف اور ایسي بلا میں مبتلا تھے کہ محصور اُنپر حملہ کرسکتے تھے اور
بادشاہ اپني جلدي اور تندي کے باعث سے دوبارہ خطرہ میں پڑا مگر
آخر کار اُسکو کامیابي حاصل ھوئي چنانچہ حسین مرزا اور بہادر شاہ
گجراتي کا سردار اُسکا رفیق دونوں مارے گئے اور گجرات میں امن چین
ھوگیا اور اکبر آگرہ کو واپس آیا † *

---

† جب کہ اکبر اس لڑائي سے پہلے ھتیاروں سے آراستہ پیراستہ ھورھا تھا تو
اُس نے یہہ دیکھا کہ ایک نوجوان گبرو کسي راجپوت راجہ کا بیٹا ایسا بھاري زرہ بکتر
پہنے ھوئے ھی کہ وہ اُسکے بوجھہ سے دبا جاتا ھی اور بوجھہ اُسکا اُٹھا نہیں سکتا
اکبر نے سامان اُسکا لیا اور اپنا سامان اُسکو دیا جو بہت ھلکا پھلکا تھا اور ایک اور
راجہ کو بے زرہ بکتر دیکھکر یہہ فرمایا کہ تو اُس بھاري بوجھہ کي زرہ بکتر کو پہن لے
جوبیوں ھیں بیکار ھے مگر یہہ راجہ اُس گبرو جوان کے باپ کا حریف تھا چنانچہ
وہ جوان گبرو پیچ و تاب کھاکر یہاں تک برھم ھوا کہ بادشاہ کے زرہ بکتر کو ٹکڑے
ٹکڑے کیا اور یہہ بات کہي کہ مجھکو زرہ بکتر کي حاجت نہیں اب میں بدون اُسکے
لڑوں گا بادشاہ نے اُس گستاخي پر التفات نکیا بلکہ یہہ کلمہ فرمایا کہ ھرگز مجھکو
یہہ بات گوارا نہیں کہ میرے سردار مجھہ سے زیادہ جان جوکھوں میں پڑیں اور
اب یہہ مناسب ھی کہ میں بھي زرہ بکتر کي پروا نکروں — اکبر نامہ

بنگالہ کي فتح کا بیان

دوسرا کام اکبر نے یہہ کیا کہ بنگالہ کي فتح حاصل کي بیان اُس کا یہہ هی کہ سنہ ۱۵۶۰ع میں بہار کا کسیقدر حصہ شیر شاہ ثاني کے شکست کہانے پر بادشاہ کے قبضہ میں آ چکا تہا مگر باقي بہار اُس ملک سمیت جو شرقي جانب میں واقع تہا اب تک محکوم اُسکا نہوا تہا اور همایوں کي مراجعت سے پہلے پہلے بنگالہ کا یہہ نقشہ تہا کہ عدلي شاہ کے قبضہ سے نکلکر پٹہانوں کے زیر حکومت هو گیا تہا اور اکبر کے زمانہ میں داؤد شاہ پٹہان اُسپر قابض تہا جو نہایت ضعیف اور عیاش بادشاہ تہا اور وزیر اُسکا ایسا حاوي هو گیا تہا کہ اُس کے قایم مقام هونے پر آمادہ تہا مگر یہہ بادشاہ اُس زمانہ میں ملکي لڑائي میں جي جان سے مصروف تہا اوروجہہ اُس کي یہہ تہي کہ اُس نے وزیر کو قتل کیا تہا جسکي طرف سے اُس کو خطرہ تہا اور ملک والوں نے اُس سے لڑنا ٹہرایا تہا *

اکبر کو ان جہگڑوں سے یہہ فایدہ حاصل هوا کہ داؤد شاہ سے باجگذاري کا اقرار لیا مگر جب کہ چند روز امن و سلامت سے گذرے تو یہہ اوچہا بادشاہ اپني خود مختاري کا دعوی کر بیٹہا اکبر نے بذات خود چڑهنا مناسب سمجہا چنانچہ عین برسات میں روانہ هوا اور لڑائي کے سامانوں اور رسد کے ذخیروں اور تہوڑے بہت لوگوں کو گنگا جمنا کے ذریعوں سے منزل مقصود تک پہونچایا یہاں تک کہ سنہ ۱۵۷۵ع مطابق سنہ ۹۸۳ هجري میں بہار سے گذرا اور کوئي سامنے اُس کے نپڑا اورداؤد شاہ خاص بنگالہ کو چلا گیا بعد اُس کے اکبر نے اپني نائبوں کو بایں نظر چہوڑا کہ فتح کي پیروي کر کے تکمیل کو پہونچاویں اور آپ آگرہ کو چلا آیا *

بنگالہ کا هاتہہ آنا ایسا آسان نہوا جیسا کہ هاتہہ آنے سے پہلی سمجہا گیا تہا اسلیئی کہ اگرچہ داؤد شاہ † اوڑیسہ کو چلا گیا مگر بعد اُس کے

† واضح هو کہ اس مقام اوڑیسہ سے وہ تہوڑا سا ملک مراد هی جو مسلمانوں کي عہد سلطنت میں صوبہ مذکور میں داخل تہا اور اب وہ وسیع اور کشادہ هو گیا

بادشاهي فوج کا دوبارہ اُس نے مقابلہ کیا اور بہت بري طرح پیش آیا یہاں تک کہ انجام اُس نے شکست کھائي اور خلیج بنگالہ کے کناروں تک بھاگا گیا مگر باوجود اسکے اتني قوت رکھتا تھا کہ اطاعت کي شرطوں کو دب کر قبول نہ کیا اور اوڑیسہ کو اپنے لیئی قایم رکھا اس لڑائي کے مشہور سرداروں میں تو ڈرمل بھي شامل تھا جو سلطنت کے وزیر محاصل ہونے سے مشہور ہوا اور جب کہ بنگالہ میں امن چین ہو گیا تو اور سرداروں سمیت اُسکو بھي بلایا گیا اور ایک والا منصب سردار کو بنگال پر حاکم چھوڑا گیا چنانچہ یہہ حاکم صوبہ بنگال کي پراني دارالحکومت یعني لکھنوتي میں متمکن ہوا مگر لوگوں کے بھاگ جانے اور بستي کے اوجڑ پڑے رہنے سے آب و ہوا اوسکي ایسي خراب ہو گئي تھي کہ وہ حاکم مرگیا اور جانشین آسکا حکومت کے کام کاج کو پورا پورا سنبھالنے نہ پایا تھا کہ داؤد شاہ نے لڑائي شروع کي اور بنگالہ کو پامال کیا یہاں تک کہ بادشاهي فوج ایک جگہہ اکھٹي ہونے اور صوبہ بہار سے مدد مانگنے پر مجبور ہوئي حاصل یہہ کہ انجام کار ایک لڑائي ایسي پڑي کہ داؤد شاہ شکست کھا کر مارا گیا بعد آس کے روتاس گڈہ واقع صوبہ بہار جو ابتک فتح نہ ہوا تھا پورے محاصرے کے ذریعہ سے تھوڑي مدت کے بعد آس فوج کے ہاتھوں سے فتح ہوا جو آس کے محاصرے کے لیئی مقرر ہوئي تھي غرض کہ سنہ ۱۵۷۶ع مطابق سنہ ۹۸۴ ھجري میں بہار و بنگال اسلام کي حکومت میں دوبارہ داخل ہوئي اور پٹھانوں کي رهي سہي حکومت هندوستان سے معدوم ہوئي *

فوج بنگالہ کي بغاوت کا بیان

اکبر کے زمانہ میں بہار و بنگالہ کي ایسي صورت تھي کہ امن چین کا همیشہ قایم رهنا نہایت دشوار تھا اِس لیئے کہ اب بھي جنوب کا پہاڑي جنگلي خطہ اور شمال کے پہاڑ اور جنگل اور سمندر کے پاس پروس کي دلدلیں اور جنگل باغي مفسدوں کے ٹھکانے تھے مغلوں نے بنگالہ کو ابتک

مطیع اپنا نکیا تھا چنانچہ وہ پٹھان لوگ اُس میں بھرے ہوئی تھی جنکی تعداد اُن پٹھانوں کی خلوت نشینی سے بہت بڑھ گئی تھی جو تیموریوں کی ملازمت سے اُن دنوں منکر ہوگئے تھے جب کہ تیموریوں نے ہندوستان کے بالائی حصہ کو فتح کیا تھا اکبر کے سرداروں نے بہار و بنگالہ کی پریشانی سے فائدہ اُٹھایا چنانچہ اُنھوں نے پٹھانوں کی جاگیروں پر خاص اپنے لیئے قبضہ کیا اور محاصل کی نسبت یہہ فتوہ سنایا کہ جو کچھہ ملک سے حاصل ہوا تھا وہ لڑائی میں کام آیا مگر جب کہ اکبر محاملوں کی ترمیم میں مصروف تھا تو بنگال اُس زمانہ میں فتح ہوچکا تھا یہاں تک کہ حاکم بنگالہ کو یہہ حکم ہوا کہ صوبہ کا محاصل باد شاہی خزانہ میں داخل کرے علاوہ اِس کے صوبہ کی جاگیروں کی نسبت سخت تحقیقات اور اُن فوج والوں کی فہرستیں بھی بتاکید تمام طلب ہوئیں جنکے واسطے وہ جاگیریں تھامی گئی تھیں مگر فوج والوں نے تعمیل اُن حکموں کی اس لیئے نکی کہ وہ لوگ اپنے زور و قوت سے واقف تھے اور بنگالہ کو اُنھوں نے فتح کیا تھا † غرض کہ پہلے پہلے بنگالہ میں فوج کے لوگ باغی ہوئے اور بعد اُس کے بہار میں بغاوت کا ہنگامہ برپا ہوا یعنی باقی فوج بھی سرکش ہوگئی اور جب کہ اکبر نے یہہ دیکھا کہ میں اپنی فتوحات کے ثمروں سے محروم رہا اور محرومی کے سوا تیس ہزار آدمی مقابلہ کو آمادہ ہیں تو نہایت پریشان ہوا اور بعد اُس کے کہ بادشاہی جاں نثاروں کو باغیوں کے ساتھہ لڑنے بھڑنے سے بہت سے نقصان پہونچے سنہ ١٥٧٩ ع مطابق سنہ ٩٨٧ ہجری میں راجہ ٹوڈر مل کو بنگالہ پر روانہ کیا چنانچہ وہ پہلی وار اِس رعب داب کی بدولت جو اُس کو ہندو زمینداروں پر حاصل تھا کسیقدر کامیاب بھی ہوا مگر جب کہ وزیر دہلی نے روپیہ پیسے کا سخت مطالبہ کیا تو منجملہ ایسے سرداروں کے جو باغیوں سے علاقہ رکھتے تھے بہت سے سردار آپ آپ

† استوارٹ صاحب کی تاریخ بنگال و منتخب التواریخ

کو چلے گئے غرض کہ بغاوت کے قصے قضاے تین برس تک قایم رهے مگر بعد اُس کے ٹوڈر مل کے قایم مقام اعظم خاں نے وہ جھگڑے چکائی معلوم هوتا هی کہ اعظم خاں نے بہت سے باغي سرداروں کو روپیہ پیسے دیکر راضي کیا اور بہت سے مغل پٹھان سرداروں کو اُنھیں جاگیروں پر قابض رکھا جن پر وہ قابض و متصرف تھے ‡ *

مغلوں کي بغاوت کے زمانہ میں داؤد شاہ کے پرانے پرانے رفیق یہاں اپني اپني جگھہ نکمی نہ بیٹھے تھے چنانچہ جب بغاوت پر تھوڑا عرصہ گذرا تو وہ لوگ ایک شخص قتو نامي کے تحت حکومت هوکر اکھٹے هوئے اور تھوڑے دنوں میں اوڑیسہ اور علاوہ اُس کے اُس سارے ملک پر قبضہ کیا جو بردوان کے متصل دریاے دمودر تک واقع هی بعد اُس کے جب بغاوت فرو هوئي تو اعظم خاں بنگالہ سے واپس لوٹا اور راجہ مان سنگھہ اکبر کا بلایا هوا کابل سے آیا اور اس نئي لڑائي کا مہتمم مقرر هوا چنانچہ مان سنگھہ اُس ملک میں پہونچا جو پٹھانوں کے هاتھہ تلے دبا هوا تھا اور برسات کے پورے هونے تک وهاں پڑا رها جهاں اب کلکتہ بستا هي بعد اُس کے اُس کي فوج کے بڑے ٹکڑے نے دشمنوں سے شکست فاحش کھائي اور اُس ٹکڑے کا سردار اُس کا بڑا بیٹا پکڑا گیا اگرچہ مان سنگھہ کي صورت بظاهر اچھي نتھي مگر اُس کے نصیبوں نے یاوري کي کہ سنہ ۱۵۹۰ع میں قتو مرگیا بعد اُس کے عیسی نامي ایک شخص نے جو هوشیار اور برد بار تھا قتو کے بال بچوں کي سرپرستي کي اور مان سنگھہ نے اِس سردار سے یہہ عہد نامہ کیا کہ قتو کي اولاد ایسي طرح اوڑیسہ پر قابض و متصرف رهے کہ بادشاہ کي متوسل سمجھي جاوے دو برس گذرے تھے کہ عیسی بھي مرگیا اور لوگ اُس کے جانشین سے سخت متنفر هوئے اِس لیئے کہ اُس نے جگناتھہ کے مشہور مندر کے چڑھاوے کو ضبط کیا اکبر نے اُس بھول چوک کا موقع دیکھکر راجا مان سنگھہ

‡ اسٹوارٹ صاحب کي تاریخ بنگال ۱۲

کو فوج سمیت اُس جانب کو روانہ کیا چنانچہ مان سنگھہ نے بنگالہ کی سرحد پر پٹھانوں کو شکست دیکر کٹک کی جانب کو بھگایا اور بعد اُس کے کڑی کڑی تدبیریں برتیں اور کہیں کہیں جاگیریں بھی قایم رکھیں غرض کہ عمدہ عمدہ تدبیروں سے پٹھانوں کو شیشہ میں اوتارا *

سنہ ۱۵۹۲ ع میں پچھلا جھگڑا پٹھانوں نے قایم کیا اور اوڑیسہ کو دبانا چاہا مگر وہ ناکام رہے اور مراد اُن کی پوری نہ ہوئی اور اُسی زمانہ سے پٹھانوں کا دعوی باطل ہوگیا اگرچہ بعد اوس کے بھی سنہ ۱۶۰۰ ع میں تتو کے بیٹے عثمان نے سر اُٹھایا *

مرزا حاکم کی بغاوت کا بیان

اکبر کے سردار بنگالہ کے نظم و نسق میں مصروف تھے کہ اکبر کا التفات اپنی سلطنت کے دور دراز حصہ یعنی کابل پر مایل ہوا تفصیل اُس کی یہہ ہی کہ اکبر کے بھائی مرزا حاکم نے جو ایک مدت سے امن چین سے کابل پر قابض تھا اپنی حکومت کو فراخ کرنا چاہا چنانچہ اُسنے پنجاب پر دوبارہ حملہ کیا اور راجہ مانسنگھہ حاکم پنجاب اُسکی مقاومت نکرسکا اور پچھلے پہروں لاہور میں گھسنے پر مجبور ہوا یہانتک کہ خود اکبر کو بذات خود یورش کرنے اور محاصرے کے اُٹھانے اور صوبہ کو غنیم سے چھوڑانے کی ضرورت پڑی چنانچہ اکبر خود متوجہہ ہوا مگر مرزا حاکم اُسکی ٹکر نہ اُٹھا سکا بعد اُسکے فروری سنہ ۱۵۸۱ ع مطابق محرم سنہ ۹۸۹ ھجری میں اکبر نے یہہ سوچ سمجھکر کہ اب ہمارا حال ایسا نہیں کہ حریف کو بے تدارک چھوڑیں بھگوڑوں کا پیچھا کیا یہانتک کہ اٹک سے پار اوتر آگے بڑہ گیا مگر مرزا حاکم اسکا مقابلہ نکر سکا اور عین میدان سے بھاگا اور پہاڑوں میں جاکر چھپ گیا اور اکبر کا قبضہ کابل پر ہوگیا اور جب کہ مرزا حاکم سے کوئی بات بن نپڑی تو کام ناکام اکبر کی اطاعت قبول کی اور اکبر نے بھی عذر اسکا قبول فرمایا اور اُسکی حکومت

اوسیکو عنایت فرمائي غالب هی که بعد اسکی مرزا حاکم جي جان سے مطیع اسکا رهاچوں هي که باد شاه اس انتظام سے فارغ هوا تو جي پور والے راجه بهگوان داس کو پنجاب کا حاکم مقرر کرکے اگره کو واپس آیا اور سنه الیه میں وه قلعه بنوایا جو اجتک اٹک کے بڑے گهات پر قایم دایم اور اٹک بنارس کے نام سے نامي گرامي هی *

گجرات کي بغاوت کا بیان

مظفر شاه گجراتي اپني حکومت سے هاتهه اوٹهاکر بادشاهي فوج کے ساتهه اگره میں آیا اور بادشاهي دربار میں تهوڑے دنوں حاضر رها بعد اوس کے اوس جاگیر میں رهنی سهنی لگا جو اوسکے لیئے مقرر هوئي تهي اور ایسا گهل مل گیا که کوئي شک شبهه آسکي نسبت باقي نهیں رها چنانچه سنه ۱۵۷۳ ع سے لغایت سنه ۱۵۸۱ ع تک ویسے هي بادشاهي توسل میں دن گذارے مگر اور صورتوں کي مانند اس صورت میں بهي اپني فیاضي اور دریادلي سے بهت سا نقصان اکبر نے آٹهایا بیان آسکا یهه هی که گجرات میں هنگامه برپا هوا اور شیر خاں فولادي نے جو پهلے هنگاموں میں بهي شریک و معاون تها مظفر شاه کو آسپر اماده کیا که وه اپني موروثي حکومت پر قبضه کرے غرض که سنه ۱۵۸۱ ع مطابق سنه ۹۸۹ هجري میں بڑا هنگامه برپا هوا اور یهاں تک نوبت پهونچي که بادشاهي فوج اپني جگهه سے هل چلکر پٹن میں لوٹ جانے پر مجبور هوئي اور مظفر شاه احمد آباد اور بروچ بلکه سارے صوبه پر قابض هوا حاصل یه که بیرم خاں کے بیٹے مرزا خاں کو هنگامه کے دبانے کي غرض سے روانه کیا گیا چنانچه آس نے ماه جنوري سنه ۱۵۸۴ ع مطابق محرم سنه ۹۹۲ هجري میں مظفر شاه کو شکست دیکر گجرات کے آس ٹکڑے پر دوباره قبضه حاصل کیا جو هندوستان اور جزیره نماے گجرات کے بیچ میں واقع هے مگر مظفر شاه جزیره نماے گجرات کے خود مختاروں میں چلاگیا اور وهاں سے مرزاخاں کے دهاووں کو پیچهي هٹایا اور مختلف مختلف وقتوں

میں اپنے ملک موروثی کے ارادے سے حملہ کیئی گیا مگر جیسی کہ جد و جہد اسکی ضایع گئی ویسی هي بادشاهي لوگوں کي وہ سعي و محنت بھي نا کام رهي جو جزیرہ نما میں گھسنی کے لیئی عمل میں ائی تھي غرض کہ ایک عرصہ تک فریقین کي سعي و کوشش پر اسبات کے سوا کوئي فایدا مترتب نهوا کہ اگرآج کہیت انکے هاتھہ رها تو کل وہ غالب ائی اور طرفین کو طرح طرح کے نقصان پهونچی *

سنہ ۱۵۸۹ع میں اعظم خاں مذکور ایک موقع پر سمندر کے جنوبي کنارے تک پهونچا اور بڑي سخت لڑائي لڑا اگرچہ کہیت اس وقت مشتبہہ رها مگر آخرکار یہي واضح هوا کہ مغل هي پس پا هوئی بعد اس کے عہد مذکور سے چار برس اور آغاز بغاوت سے بارہ برس بعد سنہ ۱۵۹۳ع میں مظفر شاہ گجراتي جب اس وقت پکڑا گیا کہ اوسنے گجرات کے اس حصے پر دھاوا کیا تھا جو مغلوں کے قبضہ میں تھا اور جب کہ وہ شامت کا مارا آگرہ کو روانہ کیا گیا تو غیرت کے مارے عین رستہ میں اوسترے سے گلا کاٹ کر مرگیا اور دین و دنیا کا نقصان اٹھایا*

دوسرا باب

بیان ان واقعات کا جو سنہ ۱۵۸۶ع سے اکبر کے مرنے تک واقع هوئے

مظفر شاہ گجراتي کے جزیرہ نما میں بھاگنے کے بعد اکبر نے سنہ ۱۵۸۶ع میں دکن کے قصے قضایوں میں دخل دینا شروع کیا مگر جو ارادے اسنے دکن کے معاملوں کي نسبت پہلی پہل کیئے وہ پورے نهوئے چنانچہ بیان ان کا تفصیل وار آویگا اسلیئی کہ دخل مذکور کے تھوڑے دنوں بعد اکبر کو اپنے ملک کے شمالي حصہ کے کام کاج میں مصروف هونا پڑا یعنی سنہ ۱۵۸۵ع میں مرزا حاکم اس کا بھائي مر گیا اگرچہ مرزا حاکم کے بعد اس کے ممالک مقبوضہ پر قبض و تصرف کرنا چنداں دشوار نہ تھا

مگر جب که اُس کو یهه امر دریافت هوا که مرزا سلیمان اُس کے
رشته دار حاکم بدخشاں کو عبدالله خاں اوزبکوں کے سردار نے بدخشاں
سے خارج کیا تو بخوف اسکے که خدانخواسته عبدالله خاں آگے کو
بڑهائي چڑهائي نه کرے یهه ضرورت پیش آئي که کابل کو خود روانه هوا
مگر عبدالله خاں اوزبک نے بدخشاں پر قناعت کی اور آگے
کا اراده نه کیا اور جب که اکبر نے بدخشاں کي اپني موروثي حکومت
کو چهوڑنا نچاها تو دونوں کے آپس میں بني رهي اور طرفین کي
امن چین سے گذري اُن شمالي پہاڑوں میں بادشاه اب مقیم تها جنکا بہت
سا حصه اُس کي قلمرو میں شامل تها اور اسي باعث سے ایسي نئي
روش کي لڑائیوں میں مبتلا هوا که اُس کو ایسي سخت مشکلیں پیش
آئیں که ویسي کڑي مشکلیں آج تک کہیں پیش آئي نه تهیں *

کشمیر کي فتح کا بیان

منجمله کڑي لڑائیوں کے پهلي لڑائي کشمیر سے متعلق تهي جو
ایک مشہور حکومت گاه اور کوه هماله کے جگر میں بڑے چوڑے چکلے
میدان پر واقع هی اور اُن پہاڑوں کي بلندي کے نصف سے زیاده زیاده
بلندي پر بستي هی اور آب هوا اُس کي اس لیئے لطیف و پاکیزه هی
که بلندي پر واقع هی اور هندوستان کي حرارت اور بہت بلند کوهستانوں
کي برودت سے اِس لیئے محفوظ هی که چاروں طرف سے پہاڑوں میں
محصور هی اور باوصف اِس کے که کوه هماله کي برف دار چوٹیوں کے بیچا
بیچ بستي هی بیل بوٹوں سے معمور اور پهل پهولوں سے بهر پور هی اور
همیشه بہار سے سبز و شاداب رهتی هی چنانچه اکثر اوقات اُس جگهه بہار کا
موسم پایا جاتا هی مختلف ولایتوں کے درخت اُسکي زمین پر پهیلے هیں
اور سیکڑوں قسموں کے خود رو پهل پهول بڑي کثرت سے پہاڑوں اور ٹیلوں
پر جگهه جگهه پائے جاتے هیں اور اُس کے هموار خطوں کو اُن بهتی
نالوں کے ذریعه سے پاني پهونچتا هی جو پہاڑوں کي گهاٹیوں سے جهڑ جهڑ

کے بہتی هیں یا اب شاروں کي مانند آنکي چوتیوں سے بہتے هیں اور یہہ نالی مختلف مقاموں اور بخصوص آن در جهیلوں میں فراهم هوجاتے هیں جن کے کناروں کي وضع اور هیئت مختلف هی اور مصنوعي باغ آن میں بهتی پهرتے هیں غرض کہ یہہ ساري باتیں کشمیر کے فخرو عزت کے وسیلہ هیں جن کي بدولت سارے ملکوں سے سبقت لیگئي *

بڑي بڑي خطرناک راهوں میں سے اس بہشتي ٹکڑے تک رسائي ممکن هی اور باوصف آسکے دشوار گذار چڑهائي کي راہ آسکي نیچ اونچ کے هونے سے نہایت ناهموار اور تنگ پیچدار کوچوں پر مشتمل هی اور کہیں کہیں وہ راہ ایسی ٹیکروں پر گذرتي هی جن کے نیچی گہرے اور سخت تند بہنے والی دریا بہتے هیں پہاڑ کا وہ بلند حصہ جہاں سے کشمیر کي اوتار شروع هوتي هی ایک موسم میں برف کي کثرت سے نہایت صعب گزار هوجاتا هی یہاں تک کہ بعض بعض جگہہ گذرنا بهي ممکن نہیں هوتا کشمیر کي ریاست کبهي هندوؤں کے قبضہ میں برابر رهي اور کبهي تاتاریوں کے تصرف میں مسلسل چلي آئي مگر یہہ حال آس کا چودهویں صدي تک قایم رها بعد اوسکی ایک دلاور مسلمان آسپر قابض هوا اور اکبر کي یورش تک مسلمانوں کا قبضہ قایم تها † اور اکبر کو کشمیر کي امید آن نزاعوں کے باعث سے قوي هوئي جو والي کشمیر کے خاندان میں واقع هوئي تهیں چنانچہ آسنے سنہ ۱۵۸۶ ع

---

† کشمیر کي وہ مشہور تاریخ جو راج ترنکي کے نامسے نامي گرامي هی اِسلیئے بیان کے قابل پائي جاتي کہ رهي تاریخ شنسکرت میں علم تاریخ کا نمونہ هی اِس تاریخ کو چار مورخوں نے لکها چنانچہ منجملہ اُن کے پہلے مورخ نے سنہ ۱۱۴۸ میں وہ تاریخ لکهي اور اُسنے پہلے مورخوں کے حوالہ ایسے راستي درستي سے لکهے کہ اُسکي راست بیاني اعتماد کے قابل هی اور تاریخ مذکور کے پہلے حصہ میں تاریخوں کے دستور کے موافق جهوٹي جهوٹي باتیں لکهي هیں مگر سنہ ۶۰۰ ع کے قریب تک بحسب تدریج اُس کے واقعات مندرجہ ٹهیک ٹهیک هوجاتے هیں اور اُس کے بعد کے حالات واقعي سب درست هیں (ولسن صاحب کي تاریخ کشمیر مندرجہ حالات ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱۵ صفحہ ۳ و ۸۵)

مطابق سنه ۹۹۴ هجري میں اٹک بنارس سے جہاں اُن روزوں وہ موجود تھا تھوڑي سي اپني فوج مرزا سلیمان کے بیٹے مرزا شاہ رخ جسکا باپ بدخشان کي حکومت سے خارج ہوکر اکبر کے متوسلوں میں داخل ہوا تھا اور راجہ بہگوانداس اپنے سالے جےپور والے کے تحت حکومت کرکے اُس غنیمت کي امید پر روانہ فرمائي جو آپس کے خلاف و نزاع سے جوکہوں میں پڑي تھی منجملہ اُن مذکورہ موانعوں کے جنکي روک ٹوک کے باعث سے کشمیر تک رسائي دشوار تھي برف کي مار مار بھي تھي جسکے سبب سے بادشاہي فوج کا گذرنا نہایت دشوار ہوا اگرچہ وہ فوج اُس راہ سے داخل ہوئي جسکي حفظ حراست سے کشمیر والی غافل تھے مگر یہہ دشواري پیش آئي کہ کہانے پینے کے ذخیرہ ایسے پہاڑوں میں صرف ہوگئے کہ وہ سہل گذار اور بار آور نتھی علاوہ اُسکے اور ایسي مشکلیں پیش آئیں کہ اُنکي ضرورت سے والي کشمیر اور اُن دو سرداروں میں یہہ عہد نامہ لکہا گیا کہ والي کشمیر اکبر کي فضل و فوقیت کو تسلیم کرے اور آپ کو چہوٹا سمجہی اور باقي امورات ملکي میں اکبر کي جانب سے کسي قسم کي دست اندازي نہوگي مگر اکبر اس عہد نامہ سے راضي نہوا چنانچہ اُس نے دوسري فوج اُسطرف کو روانہ کي جسکو پہلي فوج کي نسبت زیادہ کامیابي حاصل ہوئي اور کشمیر کے قصے قضائی جو بہت ہي چہل پہل رہی تھے اُس کشمیري فوج تک پہونچے جو کشمیر والی کي جانب سے راہ کي نگہباني پر متعین تھي چنانچہ تہوڑي سي فوج اکبر کي فوج سے مل گئي اور باقي فوج اپني جگہہ چھوڑ کر خاص کشمیر کو چلي گئي غرض کہ جب روک ٹوک والی اوٹھہ گئے تو کشمیر اون فیروز مندوں کے ترس کہانے اور جان مال بخشنے کي محتاج و ملتجي رهي یہانتک کہ والیئے کشمیر نے اطاعت قبول کي اور دربار دلي کے امیرونمیں داخل ہوا اور صوبہ بہار میں کافي جاگیر اُسکي ضروریات کے لیئے مقرر کي گئي بعدہ اُسکے اکبر نے کشمیر کا سفر کیا اور نئي فتح کا مزا اُٹھانا چاہا چنانچہ وہ کشمیر میں گیا اور بعد اُسکے باقي سلطنت میں دو بار اور اس مرتبہ کے

علاوہ اُس باغ کی سیر فرمائی مگر اُس کے جانشینوں نے اُس دلپذیر خطے کو اکثر ہی کا ٹھکانا بنایا اور اب بھی کشمیر کو یہہ بات حاصل ھے کہ وہ تمام ایشیا بلکہ ساری دنیا میں عجیب مقام عشرت انتظام ھے *

شمال مشرق کے افغانوں سے لڑنیکا بیان

بعد اُسکے جو لڑائی کے سامان اکبر نے مہیا کیئے وہ ایسے بلا باعث نتھے جیسے کہ کشمیر کے دھاوے بلا سبب واقع ہوئی تھی، مگر اکبر کو اس لڑائی میں بڑے کڑے مقابلے پیش آئی اور بہت تھوڑی کامیابی ھاتھہ آئی شمال مشرق کے افغانوں سے یہہ لڑائی پیش آئی جو پشاور کے اُس پاس کے پہاڑی ملکوں میں بستے رہتے ھیں یہہ میدان ایسا زر خیز اور بڑا چوڑا چکلا ھے کہ ہندوستان کی پیداوار اور بلاد مغرب کی معتدل آب و ھوا پر مشتمل ھے اور اُس کے شمال پر کوہ ہندوکش کا بڑا سلسلہ اور اُسکے مغرب پر کوہ سلیمان کا بلند سلسلہ اور اُس کے جنوب پر اُن پہاڑوں کا چھوٹا سلسلہ واقع ھے جو خیبر کے نام سے مشہور و معروف اور کوہ سلیمان سے اٹک تک پھیلا پڑا ھے یہہ ٹکڑا افغانوں کے خاص ملک کا دسواں حصہ ھے اور اِس ٹکڑے کے رھنے والے برد رانی کہلاتے ھیں اور باقی پٹھانوں سے بول چال اور چال ڈھال میں نرالی تھے یعنی امتیاز اُنکا اور پٹھانوں سے چند خصوصیات کے ذریعہ سے حاصل ھے *

اس خطے کا شمالی حصہ یوسف زئی پٹھانوں کا مقبوضہ ھی اور شمال مشرقی والی افغانوں میں یوسف زئیوں کی بڑی کثرت ھے چنانچہ وہ باقی قوموں کی پہچان کے لیئے عمدہ نمونہ ھیں یوسف زئیوں کے ملک میں پشاور کا شمالی حصہ بھی داخل ھی اور پہاڑوں کے بالا بالا پھیلتا پھیلتا ہندو کشمیں وھانتک پہونچتا ھی جہاں برف کی جماوٹ رھتی ھی چنانچہ اِس خطے میں کوئی کوئی تھپلا † تیس تیس اور چالیس چالیس میل کا چوڑا چکلا پایا

† تھپلا اُس میدان کو کہتے ھیں جو پہاڑوں کے بیچ میں واقع ھوتا ھی

جاتاهے اورهر تهیلے سے اوراور تهپلے بهي ادهر اودهر کو نکلتے هیں اور یهه تهپلے کشمیر کے تهپلے سے آب و هوا اور شکل شمایل میں مقابله کرتے هیں اور ایسی تنگ راهوں پر پورے هوجاتے هیں جنکے آس پاس اونچے اونچے تیکرے کهڑے هیں یا وه راهیں جنگلوں میں جاکر غایب هوجاتي هیں ایسا ملک حمله آوروں کے لیئے نهایت صعب گزار اور موانع کي کثرت سے گلو افشار هوتا هی مگر وهاں کے باشندے بے تکلف چلتے پهرتے هیں اور تپهلوں کے راهوں سے واقف هوتے هیں یهاں تک که جهاں راه کا نام نهیں هوتا وهاں کهوج اُسکي نکالتے هیں اس خطے کے قدیم باشندے هندوستاني تهے چنانچه غالب هی که وه قدیم پارو پا مائیسس والوں کي آل و اولاد تهے اکبر کے زمانه سے تهوڑے دنوں پهلے اس خطه کو پٹهانوں نے فتح کیا اور ریاستگاه آسکو بنایا که وهاں کے باشندوں سے جو لونڈي غلام آنکے تهے بوجوهت کا کام لیا اور آپ آنکے مالک رهے بعد آس کے سو برس گذرتے پر یوسف زئیوں نے جو قندهار کے متصل رهتے تهے اور جلاوطن کیئے گئے تهے آں پٹهانوں کو آس خطے سے خارج کیا حاصل یهه که وه یوسف زئي خطے کے دبانے اور بهت سے لونڈي غلام بنانے کے باعث سے علاوه اُس خود مختاري کے جو پهاڑي لوگوں کي اصل طبیعت میں رکهي گئي مال و دولت کا نشا بهي رکهتے تهے اوراُنکي جمهوري سلطنت سے بات آنکي بهت بن پڑي تهي اگرچه هر قوم کا موروثي سردار الگ الگ تها مگر اُمن چین کے دنوں میں کوئي بات آسکو اسکے علاوه حاصل تتهي که وه اپنے لوگوں سے صلاح و مشورت کرے اور آنکي خواهشیں اور لوگوں پر جتاوے هر گانوں کے رهنے والے ملکي کار باروں کا اهتمام کرتے تهے چنانچه پنچایت کي معرفت جهگڑے چکائے جاتے تهے اور کبهي نه کسي ضرورت سے گانوں کي چوپالوں میں همیشه جمگهٹ جمتے تهے علاوه آسکے گانوں کے چوپالوں میں چار آدمي بیٹهه کر جي بهي بهلاتے تهے اور مسافروں اور مهمانوں کا اُتارا بهي رهتاتها اراضیات کي بانٹ آپس میں برابر تهي اور یهه برابري

یوں قایم رکھی جاتی تھی کہ کبھی کبھی نئی نئی تقسیمیں عمل میں آتی تھیں اگرچہ وہ لوگ هندوستانی غلاموں سے اچھے معاملے برتتے تھے مگر حکومت میں شریک نکرتے تھے اور جبسیکہ غلاموں کی نسبت چال چلن میں معزز و ممتاز تھے ویسے هی رنگ روپ کے کھرے نکھرے هونے میں بھی فضل و فوقیت رکھتے تھی *

یوسف زئیوں کے علاوہ جو جو قومیں میدانوں اور نیچے کے پہاڑوں میں جنوب کی جانب بستی تھیں اُنکی بساست پر بہت عرصہ گذرا تھا اور وہ هندوستان کے مسلمانوں سے بہت ملتی جلتی تھیں مگر کوہ سلیمان والوں میں سے کسی کسی قوم کے ملک یوسف زئیوں کے ملکوں کی نسبت بہت زیادہ ناهموار اور طور و طریق اُن کے یوسف زئیوں کی نسبت نہایت ناشایستہ اور بیکار تھے بابر نے شمال مشرق والوں کے مطیع بنانے میں بڑی کوشش کی اور تھوڑی قوموں پر کامیابی بھی حاصل هوئی مگر یوسف زئی هرگز مطیع اُسکے نهوئے اگرچہ اُس نے تالیف قلوب کی تدبیریں بھی برتیں اور اُن کے سهل گزار ملکوں پر حملے بھی کیئے مگر کچھہ کام اُس کا نہ نکلا *

وہ قصے قضاے جو اکبر کو حال میں پیش آئے اُس دینی حرارت کی ضرورت سے واقع هوئے جو تھوڑے برسوں پہلے یوسف زئیوں میں قایم هوئی تھی بیان اُسکا یہہ هی کہ ایک شخص بایزید نامی نے پیغمبری کا دعوی کیا تھا اور قران کو اٹھا رکھا تھا اور لوگوں کو یہہ تعلیم کرتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی شی موجود نہیں اور هر جگہہ وهی موجود و حاضر هی اور تمام صورتوں میں وهی ماهیئت پھیلی هوئی هی اور خداے تعالی هر طرح کی عبادت کو پسند اور رنج و محنت کی عبادتوں کو قبول نہیں کرتا مگر اپنے رسول کی اطاعت کو نہایت جد و جهد سے چاهتا هی اور بڑی تاکید اُس پر کرتا هی اس لیئے کہ پیغمبر پورا پورا اُس کا مظهر هی اور اپنے مریدوں کو یہہ عام اجازت دی تھی کہ کافروں کا مال و متاع اور اُن کی

جاگیریں تمکو مباح و جایز هیں اور اُنکے دلوں کو اس وعدہ سے خوش کیا تھا کہ ساري دنیا کي حکومت ایک دن تمکو حاصل هوگي چنانچہ بہت جلد اُس نے بڑا فرقہ قایم کیا اور نام اُسکا روشنیا رکھا اور سلیمانیوں اور خیبریوں پر حکومت اُسکي قایم هوئي اور پاس پڑوس کے لوگوں پر رعب داب اُسکا بیٹھا اور بہت مدت تک بات اُسکي بنی رهي یہانتک کہ اکبر کو اُس کے دبانے کي ضرورت پڑي غرض کہ بایزید اپني دلاوري دلیري کے سہارے اور خادموں اور مریدوں کے بھروسے میدان میں بادشاهي فوج کا مقابل هوا مگر انجام اُس کا یہہ هوا کہ اُسکے مریدوں کا قتل عام هوا اور آپ بھي شکست سے بڑي پشیماني اُٹھاکر تھوڑے دنوں کے بعد † مرگیا مگر بعد اُسکے اُس کے بیٹوں نے اُسکي گڑي هڈیوں کو اوکھاڑ کر تابوت میں رکھا اور تابوت کو کندھوں پر اُٹھاکر اپنے گروہ کے آگے آگے لیئے پھرے اگرچہ سنہ ۱۵۸۵ ع تک اُن کے پہاڑوں سے آگے رعب داب اُن کا باقي نرھا تھا مگر سنہ الیہ کے آخر میں جب کہ اُس کا چھوٹا بیٹا جلالا اپنے لوگوں کا سردار هوا تو ایسي دھوم دھام سے اُس نے سرداري کي کہ کابل کے معمولي حکام اُس کا مقابلہ نکرسکے حکومت کابل کي یہہ صورت تھي کہ مرزا حاکم کے انتقال کے بعد اُس کي حکومت بلا واسطے اکبر کے تصرف میں آئي تھي اور راجہ مان سنگھہ اکبر کي طرف سے اُسپر حاکم تھا اور اس راجہ کے حسن قابلیت کي تائید اور اُس علاقہ کا استحکام جو بادشاہ سے وہ رکھتا تھا اُس کے ملک موروثي کے فوج کي بدولت هوتا تھا مگر جلالا کے مقابلہ میں یہہ تدبیریں بھي راس نہ آئیں اور اٹک کي مہم سے اکبر کي ساري غرض یہہ تھي کہ اطراف کابل کي حکومت کو ٹھیک ٹھاک کرے چنانچہ اُس نے اسي نظر سے اُس فوج کے ٹکڑے جو اٹک کے مشرقي کنارے پر پڑي تھي متواتر چلتے کیئے اگرچہ یوسف زئي

---

† ڈاکٹر لیڈن صاحب کا بیان روشنیا فرقہ کي بابت مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد دوم صفحہ ۳۶۳

روشنیا فرقہ سے بہت دنوں پہلے لڑ جھگڑ کر اُس کے مسئلوں کا رد و انکار کرچکے تھے مگر اکبر نے پہلے پہل یوسف زئیوں سے لڑائی شروع کی *

بادشاهي فوج كي تباهي كا بيان

وہ بادشاهي فوج جو کابل کي اصلاح و درستي کي غرض سے منتخب کي گئي تهي راجه بیر بل بادشاہ کا مخلص خاص اور زین خاں بادشاہ کا رضائي بهائي بڑے سردار اُس کے تھے اور یہہ مہم ایسي قدر و منزلت کي سمجهي گئي تهي کہ ابوالفضل لکھتا ہی کہ همارے اور بیربل کے درمیان میں یہہ گفتگو پیش هوئي کہ فوج کے دو ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑے کا افسر کون آدمي مقرر هووے چنانچہ میں نے اور بیربل نے قرعہ ڈالے اور جب کہ بیربل کے نام کا قرعہ نکلا تو مجهکو بڑا رنج اس کا هوا کہ یہہ مرتبہ مجهکو نہ ملا ابوالفضل کا بهائي فیاضي فوج کے همراہ گیا † اور اُن ملکوں کو روند سوند کر برابر کیا جو پہاڑي ٹیکروں سے پاک صاف تھے مگر جب کہ بیربل ایک تهپلے میں پہونچا تو اُس نے آپ کو درجہ بدرجہ ایسے اوکهی گهاٹیوں میں پهنسا پایا کہ وهاں سے نکلنے کي صورت نہ تهي چنانچہ کام نا کام اُس نے مہم کو چهوڑا اور میدان کي طرف پیچهے لوٹنے پر مجبور هوا مگر زین خاں مستقل رها کہ بہت سے ناهموار اور سہمگین پہاڑوں میں اُس نے راهیں نکالیں اور ایک ایسے مقام میں دمدمہ بنایا کہ پاس پروس کے قابو کے واسطے عمدہ موقع تها هاں فوج اُسکي روز روز کي هار تهکن کے مارے ایسي ماندي هو گئي اور حریفوں کي ترقي روز افزوں اور شوخي و شرارت گوناگوں کے باعث سے ایسي دب گئي کہ زین خاں بهي بیربل سے جاملنے پر مجبور هوا غرض کہ نوبت یہاں تک پہونچي کہ اگر اور کمک نہ آتي تو دونوں سردار آپسمیں مل جل کر بهي لڑائي کو قایم نہ رکهہ سکتے *

---

† اکبر نامہ ۱۲

جب کہ دونوں سردار آپسمیں مل گئے اور کمک بھی آ گئی تو دوبارہ حملہ کی تدبیر کی گئی مگر بیربل نے زین خاں کی فہمایش کو اس لیئے نمانا کہ وہ باطن میں زین خاں سے صاف نہ تھا چنانچہ زین خاں کی نہایت فہمایش کے خلاف پر یہہ امر تجویز کیا کہ تمام فوج کو ایک قوی دھاوا کرنے سے جوکھوں میں ڈالے غرض کہ فوج اس ارادے پر پہاڑوں میں گھس گئی اور بہت جلد ایک مضبوط رہگذر پر پہونچی جس پر بیربل چڑھ گیا تھا مگر جب کے دن بھر کی دوڑ دھوپ اُتھاکر پہاڑ کی چوتی پر پہونچا تو پٹھانوں نے ایسے زور وھمت سے حملہ کیا کہ لوگ اُسکے ڈانواںڈول ہو گئے اور جوں توں کر کے میدان کی طرف دوڑے اور زین خاں پر بھی اُسیوقت جو اُس رہگذر کے دامن میں ٹہر گیا تھا حملہ کیا گیا مگر اُس نے تمام رات اور کسیقدر دوسرے دن بڑی محنت اُتھا کر آپ کو بچائے رکھا یہاں تک کہ دونوں سردار ایک جگہہ پر ملے اور بکھری فوج کے اکھٹے کرنے میں مصروف ہوئے بعد اُس کے زین خاں کی راے اس پر جم گئی کہ دشمن کی اطاعت میں مصلحت ہی مگر بیربل راضی نہ ہوا اور زین خاں اُسکے سمجھانے پر غالب آیا اور جوں ہی کہ بیربل کو یہہ بات ثابت ہوئی کہ اب پٹھانونکا یہہ ارادہ ہی کہ رات کو چھاپا ماریں اور بادشاہی فوج کو پورا پورا تباہ کریں تو اُس نے زین خاں سے مشورت کی بات چیت نہ کی اور فوج کو لیکر بلا تحاشا روانہ ہو گیا اور ایک ایسی گھاٹی سے رستہ نکالنا چاہا جسکے ذریعہ سے میدان میں پہونچنا ممکن و متصور تھا اور غالب یہہ ہی کہ یہہ بری خبر اُس نظر سے اوڑائی گئی تھی کہ بیربل اپنے لوگوں سمیت دغا کے جال میں پھنس جاوے اِسلیئے کہ بیربل اُس رستہ کے پہلے سرے سے کچھہ تھوڑی دور آگے بڑھا تھا کہ پتھروں کی مار اور تیروں کی بوچھار اُس پر پڑنے لگی اور پٹھان لوگ اُن پہاڑوں کے کناروں سے تلواریں لیکر بیر بل کے حیرت زدہ سپاہیوں پر پہل پڑے اگرچہ بیربل

نے فوج کي ترتیب و انتظام کي بقاء و سلامت میں بہت سي جد و جہد اُٹھائي مگر آسکي سعي و کوشش پر کوئي فائدہ مترتب نہوا اس گھاٹي سے بھاگنے میں ایسي افرا تفري پڑي کہ انسان اور جانور آپس میں لت پت ہو گئے اور انجام اُس کا یہہ ہوا کہ بیربل مشہور سرداروں سمیت اُس جگہہ مارا گیا اور سیکڑوں آدمي جان سے گئے اور بہت سے تباہ ہو گئے اگر یہہ شامت کے مارے بالکل نا کام رہے مگر زین خاں بھي کامیاب نہ ہوا اور میدان میں تہرا رہنا اُس کا کچھہ کام نہ آیا اس لیئے کہ اگرچہ زین خاں دن بھر ترتیب و قواعد کے ساتھہ اپني فوج کو تیراندازوں اور گوپیہ بازوں اور توڑے دار بندوق والوں کے بیچ میں بڑھائے چلا گیا مگر جوں ہي کہ شام ہوئي تو تھوڑے دم لینی پر پٹھانوں کي نخیخاں بلند ہوئي اور چاروں طرف سے پٹھانوں پٹھانوں کا شور آسمان تک پہونچا غرض کہ فوج اُس کي رات کے اندھیري میں تتر بتر ہو گئي اور کچھہ لوگ اُس کے جان سے مارے گئے اور خود زین خاں پا پیادہ بدشواري تمام اٹک تک پہونچا † *

جب کہ یہہ وحشت اثر خبر بادشاہ کے لشکر میں پھیلي تو سارے

---

† اکبرنامہ منتخب التواریخ خافي خاں یقین واثق ہی کہ حال اس واقع کا تفصیل سے ابوالفضل کو دریافت ہوگا مگر اس لیئی کہ یہہ فکر اُس کو دامنگیر تھي کہ بادشاهي فوج کي بدنامي بہت کم شہرت پاوے اور کوئي بات ایسي نہ لکھي جاوے جس سے بیربل کي کم فہمي اور نا رسائي سمجھي جاوے اور بات اُسکي پھیکي پڑي تو اُس نے اس واقع کو ایسا پریشان و پراگندہ قلم بند کیا کہ ایک قول اُسکا دوسرے قول کے مخالف ہی چنانچہ جو نقصان اور قصور اُس کے بیان میں پایا گیا اُس کو میں نے منتخب التواریخ سے پورا کیا اور نقصان اِس لیئے اُس سے نسبت کرتا ہوں کہ اُس نے بادشاهي فوج کي تباهي اگرچہ بڑي شرح و بسط سے بیان کي مگر اُس کے اخیر میں یہہ لکھہ دیا کہ بادشاهي فوج کے کل پانسو آدمي کام آئے اور خافي خاں نے ایسي یاوہ گوئي کي کہ چالیس پچاس ہزار آدمیوں میں سے کوئي زندہ نہ رہا معلوم ہوتا ہی کہ کوہستان سوات کي کراکورا اور بلندزئي راہوں میں یہہ شکست واقع ہوئي *

لشکر میں شور و غوغا بلند هوا اور بڑي پریشاني جابجا منتشر هوئی اور بادشاہ نے اپنے بیتی مراد کو برهنموني راجه تودرمل کے پٹھانوں کي روک تھام کے واسطے روانه فرمایا اور جب که داوں سے وہ پہلي هیبت اُتھه گئي تو شاهزادہ مراد کو بلایا گیا اور ساري فوج کو راجه تودر مل اور راجه مانسنگه کے زیر حکومت چھوڑا گیا *

بیربل کے مرنیکا رنج اسقدر اکبر کے دل پر بیتھا که وہ کسي شے سے تسلي نپاتا تھا چنانچه بهت مدت تک بیقرار رها اور زین خان کي صورت سے ناراض تھا اور جب که ڈھونڈ بھال کے بعد اُسکي لاش کا پتا نه لگا تو ایک مرتبه یهه خبر اوڑي که وہ قیدیوں کے سلسله میں بقید حیات هی چنانچه بادشاہ نے اِس خبر کي تفتیش و تفحص میں بڑي سعي و محنت کے ذریعه سے ایسا شوق اپنا جتایا که مدت کے بعد ایک فریبي آدمي بیربل کے نام سے پیدا هوا اور جب که یهه جعلي بیربل بھي بادشاہ کي حصول ملازمت سے پہلے پہلے مرگیا تو بادشاہ نے دوبارہ ماتم کو تازہ کیا اور اپنے دوست کے رنج و الم میں دوبارہ ماتمي لباس پهنا اور حقیقت یهه تھي که جیسي جودت قابلیت اور حسن لیاقت اُس کا عنایات سلطاني کا محرک و باعث تھا تو مخلصانه صفات اور همزادانه عادات اُس کے بھي کچھه کم نه تھے اور بیربل ایسا لطیف ظریف آدمي تھا جس کي باتیں اور کهاوتیں اب تک هندوستان میں جاري ساري هیں † *

یوسف زئیوں نے اپنے فائدوں کي پیروي کا ارادہ نه کیا یعني وہ لوگ آگے کو نه بڑھے اور راجه تودرمل اور راجه مان سنگه نے کابل کے مختلف حصوں میں پڑاؤ ڈالی اور مورچے بنائی اور طرح طرح سے اُنکو مضبوط و مستحکم گردانا اور یوسف زئیوں کو اُن کے میدانوں میں کھیت کیار کے کام سے معطل رکھا غرض که اِن تدبیروں سے بقول ابوالفضل کے وہ لوگ

† منتخب التواریخ

اطاعت غیر مشروط پر مجبور هوئی چنانچه چند روز آپس میں قول وقرار قایم رهے جنکے قایم هونے سے راجه مان سنگهه کو جنوبی مغربی پهاڑوں میں روشنیا فرقه جلالا کے مریدوں سے لڑائی کرنیکا موقع هاتهه آیا *

غرض که سنه ۱۵۸۶ ع مطابق سنه ۹۹۵ هجري عین گرمي کے موسم میں راجه مان سنگهه نے روشنیا فرقه والوں پر چڑهائي کي اور بہت سي جان جوکهوں اُٹهاکر کسیقدر کامیابي کو پهونچا مگر وه فرقه اپني بات پر قایم رها اور کسي طرح کا تغیر اُن کے حال و حقیقت میں موثر نه هوا اور آینده سال یعني سنه ۱۵۸۷ ع تک اکبري سلطنت کي فوقیت و عظمت بحال نه هوئي یہاں تک که اُسي سال میں دو فوجوں کے دهاوے برابر هوئی چنانچه پہلے راجه مان سنگه نے جانب کابل سے حمله کیا اور دوسرا دهاوا اُس فوج کا هوا جسکو بادشاه نے اِس غرض سے روانه کیا تها که وه نمک کے پهاڑوں کے جنوبي جانب سے اٹک پار اوتر کر دشمنوں کي پشت پر دهاوے کریں غرض که اب جلالا کو پوري شکست نصیب هوئي مگر فی‌الفور اُس نے اپنے کام کو سنبهال کر کئي برس تک لڑائي کے کار خانے جاري رکهے علاوه اُسکے لڑائي کے کارخانوں کو گاه بیگاه اُن قصے قضایوں سے امداد اعانت پهونچتي رهي جو بادشاه اور یوسف زئیوں میں واقع هوتے رهے مگر وه قصے قضائے ایسے تهے که کوئي مستقل اثر اُن پر مترتب نه هوا غرض که سنه ۱۵۸۷ ع سے لغایت ۱۶۰۰ ع تک جلالا اور اکبر میں لڑائیاں بهڑائیاں قایم رهیں اور اِس عرصه میں معلوم هوتا هی که اکبر کے ملازموں نے زرخیز میدانوں اور تهپلوں کو روشنیا والوں کي کهیتي باڑي سے معطل رکها اور اسي نظر سے یعني سامانوں کي قلت اور ذخیروں کي کمي سے اُن قوي ملکوں کے چهوڑ نے پر جن پر جلالا قابض و متصرف تها اور ایسي کڑي لڑائیوں کے لڑنے پر جن میں پهاڑوں کي اوٹ آڑ کے باعث سے دشمن کو غلبه حاصل نهووے کام ناکام جلالا مجبور هوا یہاں تک که

کئي مرتبه کافروں کے پہاڑوں میں پناہ اُس نے ڈھونڈھي اور ایک بار اوزبکوں کے سردار عبدالله خاں اوزبک کے دربار میں حاضر هوا اور باوصف اِس کے همیشه لوٹ مار کرتا رها اور روز روز چھاپے مار تا رها یہاں تک که سنه ۱۶۰۰ع میں ایسي قوت اُس کو حاصل هوئي که اُس نے غزني پر قبضه کیا *

یہه مہم سب سے پچھلي مہم جلالا کي تھي اِس لیئے که جلالا بہت جلد غزني سے خارج کیا گیا اور جب اُس نے دوبارہ قصد اُس کا کیا تو ایک قوي مدافعت کے ذریعه سے بھگایا گیا اور جبکه وہ پچھلے پیروں بھاگا تو اُسکا پیچھا دبایا گیا یہانتک که وہ کسي امن چین کي جگہه پہونچنے نپایا تھا که تقدیر سے پکڑا گیا اور جان سے مارا گیا *

یہه مذهبي لڑائي جہاں گیر اور شاهجہاں کے وقتوں تک قایم رهي یہاں تک که روشنیا والوں کے جوش خروش هوچکے اور کر فر اُنکي دب دبا گئي مگر پٹھانوں کي اصلي آزادي جس کا مخرج و منشاء روشنیا والوں کي کامیابي اور سینه زوري نتھي بجاے خود قایم رهي چنانچه شمال مشرق کي قومیں عالمگیر کے عهد دولت میں ایسي زبردست اور قوي صولت هوگئیں که وہ بات اُن کو کسي وقت اور کسي حالت میں حاصل نهوئي تھي اور یوسف زئیوں نے مغل بادشاهوں کے بڑے بڑے دھاوے اُٹھاے اور علاوہ اس کے ایران و کابل والے بادشاهوں کي کڑي کڑي مصیبتیں جھیلیں مگر باوصف اس کے اپني ایسي خود مختاري کو قایم رکھا اور لوگوں کو مضرت † پہنچاتے رهے اور آج تک بلا کم و کاست اُنکي

† جیسے که ابوالفضل نے بیان اُن لڑائیوں کا قلم بند کیا وہ اُسکي خوشامد گوئي اور مختلف بیاني کا عجیب و غریب نمونه هی چنانچه بیربل کي مصیبت یعني پہلے برس کي لڑائي کے بعد هي وہ لکھتا هی که اونچے اونچے مقام افغانستان کے باغیوں کے خس و خاشاک سے پاک و صاف هوگئے یعني بہت سے باغي مارے گئے اور بہت سے ایران توران کو بھاگ کر چلے گئے یہاں تک که سوات اور باجور اور تیراہ کے ملک افاغنه ملاعنه سے پاک هوئے جو میووں کي بے پایاني اور پیداواري کي فراواني سے شاید

قوت قایم ھی وہ لڑائي جو پچھلے دنوں میں جلالا سے قایم رھي کچھہ ایسي بڑي لڑائي نتھي کہ بادشاھي فوج کو پاس پروس کے دبانے میں مصروف ھونے سے معطل رکھے چنانچہ جلالا کے مرنے سے کئي برس پہلے بڑے پایہ کے ملکوں سند اور قندھار پر ملازمان اکبري کا پورا پورا تصرف حاصل ھوگیا تھا *

سند کي فتح کا بیان

بیان اُس کا یہہ ھی کہ † سند کا صوبہ ارغونیوں کے دخل و تصرف سے نکلکر ادھر اودھر کے دلاور سپاھیوں کے قبض و تصرف میں داخل ھوگیا تھا اور جب کہ خود اُن لوگوں میں قصے قضائے قائم ھوئے تو اکبر نے اُس باب میں نہایت کوشش کي کہ شاھان دالي کے پورانے صوبہ کو اپنے قلمرو میں داخل کرے غرض کہ جب وہ لاھور میں قیام پذیر تھا تو سنہ ۱۵۹۱ع مطابق سنہ ۹۹۹ ھجري میں ایک فوج اُس نے مقام لاھور سے بایں غرض روانہ فرمائي کہ شمال کي جانب سے سند میں داخل ھووے اور سہسوان کے قلعہ کا محاصرہ کرے جو سند کے پائین جانب کي کنجي اور صوبہ کي حفظ و حراست کا بڑا مقام تھا مگر والي سندہ نے وہ ارادہ پورا ھونے نہ دیا اس لیئی کہ وہ سردار اپني فوج کو ایسي جگہہ لایا اور موقع پر اُس نے مورچے جمائے کہ استحکام مکان کي جہت سے اکبر کے لوگ اُس پر دھاوا اور خود مخالف کے قریب موجود ھونے کے سبب سے اُس مقام کا محاصرہ نہ کرسکے مگر اکبر کي دانائي کام آئي کہ

نظیر اپنا نہیں رکھتے مگر باوصف اسکے کہ اس بیان سے لڑائي کا تمام ھونا صاف‌صاف معلوم ھوتا ھی بعد اُس کے بھي مختلف مختلف واقعونکو بیان کیا جو آیندہ کے پندرہ برس میں واقع ھوئے بلکہ اُس نے اکبر کے چاردہ سالہ قیام پنجاب کي وجھہ بھي یہي لکھي ھی کہ ایک زمانہ میں روشنیا فرقہ کے دبانے میں اور دوسرے زمانہ میں شمالي پہاڑ کے باشندوں کے مغلوب کرنے میں مصروف رھا (بھامبز صاحب کا قلمي ترجمہ اکبر نامہ کا)

† اِس کتاب کے تتمہ میں سندہ کا حال ملاحظہ کرنا چاھیئے

وہ دشواري یوں رفع ہوئي کہ اُس نے ایک اور فوج اِس غرض سے روانہ کي
کہ امر کوٹ کي طرف سے سند میں داخل ہووے غرض کہ والي سند کي
التفات و توجہہ کو پریشان و پراگندہ کر کے اُن فائدوں سے محروم اُسکو
رکھا جو اُسکو اُس موقع خاص سے حاصل تھے یہاں تک کہ تھوڑے عرصہ
بعد یعني سنہ ۱۵۹۲ ع مطابق سنہ ۱۰۰۰ ہجري میں سند کے تسلیم کرنے
پر مجبور ہوا چنانچہ اُس نے عمدہ عمدہ شرطوں پر اطاعت قبول کي
اور اکبر نے بھي اپنے دستور کے موافق اپنے امیروں میں اُسکو داخل کیا *

اکبر نامہ میں مذکور ھی کہ سند والے سردار نے پرتگالي سپاہیوں کو
اِس لڑائي میں لڑایا اور دو سو ہندوستانیوں کو یورپ والوں کي وردي
سے آراستہ کیا چنانچہ قاعدہ داني اور وردي کي حیثیت سے وھي سپاھي
یورپ والوں کے پہلے پہلے ہندوستان میں نمونہ تھے اور نیز بیان کیا گیا کہ
اُسي سردار نے خاص ایک قلعہ کي حفظ و حراست کے لیئے عرب والوں
کو معین کیا تھا اور پہلے پہل اسي موقع پر عرب کے لوگ اقلیم ہندوستان
میں ملازم ہوئے اور بعد اُس کے اُنکي بڑي قدر و منزلت ہوئي *

قندھار کي فتح کا بیان

تفصیل اس اجمال کي یہہ ھی کہ ھمایوں کے قبض و تسلط کے بعد
ایران کے بادشاہ نے چند مرتبہ قندھار کا ارادہ کیا مگر اکبر کے آغاز دولت
تک مراد اُسکي پوري نہ ہوئي اور سعي اُسکي ضایع ہو گئي اور جبکہ
قندھار اور ہندوستان کي سلطنتیں بانٹ چونٹ کے بعد الگ تھلگ
ہو گئیں تو شاہ ایران کا مطلب پورا ہوا یہاں تک کہ شاہ عباس کے
آغاز سلطنت میں قسم مذکور کي خرابي پھیلي اور اکبر کو ویساھي موقع
ہاتھہ آیا غرضکہ ایراني سرداروں میں بہوت بڑي اور ایک سردار اُن میں سے
ہندوستان کو بھاگ آیا اور تھوڑے دنوں بعد اکبر کے دربار سے سارے سردار
ایراني موافق ہوئے اور انجام اُسکا یہہ ہوا کہ سنہ ۱۵۹۴ ع مطابق سنہ
۱۰۰۳ ہجري میں قندھار اور اُسکا سارا پرگنہ بیٹھے بٹھائے اکبر کي قلمرو میں

داخل هو گیا اور جو که شاه عباس اپني قلمرو کے دهندوں میں مصروف
تها تو اُسکي طرف سے کوئي قصه قضایا پیش نه هوا بلکه اوزبکوں کي لاگ
ڈانٹ کي غرض سے اکبر کي امداد و اعانت کا خواهاں هوا اور خط
کتابت کا سلسله دوباره جاري کیا جو بهت عرصه سے باهم جاري نه رها
تها اور بجاے خود صبر و تحمل کر کے قندهار کے دوباره حاصل کرنے کا
متوقع بیٹها مگر اکبر کے مرنے تک وه توقع پوري نه هوئي *

قندهار کے فتح هونے اور قلمرو میں آ جانے سے اٹک پار کي موروثي
سلطنت پر پورا قبضه حاصل هوا اور شمال مشرق کے پٹهانوں سے لڑنا
جهگڑنا پہاڑوں پر باقي رها اور اسي زمانه کے قریب هندوستان خاص
کي فتح بهي پوري هو چکي تهي چنانچه سنه ۱۵۹۲ع میں سند پر فتح
پائي تهي اور اسي زمانه کے قریب وه پچهلي بغاوت پس پا کي گئي
جو کشمیر میں برپا هونیکو آماده تهي اور اوڑیسه کے مطیع هونے سے بنگاله کي
فتح بهي پوري هو گئي تهي اور شاه گجراتي کے سنه ۱۵۹۳ع میں
مرجانے سے گجرات کے شور و فساد خاتمه کو پهونچے تهے غرضکه سارا
هندوستان خاص آب نربده تک اکبر کے قبض و تصرف میں اُس سے
زیاده داخل هوا که پہلي بادشاهوں کے دخل و تسلط میں آیا تها مگر
اودهے پور کا راجه مطیع اُس کا نه هوا تها باقي سارے راجے بابو رشک
و حسد کي باج گذاري سے نکل کر رفیق اُس کے هو گئے تهے *

دکن کي مهم کا بیان

بعد اُس کے اکبر کا یهه اراده هوا که اپني حکومت کو دکن تک
پهیلاوے چنانچه اُسنے سنه ۱۵۸۶ع میں مرتضی نظام شاه احمد نگر کے
چوتهے بادشاه کے بهائي برهان شاه کي امداد و اعانت کي حامي بهري
جو اپنے بهائي نظام شاه کے مختل الحواس هونے سے انصرام حکومت کا
دعوی کرتا تها مگر جو فوج اکبر نے دعوی مذکورالصدر کي درستي
سر سبزي کے لیئے مالوه سے روانه کي وه نا کام رهي اور برهان شاه اکبر کي

حفظ و حمایت میں کئی برس تک محفوظ رہا اور جب کہ نظام شاہ
اُس کا بھائی سنہ ۱۵۹۴ ع میں بقضاے الٰہی مرگیا تو برہان شاہ نے اکبر
کی اعانت بدون اُسی برس اپنی موروثی حکومت پر قبضہ کیا مگر ملکی
شور و فسادوں کے باعث سے ساری سلطنت کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر
بٹا چٹا اور والی بیجاپور اپنے ہمسایہ سے لڑتا بھڑتا پایا بعد اُس کے تھوڑے
عرصہ گذرنے پر برہان شاہ بھی مرگیا اور یہہ خرابیاں دو چند ہوگئیں یہانتک
کہ سنہ ۱۵۹۵ ع میں چار گروہ ایسے لڑنے مرنے پر آمادہ ہوئے کہ ہر گروہ
اُنکا جدے جدے دعویدار سلطنت کا مدد و معاون تھا حاصل یہہ کہ
منجملہ اُن گروہوں کے اُس گروہ کے سردار نے جسکو احمد نگر پر قبضہ
حاصل تھا اکبر کی اعانت چاہی چنانچہ شاہزادہ مراد گجرات سے اور
مرزا خانخانان مالوہ سے مدد خواہوں کی مدد رسانی پر فوجوں سمیت
دکن کو روانہ ہوئے چنانچہ احمد نگر سے تھوڑی دور ادھر دونوں فوجیں
آپس میں مل گئیں مگر اِس عرصہ میں یعنی ماہ نومبر سنہ ۱۵۹۵ ع
مطابق ربیع الثانی سنہ ۱۰۰۴ ہجری میں وہ سردار احمد نگر کے چھوڑنے
پر مجبور ہوا تھا جس نے اعانت چاہی تھی اور اُس نے مدد گاروں کو
بلوایا تھا اور اب وہ حکومت چاند بی بی کے قبض و تصرف میں تھی
جو ہندوستان کی بڑی حوصلہ والی عورتوں میں سے گنی جاتی تھی اور
اپنے بھتیجے شیر خوار بہادر نظام شاہ کی جانب سے نیابتاً کام کرتی تھی اُسنے
بادشاہی فوجوں کی خبر سنتے ہی اپنے رشتہ دار والی بیجا پور کے منانے
اور رعایا کے پرچانے اور دیگر ملکی فریقوں کے سرداروں کے متفق کرنے میں
اس غرض سے بڑی جد و جہد اوٹھائی کہ تھوڑی مدت کے واسطے ایسی
بڑی قوت کی روک تھام میں باہم متفق رہیں جسکی اولالعزمی اور والا
ہمتی کا اندیشہ سب ریاستوں کو برابر ہی چنانچہ یہہ تدبیر اُسکی ایسی
راس آئی کہ فی الفور ایک سردار نہنگ نامی ایبیسینیا یعنی حبش کا
باشندہ فوج اپنی ہمراہ لیکر چاند بی بی کی اعانت کو روانہ ہوا اور بادشاہی

فوج کو جو احمد نگر کو گھیرے پڑي تھي چیر چارکر احمد نگر میں بے تکلف پہونچا اور باقي دو فریقوں نے بھي ذاتي خصومت سے ھاتھہ اُٹھایا اور بیجا پور کي فوج میں شریک و شامل ھوئے جو بادشاھي فوج کے مقابلہ پر جاتي تھي غرضکہ ان سامانوں اور طیاریوں کے ھونے سے شاھزادہ مراد کے زور شوروں کو جوش آیا اور احمد نگر کے محاصرے میں بہت سرگرمي اور بڑي تندي تیزي برتي گئي یہاں تک کہ محصوروں کے ان دمدمونکے تلے دو سرنگیں لگائیں جنکے بنانے میں خود چاند بي بي دل و جان سے مصروف تھي اور عام لوگوں کي مانند آپ آس نے محنت اُٹھائي تھي مگر جب کہ محصوروں کے سرنگ لگانے والے محاصروں کي سرنگوں پر پہنچ گئے تو وہ سرنگیں اس لیئے ضایع گئیں کہ محصوروں کے سرنگ لگانے والوں نے اُنکے مقابلہ میں اپني سرنگیں لگائیں ھاں تیسري سرنگ اس سے پہلے اوڑائي گئي کہ محصوروں کي سرنگ لگانے والے اُس کي بیکاري کي تدبیر پوري کریں حاصل یہہ کہ اُس سرنگ کے اُوڑنے سے محصوروں کے سرنگ لگانے والےجو سرنگ اپني دوڑا رھے تھے یک لخت اوڑ گئے اور قلعہ کي النگ اُس کے زور سے بہت پھٹ گئي اور ایسي ھیبت پھیلي کہ النگ کے محافظ اپني اپني جگہوں کے چھوڑنے اور بے تحاشا بھاگنے بڑھنےوالے اور محاصروں کے گھس بیٹھنے کے لیئے رستہ کھولنے پر آمادہ تھے کہ چاند بي‌بي زرہ بکتر پہن کر اور ننگي تلوار اپنے ھاتھہ میں لیکر اور نقاب سے مونہہ ڈھانپ کر آئي اور آن پڑے نامردوں کو ڈانٹ کر بلایا اور جب تک کہ وہ دلاور بي‌بي قلعہ کي ساري قوت کو محاصروں کے مقابلہ میں صرف نکرچکي تب تک نہایت جد و جہد اوربڑي سعي ومحنت سے محاصروں کے پہلے دھاوے کو تھام نسکي چنانچہ تیروں کي بوچھاروں اور توڑے دار بندوقوں کي مار ماروں سے مقابلہ کیا گیا اور شگاف دیوار پر توپیں لگائیں گئیں اور آتش بازي کے بان اور بارود کے تھیلے اور ایسي‌ایسي عالم سوز چیزیں قلعہ کي کھائي میں بادشاھي لوگوں پر پھینکي گئیں اور

محصوروں کے شگاف دیوار کے مقابل ہوکر ایسا سخت مقابلہ کیا گیا
کہ بڑي سفاکي بے باکي کے بعد جو شام تک برابر قایم رهي بادشاهي
فوج اپنے پچھلے پانوں لوٹنےاور دوبارہ حملہ کو دوسرے دن موقوف رکھنے پر
مجبور هوئی مگر قلعہ کے محصور اور شہر کے باشندے چاند بي بي کي
دلاوري دلیري سے جوشان خروشاں هوئے تھی اور چوکہ چاند بي بي
کي چستي چالا کي اور دانائي هوشیاري میں رات کے آنے سے کسي
قسم کا فتور و قصور واقع نہ هوا تھا تو صبح هوتے هي بادشاهي فوج نے
شگاف النگ کو ایسا مضبوط و مستحکم اور اسقدر بلند و مرتفع پایا کہ
نئي نقب کے بدوں اسپر چڑھنا متصور نہ تھا اِسي عرصہ میں چاروں
متفق فریق افواج شاهي کے پاس آگئے مگر بادشاهي فوجوں نے باوصف
اِس کثرت کے کہ وہ چاروں فریقوں سے اب بھي زیادہ تھیں صرف ایک
لڑائي کے موهوم نتیجے پر تمام جان و مال کو جوکھوں میں ڈالنا پسند
نہ کیا اور چاند بي بي † نے بھي یہہ سمجھا کہ هماري جمیعت دوچاردن
کي هی اور مانگي تانگي فوجوں کا بھروسہ نہیں کرنا چاهیئے غرض کہ
دونوں فریق آشتي پر راضي هوئی احمد نگر کا بادشاہ اسبات پر راضي هوا
کہ اُس نے صوبہ برار سے جو نیا مفتوحہ مقبوضہ اُس کا تھا هاتھہ اپنا
اُٹھایا اور ملازمان اکبري کو سپرد کیا یہہ آشتي ماہ فروري سنہ ۱۵۹۶ ع
مطابق رجب سنہ ۱۰۰۴ هجري میں واقع هوئي *

بادشاهي فوج کي واپسي پر بہت عرصہ نہ گذرا تھا کہ احمد نگر
میں نئے جھگڑے برپا هوئی یعني محمد خاں چاند بي بي کا وزیر یا

---

† یہہ عورت دکن کي عورتوں میں سے ایسي دلیر و دلاور تھي کہ مردوں کي
انکھوںمیں قدر واقتدار اوسکا بہت کچھہ تھا یہانتک کہ اوسکي نسبت بہت سي جھوٹي
باتیں بنائي گیئں خافيخان لکھتاهی کہ اوسنے مغلوں کے لشکر میں چاندي کي گولیاں
بھر بھر ماریں اور احمد نگر میں یہہ بات مشہور هی کہ جب چاند بيبي کي گولیاں
هوچکیں تو اُس نے ساري بندوقوں میں تانبے چاندي سونے کے سکے بھرکر مارے
اور جب تک کہ جواهر کے بھرنے کي نوبت نہ پہونچي تب تک آشتي پر راضي تهوئي

پیشوا ‡ اُس کي حکومت کے خلاف و عداوت پر سازشیں کرنے لگا یہاں تک کہ اُس نے شاهزادہ مراد سے اعانت چاهي اور یہاں شاهزادہ کا یہہ حال تها کہ حدود برار کي بابت دکن کے بادشاهوں سے لڑ جهگڑ رهاتها غرض کہ شاهزادہ مراد اور احمد نگر کے بادشاہ آپس میں دو بارہ مخالف هوئی اور آشتي پر برس بهي نہ گذرا تها کہ پہلے سے زیادہ میدان کي لڑائیاں قایم هوئیں *

اکبر کا محکوم خاندیس کا بادشاہ اکبر والوں کي اعانت پر اور گولکنڈہ کا بادشاہ بیجا پور اور احمد نگر والوں کي امداد پر آیا اور دسمبر سنہ ۱۵۹۶ ع یا جنوري سنہ ۱۵۹۷ ع کو دریاے گرداوري پر بڑي بهاري لڑائي پڑي اور دودن تک زور شور سے قایم رهي مگر انجام اُس کا محقق نہوا چنانچہ مغلوں کا یہہ دعوی تها کہ جیت هماري رهي مگر وہ آگے نہ بڑهے اور جب کہ پوري کامیابي حاصل نہوئي اور شاهزادہ مراد اور مرزا خانخاناں میں ان بن رهي تو بادشاہ نے دونوں کو طلب فرمایا اور شاهزادے کي جگہہ ابوالفضل اپنے دستور اعظم کو بهیجا جو چند روز کي بے عزتي کو اُٹهائی بیٹها تها اور آسکو یہہ بهي اجازت دي گئي کہ ضرورت کے وقت ساري فوج کي سرداري اختیار کرے چنانچہ ابوالفضل اُس جگہہ پهونچا اور وهاں کا حال اُس نے لکها جس کے دیکهنے سے یہہ دریافت هوا کہ خود بادشاہ کا هونا وهاں ضروري هی غرض کہ بادشاہ نے سنہ ۱۵۹۸ ع کے آخر میں چودہ برس کے بعد جو اٹک کے پاس پروس میں گذرے تهے پنجاب کو چهوڑا اور دکن کو روانہ هوا اور سنہ ۱۵۹۹ ع کے نصف سے پہلے پہلے نربدہ پر پهونچا مگر اُس کے پهونچنے سے پہلے دولت آباد کا قلعہ اور آسي کے قریب کے اور بہت سے بهاري قلعہ جبهي

---

‡ بهمني بادشاهوں کے وقتوں میں پیشوا یعني سردار کا خطاب مروج رها اور بعد اُس کے ستارہ والی راجاؤں کے برهمن وزیر اِس خطاب سے مخاطب رهے اور مرهٹوں کي حکومت پر اسي خطاب سے بہت دنوں تک حکومت کرتے رهے

فتح هوچکی تھی اور جون هي که بادشاهي فوج برهان پور واقع ساحل دریاے
تپتي میں پھونچي تو فوج کا ایک ٹکڑا بسرداري شاهزاده دانیال اور
خانخاناں کے احمد نگر کے محاصره کو روانه کیا گیا اور یهه وه زمانه تھا
که چاند بي بي کي حکومت پهلے زمانه کي نسبت نهایت خراب اور
ابتر تھي یعني نهنگ ایبیسینیا والا جو پهلے محاصره کے زمانه میں
چاند بي بي کا مدد و معاون تھا احمد نگر کو گھیرنے هوئی پڑا تھا اور
جب که وهاں بادشاهي فوج آئي تو وه چھوڑ کر چلاگیا مگر دروني
نزاعوں کے مارے شهر کے بچاؤ کي کوئي صورت نه تھي اور جب که
چاند بي بي بادشاهي فوج والوں سے خط و کتابت کر رهي تھي اور آشتي
کے پیک پیام آتے جاتے تھے تو اُس کے بدخواهوں نے سپاهیوں کو برهم
کیا چنانچه سپاهي محل سرائے میں گھس گئے اور اُن ناخدا ترسوں
نے کام اُس کا تمام کیا مگر اِس برے کام کا پھل بھي قریب هي پایا یعني
تھوڑے دنوں کے بعد اُس دیوار شکسته کا شگاف گھس جانے کے قابل
هوگیا اور بادشاهي دهاوے کا سیلاب اُس میں آگیا چنانچه بادشاهي
فوج نے سارے لڑنے والی سپاهیوں کو قتل کیا اور کسي کو جان و مال کي
پناه ندي اور صغیر سن بادشاه کو گوالیار کے قلعه میں پھونچایا اگرچه
یهه سب کچهه هوا مگر دارالسلطنت کی فتح هونے سے سارا ملک
آسکا مطیع نهوا یهانتک که جولائي سنه ۱۶۰۰ ع مطابق صفر سنه ۱۰۰۹
هجري میں ایک اور نام کا بادشاه قرار دیا گیا اور احمد نگر کے بادشاهوں
کا خاندان شاهجهاں کے عهد دولت تک بالکل گمنام نهوا مگر سنه
۱۶۳۷ ع میں نام و نشان آنکا باقي نرها *

خاندیس کي فتح کا بیان

احمد نگر کے محاصرے سے تھوڑے دنوں پهلے اکبر بادشاه اور اُس کے
محکوم خاندیس والی بادشاه میں ایسي کسي قسم کي سوء مزاجي
درمیان آئي که اُس کے باعث سے اکبر کا یهه اراده مصمم هوا که خاندیس

کے صوبہ کو ہمیشہ کے لیئے اپني قلمرو میں داخل کرے چنانچہ اِس لڑائي کے دھندوں میں برس دن کے قریب صرف ہوا اور احمد نگرکي فتح پر کئي مہینے گذرے تھے کہ آسیر گڈھ کي فتح ہونے سے خاندیس کي فتح پوري ہوگئي بعد اُس کے بادشاہ نے شاہزادہ دانیال کو برار و خاندیس پر حاکم اور خانخاناں کو صلاح کار اُس کا مقرر کیا اور فوج دکن کي حکمراني اور فتح احمد نگر کي پیروي ابوالفضل کو عنایت فرمائي اور سنہ ۱۶۰۱ ع مطابق سنہ ۱۰۰۹ ہجري کے آخر میں آگرہ کو واپس آیا *

مرزا سلیم یعني جہانگیر کي نافرماني کا بیان

پہلے اِس سے کہ بادشاہ آگرہ کو روانہ ہووے بیجا پور اور کولکنڈہ کے بادشاہوں کے ایلچي اور نذریں پہونچیں اور شاہزادہ دانیال کي شادي بیجا پور والی کي بیٹي سے کي گئي § باقي اکبر کي روانگي کا یہہ باعث تھا کہ جہاں گیر اُس کا بڑا بیٹا سرکش ہوگیا تھا اگرچہ یہہ شاہزادہ تیس برس کي عمر کا استعداد و لیاقت میں کچھہ ناقص نہ تھا مگر شراب اور افیون کي || کثرت استعمال سے مزاج اُس کا آتشیں

§ دکن کي لڑائیوں کا حال اکبر نامہ اور تاریخ فرشتہ اور خصوص احمدنگر کي تاریخ مصنفہ فرشتہ سے لیا گیا

|| جہانگیر نے خود بیان کیا کہ عین شباب میں کم سے کم ایسی بیس پیالہ روز پیتا تھا کہ ہر پیالہ میں آدہ سیر دارو سماتي تھي اور یہہ حال تھا کہ اگر ایک گھنٹا بھي بدون اُس کے گذرتا تھا تو ہاتھہ اپنے کانپنے لگتا تھا اور قرار سے بیٹھہ نہ سکتا تھا بعد اُس کے جب میں تخت نشین ہوا تو پانچ پیالونکي نوبت پہونچي اور وہ بھي رات کو پیتا تھا مگر یہہ بات دریافت نہیں ہوتي کہ کب تک اُس نے یہہ دستور جاري رکھا معلوم ہوتا ہی کہ اُس زمانہ کے مسلمانوں اور سرداروں میں میخوشي کي برائي شایع ذایع تھي اِس لیئے کہ بابر اور ہمایوں دونوں بڑے پینے والی تھے اور تمام ترکي نژاد بادشاہ بھي پیتے تھے بلکہ ایران کے صفوي خاندان والی جو تقدس خاندان کي بدولت بڑے بزرگ گنے جاتے تھے خفیہ خفیہ صرف کثرت ہي سے نہیں پیتے تھے بلکہ چاندي سونے کے پیالوں مرصع اور گھڑوں کے انباروں سے اپنے دربار کو زینت بخشتے تھے

غضبناک اور سمجھہ بوجھہ اُس کي گونہ خراب هوگئي تهي چنانچہ وہ ابوالفضل کو اپنا بدخواہ اور جاني دشمن سمجھتا تها یہاں تک کہ اُس نے باپ سے اُس کي شکایت بهي کي اور اکبر نے اُس کے کہنے سے ابوالفضل کو چند روز اُس کي مرتبہ سے گرائی رکھا اور بعد اُس کے دکن کو روانہ کیا اور یہہ تمام اُن شکایتوں کے نتیجے تھے جو جهانگیر کي شکایتوں پر مترتب هوئی تهے اور اُس رشک و حسد کے ثمرے تھے جو اُس کے جي میں ابوالفضل کي جانب سے بیٹھي تهي اور جب کہ اکبر خود دکن کو روانہ هوا تو جهانگیر کو اپني جگہہ چھوڑا اور اجمیر کا نائب سلطنت بنایا اور اودے پور کي لڑائي کے کار و بار اُس کو تفویض کیئے اور راجہ مان سنگھہ کو اِس غرض سے پاس اُس کے چھوڑا کہ وہ اپنے لاؤ لشکر اور صلاح و مشورت سے امداد اُسکي کرتا رهے غرض کہ جهانگیر بہت سا وقت اپنا ضایع کرکے امر مذکور کے اهتمام و انصرام میں جي جان سے مصروف هوا اور بیاوري بخت اس کام کو کسیقدر پورا کرچکا تها کہ ناگاہ اُسکو یہہ خبر لگي کہ صوبہ بنگال راجہ مانسنگھہ کي حکومت گاہ میں عثمان بن قتو کي سرتابي سے بغاوت قایم هوئي چنانچہ راجہ مانسنگھہ اپني حکومت کو روانہ هوا اور جب کہ جهانگیر نے میدان خالي پایا تو آپ کو هر قسم کي روک ٹوک سے آزاد پاکر اور خود بادشاهي فوج کو اور طرفوں میں مصروف دیکھکر یہہ چاها کہ هندوستان خاص کے صوبجات اپنے قبض و تصرف میں لاوے غرض کہ جهانگیر آگرہ کو روانہ هوا مگر آگرہ کے حاکم نے آلے بالے بتاکر آگرہ کو حوالہ نکیا اور جهانگیر الہآباد کو چلا گیا اور اودھ بهار کے ملکوں پر جو الہآباد کے پاس پروس میں واقع تهے قبضہ کیا اور اسي زمانہ میں الہ آباد کے خزانہ کو جو تیس لاکھہ روپیوں سے معمور و مشحون تها تحت اپنے کرکے بادشاهي کا خطاب اختیار کیا یہہ واقعہ نومبر سنہ ۱۶۰۰ ع مطابق شعبان سنہ ۱۰۰۹ هجري میں واقع هوا *

اگرچہ بیٹے کے چال چلن سے جي هي جي میں اکبر سخت ناراض تو هوا هوگا مگر باوصف اسکے بیٹے سے ایسے معاملے نبرتے کہ اُن کے باعث سے بیٹ

کي سوتاپي غايت کو پہونچتي چنانچہ اُس نے اُس کے نام ايک معقول
خط روانہ کيا اور اُس ميں برے کوتکوں کے نتيجے جتائے اور يہہ بهي درج
کيا کہ اب بهي کچهہ نہيں گيا اگر پہلے دستور کے موافق باپ کي اطاعت
کرے اور فرض خدمت ميں پچهلے پيروں لوتي تو شفقت پدري کي
بدولت ماموں و مطمئن رهے جواب تک بهي کچهہ کم نہيں هوئي بعد
اُس کے جب اکبر آگرہ ميں داخل هوا تو جواب اُس عنايت نامہ کا
جهاں گير نے نہايت غريب لفظوں سے ارسال خدمت کيا اور اٹاوہ تک
اس ارادہ پر علانيہ آيا کہ باپ کي خدمت ميں حاضر هووے مگر باوصف
اس کے خواہ اُس نے باپ کي خدمت کا مخالفانہ ارادہ کيا يا اپني
سلامتي کو کهتکے ميں پايا غرض کہ کوئي باعث هو اُس نے فوج کي بهرتي
ميں کمي نکي يہاں تک کہ رفتہ رفتہ اتنے لوگ اُس نے اکتهے کيئے کہ
بادشاہ نے يہہ کہلا بهيجا کہ تهوڑے آدميوں سميت آگرہ ميں آوے ورنہ الہ آباد
کو سيدها لوت جاوے جہانگير نے پچهلي بات اختيار کي يعني الہ آباد کو لوت
گيا مگر غالب يہہ هے کہ پيک و پيام کے ذريعہ سے لوت جانے کي اجازت
حاصل کي هوگي اس ليئے کہ بعد اُس کے بادشاہ نے اوڑيسہ بنگالہ کا
صوبہ جہانگير کو عنايت فرمايا اور جهاں گير نے بهي وفاداري جاں نثاري
کے قول قرار ادا کيئے مگر اس ظاهري امن چين کے زمانہ ميں جو باپ بيٹے
کي سوء مزاجي کا زمانہ تها جہانگير کو يہہ موقع هاتهہ آيا کہ وہ خيالي تکليفونکا
انتقام اپنے خيالي دشمن سے ليوے غرضکہ اُسنے موقع کو هاتهہ سے نديا اور باپ
کے دل کو سخت صدمہ پہونچايا بيان اُس کا يہہ هے کہ جب ابوالفضل
کو دکن سے بلايا تها اور وہ تهوڑے محافظوں سميت گواليار کي طرف بڑها آتا
تها تو حسب تقدير اُس جال ميں پهنسا جسکو راجہ نر سنگهہ ديو والي
اورچہ واقعہ بنديلکهند نے باشارت جہانگير اُسکے ليئے لگا رکها تها ابوالفضل نے
بڑي دليري دلاوري سے حتي الامکان اپنا بچاو کيا مگر بہت سے همراهيوں سميت
آخر کو مارا گيا يہانتک کہ سر اُسکا قلم کيا گيا اور بڑي احتياط سے جہانگير

کے پاس بھیجا گیا † یہہ واقعہ سنہ ۱۶۰۲ ع مطابق سنہ ۱۰۱۱ ھجری میں واقع ہوا بعد اُسکے جب ابوالفضل کے فوت ہونیکی خبر اکبر کو پہونچی تو اُسنے نہایت غم کیا اور بقول اُسکے کہ * شہنشاہ جہان را از وفاتش دیدہ پر نم شد * سکندر اشک حسرت ریخت کافلاطون ز عالم شد * بہت سے آنسو بہائے اور دو دن تک کھایا نسویا اور جب کہ اُسکو ہوش آئے تو نر سنگھہ دیو اور اُسکے جورو بچوں کے پکڑنے جکڑنے اور اُسکے گھر بار کے لوٹنے کھسوٹنے کے لیئے ایک فوج اُس نے روانہ کی اور ایسی ایسی سختیوں کی اجازت دی کہ بھولے چوکے بھی ویسی سختیوں کی رخصت کبھی ندی تھی معلوم ہوتا ہی کہ اس زمانہ میں بادشاہ کو یہہ آگاہی نتھی کہ جہانگیر ابوالفضل کے قتل میں شریک ہی اس لیئے کہ بجائے اس کے کہ بادشاہ اپنے بیٹے جہانگیر سے واسطہ علاقہ قطع کرے سلیمہ سلطانہ کو جو بادشاہ کی بیگم اور خود جہانگیر کی ایسی ماں تھی کہ جب اُسکی سگی ماں مرگئی تو اُس نے گود اُسکو لیا تھا اس غرض سے روانہ فرمایا کہ بیٹے کی طبیعت کو راستی درستی پر لاکر باپ بیٹوں میں پوری آشتی کرادی *

سلیمہ سلطانہ کی روانگی کا نتیجہ حسب مراد اُس کے حاصل ہوا یعنی جہاں گیر اکبر کے دربار میں حاضر ہوا اور بسر و چشم اُس نے باپ کی اطاعت اختیار کی اور اکبر بھی اتنی شفقت سے پیش آیا کہ بادشاہی زیور پہننے کی اُس کو اجازت فرمائی اور سنہ ۱۶۰۳ ع مطابق

---

† جہاں گیر نے اپنی توزک میں جو سلطنت کے بعد اُس نے لکھی ابوالفضل کے قتل کرانے کا اقرار کیا مگر عذر اُس کا یہہ لکھا کہ اُس نے باپ کو پیغمبر کی پیغمبری اور قران کے کتاب آسمانی ہونے سے منکر بنا دیا تھا اور باپ سے باغی ہونے کی بھی یہی وجہہ قرار دی اور جب کہ جہاں گیر اپنے باپ کی جگہہ بیٹھا تو پہلے پہل اُس نے نر سنگھہ دیو قاتل ابوالفضل کو جو اکبر کے سخت ظلموں سے محفوظ رہا تھا بڑے عہدہ پر مغزز کیا اور بڑی مہربانیوں سے ہمیشہ پیش آتا گیا اور اپنا معتمد اُس کو ٹھہراتا رہا *

سنه ۱۰۱۲ هجریمیں اودے پوروالے کے مقابلہ پر ایک فوج سمیت اُسکو دوبارہ روانہ کیا مگر جہانگیر نے مختلف حیلوں بہانوں سے کوچ پڑاو کو طول طویل کیا اور ایسے دایمي قصہ میں پڑنیکي نسبت ایسي کمي اُس نے کي کہ اکبر نے طرح طرح کے نقصان اُٹھائے مگر یہہ گوارا نکیا کہ باپ بیٹوں میں پھر سوء مزاجي پانو اپنے پھیلائے چنانچہ اُس نے جہاں گیر کو الہ‌آباد کي اجازت فرمائي جہاں وہ بطور خود مختار بستا رستا تھا اور جب کہ وہ الہ آباد میں پہونچا تو ایسي عیاشي نے ڈوبایا کہ اُسکا ٹھور ٹھکانا نتھا اور اپنے بڑے بیٹے خسرو سے اُسکي بے ادبي بیباکي اور کم فہمي تند مزاجي کے مارے همیشه ناخوش رهتا تھا یہاں تک کہ جب اُن دونوں میں زیادہ ناچاقي هوئي تو راجہ مان سنگھہ کي بہن خسرو کي ماں نے زهر کھایا اور بیٹھے بیٹھائے پھول سي جان گنوائي اور جہانگیر کو بہت رنج پہنچایا جو پہلے سے درهم برهم هورها تھا اور اب برهم مزاجي کي یہاں تک نوبت پہنچي کہ اُس کے ملازم اور مصاحب بھي اُس کے پاس جانے سے ڈرتے مرتے تھے اور ایسي ایسي ناخدا ترسیاں اُس سے صادر هوئیں کہ اُن کے سننے سے سننے والے بھي کانپ اُٹھتے تھے اور ایک مدت سے وقوع میں نہ آئي تھیں اور باپ کي اهلیت کے محض مخالف تھیں † *

جب کہ بیٹے کے اطوار اکبر نے سنے تو وہ نہایت پریشان اور بغایت حیران رها اور اُس نے یہہ چاها کہ بلا وساطت غیر اپني ذاتي ملاقات کي تاثیر و اثر کو آزماوے غرض کہ بادشاہ الہ آباد کو روانہ هوا اور کوئي دوتین منزل جانے پایا تھا کہ والدہ ماجدہ کي سخت ناسازي اُس کو دریافت

† جہاں گیر نے کسي موقع پر ایک مجرم کي جیتي کھال نکالنے کا حکم دیا اور جوں هي کہ بادشاہ کو یہہ خبر پہونچي تو اُس نے اپني نفرت کو مخفي نکیا اور کھلم کھلا یہہ فرمایا کہ بڑے اچنبھے کي بات هی کہ ایسے آدمي کا بیٹا جو موئے جانور کي کھال کا نکلوانا بھي بلا تکلف گوارا نہیں کرسکتا جیتے آدمي کي کھال نکالنے کا حکم دیوے اور اُس کو گوارا رکھے

هوئي چنانچه سنتے هي آگره کو لوٹا مگر ایسے تنگ وقت میں ماں کي زیارت سے مشرف هوا که جان اُس کي هونٹوں پر تهي اور کام آس کا هوچکا تها *

جب که جهانگیر نے باپ کا خود تشریف لانا اور بضرورت مذکوره لوٹ جانا سنا تو شاید آس فرض خدمت کے جوش سے جو اولاد پر واجب و لازم هی یا آس طبعي محبت کے ابال سے جو باپ بیٹوں کي طبیعتوں میں من جانب الله هوتي هی یا اس لحاظ سے که بلا وساطت جانے سے سارے مطلب بے غل و غش حاصل هونگے آگره کا اراده کیا اور باپ کي خدمت میں پہونچکر شرط خدمت بجا لایا *

باپ بیٹے سے بشفقت پیش آیا مگر تهوڑے دنوں کے واسطے نظر بند اُس کو رکہا اور اس نظر سے که نظر بندي کي ذلت کم هوجاوے یا اس غرض سے که آسکي مے خواري میں کچهه کمي پڑے ایک حکیم آسکي خبر گیري کے لیئے مقرر فرمایا تهوڑے دنوں بعد اُسکي وه قید اُٹهائي گئي اور پہلي مہرباني بحال کي گئي مگر معلوم هوتا هی که باوجود اس کے بهي جهانگیر کي درشت خوئي کم نهوئي تهي اس لیئے که ظہور اُس کدورت کا جو آس کو خسرو سے برابر چلي آتي تهي هاتهیوں کي لڑائي میں بادشاه کے سامنے ایسے برے طور سے هوا که اُس کي بدولت علانیه عتاب سلطاني میں دوباره مبتلا هوا هوتا اور خسرو نے بهي ایسي تندي تیزي سے جهگڑا قایم کیا جیسا که آس کے باپ نے کیا تها اور اُس نے دادا جان کو باپ کي طرف سے بهرا بهڑکایا اور بهرنے بهڑکانے میں کچهه کمي نکي غالباً معلوم هوتا هی که پہلے اس سے خسرو نے چاها تها که باپ کي جگهه دادا کا جانشین هوجاوے چنانچه جهانگیر نے بهي اپني توزک میں لکها هی که حضرت والد کو بهي ایک زمانه میں یهه بات منظور تهي † مگر حقیقت یهه هی که اکبر اور جهانگیر دونوں کو

---

† صاحب کا ترجمه توزک جهاں گیر کا صفحه ۳۳

مرزا خرم یعني شاهجهان پر نظر عنایت تهي اور وهي آنکو پیارا تها اور خسرو کي ناراضي کي بهي ایک وجهه تهي که اکبر اور جهانگیر اُس کے چهوٹے بهائي کو اُسپر ترجیح دیتے تهے *

کئي برس پہلے مرزا مراد اکبر کا دوسرا بیٹا مر چکا تها که اب مرزا دانیال اُس کے تیسرے بیٹے کے انتقال کي خبر آئي جو مے خواري کي کثرت سے تیس برس کي عمر میں گذر گیا مے خواري کي کثرت سے اُس کي صحت کو بڑا داغ لگا تها اور نقصان صحت کي وجهه سے اُس نے باپ سے شراب کے چهوڑنے کا وعدہ کیا تها چنانچه باپ کے لوگ اُس کو اتنا گهیرے رهتے تهے که وہ اپني هوس کو پورا نکرسکتا تها جو اب روک ٹوک کے قابل نرهي تهي اور اب اُس نے یهه راہ نکالي تهي که شکاري بندوق کي نال میں شراب بهر کر پاس اُس کے پهونچائي جاتي تهي غرض که کام اُس کا ایسا بے تکلف چلنے لگا که اُس کي عمر کا پیاله لبریز هوگیا اور اکبر کو بقدر محبت صدمه پهونچا غالب یهه هے که گهر کے صدموں یعني بیٹوں کے مرجانے اور باهر کے رنجوں یعني دوستوں کے هلاک هونے نے اُسکے ملک صحت کو تاراج کرنا اور اُس کے نخل سلامت کي جڑیں اوکهاڑنا شروع کیا تها *

اکبر کے مرنے کا بیان

معلوم هوتا هے که اکبر تهوڑے دنوں سے بیمار تها † که ستمبر ۱۶۰۵ع کے نصف پر ایسا سخت بیمار هوگیا که بهوک اُسکي بند هوگئي اور تهوڑي مدت گذرنے پر یهه بات واضح هوئي که اب شفا کي آس بهت تهوڑي رهي غرض که مرنے سے دس دن پہلے چارپائي کا پابند هوگیا اگرچه هوش حواس اُس کے مرتے دم تک قایم رهے مگر کار بار میں شرکت کي قابلیت نرهي اور اُس وقت سے تمام لوگوں کا التفات اُسکي جانشیني پر متوجهه هوا اور لڑنے جهگڑنے والوں کے لیئے بادشاهي دربار لڑائي کا

† پرایس صاحب کا ترجمه توزک جهانگیر کا صفحه ۷۰

میدان هوگیا مگر جهانگیر ایسا وارث تھا کہ سارے لوگ اُس کو تسلیم کرتے تھی
اور بادشاہ کے بیٹوں میں سے ایک یہي بیٹا باقي رها تھا هاں کھوٹ اتنا تھا کہ
سرتابي کے باعث سے اُس کي نیک نامي کو دھبہ لگا تھا اور اِس بیعزتي
میں مبتلا تھا کہ فوج سے اور اُن لوگوں سے مہجور پڑا تھا جن پر حکمراني
کا خو کردہ تھا باقي خسرو کي یہہ صورت تھي کہ راجہ مان سنگھہ
اُس کا سگا ماموں اور عزیز خاں اعظم فوج کا اعلی سردار اُس کا سسرا
اِس خیال سے کہ همارے جوان رشتہ دار کي تخت نشیني سے هماري
قوت قوي هوجاویگي بادشاهي محل کے دبانے کے درپی هوئی جس
میں آگرہ کا قلعہ بھي شامل هی اور خسرو کي تخت نشیني کي
تدبیریں درست کیں یہاں تک کہ اب جہاں گیر کو جان کے لالے پڑے
اور حقیقت میں یہہ فکر اُس کي بیجا نتھي چنانچہ اُس نے بیماري کا
بہانہ کیا اور محل کا آنا جانا چھوڑا مگر شاهزادہ خرم با وصف خورد
سالي کے وهاں جما رها اور باپ کي تاکیدوں اور اپني جان کي
پروانکي اور یہہ علانیہ کہے گیا کہ جب تک دادا جان کے دم میں دم
باقي هی تب تک اُن سے کہیں الگ نہوں کا اور جب کہ اکبر نے
جهانگیر کو آتا جاتا ندیکھا تو اُس نے نہایت رنج کیا اوربزور فراست باعث
اُس کا معلوم کرگیا اور باربار اُس نے جہاں گیر کو دیکھنا چاها اور چند
بار اُس نے لوگوں کے سامنے اُسي کو جانشین اپنا پکارا اور سب کے سامنے
یہہ خواهش ظاهر کي کہ خسرو کو بنگالہ بخش دیا جاوے غرض کہ
بادشاہ کي اِن باتوں نے اور چند بڑے معزز سرداروں کي کوششوں نے
جو جهانگیر سے اب بھي بدل موافق تھے اُن چھوٹی سرداروں کو ٹھنڈا
کیا جو مخالفوں سے موافقت رکھتے تھے اور عزیز خاں کو بھي یہہ سوجھي
کہ اگر میں اپني بات پر جمارهوں گا تو سب لوگ الگ هوجاوینگے اور
میں تنہا رہ جاؤں گا چنانچہ اُس نے یہہ راہ نکالي کہ چھپي چھپي

جہانگیر سے خط کتابت شروع کی مگر راجہ مان سنگھہ اِس سبب سے اُس خطرہ میں مبتلا نہوا جس میں عزیزخان مبتلا تھا کہ رعب داب اُسکا اِس پر موقوف تھا کہ خیر خواہ اُس کے آسی کے خیر خواہ تھے اور بادشاہ کی خیر خواہی سے کچھہ علاقہ واسطے نہ رکھتے تھے اور جب کہ اُس نے آپ کو تنہا اکیلا پایا اور جہاں گیر نے بھی خوشامد آمیز باتوں اور قول قراروں کا سلسلہ اُس سے باندھا تو اُس نے بھی جہانگیر کی امداد و اعانت کا وعدہ کیا جس کا وارث ہونا بخوبی ثابت تھا بعد اُس کے جہانگیر محل میں آیا اور مرنے ہار بادشاہ نے بہت سا پیار اُسکو کیا چنانچہ جو حال اُسوقت گذرا جہانگیر نے اُسکو بیان کیا بیان اُسکا یہہ ہی کہ حصول ملازمت پر میرے باپ نے یہہ فرمایا کہ تمام سردار اُس کمرہ میں بلوائی جاویں جہاں وہ تشریف رکھتے تھے اِس لیئے کہ حضرت والد نے آپ فرمایا تھا کہ میں اِس بات کو گوارا نہیں رکھتا کہ کسی قسم کی ناچاقی تیری اور اُن دولت خواہوں میں واقع ہووے جو اتنی مدت تک میری محنتوں اور سختیوں میں شریک و موافق اور شان و فخر کے کاموں میں ممد معاون رہے چنانچہ جب وہ سردار اکہٹے ہوئی تو بادشاہ نے وقت کے مناسب جو کہنا تھا کہا اور سب سرداروں کو نظر بھر کر دیکھا اور سب سے علانیہ کہا کہ اگر بھولی چوکے کوئی تقصیر آپ صاحبوں کی نسبت مجھہ سے ہوئی ہو تو سب صاحب معاف کریں اب جہانگیر اپنے باپ کے قدموں پر گرا اور بہت پھوٹ پھوٹ کر رویا بعد اُس کے بادشاہ نے خاص تلوار کے باندھنے پر اشارہ کیا کہ وہ اُس کے سامنے باندہ کر بادشاہی کا نشان حاصل کرے معلوم ہوتا ہی کہ بعد اُسکی بادشاہ نے سنبھالا لیا اور جہانگیر سے یہہ التجا کی کہ خاندان کی عورتوں کی خبر لینا اور میرے پرانے متوسلوں اور دوستوں کو نہ بھولنا بعد اُس کے ایک بڑے ملا جہانگیر کے ملنے والوں کو بلاکر سامنے

بٹھلایا اور اُس کے سامنے کلمہ شہادت کو دوھرا کر اچھے مسلمانوں کا مرنا موا † *

بیان کیا گیا کہ یہہ بادشاہ اچھا تنومند اور قوي اور جوڑ بند کا پورا اور بہت خوب صورت تھا اور اُس کے چہرہ مہرہ سے هشاشي بشاشي ٹپکتي تھي اور طورطرز اُس کے نہایت پسندیدہ ‡ اور سنجیدہ تھے خدا تعالی نے اُسکو ذاتي قوت اور اصلي چستي عنایت فرمائي تھي جواني میں میخواري کے مزے اوڑائی اور بڑے چین سے گذاري مگر تھوڑے دنوں بعد ایسا متقي بن گیا تھا کہ خاص خاص دنوں میں گوشت بھي نکھاتا تھا چنانچہ مجموعہ اُن خاص دنوں کا برس کي چوتھائي ھوتي تھي تہوڑي نیند سوتا تھا اور بہت تھوڑے سونے سے سیر ھوجاتا تھا اور حکمت کي اُن بحثوں میں کسي کسي رات میں صبح تک مصروف رھتا تھا جن کا شوق ذوق اُس کو بدرجہ غایت تھا اگرچہ همیشہ لڑائیوں میں مصروف رھا اور دیواني کے معاملوں کي حکومت میں اور

---

† اکبر آگرہ کے قریب مدفون ھوا بشپ هیبر صاحب نے اُسکے مقبرہ کا بیان کیا کہ بیچ کي عمارت ایک ایسي قسم کا تھوس مینار ھی جو باھر کي طرف سے حجروں اور گنبدوں اور برآمدوں سے محاط اور محصور ھی اور جوں جوں بلندي پر جاتا ھی اسیقدر تھوڑا تھوڑا گھٹتا جاتا ھی یہاں تک کہ خاتمہ اُس کا ایک چوکور سنگ مرمر کي چوکي پر ھوتا ھی جو نہایت عمدہ جالیوں سے محصور ھی اور اِس مینار کے بیچا بیچ ایک چھوٹا چپٹا تعوید قبر کا ھی جس کو ایسي لطافت نزاکت سے کندہ کیا ھی جس کے ذریعہ سے سنگ مرمر کو زیب زینت اور عربي لفظوں کو حسن و رونق حاصل ھوئي جو قبر کو زینت بخشتي ھیں (بشپ هیبر صاحب کا بیان جلد ایک صفحہ ۸۵۷) اور جبکہ اِس ضلع کو پہلے پہلے انگریزوں نے فتح کیا تو یہي عمارت گوروں کے کام آئي چنانچہ ایک یا دو برس تک اُس میں رھے (پرایس صاحب کا ترجمہ توزک جہانگیري کا صفحہ ۴۵)

‡ اکبر کے حالات مفصلہ ذیل اُن پرتگال والوں کے لکھے ھوئے ھیں جو مقام گویا سے اُسکي ملاقات کو آئی تھے چنانچہ وہ لکھتے ھیں کہ یہہ بادشاہ اُن دنوں پچاس برس کي عمرکا اور رنگ و روپ کا گورا اور فہم فراست کا پورا اور تواضع و تعظیم کا چھا تھا (مري صاحب کي تحقیقات ایشیا جلد دو صفحہ ۸۹)

بادشاهان هند کي نسبت نئي نئي عمده باتیں ایجاد کیں مگر اِس لیئے
که اپنے وقتوں کي تقسیم اچهي طرح پر کي تهي اور کار روائي کي کمال
استعداد آپ میں رکهتا تها تو تحصیل علوم اور بحث مسائل اور باقي
شغل و مشاغل کے واسطے بڑي فرصت رهتي تهي علاوه اِس کے جیوانات
کي کشتیاں اور زور هنر کے کرتبوں کے دیکهنے بهالنے کا بڑا شوق اور نهایت
سلیقه رکهتا تها اور شکار بازي سے بغایت شاداں و فرحاں هوتا تها اور خصوص
اُس وقت میں که شیروں اور هاتهیوں کا شکار کرتا تها اِس لیئے که اِس
قسم کے شکار میں دلیري اور دلاوري اور زور آزمائي کا موقع هاتهه آتا تها
اور گاه گاه صرف ورزش کي غرض سے سفر کي ماندگي اُٹهاتا تها چنانچه
اجمیر سے آگره کو سوار هوکر دو دن برابر سفر کرتا تها جو دوسو بیس
میل کے فاصله پر واقع هی اور اسي قسم کے اور سفر بهي گهوڑے پر سوار
هوکر کیا کرتا تها علاوه اِس کے دن بهر میں تیس تیس اور چالیس چالیس
میل پیدل چلتاتها حاصل یهه که تاریخ اُس کي عجیب عجیب دلاوریوں
اور ایسي شجاعت کي حکایتوں سے معمور و مشحون هی جیسے قصه
کهانیونمیں مذکور هوتي هیں اور معلوم هوتاهی کہ وه پادشاه جسقدر معقول
غرضوں کي ضرورت سے جان جوکهوں اُٹهانے پر مائل تها اُسیقدر اُسکي
طبیعت میں رنج و مصیبت جهیلنے کا بهي عشق پایا جاتا تها مگر
باوصف اس کے لڑائي بهڑائي کا فریفته نه تها اِس لیئے که میدان جنگ
میں اوترنے اور وهاں ضرورت تک موجود رهنے اور فهم و فراست سے
تائید و اعانت کرنے میں همیشه جي جان سے مستعد و آماده تو رهتا تها
مگر جب که لڑائي کا انجام اُس کو معلوم هو جاتا تها اور اُس کي
ضرورت باقي نرهتي تهي تو وه ترت پهرت لوٹ کر سلطنت کے کام کاج میں
مصروف هو جاتا تها اور لڑائي کے کسر کا انصرام اور جبر نقصان کا اهتمام
اپنے نائبوں پر چهوڑ آتا تها اور گاهے گاهے ایسا بهي هو جاتا تها که یهه باقي
کام طول پکڑ جاتے تهے مگر جب که فتوحات اُسکي انجام کو پهونچتي

تھیں تو پوري پوري هو جاتي تھیں یہہ بات کہہ سکتے هیں کہ اُس کے عہد دولت سے پہلے پہلے هندوستان کا کوئي حصہ دارالسلطنت کے پاس پروس کے علاوہ بخوبي مطیع و محکوم نہ هوا تھا اگرچہ اکبر بلند نظري اور گونہ حرص و طمع سے خالي نہ تھا مگر جن ملکوں پر اُسنے حملہ کیا اور اُس کے زمانہ سے پہلے دلي کي سلطنت میں وہ داخل تھے اگر وہ اُنپر حملہ نہ کرتا تو همعصر اُس کے تعریف و ثنا کي جگہہ هجو مذمت اُس کي کرتے *

تیسرا باب

اکبر کي ملکي تدبیروں کے بیان میں

مذهبي تدبیروں کا بیان

یہہ بادشاہ اپنے ملکي تدبیروں کے لحاظ سے ایسے بادشاهوں میں بڑا پایہ رکھتا هے جنکي بادشاهت بني آدم کے حق میں بڑي نعمت سمجھي جاتي هی ملک و مذهب کے لحاظ سے ظہور اُسکي تدبیروں کا مختلف مختلف صورتوں میں واقع هوا اور جب کہ وہ بادشاہ هوا تو اُس کي آغاز سلطنت هي سے یہہ بات واضح هوتي تھي کہ اُسکي طبیعت میں هر دین و ملت کے گوارا رکھنے کي صلاحیت رکھي هی اور معلوم هوتا هی کہ اس گوارا رکھنے کي یہہ وجہہ نہ تھي کہ وہ اسلام کي حقیت میں متردد تھا مگر اِس میٹھي طبیعت سے یہہ بات اُس کو حاصل هوئي تھي کہ اور مذهبوں کے مسئلے بھي جي لگا کر سنتا تھا اور نوبت یہانتک پہونچي تھي کہ کھرے کرارے مسلمان اُس سے بد ہو هو گئے تھے اور ایسي طبیعت نے پہلے پہلے یہہ کام کیا کہ اُس کے عقیدے کو قران کي نسبت ضرور متزلزل کیا چنانچہ قران شریف کے ایسي پکي سند هونے میں کہ کسي قسم کي بھول چوک اُس میں دخیل و مداخل نہ هووے متردد هوا علاوہ اُسکے وہ ملکي فایدے بھي جو ایسے نئے دین کے اجرا سے حاصل هوویں جس کا پھیلاؤ اُسکي ساري رعایا میں بخوبي هو جاوے اُس کے خیال میں ضرور گذرے هونگے اور عہد سلطنت کے پہلے حصہ میں یہہ

حال اُسکا تھا کہ مقدس درگاهوں کي زيارت اور بزرگ لوگوں کي خدمت میں نہایت شوق ذوق سے حاضر ہوتا تھا یہاں تک کہ سلطنت کے اکسویں برس میں بھي بڑي صدق و دیانت سے کہا کرتا تھا کہ ما بدولت مکہ کو جاوینگے سلطنت کے چوبیسویں برس یعني سنہ ۱۵۸۹ع تک اپني ایسي بیعقید رایوں کو ظاهر نہ کیا جو مسلمانوں کے مخالف تھیں *

یہہ بات ممکن هی کہ جن لوگوں سے اکبر ملتا جلتا تھا اُنمیں سے بعض بعض شخصوں کے ایسے آزاد خیال بھي ہونگے جو مسلمان فقیروں کے خاص خاص فرقوں میں شایع ذایع ہوتے ہیں مگر سارے مورخوں نے اکبر کے فساد عقاید کا الزام ابوالفضل اور اُسکے بھائي فیاضي کے ذمہ عاید کیا یہہ دونوں بھائي شیخ مبارک نامي باشندہ ناگور ایک فاضل کے بیٹے تھے جو کسي زمانہ میں آگرہ کے مدرسہ میں اصول اور قوانین اور الہیات کا مدرس تھا اگرچہ بہت دنوں تک سنني رہا مگر بعد اُسکے رافضي ہوگیا اور پہلے حکیموں کي کتابیں پڑھنے لگا یہاں تک کہ خیالات اُسکے آزاد ہو گئے اور بقول اُس کے مخالفوں کے بیدین هو گیا اور نوبت یہاں تک پہونچي کہ لوگوں کي پھٹکار اور لعنت ملامت کرنے والوں کي مار مار سے مدرسہ کے چھوڑنے اور جورو بچوں کو آگرہ سے لیجانے پر مجبور ہوا اگرچہ یہہ دونوں بھائي اُس کے بیٹے اصول اسلام کے بظاهر تابع تھے مگر غالب یہہ هی کہ مسلمانوں سے میل جول اُنکا زیادہ نہ تھا بلکہ جي سے موافق نہ تھے منجملہ مسلمانوں کے پہلے پہل فیضي نے هندوؤں کے علم انشاء اور سارے علوم دقیق کو بڑي سعي و محنت سے حاصل کیا *

مگر یہہ بات تحقیق نہیں کہ بادشاہ کي ترغیب و اشارہ سے یہہ کام اُس نے اختیار کیا تھا یا آپ اپنے شوق سے اِس چھان بین کے پیچھے پڑا تھا هاں یہہ بات ضرور هے کہ برهمنوں کے علم کي تحقیق مسلسل اور باقاعدہ بادشاہ کے ارشاد و امداد سے کي تھي اور شنسکرت کي منظومات † و حکمت

† فیضي نے نالا اور دمیا مانتنا کا ترجمہ کیا جو مہا بھارت میں نہایت عمدہ اور دلچسپ حکایت هے اور علیٰهذالقیاس اُس نے فارسي زبان میں بھي نظم نثر کي کتابیں

کے علاوہ بیجا گنتا اور لیلاوتي مصنفات بهاسکا راچارچها کا ترجمہ کیا
جو هندوؤں کے حساب اور جبر و مقابلہ میں عمدہ کتابیں گني
جاتي هیں *

جن لوگوں نے شنسکرت کے وہ ترجمہ کیئے جنمیں بید اور
تاریخ کشمیر اور رامایں اور مہابهارت کے ترجمے بهي داخل هیں
وہ بهي فیضي کي امداد و اعانت اور نگراني نگهباني سے کار بند اُن کے
هوئے منجملہ اُن کے رامایں اور مہابهارت منظوم هیں اور شنسکرت میں
تاریخ کشمیر ایک نمونہ هی یعني اُس کے سوا اور کوئي تاریخ اُس میں
پائي نهیں جاتي † *

اکبر نے صرف شنسکرت کے ترجمہ کرانے سے فائدہ نهیں اُٹهایا بلکہ
اُسنے ایک عیسائي پادري کو جسکو ابوالفضل نے فرا باتوں کے نام سے
لکها هی اور اُس کو بڑا مورخ اور فاضل بتایا هی بہت سي ترغیبیں دیکر
مقام گویا سے بایں غرض بلوایا تها کہ وہ چند آدمیوں کو یوناني سکهلاوے
تاکہ یوناني کتابوں کا ترجمہ فارسي زبان میں کیا جاوے بلکہ خود فیضي
کو یہہ ارشاد کیا تها کہ انجیلوں کا ترجمہ بے کم ‡ و کاست کرے سلطنت

تصنیف کیں معلوم هوتا هی کہ ابوالفضل کي نسبت کتابوں کے سیر و مطالعہ میں
فیضي بہت زیادہ مصروف رهتا تها اور ویسا دنیادار اور فریبي بهي نہ تها

† منتخب التواریخ

‡ معلوم هوتا هی کہ اکبر کے دربار میں علم اور باتي اور کمالوں کا چرچا زیادہ
تها چنانچہ عزیزخاں آعظم بڑا عالم تها اور عبدالرحیم مرزاخاں ولد بیرم‌خاں یعنے نواب
خانخانان جو اکبر کے جنگي سرداروں میں دوسرا درجہ رکهتا تها ایسا زبان داں تها
کہ اُسنے توزک بابري کا ترجمہ ترکي سے فارسي زبان میں کیا اور اسي زمانہ کے
مشہور لوگوں میں سے تان سین کو بڑا کبیشر بتاتے هیں جسکے گانے کي بہت تعریف
کرتے هیں اور کہتے هیں کہ زین خاں سردار جو بڑا جنگي افسر تها بہت سے باجے
بجاتا تها علاوہ اُس کے اکبر نے ایسے مدرسوں کي ترقي میں بڑي کوشش کي هی
جسمیں هندو مسلمانوں کے علم پڑهائے جاتے تهے اور هر شخص کي تعلیم اُس کے
حالات اور منشاؤں کے موافق هوتے تهے ۱۲ اکبر نامہ

کے بارهویں برس فیضي پیش کیا گیا اور اتهارویں برس یعني سنه۱۵۷۴ع میں ابوالفضل اُس کا بهائي دربار میں داخل هوا یهه دونوں بهائي بادشاه کے ایسے یار غار بن گئے تهي که بادشاه کو اُن سے الگ هو ناگوارا نه تها اور یہاں تک دخیل هو گئے تهے که مذهب کے نئے نئے عقیدوں کے اعتماد اور اپنے پرانے ملک والے عالم فاضلوں کي قدر و پرورش کے علاوه اُمورات سلطنت میں بهي صلاح اُن سے لي جاتي تهي اور بڑے بڑے کام اُن کو تفویض هوتے تهے چنانچه پہلے اس سے که شاهان دکن پر یورش کي جاوے فیضي کو ایلچي بنا کر بهیجا تها فیضي کي عمر نے وفانکي مگر ابوالفضل اُسکا بهائي بهت دنوں تک زنده رها اور ساري فوج کي افسري کا بڑا پایه اور وزیر اعظم هونے کا اعلی درجه حاصل کیا اور اسکے مر جانے سے بادشاه کو نهایت رنج هوا جیسے که بالا مذکور هوا اور فیضي کے مرتے دم جو بادشاه نے معامله برتا وه اِس لیئے اعتماد کے قابل هي که اُس کو ایک اُسکے مخالف یعنے عبدالقادر نے لکها هي بیان اُس کا یهه هي که جب آدهي رات اکبر کو فیضي کے جان بلب هونے کي خبر پہونچي تو خبر کے سنتے هي فیضي کي طرف روانه هوا مگر پہونچنے سے پہلے بے هوش اُس کو پایا چنانچه اُس نے فیضي کا سر اُٹهایا اور یاروں کي طرح پکار کر کہا که شیخ جي تم کیوں نہیں بولتے هو تمهارے واسطے حکیم علي گیلاني کو لایا هوں اور جب که اُس نے جواب کي قوت ندیکهي تو اپني پگڑي کو زمین پر پٹکا اور رونے پیٹنے لگا بعد اُس کے جب هوش اُس کے ٹهکانے آئے تو اپنے مکان پر نگیا بلکه سیدها ابوالفضل کے پاس جو مکان انتقال سے کہیں الگ بیٹها تها اور گهڑي دو گهڑي پاس اُس کے بیٹها رها اور تسلي تشفي دیتا رها † *

† منتخب التواریخ والے عبدالقادر نے بیان کیا که فیضي مرتے دم تک خدا تعالے کي بے ادبي کرتا رها اور آخر کو کتے کي طرح بهونکا اورصورت اوسکي مسخ هو گئي اور هونٹ اُس کے نیلے پڑ گئے گویا که اُس نے اپنے برے کرتُوتوں کي سزا دنیا میں پائي جو عاقبت میں اُسکي منتظر تهي اور اسي مورخ نے اپني کتاب میں ایک بند نقل کیا

فیضي اور ابوالفضل کے علاوہ اور تمام مذہبوں کے عالم فاضل بھي اکبر کے دربار میں حاضر رہتے تھے اور یہہ بات اُسکو بہت بھاتي تھي کہ عالم فاضلوں کو جمع کرکے کئي کئي رات برابر بحث و مناظرہ کا تماشا دیکھے اور کاھے گاھے آپ بھي امداد آنکي کرتا تھا اور جمعہ کے روز آنکے جلسے مقرر تھے اور کبھي کبھي اکیلے دو کیلے مسلمان فقیروں اور ہندو پنڈتوں کو بلاتا تھا اور آن کے مختلف فرقوں کے مسئلوں کی نسبت چوڑي چکلي تحقیقیں کرتا تھا ‡ *

اِن میں جلسوں کے بحث مباحثوں کے چند نمونہ جو قیاسي معلوم ہوتے ہیں کتاب دابستان میں پائے جاتے ہیں جو مذہب ایشیا کے بیان میں تالیف کي گئي چنانچہ منجملہ آن کے بہت بڑا نمونہ وہ مناظرہ ھی جو ایک برھمن اور مسلمان اور یہودي اور عیسائي اور مجوسي

جس کو فیضي نے اکبر کي خدمت میں اِس مورخ کي سفارش میں لکھا تھا اور عذر اس الزام کا کہ اُس نے اپنے محسن کے مرنے پر برائي اُسکي لکھي یہہ پیش کیا کہ یہہ برا کہنا مذہب کے لحاظ سے اور خداوند تعالی کے فرض کي جہت سے میرے ذمہ واجب ھی خط مذکور کے مضمون سے یہہ بات واضح ہوتي ھی کہ فیضي بڑا دوست کام اور نہایت آشنا پرور تھا اس لیئے کہ اُس خط میں حامل خط کي خدمات شایستہ اور اُس کي بد قسمتي کا حال جسکي شامت سے وہ شایستہ خدمتیں بادشاہ تک نپہنچیں اور کوئي ثمرہ اُنپر مترتب نہوا بڑي تفصیل و مبالغہ سے لکھا چنانچہ اُس نے لکھا کہ یہہ آدمي سینتیس برس سے میرا مخلص خاص اور خیر خواہ با اخلاص ھی اور بڑي بڑي خوبیوں سے معمور اور عمدہ عمدہ کمالوں سے بھر پور ھی غرض کہ ایسي ایسي باتیں لکھکر بڑي سفارش پر تحریر کا خاتمہ کیا اگرچہ اُن دونوں بھائیوں اور اس مورخ کے درمیان میں دین و مذھب کے سبب سے کوئي جھگڑا قایم ہوا تھا مگر اکبر نے اُس مورخ کو اپني نظروں سے نگرایا تھا اس لیئی کہ وہ بیان کرتا ھی کہ جب فیضي مرگیا تو بادشاہ نے فیضي کے کتب خانہ کي فہرست لکھنے کا مجکو ارشاد فرمایا چنانچہ فہرست اُن کي مرتب کي گئي طبیعات اور الھیات اور اخلاق اور نظم و نثر کي چار ھزار ساتھہ کتابیں تھیں جنکو اُس نے بڑي محنت سے صحیح و درست کیا تھا

‡ اکبر نامہ منتخب التواریخ

اور فیلسوف کے درمیان میں واقع هوا § هر مذهب والے نے اپني اپني دلیلوں کو پیش کیا مگر دلیلونکي تردید کي گئي چنانچه بعض دلیلونکو یوں رد کیا گیا که اُس کے باني بدکار تھے اور بعضوں کو یوں اڑایا که اُن کے مسئلے بیهودہ هیں اور جن معجزوں کروہ بیان کرتے هیں وہ ثبوت کافي کے محتاج هیں غرض که فیلسوف نے ایسي دین کي تائید کرکے جو عقل و مصلحت کے سوا کسي اور شی پر مبني نتها گفتگو کو طی کیا *

واقعي اسي قسم کا بیان اکبر نامه میں پایا جاتا هی یعني سارے مذهبوں کے عالم فاضلوں کے روبرو ایک پادري اور چند ملاؤں میں مناظرہ واقع هوا چنانچه سلاست تقریر اور سلامت مزاج کي حیثیت سے پادري کو سبقت دي گئي اور بحث کا خاتمه اِس طرح هوا که ملاؤں کي زبان آوري اور سینه زوري کو دباکر یهه راے اپني بادشاہ نے ظاهر کي که خدا تعالی کي عبادت بطور معقول ایسي هوسکتي هی که عقل کي پیروي کي جاوے اور اندهوں کي مانند الهام و وحي کي † بالکل پیروي نکي جاوے *

---

§ اس مناظرہ کا ترجمه کرنل کنیڈي صاحب نے بمبئي کي علمي سوسئیٹي کے حالات جلد دو صفحه ۲۳۷ وغیرہ میں چهاپا هی

† جلسه مذکورہ کا حال عیسائي اور مسلمان درنوں مختلف طرروں سے بیان کرتے هیں اور بڑا تعجب هی که کسي شخص نے اُسکو اپنے مذهب کے موافق بیان نهیں کیا چنانچه ابوالفضل کهتا هی که جب بحث کرنیوالوں نے اپني اپني کتابوں کے سچے اور آسماني هونے پر دلیلیں قایم کیں تو عیسائیوں نے یهه کها که اگر مسلمان لوگ اپنے قران کے حفظ و حراست کے بهروسے جلتي آگ میں چلے جاویں تو هم بهي توریت انجیل کو لیکر آگ میں گهس بیٹهینگے مگر مسلمانوں نے بجواب اُنکو برابهلا کها اور بهت سي ملامت کي اور پادري یهه کهتے هیں که یهه درخواست اول مسلمانوں کي طرف سے هوئي تهي اور اکبر کي خلاف مرضي پاکر همنے قبول نکیا (مري صاحب کي تحقیقات ایشیا جلد دو صفحه ۹۱) غالب یهه هی که اکبر کو بحث مذکور سے جي کا بهلانا مقصود تها اور یهه دریافت نهیں هوتا که عزم اُس کا یهه تها که عیسائیوں کو مسخرا بناوے اور جب که پادریوں کي مراد پوري نهوئي یعني اکبر عیسائي نهوا تو انکو یهه شبهه هوا که بادشاہ کو تائید اُنکي مقصود نهیں بلکه مقصود اُس کا یهه هی

يہاں مذکور الصدر سے اکبر کا مذهب دريافت هوسکتا هی چنانچه معلوم هوتا هی که وه خدا کو عقل کے ذريعه سے جانتا تها اور پيرو پيغمبروں کا قايل نتها اور آدمي کي ضعف خلقت کي ضرورت سے پرستش کے لیئے چند رسميں بهي اُس نے ٹهرائي تهيں تفصيل اُسکي يهه هی که خدا کي بندگي اُس علم کے بموجب کرني چاهيئے جو عقل کے وسيله سے اُس کي ذات پاک کي نسبت حاصل هوتا هی اور جس کے ذريعه سے خدا کي وحدت اور عنايت بخوبي ثابت هوتي هی اور نيز بڑے بڑے ارادوں کے مارنے دبانے اور ايسے نيک کاموں کے کرنے کرانے سے جو تمام آدميوں کے حق ميں مفيد و نافع هوويں خدا تعالى کي خدمت گذاري اور بهبودي اور عاقبت کي تلاش و جستجو کرني چاهيئے اور آدمي کي سند پر عقيده طريقه قبول کرنا اس ليئے نامناسب هی که تمام آدمي هماري طرح بهول چوک کے قابل هيں اور اگر يهه ضرورت سمجهي جاوے که آدميوں کے حق ميں ظاهري پرستش کےلئي کوئي علامت مقرر هوني چاهيئے جس کے ذريعه وه اپنے نفسوں کو واحد موجود تک پهونچاويں تو چاند سورج اور تارے اور آگ اس ليئے کافي وافي هيں اکبر کے دين و مذهب ميں پوجاريوں اور پادريوں اور ملاؤں کو کسي قسم کي مداخلت نتهي اور عام پرستش کا کوئي طريقه مقرر نه تها اور کهانے پينے کي بهي کچهه قيد نتهي مگر کهانے پينے سے پرهيز يعني روزه اور برت اِس نظر سے قرار ديا گيا تها که اوسکی ذريعه سے طبيعت کو بلندي حاصل هوتي هی اور دستور اُسکا يهه تها که سورج کو بهت سے سلام کيا کرتا تها اور آدهي رات اور نور کے

که همارے نيلے پيلے هونے کا تماشا ديکهے اور همارے آنے سے اپنے دربار کي شان و شوکت بڑهاوے علاوه اس شوق ذوق کے جو اکبر کو مذهبوں کي چهان بين سے متعلق تها بقول ابوالفضل اور عبدالقادر کے عيسائي مذهب کي تعظيم اُس کے جي ميں بيٹهي هوئي تهي چنانچه عبدالقادر کهتا هی که اُس نے اپنے بيٹے مراد کو انجيل پڑهوائي تهي اور اُس کے سبقوں کو بسم الله سے شروع نکرواتا تها بلکه عيسى مسيح کے نام سے پڑهواتا تها

اور فیلسوف کے درمیان میں واقع ہوا § ہر مذہب والے نے اپني اپني دلیلوں کو پیش کیا مگر دلیلونکي تردید کي گئي چنانچہ بعض دلیلونکو یوں رد کیا گیا کہ اُس کے باني بدکار تھے اور بعضوں کو یوں اڑایا کہ اُن کے مسئلے بیہودہ ہیں اور جن معجزوں کووہ بیان کرتے ہیں وہ ثبوت کافي کے محتاج ہیں غرض کہ فیلسوف نے ایسي دین کي تائید کرکے جوعقل و مصلحت کے سواء کسي اور شي پر مبني نتھا گفتگو کو طی کیا *

واقعي اسي قسم کا بیان اکبر نامہ میں پایا جاتا ھی یعني سارے مذھبوں کے عالم فاضلوں کے روبرو ایک پادري اور چند ملاؤں میں مناظرہ واقع ہوا چنانچہ سلاست تقریر اور سلامت مزاج کی حیثیت سے پادري کو سبقت دي گئي اور بحث کا خاتمہ اِس طرح ہوا کہ ملاؤں کي زبان آوري اور سینہ زوري کو دباکر یہہ راے اپني بادشاہ نے ظاہر کي کہ خدا تعالی کي عبادت بطور معقول ایسي ہوسکتي ہی کہ عقل کي پیروي کي جاوے اور اندھون کي مانند الہام و وحي کي † بالکل پیروي نکي جاوے *

---

§ اس مناظرہ کا ترجمہ کرنل کنیڈي صاحب نے بمبئي کي علمي سوسئیٹي کے حالات جلد دو صفحہ ۲۴۷ وغیرہ میں چھاپا ھی

† جلسۂ مذکورہ کا حال عیسائي اور مسلمان دونوں مختلف طوروں سے بیان کرتے ہیں اور بڑا تعجب ھی کہ کسي شخص نے اُسکو اپنے مذھب کے موافق بیان نہیں کیا چنانچہ ابوالفضل کہتا ھی کہ جب بحث کرنیوالوں نے اپني اپني کتابوں کے سچے اور آسماني ہونے پر دلیلیں قایم کیں تو عیسائیوں نے یہہ کہا کہ اگر مسلمان لوگ اپنے قران کے حفظ و حراست کے بھروسے جلتي آگ میں چلے جاویں تو ہم بھي توریت انجیل کو لیکر آگ میں گھس پیٹھینگے مگر مسلمانوں نے بجواب اُنکو برابھلا کہا اور بہت سي ملامت کي اور پادري یہہ کہتے ہیں کہ یہہ درخواست اول مسلمانوں کي طرف سے ہوئي تھي اور اکبر کي خلاف مرضي پاکر ہمنے قبول نکیا (مري صاحب کي تحقیقات ایشیا جلد دو صفحہ ۹۱) غالب یہہ ھی کہ اکبر کو بحث مذکور سے جي کا بھلانا مقصود تھا اور یہہ دریافت نہیں ہوتا کہ عزم اُس کا یہہ تھا کہ عیسائیوں کو مسخرا بناوے اور جب کہ پادریوں کي مراد پوري نہوئي یعني اکبرعیسائي نہوا تو انکو یہہ شبہہ ہوا کہ بادشاہ کو تائید اُنکي مقصود نہیں بلکہ مقصود اُس کا یہہ ھی

یہاں مذکور الصدر سے اکبر کا مذہب دریافت ہوسکتا ہی چنانچہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ خدا کو عقل کے ذریعہ سے جانتا تھا اور پیر و پیغمبروں کا قایل نتھا اور آدمي کي ضعف خلقت کي ضرورت پہ پرستش کے لیئے چند رسمیں بھي اُس نے ٹھرائي تھیں تفصیل اُسکي یہہ ہی کہ خدا کي بندگي اُس علم کے بموجب کرني چاهیئے جو عقل کے وسیلہ سے اُس کي ذات پاک کي نسبت حاصل ہوتا ہی اور جس کے ذریعہ سے خدا کي وحدت اور عنایت بخوبي ثابت ہوتي ہی اور نیز بڑے بڑے ارادوں کے مارنے دہانے اور ایسے نیک کاموں کے کرنے کرانے سے جو تمام آدمیوں کے حق میں مفید و نافع ہوویں خدا تعالی کي خدمت گذاري اور بہبودي اور عاقبت کي تلاش و جستجو کرني چاهیئے اور آدمي کي سند پر عقیدہ طریقہ قبول کرنا اس لیئے نامناسب ہی کہ تمام آدمي هماري طرح بھول چوک کے قابل ہیں اور اگر یہہ ضرورت سمجھي جاوے کہ آدمیوں کے حق میں ظاهري پرستش کےلئي کوئي علامت مقرر هوني چاهیئے جس کے ذریعہ وہ اپنے نفسوں کو واحد موجود تک پہونچاویں تو چاند سورج اور تارے اور آگ اس لیئے کافي وافي ہیں اکبر کے دین و مذہب میں پوجاریوں اور پادریوں اور ملاؤں کو کسي قسم کي مداخلت نتھي اور عام پرستش کا کوئي طریقہ مقرر نہ تھا اور کھانے پینے کي بھي کچھہ قید نتھي مگر کھانے پینے سے پرهیز یعني روزہ اور برت اِس نظر سے قرار دیا گیا تھا کہ اوسکی ذریعہ سے طبیعت کو بلندي حاصل ہوتي ہی اور دستور اُسکا یہہ تھا کہ سورج کو بہت سے سلام کیا کرتا تھا اور آدھي رات اور نور کے

کہ همارے نیلے پیلے ہونے کا تماشا دیکھے اور همارے آنے سے اپنے دربار کي شان و شوکت بڑھاوے علاوہ اس شوق ذوق کے جو اکبر کو مذهبوں کي چھان بین سے متعلق تھا یہاں ابوالفضل اور عبدالقادر کے عیسائي مذهب کي تعظیم اُس کے جي میں بیٹھي ہوئي تھي چنانچہ عبدالقادر کہتا ہی کہ اُس نے اپنے بیٹے مراد کو انجیل پڑھوائي تھي اور اُس کے سبقوں کو بسم اللہ سے شروع نکرواتا تھا بلکہ عیسی مسیح کے نام سے پڑھواتا تھا

تڑکے کو دعائیں مانگتا تھا اور ٹھیک دو پہری کو سورج کے سامنے کھڑا هوکر دھیان گیان اپنا لگاتا تھا اور اس قسم کی خود پسند عبادت اوروں کو بھی بتا تھا باقی ان کاموں کا یہہ منشاء نتھا کہ وہ سورج کو عبادت کے شایاں و سزاوار اور آدھی رات اور تڑکے کی دعا مانگنے کو نیک کام سمجھتا تھا بلکہ مقصود اُسکا یہہ تھا کہ بقول اُس کے کہ * چناں با نیک و بد عرفی بسر کن کزپس مردن * مسلمانت بزمزم شوید و هندو بسوزاند هندو مسلمان اُس کو برا نکہیں اور هر دل عزیز رهے ابوالفضل کہتا هے کہ جب اُس سے یہہ درخواست کی گئی کہ آپ اپنے مونہہ سے بارش کی دعا مانگیں تو اُس نے یہہ جواب دیا کہ باری تعالی هماری حاجتوں کو همسے زیادہ جانتا هے اور محتاج اسکا نہیں کہ هم یاد اُس کو دلاویں کہ وہ همارے فائدوں کی نظر سے اپنی قوت کو کام میں لاوے مگر همکو یہہ شبہہ هے کہ جن باتوں کو وہ کرتا تھا اور اوروں کو بتاتا تھا اُنہوں نے اُسکے دلپر کچھہ نہ کچھہ اثر نکیا هو معلوم هوتا هے کہ یہہ بادشاہ اصل و حقیقت میں بڑا عابد زاهد تھا اور باوصف اپنے فلسفی هونے کے اور عقل و حکمت کی راہ پر چلنے کے کاهی کاهی ایسے باطل خیالوں کی جانب بھی مائل هوجاتا تھا جنکو اُس دین مذهب کی نسبت جسکو اُسکی عقل نے پسند کیا تھا قرب خدا تعالی اور وصول مقصود کا زیادہ وسیلہ سمجھتا تھا اور ایسی طبیعت کی ضرورت سے اُس نے عیسی علیہ السلام اور اُن کی والدہ حضرت مریم کی تصویروں کو بڑی تعظیم و تکریم اور نہایت خوف و هیبت سے دیکھا جب کہ پادریوں نے اُسکو وہ تصویریں دیکھائیں † *

باوجود اس کے کہ درباری لوگ اسکی خوشامد در آمد کرتے تھے اُسکے مذهب نو ایجاد کے اصول و قاعدوں میں کچھہ کچھہ علامتیں پائی جاتی تھیں مگر کہیں صاف صاف یہہ پایا نہیں جاتا کہ اُس کے جی میں اور

---

† مری صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۸۹

لوگوں کي نسبت زیادہ روشنضمیري اور صاف باطني کا خیال بھي آیا ہو
اُس کے مذھب کي بنیاد اِس اعتقاد پر قایم تھي کہ کوئي پیغمبر آجتک
نہیں آیا تمام موقعوں پر عقل سے استعانت کرتا تھا اور اُسي کي بات کو
مانتا تھا اور رعایا کے دین و مذھب میں مداخلت کرني اور ضرورت کے
وقت اُس میں بڑھانے گھٹانے کو حکومت کا لازمہ سمجھتا تھا † اور جبکہ
اُس نے اپني انوکھي باتوں کا پھیلانا چاھا تو یہہ ھوشیاري برتي کہ سنہ
١٥٧٩ ع مطابق رجب سنہ ٩٨٧ ھجري میں بڑے بڑے مسلمان مفتیوں
سے اس بات میں فتوی حاصل کیا کہ تمام معبدوں کي تو سرداري بادشاہ کو
حاصل ھی اور اپني راے و مصلحت کے موافق حکومت کرنے اور اصول دین کے
جھگڑوں کے چکانے کا حق اُسي کو پہنچتا ‡ ھی اور اُس کے نئے دین
کا یہہ کلمہ تھا لااله الاالله والاکبر خلیفة الله یعني خدا تعالی کے سوا
کوئي خدا نہیں اور اکبر بادشاہ اُس کا خلیفہ ھی *

اپني رایوں کے پھیلانے میں سمجھانے سے کام لیا اور کسي پر زور و
زبردستي نہیں کي اور وہ رائیں ایسي تھیں کہ درباري لوگوں اور دو چار
عالموں کے سوا کہیں شایع ذایع نہوئیں مگر فرایض اسلام کي منسوخي میں
کڑي کڑي تدبیریں برتیں یعني جن فرضوں کي تعمیل ابتک شریعت کے
ذریعہ سے ھوتي تھي اُن کي منسوخي کے درپے ھوا چنانچہ اُس نے نماز
اور روزہ اور زکوة و حج اور وجوب جماعت کو لوگوں کي مرضي پر موقوف
رکھا اور ناپاک جانوروں کا کھانا اور شراب کا معتدل پینا اور پانسو سے جوا
کھیلنا جایز کیا اور بارہ برس سے پہلے پہلے ختنہ کرنے کي ممانعت کي اسلیئے
کہ جب آدمي بارہ برس کا ھوجاتا ھی تو اُسکو برے بھلے کي پہچان

† اکبر اپنے مرید خادموں پر دم پھونکا کرتا تھا اور اب لوگ اُس کو یوں وسوا کرتے ھیں کہ وہ معجزوں کي قوت کا اظہار کرتا تھا اور حقیقت یہہ ھی کہ روحاني تعلیم والے یعني گرو اپنے چیلوں کے ساتھہ اقلیم ھندوستان میں یہہ معاملہ عام برتتے ھیں

‡ منتخب التواریخ

هوجاتي هی اب اگر اچها سمجهے تو ختنه کرواے اور اگر برا سمجهے تو نکرواے † *

دین و ملت کے مقدمه میں بعض بعض تدبیروں کو قصد و تاکید سے برتتا تها اور مقصود اُس کا یهه تها که مسلمانوں کا مذهب تنزل پکڑے چنانچه اُس نے هجري سال اور عربي مهینوں کو شمسي سال سے بدلا اور آغاز سال اُس اعتدال ربیعي سے ٹهرایا جو تخت نشیني کے سال سے قریب تها اور مهینوں کي تقسیم ایرانیوں کي تقسیم ماهانه کے موافق قرار دیکهي اور عربي کي تحصیل سے رغبت اُٹهائي گئي اور علي اور محمد وغیره عربي کے ناموں کا برتاو چهوڑا گیا اور سلام مسنون یعني السلام علیکم کي جگهه الله اکبر ٹهرایا گیا اور جواب اُس کا جل جلاله ‡ قرار دیا گیا اور داڑهي رکهانا جو § قران سے ثابت هی ایسا ناگوار اُس کو تها که داڑهي والی کو اپنے سامنے بدشواري آنے دیتا تها داڑهي رکهانے کي ممانعت اور نیز اِس قاعده کے اجرا سے که ایرانیوں کي طرح بادشاه کے سامنے ماتها ٹیکیں یا دربار کي خاک کو چومیں مسلمانوں کو سخت نفرت هوئي اِس لیئے که مسلمانوں کے نزدیک ایسي تعظیم الله سے مخصوص هی *

هندوؤں کے دین و ملت میں مداخلت کرنے کا موقع اِس لیئے بہت تهوڑا هاتهه آیا که اُن کے مذهب کو مسلمانوں کي حکومت سے کچهه اعانت نه پهونچي تهي علاوه اِس کے اس لیئی بهي دست اندازي گوارا نهوئي که هندوؤں کا دین اور دینوں سے لاگ لپیٹ نهیں رکهتا اور کسي کے ضرر کا خواهاں نهیں هوتا مگر اُس نے آگ پاني میں گرنے یعني

---

† کرنیل کنیڈي صاحب نے امور مذکوره بالا پر یهه زیاده کیا که ایک نکاح سے زیاده نکاح کرنے کي بهي ممانعت کي تهي

‡ اِس اصطلاح جدید کے جاري کرنے سے یهه مقصود اُسکا تها که جلال الدین اکبر اُن لفظوں سے سمجها جاے

§ صحیح یهه که حدیث سے ثابت هی ۱۲ مترجم

جان جوکھوں کے امتحانوں سے بڑي کڑي ممانعت کي جو هندوؤں کا پرانا دستور چلا اتا تھا اور یہہ حکم بھي جاري کیا کہ بالغ هونے سے پہلے شادي نکرائي جاوے اور قربانے کاهوں میں جانور نہ مارے جاویں اور رانڈوں کے پھیرے دوبارہ کرائے جاویں جو هندوؤں کے دستور کے مخالف تھا † اور رانڈ عورتیں زور ظلم سے ستي نہوا کریں اور جب کوئي عورت ستي هونا چاهتي بھي تھي تو بڑي چہان بین اِسکي هوتي تھي کہ وہ آپ سے جلنا چاهتي هی یا کسي کے کہنے سنے سے جلنے کو جاتي هی چنانچہ ایکبار اُس کے کانوں میں یہہ بھنک پڑي کہ جودہ پور کا راجہ اپني رانڈ بہو کو موتي بیٹے کے ساتھہ از راہ زبردستي جلانا چاهتا هی تو وہ گھوڑے پر سوار هوا اور ڈاک چوکي کے ذریعہ سے جودہ پور میں پہونچا اور اُس دکھیا رانڈ کي جان بچائي ‡ *

جو بڑي بڑي تدبیریں اکبر کي خاص هندوؤں سے واسطے علاقہ رکھتي تھیں وہ اُن کے حق میں نہایت مفید تھیں مگر وہ تدبیریں اُس زمانہ سے پہلے پہلے عمل میں آئي تھیں کہ اپنے مذهب میں نئي نئي ایجادہ اُس نے نہ کي تھي هندوؤں کو مسلمانوں کي برابر حکومت کے عہدوں پر معزز و ممتاز کرنا جب سے قرار پایا تھا کہ اُس نے حکومت کو سنبھالا تھا اور سلطنت کے ساتویں سال اُسنے وہ محصول جزیہ کا موقوف کیا جو آدمي پیچھے هندوؤں سے لیا جاتا تھا اور یہہ محصول ایسا ناگوار تھا کہ اُس کے باعث سے هندو مسلمانوں میں همیشہ عداوت قایم رهتي تھي اور اُسي زمانہ کے قریب اُس نے وہ محصول اُٹھایا جو تیرتھوں کے جانے والوں سے وصول کیا جاتا تھا اور عذر اُس کا یہہ بیان کیا کہ یہہ محصول اگرچہ اعتقاد باطل پر لگایا گیا تھا مگر خدا کي عبادت کے طریقے مختلف

---

† کرنیل کنیڈي صاحب کا بیان مندرجہ حالات بمبئي جلد دو صفحہ ۲۶۱

‡ اکبر نامہ

هیں اب اُس کے عابدوں کے رستہ میں خلل ڈالنا اور اُن کے خالق سے اُنکو توڑانا نہایت نامناسب ہی † *

علاوہ اُن کے ایک فرمان ایسا اِس سے بھی پہلے سنہ ۱۵۶۱ ع میں جاري کیا تھا جس سے آدمیت کے معني مترشح ہوتے ہیں اگرچہ وہ کسي خاص فرقہ سے متعلق نہ تھا مگر عمل درآمد کي روسے ہندوؤں کے حق میں بڑا مفید پڑا یعني سنہ الیہ میں یہہ حکم اُس نے جاري کیا کہ لڑائي کے قیدي لونڈي غلام نہ بنائی جاویں معلوم ہوتا ہی کہ اگلے شور و فسادوں میں یہہ برا کام اِس غایت کو پہونچا تھا کہ محصوروں کے جورو بچوں سے قطع نظر ملک مخالف کے امن چین والوں کے خویش و تبار بھي لونڈي غلام بنائی جاتے تھے مگر اب بڑي سخت ممانعت اُسکي ہوئي *

اگرچہ اکبر کي اَنوکھي باتیں ساري جاري نہوئي تھیں اور اُن میں سے بھي وہ دو چار باتیں جو لعنت ملامت کے قابل تھیں منسوخ ہوگئي تھیں یا قلعہ مبارک میں منحصر تھیں مگر باوصف اِس کے چوکھے مسلمان اور خصوص ملا لوگ اُس سے سخت متنفر تھے اور ملا لوگوں کو اُن تبدیلیوں کے باعث سے زیادہ نفرت و عداوت ہوئي تھي جو مذہبي کاموں کي جاگیر و مصارف میں جب واقع ہوئي تھیں کہ سارے قلمرو کے محاصل میں ترمیم و اصلاح عمل میں آئي تھي عبد القادر نے اُن لوگوں کي شکایتوں کو بڑي دھوم دھام سے لکھا ہی اور اکبر کو یہہ الزام اُس نے لگایا کہ اکبر نے مسلسل تدبیروں سے مسلمانوں کے مذہب کي بے رونقي چاہي اور ایسے لوگوں پر ظلم اُس نے روا رکھا جو اُس کے مذہب کي نہایت تائید و اعانت اور بغایت حفظ و حراست کرتے تھے اور غالب ہے کہ اکبر کو اون لوگوں سے تھوڑا بہت تعصب ہوا ہوگا جو اُس کے خلاف و مقابلہ پر مستعد و آمادہ رہتے تھے اور بلاشبہہ اُن خاص

---

† شامرز صاحب کا قلمي ترجمہ اکبر نامہ کا

لوگوں کي رو و رعایت کرتا تها جو آسکي باتوں کو بے تکلف مانتے تهے مگر درشت گوئي اور بد سلوکیوں کي حکایتیں جو عبدالقادر نے بیان کیں هیں آن کے دیکهنے سے یهه واضح هوتا هی که اُن لوگوں کي گستاخانه بول چال اور مفسدانه چال ڈهال کي ضرورت سے واجب و لازم تهیں اور وه بدسلوکیاں خاص ملاؤں پر منحصر نتهیں بلکه ایک درباري امیر کو سلطاني محل سے بایں قصور آس نے نکلوایا که اُس گستاخ بے ادب نے بادشاه کي عمل در آمد پر اعتراض کیا اور بے تکلف یهه پوچها که آپ کیا سوچتے هیں که اور ملکوں کے پکے مسلمان بادشاه آپ کي عمل در آمد پر کیاکیا اعتراض کرینگے اور دوسرے درباري کو جس نے بادشاه کے صلاح کاروں کو دوزخي کہا تها یهه سنا یا گیا که ایسي کڑي بات کا جواب اب لات گهونسے سے مناسب هی اکبر کا بڑا منکر عزیز خاں آعظم اُس کا کوکا یعني رضاعي بهائي اور نیز آس کي فوج کا بهت بڑا سردار تها اور اِسلیئے که یهه سردار ایک مدت سے گجرات کا حاکم تها اور وهاں کي حکومت کے باعث سے حضور میں حاضر نهوتا تها تو اُس کي ماں یعني اکبر کي دایه نے آس کے بلانے میں اکبر کو بهت کہا سنا تها چنانچه عزیز خاں بلایا گیا مگر اُس نے بهانه کیا دریافت هوا که وه اِس لیئے نهیں آیا که ڈاڑهي کا مونڈوانا اور بادشاه کو سجده کرنا اُسکو منظور نهیں بعد اِسکے اکبر نے اُسکو فهمایش نامه لکها اور تمسخر کي باتیں لکهیں مگر جب که وه سردار اپني بات پر جما رها تو بڑا تاکیدي حکم اِس مضمون سے صادر هوا که جلد آپ کو دارالسلطنت میں حاضر کرے عزیز خاں اُنے حکومت سے هاتهه آٹهایا اور نهایت لعنت ملامت اور بغایت گستاخي وجسارت سے جواب آسکا لکها که کیا کتاب † آسماني آپ پر نازل هوئي یا رسول خدا

---

† واضح هو که مسلمان لوگ اچهے اور عمده هونے کي حیثیت سے قران اور توریت و انجیل اور زبور کو کتاب آسماني کهتے هیں اور اُن کتابوں کے ماننے والوں کو اهل کتاب بولتے هیں

كي مانند اعجاز آپ سے ظاهر هوئے كه اُنكي تائيد و تقويت سے نيا دين آپ نے جاري كيا اور آگاه كيا كه تو عذاب دايم كا رسته چلتا هى اور اختتام اُس كا اِس دعا پر كيا كه خدا اُس كو نجات و هدايت كركے رسته پر لاوے غرض كه اُس نے حرارت اسلام كو بڑي دهوم دهام سے جتايا اور بلا اطلاع اكبر كے مكه كو روانه هوا مگر جب كه تهوڑے دنوں بعد اُس نے حال اپنا مكه ميں اچها نپايا اور جي كو لگتا نديكها تو هندوستان كو چلا آيا اور بادشاه كي اطاعت قبول كي اور جو كچهه كرنا تها وه كيا اور اعتماد و عنايت سابقه پر پهنچا *

اگرچه اس قسم كے خلافوں نزاعوں ميں اكبر هي غالب رها مگر خلاصه اور روحاني هونے كے باعث سے مشرب اُس كا عوام‌الناس ميں نه پهيلا بلكه يهه معلوم هوتا هى كه چند حكيموں اور لالچي ملاؤں اور درباري لوگوں كے علاوه عام لوگوں ميں منتشر نهوا تها يہاں تك كه اكبر كے مرنے پر بقول اُسكي كه مصرع * چراغ كذب را نبود فروغے * چراغ اُسكا گل هوگيا اور جهانگير اُوس كے بيٹے نے مسلمانوں كے طور طريقوں كو بے كهي سنے جاري كيا اور شمسي سال اپنے ذاتي فائدوں كے لحاظ سے تهوڑي مدت تك قايم ركهے گئے مگر باوجود اس كے وه آزادانه تحقيقات جو اكبر كے اصول قاعدوں سے مريدوں كي طبيعتوں ميں دلنشين تهيں اُن اصولوں كے مرجهانے پر بهي تهوڑي بهت قايم رهيں بلكه اكثر ويسي هي طبيعتيں باقي رهيں يهاں تك كه اگر خارجي سببوں سے روك ٹوك اُنكي نهوتي تو اُنكي بدولت اصلاح و ترميم اُن باطل خيالوں اور فاسد عقيدوں كي بهت كچهه هوتي جو آجكل پائي جاتي هيں *

اكبر كو يهه دعوى نهيں پهونچ سكتا كه وه اپنے اُن مسئلوں كا موجد هى جنكو اُس نے رواج بخشا تها اس ليئے كه پندت لوگ اول سے خدا كو ايك هي جانتے تهے اور ديوتوں كے قصے كهانيوں كي تعظيم اعتقاد بدوں كرتے تهے چنانچه هندو فقيروں كا كبير پنتهي فرقه جو اكبر كے زمانه سے

سو برس پہلے گذرا اکبر کي رايوں کے قريب قريب پہونچا تھا اور معلوم
ہوتا ھی کہ اکبر نے منجملہ اپنے مذہبي قاعدوں کے چند ايسی قاعدے
اُن تدبیروں سے آخذ کیئے تھے جن کے لیئے کوئي معقول وجہہ نہ ٹھرائي
تھي مگر با وصف اِس کے باري تعالٰی کي ذات و صفات کے سمجھنے
اور ثابت کرنے میں پہلے لوگوں سے سبقت لی گیا تھا اور وہ عام آزادي
جو عام خاص لوگوں کو اپني اپنی رايوں کے ظاہر کرنے میں بلا روک ٹوک
اور بلا لاگ ڈانٹ اپني مجلسوں میں عنايت کرتا تھا ايسی زبر دست
والا جاہ بادشاہ کے مزاج میں ايسي خلوت نشين اصلاح و ترمیم کرنیوالے
کي نسبت بڑي عمدہ بات اور نہايت پسنديدہ خصلت ھی جو لوگوں
کے ظلم و ستم غالباً اُٹھا تا ھی † *

انتظاموں کا بیان

۸ اگرچہ محاصل ملک کي بابت اکبر کا انتظام اُن فايدوں کي حيثيت
سے بہت مشہور و معروف ھی جو اُس کے ذریعہ سے تمام قلمرو کو
حاصل ہوئے مگر کوئي بات اُس نے ايجاد نہيں کي بلکہ پہلے انتظاموں
کو اصلاح و درستي سے جاري کیا اور حقیقت یہہ ھی کہ انتظام اُس کا
شیر شاہ کي تدبیروں کا اجراے کامل تھا اِس لیئےکہ شیر شاہ کي حکومت
تھوڑے دنوں قائم رہي اور اُسکي تدبیروں نے ساري قلمرو میں پورا پورا
اجرا نہ پایا *

---

† جبکہ ھم اکبر کے ارادونکو جو ايسي توحيد خالص سے متعلق تھی جسمیں
پیغمبروں کي وحي ومعجزہ کو مداخلت نہوے آج تک کي حکومتوں کے ایسے ارادوں سے
مقابلہ کریں جو اسي قسم کے معاملونمیں پائے جاتے ھیں توھمکو اُن مذھبوں کے لاعلاج
عیبونکو یاد رکھنا چاھیئے جنسی اکبر بخوبي واقف تھا اور ايسی معقول آدمي کي
حیثیت ولیاقت میں جو اپني قوم سے بڑہ کر کام کرے اور ايسی ادمي کي سوچ سمجھ
میں جو عوام کي یہانتک پیروي کرے کہ اُنکي بیہودہ باتونکو راسخ درست سمجھی
فرق کرنا ضروري ھی

اُس انتظام کا پہلا مطلب یہہ تھا کہ زمین کي پیمایش ٹھیک ٹھیک کي جاوے دوسرا یہہ کہ ہر بیگھہ کي مقدار پیداوار اچھي طرح دریافت ہو جاوے کہ کتنا پیدا ہوتا ہی اور سرکار کو اُس میں سے کس قدر لینا چاہیئے تیسرا یہہ کہ جنس کے بدلہ میں کسقدر روپیہ ٹھہرایا جاوے *

پہلے مطلب کے لیئے ایک عام پیمانہ اُن مختلف پیمانوں کي جگہہ اکبر نے قایم کیا جنکو سرکاري افسر بھي برتا کرتے تھے اور احتیاط کے پابند نہ تھے غرض کہ اُس نے آلات پیمایش کو ترقي بخشي اور ساري اراضیات قابل الزراعت کي ناپ تول کے لیئے آدمي مقرر کیئے *

پیمایش کي نسبت جمعبندي کا دوسرا کام مشکل تھا اِس لیئے کہ زرخیزي اور پیداواري کي حیثیت سے تمام زمینیں تین قسموں پر منقسم ہوئي تھیں اور ہر قسم کے بیگھہ کي مختلف پیداوار کي مقدار دریافت کي گئي تھي اور تین قسموں کي اوسط مقدار کو ایک بیگھہ کي مقدار قرار دیکر مقدار مذکور کي تہائي کو سرکاري حق ٹھہرایا گیا تھا † معلوم ہوتا ہی کہ ایسي جمعبندي سے غایت درجہ کي جمع قرار دیني مقصود ہوتي تھي اِسلیئے کہ جو کاشتکار اُس معین مقدار کو گراں سمجھے تو اُس کو اجازت حاصل تھي کہ وہ زمین کي اصلي پیمایش کراوے اور اصلي پیداوار کو تقسیم کر دے *

مساوي پیداوار کي زمینیں پیداوار کے علاوہ اور باتوں کے لحاظ و حیثیت سے مختلف ہو سکتي ہیں چنانچہ ترتیب مذکورالصدر

---

† مثلاً گیہوں کے ایک بیگھہ کي مقدار پیداوار متون کي رو سے بطور مفصلہ ذیل قرار دي گئي زمین قسم اول ۱۸ من قسم ثاني ۱۲ من قسم ثالث ۸ من ۳۵ سیر کل ۳۸ من ۳۵ سیر جسکي تہائي ۱۲ من ساڑے ۳۸ سیر بیگھہ پیچھے اوسط مقدار قائم ہو ئي جسکي تہائي ۴ من ساڑے بارہ سیر بیگھہ پیچھے سرکاري حق مقرر ہوا ایسے ہي روئي کي مقدار پیداوار في بیگھہ حسب تفصیل تصور کي جاوے زمین قسم اول ۱۰ من قسم ثاني ۷ من ۲۰ سیر قسم ثالث ۵ من کل ۲۲ من ۲۰ سیر تہائي اوسط ان تینوں کا ۷ من ۲۰ سیر ہوا اور اُسکي تہائي دو من ۲۰ سیر سرکاري حق قرار پایا ہی

کي تبديل و تغير کے واسطے اقسام منفصله ذيل قرار دي گئيں اول يهه که دو فصلي زمينوں سے هر فصل کے کٹنے پر محصول سرکاري پورا وصول کيا جاتا تها دوسرے يهه که يک فصلي زمينوں کا زرلگان اُس وقت دیا جاتا تها جب که وه بوئي جوتي جاتي تهيں تيسرے يهه که اُن زمينوں پر پيداوار کے دو پانچويں حصے پهلے برس دينے پڑتے تهے جو غرقابي کا ضرر اُٹهاتي تهيں يا تين برس سے افتاده هوتي تهيں اور اُن کو قابل زراعت کرنے ميں کچهه صرف کرنا پڑتا تها بعد اُس کے هر برس لگان بڑهايا جاتا تها يهاں تک که پانچويں برس پورا ليا جاتا تها چوتهي قسم يهه که پانچ برس سے زياده پڑي هوئي زمينوں پر پهلے چار برس بهت مفيد شرطيں عنايت هوتي تهيں يعنے محصول بهت کم دينا پڑتا تها *

آئين اکبري ميں کهيں يهه مذکور نهيں که ايک کهيت کي زرخيزي دوسرے کهيت کي نسبت کسطرح دريافت کي جاتي تهي مگر غالب يهه هى که ديهات والوں کي صلاح و مشورت سے تمام زمينوں کي تين قسميں قرار دي گئي هونگي اور يهه کام اُس تقسيم کے ذريعه سے آسان هوا هوگا جو گانوں والوں نے آپس ميں ٹهيرا رکهي تهي اور بهت دنوں سے برابر چلي آتي تهي گانو والوں کي تقسيم کے بموجب گانوں کي زمينيں کالي لال پتهريلي ريتلي کالي کنکريلي وغيره قسموں پر منقسم هوتي هيں اور علاوه اُن کے گانوں کے قرب اور پاني کي دستيابي اور مثل اُس کے اور باتوں کا بهي لحاظ کيا جاتا هى اور مختلف قسموں کي زمينوں کو ايسي طرح بانٹنے ميں که سارے کاشتکاروں کو برابر فائده پهونچے بڑي دشواري پيش آتي هى اور بڑي محنت اُٹهائي جاتي هى *

تيسرے مطلب يعني اِس کام کے ليئے که جنس کے بدله ميں کسقدر روپيه مقرر کيا جاوے هر گانوں اور هر قصبه سے اُن قيمتوں کے نقشے طلب کيئے گئے جو پيمايش سے پهلے گذشته اُنيس برس ميں معمول و مروج تهيں چنانچه نرخ مندرجه نقشه جات کا اوسط ليا گيا اور اُسکے بموجب

جنس کي عوض میں نقد روپیہ مقرر کیا گیا تھا اور گاھے گاھے بازاري قیمتوں کے لحاظ سے زر لگان مقررہ پر نظر ثاني بھي کي جاتي تھی اور یہاں تک نرم گیري تھي کہ اگر کوئي کاشتکار نرخ لگان کے بموجب روپیہ کے دینے کو بھاري سمجھتا تھا تو جنس کے دینے کي اجازت دي جاتي تھي *

پہلے پہلے یہہ دستور رہا کہ ھر برس نئي جمعبندي کي جاتي تھي مگر جب کہ ھر برس کي جمعبندي میں دقت پیش آئي تو پچھلے دس برسوں کي جمعبندي کے بموجب اگلے دس برسوں کي جمعبندي کي گئي *

میعاد جمعبندي کے دراز کرنے سے انتظام مذکورہ بالا کي یہہ دوسري برائي کم ھوگئي کہ اقسام کاشت کي مختلف جمعبندي سے دھوکا سا اثر یوں نمایاں ھوتا تھا کہ کاشتکار اچھي پیداوار کي قسم اِس لیئے نہ بوتا تھا کہ گو اب کے سال اُس کو فایدہ ھوتا تھا مگر اگلی برس کي جمعبندي میں زیادہ دینا پڑتا تھا *

سرکاري کاغذوں میں اقسام اراضیات اور پیمایش کا حال احتیاط سے لکھا جاتا تھا اور زمین کي تقسیم کاشتکاروں پر اور محاصل کي کمي بیشي گانو کي کتابوں یعنے نکاسیوں کھتونیوں میں ھر سال درج کي جاتي تھي جو تقسیم و پیمایش کے بموجب ھر گانو میں موجود رھتي تھیں چنانچہ وہ کتابیں اب بھي هندوستان کے ایسے ایسے حصوں میں معمول و مروج ھیں جو اکبر کے عہد دولت میں فتح ھوئی تھی اور اُن حصوں میں وہ کتابیں صرف اپنے حسن و خوبي کي بدولت رائج ھو گئیں *

اس زمانے میں جب کہ محاصل میں ترقیاں واقع ھوئیں افسروں کے نذرانہ اور بہت سے دقت طلب محصول موقوف ھوئے *

تقسیم مذکورالصدر کے علاوہ کل قلمرو کي مالي تقسیم ایسے حصوں پر کي گئي تھي کہ ھر حصے سے ایک کرور دام یعني اڑھائي لاکھ

زوایدء وصول هوتے تھے اور هر حصه کا تحصیلدار کروڑي کہلاتا تھا مگر یهه تقسیم أسکي قایم نه رهي اور هندوؤں کي پراني تقسیم پهر قایم هو گئي *

انتظامات مذکورہ بالا سے سرکاري مطالبه میں بہت بڑي تخفیف واقع نه هوئي مگر اُس نقصان میں کمي نه پڑي جو محاصل کي تحصیل میں واقع هوتا تها غرض که سرکاري منافع دستور کے قریب قریب رهے مگر لوگوں کا بوجهه کم هو گیا ابوالفضل کہتا هی که شیر شاہ نے کل پیداوار کي چوتهائي اور اکبر نے اُسکي تہائي وصول کي مگر باوصف اسکے پهر لکہتا هی که اکبر کي جمعبندي شیرشاہ کي جمعبندي سے هلکي پهلکي تهي *

اکبر کي هدایتیں افسران محاصل کي نسبت هم تک پهونچیں اور اُن سے واضح هوتا هی که اکبر کو خیال اسبات کا بہت کچهه تها که انتظام کے قاعدے بخوبي انصرام پاتے رهیں اور رعایا کي بهي امن چین سے گذرے نیز اُسکے انصرام کے طور و طریقوں کا حال بهي معلوم هوتا هی چنانچه سرکاري محاصل کے کسي قسم کا ٹهیکا نه دیا جاتا تها اور سارے تحصیلداروں کو یهه تاکید تهي که اقرار ناموں اور تحصیل کے کاموں میں کاشتکاروں سے آپ اپنا واسطے علاقه رکہیں اور خود وهاں آیا جایا کریں اور گانوں کے پٹواریوں اور چودهریوں کے سہارے نه بیٹهیں † *

غرض که ترمیم و اصلاح مذکورہ بالا کي بدولت اکبر کي رعایا کو عیش و راحت کي حیثیت سے ترقیاں تو نصیب هوئیں مگر ترمیم مذکور میں کوئي بات ایسي نه تهي که اُس کے ذریعه سے اُن کے حالات کو بهي تهوڑي بہت ترقي حاصل هوتي رهتي یہاں تک که اصلاح مذکور سے گنواروں کو یهه اُمید قایم نهوئي که وہ زراعت کے سوا اور پیشوں میں بهي دست اندازي کریں یا اپنے هي پیشه میں سعي و محنت کے ذریعه سے بڑي بڑي سرفرازي پاویں اور کچهه شبهه نهیں که مراتب مذکورہ بالا کا

† کلیدون صاحب کا ترجمه آئین اکبري جلد ایک صفحه ٣٠٣ لغایت ٣١٢

حاصل هونا اسلیئے کسي انتظام کے ذریعہ سے ممکن نہ تھا کہ موروثي جایدادوں کي وہ مسلسل تقسیم جو بحکم وراثت چھوتي چھوتي حصوں پر بالت چونت کرتے تھي ترقي کاشت کي مانع مزاحم تھي اور خاندان کاشت کے ایسے لوگ جو کھیت کیار کے علاوہ سوداگري یا اور ایسے کاموں میں پڑ سکتي تھي جن کے باعث سے کاشتکاروں کے کم هونے پر خام پیداواري کي مالیت اور محنت کاشت کي قیمت بڑہ جاتي ہو جوت کے دھندوں میں پھنسے اور کھیت کیار کے کاموں میں دھنسے رهے *

سا ترمیم مذکورالصدر کا باني وہ راجہ تودر مل تھا جسکے نام سے وہ ترمیم اب بھي مشهور و معروف هی اِس وزیر باتدبیر کي جنگي خدمتوں کا حال اوپر گذرچکا ابوالفضل کهتا هی کہ تودرمل لوبھي لالچي نتھا اور دوستي کا سچا اور زبان کا پورا تھا مگر باوصف اِس کے کینہ پرور اور انتقام دوست بھي تھا اور برتوں کے رکھنے اور پوجا پات کے کرنے اور هندوؤں کي ایسي ایسي رسموں کا ایسا سخت پابند تھا کہ چند بار اُسکو اکبر نے بھي برا بھلا کھا ‡ *

سپاستوں کا بیان

جسقدر کہ همکو اکبر کے مالي محکموں کا انتظام و انصرام اچھي طرح تفصیل سے دریافت هی ویسا اور محکموں کا حال معلوم نهیں مگر اُس کي هدایتوں کے دیکھنے سے جو افسروں کے نام بنام صادر هوتي تھیں عام انتظام اور محکموں کا بھي دریافت هوسکتا هی § *

اکبر کي سلطنت پندرہ || صوبوں پر منقسم تھي اور هر صوبہ میں ایک نایب‌السلطنت رهتاتھا جو سپہ سالار کھلاتا تھا اور ملکي اور جنگي کاموں

‡ شامرز صاحب کا اکبر نامہ کا قلمي ترجمہ

§ کلیدون صاحب کا ترجمہ آئین اکبري جلد ایک صفحہ ۲۹ لغایت ۳۰۳

|| منجملہ اِن پندرہ صوبوں کے بارہ صوبہ هندوستان خاص اور تین صوبہ دکن میں متعین تھے اور جبکہ بعد اُس کے بیجاپور اور گولکنڈہ کو فتح کیا تو دکن میں

میں پورا اختیار اُسکو حاصل ہوتا تھا مگر استحکام اُس کے کاموں بادشاہ کی منظوری پر موقوف تھا *

پٹواری اور قانون گو اور تحصیلدار وغیرہ سارے مالی کارگذار اور علاوہ اُنکے وہ فوجدار اُس نایب‌السلطنت کے تحت حکومت ہوتے تھے جو خاص خاص اپنے اپنے ضلع کے بیقاعدہ سپاہیوں اور قاعدہ‌داں فوجوں اور جنگی کارخانوں اور ایسی جاگیروں پر متعین ہوتے تھے جو جنگی کاموں کے واسطے مقرر کیجاتی تھیں علاوہ اُس کے یہہ کام بھی اُن سے تعلق رکھتا تھا کہ اگر کوئی بد انتظامی اُنکے علاقہ میں کھڑی ہوجاوے تو اصلاح اُسکی بطور معقول کریں *

دادخواہوں کی داد رسانی ایسی عدالت کے ذریعہ سے ہوتی تھی جسمیں ایک میر عدل اور ایک قاضی افسر ہوتا تھا قاضی اظہار لیتا تھا اور قانون‌گو بتا تھا اور میر عدل اُس مقدمہ کو تجویز کرتا تھا اور معلوم ہوتا ہی کہ اُسیکی راے کو فوقیت دیجاتی تھی اور اِس خاص امتیاز کا باعث غالباً وہ تغیر و تبدل تھا جو بادشاہ کی مرضی اور ملک کی رسم و رواج کے لحاظ سے مسلمانوں کے ایسے ٹھیک ٹھیک قانونوں میں واقع ہوتا تھا جو قانون قاضی کے بیان سے واضح ہوتے تھی *

بڑے بڑے شہروں کے تھانہ چوکیات کوتوال شہر سے اور قصبوں کے تھانہ چوکیات افسران مال سے متعلق تھیں ہاں گانوں گراؤں کے تھانے چودھری مقدموں سے تعلق رکھتے تھے *

اہلکاروں کے نام کی ہدایتیں انصاف و مروت سے خالی نہوتی تھیں اگرچہ بیہودہ سرائی اور یاوہ گوئی سے بھی پاک صاف نہ تھیں جیسے کہ ایشیا والوں کا دستور ہی *

چھہ صوبہ ہوگئے اور اکبر کے عہد دولت کے بعد سپہ سالار کے خطاب کی جگھہ صوبہ‌دار کا خطاب قایم کیا گیا اور محاصل صوبہ کی نگرانی پر دیوان کا عہدہ مقرر ہوا اگرچہ یہہ دیوان صوبہ دار کے تلے ہوتا تھا مگر بادشاہ اُسیکو مقرر کرتا تھا ۔

کوتوالوں کي ہدایتوں میں وہ جاسوسي اور مزاحمت پائي جاتي ھی جو ظالم بادشاھوں کے پولس میں ھوتي ھی ہدایتوں میں یہہ بھي مندرج ھوتا تھا کہ کوئي آدمي غلہ وغیرہ نہ بھرے اور باھر سے بھي اس لیئے نہ لاوے کہ وہ اپنے جي چاھتا بیچے اور بہت سي معقول ہدایتوں میں یہہ بھي درج ھی کہ جو آدمي عام جلاد کے پیالہ سے پاني پیوے تو ھاتھہ اسکا کاٹا جاوے یہہ قانون ایسا ھی کہ منو کے † مجموعہ کے قابل ھی اور اسلیئے بڑے اچنبھے کي بات ھی کہ داد رساني کے باقي سارے قاعدے فیاضي اور اھلیت سے مشحون و معمور ھیں ہدایت موسومہ حاکم گجرات مندرجہ تاریخ گجرات میں کوڑوں پٹوانے اور گردن مارنے اور پابزنجیر کرنے کو محدود و معین کیا اور یہہ تاکید لکھي کہ سنگین سزاؤں کي عملدرآمد میں احتیاط و کفایت برتا کرے اور خطرناک شور و فساد کے مقدمات کے علاوہ کسي مقدمہ میں جبتک روئداد اسکي دربار میں نہ بھیجے تب تک سنگین سزا قایم نکرے اور منظوري نامنظوري کا منتظر رھے اور جب کہ سنگین سزا تجویز ھووے تو عضو تراشي عمل میں نہ آوے اور بیدردي سے کام نہ لیا جاوے ‡ *

فوج کے انتظام کا بیان

اگرچہ اکبر اور محکموں کي اصلاح و درستي میں سراپا مصروف تھا مگر فوج کے انتظام سے بھي غافل نتھا اور جیسے کہ پہلے پہلے اُس نے فوج کے مطیع کرنے میں محنت اٹھائي اُس سے کچھہ کم محنت اُس نے جب بھي نہ اوٹھائي کہ فوج کے انتظام و اتمام اور اُسکي کفایت شعاري کے اھتمام اور اُس کے کام کا بنانے میں مصروف رھا *

---

† یہہ شخص پہلے وقتوں میں ایک عالم ھندو تھا جسنے ھندوؤں کے مذھب میں تصنیفات کیں چنانچہ ذکر اُسکا کتاب کے اول میں درج ھوا اور اس تشبیہہ سے یہہ مقصود ھی کہ اُسنے خدا کي وحدت کو اپني کتاب کے شروع میں بڑي خوبي سے لکھا مگر سب جگہہ رائے اُسکي ویسي نرھي ۱۲ مترجم

‡ برگز صاحب کي تاریخ گجرات صفحہ ۳۹۱

یهه پرانا دستور ایک عرصه سے جاري تها که فوج والوں کے لیئے جاگیریں مقرر کي جاتي تهیں اور محاصل ملک سے وظیفے تهرائے جاتے تهے چنانچه تحصیل و وصول کا اختیار اُن لوگوں کو حاصل هوتا تها اور کسي قسم کي روک توک اُنکو نهوتي تهي اور موجودات کے وقت ایسي بے ترتیبي اور دغابازي برتي جاتي تهي که فوج والوں کے همراهي اور خدمتگار ادهر اودهر سے مانگے تانگے کے گهوڑے لیکر حاضر هوجاتے تهے اور باوصف اُسکے ساز و سامان سے بهي درست نهوتے تهے *

پهلي خرابي کي اصلاح اس طرح فرمائي که حتی الامکان اپنی خزانه سے زر تنخواه دینا شروع کیا اور فوج کي جاگیروں پر کچهه کچهه بندشیں لگائیں اور دغابازي کا یهه تدارک کیا که هر سپاهي کا حلیه فوج کے کاغذوں میں لکهوایا اور گهوڑوں پر سرکاري داغ دلوائے اور تنخواه سے پهلے حاضري تهرائي اور اونت اور بیل گاڑي فوج کي باربرداري کو شمار کراکر نرخ معین پر کرایه دینا تهرایا *

اگرچه اکبر نے بڑي جد و جهد اُتهائي تهي مگر باوجود اِس کے بهي فوج اُسکي آراسته پیراسته اور پوري پوري انتظام یافته نتهی اس لیئے که وه فوج ایسے گروهوں پر منقسم نتهي که خود اُنکي اور اُنکے افسرونکي تعداد معین هووے قاعده یهه تها که بادشاه کي ضرورت سمجهنے پر افسر معین کیئے جاتے تهے اور وه منصب دار کهلاتے تهے اور منصب کي بهت سي قسمیں هوتي تهیں چنانچه ده هزاري پنجهزاري کي منصب داري سے دس سپاهیوں کي منصب داري تک مقرر هوتی تهی اور حقیقت یهه تهي که چهوٹي منصب داریونکے سوا بڑي بڑي منصب داریاں نام کي منصب داریاں تهیں اور صرف اُنسے اتني غرض تهي که منصب داروں کي تنخواهیں اور درجے مقرر کیئے جاویں هر منصب دار اپني اپني فوج بهرتي کرتا تها جس قدر کي بهرتي کي اُسکو اجازت هوتي تهي یهاں تک که بعض اوقات اپنے نام کي منصب داري کا دسواں حصه بهرتي کرتا تها اور

موجودات کے بعد اُسکي تنخواہ سرکاري خزانہ سے ملتي تھي حاصل یہہ کہ ان منصب داروں کي فوجوں سے بادشاهي فوج قایم هوتي تھي اور جب کوئي فوج لڑائي پر بھیجي جاتي تھي تو خود بادشاہ اُسکے ایک حاکم کے تلے چند اور افسروں کو مقرر کرتا تھا جن کے نیچے غالباً کوئي سلسلہ چھوٹے افسروں کا اُس سلسلہ کے سوا نہوتا تھا جو هر آدمي کے اپنے اپنے حصہ پر حاکم هونے سے پیدا هوتا تھا خاص بادشاهزادوں یعني اولاد بادشاہ کے سوا پنجهزاري منصب سے زیادہ کا منصب کسي آدمي کو عنایت نہوتا تھا اور باقي بادشاهي نسل کے شاهزادے اور راجپوت راجے کل تیس آدمي پنجهزاري منصب والے تھے اور چھوٹے بڑے کل منصب دار پنجهزاري دو صدي تک ساڑھے چار سو منصب داروں سے زیادہ نتھے † *

هر منصب دار پر واجب تھا کہ وہ آدھے سوار اور آدھے پیادے رکھے اور منجملہ پیادوں کے چوتھائي پیادے توڑے دار بندوقچي هوویں اور باقي تیر انداز رهیں اور منصب داروں کي فوج کے علاوہ ایک اور بڑا گروہ سواروں کا تھا جو تنہا تنہا کام کرتے تھے اور احدي ‡ کہلاتے تھے اور کسي فوج میں داخل نہوتے تھے اور تنخواہ اُنکي اُنکي لیاقتوں پر منحصر هوتي تھي غرض کہ عام سواروں کي تنخواہ سے زیادہ هوتي تھي اٹک پار والے عام سواروں کي تنخواہ پچیس روپیہ اور هندوستاني عام سواروں کي تنخواہ بیس روپیہ اور توڑے دار بندوق والوں کے چھہ روپیہ اور تیراندازوں کے اڑھائي روپیہ هوتے تھے *

---

† یہہ تعداد آئین اکبري کے مطابق بیان کي گئي مگر یہہ ثابت نہیں هوتا کہ اُسکي سلطنت کے کونسی زمانہ میں یہہ تعداد اُنکي تھي افسرونکے اِسقدر کم هونے کا باعث یہہ بیان کیاگیا کہ لڑائي کے فنون میں قواعد سکھلانے اور هدایت کرنیکي حاجت نہوتي تھي اور سوار اُسوقت کے شریف نجیب اور آجکل کے معمولي سواروں سے زیادہ هوشیار اور تربیت یافتہ هوتے تھے

‡ واضح هو کہ یہي احدي آج کل کي هندوستاني سرکاروں میں یکوں کے خطاب سے مشہور هیں مترجم

منصب داروں کي تنخواہیں معقول † تهیں مگر تنخواہ اور حکومت آن کي موروثي نہوتي تهي چنانچہ جب کوئي منصب دار مرجاتا تها تو پہلے پہلے اُسکے بیٹے کو تهوڑا سا منصب عنایت هوتا تها اور بعد آسکے اُسکے باپ کے لحاظ و استحقاق سے کچهہ وظیفہ بهي زیادہ کیا جاتا تها *

اگرچہ همارے پاس ایسا کوئي ذریعہ موجود نہیں کہ اُس سے تعداد فوج کي دریافت کریں مگر پچهلے زمانہ میں یہہ خیال کیا جاتا هی کہ اورنگ زیب کي سلطنت میں توپ خانہ اور غیر قاعدہ داں پیادوں کے علاوہ دو لاکهہ سوار جرار ‡ تهے تو غالب هی کہ اکبر کے عہد دولت میں بهي اسي قدر هونگے *

ابوالفضل بیان کرتا هی کہ صوبوں کي بیقاعدہ فوج چوالیس لاکهہ آدمي تهے مگر غالب یہہ هی کہ اُس نے اُن سپاهیاهیوں کو بهي شمار کیا جو بعض بعض صورتوں میں معین کام پر نوکري کرتے تهے جیسے کہ جب بادشاهي لوگ ادهر اودهر سیر و شکار کو جاتے تهے تو جنگلوں کي پیت پکار کے واسطے ایک دو دن کي غرض سے لوگوں کے رکهنے کي حاجت هوتي تهي اور بلا ریب اُنمیں سے بهت سے لوگ ایسے پہاڑي راجاؤں اور قوموں سے تعلق رکهتے تهے جو بادشاہ کے کسي وقت میں ملازم نہوئے تهے *

اکبر کي عمارتوں کا بیان

اتک کے قلعہ مذکورہ بالا کے علاوہ بہت سي جنگي عمارتیں اکبر نے بنوائیں مگر آگرہ اور الہ‌آباد کے قلعے اور اُن دونوں قلعوں کي رونہاں آسکي ساري عمارتوں پر فوقیت لیگئیں چنانچہ وہ قلعی مسہریوں کي مانند اُونچے اور سنگ‌تراشیدہ برجوں اور گہري گہري خندقوں اور هندوستاني

---

† آئین اکبري میں منصب داروں کي تنخواهوں کي بابت جو روپیہ لکها هی وہ اُنکے ذاتي وظیفوں سے متعلق نہیں هوسکتا بلکہ برنیر صاحب نے اپني کتاب کي جلد ایک صفحہ ۲۸۹ میں لکها هی کہ دانشمند خاں میرا مربي پنجهزاري کا منصب دار تها اور حقیقت میں پانسو سواروں کا افسر تها اور پانچهزار کرون یعني ساڑهے بارہ هزار روپیہ ماهواري پاتا تها

‡ برنیر صاحب کا بیان

طرز کي برجیوں اور گنبدوں اور پشتوں پر مشتمل هیں اور هر دروازه اُنکا ایسي شاندار عمارت هی که بادشاهي محل کے دروازه سے مناسبت رکهتا هی اکبر نے فتحپور سیکري کو مضبوط و مستحکم بنایا اور وهي بستي اُسکي خاص ریاستگاه تهي اگرچه وه شهر اب چهوڑا گیا مگر حقیقت میں هندوستان کي پهلي شان و شوکت کا بڑا عمده نمونه † هی *

اکبر کے تمام کارخانوں میں ترتیب و قواعد انتظام کي مراعات اچهي طرح ملحوظ رهتي تهي چنانچه آئین اکبري میں جس سے ملکي مالي انتظام کے حالات اس کتاب میں اکثر لیئے گئے هیں هر محکمه کے عمله اور آئین و قواعد کا حال تکسال خزانه سے لیکر میوه خانے اور عطر خانے اور گل خانے اور باورچي خانے اور شکاري جانوروں کے کارخانے تک نهایت تفصیل سے مندرج هی غرض که اُس کے سارے کارخانوں میں شان و شوکت اور خوش اسلوبي خوش سلیقگي اور عمده انتظاموں کا ایسا نقشه پایا جاتا هی که اُس کے دیکهنے سے حیرت هوتي هی اس لیئے که بے شمار چیزوں کے انتظام میں کسي قسم کا خلل نه آتا تها اور باوصف

† بشپ هیبر صاحب نے فتحپور سیکري کا واقع هونا ایسي پهاڑي پر بیان کیا جس سے چاروں طرف کا تماشا دکهلائي دیتا هی اور قرب و جوار کے مکان اُسکے هاتهه تلے هیں اور اُن سیڑهیوں کي عمده وضع بیان کي هی جنکے ذریعه سے درگاه کے بلند دروازه پر چڑهتے هیں بادشاهي محل کي چوڑائي چکلائي اور اُس کے پتهروں کي کهدائي اور سب سے قطع نظر خاص مسجد اور چوگرد عمارتوں اور حجروں کا باهم تناسب اور حسن تعمیر اچهي خوبي سے لکها جنکے بیچ میں وه مسجد واقع هی علاوه اُسکے صاحب ممدوح نے آگره کي دروني عمارتوں کا بهي حال لکها هی چنانچه منجمله اُن عمارتوں کے ایک سفید سنگ مرمر کي مسجد کا بیان کیا جو نهایت لطافت اور کمال سادگي سے کنده کیگئي اور بادشاهي محل جو اکثر سنگ مرمر سے بنا هوا اور نهایت عمده کمروں پر مشتمل هی اور دالان اُسکا ایسے سنگ مرمر کے ستونوں اور محرابوں سے مرتب هی جو دلي کے ستونوں اور محرابوں سے زیاده صاف اور ساده هیں اور چهوٹے چهوٹے کمروں کي چنائي کهدائي اور بیل بوٹے حسن و لطافت کي حیثیت سے اُن بیل بوٹوں کي برابر هیں جو الهمبرا میں پائی جاتے هیں بلکه اُنسے بهي زیاده عمده هیں اکبر کي بڑي عمارتوں میں سے همایوں کا مقبره هی جو ایک بڑي شان دار عمارت اور نهایت مضبوط و مستحکم اور قوس اور بڑے اُنچے چبوترے پر بنائي گئي هی اور گنبد اُسکا جو اُسکي چوٹي پر بنایا گیا صاف مرمر کا هی *

اس کثرت و شدت کے هر جزوي کے انتظام پر پوري توجهه اُسکي پائي جاتي هی *

آئین اکبري اور اُسي زمانه کي تاریخوں سے اکبر کے کارخانوں کي فراواني دریافت هوتي هی ‡ مگر نتیجے اور اثار اُن کے اُن یورپ والوں کے بیان سے بخوبي معلوم هوسکتے هیں جنهوں نے اُن عالیشان کارخانوں کو اکبر کے عهد دولت یا جهانگیر اُسکے جانشین کے دور سلطنت میں اپني آنکهوں سے دیکها تها *

اکبر کے لاؤ لشکر کے سامان ایسے مکانات اور خیمے تهے که نهایت آساني سے ایک جگهه سے دوسري جگهه منتقل هوسکیں اور اُن مکانوں کي حقیقت یهه تهي که ثات اور پرتالوں کے پردوں سے بلند بلند دیواریں چاروں طرف قایم کیجاتي تهیں اور اُس کے اندر عام دربارون اور عام ملاقاتوں کے واسطے بڑے بڑے عالیشان دالان اور دیوان اور کهانے پینے یعني دعوتوں کے کمرے اور چلنے پهرنے کے سائبان اور برآمدے اور خلوت کے الگ الگ کمرے بنائے جاتے تهے اور تمام مکانات اچهے اچهے فروش و آلات اور لوازم زیب و زینت سے آراسته پیراسته هوتے تهے اور عیش و آسایش کي مناسبت ملحوظ و مرعي رهتي تهي *

وه چار دیواري پندره سو تیس گز کي مربع اندر کیجانب سے طرح طرح کے رنگین خیموں اور مختلف مختلف دیواروں پر مشتمل هوتي تهي مگر باهر کي جانب سے رنگ اول خیموں کا لال هوتا تها اور خیموں کي چوٹیوں پر سنهري کلس اور کنگرے هوتے تهے غرض که وه احاطه پادشاهي لشکر کے بیچا بیچ ایک طرح کا قلعه دکهائي دیتا تها اور اُسکے سبب سے خاص لشکر ایک عمده شهر نمایاں هوتا تها جو مختلف الالوان خیموں سے آراسته اور ترتیب یافته بازاروں سے مرتب اور ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پانچ میل کي چوڑائي میں پهیلا اور بلند مقام سے

‡ اکبر کے طویله میں باره هزار گهوڑوں اور اُس کے فیلخانه میں پانچهزار هاتیوں سے کچهه کم نه رهتے تهے اور علاوه اُنکے شکاري جانوروں کے بڑے بڑے کارخانه تهے ترجمه تاریخ فرشته جلد ۲ صفحه ۲۸۱

نہایت شان دار اور خوشنما نظر آتا تھا † *

اکبر کے جاہ و جلال کي دھوم دھام اُس وقت ہوتي تھي کہ اعتدال ربیعي یا سالگرہ کا جشن آراستہ کیا جاتا تھا یہہ جشن کئي کئي دن برابر رہتا تھا اور جتنے دنوں رہتا تھا تو اُن میں ایک عام میلہ یعني لوگونکي ریل پیل اور سواریوں کي چہل پہل اور بڑي بڑي نمایشوں کي دھوم دھام رہتي تھي اور خود اکبر بادشاہ ایک زردوزي خیمہ میں جلوس فرماتا تھا جو دھوپ کے بچاؤ کي نظر سے شامیانوں کے بیچا بیچ نصب کیا جاتا تھا اور کم سے کم دو ایکڑ زمین پشمي زر دوزي قالینوں اور زرین جھالروں سے رشک چمن ہوجاتي تھي اور اُن کي زردوزي کي یہہ صورت تھي کہ مخمل پر کلابتون کا کام اور موتیوں اور پوکھراج نگے وغیرہ کا جڑاؤ ہوتا تھا ‡ باقي امیروں کے خیمے بھي ایسے هي ہوتے تھے جن میں وہ آپس میں ملتے جلتے رہتے تھے اور گاہ گاہ اُن سے بادشاہ بھي ملتا تھا گھوڑے ہاتیوں اور جواہرات اور خلعتوں کي بخشش امیرونکو ہوتي تھي اور جب بادشاہ تل‌میں بیٹھا تھا تو ہموزن اپنے سونا چاندي، اورخوشبوئیں اور باقي اجناس مختلفہ بار بار تول کر اُن غریبوں کو تقسیم فرماتا تھا جو وزن کے وقت حاضر ہوتے تھے اور خود بادشاہ اپنے ہاتھوں سے سونے چاندي کے بادام اور اور پھل بھي ادھر اودھر بکھیرتا تھا اگرچہ یہہ پھل قیمت کے تھوڑے ہوتے تھے مگر درباري امیر اُن کو بہت جي جان سے لوٹتے تھے اور ان جلسونکے بڑے دن میں‌سنگ مرمر کے محلسراے میں تخت سلطنت پر جلوس فرماتا تھا اور وزیر امیر اُس کے گرد اپنا حلقہ باندھتے تھے جنکے سروں پر لنبي لنبي کلغیاں اور سرپیچوں میں ایسے ہیرے جڑے ہوتے تھے کہ وہ تاروں کي مانند آسمان میں چمکتے تھے †

† مسٹر ٹامس رو صاحب کا قول منقولہ چرچیل صاحب بابت دریائي سیاحت اور ٹري صاحب کا سفر دریا صفحہ ۳۹۸

‡ ہاکنز صاحب کا قول مندرجہ کتاب حاجیان مصنفہ پرکس صاحب جلد ایک

† سر ٹامس رو صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے کبھي اسقدر دولت بے پایاں اور حشمت بیکراں نہیں دیکھي تھي

اور هاتهیوں کي قطاریں بادشاہ کے سامنے اس ساز و سامان سے گذرتي تهیں که وار وار سے گروہ آن کے زر بفت کي جهولیں اور سونے چاندي کے زیوروں سے بن تهن کر نکلتے تهے اور هر گروہ کے بڑے هاتهي کے مستک اور چهاتي پر سونے کي تختیاں لگي هوتي تهیں جن میں لعل و زمرد جڑے جاتے تهے بعد آن کے گهوڑوں کي قطاریں بڑي شان و شوکت سے آتي تهیں اور خراماں خراماں نکل جاتي تهیں اور جب که گهوڑے پورے هوجاتے تهے تو گینڈے اور شیر اور کهیري‌شیر اور پلنگ اور چیتے اور شکاري کتے اور باز شکرے ترتیب وار آگے سے گذارے ‡ جاتے تهےبعد اُسکے سواري کے فیل آتے تهے جنکے زر بفت وردیون کي چمک دمک سے چکاچوند هوجاتي تهي *

(باوصف اس جاہ و جلال کے جس شان و شوکت سے اکبر باهر آتا تها آس سے کچهه کم سادہ مزاجي بهي نبرتتا تها چنانچه دو یورپ والوں § نے اپني آنکهوں دیکها حال آس کا بیان کیا اور وہ بیان ایسے هیں که آن میں سے کچهه لیکر اکبر کي تاریخ کو پورا کرینگے بیان آن کا یهه هی که یهه بادشاہ اور ایشیا والے بادشاهوں کي نسبت نمود و نمایش کا چنداں خواهاں نتها اِس لیئے که تخت سے نیچے اوتر کر بیٹهکر یا کهڑے هوکر داد خواهوں کي داد رساني کرتا تها لکها هی که یهه بادشاہ نهایت خلیق اور صاحب حشمت اور خدا ترس اور سخت و قوي اور بندوق و توپ وغیرہ آلات حرب کي صناعت اور فنون کي صنعت سے بخوبي واقف تها اور کم خوراک اور ایسا بڑا محنت کش تها که آسکي محنت و مشقت سے تعجب هوتا تها اور راتدن میں تین گهنٹے سوتا تها اور عام لوگوں سے بملایمت پیش آنیوالا اور امیرونکي نسبت غریبونکي‌بڑي آو بهگت کرنیوالا تها اور غریبوں کي شکسته دلي پر مایل هوتا تها اور اُنکے پیشکشوں کو امیروں کي نسبت بڑي مهرباني سے قبول فرماتا تها اور اپنے لوگ آس سے محبت کرتے تهے اور آسکي هیبت سے بیطرح ڈرتے تهے اور دشمنوں

‡ سرتامس رو اور برنیر صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحه ۳۲

§ برکس صاحب کي کتاب حالات حاجیان جلد پانچ صفحه ۵۱۶

کی آنکھوں میں بڑا بھاري بھرکم تھا † *

† اکبر کے حالات اس تاریخ میں تاریخ فرشتہ اور اکبر نامہ اور منتخب التواریخ اور خافي خاں اور خلاصة التواریخ کي سند پر قلمبند کیئے گئے منجملہ اُن کے ابوالفضل نے سلطنت مذکور کے بیان میں قدیمي لیاقت اپني ظاهر کي اور معمولي عیبوں سے بھت زیادہ عیب اپنے ظاهر کیئے چنانچہ اُس نے ایسے موقعوں کو بیان نہیں کیا جنسے اکبر کي دانائي اور نیک خوبي اور زورآوري کو بٹا لگے اور اگر بیان بھي کیا تو غلط بیان کیا اور هر بات میں اکبر کي تعریف اور بڑائي لکھي یہانتک کہ پڑھنے والوں کو خود مورخ اور اُسکے ممدوح سے نفرت پیدا هوجاتي هی اور ایسي بیہودہ سرائي اور خوش بیاني سے اکبر کي اصلي خوبیاں بھي ظاهر نہیں هوتیں چنانچہ اور مورخوں کے ذریعہ سے اکبر کے کاموں کے باعث اور اُس کي مشکلات اور اُنکي تدبیروں کا حال جنکے برتنے سے وہ اُن مشکلوں پر غالب هوا دریافت هوتي هیں بلکہ ایسے آدمي کي خوشامد گوئي سے جو اکبر کي خو بو سے بخوبي واقف تھا اور نیز اُس کي کتاب اکبر نامہ کے بادشاہ کي نظر سے گذر جانے سے خود اکبر کي ذات کو خود بیني کا داغ اور خود پسندیکا دھبا لگتا هی اور یهي ایک عیب اکبر کي خصلت کو لگایا جاتا هی جو سب طرح سے تعریف و ثنا کے قابل تھي ابوالفضل نے اکبر نامہ میں عهد سلطنت کے ستائیسویں برس یعني اپنے عهد وفات تک کے حالات قلمبند کیئے بعد اُس کے اگلے تین برسوں کا حال ایک شخص عنایت اللہ یا محمد صالح نے لکھا اگر اکبر نامہ کا وہ قلمي ترجمہ انگریزي کا جسکو لفٹننٹ شامرز صاحب مندراس والے نے تصنیف کیا اور ایشیاٹک سوسئیٹي میں وہ موجود هی بہم نہ پہنچتا تو اکبرنامہ سے میں مستفید نہوتا اکبر کے عهد سلطنت کے چالیسویں برس منتخب التواریخ پوري هوئي جسکو عبدالقادر بدایوني نے تالیف کیا اور هندوستان کے مسلمان بادشاهوں کي تاریخ هی اور واقعات مندرجہ اُس کے طبقات اکبري سے کل سینتیسویں برس تک لیئے گئے مگر اکبر کے حالات میں اُس نے اپني طرف سے زیادتیاں کیں اور کسي سے نقل اُنکي بہم نہیں پہونچائي اور اپنے تعصبوں سے اُسکو رنگ دیا یہہ مورخ ایک ایسا بڑا فاضل تھا کہ اُس کو اکبر نے سنسکرت سے ترجمہ کرنے پر نوکر رکھا تھا مگر اس باعث سے کہ وہ اپنے دین و ملت میں متعصب تھا تو اُس نے ابوالفضل اور فیضي سے جھگڑا کیا اور اپني کتاب کو اُن کي اور خود اکبر کي برائیوں اور اُن کے برا بھلا کہنے سے بورم پور بھر دیا چنانچہ اُس نے اکبر کي اُن برائیوں کو لکھا جنکي شکایت لوگ اُس وقت میں کرتے تھے اور جنکو ابوالفضل نے دیدہ و دانستہ چھپایا تھا اور اس تاریخ کے دیکھنے سے جو اکبر کے مخالف هی همارے دل میں جو اثر پیدا هوتا هی وہ اس اثر سے زیادہ مفید هی جو اُسکے مداح ابوالفضل کے بیان سے آتا هی خافي خاں کي تاریخ اور خلاصة التواریخ منتخب التواریخ کے پیچھے لکھي گئیں اور طبقات اکبري تالیف نظام الدین یزدي مسلمان بادشاهوں کي تاریخ اکبر کے عهد دولت کے سینتیسویں برس تک لکھي گئي کہتے هیں کہ وہ بڑي لیاقت کي کتاب هی اگرچہ اس کتاب کا ایک نسخہ مؤلف تک پہونچا مگر اِس وجہہ سے نہ اُس کے پڑھنے میں کوئي معاون نصیب نہوا تو اُس سے فائدہ نہ پہونچا ایک اُس قلمي نسخہ سے اعانت حاصل کي هی جو خافي خاں کي کتاب کا جہانگیر کي آخر سلطنت تک ترجمہ جس کو میجر گاردن صاحب ملازم گورنمنٹ مندراس نے کیا مگر بڑے افسوس کي بات هی کہ یہہ عمدہ ترجمہ اُس تاریخ کے آخر تک نہیں پہونچا جس میں زمانہ حال کے حالات اچھي طرح پائے جاتے هیں اور یہہ تاریخ ایسي هی کہ اُس زمانہ کے حالات اُس میں کامل اور مسلسل بیان کیئے گئے هیں جس زمانہ کا حال اِس میں مندرج هی *

دسواں حصه

جهانگير اور شاهجهاں كي سلطنتوں كا بيان

پهلا باب

جهانگير كي سلطنت كا بيان

جب كه اكبر كا انتقال هوا تو مرزا سليم أسكے بيٹے نے ماه اكتوبر سنه ۱۶۰۵ع مطابق جمادي الثاني سنه ۱۰۱۴ هجري ميں سلطنت پر قبضه كيا اور جهانگير كے خطاب سے پكارا گيا *

جهانگير نے اپني قلمرو واقع شمال نربده كو ايسے امن چين ميں پايا جيسے كه ايسي بڑي سلطنت ميں توقع هوسكتي تهي مگر عثمان ابن قتو كي بغاوت بلاد بنگاله ميں قايم يعني بنگاله كے ايک حصه ملک اوڑيسه ميں محدود و منحصر تهي اگرچه اودے پور والے رانا كي غير ملكي لڑائي بهڑائي ميں پوري پوري كاميابي حاصل نهوئي تهي مگر پهر بهي بادشاه هي غالب رها تها اور ملک دكن ميں بنگاله كي نسبت بادشاهي كارخانے زياده خراب تهے يهاں تک كه احمد نگر كي نظام شاهي حكومت اپني دارالسلطنت كے سنبهالنے ميں مصروف تهي جو أسكے قبض و قابو سے نكلا چاهتا تها اوريهي غالب معلوم هوتا تها كه بجاے أسكے كه بادشاهي لوگ أسكو نيست و نابود كريں كسيقدر اپنے اضلاع مغصوبه كو دوباره حاصل كريگي *

جهانگير كي تدبيروں كا بيان

جهانگير كي تدبيروں ميں پهلے پهل توقع سے زياده عقل و مروت پائي گئي چنانچه أس نے اپنے باپ كے افسروں كو استحكام بخشا اور ايسے بعض بعض دقت طلب محصولوں كے ليئے معافي كا فرمان جاري كيا جو اكبر كي ترميم و اصلاح سے باقي رهگئي تهي اور فرمانوں كے ذريعه سے يهه ممانعت

کی کہ عامل لوگ سوداگروں کی گٹھڑیوں کو بدون اُنکی پوری رضامندی کے نکھولیں اور ملازمان سرکاری اور خصوص سپاہیوں کو یہہ ہدایت کی گئی کہ کوئی ملازم سرکاری کسی کے مکان پر سکونت کا قبضہ نکرے علاوہ اس کے ناک کان کا کاٹنا موقوف کیا اور عمدہ عمدہ قانون جاری کیئے اور باوصف اتنی میخواری کے میخواری کی سخت ممانعت کی اور ایسے خواروں کے لیئے قاعدے بنائے اور یہاں تک قاعدوں کی پابندی اختیار کی کہ مجرم مخالف قانون کو سخت تدارک دیتا تھا *

اسلام کا کلمہ سکہ میں جاری کیا اور اسلام کے قاعدوں کو اجرا دیا مگر اکبر کے بعض بعض قاعدوں کو جو خاص خاص دنوں میں گوشت سے بچاو کی نسبت قایم تھی قایم رکھا اور باپ کی چند باطل عادتوں کو بھی برتا چنانچہ آنے والوں سے تعظیم کا سجدہ زبردستی سے کراتا تھا اگرچہ اپنی تحریروں میں عابدانہ طور اُس نے اختیار کیا جیسا کہ مسلمانوں میں معمول و مروج ہی مگر نہایت متانت اور سنجیدگی سے مذہبی عابد ہونیکا دعوی نکیا اور کبھی وہ عادت بھی حاصل نکی مگر تمام لوگوں کا خیال اُسکی نسبت یہہ ہی کہ باطل اعتقادوں میں باپ سے زیادہ تھا اور زہد و ریاضت کی حیثیت سے باپ کے پایہ کو نہ پہونچا تھا اور جب کہ اُس کے خاص خاص مسئلوں سے قطع نظر کیجارے تو یہہ صاف واضح ہوتا ہی کہ اُسکو مذہب کا چنداں خیال نتھا منجملہ اُن تدبیروں کے جو پہلے پہل اُس سے ظہور میں آئیں فریادیوں کی رسائی کی تدبیر تھی جسکے نکالنے سے بڑا فخر اُسکو حاصل ہوا اور تدبیر اُس کی بن پڑی یعنی ایک زنجیر اُس نے دیوار قلعہ کے اندرونی جانب سے باہر کو لٹکائی جس تک دادی فریادی بلا دشواری پہونچتے تھے اور اُس زنجیر کے اندر والے سرے میں سونیکے گھنٹوں کا گچھا عین بادشاہی محل کے اندر لگایا گیا تھا چنانچہ جب کوئی دادخواہ اُس زنجیر کو ہلاتا تھا تو بادشاہ کو آگاہی ہوتی تھی کہ کوئی فریادی آیا حاصل یہہ کہ اُس

زنجير كے ذريعه سے بادشاه نے آن عرض بيگيوں سے آزادي پائي جو دادخواهوں كي رسائي كے هارج هوتے تهے اور بادشاه كو أنكے حالات سے غافل ركهتے تهے *

خسرو كي بغاوت كا بيان

جهانگير اور آس كے بڑے بيٹے خسرو كي هميشه ان بن رهتي تهي يهانتك كه آن واقعونكے واقع هونے سے جو جهانگير كي تخت نشيني سے پهلے پهلے وقوع ميں آئي كچهه كمي كوتاهي آس ميں واقع نهوئي اور جب كه جهانگير باپ كي گدي پر بيٹها تو خسرو افسرده پژمرده اور ناراض اور خفا رهنے لگا اور يهه بات كسي طرح غالب نهيں كه جهانگير نے كوئي سلوك آس كے ساتهه ايسا كيا هو كه أس كے جي كو تهوڑي بهت تشفي حاصل هوتي تخت نشيني پر چار مهينے گذرگئے مگر كوئي شك شبهه آسكے چال چلن سے پيدا نه هوا هاں بعد أس كے ماه مارچ سنه ١٦٠٦ع مطابق آٹهويں ذي الحجه سنه ١٠١٤ هجري ميں آدهي رات كو بادشاه كو يهه خبر لگي كه آپ كا صاحبزاده خسرو چند همراهيوں سميت آگره سے دلي كي جانب روانه هوا جهانگير نے سواروں كي فوج آس كے پيچهے روانه كي اور جب صبح هوئي تو جس قدر فوج جمع كرسكا همراه اپنے ليكر روانه هوا *

جوں هي كه خسرو آگره سے روانه هوا تو عين راه ميں وه تين سو سوار آسكو ملے جو آگره كو چلے آتے تهے وه سوار اپني شامت سے خسرو كے ساتهي هوئے اور خسرو لوٹ مار كرتا هوا اور همراهيوں كو ديتا ليتا دلي كي جانب كو آگے بڑها اور ادهر اودهر سے اس قدر لوگ آس كے همراه هوگئے كه جب وه پنجاب ميں پهونچا تو دس هزار آدميوں سے زياده بهير بهاڑ أسكے همراه تهي حاصل يهه كه خاص لاهور پر دغابازي سے قابض هوا اور لاهور كے قلعه كي تك و دو ميں تها كه بادشاهي فوج كے اگلے ٹكڑے يعني مقدمة الجيش كے پهونچنے سے بات أس كي بگڑ گئي اور آس كے كاموں

میں خلل پڑ گیا مگر بادشاهي فوج کے سنتے هي فوج اپني شہر سے باهر لایا اور بادشاهي فوج پر حمله کیا اگرچه اُسکو اس قدر فائده حاصل هوا که اُس نے بادشاهي فوج کے ایک ٹکڑے کو لڑائي میں مصروف رکها مگر کامیابي سے مقابله نکرسکا بلکه بڑي شکست کهاکر کابل کیطرف چلتا هوا اور جب که وه جهلم پار جاتا تها تو کشتي اُسکي زمین پر ٹهر گئي چنانچه وه گرفتار هوا اور پابزنجیر اپنے باپ کے سامنے حاضر کیا گیا یهه بغاوت مہینے بهر سے زیاده قایم نرهي *

خسرو کے بڑے بڑے صلاح کار اور اُس کے بہت سے عام همراهي بادشاه کے قابو میں آئے اور بادشاه کو سختي درشتي جتانے دکهانے کا موقع هاتهه آیا چنانچه اُس نے سات سو قیدیوں کے لیئے یهه حکم سنایا که لاهور کے دروازه کے سامنے قطار باندهکر پهانسي چڑهائے جاویں فرضکه وه ایسي تکلیفوں سے مارے گئے که خود جهانگیر نے اپني توزک میں اُن کي سخت تکلیفوں کے دیر تک رهنے کا حال مبالغه سے بیان کیا † بعد اُس کے وحشیانه خصلت کو یوں پورا کیا که خسرو کو هاتي پر چڑهایا اور مقتولوں کي قطار کے سامنے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پهروایا اور ایک چوبدار اُس کے چڑانے کهجانے کے واسطے آگے یهه بولتا چلا که صاحبزاده صاحب اپنے خاص ملازموں کا اداب تسلیمات قبول فرمائیئے ‡ بدبخت خسرو تین دن تک سبکیاں بهرتا اور بهوکا پیاسا روتا رها § اور بہت دنوں تک مبتلاے دام افات اور شکار رنج والم رها تخت نشیني کے تهوڑے دنوں بعد اُس کا دوسرا بیٹا پرویز آصف خاں کے زیر هدایت هوکر اودے پوروالے رانا پر بهیجا گیا تها اور جب که خسرو کے بهاگنے پر وه

† پرایس صاحب کا ترجمه توزک جهانگیر کا صفحه ۸۸

‡ خافي خاں

§ پرایس صاحب کا ترجمه توزک جهانگیري صفحه ۸۹ بیان اس بغاوت کا عموماً توزک جهانگیري اور خافي خاں اور گلیڈون صاحب کي تاریخ سے لیا گیا

بلوایا گیا تو وہ اُس عرصہ میں راجہ سے آشتي کر چکا تھا چنانچہ وہ
باپ کي خدمت میں حاضر ھوا *

اگلے برس موسم بہار مارچ سنہ ۱۶۰۹ ع مطابق ذي الحجہ سنہ ۱۰۱۵
ھجري میں جہانگیر نے کابل کا سفر اُٹھایا اور شہر میں پہونچتے هي
خسرو پر گونہ مہربان ھوا یعني زنجیر اُسکي کٹوائي اور قلعہ کے بالائي
باغ میں پھرنے چلنے کي اجازت فرمائي بادشاہ اپني شفقت پدري کي
ضرورت سے دم بدم عنایت تو فرماتا مگر خسرو کے نصیبوں سے یہہ
سازش اُس پر کھل گئي کہ بادشاہ مارا جاوے اور خسرو کي
رهائي هووے *

جہانگیر آگرہ کو واپس آیا اور سنہ ۱۶۰۷ ع مطابق سنہ ۱۰۱۶
ھجري میں بسرداري مہابت خاں کے ایک فوج اودے پور پر روانہ کي
جس سے دو بارہ لڑائي شروع هوگئي تھي اور دوسري فوج اپني خانخاناں
کي زیر حکومت کر کے دکن کے بندوبست کے لیئے بھیجي اور اُس
فوج کا حاکم پرویز کو مقرر فرمایا مگر وہ صرف نام کا حاکم تھا اِسلیئے کہ کم
سني کے باعث سے حکمراني کے قابل نہ تھا *

آیندہ تین سالوں یعني سنہ ۱۶۰۷ ع مطابق سنہ ۱۰۱۷ سے لغایت
سنہ ۱۶۱۰ ع مطابق سنہ ۱۰۱۹ ھجري میں یہہ بڑا واقع پیش آیا کہ ایک
ذلیل آدمي نے آپ کو خسرو بناکر حاکموں کي غفلت سے پٹنہ پر
قبض و تصرف کیا اور اپنے ساتھي اتنے بنا لیئے کہ صوبہ کے حاکم سے میدان
کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ اُس جعلي خسرو کے پٹنہ میں بھگانے اور
پکڑنے اور گردن مارنے میں تین مہینے صرف هوئے *

سنہ ۱۶۱۰ ع کے آخر میں دکن کے کام ابتر هوگئے اور بري صورت
پیش آئي چنانچہ جب احمد نگر پر نظام شاهي والوں نے قبضہ کیا تو
انصرام اُس کي حکومت کا ملک عنبر ابیبسینیا والے یعني ایک حبشي
کے هاتھوں میں پڑا اور اُس وزیر با تدبیر نے نئي دارالحکومت کي طرح

وهاں ڈالي جهاں اورنگ آباد اب بستا هی اور بهت دنوں تک نظام شاهي حکومت کو قایم رکها جو بظاهر زوال پذیر اور فنا کے لگ بهگ تهي اور اُس نے اپني لیاقت اور هوشیاري کو لڑنے بهڑنے پر منحصر نرکها بلکه شاید ٹوڈر مل کي تقلید و اطاعت سے محاصل کے نئے نئے قانون ایجاد کیئے اور اس انتظام کے باعث سے دکن کے شهروں میں ایسي شهرت حاصل کي جیسے که هندوستان خاص میں ٹوڈر مل کے نام نے شهرت پائي † حاصل یهه که اس وزیر باتدبیر نے اُن نزاعوں سے فائدے اُٹهائے جو خانخاناں اور بادشاهي فوج کے باقي سرداروں میں واقع هوئی اور اُن فائدوں کي ایسي کامیابي سے پیروي کي که چند بار اُس نے بادشاهي فوج کو شکستیں دیکر احمد آباد پر دوباره قبضه کیا اور خانخاناں کو برهان پور کي جانب لوٹنے پر مجبور کیا اور جب که جهانگیر اس مقابله سے آگاه هوا تو خانخاناں کو طلب فرمایا اور فوج کي سرداري خان جهان لودهي کو عنایت فرمائي *

نور جهاں کے نکاح کا بیان

عهد سلطنت کے چوتهے برس بادشاه نے نور جهاں بیگم سے نکاح کیا اور اخیر سلطنت تک خمیازه اُس کا کهینچتا رها *

نور جهاں کا دادا طهران واقع ایران کا باشنده ایران کي سلطنت میں کسي ملکي عهده پر معزز و ممتاز تها اور مرزا غیاث اُس کا بیٹا یهاں تک تنگ دست هوا که اُس نے جورو بچوں سمیت هندوستان کا اراده کیا اور تلاش معیشت کا وسیله سمجها مگر اس اراده میں بهي بد بختي نے اُسکاپیچها نچهوڑا یعني جب که اُس کا قافله قندهار میں پهونچا تو حال اُس کا نهایت سقیم تها اور قندهار میں پهونچتے هي ایسي حالت میں نور جهاں پیدا هوئي که ماں باپ کا یهه حال تها که بچي کے واسطے باربرداري کا سامان نکرسکے بلکه زچا کے لیئے ایسي بات بن نپڑي که وه بچي کو

---

† گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ مرهٹوں کي جلد ایک صفحه ۹۵

بخوبي پال سکے غرض کہ اُنہوں نے اُس بچي کو جو کسي زمانہ میں بادشاہ کي بیگم هونیوالي تهي ایسي جگہہ راہ پر ڈالا جہاں صبح کو قافلہ گذرنے والا تها حاصل یہہ کہ جب صبح هوئي تو قافلہ کے بڑے سوداگر نے اُس بچي کو دیکهکر اُس کے لاوارثي هونے پر ترس کهایا اور اُسکے چہرہ مہرہ کو دیکهکر حیران رهگیا چنانچہ اُس کو خاک سے اوٹهاکر اپنے بچہ کي مانند اُسکي پال پوس کا ارادہ کیا *

اِس قافلہ میں دودہ پلانے والي کا بہم پہونچنا دشوار تها اور اسي نظر سے کچهہ تعجب نہیں کہ جس عورت کو اُس نے دودہ پلانے پر نوکر رکها تها وہ اُس کي ماں هي هو بلکہ حقیقت میں وهي تهي اور جوں هي کہ اس سوداگر کو حال اُس کا دریافت هوا تو وہ مہرباني سے پیش آیا اور جب کہ اُس سوداگر کو اُس کے خاندان کي ناداري اور تباهي دریافت هوئي تو نہایت جي جان سے مائل هوا اور سر دست اُنکي ضروري حاجتوں کو اُس نے پورا کیا اور جب یہہ دریافت هوا کہ اس بچي کے باپ بهائي اگرچہ افلاس اور ناداري کي بلا میں مبتلا هیں مگر شریف اور خانداني معلوم هوتے هیں تو اُس نے اُنکو اپنے کار بار میں دخیل کیا اور اُن کے نصیبوں کے بدلنے پلٹنے میں نہایت سعي اپني ظاهر کي چنانچہ اُس نے اُن کو اپنے ذریعہ سے اکبر بادشاہ تک پہونچایا یہہ دونو صاحب پہلے پہل تو چهوٹے چهوٹے عہدوں پر مقرر هوئے مگر بعد اُسکے اپنے حسن لیاقت کي بدولت بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز کیئے گئے *

اسي عرصہ میں نور جہاں سیاني بیاني هوگئي اور حسن و نزاکت کي بدولت لوگوں کے چاهنے سراهنے کا باعث پڑي چنانچہ وہ آفت روزگار اپني ماں کے ساتهہ بادشاهي محلوں میں جانے آنے لگي جو بادشاهي محلوں میں آتي جاتي تهي مرزا سلیم یعني جہانگیر اُس کو دیکهکر لوٹ پوٹ هوگیا اور نور جہاں کي ماں جہانگیر کي چهیڑ چهاڑ سے اِس قدر تنگ هوئي کہ لاچار اُس نے اُس شہزادي سے شکایت پیش کي

جس کے ملنے کو وہ آتي جاتي تھي غرض کہ اُس شہزادي نے اکبر تک نوبت پہونچائي اور اکبر نے جھانگیر کو بلا کر بہت سمجھایا اور نورجھاں کي ماں سے کہلا بھیجا کہ کسي بھلے مانس سے نور جھاں کي شادي کرے اور جھانگیر کي نظروں سے اُس کو الگ تھلگ رکھے چنانچہ خود اکبر نے نور جھاں کو شیر افگن خاں سے بیاھا جو ایران کا رھنے والا اور بادشاہ کا نیا ملازم تھا اور اُس کي ضروریات کے واسطے ایک جاگیر کافي بنگالہ میں مقرر فرمائي *

اگرچہ اکبر نے یہہ راہ نکالي مگر جھانگیر کي محبت کم نہوئي اور خیال اُس کا دور نہوا چنانچہ تخت نشیني پر برس دن گذرا تھا کہ اُس نے قطب الدین اپنے رضاعي بھائي کو جو بنگالہ میں نائب السلطنت ھوکر جاتا تھا یہہ کام سپرد کیا کہ وہ اُس مطلب کو حاصل کرے جسپر وہ شیفتہ و فریفتہ ھی *

جھانگیر اور قطب الدین دونوں کو یہہ توقع تھي کہ رعب داب کے ڈراؤ اور معقول وعدوں کے لالچ سے نور جھاں کا شوھر دم بھي نہ مارے گا مگر شیر افگن خاں کو اُن دونوں کي نسبت ننگ ناموس کي پابندي زیادہ تھي چنانچہ جب اُس نے اُن کے ارادوں پر شبہہ کیا تو حکومت سے استعفا دیا اور ملازم نہونے کي علامت سے ھتیار باندھنے چھوڑے *

حال اُس معاملہ کا مفصل دریافت نہیں کہ بعد اُس کے کیا واقع ھوا مگر غالب یہہ ھی کہ جو کچھہ ھوا ھوگا وہ ایسا ھوا ھوگا کہ شیر افگن خانکو پریشاني ھوئي ھوگي اسلیئے کہ جب قطب الدین نائب بنگالہ کے اُس حصہ میں گیا جھاں شیر افگن خاں سکونت پذیر تھا تو اُس نے شیر افگن خاں کو بلوایا اور شیر افگن خاں تلوار اپني چھپائے ھوئے اُس سے ملنے کو گیا اور جو کہ ایسے جلے بلے ننگیالی آدمي کے ملنے سے یھي توقع ھوسکتي تھي کہ وہ خونریزي تک نوبت پہونچاوے تو شیر افگن خاں نے قطب الدین کے کہنے سننے سے رنج اوٹھایا اور نہایت پیچ تاب کھاکر کام اُس کا تمام کیا اور قطب الدین کے ملازموں نے اُس کو بھي ٹھکانے لگایا *

غالب السلطنت کے مارے جانے سے جس کو خاندان قاتل کے فریب و سازش سے منسوب کیا خاندان قاتل کي نسبت بادشاہ کي جانب سے بڑي بڑي سختياں ظہور میں آئیں چنانچہ نور جہاں پکڑي گئي اور دلي کو مقید بھیجي گئي بعد اُسکے تھوڑي مدت گذرنے پر بادشاہ نے نورجہاں سے نکاح کرنا چاہا اور اُس کي تسکین و تشفي کے لیئے بڑي بڑي فطرتیں برتیں مگر نور جہاں جیسي فریبي متفنني تھي ویسي ھي عالي ھمّت بھي تھي اس لیئے کہ جب اُس نے ایسے آدمي کي درخواست کو منظور نکیا جس کو شوھر کا قاتل سمجھتي تھي تو جي جان ھي سے قبول نکیا ھوگا چنانچہ نورجہاں نے ایسے صبر و سکون اور کمال استقلال و متانت سے انکار کیا کہ جہانگیر اُس سے متنفر ھوگیا آخر کار اُس کو اپني ماں کے مصاحبوں میں داخل کیا اور ایسي بے پروائي برتي کہ گویا ان تلون کبھي تیل نتھا *

حاصل یہہ کہ چندے ایسي ھي گذري مگر جب کہ اس کے عشق نہفتہ نے دوبارہ اوبھارا لیا اور اُس کي معشوقہ بھي اُس کي لوٹ پیٹ کو دیکھہ سنکر پسیج گئي تو بقول اُس کے کہ رانڈیں تو رھیں جو رنڈوے رھنے دیں بیاہ اُن کا بڑي دھوم دھام سے رچایا گیا غرض کہ نکاح اُنکا ھوگیا اور وہ بیگم ایسي عزتوں کو پھونچي کہ پہلے اُس سے کسي بادشاہ کي بیگم کو وہ پایہ نصیب † نہ ھوا تھا اور بادشاہ کے مزاج پر ایسي حاوي ہوئي کہ باپ اُس کا وزیر اعظم بنایا گیا اور بڑا بھائي اُس کا بڑے مرتبہ کو پھونچا یہاں تک کہ بادشاہ اُس کي صلاح و مشورت کے بدون کوئي کام کاج نہ کرتا تھا اور جس کام میں وہ متوجہہ ھوتي تھي تو اُسي کي مرضي قانون کي مانند اُس میں سمجھي جاتي تھي اگرچہ انجام کار اُسکے نتیجے برے ھوئي مگر بہر حال اُس کا غلبہ مفید پڑا اس

† سب عزتوں کے علاوہ یہہ عزت بھي اُس کو حاصل تھي کہ بادشاہ کے نام کے ساتھہ اُس کا نام بھي سکہ میں ڈھالا جاتا تھا

لیئے کہ باپ اُس کا نہایت دانا ہوشیار اور بغایت لایق فایق وزیر تھا اور
جہانگیر کے چال چلن میں جو کئی برس بعد ترقی ہوئی وہ کسیقدر
نور جہاں کے رعب داب کا نتیجہ اور اُس کی فہم فراست کا ثمرہ تھا
اگرچہ جہاں گیر اب بھی خود پسند و ستمگار اور خود پرست و جفا
شعار تھا مگر جیسا کہ وہ پہلے وقتوں میں جفاکار اور نا خدا ترس تھا
ویسا اب نرھا تھا اور باوصف اِس کے کہ میخواری کی غایت کو پہونچا
مگر رات کے وقت اور خانگی کمروں میں بیٹھہ کر پیتا تھا *

جن کاموں میں اپنی رعایا کے سامنے دن بھر بیٹھا رھتا تھا تو اُنمیں
بادشاہانہ عادتوں یعنی صبر متانت کو قایم رکھتا تھا اور اُسکی کسی
بات چیت میں فرق و تفاوت نہ آتا تھا نور جہان بیگم جیسی حسین
اور خوبصورت تھی ویسی ھی ہوشیار اور سمجھہ بوجھہ کی پوری تھی
اور جیسا کہ عورتوں کے کام کاج میں اپنی لیاقت کو صرف کرتی تھی
ویسے ھی سلطنت کے انتظاموں میں اُس لیاقت سے کام اپنا لیتی تھی
چنانچہ اُس نے بادشاہی دربار کی شان و شوکت کو اپنے سلیقہ شعاری
سے ترقی اور حسن انتظام کی بدولت خرچوں میں تخفیف بخشی اور
کمروں کے آلات و آرایش میں بھی نئی باتیں ایجاد کیں اور عورتوں
کے لباس و پیرایہ میں اُس لباس و پیرایہ کی نسبت جو اُس کے
زمانہ سے پہلے معمول و مروج تھے بڑی بڑی ترقیاں دکھلائیں اور
ہندوستان میں یہہ بات تصفیہ طلب ھی کہ گلاب کا عطر اُس نے
ایجاد کیا یا اُسکی ماں نے نکالا † اور منجملہ اُن کمالوں کے جنکے
وسیلہ سے اُس نے جہانگیر کو شیفتہ فریفتہ کیا تھا ایک یہہ بھی کمال تھا
کہ فی البدیہہ عمدہ شعر کہتی ‡ تھی *

---

† پچھلے وقتوں میں بڑی بڑی ترقیاں صنعتوں میں واقع ہوئی ہونگی اس
لیئے کہ خافی خاں بیان کرتا ھی کہ وہ گلاب کا عطر اورنگ زیب کے آغاز سلطنت میں
جو تولہ بھر اسی روپیہ کو بکتا تھا تو وھی عطر اُسی زمانہ میں جب کہ میں نے
تاریخ لکھی آٹھہ سات روپیہ تولہ آتا تھا

‡ یہہ شعر اُسکا مشہور ھی

نور جہاں اگرچہ بصورت زن است   در صف مرداں زن شیر افگن است

احمد نگر کي چڑھائي کا بيان

نور جہاں کے نکاح پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ سنہ ۱۶۱۲ع مطابق
سنہ ۱۰۲۱ هجري میں بنگالہ کا هنگامہ عثمان ابن قتو کے شکست کھاکر
مرجانے سے خاتمہ پر پہونچا اور اِس واقع کے واقع هونے سے بادشاہ کو
ایسي خوشي حاصل هوئي کہ وہ اُس بڑي کامیابي سے جانچ تول میں
بہت زیادہ تھي جو دکن کي لڑائي میں حاصل هوئي تھي بیان اُسکا
یہہ هی کہ جہانگیر نے یہہ چاها کہ اُن سارے سرکاري صوبوں سے دکن پر
یکلخت چڑھائي کي جاوے جو دکن کے پاس پروس میں واقع هیں تاکہ
پہلي سہل انکاري کا بدلا لیا جاوے اور پہلی نقصانوں کو پورا کیا جاوے چنانچہ
عبداللہ خاں نایب السلطنت گجرات کو یہہ حکم هوا کہ وہ اُسوقت ملک
عنبر کے ضلع پر دهاوا کرے جب کہ شہزادہ پرویز اور خان جہاں لودهي کي
فوجیں راجہ مانسنگھ کي امداد و اعانت سے خاندیس اور برار سے
دهاوا کریں مگر تعمیل اس تدبیر معقول کي بطور معقول واقع نہوئي
یعني عبداللہ خاں نے گجرات سے پیش از وقت مقررہ حملہ کیا اور اس
غلطي کے باعث سے ملک عنبر نے فائدوں کے حاصل کرنے میں کمي کوتاهي
نہ کي اور دم بھر کي تاخیر نہ برتي ملک عنبر ایسي طرز سے لڑتا بھڑتا
تھا جیسیکہ حال کے مرهٹوں کا قاعدہ هی یورپ والوں کے بندرگاهوں کي
همسائگي سے اُس کا توپ خانہ جہانگیر کے توپ خانہ سے بہت بہتر
تھا اور توپ خانہ اُس کا ایسے نشان کا کام دیتا تھا کہ بکھري بکھرائي فوج
اُسکي وهاں اکھٹي هو جاتي تھي مگر هلکے هتیاروں والے سواروں کے ذریعہ
سے بڑي چستي چابکي برت کر دشمن پر حملہ کرتا تھا چنانچہ اُس نے
بادشاهي فوج کي رسدوں کو روکا اور کوچ پڑاو پر طرح طرح سے تنگ کیا
اور چاروں طرف اُن کے گھورتا گرجتا پھرتا تھا اور چھوٹے چھوٹے حملوں
سے اُن کو پریشان و پراگندہ کرتا تھا اور گاہ گاہ اُن کے لشکر کي مختلف
جانبوں سے سچی حملہ کرکے مال اسباب اُن کا لوٹ لیجاتا تھا غرضکہ

بے انتظامي اور پریشاني اُس کي فوج میں قایم رکھتا تھا عبدالله خاں
اس قسم کي لڑائي سے تنگ آیا اور پیچھے لوٹنے کا بہت جلد ارادہ کیا
اور غالب یہہ هی کہ ایسے تري دشمن کے سامنے سے لوٹنے کے نتیجے
پہلے هي سے خیالوں میں گذرے هونگے چنانچہ جسدن سے لوٹنا شروع هوا
اُسي دن سے مصیبتوں کو ایسي بڑهوتري هوئي جیسیکہ ضرب کے
قاعدے سے عدد بڑهتا هی یہاں تک کہ دشمن نے پچھلے پہرے کو ٹکڑے
ٹکڑے کیا اور بگلانہ کے پہاڑوں جنگلوں میں پناہ لینے سے پہلے پہلے کوچ
اُن کا بھاگنے کے لگ بھگ هو گیا اور جوں توں کر کے گجرات میں داخل
هوئے اس عرصہ میں اور بادشاهي فوجیں پہونچکر عین میدان میں فراهم
هوئي تھیں مگر جب کہ اُنھوں نے ملک عنبر کو اُس کے لوٹنے پر
عبدالله خاں مذکور پر فتح پانے سے باغ باغ دیکھا تو اُنھوں نے مذکورہ بالا
مصیبتوں کي روک تھام کے لیئے برهان پور میں اکٹھے هوئے *

هواڑ کي لڑائي کا بیان

بادشاهي فوج کو اودے پور کي لڑائي بڑائي میں دکن کي نسبت
زیادہ کامیابي حاصل هوئي اور بادشاہ کو وہ کامیابي اس لیئے زیادہ بھلي
لگي اور اُس کے من کو بھائي کہ وہ فتح اُس کے لاڈلے بیٹے مرزا خرم
یعني ‡ شاهجہاں کي سعي و محنت کا ثمرہ تھي اگرچہ مہابت خاں
جو پہلے پہل اِس مہم پر بھیجا گیا تھا اودے پور پر فتح پا چکا تھا مگر
پہاڑوں جنگلوں کے باعث سے جو ملک اودے پور کا مضبوط و مستحکم تھا
اور راجہ اُس میں گھس بیٹھ کر محفوظ هو بیٹھا تھا لڑائي کا فیصلہ

---

‡ اس شاهزادہ کا نام خرم تھا اور باپ کي تخت نشیني کے آغاز میں اس نام کے
سوا کوئي نام اُسکا نہ تھا مگر جو کہ اُس نے اپني سلطنت سے ایک مدت پہلے شاهجہاں
کا خطاب اختیار کیا تھا تو شاهجہاں کے خطاب سے ذکر اُسکا ابھي سے کرنا پراگندہ
فہمي کا باعث نہ هوگا *

نہ کر سکا تھا اور ایسا ہی عبداللہ خاں کا حال بھی ہوا تھا جو مہابت خاں کے بعد اُس جانب کو روانہ کیا گیا تھا مگر شہزادہ خرم چوبیس ہزار آدمیوں سمیت گیا تھا راجپوتوں پر حملہ آور ہوا اور ایسی جرأت و قوت سے صبر و استقلال کے جتانے اور آب و ہوا کے ضرر اُٹھانے میں مضبوط و مستحکم رہا کہ راجہ آشتی کا خواستگار ہوا چنانچہ درخواست اُس کی منظور ہوئی اور وہ راجہ بذات خود شاہجہاں کی خدمت میں حاضر آیا اور ثبوت اطاعت کے لیئے نذریں پیش کیں اور اپنے بیٹے کو اس غرض سے شاہجہاں کے ساتھہ کیا کہ وہ دلی کے دربار میں حاضر ہووے اور شاہجہاں اِس موقع پر اپنے دادا جان اکبر کی تدبیر مملکت کو نہ بھولا کہ اطاعت کے وقت اُس نے راجہ کو بغل میں لیا اور اپنی برابر بیٹھا یا اور طرح طرح سے مدارات اُس کی کی اور بہت تواضع تعظیم سے پیش آیا اور وہ ملک اُس کا اُس کو واپس کیا جو اکبر کے عہد دولت سے آج تک فتح کیا تھا اور جب کہ اُس راجہ کا بیٹا بادشاہ کی خدمت میں پہونچا تو اُس نے بہت سی عنایت فرمائی اور سلطنت کے جنگی سرداروں میں بڑا پایہ اُس کو مرحمت فرمایا یہہ واقعہ سالہ ۱۶۱۴ ع مطابق سنہ ۱۰۲۳ ہجری میں واقع ہوا *

اِس برس کی لڑائی میں جو کامیابی ظہور میں آئی وہ بالکل شاہجہاں کی سعی و محنت سے علاقہ رکھتی تھی اِس لیئے کہ عزیز خاں اعظم جو اُس کی امداد و اعانت کی غرض سے روانہ کیا گیا تھا وہ شاہجہاں کی نسبت ایسی غرور اور گستاخی سے پیش آیا کہ بادشاہ اُسکو الگ کرنے اور چندے قید رکھنے پر مجبور ہوا *

اِس مہم کی بدولت شاہجہاں کی قدر و منزلت نے بڑی ترقی پائی اور نور جہاں کا رعب داب اُسکا ممدو معاون ہوا اس لیئے کہ اسی زمانہ میں نور جہاں کی سگی بھتیجی آصف خان اُس کے بھائی کی

بیتي شاهجہاں کے نکاح میں آئي تھي اور تمام لوگ اُس کو جہانگیر کا
عہدہ قایم مقام سمجھتے تھے *

راجہ مان سنگھہ اسي عرصہ میں دکن میں مرگیا تھا اور روشنیا فرقہ
والوں کي بغاوت سے جو سنہ ۱۶۱۱ع میں برپا ہوئي تھي کابل بڑے خطرہ
میں پڑا تھا مگر بایزید کے پوتے احداد کے مرنے سے جو اُس کا جانشین
بھي تھا وہ بغاوت خاتمہ پر پہونچي عبدالله خان نائب السلطنت
گجرات پر بادشاہ اس لیئے خفا ہوا کہ اُس نے گجرات کي رعایا پر زور
ظلم کیاتھا اور بادشاهي اخبار نویس سے بري طرح پیش آیا اوراُسکا پاس و
لحاظ اُس نے نکیا چنانچہ عبدالله خاں کي نسبت یہہ حکم نافذ ہوا
کہ اُس کو گرفتار کرکے دارالسلطنت میں حاضر کریں مگر عبدالله خاں
حکم مذکورالصدر کو پہلے سے سوچ سمجھہ کر پا پیادہ چل چکا تھا اور
فوج اُس کے پیچھے پیچھے دور دور کے فاصلہ سے چلي آتي تھي چنانچہ
وہ دربار میں ننگے پانوں اور پا بزنجیر آکر حاضر ہوا اور بادشاہ کے قدموں
پر گر پڑا یہاں تک کہ شاهجہاں کي شفاعت سے قصور اُس کا معاف ہوا
اور وهي عنایت سابقہ جاري رهي *

انگلستان کے ایلچي کا بیان

شاهجہاں کي واپسي پر تھوڑي مدت گذري تھي کہ جیمس اول شاہ
انگلستان کي طرف سے سر ٹامس رو صاحب بصیغہ ایلچي‌گري جہانگیر
کے دربار میں حاضر ہوا † اور وہ حال اُس نے قلمبند کیئے کہ اُن کے
دیکھنے سے هم وہ حال دریافت کرسکتے هیں جو جہانگیر کے عہد دولت
میں بلاد هندوستان میں پیش تھے چنانچہ بیان اُن کا یہہ هی کہ بندر
گاهوں اور محصول تجارت کے مقاموں میں بڑے زور ظلم هوا کرتے تھے

---

† وہ مقام اجمیر میں ۲۳ دسمبر سنہ ۱۶۱۵ ع کو پہونچا اور بادشاہ کے
همرکاب مقام مانڈو اور گجرات تک گیا اور سنہ ۱۶۱۸ ع کے آخر میں بادشاہ سے
رخصت هوا

اور جس مال و متاع کو حاکم لینا چاهتا تها تو حسب مراد اپني قیمت لگاکر جهٹ لیتا تها یہاں تک که اس انگلستاني ایلچي کي تعظیم و تکریم اور نہایت مہمان نوازي عمل میں آئي مگر اُس کے اسباب کي تلاشي لي گئي اور کئي چیزیں باشارت حاکم اُس میں سے ‡ اوڑائي گئیں یہہ ایلچي مقام سورت سے برهان پور اور چتور گڈه کي راه سے اجمیر کو گیا تها اور بضرورت اس راه کے اُس کو دکن کے ملک میں جہاں لڑائي بڑے دهوم دهام سے قایم تهي اور نیز والي مواڑ کي قلمرو میں جہاں ابهي لڑائي پوري هوچکي تهي گذرنا پڑا مگر کسي جگہه کسي قسم کي دشواري پیش نه آئي هاں پہاڑي لوگونسے کچهه تکلیف اُٹهائي جو اُس وقت میں بهي پریشاني کے زمانه میں راه رستوں کو خطر ناک کرتے تهے جیسے که اب بهي اُن کي لوٹ مار سے راهوں کے ادهر اودهر جان مال کا کهٹکا لگا رهتا هے *

دکن میں شہروں کي تباهي ویراني اور اراضیات کي بیکاري نامزروعي کے بڑے بڑے نشان موجود تهے اور برهان پور کي یہه صورت تهي که وه شہر پہلے وقتوں میں نہایت عمده تها اور بعد اُس وقت کے بهي بہت عمده چلا آیا مگر اس ایلچي کے وقتوں میں ایسا تها که پانچ چار مکان اُس میں پخته تهے باقي تمام مکان اُسمیں مٹي کے پرانے جهونپڑے تهے * اور شاهزاده پرویز کا دربار جو برهان پور میں هوتا تها کسي طرح کي شان شوکت نرکهتا تها *

وه ایلچي بعضے ایسے شہروں پر گذرا که وه شہر ویران پڑے تهے اور وهاں کے باشندے چهوڑ چهوڑ اُس کو چلے گئے تهے اور بعض بعض

‡ یہه بات بیان کے قابل هے که یہه حاکم ذوالفقار خاں نامي انگریزوں سے عداوت رکهتا تها اور حال میں اُس نے پرتگال والوں سے یہه اقرار کیا تها که اپنے علاقه کے بندر گاه سے انگریزوں کي کشتیاں خارج کرونگا مگر اس اقرار نامه کو بادشاه نے مسلم نرکها اور وه حاکم سلطاني اطاعت کے لحاظ و حیثیت سے انگلستاني ایلچي کي تواضع تعظیم میں بظاهر سرگرم رها اُورم صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحه ۳۶۱

شہروں کو اُس نے آباد و شاداب پایا اور دونوں شہروں کے مقابلہ سے حیران و پریشان رہا منجملہ اُن ویران شہرونکے بعض بعض شہر ایسے بھی تھے کہ وہ کسی وقت میں دارالحکومت بھی † تھے اور اُن شہروں کے تنزل سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ باقی ملک بھی ویران و خراب تھا اکبر کے مرنے سے انتظام اُس کے ملک و ممالک کا بہت جلد تنزل پکڑتا جاتا تھا چنانچہ صوبوں کی حکومتوں کا ٹھیکا ہوتا تھا اور حاکم لوگ اکراہ و زبردستی سے روپیہ وصول کرتے تھے اور بڑے بڑے ستم ڈھاتے تھے اگرچہ یہہ ایلچی معقول پسند اور سنجیدہ نگار ہی مگر دربار جہانگیر کی شان شوکت کو اُس نے بڑی زیادہ گوئی سے بیان کیا چنانچہ اُس نے جہانگیر کے امیروں کی خوش اخلاقی اور بےتکلفی اور اُن جلسوں کے انتظام و تکلف کی خوبی بڑے مبالغہ سے بیان کی جو اُسکی خاطر منعقد ہوئے تھے ہاں یہہ بات ضرور ہی کہ تعظیم و تکریم اور مدارات و تواضع اُسکی طرح طرح سے عمل میں آئی اور اُن مختصر تحفہ تحائف کے لحاظ سے جو اُسنے بادشاہ اور اُسکے امیروں وزیرونکے پیشکش کیئے اور اُس تھوڑی بھیڑ بھاڑ کی حیثیت سے جو ہمراہ اُس کے تھی یہہ توقع نہ تھی کہ ایسی جگہہ جہاں جاہ و جلال کے زور و شور اور شان و شوکت کی دھوم دھام تھی بات اُس کی پوچھی جاوے اور آو بھگت اُس کی بخوبی کیجاوے غرض کہ یہاں تک قدر اُس کی کی گئی کہ وہ ایسے اداب تسلیمات سے معاف کیا گیا جو تھوڑی بہت ذلت و خفت سے خالی نتھی اور عام درباروں میں عمدہ مقام اُس کو دیا گیا اور بے تکلف آشناؤں کی مانند اُسکو اجازت دی گئی کہ وقت بے وقت اویرے سویرے اندھیرے اوجالے بادشاہ کی خدمت میں جب جی چاہے حاضر ہوا کرے *

---

† مانڈو اور ٹوڈا ایسے شہر تھے جنکا بیان اُس ایلچی نے بڑی تعریف سے لکھا ہی چنانچہ مانڈو مالوہ کا دارالحکومت تھا اور حال اُس کا اب بھی لوگوں کو معلوم ہی مگر ٹوڈا جو صوبہ اجمیر میں کسی راجپوت راجہ کا دارالحکومت تھا ایسا شہرہ آفاق نہیں ہوا

خاص خاص وقتوں میں جو بادشاہ کی کیفیت اُس نے ملاحظہ کی وہ اُس شان و شوکت کے مخالف تھی جس کو بادشاہ کے چاروں طرف وہ عام وقتوں میں دیکھتا تھا یعنی بادشاہ اپنے خاص وقتوں میں چھوٹے سے پست جڑاؤ تخت پر جس میں ہیرے لال موتی جڑے ہوتے تھے بیٹھتا تھا اور سونے کی رکابیاں اور گلدان مرصع اور جڑاؤ صراحیاں آگے رکھی جاتی تھیں اور ہم پیالہ اور ہم نوالہ یار اُس کے ایسے متوالے ہوجاتے تھے کہ دو چار آدمیوں اور ایلچی مذکور کے علاوہ جو کمال احتیاط سے مے خواری کرتے تھے اور دو چار پیالیوں سے زیادہ نہ پیتے تھے اپنے آپے میں نرہتے تھے اور بادشاہ اِس قدر پیتا تھا کہ جب تک وہ نیند کے مارے بے قابو نہو جاتا تھا تب تک جام و صراحی سے ہاتھہ اپنا نہ اوٹھاتا تھا اور جب کہ نیند اُس کو آجاتی تھی تو چراغ گل کیئے جاتے تھے اور لوگ باگ ادھر اودھر چلے جاتے تھے اور ایسے موقعوں پر بادشاہ اپنے جلیسوں پر زیادہ عنایت کرتا تھا اور جوں جوں شراب کا نشا بڑھتا جاتا تھا اُسی قدر عنایتوں کی ترشح زیادہ ہوتی تھی چنانچہ اُس نے ایک مرتبہ سارے مذہبوں کا بڑی آدمیت سے ذکر کیا اور بعد اُس کے بلا تحاشا رونے لگا اور اُس کے مختلف مختلف شوقوں نے ظہور کیا یہانتک کہ بیٹھے بیٹھے آدھی رات آگئی *

حاصل یہہ کہ یہہ اختلاط کی باتیں اور ساری بے تکلفیاں رات کو ہوتی تھیں مگر صبح تک باقی نرہتی تھیں چنانچہ ایک بار ایک درباری نے کھلم کھلا اپنے پرائی لوگوں کے سامنے رات کے جلسہ کا مزا بے تمیزانہ کچھہ بیان کیا تو جہانگیر انجان بن گیا اور علانیہ یہہ فرمایا کہ کن لوگوں نے خلاف قانون عمل کیا غرض کہ جن جن لوگوں کا نام لیا گیا وہ پکڑے آئی اور کوڑوں سے پٹوائے گئے یہاں تک کہ ایک شخص اُن میں سے مرگیا غرض کہ عام موقعوں پر اسقدر قانون کا پابند رہتا تھا کہ ایسے آدمی کو سامنے نہ چھوڑتا تھا جسکے دم سے یا کسی اور علامت

ہے شراب پینے کا اشتباہ اُس کی نسبت ہوتا تھا مگر یہہ مکر اُسکا محض بے کار اور بیفایدہ تھا اِس لیئے کہ وہ بھی آج کل کے بڑے آدمیوں کی مانند اخبار نویسوں اور خفیہ نگاروں سے گھرا رہتا تھا چنانچہ جو کام ایسا ویسا چھپ چھپاکر وہ کرتا تھا دوچار گھنٹوں کے بعد اُس کی اطلاع ادھر اُدھر ہوجاتی تھی اور بستی کے سارے چھوٹے بڑے واقف ہوجاتے تھے یہاں تک کہ چھوٹی سے چھوٹی بات اُسکی مخفی نرہتی تھی *

معلوم ہوتا ہی کہ باوصف امر مذکورالصدر اور خلاف آدمیت کی چند اور باتوں کے اس ایلچی نے بادشاہ کو ایسا نہ سمجھا کہ وہ عمدہ خیالات اور اچھی سمجھہ بوجھہ سے خالی ہووے اگرچہ اُس کی سمجھہ بوجھہ کی خوبی اور سوچ بچار کی پختگی کو اُن دو چار بیوقوفیوں کے صادر ہونے سے بٹا لگتا ہی جن کو اب اُس ایلچی نے بیان کیا چنانچہ منجملہ اُن ناشایستہ حرکاتوں کے ایک حرکت یہہ بھی تھی کہ بندرگاہ سورت سے اُس ایلچی کے اسباب کی گاڑیاں آتی تھیں جن میں کھانے پینے کا سامان اور بادشاہ اور اُس کے درباریوں کے تحفہ تحایف اور اُن سوداگروں کے اسباب بھی شامل تھے جنھوں نے بادشاہی چوکی پہرے کی نظر سے اسباب اپنا بھی اُس کے اسباب کے ہمراہ کردیا تھا بادشاہ نے اُن گاڑیوں کو اپنے سامنے کھلوایا اور بچوں کی مانند ایک ایک کرکے دیکھا اور جب کہ وہ ایلچی اِس نظر سے سخت برہم ہوا کہ بادشاہ نے عام دیانت پربھی توجہہ نہ فرمائی تو اُس کے ٹھنڈے کرنے کے لیئے ایسے پھیکے پھیکے عذر اُس نے پیش کیئے کہ شان سلطنت کے شایاں و مناسب نہ تھے اگرچہ اِس ایلچی نے بعض بعض درباریوں کا حال اچھا بھلا بیان کیا مگر ہیئت مجموعی کی حیثیت سے کل درباریوں کو ایسا لکھا کہ چال چلن اُن کے ٹھیک ٹھاک نہ تھی اور چال ڈھال اُنکی قانون قاعدوں کے پابند نہ تھی اور بڑے بڑے کام اُن کی طبیعتوں میں

زچ پچ گئے تھے اور یہاں تک غفلت شعاري تھي که جس کام کے لیئے
یہه ایلچي آیا تھا وہ دو برس تک جھمیلے میں پڑا رہا اور جب که
اُس نے نہایت زچ پچ ہوکر آصف خاں کو ایک بھاري موتي بطور
رشوت کے بھیجه دیا تو کام اُس کا بخوبي پورا ہوا اور کوئي خرخشه
باقي نرہا یہه ایلچي اور اُس کے ہمعصر ایسا بیان کرتے ہیں که اسي
وقت سے دلیري دلاوري نے تنزل پکڑا اور پٹھان اور راجپوت ہي اُسوقت
میں بہادر سپاہي گنے جاتے تھے † *

جہانگیر کے عہد و دولت میں دستکاري کے فنون نے ایسي ترقي
پائي تھي که وہ ترقي ہندوستان کي مخصوص صنعتوں پر محصور نتھي
بلکه وہ لوگ اور ملکوں کي صنایع کو بھي سانچه میں ڈھالتے تھے چنانچه
سرٹامس رو صاحب کے تحفوں میں ایک انگریزي گاڑي تھي بعد اُس
کے تھوڑے دنوں گذرنے پر بہت سي گاڑیاں ایسي پھیل گئیں جو صنعت
کي رو سے برابر اورکام اور مصالح کي نظر سے انگریزي گاڑي کي نسبت زیادہ
عمدہ اور معقول تھیں اور اسي ایلچي نے ایک تصویر بھي بادشاہ کي
نذر کي تھي جس کي نقلیں تھوڑے دنوں کے بعد اتني بہت ہوگئیں
که جب بادشاہ نے اُن نقلوں کو اُس ایلچي کے سامنے پیش کیا تو
اُس ایلچي کو اصل تصویر کي شناخت میں بڑي دقت پیش آئي
‡ بہت سے یورپ والے بادشاہ کے دربار میں آتے جاتے تھے اور اُن کے دین
و مذہب کي رو رعایت کي جاتي تھي بادشاہ کے تصویر خانه میں
مسیح علیه‌السلام اور حضرت مریم کي تصویریں سب تصویروں سے

---

† سرٹامس رو صاحب اور ٹري صاحب اور ہاکنز صاحب

‡ یہه ایلچي علاوہ اور تحفه تحایف کے تاریخانه تصویروں اور قضا کي تصویروں
اور ایسي تصویروں کو نذر کرنامناسب سمجھا جو اندھیري‌رات میں ایسي معلوم ہوویں
که گویا وہ شمع کي مانند چمکتي ہیں اور اُن کا عمدہ ہونا ضروري بتایا ہی اس لیئے که
ہندوستاني لوگ اُن کو ایساہي خوب سمجھتی ہیں جیسا که ہم لوگ اُن کو
پہچانتے ہیں

بالا رہتی تہیں اور اُس کے دو بھتیجوں نے اُس کی رضا و رغبت سے عیسائی مذہب کو اختیار کیا تھا § دربار کی زبان تو فارسی تھی مگر سارے لوگ ہندوستانی بولتی تھے اور ہاکنز صاحب نے جو صرف ترکی زبان سے وہی واقف تھا بادشاہ اور خانخاناں کو ترکی زبان کا ماہر پایا *

معلوم ہوتا ہی کہ مسٹر ٹامس صاحب ایلچی اور سارے درباریوں کو کوئی خیال اِس قدر پیش نظر نرہتا تھا جیسا کہ شاہزادہ خسرو کا خیال اُن کے سامنے حاضر رہتا تھا اور اُس کی مصیبتوں کے مقابلہ میں اُس کی برائیوں کا تصور بھی نہ آتا تھا اور اُس کو ہر طرح سے لایق فایق سمجھا جاتا تھا اور یہہ حال اُن کا تھا کہ جب کبھی بادشاہ کی عنایت کا کوئی نشان اثر پایا جاتا تھا تو اُن میں جان آجاتی تھی اور نہایت خوش ہوجاتے تھے اور جب بادشاہ اُس کے بدخواہوں کا کہنا مانتا تھا تو وہ لوگ افسردہ پژمردہ ہوجاتے تھے یہاں تک کہ یہہ سمجھا جاتا تھا کہ اگرچہ بادشاہ آصف خاں اور نور جہاں بیگم کی فند و فطرت اور شاہجہاں کے رعب داب سے کھلم کھلا بات اپنی جتا نہیں سکتا مگر حقیقت میں جی اُس کا بھی شاہزادہ خسرو سے لگا ہوا ہی || علاوہ اور سببوں کے خسرو کا تخت سے محروم کرنا اس لیئے بھی بہت عام پسند نہوا کہ وہ شاہجہاں کے حق میں مفید پڑا اور وجہہ اُس کی یہہ تھی کہ اِس ایلچی کے قول کے موافق بعضے آدمی شاہجہاں کی

---

§ رو صاحب ہاکنز صاحب ٹری صاحب ٹریک صاحب

|| اِس انگلستانی ایلچی نے ایک وقت خسرو سے ملاقات ایسی وقت میں کی کہ خسرو فوج کے ہمراہ تھا اور کوئی نظر بندی اُس پر نہ تھی گرمی کے موسم میں درخت کے تلے ٹھہرا اور اُس نے ایلچی کو بلایا چہرہ مہرہ اُس کا خوب صورت اور جسم اُس کا نازک اور لطیف تھا اور ڈاڑھی اُس کی ناف تک پہونچی تھی مگر اُس کو یہہ معلوم نہ تھا کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہی اور نہ اُس کو انگریزوں کی اور نہ ایلچی کی آگاہی تھی

خوشامد کرتے تھے اور بعضے کھلم کھلا مخالف تھے غرض کہ کوئی آدمی شاہجہاں سے جبیں راضی نہ تھا یہاں تک کہ اِس ایلچي نے بھي اُس کو مغرور اور متعصب اور ستمگر بیاں کیا مگر جو کہ شاہجہاں کے چال چلن سے لیاقت و ہوشیاري کے سوا کوئي بات ایسي ویسي واضح نہوتي تھي تو غالب یہہ ہی کہ اُس کے عام پسند نہونے کا باعث یہہ ہوگا کہ وہ غرور و نخوت اور سکوں و متانت کے مارے بے تکلف کسي سے ملتا جلتا نہ ہوگا چنانچہ یہي ایلچي کہتا ہی کہ میںنے اپني آنکھوں سے ایسا روکھا سوکھا آدمي جس کے چہرہ مہرے سے متانت مترشح ہوتي ہو اور ہسنے مسکرانے کا نشان اُس کے لبوں پر نپایا جاوئے اور اُس کي نظروں سے کسي کي تعظیم و تکریم بھي نہ کھلی اور سر سے پاؤں تک غرور کا پتلا سمجھا جاوے شاہجہاں کي مانند اپنے پرانی ملکوں میں آج تک نہیں دیکھا اور باوصف اِس کے کہ یہہ شاہزادہ اُس زمانہ میں پچیس برس سے زیادہ کا نہوگا *

شاہجہاں کو یہہ اندیشہ ہوا ہوگا کہ پرویز اُس کا بڑا بھائي حریف اُس کا ہو سکتا ہی اور حقیقت بھي یہي تھي کہ پرویز اُسکا بڑا بھائي بڑے ہونے کي جہت سے رشک و حسد کے قابل تھا مگر بقول اُسکے کہ بزرگي بعقل است نہ بسال شاہجہاں کي اُن عمدہ لیاقتوں کا کوئي بڑا مقابلہ نہ کر سکتا تھا جو نور جہاں کي رعب داب سے اعانت پاتي رہتي تھیں *

جب کہ اِس شہزادہ بلند اقبال کو ماہ اکتوبر سنہ ۱۶۱۶ع مطابق ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۵ ہجري میں دکن کي مہم تفویض ہوئي اور شاہجہاں کے خطاب سے معزز و ممتاز ہوا تو اُس کے بڑے بھائي پرویز کي رہي سہي امید اچھي طرح منقطع ہو گئي شاہجہاں کو بڑے بڑے اختیارات اِس موقع پر حاصل ہوئے اور خود جہانگیر اِس غرض سے مانڈوں تک ساتھہ اُس کے گیا کہ اگر کوئي ضرورت پیش آئے تو ضرورت کے وقت امداد اُسکي بلا تکلف کرے *

یہہ ایلچي بادشاہ کے همراہ منزل بہ منزل گیا اور جو حال اُس نے کونچ پڑاؤ کي بابت بیان کیا وہ اُس بیان کے مخالف هی جسکو حسن انتظام اور قاعدہ داني کي رو سے پہلے اُس سے قلمبند اُس نے کیا تھا چنانچہ بیان اُس کا یہہ هی کہ جب دربار اور لشکر کے آدمي مقام کرتے تھے تو اُن میں قاعدہ کي پابندي بدستور هوتي تھي مگر باربرداریوں کي قلت سے بري پریشاني اوردشواري پیش آتي تھي یہاں تک کہ ایران کا ایلچي اور یہي ایلچي باربرداري کے نہ هونے سے چند روز اجمیر میں پڑے رهے اور سپاهیوں اور همرائیوں کے ڈیروں کو اس غرض سے جلایا گیا کہ وہ آگے بڑھنے میں کوتاهي نہ کریں اگرچہ ٹوٹے پھوٹے سامانوں سے چلے جاویں اور کوچ کے وقتوں میں ایسي بے انتظامي پھیلتي تھي کہ بعض بعض وقتوں میں پاني کي کوتاهي هوتي تھي اور پہاڑوں اور جنگلوں میں طول طویل اوردشوار و صعب گذار کو چوں کے مارے اونٹ اور گاڑیاں ٹوٹي پھوٹي رستوں میں پڑي رهتي تھیں اور منزل پر پہونچنا اُنکا نہایت دشوار هوتا † تھا *

دکن کا رنگ ڈھنگ اس شاهزادہ کے حق میں نہایت مفید هوا اِس لیئے کہ ملک عنبر سے گمنام آدمي کے فروغ پانے سے اُسکے متفق بادشاهوں بلکہ خاص اُسي کے سرداروں میں رشک و حسد کا مضمون شایع ذایع هوا تھا چنانچہ ان نزاعوں کے باعث سے ملک عنبر نے شاهجہاں کے مقابلہ میں شکست فاحش کھائي اور شکست کے پڑنے سے اُس کے رفیقوں کے دل نہایت شکستہ هوئے یہاں تک کہ جب شاهجہاں دکن میں داخل هوا تو اُس نے بیجا پور والے بادشاہ کو متفق بادشاهوں سے علحدہ کیا اور کوئي دشواري اُس میں پیش نہ آئي اور جبکہ ملک عنبر نے یہہ معاملہ دیکھا کہ رفیق اُسکو چھوڑ گئے اور وہ تنہا رہ گیا تو کام نا کام اُس نے ماہ مارچ سنہ ۱۶۱۷ع مطابق ربیع‌الاول سنہ ۱۰۲۶ هجري

† جہانگیر کي همراهي میں اس ایلچي نے وہ سب مصیبت اُٹھائي جو ایک بري حکومت اور ناموافق آب و هوا سے اُٹھاني پڑتي هی

میں نظام بہادر شاہ اپنے نام کے بادشاہ سمیت اطاعت کا غاشیہ اپنے دوش سعادت پر رکھا اور احمدنگر اور علاوہ اُسکے اُن ملکونکو تسلیم کیا جنکو بادشاہی ملازموں کے دخل و تصرف سے نکالکر اپنے قبض و دخل میں داخل کیا تھا غرضکہ شاہجہاں اس لڑائی کو اس حسن خوبی سے خاتمہ پر پہونچا کر مانڈو کو روانہ ہوا اور بارہ مہینے کے اندر اندر جب سے کہ دونوں باپ بیٹے یعنی جہانگیر اور شاہجہاں اجمیر سے الگ ہوئے تھے باپ کی قدم بوسی کو حاضر آیا مگر جہانگیر اِس زمانہ میں سیر گجرات کو گیا اور برس روز اُس جگہہ ٹہرا رہا اور اس صوبہ کی نیابت سلطنت کو اُن حکومتوں پر زاید کیا جو شاہجہاں کو پہلے سے حاصل تھیں یعنے شاہجہاں کو گجرات کی نیابت سلطنت بھی عنایت فرمائی *

ستمبر سنہ ۱۶۱۸ع میں جہانگیر گجرات سے روانہ ہوا اور پچھلے دو برسوں یعنے سنہ ۱۶۱۹ع اور سنہ ۱۶۲۰ع میں کشمیر کے سفر اور کوٹ کانگڑہ کی فتح اور بغاوت پنجاب کی گوشمالی کے سوا کوئی عمدہ واقعہ واقع نہیں ہوا *

دکن کے دوبارہ فسادوں کا بیان

جب کہ بادشاہ وادی کشمیر میں رونق افروز تھا تو سنہ ۱۶۲۱ع مطابق سنہ ۱۰۳۰ ہجری میں اُس کو یہہ پرچا لگا کہ دکن میں لڑائی دوبارہ شروع ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ یہہ لڑائی ملازمان بادشاہی کی چھیڑ چھاڑ بدون خود ملک عنبر کی طرف سے قایم ہوئی تھی یعنی ملازمان سلطانی کی سہل انکاری اور غفلت شعاری سے یہہ ترنگ اُسکے جی میں آئی تھی اس لیئے کہ اُسکو کشادہ ملکوں کے قبض و تصرف کرنے اور بادشاہی فوج والوں کو برہان پور تک بھگانے میں کوئی دقت پیش نہ آئی اور فوج بادشاہی کے سرداروں نے بڑے زار نالی سے اعانت کی درخواست اپنے ولی نعمت کی خدمت میں روانہ کی چنانچہ شاہجہاں کو حکم ہوا کہ بڑی فوج لیکر اعانت خواہوں کی اعانت کرے

غرضکہ شاہجہان سرحد پر پہونچا اور ذخیروں کے بہم پہونچانے کو بہت سے خزانے جمع کیئے مگر کسي شک شبہہ کے پیدا ہونے سے وہ آگے نہ بڑھا اور یہہ مقرر کیا کہ جبتک کہ خسرو اُسکے حوالہ نکیا جاویگا اور وہ ہمراہ اُس کے نہ ہوگا تب تک قدم آگے نہ رکھیگا غرضکہ مراد اُسکي پوري ہوئي اور اُس نے معمولي لیاقت سے کام اختیار کیا شاہجہان کے مالوہ میں پہونچنے سے پہلے ملک عنبر کي فوج کا ایک ٹکڑا نربدا وار اُتر آیا تھا اور مانڈو کے حوالي شہر کو جلا پھونک کر خاک سیاہ کر چکا تھا مگر جب کہ شاہجہاں آگے کو بڑھا تو وہ ٹکڑا بھاگا اور شاہجہاں نربدہ پار اُترا اور لڑائي کے کام کاج کو حملہ آوروں کے قاعدوں پر شروع کیا اور ملک عنبر نے بھي اپنے معمولي دستور کو سنبھالا یعني رسدوں کا روکنا اور متفرق نوکروں کو مارنا شروع کیا اور بادشاہي فوج کے داھنیں باھیں مار دھاڑ کے واسطے لوگ اپنے متعین کیئے اور طول طویل کوچوں کے ذریعہ سے بادشاہي لوگوں پر چھاپے مارنے کا ارادہ کیا مگر شاہجہاں کو ہمیشہ چوکنا پایا اور آخرکار ایسي عام لڑائي پر مجبور ہوا کہ جس سے قصہ پاک صاف ہو جاوے غرض کہ ملک عنبر نے شکست فاحش کھائي اور بہت بڑا نقصان اُٹھایا *

اگرچہ لڑائي کے کھیت میں شاہجہاں کي جیت رہي اور میدان میں اُس کو فوقیت حاصل ہوئي مگر ملک کي تباہي ویراني سے کامیابي میں بڑا خلل پایا اور اسي نظر سے جب ملک عنبر نے آشتي چاہي اور پہلي ملکوں کے علاوہ اور ملک بھي دینے ٹھہرائے اور کچھہ روپیہ بھي دینے کیئے تو شاہجہاں نے بہت غنیمت سمجھا اور درخواست اُس کي منظور کي *

اس کامیابي پر تھوڑے دن گذرے تھے کہ بادشاہ کو دمہ کا روگ لگا اور اُسي بیماري کے باعث سے عمر بھر تکلیف اُٹھاتا رہا یہاں تک کہ تھوڑے دنوں ایسے خطرہ میں مبتلا رہا کہ بظاہر تخت کے جلد خالي ہوجانے کا گمان ہوتا تھا *

شاهزادہ پرویز اس حال نزار کو سنکر اپني حکومت گاہ سے دوڑا آیا مگر جہانگیر نے اُس کو برا بھلا کہہ کر وھیں اولتا بھیجا اور شاهجہاں کو باپ کي شفا سے پہلے ایسے اڑے وقت میں اسقدر فرصت نہ ملني کہ وہ بھي پرویز کي مانند افتان و خیز باپ کے سرھانے پہونچتا مگر ایسے بڑے وقت میں ماہ ستمبر سنہ ۱۶۲۱ ع مطابق سنہ ۱۰۳۰ هجري کو شاهزادہ خسرو کے مرجانے سے اُس کے حریف شاهجہاں پر زور و ظلم کا بڑا شک شبہہ هوا جسکے هاتھوں میں وہ متوفي گرفتار تھا هاں همکو بے سوچے سمجھے یہہ مناسب نہیں کہ ایسے آدمي کي زندگي کو جو کسي داغ دھبے سے کبھي داغدار نہوئي ایسا گہرا گھاڑا دھبا لگایا جاوے جو عمر بھر چھٹانے سے نہ چھٹے *

اگرچہ خسرو کے مرجانے سے یہہ بات تو حاصل هوئي کہ شاهجہاں کي تخت نشیني میں کسي قسم کا شک شبہہ باقي نہ رها مگر وہ ایسي مصیبتوں خطروں میں مبتلا هوا جو اُسکي تباهي کے باعث پڑے تفصیل اِس اجمال کي یہہ هے کہ دکن کي روانگي سے پہلے شاهجہاں کے رعب داب کو نور جہاں کي امداد و اعانت سے بڑي تقویت پہونچتي تھي مگر جب کہ شاهجہاں دکن کو چلنے لگا تو نور جہاں نے اپني بیٹي کا رشتہ جو شیر افگن خاں کے نطفہ سے پیدا هوئي تھي جہانگیر کے چھوٹے بیٹے شہر یار سے کر دیا‡ اور یہہ نیا رشتہ نور جہان کي میل و رغبت کو دور کے رشتہ دار بھتیجے جنوائي یعني شاهجہاں سے قطع کرنے کے لیئے کافي پڑا علاوہ اُس کے نور جہاں کے قطع رغبت اور تبدیل محبت کا یہہ خیال هي باعث هوا کہ وہ رعب داب اُسکا جو آج کل حاصل هے شاهجہاں سے چالاک شاهزادے پر بنا نہ رهیگا نورجہاں کا باپ معقول باتوں سے لاگ ڈانٹ اُس کي کرتا رهتا تھا چنانچہ جبتک وہ زندہ رها تو نور جہاں حد اعتدال سے خارج نہوئي مگر جب کہ باپ اُسکا گذر گیا تو اُس نے پیٹ سے پانو نکالے اور بادشاہ پر بڑي حکومت کرنے لگي اور

---

‡ خافي خاں

کسي بندش کي پابند نرهي علاوہ اسکے آصف خاں شاهجہاں کا خسر اوس کا بھائي اُسکي مرضي کا آلہ ھوا غرض کہ نور جہاں نے ایسي بے پایاں قوت کو چھوڑنا مناسب نہ سمجھکر یہہ ارادہ کیا کہ جسطرح بن پڑے شاهجہاں کي تخت نشیني کو خاک میں ملاوے چنانچہ خسرو کي وفات اور جہانگیر کي شدت مرض سے بخوبي واقف ھو کر اُن ذریعوں کے کاٹ تراش میں کوتاهي نہ کي جن کي بدولت شاهجہاں کو یہہ پایہ نصیب ھوتا کہ وہ اُسکے مقابلہ پر غالب آوے *

غرضکہ اس ارادہ کے پورا کرنیکا یہہ موقع ھاتھہ آیا کہ جب ایرانیوں نے قندھار پر قبضہ کیا تو نورجہاں نے جہانگیر کو یہہ فقرا سوجھایا کہ اس بڑي مہم کے قابل وہ شہزادہ ھی جس نے دکن کو فتح کیا اور وھي اقبالمند اس موروثي ملک کے پہلی قبضہ کو بحال کریگا چنانچہ سنہ ۱۶۲۱ع مطابق سنہ ۱۰۳۱ ھجري میں شاهجہاں نے پہلے پہلے تو اس مہم پر جانا قبول کیا اور مانڈو تک پہونچ گیا مگر جب کہ اُس نے یہہ سوچا بچارا کہ مجکو ایسے ملک سے نکالنا منظور ھی جسپر رعب داب اپنا بیٹھا ھی اور ایسي مہم پر بھیجنا غرض ھی جو نہایت سخت اور بڑي دور دراز واقع ھوئي ھے تو آگے کو نہ بڑھا اور موسم کي خرابي اور فوج کے اچھے نہونے کا عذر اُس نے پیش کیا اور ھندوستان سے باھر جانے پر یہہ شرط اُسنے لگائي کہ میرا استحقاق بنا رھے اور جہانگیر کے کانوں میں یہہ بات پھونکي گئي کہ ان شرطوں کے ٹھہرانے کا باعث یہہ ھی کہ اُسنے خود مختاري کا ارادہ کیا جہانگیر نے جواب اُسکا یہہ کہلا بھیجا کہ اپني فوج کا بڑا حصہ دارالسلطنت کو روانہ کرے کہ وہ تکڑا شہریار کي زیر حکومت ھوکر قندھار کو روانہ کیا جاوے اور بڑے بڑے افسروں کے نام اِس مضمون کے پروانہ جاري کیئے کہ شاهجہاں کو چھوڑ کر شہریار کے لشکر میں حاضر ھوویں حاصل یہہ کہ جب وہ حکم شاهجہاں کو پہونچا تو اُس نے باپ کو کڑے کڑے فقرے لکھے اور حصول ملازمت کي اجازت

چاهي مگر جهانگیرا وسکي ملازمت پر راضي نه هوا اور دکن کي واپسي کا حکم صادر فرمایا اور اس بحث و تکرا کے زمانه میں هندوستان خاص کي جاگیریں شاهجهاں کے نام سے منتقل کر کے شهر یار کے نام پر معین فرمائیں اور اس تجویز و تعین میں شاهجهاں سے پوچها کچها نه گیا بعد اوسکے شاهجهاں کو یهه حکم گیا که منتقله جاگیروں کي برابر دکن گجرات میں جاگیریں پسند کرے اور جب که یهه معامله دور تک پهونچا تو نور جهاں بیگم اپنے بهائي آصف خاں شاهجهاں کے خسر کي جنگي لیاقتوں اور مقدمه مذکوره بالا میں آسکي گرمجوشي پر بهروسا نکر کے مهابت خاں کو بلانا چاها جو ترقیات روز افزوں کي بدولت روز بروز بڑهتا جاتا تها اور اب تک آصف خاں کا جاني دشمن چلا آتا تها مختصر یهه که آصف خاں کابل سے بلایا گیا اور دربار میں حاضر هونے پر بڑي بڑي عنایتوں کا مورد هوا اور بڑا اعتماد اُس پر جتایا گیا *

اِسي حیص بیص کے شروع میں جهانگیر کشمیر سے واپس آیا جو دوباره اُس کے سیر و تماشے کو گیا تها اور اکتوبر سنه ۱۶۲۲ ع مطابق سنه سنه ۱۰۳۱ هجري میں دربار اپنا خاص لاهور میں اس غرض سے مقرر کیا که ضرورت کے وقت آپ بهي موجود رهے *

شاهجهاں کي بغاوت کا بیان

جهانگیر اور شاهجهاں کے درمیان اسي عرصه میں پیک و پیغام جاري رهے مگر آشتي کي جگهه پیک و پیغام پر یهه اثر مترتب هوا که بهت سے اس شبهه میں قتل کرائے گئے که وه شاهجهاں سے موافقت و سازش رکهتے هیں اور جب که شاهجهاں نے یهه یقین کیا که اب اپني قسمت پر مهر لگ گئي تو مانڈو سے فوج اپني لیکر آگره کو روانه هوا اور جهانگیر نے بهي اس خبر کے سنتے هي فبروري سنه ۱۶۲۳ ع مطابق سنه ۱۰۳۲ هجري کو لاهور سے کوچ کیا چنانچه دارالخلافه دلي سے گذر کر شاهجهاں کے لوگوں سے بیس میل اِدهر جا پهونچا شاهجهاں بلوچپور

واقع جنوب دلي ميں دلي سے چاليس ميل کے فاصله پر پڑا تها بعد
آس کے موات کے پهاڑوں ميں چلا گيا جو بلوچ پور کے متصل واقع تهے
اور اپنے لوگوں کو جا بجا ايسا معين کيا که آس بادشاهي فوج کو پهاڑوں
کے آنے سے روکے جس کو بادشاه نے تفريق وار آس کي تلاش و جستجو
ميں چلتا کيا تها غرض که ايک ايسي هلکي پهلکي لڑائي هوئي جس
سے کچهه فيصله نهوا کهتے هيں که بعد آس کے خط و کتابت بهي جاري
رهي مگر انجام آس کا يهه هوا که شاهجهاں نے پيچهے پهرنے کا اراده کيا
اور مانڈو کي جانب چلتا هوگيا *

يهه بات اب تک نهيں کهلتي که شاهجهاں نے پيچهے پهرنا کيوں
پسند کيا تها اس ليئے که آس پهر نے سے وه تمام بري باتيں پيش آئيں
جو ملکي لڑائيوں ميں پهرنے سے پيش آتي هيں جهانگير اب اجمير کو
گيا اورايک قوي فوج اپنے بيٹے پرويز اور مهابت خاں کے زير حکومت کرکے
بهگوڑے باغيوں کے تعاقب پر متعين کي اور رستم خاں جس کو شاهجهاں
نے چنبل کے پهاڑوں کي حفظ و حراست پر چهوڑا تها بادشاهي لوگوں سے
مل جل گيا اور گجرات کے صوبه نے اپنے حاکم کو خارج کيا اور خود
شاهجهاں بادشاهي فوج کے بڑه آنے سے نربدا پار اوترا اور برهان پور کے
جانے پر مجبور هوا مگر مخالفوں نے وهاں بهي چين سے بيٹهنے نديا اِس
ليئے که مهابت خاں نے خط کتابت کے ذريعه سے شاهجهاں کو دهوکا ديا
اور نربدا پار اوتر گيا اور اب خانخاناں بهي مهابت خاں سے مل گيا جو
اب تک شاهجهاں کے لوگوں ميں داخل تها شاهجهاں نے عين برسات کے
زور شور ميں تلنگانه کي جانب کو پهرنا شروع کيا يهاں تک که ماسولي پاٹم
کي طرف کو بايں اراده راهي هوا که وهاں سے بنگاله کو چلا جاوے
مگر بهت سي فوج آس کو چهوڑ کر چلي گئي بعد آس کے سنه ۱۶۲۴ع
مطابق سنه ۱۰۳۳ هجري کے آغاز ميں يهه بڑا سفر اختيار کيا اور راج
محل تک کوئي مقابله آس کو پيش نه آيا مگر بنگال کے حاکم سے

راج محل پر لڑائی ہوئی اور اُس نے لڑائی ھاري اور شاھجہاں بنگالہ پر قابض ھوا اور بہار پر بھي قبضہ کرسکا اور اودے پور والے راجہ کے بھائي بھیم سنگھہ کے ساتھہ ایک ٹکڑا فوج کا اس ارادہ پر بھیجا کہ الہ آباد کے قلعہ پر قبضہ کرے *

اسي عرصہ میں پرویز اور مہابت خاں نے شاھجہاں کو دکن سے نکال کر برسات کے مارے برھان پور میں چھاوني ڈالي اور جب اُن کو یہہ خبر پہونچي کہ شاھجہاں نے بنگالہ پر بہت جلد قبضہ کیا تو وہ فوج اپني لیکر الہ آباد کي جانب روانہ ھوئے اور شاھجہاں اُن کے مقابلہ کے لیئے گنگا پار اوترا مگر اس لیئے کہ ملک کے لوگ اُس کے باپ کي مخالفت نچاھتے تھے تو اُسکے لشکر کي رسد پہونچانے اور وار پار اُسکے لوگونکے آنے جانے کے لیئے کشتیوں کے بہم پہونچانے سے کنارہ کش ھوئے اور اسي باعث سے لوگ اُسکے دل شکستہ ھوئے اور فاقوں کے مارے مرنے لگے چنانچہ نئي بھرتي کے سپاھي جن کو اُسنے بنگالہ میں بھرتي کیا تھا چھوڑ چھاڑ کر بھاگ گئے اور انجام اُسکا یہہ ھوا کہ جب مخالفوں یعني پرویز اور مہابت خاں سے مقابلہ ھوا تو کمال آساني سے شکست کھائي اور فوج اُس کي پراگندہ ھوئي اور پھر دکن میں پناہ ڈھونڈھنے پر مجبور ھوا دکن کا حال ان دنوں اُس کے ارادوں کے حق میں مفید تھا اس لیئے کہ جب شاھجہاں پہلے دکن میں بھاگا گیا تھا تو والي بیجا پور اور ملک عنبر دونوں جہانگیر کے ساتھہ اپنے عہد و پیمان پر جمے ھوئے تھے اور والي گولکنڈہ بھي شاھجہاں کي اعانت پر راضي نتھا جب کہ شاھجہاں تلنگانہ سے گذر کر بھاگا جاتا تھا مگر بعد اُس کے والي بیجا پور اور ملک عنبر کے درمیان میں ایک جھگڑا کھڑا ھوا جہانگیر نے والي بیجاپور کیطرفداري کي اور ملک عنبر نے اُسکي تلافي چاھي چنانچہ وہ بادشاھي صوبہ پر حملہ کرنے اور برھان پور کے آس پاس لوٹنے کھسوٹنے سے انتقام اپنا لیتا تھا اور شاھجہاں کے بلانے اور اُس کو کھلم کھلا شریک اپنے کرنیکا آمادہ تھا غرض کہ

ملک عنبر نے شاہجہاں کو برہان پور کے محاصرہ کیواسطے یہہ لکھا کہ آپ
آسکا محاصرہ کریں چنانچہ شاہجہاں نے قبول کیا اور محاصرہ کي تدبیر کي
مگر محصوروں نے بڑا بچاو اپنا کیا اور جوں توں بمقابلہ پیش آئے
یہانتک کہ مہابت خاں اور پرویز کے نربدہ پر آجانے سے شاہجہاں آس
محاصرے کے اوٹھانے اور اپني جان کے بچانے پر مجبور ہوا اور آس کے
ہمراہیوں نے پہلے کے نسبت زیادہ کنارہ کشي کي اور نصیبوں کي
شامت اور کسي قدر تن بدن کي سقامت سے یہاں تک مجبور ہوا کہ
باپ کو عریضہ لکہا اور قصوروں کي معاني چاہي اور جمیع احکامات کي
اطاعت کا اقرار کیا جہانگیر نے جواب آس کا یہہ لکہا کہ رہتاس گڈہ واقع
بہار اور اسیر گڈہ واقع دکن جو اب بہي آس کے قبض و تصرف میں تھے
ملازمان بادشاہي کو حوالہ اور دارا شکوہ اور اورنگ زیب اپنے دونوں
بیٹوں کو بطور اول یعني نعل ضامني کے دربار میں روانہ کرے غرض کہ
سنہ ۱۶۲۵ ع مطابق سنہ ۱۰۳۴ ہجري میں شاہجہاں نے حکم اُس کا
قبول کیا باقي جہانگیر نے حسن سلوک کا ارادہ شاہجہاں کے ساتھہ کیا
تو ہوگا مگر وہ ایسے واقعہ کے واقع ہونے سے معلوم نہوا جس کے باعث سے
بادشاہي کے سارے کاربار ابتر ہوگئے اور سلطنت کا ڈھچر بگڑ گیا *

روشنیا فرقے والوں پر شاہجہاں کي چڑھائي اور مہابت خاں کي کج ادائي کا بیان

جب کہ پہلي مرتبہ بغاوت کے زمانہ میں شاہجہاں دکن کو ہار کر
چلا آیا تھا تو جہانگیر اجمیر سے دلي کو اس یقین پر واپس آیا تھا کہ
اب کوئي بڑا خطرہ میري سلطنت کي نسبت باقي نہیں رہا بعد آسکے
دستور کے موافق وہ کشمیر کو گیا اور پھر دوبارہ اگلے برس بہي کشمیر جنت
نظیر کي سیر فرمائي اور جب کہ تیسرے برس روشنیا فرقہ والوں نے سر
اوٹھایا تو آسکو یہہ سوجھي کہ بجائے کشمیر کے کابل کا ارادہ کرے اگرچہ
في الفور آسکو باغیوں کي سر کوبي کي خبر پہونچي اور احمد ابن احدا

اُن کے سرغنه کا سر بھي اُسکي خدمتمیں پهونچا مگر وہ اپنے ارادہ پر جما رہا *

اگرچه جهانگیر اپنے ارادہ پر جما رہا مگر اُسکے مقدر میں یہه نتھا که وہ اس سفر کو امن چین سے پورا کرے اس لیئے که جوں هي شاهجهان نے باپ کي اطاعت قبول کي اور خدشه اُس کا مٹ گیا تو نور جهان بیگم کي غالب طبیعت نے نئے نئے دشمن پیدا کیئے بیان اُس کا یہه هی که غور بیگ کابل کے باشندے کا بیٹا مهابت خاں اکبر کے عهد سلطنت میں پانصدي منصب کو پهونچا تها † اور جب که جهانگیر اُس کي گدي پر بیٹها تو اُسکو اُسنے بڑے بڑے مرتبوں پر پهونچایا اور بهت دنوں تک لوگ اُسکو اچها سمجهتے رہے ‡ اور اب یہه پایه اُس کا تها که تمام سلطنت کے چهوٹے بڑے ملازموں میں اُسي کو معزز و ممتاز اور بڑے پایه والا جانتے تهے اور نور جهاں کے دیکهه جلنے کے لیئے ایک یهي بات اُسکي کافي وافي تهي علاوہ اس کے یہه امر بهي غالب تها که پهلے وہ آصف خاں اسکے بهائي کا پرانا دشمن تها اور اسي لیئے اُسکي دوستي کا اعتبار نتها اور اب تهوڑے دنوں سے پرویز کا ساتهي هوگیا تها اور خاص اُسي سے واسطه علاقه رکهتا تها غرض که نور جهاں کے رشک و حسد کي کوئي وجهه هووے مهابت خاں کے ذمه ظلم و تغلب کا الزام اُس زمانه کي بابت جب که وہ بنگاله پر متصرف تها لگایا گیا اور بغرض جوابدهي بادشاهي دربار میں بلایا گیا مهابت خاں نے پهلے پهلے عذر پیش کیا اور اپني غیر حاضري کا سبب لکها اور پرویز نے تائید اُس کي کي مگر جب که اُس نے اپني حاضري پر بهت سا اصرار پایا تو پانچ هزار راجپوتوں سمیت اُس نے ارادہ کیا جنکو اُس نے کسي تدبیر و حکمت سے اپني خدمت کا وابسته کیا تها *

---

† پرایس صاحب کا ترجمه توزک جهانگیري کا صفحه ۳۰

‡ سر ٹامس رو صاحب ایلچي نے سنه ۱۶۱۶ ع میں اُسکي نسبت یہه لکها که وہ عالي همت اور جوانمرد اور فیاض آدمي هی اور سب لوگ اُسکو عزیز رکهتے هیں اور بادشاہ بهي اُسکو بهت چاهتا هی مگر وہ شاهزادہ شاهجهاں کي پروا نهیں کرتا

مهابت خاں اب تک دربار میں حاضر نہوا تها که اُس نے اپني بیتي کا رشته برخوردار نامی کسي امیر آدمي سے بادشاه کي بلا اجازت کردیا تها اور قاعده یهه تها که ایسے پایه کے لوگ اپنے بال بچونکا رشته ناتا بادشاه کي بلا اجازت نکرتے تهے غرض که جهانگیر اِس مخالفت سے نهایت برهم هوا اور برخوردار کو سامنے بلاکر سنگدلي کي اوچهال اوبال سے جواب بهي گاهی ماهی اوبل اوچهل آتي تهي ننگا کرایا اور جنگلي کانٹوں سے پٹوایا اور اُس کے جهیز و سامان کو جو مهابت نے دیا تها اُس کے گهر بار اور اور اسبابوں سمیت ضبط کیا *

مهابت خاں بادشاهي فوج میں پهونچا اور اُس کو یهه خبر دیگئي که بادشاه کي حضوري نصیب نهوگي چنانچه مهابت خاں نے یهه سوچ سمجهه کر که میري بربادي پهلے هي سے تهرائي گئي انتظار اِس کا نکیا که وه اپني فوج سے بزور و جبر الگ کیا جاوے بلکه اُس نے یهه تهرائي که ایسي گزند پهونچائي جاوے جس کي شدت سے اُس کي پوري پوري کامیابي کا یقین هوجاوے *

اِس زمانه یعني ماه مارچ سنه ۱۶۲۶ ع مطابق جمادي‌الثاني سنه ۱۰۳۵ هجري میں دریاے جهلم کے کنارے پر بادشاهي فوج پڑي تهي اور کشتیوں کے ذریعه سے پار اُتر نے اور کابل جانے کي تیاریاں هورهي تهیں اور بادشاه نے اپنے جانے سے پهلے فوج کو دریا پار اِس غرض سے بهیجا تها که جب شور و غوغا کم هوجاویگا تو امن چین سے پار اُترینگے غرض که فوج اُتر گئي تهي اور ذاتي پهره اور خاص خاص ملازم باقي رهگئے تب که مهابت خاں نے صبح کے کهلنے سے پهلے دو هزار راجپوتوں کو مسلح کرکے پل پر قبضه کرنے کو روانه کیا اور دو سو دلاوروں کو لیئے هوئے آپ اُس طرف کو جلد روانه هوا جهاں بادشاهي خیمه منصوب تها غرض که بادشاهي ملازموں کو اصل و حقیقت کي آگاهي سے پهلے پهلے پراگنده کیا اور جهانگیر ایسي حالت میں که رات کا متوالا تها اور اب تک هوش

اُس کو نہ آئے تھے مسلم سپاهیوں کي. دوڑ دھوپ اور انکے هتیاروں کي .
کھڑ بڑ سے چونکا اور چوکنا هوکر کھڑا هوا اور تلوار کو سنبھالا اور داٴئیں
بائیں دیکھہ کر اصل معاملہ پر پی لیگیا اور چلاکر بولا کہ او مہابت خاں
دغاباز یہہ کیا بات هی مہابت خاں نے زمین ادب کي چومي اور
دست بستہ یہہ عرض کیا کہ اپنے مخالفوں کي داد فریاد اور شکوہ
شکایت کے لیئے اپنے ولي نعمت تک پهونچنا منظور تها یہاں تک کہ
جب کوئي صورت نہ پائي تو زبردستي کا طریقہ اختیار کیا کہ بادشاہ
اپنے غیظ و غضب کو پہلے، پہلے تو نروک سکا مگر جب کہ اُس نے یہہ
دیکھا کہ باوصف اِس خوشامد درآمد اور زار نالي اور چاپلوسي کے
مہابت خاں دبنے لچنے پر مایل نہیں تو کام ناکام اِس قول کے موافق
* مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش * وہ مزاج کو روک
تهام کر اپنے پکڑنے والے یعني مہابت خاں سے بدل جوئي پیش آیا اور
بقول اُسکے کہ * اگر زمانہ نسازد تو با زمانہ بساز * زمانہ سازي کي
اور نہایت نرمي اور بڑي سهولیت برتي اب مہابت خاں نے یہہ عرض
کیا کہ آپ کي سواري کا وقت آگیا آپ سوار هوجاویں اور اپنے جمال
مبارک سے لوگوں کو مشرف فرماویں تاکہ بدگمانوں کے شک شبهہ رفع
هوجاویں اور شور و غوغا بهي فرو هوجاوے جهاں گیر اِس بات پر
راضي هوا اور پوشاک بدلنے کے بہانہ سے زنانہ کمرہ میں جانے لگا جهاں
یہہ امید اوس کو تهي کہ نورجهاں سے صلاح و مشورت کا موقع هاتهہ
آویگا مگر جب کہ وہ اِس ارادے سے روکا گیا تو ناچار اپني جگهہ پر طیار
هوا ور گھوڑے پر سوار هوکر راجپوتونکے نرغہ میں آیا ور راجپوت اوسکو آداب
بجالائے بعد اُس کے مہابت خاں یہہ سوچ سمجهہ کر کہ هاتهي پر
بٹهانے سے نظر بندي معقول هوگي اور اُسکی سواري پر بهي قابو رهیگا اور
نیز اُسکي شان سلطنت کے شایاں هوگا بادشاہ کي بہت سي منت سماجت
کرکے هاتهي پر بٹهایا اور دو مسلم راجپوت اُس کے داٴئیں بائیں بٹهلائے

بادشاهي مهاوتوں کے سردار ایک مهاوت نے بادشاہ کو سوار کرتے هوئے یهہ چاها که بادشاہ کو اپنے هاتهي پر سوار کرے اور اسي ارادے سے راجپوتوں کے حلقه کو چیر چار کر نکلا مگر مهابت خاں کے اشارہ سے مارا گیا اور منجمله خاص ملازمان بادشاهي کے ایک ملازم کو بادشاہ کے پاس بیٹهنے کي اجازت حاصل هوئي جو بلازخم اپنے ولي نعمت تک نه پهونچ سکا اور جام و صراحي کا کام اُس سے متعلق تها جو بادشاہ کے جینے کا ضروري سامان تها *

امور مذکورہ بالا کے واقع هونے سے مهابت خاں کے مقابله کا اثر بادشاہ کے دل پر بخوبي پیدا هوا چنانچه اُس نے کوئي حیله حواله نه کیا اور مهابت خاں کے خیمه کي جانب کو بلا تکرار آگے بڑها *

اگرچه نور جهاں اِس ناگهاني آفت سے تهوڑي بهت مضطرب تو هوئي مگر اوسان اُس کے ٹهکانے رهے اور جب که بادشاہ تک رسائي ممکن ندیکهي تو في‌الفور اُس نے بهیس اپنا بدلا اور ٹوٹي پهوٹي ڈوله میں بیٹهه کر پل کي جانب روانه هوئي اور جو که پل کے منتظموں کو یهه حکم تها که جانے والی کي روک ٹوک نکریں اور پابہے آنے والی کو آنے ندیں تو نور جهاں بیگم بلا تکلف دریا پار اُتر گئي اور بادشاهي فوج میں پهونچ کر امن اماں سے بیٹهي بعد اُس کے اپنے بهائي آصف خاں اور باقي بڑے بڑے سرداروں کو بلاکر برا بهلا کها اور یهه علانیه پکاري که تم کیسے نامرد اور غافل هو که اپني آنکهوں کے سامنے بادشاہ کو گرفتار کرادیا اور سخت سست کهنے پر اکتفا نکي بلکه اپنے شوهر کو بزورو زبردستي چهوڑانے کے ارادے پر ترت بهرت سامان تیار کیئے مگر جهانگیر نے اس اندیشه سے که گهمسان کے وقت اپنا حال دیکهیئے کیسا هو ایک قاصد کو خاص مهر اپني دیکر نور جهاں کے پاس بهیجا که حمله کرنا مصلحت کے خلاف هے، نور جهاں نے اُسکو مهابت خاں کا فریب تصور کیا اور اپنے کام

کاج کو صرف جب تک ملتوي رکھا کہ دشمن کے لشکر کا مقام اور بادشاہ کے ٹھہراؤ کي جگہہ اچھي طرح دریافت ہو جاوے فدائي خاں نامي ایک جاں نثار امیر نے رات کے وقت اس بات کا ارادہ کیا کہ پار اوتر کر بادشاہ کو اٹھا لاوے چنانچہ وہ ہمراہیوں سمیت اس دریا میں پیرا مگر حسب اتفاق اس کا ارادہ دریافت ہو گیا اور بہت سے ہمراہي اس کے مارے گئے اور بہت سے ڈوب کر مر گئے اور خود فدائي خاں بہ ہزار دشواري جان اپني بچا لے گیا *

دوسرے دن صبح ہوتے ہي ساري بادشاہي فوج مہابت خاں پر روانہ ہوئي اور نور جہاں بیگم دو ترکش اور ایک کمان آگے رکھے ہوئے ہاتھي پر سوار ہوئي اور سب سے آگے بڑھي اور وہي اس فوج کي افسر تھي مگر چونکہ راجپوتوں نے پل کو جلا پھونک دیا تھا تو بادشاہي فوج ایسي پایاب راہ کو اترنے لگي جو دریا کے بائیں حصہ میں واقع تھي اور انہوں نے اسکو دریافت کیا تھا یہہ تنگ راہ ایسے بھنوروں کے بیچا بیچ آکر بڑي تھي جو بڑے گہرے واقع ہوئے تھے حاصل یہہ کہ وہ لوگ ایسي بے ترتیبي سے اترے کہ بہت سے لوگوں کو پیرنا پڑا اور سارے شور بور ہوئے اور باروت ان کي گیلي سیلي ہوگئي اور بھیگے کپڑوں اور زرہ بکتر کے بھاري بوجہہ کے مارے دبے بیٹھے جاتے تھے ہنوز ان کو پانو جمانے کي فرصت بھي ہاتھہ نہ آئي تھي کہ سردست ان کو لڑنا پڑا نور جہاں اپنے بھائي اور باقي امیروں سمیت اپني فوج سے آگے بڑھي ہوئي تھي کہ اس نے بڑي دشواري سے پانو اپنے کنارے پر جمائے مگر دشمن کے لوگوں کو ضرر پہنچانا ممکن نہ پایا اور راجپوت ایسي عمدہ جگہہ پر تھے کہ انہوں نے عین اوترنے کے وقت اوترنے والوں پر بان اور تیر اور گولے برسائے اور کنارے والوں کو تلوار کے زور سے اولٹا بھگایا اور پاني میں ڈالا *

حاصل یہہ کہ بڑي پریشاني واقع ہوئي اور گھمسان کا تماشا نظر آیا وہ پایاب رستہ گھوڑے ہاتھیوں سے اس قدر بھر گیا کہ دم گھٹنے لگا چنانچہ

بعضے آدمي گھوڑے هاتھیوں کے پانو میں روندے گئے اور بعضے بھنوروں میں ڈوب کر مر گئے اور پھر راہ پر نہ آ سکے اور بہت سے لوگوں نے اِس غرض سے غوطے لگائے کہ یا تو ڈوبیں یا کسي اچھي جگھہ جانکلیں غرضکہ نور جہاں پر بڑا بھاري حملہ کیا گیا یعني راجپوتوں نے اُس کے هاتھي کو گھیرا اور اُس کے محافظوں کو قتل کیا اور اُسکے هودے کے چاروں طرف تیر اور گولیاں کثرت سے برسائیں یہاں تک کہ شہریار کي شیر خوارہ بیٹي نور جہاں کي نواسي جو اُسکي گود میں بیٹھي تھي تیر سے زخمي هوئي اور هاتھي کا مہاوت مارا گیا اور خود هاتھي کي سونڈ بھي زخمي هوئي اور جب وہ هاتھي مار دھاڑ سے بھاگا تو گھہرے پاني میں جا پڑا اور دھار اُسکو بہا لے گئي مگر بہت سے غوطے کہا کر کنارے پر آیا اور نور جہاں کي سہیلیاں اور اصیلیں کنارے پر روتي پیٹتي آئیں اور اُس کو اپنے حلقہ میں لیا اور اُس کے هودیکو لہو سے بھرا هوا اور اُسکو نواسي کا تیر نکالتے اور پٹي باندھتے پایا فدائي خاں مذکورالصدر عین گھمسان میں ایسي جگھہ جا پہونچا تھا کہ وهاں کسي کے جانے کا گمان بھي نہ هوتا تھا اور بادشاهي خیمہ کے اتنا قریب آ گیا تھا کہ وهاں سے اُسکے تیر اور گولي اُس خیمہ تک پہونچ سکتي تھي جہاں بادشاہ رونق افروز تھے مگر جب کہ سارا لشکر پیچھے کو بھاگا تو وہ بھي پیچھے لوٹنے پر مجبور هوا چنانچہ وہ زخمي هوکر پیچھے لوٹا اور بہت سے رفیق اُسکے مارے گئے اور آپ اٹک رهتاس کو چلا گیا جہاں کا وہ حاکم تھا *

جب کہ نور جہاں نے یہہ دیکھا کہ زور و زبردستي سے کام نہیں چلتا اور اُس کے شوهر کي رهائي جبراً قہراً متصور نہیں تو شوهر کے ساتھہ قید میں رهنا چاها اور اُس کي رهائي کو اُس کے نصیب اور اپني فطرت پر موقوف رکھا *

مہابت خاں دریاے جہلم پر یہہ کامیابي حاصل کر کے دریاے اٹک کي جانب کو چلا جہاں آصف خاں رهتا تھا مہابت خاں کي بات

ایسي بن پڑي تهي که بہت سي فوج اُسکو ماننے لگي یہانتک که آصف خاں اور مثل اُس کے اور افسر جو مہابت خاں کي اطاعت سے بهاگتے تهے لاچار اپنے سپرد کرنے پر مجبور ہوئے مگر مہابت خاں کي قوت کي وسعت اور حفظ و حراست ایسي قوي نه تهي جیسي که بظاهر سمجهي جاتي تهي اِس لیئے که اُس کے مخالفوں کے دلوں میں اُسکے مغرورانه طور و انداز اور متکبرانه چال چلن مستقر و متمکن تهے اور باقي بادشاهي فوج اُس کي راجپوتوں کي فضل و فوقیت سے ناراض تهي اور سارے صوبے جهانگیر کي وفاداري کا دم بهرتے تهے اور شہر یار اور پرویز اُسکے دونوں بیٹے بهي مطیع و محکوم اُسکے تهے غرضکه نظر بوجوه مذکوره بالا مہابت خاں کو قیدي بادشاه کي تواضع تعظیم اور خاطر مدارات بڑي چاپلوسي سے کرني پڑتي تهي اور بجاے زور و قوت اور تہدید و تنبیهه کے نہایت منت سماجت سے کام اپنا نکالتا تها جهانگیر نے نور جہاں کے سکهانے پڑهانے سے قید کي صورت سے فائده اُٹهایا اور جن حالوں میں مبتلا تها اُن سے فایده حاصل کیا یعنے اُس نے یہه طرز اختیار کي که جو مہابت خاں کہتا تها اُس کو بلا حجت فوراً مانتا تها اور اُس کے ارادوں کي تائید کرتا تها اور یہه خوشي ظاهر کي که جن جهمیلوں میں آصف خاں نے اُس کو پهنسا رکها تها اُن سے آزادي پاوے اور ایسا سیدها سادها بنکر مہابت خاں سے مخاطب ہوتا تها که بهائي مہابت خاں تم نور جہاں کو ایسا اپني نسبت پاک طینت اور صاف نیت نه سمجهنا جیسا که میں تمهاري نسبت سینه صاف ہوں علاوه اس کے ایسي چهوٹي چهوٹي سازشوں سے اُسکو آگاهي بخشتا تها جو گاهے گاهے مہابت خاں کي تدبیروں کي بیکاري کے لیئے کي جاتي تهیں غرض که اِن جوڑوں سے مہابت خاں اندها ہو گیا اور بادشاه کي جانب سے ایسا مطمئن بیٹها که مخالفوں کے مخالفانه ارادوں پر مایل نه ہوتا تها *

اسي زمانه میں بادشاهي فوج آگے کو کابل کي جانب بڑهي یہانتک که جب وه افغانوں کے متصل پہونچي تو بادشاهي پہره کے بڑهانیکي ضرورت پیش آئي

نور جہاں نے یہہ موقع پاکر ایسے لوگوں کو جو اُس کے مطلب و خدمت سے آگاہ و وابستہ تھے پہرہ کی نوکری کے لیئے ایسی طرح پیش کرایا کہ کسی قسم کا شک شبہہ پیدا نہ ہووے اور یہہ وہ زمانہ تھا کہ بادشاہ کو اِسقدر اجازت حاصل تھی کہ ہاتھی پر بیٹھہ کر تیر و تفنگ سے شکار کھیلنے کو چلایا کرے مگر با وصف اس کے راجپوت اُس کو گھیرے رہتے تھے اور ایک راجپوت اُس کی پرچھانو کی مانند اُس کو لگا لپٹا رہتا تھا اور کوئی دم اپنی آنکھوں سے الگ نہونے دیتا تھا شکار کے ایک موقع پر بادشاہی احدیوں اور راجپوتوں میں کوئی جھگڑا برپا ہوا مگر اسلیئے کہ بادشاہ کے محافظوں میں راجپوت اکثر داخل تھے تو احدی مغلوب ہوکر اکثر مارے گئے اور جب کہ رہے سہے احدیوں نے مہابت خاں سے شکایت کی تو اُس نے یہہ جواب اُن کو دیا کہ اگر تم لوگ اُن راجپوتوں کو ہٹا سکتے ہو جو تم سے بری طرح پیش آئے تو میں اُن کو تدارک دے سکتا ہوں احدی اس فریب آمیز جواب سے برہم ہوئے اور باہم متفق ہو کر راجپوتوں پر پھیل پڑے اور بہت سے راجپوتوں کو ٹھکانے لگایا اور بہت سے بھگوڑوں کو پہاڑوں میں بھگایا جہاں ہزارا قوم نے غلام اُن کو بنا لیا اور یہہ ایسا قصہ تھا کہ خود مہابت خاں کو بھی جان کے لالے پڑے تھے چنانچہ وہ جان بچاکر بادشاہ کے خیمہ میں پناہ گیر ہوا دوسرے دن بڑے بڑے باغی احدیوں کو سزا دی گئی مگر فوج کا ایک ٹکڑا علانیہ راجپوتوں کا دشمن ہو گیا جنکی گنتی میں پہلے ہی سے کمی آ گئی تھی اور قرب و جوار کے پٹھانوں نے بادشاہ کے شریک ہونے پر رغبت ظاہر کی اور اسیلیئے نور جہاں کو اپنی تدبیروں کے راس لانے میں پہلے کی نسبت تھوڑی مزاحمت پیش آئی تھی اور اُن کے کھل جانے کا چنداں کھٹکا نہ تھا غرض کہ نور جہاں نے اچھے اچھے آدمیوں کی بھرتی کی غرض سے مختلف مقاموں میں گماشتوں کو ملازم رکھا منجملہ اُن کے بعضوں کو یہہ حکم تھا کہ وہ تلاش معاش کے بہانہ سے لشکر میں آویں

اور بعضوں کو یہہ امر تھا کہ وہ اپنے مقاموں میں جمے رہیں اور حکم
کے منتظر بیٹھیں بعد اُس کے خود جہانگیر کو یہہ سوجھائی کہ وہ اپنے
جاگیرداروں کی فوجوں کی موجودات لیوے اور جب کہ بادشاہ
نے نور جہاں کو خاص اُسکی امدادی فوج کی حاضری کے لیئے
فرمایا تو نور جہاں بغاوت سے اسبات پر خفا ہوئی کہ مجھکو اور سارے
جاگیرداروں کو برابر سمجھا اور پھر یہہ عرض کیا کہ میں احتیاط اِسمیں
کرونگی کہ میری فوج کی حاضری میرے شان و منصب کے مخالف نہو
چنانچہ اُس نے اپنی پرانی فوج کو ایسا اراستہ کیا کہ تعداد اُنکی
تھوڑی ظاہر ہوئی اور گویا تکمیل فوج کے لیئے اوسنے نئی بھرتی شروع
کی اور اِس نئی بھرتی کو جو پہلے سے طیار ہو رہی تھی یہہ
حکم دیا کہ دو دو تین تین کی جوڑی بنکر آوے مہابت خاں
اِس معاملہ کو دیکھکر گھبرایا اور پراگندہ خاطر ہوا مگر وہ اِس قابل نرھا
تھا کہ مخالفوں کو بزور قوت پس پا کرے علاوہ اُس کے جہانگیر نے
یہہ فقرہ سنایا کہ فوج نور جہاں کی حاضری میں تمہارا جانا مناسب
نہیں گزند و صدمہ کا احتمال ہی مہابت خاں جہانگیر کی باتوں میں
آگیا اور ساتھہ اُس کے نگیا اور جہانگیر اکیلا فوج کے ملاحظ کو آگی بڑھا
اور فوج کے پیچھا پیچ اب تک نگیا تھا کہ فوج نے اُس کو بیچ میں لیکر
محافظ راجپوتوں کو پاش پاش کیا اور جبکہ اِسی اثنا میں اُسی
فوج کی مدد گار بھی آپہونچی تو بادشاہ پر قابو نچلا اور مہابت خاں
ہاتھہ ملتا رہگیا بعد اُس کے مہابت خاں یہہ سوچ سمجھہ کر کہ زور
اُس کا ہوچکا اور اب قوت اُس کی بحال ہونے والی نہیں فوج اپنی
الگ لیگیا اور عفو تقصیر اور سلامت جان کے مقدمہ میں عرضی پرچے
بھیجنے لگا *

جہانگیر آزاد ہوا اور نور جہاں کو دوبارہ قوت حاصل ہوئی اور
باوصف اِس کے کہ نورجہاں نے یہہ زک اُٹھائی اور شامت کی ماری

خراب، خستہ بھي رهي مگر اپنے داي ارادوں پر جمي رهي چنانچہ جب اُس نے آصف خاں اپنے بھائي کے چھوٹنے چھوڑانے کي ضرورت سے جو مہابت خاں کا نظر بند تھا مہابت خاں سے شرطیں ٹھرائیں تو ایک دشمن یعني مہابت خاں کي آزادي میں دوسرے دشمن یعني شاهجہاں کي بربادي کو شامل کیا یعني مہابت خاں سے یہہ کہا کہ بادشاہ اِس شرط پر تیري گستاخي کو معاف کرتا هی کہ تو شاهجہاں کا مقابلہ کرے باقي شاهجہاں کي یہہ صورت تھي کہ اپني اطاعت اور باپ کي شامت کے پیچھے هزارآدمیوں کي بهیڑ بهاڑ اپنے ساتھہ لیکر دکن سے اجمیر کو آیا تھا اور اُمید اُس کو یہہ تھي کہ جوں جوں آگے بڑھوں گا اوسیقدر فوج بھي بڑھگي مگر اِس لیئے کہ راجہ کشن سنگھہ اُس کا رفیق اجمیر میں مرگیا تھا تو ترقي کي جگھہ اُس کي فوج کو تنزل نصیب هوا یعني فوج اُس کي آدھي رہ گئي اور ذاتي سلامتي کا ایک یہي ذریعہ باقي رهگیا کہ جنگلوں کي راہ سے سیدھا سندہ کو بھاگا اور نہایت افسردہ پژمردہ تھا اگر وہ بیمار نہ هوتا تو ایران کو سیدھا چلا جاتا مگر اِس وقت سے نصیب اُس کے چمکنے لگے اِس لیئے کہ اُدھر برهان پور میں پرویز کا مرنا سنا اور ادھر مہابت خاں کي یہہ خبر لگي کہ بجاے اِس کے کہ وہ میرا پیچھا کرے بادشاهي فوج نے اُس کا پیچھا کیا اور مہابت خاں کي بادشاہ سے پھر بگڑ گئي *

غرض کہ اِن باتوں کے سننے سے شاهجہاں نے اُبھارا لیا اور گجرات کي راہ سے دکن کو روانہ هوا جہاں مہابت خاں کي بچي کھچي فوج شاهجہاں سے مل گئي † جہانگیر اپنے آزاد هونے پر کابل کو نہ گیا بلکہ

---

† خافي خاں لکھتا هی کہ چھوٹنے کے بعد مہابت خان اور جہانگیر میں آشتي هوئي چنانچہ مہابت خاں دربار میں حاضر هوا مگر بعد اُس کے پھر بگڑ گئي اِن جلد جلد تلون مزاجیوں کا باعث دریافت نہیں هوتا اور اِس پر یقین کرنا آسان نہیں کہ اگر مہابت خاں نور جہاں کے پنجہ میں هوتا اور آصف خاں اُس کا بھائي مہابت خاں کے پنجہ میں پھنسا نہوتا تو وہ اُسکو صحیح سلامت چھوڑتي

لاہور کو واپس آیا اور سلطنت کے کاموں کے بحال اور سرسبز کرنے میں
تھوڑا عرصہ صرف کیا اور جب کہ سارے کام اُس کے ٹھیک ٹھاک ہوگئے
تو سالانہ معمول کے موافق کشمیر کی سیر کو روانہ ہوا *

جہانگیر کے مرنے کا بیان

کشمیر کے پہونچنے پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ شہریار اِس قدر بیمار ہوا
کہ کشمیر جنت نظیر کی ٹھنڈی آب و ہوا کو چھوڑ کر لاہور کی گرد و گرمی
میں بادشاہ کو آنا پڑا اور اُس کی روانگی پر تھوڑے دن گذرے تھے کہ
عین راہ میں پھر دمہ نے زور کیا جو بڑا روگ اُس کی جان کو لگا تھا
اور دمہ کے زور شور سے بہت جلد یہہ واضح ہوا کہ وہ اب دموں پر آگیا
چنانچہ لوگوں نے اُس کو لاہور میں لیجانا چاہا مگر پہاڑوں کے آتار چڑھاؤ
سے بیماری ایسی قوت پکڑ گئی کہ تیسری منزل میں جوں ہی وہ خیمہ میں
پہونچا تو ساٹھہ برس کی عمر پوری کرکے اٹھائیسویں اکتوبر سنہ ۱۶۲۷ ع
مطابق بست و ہشتم صفر سنہ ۱۰۳۷ ہجری کو جہان فانی سے گزر گیا *

اکبر کے عہد دولت کے بڑے بڑے آدمی جہانگیر کے مرنے سے پہلے
پہلے مرچکے تھے چنانچہ عزیز اعظم خاں مہابت خاں کی گستاخی سے
پہلے اور ملک عنبر عین گستاخی کے زمانہ میں اور مرزا خاں خانخانان
بادشاہ کی رہائی کے تھوڑے دنوں بعد مرگیا تھا *

عہد جہانگیر کے واقعوں میں سے ایک فرمان کا حال بیان کرسکتے ہیں
جس کو تنباکو کی ممانعت میں اُس نے جاری کیا تھا جو اُن دنوں
ایک انوکھی شی سمجھی جاتی تھی اگر تنباکو کا لفظ جو ایشیا کے اکثر
ملکوں میں مستعمل ہی اِس بات کے لیئے بجاے خود کافی وافی نہوتا
کہ اصل اُس کی امریکا ہی اِس لیئے کہ لفظ مذکور امریکا کا لفظ ہی
تو وہ فرمان اُس کے برتاؤ کے سن و سال کے دریافت کے لیئے جو آج کل
تمام ایشیا میں جاری ساری ہی عجیب و غریب ہوتا † *

---

† جہاں کہیں عہد جہانگیر کے حالات میں کوئی سند بیان نہیں کی گئی وہاں
کے مطالب خافی خاں کی تاریخ یا گلیڈون صاحب کی تاریخ جہانگیر یا خاص

دوسرا باب

شاهجہاں کي سلطنت کا بیان سنه ۱۹۵۷ ع تک

بقول اُس کے که مردوں لئے بہاگ هیں نور جہاں کا رعب داب اُس کے شوهر کے ساتهه گیا اور اُس کي پراني سازشوں کا ثمرہ دم کے دم میں برباد هوگیا اور جبکه شهریاراُسکا داماد جسکو وہ عزیز رکہتي تهي موجود نتها تو آصف خاں اُس کے بهائي نے جو همیشه سے شاهجہاں کا ممد و معاون تها شاهجہاں کو ایک قاصد کے ذریعه سے دکن سے بلایا اوراِسي عرصه میں اِس نظر سے که اُس کي تدبیروں کو بادشاهي سند سے جواز و صحت حاصل هوجاوے خسرو کے بیٹے مرزا داور کو قیدخانه سے نکالکر تخت پر بیٹهایا اور اُس کے نام کي منادي کرائي ‡ اور جب که نور جہاں نے شهر یار کي طرفداري کي تو آصف خاں نے چند روز اُس کو نظر بند رکہا بعد اس کے کئي سال تک زنده رهي مگر ذکر اُس کا تاریخ میں پایا نہیں جاتا § *

تورک جہانگیري سے لیئی گئے خافيخاں نے اپني کتاب کو تقریري اور تحریري مختلف بیانوں سے تالیف کیا اور کلیٹون صاحب کي تاریخ اگرچه بظاهر تحریري تاریخوں سے منتخب کي گئي مگر علانیه اُنہوں نے ماثري جہانگیري اور توزک جہانگیري کا حواله دیا اور توزک جہانگیري کا نسخه اُن کے پاس اُس نسخه سے زیادہ کامل تها جس کا ترجمه میجر پرایس صاحب نے کیا توزک جہانگیري میں خاص خاص وقتوں اور خاص خاص لوگوں کي عادات و شمایل کا حال بهت سا پایا جاتا هی اگرچه جہاں گیر نے اپني توزک کو بهت سنجیدگي شایستگي سے نہیں لکها مگر باوصف اِس کے استعداد و لیاقت کي علامتوں سے خالي نہیں اور بهت بڑا حصه اُس کا ایسي کہانیوں پر مشتمل هی جس میں جادوگروں کے کرتب مذکور هیں اگرچه بعض بعض کہانیوں میں بڑا مبالغه کیا گیا مگر یهه واضح هی که وہ بازیگروں کے شعبدہ بازیاں هیں مگرجہانگیر نے اُن کو ایسا سمجها که وہ آدمي کي قدرت سے خارج هیں باوصف اِس کے اگر انگلستان کے اُس بادشاہ کو یاد کریں جو جہانگیر کا همعصر اور بهوت پریت کے علم کا معتقد تها تو جہانگیر کي فهم و فراست اور سمجهه بوجهه کو هلکا نہیں سمجهه سکتے

‡ خافي خاں

§ سنه ۱۶۴۶ ع مطابق سنه ۱۰۵۵ هجري میں نور جہاں مرگئي مگر جب تک وہ جیتي رهی تب تک تعظیم تکریم اُس کي باقي رهي اور پچیس لاکهه روپیه سالانه

بعد آسکے آصف خاں لاھور کو متوجھہ ھوا اور پہلے اِس سے کہ آصف خاں لاھور میں پہونچے شہریار نے بادشاھي خزانوں پر قبضہ کیا اور فوج والوں کو دے دلاکر اپنی چچیرے بھائي یعني دانیال کے دو بیٹوں سمیت آگی بڑھ کر آصف خاں کے مقابلہ کو روانہ ھوا مگر لڑائي کا خاتمہ اِس پر ھوا کہ شہر یار نے شکست کہائي اور لاھور کے قلعہ میں گھس گیا اور آسکے رفیقوں نے آسکو آصف خاں کے حوالہ کیا اورشاھجہاں کے حکم سے چچیرے بھائیوں سمیت مارا گیا || *

جب کہ آصف خاں کا بلاوا شاھجہاں کے پاس پہونچا تو اُس نے توقف نکیا اور مہابت خاں کو ساتھہ اپنے لیکر دکن سے روانہ ھوا چنانچہ چھبیسویں جنوري سنہ ۱۶۲۸ ع مطابق ھفتم جمادي‌الثاني سنہ ۱۰۳۷ ھجري کو آگرہ میں پہونچکر تخت سلطنت پر بیٹھا اور حسب ضابطہ اپنے نام کي منادي کرائي † آصف خان اور مہابت خاں کو بڑي بڑي عزتیں اوراپنے رفیقوں اور خیر خواھوں کو عمدہ عمدہ بخششیں عنایت فرمائیں اور بڑے بڑے عہدوں پر معزز و ممتاز فرمایا اور تخت پر بیٹھتے ھي سجدہ تعظیم کو اُٹھایا اور قمري سن معمولي خط و کتابت میں قایم کیئے غرض کہ ایسي ایسي خفیف تبدیلیاں عمل میں لایا جو مسلمانوں کے حق میں مفید تھیں اور جب کہ حکومت اُس کي

ملتا رھا اور رنڈاپے کو اُسنے یوں نبھایا کہ بعد اپنے رنگیلے شوھر کے رنگی کپڑے نہ پہنے سفید جوڑا پہنتي رھي اور ھر قسم کے جلسوں سے پرھیز اُسکو رھا اور خاوند کي یاد میں دن کاٹے اور اُسي گور میں دفنائي گئي جس کو جہانگیر کے مقبرہ کے پاس بمقام لاھور میں اُس نے کھودوایا تھا ۱۲ خافي خاں

|| خافي خاں

† داور شکوہ جو مرزا بلاقي بھي پکارا جاتا تھا اور اُس کو آصف خاں نے بضرورت تخت نشین کیا تھا جان بچاکر ایران کو بھاگا جہاں اُسکو سنہ ۱۲۳۳ ع میں ھولستین کے ایلچیوں نے دیکھا تھا — الیریس کي کتاب سیاحت ایلچیان صفحہ ۱۹۰

مضبوط مستحکم هوگئي تو اُس نے اپنے دنوں کي سختیوں کا تدارک کیا چنانچه بڑي بڑي عمارتوں کے بنانے اور عمده عمده دعوتوں کے کھلانے اور ایسي ایسي مجلسوں کے جمانے میں دل کھول کر مصروف هوا جن میں هزاروں کا صرف پڑتا تھا غرض که دل کے چاؤ اچھي طرح نکالی اور بڑے بڑے شہروں میں قلعه محل بنوائی اور تخت نشیني کي پهلي سالگره پر ایسی ایسی خیمه کشمیر میں طیار کرائی که خافي خاں کے لکھنے کے بموجب اُن کے کھڑے کرنے میں دو مہینے صرف هوئی اور سالگره کے وقت اُس نے نئے نئے اسراف کے طریقے ایجاد کیئے اِس لیئے که اِس معمولي قاعدے کے علاوه که نقد و جنس کي برابر تلمیں بیٹھه کر تلے جواهرات سے کشتیاں بھر کر نثار کرائیں اور اِس اعتقاد کے بموجب که ایسے نثار سے بلائیں رد هوجاتي هیں یهه بھاري دولت آس پاس کھڑے هونیوالوں پر بکھیري جاتي تھي یا منتسم هوجاتي تھي اور اِس بڑے جشن میں بقول اُس مورخ کے زر نقد اور جواهرات اور بھاري بھاري خلعتوں اور اچھے اچھے هتیاروں اور هاتھي گھوڑوں کي بخششوں کے حساب سے ایک کروڑ ساتھه لاکھه روپیه صرف پڑتا تھا *

شاهجهاں نے ادهر یهه مزے اوڑائے اور اودهر اوزبکوں کي یورش سے کابل کي حکومت میں بے انتظامي پهیلي یعني اوزبکوں نے اطراف کابل کو لوٹا کھسوٹا اور خود شهر کا محاصرا کیا مگر جب که وه هلکي پهلکي فوج اُن کے متصل پهونچي جس کے پیچھے پیچھے مهابت خاں بھي فوج لیئے چلا آتا تھا تو وه متفرق هوگئے بعد اُسکے نرسنگهه دیو ابوالفضل کے قاتل نے بغاوت برپا کي اور بندیل کھنڈ میں بادشاهي فوج کا بهت عرصه تک مقابله کیا اور آخر کار اطاعت کا غاشیه دوش سعادت پر رکھا † *

مهابت خاں کابل کے اراده پر سهرند تک پهونچا تھا که اوزبکوں کے چلے جانے کي خبر پهونچي چنانچه فی الفور اُس کو بادشاه نے طلب کیا اور دکن کي یورش پر جانے کي هدایت فرمائي *

---

† خافي خاں

خان جہاں لودھي کي بغاوت کا بیان

اگرچہ خان جہاں لودھي ذات کا اوچھا اور قوم سے گھٹکا تھا مگر وہ شیخي بڑائي اور سینہ زوري کي باتیں جو بلاد ہندوستان میں اُس کے بھائي برادروں میں پائي جاتي تھیں تمام اُس میں موجود تھیں اور جہانگیر کے عہد سلطنت میں بڑي بڑي جنگي حکومتوں پر معزز و ممتاز رھا تھا اور دکن میں پرویز کے زیر حکومت اُس کے مرنے کے وقت ایک بڑي فوج کا حاکم تھا اور جب کہ پرویز کا انتقال ھوا اور حکومت اُسکي بلا شوکت ھوگئي تو اُس نے خاص اپنے فائدہ بلکہ شاید بادشاھت کي منفعت کي غرض سے ملک عنبر کے بیٹے فتح خاں سے آشتي کرکے جو اُس زمانہ میں احمد نگر کي نظام شاھي حکومت کا کلاں افسر تھا منجملہ اُس ملک کے جسکو شاھجہاں نے فتح کیا تھا رھے سہے کو اُس کے حوالہ کیا غرض کہ شاھجہاں کے پرانے دشمنوں سے گھل مل گیا *

جب کہ شاھجہاں سلطنت کے قبضہ کو جاتا تھا تو خان جہاں اُس کي معیت سے انکار کرکے مالوہ کو چلا گیا تھا اور مانڈو کا محاصرا کیا تھا اور خود مختاري کے ارادہ پر کمر باندھکر بیٹھا تھا اور جبکہ شاھجہاں تخت نشین ھوگیا اور بات اُس کي پکي ھوگئي تو وہ اطاعت کے رستہ پر آیا چنانچہ پہلے پہل یہي مناسب سمجھا گیا کہ وہ اپني حکومت پر قایم رھے بعد اُس کے بادشاہ نے صرف اس پر قناعت کي کہ مالوہ کي حکومت سے وہ منتقل کیا گیا اور دکن کي حکومت مہابت خاں کو عنایت ھوئي *

جب کہ خان جہاں راجہ نرسنگھہ دیو کے مطیع ومحکوم کرنے میں بڑي امداد و اعانت سے پیش آیا تو وہ دربار میں بلایا گیا اور بڑي بڑي عنایتوں کا مورد ھوا مگر اُس کي حاضري پر تھوڑے دن گذرے تھے کہ اُس کے خیر خواھوں نے یہہ بات اُس کو سوجھائي کہ بادشاہ آپ سے جي میں ناراض اور وقت کا منتظر ھی اور چاھتا ھی کہ تجکو غافل پاکر تیرا

کام تمام کرے غرض کہ یہہ بات اصل میں سچي تھي یا جھوٹي تھي مگر تاثیر اُس کي اُسکي جلي بلي طبیعت پر پوري پوري ھوئي یعني خان جہاں نے دربار کا جانا چھوڑا اور اپني فوج کو اُس مکان کے چاروں طرف اِکٹھا کیا جہاں وہ رهتا سہتا تھا اور اُس ارادہ کے مقابلہ پر مستعد رھا جس کا خوف اندیشہ اُس کو تھا بعد اُس کے بادشاہ اور اُس میں خط کتابت جاري ھوئي چنانچہ وہ لکھا پڑھي ایسي موثر ھوئي کہ بظاھر کوئي قصہ قضایا باقي نرھا اور جي بھي صاف ھوگئے مگر بعد اُس کے کسي نئے باعث سے خان جہاں کو نااعتمادي حاصل ھوئي چنانچہ یہہ سوچ سمجھہ کر کہ ایسے نامعتمد لوگوں کے قبض و قابو میں رھنے کي نسبت جنکي بات کا ٹھکانا بھروسا نہیں یہي بہتر ھی کہ ایک مرتبہ پوري جوکھوں اُٹھائي جاوے اور جو ھونا ھو وہ ایکبارھي ھو جاوے ایک رات اندھیرے ھونے پر فوج کو جمع کیا اور اپنے جورو بچوں کو ھاتھیوں پر سوار کرکے فوج کے بیچ میں لایا اور بارہ بیٹوں اور چنے چنے دو ھزار پٹھانوں سمیت اپنے نقاروں کو بجاتا ھوا گھور گرج کے ساتھہ آگرہ سے روانہ ھوا دو گھنٹے گذرے تھے کہ بادشاھي فوج اُس کے پیچھے گئي اور چنبل کے کناروں پر اُس کو جا پکڑا خان جہاں نے اپنے جورو بچوں کو دریا پار اُتارا ھي تھا کہ اپني بازگشت کے چھپانے کے لیئے بڑي بھاري قوت والي فوج سے اُسکو لڑنا پڑا جو اُسکا پیچھا دبائے چلي آتي تھي چنانچہ راجپوتوں اور پٹھانوں کا گھمسان ھوا اور راجپوتوں نے اپنے قومي دستور کے موافق گھوڑوں سے اوتر کر بھالے مارے اور راجہ پرتھي سنگھہ راٹھور اور خان جہاں آپس میں بھڑ گئے اور دونوں زخم اوٹھا کر الگ ھوئے بعد اُس طویل مقابلہ کے خان جہاں اپنے ھمراھیوں سمیت پاني میں کودا اور علاوہ اُن پٹھانوں کے جو کھیت میں مارے گئے تھے تھوڑے سے پٹھان اُس پاني میں ڈوبے باقي رھے سہے دریا کو طی کرکے رستہ رستہ ھو لیئے اگرچہ بادشاھي فوج پہلے پہلے اُنکے تعاقب پر آمادہ نہوئي مگر جب کہ تازي امداد اُس کو پہونچي تو اُنھوں نے تعاقب کا ارادہ کیا

مگر خاں جہاں اتنا دور نکل گیا تھا کہ بندیل کھنڈ کي راہ سے گونڈوانہ کے جنگلي ملک میں پہونچا اور وهاں سے احمد نگر کے بادشاہ اپنے پرانے رفیق سے خط و کتابت کا سلسلہ جاري کیا *

اب یہہ معاملہ ایسا بڑا سمجھا گیا کہ شاهجہاں نے بذات خود میدان کا ارادہ کیا اور بہت سي فوج اپنے همراہ لیکر دکن کو روانہ ہوا چنانچہ ماہ اکتوبر سنہ ۱۶۲۹ ع مطابق ربیع الاول سنہ ۱۰۳۹ هجري میں برهان پور کو اپنے قیام سے رونق بخشي اور فوج کے بڑے بڑے تین ٹکڑوں کو مخالف کے ملکوں پر روانہ کیا † *

یہہ وہ زمانہ تھا کہ گولکنڈہ اور بیجا پور اور احمد نگر کي تینوں سلطنتوں نے اپني اپني پراني حدوں پر دوبارہ قبضہ کیا تھا اور نصف مشرقي خاندیس اور اُس کے پاس پڑوس کے حصہ برار اور اُس قلعہ احمد نگر کے علاوہ جو باوصف اسکے کہ خاں جہاں نے اُس کو احمد نگر والوں کے حوالہ کیا تھا مگر احمد نگر والوں کا مطیع و محکوم اب تک نہوا تھا بادشاهي ملازموں کے قبض و تصرف میں دکن کا کوئي ملک باقي نرها تھا دکن کي سلطنتوں میں احمد نگر کي بڑي سلطنت تھي جو بادشاهي حدوں سے متصل واقع هوئي تھي . اور مرتضی نظام شاہ ملک عنبر کا بٹھلایا هوا بادشاہ اُس کے مرنے پر اپني حکومت کے کار بار کو انجام دینا چاهتا تھا لیکن اگر ملک عنبر کے بیٹے باپ کي لیاقت رکھتے تو وہ بادشاہ اُن کے هاتھوں میں کاٹھہ کي پتلي بنا رهتا مگر اُس کے بیٹے کسي قابل نتھے یہاں تک کہ نظام شاہ نے اُس کے بڑے بیٹے فتح خاں کو حکومت سے خارج کرکے مقید کیا اور آپ استقلال و متانت سے حکومت کرنے لگا مگر اُس نے ایسي بے سلیقگي برتي کہ حکومت اُس کے شور فسادوں کا مرکز بن گئي اور غنیموں کو حملہ کرنے اور اُس ملک سے فائدہ اوٹھانے کا موقع هاتھہ آیا ‡ *

† ایک هندوستاني مورخ نے هر ٹکڑے کو پچاس پچاس هزار آدمیوں کا لکھا هے

‡ گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں

ابراهیم عادل شاه والي بیجا پور نے ملک عنبر کے زمانہ انتقال کے قریب انتقال کیا تھا اور اپني حکومت کو بڑي شادابي اور تازگي پر اپنے بیٹے محمد عادل شاہ کے قبض و تصرف میں چھوڑا تھا اور عبد الله قطب شاہ والي گولکنڈہ اپنے همسایوں تلنگانہ والے هندوؤں کے نقصان و مضرت سے اپني حکومت کو چوڑا چکلا کر رها تها حاصل یهہ کہ یهہ دونو بادشاہ مسلمان بادشاهوں کي لڑائیوں بھڑائیوں میں شریک و شامل نہوئے *

جب کہ شاهجہاں برهان پور میں پہونچا تو خان جہاں گونڈوانہ سے نکلکر احمد نگر کي قلمرو میں چلا گیا تها چنانچہ بادشاهي فوج اُس کے پیچھے اُس جگہہ کے ارادے پر جہاں وہ جاکر پڑا تها روانہ هوئي اور گجرات سے اور فوج کي امداد بهي پہونچي خان جہاں اور اُس کے رفیقوں نے چند بار ایسي فوج کا بیفائدہ مقابلہ کیا جو اُن سے بہت بکثرت زیادہ تهي اور جبکہ مقابلوں سے کوئي فائدہ حاصل نہوا تو جنوب کي جانب چلتا هوا اور بهاگنے بهٹکنے کے سہاریسے بادشاهي فوج والوں کے هاتھہ نہ آیا مگر اعظم خاں بادشاهي سردار نے جو بڑا چالاک اور نہایت چاق و چست افسر تها کڑے کڑے کوچ کرکے اُس پر چھاپا مارا اور اسباب اُس کا لوٹ لیا اور ایسے پہاڑوں جنگلوں میں بهاگنے چهپنے پر مجبور اُسکو کیا جہاں ساري بادشاهي فوج کا گذرنا ممکن نتها بعد اُس کے خان جہاں آگے کو بهاگنے لگا اور بعض اوقات اچھے مقاموں کے سنبهالنے سے تعاقب کرنیوالوں کا مقابلہ کرتا تها اور کبهي کبهي طول طویل کوچوں کے ذریعہ سے پیچھے پڑنے والوں سے دور دور بهاگتا تها غرض کہ گرتا پڑتا بیجا پور میں داخل هوا اور یهہ اُمید اُسکو قوي تهي کہ بیجاپور والے کو کهہ سنکر یار اپنا بناویگا مگر جب کہ اُسکو یهہ دریافت هوا کہ وہ بادشاہ ایسے جهمیلوں میں پڑنے سے جان چوراتا هی تو لاچار اُس نے اضلاع احمد نگر کا دوبارہ ارادہ کیا نظام شاہ ان روزوں اپني هي بلا میں مبتلا تها یعني بادشاهي فوج سے مقابلہ کررها تها اور دو هندو بڑے سردار اُسکے بادشاهي ملازموں سے

موافق هوگئی تھے مگر باوصف اس کے بھي اس پر جما ہوا تھا کہ فیصلہ
کي لڑائي لڑکر نصیبوں کو آزماوے چنانچہ اُسنے دولت آباد میں فوج
اپني اکھٹي کي اور آس پاس کے پہاڑوں کے رستوں میں مضبوط جگہہ
دیکھہ کر مقیم ہوا مگر مضبوطي مکان کے فائدے سے وہ نقصان اُس کا
پورا نہوا جو قلت تعداد کي نظر سے بمقابلہ دشمن کے اوٹھاتا تھا غرضکہ
نظام شاہ نے لڑائي ہاري اور قلعوں میں محصور ہونے اور بے ترتیب لڑائي
لڑنے پر مجبور ہوا اور اسي اثنا میں خان جہاں اپنے رفیقوں کي شکست
اور اُنکے ملک و مملکت کي تباهي ویراني اور قحط و وباے عام کي مار
دھاڑ سے جو اُن تباہ ملکونمیں پھیلي ہوئي تھي مغلوب ولاچار ہوکر لڑائي
کے کھیت سے بھاگا اور خیال کیا گیا تھا کہ پشاور کے قرب و جوار کے
پٹھانوں میں اُسنے جانا چاہا تھا جہاں شمال کي ساري قومیں بادشاہي
ملازموں سے لڑجھگڑ رہیں تھیں مگر خان جہاں یہہ ارادہ پورا نکرسکا اس
لیئے کہ جب نربدہ سے گذرکر گجرات کي سرحد پر گذرا اور تمام مالوہ
کو طی کرکے بندیل کھنڈہ کو گیا جہاں یہہ امید اُسکو لگ رهي تھي کہ
وھاں پہونچکر بغاوت کو تازہ کرونگا تو بندیل کھنڈہ کا راجہ اُسپر پھیل پڑا
اور اُس کي فوج کے پچھلے لوگوں کو جو دریاخاں لودھی اُس کے سردار
آزمودہ کار اور پرانے رفیق کے زیر حکومت تھي تلواروں کے مارے پاش پاش
کیا اور وہ شامت کا مارا اس مصیبت میں گرفتار تھا کہ بادشاہي لوگوں
نے اُس کو جا پکڑا خان جہاں نے اپنے زخمیوں کو چلتا کیا اور رہے سہے
لوگوں سمیت اپني جگہہ جما رہا جو کل چار سو آدمي باقي رهگئی
تھے اگرچہ دیر تک سخت مقابلہ رہا مگر کچھہ فائدا حاصل نہوا اس
لیئے کہ کچھہ ساتھي اُسکے مارے گئے اور کچھہ پراگندہ ہوگئے غرضکہ نوبت
یہاں تک پہونچي کہ دو چار جان نثاروں سمیت اپني جگہہ چھوڑنے
اور جان بچاکر بھاگنے پر مجبور ہوا اور کالنجر کے پہاڑي قلعہ میں
زبردستي سے راہ پانے میں بڑي کوشش برتي مگر اُسکا بیٹا مارا گیا اور

خود وہاں سے بھگایا گیا آخر کار ایک گڑھي میں گھر گیا جہاں وہ ہار تھک کر بیٹھا تھا چنانچہ اپني معمولي شجاعت سے بمقابلہ پیش آیا اور بہت سے زخم اوٹھاکر ایک راجپوت کے بھالہ سے مارا گیا اور سر اُسکا کاٹ کر ایک بہاري تحفہ کیطرح بادشاہ کي خدمت میں روانہ کیا گیا یہہ واقعہ سنہ ۱۶۳۰ ع مطابق سنہ ۱۰۴۰ ہجري میں واقع ہوا *

نظام شاہ کي لڑائي اُسکے اصلي باعث کے رفع دفع ہو جانے یعني خان جہاں کے مارے جانے سے اختتام کو نہ پہونچي اور یہہ وہ زمانہ تھا کہ دکن کے شہر و دیہات ایک بڑے کال کے پڑنے سے تباہ ہو رہی تھے اور یہہ کالا کال سنہ ۱۶۲۹ ع میں بارش نہ ہونے سے شروع ہوا اور جب کہ اگلے برس یعني سنہ ۱۶۳۰ ع میں بھي بارش نہوئي تو وہ قحط نہایت درجہ کو پہنچا اور ایک ہیبت پھیل گئي اور ہزاروں آدمي گھر چھوڑ چھوڑکر چلے گئی اور شاداب صوبوں میں پہونچنی نہ پائی کہ رستوں میں مرگئی اور ہزاروں آدمي خاص دکن میں بھوکوں کے مارے پیٹ پیٹ پیٹ کر جاں بحق ہوئی غرض کہ ضلع کے ضلع سونے ہوگئی اور بعضے ضلع ایسے تباہ ہوئی کہ چالیس برس کے بعد بھي نہ † سنبھلے اور نیار چارے کے بالکل نہوں نے سے مویشي بھي لوٹ پوٹ کر مرگئی اور اُن لوگوں کي بدبختي ایسي بڑي مري کے پڑنے سے کمال کو پہونچي جو حسب دستو ایسي مصیبتوں کا نتیجہ ہوتي ہی ان مصیبتوں کے دنوں میں بادشاہي سردار اعظم خاں نے نظام شاہ سے لڑائي قایم رکھي اور نظام شاہ نے ان بے انتظامیوں کو اپنے وزیر ملک عنبر سے نسبت کرکے عہدہ وزارت سے اُسکو معزول کیا اور اُسکے بڑے بیٹی فتح خاں کو قید سے رہائي بخشي اور وزارت کے عہدہ پر بجائے اُسکی معزز و ممتاز کیا جب کہ نظام شاہ کي تباهي کے اثار نظر آئی تو محمد عادل شاہ والي بیجا پور پہلے پہل تو اپنے موروثي دشمن والي احمدنگر کي ذلت سے خوش ہوا مگر اُس خطرہ سے

---

† خافي خاں

غافل نرها جو آس کي تباهي سے حقيقت ميں پهونچنے والا تها اور اندر اندر بہت هي گهبرایا اس لیئے آس نے بادشاهي لوگوں سے لڑائي ٹهان کر بڑے آڑے وقت ميں نظام شاه کي کمک پر کمر باندهي مگر مدد رساني ميں اس قدر توقف کيا که نظام شاه اپني حماقت کے نتيجوں سے محفوظ نره سکا اس لیئے که فتح خاں نے حال کي عنايت کي نسبت پہلي بے التفاتي اور نقصانوں کا زیاده تصور کيا اور باپ کے اختياروں کے حاصل کرنے پر بہت مایل هوا چنانچه آس نے ساري قوت اور تمام اختيار کو اپنے ولي نعمت کي تخریب و استيصال ميں صرف کيا یعني نظام شاه کي حماقت اور عوام کي نارضامندي کے باعث سے جلد اسقدر قوت حاصل کي که اُسکی بڑے بڑے رفيقوں سميت آسکو قتل کرایا اور خود حکومت پر قابض و متصرف هوا اور شاهجهاں کي خدمت ميں آشتي کا پيغام اور بہت سا روپيه روانه کيا اور نام چارے کو شير خواره بچه کو بادشاه بناکو یہه مشہور کيا که یہه بادشاه شاهجہاں شاهنشاه کا مطيع و محکوم هوکر حکومت کریگا *

غرضکه یہه درخواست اُسکي منظور هوئي اور بيجاپور پر شاهجهاں کي ساري فوج کا دهاوا هوا مگر جب که فتح خاں نے اپنے وعدوں کو پورا نکيا تو بادشاهي فوج نےدوباره احمد نگر والوں پر دهاوا کيا اور فتح خاں نے عادل شاه سے پهر موافقت پيدا کي بعد آسکے باهم شاهجهاں سے آشتي هوئي اور لوگ امن چين سے بيٹهے غرض که آسکي مختلف تدبيروں اور مکر فریبوں سے ایسے هي رنگ ڈهنگ آپس ميں قايم رهی یعني اگر دو دن کو آشتي هوئي تو دو دن کو لڑائي رهي *

بيجاپور کے محاصره کا بيان

منجمله انقلابات مذکوره بالا کے ایک انقلاب ميں محمد عادل شاه اپنے دشمنوں سے مغلوب هوکر بيجاپور ميں محصور هونے پر مجبور هوا اور آصف خاں کي بڑي فوج نے آس کا محاصره کيا اگ اس آڑے وقت

میں یہہ بادشاہ اپني عقل و هوشیاري سے کام اپنا نہ نکالتا تو حال اُس کا بهي نظام شاہ اُس کے حریف کا سا هوتا شہر کي حفظ و حراست میں بڑي جد و جہد اوتهائي اور محاصروں کا دم ناک میں کیا اور آصف خاں کو آج کل کے وعدوں اور طرح طرح کي باتوں سے بہلاتا پهسلاتا اور اُس کے کاروبار میں تساهل ڈالتا رها یعني بعض اوقات بذات خود خط و کتابت کرتا تها اور کهلم کهلا لکهتا تها کہ شاهجہاں کي جلد اطاعت کي جاوے گي اور کوئي جهگڑا باقي نرهیگا اور کبهي کبهي اپنے سرداروں سے سازشوں کا دهوکہ دلاتا تها چنانچہ وہ سردار آصف خاں سے اپنے بگڑنے پر لین دین کے معاملہ کرتے تهے اور گاہ گاہ اپنے سرداروں کي جانب سے اس قسم کي لکها پڑهي کراتا تها کہ جب تم دهاوا کروگے تو هم اپني جگہوں کو چهوڑکر چلے جاوینگے اور قلعہ کے جو جو مقام اپنے قبضہ میں هیں تمہارے لوگوں کو اُن مقاموں میں داخل کرادینگے اور ایسے ایسے فریب دهوکوںسے بعض اوقات آصف خاں کو بہت نقصان پہونچا تا تها اسي زمانہ میں آصف خاں کا لشکر قحط و مرض کے مارے پراگندہ و پریشان تها یہانتک کہ آصف خاں مجبور هوا اور مجبور هوکر محاصرہ اوٹهایا اور بیجاپور کے اُن ضلعوں کو لوٹا جو اب تک ویران نہوئي تهے اور اُنکي لوٹ کهسوٹ سے اُن کے بادشاہ کي نفد و نطرت کا † بدلا لیا *

اس نا کامي کے زمانہ میں دکن کي حکومت مہابت خاں کو عنایت هوئي اور مارچ سنہ ۱۶۳۲ ع مطابق رمضان سنہ ۱۰۴۱ هجري کو بادشاہ دلي میں واپس آیا ‡ اور لڑائي کے کاروبار مہابت خاں کي معرفت جاري رهے چنانچہ اُسکي سعي و محنت کي بدولت فتح خاں مذکورالصدر دولت آباد کے قلعہ میں محصور هوا اور بیجاپور والی کي امداد و اعانت سے بچاو اپنا کرتا رها اور نظام شاهي حکومت کا قیام اس لڑائي

---

† گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں

‡ خافي خاں

کے نتیجے پر تہرا یہانتک که ایک عام لڑائي کے ذریعه سے یہه جھگڑا فیصل هوگیا جسمیں سارے متفق دکن والوں کو اس اراده کے پورا کرنے میں شکست هوئي که دولت آباد کے محاصره کو اوتھاویں بعد اُسکے فتح خاں نے اطاعت کي اور ملازمان بادشاهي میں داخل هوا اور وه شیر خواره بچه اسیر هوکر گوالیار کے قلعه میں § بهیجا گیا جسکو فتح خاں نے بادشاه بناکر تخت پر بٹھلایا تھا یہه واقعه فروري سنه ١٦٣٣ ع مطابق سنه ١٠٤٢ هجري میں واقع هوا *

دکن کي دوباره لڑائي کا بیان

جبکه بیجاپور کا بادشاه اکیلا رهگیا تو اُسنے صلح کا پیغام دیا مگر اُسکے پیغام پر معقول توجهه نهوئي بعد اُس کے یہه بادشاه اپنے حفظ وحراست میں مصروف رها اور مہابت خاں کي تمام محنتیں جو اُسکے مغلوب کرنے میں صرف هوئي تهیں ضایع گئیں لڑائي کے بڑے کاموں میں سے پرنڈا کا محاصره تها جهاں سے مہابت خاں مجبور هوکر سنه ١٦٣٤ ع میں برهان پورکو واپس آیا تها اور چہیڑ چھاڑ سے || باز رها تها پہلے اس سے مہابت خاں مرزا شجاع بادشاه کے دوسرے صغیر سن بیٹے کے براے نام زیر حکومت هوکر دکن کو روانه کیا گیا تها مگر اب وه دربار میں بلایا گیا اور دکن کي حکومت خان دوران اور خان زماں کي دو حکومتوں پر تقسیم کي گئي *

یہه دونوں افسر پہلے افسروں کي نسبت بہت کم کامیاب هوئے اور عادل شاه اُن کے مقابله پر جما رها اور نظام شاهي حکومت جو فتح خاں کي اطاعت سے خاتمه پر پہونچنے والي معلوم هوتي تهي ایک سردار کي بدولت جس کا گهرانا مرهٹوں کي اصل و بنیاد ڈالنے سے مشهور و معزز

---

§ گرینٹ ڈف صاحب

|| گرینٹ ڈف صاحب نے جو جو تاریخیں اس زمانه کے واقعوں کي بیان کیں وه اُن تاریخوں کے مخالف هیں جنکو خافي خاں نے تحریر کیا

هونے والا تھا دوبارہ شگفتہ هوئي یہہ سردار وہ شاہ جي بوسلا تھا جو ملک عنبر کے وقتوں میں بڑے پایہ کو پہونچا اور حال کي پچھلي لڑائیوں میں شریک و شامل رہا اور دولت آباد کے فتح هونے پر دکن کے مغربي نا هموار ملک میں چلا گیا تھا اور تھوڑي مدت کے بعد آسنے ایسي قوت پکڑي که ایک نئے دعویدار کو احمد نگر کے تخت پر بٹھایا اور رفته رفته یہاں تک نوبت پہونچائي که سلطنت مذکور کے اُن سب پرگنوں پر قابض هوا جو سمندر سے لیکر دارالسلطنت تک واقع تھے †

غرض که نظر بوجوہ مذکورہ دکن کا ملک اپنے غنیموں کے هاتھوں میں پڑنے سے ایساهي دور اور محفوظ رہا جیسے که پہلے تھا اور شاهجہاں نے ایک بار اور آس کي فتح کرنے کي غرض سے بذات خود جانا ضرور سمجھا *

نومبر سنه ۱۶۳۵ع مطابق جمادي‌الاولی سنه ۱۰۴۵ هجري کے اخیر میں بادشاہ آگرہ سے روانه هوا ‡ اور دکن میں پہونچکر آس نے وهي پہلا طریقه اختیار کیا یعني فوج کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے احمد نگرکي سلطنت پر پہلے پہلے اُن ٹکڑوں کو قبضه دوبارہ کي نظر سے چلتا کیا اور جب که اُنہوں نے شاهجي بوسلا کو کشادہ ملکوں سے مار کر بھگایا اور بہت سے قلعوں کو فتح کیا تو شاہ جہاں نے ساري فوج کو بیجاپور پر بھیجا اور بہت سے قوي مقاموں کو قبض و تصرف میں لاکر پہلي دفعه کے موافق محمد عادل شاہ کو محصور مجبور کیا اور وہ لیاقتیں جنکي بدولت پہلے محاصرہ سے نجات آس نے پائي تھي اس موقع پر بھي اُسکي ذات سے خارج نه هوئیں چنانچه آسنے بیجاپور کے آس پاس کے شہر و دیہات کو بیس بیس میل تک چاروں طرف سے برباد اور کھانے پینے اور نیار چارے کے سامانوں کو ایک قلم ضایع کیا اور کنوؤں کو

† گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں

‡ خافي خاں

مٹي سے بھروا دیا اور چشموں تالابوں کو پاني سے خالي کروایا غرضکه أسنے اس بات کو ناممکن کیا که کوئي فوج آس کي بستي پر حمله کرنیکے زمانے میں اپني پرورش کر سکے *

بوجهه مذکورالصدر بادشاهي فوج نے عادل شاه کي قلمرو کے شهر و دیهات کو لوٹنا شروع کیا اور أسکي فوج کے متعدد گروهوں کي دلاوري چالاکي سے اکثر بهت سے نقصان آٹهائے غرض که دونوں فریق اس قسم کي لڑائي سے تنگ آئے اور عادل شاه نے آشتي چاهي چنانچه ایسي مفید شرطوں پر صلح واقع هوئي جو آس کي توقع سے بهت زیاده تهیں بیس لاکهه روپیه سالانه دینا منظور کیا اور أس کے بدله میں نظام شاهي حکومت کا اتنا حصه پایا که أس کے پانے سے أس کي حکومت شمال و مشرق کي جانب دور تک پهیل گئي یهه صلح سنه ۱۶۳۶ع مطابق سنه ۱۰۴۶ هجري میں واقع هوئي *

شاه جي بوسلا اور تهوڑے دنوں تک مقابله کرتا رها مگر جب کوئي چارا نه دیکها تو اخر کار أسنے بهي اطاعت کي اور أس باطل استحقاق بادشاه کو حواله کیا جسکو أس نے تخت پر بٹهایا تها اور شاهجهاں کي مرضي سے بیجاپور والے کے ملازموں میں داخل هوا *

دکن کے اس حمله سے پهلے گولکنده والے بادشاه کو شاهجهاں اپنے زور و قوت اور جاه وه حشمت سے ڈرا چکا تها اور اِسبات پر أسکو مجبور کر چکا تها که جمعه اور عید کي نمازوں میں شاه ایران کا نام خطبه سے خارج کرے اور ایک معین خراج برابر ادا کیا کرے § غرضکه کل دکن آسکا مطیع و محکوم هوگیا *

جبکه یهه سارے معامله طے هو چکے تو شاهجهاں اپني دارالسلطنت کو سنه ۱۶۳۷ع مطابق سنه ۱۰۴۶ هجري میں واپس آیا اور احمدنگر کي حکومت همیشه کے لیئے نیست و نابود هوگئي *

---

§ گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں

خاص خاص مقاموں کے شور و فسادوں اور قندهار کے قبضہ اور بلخ کي یورش کا بیان

جب کہ شاهجہاں دکن پر مایل تها تو چهوٹے چهوٹے جهگڑے اور اور طرفوں میں هو رهے تهے چنانچہ حاکم بنگال نے سنہ ۱۶۳۱ع میں پرتگال والوں کے قلعہ هوگلي پر جو کلکتہ کے قریب واقع هی محاصرہ کے ذریعہ سے قبضہ کیا تها اور بندیلوں کي سرکشي اور نساد واقع هوئے تهے اُن کي اول بغاوت میں راجہ نرسنگهہ دیو کا بیتا مارا گیا تها اور مشرقي سرحد کي فوج کے ایک تکڑے نے سنہ ۱۶۳۴ع اور سنہ ۱۶۳۶ع میں چهوتي تبت پر قبض و تصرف کیا تها اور سنہ ۱۶۳۴ع میں ایک اور فوج نے سري نگر کي مہم میں شکست فاحش کهائي تهي اور تیسري فوج نے سنہ ۱۶۳۷ع میں بنگالہ سے جاکر کوچ بہار کي چهوتي ریاست کو دبانا چاها اور قبض و تصرف کے بعد آب و هوا کي ناموافقت سے اُس کے چهوڑنے پر مجبور هوئے *

اس زمانے کے بڑے واقعوں میں سے قندهار کا هاتهہ آنا تها جسکو اُسکے حاکم علي مرداں خاں نے اپنے بادشاہ والي ایران کے ظلم سے خوف و خطرہ کهاکر ملازمان شاهجہاني کو بے لڑے بهڑے حوالہ کیا تها اور خود دلي میں شاهجہاں کي پناہ میں بیتها تها یہہ واقعہ سنہ ۱۶۳۷ ع مطابق سنہ ۱۰۴۷ هجري میں واقع هوا *

علي مرداں خاں کي تعظیم و تکریم بہت سي هوئي اور وہ اس پایہ کو پہونچا کہ مختلف وقتوں میں کشمیر و کابل کا حاکم رها اور اور مختلف لڑائیوں میں اور طرح طرح کے کاموں میں مصروف کیا گیا اور اُس خوش سلیقگي اور هوشیاري کے باعث سے جو فلاح عام کے کاموں میں اُس کو حاصل تهي تمام دربار میں تعریف اُس کي هوتي تهي چنانچہ منجملہ اُن کاموں کے ایک وہ نہر هی جو اب بهي دلي میں اُس کے نام سے جاري اور وہ اُس کي هوشیاري کا ایک نمونہ هی علاوہ اُس

کے نمایشوں اور تہواروں اور جلسوں کے موقعوں پر جو لطافت اور ذوق اُس کے سلیقہ سے واضح ہوتے تھے اُن سے بھي وہ نام آور ہوا تھا *

سپاهیانه استعداد اُس کي بلخ و بدخشاں کي لڑائي میں پہلے پہلے آزمائي گئي یہہ دونوں صوبہ اوزبکوں کے قبض و تصرف میں جب سے برابر چلے آتے تھے که مرزا سلیمان کے دخل و تسلط سے خارج ہوئے تھے اور اس زمانه میں نذر محمد خاں اُنپر قابض و متصرف تھا اور اس سردار کي اصلیت یہہ تھي که یہہ سردار اُس سارے خطه کے امام قلي بادشاہ کا چھوٹا بھائي تھا جو اکسیس پاربحر کاسپین سے لیکر کوہ ایماس تک پھیلا ہوا ہی *

شاهجہاں کو کئي سال امن چین سے گذرے تھے که نذر محمد خاں حاکم بدخشاں کے بیٹے عبدالعزیز خاں کي بغاوت سے جسکو اُسکے چچا نے ترقي بخشي تھي بیٹھے بٹھائے سنه ۱۶۴۴ع مطابق سنه ۱۰۵۴ ہجري میں یہہ ترغیب ہوئي که اپنے خاندان کے مردہ حقوں کو دوبارہ زندہ کرے اور سوتے استحقاقوں کو بھاري نیندوں سے پھر جگاوے چنانچه علي مردان خاں سردار اُس کا کوہ هندوکش کے سلسله میں گھس گیا اور بدخشاں کو لوٹ کھسوٹ کر برابر کیا مگر اس باعث سے که جاڑوں کا موسم بہت آ گیا تھا اور برف کي کثرت سے جنوبي ملکوں کي راهیں منقطع ہونے والي تھیں کوئي فائدہ مستقل حاصل نه کر سکا اور لوٹنے پر مجبور ہوا بعد اُس کے اگلے برس میں راجه جگت † سنگھه نے اس مہم کا ارادہ کیا جسکي تقویت ایسے چودہ هزار راجپوتوں سے متعلق تھي جنکو اُس نے اپني حکومت میں بھرتي کیا تھا اور تنخواہ اُنکي بادشاهي سرکار سے ملتي تھي *

جیسے که اس غیر معمولي یعني پہاڑوں کي لڑائي میں راجپوتوں کي دلیري دلاوري نے کمال اپنا دکھایا ایسا کسي جگہه ظاهر نہیں کیا یعني اُنھوں نے پہاڑوں کي راهوں کو کڑے کڑے حملوں سے فتح کیا اور برف کے اوپر سے

† غالب یہہ هی که یہہ راجه کوٹه کا راجه تھا

بڑے سخت کوچ کیئے اور اپنے جماؤ بچوڑ کے واسطے اپنی جان کی محنت سے مٹی کے دمدمے بنائے یہاں تک کہ خود راجہ بھی اور آدمیوں کی طرح کدال پھاوڑے سے کام کرتا تھا اور ایسی ولایت کے طوفانوں کو جہاں برف اکثر جمی رہتی ہی ایسے صبر و استقلال سے اٹھایا جیسے کہ اوزبکوں کے دھاڑوں کی مصیبتوں کو جھیلا اور ہرگز نہ گھبرائے *

باوجود ان محنتوں اور جانفشانیوں کے یہہ مہم ایسی بھاری سمجھی گئی کہ خود بادشاہ نے کابل کا ارادہ کیا اور شاہزادہ مرزا مراد اپنے بیٹے کو بزیر ہدایت علی مردانخاں کے بلخ پر روانہ فرمایا † *

اِس مہم میں پوری کامیابی حاصل ہوئی یعنی نذر محمد خاں کے بیٹے شاہزادہ مراد کے پاس آئے اور بعد اُس کے سنہ ۱۶۴۵ ع مطابق سنہ ۱۰۵۵ ہجری میں خود نذر محمد خاں بھی مطیع ہوگیا مگر جب کہ شاہزادہ مراد نے بلخ پر قبضہ کیا تو نذر محمد خاں بادشاہی ملازموں سے بدگمان ہوا اور نیا بگاڑ آپس میں قایم کیا یہاں تک کہ جب نذر محمد خاں کے قبضہ سے حفظ و حراست کے مکان بھی نکل گئے تو کام ناکام ایران کو بھاگا اور جولائی سنہ ۱۶۴۶ ع مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۶ ہجری میں یہہ منادی پھرائی گئی کہ شاہجہاں کی قلمرو میں نذر محمد خاں کی حکومت داخل ہوگئی مگر یہہ فتح ایک عرصہ تک بے کھٹکے نرہی چنانچہ عبدالعزیز خاں اُس کے بیٹے نے دریاے اکسیس پر ایک فوج اکٹھی کی اور بہت سے لوٹیروں کو شاہجہاں کے ملک نو مفتوحہ میں تباہی ویرانی کی غرض سے روانہ کیا شاہجہاں اِس زمانہ میں دلی کو واپس آگیا تھا اور شاہزادہ مراد اپنی مفوضہ خدمت سے تنگ ہوکر اور علی مردانخاں کے رعب داب سے بغایت عاجز ہوکر باپ کی بلا اجازت دلی کو چلا آیا اور اِسی قصور پر دربار سے نکالا گیا بعد اُس کے صوبہ مذکور کا انتظام

† خافی خاں کا یہہ بیان ہی کہ دس ہزار پیادہ اور پچاس ہزار سوار اُس فوج میں تھے

اورنگ زیب پر ڈالا گیا اور خود بادشاہ اُس کی تائید و اعانت کی غرض سے کابل کو روانہ ہوا چنانچہ پہلے پہل اورنگ زیب نے سنہ ۱۶۴۷ ع مطابق سنہ ۱۰۵۷ هجري میں اوزبکوں پر بڑي فتح پائي مگر لڑائي کا فیصلہ نہوا اس لیئے کہ عبدالعزیز خاں آپ اکسیس وار اوتر آیا اور بادشاهي فوج والوں کو ایسا تنگ پکڑا کہ اورنگ زیب اب هلکي هلکي کامیابیاں حاصل کرکے بلخ کي شہر پناہ میں پناہ ڈھونڈنے پر مجبور ہوا *

جبکہ اس زمانہ کے قریب ایرانیوں نے نذر محمد خاں کا ہاتھہ نپکڑا تو لاچار ہوکر شاهجہاں کا منت گزار اور اُس کے ترس و رحم کا خواستگار ہوا چنانچہ شاهجہاں نے یہہ سوچ سمجھہ کر کہ باوصف اس خونریزي اور زر افشاني کے پورا پورا مطلب حاصل نہوا لڑائي بھڑائي سے کنارہ کشي مناسب سمجھي اور اِس خیال سے کہ کھیت سے پھرنے اور ملک کے چھوڑنے کي خفت بھي حاصل نہووے تمام اپنے حقوق کو نذر محمد خاں کي طرف منتقل کیا جو اُس کے دربار میں اعانت کا خواهاں تھا اور بحسب اُس کے اورنگ زیب کو هدایت کي گئي کہ اپنے رهے سہے مقبوضہ مقاموں کو نذر محمد خاں کے حوالہ کرے چنانچہ اورنگ زیب اِس هدایت کے موافق بلخ سے عبدالعزیز خاں کے حملوں کو سہارتا اُوٹھاتا پیچھے پھرا اور جب کہ وہ هندو کش کي راهوں میں پہونچا تو هزارا قوم کے پہاڑیوں نے لوٹ کھسوٹ کے لیئے تعاقب کیا اور جاڑوں کي شدت سے بدبختي نہایت کو پہونچي اگرچہ اورنگ زیب اپني ذات سے هلکے سواروں سمیت کابل میں پہونچا مگر اُس کي فوج کا بڑا ٹکڑا یعني قلب لشکر برف کے پڑنے سے ایسي جگہہ پھنس گیا کہ ایسي لاچاري میں هزارا کے لوگوں کے متواتر حملوں سے بڑے نقصان اُوٹھائے اور بلا اسباب و سواري اپني جان کو بچانے اور ٹکڑے ٹکڑے هوکر نکل جانے کو غنیمت سمجھا‡ سنہ ۱۶۴۷ ع مطابق سنہ ۱۰۵۷ هجري میں یہہ باز گشت واقع هوئي *

---

‡ خافي خاں

قندھار کا قبضہ سے نکلنا

بلخ کے چھوڑنے سے بادشاہ نے امن چین تو حاصل کیا مگر جب کہ ایرانیوں نے قندھار پر قبضہ کیا تو اُس میں خلل واقع ہوا بیان اُس کا یہہ ہی کہ شاہ صفوی کی کم زور اور جفا خیز سلطنت اور اُس کے بیٹے شاہ عباس ثانی کی کم سنی کے باعث سے ایرانیوں نہ بادشاہی فوج والوں کو علی مردان خاں کے ملنے جانے اور بھاگ آنے کے فائدوں کا مزا بلا تکلف اُٹھانے دیا تھا مگر جب کہ عباس ثانی بالغ ہونیلگا تو اُس کے وزیروں نے یہہ بات اُسکو سوجھائی کہ اپنے ملک کی پرانی حدوںپر قابض و متصرف ہونے سے اپنی سلطنت کے مرتبہ کو بڑھانا چاہیئے چنانچہ اُسنے سنہ ۱۶۴۸ع مطابق سنہ ۱۰۵۸ ہجری میں بڑی فوج اکھٹی کرکے قندھار پر چڑھائی کی اور جاڑونکے موسم میں قندھار کے محاصرہ کرنےمیں دانشمندی برتی اِس لیئے کہ برف کے پڑنے سے ہندوستان اور کابل کی راہ آنے جانے کی مسدود ہوگئی تھی اور کار بار اُس کے قندھار کی نرم آب و ہوا میں بخوبی جاری رھے چنانچہ انجام اُس کا یہہ ہوا کہ اورنگ زیب اور سعداللہ خاں وزیر کو یہہ حکم تو ہوا کہ پنجاب سے بہت جلد روانہ ہوکر قندھار کی امداد و اعانت کو پہونچیں اور اُنہوں نے جی جان سے سعی و محنت کرکے پہاڑوں کے رستہ راہ نکالی مگر قندھار تک پہونچنے میں تاخیر واقع ہوئی جو اڑھائی مہینے کے محاصرے پر فتح ہوچکا تھا اور اِس لیئے کہ فوج اُنکی جاڑوں میں سفر کرنے سے ہار تھکن کے مارے ابتر ہوگئی تھی تو اورنگ زیب اور سعداللہ خاں کابل میں ٹھہرنے اور فوج کے دوبارہ اراستہ کرنے پر مجبور ہوئی اسی عرصہ میں شاہ ایران ایک قوی فوج اپنی قندھار میں چھوڑکر ہرات کو چلا گیا † *

ماہ مئی سنہ ۱۶۴۹ ع مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۹ ہجری میں ہندوستان کی فوج قندھار کے سامنے پہونچی اور مورچی لگاکر شہر

† خافی خاں

پر گولی برسانے لگی غرض کہ جانبین میں لڑائی بڑی سرگرمی سے شروع
ہوئی اور دو طرفوں سے سرنگیں اڑائی گئیں محاصروں نے شہر پر
حملے کیئے اور محصوروں نے باہر نکل کر چھاپے مارے بعد اُس کے شاہ
عباس نے محاصرہ کے اُٹھانے کو ایک فوج اپنی روانہ کی مگر اُس فوج
کے پہونچنے سے محاصرہ کے کام کاج میں اِسلیئے کسی قسم کا خلل واقع نہوا
کہ اورنگ زیب نے اپنی فوج کا ایک ٹکڑا اُس کے مقابلہ پر چلتا کیا
اور آپ اپنے محاصرے پر شہر کے سامنے جمارہا اور جو فوج اُس نے
ایرانی فوج کے مقابلہ پر بھیجی تھی اگرچہ اُن کے رفع دفع کے لیئے کافی
واقی ہوئی مگر اِس کام کے لیئے کافی نہوئی کہ وہ ایرانی فوج والوں کو
درختوں کے کاٹنے اور نیار چارپکے کھونے اور محاصریں کے ذخیروں کے لوٹ
لیجانے سے روکے ٹوکے اور جبکہ قندھار کے حاکم نے سینہ زوری اور ہنر مندی
سے شہر کی حفظ و حراست میں بھی کمی کوتاہی نکی تو اورنگ زیب
اُس مدت سے چار مہینے کے بعد جب کہ اُس نے مورچے لگائی تھے
ستمبر سنہ ۱۶۴۹ مطابق رمضان سنہ ۱۰۵۹ ہجری میں اپنے محاصرے
کے اُٹھانے اور کابل کے واپس جانے پر مجبور ہوا ‡ بادشاہ جو اورنگ زیب
کے پیچھے پیچھے کابل تک گیا تھا اورنگ زیب کی واپسی پر قندھار سے پہلے
روانہ ہوچکا تھا اور لاہور میں پہونچنے تک اورنگ زیب اُسکو نہ
پکڑسکا *

اگلے برس یعنی سنہ ۱۶۵۱ ع مطابق سنہ ۱۰۶۰ ہجری تک نکمے گذرے
یعنی کشمیر کی معمولی سیر کے سوائے کوئی مہم اُنمیں واقع نہ ہوئی دستور
یہہ تھا کہ بادشاہ اِس عمدہ گوشہ نشینی میں تمام وقت اپنا دعوتوں اور
جلسوں اور تری خشکی کی سیر شکاروں اور آب و ہوا اور فضاؤں کی مناسب
خوشیوں اور باغوں کی سیروں اور ناچ راگ کی مجلسوں میں صرف
کیا کرتا تھا *

---

‡ خافی خاں

بعد اُس کے سنہ ۱۶۵۲ ع مطابق ۱۰۶۱ ھجري میں اورنگ زیب اور سعد اللہ خاں وزیر کو بہت سے اچھے ساز و سامان والي فوج دیکر اور بہت سے ذخیروں اور کاریگروں اور آلات و اوزار سے ٹھیک ٹھاک کرکے جو محاصرے کے کام آویں اور کمي کوتاھي نکریں قندھار پر دوبارہ § روانہ کیا مگر یہہ بڑے ٹھاٹ ایسے ھي بے کار رھے جیسی کہ پہلے سامان ضایع گئے تھے اِس لیئے کہ اورنگ زیب نے طرح طرح کے ذریعوں اور قسم قسم کي تدبیروں سے کام لیا جو سعد اللہ خاں کي دانائي دلاوري اور راجپوتوں کي بہادري جانبازي سے پیدا ھوسکتیں مگر جب کہ کوئي تدبیر اُس کي راس نہ آئي تو لاچار ھوکر کابل کو واپس آیا اور دکن کا نایب السلطنت ھوکر بھیجا گیا *

شاھجہاں ان دو بڑي ناکامیابیوں سے شکستہ خاطر نہ ھوا بلکہ اُسنے دوسرے سال اُس سے پہلے ساز و سامانوں سے زیادہ ساز و سامان مہیا کیئے اور دارا شکوہ اُس کے بڑے بیٹے نے جو بادشاہ کا بڑا بیٹا اور سارے بھائیوں میں معزز و ممتاز تھا اور خاص دربار میں حاضر رھتا تھا مگر اپنے بھائیوں اور خاص اورنگ زیب کي نظر و عزت حاصل کرنے سے بلا باعث جلتا تھا اس موقع پر باپ سے منت سماجت کے ساتھہ بھائیوں کے رشک و حسد کے مارے یہہ عرض کیا کہ قندھار کي مہم پر مجھکو آپ رخصت فرماویں اور بخت آزمائي کي اجازت دیں چنانچہ اُس کي رضا و رغبت پر ایسي فوج کا سردار کیا گیا جو پہلي فوجوں سے بہت زیادہ تھي یہہ بھاري فوج ایام سرما سنہ ۱۶۵۲ ع میں بمقام لاھور اکھٹي ھوکر بہار کے موسم سنہ ۱۶۵۳ ع مطابق سنہ ۱۰۶۳ ھجري میں چلتي ھوئي اور شاھجہاں اپنے معمول کے موافق کابل تک پیچھے پیچھے گیا

---

§ یہہ بات بیان کے قابل ھی کہ ایسی بڑي فوج محاصر کے ساتھہ صرف آٹھہ توپیں ایسي تھیں کہ وہ قلعہ کي روئي توڑتي تھیں اور بیس توپیں چھوٹي تھیں

غرض کہ دارا شکوہ نے بھي اورنگ زیب کي مانند اپنے باپ کے حکم بموجب ایسی مہورت پر مورچی جمائی کہ جسکو نجومیوں نے مبارک بتایا تھا اور اپنے ساز و سامان کے موافق دھوم دھام سے محاصرہ شروع کیا اور دس توپوں کا توپ خانہ ایسے دمدمہ پر چڑھایا جس کو نہایت ٹھوس اور بڑا اونچا اِس لیئے بنایا تھا کہ سارے شہر پر دباؤ اُس کا پہونچے اور لڑائي کے کاموں کو اپنی ذاتي تندي و تیزي سے شروع کیا جسکو اورنگ زیب کے رشک و حسد سے ترقي ہوئي تھي چنانچہ اُس نے اپنے سرداروں کو اکھٹا کیا اور یہہ بات اُنسے علانیہ کہي کہ اب میري عزت تمہارے ہاتھي ہے اپنا ارادہ یہہ ہی کہ جب تک قندھار اپنے قبض و تصرف میں نہ آوے گا تب تک ہرگز یہاں سے نہ تلینگے بعد اُس کے سرنگوں کو جھٹ پٹ طیار کیا اور فوج کو محاصرے کے لیئے شہر کے قریب لیجانے کا حکم دیا اور جب کہ محصوروں نے اپني توپوں کو اُس کے خیمہ پر لگایا تو وہ اپني جگہہ سے جب تک نہ ٹلا کہ اُس کي توپوں نے محصوروں کي توپوں کو خاموش نکیا اور جب کہ نئي مرتبہ عام حملوں کے ذریعوں سے کامیابي کے لگ بھگ پہونچا اور باوصف اُس کے کامیابي نصیب نہ ہوئي تو معلوم ہوتا ہی کہ شکست اور ذلت کي خفت کا اندیشہ اُس کي طبیعت پر غالب ہوا اور افسروں کي منت سماجت کرنے لگا یہاں تک کہ صاف اُس نے یہہ کہا کہ تم لوگ ایسا نکرو کہ دومرتبہ کي لڑائي ہارے ہوئے اورنگ زیب کي برابر ہوجاؤں بعد اُسکے جادوگروں اور شعبدہ بازوں سے رجوع ہوا جنہوں نے یہہ وعدہ کیا تھا کہ آدمي کي قدرت سے علاوہ اور ذریعوں کي بدولت قندھار اُس کے قبض و تصرف میں کردینگے غرض کہ ایسي ایسي تدبیروں سے مترشح ہوتا تھا کہ اِس لڑائي کا انجام اچھا نہ ہوگا چنانچہ ایک مرتبہ سورج کے نکاس سے پہلے آخر کڑا دھاوا کیا گیا اور نوبت یہاں تک پہونچي کہ اس کے لوگ روئي کي چوٹي تک پہونچ گئے مگر مراد اس کي پوري نہ ہوئي اور محاصرے کے

اُٹھانے پر مجبور ہوا اور اُس کی فوج کے ایسے چنے چنے بہادر اور اچھے
اچھے پایہ کے لوگ کام آئے جو اُس کے لشکر کے پھول ہی تھے بعد اُسکے
جب وہ پیچھے پھرا تو ایرانیوں اور افغانوں نے لوٹ کھسوٹ کر
نہایت اُس کو تنگ کیا اور کابل کے پہونچنے سے پہلے بڑے بڑے نقصان
اُس نے راہ میں اُٹھائے اور کابل سے لاہور کو روانہ ہوا یہہ واقعہ ماہ نومبر
سنہ ۱۶۵۳ ع مطابق محرم سنہ ۱۰۶۴ ہجری کو واقع ہوا *

مغلوں کا پچھلا ارادہ قندھار کے قبض و تصرف کی نسبت بطور مذکور
اختتام کو پہونچا جسپر وہ فتح بابر کی شروع سے اچھی طرح قابض
متصرف نرھی تھی *

بعد اُس کے پادشاہ کو دوبرس ایسے امن چین سے گذرے کہ کوئی
جھگڑا بکھیڑا کھڑا نہوا اور اُس عرصہ میں دکن کے ملکوں کی پیمایش
کو تمام کیا جسکو جمعبندی کی نظر سے قایم کیا تھا اور بیس برس
اُس میں صرف ہوئی تھے † اور جب کہ پیمایش پوری ہوچکی تو یہہ
حکم دیا گیا کہ ٹوڈر مل کے قاعدوں کے موافق جمعبندی اور زر لگان
کی تحصیل کیجاوے ‡ *

اسی زمانہ میں سعد اللہ خاں وزیر کا انتقال ہوا جو نہایت لایق
فایق اور عاقل ہوشیار اور چال چلن کا نیک تھا یہاں تک کہ ویسا وزیر
ہندوستان کے وزیروں میں کوئی نہیں ہوا شاہجہاں کے کار باروں میں
ذکر اِس وزیر باتدبیر کا بڑی شان و عزت سے بیان ہوا یعنی تمام کام اُس
کے اسی وزیر کی صلاح و مشورت سے انجام پاتے تھے اور اورنگ زیب
نے جو خط اور فرمان اپنے طول طویل سلطنت میں لوگوں کے نام
پر لکھے تو اُن میں بھی اسی وزیر کی رایوں اور کاموں کو نمونہ کے طریق
پر اس غرض سے تحریر کیا کہ سارے لوگ اُن کی پیروی کریں خافیخاں

---

† گرینٹ ڈف صاحب کی تاریخ مرھٹوں کی جلد ایک صفحہ ۱۲۶

‡ خافی خاں

بیان کرتا هی که میرے زمانه میں بهي سعدالله خاں کي ال و اولاد اپنے
بزرگ مربي کے مرنے سے سو برس پیچھے نیک وصفوں اور دانش و
بینش کے ساتھہ مشہور و معروف تهي اور اسي مورخ نے اُن کے سنجیدہ
چال چلن اور مردانه چال ڈهال کو اُس زمانه کے اور امیروں کے زنانه
طرز و انداز اور طفلانه حرکات سے مقابله کیا *

دکن میں دوبارہ لڑائي کا هونا

بعد اُسکے ١٦٥٦ع کے شروع هونے پر امن چین اختتام کو پہونچا
اور ایسي آگ ایکبار کي بهڑکي که وہ کبهي پوري پوري فرو نهوئي اور
وهاں تک نه بجهي که اُس نے دلي کي شاهنشاهي کو جلا پهونک کر
خاک سیاہ کر دیا پچهلي صاحب کے زمانه سے عبدالله قطب شاہ والي
گولکنڈہ برابر خراج ادا کرتا رها اور بظاهر بهي خواهش اُسکي دریافت
هوتي تهي که وہ شاهجہاں کي عنایت شاهانه کے قیام و بقا کا خواهاں هے
اور حقیقت میں بهي اگر حالات مخصوصه کي صورت اجتماع پیدا
نه هوتي تو شاهجہاں اُسکے ستانے دکهانے کے درپی نه هوتا *

قطب شاہ کا وزیر اعظم میر جمله نامي ایک ایسا آدمي تها جو
وزارت سے پہلے هیروں کي سوداگري کیا کرتا تها اور حسن لیاقت اور مال
و دولت کي بدولت دکن کے اطراف و جوانب میں مشہور و معروف
تها مگر محمد امین اُس کا بیٹا سینه زور اور خراب خسته اور نهایت
بد وضع اور بغایت بد چلن تها چنانچه اُس نے قطب شاہ کو اپنے
کوتکوں کي خوبي سے ناراض اور باپ کو سارے درباریوں سے لڑائي بهڑائي
میں مبتلا کیا میر جمله کسي فوج کا سردار هوکر حکومت گولکنڈہ
کے مشرقي حصه میں گیا هوا تها اور جب اُس نے یہه دیکها
که میں اس قابل نهیں هوں که اپني خواهشوں کو اپنے بادشاہ سے
منظور کرا سکوں اور نه وہ بادشاہ اُن کے پورے کرنے پر راضي هے
تو اُس نے شاهجہاں کا دامن پکڑنا چاها اور اس لیئے که اورنگ زیب

اور شاهجهاں دونوں اُس کو جانتے تھے تو اُس نے اورنگ زیب کو حال اپنا لکھا اورنگ زیب کو گولکنده کی حکومت میں هاتهه ڈالنے کا موقع هاتهه آیا اور اُس کے لکھنے سے اورنگ زیب سے متفنی فریبی آدمی کو بڑی گرمجوشی سے ایک مستحکم ترغیب حاصل هوئی چنانچه آسنے نہایت گرمی سے میر جمله کی سفارش میں باپ کو لکھا شاهجهاں نے بیٹے کے لکھنے سے ایک نخوت نامه اپنے زور و حکومت کے بھروسے قطب‌شاه کے نام اس مضمون سے لکھا که اپنے وزیر کے شکوه شکایتوں کو رفع دفع کرے مگر اس تحریر پر یہه ثمرہ مترتب هوا که قطب شاه اس دخل بیجا سے زیاده برهم هوا اور محمد امین کو قید اور آس کی جاگیروں کو ضبط کیا قطب شاه اپنا غصه کر چکا اوراب شاهجهاں کا وار آیا چنانچه اُس نے نہایت پیچ و تاب کھاکر اورنگ زیب کو لکھا که همارے حکموں کی تعمیل تلوار کے زور سے کرائی جاوے' اورنگ زیب اس نتیجے کا منتظر بیٹھا هی تها که یہه حکم اُس کو پہونچا اور حکم کے پہونچتے هی بڑی سرگرمی اور چالاکی سے تعمیل مذکور کے پورے کرنے میں مصروف هوا یہاں تک که اُس نے آس کام کو اپنی شوخ و شریر طبیعت کے مناسب پورا کیا *

اورنگ زیب نے کوئی بڑی عداوت ظاهر تو نکی مگر چنی چنی فوج اکٹھی کر کے جنوری سنه ۱۶۵۶ع مطابق ربیع‌الاول سنه ۱۰۶۶ هجری میں اس بہانه سے آس کو بنگال کی جانب چلتا کیا که میرے بیٹے سلطان محمد کی شادی مرزا شجاع کی بیٹی سے قرار پائی هی اور یہه فوج آسکے پہونچانے کو جاتی هے اور راه کی صورت‌یہه تهی که اورنگ‌آباد سے بنگاله کوما سولی پاٹم کے پاس اسطرح چکرکھاکرسڑک جاتی تهی که گوندوانه کے جنگل راه میں نه پڑیں حاصل یہه که اورنگ زیب کی راه گولکنده کی دارالسلطنت یعنے حیدرآباد سے تھوڑے فاصله پر ره جاتی تهی قطب شاه اس خبر کے سننے سے اورنگ زیب کی دعوت کے ساز و سامان

مهیا کرنےمیں جي جانسے مصروف تها که اورنگ‌زیب اسپر یکایک توت پڑا اور ایسي بیخبري میں یهه کام اسنے کیا که قطب شاه کو صرف اتني فرصت هاتهه آئي که وه حیدر آباد سے بهاگ کر خاص گولکنڈه کے پہاڑي قلعه میں بهاگا جو شہر سے سات آتهه کوس کے فاصله پر واقع هي حیدرآباد اب مغلوں یعني اورنگ زیب کے دخل و تصرف میں داخل هوا اور پہلے اِس سے که بکهري هوئي فوج اکهتي اور انتظام و قاعده کي پابند کیجاوے آدهے شہر کو جلا پهونک کر برابر کیا اور خوب لوتا کهسوتا اس زمانه سے پہلے اورنگ زیب نے خاص اپنے صوبه کے اُس مقام میں جو گولکنڈه کے نہایت متصل واقع تها فوج کے فراهم کرنے کا موقع پایا تها اور جب که مالوه سے اور فوج اُس کے پاس آگئي تو گولکنڈه پر نئي امداد پهونچنے کا بڑا ذریعه حاصل هوا اور اسي عرصه میں میر جمله بهي اس اِراده پر آپہنچا که اپنے ولي نعمت کے هتیاروں کو ولي نعمت هي پر اُلتا چلاوے اور قطب شاه نے اپنے پہاڑي قلعه میں جاتے هي محمد امین کو قید سے رها اور اُس کے باپ کي جاگیروں کو ضبطي سے واگذاشت کیا تها اور حتی‌المقدور اپني اورنگ زیب سے خط و کتابت اس غرض سے جاري کي که کوئي طرح معقول تصفیه هوجاوے اور اس بات کے ساتهه اُس نے بیجا پور سے مدد کے حاصل کرنے میں سعي و محنت کا کوئي دقیقه باقي نچهوڑا مگر بیجا پور والوں نے کسي قسم کي امداد و اِعانت نکي اور مغل یعني اورنگ زیب والے بہت کڑے اور بهاري هوتے گئے قطب شاه نے بزور و قوت محاصره اُوتهانے پر بہت سے ارادے کیئے مگر جب کچهه بن نپڑي تو لاچار اُس نے اطاعت کي وه سخت شرطیں قبول کیں جو اُس کي اطاعت پر پیش کي گئي تهیں یعني سلطان محمد اورنگ زیب کے بیتے کے ساتهه اپني بیتي کي شادي کرنے اور نقد اور ملک اُس کے جہیز میں دینے اور کروڑ روپیه سالانه خراج کے پہلي قسط کي بابت ادا کرنے کا اقرار کیا اور علاوه اِس کے یهه بهي وعده کیا که پچهلي باقیات کا روپیه دو برس کے اندر اندر ادا کرونگا *

شاهجہاں ایسے مزاج کا آدمي تھا کہ اگر وہ هوتا تو ایسي کڑي کڑي شرطیں نہ لگاتا چنانچہ اُسنے روپیہ کي شرطوں میں سے بہت کچھہ روپیہ معاف کیا اور باقي شرطوں کي تعمیل کرائي گئي اور اورنگ زیب اورنگ آباد کو ماہ مئي سنہ ۱۶۵۶ ع مطابق سنہ ۱۰۶۶ هجري میں واپس آگیا بعد آس کے میر جملہ مغلوں کي ملازمت میں رها اور اورنگ زیب کے عمدہ عمدہ صلاح کاروں میں گنا گیا اور آس کے بلند ارادوں کے لیئے عمدہ ذریعہ تصور کیا گیا غرض کہ بڑے بڑے کام آس نے دیئے اور اُس کے بڑے کام آتا رها *

گولکنڈہ کي سلطنت سے کامیابي کا ثمرہ اورنگ زیب اُٹھا هي هوچکا تھا کہ آس کو اُسي قسم کے فائدہ اٹھانے کا ایک اور موقع آس ریاست سے هاتھہ آیا جو آسکے هم سائیگي میں واقع تھي بیان اُس کا یہہ هي کہ جب سے بیجا پور والے عادل شاہ سے پچھلي صلح پر عہد و پیمان هوچکے تھے تب سے برابر امن چین کے دن گذرے چلے جاتے تھے اور عادل شاہ بھي شاهجہاں کے اُنس و محبت کو دم بدم بڑھاتا جاتا تھا مگر اِس لیئے کہ عادل شاہ اُس کے بڑے بیٹے دارا شکوہ سے زیادہ واسطہ علاقہ رکھتا تھا تو اورنگ زیب اپنے بھائي دارا شکوہ کي جہت سے عادل شاہ سے دلوں میں جلتا تھا نومبر سنہ ۱۶۵۶ ع † مطابق محرم سنہ ۱۰۶۷ هجري کو عادل شاہ مرگیا اور علي آسکا بیٹا اُنیس برس کي عمر میں جانشین اُس کا هوا اور شاهجہاں اورنگ زیب کے سکھانے بہکانے سے اس بات پر مایل هوا کہ جانشین مذکور کو عادل شاہ کا بیٹا تسلیم نہ کرے اور اپنے باجگذار کي جانشینی کے مقدمہ کے تصفیہ میں استحقاق اپنا جتاوے اِس زمانہ میں حکومت بیجا پور کي قوت کچھہ کم تو نہوئي تھي مگر لڑائي کے سامانوں میں مستعد و آمادہ نہ تھي علاوہ اس کے اُس کي فوج کا بڑا ٹکڑا کرناٹا کے چھوٹے چھوٹے راجاؤں کے مقابلہ میں بہت فاصلہ پر

† گرینٹ ڈف صاحب

مصروف تھا اور یہي باعث ہوا کہ اورنگ زیب کو بیجا پور سے لڑنے اور
اُسپر دھاوا کرنے میں کوئي دشواري پیش نہ آئي اور نصیبوں سے یہہ
بڑي بات حاصل ہوئي کہ بیدرکا وہ مضبوط و مستحکم قلعہ ہاتھہ آیا جو
بیجا پور کي عین سرحد پر واقع ھی اور اُسکے ہاتھہ آنے سے بلا دقت
و دشواري دارالحکومت † تک بڑھتا چلا گیا اور اس یکایک حملہ کرنے سے
وہ طریقہ جو اپنے بچاو کے لیئے بیجا پور والوں نے بڑي کامیابي سے پہلے
دھاوؤں میں برتا تھا یعني محاصروں کے تنگ کرنے کو درختوں کو کٹوایا
اور کنوں کو بھروایا اور تالابوں کو خالي کروایا اب کے برتنے نہ پاے غرض
کہ جب اُس نئے بادشاہ سے کچھہ بن نپڑي تو نہایت لاچار ہوکر مارچ
سنہ ۱۶۵۷ ع مطابق سنہ ۱۰۶۷ ہجري کو بڑي بڑي شرطوں سے آشتي
کي درخواست گزاري مگر اورنگ زیب نے اُن شرطوں کو بھي قبول نکیا
اور اُسکو ایک ضرورت پیش آئي کہ وہ لوٹ کر چلاگیا اگر ایسي ضرورت کے
پیش آنے اور ایسے معاملہ کے واقع ہونے سے جس کي لاگ لپیٹ اُس کو
بیگا نے ملکوں پر قبض و تصرف کرنے کي نسبت بہت زیادہ تھي پیچھے
لوٹ کر نجاتا تو بیجاپور کي دارالحکومت کو اُس کے اطراف و جوانب
سمیت تھوڑے عرصہ میں اپنے قبضہ میں کرلیتا *

تیسرا باب

سنہ ۱۶۵۷ ع سے شاہجہاں کے زوال دولت تک

شاہجہاں بہت بیمار ہوا اور اُس کے سخت بیمار ہونے سے یہہ
اندیشہ پیش آیا کہ تخت اُس کا دارا شکوہ پر جلد منتقل ہوجاویگا
چنانچہ ظہور اُس کا اس قدر ہوا کہ انصرام اُس کي حکومت کا داراشکوہ
کو تفویض کیا گیا اور جب کہ کار بار کي یہہ صورت ہوئي کہ اُس کے وقوع
سے اورنگ زیب کي وہ اُمیدیں ٹوٹ چلیں جو جاہ و حشمت کے بڑھانے

† گرینٹ ڈف صاحب

اور شان و شوکت کے دکھانے پر ایک مدت سے لگ رہي تھیں بلکه خود جان هي کي سلامتي کے لالے پڑے تو اورنگ زیب کي توجهه دارالسلطنت پر مائل هوئي اور دکن کي مهموں سے بہت دنوں تک برطرف رهي *

شاهجہاں کے چار بیٹوں میں سے کوئي ایسا گھٹیا نه تھا که وہ کمتر حالت پر قناعت کرتا بلکه بقول اُس کے جو لنکا میں وہ باون گز کا هر ایک اعلی مرتبه کا خواهاں جویاں تھا منجمله اُن کے داراشکوه بیالیس برس کا اور مرزا اشجاع چالیس برس کا اور اورنگ زیب اڑتیس برس کا اور مرزا مراد ان سب سے چھوٹا تھا مگر باوصف اسکے که عمر میں چھوٹا تھا بڑي بڑي فوجوں کا حاکم رہ چکا تھا † اور حال اُنکا یهه تھا که داراشکوه کا سینه بیکینه اور همت اُسکي عالي اور خرچ اُسکا فراواں اور فکر اُسکي سلیم اور شکوه و وقار اُس کا بھاري بھرکم تھا مگر مخالف طبیعت کا متحمل نه تھا اور دور اندیشي کے عام قاعدوں کو فند و فطرت اور کم زوري کي باتیں سمجھتا تھا اور اُن کے برتاؤ سے بڑي نفرت کرتا تھا اور اُس کي ایسي نازک مزاجي کے سبب سے بہت سے لوگ اُس کے دشمن اور نا عاقبت اندیشي اور بے پروائي سے رفیق اُس کے کم هو گئے اور اُن کو اوسکي دوستي کا اعتبار کم هو گیا تھا اور مرزاشجاع اوسکا چھوٹا بھائي اگرچه لیاقت و قابلیت میں محتاج و دست نگر تو نه تھا مگر رات دن متوالا رهتا تھا اور نہایت عیاشي سے چین کا بنده تھا باقي اورنگ زیب اخلاق و عادات میں داراشکوه کا خلاف تھا چنانچه مزاج اوسکا دهیما اور طبیعت اسکي ٹھنڈي اور حوصله اسکا تنگ اور بجاے خود دور اندیش اور فتنه پرست اور نہایت فریبي اور مکار اور کینه پرور اور تیز فکر اور سنجیده اطوار اور نہایت خوش بیان تھا اور یهه فکر اسکو همیشه دامنگیر رهتي تھي که نئے نئے دوست بناوے اور دشمنوں کو راضي رکھے اور باوصف اونکي لڑائي کے کاموں میں هوشیار اور دلاور تھا اگرچه

† گلیڈون صاحب کي تاریخ جهانگیر

جوڑ بند اوسکے پہلوانوں کے سے نہ تھی مگر یوں صورت کا اچھا تھا اور چو
کہ دنیا کے کاموں میں اکثر مکر و فریب کی باتیں برتتا تھا اور دین
مذہب کے قاعدوں کو تدبیر مملکت کا آلہ بناتا تھا تو اس سے یہہ سمجھا گیا
کہ اپنے دین میں بھی سچا نہ تھا مگر حقیقت میں اُسکے پکے مسلمان ہونے
اور دین میں تعصب برتنے میں کوئی شک شبہہ نہ تھا پکے مسلمانوں
سے تعلیم اُس نے پائی تھی اور اغاز شباب میں عبادت پر متوجہہ تھا
یہاں تک کہ ایک بار اُس نے یہہ بات بھی کہی تھی کہ دنیا چھوڑ کر
فقیری کا جامہ پہنونگا اورعمر بھر اُس نے دین کی پابندی ایسی
ایسی باتوں میں ظاہر کی کہ کوئی کوئی بات اُن میں اُس کی
غرضوں کے مفید نہ تھی اور کوئی کوئی اُس کے مطلبوں کے صریح
مخالف تھی دعاؤں کے مانگنے اور نماز و قران کے پڑھنے اور
خدا کے پوجنے اور بری باتوں سے بچنے میں گرمجوشی دکھاتا
تھا یہاں تک کہ بظاہر یہہ گمان تھا کہ وہ اپنی محنت سے روٹی
کما کر کھاتا ھی علاوہ اُس کے عجز و انکسار کے برتنے اور کسی کے بھڑکانے
سے نہ بھڑکنے اور اڑے وقتوں میں خداهی پر بھروسا کرنے اورر خصوص
اُن عمدہ کوششوں کے پورے کرنے میں نہایت سعی و محنت اُس کی
مشکور ہوئی جو اسلام کے بڑھانے اور کفر کے گھٹانے میں اُسکی پائمردی
سے ظاہر ہوئیں مگر باوصف اِس کے خود کامی کا مضمون اُس میں ایسا
سمایا تھا کہ جب اخلاق و ملت کی کوئی بات اُس کی بلند نظری اور
طمع کشائی کے مانع مزاحم ہوتی تو پھر اُسکی کچھہ پروا نکرتا تھا اور
اپنے مطلب کے لیئے ہر قسم کے جرم و گناہ کا مرتکب ہوتا تھا اگرچہ اور
وقتوں میں طرح طرح کے وسواس اور اخلاق و مذہب کے خیالات اُس
کے جی میں گذرتے تھے *

ملکی کاموں میں مذہب کے قاعدوں سے کام لیا اور باعث یہہ تھا
کہ اُس وقت کا یہی مقتضی تھا اِس لیئے کہ اکبر کی انوکھی باتوں سے

اکثر مسلمانوں کو صدمہ پہونچا تھا جو اِس معمولی نفرت کے علاوہ
کہ لوگوں کے خیالوں اور مذہبوں کو ازادی حاصل ہوئی یہہ بات بھی
سمجھتے تھے کہ ہمارے دین کی تخریب کا ارادہ کیا گیا بعد آس کے
جہانگیر آس کی گدی پر بیٹھا اور آس نے مسلمانوں کی پرانی رسموں
کو ایسے پکے پن سے دوبارہ رایج کیا کہ مسلمان لوگ اچھی طرح راضی
نہوئی اور شاہجہاں آس کا بیٹا اگرچہ باپ کی نسبت کچھہ زیادہ
مسلمان تھا مگر دارا شکوہ آس کا پیارا بیٹا اکبر کے قدم بقدم چلتا تھا
چنانچہ ایک کتاب آسنی ہندو مسلمانونکے مسائلوں میں تصنیف کی
اور دونوں کی تطبیق آپس میں چاہی غرض کہ کوئی بات اِس سے
زیادہ موثر منتخب نہیں ہوسکتی تھی کہ دارا شکوہ اپنے فاسد عقیدوں
کی بدولت مسلمانوں کے نزدیک اچھا نتھہرے اور اورنگ زیب سے پابند
مذہب کا مقابلہ کرنا دارا شکوہ سے اِس خاص صورت کے سوائے معقول
اور پسندیدہ ممکن نہ تھا کہ وہ اسلام کا پہلوان اور دارا شکوہ آس کا
مخالف کفر کا معاون سمجھا گیا اور مرزا شجاع کی نسبت اس باعث
سے معزز و ممتاز تھا کہ مرزا شجاع شیعوں سے گھلا ملا رہتا تھا اور سنی
مسلمان آس سے نفرت کرتے تھے *

مرزا مراد اپنے دل سے سخی اور جی کا بہادر تھا مگر سمجھہ بوجھہ آس
کی کامل نتھی اور کام آس کے عام لوگوں کے سے دھندے تھے باقی
دلیری اور خودرائی اور شہوت پرستی اور آرام جوئی کے علاوہ کوئی
کام آس کو نہ تھا اور اِن کاموں سے بڑہ کر کسی ترقی کا خواہاں
نہ ہوتا تھا † * .

---

† اِن شہزادوں کے اخلاق و عادات کا مذکور برنیر صاحب کے بیان سے لیا گیا
اور واقعات مندرجۂ خافی خاں اور رقعات اورنگ زیب کے چند مقاموں سے کچھہ کچھہ
تبدیل اُن میں کی گئی اورنگ زیب نے شاہجہاں کا فرمودہ اپنے بیٹوں کی نسبت
قلمبند کیا شاہجہاں نے فرمایا کہ بادشاہت کی شان و شوکت اور فوج کی حکومت
کی لیاقت دارا شکوہ رکھتا ہی مگر وہ ایسے لوگوں سے حسد کرتا ہی جو نفر و عزت

جس بی بی سے یہہ چاروں بیٹے تھے ‡ اُسی بی بی سے دو بیٹیاں بھی تھیں منجملہ اُن کے بادشاہ بیگم بڑی بیٹی شاہجہاں کو پیاری تھی اور خدا تعالی نے حسن و نزاکت کے ساتھہ اُس کو فہم فراست بھی عنایت فرمایا تھا اور دارا شکوہ کے مقصودوں کی مدد و معاون رہتی تھی اور اِس لیئے کہ دوسری بیٹی روشن آرا بیگم میں بادشاہ بیگم کی شکل و شمایل کم تھی تو رعب داب اُس کا کم تھا اور بادشاہ کا التفات بھی اُس طرف تھوڑا تھا مگر فند و فطرت کی سازشوں اور محلسرا کے بھیدوں کی واقفیت سے اپنے پیارے بھائی اورنگ زیب کے بڑے کام آتی تھی *

دارا شکوہ کے انصرام سلطنت اور بھائیوں کی بغاوت کا بیان

جس خبر کے پھونچنے پر اورنگ زیب نے دارالسلطنت کا ارادہ کیا وہ روشن آرا بیگم کی بدولت حاصل ہوئی تھی بیان اُس کا یہہ ہی کہ شاہجہاں سرسٹھہ برس کو پھونچا تھا اور پچھلے دنوں میں کاہلی اور ارام طلبی کے باعث سے سلطنت کے کام کاج پر پوری پوری توجھہ نکرتا تھا اور اور بیٹوں کی نسبت دارا شکوہ کو یہہ مرتبہ دیا تھا کہ اُس کو وارث تخت سمجھہ کر جن کاموں کو خود نکرتا تھا اُن کو اس پر ڈالتا تھا غرض کہ اسی زمانہ میں بادشاہ کے گھٹنے درد کرنے لگے اور پیشاب اُسکا بند ہوگیا اور کام کاج کے قابل نرہا یہاں تک کہ

کا دعوی رکھتے ہیں اور اسی سبب سے وہ بڑوں سے بھلا اور بھلوں سے برا ہی اور مرزا شجاع ایک شرابی کبابی اور مراد ایک نفس پرور اور شکم بندہ ہی اور اورنگ زیب اپنے کاموں اور صلاح و مشورت کی باتوں میں مراد اور شجاع دونوں پر فایق اور سرکاری کاموں کے بوجھہ اُٹھانے کے لایق ہی مگر شکوک شبہات سے معمور اور سب کی جانب سے بدگمان ہی اور کسی آدمی کو اعتماد کے قابل نہیں جانتا ۱۲ رقعہ اورنگ زیب موسومہ فرزند خود مندرجہ دستورالعمل آغائی

‡ گلیڈون صاحب کی تاریخ جہانگیر

گور کے کنارے پہونچ گیا § دارا شکوہ نے ایسی وقت میں اکتوبر سنہ ۱۶۵۷ ع مطابق هفتم ذي‌الحجہ سنہ ۱۰۶۷ هجري کو جگهہ جگهہ کي خط کتابت موقوف کرائي اور ایسی مسافروں کو کهیں آنے جانے ندیا جن کے ذریعہ سے بادشاہ کے سخت بیمار هولیکي خبر صوبوں میں پهیلني ممکن تهي مگر باوصف اِس کے بهائیوں کي تاک جهانک اور چالاکیوں سے بہت دنوں تک بهہ نسکا اور خصوص اورنگ زیب کو اوسکي کل حرکتوں اور فعلوں کي اُس لڑائي کے تمام زمانہ میں ذرا ذرا خبر پهونچتي رهي جسکا بیان آگی آویگا *

ایسی آڑے وقت میں پہلے پہل مرزا شجاع نائب‌السلطنت بنگالہ نے میدان میں قدم رکها چنانچہ اوسنے ساري فوج اپني اکهٹي کي اور دارالسلطنت کے ارادہ پر بہار تک چلا آیا بعد اوس کے مرزا مراد نایب‌السلطنت گجرات نے مرزا شجاع کي پیروي کي چنانچہ ضلع کے خزانوں پر تصرف کیا اور سورت کو آ گهیرا جہاں کا حاکم محکوم اوسکا نتها اور بہت سے روپیہ کے وهاں جمع هونے کا خیال اوسنے کیا *

اورنگ زیب نے زیادہ هوشیاري برتي کہ آسنی شجاع اور مرادکي مانند بادشاهي کا خطاب اختیار نہ کیا اگرچہ اپنے صوبہ کي شمالي سرحد تک آیا اور اپني فوج کو طیاري کا حکم سنایا مگر جب تک کہ دارا شکوہ کي طرف سے بصیغہ بادشاهت میر جملہ وغیرہ سرداران فوج کے نام یہہ حکم نہ آیا کہ اورنگ زیب کے تحت حکومت نرهو اور اُس کے نشان سے الگ هو جاؤ تب تک وہ علانیہ جنگ و پرخاش پر آمادہ نهوا میر جملہ مغلوں کي ملازمت کے بعد آگرہ میں بلوایا گیا تها اور بڑے بڑے عهدوں پر معزز اور ممتاز هوا تها اور بعد آس کے دکن کو واپس روانہ کیا گیا تها مگر کل خاندان آس کا آگرہ میں موجود تها اور اسي لیئے بادشاہ کي نافرماني میں آن نتیجوں کا اندیشہ تها جو نافرماني

§ خافي خان

کي صورت میں اُس کے خاندان والوں کو پیش آتي مگر اورنگ زیب نے ایک بات ایسي اُس کو سوجھائي که اُس کي پریشاني دور ہوگئي *

ایک تدبیر کي رو سے جو آپس کي صلاح و مشورت سے نکالي گئي تھي اورنگ زیب نے میر جمله کو اپنے دربار میں بلایا میر جمله نے پریشاني ظاهر کي اور تعمیل حکم میں توقف کیا مگر جب که وه کام ناکام اُسکے دربار میں حاضر ہوا تو اورنگ زیب نے دولت آباد کے قلعه میں مقید رهنے کا حکم دیا اور میر جمله کے ماتحت سردار اپنے افسر کي خفیه اجازت سے اورنگ زیب کي خدمت میں حاضر رهے بعد اُسکے اورنگ زیب نے پرده تو اوٹھایا مگر اپنے معمولي چالیں چلتا رها چنانچه اُس نے دارا شکوه اور شجاع کو آپس میں لڑنے بھڑنے دیا تاکه اونکے کم زور ہونیسے اپنے تئیں فایده پهونچے اور اپنے جوڑتوڑوں کو مراد کے رفیق و موافق بنانے میں صرف کیا جس سے یهه امید تھي که وه اوس کے هاتھوں میں بطور ایک آله کے رهیگا غرض که اوسنے مراد کو ایک خط اِس مضمون سے لکھا که میں تمهارا خیر خواه اور برادر مخلص هوں اور تخت نشیني تمکو مبارک هو باقي میرا یهه اراده هی که میں مکه کو جاؤں اور کنج عزلت میں بیٹھه کر خدا کي یاد کروں اور دنیا کو چھوڑوں اور باوصف اِس کے لامذهب داراشکوه کے مقابله پر تیرا ساتھي بھي هوں اور ابتک که همارا باپ جیتا جاگتا هی تو هم کو چاهیئی که اُس کي خدمت میں حاضر هوں اگر وه همسے بعنایت پیش آوے تو اُس کو اُس رعب داب سے بچاویں جو داراشکوه نے اُسپر حاصل کیا اور اپنے بھائي داراشکوه کي غلط فهمي کي معافي چاهیں اور اب اسي عرصه میں همکو یهه مناسب هی که هم اپني فوجیں اکٹھي کریں اور کافر جسونت راے سے بمقابله پیش آویں جو همارے لیئے روانه کیا گیا † اگرچه یهه بات قرین قیاس نهیں که مرزا

† خافي خاں

مراد اورنگ زیب کي ایسي خلاف توقع باتوں سے دھوکہ میں آیا ھو مگر اوس نے موتي چال کو اپنے اوستادانہ پیرایوں سے چھپایا تھا غرض کہ مراد ایک سیدھا سادھا آدمي تھا چنانچہ اُس نے اورنگ زیب کي بناوٹوں اور خوشامد آمیز فقروں کو بہت کان دھر کر سنا اور کسي طرح کا شک و شبہہ جي میں نہ لایا اور اپنے خفیف معاملہ کي تائید و اعانت سے جس کي توقع اُس کو بہت تھوڑي تھي نہایت شاداں و فرحاں ھوا *

اِس سے پہلے دارا شکوہ اپنے حریفوں کے مقابلہ کي تدبیریں ٹھیک ٹھاک کرچکا تھا چنانچہ اُسنے راجہ جسونت سنگھہ کو مراد اور اورنگ‌زیب کي دیکھہ بھال کے لیئے مالوہ میں روانہ کیا تھا اور یہہ اُس کو سمجھا دیا تھا کہ حسب تقاضاے وقت جیسا کہ شایاں و مناسب ھووے ساري فوج سے اُن کا مقابلہ کرے یا فوج کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بمقابلہ پیش آوے بعد اُس کے نومبر سنہ ۱۶۵۷ ع مطابق چوتھي ربیع‌الاول سنہ ۱۰۶۸ ھجري میں دلي سے آگرہ کي جانب بڑھا اور اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کے ساتھہ ایک فوج اپني کرکے بتائید راجہ جے سنگھہ کے مرزا شجاع کے مقابلہ پر بھیجا جو بنگالہ سے چلا آتا تھا اور یہہ وہ زمانہ تھا کہ اس زمانہ میں شاھجہاں نے کامل شفا پائي تھي اور اپني سلطنت پر دو بارہ قبضہ کرنے کے قابل ھوگیاتھا مگر اور شاھزادوں کي بد وضعي اور بد چلني سے داراشکوہ پر اعتماد اُس کا زیادہ ھوتا گیا چنانچہ اس نے شاھزادہ مرزا شجاع کے نام اس مضمون سے ایک شقہ مضبوط لفظوں کا لکھا کہ تو اپني حکومت گاہ کو واپس چلا جا مگر مرزا شجاع نے شقہ مذکور کو دارا شکوہ کا جوڑ تصور کیا اور اب بھي بادشاہ کے شفا پانے کو مشتبہ سمجھے گیا اور دارالخلافت کي طرف بڑھتا آیا یہاں تک کہ مرزا سلیمان شکوہ اُس سے بنارس کے قرب و جوار میں مقابل ھوا چنانچہ شجاع سے لڑائي ھوئي مرزا شجاع کي فوج اگرچہ منتشر تو نہوئي مگر اوس نے شکست فاحش کھائي چنانچہ مرزا شجاع بنگالہ جانے پر مجبور ھوا *

اسي عرصه مين آخر مارچ سنه ۱۶۵۸ ع مطابق ۲۵ جمادي الثاني سنه ۱۰۶۸ هجري مين اورنگ زيب نے برهانپور † سے مالوه كو كوچ كيا اور مرزا مراد اپنے بهائي سے ملاقي هوا اور دونوں كي فوجيں باهم هوكر جسونت راے پر روانه هوئيں جو اوجين كے قريب اپني چهاوني ڈالي پڑا تها راجه نے اپني فوج كو درياے سپرا كے كنارے پر آراسته كيا يهه دريا اگرچه اوس زمانه مين خشك هونے كے قريب تها مگر جس زمين پر بهتا تها اوسكے پهاڑي هونيكے باعث سے وار پار اوترنيكا بڑا مانع مزاحم تها يهه لڑائي اپريل سنه اليه مطابق ماه رجب سنه اليه مين واقع هوئي اور راجپوت بڑي دليري دلاوري سے لڑے مگر جب كه باقي فوج نے تائيد اون كي اچهي طرح نكي تو وه لڑائي هار گئے اور تصفيه اِس لڑائي كا مرزا مراد كي بهادري سے هوا غرض كه جسونت سنگهه اپني پراگنده فوج كو ليئے هوئے اپنے ملك كو چلا گيا اور باقي فوج بادشاهي تتر بتر هوگئي ‡ بعد اوس كے جب اورنگ زيب نے اپنے سرداروں پر انعام تقسيم كيا تو مراد كي شكرگذاري كے ليئے اون كو بهيجا گويا كه وهي شاهزاده اِس فخر و عزت كا سرچشمه اور شان و شوكت كا سرمايه هے اور جب كه اورنگ زيب اوس سے پهلے پهل ملا تها تو اوس نے باهم متفق رهنے كا قول و قسم كيا تها چنانچه بعد اس لڑائي كے وه اپني بات پر قايم رها اور صدق و صداقت اور زور و متانت سے وه وعدے اپنے كيئے گيا اگرچه اورنگ زيب اپني حسن و لياقت كے ذريعه سے لڑائي كے تمام كاربار پر قابض و متصرف تها مگر لڑائي كے سارے زمانه مين جاں نثاري اور نيازمندي جتاتا رها اور چهوٹے بهائي كو بڑا

---

† خافي خاں

‡ برنير صاحب بادشاهي فوج مين تهوڑے هي عرصه بعد اِس لڑائي كے آئے تهے چنانچه وه صاحب قاسم خاں بادشاهي فوج كے دوسرے سردار كو نمك حرام بتاتے هيں يعني اُسنے مخالفوں سے موافقت كي اور حق نمك ادا نكيا ـــ ايضا خافي خاں

سمجھتا رہا اور تمام موقعوں پر تواضع اور مدارات اوسکي کرتا رہا || بعد اوس کے یہہ دونوں بھائي خفیف خفیف کوچ کرتے ہوئی آگے کو بڑھے یہاں تک کہ وہ شعبان سنہ ۱۰۶۸ مطابق مئي سنہ ۱۶۵۸ع کو دریاے چنبل تک پہونچے جو گوالیار کے قریب اور دھولپور کے نیچے بہتا ہی اور جو جو انتظام اوس دریا کي حفظ و حراست کي غرض سے داراشکوہ نے کیئے تھے وہ اورنگ زیب کي عمدہ تدبیروں سے بے کار ہوگئی یہاں تک کہ فوج اوس کي بلاتکلف دریا پار اُترگئي *

جسونت راے کي لڑائي سے پہلے شاہجہاں شدت گرمي کے مارے اگرہ سے دلي کو روانہ ہو گیا تھا اور جب کہ اُسنے یہہ بري خبر سني کہ جسونت سنگھہ نے لڑائي ہاري تو بلا رضا و رغبت وہ دلي سے آگرہ کو واپس آیا اور وہاں آکر یہہ دیکھا کہ دارا شکوہ نے میر جملہ کے بیٹے محمد امین کو مقید کیا ہی مگر جب کہ شاہجہاں نے اس حرکت کو پسندیدہ نہ سمجھا تو خود داراشکوہ نے حکم اپنا منسوخ کیا اگرچہ خود بادشاہ اس زمانہ میں شدت مرض کے مارے ضعیف و نحیف تھا مگر باوصف اس کے خیموں کي استادگي کا حکم اُس نے صادر فرمایا اور بذات خود لڑائي پرجانے کا اُسنے ارادہ کیا اور یہہ اُمید اُسکو قوي تھي کہ میري موجودگي اور حکم و حکومت کے باعث سے باہم تصفیہ ہو جاویگا اور ایسي لڑائي واقع نہوگي جسکے ہونے سے طرح طرح کي بلائیں مصیبتیں خود اس پر اور فریقین پر نازل ہوویں مگر اُسکے سالے شایستہ خاں نے روک تھام اُسکي کي اور اس ارادہ سے اُسکو باز رکھا اور حقیقت یہہ تھي کہ اگر شاہجہاں اس ارادہ کو پورا کرتا تو گو فوجوں پر تھوڑا بہت اثر اوسکا ہوتا مگر بیٹوں کے حق میں کارگر نہ پڑتا اس لیئی کہ شاہزادوں کي یہہ نوبت پہونچي تھي کہ اپنے ارادوں سے پھرنا اور شاہجہاں کي حیات موہوم پر اپني سلامتي کا بھروسا کرنا اب ممکن نہ تھا *

|| خافيخاں و برنیر صاحب

دارا شکوه اس آشتي سے اس لیئے خوش نه تها که آسکے هونے سے نا محدود اختیار اوسکا بجاے خود باقي نه رهتا اور بدستور سابق ساري سلطنت کا انصرام و اهتمام اوسکے باپ کے قبض و تصرف مین چلا جاتا غرض که دارا شکوه لے اسي واقعي خیال سے اور نیز اپني فوج کي کثرت تعداد کے بهروسے پر سلیمان شکوه اپنے بیٹے کا انتظار بهي نه کیا جو آسکي فوج کا عمده تکڑا همراه اپني لیئے هوئے بنارس سے چلا آتا تها یهانتک که داراشکوه اپنے باپ کي تاکید و فهمایش کے خلاف پر ایک ایسي فوج اپنے ساتهه لیکر آگره سے روانه هوا جو کثرت تعداد اور درستي ساز و سامان کي حیثیت سے ایسي معلوم هوتي تهي که کوئي فوج اسکي ٹکر نه اتها سکیگي مگر حقیقت میں اپنے حاکم کے غرور و نخوت اور سرداروں کي نمک حرامي اور چنے چنے لڑنے والوں کے موجود نهونے سے بهت کمزور هوگئي † تهي *

غرض که آغاز جون سنه ۱۶۵۸ع مطابق ششم رمضان سنه ۱۰۶۸ع کو دونوں فوجیں یعنے اورنگ زیب اور داراشکوه کے لڑ لشکر شاماگڈه واقع متصل آگره پر پهونچي اور دوسرے روز آپسمیں صف بندي توهوئي مگر اگلي صبح تک لڑائي بهڑائي نه هوئي *

دارا شکوه کیطرف سے لڑائي شروع هوئي یعني اوسکي فوج کے ایک رساله نے جو رستم خان رساله دار کے زیر حکومت تها آپ اپني طرف سے پہلے پہل چهیڑ اوٹهائي مگر وه رساله آن توپوں کي قطار میں گهس بیٹهه نه سکا جو اورنگ زیب کي فوج کے سامنے مرتب کي گئي تهیں اور ایسے هي دوسرا دهاوا بهي جو خود دارا شکوه نے کیا تها نا کام رها اور

---

† خافي خان بیان کرتا هی که داراشکوه کي فوج آگره میں ستر هزار سواروں سے زیاده تهي اور هاتهي اور توپیں بلا شمار تهیں اگرچه برنیر صاحب هندوستان کے بیان کو هجوم و کثرت کے مقدمه میں عموما اعتبار نهیں کرتے مگر یهاں وه صاحب خیال کرتے هیں که دارا شکوه کے پاس ایک لاکهه سوار اور بیس هزار پیادے اور اسي توپیں هونگي اور اورنگزیب و مراد کي فوجوں کو تیس یا پینتیس هزار سوار بتاتے هیں

بالکل ضایع گیا مگر اُس نے مرۃ بعد اخری اور کرۃ بعد اولی اپنے دھاروں کو جاري رکھا اور عین مرکز لشکر پر جہاں اورنگ زیب اپني همت باندھے کھڑا تھا متواتر حملوں کي بوچھاریں برساتا رہا اور اسي عرصہ میں تین هزار اوزبکوں نے مرزا مراد پر حملہ کیا اور تیروں کي ایسي بوچھاریں برسائیں کہ مرزا مراد ان کے مقابلہ پر بدشواري ٹھہر سکا اگرچہ آسکے هاتھي نے تیروں کي مار ماروں سے بھاگنا چاها مگر اس نے پانؤ میں بھاري زنجیر ڈلوائي اور اس زنجیر کے ڈالنے سے اپنے بھاگنے کے اختیار و قدرت کو منقطع کیا بعد اس کھمسان کے جو اوزبکوں سے واقع ہوا ایک اور دھاوا ظہور میں آیا یعني راجپوتوں کے بہت بڑے گروہ نے مرزا مراد پُراس تندي تیزي سے حملہ کیا کہ کوئي چیز آسکو روک نہ سکتي تھي منجملہ اونکے راجہ رام سنگھہ اُن کے سردارنے جو زعفراني جامہ پہنے ہوئے اور مرصع کلغي لگائے ہوئے آتا تھا مرزا مراد کي طرف اپنا گھوڑا دوڑایا اور بھالا تول کر مرزا مراد پر چلایا اور مہاوت کو للکار کر هاتي بٹھانے کو کہا مراد نے اوسکا بھالا اپني ڈھال پر روکا اور ایک تیر آبدار کے ذریعہ سے شربت مرگ اوس کو چکھایا ‡ اور جبکہ راجہ رام سنگھہ اوس کے تیر کي مار سے پچھاڑ کھاکر گرا اور لوٹ پوٹ کر مر گیا تو راجپوتوں کے غیظ و غضب کو جوش آیا اور ایسے جي توڑ کر لڑے کہ مرزا مراد کے هاتھي کے آس پاس اونکي لاشوں کے پشتے بندہ گئے اگرچہ اورنگ زیب اسوقت میں بھائي کي اعانت پرانے کو آمادہ تھا مگر وہ جہاں کہیں تھا وهیں اوس کو نہایت مصروفي مشغولي کا موقع هاتھہ آیا یعني داراشکوہ نے اورنگ زیب کي توپوں کي قطار کو توڑ کر قلب لشکر پر دھاوا کیا اور دھاوے کي تندي اور فوج کي فراواني سے جو چیز اوسکے سامنے پڑي اسکو ٹھکانے لگایا *

---

‡ کرنیل ٹاڈ صاحب نے اس دھاوے کو بوندي والے راجہ چتر سال سے نسبت کیا جو شاهجہاں کے عہد و دولت میں مشہور سرداران فوج سے گنا جاتا تھا اور اسي لڑائي میں مارا گیا — خافي خاني خاں برنیر صاحب

اگرچه اس دهاوے کي تندي سے ساري فوج میں هل چل پڑي مگر اورنگ زیب اپني ذات سے مضبوط و مستحکم رها چنانچه جهاں کہیں بڑا خطره معلوم کرتا تها وهیں اپنا هاتهي دوڑاتا تها اور باواز بلند اپنے لوگوں سے کہتا تها که خدا تمهارا ساتهي هی اور تمهاري بازگشت اوسیکي طرف هی اور کوئي پشت پناه اسکے سوا نهیں اسي کهمسان میں راجه روپ سنگهه اپنے گهوڑے سے کودا اور اورنگ زیب کے هاتهي تک پهونچکر اس کے تنگ کو کاٹنے لگا اورنگ زیب اوسکي دلیري دلاوري سے حیران رها اور اسپر پریشاني کیوقت اپنے لوگوں سے پکار کر کہا که اس گبرو کو ضایع نه کرنا مگر اوسکي آواز کے پہونچنے سے پہلے وه پاش پاش هو چکا تها بعد اوسکے جب مرزا مراد نے راجپوتوں کے هٹانے بهگانے سے فرصت پائي تو دارا شکوه کے قلب لشکر پر متوجهه هوا اور جب که داراشکوه نے راجپوتوں کے مارے جانے اور بهاگ آنے سے اپني فوج کے دائیں بازو کو دشمن کے حمله کے لیئے کشاده پایا تو اپنے حمله کي قوت کم کرنے پر مجبور هوا جو مخالف کے قلب لشکر پر پهیلي هوئي تهي اگرچه یهه احتمال غالب تها که دارا شکوه اپني فوج کي کثرت و فراواني سے انجام کو کامیاب هوجاتا مگر ایسي حالت میں که وه اپنے هاتهي کو جو ساري فوج کو دکهائي دیتا تها آگے بڑهائے جاتا تها اور اپني للکار سے فوج کي همت بڑهاتا جاتا تها اور هاتهه کے اشاره سے آگے بڑهنے کا اشاره کرتا تها مخالف کي فوج سے ایک بان ایسا آکر لگا که هاتهي اس کا بے قابو هو گیا یہاں تک که کام نا کام اپنے هاتهي سے کود کر گهوڑے پر سوار هوا اور جب که دارا شکوه دور دور کي فوج کو نظر نه پڑا تو اون لوگوں میں پریشاني نے پانو اپنے پهیلائے اور جب که گهوڑے کي سواري کے بعد ایک ملازم اوس کا جو اوسکے ترکش بانده رها تها فوج مخالف کے تیر گولي سے گرا تو پاس پاس کے لوگوں میں بهي پریشاني پهیلي اور ساري فوج میں هل چل پڑ گئي ایشیا کا دستور یهه هی که سردار کے مارے جانے سے اکثر هار

هوتي هى اور آپس كي ملكي لڑائي ميں اوسكے كام آئے سے وہ معاملہ نيست و نابود هوجاتا هى جس پر لڑائي واقع هوتي هى حاصل يهہ كہ جب يهہ پريشاني واقع هوئي تو دارا شكوہ كي كامبابي بيكار سمجهي گئي اور هرشخص كو اپني جان مال كے لالے پڑے يهاں تك كہ باذواوس فوج كے بهي اوكهڑنے لگے جو لڑائي بهڑائي سے اب تك محفوظ و مامون تهي اور بادشاہ زادے لڑائي كے كهيت سے منهہ پهير كر قلب لشكر كو چيرچار كر پيچهے كو بهاگے اور سامنے كي فوج اور خود دارا شكوہ كو بهاگنے پر مجبور كيا *

جوں هي كہ فتح و نصرت كا تصفيہ هوا تو اورنگ زيب سجدہ ميں گرا اور خداتعالى كا شكر اُس لطف و عنايت كي بابت بجا لايا جو ايسے اڑے وقت ميں اُسكي جناب كبريا انتساب سے فيض هوئي بعد اُس كے مرزا مراد كو سلام كيا اور حصول سلطنت كي مباركبادي دي اور جب كہ اُسنے مرزا مراد كے هودے كو تيروں كي بوچهاروں سے چهلني پايا اور خود اُسكو بهي كهيں كهيں زخمي ديكها تو فتح و ظفر پر هشاشي بشاشي ظاهر كر كے اُس كے چهرہ كو لهو سے پوچهنے اور بڑا پيار اور نهايت مهر و محبت ظاهر كرنے † لگا *

جب كہ يهہ معاملہ ميدان ميں هو رها تها تو بد نصيب داراشكوہ شامت كا مارا آگرہ كي جانب بهاگا جاتا تها چنانچہ شام كے وقت اُسي خرابي تباهي سے دو هزار سواروں سميت آگرہ ميں داخل هوا جسميں اكثر لوگ آدهے زخمي تهے اور منجملہ اُس بڑي فوج كے جو همراہ اُسكے گئي تهي يهي لوگ اُسكي خدمتگذاري كو باقي رہ گئے تهے شرم كے مارے باپ كے سامنے نہ گيا اسليئے كہ اُسكي راے كے خلاف اُسنے يهہ كام كيا تها

† مراد كے هودے كو فرخ سير بادشاہ كے عهد دولت تك بطور عجايب چيزوں كے امانت ركها تها چنانچہ خافي خان كے زمانہ تك جسكو خود اُس نے بهي ديكها تها وہ هودا موجود تها اور بقول اُسكے تيروں كے هجوم سے خار پشت كي مانند آمودہ اندودہ تها

اگر وہ اُسکی تدبیر پر چلتا تو شاید یہہ ذلت نہ اُٹھاتا بعد اُسکے محل سلطانی سے بھاری مول کی دو چار چیزیں لیکر جورو بچوں سمیت آگرہ سے دلی کو چلتا ہوا آگرہ سے تین منزل پہونچ چکا تہا کہ وہ پانچ ہزار سوار اُس سے جا کر ملے جنکو بادشاہ نے اُس کی کمک کے لیئے بھیجا ‡ تھا *

اورنگ زیب کا آگرہ میں داخل ہونا

لڑائی پر تین دن گذرے تھے کہ اورنگ زیب آگرہ کو روانہ ہوا چنانچہ اُسنے شہر پناہ کے سامنے ڈیرے لگائے اور جون سنہ ۱۶۵۸ع مطابق

‡ اس لڑائی کے بیان میں بعض بعض حالات برنیر صاحب سے لیکر بیان کیئی گئے مگر خافی خاں کے بیان کو عموماً ترجیح اس لیئےدی گئی کہ خافی خاں تقریری اور تحریری بیانوں کے علاوہ اپنے باپ کا حوالہ بھی دیتا ھی جو خود لڑائی میں موجود تھا اگرچہ برنیر صاحب بھی اسی زمانہ کے قریب تھے اور وہ عمدہ لکھنے والے ھیں مگر تقریری اور تحریری واقفیت اُن کی محدود ھوگی اور ھندوستانیوں پر راے لگانے کے ذریعہ اُنکے پاس کچھہ تھوڑے موجود ھونگے علاوہ اُس کے اُن کے بیان میں ایسیایسی حکایتیں مذکور ھیں جو لوگوں کی بناوٹیں معلوم ھوتی ھیں چنانچہ اُنھوں نے داراشکوہ کے ھاتھی سے اُترنے کی وجہہ یہہ بیان کی ھی کہ عین فتح کیوقت میں کسی سازشی صلاح کار نے اُسکو اُترنے کی مشورت سوجھائی اور خافی خاں کا یہہ بیان ھی کہ داراشکوہ ایسی گھبراھٹ میں اوترنے پر مجبور ھوا کہ اُس نے جو تیان بھی ھودے میں چھوڑیں اور ننگے پانو اور بلا ھتیاروں گھوڑے پر سوار ھوا علاوہ اسکے برنیر صاحب نے شاھجہاں کی سازش اورنگ زیب کے پکڑنے میں اور بجواب اُسکے اورنگزیب کی سازش شاھجہاں کو گرفتار کرنے میں اور پھر کامیابی اُس کی بیان کی حالانکہ یہہ بات سچی معلوم نہیں ھوتی اور خافی خاں نے کچھہ بیان اُس کا نہیں کیا واضح ھو کہ جو جو حال اس میں اورنگ زیب کے مفید و نافع لکھے گئے ھیں وہ دیکھہ بھال اور چھان بین کے قابل ھیں اسلیئے کہ اگرچہ برنیر صاحب داراشکوہ کی پاک طینتی اور صاف نیتی کا شیفتہ فریفتہ تھا مگر اورنگ زیب اُسکا اور دارا شکوہ کا دشمن تھا اور خافی خاں بڑی دارا شکوہ سے مذھبی عداوت رکھتا تھا اور ان دونوں مورخوں نے یہہ حالات اُس زمانے میں لکھے ھیں کہ اورنگ زیب اچھی طرح کامیاب ھو چکا تھا اور جگھہ جگھہ اُس کی پکی مسلمانی اور بڑی بادشاھی کا شہرہ پھیل گیا تھا

دسویں رمضان سنہ ۱۰۶۸ع ہجري کو شہر پر قابض هوا بعد اُس کے تهوڑے دنوں گذرنے پر بادشاهي محلوں پر تصرف کیا اور باپ کي خدمت میں بڑے عجز و انکسار سے عریضے بهیجتا رها اور جو کام اُس سے ظہور میں آئے اُن کا عذر اوسنے پیش کیا که بمقتضاے ضرورت یهه کام اوس سے واقع هوئے باقي خدا نخواسته آپ کي خدمت میں کسي قسم کي گستاخي بے ادبي نهوگي میں ویساهي خادم اور نیازمند آپکا هوں جیسا که پهلے سے تها یهه غالب هی که اورنگ‌زیب اپنے جي سے اِسبات پر راضي تها که باپ کو راضي رکهے اور اوسیکے نام سے حکومت کرتا رهے مگر جب که اوسکو یهه بات دریافت هوئي که باپ کے نزدیک اعتماد اپنا حاصل کرنا اور دارا شکوہ کي مہر و محبت کو باپ کے جي سے دهونا ممکن و متصور نهیں تو اوسنے اپنے بیٹے محمد سلطان کو قلعه مبارک پر کامل قبض و تصرف کرنے اور آنے جانے والوں کو روکنے ٹوکنے کي غرض سے روانه کیا اور باوجود اس کے شاهجہاں کي تعظیم تکریم از حد هوتي رهي مگر سلطنت اوسکي اسي زمانه سے ختم هوئي اگرچه بعد اُسکے سات برس تک زنده رها باقي یهه وجهه دریافت نهیں هوتي که ایسا لایق فایق بادشاہ تخت سے اوتارا جاوے اور اوسکے پورانے ملازموں میں سے کوئي حامي کار اوسکا نهووے اور اصل حقیقت یهه تهي که عیش و عشرت میں پڑنے سے اوسکي سمجهه بوجهه میں فرق و فتور آگیا تها اور اسلیئے که اوس نے ایک مدت سے فوج کي سرداري سے هاتهه اوٹهایا تها تو فوج والوں نے اپنے التفاتوں کو اُن شہزادوں پر متوجهه کیا تها جو اونکو میدانوں میں لڑائي پر لیجاتے تهے اور اُنکے ذریعوں سے انعام و اکرام ان میں تقسیم هوتے تهے علاوہ ان کے اورنگ زیب کا حسن لیاقت اور جوهر قابلیت بهي باعث پڑا اِس لیئے که اورنگ زیب اگرچه حکومت کے مقدموں اور باقي معاملوں میں بهي اچها خاصا تها مگر سازشوں کي روک تهام اور مفسدوں کے انتظام و اهتمام میں اور معاملونکي نسبت بهت زیاده کامیاب هوا *

اورنگ زیب کا مراد کو قید کرنا

جب که اورنگ زیب کا کام نکل چکا اور شاهزاده مراد سے کچهه مطلب باقي نه رها تو اس نے اسکو اس سلطنت سے بلا دشواري اور بلا سبب علاحده کیا جسکا اسکو بظاهر مالک بنا رکها تها چنانچه اسنے اس سیدهے سادهے بادشاه زاده کو عجز و انکسار کے برتاؤ اور نذر بهینٹه کے چڑهاؤ اور مهر و محبت کے پهیلاو سے جبتک دهوکه میں رکها که وه دونوں دارا شکوه کے پیچهے آگره سے روانه هوئے غرضکه ایک روز اسنے مرزا مراد کو شام کے وقت اپنے دسترخوان پر بلایا اور اپنے مذهبي وسواسوں کو اسقدر ڈهیلا چهوڑا که بے تکلف پیالے چلنے لگے یهانتک که مرزا مراد اسقدر پي گیا که بالکل از خود رفته هو گیا اور جب که یهه حال اس کا هوا تو هتیار اسکے چهینے گئے او اسکي طرف سے کوئي مقابله پیش نهوا غرضکه پابزنجیر کر کے ایک هاتهي پر سوار کیا گیا اور سلیم گڈه کو بهیجا گیا جو دلي کے لال قلعه کا ایک ٹکڑا گنا جاتا هی اور تین هاتي باقي طرفوں کي طرف اسیقدر محافظوں کے ساتهه اس غرض سے روانه کیئے که لوگوں پر یهه بات نه کهلے که وه کهاں پهونچایا گیا بعد اس کے گوالیار کے قلعه میں منتقل کیا گیا جو اس زمانه میں بڑے مجرموں کے لیئے بڑا قید خانه قرار دیا گیا تها بعد اس کے اورنگ زیب آگے کو دلي کي جانب بڑهتا چلا جهاں اسنے بادشاهت اختیار کي اور اپني بادشاهت کي منادي پهروائي ‡ مگر اس نے اپنے نام کا سکه اپني تخت نشیني کے پهلي سالگره تک جاري نه کیا اور نه جب تک تاج اپنے سر پر رکها مگر بعد اسکے اسنے یکم ذي‌قعده سنه ۱۰۶۸ هجري مطابق بستم اگست سنه ۱۶۵۸ع کو تاج و تخت کو عزت بخشي اور یهي باعث هوا که اسکي سلطنت کي تاریخوں میں گونه پریشاني واقع هوئي *

---

‡ خافي خاں

شاہجہاں کے عہد دولت کي شادابي کا بیان

اگرچہ شاہجہاں کي سلطنت بطور معقول اختتام کو نہ پہونچي مگر گمان غالب یہہ هی کہ هندوستان کي سلطنتوں میں سے وہ سلطنت نہایت عمدہ هوئي اور باوصف اس کے کہ وہ بعض بعض وقتوں میں غیر ملکي لڑائیوں میں گھرا رہا رها مگر اوسکے خاص ملک کا امن چین بطور خود قایم دایم اور ایشیا کي بہت سي سلطنتوں کي نسبت آسکي سلطنت میں انتظام و اهتمام اچھا رها *

باوجود اِسکے کہ یہہ بادشاہ آرام و آسایش کا شیفتہ اور عیش و نشاط کا فریفتہ تھا اور باوصف اس کے کشمیر جنت نظیر کے آنے جانےاور عمدہ عمدہ عمارتوں کے چنانے بنانے میں جنکا شوق ذوق آس کو دامنگیر رهتا تھا ملک کے انتظام و اهتمام اور کاربار سلطنت کي اصلاح و انصرام سے غافل رهنے کو گوارا نکرتا تھا چنانچہ آس نے اِسي باعث سے اور نیز اپنے لیئے عمدہ وزیروں کے انتخاب کرنے سے سلطنت کے نظم و نسق اور حکومت کے بست و کشاد میں کسي قسم کے خلل کو دخیل نہونے دیا بلکہ اُس نے عمدہ عمدہ باتیں ایجاد کیں جیسے کہ جمعبندي اور زر لگان کے قایم کرنیکي غرض سے دکن کي پیمایش کي خافي خاں جو آن زمانوں کا نہایت عمدہ مورخ هی بیان کرتا هی کہ اگرچہ اکبر بادشاہ از روے فیروز مندي اور قانون تراشي کے شہرہ آفاق اور مشہور اکناف هوا مگر ملک و محاصل کے نظم و نسق اور سلطنت کے هر محکمہ کے انتظام و اهتمام کي حیثیت سے کوئي بادشاہ ایسا نہیں گذرا جیسا کہ یہہ شاهجہاں تھا *

یہہ مانا کہ اور بادشاهوں کي نسبت شاهجہاں کي حکومت تھوڑي بہت اچھي خاصي تھي مگر یہہ سمجھنا مناسب نہیں کہ وہ حکومت آن قباحتوں سے پاک صاف تھي جو خود مختار بادشاهوں کي حکومتوں میں همیشہ پائي جاتي هیں اِس لیئے کہ یہہ بات خیال میں آتي هی کہ مال کے حاکم کسیقدر زور و ظلم سے محاصل وصول کرتے هونگے اور

داد رسانی کے افسروں میں لین دین کا چرچا اور رشوت ستانی کا اجرا هوگا چنانچه یورپ والوں کی گواهی اس مقدمه کی نسبت همارے پاس موجود هی که پرمٹ والے حکام اپنے لیئے مال لوگوں کا چهین جهپٹ سے لیتے تهے اور صوبونکے حکام اپنی خود مختاری سے هر طرح کا زور ظلم عمل میں لاتے تهے مگر باوصف ان نقصانوں کے لحاظ کے بہت سی باتیں ایسی باقی رهتی هیں که اُن کے دیکهنے بهالنے سے صاف یهه دریافت هوتا هی که شاهجهاں کے عهد حکومت میں هندوستان کی حالت شادابی اور سر سبزی پر قایم تهی † *

دلی سے دارالسلطنت کے بنانے سے یهه دریافت هوتا هی که یهه بادشاه اپنی ذاتی دولت سے سرکاری دولت کے علاوه معمور و مشحون تها منڈوسلو صاحب بیان کرتے هیں که اگره شاهجهاں کے وقتوں میں اصفهان سے دوگنا تها چنانچه اُس میں عمده عمده بازار اور اچهی اچهی دوکانیں اور بہت کثرت سے غسل خانے اور بہت سی کارواں سرائیں موجود تهیں اور یهه شادابی اور آبادی صرف اُن مقاموں میں محدود نتهی

---

† ٹیورنیر صاحب جس نے هندوستان کے اکثر حصوں کو مکرر سه کرر دیکها بهالا بیان کرتے هیں که شاهجهاں بادشاه اپنی رعایا پر ایسی حکومت کرتا رها جیسے کوئی باپ اپنے بال بچوں کی نگرانی کرتا هی اور یهی صاحب اُسکی ملکی حکومت کی چابکی چستی اور جان مال کی حفظ و حراست کو بڑے مبالغه سے لکهتے هیں جو بادشاه کی سعی و محنت کی بدولت رعایا کو حاصل تهی اور ڈلاوالی صاحب جس نے جهانگیر کی اخیر سلطنت یعنی سنه ۱۶۲۳ ع میں جب که شاهجهاں اُس کے بیٹے کے عهد دولت کی نسبت سلطنت کا کام ابتر تها تاریخ لکهی یهه بیان کرتے هیں که شاهجهاں کے زمانه میں سارے لوگ اپنی اوقات امن چین سے شریفوں کی طرح کاٹتے تهے اور جان مال کی حراست بهی اُنکو بخوبی حاصل تهی اور وجهه اُسکی یهه هی که بادشاه اُنکا جهوٹے جهوٹے بهتانوں کے ذریعه سے زور و ظلم نهیں کرتا اور جب که یهه بادشاه اپنی رعایا کو کهاتا پیتا اور خوش باخوش دیکهتا هی تو کسی قسم کا تاوان اُن سے نهیں لیتا جیسے که اور مسلمان بادشاهوں کا دستور و قاعده هی اس لیئے که هندوستان کے لوگ ایک بڑے ٹهاٹ سامان سے رهتے هیں اور شان شوکت کے دکهانے اور جاه و حشمت کے جتانے پر مرتے هیں

جہاں خود بدولت تشریف رکہتے تھے بلکہ بڑے بڑے سیاح اُن شہروں کي شادابي سر سبزي بڑي حیرت سے بیان کرتے ھیں جو دور و دراز صوبوں میں واقع تھی اور ساتھہ اُس کے اُن صوبوں کي آبادي زر خیزي کو بھي ایک مبالغہ سے جتاتے بتاتے ھیں ‡ *

اگرچہ ھندوستان کي موجودہ حالت کے دیکھنے سے دیکھنے والوں کو اس شاداب حالت کي نسبت شک شبہہ کرنا پہونچتا ھی جس کو ھندوستان کے مورخوں نے بڑے مبالغہ سے بیان کیا ھی مگر بقول آسکے کہ

از نقش و نگار و در دیوار شکستہ * آثار پدید است صنا دید عجم را

اوجڑے شہروں اور گرے پڑے محلونکے کھنڈروں اور اَٹے ھوئے تالابوں اور ٹوٹے پھوٹے بندوں اور بڑے بڑے چشموں سے جو اب بھي دکھائي دیتے ھیں اور نیز کاروان سرایوں کے کھنڈروں اورانده ھوئے کنووں اور شاھي سڑکوں کے دیکھنے سے اُن وقتوں کے سیاحوں کي شہادت پوري ھوتي ھی جس سے یہہ یقین ھوتا ھی کہ جب کے مورخوں نے جو کچھہ بیان کیا وہ بیوجھہ بیان نہیں کیا *

باوصف اس کے ھندوستان کا بر اعظم ایک حالت پر نتھا چنانچہ بڑے بڑے خطوں میں جنگل کھڑے ھوئے تھے اور پہاڑوں کے سلسلوں میں اکثر وحشي لوگ اور ڈاکو لٹیرے بستے تھے علاوہ اُس کے اُن حصوں میں بھي کبھي بغاوتوں کے خرخشے قایم رھتے تھے جو جنگلوں اور پہاڑوں سے پاک صاف تھے جیسے کہ خود شاھجہاں کے دور حکومت میں بندیل کھنڈ میں بغاوت قایم ھوئي مگر یہہ بغاوت ایک ایسے خطہ میں محدود رھي جو ڈائي رول واقع یورپ سے چھوٹا تھا یہاں تک کہ انگلستان اور فرانس سے بڑے بڑے صوبوں کو اُس بغاوت کي خبر بھي نہوئي *

---

‡ منڈرسلو صاحب نے گجرات کا حال بیان کیا اور گراف اور بروٹن صاحب نے مري صاحب کي کتاب تحقیقات ایشیا میں بہار و بنگال و اوڑیسہ کے حالات لکھے اور ٹیورنیر صاحب نے شاھجہاں کي سلطنت کے اکثر حصوں کا حال قلمبند کیا

ساري رعایتوں کے بعد کر سوچا جاوے تو بلا شبہہ حالؔ اُس کي رعایا کا اُن لوگوں کے حال سے بد تر هوگا جن پر بلاد یورپ میں آج کل اچھي طرح حکومت نہیں کي جاتي اور کسي قانون قاعدے کي پابندي نہیں هی چنانچہ یورپ کے ملکوں میں اونڈي غلام بنانے اور بہت سے پیاد کرنے کا نام و نشان پایا نہیں جاتا اور بڑے لوگوں کي جانب سے زور ظلم اٹھانیکا کھٹکا اور غلہ کي گراني کا اندیشہ بہت تھوڑا هی اور اسي باعث سے بیماریوں کا زور و شور بھي نہیں هوتا هاں یہہ بات ضرور تھي کہ شاهجہاں کے عہد حکومت میں بلاد یورپ کي نسبت محصول بہت تھوڑا اور پیچیدہ قانونوں کي عمل درآمد نتھي اور لوگوں کو قانوني جھگڑے بکھیڑوں سے بالکل فراغت حاصل تھي مگر اِس مقابلہ سے وہ مقابلہ عمدہ هی جو شاهجہاں کي حکومت کو بادشاہ سورس قدیم فرماں رواے روم کي حکومت سے ٹھرایا جاوے چنانچہ مقابلہ کے بعد یہہ دریافت هوتا هی کہ شاهجہاں اور اُس رومي بادشاہ کي سلطنتوں میں حسن انتظام اور امن چین کا مضمون بھي برابر تھا اور ایسي هي زور ظلم اور فساد و خلل کي مثالیں مساوي تھیں اگرچہ جسماني راحت برابر حاصل تھي مگر ایسي بات اِن دونوں کو نصیب نتھي جسکی ذریعہ سے امن و آسایش کو ترقي روز افزوں حاصل هووے اور اُس سے یہہ سمجھا جاوے کہ بادشاہ حال کے بعد بھي یہي امن چین باقي رهیگا مگر اِس مقابلہ میں بھي جلسوں اور حکایتوں روایتوں اور رایوں کي حیثیت سے جو پہلے پہلے وقتوں کا بقیہ چلاآتا تھا اُس رومي سلطنت کو شاهجہاں کي سلطنت پر فوقیت حاصل هوگي *

هندوستان کے بادشاهوں میں شاهجہاں نہایت بڑا بادشاہ گذرا چنانچہ جسقدر کہ اُس کے باپ دادا کے وقتوں میں جلو ریز اور کارخانوں اور درباري شان شوکت کے سامانوں اور بخششوں اور انعاموں

نے ترقي پائي تهي اُس سے زیادہ عروج اُس کے عہد دولت میں اُن ساري باتوں کو نصیب هوا اور اِن کاموں کے خرچ و اخراجات کي کمي کوتاهي صرف اِس لئے معلوم هوسکتي هی که اُن کے هونے سے شاهجهاں کے ایسی بیجا محاصلوں میں ترقي پائي نه گئي جو رعایا سے وصول کرتا تها اور اوس کے خزانه میں بهي کسي طرح کي کمي نه پڑي منجمله اُسکي بڑي فضول خرچیوں اور جاه و جلال کے سامانوں کے وہ تخت طاؤسي تها جس کو اُس نے بڑي آب و تاب سے بنوایا تها اور جس کا یهه نام اوس مور کي وجهه سے شہرۂ آفاق هوا جس کي تصویر اصلي رنگوں کے لحاظ سے نیلم اور پهوکراج اور عقیق اور زمرد وغیرہ جواهرات سے بنائي گئي تهي اور اچهے اچهے هیروں اور چنے چنے جواهروں کے بیچ میں رکهي گئي تهي اور اُس کے دیکهنے سے دیکهنے والوں کي آنکهیں خیرہ هوجاتي تهیں اور اُن جواهروں کي چمک دمک سے تیپ تاپ اوس کي چوگني هوئي تهي تیورنیر صاحب جو جوهر فروشي کرتے تهے بظاهر وثوق و اعتماد هي سے بیان کرتے هیں که سارے لوگوں کے نزدیک اوس تخت کي لاگت میں ساڑے چهه کروڑ روپیه صرف هوئي تهے اِس بادشاه نے بڑي بڑي عمارتوں کے چنانے بنانے میں جاه و جلال اپنا ظاهر کیا چنانچه اُس نے پراني دلي میں نیا شهر آباد کیا اور ایسی نقشه پر بنیاد اوس کي ڈالي که زیب زینت میں پراني دلي سے سبقت لیگیا منجمله اوسکے تین چوڑے چکلے بازاروں کے ایک بازار ایسا تها که چلتي بهتي نہر اور درختوں کي قطاروں سے زیب زینت یافته اور ایسے مکانوں سے آراسته پیراسته تها جن کے نیچے دوکانیں مرتب تهیں اور وہ تینوں بازار ایسی میدان پر ختم هوتي تهي جس کے عین مرکز میں جمنا کے کنارے پر بادشاهي قلعه واقع هی اور اوس قلعه کے خاص محل میں چوڑے چوڑے صحن اور سنگ مرمر کے بڑے بڑے دالان اور سنهري گنبد غرض که ایسے ایسے مکان واقع هیں

جنکو لوگوں نے بڑے مبالغہ سے بیان کیا اور اِس شہر کی جامع مسجد بھی بڑے شان و شوکت اور حسن عمارت کی روسے قدرت کا نمونہ ہی *

شاہجہاں کی عمدہ عمارتوں میں سے تاج محل کا مقبرہ ہی جسکو کوئی عمارت نہیں پہونچتی اور وہ سفید سنگ مرمر سے بنایا گیا اور بیل بوٹوں سے مزین کیا گیا یہہ مقبرہ مصالح لوازموں کی عمدگی اور اور نقشہ کی پاکیزگی اور اُس عجیب و غریب اثر کی حیثیت سے جوان دونو باتوں سے پیدا ہوتا ہی ایشیا اور یورپ کی تمام عمارتوں سے سبقت لیگیا † *

† یہہ مقبرہ جسکے نام سے مشہور ہی وہ حقیقت میں ممتاز محل شاہجہاں کی بی بی تھی جو عوام لوگوں میں تاج محل کے نام سے معروف ہی یہہ مقبرہ سفید سنگ مرمر کے چبوترہ پر قایم ہی جو جمنا کے کنارے پر واقع ہی اور اُسکے دو بازوں میں دو مسجدیں ہیں (حقیقت میں ایک مسجد ہی اور ایک اُس کا جواب ہی مگر شکل و ہیئت میں دونوں ایک سی ہیں) یہہ مقبرہ چاروں طرف سے وسیع باغوں سے محصور ہی منجملہ اُس کے باہر کی جانب سفید سنگ مرمر کی ہی اور ایک گنبد بلند اُس کے سر پر قایم ہی اور چار مینار اُس کے چاروں طرف سرکشیدہ کھڑے ہیں اور اندرونی جانب میں ایک دالان اونچا اور گول اُس کے گنبد کے نیچے اور اُس کے بیچا بیچ اُس بی بی کا مزار واقع ہی اور اُس مزار کے گرد کٹھہرہ ہی جسپر سنگ مرمر اور عقیق وغیرہ کے بیل بوٹی نہایت عمدہ تراشی ہیں اِس مقبرہ کی دیواریں سفید سنگ مرمر کی ہیں جن پر طرح طرح کے بیل بوٹے بنائی گئی ہیں علاوہ اُسکے وہ خاص خوبی جسکی بدولت یہہ عمدہ عمارت تمام دنیا کی عمارتوں پر سبقت لیگئی یہہ ہی کہ اُسکے بیل بوٹوں کی زنجیرہ بندی نہایت معقول اور مناسب اور اُن کی رنگتیں بغایت موزوں اور شایستہ ہیں اور سب سے قطع نظر اس عمدہ ارایش کی چیزوں یعنی بیل بوٹوں کو سنگ مر مر پر لگانے سے عجیب غریب رونق حاصل ہوئی کہ دیکھنے والے حیران ہو جاتے ہیں بیل بوٹونکے مصالح زبرجد اور زمرد اور یشب اور عقیق وغیرہ پتھروں سے لیئے گئے منجملہ اُنکے ایک خونی پتھر ہی جو سنہری رنگ رکھتا ہی اور اب تک حال اُسکا بخوبی دریافت نہیں ہوا کتاب تحقیقات ایشیا کی پانچویں جلد صفحہ ۴۳۴ میں وایسی صاحب لکھتے ہیں کہ مقبرہ

شاہجہاں نے ان کارخانوں اور عمارتوں کے خرچ اخراجات میں ایسی کفایت شعاری سے کام کیا کہ بلخ اور قندھار کی مہموں اور دو لاکھ معینہ مستقل سواروں کی تنخواہوں اور بڑے بڑے بھاری خرچوں کے بعد اپنے خزانہ میں چھہ کرور اور بقول بعضوں کے چوبیس کرور نقد اور بہت سے جواہرات اور چاندی سونیکے اسباب چھوڑ گیا † *

دریافت ہوا کہ اگرچہ شاہجہاں کی عادات اسکی جوانی اور ایام شہزادگی میں عام پسند اور دلپذیر نہ تھیں مگر جب سے کہ وہ تخت‌نشین

کے کٹھرہ کے ایک ایک برنٹہ میں سو سو پتھروں کے ٹکڑے لگے ہوئے ہیں اور ہر ٹکڑا بقدر ضرورت اور مقدار مناسب تراشا گیا ہی اور بڑی چمک دمک رکھتا ہی اور بشپ ہیبر صاحب فرماتے ہیں کہ باوصف اس کے کہ اس مقبرہ کے بیل بوٹے اور سارے تکلفات ایسے ہیں جیسے سنگار گھر کی ارایشیں ہوتی ہیں مگر عام اثر اُن تکلفات کا نمود و نمایش کی نسبت دلپذیری اور حیرت افزائی ہی اگرچہ دقایق صناعی کی رو سے وہ پھول اور بیل بوٹے اُن پھول اور بیل بوٹوں کی برابر نہیں جو بمقام پٹرا تررا واقع شہر فلارنس کی میزوں اور چھوٹی چھوٹی عمارتوں میں پائے جاتے ہیں اس مقبرہ کے بیل بوٹے مدیسی کے گرجا کے بیل بوٹوں سے جو اُس کے دروازے پر بنی ہوئے ہیں بازی لیجہ سبقت لیگئے کہ ان بیل بوٹوں کے نقشوں کی تجویز کرنے اور بعد اُس کے اُن کے بنانے سنوارنے اور ساتھہ اُس کے عمارت کے لطیف و سادہ چنانے بنانے میں بڑی خوش سلیقگی اور نہایت خوش اسلوبی برتی گئی بڑی دلیلوں سے کہتے ہیں کہ اس مقبرہ میں گلکاری کا کام اٹلی والوں نے بنایا ہی اور یہہ بات اچنبوی کی ہی کہ اٹلی والوں نے ہندوستانیوں سے سلیقہ شعاری کی تعلیم پائی ہو بلکہ غالب یہہ ہی کہ ہندوستانیوں نے اُنسے سیکھا ہوگا *

† برنیر صاحب کے بقول چھہ کرور اور خافي خاں کے بقول چوبیس کرور روپیہ چھوڑے اور غالب یہہ ہی کہ خافی خاں نے مبالغہ نہیں کیا اس لیئے کہ اُس نے شاہجہاں کےسالانہ محاصل کو تیئیس کرور قرار دیا یہہ محاصل صرف ایک کرور کی قدر اُس محاصل سے زیادہ ہی جو اب انگریزوں کو ہندوستان کے اُس حصہ سے حاصل ہوتا ہی جو اُن کے قبض و تصرف میں داخل ہی (اب انگریزوں کے قبض و تصرف میں اس قدر ہندوستان داخل ہی کہ اڑتالیس کرور تخمیناً اُس سے حاصل ہوتا ہی) باقی اور لوگوں نے عموماً شاہجہاں کے سالانہ محاصل کو بتیس کرور قرار دیا اگرچہ برنیر صاحب نے اُن دونوں اندازوں کو غلط ٹھہرایا مگر ایران و روم دونوں کے محاصلوں سے زیادہ قرار دیا

هوا تو آسکي چال چلن میں کسي قسم کا داغ دھبا پایا نگیا چنانچه جو سلوک اُس نے اپنی رعایا سے کیا وہ مربیانه اور شاهانه تها اور وہ ازادانه برتاؤ جو اپنے رات دن کے حاضر باشوں اور خدمت گذاروں کے ساتھه برتتا تها آن بهروسوں اور اعتمادوں سے بخوبي واضح هوتے هیں جو بادشاهاں ایشیا کے خلاف آسکو اپنے بیٹوں کي نسبت حاصل تهی یعني وہ همیشه اپنے صاحبزادوں کو بڑے بڑے کاموں پر متعین کرتا رها اور خلاف و بغاوت کا وسواس اپنے جي میں کبهي نه لایا *

یهه بادشاه تیس برس تک بادشاه رها اور سرسٹهه برس کي عمر میں تخت سے ارتارا گیا اور چوهترویں برس مرگیا *

گیارھواں حصہ

اورنگ زیب یعني عالمگیر ‡ کي سلطنت کا بیان

پہلا باب

سنہ ۱۶۵۸ع سے سنہ ۱۶۶۲ تک کے بیان میں

اگرچہ اورنگ زیب کا مقصود اصلي یہہ تھا کہ داراشکوہ کا تعاقب کرے مگر مرزا سلیمان شکوہ اُسکے بیٹے کي دوڑ دھوپ سے بھي غافل نتھا جو باپ کي امداد و اعانت کے لیئے عین اُس لڑائي کے زمانہ میں جسکا انجام اُسکے باپ کے حق میں اچھا نہوا اطراف بنارس سے بےتحاشہ چلا آتا تھا یہہ شاہزادہ پچیس برس کا گبرو تھا اور فوج کي حکمراني میں راجہ جی سنگھہ اور دلیر خاں دوسرا سردار معین و مددگار اُس کے تھے یہہ راجہ اور راجپوت راجاؤں کي مانند اس لیئے داراشکوہ کا طرفدار تھا کہ داراشکوہ تخت نشیني کا مستحق و دعویدار واقعي تھا اور نیز اُس کے مذہب کے اصول و قاعدہ بھي ازاد و بیقید تھے اگرچہ اُس نے مرزا شجاع کا مقابلہ بلا توقف کیا مگر اورنگ زیب کے مقابلہ میں غالباً اس وجہہ سے متامل رہا کہ بلخ کي لڑائي میں وہ اورنگ‌زیب کا ساتھي تھا اور اِس لڑائي میں اُس کے مقابلہ سے شرماتا تھا علاوہ اُسکے اپني فلاح و فائدہ کے لحاظ سے بھي ایسے شخص کا مقابلہ کرنا مناسب نسمجھا جو تخت سلطنت پر متصرف ہوگیا تھا چنانچہ سلیماں شکوہ کے چھوڑنیکا ارادہ کیا او دلیرخاں نے بھي اُسکي دیکھا دیکھي یہي اپنے جي میں ٹھاني اور جو نامعقول عذر اُنھوں نے پیش کیئے تو اُنکے باعث سے اُنکي بغاوت نے

---

‡ اورنگ‌زیب نے تخت نشین ہونے کے بعد عالمگیر کا خطاب اختیار کیا چنانچہ اسي خطاب سے ہندوستان کي تاریخوں اور فرمانوں دستاویزوں میں لکھا گیا مگر سارے یورپ‌والے اور بعض بعض اُسکے وطن والے اب بھي اُسکو اورنگ‌زیب کے خطاب سے پکارتے ہیں

تنزل کي نسبت ترقي پکڑي غرض که جب سلیمان شکوه اپني فوج کي قوت سے مایوس هوا تو اُس نے یهه اراده کیا که پهاڑوں پهاڑوں جاکر اورنگ‌زیب کي آفت سے محفوظ رهے اور جوں توں کرکے بمقام لاهور اپنے باپ کي خدمت میں پهونچے مگر اورنگ‌زیب نے اُس کي تدبیر کو اسطرح ضایع کیا که اُس نے فوج کا ایک ٹکڑا بمقام هردوار اس غرض سے بهیجا که عین رسته میں روک ٹوک اُسکي کریں اور جوں هي که سلیمان شکوه کو یهه بات دریافت هوئي تو وه باپ کي ملازمت سے مایوس هوا اور اُسکي مایوسي سے رهي سهي فوج بهي تتر بتر هوگئي بعد اُس کے سلیمان شکوه نے سري‌نگر کے راجه سے پناه چاهي مگر راجه نے اس شرط پر پناه دینے کا اقرار کیا که وه اپنے اُن پانسو سواروں کو رخصت کرے جو اُس کے ساتهه باقي رهگئے تهے سلیمان شکوه نے یهه بات اختیار نکي اور الهآباد کے جانیکا اراده کیا مگر اس اراده میں کامیاب نهوا اور پانسو سواروں میں سے کل دو سو سوار باقي ره گئے غرض که آخر کار نهایت تنگ هوکر سري نگر کے راجه کي شرط کو قبول کیا اور پانچ چهه همراهیوں سمیت اُس کے قلعه میں داخل هوا اگرچه آؤ بهگت اُسکي بهت سي هوئي مگر جلد اُسکو دریافت هوا که وه حقیقت میں ایک قسم کا نظر بند هوگیا *

اورنگ‌زیب امور مذکور بالا کے اختتام کا منتظر نرها بلکه اُس نے دلي میں کاربار کا بخوبي انتظام کرکے اٹهائیسویں جولائي سنه ۱۶۵۸ ع مطابق ساتویں ذیقعده سنه ۱۰۶۸ هجري کو داراشکوه کے تعاقب میں کام اپنا جاري رکها داراشکوه نے اپنے بهاگنے کے زمانه میں دلي میں چند روز ٹهرکر کچهه خزانه اور کچهه فوج اکهٹي کرکے بهت تیزي تندي سے لاهور کو روانه هوا اور جب وهاں پهونچا اور بادشاهي خزانه اُسکے هاتهه آیا تو اُس نے بهرتي شروع کي مگر بهرتي میں هنوز ترقي نهوئي تهي که اورنگ‌زیب کے تعاقب کي خبر پهونچي چنانچه تهوڑي مدت گذرنے پر هلکے هتیاروں والا اورنگ‌زیب کي فوج کا ٹکڑا قریب آپهونچا شاهجهاں

نے دارا شکوہ کي امداد و اعانت کے لیئے مہابت خاں نائب‌السلطنت کابل مہابت‌خاں متوفی کے بیٹے کو لکھا تھا اور غالب یہہ هی کہ داراشکوہ بهي أسکي امداد و اعانت کي توقع کر رہا هوگا جسکے هونے سے أس کو دلاوري دلیري حاصل هوتي اگر دارا شکوہ کابل کي جانب کا ارادہ کرتا تو فوج صوبہ کابل کے علاوہ خود کابل کے ذریعہ سے ضرورت کے وقت افغانوں کي قوموں میں پناہ آسکو هاتھہ آتي اور وهاں سے بکمال آساني اوزبکوں اور ایرانیوں کے ملک و ولایت میں جانیکي راہ أسکو ملجاتي مگر غالب یہہ هی کہ اگر یہہ ارادے کبھئے بهي گئے تو اورنگ‌زیب کي مستعد تدبیروں سے ضایع هوگئی اور جب کہ داراشکوہ نے آپ کو أس بهاري فوج کا طرف مقابل نہ پایا جس سے أسکو دهمکایا ڈرایا گیا تها تو تین چار هزار سواروں سمیت لاهور سے نکلکر ملتان کو چلتا هوا *

اورنگ‌زیب ستلج پار اوتر چکا تها کہ ناگاہ آسکو وہ خبر لگي چنانچہ آس نے لاهور کي راہ چهوڑي اور ملتان کي راہ اختیار کي هنوز اورنگ زیب ملتان میں داخل نہوا تها کہ أسکو یہہ پرچا لگا کہ داراشکوہ نے کہیں توقف نکیا بلکہ برابر آگے کو بڑھا چلا جاتا هی علاوہ أس کے یہہ بهي خبرلگي کہ مرزا شجاع أس کا بهائي بنگالہ سے بڑھا چلا آتا هی غرض کہ اورنگ‌زیب نے آگے جانیکا عزم فسخ کیا اور تیسویں ستمبر سنہ ۱۶۵۸ع مطابق بارهویں محرم سنہ ۱۰۶۹ هجري کو واپس پهرا اور اکیسویں نوامبر سنہ الیہ مطابق چوتهي ربیع‌الاولی سنہ الیہ کو دلي میں داخل هوا *

اسي عرصہ میں مرزا شجاع پچیس هزار سوار اور بہت بڑا توپخانہ همراہ اپنے لیکر بنارس تک آگیا تها مگر اورنگ زیب تهوڑے دنو دلي میں تهہر کر تیسري جنوري سنہ ۱۶۵۹ ع مطابق سترویں ربیع‌الثاني سنہ ۱۰۶۹هجري کو أسکي لاگ ڈانٹ کے لیئے روانہ هوا چنانچہ بمقام کهجوا واقع وسط الہ‌آباد و اٹاوہ کے دونو کا آمنا سامنا هوا شجاع کي فوج مقام

وموقع کي رو سے اورنگ زیب کي فوج کي نسبت ایک اچھي جگھہ
پر بڑي تھي اگرچہ دونو فوجیں ایک دوسرے پر حملہ کرنیکي غرض سے
آراستہ پیراستہ ھوئیں مگر کسي نے حملہ کرنیکا ارادہ نکیا بعد اُسکے
تیسرے یا چوتھے دن اورنگ زیب اپنے قاعدے کے موافق صبح ہونے سے پہلے
فوج کي صفوں کو آراستہ پیراستہ کررھا تھا کہ ناگاہ اُس کے پیچھے سے
گھور گرج کي آواز اوٹھي اور اورنگ زیب آسکو سنکر چوکنا ھوا اِس گھورگرج
کا باعث وہ راجہ جسونت سنگ تھا جو اورنگ زیب کے لشکرمیں کچھہ
کام کاج اُسکا نکرتا تھا چنانچہ اُسنے قابو پاکر اُسکے لشکر کے مال و اسباب کو
اوتنا کھسوتنا شروع کیا اور وجھہ اُسکي یہہ تھي کہ جب اُس راجہ نے
دار اشکوہ کے مقدمہ میں کچھہ جان نہائي تو اورنگ زیب سے آکر ملا اور
جب کہ اورنگ زیب اُس سے ویسي اعزاز و اکرام سے پیش نہ آیا
جیسیکہ اُسکو اُمید اور توقع تھي تو اُسنے مرزا شجاع سے خط کتابت
جاري کي اور یہہ اقرار اُس سے کیا کہ میں فلاں وقت اورنگ زیب کے
اسباب و اثاثہ پر ادھر سے لوت مار کرونگا اور اُدھر سے آپ اُسکا مقابلہ کریں
اور اُس کے لشکر پر یکقلم بھیل پڑیں اور حقیقت میں یہہ بات ایسي
کام کي تھي کہ اگر اتفاق اُن دونوں کا وقت معین پر پورا ھوجاتا تو مرزا
شجاع کو کامیابي حاصل ھوجاتي اِس لیئے کہ اگرچہ مرزا شجاع اُس
وقت معین پر حملہ آور نہوا تھا مگر جسونت سنگھہ کي لوت کھسوت ھي
سے اورنگ زیب کے لشکر میں بڑي ھل چل پڑگئي تھي چنانچہ رات
کي تاریکي اور سبب مذکور کي جہالت اور اُن شور و فسادوں کے باعث
سے جو اِس غیر مترصد حملہ سے پیدا ھوئی اورنگ زیب کي فوج
ایسي پرا گندہ ھوگئي کہ کچھہ لوگ اُس میدان سے بھاگے اور بعض
بعض اپنے اسباب و اثاثہ کي حفاظت کو دوڑے اور کچھہ دشمن سے جاملے
غرض کہ اِس جھمیلے میں اورنگ زیب اپنے گھوڑے سے اُترا اور چھوتي
سے تخت پر بیٹھہ کر نہایت ھشاشي بشاشي اور کمال اطمینان و تسلي سے

هدایتیں جاري کیں اور فوج کا ایک ٹکڑا اُس فساد کے مقابلے دبانیکو روانہ کیا اور اُس پریشاني کے رفع دفع کے لیئے تدبیریں سوچیں جو اُسکے لوگوں میں بے طرح پھیلي تھي اور جب کہ جسونت سنگھہ نے یہہ بات دیکھي کہ مرزا شجاع کي جانب سے امداد اوس کو نہ پہونچي اور اورنگ زیب کي ساري فوج اب اوسپر ٹوٹ نے والي ھی تو اُس نے اپنے لوگوں کو لوٹ کھسوٹ سے روک تمام ایسي جگہہ جاکر مامون و محفوظ ھو بیٹھا جو حد رسائي سے بھي باھر تھي اور واقع ھونیوالي لڑائي کے انجام و عاقبت کو وھاں سے بحفظ و سلامت دیکھہ سکتا تھا *

افتاب اسوقت تک نکل چکا تھا اور مرزا شجاع آگی کو حملہ کي غرض سے چلا آتا تھا کہ توپوں کي لڑائي شروع ھوئي اور بعد اُس کے دونو فوجیں گھل ' ملکر لڑنے لگیں یہاں تک کہ مرزا شجاع کي فوج نے اورنگ زیب کي فوج کے دائیں بازو کو پیچھے ھٹایا اور اُس فوج کے قلب کو جہاں آپ اورنگ زیب موجود تھا بہت سخت دبایا چنانچہ اورنگ زیب اکثر اوقات اوس سے بڑي جان جوکھوں میں پڑا اور ایک بڑے ھاتھي سے اوسکے ھاتھي کا مقابلہ کرایا گیا اور یہاں تک نوبت پہونچي کہ اگر اورنگ زیب کے خاص ذاتي پہرہ کا سپاھي مخالف کے ھاتھي کے مہاوت کو گولي سے نمار تا تو وہ ھاتھي اورنگ زیب کے ھاتھي کو دباکر زمین پرگرا دیتا مگر باوصف اِس کے اورنگ زیب اپنے مخالف کے قلب لشکر کو دباتي چلاگیا یہاں تک کہ وہ لوگ اوسکے مقابلہ سے الگ ھوکر میدان سے بھاگ گئے اور ایک سو چودہ توپیں اور بہت سے ھاتھي اورنگ زیب کے ھاتھہ آئی *

بعد اُوس کے اورنگ زیب نے اپنے بیٹی محمد سلطان کو شجاع کے پیچھے روانہ کیا اور چند روز بعد اوسکي تائید و اعانت کے واسطے باقاعدے فوج بسرداري میر جملہ کے روانہ فرمائي جو لڑائي سے ایکدو

هی پہلے بغاوت کي قيد سے رها هوا تها اور اوس فوج میں دوسرے درجه کا سردار تها غرض که اورنگ زیب اِس انتظام کو پورا کر کے ۱۵ جنوري سنه ۱۶۵۹ ع مطابق يکم جمادي‌الاولی سنه ۱۰۶۹ هجري میں آگره کو واپس آیا *

یهه شهر یعنے آگره جو اورنگ‌زیب کے بلاد مقبوضه‌میں سے زخم و ضرر رسانی اوس کي سهل الحصول تهي بڑي جوکهوں اور کمال آفتوں میں مبتلا تها اسلیئے که جب جسونت سنگهه نے یهه دیکها که فیروز مندي مخالفوں کے حصه میں آیا چاهتي هی اور فتح و نصرت نے اودهر کو التفات کیا تو وه اپنے ملک کو لوٹا اور پہلے اس سے که لڑائي کا نتیجه صحیح صحیح دریافت هووے یکا یک آگره میں داخل هوا اور یهه بات اسکے قبضه قدرت میں تهي که شاهجهاں کو قید سے چهوڑا کر تخت سلطنت پر دوباره بٹهلاوے اور غالب یهه هی که خاص و عام کي طبیعتیں بهي اسي پر بہت مایل هونگي اسلیئے که شایسته خاں حاکم آگره کا بالکل مایوس هوگیا تها اور قریب تها که وه آپ کو زهر کهاکر هلاک کرے مگر جب که جسونت آگره سے چلا گیا تو اوسان اُسکے ٹهکانے آئے باقي جسونت کے جانے کي یهه وجهه هوئي که اُس نے یهه سوچ سمجهکر که غایت بد خواهي اور نهایت سرکشي کي صورت میں بڑا نقصان اُٹهانا پڑیگا اور نهایت ضرر پہونچیگا آگره کو چهوڑا اور جودهه پور کے ریگستانوں اور پہاڑوں میں پہنچکر نچنت هوگیا *

بعد اُس کے جب اورنگ زیب آگره میں پہونچا تو دوسري فروري سنه ۱۶۵۹ ع مطابق سنه ۱۷ جمادي‌الاولی سنه ۱۰۶۹ هجري میں دس هزار آدمي جسونت سنگهه کے پیچهے بهیجے اور اسي عرصه میں شاهزاده محمد سلطان کا عریضه بایں مضمون آیا که مرزا شجاع کے حاکم نے الهآباد کا قلعه حواله کیا اور خود شجاعِ اپني جان بچاکر بنگاله کو چلا گیا *

یہہ کامیابیاں جو اورنگ زیب کو حاصل ہوئیں اُن کامیابیوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھیں جو اس عرصہ میں دارا شکوہ کو ہاتھہ آئیں بیان اُسکا یہہ ہی کہ پچھلی خبروں سے اورنگ زیب کو یہہ حال دریافت ہوا کہ دارا شکوہ نے اسباب اپنا مقام بکر واقع ساحل دریاے اٹک میں چھوڑا اور آدمیوں کے نہونے اور اونٹ وغیرہ بار برداریوں کے ضایع ہوجانے سے سندہ کے ارادہ کو فسخ کیا اور آس فوج سے بچنے کے لیئے جس کو آس نے آس کے تعاقب میں روانہ کیا تھا کوئی ذریعہ وسیلہ اس کے سواے باقی نہیں رہا کہ وہ کچھہ کے میدان کو طی کرے اور یہہ بھی دریافت ہوا کہ کچھہ میں تھوڑے دنوں توقف کرکے گجرات کو چلا گیا اور وہاں کا حاکم شاہ نواز خاں جس کی ایک بیٹی خود اورنگ زیب سے اور دوسری بیٹی مرزا مراد اُس کے بھائی سے بیاہی تھی اُس سے ملگیا اور وہ صرف اُسیکے ذریعہ سے تمام گجرات کے صوبہ پر سورت اور بروٓنچ سمیت قابض و متصرف ہوگیا اور دکن کے بادشاہوں سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا مگر بڑا خیال آس کو یہہ ہی کہ اپنی فوج اور جسونت سنگہ کی فوج کو ملا جلاکر هندوستان خاص کا ارادہ کرے غرض کہ جب اورنگ زیب نے یہہ حال آس کا سنا اور آس کے تنزل کو ترقی سے مبدل پایا تو وہ نہایت متعجب ہوا اور جسونت سنگہ کو جس کی قلمرو گجرات سے اجمیر تک پہیلی ہوئی تھی دارا شکوہ کی موافقت سے بڑا پایہ والا سمجھا اور اِس لیئے کہ وہ اپنے غیظ و غضب کو اپنی غرض و فائدہ کا مانع مزاحم نکرتا تھا تو آس کی اُس بے ادائی کو بھول گیا جو اُس سے ابھی قریب سرزد ہوئی تھی اور اپنی معمولی فند و فطرت کو اپنے سرکش متوسل کے بہلانے پھسلانے اور اُس کو اپنے طرفدار بنانے میں بخوبی صرف کیا چنانچہ آس نے خاص اپنے ہاتھہ سے ایک نامہ بڑی فخر و عزت کا جسونت سنگہہ کو لکھا اور اُس کو وہ خطاب اور منصب عطا فرماے جن کے عطا کرنے سے پہلے انکار آس نے کیا تھا اور جسونت

سنگهه اُن کے انکار سے ناخوش هوا تها علاوہ اُسکے یہہ مزید اُسپر کیا کہ راجہ جے سنگهہ اُسکے بهائي راجپوت سے یہہ اعانت چاهي کہ وہ بهي راجہ جسونت سنگهہ کو اُس کي جانب سے مامون و مطمئن کرے اور بادشاہ کي نیک نیتي جتا کر یہہ بات اُس کو سمجهاوے کہ جو کوئي شخص اُس کے مخالف کے بیجان مقدمہ میں شریک و شامل هوگا وہ جان و مال کا ضرر اور ننگ و ناموس کا نقصان اُٹهاویگا غرض کہ نامہ کے بهیجنے اور خطاب و منصب کے عنایت کرنے نے راجہ جسونت سنگهہ کے دل پر بڑا اثر پیدا کیا اور اِس بهاري بخشش کا بڑا بوجهہ اُسپر پڑا یہانتک کہ جب دارا شکوہ احمد نگر سے چل چکا اور جودہ پور سے پچاس میل کے فاصلہ پر رہا تو جسونت سنگهہ نے اُس کو کہلا بهیجا کہ میں تن تنہا اورنگ زیب کي قوت کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور اُسوقت تک شریک آپکا نہیں هوسکتا کہ کسي اور بڑے راجہ کو سمجها بوجهاکر آپ اُسکو شریک اپنا نہ کریں دارا شکوہ نے کئي مرتبہ یہہ چاها کہ جسونت سنگهہ کو پہلے وعدوں پر جماوے مگر جب کہ وہ راہ پر نہ ایا تو اُسکي رفاقت سے مایوس هوکر پاس کے صوبہ اجمیر میں فوج سمیت جانے پر مجبور هوا گجرات میں داخل هونے کے بعد ایک مہینے سے کچهہ زیادہ عرصہ میں اُس نے چالیس هزار آدمي اکهٹے کیئے تهے اور جب وہ گجرات سے چلا تها تو اور بهي زیادہ اکهٹے هوگئے تهے اور تیس چالیس توپیں بهي اکهٹي هو گئي تهیں حاصل یہہ کہ اجمیر کے پہاڑوں پر ایک مقام بالادست اُسنے تجویز کیا اور پڑاؤ اپنا وهیں ڈالا *

جوں هي کہ گجرات کے حالات اورنگ زیب نے سنے تو وہ آگرہ سے روانہ هوا اور اب جیپور میں آ گیا اور بہت جلد اُس مقام کے مقابلہ میں پہونچا جہاں دارا شکوہ اپني فوج لیئے پڑا تها چنانچہ تین دن تک توپوں کي لڑائي جاري رهي اورجبکہ اورنگ زیب کي فوج کو مخالف کي توپوں سے صدمہ پہونچا تو اُسنے عام حملہ کا حکم سنایا اگرچہ کئي گهنٹے

تک اس دھاوے کا سخت مقابلہ کیا گیا مگر شاہ نواز خاں حاکم گجرات
کے مارے جانے سے جو فوج مخالف کی ایک ٹکڑے کے پشتہ کوہ پر
چڑھتے ہی مارا گیا دارا شکوہ اس قدر شکستہ خاطر ہو گیا کہ بلا تحاشاہ
لڑائی سے بھاگا اور فوج اُسکی جگہہ جگہہ منتشر ہوگئی یہاں تک کہ
سواروں کا وہ گروہ جو خاص آسکی ذات کے حفظ و حراست پر متعین تھا
ایک ایک کر کے ادھر اودھر کو چلدیا اور منجملہ آنکے بعضوں نے آس
خزانہ کو لوٹا جو آسکے مال و اسباب سے بچا کھچا رہا تھا اور داراشکوہ
اپنی جان توڑ کر حفظ و حراست اُسکی کرتا تھا *

دارا شکوہ آٹھہ دن رات برابر کوچ کر کے احمدآباد کے قرب و جوار
میں داخل ہوا اور کوچ آسکا موسم کی گرمی اور راہ کی گرد و غبار کے
باعث سے نہایت ناگوار تھا اور باوصف اس سختی کے جبتک وہ لوگ
پہاڑوں میں چلتے رہے یہہ مصیبت زاید ہوئی کہ کولیوں کے حملہ
اُٹھائے گئے جو دارا شکوہ کے خاص جاں نثاروں کے ساتھہ لگے اپنے چلے
جاتے تھے اور جو کوئی شخص اُن جان نثاروں میں سے پیچھے رہ جاتا
تھا اُسکو لوٹ کھسوٹ کر برہنہ کر دیتے تھے یا جان سے مار ڈالتے تھے
داراشکوہ انہیں مصیبتوں کے عین شباب میں برنیر صاحب سے ملاقی ہوا
جو دلی کو جاتا تھا اور حقیقت حال سے واقف نہ تھا داراشکوہ کی
بی بی زخمی ہوگئی تھی اور کوئی جراح آسکے ساتھہ نہ تھا تو داراشکوہ
نے اوئنے کی تکلیف دی اور تین دن تک اپنے ساتھہ آسکو رکھا اور جبکہ
چوتھے دن احمدآباد ایک منزل کے فاصلہ پر رہا اور یہہ سمجھا گیا
کہ احمدآباد میں پہونچکر امن کے گنبد میں قرار پکرینگے اورساری
تکلیفوں کے بعد آسایش حاصل ہوگی تو اُس رات کو کاروان سرا
میں فروکش ہوکر کولیوں کے حملوں سے محفوظ رہا اور جگہہ کی تنگی
سے یہہ چپقلش ہوئی کہ برنیر صاحب اور داراشکوہ کی مستورات میں
صرف ایک ٹاٹ کا پردہ حائل تھا اور جبکہ صبح کے وقت اُس کوچ کی

طیاري میں لوگ اُسکے مصروف تھے جسکو وہ پچھلا کوچ اپنا سمجھتے تھے تو
دارا شکوہ کو یہہ خبر پہونچي که احمداباد کے دروازے مسدود هیں اب
آپ کو وهاں جانا نصیب نهوگا بلکه حقیقت میں جان و مال کے خیر
اسي میں هی که احمدآباد کے پاس پروس سے ادهر اودهر کہیں اور کو
جلد چلے جاویں برنیر صاحب کو حال اس خبر کا داراشکوہ کي عورتوں
کے رونے پیٹنے سے دریافت هوا بعد اُسکے دارا شکوہ اندر سے لرزاں ترساں نکلا
حاضرین مجلس تعظیم کو کهڑے هوئے اور چپ چاپ کهڑے رهے
دارا شکوہ یہہ حال دیکهکر که ساري دنیا نے مجهکو چهوڑا اور اسباب سے
پریشان هوکر که اب دیکها چاهیئے که میرا اور میرے خاندان والوں کا کیا حال
هوگا ادنے ادنے سپاهیوں کے سامنے گڑگڑایا برنیر صاحب زار زار رونے لگے
اور اپنے آنسوؤں کو تهام نه سکے غرضکه داراشکوہ برے برے خیال اپنے جتا
بتاکر صاحب ممدوح سے رخصت هوا اور چار پانچ سوار اور دو هاتهیوں
سمیت افتاں و خیزاں کچهه کي جانب کو چلا اور کچهه میں
پہونچنے کےساتهه اس سے وہ دو سو بندوقچي اور پچاس سوار آکر ملے
جو اوسکے ایک رفیق کے همراہ گجرات سے آئے تھے اور کچهه کے
حاکم نے جسنے پہلي بارآو بهگت بہت سي کي تهي اب بے اعتنائي
برتي مگر دارا شکوہ نے وهاں توقف نه کیا اور قندهار کي طرف
کوچوں کو جاري رکها چنانچه مقام جون واقع سرحد مشرقي سند میں
پهونچا یہاں کا حاکم جو قوم کا پٹهان اور دارا شکوہ کا ممنون احسان تها
بظاهر تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور باطن میں وہ تدبیر سوچتا رها
جسکے ذریعه سے داراشکوہ کو اُس کے مخالفوں کے حواله کرے داراشکوہ
کي بي بي جو اُس کي چچیري بہن یعني پرویز کي بیٹي تهي رستوں
کي تکلیفوں سے جاں بحق هوئي اور دارا شکوہ نے بلا لحاظ اپني خستگي
شکستگي کے ناعاقبت اندیشي سے اپنے قلیل محافظوں میں سے تهوڑے
لوگوں کو دو معتمد ملازموں سمیت اُسکے جنازہ کے ساتهه کرکے لاهور کو

روانہ کیا بعد اُس کے جب ماتم سے فراغت حاصل ہوئي تو اٹک کے سفر کو جاري کیا اور جون کا سردار اُسکي ہمراہي میں ایک منزل تک آپ آیا اور اپنے بہائي اور اپني فوج کو بظاہر بایں غرض چھوڑکر کہ شاہزادے کو سر حد تک پہونچادیں واپس گیا جوں ہي کہ وہ سردار آنکھوں سے غایب ہوا تو اُس کا بہائي داراشکوہ پر گرا اور ایک لخت اُسکو اور اُس کے بیٹے سپہر شکوہ کو مقید کیا اور اورنگ زیب کے سرداروں کو اُسکي گرفتاري سے آگاہي بخشي یہاں تک کہ اُس کي گرفتاري جگہہ جگہہ مشہور ہوگئي *

اورنگ زیب کو مخالف کي گرفتاري کا مژدہ ایسے وقت میں پہونچا کہ وہ اپني پہلي سالگرہ کے جشن و نشاط میں مصروف و مشغول تھا مگر اُس نے اِس خبر کو یہاں تک چھپائي رکھا کہ وہ خبر مضبوط و مستحکم ہوگئي بعد اُس کے اُس نے عام جشن کا حکم دیا اور دعوت کي طولاني کا مژدہ سنایا اور اُس جشن عام اور دعوت تمام نے اِستقدر طولاني پکڑي کہ قیدیوں کے پہونچنے تک وہ جشن تھوڑا بہت باقي رہا تھا یہہ جشن چھٹي جون سنہ ۱۶۵۹ ع مطابق چوبیسویں رمضان ۱۰۶۹ ہجري کو شروع ہوا اور چھبیسویں جولائي سنہ الیہ مطابق پندرھویں ذي‌قعدہ سنہ الیہ کو وہ قیدي دلي میں داخل ہوئی اورنگ زیب نے داراشکوہ کي نسبت یہہ حکم صادر کیا کہ پابزنجیر کرکے بہونڈے بے جہول کے ہاتھي پر بٹھلایا جاوے اور دلي کی بڑے بڑے گلي کوچوں میں جگہہ جگہہ پھرایا جاوے چنانچہ حکم کي تعمیل ہوئي اور داراشکوہ کي حالت سے لوگوں کے سینے بھر آئی غیظ و غضب سے پیچ تاب کہانے لگے اور جوش و خروش کي یہاں تک نوبت پہونچي کہ برنیر صاحب بھي وقوع ہنگامہ کے اندیشہ خطرہ سے ہتیار باندہ کر بازار میں آئے مگر لوگوں کي ہمدردي صرف آنسوؤں کے بہانے اور شور غل کے مچانے میں ظاہر ہوئي بعد اُس کے دارا شکوہ کو پراني دلي کے قید خانہ

میں مقید کیا اور جبکہ جون کا سردار اُس کے دوسرے دن دربار میں جانے لگا اور لوگوں نے اُس کو دیکھا تو اُنکو ضبط کی طاقت نرهي چنانچہ لوگ اُسکے گرد اکھٹے ہوئے اور گالي گلوج سے پیش آئے اور جوں جوں جمعیت اُن کي بڑھتي گئي تو اُن کے غیظ و غضب کو بھي ترقي ہوتي گئي یہاں تک کہ کیچڑ اور روڑے اور کھپڑے مارنے لگے اور یہاں تک نوبت پہونچي کہ جانبین سے دس بیس آدمي مارے گئے اور اتنا غوغا برپا ہوا کہ اگر پولس کے سپاهي اُس سردار کي نگھباني نکرتے تو وہ پاش پاش کیا جاتا *

اگلے روز اُس مفسدہ کا سردار اورنگ زیب کے حکم سے قتل کیا گیا بعد اُس کے کئي دن گذرے تھے کہ بادشاہ کے مشیروں اور چند مفتیوں نے باهم بغاوت کا مشورہ کیا اور دارا شکوہ کي نسبت ارتداد کا جرم قائم کرکے قتل اُس کا قرار دیا چنانچہ اورنگ زیب نے بظاهر آزردہ افسردہ ہوکر حکم شریعت کا عذر پیش کرکے بقول اُسکے کہ * اگر خون بفتوی بریزي رواست * فتوی کے اجرا کا حکم جاري کیا اور اُس کام کے پورے کرنے کو ایسی آدمي کو چنا چھانٹا جو دارا شکوہ کے لہوکا پیا سا تھا دارا شکوہ اور اُسکا بیٹا مسور کي دال پکا رہے تھے اور زهر کے اندیشہ سے یہي کہایا کرتے تھے کہ دارا شکوہ نے اپنے قاتلوں کو سامنے سے دیکھا اور اُن کے دیکھنے سے اپني قسمت کو پہچانا اور ایک چھوٹي سي چھري کو اُٹھا لیا اور جب تک وہ دشمنوں کي کثرت سے مغلوب نہوا تبتک بہادري سے بچاؤ اپنا کرتا رہا غرض کہ لاش اُسکي هاتھي پر رکھکر لوگونکو دیکھائي گئي اور سر اُسکا اورنگ زیب کے سامنے لایا گیا جسنے یہہ حکم دیا تھا کہ وہ طشت میں رکھا جاوے اور اُسکے سامنے پاني سے دهویا جاوے اور جبکہ اُسکو یہہ اطمینان حاصل هوئي کہ وہ حقیقت میں داراشکوہ هي کا سرهی تو صورتیہ بناکر رونے لگا اور بہت رنج آمیز کلموں سے یہہ فرمایا کہ همایوں کے مقبرے میں دفن کیا جاوے بعد اُس کے سپہر شکوہ

اس کے بیتے کو مقید کرکے گوالیار کے قلعہ میں بھیجا † *

اِن واقعوں کے زمانہ میں مرزا شجاع کے مقابلہ میں شاہزادہ محمد سلطان اور میر جملہ کام کاج اپنا کر رہے تھے اور شجاع کی یہہ صورت تھی کہ جب وہ بنگالہ کو لوٹ کر گیا تو مونگیر میں پڑاو اُس نے ڈالے اور گنگا اور پہاڑوں کے درمیان اپنے مکان اقامت کے گردا گرد گہری گہری کھائیاں کھودوا کر اُس کو مضبوط و مستحکم کیا مگر میر جملہ نے پہاڑوں میں گھس پیٹھکر اُس کی فوج کے بائیں بازو کو اوکھاڑا جس کے اوکھڑنے سے شجاع اس بات پر مجبور ہوا کہ پیچھے لوٹ کر راج محل میں توقف کرے جس کو اُس نے اپنی طول حکومت کے زمانہ میں بنگالہ کا دارالحکومت ٹھہرایا تھا اسی عرصہ میں برسات کا موسم آگیا جس میں وہاں خشکی کی راہ ایسی ہوجاتی ہی کہ فوج کا کوچ و سفر نہایت دشوار ہوجاتا ہی غرض کہ میر جملہ نے برسات کے آنے سے راج محل کے پاس پڑوس میں کسی قدر فاصلہ پر چھاونی ڈالی اس توقف سے پہلے ایک ایسا واقعہ واقع ہوا جس کی قدر و منزلت دونوں فریقوں کے نزدیک ایک بڑے پایہ کی سمجھی گئی بیان اُسکا یہہ ہی کہ محمد

---

† دارا شکوہ کا تمام حال مندرجہ بالا خافی خاں کی تاریخ سے لیا گیا اور برنیر صاحب کے پاکیزہ بیان کو اُس موقع کے علاوہ جس کو اُس نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا اس وجہہ سے چھوڑا کہ باوصف اِس کے کہ خافی خاں کے بیان سے بیان اُن کا بہت مخالف نہیں مگر صاحب ممدوح نے بہت سے حالات ایسے بیان کیئے جو خود قرین قیاس نہیں اور خافی خاں نے کوئی اشارہ اُنپر نہیں کیا یہہ مانا کہ صاحب ممدوح نے وہ حالات ایسے لوگوں سے سنے جو اُن معاملوں میں شریک و شامل تھے اور واقع ہوتے ہی وہ حال اُن کے پاس پہنچے مگر ایسے تازہ حال سقم و صحت سے خالی نہیں ہوتے اس لیئے کہ جب تک مضمونوں پر بحث مباحثہ نہیں ہوتا تو ہر شخص کو کل واقعہ کا جزو جزو دریافت ہوتا ہی اور جو حال اوروں سے وہ سنتا ہی اُسکو اپنی معلومات کے مناسب تھوڑا لیتا ہی علاوہ اُس کے ہارے ہوئی لوگ اپنی ہار کے عذر میں ہمیشہ باتیں بناتے رہتے ہیں اور تمام آدمی ایسی خفیہ تاریخوں اور مخفی ارادوں سے خوش ہوتے ہیں کہ اگر آیندہ کو وہ افواہوں سے مضبوط و مستحکم نکیئی جاویں تو بہت جلد فراموش ہوجاتے ہیں

سلطان ایک مدت سے میر جملہ کے حکم و حکومت سہتے اور بوجھہ بھار اُس کا اُٹھاتے تنگ آگیا تھا یہاں تک کہ اب اُسکی حکومت اُٹھانے کی تاب و طاقت اُس میں باقی نرھی تھی غرض کہ جب وہ بہت تنگ آگیا تو باوصف اس کے کہ عالم گیر کا بڑا بیٹا اور اُسکے تاج و تخت کا پورا وارث تھا مرزا شجاع اپنے چچا جان سے خط و کتابت جاری کی اور آخرکار اُس کی فوج میں چلا گیا مرزا شجاع اُس سے بتوقیر و عزت پیش آیا اور اپنی بیٹی کے ساتھہ اُسکا نکاح کیا یہہ واقعہ ماہ جون سنہ ۱۶۵۹ ع مطابق رمضان سنہ ۱۰۶۹ ھجری میں واقع ھوا بعد اُس کے خواہ اِس وجھہ سے کہ اُمید اُس کی بر نہ آئی یا مزاج اُس کا اصل خلقت سے مضبوط و مستقل نتھا وہ اپنی نئی بات سے ایسا ناخوش ھوا جیسا کہ وہ اپنی پہلی حالت سے راضی نتھا چنانچہ اُن لڑائیوں میں جو برسات کے گذرنے پر باھم واقع ھوئیں مرزا شجاع کے شریک و شامل رھکر اُس سے کنارہ کش ھوا اور ستائیسویں جنوری سنہ ۱۶۶۰ ع مطابق چھٹی جمادی الثانی سنہ ۱۰۷۰ ھجری کو میر جملہ کے لشکر میں چلا آیا *

اورنگ زیب نے ایک مرتبہ بنگالہ کا ارادہ کیا تھا مگر مذکورالصدر خبر کے پہونچنے سے پہلے فسخ عزیمت کو مقدم سمجھا تھا اور محمد سلطان کے کوتکوں سے کوئی اثر اُسپر ظاھر نہوا چنانچہ اُس نے شاھزادہ کو مقید کیا اور کئی برس تک مقید رکھا *

بعد اُس کے مرزا شجاع کے کار بار آھستہ آھستہ گھٹنے لگے اور بہت سی ناکام لڑائیوں میں ھارنے کے بعد اسپر مجبور ھوا کہ وہ ڈھاکہ کو لوٹ گیا اور جب کہ میر جملہ اپنے زور و قوت سے اُس کو دبائے چلا گیا تو وہ اپنی فوج سے چند ھمراھیوں سمیت الگ ھوا اور اراکن کے راجہ کی پناہ میں آیا بعد اُس کے حال اُس کا دریافت نہوا یہہ واقعہ ماہ اپریل یا مئی سنہ الیہ ع مطابق شعبان یا رمضان سنہ الیہ کو وقوع میں آیا *

معلوم ھوتا ھی کہ اراکن کے راجہ نے شجاع کی روک ٹوک کے لیئے

داد و دیانت کے خلاف پر تدبیریں ہوئیں اور مرزا شجاع نے وہاں کے مسلمانوں سے مل ملاکر راجہ کے اکھاڑنے کی طرح ڈالی مگر بڑی چھان بین کے بعد اِس قدر ثابت ہوا ہی کہ مرزا شجاع اپنے خاندان سمیت اراکن میں مارا گیا اگرچہ اُس کی نسبت بہت سی خبریں اڑائی گئیں مگر واقعی حال اُس کا آیندہ کو معلوم نہیں ہوا *

اگرچہ اورنگ زیب کو شجاع کے بخت و قسمت کے مستور و مخفی رہنے سے تھوڑے عرصہ تک ایک طرح کا تردد دامنگیر رہا مگر اگلے برس کے پورے ہونے سے پہلے پہلے وہ تردد اور اُسی قسم کے بہت سے خیال اس کی خاطر سے رفع دفع ہوگئے یہاں اُسکا یہہ قصد تھا کہ اسکے ڈرانے دھمکانے اور بعد اسکے فوجکشی چڑھانے سے سری نگر کے راجہ کو اسبات پر مجبور کرنا چاہتا تھا کہ وہ سلیمان شکوہ اُس کے بھتیجے دارا شکوہ کے بیٹے کو بادشاہی ملازموں کے حوالہ کرے مگر جب کہ راجہ نے نخواہ اپنی عزت کے خیال سے یا لوبھہ لالچ کی نظر سے یا کسی اور مصلحت کے تصور سے بات اُسکی نمانی تو اورنگ زیب نے والی جیپور راجہ جے سنگھ کی وساطت سے کار نکالنا چاہا جو عالمگیر کا بڑا کارندہ اور ہندو راجاؤں کی خط و کتابت کا قوی وسیلہ تھا غرض کہ وہ راجہ اس راجہ کے سمجھانے بوجھانے سے سلیمان شکوہ کے حوالہ کرنے پر راضی ہوا چنانچہ اُس نے عیسوی جنوری سنہ ۱۶۶۱ع مطابق گیارہویں جمادی الاولی سنہ ۱۰۷۱ ہجری کو بادشاہی ملازموں کے حوالہ کیا اور وہ اُسکو دلی کو لیگئے لیکن اُسکو ہاتھی پر بٹھا کر دلی کے گلی کوچوں میں تشہیر کیا بعد اُس کے بادشاہ کے سامنے لے گئے اگرچہ پاؤں کی بیڑیاں کاٹی گئیں مگر ہاتھہ اُسکے سنہری زنجیروں سے جکڑے گئے درباریوں کے سینے بھر آئے اور آنکھیں اُنکی ڈب ڈبا گئیں یہاں تک کہ بادشاہ نے بھی خدا ترسوں کی صورت بنائی اور جب کہ سلیمان شکوہ نے بمنت یہہ عرض کیا

---

† خافی خان

کہ نشا پلاکر ہوش حواس کو زائل کرنے کي نسبت جیسے کہ شہزادوں کے قتل کا دستور و قاعدہ سمجھا گیا تھا یہہ بات آسان اور میرے جي کا بڑا ارمان هی کہ میں دفعتاً مارا جاؤں تو بادشاہ نے بہت نرم لفظوں سے یہہ جواب ارشاد فرمایا کہ تم جان کي طرف سے مامون و مطمئن رهو بلکہ تمہارے ساتھہ اچھا معاملہ برتا جاویگا † مگر لوگوں کو یہہ یقین نہیں کہ اورنگ‌زیب نے وہ وعدہ پورا کیا هو اس لیئے کہ مرزا سلیماں شکوہ اور اُسکا بھائي سپہر شکوہ اور مرزا مراد کا جوان بیٹا گوالیار کے قلعہ میں تھوڑي مدت میں مرگئے ‡ اور اورنگ‌زیب کا بیٹا محمد سلطان اُسي قلعہ میں بہت دنوں تک جیتا جاگتا رها اور بعد اُس کے کسیقدر رها بھي کیا گیا *

مرزا مراد کے ظالمانہ قتل سے جو مرزا سلیماں شکوہ کي گرفتاري سے کئي مہینے پیچھے واقع هوا لوگوں کے شکوک شبہات اورنگ‌زیب کے قول فعل اور خوے و خصلت کي نسبت سچے هوگئے اس بدبخت شاهزادہ نے ایک رسي کے ذریعہ سے جسکو دیوار قلعہ سے نیچے کو لٹکایا تھا بھاگنا چاها مگر جب کہ وہ شامت کا مارا ایک هندني بیسوا سے رخصت هونے لگا اور اُس عورت کے رونے کي صدا بلند هوئي تو پہرہ والے اُس طرف کو ملتفت هوئے اور شاهزادے کے ارادے پر پے لیگئے اور وہ اپني مراد سے نامراد رها بعد اُس کے اورنگ‌زیب یہہ سوچا بچارا کہ جب تک یہہ بھائي صحیح و سلامت هی تب تک اپني سلامتي کي خیر نہیں مگر جبکہ کسي قسم کا الزام اُس بیگناہ کے ذمہ نہ لگا سکا تو اُسنے ایک ایسی آدمي کو سکھا پڑھاکر مدعي کھڑا کیا جسکے باپ کو مرزا مراد نے اپني نیابت سلطنت گجرات کے وقتوں میں قتل کیا تھا غرض کہ اُسکي طرف سے دعوی پیش کرایا اور رسم و رواج کے موافق تحقیقات کرکے قصاص کا فتوی دلایا اور بعذر قصاص اُسکو عین قیدخانہ میں قتل کرایا § *

---

† برنیر صاحب کا بیان جو اُس موقع پر موجود تھے

‡ برنیر صاحب

§ خافي خاں برنیر صاحب

اس زمانہ سے تھوڑي مدت پہلے بیکانیر کے راجہ پر ایک فوج اُس نے روانہ کي تھي جو مقام دکن میں عین وقت و موقع پر اُسکو چھوڑکر چلا آیا تھا اور اب بھي مطیع و محکوم اُسکا نتھا مگر اُس راجہ نے ماہ نومبر سنہ ۱۶۶۱ع مطابق ربیع‌الثاني سنہ ۱۰۷۲ ھجري کو مہم مذکور کے دباو سے اطاعت اختیار کي تھي *

ملک آشام پر میر جملہ کي چڑھائي اور بادشاہ کي بیماري کا بیان

جب کہ میر جملہ کي کامیابیوں سے صوبہ بنگال میں دوبارہ امن‌چین قایم ھوا تو بادشاہ نے اُس قوي دست وزیر کو اور کسي دھندے میں لگانا چاہا چنانچہ اُس نے ملک آشام کي فتح پر اُسکو متعین فرمایا جو دریاے برہمپتر کے کنارے پر واقع اور ھرے بھرے پہاڑوں سے منحصور ھي غرض کہ میر جملہ ڈھاکہ سے برہمپتر پر پہونچا اور کوچ بہار کي چھوٹي ریاست کو فتح کرکے آشام کے میدان کو روندا سوندا اور گھرگانگ اُسکي دارالحکومت پر قبضہ کیا اور بارھویں مارچ سنہ ۱۶۶۲ ع مطابق ششم شعبان سنہ ۱۰۷۳ ھجري کو اپنے کامیابي کا حال ایک عریضہ کے ذریعہ سے بادشاہ کي خدمت میں بڑي خوشي سے ارسال کیا اور بڑے گھمنڈ سے یہہ لکھا کہ اب آگے کو حضور کے اقبال و دولت کي بدولت چین تک راستہ کشادہ کیا جاویگا بعد اُس کے برسات کا موسم آگیا اور پاني کي مار مار سے وہ میدان اسقدر پانیکا طوفان ھوگیا کہ سوار آگے نہ بڑھ سکے اور چڑھتے چارا نہ لاسکے علاوہ اس کے اُس ملک کے باشندے ادھر اودھر سے اکھٹے ھوئے اور رسدوں کو لوٹنے اور متفرق سپاھیوں کو جاسے مارنے لگے غرض کہ طرح طرح کي تکلیفیں پہونچانے لگے بعد اُسکے جب برسات نکل گئي تو لشکر میں بڑي مري پھیلي اگرچہ اس عرصہ میں تازي مدد بھي آئي مگر میر جملہ اُن تدبیروں سے ناکام رھا جو اُس نے سوچي سمجھي تھیں اور وہ بڑا بول آسکے آگے آیا بلکہ بنظر اسکے کہ اُسکو شکست کا دھبا نہ لگے وھاں کے

راجہ سے کسیقدر ملک و خراج اُسنے حاصل کیا اور اپنی عمدہ عمدہ لیاقتوں اور کارگذاریوں سے کام اسکو دینا پڑا اور جب کہ یہہ مراد اس کی پوری نہوئی تو چھٹی جنوری سنہ ۱۶۶۳ع مطابق ششم جمادي الثاني سنہ ۱۰۷۳ ہجری کو فوج اپنی آشام سے لوٹائی اور اب تک ڈھاکہ میں داخل نہوا تھا کہ سفر کی ماندگی اور علاوہ اس کے ایسی ایسی سخت تکلیفوں کی مشقت سے جنکو اُس نے ادنی ادنی سپاہیوں کے ساتھہ اپنے بوڑھاپے میں اوٹھایا تھا اکتیسویں مارچ سنہ الیہ ع مطابق دوسری رمضان سنہ الیہ کو جہان فانی سے گذر گیا † اور بادشاہ نے فی‌الفور اس کے بیٹے محمد امین کو اُسی بڑے پایہ پر سرفراز فرمایا جو اس کے باپ کو حاصل تھا *

اگرچہ اس قوی ملازم کے مرجانے سے ہر طرح کے رشک و حسد اور ہر قسم کے خوف و ہراس سے بادشاہ کو اطمینان حاصل ہوئی مگر حال میں اسکو مالک حقیقی کی جانب سے یہہ سخت آگاہی دی گئی کہ اس حیات مستعار اور چندروزہ حکومت پر جو آج تجکو حاصل ہی بھروسا کرنا نچاہیئے تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ جلوس کی پانچویں سالگرہ کے بعد ایسی سخت بیماری اسکو لاحق ہوئی کہ پہلے تو اسکی جان کے لالے پڑے اور نہایت نحیف و ضعیف ہوگیا اور پھر ایسی بلا میں مبتلا ہوا کہ زبان اوس کی قابو میں نرہی اور بول اوس کی زبان سے پورے پورے نہ نکلے غرض کہ اس غیر متوقع مصیبت کے واقع ہونے سے اوسکی نئی حکومت کی جڑیں ہل جل گئیں یعنی جابجا یہہ ہوائیاں اوڑیں کہ راجہ جسونت سنگھہ پوری پوری منزلیں طی کرتا ہوا شاہجہاں کے چھوڑانے کو اور مہابت خاں حاکم کابل بھی اس غرض سے چلا آتا ہی چنانچہ شاہجہاں کے حمایتی آپسمیں بمقام دارالسلطنت سازشیں کرنے لگے الغ اورنگزیب کے خیر خواہ بھی ایسے دو فریق ہوگئے

---

† خافی خاں برنیر صاحب

که منجمله ان کے ایک گروه اوس کے دوسرے بیٹے معظم‌شاه کو جانشین اوس کا بنایا چاهتا تها اور دوسرا گروه اوسکے تیسرے بیٹے اکبر شاه کو اوسکی جگهه بتهانے کا خواهاں تها مگر خاص اورنگ زیب کے صبر و استقلال اور همت و متانت کے باعث سے یهه شور فساد جوں کے توں دبے دبائے رهے اور کسی بات نے ظهور نکیا چنانچه بیماری کے پانچویں دن باوجود اس کے که موت کے پنجه سے ابهی پورا پورا چهوٹا نه تها اوروںکے سهارے بساط مرض پر تکیه کر بیٹها اور درباریوں کا مجرا لیا بعد اُس کے کسی اور دن جبکه وه غش میں بیهوش پڑا تها اور گلی کوچوں میں اُس کے مرنے کی هوائی اڑ گئی تهی هوش کے آنے پر دوتین امیروں کو بساط مرض کے حاشیه پر بٹهلایا اور باوصف اس کے که فالج کے مارے زبان اوسکی کهلے میں نه تهی اپنی همشیره روشن آرابیگم کو کهلا بهیجا که خاص مهر بادشاهی میرے پاس بهیجدے چنانچه جب وه مهر آئی تو اوسکو اپنے قبضه میں کیا اور ساری غرض یهه تهی که کوئی شخص استعمال اوسکا بلا حکم کرنے نه پاوے حاصل یهه که بادشاه کی اس هوشیاری سے مفسدوں کی همتیں پست هوگئیں اور وه لوگ اوسکا خوف ادب کرنے لگے اور شفا کی صورت نظر آنے لگی † *

جوں هی که بادشاه نے چهٹی ستمبر سنه ۱۶۶۳ ع کو تهوڑی بهت شفا پائی تو کشمیر کو روانه هوا جهاں اور ملکوں کی نسبت قوت کا حاصل هونا زیاده تر متوقع تها *

دکن کے فسادوں کا بیان

جب که بادشاه شمال کی جانب یعنی صوبه کشمیر میں آرام و راحت کا خواهاں تها تو جنوب کی جانب یعنی ملک دکن میں ایسے معاملے پیش آرهے تهے جن میں خیالات اس کے بهت جلد پهیرنے والے تهے *

یهه بات یاد هوگی که مرهٹوں کی قوم ایسے [illegible] میں دکهنی هی

† برنیر صاحب خافی خاں نے اس بیماری کو مختصر [illegible] بیان کیا

جو ایسے پہاڑوں کے سلسلہ میں واقع ہی کہ وہ نربدہ کے سراسر جنوب اور بندیا چل پہاڑوں کے موازات میں پہیلے ہوئے ہیں اور نیز وہ ملک ایسے خط کے محاذات میں پڑا ہی جو مقام گویا واقع ساحل دریاے شورسے بیدر پر گزرکر دریاے وادہ تک چندا پر گزر جاتا ہی اور اُس ملک کی حد مشرقی پر دریاے مذکور اور اُسکے حد مغربی پر سمندر واقع ہی اس ملک کی علامتونسے عمدہ علامت کوہ سیاوري کا سلسلہ ہی جس کو گھاٹ بولتے ہیں اور وہ دریاے شورسے تیس چالیس میل ادھر مغرب کی جانب کو پہیلتا چلا گیا ہی اور یہہ سلسلہ سمندر کی سطح سے تین ہزار فٹ سے لیکر پانچ ہزار فٹ تک بلند ہی مگر اپنی خصوصیات کی وجہہ اور اُن ضلعوں کے اختلاف کے باعث سے جنمیں یہہ حد فاصل کے طور پر واقع ہوا ہی شہرہ آفاق ہو گیا باقی مغرب کی جانب میں کہیں کہیں اس سلسلہ کی بلندي سمندر کی سطح سے قریب واقع ہوئی اور سمندر کی جانب سے یہہ ایسا قوی مانع ہی کہ اوسکی ممانعت مزاحمت سے غنیم کا گذار اُس ملک میں نہایت دشوار و مشکل ہے مگر مشرق کی جانب میں ڈیڑہ ہزار یا دو ہزار فٹ کی بلندي پر چوڑا چکلا میدان ہوکر ڈھالتا ڈھالتا ملک مذکورالصدر سے باہر نکل گیا یہاں تک کہ خلیج بنگلہ تک جا پہونچا *

اس پہاڑ اور سمندر کے درمیان میں ایک خطہ واقع ہی جس کو کانکن یا کنکن کہتے ہیں اور وہ اکثر جگہہ ناہموار اور ساحل دریاے شور کی جانب چھوٹے چھوٹے قطع اسمیں واقع ہیں جنمیں چانول پیدا ہوتے ہیں اور ملک مذکور کا باقي حصہ ٹیکروں اور جنگلوں کے باعث سے جنمیں بڑے بڑے سیلاب آتے ہیں اور قرب سمندر اور سیلابوں کی جہت سے وہ زمینیں دلدلي اور گہرئیلي ہو جاتي ہیں اور مین گروو † اور علاوہ اوسکے اور جھاڑ جھنکاڑ اُن میں پیدا ہوتے ہیں زراعت کے قابل اور

† ایک درخت کا نام ہی جو سمندر کے کناروں پر پیدا ہوتا ہی

بوجوت کے لایق نہیں ‡ اس حصہ کے تیکروں کي چوتیاں درختوں سے
خالي هیں مگر چاروں طرف انکے بڑے بڑے درخت گھنے گھنے کھڑے هیں
اور نیچے کے جنگلوں سے بڑہتے پہیلتے چلے جاتے هیں جہاں چھوٹے چھوٹے
درختوں کا زور و شور اور بانسوں کي دهوم دهام هی اور یہہ بڑا جنگل
مشرق کي طرف کو بلند زمین کے اوس خطے پر پہیلتا هوا گیا هی جو
قریب اسکے واقع هی اور آس میں اونچي اونچي گھاتیاں اور گہري گہري
کہوئیں پائي جاتي هیں جو جنگلي جانوروں کے بسنے رہنے کے قابل
هیں جنسے یہہ سلسلہ بهرپور هے پندرہ بیس میل ان تیکروں سے گذرکر
وہ تنگ گہاتیاں کشادہ اور زرخیز هو جاتي هیں یہاں تک کہ کھلے
میدان آ جاتے هیں جو مشرق کي جانب کو پہیلتے چلے جاتے هیں اور
وهاں کہیتي هوتي هی مگر درختوں کا نام و نشان نہیں اور کہیں کہیں
شاذ و نادر ایک چھوٹے سے پہاڑ کا سلسلہ اُن کو کاٹتا هوا گذرتا هی گھاتوں
کے بڑے سلسلہ پر برسات کے موسم میں جنوبي مغربي هوا کا بڑا زور شور
رهتا هی مگر گہاتوں کي مزاحمت سے میدانوں میں پہونچنے تک زور
اُس کا بہت کم هو جاتا هی اور گہاتوں کے اونچے اونچے مقاموں میں
کئي کئي مہینے تک بادلوں کے دل کے دل چلتے پہرتے رهتے هیں اور هوا کي
کر و فر اور بارش کي دهوم دهام رهتي هیں اگرچہ اوپر کے خطوں سے پاني
بہکر چلا جاتا هی مگر کنکن کا یہہ حال هوتا هی کہ سارے برس گیلا سیلا
اور بیماریوں کا گہر بنا رهتا هی اور منجملہ اُن پست شاخوں کے جو اِن
گہاتوں سے نکل کر مشرق کي جانب کو چلي جاتي هیں سب سے بڑي وہ
شاخ هی جو سلسلہ چاندور کے نام سے مشہور و معروف هی، اور یہہ نام
اُس کا اُس قلعہ کي وجہہ سے شہرہ آفاق هوا جو اُسکي چوتیوں پر منجملہ
بہت سے قلعوں کے بنایا گیا یہہ سلسلہ دریاے تپتي کے پست طبقہ اور

‡ کنکان والوں کي کہانیوں میں مذکور هی کہ کسي زمانہ میں سمندر گہاتوں
کے دامنوں تک آگیا تھا اور کنکان ایک دیوتا کي کرامت سے محفوظ رہا تھا

دریاے گوداوری کے بلند طبقہ کے درمیان میں حد فاصل واقع ہوا اور تپتی کا طبقہ خاندیس اور برار کے زر خیز میدانوں سے مرکب ہی جنکی علحدگی گجرات سے پٹالانہ کے جنگلی خطہ کے ذریعہ سے ہوتی ہے یہہ طبقہ بہت سی باتوں میں بلند طبقہ سے مختلف ہی اور جسکو زیادہ تر خصوصیات ملک مرہٹہ کی حیثیت سے مرہٹوں کا ملک کہنا چاہیئے تمام گھات اور آس کے قرب و جوار کے پہاڑوں کا اختتام اکثر ایسی چوٹیوں پر ہوتا ہی جو سپاٹ پتھر کی دھاریں ہیں اور اُسکے بڑے بڑے اونچے اونچی مقام اور قلب پہاڑیوں کے متفرق حصے قدرتی قلعہ معلوم ہوتے ہیں جنکے قبض و تصرف کے لیئے وہاں چڑھنے میں ہموار سطح تک صرف محنت اوٹھانی پڑتی ہی جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر عموماً پانی جاتی ہی مختلف زمانوں میں مختلف بادشاہوں نے ان مقاموں سے فائدے اوٹھائے چنانچہ اُنہوں نے سیڑھیاں بنائیں یا پیچدار راہیں نکالیں اور اُن راہوں میں جگہہ جگہہ دروازے لگائے اور دروازوں کے لگانے سے اُن کو مضبوط و مستحکم کیا اور ہموار سطح کے قرب و جوار کے مقاموں پر قبض و قابو رکھنے کی غرض سے برج اور بارے بنائے غرضکہ بطور مذکور اُن بادشاہوں نے گھاٹوں اور اُنکی شاخوں کے پاس پروس کے ملکوں کو ایسے ایسے قلعوں سے مضبوط و مستحکم کیا جو اکثر لوگوں کی آمد رفت سے رسائی کے قابل اور سہل الوصول ہوگئے ورنہ رسائی کے قابل سمجھے نجاتے *

مرہٹوں کی قوم کا بیان

اگرچہ مرہٹوں کا بیان ایسی طرح کبھی نہیں مذکور ہوا جیسے کسی قوم کی تاریخ لکھی پڑھی جاتی ہی مگر اُن لوگوں کی خوے و خصلت ایسی معزز و ممتاز تھی کہ گویا اُن لوگوں میں ہمیشہ سے جمہوری سلطنت قایم رہی ہی اور اگرچہ خاص ہندوستان کے کمترین لوگوں سے کنارے اور تلنگانہ والوں اپنے جنوبی ہمسایوں کی نسبت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں مگر منجملہ ان دونوں قوموں کے کسی کے ساتھہ اُنکو اختلاط اور امتزاج نہیں بلکہ بجاے خود مستقل سمجھے جاتے ہیں *

جسم اُن کے مضبوط اور قد اُن کے کوتاہ اور جوڑ بند اُن کے ٹھیک
ٹھیک ہیں اگرچہ نہایت خوبصورت نہیں اور تمام قوم اُن کی جفاکش اور
مستقل اور چابک چالاک پائی جاتی ہی گرچہ راجپوتوں کی شان و متانت
اور شیخی بڑائی سے خالی نہیں مگر ویسے کاہل اور دنیا کی باتوں سے
غافل نہیں راجپوتوں کا یہہ حال ہی کہ جب تک اُن کی قوم کی بیعزتی
نہیں ہوتی تب تک وہ لوگ آپس لڑائی کے نتیجوں سے بے پروائی برتتے
ہیں جسمیں وہ شریک و شامل ہوتے ہیں مگر مرہٹوں کا یہہ نقشہ ہی کہ
نتیجے کے سوا کوئی بات اُن کے دھیان میں نہیں آتی یہاں تک کہ اگر کام
اُن کا برے بھلے کیسے ہی ذریعہ سے حاصل ہووے تو وہ اُس کی بھلائی
برائی کی پروا نہیں کرتے بلکہ اپنے کام سے کام رکھتے ہیں غرض کہ حصول
مقصود میں ذہن و طبیعت سے کام لیتے ہیں اور عیش و عشرت کو
چھوڑ کر جان جوکہوں پر رہتے ہیں اور عزت کی بات پر جان کھونا تو
درکنار اپنی غرض کسی طرح نہیں چھوڑتے یہاں تک کہ راجپوتوں اور
مرہٹوں کی ظاہری شکل و شمایل پر اُس دونوں اختلاف ذاتی کا اثر
واضح و لایح ہی چنانچہ ادنی درجہ کے راجپوت کے چال چلن میں
کوئی نہ کوئی بات اچھی ہوتی ہی اور اعلی درجہ کے مرہٹوں کے طور و
طریقوں میں کچھہ نہ کچھہ ناشایستگی پائی جاتی ہے اور اسقدر فرق و تفاوت
ہی کہ اگر یہہ دونوں کسی کے دشمن ہوجاویں تو راجپوت ہونا دشمن تصور
کیا جاویگا اور مرہٹا دغا فریب اور ہیبت ناک اس ایلی سمجھا جاویگا
نہ مرہٹے دلیری دلاوری سے کبھی نہیں چوکتے جب کہ بدون اس کے کام
اُن کا نہیں چلتا بلکہ دلیری دلاوری کی علامت کے لیئے گویا خود آن کی
جبلت ذات و فطرت اور چستی چالاکی سے ہمیشہ کام لیتے ہیں یہہ اوصاف
اُن کے سوئی لوگوں سے خصوصاً نسبت کیئے جاتے ہیں جو ایسے بڑے
بڑے وصفوں اور اُن سے زیادہ ناکارہ کاموں کے ساتھہ موصوف ہیں اس لیئے
کہ کسان مرہٹے تھوڑے سنجیدہ فہمیدہ اور جفا کش اور کفایت شعار

هوتے هیں اگرچہ اِن کسانوں میں بهي ذاتي هوشیاري مکاري اور اصلي چابکي چالاکي کسیقدر پائي جاتي هی مگر وہ بہت فتنہ انگیز اور بڑے جهوٹے نہیں هوتے *

مسلمان بادشاهوں کے وقتوں میں سردار اُن کے ایسے خانداني هوتے تهے جو اپنے باپ دادا سے بدهہ نوں کے پرانے عہدوں پر معزز و ممتاز یا ضلع کي کارگذاریوں پر مامور و سرفراز هوتے † تهے اور احمد نگر اور بیجا پور کي ریاستوں میں رسالہ داریاں اور جمعداریاں کماتے تهے یہہ سردار اصل و حقیقت میں اپنے لوگوں سمیت قومیت کي حیثیت سے سارے شدر تهے اگرچہ بعضوں نے قدر و منزلت بڑهانے کو راجپوت هونے کا دعوي کیا *

معلوم هوتا هی کہ پہلے مورخ مرهٹوں کي قوم سے واقف نہ تهے اور جن سرداروں کا نام اُنهوں نے بیان کیا اُن کے معمولي لقبوں سے دریافت هوتا هی کہ وہ قوم کے مرهٹے تهے مرهٹہ کا لفظ اول سنہ ۱۴۸۵ ع کے حالات میں فرشتہ والے نے لکها هی مگر عام معنوں میں استعمال اُس کا نہیں کیا یعني اُس نے کسي شخص معین کو اِس نام سے پکارا بیان کیا گیا کہ بیجا پور والے بادشاهوں نے سولہویں صدي میں فارسي زبان کي جگہہ مرهٹي بولي کو محاصل کے دفتروں میں قایم کیا تها اور اس لیئے کہ وہ بادشاہ بیگانہ لوگوں کي جگہہ دکن کے باشندوں کو اپني فوج میں بهرتي کرتا تها تو اُس نے بہت سے مرهٹوں کو نوکر رکها تها چنانچہ پہلے پہلے ادنی عہدوں یعني قلعہ کي چوکي پہرہ پر متعین کیئے گئے اور بعد اُسکے جب یہہ بات دریافت هوئي کہ اِن لوگوں میں هلکے پهلکے سواروں میں داخل هونے کي استعداد و لیاقت پائي جاتي هی تو بیجا پور اور احمد نگر کے جنگي سواروں میں داخل هونے لگے اور کچهہ کچهہ لوگ

† اُس زمانہ میں پاٹل اور دیس مکهہ اور دیس پانڈے وغیرہ عہدے معزز و ممتاز گنے جاتے تهے

اُن کے گولکنڈہ کے بادشاہ قطب شاہ کے بھی ملازم ہوئے باوصف اِس کے کہ مسلمان مورخوں نے سترہویں صدی کے آغاز تک بیان اُن کا بہت تھوڑا کیا مگر ملک عنبر کی عہد حکومت میں معزز و ممتاز ہوئے اور بعد اُس کے یہہ نوبت پہونچی کہ بیان اُن کا دکن کی تاریخ میں ایک مستقل حصہ بن گیا ‡ *

بوسلا خاندان کا بیان

ملک عنبر کے افسروں میں سے ایک افسر مالوجی بوسلا کے نام سے معروف و مشہور اور خاندان اُسکا زور و قوت کی نسبت قدر و عزت میں معزز و ممتاز اور بوسلا کے خطاب سے نامی گرامی تھا یہہ افسر چند خود اسپہ سواروں سمیت ملک عنبر کا ملازم اور جادو راؤ کا متوسل تھا یہہ جادو راؤ وہ سردار تھا کہ اگر مرہٹوں کے خاندانوں میں سے کسی خاندان کو راجپوت ہونے کا دعوی پہونچتا تو اسی کے خاندان کو وہ دعوی سزاوار و شایاں تھا اس لیئے کہ راجپوتوں کے گروہوں میں سے ایک گروہ کا نام جادو ہی اور جب کہ مسلمانوں نے پہلے پہلے دھاوا کیا تھا تو دیو گڈہ کا راجہ بھی اسی نام سے نامی گرامی تھا جو ساری دکن میں سب راجاؤں سے بڑا راجہ تھا اور غالب یہہ ہی کہ مالوجی کا حامی جو دیو گڈہ کے نسبی قریب ضلع کا دیس مکھی تھا راجپوتوں کی نسل سے ہوگا حاصل یہہ کہ اصل اُس کی کیسی ہی ہو مگر لکھہ جی جادو راؤ کو ملک عنبر کی حکومت میں دس ہزاری ذات کا منصب حاصل تھا اور ایسی قدر و منزلت رکہتا تھا کہ جب وہ ایک مرتبہ شاہجہان سے پیوستہ ہو گیا تو ملک عنبر کی تدبیر اوندھی ہو گئی اور وہ لڑائی ہار گیا *

اس ناصواب آمیزش سے بہت دنوں پہلے مالوجی بوسلا ایک تہوار کی تقریب سے جو جادو راؤ کے مکان میں رچایا گیا تھا اپنے بیٹے ساہ جی

‡ گرینٹ صاحب کی تاریخ مرہٹہ صفحہ ۷۳ لغایت ۹۳

کو ساتھہ اپنے لیے ہوئے آیا تھا اور اُن دنوں عمر اُسکی پانچ برس کی تھی حسب اتفاق ایسے موقع پر جو ہسنے بولنے کا مقام و موقع تھا جادو راؤ نے ساہجی اور اپنی سہ سالی بیٹی کو دونوں زانوؤں پر بٹھا کر ہنسی سے یہہ بات کہی کہ یہہ کیا عمدہ جوڑا ہی اور یہہ دونوں بالک بھو بنے بنانے کے قابل ہیں جادو راؤ کے کہنے پر مالوجی بول اُٹھا کہ سب صاحب گواہ رہیں کہ میرے بیٹے کا رشتہ جادو راؤ کی بیٹی سے ہو گیا جادو راؤ اُسکے بولنے سے اچنبھی میں رہا اور اپنے خاندان کے فخر و عزت کے باعث سے اُس کے بڑے بول سے نہایت ناراض ہوا یہاں تک کہ باہم بد مزگی ہوگئی مگر اُس زمانہ میں مالوجی کا ستارہ عروج پھر تھا چنانچہ اُس نے بہت سا روپیہ کمایا اور روز بروز اپنے لوگوں کو بڑھایا یہاں تک کہ احمد نگر کی ریاست میں پنج ہزاری کے منصب رسالہ داری پر سرفراز ہوا اور ایسی بڑی جاگیر اُس نے حاصل کی جس کا بڑا مقام پونا تھا اور اب بھی اُس سگائی کا دعوی کرتا رہا مگر فی الحال اُسکی جاہ و حشمت کی نظر سے وہ دعوی بیجا نہ سمجھا گیا چنانچہ آخرکار جادو راؤ اُسپر راضی ہوا یعنے اُن کے سنجوگ نے زور کیا اور دستور و قاعدہ کے موافق دونوں کی شادی ہو گئی یہہ بیاہ ایسا پھلا پھولا کہ ایک پھل اُس کا وہ سیواجی تھا جو ماہ مئی سنہ ۱۶۲۷ع میں پیدا ہوا اور مرہٹوں کی حکومت کی بنیاد اُسنے ڈالی *

ساہجی بوسلا کا حال اس تاریخ میں پہلے بیان ہو چکا کہ وہ سردار احمد نگر کے پچھلے واقعوں یعنے سنہ ۱۶۳۶ع کے قصے قضایوں میں بڑا سرگرم اور آمادہ رہا اور بعد اُسکے بیجاپور کی سرکار میں ملازم ہوا اور جب کہ شاہجہاں اور والی بیجاپور نے احمدنگر کے ضلع کو باہم منقسم کیا تو وہ جاگیر جو ساہجی کے قبض و تصرف میں چلی آتی تھی اور حسب قسمت بیجاپور کے حصہ میں آئی تھی جوں کی توں قایم رکھی گئی یہاں تک کہ بیجاپور والوں کی جانب سے جنوبی ملکوں کو فتح کرتا

رها اور ملک میسور میں ایسی بڑی جاگیر اُسنے حاصل کی جسمیں سیرا اور بنگلور بڑے بڑے شہر بھی داخل تھے *

مرھٹوں کے سردار ناخواندہ ہوتے تھے اور کاروبار اُنکا وہ برھمن کرتے تھے جو مسلمانوں کی عہد حکومت میں بھی بہت سے لوگ اُنکے کام کے عہدوں پر متعین تھے اور کارگذاروں کا بڑا فرقہ برھمنوں ھی کا تھا غرض کہ انہیں لوگوں میں سے دادا جی کانڈو نامی ایک برھمن کو اپنی جاگیر واقع پونہ پر ساھوجی نے معین کیا اور دوسرے بیٹے سیواجی کی خبر گیری کا بوجھہ بھار اُسکے سر پر رکھا اور بڑے بیٹے کو ساتھہ اپنے میسور کو لے گیا غرض مرھٹوں کی تعلیم و تربیت کا یہہ طریقہ ھے کہ وہ شہسواری اور شکار بازی اور علاوہ اُس کے اور سپاھیانہ ریاضتیں سیکھا کرتے ھیں اور چونکہ پونہ ایسی جگہہ واقع ھی کہ وھاں میدان اور پہاڑی ملک آپس میں ملتے ھیں تو سیوا جی کے بڑے رفیق ایسے لوگ اتفاق سے ھوئے جو اُس کے باپ کے سواروں میں بھرتی تھے یا گھاٹوں کے پاس پڑوس کے ڈاکو لٹیرے تھے غرض کہ اُسکے ھمراھی بڑے جفاکش اور نہایت مضبوط آدمی تھے چنانچہ ایسے لوگونکی ھمراھی سے بڑے بڑے کاموں کا عشق اُس کی طبیعت میں پیدا ھوا اور وہ عشق اُن ملکی راگوں یعنی ساکھوں کے سننے سے دو چند ھوگیا جن میں سورما لوگوں کی کہانیاں گائی جاتی ھیں غرض کہ وہ اُنت کا پرکالا جب سولہ برس کو پہونچا تو دادا جی کے قابو سے نکل گیا اور داداجی نے جاگیر کے اھتمام انصرام میں شریک اُسکو گردانا اگرچہ بڑے ڈھنگ اُس کے دلکشی دلپذیری کے باعث سے عام پسند اور عام فریب تھے مگر لوگ ابھی سے اُس کی نسبت بہت شبہہ کرنے لگے تھے کہ وہ بھی اُن ڈاکوں میں شریک و شامل ھی جو کونکن پر کبھی پڑتے تھے حاصل یہہ کہ لوٹ مار کے کاموں اور سیر شکار کے سپاٹوں کے باعث سے گھاٹوں کی ساری گھاٹیوں سے بخوبی واقف ھوگیا علاوہ اُس کے اُنکے جنگلی باشندوں

سے پہلے هي سے آشنا تھا گھاٹوں کے سلسلہ کے اُن حصوں میں جو شمال پونہ کي جانب واقع هیں بھیل اور کولي اور اُس کي جنوبي جانب میں راموسي قوم بستي تھي مگر پونہ کے عین مغرب میں مرہٹے رهتے تھے جو اُس اُجاڑ کي سختیاں اُٹھاتے تھے اور جن گھاٹیوں میں وہ رهتے تھے اُن کے نام کي وجھہ سے ماوالي کہلاتے تھے غرض کہ سیواجي نے پہلے پہلے ماوالیوں میں سے منتخب کرکے رفیق اپنے بنائے اور اپني تیز فہمي اور هوشیاري کي بدولت اُن لوگوں کو چھوٹے چھوٹے کاموں کي مصروفي سے نکالکر بڑے بڑے کاموں کي مشغولي میں ڈالا *

اکثر اوقات اُن پہاڑي قلعوں سے غفلت برتي جاتي تھي جو سرکار بیجاپور سے علاقہ رکھتے تھے یعني سرکار بیجاپور اُنکي خبر گیراں نھوتي تھي اور اسلیئے کہ وہ قلعے دارالحکومت سے دور اور بجاے خود بیماریوں کے گھر تھے تو گاہ گاہ ایک مسلمان افسر تھوڑے سے کم تنخواہ سپاهیوں سمیت اُن میں چھوڑا جاتا تھا اور کبھي کبھي پاس پڑوس کے دیس مکھوں کے تحت و تصرف میں چھوڑے جاتے تھے جو اُن کے قرب و جوار میں مال کا کام کرتے تھے یا علاوہ اُنکے اور افسران مال کو سپرد کیئے جاتے تھے اور منجملہ اُن قلعوں کے جو دیس مکھوں کے قبض و تصرف میں داخل تھے تورنا کا قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم اور پونہ سے جنوب مغرب کو بیس میل کے فاصلہ پر واقع تھا سیواجي نے سنہ ۱۶۴۶ع میں کسي حکمت سے اِس قلعہ پر قبضہ کیا † اور تقریر و حجت اور روپے پیسے کے ذریعہ سے سرکار بیجاپور کو اسبات کا یقین دلایا کہ دیس مکھوں کے قبض و تصرف کي نسبت اُس کے قبض و دخل میں وہ حصار پایدار اچھي طرح رهیگا مگر جب کہ بعد اُس کے پاس کے ایک قلعہ کو کھائي خندق اور برج بارہ یعني لڑائیوں کے سامانوں سے مضبوط و مستحکم کیا تو سرکار بیجاپور اُس پر متوجھہ هوئي اور اُسکے باپ

† گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحہ ۱۲۹

کو اُس کي شکایت لکهي ساهجي نے عذر اپنا پیش کیا اور سیواجي اپنے بیٹے اور داداجي اپنے کارندہ کو سخت ممانعت لکهي کہ وہ بیجاپور کے علاقہ میں زیادہ دست اندازي نکریں چنانچہ داداجي نے سیواجي کو بہت سمجھایا اور اُس کے باپ کي تاکیدوں کي تعمیل اُس سے چاهي بعد اُس کے داداجي مرگیا اور سیواجي روک ٹوک سے آزاد هوگیا اور جب کہ کوئي شخص اُس کا مانع مزاحم نرها تو اُس نے اپنے ارادونکو بڑي دهوم دهام سے ترقي بخشي یہاں تک کہ جاگیر کا محاصل باپ کو بهي ندیا اور منجملہ چاکن اور سوپا دوقلعوں کے جو اُس کي جاگیر میں واقع تهے اور اُس کے باپ کے مطیع افسر اُنپر قابض و متصرف تهے چاکن کو اُس کے حاکم سے مل ملاکر لیا اور سوپا پر چهاپہ مارا اور اُس پر تصرف کیا اور جب کہ اپنے باپ کي جاگیر کا مالک هوگیا تو بڑي بڑي مہموں کا ارادہ کیا چنانچہ اُس نے اُس مسلمان حاکم کو جو والي بیجاپور کي جانب سے سنگر یا کندانہ کے پہاڑي قلعہ واقع متصل پونہ کا حاکم تها کچهہ دے دلاکر اِسبات پر مایل کیا کہ وہ قلعہ کو اُس کے حوالہ کرے اور جب کہ دو برهمن زادے حقیقي بهائي اُسي کے دوست سنگر سے زیادہ مضبوط قلعہ پرندر کي بابت آپس میں لڑجهگڑ رهے تهے تو آپس کے بیچ بچاؤ کے لیئے وہ اُن کے بیچ میں اڑا اور ماوالیوں کے ایک گروہ کو اُس میں داخل کیا اور سنہ ۱۶۴۷ ع † میں دغابازي سے آپ اُس پر قابض متصرف هوگیا *

جب کہ سیواجي کو یہہ کامیابیاں ایسي طرح نصیب هوئیں کہ کسي کي نکسیر بهي نہ پهوٹي اور پاس پڑوس کے امن چین میں کسي طرح کا خلل بهي نپڑا تو والي بیجاپور کي جانب سے بهي جو اُن روزوں جنوب کي فتح و کشایش میں جي جان سے مصروف اور

---

† گرینٹ ڈف صاحب

دارالسلطنت کي عمده عمده عمارتوں کے بنانے میں نہایت مشغوف تھا کسي قسم کي ممانعت و مزاحمت پیش نہوئي ‡ *

مگر اب وہ وقت آ پهونچا کہ سیواجي کے ارادوں کا کسي اوٹ آڑ کے پیچھے پوشیدہ رهنا اوسکے حق میں مفید نتھا چنانچہ وہ بے تکلف کھل کھیلا اور کھلم کھلا نشان اوسکي بغاوت کا یہہ تھا کہ اوسنے بادشاهي خزانہ کي کرانچیوں کو خاص کنکان میں لوٹ کھسوٹ کر برابر کیا اور پہلے اِس سے کہ بیجا پور کا دربار اِس زور زبردستي سے سنبهلکر کچھ تدبیر اوسکي نکالے اِس برچہ سے مطلع هوا کہ بڑے بڑے پانچ پہاڑي گھاٹوں کے قلعوں پر سیواجي نے قبضہ کیا بعد اوسکے تھوڑي مدت گذرنے پر سیواجي کے برهمن افسر نے کنکان کي شمالي جانب کے مسلمان حاکم پر چھاپا مارا اور اُس کو مقید کیا اور اُس افسر کي دارالریاست کالیان پر قبضہ کرکے سارے صوبہ کو دبابیٹھا اور اُس کے حاکم کواسبات پر مجبور کیا کہ سارے قلعوں کے حوالہ کرنیکا حکم جاري کرے سیواجي اِس کامیابي سے باغ باغ هوا اور جب وہ قیدي اُس کے پاس آیا تو اُس نے بہت اهلیت برتي اور بڑي عزت سے اُسکو رخصت کیا یہہ واقعہ سنہ ۱۶۴۸ ع میں واقع هوا بعد اُس کے هندوؤں کے

‡ سیواجي کا قبض و تصرف بطور مفصلہ ذیل اُس خطہ پر قایم هوا جو چاکن اور دریاے نرا کے بیچ میں واقع هی اور جبکہ هم پہلے سیواجي کي حکومت جمانے کے طوروں کو ایسي شیر حیلہ باز کے داؤ گھاتوں کي مانند تصور کریں جو اپنے پہاڑ کي گھاٹیوں میں شکار کي تاک جھانک میں لک چھپ کر بیٹھے اور قابو کے وقت اُسکو دباکر نچھوڑے تو وہ دقتیں جو اُس کے ابتداے ترقي کے دریافت میں پیش آتي هیں اور وہ حیرت جو اُسکے بہت جلد بڑھنے چڑھنے میں هامنگیر هوتي هی بے تکلف رفع هوجاتي هی اِس لیئے کہ اب اُسکي ترقي اِس نوبت کو پهونچي تهي کہ لوگوں کو اُسکي اصل و حقیقت کي تحقیق و تفحص پر توجهہ هوئي اور زیادہ تر مخفي رهنا اُسکا ممکن نہ تھا اور واضح هوکہ یہہ بیان اُس دلچسپ اور صاف بیان کا خلاصہ هی جسکو گرینٹ ڈف صاحب نے سیواجي کے حالات میں قام بند کیا

اوقاف و مصارف کو اپني مفتوحه ممالک میں اُس نے بحال کیا جنکو بیجاپور والی بادشاہ نے ضبط کیا تھا علاوہ اُس کے ساري پراني رسموں کو تازگي بخشي اِس لیئے که اُس کي طبیعت نے هندوانه تعصبوں سے تربیت پائي تھي اور شاید که اُس کي طبیعت جیسے دین و مذهب کي رعایتوں میں پہلے پہلے پوري پکي تھي ویسي هي قومي پاس و لحاظ میں بھي پخته اور کامل تھي حاصل یهه که ایسي طبیعت پر مجبول هونے سے مسلمانوں اور اُن کے رسم و رواج سے سخت نفرت اور هندوؤں اور اُن کے طور طریقوں سے بڑي رغبت رکھتا تھا اور روز روز اُس کو ترقي روزافزوں تھي اور یهه مزاج اُس کا تدبیر ملکي سے ایسا راس آیا تھا که اوسنے جتني ستي بھگتوں کي صورت بنائي اور اوتاروں کي کرامتوں اور دیوتوں کي عنایتوں کا دعوی کیا یعني اوتاروں کي کرامتیں رکھتا هوں اور دیوتے مجهه پر مہربان هیں *

جب که بیجاپور کي سرکار آخر کار اوس کے ارادوں پر پے لیگئي تو باوصف اِس کے اِس غلط فهمي میں مبتلا هوئي که اپنے باپ ساهجي کے سکھانے بہکانے سے یهه دهوم اوسنے مچائي هے اور اپني نارضامندي کو یہاں تک چھوٹی رکھا که ساهجي کي گرفتاري کا موقع هاتهه آیا چنانچه سنه ۱۶۴۹ ع میں ایک دوستانه دعوت کي بدولت جسکو گوربارہ کے کسي خانداني افسر نے ساهجي کے لیئے منعقد کیا تھا اور سیواجي نے انتقام اوس دغابازي کا اوس دغاباز افسر سے خوب دل کھولکر § لیا ساهجي گرفتار هوا اور جب که ساهجي نے یهه عذر اپنا پیش کیا که وہ بیٹے کي بے ادائیوں اور گستاخیوں میں شریک و شامل نهیں تو قول اوسکا باطل سمجھا گیا اور اوس هنگامه کے فرو کرنیکے لیئے معقول مہلت اوسکو دیگئي اور جب که ساهجي کي دوڑ دهوپ سے کام نه نکلا اور دهوم دهام اوسکے بیٹے کي فرو نهوئي تو وہ ناکردہ گناہ مقید کیا گیا اور یهه

§ گرینٹ ڈف صاحب

حکم اوسکو سنایا گیا کہ اگر اِس قدر عرصہ میں تیرا بیٹا مطیع اِس سرکار کا نہوگا تو جیل خانہ کا دروازہ تیغہ کیا جاویگا اور تو اُسمیں بھوکا پیاسا مرجاویگا یہہ خبر سیواجي کو پہونچي اور وہ نہایت پریشان ہوا مگر بڑے سوچ بچار کے بعد آسنے یہہ مقرر کیا کہ ایسے دغابازوں کي اطاعت میں خیرو سلامتي کي توقع نہیں چنانچہ آسنے والي بیجا پور کي اطاعت سے سرتابي قایم رکھي اور شاھجہاں کي ملازمت چاھي جسکے ممالک مقبوضہ کي تاخت تاراج سے بنظر احتیاط و عاقبت اندیشي کے گریز آسنے کي تھي شاھجہاں نے درخواست آس کي منظور کي اور پانچھزاري کا منصب عنایت فرمایا اور غالب یہہ ھی کہ شاھجہان کي سعي و سفارش سے ساھجي کي رھائي ھوئي بعد اس کے کہ چار برس کي قید آسنے کاٹي اِس چاربرس میں لوگوں کا امن چین اسلیئے بحال رھا کہ سیواجي کو باپ کي فکر لگي ھوئي تھي اور ملک کي لوٹ کھسوٹ میں ساھجي کي ایذا رساني متصور تھي اور بیجاپور والی اِس خیال سے چپ چاپ بیٹھے رھے کہ اُن کو مغلوں کي فوج کي طرف سے یہہ کھٹکا تھا کہ سیواجي اُن کو نہ چڑھالاوے بعد آس کے جب کارناٹا میں بے انتظامي نے دست اندازي شروع کي تو سرکار بیجاپور کے قانون قاعدوں کي نظر سے ساھجي کا وھاں جانا ضروري سمجھا گیا یعني ساھجي کي جاگیرواقع کرناٹا پر مفسدوں نے قبضہ کیا تھا اور بڑا بیٹا اُسکا مارا گیا تھا اور پاس پروس میں ھتیار بندي ھوگئي اور بیجاپور کے افسروں کو اخراج کي دھمکیاں سنائي گئیں *

جوں ھي کہ ساھجي قید سے چھوٹا اور سرکار بیجا پور کرناٹا کي مہم پر مصروف ھوئي تو سیواجي نے اپنے جاہ و جلال کے بڑھانے کي تدبیروں کو بڑي آب و تاب سے دوبارہ برتا چنانچہ آسنے آس ھندو راجہ کو شریک بغاوت کرنا چاھا جو گھاٹوں سے لیکر دریاے کشنا کے بالائي حصوں تک سارے پہاڑي ملکوں واقع جنوب پونہ کا حاکم تھا اور

جب که وہ راجه شریک آسکا نہوا تو آسکو کسي حکمت سے قتل کرایا اور آسکے مارے جانے سے جو هیبت دلوں پر بیٹھي آس سے یہه فایدہ آٹھایا که آسنے آس کے ملک پر قبضه کیا بعد اوس زور ظلم کے کئي پہاڑي قلعوں کو چھینا جھپٹا اور کئي قلعے نئے بنائے اور اپني حکومت کو ان دنوں تک چوڑا چکلا کرتارها که شاهزادہ اورنگ زیب سنه ۱۶۵۵ ع میں دکن کو روانه کیا گیا پہلے پہلے سیواجي نے اورنگ زیب کو ملازم سلطنت سمجھه کر اوسکي ملازمت حاصل کي اور اپنے مقبوضه ممالک کو بذریعه آس کے بادشاهي سند سے مستحکم کیا مگر جوں هي که اوسنے شاهزادہ ممدوح کو گولکنده کي لڑائي میں جي جان سے مصروف پایا اور اوس کي مصروفي کي طولاني بہت دنوں تک تصور کي تو بقول اوسکے شعر * اب جو باهم رقیب لڑتے هیں * یہه بھي اپنے نصیب لڑتے هیں * لڑنیوالوں کے نقصانوں سے فایدہ اوٹھانا چاها چنانچه اوس نے پہلے تو مغلوں کے ملک پر حمله کیا یعني شہر جنیر پر چھاپا مارا اور بہت سي غنیمت لوٹ کرلے گیا بعد اوس کے احمد نگر کا ارادہ کیا مگر وهاں بڑي کامیابي نصیب نہوئي اور اورنگ زیب کي فتوحات کے جلد جلد واقع هونے سے اوس کي امیدیں پھلنے پھولنے نپائیں بلکه جب اورنگ زیب بیجاپور کي مہم میں سرگرم و آمادہ تھا تو اوس نے بیجا حملوں کا عذر اوس سے چاها اور بہت سي منتوں سے پیش آیا بعد اوس کے شاهجہاں کي بیماري میں اورنگ زیب بلایا گیا اور سیواجي نے جان نثاري اور خدمتگذاري کا اقرار اس شرط پر کیا که مغلوں کے ممالک مقبوضه میں جو جو استحقاق اوس کے ثابت هیں اونپر توجهه فرمائي جاوے چنانچه اورنگ زیب نے تصور اوسکا اس شرط پر معاف کیا که وہ اپنے سواروں کا گروہ اوس کي فوج میں داخل کرے باقي استحقاقوں کي تحقیقات کو آینده پر ملتوي رکھے مگر سیواجي که اورنگ زیب کي مانند ایک دغاباز حیله ساز اور

چست و چالاک آدمي تها زبان سے قول قرار کرتا رها اور سواروں کے پہنچنے کو بہت صاف اوڑا گیا *

بعد اوس کے بیجاپور پر پهر چهاپے مارنے اور دهاوے کرنے لگا جہاں کا والي مرگیا تها اور صغیر سن بیٹا اوس کا جانشین اوس کا هوا تها یہاں تک کہ ریاست کے نائبوں نے یہہ سوچ سمجهکر کہ اب اگر اوس کي لوٹ مار سے غفلت برتي جاوے گي تو انجام آسکا اچها نهوگا ایک بڑي فوج اوس کے مقابلہ کو روانہ کي اِس بڑي فوج کا سردار افضل خاں تها جو مسلمان سرداروں کے معمولي غرور و نخوت کے علاوہ سیواجي اپني طرف مقابل کو نہایت حقیر و ناچیز سمجهتا تها مگر حریف اوس کا یعني سیواجي اوس کے غرور تکبر سے فائدہ اوٹهانے کي تدبیر اچهي طرح جانتا تها چنانچہ اُس نے بظاهر یہہ جتایا کہ افضل خاں کا رعب داب اُسپر بیٹها اور وہ اُس کے مقابلہ سے بالکل مایوس هی اور بعد اُس کے بڑي زارنالي سے اطاعت کي درخواست افضل خاں کے پاس روانہ کي افضل خاں نے ایک معتمد برهمن کو خط خطوط کے لکهنے پڑهنے میں نائب اپنا ٹهرایا مگر سیوا جي نے اُس برهمن کو دے دلا کر یار اپنا بنایا اور اُس کے ذریعہ سے افضل خاں کو بکمال آساني یہہ جتایا گیا کہ سیواجي نہایت حیران و پریشان اورقبول اطاعت پر آمادہ ومجبور هی مگر فکر اُسکو یہہ هے کہ دیکهیئے انجام اُس کا کیا هوتا هی اور اسي اندیشہ سے ابتک روکا هوا بیٹها هی خط کتابت کے زمانہ میں افضل خاں پیچیدہ جنگلوں اور ناهموار وادیوں سے گذر کر پرتاب گڈہ کے قرب و جوار میں پهونچا جہاں سیوا جي رهتا تها اور سیواجي نے یہہ درخواست اپني پیش کي کہ اگر خانصاحب میرے خوفوں اور اندیشوں پر ترس کهاویں تو بذات خود تشریف لاویں تاکہ وہ اپني زبان مبارک سے میري اطمینان فرماویں غرض کہ افضل خاں اپني فوج سے روانہ هوا اور تهوڑے سے محافظوں کو ساتهہ اپنے لیا یہانتک کہ سمجهانے بوجهانے سے سب کو رخصت کیا اور ایک همراهي پر قناعت

کي اور باریک ململ کا جامه پہنے هوئے اور ایک سیدهي تلوار اوٹهائے هوئے جسکو زیاده تر شان و زیبایش کي غرض سے اوٹهایا تها نه اس غرض سے که اڑے وقت میں کام بهي آویگي خراماں خراماں آگے کو چلا سیواجي آهسته آهسته قلعه سے اوترتا هوا سامنے سے نظر آیا یہاں تک که وه ڈرتا کانپتا ایک همراهي سمیت آگے کو بڑها اگرچه ظاهر میں کوئي هتیار اس کے پاس موجود نتها مگر روئي کے دگلے میں جالدار زره اور ایک آبدار تیغه اور انگلیوں میں فولادي کانٹے جسکو ناخن شیر بولتے هیں لگائے هوئے تها افضل خاں نے اس سوکهي سهمي صورت کو بڑي حقارت سے دیکها جو دبے دبائے اور جي چورائے اسکي ملازمت کے لیئے چلے آتي تهي اور جب که دونوں بغلگیر هوئے تو سیوا جي نے فولادي پنجه کو گڑویا هنوز افضل خاں اس بیجا حرکت کے تعجب سے فارغ نهوا تها که اوسنے تیغه سے کام اوسکا تمام کیا اور پہلے اس سے یهه کام کیا تها که اپني فوج کو اُن جنگلوں میں چهپایا تها جو افضل خاں کي فوج کو چاروں طرف سے گهیرے هوئے تهے اور جب که سیوا جي نے قلعه کي بلندي سے اشاره کیا تو فوج اوسکي مسلمانوں پر ٹوٹ پڑي جو حریف کي دغابازي سے غافل اور اپنے سامانوں سے کاهل پڑے تهے چنانچه اونکو ایسي حالت میں بهگایا که وه لوگ اوس فوج کا مقابله نکرسکے جرن هي که ماه اکتوبر سنه ۱۶۵۹ع میں یهه فتح حاصل هوئي تو سیوا جي نے بهگوڑوں کي جان بخشي کا حکم جاري کیا غرض که بہت سے آدمي جو جنگلوں میں بہت دنوں تک خراب خسته پهرتے تهے پکڑے آئے اور سارے گرفتاروں سے آدمیت برتي گئي اور منجمله اونکے مرهٹے سیوا جي کي ملازمت میں داخل هوئے اور جب که ایک مرهٹے سودار نے اپني ولي نعمت کي وفاداري نچهوڑي اور نمک حرامي کا دهبا نه اوٹهایا تو اوسکو انعام دیکر رخصت کیا گیا اگرچه سیوا جي نے اپني دوڑ دهوپ کے زمانه میں خفیه خزانوں کے لیئے لوگوں کو تکلیفیں پہونچائیں مگر کوئي کام اوس نے بیفائده نہیں کیا اور بلا سبب کسي کو اذیت نہیں پہونچائي *

فتح مذكورالصدر کے هونے سے سيوا جي کے ارادوں کو چوگني ترقي حاصل هوئي چنانچه اوسنے گهاٹوں کے پاس پروس کے سارے ملکوں کو روندا سوندا اور سارے پهاڑي قلعوں پر قبضه کيا اور سارے کنکان کي فتح کو خاتمه پر پهونچايا چاهتا تها که اوسکو يهه پرچا لگا که پهلي فوج کي نسبت ايک بڑي فوج اوس کے مقابله کو بيجاپور سے چلي آتي هي چنانچه وه اس ضرورت سے پيچهے کو لوٹا اور کسيقدر فوج کو قلعوں کے حفظ و حراست پر متعين کيا اور باقي فوج کو حريف کي رسدوں پر لگايا اور پنالہ کے قلعه ميں خود محصور هوکر بيٹها جو رسائي سے مامون و محفوظ تها غرض که ماه مئي سنه ١٦٦٠ع ميں اُس قلعه کا محاصره هوا اور وه محاصروں کو بهلاتا پهسلاتا رها اگر وه اپني معمولي چالاکي اور دلاوري سے ايک اندهيري رات ميں نکل کر نجاتا تو چار مهينے کے بعد اطاعت پر مجبور هوتا اس ليئے که چار مهينے کے محاصره پر وه قلعه فتح هوگيا اور جب که سيوا جي هاتهه سے نکل گيا تو بيجاپور کے دربار نے اُس کے نکل جانے کو سيدي جوهر باشنده ابيسينيا يعنے حبش کي دغابازي سے نسبت کيا سيدي جوهر اس بدگماني سے نيلا پيلا هوا اور اُسکے غيظ غضب سے بيجاپور کي نااتفاقياں جو پهلے سے چلي آتي تهيں چوگني هوگئيں *

بعد اُس کے بيجاپور کے بادشاه نے آپ اراده کيا اور اس قدر فوج اپنے همراه ليگيا که سيوا جي اُس کا مقابله نکرسکا اور جو تدبير اُس نے اس زمانه ميں برتي کوئي معقول اور پسنديده نتهي چنانچه سال کے اندر اندر وه اکثر ملک اس کے قبضه سے نکل گئے جو اُس نے فتح کيئے تهے بعد اُس کے جنوري سنه ١٦٦١ع ميں والي بيجاپور کرناٹا کے کاربار پر ملتفت هوا اور زياده وجهه يهه هوئي که سيدي جوهر نے بغاوت کا هنگامه وهاں برپا کيا تها چنانچه وه بادشاه اس ملک ميں پورے دو برس مصروف رها اور سيواجي نے ميدان کو خالي پاکر اُن ملکوں کو دوباره

حاصل کیا جو اُس کے قبض و قابو سے خارج هوگئے تھے اور علاوہ اُن کے اور ملکوں کو بھي دبا بیٹھا *

بعد اُس کے سالهاجي بیچ میں پڑا اور فریقین کي آشتي کا وسیله هوا اور اشتي کے بعد سیواجي ایسے ملک پر قابض رها جو دریاے شور کي جانب سے اندازاً سو میل کا چوڑا چلا اور کنکان کا وہ حصه تها جو گویا اور کالیان کے بیچ میں پڑتا هی اور گهاٹوں کے اوپر سے طول اُس کا پونه کے شمال سے لیکر مقام مرچ واقع دریاے کشنا کے جنوب تک ڈیڑ سو میل کے قریب قریب هی اور عرض اُس کا مشرق سے مغرب تک زیادہ سے زیادہ سو میل کي مقدار تها اس چهوٹے سے خطه میں سپاهیوں کي جفا کشي اور لٹیروں کي خوي و خصلت کي وجهه سے سات هزار سوار اور پچاس هزار پیادہ قایم رکهه سکا اور یهه حال اُس کا سنه ۱۶۶۲ ع تک تها † *

دوسرا باب

سنه ۱۶۶۲ سے لغایت سنه ۱۶۸۱ کے واقعات کے بیان میں

اسي عرصه کے قریب اورنگ زیب اُس بیماري میں مبتلا هوا تها جسکا بیان ابهي مذکور هوچکا اور اُس کي شدت سے جان اُس کي بڑي جوکهوں میں پڑي تهي بیماري سے پہلے اپنے ماموں شایسته خاں کو دکن کا نائب السلطنت مقرر کیا تها اور وہ سردار اورنگ آباد میں رهتا تها *

یهه بات اچهي طرح سے کهلتي نهیں که اورنگ زیب اور سیواجي میں کس وجهه سے ناچاقي واقع هوئي هاں یهه امر دریافت هوا که بیجا پور کي آشتي کے بعد آخر سنه ۱۶۶۲ ع مطابق سنه ۱۰۷۳ هجري میں سیواجي کے سوار اورنگ آباد کے قرب و جوار کے قلعوں کو اورنگ زیب کي قلمرو میں لوٹنے کهسوٹنے لگے تهے اور خود سیواجي جنیر کے پاس پڑوس کے قلعوں کو دبا رها تها *

---

† گرینٹ ڈف صاحب

ان دست اندازیوں کي روک تھام کي غرض سے شایستہ خاں اورنگ آباد سے روانہ هوا اور سیواجي کے لوگوں کو عین میدان میں مار پیٹ کر بھگا دیا اور چاکن کے قلعہ پر قبضہ کیا اور خاص پونہ میں جاکر ڈیرے لگائے جو سنگر کے پہاڑي قلعہ سے جس میں سیواجي لوٹ کر گیا تھا بارہ میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور خود شایستہ خاں بمقام پونہ خاص اُس مقام میں ٹھہرا جہاں سیواجي نے پرورش پائي تھي اور بچپن کے دن وهیں گذارے تھے اور اس لیئے کہ سیواجي اُس مکان کے رگ و ریشہ سے بخوبي واقف تھا تو اُس نے شایستہ خاں کي پاداش ر تدارک کے لیئے وہ راہ نکالي جس کا بیان آگے آتا هی شایستہ خاں نے مرهٹوں کي روک ٹوک کے لیئے پہرے بٹھلائے تھے اور یہاں تک فکر اُنکي کي تھي کہ اکیلے دوکیلے کي لاگ ڈانٹ اچھي طرح هوتي تھي غرض کہ تدبیر مذکورالصدر کے ذریعہ اور نیز فوج کے آس پاس پڑے هونے کے وسیلہ سے ایسي امن چین میں بیٹھا تھا کہ کسي گزند و آفت کا وسوسہ باقي نرهاتھا مگر سیواجي شایستہ خاں کي تدبیروں سے واقف تھا چنانچہ ایک رات اُس نے یہہ کام کیا کہ شام هوتے هي اندھیرے اندھیرے سنگر سے روانہ هوا اور پیادوں کے چھوٹے چھوٹے گروهوں کو راہ میں اس نظر سے چھوڑتا گیا کہ ضرورت کے وقت اپنے کام آویں پچیس ماوالیوں سمیت آپ پونہ کو چلتا هوا حسب اتفاق ایک بارات پونہ کو جاتي تھي چنانچہ سیواجي بارات کے مالک سے صلاح و مشورت کرکے بارات کے ساتھہ اندر داخل هوا اور شایستہ خاں کے پہروں کي قطار سے گذر کر سیدھا محل کو هولیا اور پہلے اس سے کہ اندر کي جانب سے کسي کو شک شبہہ پیدا هووے پشت محل کے دروازہ سے محل میں گھس گیا شایستہ خاں اُس کے آنے سے سخت حیران هوا اور گھبراهٹ کے مارے صرف اتنا سنبھل سکا کہ اپني خوابگاہ سے جان بچاکر بھاگا اور جب کہ وہ ایک کھڑکي سے نیچے کو کودنے لگا تو تلوار کي ضرب سے اُس کے هاتھہ کي دو اُنگلیاں الگ هوگئیں اگرچہ وہ جان

بچاکر بھاگا مگر باغ کي باس ميں اُس کا بيٹا اور بہت سے اُس کے ساتھي پاش پاش هوگئے بعد اُس کے سيواجي اُسي تندي تيزي سے لوٹ کر گيا جيسا کہ وہ آيا تھا اور آنا جانا اُس کا کسي کو دريافت نہوا اور جوں جوں وہ آگے بڑھتا گيا تو لوگ آسکے اس سے ملتے گئے جو راہ ميں بيٹھے هوئے راہ اُسکي ديکھتے تھے يہاں تک کہ وہ سنگر ميں ايسے وقت پہونچا کہ چراغوں اور مشعلوں کے مارے چکا چوند هو رهي تھي جو فتح کي خوشي ميں روشن کي گئي تھيں اور وہ روشني اسقدر تھي کہ بادشاهي فوج والے بارہ ميل کے فاصلہ سے اُسکا تماشا ديکھتے تھے يہہ بڑا کام اُسکا اُس کے هموطنوں کے مزاج و طبيعت سے ايسا مناسب تھا کہ اُس کے کاموں ميں سے بہت بڑا سمجھا گيا چنانچہ مرهٹے لوگ ابتک اوسکو بڑي فخر و عزت سے بيان کرتے هيں اور اس کام پر ايسے نتيجے مترتب هوئے کہ وہ مرهٹوں کے حق ميں نہايت عمدہ اور اونکي اُميد و توقع سے بالا تھے اسليئے کہ شايستہ خاں نے اس بلاے ناگہاني کو راجہ جسونت سنگھہ کي دغابازي سے نسبت ديا جو تھوڑے دنوں سے شايستہ خاں کي کمک کو بھيجا گيا تھا غرضکہ شايستہ خاں اور راجہ جسونت سنگھہ دونوں سرداروں کے باهمي تنازع سے دونوں کي فوجيں ايک دوسرے کي کمک رساني پر قايم نرهيں يہاں تک کہ اورنگ زيب نے شايستہ خاں کو بنگالہ کي حکومت پر منتقل کيا اور اپنے بيٹے معظم شاہ کو اس غرض سے روانہ فرمايا کہ وہ برهمنوني راجہ جسونت سنگھہ کي فوج پر حکمراني کرے مگر راجہ جسونت سنگھہ اس شہزادہ کے پہونچنے سے پہلے اور فتح سنگر کے ارادہ سے پہنچے اورنگ‌آباد کو لوٹ کر چلا آيا تھا اور سيوا جي راجہ جسونت سنگھہ کے انتقام کے ليئے سامان اپنا درست کر رها تھا پہاڑوں کي لڑائيوں ميں خصوص پيادوں کي فوج سے اوس نے کام ليا اور اب اونهي سواروں سے کام لينے کا ارادہ کيا اسليئے کہ يہہ مرهٹے بيجاپور کي سرکار ميں هلکے پھلکے سواروں ميں داخل هوکر

نامي گرامي هو چکے تھے چنانچہ اوسنے جہان کا ارادہ کیا وهانکے حالات معلوم کرکے اور اپنے حریفوں کو جهوٹي چالوں اور فریبي کوچوں سے دهوکا دیکر چار هزار سواروں سمیت اوس جانب کو روانه هوا اور سورت سے بے اوٹ آڑ اور بلا محافظ اور تونگر شهر پر چهاپا مارا جو اوسکي فوج کي رسائي سے خارج سمجها گیا تها غرضکه چهه روز اوسکو بڑي فرصت سے لوٹا اور باوصف اسکے که انگریزوں اور هالنڈ کے کارخانه والوں نے جہاں هندوستاني سوداگروں نے بهي پناه اپني ڈهونڈي تهي اُن لٹیروں کو مار پیٹ کر پس پا کیا مگروه بہت سا مال و اسباب لوٹکر لیگئے اور اپنے قلعه راے گڈه واقع کنکان میں پہونچکر کمال اطمینان سے بیٹهے یهه واقعه پانچویں جنوري سنه ۱۶۶۴ع مطابق پندرهویں جمادي الثاني سنه ۱۰۷۴ع هجري کو واقع هوا *

اس مہم پر تهوڑي مدت گذري تهي که ساهجي کي سناوني آئي اور اوسکے مرنے کا یهه بہانه هوا که اوس بوڑهاپے پر شکار کا شوق غایت سے غایت اوسکو تها چنانچه شکار کهیلتا هوا گهوڑے سے گرکر مرگیا ساهجي نے اپني زندگي میں جاگیر واقع ضلع مندراس کا انتظام و انصرام اچهي طرح سے بحال و قایم کیا تها اور جنوبي فتوحات کو بیجاپور کے بادشاه کے نام سے اتني وسعت بخشي تهي که شهر مندراس کے قرب و جوار تک فتوحات اوسکي پہونچي تهیں اور تانجور کي ریاست بهي اوس میں شامل تهي *

ساهجي کے مرنے پر سیوا جي نے بیجاپور والوں سے دوباره لڑائي شروع کي اور لڑائي کے کاربار کو کنکان میں جاري رکها جہاں اوسنے راے گڈه کو دارالریاست اپنا بنایا تها چنانچه اُسنے جہازوں کا بیڑه مرتب کیا اور اوسکے ذریعه سے مغلوں کے اکثر جہازوں کو چهینا اور ایک موقع پر چار هزار آدمیوں کو ستاسي کشتیوں پر سوار کرکے صوبه کنارا کے دور دراز ایک مقام پراوترا اور بارسیلور کو جو بیجاپور کي قلمرو کا بڑا مالدار

بندر تھا لوٹ کھسوٹ کر خاک سیاہ کیا علاوہ اس کے قرب و جوار کے ضلعوں کو بھی لوٹا کھسوٹا جہاں ایسے بڑے لٹیروں کی لوٹ مار کا وہم و گمان بھی نہ تھا اور گھاٹوں کی اونچائی کے ملکوں کو اس لوٹ مار کے زمانہ میں بھی امن چین سے نچھوڑا چنانچہ ماہ فروری سنہ ۱۶۶۵ع میں بیجاپور کے اضلاع و پرگنات کی تاخت تاراج کو فوج اوسنے روانہ کی اور شاہ دلی کی قلمرو میں اوسی غرض سے بذات خود روانہ ہوا اگرچہ اورنگ زیب کا نقصان اوسکی لوٹ مار سے بہت سا واقع ہوا مگر اوس لوٹ مار سے اسقدر غیظ و غضب اوسکو نہ آیا جسقدر کہ حاجی لوگوں کی کشتیوں کے لوٹنے اور سورت سے بندر کے تباہ کرنے سے جو حاجیوں کی منزل گاہ ہونے سے مقدس سمجھا جاتا تھا وہ آپے سے نکل گیا اور غیظ و غضب کے مارے بے تاب ہو گیا علاوہ إن مخالف باتوں کے یہہ بات اوسنے زیادہ کی تھی کہ ساھجی کے مرتے ہی راجائی کا خطاب اختیار کیا تھا اور اپنے نام کا سکہ چلایا تھا جو خود مختاری کی پوری علامت تصور کی جاتی تھی غرض کہ اون کوتکوں کے پاداش و تدارک کی غرض سے ایک بڑی فوج اوس راجہ جے سنگھہ کی تحت حکومت کر کے دکن کو روانہ کی گئی جو هندوؤں کے دشوار مقدموں میں اورنگ زیب کا ایک چلتا اوزار تھا مگر مزاج کے وہمی شکی ہونے سے اوس کی حکومت کو یوں منقسم کیا کہ دلیر خاں کو مساوی شریک اوسکا بنایا اور جب کہ یہہ دونوں سردار اوس طرف کو راہی ہوئے تو معظم شاہ اور راجہ جسونت سنگھہ دلی کو واپس آئے اور اس نظر سے کہ اورنگ زیب کو سیوا جی کے مقابلہ کرنے کی تھوڑی توقع تھی تو راجہ جے سنگھہ کو یہہ حکم تھا کہ سیوا جی کے دبانے کے بعد اوس فوج کو بیجاپور کی فتح و کشایش میں مصروف کرے *

ماہ فروری سنہ الیہ میں یہہ دونوں سردار نربدہ پار اوترے اور پونہ تک بے کھٹکے چلے گئے اور وہاں پہونچکر راجہ جے سنگھہ نے سنگر کا محاصرہ کیا اور دلیر خاں نے پرنڈر کے قلعہ کو گھیرا مگر دونوں قلعوں نے

مقابله کیا معلوم هوتا هی که سیوا جي آخر کو پورے مقابله سے مایوس هوا اور شاید اُس نے اپنے فخر و عزت کو چند روز کے لیئے اس اُمید پر چھوڑا که اورنگ زیب سے اشتي کرنے میں یهه فائده حاصل هوگا که اُسکي فوج کے همراه هوکر بیجا پور کي غنیمتوں سے اپنے نقصانوں کي تلافي هو جاویگي چنانچه اُس نے راجه جے سنگهه سے خط کتابت جاري کي اور اشتي کا مقدمه پیش کیا اور جبکه راجه جے سنگهه نے جان کي سلامتي اور علاوه اُس کے بادشاه کي نوازشوں کا یقین اُسکو دلایا تو وه اپني سواري کي دهوم دهام چهوڑ کر چند همراهیوں سمیت اپني فوج سے خفیه خفیه راجه جے سنگهه کے پاس آیا راجه نے تعظیم تکریم اُسکي کي اور اُسنے بهي بڑي عاجزي سے جان نثاري اور وفاداري کا قول قرار کیا غرض که ایک عهد نامه باهم لکها گیا جسکا یهه مضمون تها که سیوا جي منجمله بتیس قلعوں مقبوضه کے بیس قلعه اضلاع سمیت بادشاهي ملازموں کے حواله کرے اور باره قلعے حقوق و مرافق سمیت اپنے قبض و تصرف میں جاگیر سلطاني کے طور و طریقے پر رکهے اور اُسکا بیٹا سنبهاجي کو جو ابهي پانچ برس کا تها بادشاه کي طرف سے پانچ هزاري منصب کا پایه ملے اور یهه بهي وعده ٹهرا که بیجا پور کي قلمرو کے مفتوحه ملکوں کے محاصل سے في صدي کے حساب سے حق اُسکو ملا کریگا یهه پچهلي شرط اُن دعووں کي بنیاد تهي جنکو مرهٹوں نے پچهلے وقتوں میں پیش کیا اور اُن کے بهانه سے بیگانه ملکوں کو جگهه جگهه دبایا مگر اورنگ زیب نے اس شرط کو قلم انداز کیا اور باقي شرطوں کي منظوري کي نسبت ایک نامه سیوا جي کے نام پر مفصل لکها اور جبکه یهه امر طے هو چکا تو سیوا جي اپنے دو هزار سوار اور آٹهه هزار پیادوں سمیت بادشاهي فوج میں داخل هوا اور ساري فوج آپسمیں مل جلکر بیجا پور کو روانه هوئي *

اس لڑائي میں مرهٹوں سے بڑي دلیري دلاوري ظاهر هوئي اور اورنگ زیب نے بجلدوے اوسکے دو عنایت ناموں کے ذریعه سے سیوا جي

کو رضامند فرمایا منجملہ اون کے ایک نامہ میں اعزاز و اکرام کے کلمے اور تعریف و ثنا کے فقرے لکھے اور دوسرے نامہ کو بڑے بڑے عام وعدوں سے مزین کیا اور یہہ بھي لکھا کہ دلي میں آنا چاهیئے بعد اوسکے دکن کي اجازت دي جاویگي غرضکہ سیواجي نے بادشاہ کے وعدوں اور راجہ جے سنگھہ کي بڑي نوازشوں سے دهوکا کھایا اور اپني جاگیر کو اپنے بڑے بڑے متوسلوں کو تفویض کیا اور اپنے بیٹے سنبا جي کو ساتھہ اپنے لیا اور پانسو سوار اور ایک هزار ماوالي یعنے مرهتے منتخب کرکے دلي کو روانہ هوا *

اورنگ‌زیب کو یہہ مرتع حاصل تها کہ سیواجي سے اطاعت برتتا اور نہایت سلوک سے پیش آکر اُس سے فایدہ اوٹھاتا اور ایک هیبتناک دشمن کو دوست اپنا بناتا جیسیکہ اور راجاؤں کے ساتھہ اُسنے اور اوسکے بزرگوں نے کیا تها مگر جیسي کہ اُس کي رائیں دین و ملت کے معاملہ میں تنگ و تاریک تهیں ویسي هي تدبیر ممالک میں پست و کوتاہ تهیں چنانچہ اپني طبیعت کو سیوا جي کي پہلي تذلیل و ندامت سے روک تهام تو سکا مگر اپنے تعصبوں سے بالکل کنارہ کش نہو سکا یعني وہ اُس لطف و عنایت سے پیش نہ آیا کہ اوسکو همیشہ کے لیئے اپني ذات سے وابستہ رکھتا اور جسقدر کہ وہ سیوا جي کے کرتوتوں سے ناراض تها اوسیقدر اوسکي ذات سے بهي متنفر تها اور اوسکے جي میں سب سے زیادہ وہ برائي بیٹهي تهي جو سیوا جي سے حاجیوں کي نسبت صادر هوئي تهي اور اوس کے صادر هونے سے اورنگ زیب کے دین و منزلت کا هتک هوا تها اور زیادہ کهتکنے کي یہہ وجہہ تهي کہ یہہ نقصان اوسکو ایک حقیر آدمي کے هاتهوں سے پہونچا تها چنانچہ اُس نے اپني غلط فهمي سے اُس کي حسن لیاقت اور جوهر قابلیت کوبہت کم سمجهکر اُسکے کرتوتوں کا پاداش اس طرح چاها کہ اُسکي اصل نسل کي خفت و حقارت اُسپر واضح کرے حاصل یہہ کہ جب سیوا جي دلي کے متصل پہونچا تو ایک کمتر

درجه کا سردار اُسکي پیشوائي کو جے سنگهه کے بیٹے رام سنگهه کے ساتهه بهیجا گیا اور جب که وه خود دربار میں حاضر هوا تو بات اُسکي پوچهي نه گئي یہاں تک که سیوا جي نے کمال ادب سے پیشکشیں پیش کیں اور غالبا یہه چاها که دستور کے موافق تعریف و ثنا کے فقرے ادا کر کے خضوع و خشوع سے تخت کي طرف کو آگے بڑھے مگر جبکه اُس نے یہه دیکها که بادشاه نے کچهه توجہه نه فرمائي اور تیسرے † درجه کے سرداروں میں بلا امتیاز اُسکو کهڑا کیا تو وه اپنے رنج و غیرت کو روک نه سکا چنانچه غصه اور حمیت کے مارے رنگ اُسکا پلٹ گیا اور درباریوں کي صف سے کچهه پیچهے هٹا اور غش کهاکر زمین پر گر پڑا بعد اُس کے جب هوش اُسکے ٹهکانے آئے تو رام سنگهه کو اُس کے باپ کے دهوکه دهي اور وعده خلافي پر برا بهلا کہا اور جل بهن کر بادشاه کے ملازموں سے یہه درخواست پیش کي که اب مناسب یہه هي که جیسے میري بات کو خاک میں ملایا ویسے هي مجهکو بهي خاک میں ملاویں یعني جب آبرو گئي تو جان کي کیا پروا رهي اور یہاں تک وه ناراض هوا که بلا حصول معمولي خلعت اور بلا اجازت کے دربار سے چلا گیا مگر اورنگ زیب کو سیوا جي کي ایسي ناشایسته حرکتوں کا تدارک جو سردبار اُس سے صادر هوئیں اور لاگ لپیٹ سے بالکل خالي تهیں سردست منظور نه تها که اُسنے یہه حکم دیا که اُسکي حرکتوں کي نگراني کي جاوے اور اُن وعدوں کي نسبت جو سیوا جي سے راجه جے سنگهه نے کیئے هیں جے سنگهه کي رپورٹ کے هم منتظر هیں *

بعد اُس کے سیوا جي نے اپنے خیالوں کو دشمن کے پنجے سے نکلنے کي تدبیروں میں دوڑایا اور اس میں دشواري یہه تهي که بادشاهي پہرے اُس کے مکان پر بیٹهه گئے تهے آخر کار اوس نے یہه راه نکالي که

† یہه درجه پانچهزاري منصب کا تها جو اُس کے بیٹے کے لیئے عہد نامه میں لکها گیا تها *

ساتھیوں کے وطن بھجوانے کی اجازت چاھی اور یہہ عذر پیش کیا کہ دلی کی آب و ھوا اونکو بہت ناموافق ہے اور جبکہ یہہ تصور کیا گیاکہ ھمراھیوں کے جانے سے وہ قیدی بادشاھی قید میں بلا تردد رھیگا تو درخواست اُسکی بخوشی منظور ھوئی بعد اُس کے بیماری کے عذر سے آپ چارپائی پر سوار ھوا اور اُن دو چار بیدوں کو جو اُس کے علاج معالجہ کے واسطے بادشاہ کے حکم سے آتے جاتے تھے دے دلاکر طرفدار اپنا بنا لیا اور اُن کے ذریعہ سے باھر کے رفیقوں سے جنکو اُس نے ادھر اودھر لگا رکھا تھا بات چیت اپنی جاری رکھی علاوہ اُس کے یہہ دستور اُس نے جاری کیا کہ مٹھائی اور کھانے پینے کی چیزیں ھندو مسلمان فقیروں کو بانٹنی شروع کیں یہاں تک کہ پہرے والوں کو بڑے بڑے ٹوکروں اور بڑے بڑے جھالوں کے اندر سے آنے جانے دینے کا عادی اور خو کردہ کیا اور آخر کار ایک شام کو باھر کے رفیقوں سے بات چیت کو پکا کر ایک جھال میں آپ بیٹھا اور دوسرے جھال میں بیٹے کو بٹھلایا اور پہرہ والوں کے بیچ سے ایسا بلا اندیشہ چھپ کر نکل گیا کہ کسی نے روک ٹوک اُسکی نکی اور اُس کی جگہہ اُس کے بستر پر ایک ملازم لٹایا گیا بعد اُس کے جب اُس کے نکل جانے پر ایک عرصہ گذرا تو اُس کے نکلنے کا شبہہ ھوا مگر اِس عرصہ میں سیوا جی ایک ایسے گمنام مکان میں پہونچا جہاں گذر کا شک شبہہ بھی نتھا اور وھاں اُس کا گھوڑا طیار کھڑا تھا چنانچہ سیواجی گھوڑے پر سوار ھوا اور بیٹے کو اپنے پیچھے بٹھلایا اور متھرا کیطرف کو نہایت عمدہ رستہ سے روانہ ھوا جہاں رفیق اُس کے بھیس بدلے اور صورت چھپائے انتظار اُس کا دیکھتے تھے غرض کہ سیوا جی متھرا میں پہونچا اور رفیقوں سے ملکر بھیس اپنا بدلا یعنی ڈاڑھی موچھیں منڈوائیں اور سادھوں کی طرح بھبوت اپنے پنڈے پر ملا اور بہت کم مشتبہہ راھوں سے دکن کا رستہ لیا اور بیٹے کو متھرا میں ایک مرھٹے برھمن کی حفاظت میں چھوڑا *

غالب ھی کہ سیوا جي اپنے تعاقب کرنیوالوں سے الگ تھلگ رہنے اور اُن کے ھاتھوں سے بچنے بھاگنے میں بڑي فند و فطرت کو کام میں لایا ھوگا اِس لیئے کہ اُسکے پیچھا دہانیوالے اوسکے راے گدہ میں پہنچنے سے پہلے مدت سے اوسکے پکڑنے جکڑنے کي فکر و تدبیروں میں جي جان سے مصروف تھے حاصل یہہ کہ سیواجي نو مہینے کے عرصہ میں ماہ دسمبر سنہ ۱۶۶۶ع کو راے گدہ میں صحیح و سلامت پہونچا † *

سیواجي کے بھاگنے پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ماہ دسمبر سنہ ۱۶۶۶ ع مطابق رجب سنہ ۱۰۷۶ ھجري کو شاھجہاں نے انتقال کیا یہہ بادشاہ اگرچہ آگرہ کے قلعہ میں بقید حیات اپنے تک نظر بند رھا مگر تعظیم تکریم اُسکي ایسي ھوتي رھي کہ بہت سے خدمتگار اور کارگزار اُسکي ملازمت میں برابر رہتے رھے اور قلعہ کے اندر کا انتظام اور وھاں کے کام کاج کا انصرام اُسي کي راے پر چھوڑا گیا چنانچہ اُس نے اپني حکومت کو ایسي مضبوطي سے برتا کہ دارا شکوہ کي اُس بیٹي کو قلعہ سے باھر جانے ندیا جس کا بیاہ اورنگ زیب اپنے بیٹے سے کیا چاھتا تھا اور علی ھذالقیاس اُن چند بھاري جواھروں کو اپنے تحت تصرف میں رکھا جو بادشاہ حال کے نہایت مرغوب و مطلوب تھے اور اِن دونوں مقدموں کي بابت باپ بیٹوں میں حجت و تکرار سے خط کتابت جاري رھي *

اورنگ زیب کي سلطنت کے زمانوں میں سے یہہ زمانہ بڑي اقبالمندي کا تھا چنانچہ اُس کي قلمرو کے سارے حصے چین چان سے بسر کرتے تھے اور بخت، و دولت کي یہہ ترقي تھي کہ کشمیر کے حاکم نے چھوٹي تبت کو فتح کیا تھا اور بنگالہ کے نائب السلطنت نے چتا گنگ کو دبایا

---

† ۲۹ ستمبر سنہ ۱۶۶۶ ع کو کروار واقع کنکان کے انگریزي کارخانہ والوں نے یہہ لکھا ھی کہ اگر سیواجي اورنگ زیب کے قبضہ میں سے در حقیقت نکل گیا تو اُسکو اُس کے حال کي جلد ایسي خبر پہونچے گي کہ جس سے بڑا رنج اُسکو پہونچیگا یعني سیواجي کوئي سخت صدمہ پہونچاویگا

تها جو خليج بنگاله کے مشرقي کنارے پر واقع تها اور به نسبت تهٹ کے زياده کام کا تها *

قرب و جوار کے بادشاهوں نے وه نشانياں اُسکے پاس روانه کي تهيں جن سے تعظيم تکريم اُس کي پائي جاتي تهي اور مکه کے شريفوں اور عرب کے اکثر رئيسوں نے ايلچي روانه کيئے تهے اور حبش کے بادشاه اور ازبکوں کے خان نے بهي قاصد بهيجے تهے اور شاه ايران کي طرف سے سب ايلچيوں سے بهاري ايلچي آئے تهے اور بجواب اُس کے بڑي شان و شوکت سے ادهر سے بهي ايلچي بهيجے گئے تهے مگر ايران والوں کے پيک و پيام پر هميشه کي دوستي کا نتيجه مترتب نهوا اِس لیئے که دونوں بادشاهوں ميں آداب و اخلاق کي بابت کچهه سوال ادهر اُدهر سے پيش هوئے اور شاه عباس اتنا ناراض هوا که اُس نے قندهار کے پاس ايک بهاري فوج اکٹهي کي اور اورنگ زيب نے يهه اراده کيا که آپ اُس کے مقابله پر جاوے اسي عرصه ميں شاه عباس مرگيا اور لڑائي کے ٹهاٹ پورے نه هوئے *

اورنگ زيب کي اقبالمندي سے صرف يهه بات مستثنی تهي که اُسکي فوج کو بيجا پور والوں کے مقابله ميں بخوبي کاميابي حاصل نهوئي راجه جے سنگهه اُس ملک ميں لڑتا بهڑتا رها اور پهلے پهلے لڑائي کے کام کاج اورنگ زيب کي مرضي کے موافق هوتے رهے مگر جبکه خاص بيجا پور کا محاصره کيا گيا تو بيجا پور والوں نے پرانا طريقه بگاڑ کا برتا يعني اُس پاس کے ملکوں کو ويران کيا اور لٹيرے سواروں کو حريف کي رسدوں پر لگايا علاوه اُس کے گولکنڈه کے بادشاه نے اپنے همسايه والي بيجا پور کو خفيه خفيه کمک پهونچائي اور جب که جے سنگهه نے يهه بات دريافت کي که اب کاميابي کي صورت نظر نهيں آتي تو بلا نقصان و دقت اورنگ آباد کو چلا آيا بعد اِس ناکاميابي کے راجه جے سنگهه اُس جگهه سے منتقل کياگيا اور دلي کے رسته ميں مرگيا اور شاهزاده معظم کو اُس کي جگهه بهيجا

گیا اور راجہ جسونت سنگھہ ہمراہ اُس کے مدد و معاون اُسکا کیا گیا اور وہ دلیر خاں جسکو جسونت سنگھہ اور شاہزادہ ممدوح نا پسند کرتے تھے اُسي فوج کا سردار اِس غرض سے مقرر کیا گیا کہ دونوں کي نگراني کرتا رہے *

جےسنگھہ کي ناکامي سیواجي کے حق میں مفید ہوئي بیان اُسکا یہہ ھی کہ سنہ ۱۶۶۷ ع مطابق سنہ ۱۰۷۷ ھجري میں جنگ اور بازگشت کے عین زمانہ میں راجہ جے سنگھہ نے گھاٹوں کے قرب و جوار کے ملکوں سے تمام فوج اپني ھٹالي تھي اور بہت سے قلعوں کو خالي چھوڑا تھا اور کچھہ کچھہ قلعونمیں حفظ و حراست کے واسطے تھوڑے سپاھي چھوڑے تھے منجملہ اُن کے بہت سے قلعوں پر سیواجي کے افسروں نے پہلے اِس سے قبضہ کیا تھا کہ خود سیواجي دکن میں پہونچے اور جب وہ خود دکن میں پہونچا تو بہت سے اور خطہ پر قابض ھوگیا یہہ واقعہ سنہ ۱۶۶۷ ع مطابق سنہ ۱۰۷۷ ھجري میں واقع ھوا *

اورنگ زیب کے سرداروں کي تغیر و تبدیل سے سیوا جي کو بہت بڑا فائدہ حاصل ھوا اس لیئے کہ راجہ جسونت سنگھہ شاھزادہ معظم کي طبیعت پر حاوي اور بادشاہ کي نسبت ھندوؤں کا زیادہ خیر خواہ تھا علاوہ اُس کے لوگوں کو یہہ بھي یقین کامل تھا کہ وہ لوبھي لالچي ھی اور روپئے کي بات تھوڑي بہت مانتا ھی غرضکہ ان وسیلوں سے سیواجي نے رفیق اُسکو بنایا اور نتیجہ یہہ مترتب ھوا کہ اُسکي اور شاھزادہ معظم کي تائید و اعانت سے ایسي عمدہ عمدہ شرطوں پر بادشاہ سے آشتي کي کہ وہ اُسکي توقع سے خارج تھیں چنانچہ بہت سا ملک اُس کا اُسکو واپس دیا گیا اور صوبہ برار میں جاگیر اُسکو عنایت کي گئي اور راجائي کا خطاب اُسکا تسلیم کیا گیا اور سارے قصوروں سے چشم پوشي برتي گئي *

جب کہ سیواجي کو اپنے قوي دشمن یعني اورنگزیب سے ازادي حاصل ھوئي تو گولکنڈہ اور بیجاپور کي جانب ملتفت ھوا ان دونوں

ریاستوں نے آپ کو بہت کمزور پایا اور اورنگ زیب کے حملوں کے ڈر سے ایسے قوي دشمن سے نیا جھگڑا کھڑا کرنا نہ چاہا اور بچنے کي یہہ بري راہ نکالي کہ سالانہ خراج کا اقرار کیا *

بعد اُس کے سنہ ۱۶۶۸ع و سنہ ۹ ۱ مطابق سنہ ۱۰۷۸ ہجري یعني دو برس امن چین سے گذرے اور اس عرصہ کو سیوا جي نے اپني حکومت کے باترتیب و باقاعدہ بنانے میں صرف کیا مگر جسقدر کہ آسکي لیاقتوں کي خوبي اُس کے ملکي انتظاموں کے طور طریقوں سے ثابت ہوتي ہی اُس قدر آسکے جنگي کاموں سے واضح نہیں ہوتي پنداروں اور لٹیروں کے سرداروں کیسے قانون قاعدوں کي جگہہ اُسکے آئین و رسموں کے دیکھنے سے بڑا تعجب ہوتا ہی کہ انتظام آس کا مغلوں کے انتظام سے زیادہ باترتیب و باقاعدہ تھا چنانچہ پیادوں اور سواروں کي تقسیم ایک طرحپر واقع تھي یعني دس اور پچاس کے افسروں سے لیکر پانچہزار کے انسر تک افسروں کا سلسلہ برابر مسلسل تھا اور اُس سے زیادہ درجہ کا حاکم جرنیل کے سوا جو کسي خاص فوج کي حکومت پر معین کیا جاتا تھا کوئي سردار نہوتا تھا اور یہہ تمام افسر ایسے جاگیردار نہوتے تھے جو ضرورت کے وقت کام آویں بلکہ حکومت سے تعلق رکھتے تھے یعني سرکاري ملازم ہوتے تھے اور ایسے سپاہیوں کے افسر تھے جنکو خود سرکار اپنے نائبوں کے ذریعہ سے بھرتي کرتي تھي اور سرکاري خزانوں سے تنخواہ آن کو ملتي تھي فوج اور افسروں کو بڑي بڑي تنخواہیں دینا تھا مگر غنیمت کل سرکار میں جاتي تھي ہر محکمہ میں کفایت شعاري سے کام کرتا تھا اور التفات آسکا کفایت شعاري پر بہت' مایل رہتا تھا *

ملکي انتظام بھي آسکا ایسا ھي باقاعدہ اور قوي تھا چنانچہ سرکاري حاکموں اور دیہات کے چودھریوں سے نرمي برتتاتھا اور آس انتظام کے دباو سے قانون کي تعمیل و رعایت بخوبي ہوتي تھي اور یہي باعث تھا کہ کاشتکاروں پر ظلم نہوتا تھا اور وہ سرکار سے فریب نکرتے تھے ملکي افسر

برہمن تھے اور جنگي کاموں کي حکومت پر بھي اکثر بڑے بڑے پایہ کے برہمن معین کیئے جاتے تھے *

اورنگ زیب نے جو ملک اُسکو واپس دیئے تھے اور صوبہ برار میں جو جاگیر اُسکے لیئے معین کي تھي تو ساري غرض اُسکي یہہ تھي کہ وہ بلا نقصان عظیم اور بلا طول طویل مقابلہ کے اُسکے قبض و قابو میں آجاوے چنانچہ اپني صبر و متانت سے داؤ اپنا تکتا رہا اور لہو کے گھونٹ پیئے گیا اور شاہزادہ معظم اور راجہ جسونت سنگھہ کو بڑي تاکیدوں سے یہہ لکھا کہ سیوا جي سے راہ رسم کا جاري رکھنا عین صواب اور اُسمیں کوئي خلاف کرنا خلاف مصلحت ہے مگر وقت پر قابو کو ہاتھہ سے دینا نہایت نامناسب اور فوراً گرفتار اُسکو کرنا بغایت واجب ولازم ہی بلکہ یہانتک ہدایت کي تھي کہ میري حکومت سے بغاوت و نفرت جتانا اور خفیہ اور جداگانہ مرہٹوں سے ملنا جلنا مقتضاے مصلحت † ہی مگر سیواجي نے سنہ

† گرینٹ ڈف صاحب کا یہي بیان ہی جو مذکور ہوا مگر اُن کو اسبات میں شبہہ ہی کہ شہزادہ معظم نے باپ کي تدبیروں کي پیروي جي جان سے کي اور بغاوت کے اظہار سے سیوا جي کے دھوکہ دینے کا ارادہ کیا مگر غالب یہہ ہی کہ کسیقدر اُسنے باپ کي تاکیدوں کي عمادر آمد کي ہوگي جنکے باعث سے وہ کہاني قایم ہوئي جسکو پہلے پہلے کٹرریامنکي نے بیانکیا یعني شاہزادہ نے اپنے باپ کي خواہش سے جھوٹي بغاوت اختیار کي جس سے بادشاہ کي دو باتیں مقصود تھیں ایک یہہ کہ یہہ واضح ہو جاریگا کہ بادشاہ کے خفیہ خفیہ دشمن کون کون ہیں اور دوسرے یہہ کہ اگر شہزادہ حقیقت میں بغاوت پر مایل ہووے تو اُسکي حقیقت بھي کھل جاریگي اور آیندہ کو اعتبار اُسکا ساقط ہوگا بقول اُس راوي کے شاہزادہ نے علانیہ بغاوت برپا کي اور ساري فوج اور راجہ جی سنگھہ اُس سے سازش کرکے مل گئے مگر دلیر خاں اپني بات پر جما رہااور شہزادہ اپني بغاوت سے جب تک منحرف نہوا کہ دریاے چنبل تک آگرہ کي جانب پہونچا مگر اورنگ زیب نے اس جھوٹي بغاوت کي جوکھوں سے صرف یہہ علم حاصل کیا کہ جیسنگھہ میرا مخالف ہی چنانچہ اُسکو زہر دلواکر آپ کو بچایا لیکن اس روایت پر یہہ اعتراض وارد ہوتا ہی کہ شہزادہ معظم جب تک دکن میں پہونچا بھي نہ تھا کہ راجہ جیسنگھہ دکن سے منتقل ہوکر تاریخ بغاوت سے پہلے آچکا تھا اور یہہ تناقض صرف اورم صاحب کو سوجھا جسکو اِس کہاني کے باقي حصہ

١٦٧٠ع مطابق سنه ١٠٨٠ هجري میں بادشاہ کي تدبیروں کو اُلٹا مارا یعني شاهزاده معظم اور راجه جسونت سنگهه کو رشوتیں اور نذریں چڑها کر موافق اپنا کیا اورنگ‌زیب کے فریب دینے کے لیئے اُنکو اپنا آله بنایا مگر اورنگ‌زیب ایسا نادان اور کوته اندیش نتها که اپني تدبیروں کي نارسائي کو عین وقت پر نسمجهے چنانچه جب اُسکو ناکامي کا یقین هوا تو اُس نے کهلم کهلا اُسکي گرفتاري کا حکم دیا یهه حکم اُس کا دوباره لڑائي کا منشاء تها پہلے پہل سیوا جي نے یهه صدمه پهونچایا که سنگڑ کے قلعه پر دوباره قابض هوا جو پونه کے قریب تها اور سیوا جي کو جیسا اس قلعه کي عظمت کا خیال تها ویسا هي اورنگ زیب کو بهي تها اور اسي لیئے اورنگ زیب نے اُس قلعه کي حفظ و حراست کي غرض سے راجپوتوں کا ایک قوي گروه ایک تجربه‌کار افسر کے تحت تصرف میں چهوڑا تها مگر هزار ماوالیوں نے سیواجي کے بڑے رفیق تانا جي مالوسري کے ساتهه اُنپر چهاپا مارا چنانچه تانا جي نے کسي حکمت سے اوس بهاري قلعه پر رات کے وقت زینه لگایا جو بظاهر رسائي کے قابل نتها یہاں تک که قلعه پر چڑه گیا اور محافظ لوگ اوس سے واقف نهوئے مگر بعد اُس کے بڑا

پر کسي قسم کا شک شبهه نهیں مگر گرینٹ ڈف صاحب نے اپني کتاب کي جلد ایک صفحه ٢٢١ میں اس ساري کهاني کي بیهودگي کو بهت مختصر لفظوں میں ثابت کیا اور صرف ایک بهي موقع نهیں جس میں اورنگ زیب کي نسبت ایسي ایسي تدبیریں اور سازشیں اُسکي متلون طبیعت هونے سے بیان کي گئیں حالانکه وه کبهي ایسي تدبیروں میں مصروف نهیں هوا ڈف صاحب نے جیسنگهه کي جگهه راجه جسونت سنگهه کو قایم کیا اور شهزاده کي بغاوت کو اصلي بغاوت ٹهرایا اور بیان کیا که اورنگ زیب کي اصالتاً میدان جنگ میں آنے کے بعد دلیر خان کي هنر مند لڑائیوں کي بدولت وه بغاوت پس پا هوئي معلوم هوتا هے که ڈف صاحب نے بندیله کي سرگذشتوں سے یهه بیان لیا جس کا ترجمه بعد اُس کے سکات صاحب نے کیا تها مگر ڈف صاحب نے بعض بعض باتوں کو اپني سند سے زیاده لکها اور بندیله کے اس بیان کو قلم انداز کیا که حقیقت میں سیواجي بهي شاهزاده کا شریک هوگیا تها حالانکه یهه محض غلط اور سراپا افو هے

مقابله پیش آیا اگرچه وه محافظوں پر غالب آئے مگر تاناجي کام آیا اور بہت سے آدمي ضایع هوئے سیوا جي نے اس کام کو ایسا کارنمایاں سمجھا که رهے سہے سپاهیوں کو چاندي کے جوشن عنایت کیئے *

بعد اس کے کئي قلعوں پر کئي دهاوے تو هوئے مگر کامیابي حاصل نهوئي اور باوصف اس کے بہت سے قلع دبائے اور بہت سے ملکوں پر قبضه کیا اور پھر سورت کو لوٹا اور خاندیس کو بے چراغ کیا اور پہلے مرتبه ماه دسمبر سنه ۱۶۷۰ع مطابق سنه ۱۰۸۱ هجري میں ممالک مذکوره سے چوتھه کا محاصل حاصل کیا اور اس چوتھه کي حقیقت یهه هی که وه کل محاصل کي چہارم هوتي تھي اور جو ملک اسکو ادا کرتے تھے وه مرهٹوں کي لوٹ مار سے جب تک محفوظ رهتے تھے که برابر ادا کیئی جاتے تھے سیوا جي نے جهازوں کا ایک بیڑه بھي طیار کیا اور اپنے پرانے دشمنوں یعني جنجیره والے حبشیوں پر دهاوے کرنے شروع کیئے جنکی قبض و تصرف میں ایک چھوٹي سي ریاست بیجا پور والوں کي طرف سے بجلدوے اُن کے بحري افسر هونے کے چلي آتي تھي مگر یهه کام اسکا اس لیئے معقول نه تھا که حبشیوں نے اورنگ زیب کا دامن پکڑا اور سیواجي کے قوي دشمن کو قوت بخشي *

سیواجي کي فتوحات کي ترقي کا یهه باعث تھا که شهزاده معظم کي فوج اس کے مقابله کو کافي نه تھي اور بادشاه کو بیٹی پر اعتماد نتھا چنانچه نئي کمک کے روانه کرنے سے بادشاه نے مدت تک انکار کیا اور جبکه اسکو یهه یقین هوا که دکن میں بڑي فوج کي حاجت شدید هی تو سنه ۱۶۷۱ع مطابق سنه ۱۰۸۱ هجري کو چالیس هزار آدمي مهابت خاں کي زیر حکومت روانه کیئے جنکو شهزاده کي اطاعت و حکومت سے کچھه واسطه علاقه نه تھا بادشاه اس نئے حاکم سے پورا پورا راضي نه تھا چنانچه دلي سے روانه هونے سے تھوڑے عرصه پہلے مهابت خاں کي کسي حرکت سے نہایت برهم هوا اور ایک وزیر کو حکم دیا که اسکو

تخفیه فهمایش کرے حاصل یهه که یهه فوج دکن میں پہونچی اور
اُس کی شان و شوکت کے مناسب کوئی نتیجه مترتب نه هوا شهزاده
اورنگ آباد میں معطل پڑا رها اور مهابت خاں نے چند محاصروں کے
بعد برسات کے قریب آنے سے لڑائی کے کاروبار کو مسدود کیا بعد اُسکے
جب دوباره لڑائی شروع هوئی تو سیوا جی نے ایک فوج اُس محاصرے
کے اُٹھانے کو روانه کی جس میں خود مهابت خاں مصروف تھا
مهابت خاں نے یہه کام اچھا نه کیا که محاصرے کے بقاء و سلامت
کے واسطے بیس هزار آدمی فوج مذکور کے مقابله پر بھیجے اسلیئے که
انجام اُسکا یہه هوا که سنه ۱۶۷۲ع مطابق سنه ۱۰۸۲ هجری میں وه
لڑائی اُس نے هاری اور مرهٹوں نے جیتی † یہه مقابله میدان کی پہلی
لڑائی تھی جسکو مرهٹوں نے فتح کیا اور یہه پہلی کامیابی تھی جو
دیانت امانت کی رو سے مغلوں کے مقابله میں مرهٹوں کو حاصل هوئی
یعنی فریب و دغا کا اُس میں شائبه نه تھا هارنے والوں پر اس هار کا
بڑا اثر پڑا چنانچه اُنهوں نے فوجوں کو اورنگ آباد میں اکھٹا کیا بعد
اُس کے شاهزاده اور مهابت خاں کو بادشاه نے بلایا اور خانجهاں
نایب‌السلطنت گجرات کو اُن کی جگهه بھیجا اور دکن کی لڑائی
بڑی بے پروائی سے کئی برس تک اسلیئے قایم رهی که بادشاه کا
ذاتی التفات اور جانب کو مائل تھا یعنی وه شمال مشرق پر متوجهه تھا*

شمال مشرق والے پٹھانوں سے لڑائی کا هونا

شمال کے افغانوں سے لڑائی هو رهی تھی اور بادشاه کا التفات اُسپر
مائل تھا اور اُس لڑائی کی قدر و منزلت روز روز بڑهتی جاتی تھی اُن
لوگوں سے امن چین میں رهنا همیشه سے ایک بڑی دشواری سمجھی

† اِس لڑائی کی نسبت کونه اشتباه هی چنانچه بعضے کهتے هیں که وه مقابله
دلیر خاں کی فوج سے هوا اور بعضے لکھتے هیں که مهابت خاں هی فوج سے لڑائی پڑی
اور اشتباه مذکور کا باعث وهی باعث هی جسکی بدولت شکست نصیب هوئی یعنے فوج
کی حکومت دو حاکموں پر منقسم هوئی تھی *

جاتي تهي اور اسليئے كه كابل اور علاوہ أسكے اور مغربي ملكوں كي آمدورفت آن كي اراضيوں ميں ضروري و لابدي تهي تو أن كے دبانے اور خاموش ركهنے كي بهت حاجت پڑي اور جو كه إس راہ كے آس پاس كي قوميں ايسے موقع پر تهيں كه آن پر حملے نهايت آساني سے هو سكتے تهے تو آن كو دهمكياں سنانے اور وظيفوں كے دينے دلانے سے كسي قد بادشاهت هندوستان كا مطيع ركها جاتا تها مگر منجمله آن كے بڑي بڑي قوموں سے كچهه چهيڑ چهاڑ نه كي اور وہ قوميں اپني اپني حدوں پر چپ چاپ بيٹهي رهيں هاں غالب يهه هى كه چهوٹے چهوٹے گروهوں كے هونے اور بڑے بڑے گروهوں ميں ملكي انتظام كے ٹهيك ٹهاك نه بيٹهنے سے خاص خاص لوگوں كي جانب سے اكثر اوقات ايسے زور و ظلم هوتے هونگے جسكي برداشت افسران سلطنت كو كرني پڑتي هوگي اور جو كه اورنگ زيب اپنے حكم كا ديوانه اور پٹهانوں كي طرز معاشرت سے محض ناواقف و بيگانه تها تو آس كو يهه شبهه گذرا كه ميرے افسروں كي اغماض و در گذر سے يهه بد انتظامي واقع هوتي هى غرضكه كوئي باعث هو سارے پٹهان يوسف زئيوں سميت اورنگ زيب سے بگڑ گئے اور اطراف كابل كا يهي حال أس زمانه يعني سنه ١٦٦٧ع ميں تها جب كه محمد امين خاں مير جمله كا خلف الصدق اور جانشين جسنے باپ كا خطاب و منصب حاصل كيا تها كابل كي حكومت پر گيا تها اور أس نے بهت دنوں تك ايسي كاميابي حاصل كي تهي جس سے فسادوں كو ترقي نهوئي اگرچه وہ شور و فساد بالكل مسدود نهوئے مگر سنه ١٦٧٠ع ميں پٹهانوں نے يهه فوقيت حاصل كي كه محمد امين خاں كو شكست فاحش ديكر أس كي فوج كو تباہ كيا اور آس كے جورو بچوں كو پكڑا اور محمد امين خاں نے روپيه ديكر اپني اهل و عيال كو چهوڑايا اور اسي زمانه كے قريب أنهوں نے ايك بادشاہ اپنا قرار ديا او آس كے نام سے سكه جاري كيا * †

---

† هندوستان كے مورخوں نے اس بادشاہ كو پٹهان بيان كيا هى مگر ايسے شخص كا

ھندوستان کے فسادوں اور بادشاہ کي تعدیوں کا بیان

بادشاہ اس نا کام مہم سے واپس آیاھي تھا کہ سنہ ۱۶۷۶ع مطابق سنہ ۱۰۸۷ ھجري میں ایک عجیب ھنگامہ دارالسلطنت کے قرب و جوار میں برپا ھوا بیان اُسکا یہہ ھی کہ ھندو بھگتوں کا فرقہ جو ست نارایني کہلاتا ھی نار نول کے متصل بستا تھا اور کاشتکاري اور سوداگري سے اوقات اپني کاٹتا تھا اگرچہ اُسکي خوے و خصلت میں کسي قسم کا شور و شرنہ تھامگر صرف اپني حفظ و حراست کي نظر سے ھتیار باندھتا تھا منجملہ اُنکے کسي بھگت کو ایسے لوگوں نےملکر مارا پیٹا جو تھانہ کے کسي سپاھي سے آشناتھے اور اُس بھگت سے کسي بات پر اُنکا جھگڑا ھو گیا تھا بھگت نے اپنے بھائي بندوں کو اکھٹا کیا اور پولس والوں سے بدلا لیا غرض کہ جانبین سے بہت سي جانیں تلف ھوئیں اور فساد نے ایسي ترقي پکڑي کہ کئي ھزار ست نرایني اکٹھے ھوئے اور جب کہ نارنول کے بڑے حاکم نے اونکا مقابلہ کیا تو انھوں نے اوس فوج کو شکست فاحش دي جو اوسنے اکھٹي کي تھي اور اوس میں جنگي سپاھي اور پولس کے ملازم دونوں شریک و شامل تھے اور شہر نار نول پر قبضہ کیا بعد اوسکے اوس فوج نے بھي شکست کھائي جو دلي سے اونکے مقابلہ کو آئي تھي اور بجاے خود کافي وافي نہ تھي اور یہہ ایسي شکست ھوئي کہ اوسکے ھونے سے نام آن کا بہت روشن ھو گیا اور جبکہ تیسري فوج نے بھي شکست کھائي تو اونکے نام کي بہت بڑي شہرت ھوئي اور سب لوگ اونسے تعجب کرنے لگے اور چونکہ وہ لوگ اپنے دین و ملت کے جتي ستي تھے تو اونکي کامیابیوں سے یہہ یقین ھوا کہ وہ جادو کي قوت رکھتے ھیں یعني تلوار اون کو کاٹتي نہیں اور گولي آن میں گھستي نہیں اور ایسے طلسمي ھتیار رکھتے ھیں کہ وہ موت سے بات چیت کرتے ھیں اور اس گمان سے کہ آج اُن کا مقابلہ ممکن نہیں وہ ایسے ھي حقیقت میں ھوگئے یعني کوئي اُن کا سامنا نہ کرسکا اور بہت سے زمیندار آس پاس کے باشندے شریک آن کے ھو گئے اور

کوئي فوج اُن کے مقابلہ پر آمادہ نہو سکي اور جب کہ وہ دلي کے قریب پہونچے تو اورنگ زیب نے یہہ حکم دیا کہ ڈیرے میدان میں نصب کيے جاویں بعد اُس کے اپنے هاتهہ سے قران کي آیتیں منتخب کیں اور فوج کے نشانوں پر لکهہ کر بندهوائیں تاکہ اُن کے جادو کا اثر نہونے پاوے غرض کہ مقابلہ کي شدت ضرورت اور بعض بعض هندو مسلمانوں کي سعي و همت سے بادشاهي فوج اُنکے مقابلہ پر ٹهہري اور دشمنوں کو شکست فاحش دي اور بڑے بڑے نقصان اُنکو دیکر تتر بتر کیا مگر اُنکي پہلي کامیابي کے باعث سے بہت سے هندو هتیار اُٹهانے پر آمادہ هوئے اور اجمیر اور آگرہ کے سارے صوبوں کو ایسي پریشاني میں ڈالا کہ اورنگ زیب نے وهاں کے نظم و نسق کے واسطے بذات خود جانا ضروري سمجها † *

مذکورہ بالا فسادوں کے باعث سے بادشاہ کا مزاج از حد برهم هوا جو اٹک پار کي نا کامي سے پہلے هي تلخ و آشفتہ هو رها تها چنانچہ اسي وجہہ سے دلي کي موجودگي کے وقتوں میں هندوں پر جزیہ لگایا یعني اُس کو دوبارہ شگفتہ کیا جو تهوڑے دنوں سے افسردہ پژمردہ هو گیا تها اور اُسکے مذهبي تعصبوں اور سوء تدبیروں میں سے یہہ پچهلي بات تهي جو عمل میں آئي *

تخت نشیني کي دوسري سالگرہ یعني سنہ ۱۶۵۹ع میں شمسي سنوں کي سخت ممانعت کي اور وجہہ اُس کي یہہ نکالي کہ وہ آتش پرستوں کا ایجاد هي اور قمري سنوں کو اُن کي جگہہ قایم کیا اور باوجود اِسکے کہ اُس کے اهلکار و ملازم ایسے سنون پر اعتراض کرتے رهے جو موسموں کے همیشہ موافق نہیں هوتے وہ اپني بات پر جما رها اور کسیکي بات کو کان دهر کر نہ سنا ‡ *

اسي زمانہ میں ایک ملا محتسب مقرر کیا جسکے ساتهہ ایک گروہ سواروں کا رهتا تها اور غرض یہہ تهي کہ قمار خانوں اور شراب خانوں کا

---

† خافي خاں

‡ ایضا

نام و نشان اوسكي قلمرو ميں باقي نه چهوڑے اور بتوں كي پرستش كو نمود ونمايش سے نه هونے ديوے § بعد اُسكے اُن محصولوں كو معاف كيا جو قانون شريعت سے جايز نه تهے اور اُن اسبابوں كا محصول بهي چهوڑا جو هندؤں كے بڑے بڑے ميلوں ميں جاكر بكتے تهے اِس ليئے كه اُسكي سمجهه ميں يهه بات آئي كه وه محصول بهي بت پرستي سے علاقه ركهتے هيں اور وه نا پاك اور حرام هيں مگر ان معافيوں سے محصول مساوي نرهے اِس ليئے كه يهه معافياں ساهوكاروں اور صرافوں اور سوداگروں اور علاوه اُنكے اور شهروں كے باشندوں سے متعلق تهيں اور يهه لوگ نئے قاعدوں كے جاري هونے سے مستثني كے قريب قريب تهے باقي اراضيات كا محصول بحال خود قايم رها تها اور پرمت اور سڑك كا محصول جو سب سے زياده دقت طلب تها اور بهي زياده هو گيا تها *

مذكوره بالا تبديليوں سے سركار كا نقصان هوا اور رعيت سبكدوش نهوئي اِس ليئے كه چند مقدموں كے علاوه جنكي اطلاع و خبر بادشاه كو پهونچني غالب تهي مال كے افسروں اور سارے جاگيرداروں نے معافيات كو اپنے حساب كتاب سے متعلق ركها جو اُن كو سركار سے رهتا تها باقي ساري رعايا سے دستور كے موافق محصول ليتے رهے بعد اُس كے كئي برس گذرنے پر هندؤں كے سارے ميلے ٹهيلوں كي ممانعت كي اور اسي زمانے كے قريب ايك فرمان اُس نے ناچ رنگ كي مجلسوں كي ممانعت ميں جاري كيا اور ڈوم ڈهاڑيوں اور گويوں بهانڈوں كي سخت بندي كي يهاں تك كه شاهي ملازم گويوں اور بجانے والوں كو موقوف كيا اور نجوميوں كي راه ماري اور ملازم منجموں كو رخصت كيا اور سارے شاعروں كو جواب ديا جنكي آبرو ابتك قايم تهي اور ان كو وظيفے ملتے تهے اور ملك الشعرائي كا عهده اُٹهايا بلكه مورخوں نے يهه بهي لكها هے كه شعر پڑهنے اور كهنے كو بهي ممانعت † كي مگر يهه سختي چندروز كے ليئے هوگئي

§ خافي خاں
† خافي خاں

اِس لیئی که خاص اُس کے رقعوں میں اوروں کي شعریں موجود هیں اور کہیں کہیں ایسے شعر مندرج هیں جو فی‌البدیهه تحریر کے وقت اُس کي زبان سے نکلے علاوه اُس کے تاریخ نگاري کي ممانعت میں بہت بڑي تاکید فرمائي چنانچه اُس نے تاریخ نگار کو موقوف کیا جو قدیم زمانه سے بادشاهي تاریخوں کو لکہتا تها یہانتک که تاریخ نویسي کے محکمه کا نام و نشان بهي نه چهوڑا اور اپني سلطنت کي حال نویسي کو بہت مضبوطي سے منع کیا چنانچه اُس کي سلطنت کے گیارهویں برس سے واقعات کا سلسله ایسے خط و خطوط سے دریافت هوتا هی که جن کو خاص خاص لوگوں نے اپنے معاملوں میں لکہا پڑها تها اور نیز ایسے حالوں سے معلوم هوتا هے جنکو بعض بعض لوگوں نے خفیه خفیه قلمبند کیا تها اورآسي زمانه کے چند برس بعد مسلمانوں کي اُمید پرست کا محصول آدها رکہا اور هندوں سے کچهه کم تها اور منجمله اور نرمیوں کے اپني تعظیم و تکریم کے قاعدےاپني بدلے اور جهروکه کا بیٹهنا اِس لیئے موقوف کیا که اُس کے سجده کرنے کا موقع کسیکو حاصل نه هوے اگرچه منجمله اُن تبدیلیوں کے چند تبدیلیاں شاهانه طبیعت کے لائق تہیں مگر سب تبدیلیوں پر بهي نتیجه مترتب هوا که هندو مسلمانوں میں امتیاز و تنفر پیدا هوا اور حسد کا باب پهر کهل گیا جسے کو پہلے بادشاهوں نے بڑي عمده تدبیروں سے مسدود کرنا پڑا تها اور اُس کے مسدود کرنے کو تدبیر مملکت سمجها تها بعد اُس کے جو تدبیریں اُس نے نکالیں وه سخت ناگوار اور تعصب شعار تہیں اِس لیئی که گرچه یهه فرمان اُس نے منصفانه جاري کیا که ساري عدالتوں میں سرکار پر نالشیں سني جاویں اور بقانون شریعت تحقیقات اُن کي عمل میں آوے مگر یهه گشتي حکم بهي سارے حاکموں اور اختیار والوں کے پاس بہیجا که آینده سے هندو بہرتي نه کیئی جاویں اور اُن تمام عہدوں پر مسلمان بہرتي کیئی جاویں جو تمہارے تحت حکومت میں هوویں مگر یهه

حکم تعمیل کے قابل نہ پایا گیا اور وہ فرمان فردباطل کي طرح معطل پڑارھا اور کوئي فائدہ اِس پر علاوہ اُس کے مترتب نہ ھوا کہ لوگوں میں شور اُٹھا اور بدگماني پیدا ھوئي *

جزیہ کي تحصیل میں وہ کاھلي نبرتي گئي جو فرمان مذکور کي تعمیل میں واقع ھوئي اور یہہ وہ محصول تھا جسکو بادشاھوں نے پہلے پہل کي فتوحات میں اُن تمام کافروں پر لگایا تھا جنھوں نے اسلام کي اطاعت قبول نکي تھي اور یہہ ایک کسوٹي تھي جس کے ذریعہ سے کھوتے کھرے یعني مخالف موافق پر کھی جاتے تھے محصول مذکور کے شگفتہ ھونے سے ھندوؤں کي طبیعتوں پر نہایت پژمردگي اور بغایت ناراضي چھائي اور خاص دلي اور اُسکے پاس پروس کے ھندو جرق جرق آئے اور بادشاھي محل کو نالاں گریاں ھوکر گھیرا مگر اُن کے شور و غوغا پر کوئي اثر مترتب نہوا یہاں تک کہ جب اگلے جمعہ کو بادشاہ جامع مسجد کو جانے لگا تو گلي کوچوں کو داد خواھوں سے اتنا بھرا پایا کہ ھجوم و کثرت کے مارے دم گھٹنے لگا اور تھوڑي دیر اس امید پر تھہرا رھا کہ راستي نرمي سے کھیں راہ اُسکو ھاتھہ آجاوے مگر جبکہ وہ انبوہ اپني جگھہ پر جما رھا تو اُس نے یہہ حکم سنایا کہ زور زبردستي سے سواري آگے بڑھی چنانچہ بہت سے فریادي گھوڑے ھاتھیوں کے پانو میں روندے گئے اور باقي لوگوں کے دلوںمیں اس درشتي کي ھیبت پڑي اور بلا حجت و تکرار اُس محصول کو قبول کیا اور آیندہ کو کسي نے دم نہ مارا *

ھندوؤں کے عام بگاڑ کا بیان

بہت ھي تھوڑے دنوں میں ان برے کوتکوں کو یہہ پھل پھول لگی کہ عام ناراضي قایم ھوئي اس بادشاہ کي شروع سلطنت میں ھندو لوگ اُسکي ملازمت کو ایسے جي جانسے بجا لاتے تھے جیسے مسلمان بھائي خدمت اُسکي کرتے تھے اور یہہ حال اونکا تھا کہ اگروہ ھندوؤں کے مقابلہ میں پڑتےتھے تو بادشاہ کي وفاداري نچھوڑتے تھے مگر جب کہ اون کو انتظام

جدید کا تجربہ هوا تو اونکي وابستگي میں خلل پڑا یہاں تک کہ خاص قلمرو کے هندوؤں میں جگہہ جگہہ ناراضي پهیلي پہلے پہل راجپوتوں نے بگڑنا شروع کیا اور دکن کے هندو مرهٹوں کے شریک هوگئے سنہ ۱۶۷۷ع مطابق سنہ ۱۰۸۸ هجري میں عام بگاڑ واقع هوا † *

مذهبي عداوتیں ایسي بهڑکیں کہ ساري بهبوکا بن گئیں اور باعث اوسکا یہہ پڑا کہ محصول لگانے سے چهہ مهینے گذرنے پر یہہ قصہ واقع هوا کہ راجہ جسونت سنگهہ کابل میں مرگیا اور ایک راني اور دو بیٹے صغیرسن

---

† خاني خاں — اُس زمانہ کے لوگوں میں جو جو خیال پهیلے هوئے تهے حال اُنکا ایک نامہ موسومہ بادشاہ سے جسکو عموماً راجہ جسونت سنگهہ سے نسبت کرتے هیں بخوبي دریافت هوتا هی مگر حقیقت یہہ هی کہ وہ نامہ جسونت سنگهہ کا نہیں هوسکتا اس لیئے کہ وہ نامہ اُس علانیہ دشمن کا معلوم هوتا هی جسکے ملک پر دهاوا هونیوالا تها علاوہ اس کے راجہ جسونت سنگهہ اُس زمانہ میں افغانوں کے مقابلہ پر متعین تها جب کہ جزیہ شگفتہ هوا اور وہ مرنے تک اٹک پار رها اور سب سے قطع نظر وہ نامہ اُس وقت کے بعد کا هی جب کہ سلطنت کا تنزل واضح هوچکا تها اور کہتے هیں کہ اودے پور والے رانا راج سنگهہ کا وہ نامہ تها کبهي راجہ سوبها سنگهہ سے نسبت کرتے هیں اور مرهٹے یہہ دعوی کرتے هیں کہ سیوا جي نے لکها تها (گرینٹ ڈف صاحب جلد اول صفحہ ۲۱۹) مگر غالب یہہ هی کہ وہ کسي عام هندو مدبر کي تدبیر تهي جسنے سلطنت کے مقابلہ پر اپني رائے کا اشتہار اس طریقہ سے مناسب سمجها تها یہہ نامہ حسن لیاقت سے خالي نہیں اس لیئے کہ اُسمیں هر قسم کے مذهبوں اور قوموں کے گوارا رکهنے کے اصول و قاعدوں پر بحث و مباحثہ کیا هی بیان کیا کہ جزیہ لگانا اصول مذکورہ کا ناسخ هی علاوہ اُس کے خاندان تیمور کے پہلے بادشاهوں کي فیاضي اور عالي همتي کي تعریف لکهي اور اُنکي سلطنتوں کے زمانہ کا مقابلہ جو نہایت شاداب و تازہ تهیں اورنگزیب کے زمانہ سے کیا اور صاف صاف لکها کہ اس زمانہ میں سارے فرقے اور تمام مذهب ناراض اور سلطنت کا محاصل خراب اور رعایا دادي فریادي هی اور باوصف اس کے سرکاري خزانہ خالي اور رعایا کي جان و مال کي حفاظت سے غفلت هی اور شہر غیر محفوظ اور قلعے زوال پذیر هیں خط مذکور کا ترجمہ اورم صاحب کے پرچوں کے صفحہ ۲۵۲ میں مندرج هی اور وسٹن صاحب نے بهي اُس سے زیادہ عمدہ لفظي ترجمہ ٹهیک ٹهیک کیا اور اصل سمیت اُسکو سنہ ۱۸۳۰ع میں چهاپا

چهوڑ گیا بعد اوس کے وہ راني بادشاہ کي بلا اجازت اور بلا پروانہ راہ داري بچوں سمیت هندوستان کو روانہ هوئي اور جب کہ اٹک پر روکي گئي تو اوس کے محافظوں نے یہہ ارادہ کیا کہ اٹک کے پہرہ والوں کو مار پیٹ کر نکل جاویں مگر کسي ایسي پایاب راہ سے اوتر گئے جہاں پہرہ چوکي کا خرخشہ نتہا بادشاہ کو اس تعدي کا پرچا لکہا اور راجہ جسونت سنگهہ کے جورو بچوں کو قابو میں رکهنے کا حیلہ هاتهہ آیا چنانچہ اوس نے اونکو دلي کے آنے سے روکا اور اوسکے لوگوں کو اپني فوج سے گهیرا *

راجپوتوں نے اپني معمولي دلاوري کے علاوہ فند و فطرت سے یہاں کام لیا یعني درگا داس اون کے سردلونے بادشاہ سے یہہ اجازت حاصل کي کہ هم لوگ اپنے جورو بچوں کو کسي قدر محافظوں کي حفاظت میں کرکے اپنے ملک کو روانہ کریں چنانچہ اوس کي راني اور اوس کے بچوں کو بهیس بدلاکر محافظوں کي حفاظت میں روانہ کیا اور اون کي جگهہ اوسي سن و سال کے دو لڑکے اور ایک لونڈي قایم کي اور یہہ تدبیر اس سبب سے راس آئي کہ اونکي عورتیں پردہ نشین تهیں اور وهاں مردوں کا دخل و تصرف نتہا باوصف ان دور اندیشیوں کے بہت عرصہ نگذرا تها کہ اورنگ زیب کو شبہہ پیدا هوا اور راني اور اُسکے بچوں کو قلعہ میں داخل کرنے کا حکم جاري کیا مگر اُن کے نکل جانے کي نسبت وهم اُس کا ایسے رفع هوا کہ راجپوتوں نے سینہ زوري دکهائي اور راني اور اُسکے بچوں کي سپردگي سے صاف انکار کیا اور کهلم کهلا یہہ بات کہي کہ هم راني کو نہ دینگے بلکہ جان اپني دینگے اب بادشاہ اس پر آمادہ هوا کہ اُن کو مغلوب کرے چنانچہ اُس نے اُن کے مقابلہ پر تهوڑي سي فوج بهیجي جسکو راجپوتوں نے مارکر بهگا دیا مگر آخر کو جب بہت سے راجپوت کام آئے تو فرضي راني اورجعلي بچوں کو گرفتار کیا اور درگا داس وغیرہ رهے سہے لوگ اُس کے منتشر هو گئے بعد اُس کے تهوڑي دور پر

جاکر اکہتے هوئے اور اپنے ملک کی راہ سنبهالی راجپوتوں کے مقابلہ کی طوالت سے رانی کو نکل جانیکی فرصت هاتهہ آئی چنانچہ وہ صحیح سلامت جودهپور میں داخل هوئی اور اُسکے بڑے بیٹے اجیت‌سنگهہ نے مارواڑ پر ایک مدت تک راج کیا اور حکومت کا مزا اُٹهایا اور عالمگیر کی زندگی تک اُس کا سخت دشمن بنا رها اورنگ زیب ایک مدت تک اس شبہہ میں مبتلا رها کہ وہ راجہ حقیقت میں جسونت سنگهہ کا بیٹا هی یا حقیقی بیٹا اُسکا میری نظربندی میں هی اور اس نظر سے اورنگ زیب اپنی معمولی شوخی سے فرضی بچوں کو راجہ جسونت سنگهہ کی آل و اولاد سمجهتا رها اور اُن کی توقیر و عزت اور خاطرداری کا حکم کیئے گیا اور بعد اُس کے اُن کے استحقاق کے حیلہ بہانہ سے جودهپور پر حملہ کیا *

جب کہ راجپوت راجاؤں نے منجملہ اپنے گروهوں کے ایک راجہ کے گهرانے پر ایسا زور ظلم دیکها اور جزیہ کی ناگواری اُس پر زیادہ هوئی تو سارے راجپوت آپسمیں متفق هو گئے مگر راجہ رام سنگهہ جیپور والا جسکے گهرانے کو بادشاهی خاندان سے رشتے ناتوں اور کئی پشتوں سے معزز عهدوں کی بدولت مضبوط واسطہ اور مستحکم علاقہ تها اُسسے مستثنی رها اور ایسے اڑے وقت میں بهی بادشاہ کی رفاقت نہ چهوڑی اور راج سنگهہ اودے پور والا جسونت سنگهہ کی اولاد کے مقدمہ میں جی جان سے شریک هوا اور قبول جزیہ سے حسب ضابطہ صاف انکار کیا اب کہ ملک راجپوتوں کا تمام مغربی حصہ اورنگ زیب کا مخالف هوا تو اوس نے ماہ جنوری سنہ ۱۶۷۹ ع مطابق ذی‌الحجہ سنہ ۱۰۸۹ هجری کو فوج اکٹهی کرکے اجمیر کی جانب کو کوچ کیا اور اجمیر پہونچکر فوج کے مختلف ٹکڑے مواڑ کی لوٹ کهسوٹ پر بهیجے اور بڑے حصہ کے ذریعہ سے مواڑ کے راجہ راج سنگهہ پر ایسا دباؤ ڈالا کہ اوسنے اطاعت کی درخواست کی چنانچہ عمدہ شرطیں اوسکو عنایت هوئیں اور جزیہ کی

عوض میں تھوڑا سا ٹکڑا اوسکے ملک کا قبول کیا اور کوئي کام اوس کام کے سوا اوسکے ذمہ نہ ڈالا کہ وہ جودھ پور والے کي امداد و اعانت نکرے *

بعد اوس عہد و شرایط کے بادشاہ دلي کو واپس آیا اور کچھہ کم آٹھہ مہینے دلي سے باہر رہا اور دارالسلطنت میں پہونچنے ھي پایا تھا کہ ناگاہ اوسکو یہہ پرچہ لگا کہ راجہ راج سنگھہ اپني بات پر قایم نہ رہا غالباً آسنے جودھپور والے کو خفیہ مدد پہونچائي ھوگي فرضکہ تھوڑے دنوں گذرنے پر ماہ جولائي سنۃ ۱۶۷۹ع مطابق رجب سنہ ۱۰۹۰ھجري میں بادشاہ کو اجمیر کي طرف آنا پڑا اور اس موقع پر ساري زور و قوت اور پوري عقل و ذھانت کو راجپوتوں کے پس پا کرنیکي غرض سے کام میں لایا جو اُس کے مقابل پر متفق ھوئے تھے چنانچہ اوسنے شہزادہ معظم کو دکن سے اور شاھزادہ اعظم کو بنگالہ سے طلب کیا اور پچھلے وقتوں میں نایب‌السلطنت گجرات کو یہہ حکم بھیجا کہ وہ گجرات کیجانب سے راجپوتوں کے ملک پر حملہ کرے مگر بڑا حملہ خاص بادشاھي فوج کے ذریعہ سے کیا گیا جو شاھزادہ اکبر کي تحت حکومت ھوکر تہور خاں کي امداد و رھنمائي سے سیدھي اودے پور پر روانہ کئي گئي تھي جوں ھي کہ راجہ راج سنگھہ فوجوں کي چڑھائي سے خوف کھا کر ارولي پہاڑوں میں بھاگا تو اکبر نے آس کا پیچھا کیا اور فوج کے ایک ٹکڑے کو اُس کے کشادہ ملک کي تاخت تاراج پر پیچھے چھوڑا اب شاھزادہ معظم اوجین میں داخل ھوا اور آس کے نام پر یہہ شقہ جاري کیا گیا کہ شاھزادہ اکبر کي فوج کا طور اِختیار کرے اور شاھزادہ اعظم کو یہہ ھدایت ھوئي کہ جودھ‌پور کے علاقہ کو اور نیز آس کے پاس پروس کے ضلعوں کو خاک سیاہ‌کرے اور سبکو یہہ حکم تھا کہ اپني اپني فوجوں کا ایک ایک ٹکڑا آن رسدوں کے لو ٹنے پر متعین کریں جنکو بھگوڑے راجپوت اپنے پہاڑوں میں لیجا تے ھیں اور باقي فوجوں کو شہر و دیہات کے جلانے اور پھل دار درختوں کے کاٹنے اور جورو بچوں کے لونڈي غلام

بنانے میں مصروف کریں تاکہ لڑائي کي ساري مصيبتوں کو بڑي سختي و مصلحت سے دشمن اوٹھاویں یہہ خیالات اورنگ زیب کي خوے و خصلت کے نہایت مناسب تھے اور ان بڑے کڑے حکموں کا صرف یہي باعث نہ تھا کہ اوس کے دل میں درد کي بو باس اور آدمیت کا نام و نشان نہ تھا بلکہ مذهبي تعصبوں اور اوس استحقار کے باعث سے جو اوسکو مقابلہ سے پیدا ہوتا تھا یہہ بات غالب معلوم هوتي هے کہ اوس کے ایسے مزاج پر جو لوگوں کي برائي بھلائي کا حساب اپني نسبت کیا کرتا تھا غیظ و غضب کا دخل اور پاداش و تدارک کا تسلط غالب تھا غرض کہ ان سختیوں کا کوئي باعث هووے مگر اون پر یہہ ثمرہ مترتب هوا کہ همیشہ کے لیئے مغلوں کي سلطنت سے راجپوت الگ تھلگ هو گئے اگرچہ بعد اُس کے اوس کے جانشینوں سے آشتي رهي اور گاہ گاہ اپني فوجوں کو بادشاہ کي اِمداد پر بھیجتي رهے اور وفاداري کیئی گئے مگر جبرواکراہ اور نہایت بے اعتمادي سے وہ خدمت گذاري هوتي تھي اور یہہ خدمت گذاري اوس گرمجوشي سے مشابہہ نہ تھي جس کے باعث سے وہ پہلے وقتوں میں سلطنتوں کي شاخیں بن رهے تھے *

راجپوتوں نے اس لڑائي کے سارے زمانہ میں پچیس هزار سوار میدان میں قایم رکھے جس میں جودھپور کے راتھور اکثر داخل تھے اور پہاڑوں والي فوج کے پیادوں کي تائید سے اون سواروں کي بدولت بڑا نقصان اپنے دشمنوں کو پہونچایا چنانچہ وہ رسدوں کي باربرداریاں کاٹ کر لیجاتے تھے اور بادشاهي فوج کے مختلف ٹکڑوں پر حملہ کرتے تھے اور عمدہ مقاموں کي حفظ و حراست پر لڑتے مرتے تھے اور کبھي کبھي چھاپوں اور شبخونوں کے ذریعہ سے بڑے بڑے ڈنڈے اوٹھاتے تھے مگر درگاداس جو راجپوتوں کے مشورت والوں میں بڑا درجہ رکھتا تھا اپنے ملک کي نجات و آزادي کے لیئے زور و قوت کے بھروسے نہ تھا بلکہ اوس نے شاهزادہ معظم سے خط و کتابت جاري کرنے اور اوس کو بادشاہ سے توڑنے میں بڑي کوشش برتي

اور یهه بات اوس کو لکهي که اگر تو همارا طرف دار هوجاویگا تو هم تیري تخت نشیني کي اعانت کریں گی معلوم هوتا هے که شاهزاده معظم بهي کچهه تهوڑے دنوں ان جهوٹي ترغیبوں کا فریفته رها جو هوشیار و بالغ هو چکا تها اور تخت سلطنت کي نسبت دوسرے درجه کي وراثت رکهتا تها مگر جب که اُس نے راجپوتوں کي بات نه ماني تو شاهزاده اکبر نے خوشي سے قبول کیا جو سب سے چهوٹا بیٹا اور تیئیس برس کا گبرو تها اور لڑکپن میں پسندیده وارث سمجها جاتا † تها شاهزاده اکبر نے درگاداس کي تجویزوں کو ایک لخت اختیار کیا اور شاهزاده معظم نے بادشاه کو آگاهي دي مگر باوصف اُس کے اورنگ زیب اکبر سے وابسته رها اور اُسکي صغیر سني کے باعث سے کوئي اندیشه نه کیا اور معظم سے اندیشه ناک اور رنجیده هوا اور اُس کي خیر خواهي کو بغض و عداوت پر محمول کیا بلکه اِس سے زیاده برا سمجها اور اکبر کي بد خواهي سے محفوظ رهنے کے لیئے کوئي بري بهلي تدبیر اُس نے نه سوچي یهانتک که یهه خبر پهونچي که درگاداس اکبر کي فوج کے متصل پڑا هے اور اکبر نے بادشاهي کا خطاب اختیار کیا اور تهور خاں بڑا وزیر اُسکا بنا اور مجاهد خاں دوسرا سردار ایک بڑے عهده پر ممتاز هوا اور کسي خاص سردار کے نهونے سے تمام فوج اونهیں حاکموں کے زیر حکومت رهي جنکے زیر حکومت چلي آتي تهي اور اورنگ زیب کي یهه صورت تهي که ساري فوج کو ادهر اودهر روانه کیا تها اور ایک هزار آدمیوں کي بهیڑ بهاڑ بهي اوسکے پاس اجمیر میں باقي نه رهي تهي که ناگاه اوسنے یهه سنا که اکبر پورے پورے کوچوں کے ذریعه سے اوسکے مقابله کوچلا آتا هی چنانچه فی‌الفور اوسنے معظم کو اوسقدر فوج سمیت طلب کیا جسقدر اوس سے مهیا هو سکے مگر جو فوج اوسنے اکهٹي کي وه زنهار اس قابل نتهي که شهزاده اکبر کا مقابله کرے جو ستر هزار آدمیوں کا مالک تها اورنگ زیب پر مایوسي کي حالت طاري هوئي اور زیاده

---

† برنیر صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحه ۱۹۳

خرابي کا یہہ باعث ہوا کہ اوسنے اون پرانے شک شبہوں کو اوجالا جو شہزادہ معظم کي نسبت اوسکے جي میں بیٹھے تھے چنانچہ اوسنے یہہ حکم دیا کہ ہماري توپیں فوج معظم کے رخ پر لگائي جاویں مگر اِس پریشاني میں اوسان اوسکے خطا نہوئے تھے اور عقل سلیم اوسکي قایم تھي غرضکہ اوسنے یہہ سوچا کہ اکبر کي فوج کا بڑا حصہ بدخواہوں کے سکہانے پڑھانے سے یکایک بغاوت پر آمادہ ہوا اور کوئي قلبي عداوت درمیان نتھي کہ اوسکي ضرورت سے باغي طاغي ہوتا چنانچہ یہہ بات سوچ سمجھکر مجاہد خاں کے بہائي کو جو ایک لایق فایق افسر تھا تھوڑے سواروں سمیت اس غرض سے بہیجا کہ حتی‌الامکان اپنے دشمن کے متصل جاکر پڑے اور اپنے بہائي سے خط کتابت جاري کرے مجاہد خاں جو جان و دل سے اکبر کا شریک و شامل نہوا تھا سب سے پہلے بہائي سے آ ملا اور بعد اوسکے اور سرداروں نے بھي اوسیکي طرز اختیار کي اور اکبر کي ساري فوج کا حال اس طرح دریافت ہوا کہ اگلے دن تہور خان بڑا وزیر اکبر کا فوج کا اگلا ٹکڑا لیکر اس قصد پر آگے کو بڑھا کہ گویا وہ لڑنے جاتا ھی اورنگ زیب کي فوج میں شریک ہو گیا *

یہہ بات ثابت نہیں ہوتي کہ جب تہور خاں بادشاہي فوج میں داخل ہوا تو اوسکي نسبت یہہ شک شبہہ کہ وہ دغا کے ارادہ پر آیا حقیقي تھا یا کسي بہانہ سے کیا گیا مگر دغا کا ارادہ قرین قیاس نہیں خیر حقیقت کچھہ ہي ہو مگر یہہ افواہ اوڑ گئي کہ وہ بادشاہ کے مارنے کو آیا ھی اور جب کہ ہتیار اوس سے مانگے گئے اور وہ مقابلہ سے پیش آیا تو زور و زبردستي برتي گئي اور بادشاہي خیمہ کے متصل پاش پاش کیا گیا حاصل یہہ کہ جب تہورخاں اور ہر پایہ کے بہت سے لوگ اکبر کو چھوڑ کر چلے گئے تو راجپوتوں پر بڑي ہیبت چھا گئي اور یہہ سوچ سمجھکر کہ اب سارے مسلمانوں سے صرف ہم ہي ہم کو مقابلہ کرنا پڑیگا اپني سلامتي کي یہہ تدبیر سوچي کہ اپنے اپنے گہر کو چلدیئے اور درگا داس

اکبر کي خدمت میں تین هزار سواروں سمیت اسغرض سے جما رها کہ
اُسکي حفظ و حراست میں اُسکي مراجعت پر کوشش کرے اور اب یہہ نوبت
پہونچي کہ کوئي مسلمان اکبر کے پاس نرها اور اوسکو راجپوتوں سے
غایت توقع یہہ هوسکتي تهي کہ وہ اونکي محنتوں مصیبتوں میں شریک
و شامل رهے اور وہ لوگ اُس سے کنارہ کشي نکریں اِس لیئے اکبر نے
مرهٹهونکا دامن پکڑنا چاها چنانچہ گجرات کے پہاڑوں میں گهسکر
اپنے تعاقب کرنیوالوں سے جان بچائي اور یکم ماہ جون سنہ ١٦٨١ع کو
کنکان کیجانب راهي هوا اور صحیح سلامت پہونچا اور درگا داس اب بهي
پانسو سواروں سمیت اوسکي رفاقت میں موجود تها † *

شاهزادہ اکبر کي بغاوت سے پہلے جو لڑائي کا نقشہ تها وهي نقشہ
مواڑ اور جودهپور سے قایم رها اور زور شور اوسکا کچهہ کم نہ هوا چنانچہ
بادشاهي فوج والے تاخت تاراج برابر کرتے رهے اور راجپوت اُس تاخت
تاراج کا انتقام مالوہ سے لیتے رهے اور آخر کار اپنے ظالم دشمنوں کي خوی
و خصلت کو کام نا کام اختیار کر کے مسجدوں کو توڑا اور قرانوں کو جلایا اور
اور ملا لوگوں کو طرح طرح سے ستایا اور اس قسم کي لڑائي سے بڑا
نقصان اودے پور والے کو پہونچا جسکي زرخیز قلمرو مغلوں کي قلمرو
کے نہایت متصل واقع تهي اور مغلوں کي فوج آسمیں متصرف تهي
مگر جودهپور کا ملک اِس بهاري نقصان سے محفوظ رها جو دور دراز اوجڑ
بنجر بڑا تها اور خود اورنگ زیب کو ایسي لڑائي کے اختتام کي
خواهش هوئي جسکے باعث سے اور بڑے کاموں میں دست انداز نہوسکا
چنانچہ اپني تدبیر و حکمت سے اودے پور کے راجہ کو آشتي کي
درخواست پر آمادہ کیا اور جب کہ درخواست آسکي طرف سے گذري تو
في الفور اُسپر توجہہ فرمائي چنانچہ جزیہ سے اغماض ہوتا گیا اور ملک کے

---

† چٹهیات مرقومہ مقام بمبئي جو اورم صاحب کے پرچوں کے صفحہ ٢٦٧ میں
مندرج هیں

جس ٹکڑے کو جزیہ کے معاوضہ میں لیا تھا اکبر کي اعانت کے جرمانہ میں رکھا گیا باقي کل شرطیں راجہ کے حق میں بہت مفید تھیں جسکي عزت کا لحاظ اس وعدہ سے کیا گیا اور عہد نامہ لکھا گیا کہ جب اجیت سنگھہ جوان ہو جاویگا تو اُس کا ملک اُس کو † دیا جاویگا حاصل یہہ کہ اورنگ زیب اِس عہدنامہ کے ذریعہ سے اپنے لڑا لشکر کو بلا کسي ذلت و خواري کے دکن کي جانب متوجہہ کرسکا جہاں اُسکي موجودگي کي ایسي قوي ضرورت تھي کہ وہ آیندہ ٹل نہ سکتي تھي مگر اِس عہد و پیمان سے امن چین چنداں بحال نہوا اس لیئے کہ مغرب کے راجپوت اب بھي کھٹ پھٹ رکھتے تھے اور تھوڑي مدت گذرنے پر اودے پور کے راجہ سے پھر لڑائي شروع ہوئي یہاں تک کہ سارے راجستان کي ریاستیں باستثناے جیپور اور مشرقي جانب کي چھوٹي چھوٹي ریاستوں کے اورنگ زیب کي آخر سلطنت تک علانیہ بدخواہ رھیں اگرچہ اُن مخالف ریاستوں کي دارالحکومتیں مغلوں کے ھاتھوں میں رھیں اور راجپوت اپنے باھمي نزاعوں کے باعث سے بڑي بڑي فتوحات کے فائدے نہ اُٹھا سکے مگر باوصف اُس کے اپنے ملکوں میں بادشاھي فوج والوں کو نہایت تنگ کیا اور گجرات مالوہ وغیرہ صوبوں کو بہت سا لوٹا کھسوٹا ‡ *

---

† اورم صاحب کے پرچے صفحہ ۱۰۶ ٹاڈصاحب کي تاریخ راجستان جلد ایک صفحہ ۳۵۸

‡ ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد دو صفحہ ۶۱ کرنیل ٹاڈ صاحب نے اس عہد نامہ کے بعد کا جو حال لکھا ھی تصیح اُسکي عہد مذکور کے مسلمانوں کے اخبارات سے ھوتي ھی جنکا ھونا اپنے قبضہ میں ٹاڈ صاحب نے بیان کیا ھی بلاشبہہ بیان اُن کا راجپوتوں کے قصے کہانیوں سے بالکل مشابہہ نہیں چنانچہ اُنھوں نے صاف ایک واقعہ کو دوسرے واقعہ سے مناسب بیان کیا اور ھمیشہ ایسي تاریخوں کا حوالہ دیا جو اُن واقعات کي تاریخوں سے مطابق ھیں جنکو اور مورخوں نے بیان کیا *

تیسرا باب

سنه ۱۹۸۱ سے سنه ۱۹۹۸ع تک کے بیان میں

اورنگ زیب اُن ذریعوں کو جو اُسکے تحت و تصرف میں موجود تھے دکن کے تصفیه پر جهاں بڑي بڑي تبدیلیاں اُس زمانه میں واقع هوئي تهیں جب که اورنگ زیب اور طرف مصروف و آماده تها لگائے گیا اور راجپوتوں کي لڑائي بھڑائي اُس کي مانع مزاحم نهوئي بیان اُس کا یهه هی که جب سنه ۱۶۷۲ع میں فوج اُس کي افغانوں کے مقابله پر روانه کي گئي تو دکن کے سپه سالار خان جهان نے آپ کو ایسا کمزور پایا که مرهٹوں سے بڑي سرگرمي سے لڑ نه سکا بلکه حال اُسکا ایسا تها که اگر مرهٹوں کا سردار اُس کے صوبه پر دهاوا کرتا تو وه اُس کو بچا بهي نه سکتا اسي اثناء میں بیجا پور کا بادشاه مر گیا اور اُن فسادوں کي بدولت جو بعد اُس کے واقع هوئے سیواجي کے جي میں بڑي اُمنگیں آئیں اور وه اُمنگیں اُن اُمنگوں کي نسبت زیاده تهیں جو مغلوں کے ممالک پر اُسکے جي میں آتي تهیں اس موقع پر بیجا پور کي مملکت کے حصوں میں سے جس حصه پر سیوا جي ملتفت هوا وه سمندر کي جانب کا حصه گهاٹوں والا اور اُس کے پاس کے گهاٹوں کا پهاڑي ضلع تها چنانچه سنه ۱۶۷۳ع اور سنه ۱۶۷۴ع دو برسوں کے اندر اندر بهت سي لڑائیوں اور محاصروں کے بعد اُسنے کنکان کے سارے جنوبي حصه پر قبضه کیا مگر وه مقام اُسکے دخل و تصرف سے مستثنی رهے جو حبشیوں اور انگریزوں اور پرتگالیوں کے قبض و تصرف میں تھے اور گهاٹوں کے اُس بالائي حصه پر قابض هوا جو دریاے کشنا کے بالائي حصه سے زیاده مشرق کي جانب کو پهیلا هوا هی اگرچه سیواجي کو ایک عرصه سے بادشاهي کے حقوق موافق حاصل تھے مگر اب اُسنے اُن بڑے بڑے کاموں کے لحاظ سے جو اُس کے هاتهه سے نکلنے والے تھے یهي مناسب سمجها که اُن کا برتاؤ اپنے پہلے زمانه کي نسبت بڑي شان و شوکت سے کرنا چاهیئے چنانچه

اُس نے دوبارہ رائے گڈہ میں مغلوں کي تخت نشیني کے تکلفات برتے اور راج گدي پر بیٹھا اور بادشاهوں کي مانند تل * میں بیٹھہ کر سونے چاندي کا تلادان کیا اور اپنے متوسلوں پر اچھي اچھي چیزیں تقسیم کیں اور بڑے بڑے افسروں کے خطاب فارسي سے سنسکرت میں بدلے اور جب کہ اُس نے مسلمان بادشاهوں کي شان و شوکت اختیار کي تو اپنے مذهب کي باتوں پر بہت ملتفت هوا اور کھانے پینے اور علاوہ اُس کے تمام چیزوں میں جو هندو دهرم اور حفظ نسب سے علاقہ رکھتي تھیں بڑي احتیاط برتي † *

جبکہ سیواجي کو اپني فتوحات میں بڑا عرصہ لگا تو اسکے باعث سے اُسکي راج گدي کے تھوڑے دنوں بعد اُسکے ملک مقبوضہ پر مغلوں کو دھاوا کرنے کا حوصلہ بڑھا مگر اس داؤ گھات کا افسوس اُن کو کرنا پڑا یعني سیوا جي خود بڑا نہ هوا اور اپني فوج کے کئي ٹکڑے بادشاهي قلمرو میں روانہ کیئے چنانچہ اُن ٹکڑوں نے دو قلعہ فتح کیئے اور بادشاهي قلمرو کو خاندیس اور برار کے وسط تک لوٹا کھسوٹا بلکہ گجرات میں بڑوچ تک گھس بیٹھہ گئے اور اِسي مقام سے اول مرتبہ نربدہ پار اُترے یہہ دھاوے سنہ ۱۶۷۵ میں واقع هوئے اور چونکہ سیواجي کو یہہ اُمید تھي کہ اب مغل دوبارہ چھیڑ چھاڑ اُس سے نہ کریں گے تو اُس کو ایک ارادے کے پورے کرنے کي فرصت هاتھہ آئي جو ایک مدت سے اُس کے دل میں کھٹک رها تھا اور وہ ارادہ یہہ تھا کہ اپنے باپ کي جاگیر پر قبضہ کرے اور اپنے باپ کي فتوحات کو جنوب هندوستان میں وسعت بخشے وہ

---

† اکزنڈن صاحب جو بمبئي کے یورپ والے کار خانہ داروں کي طرف سے سیواجي کے پاس ایلچي بنکر گئے تھے سیوا جي کے راج تلک هونے اور راج گدي پر بیٹھنے کیوقت موجود تھے اور اُنھوں نے اُس کے راج تلک کو اُس سے زیادہ شان شوکت والا بتایا هے جو ابتداے زمانہ کے مرهٹوں سے متوقع هوسکتا تھا چھٹي جون سنہ ۱۶۷۴ کو راج تلک اُس کا هوا *

جاگیر ایک اُس کے چھوٹے بھائی ونکاجي کے قبض و تصرف میں تھي جو والي بیجا پور کي نام کي اطاعت سے قابض چلاآتا تھا یعني بجاے خود مستقل تھا اور صرف نام کو مطیع تھا اب سیوا جي کو یہہ اِختیار حاصل ہوا کہ جاگیر مذکور کا وراثتاً دعوی کرے یا بطور دشمن اُس کو فتح کرے اور اِلتفات اُس کا خصوص اُس جاگیر پر اِس وجہہ سے مایل ہوا کہ ایک برھمن رگھناتھہ نراین نامي جو ساھجي کي طرف سے انتظام اُس جاگیر کا کرتا تھا اور بعد اُس کے ونکاجي کا وزیر رھا کسي بات پر ونکاجي سے لڑ جھگڑ کے سیوا جي سے آکر ملا اور یہہ شخص اپني معلومات اور وھاں کے تعلقات کے باعث سے سیواجي کے بڑے مطلب کا تھا مگر چونکہ سیواجي ایسي دور و دراز مہم پر بدون اِس کے بے خوف و خطر روانہ نہوسکتا تھا کہ کسي خیرخواہ کو اپنے پیچھے چھوڑ جاوے یعني جو ملک اُس کے پیچھے رھے وہ کسي بدخواہ کا نہ ھووے تو اُس نے اُس بغض و عداوت سے جو گولکنڈہ کے بادشاہ کو بیجا پور کي ریاست سے تھي اور اُن خوفوں سے جو گولکنڈہ کي ریاست کو مغلوں کي جانب سے سوجھتے تھے آپ کو یہہ فایدہ پہونچایا کہ گولکنڈہ والي سے مغلوں اور بیجاپور والوں کے مقابلہ میں رفاقت پیدا کي جو خود اُس کے اور گولکنڈہ والوں کے عام دشمن تھے اور جبکہ بات اُس کي پکي ھوگئي تو سنہ ۱۶۷۶ ع کے اخیر میں تیس ھزار سوار اور چالیس ھزار پیادے ساتھہ اپنے لیکر گولکنڈہ کي جانب کو روانہ ھوا اور گولکنڈہ میں تھوڑے دنوں تک اِس غرض سے توقف کیا کہ اپني رفاقت کا صاف صاف تصفیہ کرے چنانچہ باھم یہہ قرار پایا کہ اگر سیواجي اپنے باپ کي فتوحات سے آگے بڑھے تو اُس میں بادشاہ کو حصہ دے اور بادشاہ اُس کے بدلے میں کسیقدر روپیہ اور توپ خانہ عنایت کرے باقي فوج اپني بیجاپور اور مغلوں کي روک ٹوک کو پاس اپنے قایم رکھے غرض کہ بطور مذکور اُس نے اپنا پیچھا مضبوط و مستحکم کیا اور ماہ مارچ سنہ ۱۶۷۷ کو مقام کرنول سے کشنا پار اُترا اور کداپا سے

گذر کر ماہ مئي سنہ الیہ کر مندراس کے پاس ہوتا ہوا جنجي کے سامنے موجود ہوا جو اُس کی قلمرو سے چھہ سو میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور حقیقت اُس کي یہہ ہے کہ یہہ پہاڑي قلعہ بیجاپور کي قلمرو میں نہایت مضبوط و مستحکم تھا مگر اِس زمانہ سے پہلے اُس قلعہ کے حاکم نے سیوا جي سے کچھہ عہد و پیمان کیا تھا جس کي رو رعایت سے بلامقابلہ سیوا جي کے اُس کو حوالہ کیا اب کہ سیوا جي کي فوج کا وہ پہاڑي حصہ آیا جس کو پیچھے چھوڑ کر آیاتھا تو اُس نے اُس قلعہ پر قبضہ کرکے ولور کا محاصرہ کیا اور اُس پر بھي فتح پائي سیواجي نے ونکاجي سے ملاقات کي اور اُس کو بہت کچھہ سمجھایا کہ باپ کے ترکہ سے حصہ دینا چاھیئے مگر جبکہ اُس نے اُس کا کہنا نہ مانا تو اُسکے ارني کے قلعہ اور علاوہ اُس کے اور مختلف قلعوں کو فتح کیا اور زور زبردستي سے باپ کي تمام جاگیر واقع میسور پر متصرف ہوا سیواجي اُدھر مصروف تھا کہ اُس کو یہہ خبر لگي کہ مغلوں اور بیجاپور والوں نے گولکنڈہ پر دھاوا کیا غرض کہ خبر کے لگتے ھي اپنے سوتیلے بھائي سنتاجي کو ممالک مقبوضہ پر چھوڑا جو اُس سے پہلے وہاں آکر ملا تھا اور آپ شمال کي جانب متوجہہ ہوا جوں ھي کہ سیواجي دور نکل گیا تو ونکاجي نے میدان خالي پاکر دوبارہ قبضہ کا ارادہ کیا چنانچہ اختتام اُس قصہ کا ایسے ہوا کہ موروثي جاگیر پر ونکاجي متصرف رھے اور نصف محاصل سیواجي کو دیاکرے باقي وہ مقام جو بیجاپور کي قلمرو سے ھاتھہ آئے سیواجي کے دخل و تصرف میں رھیں مگر سیواجي کے پہونچنے سے پہلے والي گولکنڈہ مغلوں سے تصفیہ کرچکا تھا چنانچہ سیواجي بلاري اور ادوني ضلعوں کو فتح کرتا ہوا رائے گڈہ کو روانہ ہوا اور اتھارہ مہینے اِدھر اُدھر رھکر سنہ ۱۶۷۸ ع کے وسط کے قریب رائے گڈہ میں پہونچا *

مغلوں کي تدبیر مملکت میں کسي تبدیل و تغیر کے واقع ہونے سے گولکنڈہ کي ریاست پر دھاوا کیا گیا بیان اُس کا یہہ ہے کہ جب خاں جہاں دکن کي نیابت سے منتقل ہوا تو دلیر خاں اُس کي جگہہ قایم کیا گیا جو عالم گیر کے سرداروں میں سے شاید نہایت عمدہ سودار و لایق فایق افسر تہا اگرچہ فوج اُس سردار کي بجاے خود اب بھي تھوڑي تھي مگر اوس کي فوج کا بڑا حصہ ویسے ہي سورما پٹھانوں سے مرکب تہا جیسیکہ وہ خود آپ تہا اور اس کي فوج کا نقصان اوس کي ذاتي دلیري دلاوري سے پورا ہوا تہا بیجاپور کا بادشاہ اب بھي خورد سال تہا اور اوس کے وزیروں محافظوں میں بڑے بڑے انقلاب واقع ہوئی تھی منجملہ اون کے ایک وزیر سے دلیرخاں نے موافقت بہم پہونچائي اور اوس کي اعانت سے گولکنڈہ پر دھاوا کیا مگر تھوڑے دن گذرے تھی کہ یہہ وزیر جو دلیر خاں کا لڑائي میں ساتھي تہا موت اپني مرگیا اور دلیر خاں نے مسعود نامي حبشي کے استحقاق وزارت کي تائید و اعانت پر کمر باندھي اور اس وجہہ سے بیجا پور کے صلاح و مشوروں میں بڑا غلبہ بہم پہونچایا مگر اورنگ زیب اُن فائدوں سے راضي نہ ہوا اورشاہزادہ معظم کو نیابت سلطنت عنایت فرماکر دکن کو بایں غرض روانہ فرمایا کہ بیجا پور والوں سے ملک و مال کا مطالبہ زیادہ کرے اور اُس مطالبہ کي تعمیل پر دلیر خاں بحیثیت سپہ سالاري کے آمادہ ہووے چنانچہ اس حکم کي تعمیل میں بیجاپور والوں سے دوبارہ لڑائي شروع ہوئي اور خود بیجاپور کا محاصرا کیا گیا اور جب کہ بیجاپور والی مایوس ہوئی تو اُس کے وزیر نائب‌السلطنت نے سیواجي سے امداد چاہي جس نے آپ کو فوج محاصرہ کے مقابلہ میں قوي نہ پاکر مغلوں کے ممالک مقبوضہ پر دھاوا کیا اور معمولي سختي سے زیادہ سختي برتي یعني بہت سالوٹا کھسوٹا یہانتک کہ ایک بار اِن شور فسادوں سے لوٹتا ہوا بلکہ تعاقب کے مارے بھاگا آتا تہا کہ وہ ہلاک ہي ہوا ہوتا مگر تھوڑے عرصہ بعد ایسے زور

و توت سے پھر نمایاں ہوا کہ ویسا کبھی نمایاں نہوا تھا چنانچہ
مغلوں کے بہت سے قلعے خالي کرالیئے مگر دلیر خاں اب بھي
بیجا پور کے محاصرے پر قایم تھا اور جبکہ بیجا پور والے نہایت تنگ
ہوئے تو وھاں کے نایب السلطنت نے سیوا جي کي بہت منت سماجت کي
اور بقول آسکے کہ ـــ بلبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم * پس ازانکہ
من نمانم بچہ کار خوا ھي آمد ـــ یہہ کہلا بھیجا کہ ھماري امداد اس سے
پہلے چاھیئے کہ بعد اوسکے وہ کام نہ آوے سیواجي اونکي درخواست پر
روانہ ہو چکا تھا کہ ناگاہ اوسکو یہہ پرچہ لگا کہ سنباجي بیٹا اوس کا
مغلوں سے پیوستہ ہو گیا یہہ کبرو جوان جسمیں باپ کي لیاقتوں میں سے
دلاوري کے سوا ء کوئي لیاقت پائي نہیں جاتي تھي یہاں تک عیاش
ھو گیا تھا کہ اوس نے ایک برھمني سے برے کام کا ارادہ کیا تھا جو کسي
برھمن کي جورو تھي اور سیوا جي نے پاداش آسکے اوسکو قلعہ میں
مقید رکھا تھا اب وہ قید خانہ سے نکل بھاگا اور دلیر خاں سے پیوستہ ہوگیا
جو بکمال سرور آس سے بانہیں کھول کر ملا اور اُسکو اپني پناہ میں اس
غرض سے لیا کہ وہ مرھٹوں کو توڑ جوڑ کر باپ کا مد مقابل ھوگا اور ترازو کے
پلوں کي طرح پورا پورا مقابلہ کریگا غرض کہ اس خبر سے سیوا جي کو
پریشاني حاصل ھوئي مگر یہہ پریشاني چند روزہ تھي اس لیئے کہ
اورنگ زیب نے دلیر خاں کي تجویز کو نا پسند کیا اور یہہ حکم صادر
فرمایا کہ سنباجي کو قید کر کے ھمارے خاص لشکر میں روانہ کرے مگر
دلیر خاں نے اپنے نام و ننگ اور اپني ذمہ داري کو بٹہ نہ لگایا کہ آسکي
گرفتاري سے اغماض برتا اور آس کو باپ کے پاس جانے دیا اسي عرصہ
میں بیجا پور والوں کي طرف سے محاصرہ کا مقابلہ ایسا طول طویل
ھو گیا جو توقع سے خارج تھا اور جونہي کہ سیوا جي نے پریشاني سے
نجات پائي تو اُس نے بیجا پور کے بچانے میں ھمت لگائي اور بڑي
کوششیں برتیں چنانچہ دلیر خاں رسدوں کي بندش سے محاصرے کے

اُتھانے پر مجبور ہوا اور بیجا پور کی سرکار سے رفاقت کے بدلے میں وہ ضلع سیواجی نے پایا جو تمبدرہ اور کشنا کے درمیان میں واقع ہی اور والی بیجا پور کو جو حق حقوق اُس کے باپ ساھجی کی جاگیر پر حاصل تھے وہ سیواجی کو دیئے گئے حقوق مذکورہ کے حاصل ہونے سے سیواجی کو ونکاجی اپنے بھائی کی نسبت قبض و تصرف کا منصب زیادہ حاصل ہوا اور پہلی کامیابی کی حیثیت سے یہی اختیار اُس کو حاصل تھا ونکاجی نے انقلاب مذکورہ بالا سے رشک و حسد کے مارے جوگ سادھنے کا ارادہ کیا مگر سیوا جی کے تمام عزم ایک بیماری کے لاحق ہونے سے فسخ ہو گئے جسکے صدمہ سے پانچویں اپریل سنہ ١٦٨٠ع کو ترپین برس کی عمر کو پہونچکر مر گیا *

اگرچہ یہہ سیوا جی ایک بڑے سردار کا بیٹا تھا مگر اُسنے ابتداے شعور سے ایسی بسر کرنی شروع کی تھی جیسیکہ لٹیرے پنڈارونکا دلاور متفنی افسر بسر کرتا ھی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بڑا ھنر مند سپہ سالار اور ایک لایق فایق منتظم بن بیٹھا اور ایسی بڑی بات اپنی یادگار چھوڑ گیا کہ آج تک وہ بات کسی اُس کے ھموطن نے حاصل نہ کی بلکہ اُس کے لگ بھگ بھی نہ پہونچا یہہ مانا کہ آس پاس کے ملکوں کی خرابی تباھی کے باعث سے ایسے خالی میدان اُس کو ھاتھہ آئے تھے جنکے ذریعہ سے اوس سے کمتر لیاقت کا سردار بھی فائدے اُتھا سکتا مگر جسطرح کہ اُسنے اورنگ زیب کی غلط فہمیوں اور کوتہ اندیشیوں سے اپنے دین و ملت کا جوش دلاکر اپنی قوم مرھٹوں میں قوم کی حمیت پیدا کرائی اور آپ کو فائدہ پہونچایا اُسی طرح فائدے اوتھانے کے لیئے اوسی سردار کی سی عقل و دانائی درکار تھی اور اُنھیں خیالوں کے باعث سے جو اوسکی بدولت مرھٹوں کے دلوں میں پیدا ھوئے تھے اوسکی حکومت اوس زمانہ کے بعد بھی قایم رھی جب کہ وہ ناتوانوں کے ھاتھوں میں آ گئی اور باوجود اکثر خانگی نزاعوں اور درونی خرابیوں کے جبتک قایم رھی کہ

آسنے هندوستان کے بڑے حصه پر رعب داب اپنا قایم کیا اگرچه ایسي لوٹ مار کي لڑائي سے جیسیکه سیواجي نے جاري رکھي تھي بہت سي تباهي لوگوں پر حقیقت میں پڑي مگر خاص اوسکے دشمن گواهي دیتے هیں که وه اس قسم کي لڑائي کي خرابي برائیوں کے کم و کوتاه کرنے میں عمده عمده قانون قاعدوں کے ذریعه سے جنکي تعمیل ایک سختي درشتي سے کرائي جاتي تھي جي جان سے همیشه مایل و راغب رها اور پچھلے وقتوں میں بیہوده خیالوں اور فاسد عقیدوں کي ضرورت سے ریاضت اوسکي بہت سخت اور شاق هو گئي تھي مگر معلوم هوتا هی که اوسکي شاق محنت اور اعتقاد فاسد کے باعث سے لیاقت و استعداد اوسکي تیره و تاریک اور مزاج اوسکا ترش و ناکاره نه هوا تھا *

سنباجي کي حکومت کا بیان

جب که سنبا جي دلیر خاں سے الگ هوکر آیا تو پناله کے قلعه میں دوباره مقید کیا گیا اور باپ کے مرنے تک مقید رها غرضکه سنباجي کي گرفتاري اور نیز اون بیقراري کے چند کلموں کے باعث سے جو سیواجي کي زبان پر سنباجي کے آینده چال چلن کي نسبت بے ساخته آئے تھے لوگوں کو یهه حیله هاتهه آیا که سیواجي نے اپنے ده ساله دوسرے بیٹے راجه رام کو جانشین اپنا ٹھہرایا چنانچه راجا رام کي ماں کے ساز و باز سے سارے لوگوں نے اِس بات کو یقیني سمجھا اور برهمن وزیروں نے سنبا جي کے زور و ظلم سے هراساں اور راجا رام کي راجائي پر مدت کي صغر سني سے شاداں هوکر اوسي بات کو سچا تصور کیا اور سنباجي کي درشتي قید کے حکم جاري کیئے اور سیوا جي کے مرنے کو وهاں تک چھپانے کا اراده کیا که راجا رام اپنے باپ کي گدي پر بیٹھے *

سنبا جي نے عین قید کي حالت میں کسي حکمت سے باپ کے مرنے پر اطلاع پائي اور اپنے محافظوں سے اپني تخت نشیني کا حال بیان کیا چنانچه اُنھوں نے فی الفور آس کي حکومت کو تسلیم کیا مگر

وہ ایسا خایف تھا کہ پہلے اُس کو قلعہ سے باہر نکلنے کی جرأت نہوئی مگر لوگوں کی رائیں اُس کے استحقاق کی بابت معقول تہیں چنانچہ برہمن وزیر آپس میں لڑے جھگڑے اور جو فوج اُس قلعہ کے محاصرے کو آئی جس میں سنبا جی مقید تھا طرفدار اُس کی بنائی گئی حاصل یہہ کہ ماہ جون سنہ ۱۶۸۰ کو سنبا جی رائے گڈہ میں داخل ہوا اور اُس کی راجائی بلا حجت تسلیم کی گئی اب تک اُس نے چال چلن میں یہہ ہوشیاری برتی کہ اُس کے برتاؤ سے وہ تعصب بہت رفع دفع ہوگئے تھے جو لوگوں کو اُس کی نسبت حاصل تھے مگر جبکہ وہ باپ کی گدی پر اچھی طرح بیٹھہ چکا تو زور ظلم اور بیرحمیاں ناخدا ترسیاں اُس سے صادر ہوئیں اور لوگوں کا گمان نیک اُس کی طرف سے زایل ہوگیا چنانچہ اُسنے سیواجی کی رانی یعنی راجارام کی ماں کو ایسی بڑی اذیت سے قتل کرایا کہ سسک سسک کر جان اُس کی نکلی اور اُس کے بیٹے راجارام کو مقید کیا اور اُن برہمن وزیروں کو جو اُس کی مخالفت پر سرگرم و آمادہ تھے جیلخانہ دکھایا اور باقی دشمنوں کو جو برہمنوں کا تقدس نرکھتے تھے گردن مارا اور غیر ملکی کار باروں میں بھی جو تدبیر اُس نے برتی وہ نفسانی خواہشوں اور حیوانی عادتوں سے مغلوب تھی چنانچہ پہلے پہل یہہ برتاؤ اُسنے برتا کہ جنجیرہ کے حبشیوں سے لڑنا بھڑنا شروع کیا اور اُن پردھاوے کرنے لگا جنکی سیواجی سے ہمیشہ اِن بن رہتی تھی اور سیواجی نے اُن کے مطیع و محکوم کرنیکے لیئے بڑی بڑی محنتیں کبھی اُٹھائی تھیں اور اس لیئے کہ یہہ لوگ سنباجی کی دارالریاست کے قریب رہتے سہتے تھے تو اُن سے لڑنے بھڑنے میں ایک اصلی غرض اور ذاتی شوق تھا اور اُسنے اپنے خیالوں کو ایک دراز عرصہ تک اُنہیں لوگوں کے مطیع و تابع کرنیمیں ایسا محدود رکھا کہ گویا اُن کے سوا کوئی قوم اُس کے مخالف نہیں یہاں تک کہ جب شاہزادہ اکبر ماہ جون سنہ ۱۶۸۱ ع کو اُس کی فوج میں داخل ہوا

تو اُسي لڑائي میں مصروف رہا اور کسي مہم کا ارادہ نکیا هاں تعظیم و تکریم اُسکي بہت سي کي اور اُس کو هندوستان کا بادشاہ تسلیم کیا مگر اورنگ زیب کے مقابلہ میں اُس کے استحقاق باطل کي کوئي تائید ایسي نہ کي جس سے اُس کے استحقاق و دعوے کو فائدہ پہونچے اکبر کے آنے سے راجارام کے خفیہ خیر خواهوں نے اسبات کو ممکن تصور کیا کہ شاید وہ راجارام کو باپ کي گدي کا جایز بتاوے اور اُسي کو منظور کرے مگر یہہ بات اُن کي جلد کھل گئي اور وہ بڑے بڑے سردار جو اس سازش میں شریک و شامل تھے هاتیوں کے پانوں میں ڈالی گئے منجملہ اُن کے سیواجي کا وہ برهمن وزیر بهي تها جسنے سیواجي کي بڑي بڑي خدمتیں کي تهیں اور جیساکہ وہ خدمات شایستہ کي جهت سے سنگین سزاؤں سے محفوظ تها ویسا هي برهمن هونیکي وجهہ سے مامون و مصئون تها مگر خلاف اُس کے عمل میں آیا *

اِن قتلوں کے باعث سے تمام لوگ سنبهاجي کي حکومت سے ناراض هوئی اور یہہ ناراضي اور ایسي صورتوں کے باعث سے بهي ترقي بگڑ گئي چنانچہ اُسنے باپ کے وزیروں سے غفلت برتي یا ظلم اُن پر کیا اور ریاست کے سارے کام ایک برهمن کلوشا نامي کو تفویض کیئے جو هندوستان خاص سے آیا تها اور اُسنے سنبهاجي کے التفات و توجهہ کو اُسکي برائیوں کي ترقي دینے اور دلیر کرنے اور اپنے ظاهري کمالوں اور دلپذیر طوروں کے جتانے سے حاصل کیا تها *

کلوشا کي صلاح و مشورہ پرنہایت شوق ذوق سے سنہ ۱۶۸۲ کو جنجیرہ کے مقابلہ میں لڑائي کے کام کاج کي پیروي کي چنانچہ اُسنے اس غرض سے کہ وہ جزیرہ هندوستان کے براعظم سے شامل هوجاوے سمندر کے اُس ٹکڑے کو مٹي سے بهروانا چاها جو درمیان میں حایل تها اور بعد اُس کے کشتیوں کے ذریعہ سے دهاوا کیا مگریہہ جد و جهد اُسکي ضایع گئي اور جبکہ وہ محاصرے کے اُٹهانے پر مجبور هوا تو رنج

وملال اسکا اسوجهه سے اور بهي زیادہ هوا که حبشیوں نے جزیرہ سے
نکلکر اُس کے گاؤں گرانوں کو لوٹنا شروع کیا اور بعد اُس کے تهوڑے
دنوں گذرنے پر وہ بڑا نقصان اُنهوں نے پهونچایا جسکا صدمہ خاص
اُس کے دل کو پهونچا یعني اُس کے جهازوں کے بیڑہ نے تین
سمندر میں شکست اُن سے کهائي سنباجي ان نقصانوں کے پهونچنے
سے بهبوکا هوا اور اُن یورپ والوں کے ذمہ جو سمندر کے کنارے
پر بستی تهے یہہ تہمت لگائي که اُنهوں نے حبشیوں کي اعانت
کرکے یہہ نقصان اُن کے هاتهوں سے پهونچوائی غرض که پرتگال والوں
سے بذات خود لڑائي شروع کي جن سے سیواجي بهي لڑتا بهڑتا
رهتا تها اور علیٰهذالقیاس انگریزوں سے بهي عداوت پیدا کي جن سے
اب تک برابر دوستي چلي آتي تهي ان خفیف قصے قضایوں میں
مغلوں کے دهاروں سے خلل پڑا جن سے اورنگ زیب کي آمد آمد کے آثار
نمایاں هوئی اور جب که سنباجي حبشیوں کے مقابلہ میں مصروف
تها تو اُس زمانہ میں بهي اُس کے سردار دکن میں معطل نہ بیٹهے تهے
مگر فوج کے انتظام و قاعدوں میں سستي واقع هوئي تهي چنانچه وہ
بدانتظامي اور خرابیوں سمیت دم بدم زیادہ بڑهتي گئي جو راجه کي
ناکارہ عادتوں سے پیدا هوئي تهي اس لیئے که وہ تمام وقت اپنا عیاشي
اور کاهلي میں صرف کرتا تها یہاں تک که جس مال فراواں و دولت
بے پایان کو سیواجي نے چهوڑا تها وہ بہت جلد اُسنے ضایع کیا اگرچه
کلوشا اُسکے وزیر نے محاصل کے بڑهانے سے لوگونکوبہت بدگمان اور زیادہ
ناراض کیا مگر خرچ حکومت کے لیئے وہ محاصل کافي نہوتا تها اور
جبکہ فوج کي تنخواهیں باقیات میں پڑنے لگیں تو فوج اُن غنیمتوں سے
کام اپنا چلانے لگي جو مهموں سے حاصل هوتي تهیں اور انتظام اُسکا ایسا
بگڑ گیا که سیواجي کے عهد حکومت میں جیسي وہ فوج باقاعدے تهي
ویسی هي اب حریص اور خونخوار اور غارتگر هوگئي اور یهي حال اُسکا
اب تک برابر چلا آتاهی *

عالمگیر اس زمانه میں اودے پور والی سے عہد نامه کرچکا تھا بعد اُس کے اُس نے فوج کا ایک ٹکڑا چوڑھپور کے قصبات و دیہات کی تباہی پر چھوڑا اور سنه ۱۶۸۳ کو ساری فوج اپنی قلمرو کی همراہ لیکر دکن کو روانه هو *

اگر اورنگ زیب سنباجی کے دبانے کی غرض سے بیجا پور اور گولکنڈہ کے بادشاھوں کی رفاقت پیدا کرتا اور دکن کے امن چین کے قایم رکھنے کی نظر سے وہ عمدہ ذریعہ عمل میں لاتا تو یہہ تدبیر اُس کی نہایت معقول هوتی اور بغایت راس آتی مگر شاید اُسنے یہہ سمجھا بوجھا کہ مرھٹوں کی نسبت وہ دونوں بادشاہ اُسکی زیادہ بد خواہ اور مخالف هیں اور وہ جی جان سے شریک اُسکے نہونگے اور جب تک یہہ دونو ریاستیں قایم رهینگی تب تک سنبا جی کی پناہ کا ٹھکانا قایم رهیگا اور یہہ بات بھی قرین قیاس هی که اورنگ زیب کا مقدم مطلب یہہ تھا کہ پہلے یہہ دونو ریاستیں نتح هوجاویں اور جبکه یہہ بڑے بڑے کام انجام کو پہونچینگی تو سنباجی کا محکوم هونا لازمی نتیجه اُن کا هوگا چنانچہ اُن بادشاهوں کے باهم جنگ و جدال اور مرهٹوں سے اُنکی ناچاقی بدمزگی دیکھه دیکھه کر خوشیکے مارے پھولا نسماتا تھا اور اُن کے خانگی نزاعوں کے بھڑکانے میں زور و همت لگاتا تھا اور ایسی اُلٹی سمجھی تھی که جس قدر شور و فساد اور خرابی پریشانی دکن میں زیادہ هوگی اُسی قدر مجھکو فایدہ هوگا *

سنه ۱۶۸۳ع میں پہلے پہلے برهانپورکی جانب روانه هوا اور اورنگ‌آباد کی مانند جہاں بعد اُس کے قیام پذیر هوا تھا ایک مدت تک وهاں مقیم رها اور اِس عرصه میں ملکی مالی بندوبست کیئے گیا اور اپنے دیوانه پن سے جزیه کے وصول کرنے میں بڑی تاکید اور کمال اِصرار اُس نے برتا جس کے وصول سے اُس کے سیدھے سادھے افسر بھی نظر بمصلحت خاموش بیٹھے تھے هنوز اس نے برهان‌پور سے کوچ نکیا تھا

که شاهزادہ اعظم کو بہت سي فوج دےکر اُن پہاڑي قلعوں کي فتح و کشایش پر روانه کیا جو ایسی مقاموں میں واقع تھے جہاں کوہ چاندور کا سلسله گھاٹوں سے ملتا ھے اور شاهزدہ معظم کو فوج مذکور سے بہت زیادہ فوج دیکر سنه ۱۶۸۳ ع میں اِس غرض سے روانه فرمایا که کنکان پر دھاوا کرکے ممالک سنباجي کے جنوب اور بیجا پور کي سرحد میں گھس بیٹھه جاوے اور جیسا که اِس بات کا سمجھنا دشوار و مشکل ھے که افواج مذکورہ کو ایسي طرح مصروف کرنے سے کیا مقصود اُس کا تھا ویسا ھي یہه معلوم کرنا بھي سہل و آسان نہیں که اُن طریقوں کے برتاؤ میں جو اُس نے پسند کیئی تھے لڑائي کے اصول و قاعدے کیا تھے سالیر کے مضبوط و مستحکم قلعه کو اُس کے حاکم نے شاهزادہ اعظم کو اُن سازشوں کے واقع ھونے سے حواله کیا جو پہلے سے ھوگئي تویں اور غالب یہه ھے که ایسي خفیف سازش کے دھوکه سے ایک فوج اپني بادشاہ نے شاهزادہ ممدوح کي زیر حکومت کو کے ایسے مقام کي جانب روانه کي تھي جو اُس کي باقي فوج سے ملا ھوا نه تھا مگر سواروں † کي بڑي فوج کا بھیجنا کنکان کے پہاڑوں اور ایسے جھاڑ جھنکاڑوں میں جہاں سڑکوں اور گھاس چارے اور میدان کا نام و نشان بھي نتھا ایسي کم فہمي کي دلیل ھی جسکے عذر اور سبب کا بیان کسي طرح متصور نہیں ھوتا شاهزادہ معظم کنکان کے سارے طول میں بے کھٹکے گذرگیا اور کوئي مانع مزاحم اُس کا نہوا مگر گویا کے متصل پہونچنے تک گھوڑے اور بیل اور اونٹ اُس کے ضایع ھوگئے اور لوگ اُس کے کھانے پینے کي کمي کوتاھي کے صدمه اُٹھانے لگے اور یہه تکلیف اس سبب سے بہت زیادہ ھوني که سنباجي نے گھاٹوں کے رستے بند کیئے تھے اور جو سامان اُن کي مدد رساني کو سمندر کي راہ سے آتے تھے اُسکے جنگي جہازوں نے اُن کو لوٹ کھسوٹ برابر کیا تھا اور جب که شاهزادہ معظم گھاٹوں سے ایدھر کے ملک میں اپني رھي

---

† اورم صاحب لکھتے ھیں که وہ سوار چالیس هزار تھے

سهي فوج سميت جو گهوڑوں کے نهونے سے پیادہ پا چلتي تهي داخل هوا تو اسنے آپ کو بڑا نصیبی والا تصور کیا مگر ابهي آب و هوا کي برائي اور غیر معمولي غذا کا نقصان اس کے پیچهے لگا رها اور مقام والوہ میں جو مرچ کے متصل دریاے کشنا کے کنارے پر واقع هی اور برسات کے نکل جانے کي غرض سے وهاں اسنے چهاوني ڈالي تهي وبائي بخار اسکي فوج میں پهیلا اور بہت سے لوگ اسکے مرگئے اور جب که برسات کا موسم گذر گیا تو معظم کو یهه هدایت کي گئي که جنوب مغرب کي جانب سے بیجا پور کے ملک میں ایسی داخل هووے که شاهزاده اعظم کي فوج سے آملے جو پهاڑي قلعونکي ناکامي کے بعد بیجاپور کے دهاوے کي غرض سے بڑي بهاري فوج سمیت اوس جانب کو روانه کیا گیا تها اور اوسي زمانه میں یعني سنه ۱۶۸۵ ع میں خود بادشاه احمدنگر کي جانب روانه هوا اور کسیقدر فوج اورنگ آباد میں خان جهاں کے زیر حکم اس غرض سے باقي چهوڑي که ضرورت کے وقت موجود رهے بادشاهي فوجونکے روانه هونے سے سنباجي کو اوس حمله کے انتقام کا موقع هاتهه آیا جو اوسکے ممالک مقبوضه پر مغلوں کي دوڑ دهوپ اور سعي اور کوشش سے واقع هوا تها چنانچه اوسنے کنکان کے شمال میں بادشاهي فوجوں کے دائیں بازو پر تهوڑي تهوڑي فوج اپني اکهٹي کي اور اوس فوج نے بڑي تیزي تندي سے پیچهے پیچهے کوچ کرکے برهانپور سے بڑے شهر کو لوٹا کهسوٹا اور پهر کنکان کو لوٹ کر چلي گئي اور جو ملک اوسکے رسته میں پڑے اور وہ اون پر گذري تو اون کو جلا پهونک کر خاک سیاه کیا اور ایسي چالاکي اور پوشیدگي سے آنا جانا هوا که جب خان جهان نے ایسي راه پرکوچ کیا جهاں اونکے روکنے ٹوکنے اور پکڑنے جکڑنے کي توقع تهي تو آپ کو اون کي راه باز گشت سے بهت دور اور الگ تهلگ پایا *

اسي زمانه میں شاهزاده اعظم نے شولاپور کو فتح کیا تها اور بیجاپور

کو اگی بڑھا جاتا تھا مگر جو فوج اُس کے مقابلہ کو بیجاپور والوں نے روانہ کی تھی وہ ایسی بھاری تھی کہ وہ اُس کا مقابلہ نہ کرسکا اور دریاے بیمہ سے پیچھی لوٹنے پر مجبور ہوا اور شاہزادہ معظم ایسا کمزور ہوگیا تھا کہ کسی جانب کو کوچ نہ کرسکتا تھا اور تازی کمک کا منتظر بیٹھا تھا چنانچہ جب اِمداد اُس کو پہونچی تو اُس کی حفظ و حراست میں توٹی پھوٹی فوج سمیت احمدنگر میں داخل ہوا *

مذکورہ بالا ناکامیوں کے بعد اورنگ زیب آپ بذات خود شولاپور کو روانہ ہوا اور شاہزادہ اعظم کو پہلی فوج کے علاوہ اور فوج دیکر آگی کو روانہ کیا اگرچہ شولا پور اور شاہزادہ ممدوح کی فوج میں تھوڑاسا فاصلہ حایل تھا مگر باوصف اِس قرب مسافت کے بیجاپور کی فوج نے اُن کی رسد کو بند کیا یہاں تک کہ اگر غازی الدین † غلہ کی ایک باربرداری کو اپنی تدبیر و حکمت سے شاہزادہ کی فوج تک نہ پہونچاتا تو فوج اُس کی بھوکوں کے مارے لوٹ پوٹ کر مرجاتی *

غرض کہ کہ شاہزادہ ممدوح کی کار گذاری کا اثر دشمن کے دلپر بہت تھوڑا ہوا یہاں تک کہ سنہ ۱۶۸۶ ع میں خود بادشاہ ہی بیجاپور کے محاصرہ پر متوجہہ ہوا *

جب کہ بیجاپور کی لڑائی کی نوبت یہانتک پہونچی تو مرہٹوں نے بادشاہی لوگوں کو جنوب کی جانب سراپا مایل پاکر اُن کی پشت کے ملکوں میں دست اندازی شروع کی چنانچہ بروچ کے شہر کو خوب سا لوٹا اور گجرات اور اُس کے قریب کے ضلع کو تباہ کرتے ہوئی اپنے مقاموں کو واپس چلے آئی مگر یہہ بات اچھی طرح واضح نہیں ہوتی کہ سنبا جی نے یہہ مہم اپنے عزم و اِرادہ سے کی تھی یا دکن کے بادشاہوں نے اُس کو برانگیختہ کیا تھا اس لیئی کہ اُس زمانہ میں اُس میں اور گولکنڈہ کے بادشاہوں میں رفاقت قایم تھی اور یہہ عہد آپس میں ٹھہرا تھا

† یہہ غازی‌الدین حیدرآباد کے نواب حال کا مورث اعلی تھا ۱۲ ۔

کہ جب کوئی غنیم آکر ستاوے تو ایک دوسرے کی اعانت کرے اور جب کہ یہہ رفاقت اورنگ زیب پر کھل گئی تو اُس نے سنبا جی سے بےپروائی برتی اور اِسی امر کو عداوت کی وجہہ ٹہراکر گولکنڈہ کے ارادہ پر فوج اپنی روانہ کی مگر جو فوج اُس نے اس مہم پر بہیجی تہی وہ اُس کے لیئی کافی وافی نہ تہی اِس لیئی کہ بڑی بڑی فوجوں کے حاکموں سے بغاوت کا شک شبہہ اُس کو رہتا تہا تہوڑے عرصہ گذرنے پر پہلی فوج کی تائید و اعانت کی نظر سے بہت سی فوج کو شاہزادہ معظم کی تحت حکومت کرکے اُسکے پیچہے روانہ کیا جو پہلی پچہلی دونوں مذکورہ بالا فوجوں کا حاکم ہوا تہا مگر گولکنڈہ کی سلطنت کا حال ایسا خراب و ابتر تہا جیسا کہ بیجاپور کی ریاست کا تہا اِس لیئی کہ ابوالحسن تانا شاہ گولکنڈہ کا حاکم عیاش اور کاہل تو ضرور تہا مگر لوگوں میں معزز اور ممتاز بہی تہا اور اُس کی حکومت کا انتظام اور مالک و محاصل کا اہتمام ایک برہمن مدنا پلتہ نامی کی سعی و ہمت سے بخوبی ہوتا تہا جسپر اعتماد و بہروسا کرنے سے اُس نے بڑی دانائی برتی تہی مگر اس برہمن کی مدارالمہامی مسلمانوں اور منجملہ اُن کے خصوص ابراہیم خاں کو سخت ناگوار تہی جو ساری فوج کا سپہ سالار تہا اِس لیئی کہ اگر کوئی اور انتظام واقع ہوتا تو وزارت آپ کو ہوتی غرض کہ اُس ناگواری پر یہہ نتیجہ مترتب ہوا کہ جب شاہزادہ معظم پاس آگیا تو ابراہیم خاں ایک بڑا حصہ فوج کا ہمراہ اپنے لیکر شاہزادہ ممدوح کی خدمت میں پہونچا اور اِسی قسم کے شور و فساد میں جو خاص حیدرآباد میں برپا ہوا تہا مدناپنتہ مارا گیا اور تانا شاہ اپنے پہاڑی قلعہ میں پناہ گزین ہوا اور حیدرآباد اُس کا دارالسلطنت تین دن تک لٹتا رہا اور غنیم کے تصرف میں آیا شاہزادہ نے فوج کی لوٹ مار کی روک تہام میں جو خلاف قاعدے واقع ہوتی تہی نہایت کوشش برتی اور بادشاہ اُس سے نہایت ناراض ہوا اور ناراضی کی یہہ وجہہ نہ تہی کہ معظم نے آدمیت یا مصلحت برتی

بلکه اُس کو یهه شبهه گذرا که معظم نے اپني بلند نظریوں کي غرض سے بهت سي غنیمت کو تغلب کرکے وہ خزانه اپنے تحت و تصرف میں رکها جو سرکار میں جمع هوتا جیسا که خود اورنگ زیب نے ایک ایسے موقع پر باپ کے زمانه میں کیا تها غرض که گولکنده کے بادشاہ کو اتنا دبایا که اُس نے بهاري رقم کے اداکر نے پر آشتي کي بعد اُس کے بیجاپور کا ارادہ هوا اور فوج اُس جانب کو روانه کي گئي *

معلوم هوتا هی که بیجاپور کي فوج اِس زمانه میں باقي نرهي تهي اِس لیئی که بیجاپور کي روني کا محیط چهه میل کا تها اور عالمگیر اُس کو چاروں طرف سے محصور کر سکا اور محاصرہ کے علاوہ فوج کے ایک حصه کو باقاعدے حمله اور شگاف کرنے میں لگاسکا یهه پورا محاصرہ ایسي خوبي سے قایم رها که جب شگاف گهس بیٹهه کے قابل هوگیا تو شهر کے رهنے والی کهانے پینی کي کمي کوتاهي سے بڑي دقت میں پڑے اور محصور سپاهي اگرچه گنتي میں تهوڑے تهی مگر پٹهن ولي کي ضرورت سے یهه مناسب سمجها گیا که اُن کو مفید شرطیں عنایت کیجاویں اورنگ زیب ایک هلکے پهلکے تخت پر بیٹهه کر شگاف کي راہ سے شهر میں داخل هوا اور صغیرسن بادشاہ کو گرفتار کیا اور بیجا پورسي دارالحکومت کو تباہ کرکے چهوڑا چنانچه آجتک وہ شهر اُسي حالت میں مبتلا هے یهه واقع پندرهویں اکتوبر سنه ۱۶۸۶ ع میں واقع هوا † *

---

† بیجاپور کي شهرپناہ سنگین اور تراشیدہ پتهروں سے بني هوئي اور نهایت بلند هی اورآجتک ثابت هے اور جو سرکاري عمارتیں اُسکے اندر واقع هیں اُنکے مینار اور گنبد شهرپناہ سےاسقدر اوبهرے هوئے هیں اور دور سے دکهائي دیتے هیں که دیکهنے والوں کو یهه معلوم هوتا هے که وہ شهر آباد اور سرسبز هی مگر جبکه اندر جاکر دیکهتے هیں تو بستي کو سنسان اور مکانوں کو کهنڈر پاتے هیں گهري خندق اور دوهرے دوهرے پشتوں سے جو شهرپناہ کي حفظ و حراست کي نظر سے بنائے گئے اور قلعه کے عمدہ مکانوں کے کهنڈروں اور ٹوٹي دیواروں کے ڈهیروں سے دربار بیجاپور کي پهلي شان و شوکت ثابت هوتي هی اُسکي عالیشان عمارتوں میں سے جامع مسجد بڑي عالیشان عمارت هی اور ابراهیم عادلشاہ کا مقبرہ جو پهلے مذکور هوچکا اپني خوش قطعي اور پاکیزگي تعمیر سے

جوں ھي که بیجاپور کي فتح سے فراغت حاصل ھوئي تو اورنگ‌زیب نے
گولکنڈہ کے بادشاہ سے آشتي کے توڑنے اور اُسکے پورا پورا تباہ کرنے کا
ارادہ کیا اور جن تدبیروں کے ذریعہ سے یہہ کام اُس نے حاصل کیا وہ
ایسي ھي خفیف و ذلیل و ناکارہ تھیں جیسا که یہہ کام اُسکا شرافت کے
خلاف اور دیانت کے منافي تھا تفصیل اُسکي یہہ ھی که اُس نے اپني
فوج اُس کے ملک کي قلمرو میں اس حیله سے پہونچائي که حج کے ارادہ
پر جاتا ھوں اور اس حیله سے بہت سا روپیه نقد اور بھاري بھاري رقمیں
نذر و بھینٹ کي رو سے حاصل کیں اور اُسکي ھمدردي اور اُس کے مہر و
محبت کے حاصل کرنے پر بڑي خواھش ظاھر کي مگر اسي عرصه میں گولکنڈہ
کے وزیروں سے ساز باز اپنا کر رھا تھا اور اُسکي فوج کو خراب و عیاش بنا
رھا تھا یہانتک که جب کام اُسکا پخته ھوگیا تو اُس نے ایک اشتہار اس
مضمون سے جاري کیا که گولکنڈہ کا بادشاہ کافروں کا حامي ھی بعد اس
کے بہت جلد اُس کے قلعه کا محاصرہ کیا معلوم ھوتا ھی که ابوالحسن نے
اسوقت سے اپنے زنانه پن کو اوٹھا رکھا تھا اس لیئے که اگرچه فوج اُسکي
اُسکو چھوڑکر بھاگ گئي تھي مگر دلیري دلاور کي بدولت سات مہینے تک
گولکنڈہ کو غنیموں کے ھاتھوں سے بچائے رکھا یہاں تک که اسي کے لوگوں
نے ساتھہ اُس کے دغا کي اور اُسکو دشمن کے حوالہ کیا بعد اُس کے جو
آفت اُسپر نازل ھوئي اُسکو ایسي صبر و متانت سے اُسنے اوٹھایا جسکي

اطراف و اکناف میں مشھور و معروف ھی مگر حقیقت یہہ ھی که اس ساري فضا
میں محمد عادلشاہ کا مقبرہ ایسي عجیب عمارت ھی جسکا گنبد ایسا بلند اور چوڑا
چکلا ھی که چندور سے دیکھیور رھي نظر پڑتا ھی اگرچه اس مقبرہ میں تکلف وارآیش
کي کوئي بات پائي نہیں جاتي مگر اُسکے قد و قامت کي مہیب اور بڑي طولاني اور نہایت
بڑي سادگي سے ایسي غمگین حالت برستي ھی که اُس ویراني اور شکسته حالي سے بغایت
مناسبت رکھتي ھی جو اُسکے چاروں طرف چھائي ھوئي دکھائي دیتي ھی (گرینٹڈف
صاحب جلد ایک صفحه ۳۲۰) کھنڈروں کے دیکھنے سے یہہ خیال پیدا ھوتا ھی که
ایسي چھوٹي سي ریاست ایسي بڑي دارالحکومت کو کسطرح قایم رکھه سکتي ھوگي

بدولت اُسکي رعایا اور اُسکي آل و اولاد کو یاد اُسکي آجتک عزیز و مکرم هی یهه واقعه ستمبر سنه ۱۶۸۷ع میں واقع هوا *

معاصرے کے زمانه میں شاهزاده معظم اور ابوالحسن تانا شاه کے درمیان میں شاهزاده کي کوتاه بیني اور ناعاقبت اندیشي سے کچهه خط کتابت جاري رهي اورنگ‌زیب اُس خط کتابت سے آگاه هوا اور وه خفته شک شبہی جو معظم کي نسبت قایم تهے بیدار هوگئے اور اس خط و کتابت کا مطلب یهه تها که وه اپنے باپ اور تانا شاه کے بیچ میں پڑکر آشتي کرادے مگر اورنگ‌زیب کو اپنے وهم و گمان کے استحکام کے لیئے جو ایک مدت سے معظم کي نسبت برابر چلے آتے تهے ایک بہانه هاتهه آیا اور في‌الفور اُسکو نظربند کیا جو سات برس تک نرم گرم قید میں مقید رها معلوم هوتا هی که شاهزاده ممدوح سے کبهي کوئي ایسي حرکت صادر نهوئي هوگي جس سے عالمگیر اُسکي طرفسے مشتبهه اور اندیشه‌ناک هووے اس لیئے که سب لوگوں نے اُس کو عقیل و هوشیار اور حلیم سلیم بیان کیا هی چنانچه برنیر صاحب لکهتے هیں که کوئي غلام بهي زیاده اُس سے مطیع و محکوم نهیں هوسکتا اور جیسا که بحسب ظاهر بلند نظري اور اولوالعزمي سے وه خالي معلوم هوتا تها ویسا کوئي معلوم نهیں هوتا مگر صاحب موصوف نے یهه کنایه لکها هی که جو که خود عالمگیر کا چال چلن بهي اپني جواني میں ایسا هي تها تو شاید یهي خیال اورنگ‌زیب کو اُس کي نسبت گذرا هوگا † *

عالمگیر نے اپنے ارادوں کو بلندي کي غایت پر پهونچایا مگر ایسی بیج اُسنے بوئے تهے که اُسکی بڑے کڑوے پهل خاص اُسکو اور بعد اوس کے اوسکي آل و اولاد کو پهونچنی والی تهے اس لیئے که وه ساري حکومتیں جو دکن میں قایم تهیں اور اونکي بدولت کسیقدر امن چین اوس جگهه قایم تها یکقلم اب نیست و نابود هوگئیں اور خاص و عام کي معیشت

---

† برنیر صاحب کي تاریخ جلد ۱ صفحه ۱۲۰

کا تھیچر جو مذکورہ بالا سلطنتوں سے علاقہ رکھتا تھا سارا بگڑ گیا اور پراگندہ لوازم دکن کے فساد نزاعوں کے لیئے اصول و عناصر ھوگئے اگرچہ پٹھانوں اور غیر ملکي سپاھیوں نے جو دکن کي تباہ شدہ ریاستوں کے نوکر چاکر تھے اورنگ‌زیب کي ملازمت اختیار کي ھوگي مگر ان دونوں ریاستوں کي فوجوں کے باقي لوگ سنباجي کے شریک و شامل ھوے اور بجاے خود لوٹنے کھسوٹنے پر مجبور ھوئے اور دور دور کے زمینداروں نے خود مختاري کا مقام و موقع تکا اور ساري لڑائیوں اور تزاتیوں میں جو اونسی ظہور میں آئیں ھمیشہ مرھٹوں کي رفاقت اعانت پر آمادہ رھے جنکو دکن کي بے انتظامیوں کا حقیقي موجب سمجھتے تھے اور مغلوں کي وہ زمیندار رعایا اپنے مالکوں یعني مغلوں سے ناراض تھي جو زیر طناب اونکی بستي تھي اور بوجوہ مذکور اور مذھبي مقابلہ کے خیال و تصور سے جو نیا پیدا ھوگیا تھا اونکی دشمنوں کي امداد و اعانت پر امادہ رھتي تھي غرض کہ برخلاف اوس چندروزہ اقبال اور دو چاردن کے عروج کے جسکا ظہور گولکنڈہ کي فتح ھونے پر نمایاں ھوا تھا اورنگ‌زیب اسي واردات یعني فتح گولکنڈہ سے اون مسلسل آفتوں مصیبتوں کي تاریخ مسلسل قایم کرسکتا تھا جو گور تک ساتھہ اوس کے رھیں *

اورنگ‌زیب نے حال کي اقبالمندي سے فائدے اوٹھانے میں کچھہ کمي کوتاھي نکي چنانچہ سنہ ۱۶۸۸ ع میں بیجا پور اور گولکنڈہ کي ساري قلمرو بلکہ اون ریاستوں کي نئي جنوبي فتوحات پر قبض و تصرف کیا اور ساھجي کي جاگیر واقع میسور کو بھي دبایا اور ونکا جي کے علاقہ کو تانجور تک محدود رکھا اور اون مرھٹوں کو قلعوں میں محصور ھونے پر مجبور کیا جو سیواجي کي جانب سے اوسکي حال کي فتوحات پر قابض متصرف تھے مگر ان سارے ملکوں میں اس سے زیادہ قبض و تصرف حاصل نہوا جیسا کہ سپاھي لوگوں کو حاصل ھوتا ھی یعني ملکي انتظام اوسکا وھاں قایم نہوا چنانچہ ضلعوں کے محاصل کا ٹھیکا دیس مکھوں اور

زمینداروں ھي کو دیا جاتا تھا اور آن جنگي سرداروں کو جو ضلعوں پر
حکومت کرتے تھے محاصل کي تحصیل و جمع میں سے پچیس روپیہ فیصدي
خرچہ بابت ملتي تھے اور وہ سردار اپني فوج ماتحت کي تنخواہ اوس سے
وصول کرکے باقي کو راوانہ سرکار کرتے تھے اور اکثر اوقات اس انتظام کي
جگہہ یہہ بھي عمل میں آتا تھا کہ معین ضلعوں پر کسي میعاد معین
تک سرداروں کي تنخواہ اور وظیفوں کے ادا کرنے کے لیئے جاگیریں مقرر
کي جاتي تھیں *

ان بڑے واقعوں میں سنبا جي اپنے کام کاج میں سست اور کاھل
رھا جسکا باعث مرھٹوں کے مورخوں نے یہہ بیان کیا کہ کلوشا وزیر
نے سحر و نیرنگ کے زور سے اوسکو غلام اپنا بنایا تھا مگر اصلي باعث
اوسکا وہ بدن کي کاھلي اور عقل کا فساد تھا جو مدت کي میخواري اور
عیاشي سے ناشي ھوا تھا *

شہزادہ اکبر نے سنبا جي کے طور طریقوں سے نفرت کھائي اور ایسے
سست رفیق سے امید کو توڑکر اوسکي دربارداري کو چھوڑا اور سیدھا ایران
کو روانہ ھوا جہاں وہ سنہ ۱۷۰۶ع تک زندہ رھا سنبا جي کے خاص
خاص سرداروں نے باوصف اپنے اقا کي کاھلي، سستي اور ناکردہکاري کے
بادشاھي لوگوں کے مقابلہ پر جد و جہد اوتھائي اور اپني وفاداري پوري
پوري پر جمی رھے مگر باوجود اونکي سعي و کوشش کے مرھٹوں کے
کشادہ ملکوں پر بادشاھي ملازم تھوڑا تھوڑا قبض و دخل اپنا کرتے جاتے
تھے اور خود بادشاہ اون کے قلعوں پر پوري چڑھائي کي طیاري میں
مصروف تھا کہ اسي اثنا میں ناگاہ اوس کے ایک افسر کي چابکي چالاکي
سے بڑا حریف اوس کا گرفتار ھوا یعني سنبا جي تھوڑے ھمراھیوں
سمیت ایک عمدہ باغ واقع سنگامیسور واقع کنکان کي سیروگل گشت میں
مصروف و مشغوف تھا کہ اوس کے غیر محفوظ ھونے کي بھنکبا تقرب خان

کے کانوں میں آ پڑی † جو بادشاہ کی جانب سے کولا پور کا حاکم تھا اگرچہ کولاپور سنگامیسور سے پچاس ساٹھہ میل کے فاصلہ پر واقع هی مگر گھاٹوں کے سلسلہ کے باعث سے سنگامیسور سے الگ هی اور اسلیئی کہ تقرب‌خاں صرف ایک ضلع کا حاکم تھا تو اوسکی همسائگی سے سنبا جی اور علی هذالقیاس اوس کے پاس پڑوس والوں کو بہت سا اندیشہ نتھا حاصل یہہ کہ یہہ سردار از بسکہ چالاک و چست دلیر و دلاور تھا تھوڑی سی فوج اپنے همراہ لیکر روانہ هوا اور ایسی چال چلا کہ سنگامیسور میں داخل هونے سے پہلے کوئی شک شبہہ اوس کے چلنی نکلنی کی نسبت پیدا نہ هوا سنبا جی اب تک محفوظ رہ سکتا تھا اسلیئی کہ محصور هونے سے پہلے پہلے اُسکے ملازموں سے بادشاهی ملازموں کے آنے سے آگاهی اُسکو دی تھی مگر سنبا جی نشوں میں چور چور تھا یہانتک کہ کوئی بات اُن کی نسنی اور ایسی آگاهی کی عوض میں پاداش و تدارک سے دهمکایا جسکو طعن تشنیع سے خالی سمجھا غرض کہ تقرب خاں بات کی بات میں وهاں جا پہونچا اور سنبا جی بہت سے همراهیوں سمیت اُس جگہہ سے بھاگا اور کلوشا وزیر اپنے ولی نعمت کے بچانے میں زخمی هوا یہانتک کہ دونوں گرفتار هوئے اور بڑی دهوم دهام سے بادشاهی لشکر میں پہونچائے گئے ‡ *

پہلے اُن کو اونٹوں پر سوار کیا اور بڑے گاجے باجے سے بادشاهی لشکر میں پھر آیا تماشائیوں کے هجوم سے چاروں طرف اُن کی معمور تھیں جو

† گرینٹ ڈف صاحب ایک رقعہ مندرجہ رائیم کرایم کے دیکھنے سے جو هندوستانی دفتر واقع لندن کے نسخوں کے سلسلہ میں اکتالیسواں نسخہ هی یہہ دریافت هوتا هی کہ سنبا جی کی گرفتاری خود پادشاہ کی تدبیر سے حاصل هوئی اور تعمیل اُسکی اُسکے احکام کی بڑی پابندی سے عمل میں آئی اُسکے خط کے دیکھنے سے تقرب خاں کا یہہ حال دریافت هوتا هی کہ وہ اُسوقت میں پنالہ کے قلعہ کا محاصرہ کررها تھا

‡ یہہ بات غلط مشہور هی کہ کلوشا نے اپنے ولی نعمت کو دغا سے پکڑوا دیا

اپنے بڑے قوي دشمن کے دیکھنے کو اکھتے ہوگئے تھے بعد اُس کے بادشاہ کے سامنے لائے گئے اور قید خانہ میں مقید کیئے گئے غالباً بادشاہ کا یہہ ارادہ تھا کہ اپنے قیدي کو ایک مدت تک اس غرض سے صحیح و سلامت رکھے کہ اُسکے ذریعہ سے اُسکے قلعوں پر تصرف حاصل کرے مگر سنباجي نے ذلت و رسوائي کو گوارا نکیا اور جینے سے ہاتھہ اوتھایا چنانچہ جب اسلام کا پیغام اُس کے پاس آیا تو بقول اُس کے کہ " ہرکہ دست از جاں بشوید ہرچہ در دل دارد بگوید " جواب اُس کا ایسے کڑے لفظوں میں دیا جو بادشاہ کے طعن و تشنیع اور خدا و رسول کي گستاخي پر مشتمل تھے غرض کہ فی‌الفور اُس کے قتل کا حکم صادر ہوا اور غالب یہہ ھی کہ قتل کا منشا خدا و رسول کي گستاخي تھي اس لیئے کہ اُس کے قتل میں ایسي بڑي سختي برتي گئي کہ اورنگ زیب کے معمولي طریقوں کے خلاف تھي چنانچہ گرم سیخچوں سے اُسکي آنکھیں پھوڑي گئیں اور زبان اُسکي گدي سے نکالي گئي اور اگست سنہ ۱۶۸۹ع میں کلوشا سمیت گردن مارا گیا *

اگرچہ سنباجي کي ذات سے سارے مرھتے متنفر تھے مگر اُس کي بري قسمت پر غیظ و غضب کے مارے آگ کے پتلے بن گئے اور قومي جوش خروش اور مذھبي زور و شور اس درجہ کو پہونچا کہ کاھے ماھے ایسا نہ پہونچا تھا *

اگرچہ مرھتے مغلوں سے جلتے تھے اور بڑي سخت عداوت مابین اُن کے متحقق تھي مگر مقابلہ کي توقع اور کامیابي کي امید بہت تھوڑي رکھتے تھے اس لیئے کہ بادشاہ کي بڑي بھاري فوج اور نیز اُسکي ذاتي شہرت بلکہ اُس جاہ و حشمت سے جسنے معمور و مشحون اُسکو کیا تھا اور قطع نظر سب سے سلاطین مغلیہ کے نام سے مرھتوں کے دلوں میں ایسي ہیبت بیتھي تھي جو بادشاہ کے نائبوں کي پہلي لڑائیوں میں کبھي پہلے لاحق نہوئي تھي علاوہ اُس کے مرھتوں کي کمزوري اس سے

اور بہی ظاہر ہوتی تہی کہ بادشاہ نے پونہ میں توقف کرکے راےگدہ کے محاصرے کو فوج اپنی روانہ کی تہی جہاں مرہٹوں کے بڑے بڑے افسر سنباجی کی وفات کے بعد اکہٹے ہوئے تھے اور اُس کے شیر خوار بیٹے ساہو کو راجہ تسلیم کیا تہا اور اُس کے بہائی راجا رام اُس شیرخوار کے چچا جان کو نایب ریاست ٹہرایا تہا *

راجا رام کی نیابت کا بیان

بعد اُسکے مرہٹوں نے راے گدہ میں سپاہی محافظ مقرر کیئے اور کہانے پینے کے ذخیرے بہرے اور کار و خدمت کے واسطے نایب ریاست کے ہمراہ چلے گئے راے گدہ کا محاصرہ کئی مہینے تک قایم رہا یہانتک کہ ایک ماوالی سردار نے کسی ذاتی عداوت کے مارے جو عام مایوسی سے مخلوط و مختلط تہی راے گدہ کی چڑھائی کا رستہ بادشاہی ملازموں کو بتایا اور اپنے بہائی بندوں سے دغابازی کی † اور سنہ ۱۶۹۰ ع میں شیر خوار راجہ پکڑا گیا مرہٹوں نے یہہ چاہا کہ بجاے اِس کے کہ سیواجی کا پچہلا قایم مقام یعنی راجارام آفت و مصیبت یعنی جان جوکہوں میں گرفتار ہووے جنجی کے دور دراز قلعہ واقع کرناٹک میں چلا جاوے اور

---

† کوئی وجہہ رجیہ اِس کی دریافت نہیں ہوتی کہ کبہی تو یہہ قلعے بارہ بارہ ایک ہی وقت میں برابر فتح ہوجاویں اور کبہی بہت عمدہ آراستہ فوجوں سے مدت تک لڑاکریں مگر منجملہ اُن کے اکثر قلعوں میں حفاظت کے سپاہی معین نہیں کیئے جاتے تہی اور ذخیرے بہی نہیں بہرے جاتے تہے اُن قلعوں کے سپاہیوں کو ایسی اراضیوں کے محاصل سے تنخواہ ملتی تہی جو عین قلعہ کے نیچے واقع ہوتی ہیں اور اِسی جہت سے قلعہ کے سپاہی محاصروں کے متوسل ہوجاتے تہی قلعوں کے متعین سپاہیوں کے بڑے بڑے گروہ اکثر اِس سبب سے یکایک مغلوب ہوجاتے تہے کہ قلعہ کے اِستحکام و مضبوطی پر بہروسا کرکے غافل سوتے تہے اور دوسرا سبب یہہ ہے کہ جب اُن مشکلوں پر دشمن غالب آجاتا تہا جن پر غالب آنا ممکن نہ سمجہتے تہے تو وہ دفعتاً مایوس ہوجاتے تہی اگر ایسے قلعہ اچہی حالت میں رکہے جاتے ہیں اور سپاہی اور ذخیرے بطور مناسب چہوڑے جاتے ہیں تو اُن کے فتح کرنے کے واسطے اہل یورپ کی جنگی تدبیریں اور دلاوریاں درکار ہوتی ہیں *

دکن کے قلعوں کو اچھی حفظ و حراست میں رکھاجاوے اور فوج اُسکی علاقہ کے دیہات میں جگہہ جگہہ پہیل کر چلی جاوے اور وقت کی منتظر بیٹھے چنانچہ راجارام اور اُس کے تہوڑے ہمراہیوں نے بہیس اپنا بدلا اور اُن مخالف صوبوں میں گذرے جو راے گڈہ اور جنجی کے درمیان میں واقع تھے جوں ہی کہ وہ جنجی میں داخل ہوا تو اپنے پہونچنے کی منادی پھیری اور اپنے بھتیجی کی گرفتاری کی وجہہ سے راجائی کا خطاب اِختیار کیا اور نصیبوں کی یاوری سے پہلاد نامی ایک برھمن صلاح کار اور خیرخواہ اُس کو ھاتھہ آیا اور اُس میں یہہ لیاقتیں کافی وافی تہیں کہ اور سرداروں وزیروں پر فضل و فوقیت حاصل کرے اور یہہ سمجہہ بوجہہ اُس کی پوری تھی کہ اگر ممکن و متصور بھی ہو تو اِس سے زیادہ سعی و کوشش مناسب نہیں کہ سارے مرھٹوں کے مصروف رکھنے کے لیئی کوئی عام منشا تجویز کرنا چاھیئی جس میں سب اِتفاق سے مصروف ھوویں *

اگر سیواجی سا لایق فایق آدمی جس کی سعی و ھمت اور خوبے خصلت کی بوباس اطراف و اکناف میں جگہہ جگہہ پھیلی تھی پیدانہوتا تو مرھٹوں کی قوم قایم نہوتی مگر اب کہ سارے مرھٹوں میں ایک طبیعت کا جوش برابر پیدا ہوا یعنی سب کی طبیعتیں متفق ہوگئیں تو لوگوں کے اخلاق و عادات اور لڑائی کے طور و طریقوں کی روسے یہہ ضروری ہوا کہ خاص خاص لوگوں کی سعی و محنت کے ذریعہ سے اُس نئی طبیعت سے کام لیاجاوے اور یہہ تدبیر اُن کے حال کے حسابوں نہایت مناسب تھی کہ سردست اپنے غالب دشمن کے سامنے کان نہ ھلاویں اور گھربار ساز و سامان سے کوئی چیز ایسی پاس اپنے نرکھیں کہ دشمن کو ترغیب اُسکی پیدا ھووے اور جب کہ حملہ آوروں کی مانند کام کا موقع پیش آوے تو بیکم و کاست اپنی زور و قوت سے حملہ کریں اور پھر فوراً پھوٹ ٹوٹ پڑیں چنانچہ منجملہ اُن کے جن سرداروں کو زمینوں پر

قبض و تصرف حاصل تھا فی الفور اُنہوں نے بحسب ظاہر مغلوں کی
ایسی اطاعت قبول کی کہ اُس گرمجوشی اور وفاداری اور قول و قرار سے
زیادہ کسی قوم نے اُن کی اطاعت اختیار نہیں ہوگی مگر اُن زمینداروں نے
باغیوں سے ملنا جلنا قایم رکھا اور اپنے عالی کمدوں کو باغیوں کا شریک و شامل
ہونے دیا بلکہ خفیہ خفیہ اپنے رشتہ داروں کے زیرحکومت گروہوں کو
قایم کرکے اِس غرض سے روانہ کیا کہ لوٹ مار کی مہموں میں باغی
مرہٹوں کے ممد و معاون رہیں اور جیسے کہ وہ علانیہ دشمنی کی صورت
میں نقصان پہونچاتی اُس سے زیادہ اتفاق اور جاسوسی کے ذریعہ سے
پہونچایا اور جب کہ سپاہیوں نے کوئی قوی حکومت اور معین خزانہ
نہ پایا تو ہر شخص نے اپنے اپنے فایدہ کی تدبیریں نکالیں ہمیشہ سے
مرہٹوں کو لوٹنا کھسوٹنا یہانتک مرغوب تھا کہ سیواجی کے عہد کی
ابتدائی قزاقیوں سے اُس زمانہ تک جب کہ مرہٹوں کے راج ریاست کی ترقی
غایت عروج پر پہونچی تھی لوٹ مار کی خواہش مرہٹوں کی طبیعت
پر غالب رہی اور ایسی لیئی جو لفظ اُن کی زبان میں فتح کے لیئی
موضوع ومستعمل ہے اُس کے معنی دشمن کا لوٹنا ہیں اگرچہ عام
مقصود کی تحصیل میں بہت جلد اتفاق ہوجاتے ہیں مگر اِس صورت
میں بھی تمام لوگ اِس وجہہ سے مستعد و آمادہ ہوتے ہیں کہ ہر شخص
اپنی جداگانہ غنیمت کا خواہاں ہوتا ہے غرض کہ جب اُن کی طبیعت
مذکورہ بالا متحرک ہوئی تو اُس کو ایسی راہ پر لگانے میں جسکے
ذریعہ سے عمدہ عمدہ قواعد یافتہ فوجوں کی دلیری دلاوری سے زیادہ
قوی اور خطرناک ہوجاویں حکومت کی جانب سے تھوڑی سی مداخلت
درکار تھی *

جنجی کے محاصرہ کا بیان

جب کہ بظاہر یہہ دریافت ہوا کہ بلاد دکن سے مرہٹوں کی حکومت
معدوم ہوگئی تو اسد خان کے بیٹے ذوالفقار خان کو جسنے راے گڈھ

کي فتح سے آپ کو معزز و ممتاز کیا تھا اِس غرض سے روانہ کیا کہ
جنجي کو فتح کرکے مرھٹوں کي حکومت کو اخیر صدمہ پہونچاوے چنانچہ
ذوالفقار خاں دکن میں پہونچا اور پہنچنی کے ساتھہ آسکو یہہ دریافت ھوا کہ
اگرچہ بجاے خود فوج اپني بہت ھے مگر جنجي کا فتح کرنا تو درکنار اُسکے
محاصرے کے لیئے بھي کافي وافي نہیں غرضکہ ذوالفقار خاں نے تازی مدد کي
درخواست کي اور کسي قدر فوج کو تانجور ‡ اور علاوہ اِسکے اور جنوبي
ملکوں کے محاصل جمع کرنے میں مصروف کیا بادشاہ نے کام بخش
اپنے بیٹے کو ایک فوج کے ھمراہ کرکے وکنکرہ کي فتح کي غرض سے جو
بیجاپور کے قریب واقع ھی روانہ کیا تھا اگرچہ وہ مضبوط قلعہ دکن کے
پنڈاروں میں سے کسي قوم کے ایک سردار کے قبض و تصرف میں تھا
مگر اِس قدر مضبوط و مستحکم تھا کہ کام بخش کي سعي و محنت پر
کوئي فائدہ مترتب نہوا اور ساري کوششیں اُسکي بیکار گئیں علاوہ اِسکے فوج
کي مانگ اِس جہت سے بھي زیادہ ھوئي کہ مرھٹے میدان میں دوبارہ نکلے
اور لڑنے بھڑنے پر آمادہ ھوئے بیان اُسکا یہہ ھی کہ جب راجا رام جنجي
میں سکونت پذیر ھوا تو اُسنے سنتا جي گور پارہ اور داناجي جادو
دو چالاک سرداروں کو سیر و شکار کے طریقہ پر کسي خفیف مہم کي
غرض سے خاص اپنے ملک میں بھیجا تھا یہہ سردار اپني منزل مقصود کو
اب تک نہ پہونچے تھے کہ بیجاپور کي معزول فوج کے چند گروہ آپ
لوٹتے کھسوٹتے پھرتے تھے اور جب کہ یہہ دونوں سردار وھاں پہونچے تو
گانوں گانوں سے مرھٹے سوار نکلے اور اُنکے نشانوں کے تلے بیشمار اکھٹے ھوگئے
علاوہ اِس کے رام چندر پنتھہ نے بھي جو تھوڑے سے رھے سہے علاقہ کے انتظام
و اھتمام کے لیئے ستارہ میں چھوڑا گیا تھا تھوڑي فوج اپنے ضلعوں میں
اکھٹي کي تھي اور لوٹ مار کي طبیعت کو بھڑکا چمکا کر سنہ ۱۶۹۲ع
میں ایک نئي فوج اپنے کاموں کي پوري یکایک قایم کي تھي اور یہہ طرز

---

‡ مرھٹے لوگ اِس تانجور کو چنداور پکارتے ھیں

اُس نے برتی کہ منجملہ سپاہیوں کے جسکو رعب داب کا آدمی پایا یہہ حق اُس کو عنایت کیا کہ مرہٹوں کی حکومت کے خارج مقاموں سے چوتھہ اکھٹی کیا کرے اور مرہٹوں کے باقی حق دعووں کو جتاتا رہے اور جو ملک اُس خراج کے ادا سے انکار کرے اُس کو لوٹے کھسوٹے اور یہہ بھی مقرر کیا کہ جو خراج اِس طریقہ پر وصول ہووے وہ فوج کی تنخواہوں میں صرف ہوا کرے اور جو غنیمت ہاتھہ آوے وہ حاصل کرنے والوں کو ملے اور ہر سردار کو اُس کے ذاتی فائدہ کی نظر سے یہہ اجازت دی گئی کہ خوراک اور گھاس دانہ کے نام سے نیا تاوان اپنے لیئے لیا کرے غرضکہ اِس ترغیب سے جو حقیقت میں ایک قسم کا بلوا تھا تمام مرہٹے سوار اپنے اپنے گوشوں سے نکلے اور لوٹ مار پر پھیل پڑے اور بے طرح ہاتھہ پھیکنے لگے اُسی زمانہ میں پہلے پہل نام اُن مرہٹوں کے سننے میں آئے جو ایسے خود مختار فریقوں کے سردار تھے جنکی تعداد و کثرت مختلف تھی اور اب نہ بادشاہی رعایا کی مال و دولت سے اُنھوں نے تونگری اپنی چاہی تو مختلف صورتوں میں کام اپنا نکالا چنانچہ بعض اوقات الگ الگ ہوکر کام کرتے تھے اور گاہ گاہ صلاح و مشورہ اور معین تدبیروں سے یورشوں کے لیئے کہیں کہیں اکھٹے ہوتے تھے اور زور دباؤکے وقت کسی خاص جانب کو سب چل دیتے تھے اگرچہ سنتا جی اور دانا جی کی فوجیں اُن کے قبض و قابو میں تھیں مگر اُن کی کارروائی کا وتیرہ بہت کچھہ ویساہی تھا یعنی لوٹتے مارتے رہتے تھے غرضکہ مور ملخ کی مانند اطراف و اکناف میں مرہٹے پھیل گئے اور اُن کی بدولت سارا دکن لوٹ مار اور جلا پھونک اور تباہی بربادی سے بھرپور ہو گیا *

مرہٹوں اور مغلوں کی فوجوں کے طرز و انداز کا مقابلہ

اسی زمانہ میں مرہٹوں اور مغلوں کی فوجیں دستور و قاعدہ کی حیثیت سے باہم مقابل ہوئیں اور جبھی یہہ بات جلد دریافت ہوئی کہ کسکے دستور و قاعدوں میں خوبی پائی جاتی ہی مدت کے اس چھاو

اور حکومت کي نرمي اور معتول طوروں کے برتاؤ سے جنکو اکبر بادشاہ نے
قایم کیا تھا اور نیز هندو مسلمانوں کے میل جول سے مغلوں کي خوي
و خصلت نرم هونے لگي تھي اور جہانگیر کي غفلت شعاري اور کم
مصروفي اور شاهجہان کے ملکي امن چین سے فوج کے انتظام و قاعدوں
اور جنگي عادتوں کو خاص خاص نقصان پهونچا تھا اور جس زمانہ کي
اب تاریخ لکھي جاتي هی اُس میں فوج کے قاعدوں اور سپاهیانہ
خصلتوں کو اتنا ضرر پهونچا تھا کہ وہ محسوس هونے لگا تھا چنانچہ
امیر لوگ ایسي کاهلي اور بد وضعي میں مبتلا هو گئے تھے کہ وہ اُن کي
نسبت اسي زمانہ سے برابر مشہور و معروف هی اور جن امیروں کي عقل
درست اور طبیعت ٹھکانے رهي تھي وہ بھي سرگرم خدمت کے
لایق نہ تھے لڑائي کے میدان میں ایسي نرم کرتیاں پهنکر آتے تھے جو
روئي کے پھلوں اور پشم و ریشم کے ٹکڑوں سے بھري هوتي تھیں اور تلوار
اُنکو کاتتي نتھي کرتیوں پر زرہ یا چار آئینہ لگاکر ایسے عمدہ گھوڑوں پر سوار
هوتے تھے جنکي لگامیں بھاري بھاري اور زین پوش اُن کے لٹکتے رهتے تھے
اور چاروں کناروں پر مختلف رنگوں کي جھالر اور تبت کي سوراگایوں کي
دموں کے پھندنے لگے هوتے تھے اور گھوڑوں کي گردنیاں اور تمام ساز
اُن کے طلائي نقرئي زنجیروں زیوروں سے آراستہ پیراستہ هوتے تھے
اور هر سوار اپنے مقدور و طاقت کے موافق اپنے افسر کي نقل کرتا تھا اور
ایسے سواروں سے ایک رسالہ قایم هوتا تھا جو کسي سواري کي جلو میں
چلنے کے قابل و زیبا تھا اور گھوڑي لڑائي میں حملہ کے لیئے بھي نامناسب
نتھا مگر دور دراز کي دوڑ دھوپ کي استعداد و لیاقت نہ رکھتا تھا باقي یہہ
بات تو کہاں کہ مہینوں کے سفر کي ماندگي برابر اُٹھائے چلا جاوے
مذکورالصدر سواروں کے بہت کار آمد نهونے کے علاوہ یہہ بات بھي خرابي
کي تھي کہ فوج کے دستور قاعدوں کي بالکل پابندي نہ تھي چنانچہ
عالمگیر کي تاک جھانک اور اُسکي بہت سي چھان بین کے خلاف پر

نہایت بری بری باتیں اوس کے لشکر میں دخیل تہیں یہاں تک کہ بہت سے افسروں کے پاس آدہی جمعیت معین فوج کی رہتی تہی اور بہت سے سردار اپنے ماتحت سپاہیوں کی جگہہ اپنے خدمتگاروں اور غلاموںکو بہرتی کرتے تہے اور ایسے پاجی رفیقوں کے ساتھہ اوٹھنے بیٹھنے سے شریفوں کی عادتیں بگڑ گئی تہیں اور سپاہیانہ خوی و خصلت کی خفت و ذلت سے دلیری دلاوری افسردہ پژمردہ ہوگئی تہی اور اغماض ونوازش کے باعث سے جسکا برتاؤ ایسے سرداروں کو ضروری و لابدی تہا جو آپ اپنے عیبوں سے بخوبی واقف ہوتے تہے بادشاہی فوج کی تباہی کمال کو پہونچی اور حال اوسکا ایسا خراب ہوا کہ نہ وہ دوسرے کی نگہبانی نگرانی کے قابل رہی اور نہ اپنے پہروں کی ہوشیاری کرسکی اور کاہلی سستی کے مارے عین نازک وقت پر ایسی صورت میں بہی کام سے معطل رہتی تہی کہ جسقدر عرصہ اُسکو ہتیاروں کے لگانے اور زرہ بکتر کے پہننے میں صرف ہوتا تہا اُس کے بعد بہی کام کا موقع باقی رہتا تہا اور پہر بہی ادہر اودہر دیکہتی رہتی تہی † بادشاہی لشکر کے جلو میں امن و آسایش کے وقتوں کی سی بڑی شان و شوکت پائی جاتی تہی اور ہر امیر اُس شان وشوکت کی نقل و تقلید پر مرتا تہا بلکہ ادنی ادنے سپاہی بہی اپنے اپنے ڈیروں میں ارام و آسایش ڈہونڈتے تہے کوچ کے سلسلہ میں ایک بڑا تانتا چلتا تہا جو ہاتہیوں اور اونٹوں اور گاڑی چہکڑوں اور بیلوں اور بہیر بنگاہ اور ہر درجہ کی عورتوں اور سوداگروں اور باورچیوں اور خدمتگاروں اور ہر طرح کے عیش و عشرت کے سامان بہم پہونچانے والوںسے مرکب ہوتا تہا جنکی گنتی لڑنیوالوں کی نسبت دس گنی ہوتی

---

† فرانسیسی لوگ بڑی تنخواہ کی تعریفیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ نوکری ایک مشغلہ تہا کوئی آدمی لڑتا بہڑتا نہ تہا اور بہڑا جوکہی سے آشنا نہ تہے اور جب کوئی قصور ان قصوروں میں سے ثابت ہوتا تہا تو ایکدن کی تنخواہ وضع کیجاتی تہی چرچہل صاحب کا مجموعہ جلد چہار جہاز گزری کا قول اور نیز بندیلوں کے حالات مندرجہ تاریخ دکن مصنفہ سکات صاحب جلد دو ۱۲

تهي اور يهه بهاري گروه جهاں کهيں گذرتا تها وه مقام خاک سياه هوجاتا تها اور سپاهيوں کے زور و ظلم سے ساري رعايا کو سخت سخت تکليفيں پهونچتي تهيں † هم بيان کرچکے هيں که مرهتے کوتاه قامت اور نهايت چالاک اور بغايت جفاکش هوتے هيں اور روکهے سوکهے کهانے کي عادت رکهتے هيں معمولي خوراک اُنکي يهه تهي که جوار کي تکيا پياز کے ساتهه کهاتے تهے اور اکثر پوشاک اُن کي يهه تهي که ايک پگڑي اور ايک چست جانگيا اور ايک بنڈا کرتا پهنتے تهے اور جب ننگے هوتے تهے تو ايک هلکا کرتا گهٹنوں تک رکهتے تهے اور هتيار اُن کے يهه تهے که توڑه دار بندوق اور تلوار ڈهال باندهتے تهے اور تيره چوده فٹ کا بهالا اکثر رکهتے تهے اور يهه هتيار اُنکا قومي هي اور استعمال اُنکا بڑي هنرمندي سے کرتے تهے گهوڑے اُن کے هلکے اور چهوٹي هوتے تهے اور آٹهوں گانٹهه پورے اور بڑے چالاک اور جفاکش هوتے تهے آگے کو ذقنديں لگاتے تهے اور سوار کے اشاره سے عين تيز روي ميں ٹهر جاتے تهے يا گهوم کر مڑ جاتے تهے زين کي جگهه گدا اور زين پوش کي جگهه کمل کي تهه هوتي تهي قيام کي صورت ميں سرداروں کے سوا گنتي کے لوگوں کے پاس خيمے هوتے تهے اور مهم کے دنوں ميں سپاهي زمين پر سوتے تهے اور بهالي کو زمين ميں پاس اپنے گاڑتے تهے اور لگام کو اس ليئے بازو سے باندهتے تهي که جب دشمن کے پهونچنے کا شور و غوغا اوٹهي تو لپک جهپک کر گهوڑوں پر چڑه بيٹهيں *

مغلوں کے بهاري حمله پر ايسے گروه کے پانوں اُکهڑ جاتے تهے اور يک لخت ايک ايک کرکے تتر بتر هوجاتے تهے اور قريب کے پهاڑوں يا اِدهر اُدهر کے گڈهوں ميں گهس بيٹهتے تهي اور جبکه مخالف لوگ اپني صفوں

---

† جميلي کريري نے مارچ سنه ۱۶۹۵ ع ميں عالمگير کي چهاوني کو مقام گلگلا ميں ديکها چنانچه وه بيان کرتا هي که وه ايسا بڑا انبوه تها جسکو دس لاکهه سے زياده بيان کرتے هيں بادشاه اور بادشاهزادوں کے خيمي تين ميل کے محيط سے زياده ميں منصوب تهے اور نرج اور خيمے ايک گهري کهائي سے محفوظ و مستحکم کيئے گئے تهے

کو چهوڑکر اُن کے پیچهے جاتے تهے تو اکیلے دوکیلے کو ستکوا لیتے تهے یا کسي ٹیکرے کي اوت آڑ میں یا کسي ایسے مقام میں جہاں چهوٹے چهوٹے گڑهوں سے اندر حمله کرنا جان جوکهوں سے خالي نہوتا تها چهپ کر اکٹهے هوتے تهے اور جب که تعاقب کرنیوالی دل شکسته هوکر اپنے هارے تهکے گهوڑوں کو لیکر واپس لوٹتے تهے تو بات کي بات میں مرهٹے لوگ ادهرادهر سے ٹوت کر اُن پر گرتے تهے اور اگر اُنکي صفوں میں کوئي رخنه پاتے تهے یا پراگندگي دیکهتے تهے تو بے ساخته حمله کرتے تهے مگر عموما کام اُنکا یہه تها که غنیم کي پشت و بازو پر متفرق هوکر جهومتے پهرتے تهے گاه گاه ایک ایک کرکے تعاقب کرنے والوں میں گرتے تهے اور ساري غرض یہه تهي که دشمن کے غول میں توڑے دار بندوقیں ماریں یا متفرق سپاهیوں کو بهالی کي نوک چوک سے هلاک کریں مگر رسدوں کے لوٹنے اور بار برداریوں کے کاٹنے میں فوقیت اُن کو حاصل تهي اور اُسیکا شوق و ذوق بهي اونکو تها *

مرهٹونکو متصلات کي عنایت سے بادشاهي رسدونکي خبر لگتي تهي اور بادشاهي فوج والوں کو مرهٹوں کہیں نہیں موجود هونے کي آگاهي بهي نهوتي تهي یہاں تک که مرهٹے لوگ اُن کے کوچ کي راه پر یکایک حمله کرتے تهے اور ذخیروں کے اونٹ اور بیلوں کو جن میں کوچ و مقام کے لیئے غله هوتے تهے اور حفظ و حراست اُن کي ضروري هوتي تهي آنکهوں کے سامنے بات کي بات میں لیجاتے تهے اور خزانه لیجانے والوں کي حفاظت پر اپنے گروهوں کو پایندگر وابسته کرتے تهے اور جب اونکے هاتهوں میں خزانه هوتا تها تو مقابله اونکا دشوار پڑجاتا تها یعني لڑتے مرتے پر جمے رهتے تهے اور هرگز بهاگتے نتهے اور اسلیئے که مغلوں کے گروه عموما منزل بمنزل جاتے تهےتو اونکي خط کتابت کے اجرا اور پاني کي رسدکو مرهٹے بند کرتے تهے اور جب که ایک دو دن میں مغل لاچار هوجاتے تهے اور لاچار هوکر اطاعت قبول کرتے تهے تو سوارونکے

گھوڑے اور بھاري بھاري چیزیں چھین تے تھے اور سوداروں کو تاوان کي عوض میں روکتے تھے *

اسلیئے کہ دکن میں عالمگیر کے پاس نئي بھرتي کے سپاھي اور روپیہ پیسہ خاص ہندوستان سے آتا تھا تو سنبا جي اور داناجي نے بادشاھي فوج اور ہندوستان کے درمیان میں آپ کو ڈالا اور بہت سي بار بردارئوں کو قطع کیا اور بادشاھي فوج کے کئي ٹکڑوں کو شکستیں دیں یہاں تک کہ سنہ ۱۶۹۳ میں ایسي بڑائي حاصل کي کہ مغل لوگ اون کو حقیر و ذلیل سمجھنے کي جگہہ قوي اور ہیبت ناک سمجھنے لگے ایسي خوف و ہراس کي حالت میں بادشاہ کي جانب سے ایسي تدبیر کے برتاؤ کي ضرورت پائي گئي جس کے ذریعہ سے اگر لڑائي خاتمہ کو نہ پہونچے تو اسقدر تو ہو کہ اوس کي نیک نامي اور شہرۂ آفاقي اور اوس کي فوج کي ہمت و نہمت بحال و قایم رہی چنانچہ اوسنے جنجي کے محاصرے کے کام کاج کي سخت پیروي کا ارادہ کیا اور سنہ ۱۶۹۴ ع میں شاہزادہ کام بخش کو وکنگرہ سے واپس بلایا اور تازي فوج کو ہمراہ اوس کے کرکے جنجي کے محاصرے پر روانہ کیا مگر اپنے معمولي دستور کے موافق اسد خاں والد ذوالفقار خاں کو شاہزادہ کے ساتھہ اِس غرض سے بھیجا کہ وہ کام روائي میں شریک اوسکا رھے اور تمام جنگي کار و باروں کو اون امیروں کي اصلي ہدایت اور نگراني سے متعلق فرمایا اس انتظام سے کام بخش اور اسد خاں دونوں ناراض ہوئی منجملہ اُن کے شاہزادہ اس تھوڑے سے اختیار سے ناراض ہوا جو حقیقت میں اُسکو بخشا گیا تھا اور اسد خاں اور ذوالفقار خاں دونوں باپ بیٹوں نے یہہ پسند نکیا کہ فتح کي ساري عزت اور فوج کي پوري حکومت سے محروم رہیں † *

ذوالفقار خاں بادشاہ سے اسقدر برہم ہوا کہ مرہٹوں کے برھمنوں کي

---

† گرینٹ ڈف صاحب خافي خاں اور بندیلونکے حالات مندرجہ تاریخ سکات صاحب

درخواستوں پر اپنے التفات کو مایل کیا جو همیشه سے ایسي قسموں کے فساد و نزاع سے فایده آٹھانے کے لیئے آماده بیٹھے رهتے تھے چنانچه ذوالفقار خاں نے تساهل دونا بلکه دشمنوں کو خبریں پهونچاکر اس قابل کردیا که محاصره تین برس تک قایم رها اور محصور اُس کا مقابله کرتے رهے *

بعد اوس کے سنتاجي گورپاره نے اپنے راجه کي امداد و اعانت کے لیئے دلیرانه اراده کیا چنانچه سنه ۱۶۹۷ میں باقي مرهٹوں کے گروهوں کو عالمگیر کے مصروف رکھنے کي غرض سے چھوڑ کر داناجي جادو کو پاس اپنے بلایا یهه دونو سردار بیس هزار سوار جرار اپنے همراه لیکر جنجي کو روانه هوئے اور درمیاني ملکوں سے بڑي تیزي تندي سے گذر کر محاصروں پر ایسي شتابي چالاکي سے آپڑے که محاصر لوگ اپني باهمي تائید و کمک رساني کے لیئے اپنے جداجدا گروهوں کو ترتیب ندیسکے مرهٹوں کے اگلے ٹکڑے نے مغلوں کے ایک گروه پر چھاپا مارا چنانچه آنکے ڈیروںکو لوٹا اور آنکے سردار کو گرفتار کیا هر اُسکے خود سنتاجي نے اُس بڑے گروه کو شکست فاحش دي جو بهت جلدي سے اُسکے مقابله پر روانه کیا گیا تھا یعني سب سے آگے بڑھے هوئے پهروں کو مار کر اندر کیمپ میں ایکایا اور چرندوں کو هلاک کیا اور لشکر کي تمام رسدوں کو اور کھانے پینے کي چیزوں کو لوٹا اور خبروں کا آنا جانا قطع کیا اور بادشاه کے مرنے کي خبریں اوڑائیں جنکو ایسے ازے وقت میں بآساني یقیني سمجھا گیا اور اُن افواهوں کي بدولت سنتاجي نے مرزا کام بخش سے یهه بات چیت لگائي که هم تیري تخت نشیني کي امداد و اعانت کرینگے معلوم هوتا هی که مرزا کام بخش کو اسد خاں اور ذوالفقار خاں کي جانب سے بري بري باتوں کا اندیشه هوگا که اُس نے مرهٹوں کي باتوں کو کان دهر کر سنا اور جب که دشمنوں کا آنا جانا شروع هوا تو ذوالفقار خاں اور اسد خاں کچهه سوچ بچار کر پراگنده هوئے یهاں تک که جب ایک رات اپني

خاص فوج کو مرزا کام بخش نے مسلح ہونے کا حکم سنایا تو اُن دونوں سرداروں نے واجبی ناواجبی یہي سمجھا بوجھا کہ شہزادہ مرہٹوں میں جانا چاہتا هی یہاں تک جوں توں کر کے اُس کو نظر بند کیا † فوج میں فساد و غرغا برپا ہوا اور یہاں تک نوبت پہونچي کہ ساري فوج اِسبات پر مجبور ہوئی کہ اپني توپوں کو توڑ پھوڑ برابر کیا اور توپ خانے کو چھوڑ کر چل دیئے اور جہاں جاکر اکھٹے ہوئے وہاں مورچہ بندي کي اور گرد اپنے خندقیں کھودیں اور محاصروں سے محصور بن گئے آخرکار اُن میں اور مرہٹوں میں یہہ عہد و پیمان ہوا کہ بیس میل کے قریب مقام وندي ویش میں لوٹ جانے کي مغلوں کو رخصت دي جاوے کہ وہ وہاں پہونچکر بادشاہي حکم کے منتظر بیٹھیں *

جب کہ کام بخش اور اسد خاں پہلے پہل دکن کي جانب کو بڑھے جاتے تھے تو عالمگیر بھي جنوب کي جانب کو روانہ ہوچکا تھا اور مقام گلگلا واقع ساحل دریاے کشنا میں چھاوني اُسنے ڈالي تھي اور دوسرے برس وہ چھاوني برہما پوري میں منتقل کي گئي جو بندر پور واقع ساحل دریاے بیما کے متصل واقع هی اور بادشاہ اُس جگہہ کئي برس تک مقیم رہا اب وہ بیجاپور کي جانب روانہ ہوا اور اسي زمانہ میں اپنے سرداروں کے کام ناپسند کیئے اور یہہ حکم جاري فرمایا کہ کام بخش دربار میں حاضر ہووے چنانچہ جب وہ باپ کي ملازمت سے مشرف ہوا تو باپ نے مہرباني فرمائي اور بڑي شفقت سے پیش آیا ‡ اسي عرصہ میں اسد خاں کو بھي طلب فرمایا مگر ایسے نقض و خلاف میں جو تدبیر سابق کا مخالف تھا اور اُس کي وجہہ بخوبي دریافت نہیں ہوتي فوج کا کاربار ذوالفقار خاں پر موقوف رکھا جسکا اب حال یہہ تھا

---

† ذوالفقار خاں اور اسد خاں کي رپورٹ مرسلہ خدمت عالمگیر جسکا حوالہ خود اورنگ زیب نے رقایم کرایم کے سینتالیسویں رقیمہ میں دیا هی اور گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں اور بندیلہ کي تاریخ

‡ رقایم کرایم کا اٹھائیسواں اور پچاسواں رقعہ

که باوصف اس کے که وه افسروں میں نہایت لایق فایق تها مگر اب خیر خواهي کي امید اُس سے محض بیجا تهي غرض که جب مرهٹوں سے دوباره لڑائي شروع هوئي تو بهت بري صورت پیش آئي یعني ذوالفقار خاں خرچ کا روپیه تانجور میں لوگوں سے جمع کرتا رها اور سنتاجي نے بادشاهي فوج کے بڑے قوي حصه کو جو ایک بڑے نام‌آور سردار کے زیر حکومت تها چینل‌ورگ واقع میسور میں بهاري شکستیں دیں اور ملک کے مختلف حصوں میں مختلف کامیابیوں سے تصفیے طے هوئے مگر عام نتیجه اُن کا سفاروں کے حق میں مفید پڑا هوگا اِسلیئے که سنه ۱۶۹۷ع میں جنجي کے دوباره محاصرے کے قابل هوگئے *

میدان کي لڑائیوں میں ذوالفقار خاں نے همت لگائي اور گرمجوش افسر کا کام دیا مگر جبکه جنجي کا محاصره دوباره کیا گیا تو مرهٹوں سے پهر ملنا جلنا شروع کیا اور اُس مقام کي فتح کے طول پکڑ جانے کو حقیقت میں مقصود اپنا ٹهرایا † *

اگرچه ذوالفقار خاں اپني کاریگري کهیلے گیا مگر اورنگ زیب سے تاڑنے والے بادشاه کے عهد حکومت میں برابر بڑو ایسے طریقه کا بهت دشوار اور بغایت مشکل تها چنانچه ذوالفقار خاں نے اگلے برس بخوبي یهي سوچا سمجها که جنجي کو فتح کرنا چاهیئے اور کمي کوتاهي کي صورتیں بڑي

† ذوالفقار خاں کي وه سازشیں جو اُس نے مرهٹوں سے کي تهیں اس قلمي نسخه سے واضح هوتي هیں جسکا کرینتڈف صاحب نے حواله دیا هے اور غالباً اسي قسم کي سند پر جو میسور میں حاصل هوئي کرنول ولکس صاحب نے اُن سازشوں کا هونا بیان کیا اور حال اُن کا مغربي کے مورخوں کو دریافت نهوا مگر بندیله کي تاریخ میں ذوالفقار خاں کو یهه الزام لگایا گیا هی نه اُسنے دیده و دانسته لڑائي کو طول دیا تها اور مقصود اُس کا یهه تها که فوج کي بڑي حکومت اور وه بڑا پایه جو آج اُسکو حاصل هے بادشاه کے مرنے تک اُس کو حاصل رهے اور بادشاه کے جلد مرنے کي اُمید اِس لیئے قوي تهي که عمر کو پهونچ‌چکا تها *

بيعزتي سے بلاوے پر جانا پڑے گا غرضکه راجارام سے يهه آخر دوستي برتي
كه اُسكو بهاگنے كا رسته بتايا اور پهر محاصره كے كام كاج كو زور و قوت اور
سعي و همت سے جاري كركے تهوڑي مدت يعني سنه ١٦٩٨ ميں قلعه پر
قبض و تصرف كيا *

چوتها باب

سنه ١٦٩٨ سے وفات عالمگير تک

ذوالفقار خاں كو دوباره محاصره كرنيكي قوت كا حاصل هونا جو
مامول و متوقع نرها تها غالباً اوسكا باعث وه قصے قضائی تهے جو
اب مرهٹوں ميں كهلم كهلا قايم هوئے تهے اِسليئے كه سنتاجي اور
دانا جي جادو ميں نا چاقي واقع هوئي تهي اور راجارام نے
جو سنتاجي كي شهرت و عزت سے جي هي جي ميں جلتا تها
جادوجي كي اعانت كي تهي اور چونكه سنتاجي اِس وجهه سے مقبول انام
اور پسنديده خاص و عام نه تها كه اُس نے انتظام و قواعد كي پابندي كو
فوج پر واجب و لازم كيا تها تو اُس كي فوج ميں ايک مخالف فريق
قايم هوا غرض كه سنتاجي بهاگا اور جبكه آخر كو پكڑا گيا تو جان سے
مارا گيا راجارام نے اِس واقع سے پہلے پہلے اپني رياست كو ستاره ميں
منتقل كيا تها اور اب ساري حكومت پر قبض و دخل اپنا كرنا شروع كيا اور
لڑائي كے ميدان ميں ايسي بهاري فوج اپنے ساتهه ليكر گيا كه مرهٹوں كي
ويسي بيشمار فوج آج تک اكٹهي نهيں هوئي اور درياے گوداوري كي
شمالي جانب ميں اُن مقاموں سے چوتهه اور علاوه اوس كے اور محاصل
وصول كيا جنهوں نے غاشيه اطاعت كا اٹهايا اور باقي مقاموں كو جالنا واقع براو
تک جلا پهونک كر خاک ميں ملايا مگر بادشاهي فوج كے انتظام و اهتمام
ميں تبديل و تغير كے واقع هونے سے مقام مذكورالصدر سے آگے نبڑه سكا
اور عالمگير ابتک اكثر برهما پوري ميں مقيم رها اور اوسي جگهه كو
فوج كا اعلی مقام آسنے ٹهرا ديا اور گاه گاه اپنے بيٹے اعظم شاه كو كسيقدر

فوج سمیت کسی قلعہ کی فتح یا کسی حملہ کی دفع کے واسطے روانہ کیا کرتا تھا اور عموماً ممالک مقبوضہ کی حفظ و حراست کا بوروسا فوج کے ایسے ٹکڑوں پر رکھتا تھا جو مختلف مقاموں میں منقسم ہوکر رہتی تھی مگر حال میں ساری فوج کے مصروف کرنے کا یہہ طریق آسنے برتا کہ آپ ایک حصہ کو دشمن کے قلعوں پر لیگیا اور دوسرے حصہ کو ذوالفقار خاں کے تحت حکومت چھوڑا جسپر ایک پوتے کوبام کا حاکم مقرر کیا تھا اور مطلب یہہ تھا کہ جہاں کہیں مرہٹوں کی فوجیں کھلے میدانوں میں چلتی پھرتی پائی جاویں تو وہ اُنکا تعاقب کرے غرض کہ اِس تدبیر سے تمام فوج کو حضوری مصروف رکھا اگر یہہ قاعدہ پہلے سے برتا جاتا تو اُس سے کامیابی ممکن تھی مگر اب فسادوں کی دھوم دھام ایسی طغیانی پر پہونچی تھی کہ صرف جنگی انتظاموں کے ذریعہ سے روک تھام اُنکی ممکن نتھی اگرچہ ذوالفقار خاں نے راجارام کے بھگانے سے لڑائی بھڑائی کے ڈھنگ شروع کیئے جیسا کہ ابھی مذکور ہوچکا اور بعد اُسکے مرہٹوں کو بار بار شکستیں دیں اور مسلمانوں کی دلبری دلاوری کو شگفتگی بخشی مگر آخر کار اپنا حال اُسکو اُس سے بدتر دریافت ہوا جیسے کہ آغاز جنگ میں حال اُسکا تھا اسلیئے کہ جو شکست اُنکے دشمنوں مرہٹوں پر پڑتی تھی وہ ایسے صدمہ کی مانند ہوتی تھی جیسے کہ مارے پانی کو صدمہ پہونچتا ہی یعنی وہ صدمہ کا مقابلہ بھی نہیں کرتا اور اسپر صدمہ کا اثر بھی باقی نہیں رہتا حاصل یہہ کہ مرہٹوں کی فوجیں جب کہیں منتشر ہوجاتی تھیں تو اُسیدن یا اگلے دن ادھر اودھر سے جمع ہو جاتی تھیں اور بادشاہی فوج کی یہہ صورت تھی کہ شکست کی صورت میں نقصان اور رسوائی حاصل ہوتی تھی اور خفیف کامیابیوں سے وہ ابتری جو اُنکے ذریعوں یعنی فوج اور خزانہ میں واقع اور وہ پریشانی جو اُنکے ملک و محاصل کو حاصل تھی موقوف و مرتفع نہوئی بلکہ روز روز اُنکی مشکلیں بڑھتی گئیں اور قوت کو کمی ہوتی گئی *

اورنگ زیب کے بذات خود مشغول ہونے سے اُس کے خاص کاموں پر زیادہ مستحکم فایدوں کي توقع کسیقدر ہوئي چنانچہ وہ اپني چھاوني سے روانہ ہوا اور اُس کي روانگي پر سردار اُس کے تاسف کرتے رہی اِس لیئے کہ اُنھوں نے اُس کے آرام و آسایش کے لیئی عمدہ عمدہ مکان بنائی تھی اور ایک شہر کي طرح ڈالي تھي حاصل یہہ کہ بادشاہ والا ہمت چند اور قلعوں کي فتح وکشایش کے بعد ستارہ کے سامنی جمکر بیٹھا جہاں راجارام کي ریاست قایم تھي اور ایسے وقت اور ایسي حکمت سے بہت جلد اُس کو فتح کیا کہ محصور اُنکے مقابلہ پر باسامان آمادہ نہ تھے مگر باوجود اِس کے محصوروں نے بڑا مقابلہ کیا یہاں تک کہ کئي مہینی بعد اپریل سنہ ۱۷۰۰ع میں وہ قلعہ فتح ہوگیا *

سیوا جي ثاني کا راج

قلعہ کي فتح سے پہلے راجارام مرچکا تھا اور اُس کا بیٹا سیواجي اپني ما تارابائي کي نیابت کے سہارے راجگدي پر بیٹھا تھا راجارام کے مرنے سے لڑائي میں خلل نہ آیا تھا اور اورنگزیب اپني چالوں چلی گیا یہانتک کہ اگلے چار پانچ برس میں سارے بڑے بڑے قلعوں کو اپنے تصرف میں لایا بہت سے محاصرے لنبی چوڑے اور خونوں کے پیاسے واقع ہوئے † اور دونوں طرفوں سے طرح طرح کي تدبیریں اور بھانت بھانت کي فطرتیں برتي گئیں مگر وہ تدبیریں ایسي متواتر مرۃ بعد اخرے واقع ہوئیں کہ تفصیل اُنکي بغایت مشکل بلکہ غیر ممکن ہی ہاں انجام اُنکا یہہ ہوا کہ وہ قلعہ مذکورہ بالا فتح ہوگئی *

---

† منجملہ اُن محاصروں کے ایک محاصرہ کا حال اورنگزیب نے شاہزادہ اعظم کو لکھا کہ جو جو مصیبتیں کیلنا کے محاصرے میں پیش آئیں اور جیسي جیسي انوکھي سختیاں اور اچھوتي آفتیں مسلمانوں کو نصیب ہوئیں حال اُنکا تمکو دریافت ہوا ہوگا مگر خدا کا احسان ہی کہ اس جانفشاں گروہ کي مصیبتیں انجام کو پہونچیں اور سعي اُنکي مشکور ہوئي بعد اُسکے عمدہ نتیجوں کي دعا خدا سے مانگي اور پچھلي اذیتوں کو خدا کے عدل و انصاف سے نسبت کیا جو اُسکي غفلت اور شرارت نفس پر مترتب ہوا تھا— دستورالعمل کا اڑتیسواں رقعہ

اورنگ‌زیب کے استقلال وهمت کا بیان

جبکه ایسي جفاکشي کي مهموں میں تامل کیا جاتا هی تو اُس استقلال و همت پر تحسین و آفرین کهنی سے باز رهنا ممکن نهیں جلکي بدولت بادشاه والاجاه نے ایسي مصیبتوں کو جهیلا جو اُسکے بڑهاپی پر چاروں طرف سے جهوم جهوم کر آئي تهیں یعني جبکه اورنگ‌زیب اول اول اس نئي لڑائي کي غرض سے نربدا پار اوترا تو وه پینسٹهه برس کا تها اور جبکه برهماپوري کي چهاوني سے روانه هوا تو روانگي سے پہلے اکاسي برس کو پهونچا تها *

کوچوں اور محاصروں کا تکان اُس عمر کے بهت کم مناسب تها اور باوصف ایسي نمود و نمایش اور آرام و آسایش کے سامانوں کے جو اُسکے لشکر کي جلو میں موجود تهے ایسي بڑي بڑي سختیوں کو ایسا بے تکلف اوتهایا که اُنکے اوتهانے سے کبرو جوانوں کے دهیچر بهي دل جاتے وه برهماپوري میں مقیم هي تها که ایک اندهیري رات میں دریاے بیما کا طوفان آیا اور اوسکي چهاوني دریا برد هوگئي یهه موسم برسات کا تها جسمیں گرم سیر ولایتیں بارش کي مار مار سے شور بور رهتي هیں چهاوني کا بهت سا حصه ڈوب گیا اور رهے سهے پر پاني گذر گیا لوگوں کے شور و فریاد اور خرابي پریشاني سے مصیبتوں کو ترقي هوئي باره هزار آدمي مرگئی اور مویشي بیشمار ضایع هوئی یهانتک که بادشاه کو بهي جان کے لالی پڑے تهی اسلیئے که جس ٹیکرے پر وه بیٹها تها وهاں پاني چڑها آتا تها مگر بقول اُسکے درباریوں کے اوسیکي دعا سے وه پاني فرو هوا علاوه اوسکے مهم مذکور کي مصیبتوں پر یهه مصیبت زیاده هوئي که قلعه پرلي کے محاصره پر جسکا محاصره ستاره کے بعد کیا گیا تها پهاڑ کیجانب سے ایک سیلاب آیا اور اس میں کچهه شک شبهه نهیں که اُس گرم ولایت کي تند هواؤں سے بهت سي برسات کے موسموں میں جو وهاں پوري هوئي تهیں بهت سي تکلیفیں اوٹهائیں هونگي اور جبکه برسات گذر جانے پر کوچ اور

دوڑ دھوپ کرتا ہوگا تو ایسی دشوار گزار ندیوں اور غرق آب وادیوں
اور دلدلی زمینوں اور تنگ باریک راہوں پر گذرنے سے بڑی دشواریاں
پیش آتی ہونگی اور ایسے مقاموں میں ٹھہرنا پڑتا ہوگا جہاں اکھانے پینے کی
دقت ہوتی ہوگی یہہ اسباب اُسکے مویشیوں کے حقمیں گاہ گاہ ایسے قاتل
پڑتے تھے کہ کام ناکام اُسکی فوج لنگڑی ہوجاتی تھی گرمی کی شدت سے
کوچوں اور خیموں یعنی کوچ و مقام میں نہایت تکلیف ہوتی تھی اور
پانی کی کوتاہی سے گرمی کی شدت اور تشنگی کی سختی بہت بڑہ
جاتی تھی کھانے پینے کی قلت اور دکھہ بیماری کی کثرت کے علاوہ جو اکثر
اوقات اُسکے لشکر میں واقع ہوتی تھی قحط و وبا نے کئی بار ہاتھہ اپنے
پھینکے اور سارے رنج آن بربادیوں اور غارتگریوں کے اخباروں سے بہت زیادہ
ہوئے جو اُنکے ایسے ملکوں میں حریفوں کے ہاتھوں سے واقع ہوئی تھیں جو
قحط و وبا کی دست‌اندازی سے محفوظ و مامون تھے مگر باوصف ان
افسردگیوں کے اورنگ‌زیب کی قوت و ہمت ٹھنڈی نہ ہوئی تھی چنانچہ
وہ خود تن تنہا اپنے حکم حکومت کی ہر شاخ کی کارگذاری جزوی جزوی
کاموں کے لحاظ و حیثیت سے کرتا رہا اور لشکر کشیوں کے نقشے سوچتا
تھا اور لشکر کشیوں کے زمانہ میں ہدایتیں جاری کرتا تھا اور سردار اُسکے
قلعوں کے نقشے بدیں مقصود اُسکی خدمت میں ارسال کرتے تھے کہ
حملوں کے مقاموں کو مقرر کرے اور اُسکے رقعوں میں پٹھانوں کے ہموار
ملکوں میں سڑکوں کے جاری کرانے اور ملتان آگرہ کے فسادوں کو دبانے
بلکہ قندھار کو دوبارہ حاصل کرنے کی تدبیریں مندرج پائی جاتی ہیں
اور اسی عرصہ میں فوجکا کوئی ٹکڑا یا باربرداری کی کوئی رسد نتھی
جسکا کوچ مقام دکن میں ایسی حکموں کے بدون پایا جاوے جنمیں سے
تھوڑے بہت حکموں کو اورنگ زیب نے خاص اپنے ہاتھوں سے جاری
نکیا ہو *

ضلع کی مالگذاری کے ادنی افسر کا تقرر یا کسی دفتر میں کسی

صدر کا انتخاب اپنی توجہہ فرمائی کے نامناسب نسمجھتا تھا اور سارے کارگزاروں کی کارگزاری کی نگرانی جاسوسوں اور آنے جانے والوں کے ذریعہ سے کرتا تھا اور ایسی خبروں کی اصل و بنیاد پر ہمیشہ فہمایش اور ہدایتوں کے وسیلہ سے آگاہ و خبردار اُنکو رکھتا تھا مگر تفصیل جزویات پر ایسے شوق ذوق سے ملتفت ہونا جیسے ہوشیاری اور بیدار مغزی کی دلیل ہی ویسی ہی کام کاج کی اصلی ترقی اور اجراے کار کے ذاتی عروج کے لیئے چنداں مفید نہیں مگر جو کہ اورنگ‌زیب کی ذات و طبیعت میں التفات جزویات کے ساتھہ بڑی چابکی چالاکی سلطنت کے عمدہ عمدہ کاموں میں بھی پائی جاتی تھی تو اوس سے طبیعت کی آمادگی اور نہایت گرمجوشی ایسی معلوم ہوتی ہی جو ہر زمانہ میں بڑی عجیب وغریب سمجھی جاتی ہی *

یہہ محنتیں اور مصیبتیں اوسکی بے ادائی کی سزائیں تھیں جو اوسنے اپنے باپ سے کی تھیں اور معلوم ہوتا ہی کہ کسی آن اور کسی لحظہ میں باپ کی بدقسمتی کا خیال اوسکی آنکھوں سے الگ نہوتا ہوگا اور بقول اوسکے کہ * تو بجاے پدرچہ کردی خیر * کہ ہمان چشم داری از پسرت * رات دن یہہ سوچتا ہوگا کہ خدا نخواستہ میرا حال بھی ویساہی ہووے چنانچہ اوسکی روک تھام کے لیئے اوسنے سارا اختیار اور پوری قوت اور ہر قسم کی آقائی اور خداوندی اپنے ہاتھوں میں رکھی اور اپنے سرداروں کو ایک مقام سے دوسرے میں منتقل کرنے سے اسبات سے بچائے رکھا کہ اوسکے علاوہ کسی سے مستقل علاقہ پیدا کریں علاوہ اوسکی بیٹوں کی چال ڈھال کی دیکھہ بھال سے غافل نتھا اور اونکی انتظام و اہتمام میں ہمیشہ مصروف و آمادہ رہتا تھا اور خفیہ نویسوں اور جاسوسوں سے اونکو محصور اور فوج کی حکمرانی میں مشترک رکھتا تھا اور آس پاس اونکے کمتر عہدوں پر معتمد لوگوں کو متعین کرتا اور اونکی سارے کاموں پر کھلم کھلا قبض و قابو رکھتا تھا اور اسی زمانہ میں شفقت آمیز رقعوں اور

محبت انگیز تحفوں کے ذریعہ سے آنکو آپ سے وابستہ رکھنے اور آنکی گرانی خاطر کی تلافی کرنے سے کسی حالت میں چوکتا نتھا اور حسن غرض مطلب کے باعث سے وہ اپنے تمام افسروں سے اچھے اچھے معاملے برتتا تھا اور بحسب ظاهر طرح طرح کی نوازشیں فرماتا تھا وہ بھی اسی قسم کے کھٹکے تھے اگرچہ اون اهلیتوں کا باعث کسیقدر اُسکی ذاتی خوے و خصلت بھی تھی غرضکہ یہاں تک تالیف قلوب آسمیں سما رهی تھی کہ اپنے افسروں کے رشتہداروں کے مرنے پر تاسف کرتا تھا اور مجلس ماتم میں شریک و شامل هوتا اور بیماری کی حالت میں آنکی بیماریوں کا حال دریافت کرتا رهتا اور بہت خوشامد سے اعزاز و اکرام آنکو بخشتا اور اپنی مہر و محبت سے اپنی بخششوں کو معقول و پسندیدہ کراتا اور بہت کم اتفاق ایسا هوتا کہ زجر و ملامت کے کلموں پر لطف و عنایت کے فقرے زیادہ نکرتا اور ایسے قصوروں پر بڑی نرمی برتتاتھا جو اُسکے اختیار و حکومت یا دین و ملت کی صلاح و سلامت میں رخنہ انداز نہوتے اور جیسا کہ اس چشم پوشی کا یہہ باعث تھا کہ مزاج آسکا سهل و سلیم تھا ویسا هی یہہبھی سبب تھا کہ دشمن بنانے کی لاگ لپیٹ اُسکو نتھی مگر معلوم هوتا هی کہ باوصف اِن سب باتوں کے آس نے لوگوں و اپنا خیر خواہ بنانے میں کامیابی حاصل نہیں کی اور اپنے بیٹوں کی جانب سے جسقدر کہ خوف و هراس اُس کو رهتا تھا آسقدر محبت آن سے نرکھتا تھا سنہ ۱۶۹۴ ع میں شاهزادہ معظم کو سات برس کی قید سے رهائی بخشی مگر همیشہ آس سے متنفر رها اور پیاء کی آنکھوں سے ندیکھا اور آس کا دور رهنا چاها چنانچہ کابل کی دور دراز حکومت پر روانہ کیا اور اپنے مرنے تک هندوستان میں آنے ندیا اور آس کی خواهشوں کو رد کرتا رها اور ایسی مهم میں آس کو پھانسا کہ وہ اپنی حکومت کے دوردراز حصے پر چلا جاوے اور آس کی جاہ و حشمت کے ذریعے وهاں صرف هوجاویں ذوالفقار خاں نے جو مرزا کام بخش

نظر بند کیا تھا پہلے پہلے آس کی نظر بندی کو پسند تو کیا مگر جب
کہ بعد آس کے دامن آس کا داغ دھبے سے پاک صاف پایا تو جی
اوس کا صاف ہوگیا اور ایک موقع پر اپنے لاڈلے بیٹے اعظم شاہ سے وہ چال
اوس نے چلی کہ اوس سے دفعتا وہ تدبیر واضح ہوتی ہی جو اپنے بیٹوں
کے معاملہ میں وہ برتا کرتا تھا اور یہہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ وہ فند و
فطرت پر دیوانہ تھا اور حیلہ سازی اور مکاری سے طبعی محبت رکھتا تھا
تفصیل اوس کی یہہ ہی کہ ایک بار اوسکے دل میں یہہ شبہہ گذرا کہ
یہہ شاہزادہ اپنی خود مختاری کی فکر اور تدبیر میں بڑا ہی چنانچہ
اوسکو دربار میں طلب فرمایا اور جب کہ شاہزادہ نے عذر اپنا پیش
کیا اور خوف و ہراس اپنا جتایا تو اوس نے یہہ جواب دیا کہ ہم تھوڑی
جمیعت کے ساتھہ انشاءالله شکار میں تم سے ملینگے شاہزادہ اس تصفیہ
پر روانہ ہوا اور بادشاہ نے حصول ملازمت کے موقع کو خفیہ فوج سے
محصور کرایا اور جب کہ شاہزادہ بہت قریب آتا گیا تو بادشاہ نے طرح
طرح کے حیلہ بہانہ اس غرض سے پیش کیئے کہ کام تمام اوسکو اپنے تھوڑے
تھوڑے ہمراہیوں کو کم کرنا پڑا یہاں تک کہ جب عین مقام پر شاہزادہ
پہونچا تو کل تین آدمی ساتھہ اوسکے رہگئے اور جو کہ بادشاہ کے اشارہ
کنایہ سے کسی اور آدمی نے اونکے گھوڑوں کو نہ تھاما تو وہ دونو ہمراہی
بھی اپنے گھوڑوں کے تھامنے پر رہگئے حصول ملازمت سے پہلے پہلے شاہزادہ
اور اوسکے باقی ماندہ ہمراہی کے ہتیار لیئے گئے اور جب کہ ہتیار اونکے
لیئے گئے تو اونہوں نے آپ کو گیا ہوا سمجھا اور ایک مدت کی گرفتاری کا
یقین کیا مگر جب کہ شاہزادہ باپ کے سامنے حاضر ہوا تو باپ اوس
سے بغلگیر ہوکر محبت سے ملا اور اپنی بھری ہوئی بندوق کو جو شکار کی
خاطر بھری گئی تھی شاہزادہ کو دیا کہ وہ اوسکو تھامے رہے بعد اوسکے
خلوت کے خیمہ میں گیا اور ایک عجیب خاندانی تیغ اوسکو دکھلائی
اور اس غرض سے تلوار کو ننگا کیا کہ وہ اوسکے جوہروں کو اچھی طرح

دیکھ بھالنے بعد اوسکے بادشاہ نے اپنا سینہ کھولا اور گرمیکا بہانہ کیا اور یہہ جتانا مقصود تھا کہ کسي زرہ بکتر کي اوت آڑ نہیں غرضکہ بہانت بہانت سے امتحان اوسکا لیا اور تمام اعتماد اپنا جتاکر شاہزادہ کو تحفہ تحایف سے مالا مال کیا اور آخر کو یہہ فرمایا کہ اب تمہارا چلا جانا عین مصلحت هی تمہارے تھہرنے سے تمہارے لوگ باگ گھبرا جاوینگے اور حقیقت میں یہہ فہمایش بہت مناسب تھي اس لیئے کہ جب اعظم شاہ واپس آیا تو اوسنے ساري فوج کو منتشر هونیکے قریب پایا اور اپني عورتونکو اپني موهوم قسمت پر روتے پیٹتے دیکھا باقي یہہ بات دریافت نہیں هوتي کہ وہ باپ کے بکمال آساني رخصت کرنے سے شکر گذار هوا یا نہیں مگر مورخوں نے بیان کیا کہ بعد اوسکے یہہ حال اوسکا تھا کہ جب کبھي باپ کا عنایت نامہ پھونچ تا تھا تو رنگ اوسکا پیلا هوجاتا تھا اور جب تک کہ اوسکے مضمون سے پوري آگاهي نہوتي تھي تب تک اوسان اوسکے تھکانے نہ آتے تھے † *

سلطنت کي غایت بے انتظامي کا بیان

اورنگ زیب کي ساري فاد و فطرت اور تمام محنت و مشقت اون بے انتظامیوں کي روک تھام کے لیئے کافي وافي نہ تھي جو روز روز بڑھتي چڑھتي جاتي تھیں اور چاروں طرف سے اوسکو بے طرح دباتي جاتي تھیں راجپوت اب بھي اوس سے لڑنے بھڑنے میں علانیہ مصروف تھے اور آگرہ کے پاس پروس کے جاتوں نے ایک عرصہ دراز سے اون کے طریقوں کي پیروي کي تھي چنانچہ اونکے مقابلہ پر ایک فوج کو ایک بادشاهي نسل کے شاهزادے کي زیر حکومت کرکے روانہ کرنا مناسب سمجھا گیا جیسے کہ پچھلے وقتوں میں ملتان کے ‡ باغیوں کے مقابلہ میں ضرورت

† خافي خاں

‡ غالباً یہہ باغي وہ سکھہ تھے جو گرو گوبند کے زیر حکومت هوکر لڑتے بھڑتے تھے

بڑي تهي ذوالفقار خاں كي فوج گهٹنے لگي اور جو كام اوسنے پهلے وقتوں میں كیئے تهے اونكا غیر موثر هونا اب زیادہ ظاهر هوا اور مرهٹوں كي یهه صورت تهي كه جوں جوں بادشاهي فوجیں گهٹتي گئیں اوسیقدر وہ بڑهتي گئے چنانچه دكن كے اوجاڑنیكے بعد مالوہ پر پهیلے اور گجرات پر بڑي یورش كرچكے تهے چنانچه جهٹه جهٹه نشان اونكي یورشوں كے لٹے كهسٹے شهروں اور جلائي پهونكے دیهاتوں اور روندے سوندے كهیتوں سے پائے جاتے تهے اور بادشاهي بڑي فوج اگرچه اب بهي قلعوں كو فتح كیئے جاتي تهي مگر پچهلي كامیابي شكست كي رسوائي سے كچهه كم نه تهي یعني وكنكرہ كي فتح جو ایک گانوں مضبوط و مستحكم تها اور قزاقوں كا سردار اوس گانوں كا مالک تها اوس كے محاصرے میں كئي مهینے صرف هوئے اور خود بادشاه كے تشریف لانے كي ضرورت پڑي مگر اِس زمانه میں یهه ساري فتوحات اُن نقصانوں كي برابر تل گئي تهیں جو اُن كے مقابله میں واقع هوئي تهے چنانچه مرهٹوں كو اب یهه لیاقت حاصل هوئي كه اپنے قلعوں پر دوباره قبضه و تصرف كرنے لگے اور یهه نوبت پهونچي كه جن قلعوں كي فتح و كشایش میں بادشاهي فوج والوں كي جان و مال كي محنتیں صرف هوئي تهیں اب وہ ایک ایک كركے بادشاهي تصرف سے نكلكر مرهٹوں كے دخل و تصرف میں داخل هونے لگے اور جسقدر كه فوج الغر سلطاني سے سپاهیوں كي مانگ زیادہ هوئي اُسي قدر قوت اُس كي گهٹتي گئي اور رفته رفته وہ فوج ایسي شكسته خاطر هوگئي كه ویسي كبهي نهوئي تهي اور سختیوں كے مارے سارے مویشي مرگئے اور ملک كے اُجڑ جانے سے پهر مویشي مهیا نهوسكے اور كهانے پینے كي كوتاهي اسي وجهه سے زیادہ ظاهر هوئي اور دور دراز مكانوں سے منگانے كا ذریعه خزانوں كے خالي هونے سے منقطع هوگیا *

هندوستان خاص سے باوصف اسكے كه ایک مدت پهلے سے محاصل

اُس کا بڑے انقلابوں اور پریشانیوں میں پڑا تھا بہت سا روپیہ پہنچا گیا تھا اور جب کہ محاصل کا حال اچھا نرھا تو بادشاہ نے بھی اہتمام و انتظام کے خیال کو † چھوڑا اور جب کہ بقیہ تنخواھوں کی بابت درخواستیں گذرتی تھیں تو نہایت برہم ہوتا تھا اور بہت جھنجھلاکر یہہ جواب اُنکا دیتا تھا کہ اب فوجکی ضرورت نہیں اور جو خدمت گذاری سے خوش نہووے وہ نوکری چھوڑ کر § چلاجاوے بلکہ اُس نے سواروں کے چند گروہوں کو اِس غرض سے برخاست کیا کہ محاصل کو فراخی حاصل ہوجاوے مگر حقیقت یہہ تھی کہ ایسے اڑے وقت میں ایسی فوج کو تنخواہ کا برابر دینا ضروری تھا اور جب کہ مدت تک تنخواہیں نملیں اور سپاہی بھوکوں مرنے لگے تو فوج اُس کی علانیہ پھر گئی جس کو چند روزہ تدبیروں سے روکا تھاما گیا تھا || *

جوں جوں کہ مرہٹے لوگ اورنگ زیب کی فوج اکبر کے قریب آتی گئی اُسی قدر مشکلات اس کی زیادہ ہوتی گئیں یہاں تک کہ کبھی کبھی دامن لشکر تک لوٹ تے مارتے آتے تھے اور رسدوں کو کاٹتے تھے اور مویشیوں کو سامنے سے اوٹھالیجاتے تھے اور چرکٹوں کو مار ڈالتے تھے اور پہرہ چوکی والوں سے نوک چوک کرجاتے تھے اور ایسا تنگ پکڑا تھا کہ جب تک قوی محافظوں کا گروہ ہمراہ نہوتا تب تک اکیلا دوکیلا

---

† اورنگ زیب کے رقعات اور خافی خاں کی تاریخ

§ ایک عرصہ تک تنخواہ کا یہہ حال رہا کہ ہر مہینے قاعدے کے موافق ملتی رہی جمیلی کریری نے سنہ ۱۶۹۵ ع میں بیان کیا کہ فوج کا دوماھہ تقسیم ہوتا تھا اور تبدیل اِس قاعدے کی فوج کو گوارا نہ تھی — خافی خاں

|| اورنگ زیب نے ایک ایسے موقع پر ذوالفقار خاں کو یہہ لکھا کہ اِن دوزخی پیادوں کے شور و غوغا سے میرے کان بھرے ہوگئے جو کوؤں کی مانند اپنے گھونسلوں کے اُجاڑنے والی پر کاں کاں کرکے گرتے ہیں اور دوسرے رقعہ میں اُسی کو یہہ لکھا کہ بخشی کے پاس روپیہ کی کوتاہی ہی اور یہہ تاکید کی کہ پوشیدہ خزانوں کی جستجو کرنی چاہیئے جو مدفون خزانے کسی کے ہاتھہ آویں اُن سے چھینے جاویں غرضکہ اُس کے اکثر رقعوں میں روپیہ پیسے کی کمی کا مذکور ہی

چہاونی سے باہر نجا سکتا تھا اور اگر کوئی معمولی تکرا فوج کا اُن کی
دربند دہرک کے لیئے روانہ کیا جاتا تھا تو وہ لوگ اُس تکریکو مار پیٹ کر
بھگاتے تھے یا بالکل تباہ کردیتے تھے اور اگر زیادہ جد و جہد اُن کی
مدافعت کی غرض سے اُتھائی جاتی تھی تو ادھر اُدھر ہوجاتے تھے اور
اُس وقت تک دوبارہ ظہور نہ کرتے تھے کہ کسی دور دراز بستی کو
تاخت تاراج نہ کرلیتے تھے اور اپنے تعاقب کرنے والوں کو غلط رہوں میں
دوڑ دھوپ کرنے اور ادھر اُدھر دوڑنے اور ہارنے تھکنے کی فرصت ندیتے
تھے † غرض کہ وہ لوگ اب ایسے ہوگئے تھے کہ بادشاہ کا مونہہ چڑانے لگے
اور برا بھلا کہنے لگے اور وہ مرہتے جو بادشاہی ملازموں میں داخل
تھے مخالف مرہتوں سے ملتے جلتے تھے اور اُن کے کہانے پینے میں
شریک و شامل ہوتے تھے اور ایسے ایسے جلسوں میں مسلمانوں کی
نمود و نمایش اور اُن کی چال ڈہال کے طور و طریقوں کی نقلیں کرتے
تھے اور ہنسی ٹھٹول کی روسے اپنے ولی نعمت اورنگ زیب کی درازی عمر
کی دعائیں مانگتے تھے اب بادشاہ کا حال ایسا پتلا ہوگیا تھا کہ
کامبخش کے سمجھانے بوجھانے سے آشتی کا خواہاں ہوا یہاں تک کہ
اگر مرہتوں کی بیہودہ درخواستوں اور ناشایستہ حرکتوں سے آشتی کی
لکہا پڑہی منقطع نہوتی تو گمان غالب تھا کہ وہ ساہو کو قید سے رہائی
بخشتا اور دکن کے محاصل سے فیصدی سالانہ ایسی طرح عنایت کرتا
جس سے اُس کی بات کو بٹا نلگتا عالمگیر کا پچھلا جنگی کام یہہ تھا کہ
وہ احمد نگر کو لوٹا اور لوٹنے کا حال اُس کے ہارے تھکے مویشیوں اور
ٹوٹی پھوٹی فوجوں سے سمجھا جاسکتا ہی چنانچہ لشکر کی بھیڑ بھاڑ
افسردگی و پژمردگی اور بے انتظامی سے پیچھی کو ارتتی تھی اور
بندوقچیوں کے متواتر گولی چلانے سے کان اُن کے بہرے ہوگئے تھے اور بہالے
والونکے دھاوں اور للکاروں سے بہت گھبرا گئے تھے اور ہر وقت اُن کو یہی

† سکاٹ صاحب کی تاریخ دکن کی جلد دو میں بندیلوں کے حالات کا
بیان

کھٹکارہتا تھا کہ اب مرہٹوںکي جانب سے ایک عام دھاوا ہوگا اور ہماري تباہي بربادي کمال کو پہونچے گي اور حقیقت یہہ ہی کہ بادشاہي فوج کے ایک حصے کا حال ایساہي تباہ و پریشان ہوا اور مسلمان مورخوں نے خدا کا شکر اس پر ادا کیا کہ خود بادشاہ ایسی دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ و مامون رہا جن سے وہ کسي زمانہ میں نہایت متنفر تھا اور بچشم حقارت اُن کو دیکھتا تھا ‡ *

مذکورالصدر واقعہ سے بیس برس پہلے اورنگ زیب احمدنگر سے بڑي شان و شوکت اور جاہ و حشمت کے ساتھہ اپني فتوحات پر روانہ ہوا تھا اور اب احمد نگر میں جاہ و جلال زوال یافتہ کا بقیہ لیکر داخل ہوا اور اُس کي دنیا کي کارگذاري کا خاتمہ احمد نگر میں ہوتا تھا جس کو احمد نگر والے دیکھنے والے تھے *

تھوڑے دنوں سے مزاج اُسکا قوي و صحیح نرہا تھا اور صحت اُسکي گھٹتي جاتي تھي چنانچہ بدشواري ایک بیماري پر غالب ایا جسنے اُس کو بہت دھمکایا تھا اگرچہ عام دربار کرتا رہا اور کام کاج پر التفات اپنا جمائے گیا مگر آخرکار اُس کي طبیعت سوچ بچار اور بیماري کے بھاري بوجھہ تلے بیٹھنے لگي یہاں تک کہ جب وہ احمدنگر میں پہونچا تو اپني زبان سے یہہ فرمایا کہ یہہ ہمارے سفروں کي پچھلي منزل ہی اُسکے پچھلے خطوں کے دیکھنے سے دریافت ہوتا ہی کہ جسماني تکلیفات اُسکو کیا کیا تھیں اور جو خیال اُس نے پکڑے تھے وہ کیسے پورے نہوئے اور عاقبت کا کیا کچھہ خوف اُس کو تھا ہمیشہ کي نسبت باپ کي یاد اُس کو زیادہ رہنے لگي مگر کسي جگہہ اُس شرکت پر پشیماني اپني ظاہر نہ کي جو باپ کي گستاخي اور اُس کي قسمت کي تبدیل میں اُس کي جانب سے پیش آئي تھي اُس کے تمام فعلوں سے یہہ صاف صاف واضح تھا کہ اُس کو اِس بات کا بڑا کھٹکا تھا کہ میرے ساتھہ بھي

---

‡ گرینٹ ڈف صاحب صفحہ ایک جلد ایک

ایسي هي بدسلوکي برتي جارے سوا کیا میرے آگے آوے یعني میرے بیٹے مجھکو ستاویں اور میري کمائي کو دکھا دکھاکو کھاویں *

جب که ایسے نازک وقت میں شاهزاده معظم نے دور اندیشي اور مصلحت سگالي کے لحاظ و حیثیت سے چند انتظاموں کا مقدمه باپ کے سامنے پیش کیا تو اُسنے یهه سمجھا که میرے جیتے جي حکومت کے دبانے کا اِراده رکھتا هي اور اسیطرح جب که شهزاده اعظم کا یهه عریضه پیش کیا گیا که گجرات کي آب و هوا مجھکو ناموافق هی اگر احمدنگر کي اجازت حاصل هووے تو براے چندے حاضر هوں تو اُسپر بے ساخته یهه فرمایا که یهه وهي چال هی جو میں نے اپنے باپ کي بیماري کے زمانه میں چلي تهي اور بعد اُس کے یهه کہا که کوئي هوا ایسي بري نهیں جیسي که الوالعزمي کے بخار برے هیں بعد اُس کے اعظم کي منت ساجت سے لاچار هوکر اُسکو حصول ملازمت کي اُسوقت اِجازت فرمائي که جب که شاهزاده اعظم اپني نئي حکومت پر بمقام مالوه جاتا تها اور اخیر حکم اُسکا یهه تها که اُس نے اعظم کو مالوہ کے سفر پر مجبور کیا اور دربار کي حاضري کے لیئے کوئي عذر اُس کا چلنے ندیا اور اس سے تهوڑي مدت پہلے کام بخش کو بیجاپور کي حکومت پر روانه کیا تها مگر کام بخش کو صرف اعظم کي رضا جوئي کي غرض سے بهیجا تها اور اسکي طرف سے کسي قسم کا اندیشه نه تها *

مذکوره بالا تدبیروں کي تکمیل پر بہت عرصه نگذرا تها که اورنگ زیب اِس بات سے مطلع هوا که وقت اسکا بہت قریب آپہونچا ایسے نازک وقت میں شاهزاده اعظم کو ایک عنایت نامه لکها بلکه اوروں سے لکهوایا اُس نامه میں دنیا کي نصیحتوں اور اپني رخصت کے فقروں کو ادهورا ادهورا درج کیا تها جنسے خوف و پشیماني کے ایسے خیالوں کا دهیان آتا تها که جو اُسوقت اُسکو برانگیخته کررهے تهے اور اختتام اُسکا ایسي مایوسي پر کیا تها که مضمون اس مصرعه کا * هرچه باد اباد

ما کشتي در آب اندر ختم * صاف مترشح هوتا تها اور اس نامه کے اخیر میں خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ تین بار اُس میں درج کیا تها بعد اُس کے سب سے چهوٹے بیٹے مرزا کام بخش کو جو تهوڑے دنوں سے بہت پیارا هو گیا تها ایک ایسا نامه لکها جو اُسکي صغیر سني کے باعث سے مرزا اعظم کے نامه کي نسبت زیاده نصیحت آمود تها اور اُس نامه کے دیکهنے سے واضح هوتا هی که جو عادات اُس کو عزیز اور دلپذیر تهیں وه مرتے دم اُسمیں باقي رهیں اِسلیئے که اس نامه میں اوسنے لکهوایا که اپنے درباریوں سے بري طرح پیش آنا مناسب نهیں اگرچه وه فریبي اور متنفني بهي هوویں اِسلیئے که فند و فطرت اور خلق و لینت سے کام نکالنا چاهیئے علاوه اسکے اور اور نصیحتیں بهي مندرج کرائیں اور اس نامه میں بهي جگهه جگهه یهه خیال اپنا ظاهر کیا که میں جدهر دیکهتا هوں ادهر خدا کے سوا کوئي چیز نظر نهیں آتي اور یهه دریافت نهیں که کن کن عذابوں میں پکڑا جاؤنگا اب چلنے کے سامان هیں اور موت کي تکلیفیں غالب آتي جاتي هیں اور جو کچهه برا بهلا میں نے کیا وه تمهارے لیئے کیا † اور غالب هی که اُسي زمانه میں اُسنے وه وصیت لکهي هوگي جو انتقال کے بعد اُس کے تکیه کے نیچے سے پائي گئي مضمون اس وصیت نامه کا یهه تها که معظم کو بادشاه مانا جاوے اور سلطنت کي تقسیم آپسمیں ایسي کي جاوے که معظم شمالي مشرقي صوبوں پر قبضه کرے اور دلي کو دارالسلطنت بناوے اور اعظم آگره کے جنوب اور جنوب مغرب کے ملکوں پر ساري دکن سمیت قابض هووے اور آگره کو دارالحکومت تهراوے مگر گولکنڈه اور بیجاپور کي

---

† واضح هو که اورنگ زیب کے کلاموں کا ترجمه سکاٹ صاحب کي تاریخ دکن جلد دو صفحه آتهویں سے لیا گیا جسمیں اُسکي سرگذشتوں کا ترجمه مندرج هی اگرچه تهوڑا بهت اُس فارسي نسخه سے مختلف هوگا جو هندوستاني دفتر واقع لندن میں موجود هی اور اختلاف بهي چند خفیف باتوں میں هوگا *

دو رياستيں اُس کے قبض و تصرف سے مستثنی رهيں اور کام بخش اُنکا مالک اور متصرف رهے † *

اکيسويں فروري سنه ۱۷۰۷ع کو عمر کے نواسي سال اور سلطنت کے پچاسويں برس ميں جهان فاني سے رخصت هوا ‡ *

ايک هندوستاني مورخ اس بادشاه کي دليري دلاوري اور عقل و هوشياري سے نهايت متاثر هوکر اُسکي سلطنت کي ناکاميابي کے اسباب و وجوه کي چهان بين ميں حيراني ظاهر کرتا هی مگر اصل يهه هی که اورنگ‌زيب اپنے دل سے اچها نتها اور کچهه شبهه نهيں که اگر اُسکي رائيں ازاد اور عام پسند هوتيں تو وه بڑا بادشاه هوتا اور اُسکي رعايا اُسکي تنگ و تيره رايوں سے جو مذهب کے مقدموں ميں برتا کرتا تها سخت متنفر اور نهايت مختلف نهوتي اور اُسکے مزاج کے شکي وهمي هونے سے اُسکے سرداروں کي قوت و همت شکسته نهوتي اور نه اُنکي سرگرمي اور گرمجوشي ٹهنڈي پڑتي § *

---

† وصيت نامه مذکوره بالا کے علاوه ايک اور وصيت نامه بهي چهوڑ گيا تها جو بظاهر ايسے وقت ميں لکها گيا جب نه وه موت کي علامتوں سے چنداں بيقرار و مضطرب نه تها اُس ميں حکمراني کي چند عام باتيں اور اپني تهجيز تکفين کي هدايتيں مندرج تهيں لکها تها نه ميرا تهجيز تکفين اُن ساڑهے چار روپيوں سے کرنا جو ٹوپيوں کي قيمت ميں سے باقي رهگئے هيں اور وه آٹهه سو پانچ روپے جو قران نويسي کي اُجرت سے حاصل هوئے تهے فريب غربا کو دے دينا — ايشيا کے حالات کا رجسٹر سنه ۱۸۰۱ع کي بابت کا *

‡ يهه سنه شمسي سنون کے حساب سے بيان کيئے گئے يهه بادشاه پندرهويں ذي‌قعده سنه ۱۰۲۷ هجري قريب اخر اکتوبر سنه ۱۶۱۸ع ميں پيدا هوا خافي خاں اور گليڈون صاحب کي تاريخ جهانگير صفحه ۳۵

§ خاندان تيمور بلکه سکندر لودهي کے وقتوں سے دلي کے بادشاهوں ميں کوئي بادشاه ايسا انصاف درست اور مرتاض اور عابد اور شجاع اور هوشيار اور مستقل مزاج اور ثابت قدم نهيں هوا جيسا نه اورنگ‌زيب تها مگر قانون شريعت کے ارشادوں پر حد سے زياده لحاظ کرکے مجرموں کي سزادهي سے درگذر کرتا تها اور جو که انتظام

اس پچھلے موقع پر مذهب کے مقدمہ میں اسکي تیرہ رایوں کے بیان میں جنکے خصوص باعث سے اسکي سلطنت برباد هوئي اسبات پر غور و تامل کرنا بہت ضروري هی که کیسے تھوڑے صاف و صریح ظلم و ستم سے وہ برا نتیجہ یعني سلطنت کي بربادي پیدا هوا معلوم هوتا هی که هندو لوگ اسکے زور و ظلم اور سنگدلي بیرحمي سے اس قدر ناراض و نالشي نهوئے جس قدر که اسکي ایسي مسلسل تدبیروں سے ناخوش هوئے جنکے ذریعہ سے اُنکي دلشکني اور تذلیل و اهانت وقوع میں آئي چنانچہ اس نے هندوؤں کو هر قسم کے عہدوں سے محروم کیا تھا اور محصول جزیہ کے لگانے سے ذلت و رسوائیکا دھبا لگایا تھا اور اُنکے میلوں اور تہواروں کي سخت بندي کي تھي اور کہیں کہیں اُنکے مندروں کو بیعزت کراکر مسمار کرایا تھا غرض که طرح طرحسے بدسلوکي برتي تھي اور دربار کي رسم و رواجوں میں جو طور و طریقے هندوؤں کے عقیدوں اور طریقوں کے ممد و معاون پائے جاتے تھے اُنکي موقوفي کے لیئے یہي وجہہ کافي ٹھہرائي جاتي تھي مگر باوصف اسکے یہہ بات کہیں پائي نہیں جاتي که کسي هندو کو اُسکے مذهب کي وجہہ سے جانسے مارا هو یا پکڑا جکڑا هو یا لوٹا کھسوٹا هو بلکہ یہہ بھي معلوم نہیں هوتا که ابا و اجداد کي رسوم عبادت کے علانیہ برتاو پر کسي آدمي سے علانیہ تکرار و حجت کي هو لیکن دین و مذهب کے معاملوں میں بغض و عداوت کا ایسا برا نتیجہ هوتا هی که بڑے زور و ظلموں سے ایسي طبعي نفرت اور قلبي عداوت کم پیدا هوتي هی جیسي که عالمگیر کے تعصبوں اور اپنے

سزا کے بدون کوئي مملکت قایم نہیں رہ سکتي اور نیز اُن نزاعوں کے باعث سے جو رقابت اور رشک و حسد اُسکے امیروں میں پیدا هوئے کوئي تدبیر اور عزم اُسکا پورا پورا ٹھیک ٹھاک نهوا اور اُنکي ترمیم و اتمام میں تساهل واقع هوا تو وہ کبھي منزل مقصود کو نه پهونچا یہہ بادشاہ نوہ برس تک زندہ رها اور پانچوں حواس اُسکے صحیح سلامت رهے هاں قوت سامعہ کسیقدر خلل پذیر هوگئي تھي مگر باوجود اِسکے اسقدر نه بگڑي تھي که اور لوگ اُسپر بے لیحاریں سے خالي خاں

مذهب کي حمایتوں سے ظہور میں آئي عالمگیر کے کئي سو رقعے ابتک باقي ہیں جنکے ملاحظہ سے اُسکي خو بو کا حال اچھي طرح دریافت ہوسکتا ہی علاوہ اُن بڑي صفتوں کے جو اوسکے خاص فعلوں کي عملدرآمد سے دریافت ہوتي ہیں تعصب و خود رائي کے ساتھہ بیہودہ اعتقاد والا اور باطل مذہب کا تتہا اگرچہ وہ اپنے دل سے ہندوؤں کو ذلیل اور شیعوں کو حقیر سمجھتا تھا یعني اچھا نجانتا تھا مگر مسجدوں کي تعمیر اور اوقاف کے وقف میں روپیہ صرف نکرتا تھا اور ملاؤں اور اماموں کے رعب داب کو نمانتا تھا اور فقیروں اور درویشوں کے مصنوعي تقدس سے نفرت کرتا تھا *

اُسکي حکومت بدگماني کا متواتر ایک سلسلہ تھا چنانچہ ہر شخص کي خوے و خصلت کي خفیہ تحقیقات کیجاتي تھي اور ایک کام میں ایسے کئي آدمیوں کو اس غرض سے شریک و شامل کیا جاتا تھا کہ عملدرآمد کي صورت میں ایک دوسرے کا نگراں رہے مگر باوصف اس ہوشیاري چالاکي کے کسي بادشاہ نے ایسي دہوکے نہائے جیسے کہ اُس نے کہائے اورنہ کسي بادشاہ کي ایسي بري خدمتگذاري ہوئي جیسے کہ اُسکي ہوئي اور اُسکي سرد مہري صاف اس سے واضح ہوتي ہی کہ وہ اپنے پرانے گہلے ملے دوستوں کي سفارشیاں سنتا تہا اور نام کو اوداس بھي نہوتا تھا چنانچہ ایسي بڑي عمر میں ایسي واردایں بہت سي واقع ہوئیں اور اُن کے وقوع سے خدا ترسي یا حکمت کا خیال اُسکے جیمیں گذرا مگر یہہ حکم جاري کرتا رہا کہ متوفي کے منقولہ غیر منقولہ پر قبضہ کیا جاوے اور بڑي احتیاط اُسمیں برتي جاوے کہ دستاندازي نہووے اور جو قرض اوسکا لوگوں کے ذمہ پر واجب الادا ہووے یا کہیں اوسکي امانت رکھي ہووے وہ وصول کیا جاوے *

اوسکي رقعوں میں اکثر اوقات اوستادوں کي شعریں یا قران کي آیتیں پائي جاتي ہیں اور کبھي کبھي یاروں کے رنگ ڈھنگ پر خط خطوط

لکھے جاتے تھے اور نوع ظرافت سے خالی نہوتے تھے اور خصوص وہ رقعے
جو اپنے بیٹوں کے نام پر لکھے جاتے تھے چنانچہ ایک رقعہ کے خاتمہ کو جو
اسي برس کي عمر کے بعد اوسنے لکھا تھا تشبیہوں اور استعارہ کے شعروں
سے مزین فرمایا اور اون شعروں کے مصرعہ تین تین کلموں سے مرکب ہیں
اور ہر شعر میں کسي کسي بڑے آدمي کي کارگزاري کا ظرافت خیز بیان
ہے جو اوسکی دربار میں حاضر ہوتے تھے † *

جمیلي کریري جسنے اورنگزیب کو اوسکی اٹھترویں برس میں
دیکھا تھا بیان کرتا ہے کہ وہ پست قامت اور لاغر اندام اور کہوسني کے
باعث سے خمیدہ قامت اور ناک اوسکي لنبي اور ڈاڑھي اوسکي گول
جسکي سفیدي اوسکي شفاف رنگت پر نمایاں تھي صاف و سفید ململ
کي پوشاک پہنے ہوئی عصاے پیریکی سہارے امیروں کے جھرمٹ میں
کھڑا ہوا تھا اور اُسکي پگڑیمیں بڑا ٹکڑا زمرد کا ٹنکا ہوا تھا دادخواہوں کي
عرضیاں لیتا جاتا تھا اور بلا عینک پڑھکر خاص اپنے ہاتھہ سے دستخط کرتا
جاتا تھا اور اوسکی ہشاش بشاش چہرہ سے صاف مترشح تھا کہ وہ اپني
مصروفیت سے نہایت شاداں و فرحاں ہے ‡ *

ہندوستان کے بادشاہوں میں عالمگیر ایسا بادشاہ تھا کہ مسلمانوں
کے گھر گھر میں تعریف اوسکي ہوتي ہے اور بہت تھوڑے لوگ ایسے

---

† اورنگزیب کے رقعوں کے تین مجموعہ موجود ہیں اول کلمات طیبات جسکو
اُسکے میر منشي عنایت اللہ خاں نے مشتہر کیا دوسرے رقایم کرایم جسکو دوسرے میر
منشي نے شہرت بخشي تیسرے دستورالعمل آغاہي جو اُسکے مرنے سے اڑتیس برس
کے بعد اکھٹا کیا گیا پہلے دو مجموعہ صرف مسودہ تھے جنکو آپ اپنے ہاتھہ سے
میر منشیوں کے واسطے تحریر فرماتی تھے اور تیسرے مجموعہ کے نامے بھي اسي
قسم کي علامتیں رکھتي تھي چنانچہ ترتیب اور تاریخ کا اُسمیں نام نشان نہیں اور
اختصار کے باعث سے اور نیز اُن مضمونوں کي ناآشنائي سے جسپر اشارے کنایہ کیئے گئے
تاریک و تیرہ ہیں

‡ جمیلي کریري کا حوالہ مندرجہ کتاب چرچہل صاحب جلد ۴

ہیں جو اکبر بادشاہ کی خوبی و خصلت کی حسن و خوبی سے بالکل اندھے ہو گئی مگر اور ایسے آدمی اونسی بھی بہت کم ہیں جنکی سوچ سمجھہ کی رائیں اورنگ‌زیب کی ترجیح پر اکبر کی نسبت مایل ہونگی *

مختلف معاملوں کا بیان

واضح ہو کہ بعض بعض ایسی متفرق واقعی ہیں جنکا فروگذاشت کرنا مذکورالصدر سلطنت کے بیان میں مناسب نہیں معلوم ہوتا جاٹوں کی بغاوت کا بیان اوپر مذکور ہوچکا اور اصل و حقیقت اونکی یہہ ہی کہ وہ شدر قوم کے ہندو ہیں جو آگرہ کے پاس ایک خطی میں بستی رہتی ہیں اور دارالریاست اونکا بھرت پور ہی اگرچہ ملک اونکا کشادہ اور آگرہ اور متھرا کے پاس واقع تھا مگر اورنگ‌زیب کے عہد دولت میں شور و فساد برپا کرتے رہے اور بعد اوسکی اگلی سلطنتوں میں ایسی منزلت کو پہونچی کہ ایک وقت آگرہ پر قابض و متصرف ہوگئی اور ہندوستان کے میدانوں میں یہی لوگ اون لوگوں میں سے پچھلی تھی جو انگریزوں کی حکومت کے مانع مزاحم ہوئی تھی *

اورنگ زیب کے عہد حکومت کے اڑتیسویں برس یعنی سنہ ۱۶۹۳ع میں ایک جہاز ہوائی سورت کے بندر سے حاجیوں کے واسطی چکایا گیا تھا جسمیں اسی توپیں اور چار سو بندوقیں تمام سامان سے آراستہ پیراستہ † تھیں حسب اتفاق انگریزوں کے چھوٹی جہاز نے اوس جہاز پر حملہ کیا بادشاہی جہاز میں ایک توپ پھٹ گئی اور انگریز اپنے ہتیار باندہ کر اوس جہاز میں گھس گئی اگرچہ عیسائی تلوار کے دھنی نتھی

---

† اگرچہ یہہ توپیں ہلکی ہونگی مگر تعداد اُنکی مبالغہ سے بیان نہیں ہوئی چنانچہ کمپنی کے بعضے بعضے جہازوں پر جو چودہ سو ٹن یعنی سولہ ہزار آٹھہ سو من بوجھہ اوٹھاتے ہیں ستر ستر توپیں چڑھائی جاتی تھیں—میکفرس صاحب کے رسالہ تجارت ہند صفحہ ۱۳۳ کو دیکھو

مگر بدانتظامی کے باعث سے اوس جہاز پر قابض ہوگئی وقوع واقعہ پر اورنگ زیب نے یہہ حکم صادر کیا کہ جو جو انگریزی کوٹھی والی ہماری بندرگاہوں میں تجارت کا کاروبار کرتے ہوں پکڑے جکڑے جاویں اور حبشیوں کو یہہ ہدایت کی گئی کہ بمبئی کو انگریزوں سے خالی کراویں *

انگریزوں نے یہہ انتقام اُس کا لیا کہ بادشاہی ملازموں کو پکڑا اور خافی خاں کے بقول اُن حبشیوں نے بھی انگریزوں سے واسطہ علاقہ نتوڑا اس لیئے کہ اُنکے آپسمیں میں میل جول کی رسم جاری تھی یہانتک کہ گجرات کے نایب سلطنت نے خود خافی خاں کو بصیغہ ایلچی‌گری بمبئی کو روانہ کیا خافی خاں لکھتا ہی کہ بڑی قدر و منزلت سے میری آؤ بھگت ہوئی اور جنگی قوت کی بہت سی بھڑک دکھلائی گئی خافی خاں نے پرانے پرانے انگریزوں سے سوال و جواب کیا جو بھاری قیمت کے لباس پہنے ہوئے تھے اگرچہ گاہ گاہ اُس سے بہت کھل کھلاکر ہنسے جو ایسے موقع پر شایاں و مناسب نتھا مگر معلوم ہوتا ہی کہ اُنکی تیز فہمی اور عقل و ہوشیاری کا خیال اُسکی طبیعت پر اچھا بندھا انگریزوں نے شکایت کے جواب میں ظاہر ہی کہ یہہ راست بیان کیا کہ بادشاہی جہاز کو قزاقوں نے لوٹا اور اُنکی جوابدہی ہمارے ذمہ نہیں اور جبکہ یہہ سوال کیا گیا کہ تمنے ہمارے بادشاہ کی قلمرو میں اپنے بادشاہ کے نام کا سکا کسلیئے جاری کیا تو جواب اسکا یہہ دیا کہ ہم تجارت پیشوں کو ایسے ایسے مقاموں میں سودا سلف کرنا پڑتا ہی جہاں تمہارے بادشاہ کا سکا جاری نہیں *

حال اوس تصفیہ کا جو اس موقع پر واقع ہوا بیان نہیں کیا گیا مگر اور مورخوں کے ذریعہ سے یہہ دریافت ہوتا ہی کہ انگریزوں نے کسیقدر روپیہ دینے کا اقرار کیا یعنی باہم آشتی ہوگئی *

یہہ بات اچنبھی کی ہی کہ ایسی خفیف معاملہ کو خافی خاں نے بیان کیا جسمیں وہ خود مصروف ہوا تھا اور اون لڑائیوں کے بیان

کو قلم انداز کیا جو سمندر کے دونوں کناروں پر انگریزوں اور عالمگیر کي فوجوں میں واقع هوئي تهیں اور کمپني کي تاریخ میں اونکو بڑي قدر و منزلت کا سمجها گیا خاني خاں نے اون بے هنر مخالفوں کي آیندہ قدر و مرتبه کو بچشم عبرت ملاحظه نکیا که وہ کیسي هنر مند هو جاوینگے *

بارهواں حصه

اورنگ زیب کے جانشینوں کا بیان

پهلا باب

محمد شاه کي تخت نشيني تک

بهادر شاه کا بيان

جونهي که شاهزاده اعظم نے باپ کي سناوني سني تو باپ کے لشکر میں واپس آیا اور ایک هفته کے بعد اپنے باپ کي وصیت پر خاک ڈالکر اپني بادشاهي کي منادي پهروائي *

شاهزاده معظم نے بهائي کي نسبت عمده وجوهات کے بهروسے سہارے شهر کابل میں تاج سلطنت کو سرفرازي بخشي اور بهادر شاه کا خطاب اختیار کیا غرض که بقول آسکے که دو بادشاه درا قلیمے نگنجند دونو مدعي بادشاهوں نے هتیاروں کے ذریعه سے اپنے دعووں کے قیام و استحکام کي طیاریاں کیں اور باوصف اِس کے که سلطنت کا حال بغایت پتلا تها بڑي بڑي فوجیں اکتهي کرکے جنوب آگره کے متصل باهم مقابل هوگئے حاصل یهه که ایسي بڑي لڑائي پڑي که اعظم شاه اور اس کے دو جوان بیٹے مارے گئے اور چهوٹا بیٹا شیر خوار آس کا گرفتار آیا یهه مقتول شاهزاده ایسا مغرور و متکبر تها که آس کے غرور و نخوت سے اکثر سردار آس کے ناراض تهے چنانچه منجمله آن کے اسد خاں اور اُس کا بیٹا ذوالفقار خاں اس کي فوج سے علاحده هوگئے تهے اور لڑائي کا تماشا دیکهتے تهے اور جب که ماه جون سنه ۱۷۰۷ع مطابق ربیع‌الاول سنه ۱۱۱۹ هجري میں لڑائي کا خاتمه هوچکا تو آن دونوں باپ بیٹوں نے اطاعت کا پیغام بهیجا چنانچه بهادر شاه لطف و عنایت سے پیش آیا اور بڑے مرتبه پر آن کو پهونچایا اور علی‌هذالقیاس اعظم شاه کے اور رفیقوں سے

بهي بهي معاملے برتے مگر خاص منعم خاں کے صدق و وفا پر معتمد رہا جو کابل میں بڑا سردار آس کا تہا یہاں تک کہ وهي وزیر اس کا ہوا اور یہہ منعم خاں بهي بڑا لایق فایق اور نہایت نیک نیت اور پاک طینت وزیر تہا اور جو کہ بادشاہ میں سرعت غضب کے علاوہ کوئي عیب و عار نہ تہا تو آس کي تخت نشیني کو رعایا کے بڑے حصے نے بہت مبارک سمجہا جو اورنگ زیب کے تعصبوں اور سخت ضرر رسانیوں سے کسي قدر نجات و تشفي کي متوقع تهي اور یہہ بهاري نقصان آن پر آس کي سینہ زور لڑائیوں کي وجہہ سے عائد ہوتے تهے *

اگرچہ شاہزادہ کام بخش اپني اصل و طبیعت سے خود بین و خود پرست اور درشت طبیعت اور نہایت بد مزاج تہا اور باوصف اس کے آس نے اعظم شاہ کي بادشاهي کو تسلیم کیا تہا اور آسکي جاگیر آس پر مضبوط و مستحکم کي گئي تهي مگر بہادر شاہ کي بادشاهت سے منکر تہا بہادر شاہ نے عنایتوں کي مار مار اور نوازشوں کي بوچہار سے بہت کچہہ چاہا کہ وہ آس کا حامي ہو جاوے مگر کچہہ فائدہ حاصل نہوا یہاں تک کہ آس پر فوج کشي ہوئي اور ایک لڑائي میں جو حیدرآباد کے متصل واقع ہوئي تهي شکست فاحش کهائي اور آسي روز اپنے کاري زخموں کي تکلیف و اذیت کے مارے مر گیا یہہ واقعہ ماہ فروري سنہ ۱۷۰۸ع مطابق ذي قعدہ سنہ ۱۱۱۹ هجري میں واقع ہوا *

دکن کے کاروباروں اور راجپوتوں کا بیان

دکن میں موجود ہونے کے باعث سے بہادر شاہ نے یہہ سوچا بچارا کہ مرہٹوں سے کیا معاملہ برتنا چاہیئے اور اون سے کس طرح پیش آنا مناسب هے اور یہہ وقت وہ تہا کہ آس میں صلح کا کرنا آس وقت کي نسبت زیادہ سہل و آسان تہا جب کہ عالمگیر کے مرنے پر سلطنت کا ڈهچر بگڑ رہا تہا وفات اورنگ زیب کے زمانہ میں ساہو مرہٹوں کا حقدار راجہ مغلوں کي قید میں مقید تہا اور مرہٹوں کي حکومت کا کاروبار آسکے

چنچا راجا رام کی بیوہ تارا بائی کے اہتمام انتظام سے بخوبی جاری تھا
اور وہ بھی سی اپنے شیر خوارہ بیٹے کے نام سے حکومت کرتی تھی اگرچہ
مرہٹے لوگ ایک کام کے سردار کے بہم پہونچانے کی ضرورت سے واسے گڈہ
کی فتح کے پیچھے راجا رام کی تخت نشینی پر مایل ہوئے مگر اُس کے
بھتیجے ساھو کے موروثی استحقاق کو بھولے نہ تھے چنانچہ جب وہ
ضرورت باقی نرھی تو ساھو کے باپ دادے کی گدی کو اُس سے خالی
دیکھنا گوارا نہ کیا اعظم شاہ نے ان دعوی داروں کے قصے تضایوں سے فائدہ
اُٹھانا چاھا اور جبکہ وہ معظم شاہ کے مقابلہ کو جاتا تھا تو ساھو کو آسنے
رھا کیا جو اب جوان ہو گیا تھا اور یہہ اقرار کیا کہ اگر تو اپنے حق پر
قابض ہو گیا تو بہت مناسب شرطوں سے آشتی کی جاویگی یہہ تدبیر
اُس نے ذوالفقار خاں کی صلاح و مشورت سے برتی تھی چنانچہ تدبیر
اُس کی راس آئی اور مرہٹے سردار مختلف گروھوں میں منقسم ہوگئے
اور بجاے اُس کے کہ وہ اپنے دشمنوں یعنے مغلوں کو مغلوب کریں جو
بہت زیادہ مقابلہ کے قابل نرھے تھے خود آپسمیں لڑنے بھڑنے لگے اور ایسے
وقت میں کہ مغلوں کی سلطنت نہایت کمزور اور ناتوان ہوگئی تھی
کسی قسم کا نقصان اُن کو نہ پہونچایا اور جب کہ بعد اُسکے بہادر شاہ
مرہٹوں پر ملتفت ہوا تو ساھو کا غلبہ ملکی نزاعوں میں غالباً معلوم
ہوتا تھا اور ذوالفقار خاں نے جو آج کل بادشاہی عنایتوں کا منظور
نظر تھا یہہ چاھا کہ اورنگ زیب کی پیش کردہ مراعاتوں اور عنایتوں کے
بموجب مرہٹوں سے آشتی کی جاوے مگر منعم خاں نے شرطوں کو
منظور کر کے تارا بائی سے آشتی چاھی اور شرایط مقررہ کا عنایت کرنا
اُسی کے لیئے تجویز کیا چنانچہ انجام اُس کا یہہ ہوا کہ آشتی کے
مقدمہ میں جو خط کتابت ہوئی تھی وہ بالکل ضایع گئی اور وہ سعی
مشکور نہ ہوئی جب کہ بہادر شاہ دکن سے روانہ ہوا تو دکن کی نیابت
ذوالفقار خاں کو عنایت فرمائی مگر جو کہ وہ سردار اپنی حسن لیاقت

کے باعث سے بقول اُس کے که * ای روشني طبع تو بر من بلا شدي * دربار میں حاضر رهنے سے معذور و ماموں نه رہ سکا تو بادشاہ نے اوس کو طلب فرمایا چنانچه ذوالفقار خاں داؤد خاں پني کو جسنے عالمگیر کي لڑائیوں میں آپ کو مشہور و ممتاز کیا تھا اپني جگهه چهوڑ کر روانه هوا اور داؤد خاں نیابت کا کام اس کي جگهه کرتا رها *

داؤد خاں نے ذوالفقار خاں اپنے اعلی افسر کي تدبیروں کا اتباع کیا اور ساهو راجه سے ذاتي عهد نامه ٹهرایا چنانچه اُس نے یهه اقرار کیا که جب تک میں دکن کا نایب رهونگا تب تک دکن کے محاصل سے اِس شرط پر چوتهه دیا کرونگا که ملک کا محاصل میرے لوگ اکٹها کرینگے اور تمهارا دخل و تصرف نهوگا *

یهه انتظام ایسا معقول هوا که آسکي بدولت بهادر شاه کي سلطنت کے آخر تک تمام دکن میں امن امان قایم رها اور بادشاه کے خیالوں کو یهه فرصت هاتهه آئي که اب وه اور جانب کو متوجهه هوویں جهاں آسکي سعي و کوشش کي ضرورت دکن کي نسبت کچهه کم نه تهي چنانچه جب وه کام بخش کے دبانے کو جاتا تها تو آسنے راجپوتوں سے تصفیه کرنا چاها تها اور اودےپور کے راجه سے عهد نامه کیا تها جسکے ذریعه سے وه ملک آسکو واپس دیا جو آس سے چهینا جهپٹا گیا تها اور وهاں کي مذهبي رسموں کو ویساهي جاري کیا جیسي که اکبر کے عهد دولت میں جاري ساري تهیں اور راجه کو اس پابندي سے آزادي بخشي که دکن کي لڑائیوں میں فوج کي مدد دیا کرے بلکه حقیقت میں خود مختاري آس کو بخشي اور نام کي اطاعت باقي † رکهي بعد آس کے مارواڑ کے راجه اجیت سنگهه سے آنهیں شرطوں پر عهد نامه کیا مگر امدادي فوج کي اطاعت کو قایم رکها اور جیپور کے راجه جے سنگهه پر بڑي کڑي کڑي شرطیں لگائیں اور وجهه آس کي یهه تهي که اُس راجه نے اگرچه

† کرنیل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ایک صفحه ۳۹۵

خود مختاري کا دعوی نه کیا تها مگر حال کي ملکي لڑائي میں اُسکے مخالف یعنے اعظم شاه سے موافق هو گیا تها چنانچه اُسکي دارالریاست میں سپاهیوں کا ایک بڑا گروه اپنا چهوڑا اور اُس امدادي فوج کي حکمراني اُس سے متعلق تو کي جو بادشاهي فوج کے همراه گئي تهي مگر معلوم هوتا هی که اُس کي خاص ریاست میں تمام اختیار اُسکا ضبط کیا تها اور جب که یورش کے زمانه میں بادشاهي فوج نربدا پر پهونچي تو اجیت سنگهه بهي کسي وجهه سے ناراض هو گیا تها یہاں تک که یهه دونو راجے اپني اپني فوجیں لیکر الگ هو گئے اور بهادر شاه کے مقابله پر متفق هوئے اور جوں هي که دکن کا قصه کام بخش کے مرنے پر طے هوچکا تو بهادر شاه نے ان راجاؤں کے اتفاق توڑنے پر التفات اپنا مصروف کیا مگر راجپوتوں کي مملکت میں اب تک نه پهونچا تها که ناگاه اُس کو یهه پرچا لگا که سکهوں نے سهرند پر قبضه کیا اور پنجاب کا ایسا حال سنا که اُسکو راجپوتوں کے مقدمه میں مجوزه تدبیر کي تعمیل و تکمیل کي فرصت نه ملي † *

حالات مذکوره بالا کے لحاظ سے بادشاه نے راجپوتوں سے آشتي چاهي مگر راجپوتوں کي فریبي چالوں کا کهتکا مانع مزاحم هوا چنانچه خود نگیا بلکه اپنے بیٹے عظیم‌الشان کو دونوں راجاؤں سے ملاقات کے لیئے ایک مقام معین پر جانے کو روانه کیا جو بادشاهي فوج کے رسته پر واقع تها اور وه راجه اپني فوجوں سمیت وهاں موجود هوئے غرض که ساري درخواستیں اون کي منظور کي گئیں اور غالباً اون کو بهي ایسي معقول صورتوں میں چهوڑا گیا جیسیکه اودے پور والے کو چهوڑا تها یهه آشتي سنه ۱۷۱۹ع مطابق سنه ۱۱۲۱ هجري میں واقع هوئي *

---

† سکاٹ صاحب کا ترجمه سرگذشت ارادت خاں صفحه ۵۸ اور ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد دو صفحه ۷۷

سکھوں کے فسادوں کا بیان

سکھوں کي قوم جن پر بادشاہ نے بضرورت فوج کشي کي تھي وہ اصل و حقیقت میں ایک مذهبي فرقہ تھا اور اُس زمانہ میں قوم اُنکي بنتي جاتي تھي اور همارے وقتوں میں هندوستان کي ریاستوں میں سے بڑے جاہ و جلال اور شان و جمال کو پہونچي *

بنیاد اِس فرقہ کي گرو نانک نے ڈالي تھي جو پندرھویں صدي کے آخر میں بڑي تیپ ٹاپ سے نمایاں هوا اور سائیں کبیر کا چیلا تھا اگرچہ هندواني توحید کا قایل تھا جس میں پیغمبروں کا واسطہ مانا نہیں گیا مگر خاص اُسکا مسئلہ یہہ تھا کہ سارے مذهبوں کو گوارا رکھنا اور کسي سے مذهبي پرخاش نکرنا عین صواب هی اور یہہ بھي قول اُس کا تھا کہ خداتعالی کو پوجنا تو فرض و لازم هی مگر طریقوں کي حفظ و مراعات چنداں ضروري نہیں اور هندو مسلمانوں کي پرستش خدا کے نزدیک مساوي هی † اس مذهب کے خلاصہ سے جو صلح کل کا مضمون هی یہہ پوري توقع تھي کہ اهل و اتباع اُس کے تمام انسانوں سے امن و امان میں رهینگے مگر منجملہ مسلمانوں کے ایسے لوگوں کو یہہ نیافي جوانمردي اور مرنجا و مرنجان کا مضمون نہایت ناپسند هوا جو بغایت متعصب اور کمال متعسف تھے چنانچہ جب یہہ فرقہ ایک صدي سے زیادہ چپ چپاتے ترقي پکڑتا گیا تو مسلمانوں کو رشک و حسد پیدا هوا یہاں تک کہ اس فرقہ کا گرو اکبر بادشاہ کے سال انتقال کے اندر اندر سنہ ۱۶۰۶ میں مارا گیا ‡ اور جوں هي کہ یہہ ستم واقع هوا تو وہ فرقہ ایسے بے نفس لوگوں سے جو کسي کے ضرر کو گوارا نرکھیں اور امن و امان کو پسند کریں ایسی نڈر لڑاکا بنگئے جو دین کي بات پر جان کھونے

---

† پرونسر ولسن صاحب کا بیان مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحہ ۲۳۳

‡ سرجان مالکم صاحب کا بیان مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد گیارھویں صفحہ ۲۱۲

کو نظر اپنا سمجھیں چنانچہ آنھوں نے گرو ہرگوبند کے وقتوں میں جو آن کے مقتول گروکا بیٹا تھا ہتھیار باندھکر انتقام کے لینے پر کمر باندھی گرو ہرگوبند نے ظالموں کی نفرت حقارت اور اپنی ایسی طبیعت کے زور شور سے جو انتقام لینے پر بہت مائل تھی آنکو مستعد و آمادہ کیا غرض کہ جب وہ علانیہ مغلوں کی سلطنت کے دشمن ہوگئے تو لاہور کے گرد و نواح سے سکھوں کو خارج کیا گیا جہاں آج تک آن کا بڑا ٹھکانا تھا یہاں تک کہ شمالی پہاڑوں میں پناہ جوئی پر مجبور ہوئے † اگرچہ وہ لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے مگر مسلمانوں سے مخالفت کیئے گئے اور اپنی جنگی عادتوں کو جب تک جاری رکھا کہ سنہ ۱۶۷۵ ع میں گرو ہرگوبند کا پوتا جو نانک سے سلسلہ میں دسواں گرو ہوتا تھا اُس کی گدی پر بیٹھا اسی گرونے پہلے پہل یہہ تجویز کی کہ سکھوں کی مذہبی جماعت کو سپاہیانہ جمہوری سلطنت بناوے چنانچہ اُس نے اپنے ارادے کو ایک یونانی مقنن کے طور طریقوں پر پورا کیا گروگوبند نے اپنے لوگوں کی تعداد بڑھانے کی غرض سے ذات و قوم کا امتیاز آٹھایا چنانچہ مسلمانوں اور برھمنوں اور چنڈالوں کو جو جو لوگ اُس کے مرید و معتقد ہوئے برابر تسلیم کیا اور آن کے اتحاد و اتفاق کے لیئے ایک طرح کا پیرایہ اور خاص خاص طور و طریقے مقرر کیئے جنکے ذریعہ سے تمام اتباع اُس کے جہان کے لوگوں سے ممتاز ہوئی یہہ قاعدہ ٹھہرایا کہ ہر مرید اُسکا اپنے روز ولادت سے یا روز ارادت سے سوگندی سپاہی بنارھے اور کسی نہ کسی طرح ہمیشہ پاس اپنے لوھا رکھے اور نیلے کپڑے پہنے اور داڑھی اور سر کے بالوں کو بڑھنے دے اور بدن کے کسی بال کو الگ نکرے *

ہندوؤں کے دیوتوں کی تعظیم اور برھمنوں کا ادب قایم رکھا اور گاؤکشی کی سخت ممانعت کی اور کھانے پینے کی تفریق و ممانعت

---

† سرجان مالکم صاحب کی تاریخ کا صفحہ ۲۱۴

کو موقوف کیا اور پرستش کے معمولی طریقے چھوڑے اور سلام کا نیا ڈھنگ نکالا اور شادی غمی کے جلسوں میں نئی نئی رسموں کو رواج دیا † غرض کہ یہہ تبدیل ایسی موثر پڑی کہ باوصف اس کے بہت سی خصوصیتیں متروک ہوگئیں اب بہی اُن کی چال ڈھال میں ایسی بو باس پائی جاتی ہی جیسے کہ هندوستان کی اور اصلی قوموں سے مترشح ہوتی ہی چنانچہ دراز قامت اور دبلے چہریرے اور باوصف شمالی قوم ہونے کے گندم گوں اور چابک سوار اور توڑہ دار بندوق کے دھنی ہوتے ہیں اور سب لوگ اُن کے اب بہی سپاہی تو ہیں مگر دینی حرارت باقی نہیں اگرچہ طور طریق اُن کے معقول نہیں مگر اکثر خوش مزاج اور صحبت کے قابل اور ہر قسم کے لطف و لذت پر مایل ہیں *

گرو گوبند کے وقتوں میں رنگ ڈھنگ اُن کے مختلف تھے چنانچہ وہ لوگ اُس وقت میں دین و مذہب کی حرارت اور دین کے مخالفوں سے نفرت حقارت رکھتے تھے اور اپنے معاملہ کی ترقی کامیابی کی غرض سے ہر کام میں پڑنے اور ہر طرح کی مصیبت اٹھانے پر آمادہ رہتے تھے مگر اُن تدبیروں کی تکمیل و تعمیل کے لیئے تعداد اُن کی کافی وافی نہ تھی جو مسلمانوں کی پاداش و تدارک کی غرض سے سوچی بچاری تھیں چنانچہ جب مدت کے قصے قضایوں کے بعد گرو گوبند کا یہہ حال ہوا کہ اُس کے قلعے چھن چھنا گئے اور ماں اور جورو بچے اُس کے گردن مارے گئے اور کچھہ اتباع اُس کے کام آئے اور تھوڑے سے زخمی ہوگئے اور بعضے ہمت ہار کر بیٹھہ رہے تو عقل اُسکی بوڑہی ہوگئی اور بات اُس کی بگڑ گئی اور اب وہ ایسا بودا ہوگیا تھا کہ اُس کو مغلوں کی قلمرو میں بلا تکلف داخل ہونے کی اجازت

---

† سرجان مالکم صاحب کا بیان مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد گیارھویں صفحہ ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۸۳ و ۲۸۸

دیگئی اور مقام نادیر واقع دکن میں ایک ذاتی دشمن کے هاتھہ سے مارا گیا † *

اگرچہ بعض وقتوں میں یہہ بات بجاے خود ممکن هی که کسی سر سبز مذهب کی بیخ و بنیاد اوکھاڑی جاوے مگر وقوع اُس کا ایک بڑی مدت کے مستقل زور و ظلم سے متصور هوتا هی اور یہہ بات مغلوں کی سعی و کوشش سے اِس لیئے ممکن نه تھی که اُن کی خاص قلمرو میں شور و فساد کے هنگامے برپا رهتے تھے اور حکومت نہایت کم زور هوگئی تھی *

مغلوں کے زور و ظلم سے سکھوں کی دینی حرارت دوگنی مشتعل هوئی اور اُن کے دلوں میں انتقام کا ارادہ گھرا بیٹھا اور بڑے غیظ و غضب سے نمایاں هوا چنانچہ وہ لوگ ایک نئی سردار بندو نامی کے تحت حکومت هوکر جس نے جنم سے سادہ سنتونمیں پرورش پائی تھی اور مزاج کا سفاک اور نہایت دلیر و دلاور تھا اپنے اپنے گھروں گوشوں سے نکلے اور پنجاب کے مشرق کو پایمال کیا اور جہاں جہاں اُن کا قدم گذرا وهاں ایسی ایسی بے رحمیاں برتیں جو کانوں سنیں نه آنکھوں دیکھیں مسجدوں کو مسمار کیا اور ملاؤں کو گردن مارا اور اُن کے غیظ و غضب کو اصول مذهب کی مراعات اور عورت بچوں کا ترس اور بڑے بوڑھونکا ادب نه روک سکا غرض که بڑی سنگدلی بیرحمی سے شهروں کو برباد کیا اور شهر والوں کو هلاک کیا یہاں تک تازہ مردوں کو اُن کی قبروں سے نکال کر گوشت اُن کا چیل کووں کو کھلایا *

بڑا مقام اِن زور ظلموں کا وہ سہرند تھا جس کے حاکم کو ایک قایم لڑائی میں سکھوں نے شکست فاحش دیکر اُس پر قبضہ کیا ایسی ایسی

† سرجان مالکم صاحب کا بیان اور فارسٹر صاحب کا سیاحت نامہ صفحہ ۲۶۳ اس مورخ نے بیان کیا کہ گرو گوبند مغلوں کی ملازمت میں تھوڑی سی فوج کا حاکم هوگیا تھا اور اسبات کو خانی خاں نے استحکام دیا

تباهیاں تمام اُن ملکوں میں واقع ہوئیں جو ستلج اور جمنا کے مشرق میں واقع ہیں جن میں سے سکھہ لوگ گذر کر سہارنپور تک پہونچے تھے چنانچہ جب خاص خاص مقاموں کے حاکموں نے لاگ ڈانٹ اُنکي کي تو اودھیانہ اور پہاڑوں کے درمیان اُس ملک میں چلے گئے جو ستلج کے بالائي حصہ کے کنارے پرواقع ہیں معلوم ہوتا ہی کہ یہہ ملک اُس زمانہ میں اُن کا بڑا ٹھکانہ تھا اور وہ ملک اُن کي حالت کے لیئے اس لیئے مناسب تھا کہ جب کشادہ ملکوں کے چھوڑنے پر مجبور ہوتے تھے تو کمال آساني سے وہاں چلے جاتے تھے اِس موقع پر بہت دنوں تک پہاڑوں میں چھپے نرھے چنانچہ آیندہ یورشوں میں تاخت تاراج کو بڑي فراخي بخشي اور ملکونکو ایسي بڑي وسعت سے لوٹا کہ ایک جانب کو لاھور کے قرب و جوار تک اور دوسري جانب کو خاص دلي تک خاک سیاہ کیا † *

غارتگریوں مذکورہ بالا کے وقوع سے بہادر شاہ کو بذات خود مقابلہ کرنے کي ضرورت پڑي چنانچہ اُس نے بہت جلد اُنکو اُن کي حدوں کے اندر بھگایا اور پہاڑوں سے پناہ جوئي پر مجبور کیا مگر باوجود اِس کے مطیع و محکوم اُس کے بخوبي نہوئے گو اُن کے لیئے بڑي بڑي کوششیں برتي گئیں اور جب کہ بقدر مجبور ہوکر کسي قلعہ میں پناہ گزیر ہوا تو باد شاہ نے صرف قحط کي امداد و اعانت سے فتح کي توقع کي چنانچہ پورا محاصرا کیا گیا اور ایک مدت اُس میں صرف ہوئي اگرچہ سکھوں نے بھوک پیاس کي سختیاں اُٹھائیں اور بہت سے بھوکے پیاسے مرگئے مگر اُس قلعہ کي حفاظت کیئے گئے اور جب کہ مقابلہ سے مایوس ہوئے تو سخت مایوس ہوکر قلعہ سے نکلے اور جان توڑکر ٹوٹ پڑے

† سکھوں کا سہارنپور تک پہونچنا سرجان مالکم صاحب اور فارسٹر اور خافي‌خاں تینوں کي تاریخوں سے لیا گیا اور باقي آیندہ حالات اُن کے صرف خافي‌خاں کے بیان سے لیئے گئے

چنانچه اِس دلیرانه مهم میں بہت سے سکھہ کام آئے اور مسلمانوں نے بلا آیندہ مقابلہ کے قلعه پر قبضہ کیا منجمله اُن کے ایک آدمي کو جو سردار اُن کا معلوم هوا اور آسنے اپنی اِمتیاز و شهرت میں هر قسم کي جد وجہد اُنتہائي تھي گرفتار کرکے بڑي دهوم دهام سے بادشاہ کي خدمت میں روانه کیا اور جبکه وہ بادشاہ کے لشکر میں داخل هوا تو چهان بین کے بعد اُس کي یہه حقیقت دریافت هوئي که وہ ایک چیلا هي جسنے اپنے گرو کي حفظ حراست کي نظر سے جان اپني گنواني منظور کي اور عین دهاوے کے وقت اپني جان بچاکر بندو بھاگ گیا اگرچه بادشاہ کو اُس چیلے کي جانثاري اور وفاداري سے نہایت حیرت هوئي مگر یہه جوانمردي نکي که جان اُسکي بخشدے بلکه اُس اسیر پنجه بلا کو لوهے کے پنجرے میں بند کرکے دلي کو روانه کیا *

بعد اُسکی بادشاہ اُن کي تاک جهانک اور اُن کي غارتگري کي روک تهام کي غرض سے لاهور میں واپس آیا مگر یہه مطلب پورا پورا حاصل نہوا تها که بہادر شاہ اپني عمر کے اِکتهرویں برس قمري اور سلطنت کے پانچویں برس ماہ فروري سنه ۱۷۱۲ ع مطابق محرم سنه ۱۱۲۴ هجري میں جہان فاني سے گذر گیا تو سکهوں نے پهر غلبه پکڑا *

بهادر شاہ کي وفات پر یہه معمولي نتیجه مترتب هوا که اُسکی بیٹوں میں تخت نشیني کي بابت قصی قضائی قایم هوئي چنانچه بڑے بیٹی کي نالیاقتي سے جو بعد اُسکی جہاندار شاہ کے نام سے پکارا گیا دوسرے بیٹی عظیم الشان کو بڑي فوقیت حاصل هوئي اور جوکه ساري فوج اور اکثر امیروں نے اُسکي اعانت کي تو یہي معلوم هوا که اُسکو اپنے حریفوں پر وہ سبق و فوقیت حاصل هے جسکا مقابله متصور نہوگا *

اُسکے تینوں بھائیوں نے اپنے فائدوں کي نظر سے باهم اتفاق کیا چنانچه وہ غالب آئی اور عظیم الشان ناکام رها اگرچه ذوالفقار خاں کے سمجهانے بوجهانے اور اُسکی جهوٹے جهوٹي وعدوں کے باعث سے جسکو

لگانے بجھانے کا اور سازش کرنیکا شوق ذوق اب تک چلاجاتا تھا جیسے کہ پہلے وقتوں میں پیش نظر رہتاتھا آن کے آپس میں چندے باہم اتفاق رہا اور وہ بھي تھوڑے دنوں کے واسطے تھا اِس لیئی کہ عظیم الشان کي شکست اور وفات تک باقي رہا مگر تھوڑے دنوں بعد آپس میں دوبھائي مخالف ھوئے اور جب ایک بھائي نے دوسرے بھائي پر فتح پائي تو تیسرے بھائي نے فیروز مند بھائي پر روز فتح سے اگلي صبح کو حمله کیا مگر میدان میں مارا گیا اور جب کوئي وارث نرھا تو بقول آس کے کہ هنرمنداں بمیرند و بے هنراں جاے ایشاں گیرند جہاندار شاہ بلا تکرار و حجت تخت نشین ھوا یہہ واقع مئي یا جون سنه ۱۷۱۲ ع مطابق جمادي الاول سنه ۱۱۲۴ ھجري کو وقوع میں آیا *

جہاندار کي سلطنت کا بیان

جب که جہاندارشاہ تخت پر بیٹھا تو ذوالفقار خاں کو وزیر اپنا مقرر کیا اور وجہہ اُس کي یہہ تھي که اُس مختار ولایق سردار نے مذکورالصدر قصه کے زمانه میں جہاندار شاہ کي اعانت کي تھي اور اِس اعانت کي وجہہ یہہ تھي که اُس شاہزادہ کي خراب عادتوں اور برے کوتکوں سے یہہ سمجھا تھا که ایسے نوي وزیر کے هاتھوں میں بطور ایک چلتي پھرتي کل کے رهني کے لیئی نہایت مناسب ھے چنانچه مراد آس کي پوري ھوئي اور آغاز کار سے اوسنے حکومت میں دخل و تصرف کرنا شروع کیا اور خود بادشاہ سے بغرور نخوت پیش آیا اگر جہاندار شاہ ایسا هوتا که اپني جہالتوں حماقتوں سے اپني قدر و منزلت کو خاک مذلت میں نه ملاتا اور اپني پیاري معشوقه کے رشته داروں کي مراعات و مروت نکرتا اور اپنے امیروں کو نه بگاڑتا تو ذوالفقارخاں کو یہہ جرات نہوتي که وہ بے ادائي سے پیش آتا یہہ بادشاہ ایک بیسوا پر مرتا تھا اور اوسکي خاطر سے اوسکے رشته داروں کو جو ذلیل حقیر اور رذیل و فرومایه تھے بڑے بڑے عہدوں پر معزز و ممتاز کیا تھا اور خاندانی

شریفوں اور پرانے امیروں کو محروم رکھا تھا علاوہ اوس کے اون کم ظرفوں نے ایسي اوبلتي چاتی تھي که امیروں سے کبھ ادائي کرتے تھے اور طعن و تشنیع سے پیش آتے تھے اور بادشاہ کي جانب سے روک توک اون کي نہوتي تھي اگرچہ اِن ناشایستہ حرکتوں سے امیر اوس کے متنفر ہوئی اور اوس کي اعانت سے طرح دیگئی مگر ذوالفقار خاں کے ظلم و غرور کو بھي اوتھا نسکے جو اب ہر پایہ کے لوگوں سے برتا جاتا تھا اگر سب لوگوں کا اِلتفات ایک بیروني خطرہ پر مائل نہوتا تویھي غالب تھا که وہ امیر اپني نارضامندي اور دلگرفتگي کي ضرورت سے بغاوت پر علانیہ آمادہ ہو جاتے *

جہاندار شاہ نے پہلے پہل یہہ برا کوتک کیا که بادشاهي نسل کے شاهزادوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرایا اور منجمله اون شاهزادوں کے جو اوسکے زور ظلم سے محفوظ و مامون رہے فرخ سیر عظیم الشان کا بیٹا تھا جو بہادرشاہ کے مرتے دم بنگاله میں موجود تھا یہہ شاهزادہ بہادرشاہ کے انتقال اور اپنے باپ کي تباهي کے بعد ـ سید حسین علي خاں سے ملتجي ہوا اور اوسکي وفاداري اور رفاقت و شفقت کا دامن پکڑا جو صوبہ بہار کا حاکم اور اوسکی باپ کا بڑا رفیق تھا چنانچہ حسین‌علیخاں نے اوس کے مقدمہ میں تائید اور اوسکی فروغ و ترقي کي تدبیر کي اور اپنے بھائي عبدالله خاں حاکم الهآباد کو بھي سمجھا بوجھا کر فرخ سیر کا حامي بنایا حاصل یہہ که فرخ سیر نے ان امیروں کي امداد و اعانت سے ایک فوج الهآباد میں فراهم کي اور جو فوج اوسکے دبانے کو جہاندارشاہ نے روانه کي تھي اوسکو مار پیٹ کر پچھلے پیروں بھگا دیا اور رفته رفته آگرہ کے قرب و جوار تک پہونچا جہاں جہاندار شاہ اور ذوالفقار خاں کے ستر ہزار آدمیوں سے مقابله پیش آیا یکم جنوري سنه ۱۷۱۳ع مطابق ۱۵ ذي‌الحجه سنه ۱۱۲۴ هجري کو ایسي کڑي لڑائي پڑي که دونوں فریق اچھي طرح سے توٹ کر لڑے اور حسین علیخاں فرخ سیر کا حامي عین

میدان میں مردہ سمجھہ کر چھوڑا گیا مگر انجام اسکا یہہ ہوا کہ باغیوں کو کامیابی نصیب ہوئي اور بادشاہ بھیس بدلکر دلي کو بھاگا اور ذوالفقار خاں باقی فوج اپني لیکر دلي کو چلتا ہوا اور جبکہ بادشاہ دلي میں پہونچا تو اسد خاں والد ذوالفقار خاں کے گورمیں بے تکلف چلا گیا اسد خاں پرانے پاپي نے اُسکو نظر بند کیا اور جب ذوالفقار خاں آیا تو اُسکو سکھا پڑھا کر اسبات پر راضي کیا گو وہ پہلے پہل آسپر راضي نہوا تھا کہ اپنی اولوالعزمي کي کل یعني جہاندار شاہ سے کنارہ کش ہوکر اُسکو نئي بادشاہ کے حوالہ کرے اور پرانے بادشاہ کے خون کے وسیلہ سے نئي بادشاہ سے آشتي حاصل کرے *

جبکہ فرخ سیر دلي کے قریب آپہونچا تو دونوں باپ بیٹے حصول ملازمت کے واسطے حاضر آئے اور اپنے آقاے بدبخت کو بطور نذر و تحفہ کے پیش کیا حاصل یہہ کہ فرخ سیر نے اسد خاں کي جان بخشي کي اور ذوالفقار خاں اُسکے بیٹے کو تمام عمرکي دغابازي اور خود کامي کے پاداش و تدارک میں جانسے مارکر اس قابل نرکھا کہ بادشاہي ڈیرون سے صحیح سلامت گھر کو چلا جاوے اور اُسکے آقاے بدبخت کو بھي اُسي دن یعني چہارم فروري سنہ ۱۷۱۳ع مطابق ۱۷ محرم سنہ ۱۱۲۵ ھجري کو قتل کرایا اور بعد اُسکے اور بہت سے لوگوں کو بھي گردن مارا *

فرخ سیر کي سلطنت کا بیان

جیسا کہ قیاس کا مقتضی تھی کہ فرخ سیر کي تخت نشیني سے اُس کے حامیوں اور مطیعوں کو بڑے بڑے مرتبي حاصل ہوئي ہونگے ویساھي ظہور میں آیا چنانچہ حسین علیخاں کا بڑا بھائي عبداللہ خاں وزیر اُسکا مقرر ہوا اور حسین علیخاں نے امیرالامرائي کے عہدہ پر سرفرازي پائي جو ساري سلطنت میں دوسرے درجہ کا عہدہ تھا یہہ دونوں بھائي اُن سیدوں کے بڑے معزز خاندان میں سے تھے جو بارھہ میں بستے تھے اور اپني اصل و سرشت کے باعث سے یہي دونوں بھائي سیدوں کے نام سے ہندوستان میں مشہور و معروف ہوئے *

ان دونوں سیدوں کو اپني سعي و خدمت کے معاوضه اور اس امداد و اعانت کے بدله اور بادشاه کي دوں همتي اور بڑي نیازمندي اور تضرع و زاري سے جسکو اُسنے استعانت کے وقتوں میں برتا تها یهه قوي توقع اور بہت بڑي امید تهي که فرخ سیر کي تخت نشیني پر تمام حکومت کا اختیار اپنے هاتهوں میں هوگا اور بادشاه اپني نمود و نمایش اور درستي و آرایش میں مصروف رهیگا اور مال و دولت کي دهش اور قدر و منزلت کي بخشش میں اسقدر اختیار آسکو دیا جاریگا که وه اپنے عزیزوں اور دوستوں کو راضي کرسکے مگر اس انتظام سے نه فرخ سیر راضي هوا اور نه دوست آسکے خوش هوئے ڈهاکه واقع بنگاله کا قاضي بادشاه کا بڑا معتمد تها جسکو بادشاه نے میر جمله کا خطاب عنایت فرمایا تها اگرچه یهه قاضي بڑي لیاقت کا آدمي نتها مگر اپنے تنگ حوصلوں اور چهوٹے ارادوں کا مستقل تها اور یهه بات آسکي فرخ سیر کي ایسي کم ظرف طبیعت پر حاوي هونے کے شایاں و مناسب تهي جو بڑے بڑے منصوبے تو درکنار چهوٹے چهوٹے ارادوں میں بهي مضبوط و مستقل نتهي بشوطیکه کوئي امداد اوسکي نکرے بادشاه کو اوس حکومت پر رشک و حسد کا کهانا کوئي بڑا کام نتها جسکے انصرام و اهتمام کي لیاقت خود اوس میں موجود نتهي اور سیدوں کي متکبرانه چال ڈهال سے اونکي ضد و مخالفت کي راه چلنے کے لیئے معقول وجهه هاتهه آئي *

پوشیده مجلسوں میں پہلے پهلي یهه تدبیر اوس نے سوچي که اونکي زور قوت کو بانٹ چونٹ کر گهٹانا چاهیئے چنانچه اس غرض کي تکمیل کے لیئے حسین علیخاں کو مارهواڑ والے اجیت سنگهه کے مقابله پر روانه کیا اور جبهي یهه پیغام اوسکے پاس پوشیده بهیجا که کوئي بات اس سے زیاده ما بدولت کو مقبول و مرضي نهیں که تم حسین علیخاں کا سخت مقابله کرو مگر اس لیئے که حسین علیخاں نے یهه سمجهه لیا تها که بہت دنوں تک لڑائي میں مصروف رهنا اور دربار سے غایب هونا بڑے اندیشه

کي بات هی تو اوسنے شرایط پیش کردہ راجه پر کچهه حجت نکي اور
لڑائي کو طول ندیا اور جبکه راجه نے مراد اپني پوري دیکهي تو بادشاه
کي منفعت کے لیئے نقصان اپنا گوارا نکیا اور بهکاني آپ میں نه پڑا غرض
که راجه سے ایسي شرطوںپر آشتي پیدا کي که بظاهر بادشاه کے حق میں
عزت و حرمت کے مفید تهیں یعني راجه نے اقرار کیا که تیرے همراه
اپنے بیٹے کو دلي کے دربار میں روانه کرونگا اور بادشاه کو ڈولا دونگا *

جبکه حسین علیخاں دلي کو واپس آیا تو درباري لوگوں کي باهمي
نااعتمادي زیاده هوئي اور جیسا که بادشاه استقلال همت اور کمال عقل
سے معرا تها ویسا هي ایمان و غیرت سے بهي مبرا تها اور اسلیئے وه ایسا
پیٹ پاپي تها که اوسکي طرفسے محفوظ و مطمئن رهنا بغایت دشوار
تها *

غالب یهه هی که بخشه وجوهات اور عمده علامات سے سیدوں نے
یهه تیاس کیا تها که همارے مخالفوں نے هماري جان و مال کا اراده
کیا چنانچه اُنهوں نے اپنے محلوں کے اس پاس اپني فوجوں کو جمایا
اور دربار کا جانا چهوڑا بعد اُسکے جب بادشاه کي نوبت آئي تو وه پریشان
و مضطر هوا اور مختلف فریقوں کے نهایت سامانوں سے خود دارالسلطنت
کو پریشاني حاصل هوئي اور کوئي علاج اُسکے سوا‌ے باقي نرها که ابهي
جهگڑا قایم کیا جاوے یا نامرد اب مردوں کي اطاعت کریں غرض که بادشاه
کو سمجها بوجها کر یهه اجازت حاصل کي که قلعه مبارک جس میں
خاص بادشاهي محل بهي واقع تها سیدوں کے پهره میں رہے علاوه اُسکے
خود سید بهي شرایط آشتي کے تصفیه کے لیئے حاضر آئے چنانچه یهه قرار
پایا که میر جمله بهار کا حاکم مقرر کیا جاوے اور دربار میں رهنے نپاوے
اور عبدالله خاں سے وزارت متعلق رہے اور حسین علیخاں دکن کي
حکومت قبول کرے اور فی‌الفور اپني فوج اوٹهاکر اُس دور دراز صوبه کو
چلا جاوے *

جب که بظاهر اتفاق هوگیا اور امن امان قایم رها تو بادشاہ کا بیاہ راجه اجیت سنگهه کي بیتي کے ساتهه ایسي دهوم دهام سے رچایا گیا که ویسي کرو فر اینک کسي بیاہ میں نهوئي تهي اور راجه اجیت سنگهه نے اپني خود مختار ریاست میں بیتهے بیتهے عین دارالسلطنت میں بات اپني بني هوئي دیکهي جهاں سے عالمگیر کے ظلم و تعدي سے عهد طفولیت میں جان اپني بچاکر بهاگا تها *

بعد اُسکے ماہ دسمبر سنه ۱۷۱۵ ع مطابق ذي‌الحجه سنه ۱۱۲۷ هجري میں حسین علیخاں دکن کو روانه هوا مگر یهه بات اپنے جي میں خوب سمجهه چکا تها که اپني غیر حاضري میر جمله کي حاضري کا ذریعه هوگي چنانچه رخصت کے وقت بادشاہ سے اُس نے یهه گذارش کي که اگر خدا نخواسته میرے بهائي کي حکومت میں کسي قسم کا رخنه پڑیگا تو خبر کے پهونچنے سے تین هفتوں کے اندر اندر فوج سمیت آپ کي خدمتگذاري کو حاضر هونگا *

حسین علیخاں کي مصروفي کے واسطے لڑائي کے معمولي اتفاقوں پر بادشاہ نے کفایت نه کي بلکه داؤد خاں پني سے ملتجي هوا جو اپنے تهور و شجاعت سے چار دانگ هندوستان میں مشهور و معروف تها اور دکن کي کهانیوں اور کهاوتوں میں اب تک یاد بود اُس کي باقي هے حال اُس کا یهه تها که فرخ سیر کي تخت نشیني کے بعد گجرات کے صوبه پر منتقل کیا گیا تها اور اُس صوبه پر خاندیس کا صوبه بڑهایا گیا تها داؤد خاں کي گرمجوشي حسین علیخاں کے مقابله میں اِسلیئے بهروسے کے قابل تهي که وہ ذوالفقار خاں کا خواجه تاش اور پرانا رفیق تها اور حسین علیخاں ذوالفقار خاں کي بربادي کا ذریعه هوا تها غرض که خفیه خفیه داؤد خاں کو یهه هدایت کي گئي که خاندیس کے صوبه میں فی‌الفور جاوے اور جسقدر فوج اکتهي کرسکے همراہ اپنے لیجاوے اور علاوہ اس کے مرهتوں اور دکن کے رئیسوں کو حسین علیخاں کے مخالف

بنانے میں رعب داب اپنا برتے اور حسین علیخاں کے ساتھہ مل جاکر
کوشش کرنے کے حیلہ سے اُس کی بربادی کو پورا کرے اور جب موقع
پاوے تو سب کاموں سے اُس کی تباہی کو مقدم سمجھے مگر احکام
مذکورہ بالا کے بجا لانے میں داؤد خاں نے وہ طریقہ برتا جو اُسکی مشہور
خصلت کے مطابق و موافق تھا چنانچہ بلکلف اُسنے حسین علیخاں
سے بگاڑی اور علانیہ دشمن سمجھہ کر اُس کے مقابلہ کو چلا اور بہت جلد
اُس مقابلہ کو میدان کی زور آزمائی پر پہونچایا غرض کہ ایسی تندی
تیزی سے حملہ کیا کہ حسین علیخاں کی فوج ادھر اودھر ہونے لگی اور
پراگندگی پھیل گئی اور داؤد خاں نے اپنے بھائی بندوں میں سے تین سو
تیر والے سورما جوانوں کو انتخاب کیا اور خود حسین علیخاں
کی جانب کو سیدھا دوڑا حسب اتفاق ایسے گھمسان کے وقت میں جو
تصفیہ کی گھڑی تھی داؤد خاں کے سر میں گولی لگی چنانچہ گولی کے
لگتے ہی وہ زمین پر گرا اور اُس کے گرتے ہی لڑائی کا پاسا پلٹ گیا اور
جوں ہی کہ اُس کی بی بی نے جو ایک رانی تھی اور خاندیس سے
همراہ اُس کے آئی تھی خاوند کی سناونی سنی تو فی الفور اُس نے
پیش قبض اپنے پیٹ میں مارا اور اپنی جان کو ہلاک کیا یہہ واقعہ سنہ
۱۷۱۶ع مطابق سنہ ۱۱۲۹ ہجری میں واقع ہوا *

بعد اُس کے مرهٹوں کے مقابلہ پر حسین علیخاں روانہ ہوا اور
بادشاہ کے ذمہ جسکی بدولت یہہ مقابلہ اُس کو پیش آیا کوئی الزام
نہ لگایا † اور اُسی زمانہ میں اُن نزاعوں کے باعث سے جو بہت دنوںسے
مسلمانوں میں چلے آتے تھے سکھوں کو زور قوت کے جمانے اور جمعیت
کے بڑھانے کا موقع ہاتھہ آیا چنانچہ بندہ کنج و گوشہ سے نکلا اور بادشاہی
فوج کو شکست فاحش دیکر پہلے کی نسبت ہموار ملکوں کو بڑے

---

† بیان مذکورہ بالا سیرالمتاخرین اور سکاٹ صاحب کی تاریخ دکن سے لیا گیا
جنھوں نے خافی خاں سے نقل کیا

غیظ و غضب سے لوٹ کھسوٹ کر خاک سیاہ کیا یہاں تک کہ ایک فوج
اُس کے مقابلہ پر عبدالصمد خاں کے زیر حکومت بھیجي گئي چنانچہ
اُس نے کئي لڑائیوں میں سکھوں کا مونہہ توڑا اور بندو بڑے بڑے
سرداروں سمیت اُس کے ہاتھوں میں گرفتار ہوا منجملہ اُن کے بہت سے
قیدي مقام جنگ پر قتل کیئے گئے اور چنے چنے سات سو چالیس آدمي
بندو سمیت دلي کو بھیجے گئے بعد اوس کے دلي کے گلي کونچوں میں
اونٹوں پر سوار کر کے پھرائے گئے اور حقارت کي غرض اور جھبرے کتوں کے
مشابہہ ہونے کي نظر سے کالي بھیڑوں کے چمڑے ایسي طرح پہنائے گئے کہ
اُن کے بال اوپر کي جانب کو رھے اور لوگوں کي زبانوں سے کھوٹي کھري
سنوائي گئي جن کے سننے کے وہ بلاشبہہ شایان و سزاوار تھے مگر جو مکافات
اُن کے لیئے تجویز ہوئے وہ اون کے جرموں کي مقدار سے بہت زیادہ تھے
اگرچہ وہ جرم بھي بجاے خود بہت بڑے تھے چنانچہ سات دن تک
تھوڑے تھوڑے کر کے گردن مارے گئے مگر وہ نہایت مستقل رھے اور جبکہ
جان بخشي کے عوض میں تبدیل مذھب کي درخواست ہوئي تو
بڑي حقارت سے پیش آئے اور اپنے دین پر نثار ہوئے *

بندو کو زیادہ ظلم و عذاب کے واسطے باقي رکھا چنانچہ زربفت
کي پوشاک اُس کو پہناکر اور لال پگڑي بندھواکر لوھے کے پنجرے میں
بند کیا اور تماشائیوں کو اُس کا تماشا دکھلایا اور ایک جلاد اُسکے پیچھے
ننگي تلوار اوٹھاکر کھڑا ہوا اور چاروں طرف اُس کے چیلوں کے سروں کو
بھالوں کي نوکوں پر قایم کیا اور وہ بلي جو ساتھہ اُس کے آئي تھي
بھالے کي اني پر اسغرض سے لٹکائي گئي کہ یہہ بات اوسپر واضح ہوجاوے
کہ اوس کي ساري چیزیں نیست نابود کي گئیں بعد اوسکے اوس کے
ہاتھہ میں ایک تیغہ دیا گیا کہ وہ اپنے شیرخوارہ بچے کو قتل کرے مگر جبکہ
اوس نے انکار کیا تو اوسکے بچے کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور اُسکا کلیجا نکالکر
اوس کے مونہہ پر مارا اور وہ خود گرم گرم سیخوں سے پاش پاش کیا گیا

مگر استقلال اوسکا یہہ تھا کہ اُف سے بھي آشنا نہ ہوا اور اِس بات پرواہ واہ
اور فخر کرتا ہوا مرگیا کہ خداے تعالی نے اِسي زمانہ کے زور ظلم کي
اصلاح و درستي کے لیئے سبھکو پیدا کیا تھا باقي سکھوں کو جو دور دراز
ملکوں میں اب بھي پہلے ہوئے تھے جنگلي جانوروں کي طرح
چن چن کر مارا اور یہہ بات اُنکو مدت کے بعد نصیب ہوئي کہ پھر
زور و قوت سے ظہور کیا اور پھر ملک کي غارتي تباہي میں پڑے *

واضح ہو کہ بہت قوت کے زمانہ میں بھي وہ لوگ بہت کثرت سے
نہ تھے اور تھوڑے سے خطے سے آگے خوف ہراس اُن کا شایع ذایع نتھا
† مگر وہ سخت دشمن جن سے ملک دکن میں مغلوں کو واسطہ
پڑا تھا سکھوں سے بہت مختلف تھے جو عہد نامے کہ داؤد خاں نے
دکن سے منتقل ہونے سے پہلے سنہ ۱۷۱۳ع میں مرہٹوں سے کیئے تھے وہ
بعد اُس کے قایم نرہے اور جانشین اُس کا چین قلیچ خاں جس نے
نظام‌الملک اور آصف جاہ کے خطابوں سے بڑي شہرت حاصل کي وہ
نہایت لایق فایق اور داؤد خاں کي نسبت زیادہ متنفي ہوشیار اور
چابک و چالاک تھا اور جو کہ سارے مرہٹوں میں آج کل ہمیشہ کي
نسبت قصے قضیئے بڑے زور شور سے افروختہ تھے تو چین قلیچ خاں نے
اُن میں سے ناتوان فریق پر نوازش کرنے سے بہزار حکمت و تدبیر اُن کے
اندروني نزاعوں کو بھڑکایا بلکہ اُن کے بہت سے سرداروں کو مغلوں کي
امداد و اعانت پر راغب کیا *

اگرچہ ان تدبیروں سے مرہٹوں کي قوت عروج و ترقي سے باز رہي
مگر دکن کا امن امان آنکے باز رہنے سے بحال نہوا چین قلیچ خاں کے

---

† جیساکہ سنہ ۱۸۳۹ع میں اقبال اُنکا بلندي پر پہونچا ویسا کبھي نہیں
پہونچا اور اُنکي قلمرو پنجاب اور اُسکے آس پاس کے ملکوں میں محدود ہی تعداد
اُنکي پانچ لاکھہ آدمیوں کے قریب پہونچي اور قیاس کیا گیا کہ وہ تیس لاکھہ آدمي اُنکے
محکوم ہیں جو اُن کي حکومت سے ہرگز راضي نہیں برنس صاحب کا سیاحت نامہ
جلد دو صفحہ ۲۵۶

منتقل هو جانے سے جسکي جگهه پر حسین علیخاں بهیجا گیا وہ تهوڑا فائدہ خاتمه پر پهونچا جو اُسکي تدبیروں سے حاصل هوا تها مرهٹوں کے گروهوں نے بادشاهي قلمرو کو پهلي طرح سے لوٹنا کهسوٹنا شروع کیا اور اُنکے دیہاتوں پر خاص خاص مرهٹوں نے قبض و تصرف کرکے قلعوں کي شکل و صورت اُن کو بخشي جن میں سے باهر نکلکر آس پاس کے ضلعوں کو لوٹا کرتے تهے § حسین‌علیخاں کے پهونچنے پر بڑا مفسد وہ سردار تها جو دباري خاندان سے منسوب تها اس سردار نے خاندیس کے صوبه میں مسلسل دیہاتوں پر قبضه کیا تها جن کو لڑائي کي غرض سے نہایت مضبوط و مستحکم بنایا تها اور فسادوں کے مچانے اور قافلوں کے لوٹنے سے هندوستان خاص اور دکن کي بڑي سڑک کو جو سورت کو جاتي تهي معطل و مسدود کیا تها *

داؤد خاں کي شکست کے تهوڑے دنوں بعد ایک بہت بڑي فوج اُن کوتکوں کے تدارک کے واسطے بهیجي گئي جو روز روز ترقي پکڑتے جاتے تهے اور مرهٹوں نے اُس کا مقابله اپني معمولي فند و فطرت سے کیا چنانچه جوں جوں مغل بڑهتے گئے وہ اپنے دیہاتوں کو خالي کرتے گئے اور جوں جوں وہ اُن دیہاتوں سے آگے چلتے گئے ادهر اُدهر سے آکر سونے دیہاتوں کو بساتے رساتے گئے اور دباري خاندان کے سردار نے یهه کام کیا که مکر و حیله کي روسے اُس وقت تک بهاگا که لڑنے کے لیئے ایک مقام اچها تجویز کیا اور اتنا توقف کیا که مخالفوں نے اُس کو جالیا اور یہاں لوگ اُس کے چهوٹے چهوٹے گروهوں پر منقسم هوکر اونچے ٹیکروں اور پہاڑوں کي کهوؤں میں چهپ چهپا گئے جو اس مقام کے آس پاس میں واقع تهے بادشاهي فوج نے مخالف کے بهاگنے کو جیت اپني سمجهکر دماغ اپنا فلک پر پهونچایا اور بهگوڑوں کے پیچهے پڑ کر اپني صفوں کو

§ گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحه ۴۳۱ اور برگز صاحب کا ترجمه سیرالمتاخرین کا جلد ایک صفحه ۱۲۱

توڑا مگر مرهٹوں نے یهه هوشیاري برتي که آنکو پهاڑوں اور کهوؤں میں
یہاں تک پیٹھنے دیا که بعد اُس کے فراهم هونیکي توقع باقي نرهے اور
جب که کام اُن کا پورا هوا تو وہ لوگ اُن پر بے طرح ٹوٹ پڑے چنانچه
فوج کے سپه سالار کو اُس کي فوج کے بڑے حصه سمیت ایک حمله میں
پاش پاش کیا اور هتیار اور کپڑے اور گهوڑے چهینے بدون ایک آدمي کو
بهي جیتا نچهوڑا † غرض که اس فوج کشي کے حالات آینده بهي ویسے
هي شومي نامبارکي سے واقع هوئی جیسے که آغاز میں پیش آئی اور
مرهٹوں نے اپنے مخالفوں کي نالایقي اور نا کرده کاري کے علاوه خاص
فرخ سیر کي سازشوں سے بهي دلیري دلاوري حاصل کي چنانچه جب
حسین علي خاں نے یهه دیکھا که اب دلي میں بہت دنوں نجانا اپنا
ٹل نہیں سکتا تو راجا ساهو سے اسبات پر عهد نامه کیا که سیواجي کے
مقبوضه ملکوں اور اُس کے بعد کے مفتوحه ممالک کي نسبت تیرا
دعوی تسلیم کیا جاویگا اور منجمله اُن کے جو جو قلعے همارے تحت
میں آئی هیں وہ بجنسه واپس دیئے جاوینگے اور ساري دکن کے محاصل
سے تحصیل چوتهه کي اجازت حاصل هوگي اور چوتهه کے بعد جو
محاصل باقي رهے گا سردیس مکهي کے نام سے اُس میں سے دهکي بهي
دیجاویگي اور یهه وہ دهکي تهـ . اُس خطے کے تهوڑے حصے سمیت
جو اب سارا حواله کیا گیا اُن کے وقت کي خط و کتابت میں خود
اورنگ زیب سے طلب کي ! * مذکورہ بالا کے بدله میں ساهو
راجا نے دس لاکهه روپیه نقد مرهٹوں سے کیا که سواروں کے دینے کا اور ملک
میں امن و آمان کے قایم رکهنے ا ےکے گروهوں چهاپے لوٹ مار کے نقصان کي
جوابدهي کا اقرار کیا یهه عهد سنه ۱۷ میں لکها گیا ‡ *

اگرچه ساهو اسي زمانه میں مرهٹوں کي ملکي لڑائي میں غالب
تها مگر اُس ملک کا بہت سا حصه جو اب عهد نامه کي روسے خاص

† سیرالمتأخرین جلد ایک صفحه ۱۴۲
‡ گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحه ۳۲۶

آسي کا تسلیم کیا گیا اُس کے قبض و قابو سے باهر تها یهاں تک که
اگر اِس صورت میں ساهو اپنے لوگوں کي لوت مار کو روک تهام سکتا تو
مخالف مرهتوں کي لاگ ڈانت اُس سے هر گز متصور نه تهي مگر
حسین علیخاں کا مقصود اتني بات سے حاصل هوا که اپنے لاؤ لشکر کو دکن
سے لیجا سکا اور دس هزار مرهتوں کو همراه اپنے لیکر دلي کو روانه هوا §
بادشاه نے اپني بے عزتي سمجهي اور عهد نامه کے قبول سے انکار کیا اور
اُس پر یهه نتیجه مترتب هوا که جو نزاع اُس کے اور سیدوں کے
درمیان میں ایک مدت سے لازم‌الوقوع تها بهت جلد پیش آیا
حسین علیخاں کا بڑا بهائي عبدالله خاں لایق فایق آدمي تو تها مگر
عیاش اور کاهل بهي تها اور یهي باعث تها که اُس کي وزارت کا کام اُسکے
نایب رتن چند نام ایک هندو کي سعي و اهتمام پر موقوف تها جس کي
سخت تدبیروں اور خود مختاري کے طوروں کي بدولت انتظام اوسکا
عام پسند نه تها غرض که نایب کي بدکرداري اور منیب کي غفلت
شعاري سے بادشاه کو یهه جرأت حاصل هوئي که وه اپني پوري خود
مختاري کي تدبیریں سوچنے لگا اور اوس کے اِس اراده کي جا بجا هوائیاں
اوزیں که وه اپنے وزیر کو پهانسا چاهتا هی اور یهه خبریں فوج کے چند ایسے
ایسے بڑے گروهوں کي کارگذاري سے مستحکم هوئیں جو بادشاه کي خدمت
سے وزیر کي بدولت الگ هوگئے تهے علاوه اِس کے میر جمله کے دلي میں
دفعةً موجود هونے سے زیاده استحکام اون کو حاصل هوا جو صوبه بهار سے
خفیه خفیه کوچ کرکے دلي میں آپهونچا تها اور عذر اپنے آنیکا یهه کیا
تها که فوج کي بغاوت سے دلي کو بهاگنے پر مجبور هوا بادشاه نے
اچهي طرح بات اوس کي نسنے اور کمال افسردگي سے آؤ بهگت اوسکي
کي اور اوس نے بظاهر دامن وزیر کا پکڑا اور یهه عرض کیا که بادشاهي
ملازمت سے طبیعت تهنڈي هوگئي مگر ایسي بناوت کي باتوں سے

§ گرینت ڈف صاحب جلد ایک صفحه ۱۳۴

وزیر کو تسلي نهوئي اور ایک طرح کا کهٹکا لگا رها چنانچه اوسلی اپنے
رفیقوں اور بهائي بندوں کو اکهٹا کر کے ابهي سے بري صورت کا سامان
آماده کیا جو سامنے آنے والي تهي اگرچه وه اراده جسکي بدولت بادشاه
متهم هوا اوسکی حقیقت میں ٹهانا بهانا تها مگر اوس کے پورے کرنیکي
تاب و جسارت نرکهتا تها چنانچه وزیر کے ٹهاٹ سامان دیکهکر سهم گیا اور
ٹهنڈا کرنے کي تدبیریں سوچیں اور بڑي خواهش سے یهه ظاهر کیا که انتظام
حال میں تبدیل تغیر منظور نهیں اور میر جمله کو ملتان اُسکے اصلي وطن
کي جانب روانه کیا مگر یهه آشتي ظاهر هي ظاهر کي تهي یهاں تک که
وزیر اِس بات کو خوب سمجها تها که وه پیٹ پاپي پاپ سے خالي نهیں
اگرچه تهوڑے دنوں کے لیئے اوبال آپسکے دب دبا گئے تهے مگر بادشاه نے
دوباره سازشیں شروع کیں اور اُن سازشوں کو ویسي بے سلیقگي سے
اختیار کیا اور ویسي هي نامردي سے چهوڑا جیسیکه پهلے چهوڑا تها بعد
اُس کے یهه تدبیر اُس نے نکالي که ایسے بڑے سرداروں کو باهم متفق
کیا جاوے جو وزیر کي صورت و سیرت سے ناراض هیں چنانچه منجمله
اُنکے جیپور والا جے سنگهه بهي تها اس سردار کو جاٹوں کے مقابله پر پهلے
بهیجا تها اور اُس نے مدت کي لڑائي کے بعد آنکو بري حالت پر پهونچایا
تها که اسي اثنا میں جاٹوں کے ایلچي کے ذریعه سے وزیر نے خط کتابت
جاري کي اور ایسے طریقه سے آشتي کو قایم کیا جس سے جے سنگهه کي
بات کو بٹا لگے چین قلیچ خاں جو دکن کي نیابت سے مرادآباد کي
چهوٹي حکومت پر بهیجا گیا تها اپني معزولي کے انتقام پر آماده تها
چنانچه اُس کو بهي دلي میں بلایا اور بهار کا حاکم سربلند خاں شریک
اُسکا هوا علاوه اُس کے بادشاه کا خسر اجیت سنگهه بهي بلایا گیا
مگر وه شریک اُس کا نهوا اِس لیئے که انصرام اُس مهم کا بودے
لوگوں سے متعلق تها چنانچه تهوڑے دنوں کے بعد اوس کے فریق
غالب کا علانیه ممدو معاون هوگیا مگر بقول اوسکے که مدعي سست گواه

چست باقي سازش کرنے والے بہت سرگرم و آمادہ تھے یہاں تک کہ اب
یہہ تجویز ٹھہري کہ ایک سالانہ جلسہ کے موقع پر جسمیں وہ فوج جو
بادشاہ کي خیرخواهي پر مرتي اور عبداللہ خاں کے محافظ پہروں سے
بڑھتي ہووے اکھٹي کي جاوے اور اوس کے ہاتھوں سے عبداللہ خاں کا
قصہ پاک کیا جاوے مگر اِس زمانہ میں بادشاہ کا نیا رفیق ایک کشمیري
اوچھے خاندان اور برے طوروں کا کشمیري تھا جس کو رکن‌الدولہ کا
خطاب عنایت ہوا تھا چنانچہ اس کے سمجھانے بوجھانے سے جو
بادشاہ کي بزدلي کے راس آیا مجوزہ سازش کو ملتوي کیا اور وزیر اعظم کے
عہدہ کا اقرار اوس سے کرکے خاص اوس ضلع کو جسپر چین قلیچ خاں
حاکم تھا خفیہ جاگیر کے طریقہ پر عنایت فرمایا یہانتک کہ بادشاہ کے
رفیق جو اوسکے اتفاق و سازش میں شریک و شامل تھے کشمیري کي
ترجیح و تفضیل سے سخت ناراض ہوئے اور یہہ یقین کیا کہ بادشاہ کي
دوں همتي اور بے استقلالي آن تدبیروں کے حق میں نہایت مضر ہوگي
جن میں وہ شریک و شامل ہوگا چنانچہ بلا تاخیر اونھوں نے وزیر سے
آشتي کي مگر راجہ جے سنگھہ ان باتوں سے مستثنی رہا عبداللہ خاں نے
پہلي صورتوں سے خوف کھاکر اپنے بھائي کو دکن سے بلایا چنانچہ حسین
علي خاں اوس کا بھائي جس نے حزم و احتیاط کي ضرورت سے بادشاهي
آردوں کو حکومت سے خارج کرکے ساري فوج کو جان نثار اپنا بنا رکھا تھا
پورے پورے کوچ کرنے کے ارادہ پر پندرھویں † محرم سنہ ۱۱۳۱
مطابق دسمبر سنہ ۱۷۱۸ع کو روانہ ہوا راجہ جے سنگھہ نے بادشاہ کو
اِس بات پر بہت سا برانگیختہ کیا کہ اب تھوڑا عرصہ باقي رہ گیا اگر کوئي

---

† حسین علي خان کے خاندیس سے چلنے کي یہہ تاریخ مذکور هی جو خافي خاں
نے بیان کي اور گرینت دف صاحب نے اس تاریخ کو مستحکم کیا مگر سیرالمتاخرین
کے ترجمہ برگز صاحب جلد ایک صفحہ ۱۶۴ میں سنہ ۱۷۱۹ع مطابق سنہ ۱۱۳۲
هجري لکھے هیں اور اس کتاب کے بہت سے پچھلے سالوں کي تاریخیں بھي اور
مورخوں کے بیان سے مخالف هیں *

معقول تدبیریں بڑے تو ترت بھرت عمل میں لوے اور ہرگز کاہلي نہ برتے مگر وہ بادشاہ ایسا بودا تھا کہ راجہ کي ترغیب و تحریص سے ایسي شجاعت پربھي آمادہ نہوا جو بقول اُسکے کہ مرتا کیا نہیں کرتا مایوسي کے وقت اوبل کر زور شور اپنا دکھاتي هی غرض کہ حسین علي خاں دلي میں داخل هوا اور پہلے پہل یہہ درخواست اُس نے گذراني کہ راجہ جے سنگھہ اپني قلمرو کو روانہ کیا جاوے بادشاہ اپنے دشمنوں کے ترس کہانے پر موقوف و منحصر رہا اور بڑي ذلت سے اطاعت پر مایل هوا اگرچہ حسین علي خاں شہر کے باهر فوج لیئے پڑا رها مگر عبداللہ خاں کے پہروں کو شہر میں آنے جانے کي اجازت حاصل هوئي اور اب یہہ نوبت پہونچي کہ شہر کے کرایہ دار یعني بادشاہ غفلت شعار کي کہوٹي قسمت کا تصفیہ دونوں بھائیوں کي صلاح و مرضي پر موقوف رہا مگر باوصف اس کے بعض بعض امیر بادشاہ کے خیر خواہ اپنے ملازموں اور رفیقوں کو همراہ اپنے لیکر بادشاہ کي امداد و اعانت کي غرض سے آئے اور اسي عرصہ میں شہر کے لوگوں نے اُن مرهٹوں کے قتل کا ارادہ کیا جو حسین علي خاں کے ساتھہ آئے تھے چنانچہ سارے بستي والے لاتھي پونگے اور ڈھال تلوار سے موجود هوئے اور اِس هنگامہ کي پریشاني سے حسین علي خاں شہر میں داخل هوا اور تھوڑے سے مقابلہ کے بعد شہر پر قبضہ کیا بعد اُس کے بادشاہ کو زندہ چھوڑنا اپني سلامتي کے لحاظ سے مناسب نہ سمجھا اور اُس بدبخت بادشاہ کو جو حقیقت میں بادشاہ کا سایہ تھا محل سرا سے پکڑ کر لئے جہاں جان اپني بچائے بیٹھا تھا اور ماہ فروري سنہ ۱۷۱۹ع مطابق ربیع الثاني سنہ ۱۱۳۱ هجري میں خفیہ خفیہ اُسکو گردن مارا *

عالمگیر کي مذهبي تدبیریں اسي سلطنت میں کسقدر پھلي پھولیں یعني عنایت اللہ خاں عالمگیر کے میر منشي اور اس بادشاہ کے دفتر محاصل کے افسر اعلی نے محصول جزیہ کا وصول کرنا ایسي سختي سے چاھا جیسا کہ اُس کے پہلے ولینعمت یعني اورنگ زیب کے عہد دولت

میں وصول کیا جاتا تھا مگر لوگوں کے شور و فساد اور نزاع و پرخاش کے باعث سے بہت جلد اُس تندي تیزي سے باز رہا یہاں تک کہ اگلي بادشاهت میں بحسب ضابطہ یک قلم موقوف کیا گیا *

عین دارالسلطنت میں سني شیعی اور احمدآباد میں هندو مسلمان آپسمیں لڑنے جهگڑنے لگے هندو مسلمانوں کا فساد اُن کے فساد سے بہت زیادہ برپا هوا یہاں تک کہ بہت لوگ اُس میں مارے گئے اور اچنبها یہہ هی کہ احمداباد کے مسلمان حاکم یعنے داؤد خاں پني نے هندوؤں کا ساتهہ دیا *

جب کہ فرخ سیر سے تخت خالي رہا تو سیدوں نے بادشاهي کي نسل ایک گبرو جوان کو رفیع‌الدرجات کے خطاب سے ماہ فروري سنہ ۱۷۱۹ مطابق ربیع‌الثاني سنہ ۱۱۳۱ میں تخت نشین کیا مگر یہہ جوان سل کي بیماري سے تین مہینے کے بعد مر گیا اور بعد اُس کے ایک اور جوان کو جو وہ بهي بادشاهي نسل کا تها رفیع‌الدولہ کے خطاب سے مئي سنہ الیہ مطابق رجب سنہ الیہ کو تخت پر بٹهلایا مگر اُس کي عمر نے بهي وفانکي چنانچہ وہ بهي تین مہینے سے کم عرصہ میں جہان فاني سے گذرا *

ان شہزادوں نے محلوں میں پرورش پائي تهي اور اُنکو تخت نشیني کا سان و گمان بهي نہ تها اور بچوں کي خو بو کے علاوہ عورتوں کي بوباس اُنکي طبیعتوں میں بیٹهي تهي اگرچہ اُنکے مرنے سے سیدوں کو تهوڑا بہت تردد لاحق هوا مگر بعد اُسکے ایک نہایت قوي آدمي کو جانشین اُنکا کیا یہہ جوان آدمي روشن اختر تها جس کا حال اپني پہلي حالت میں عام لوگوں کي حالت سے بہتر نہ تها یعنے وجود اُس کا کسي کمال کے زیور سے آراستہ پیراستہ نہ تها مگر اُسکي ما نہایت لایق فایق عورت تهي اور غالب یہہ هی کہ وهي نیکبخت اپنے بیٹے کي خوے و خصلت کے درست کرنے میں بهي مددگار اُسیطرح سے هوئي جیسیکہ آیندہ کام کاج اُس کا اُسي دخل و تصرف سے جاري رہا ماہ ستمبر سنہ ۱۷۱۹ع مطابق ذي قعدہ سنہ

۱۱۳۱ هجري میں یهه شهزاده محمد شاه کے خطاب سے تخت پر بیٹها * †

دوسرا باب

نادر شاه کے واپس جانے تک کے بیان میں

محمد شاه کي سلطنت کا بیان

باوصف اِس کے که فرخ سیر کي خو بو اچهي نه تهي اور بادشاهونکا قتل ایشیا میں اچنبهے کي بات نهیں مگر اُس کے مارے جانے سے ایک عام هیبت پیدا هوئي اور اُس کے جانشینوں کے بیوقت مرنے سے شک شبهه پیدا هوا نام کے بادشاهوں کي اکثر تبدیل و تغیر سے اُس متحرکه قوت پر لوگوں کي توجهه مائل هوئي جسکا چهپانا اُن نام کے بادشاهونکے پرده سے منظور تها *

سیدوں کي حکومت لوگوں کے دلوں میں متزلزل هوگئي تهي اور آنکي باهمي نا چاقیوں اور بڑے بڑے رفیقوں کي ناراضمندي سے بڑي مضرت کو پهونچي تهي اور ملکي انتظاموں کي خرابي سے ضعف حکومت کي علامتیں ظاهر باهر هونے لگي تهیں *

الهآباد کے هندو حاکم نے بغاوت برپا کي اور حسین علي خاں آسکے مقابله پر خود گیا مگر اُس نے الهآباد کو صرف اس شرط پر حواله کیا که اُس کے عوض میں اوده کا صوبه عنایت کیا جاوے اور بوندي کي خراج گذار ریاست میں چند فسادوں کے واقع هونے سے بڑي فوج کي ضرورت پڑي اور دوسرا واقع جنوب پنجاب کے رئیس پٹهان نے بغاوت کا هنگامه برپا کیا اور بادشاهي فوج کو شکست فاحش دي اور بڑي جد و جهد

---

† محمد شاه کي تخت نشیني پر یهه بات تجویز کي گئي که دو پهلے بادشاهوں کے نام جن کے بعد وه تخت نشین هوا بادشاهوں کي فهرست سے خارج کیئے جاویں اور اُس کي سلطنت فرخ سیر کي وفات سے سمجهي جاوے — سیر المتاخرین جلد ایک صفحه ۱۹۷ گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحه ۴۵۰

سے مغلوب ہوا علاوہ اُس کے کشمیر میں بھي ہندو مسلمان آپسمیں
لڑے جھگڑے اور وہ کوششیں جو امن امان کے سلامت رہنے میں حکومت
کي جانب سے عمل میں آئیں محض بیکار گئیں اور کوئي ثمرہ اُن پر
مترتب نہوا یہاں تک کہ فریقین کے بہت سے آدمي مارے گئے اور بہت
سا مال اسباب ضایع ہوا *

اسي زمانہ میں چین قلیچ خاں کے کوتکوں سے بڑا شور و غوغا
برپا ہوا یہہ سردار جس کو ہم ابھي سے آصف جاہ کے خطاب سے پکارینگے
جو بعد اُس کے اسي خطاب سے پکارا گیا اور سارے یورپ والے دکھني
نظام شاھي کے نام سے اُس کي آل و اولاد سے بخوبي واقف ہیں معزز
ترکي نژاد اور بڑا خانداني اور اُس غازي‌الدین خاں کا فرزند ارجمند تھا
جو اورنگ زیب کے سرداروں میں گنتي کا سردار تھا اور خود اُس نے
بھي اُسکے عہد دولت میں آپ کو معزز و ممتاز کیا تھا چین قلیچ خاں
نے اسي زمانہ میں جب کہ عزیز ذلیل اور امیر فقیر ہوتے جاتے تھے
جہاندار شاہ کي معشوقہ اور اُس کے رشتہ داروں کا مقابلہ کیا اور اُن کے
مقابلہ سے قدر و اقتدار اپنا قایم رکھا اور ہمسري اپني جتائي † اور جیسیکہ
یہہ بالا بیان ہوچکا کہ یہہ سردار اپني آیندہ شایستہ خدمتوں کے
وسیلہ سے دکن کي نیابت پر سرفراز ہوا تھا فرخ سیر کے فریق موافق سے
اِس لیئے کنارہ کش ہوا تھا کہ وہ اپنے وزیر اعظم ہونے سے سخت
مایوس تھا اور باوجود اس کے جب نئے رفیق اُس کے یعنے سلطنت

---

† آصف جاہ کي سواري اور ایک ایسی عورت کي سواري جو جہاندار شاہ کي
معشوقہ سے نہایت ربط و ضبط رکھتي تھي اور جہاندار شاہ اپني معشوقہ کي خاطر سے
اُس کي خاطر داري بھي کرتا تھا حسب اتفاق ایک تنگ گلي میں مقابل ہوگئیں عورت
کے ہمراہیوں نے آصف جاہ کا پایہ نہ پہچانا اور بیگاني حمایت پر بري طرح سے
اُس کي سواري کو روکا آصف جاہ نے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ زور کا مقابلہ
زور سے کرنا چاھیئے فرض کہ آصف جاہ کے سپاہیوں نے بادشاہ کے دوست کي
سواري کو مار کر یہاں تک بھگایا کہ وہ عورت ھاتھي کو چھوڑ کر قلعہ مبارک میں
پاپیادہ بھاگي اور پیچھے پھر کر نہ دیکھا *

کي طرف مقابل کامیاب هوئے تو دکن کي نیابت سلطنت سے محروم رہا اور صرف مالوہ کي حکومت پر متعین کیا گیا *

مالوہ کے شور فسادوں کي ضرورت سے فوج کے بڑھانے کا حیلہ اُس کو هاتھہ آیا اور سیدوں کے حق میں ایسا هیبت ناک هوگیا کہ اُنہوں نے اوس کے منتقل کرنیکا ایک بودا سا ارادہ کیا چنانچہ اُسکو کہلا بھیجا کہ مالوہ کي حکومت کے سوا اور چار حکومتوں میں سے جس حکومت کو چاہے پسند کرے آصف جاہ نے یہہ سوچ سمجھکر کہ اب حیلہ سازیکا وقت باقي نہیں رہا اور خود دارالسلطنت میں مستقل دخل بٹھانا نہایت دشوار هي اپنے زور و قوت کي بنیادوں کو مضبوط و مستحکم کرنا چاہا اور دکن کي فتح و کشایش پر التفات اپنا مایل کیا جہاں مسلمان اور مرہٹوں دونوں طرفوں میں بہت سے پرانے علاقے رکھتا تھا *

غرض کہ آصف جاہ باغي هوا اور ماہ اپریل سنہ ۱۷۲۰ع مطابق جمادي‌الثاني سنہ ۱۱۳۲ هجري کو نربدہ کي جانب کو چلا اور جوڑتوڑ اور لین دین کے وسیلہ سے اسیر گڈہ پر قبضہ کیا اور اس صوبہ کے بہت سے سرداروں کو رفیق اپنا بنایا آصف جاہ کي گوشمالي کے لیئے ایک فوج خاص هندوستان سے سید دلاور خاں بارہہ کے زیر حکومت روانہ کي گئي اور علاوہ اُس کي آصف جاہ کے انتظار میں بمقام اورنگ‌آباد ایک فوج بیٹھي تھي جو عالم علي خاں شاصباں سلطنت کے بھتیجے کے زیر حکومت تھي آصف جاہ نے دلاور خاں کي تند مزاجي اور درشت خوئي سے فائدہ اُٹھانا چاہا چنانچہ اُس نے پہلے اس سے کہ عالم‌علي‌خاں رفیق اُس کا تائید اُس کو پہونچاوے لڑائي میں اُس کو گھسیٹا اور ماہ جون سنہ ۱۷۲۰ع کو برہان پور کے پاس ایک لڑائي ڈالي جسمیں خود دلاور خاں مارا گیا اور فوج اُس کي تباہ هوئي بعد اُسکے عالم علي خاں پر پہلا اور اُس کي فوج کے چند سرداروں کو ملایا مگر فوج اُس کي باوصف اس کے کہ ان سرداروں کے چلے جانے سے تھوڑي

بہت کم زور ہوگئي تھي نہایت زبردست اور قوي تھي غرض کہ بالا پور صوبہ برار میں لڑائي پڑي اور فریقین کي جانب سے بڑے بڑے گروہ مرہٹوں کے بھي لڑنے مرنے میں مصروف ہوئے چنانچہ ماہ جولائي سنہ الیہ کو اختتام اُس لڑائي کا عالم علي خاں کي شکست و وفات پر ہوا *

واقعات مذکورہ کے وقوع سے سیدوں کے ہاتھہ پانو پھول گئے اور رنگ اُن کے فق ہوگئے اگرچہ بادشاہ اور اکثر امیر اُن واقعوں کے وقوع کے دنوں میں فرحان و شاداں تھے مگر سوچ بچار کے لوگ اور سمجھہ بوجھہ کے آدمي بادشاہت کي بربادي پر پے لیگئے اور پیشین گوئیوں نے اُن کے دلوں پر عبور کیا اور یہہ برے وہم و خیال ایک اعتقاد باطل کي وجہہ سے اس طرح دو چند ہو گئے کہ حسب اتفاق ایک کڑا بھونچال اِسي وقت میں واقع ہوا اور سلطنت کي ہل چل اُس سے سمجھي گئي اور ایسي دل گھٹانے والي صورتوں میں عبداللہ خاں اور حسین علیخاں دونوں بھائیوں سے نامردي اور بے ہمتي کي ایسي علامتیں ظاہر ہوئیں جو بڑي بڑي آفتوں کے وقوع سے پہلے پیدا ہوتي ہیں *

محمد شاہ نے اپني ماں کے سکھانے پڑھانے سے سیدوں کا مقابلہ نہ کیا تھا اور نہایت حزم اور احتیاط اُس معاملہ میں برتتا تھا اور بڑے صبر اور تحمل سے ایسي صورتوں کا منتظر تھا جو اُس کے استحقاق حکومت کي ممد و معاون اور دعوي سلطنت کے موافق و مناسب ہوویں اور نہایت خفیہ خفیہ طوروں سے ایسي باتوں کے سوچ بچار کرتا تھا جن کے ذریعہ سے بہت جلد اُس کو آزادي حاصل ہووے اور اس بڑے خوفناک ارادہ میں صلاح کار اُس کا وہ محمد امین خاں تھا جس نے فرخ سیر سے جب کنارہ کیا تھا کہ اُس کو زبان کا کچا اور خاص اپنے معاملہ میں پیٹ کا ہلکا پایا تھا اگرچہ سیدوں کے زور و قوت اور غرور و نخوت سے کمال متنفر تھا مگر کام نا کام اُن سے زمانہ سازي کي رو سے

موافقت پیدا کی تھی محمد شاہ سے ترکی زبان میں بات چیت
کرتا تھا اور اوس کے ذریعہ سے جس کو هندوستانی سید نہ جانتے تھے
بادشاہ کے ارادوں اور تجویزوں کو دریافت کرتا تھا اگرچہ سیدوں کے
رشتہ دار اور آوردے بادشاہ کو گھیرے رهتے تھے مگر بات چیت اون کی
چلی جاتی تھی اور جب کہ اون کے آپسمیں کنائے اشارے هونے لگے تو
آسکی بدولت خفیہ خط کتابت کا رستہ کھولا اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت
پہونچی کہ ایک گروہ قایم هوگیا جس میں سعادت خاں کو دوسرا
درجہ حاصل تھا اور سعادت خاں کی اصل و حقیقت یہہ هی کہ وہ
خراسان کا ایک سوداگر تھا اور رفتہ رفتہ ایسا هو گیا تھا کہ ایک فوج کی
حکومت اوس کو سپرد هوئی تھی اور یہی سعادت خاں اودہ کے
بادشاهان حال کا مورث اعلی هی اگرچہ یہہ سازش هزار پردوں میں
کی گئی مگر سیدوں کے دلوں پر برے برے خیال گذرنے لگے چنانچہ
یہہ بھی تصور کیا کہ آصف جاہ کی ارائی کے زمانہ میں جو بلاشبہہ
هونے والی هی بادشاہ کو قبض و قابو میں رکھنا کمال دشواری سے
خالی نہوگا اور آخرکار یہہ بات قرار پائی کہ حسین علی خاں بادشاہ اور
بعض مشتبہہ امیروں سمیت دکن کو روانہ هووے اور عبداللہ خاں دلی
میں موجود رهے اور بادشاهی مختار و منافع کی نگرانی رکھے *

دونوں بھائی بہت سی سوچ بچار کے بعد آگرہ سے روانہ هوئے
چنانچہ حسین علی خاں نے دکن کو اور عبداللہ خاں نے دلی کو
باگ اوٹھائی اور سازش کرنیوالوں نے دونوں کی جدائی سے قیاس کیا
کہ مراد کے پورے هونیکا موقع هاتھہ آیا چنانچہ حسین علی خاں کا قتل
تجویز هوا اور میر حیدر ترکی کو جو قوم کاشغر کا ترکی اور اپنے ملک میں
کسیقدر معزز و ممتاز اور بڑے بڑے کاموں کا دعنی تھا اوس کے قتل پر
متعین کیا غرض کہ یہہ وحشی ترکی اپنی قربانی کا منتظر بیٹھا تھا کہ
حسین علی خاں پالکی میں سوار آ گیا اِس ترکی نے ایک عرضی

پیش کرکے حسین علي خاں کو اپني جانب مائل کیا حسین علیخاں نے اپنے همراهیوں کو اشارہ کیا که اُس کے قریب آنے کي مزاحمت نکریں جوں هي که حسین علي خاں اوس عرضي کو پڑھنے لگا تو اوس نے کٹار اپنا نکال کر اوس کے پیٹ میں گھنگول دیا اور یهه هاتهه اوس کا ایسا پڑا که حسین علي خاں پالکي کي دوسري کھڑکي سے لٹک گیا اور میر حیدر کو اوس کے همراهیوں نے پاش پاش کیا یهه واقعه ماہ اکتوبر سنهالیه مطابق ذي‌الحجه سنه ۱۱۳۲ هجري کو وقوع میں آیا *

اِس قوي وزیر کے مرنے سے ساري فوج میں هل چل پڑي اور اوسکے رشته داروں اور رفیقوں میں جو مانند اوس کي تمام سادات عظام تھے اور سازش کرنیوالوں اور اون کے شریکوں میں بڑا جھگڑا قایم هوا مگر سازش کرنیوالوں سے بہت لوگ ایسے آملے تھے جو بادشاہ کي سلامتي کے خواهاں تھے بعد اوس کے بڑي دشواري سے محمد شاہ کو اسپر آمادہ کیا که وہ اپنے خیر خواهوں کي سرداري اختیار کرکے کھلم کھلا جنگ آرائي کرے چنانچه خصوص اوس کے ظاهر هونے سے اوس جھگڑے کا تصفیه ایسے هوا که سیدوں کا گروہ میداں سے بھگایا گیا اور بہت سے سیدوں نے فوج کے اوس حصے سمیت جو کسي فریق کا مدد و معاون نهوا تھا بادشاہ کي اطاعت اختیار کي *

عبدالله خاں اب تک دلي میں پهونچا نتها که بهائي کي سناوني پهونچي اور جیسیکه یهه بري خبر رنج آمیز تھي ویسے هي اُسکے نتیجے بھي هول انگیز تھے اگرچه عبدالله خاں کو اب اپنے بادشاہ سے مقابله درپیش تھا مگر کوئي استحقاق اور کسي طرح کا عذر پسند حیله نه رکھتا تھا اور اپنے خطرناک حال پر اُن فسادوں کے باعث سے پے لے گیا جو گردنواح کے ملکوں میں ترت بهرت واقع هو رهے تھے مگر جس قدر اُس کا اندیشه بڑھتا گیا اُسي قدر عقل و همت اُس کي بڑھتي گئي چنانچه اُس نے منجمله اُن بادشاہ زادوں کے جو دلي میں مقید تھے ایک شاهزادہ کو

بادشاہ بنایا اور اُس کے نام کی منادی کرائی اور اُس کی طرف سے لوگوں کو مراتب عنایت کیئے اور فوج اور افسران فوج کی خدمتوں کو اپنے لیئے حاصل کیا اور ایسے ایسے ذریعوں سے اپنی قوت کے بہم پہنچانے میں بڑے زور و قوت سے مصروف ہوا *

اگرچہ بہت تھوڑے مرتبہ والے شریک اسکے ہوئے مگر بڑی تنخواہ کی ترغیب و تحریص سے بہت سی فوج اُس جنگ اکھٹی کی گو قاعدہ دان اور شایستہ نہ تھی بعد اُس کے اپنے بھائی کے مرنے سے زیادہ دو ہفتوں کے گذرنے پر فوج اپنی لیکر آگرہ کی جانب روانہ ہوا جاٹوں کا راجہ چورا من راہ میں آکر اُس سے ملا اور شریک اُس کا ہوا اور بہت سے ترتے ہوئے سید بھی اُس کے پاس آئے جو بادشاہ کی اطاعت کے بعد اُس کو چھوڑ کر بھاگی تھے اور محمد شاہ کو اُن چار ہزار سواروں کے پہونچنے سے تازی مدد پہونچی جنکو جے سنگھہ راجہ نے اُس کی امداد و اعانت کے لیئے شتابی میں روانہ کیا تھا اور روھیلہ پٹھانوں کے بعض بعض سردار بھی شریک اُس کے ہوئے غرض کہ دونوں فوجوں کا مقابلہ دلی آگرہ کے درمیان میں واقع ہوا عبداللہ خاں نے ماہ نومبر سنہ ١٧٢٠ مطابق محرم سنہ ١١٣٣ ھجری میں شکست کھائی اور بادشاہی لوگوں کے ھاتوں پکڑا گیا اور غالب یہہ ھی کہ آل رسول ہونے کے باعث سے جان اُس کی بخشی گئی بعد اُس کے بادشاہ دلی کو روانہ ہوا اور ماہ نومبر یا دسمبر سنہ الیہ مطابق صفر سنہ الیہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے دلی کو رونق بخشی اور انعام اکرام اور مراتب مناصب کے بخشنے سے اپنی آزادی کی دھوم دھام مچائی محمد امین خاں کو وزیر اپنا مقرر کیا مگر محمد امین خاں نے وزارت کا کام اب تک نہ کیا تھا کہ وہ بیمار ہوگیا اور ماہ جنوری سنہ ١٧٢١ مطابق ربیع الاول سنہ ١١٣٣ کو بقضاے الھی ناکام مرگیا *

اکثر صورتوں میں وزیر اعظم کے یکایک مرجانے سے زہر دینے کا شبہہ کیا گیا ھی مگر اس صورت میں اُس کی تشریح و توضیح کا طریق اُس

شوق سے زیادہ تر مناسب هی جو لوگوں کو عجیب غریب باتوں کا هوتا هی بیان اُس کا یهه هی که کئي برس پهلے ایک آدمي بڑا فریبي متفني دلي میں آیا تها اور ایک نئي مذهبي کتاب اپني ایجادي زبان کي تمام شهر میں مشتهر کي تهي اور وه زبان اُس زبان سے اُس نے لي تهي جو ایران کي پراني بولي تهي غرض که ایک گروه اُس نے قایم کیا جس میں اوستاد کوبکوک اور شاگرد کو فرابود کهتے تهے محمد شاه کے عهد دولت میں اس فرقه نے ایسي قوت پکڑي تهي که محمدامین خاں نے اُس کي گرفتاري کے لیئے کچهه سپاهي روانه کیئے تهے وه شخص اب تک گرفتار هونے نپایا تها که محمد امین خاں سخت بیمار هوا اوراُسکے خاندان والوں نے بهت گهبراهت سے اُس مقدس آدمي کي بڑي منت سماجت کي اور اُسکے غیظ و غضب کو ٹهنڈا کرنا چاها اُسنے اپني کرامت کا علانیه اقرار کیا مگر یهه صاف کها که میرے تیر کا خاصه هی که وه چهوٹنے کے بعد لوٹایا نهیں جاتا غرض که محمد امین خاں مرگیا اور اُس بهلے آدمي کو بلا اذیت چهوڑا یهاں تک که کئي برس زنده رها ٭

بعد اس کے چند روز کے لیئے اور وزیر مقرر کیا گیا اور آخر کارآصف جاه کے لیئے قلمدان وزارت کا امانت رکها گیا ٭

اِس زمانه میں زوال سلطنت کي کوئي نه کوئي علامت ظاهر هوتي جاتي تهي چنانچه گجرات کي حکومت راجه اجیت سنگهه کو بجلدوے اُس رفاقت کے عنایت هوئي تهي جو کسي وقت میں سیدوں کے ساتهه اُس نے کي تهي اور خود محمد شاه نے اجمیر کي حکومت کا وعده اِس شرط پر کیا تها که جب بادشاه اور سیدوں میں لڑائي کا هنگامه برپا هووے تو کسي طرف کي طرفداري نکرے اور اگر کسي کي اعانت پر کمر باندهی تو بادشاه کي اعانت کرے غرضکه یهه دونوں حکومتیں راجه کے حین حیات تک بحسب ضابطه سرکاري عنایت هوئي تهیں مگر بادشاه کو بات کا پاس نهوا اور اجیت سنگهه کو گجرات

سے خارج کیا اگرچہ راجپوت اُس کے نایب نے زور و قوت کے ذریعہ سے قبض و تصرف کا قایم رکھنا چاہا مگر گجرات کے مسلمانوں نے اُسکو مارکر نکالا اور وہ بمقام جودھ پور اپنے اقاے نامدار کی خدمت میں چلا آیا بعد اُس کے اجیت سنگھہ نے راجپوتوں کی فوج اپنے همراہ لیکر اجمیر پر قبضہ کیا اور نارنول کو بلا تکلف لوٹ کر قابض و متصرف ہوا اور رفیقوں سمیت ریواڑی تک چلا آیا جو خاص دارالسلطنت سے پچاس میل پر واقع هی اور اُس کی روک تھام اور لاک ڈانٹ میں اُن سپہ سالاروں کے باهمی نزاعوں سے جو اُس کے مقابلہ پر بھیجے گئے تھے اور نیز اُنکی نارضامندی سے جو کام کے نکرنے میں ظاهر هوئی تھی سارے عزم و ارادے بے فائدہ گئے اور جب کہ آخر کار امیرالامرا یعنی سپہ سالار اعظم شہر کی محافظت کو شہر سے باهر نکلا تو اُس نے رضا و رغبت سے اُن شرطوں کو قبول کیا جو خود راجہ اجیت سنگھہ نے پیش کی تھیں یعنی اگر اجمیر کا قبض و تصرف مستحکم کیا جاویگا تو گجرات کا نقصان منظور و مقبول هی †

تھوڑی مدت بعد آصف جاہ دلی میں آیا اور جنوری ۱۷۲۲ ع مطابق ربیع‌الثانی سنہ ۱۱۳۴ ھجری کو وزارت کے عہدہ پر امتیاز اُسنے پایا اگرچہ تھوڑے دنوں پہلے اُس کو اپنے تقرر سے آگاهی هوگئی تھی مگر اُس نے یہہ مناسب سمجھا تھا کہ دارالسلطنت میں حکومت کرنے کی نسبت دکن کی خود مختاری اهم و اعظم هی علاوہ اُس کے خود مرہٹوں سے بہت سے معاملوں کا جھگڑا قایم تھا جنکی حکومت بقاعدہ جمتی جاتی تھی اور دکن کے معاملوں کے کامل تصفیہ کے بدون آنا اُسکا متصور نتھا آصف جاہ نے دربار کی حالت کو بہت سقیم پایا اور بادشاہ کو عیش و نشاط کا مبتلا دیکھا صلاح کار اُس کے اُسی طریقہ کے جوان جوان آدمی تھے اور اُسکی معشوقہ ایسی حاوی هوگئی تھی کہ بادشاہ

† ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان اور سیرالمتاخرین

کي ذاتي مہر آسیکي کے قبضہ میں رهتي تهي اور اپني مرضي کے موافق
استعمال اُسکا کرتي تهي چنانچہ آصف جاہ آکر پچهتایا جس نے عالمگیر
کي آنکهیں دیکهي تهیں اور باوصف اِسکے کہ جوڑ توڑ اور مکر و حیلہ کا
دهني تها انتظام سلطنت کے لیئے بهي نہایت لایق فایق تها اور اُسکو
منظور بهي یهي تها مگر زور و قوت سے حکومت کے دبانیکي جرأت و
همت نرکهتا تها اور بادشاہ کے اعتماد حاصل کرنیکے لیئے کوئي چال اُس
نے اِسلیئے نچلي تهي کہ بقول اُس کے کہ * روح را صحبت نا جنس عذابیست الیم * خود بادشاہ هي اُس کے شایستہ چال چلن سے تنگ آگیا
تها اور اِس لیئے کہ وہ کار و بار سلطنت پر بادشاہ کي توجہہ چاهتا تها
نہایت لاچار هوگیا تها اور بادشاہ کي یہہ صورت تهي کہ اِس کے سواے
کوئي بات اُس کو بهاتي نہ تهي کہ اُس کي صحبت کے آوارہ هم نوالہ
و هم پیالہ آصف جاہ کے قدیمي لباس اور اُس کے درباري آداب قاعدوں
کي نقلیں کرکے قہقہے لگائیں اور بادشاہ اونکو دیکها کرے *

بادشاہ اور اوس کے رفیقوں نے کیئي مہینے کي کشاکشي کے بعد ایسا
تصور کیا کہ همني آصف‌جاہ سے مخالف صلاح کار سے چهوٹنیکي راہ نکالي
اگرچہ حیدر قلي حاکم گجرات اوس انقلاب کے بڑے معزز شریکوں میں
داخل تها جس انقلاب کي بدولت بادشاہ کي سلطنت قایم هوئي تهي
مگر اب مستقل مزاج اور بهاري بهرکم هونے کے باعث سے اخراج آصف‌جاہ
سے سخت ناراض تها اور اون کي تدبیر مذکورہ کے نہایت مخالف تها
غرض کہ بادشاہ کے رفیقوں نے یہہ سوچا سمجها کہ آصف جاہ اور مہو
حیدر قلي دونو کو لڑا بهڑا کر دربار کا زیادہ محتاج و متوسل بناویں
چنانچہ حیدرقلي کو لکها گیا کہ وہ اپني حکومت کو آصف جاہ کے
حوالہ کرے حیدر قلي مضمون حکم سے مطلع هوکر اونکے قیاس کے
بموجب اپني دارالحکومت کو چلا گیا اور هتیاروں کے زور قوت سے
قبضہ کے قیام و استحکام پر آمادہ هوا مگر بادشاہ کے صلاح کاروں کي

تدبیر اس لیئے بیکایک مایوسي پر تمام هوئي که آصف جاه اون کے متفقي مخالف نے اپني سرجهه بوجهه کو اوکهاز پچهاڑ میں ایسے معقول طریقے سے برتا که حیدر قلي اوسکے حریف کي ساري فوج اوسکو چهوڑکر چلي آئي اور آصف جاه کے لشکر میں داخل هوئي آصف جاه اپني بڑي حکومت پر گجرات کے زر خیز صوبه کو اضافه کرکے صحیح سلامت دلي میں داخل هوا *

آصف جاه کي واپسي کے بعد اس معامله کے سواے کوئي بڑا واقعه واقع نهوا که آگره کے نائب حاکم کو جاٹوں نے قتل کیا اور جاٹوں کا پرانا دشمن راجه جے سنگهه انتقام و انتظام کي غرض سے آگره کا حاکم مقرر کیا گیا † اس لڑائي میں جاٹوں کا پرانا راجه چورا من مرگیا اور راجه جیسنگهه نے اوس کے جانشین بیٹے کے مقابله پر اوس کے بهتیجے کے استحقاق دعوي کي تائید کرکے جاٹوں میں پهوٹ ڈالي اور آخرکار اوسنے چورا من کے بهتیجے کو بایں شرط اوسکي گدي پر بٹهلایا که وه بادشاه کو خراج ادا کیا کرے *

آصف جاه کي واپسي پر بهي بادشاه اور اوسکے باهمي نفرت میں کسي قسم کي کوتاهي نهوئي اور غالب یهه هی که بادشاه کا کلیجا اوسوقت ٹهنڈا هوا هوگا که آصف جاه نے اپني بقا و سلامت کے حفظ و حراست کي غرض سے کسي حیله بهانه کي اوٹ آڑ میں دلي سے نفتکر خدمت وزارت سے استعفا گذرانا اور ماه اکتوبر سنه ۱۷۲۳ مطابق محرم سنه ۱۱۳۶ میں سیدها دکن کو چلا گیا مگر یهه تدبیر اوسکي خود مختاري کا اظهار و ادعا تها یهاں تک که خود بادشاه نے بهي یهي تصور فرمایا اسلیئے که وه استعفا لطف و عنایت سے قبول تو کیا اور ایسے ایسے بڑے بڑے خطاب اوسکو

---

† خافي خاں اور سکاٹ صاحب کي تاریخ دکن جلد دو صفحه ۱۸۷ برگز اور گرینٹ ڈف صاحب جے سنگهه کي جگهه اجیت سنگهه کو بیان کرتے هیں اور سیرالمتاخرین کے پرانے ترجمه میں اجیت سنگهه کو قرار دیا مگر غالب یهه هی نه سب کي سند ایک هي هی

عنایت کیئے جو کسي محکوم و ملازم کو نصیب ہوسکتے تھے مگر باوصف
اِسکے بوجہہ مذکور اوسکو اپنی سرگرم مخالفت سے بري نکیا چنانچہ مبارزخاں
حاکم حیدرآباد کو یہہ لکھا گیا کہ آصف جاہ کو دکن کے قبض و تصرف
سے خارج کرے اور آپ اوسکي جگہہ قابض و متصرف ہووے غرض کہ
مبارزخاں کار مفوضہ کے اہتمام و انصرام میں جي جان سے مصروف ہوا
اور بادشاہ کے نام اور اپنے رعب داب اور نیز اپنے حریف آصف جاہ
کے خاص خاص مخالفوں کے ذریعہ سے فوج کي فراهمي میں کامیابي
حاصل کي اور آصف جاہ نے جو بحسب اپنے دستور کے زور قوت سے زیادہ
فند و فطرت سے کام اپنا نکالتا تھا کیئي مہینے تک مبارز خاں کو خط و
کتابت پر لگائے رکھا اور مبارز خاں کے رفیقونکو توڑنا پھوڑنا شروع کیا اور جب
کہ اِس قسم کي دشمني سے تھوڑي سي کامیابي حاصل کي تو آخرکو
لڑنے مرنے پر آمادہ ہوا یہاں تک کہ مبارز خاں پر فتح پائي اور مبارزخاں
مارا گیا اور اِس لیئے کہ بادشاہ نے علانیہ حکم اِس مہم کا ندیا تھا اگرچہ
در پردہ وهي باعث تھا تو آصف جاہ نے بادشاہ کے مکر و فریب پر
سبقت لیجانا چاھا اور ماہ اکتوبر سنہ ۱۷۲۴ مطابق محرم سنہ ۱۱۳۷
کو مبارزخاں کا سر مبارکبادي سر کوبي کے طریقے پر بڑي دھوم دھام سے
بادشاہ کے دربار میں روانہ کیا بعد اُسکے آصف جاہ نے حیدرآباد کو
دارالریاست قرار دیا اور مقرر وقتوں میں تحفہ تحایف اور نذریں بھیٹیں
بادشاہ کو بھیجتا رہا مگر آیندہ سے ساري باتوں میں خود مختاري
کیئے گیا *

اگرچہ آصف جاہ اپنے پہلے بادشاہ محمد شاہ کے قبض و قابو سے دور
دراز پڑا تھا مگر اپنے همسایہ مرھٹوں سے محفوظ و مامون نہ تھا اور اب
حال اُنکا یہہ تھا کہ اُن کي قوت بڑے قابل سرداروں کے ھاتوں میں
پہونچکر نہایت مجتمع ہوگئي تھي اور آصف جاہ کي تاب مقاومت سے
بہت زیادہ بڑھگئي تھي آصف جاہ اپني فریبي تدبیروں کي حسن

شایستگي سے ایک مدت تک مصروف اسبات میں رہا کہ مرهٹوں کي قوت کو اپني طرف سے لوٹا کر دلي والی مخالفوں کي جانب کو متوجهه کرے *

مرهٹوں کي حکومت کے استقلال کا بیان

اِس لیئے که مرهٹوں کي حکومت میں بهت عرصه کے گذرنے پر تهوڑا تهوڑا تغیر واقع هوا تها یہاں اُس کا آغاز تغیر سے لازم سمجها گیا چنانچه تفصیل اُسکي یهه هی که اگرچه مغلوں نے ساهو کو راجه قرار دیا تها مگر آصف جاه کي تدبیروں کے وقتوں میں یعني سنه ۱۷۱۳ سے سنه ۱۷۱۶ تک جب که اُس نے پہلے پہل دکن پر حکومت کي تهي یهي مصلحت سمجهي گئي که ساهو کے مخالف سنباجي ثاني کي تائید و اعانت کي جاوے جو ضعیف و کمزور تها غرض که اعانت مذکور کے دباو اور علاوه اُس کے اور سببوں کے زور و قوت سے ساهو کا گروه دب دبا گیا اور دوباره فضل و نوبت کے حاصل کرنیکا اُس کو یارا نرها مگر بالاجي بسوا ناتهه اُس کے وزیر کي حسن لیاقت سے بات اُس کي بن گئي اور وهي پهلي بات اُسکو حاصل هوئي *

یهه بالاجي برهمن پیشوؤں کے خاندان کا باني هوا اور اصل اُس کي یهه هی که وه کنکان کے کسي گانو کا موروثي پٹواري تها اور بعد اُس کے جادو خاندان کے کسي سردار کا ملازم هوا اور وهاں سے راجه ساهو کي ملازمت میں پهونچا اور بڑي بڑي خدمت گذاریوں کي بدولت معزز و ممتاز هوا چنانچه سب سے بڑا کام اُس نے یهه کیا که انگریا دریائي ڈاکو بڑے زبردست سردار کو سنباجي ثاني کي طرف سے توڑکر عین کنکان میں ساهو کا طرف دار بنایا اور آخر کار اُس کي لیاقت و هوشیاري کي بدولت پیشوائي کا عهده اُسکو عنایت هوا جو اُس زمانه میں مرهٹوں کي حکومت کا دوسرا درجه گنا جاتا تها اور پرتهي ندي یعني نایب السلطنت پهلا منصب تها *

اسي بالاجي كي بدولت يهه كام بهي هوا تها كه سنه ۱۷۱۷ ميں كسيقدر ملك اور نقد روپيه دلي كے دربار سے حسين علي خاں كي معرفت مرهٹوں كے ليئے مقرر هوا اور مرهٹوں كي وه فوج جو حسين علي خاں كے ساتهه دلي كو آئي تهي أس كا مشترك حاكم بهي يهي تها اور آسي زمانه ميں ساهو راجه نے أس خطاب و خود مختاري كو جو أس كے بزرگوں نے حاصل كي تهي هاتهه سے نديكر اسپر قناعت كي تهي كه بادشاهي دربار سے رسم و راه اپني جاري ركهےاور آپ كو مطيع و محكوم أس دربار كا ٹهراوے اور بظاهر اطاعت كي علامت يهه تهي كه حسين علي خاں كے همراه أس كي فوج گئي تهي بعد آسكے حسين علي خاں كے زوال دولت پر بهي كسي قسم كا تغير أس تعلق ميں پايا نه گيا جو دلي كے دربار سے مرهٹوں كو حاصل تها اور يهي باعث تها كه فرخ سير كي وفات پر بهي بالاجي دلي ميں ٹهرا رها اور سنه ۱۷۲۰ ميں پهلے عهد نامه كو محمد شاه كي مهر و حكم سے مضبوط و مستحكم كيا اور جب كه دلي كے دربار سے ساهو راجه كي حكومت مسلم و مقرر هوئي اور علاوه أس كے اور فائدے بهي أسكو پهونچے تو وه اپنے مخالف سنباجي ثاني پر غالب هوا اور بالاجي نے اپنے مرنے سے پهلے جو اكتوبر سنه ۱۷۲۰ ميں پيش آيا اسبات سے نهايت خوشي اپني جتائي كه اقاے نامدار أس كا ملكي اور غير ملكي دشمنوں كے دباؤ دهاوون سے مامون و محفوظ هوگيا *

عهد نامه مذكور كے ذريعه سے جو ملك اور روپيه مرهٹوں كو حاصل هوا أس كے حاصل هونے سے وه طور أن كے جو اِس زمانه سے پهلے ڈاكو لٹيروں كي طور و طريقه تهے جايز و قانوني اور شايسته بايسته بنگئے اور بالاجي اس طريقه كو جس كے ذريعه سے مرهٹے محاصل كي تحصيل كيا كرتے تهے كسيقدر انتظام سے رواج و رونق دے سكا اگرچه باديالنظر ميں يهه بات عجيبسا و غريب معلوم هوتي هي كه بجاے ذاتي قبض و تصرف

کے جو بجوائے خود مستقل و مستحکم ہوتا ہی مالکان اراضیات سے چوتھہ
اور سردیس مکھی کے حقوق و موافق کسواسطے ٹھہرائے اور نیز اُن حقوق
کو ایک ضلع اور ایک قسم میں داخل کرنے اور ایسے مقاموں کے ساتھہ اُنکو
لگانے سے جہاں مرہٹوں کو تحصیل محاصل کا حق حاصل تھا مضبوط
و مستحکم کیوں نکیا مگر بالاجی نے بہت سوچ بچار کر یہہ سمجھاتھا
کہ ایک جگہہ اور ایک قسم میں شامل کرنے سے حکومت کا استحقاق
محدود و معین ہوجاوے کا بالاجی مغلوں اور مرہٹوں کی قوتوں کی
مناسبت سے یہہ سمجھا تھا کہ سارے متنازع فیہ مقاموں میں جہاں جہاں
مغلوں سے قصہ قضایا پیش آویکا راجہ ہی غالب رہیکا اور وہ اسبات کا
بڑا خواہاں تھا کہ ایک چھوٹے سے خطے میں مرہٹوں کے حقوق محدود
و معین ہوجانیکی نسبت کسی بڑے خطے میں دست اندازی اور کاٹ
تراش کا حیلہ بہانہ ہاتھہ آوے غرض کہ بالاجی نے تدبیر مذکور کی
تائید و ترقی میں اُس مستقل محاصل کی چوتھہ کا دعوی کیا جس
محاصل کو ٹوڈر مل اور ملک عنبر نے قایم کیا تھا اور بالاجی
کے زمانہ میں وہ بہت تھوڑا حاصل ہوتا تھا اگرچہ اُسنے تکمیل اُس
کی پوری پوری تو نکی مگر اُس کے ذریعہ سے مرہٹوں کا دعوے غیر
محدود رہا اور ایسی پراگندہ قاعدوں کے قایم رکھنے سے مغلوں سے معاملہ
کرنے میں صرف فائدہ ہی نہ اُٹھایا بلکہ چوتھہ اور سردیس مکھی
کو مختلف مختلف لوگوں میں راجہ کی طرف سے مقرر کیا بلکہ
اُس کی نئی نئی تقسیمیں اِس غرض سے کرکے کہ بہت سے لوگوں
پر منقسم ہوسکے ہرضلع کے محاصل کو بہت سے مرہٹے سرداروں پر
منقسم کیا جس پر یہہ ثمرہ مترتب ہوا کہ جب عام ذخیرہ کے
لیئے خراج و محاصل کے بڑھانے میں تمام سردار آمادہ تھے تو کسی سردار
کے پاس ایسی وسیع اور مسلسل جاگیر موجود نہ تھی کہ اُسکے بھروسہ
پر حکومت سے الگ تھلگ ہوکر خود مختاری اختیار کرے محاصل

کي ایسي بانٹ چونٹ سے سردار مرهٹوں کے معاملوں میں جو پریشاني اور پیچیدگي داخل هوئي ایک اور نتیجه اُس پر مترتب هوا جو بالاجي کي طبیعت میں اُسي قدر مرکوز و متمکن تها یعني مسلسل تقسیموں کے باعث سے سارے سردار مرهٹے اپنے گماشته برهمنوں کے محتاج هوگئے اسلیئے که مرهٹے سردار ناخوانده تهے اور حساب کتاب اُن کي جاگیروں کا برهمن گماشتوں سے متعلق تها اور اُس کي بدولت پیشوا کي ذات کے لوگوں یعني برهمنوں کي قوت کے بڑهنے سے پیشوا کي قوت کو بڑي تقویت حاصل هوئي اگرچه تقسیم در تقسیم کا انتظام اکثر مقاموں میں تها مگر عموماً نه تها اِس لیئے که بہت سے سرداروں کے قبض و تصرف میں پہلے هي سے جاگیریں چلي آتي تهیں اور آینده کو بهي چهوٹي بڑي جاگیریں خاص خاص لوگوں کو عنایت هوتي رهیں علاوه اُس کے هر سردار کو اپني فوج کے مقام اعلی کے لیئے ایک دوگانو کي ضرورت پڑتي تهي اور تمام سردار اسبات کے خواهاں تهے که حکومت کے سرکاري دعوے اور استحقاق و مطالبے اُن دیهاتوں پر همکو حاصل هو ویں جہاں هم قدیم سے بستے رہتے چلے آتے هیں *

بالاجي کا بیٹا باجي راو اُس کي گدي پر بیٹها جو برهمنوں کے سارے خاندانوں اور مرهٹوں کي ساري قوم سے باستثناے سیواجي کے لیاقت و قابلیت میں زیاده تها مگر وه تمام اختیار اُسکو حاصل نهوئے جو اُسکے باپ کو حاصل تهے اس لیئے که اُسکا بڑا مخالف پرتهي ندهي اینک موجود تها اور اُن دونوں کي رائیں باهم مخالف تهیں اور مطالب و اغراض اُنکے بهي ویسے هي باهم مختلف تهے چنانچه پرتهي ندیکو مرهٹونکي ترقي کا بڑا کهٹکا تها اور وه بڑے زور و قوت سے چاهتا تها که ساهو کے ملک موجوده کا قیام و استحکام اور ملکي نزاعوں کا انفصال و تصفیه اور جنوب دکن کے ملکوں پر قبض و دخل اس سے پہلے حاصل هووے که هندوستان خاص کے فتوحات کا اراده کیا جاوے مگر باجي‌راو کي راے اُسکي راے و تجویز

کي نسبت زيادہ دانشمندي اور شجاعت جسارت سے معمور تهي چنانچہ اُس نے يہہ سوچ سمجهکر کہ لٹيرے سواروں کے گروہ جو ملک دشمن ميں بکار آمد هوتے هيں خاص اپني قلمرو ميں دخل و قابو سے خارج هونگے اور فوج کے مستقل کرنے اور جنگي حکومت کے جمانے سے خاص اپنے ملک کي حکومت کا انتظام اچها معقول و موثر هوسکتا هے شمالي صوبوں يعني بادشاهي ملکوں پر دهاوا کرنے کي مشورت بتائي اور بڑے زور شور سے بادشاهت کي ذاتي ناتواني جتائي چنانچہ اُس نے يہہ بات کہي کہ جيسے بيخ و بنياد اُس سلطنت کي گل سڑکر بودي پهوس هوگئي ويسے اور مقام اُس کے کمزور نہيں هوئے اور مقتضاے مصلحت يہہ هے کہ سوکهے کملائے درخت کي تنہ پر صدمہ پهونچايا جاوے باقي شاخيں خود گر پڑينگي حاصل يہہ کہ اُس نے ايسے شوق ذوق اور سرگرمي اور خوش بياني سے وہ مشورت سمجهائي کہ راجا کے شکوک و شبہات پر غالب آگئي اور جب باجي راؤ نے اس مقدمہ ميں بہت سا کہا سنا کہ نربدہ سے آگے بڑهنے اور نشان گاڑنے کي اجازت عنايت هووے تو راجا نے بڑي گرمجوشي سے چلاکر يہہ فرمايا کہ تم اپنے نشان کو کوہ همالہ پر گاڑوگے †*

مذکورۃ الصدر مباحثوں کے نتيجوں سے راجا کے درباري مشورے صلاحوں ميں باجي راؤ کو غلبہ حاصل هوا اور اس وجہہ سے روز روز اُسکو تسلط حاصل هوتا گيا کہ راجا اُسکي امداد و اعانت کا محتاج تها اگرچہ ساهو بجاے خود قابليت کا محتاج نہ تها مگر اس ليئے کہ بادشاهي محلوں ميں تربيت پائي تهي تو جسم کا سخت اور طبيعت کا سرگرم اور بہت چست چالاک نہ تها اور باجي راؤ اسکے برعکس ميں پيدا هوئے اور وهيں رهنے سہنے اور مدبروں اور الجهنوں ميں تربيت پانے سے مرهٹوں کي خوے خصلت کے علاوہ بڑي فہم و فراست والا اور تجربہ کار اور هوشيار و چالاک تها اور اپنے

† گرينٹ ڈف صاحب اپني تاريخ مرهٹوں کا وہ قلمي نسخہ جسکو مصنف مذکور نے نقل کيا مياں ايک صفحہ ۳۸۲ و ۳۸۶

بھائي بند برھمنوں کي مانند روکھا سوکھا اور ٹھنڈا بودا نتھا بلکہ مزاج اُسکا هشاش بشاش اور طریق آسکا معقول و پسندیدہ تھا سفر کي ماندگي اور محنت کے کاموں سے الگ تھلگ نرھتا تھا اور ھرگز افسردہ پژمردہ نہوتا تھا بلکہ ایسا سخت آدمي تھا کہ کوچ و سفر کي حالت میں گھوڑے پر بیٹھا بیٹھا اناج کي بالوں کو مل ملاکر دانا چباتا تھا اور جوں توں کرکے پیٹ اپنا بھرلیتا تھا *

شمالي صوبوں پر عزم آسکا چنداں مصمم نتھا کہ بادشاهي دربار هي سے تائید اُسکي وقوع میں آئي چنانچہ بیان آسکا یہہ هي کہ مبارز خاں کي لڑائي سے تھوڑي مدت پہلے آصف جاہ کو مالوہ گجرات کي حکومت سے منتقل کیا تھا اور راجہ گردھر سنگھہ کو مالوہ کي حکومت پر بھیجا تھا گردھر سنگھہ نے آسیر قبضہ کیا اور کسي قسم کي دشواري پیش نہ آئي اگرچہ فوج آس صوبہ کي دکن کي لڑائي پر بھیجي گئي تھي مگر یہہ راجا باجےراؤ کے حملوں سے محفوظ نرہ سکا اور آصف جاہ کے چچا حامد خاں نے بادشاهي ملازموں کا مقابلہ گجرات میں کیا اور مرھٹوں کو کمک پر بلایا اور بجلدوے آس کمک کے چوتھہ اور سردیس مکھي اپنے ممالک مقبوضہ سے مرھٹوں کے لیئے مقرر کي اور گجرات کے جایز حاکم سربلند خاں نے حامد خاں کے نکالنے میں کامیابي حاصل تو کي مگر مدت کے جھگڑے بکھیڑے کے بعد چوتھہ وغیرہ محصولوں کے استحکام پر مجبور ھوا جنکو حامد خاں نے اپني ضرورت سے مقرر کیا تھا یہہ واقعہ سنہ ۱۷۲۹ مطابق سنہ ۱۱۳۸ هجري میں پیش آیا *

اگرچہ یہہ حکومتیں آصف جاہ کے قبضہ سے نکل گئیں مگر اب آسکي حکومت خاص دکن میں ایسي دھوم دھام سے جمگئي کہ اس نے حال اس ارادہ پر کمر باندھي کہ اپنے خوفناک همسایوں کي حکومت کو مغلوب کرے چنانچہ اُس نے آن کے باهمي نزاعوں سے آپ کو فائدہ پھونچایا یعني آس نے پہلے پہل پرتھي ندي سے راہ و رسم اپني جاري کي اور

قریب تھا کہ ایک ایسا عہدنامہ حاصل کرے جسکی رو سے چوتھہ اور
سردیس مکھی اُسکی دارالریاست کے گرد و نواح کے ملکوں میں باقی نرھے اور
اُسکے عوض میں کسیقدر ملک اور کسیقدر روپیہ نقد ٹھہرایا جاوے مگر
باجی راؤ اُس انتظام کی رو رعایت سے جسکے ذریعہ سے مرہٹوں کے
استحقاق و دعوے محدود و معین ہوتے تھے اور نیز اپنے پرانے حریف
پرتھی ندی کے بیچ میں پڑنے سے عہد مذکور کی تکمیل و تعمیل میں
خلل انداز ہوا اور آصف جاہ کو اس خط کتابت سے یہی فائدہ حاصل
ہوا کہ مرہٹوں کے وزیروں میں رشک و حسد کا مضمون مشتعل ہوا *

اسی قسم کا دوسرا ارادہ آصف جاہ کا بہت بڑے پایہ کا تھا بیان
اُسکا یہہ ہی کہ مرہٹوں کی ریاست کا دوسرا دعویدار یعنی سنبھا جی
ثانی ساھو کے اقبال و دولت کے مقابلہ میں بہت چھوٹا پڑا تھا اور اُس نے
کنولاپور کو اپنی دارالریاست ٹھہرایا تھا اور اُسکے خاندان کے ملک کا جنوبی
حصہ اُس کے قبض و تصرف میں تھا مگر باقی سارے ملک کا دعویدار
تھا آصف جاہ نے اُس دعویدار کی حمایت پر کمر باندھی اور بلا تصنع یہہ
شبہہ ظاہر کیا کہ چوتھہ وغیرہ حقوق کا روپیہ جو میرے ملک سے مرہٹوں
کا حق مقرر ہی وہ سنبھا جی کا حق ہی یا ساھو راجا کو پہونچتا ہی
اور فریقین سے کہلا بھیجا کہ ہر دعویدار اپنے استحقاق و دعوی کو بوجوہ
و دلایل ثابت کرے ساھو سنکر نہایت برا ہوا اور غیض و غضب کے مارے آپ
سے نکل گیا اور باجی راؤ اُس کے خصمانہ ارادہ کا ایسا ذریعہ ہوا جو لڑنے
مرنے پر مستعد و آمادہ رہتا تھا حاصل یہہ کہ سنہ ۱۷۲۷ مطابق سنہ
۱۱۴۰ ہجری کو برسات کے اختتام پر باجی راؤ نے آصف جاہ کے ملک
پر حملہ کیا اور وہاں دھول ہنگامہ برپا کر دیا مگر جب کہ آصف جاہ
اس شہر کی اعانت کو روانہ ہوا جس کا شریک اب سنبھا جی مذکور
بھی ہوگیا تھا تو باجی راؤ نے اپنے کوچ کی سمت کو بدل کر بڑی تیزی
تندی سے گجرات پر یورش کی جہاں اب تک چوتھہ اُنکی مستحکم

نهوئي تهي چنانچه اُس صوبه کو جلا پهونک کر باشندوں کے قتل سے لهو کے ندي نالی بهائے اور بڑي چابکي چالاکي سے دکن کو واپس آیا اور فوج آصف جاه نے گرد نواح کے شهر و دیهات کو اوجاڑنا شروع کیا اور مرهٹوں کي معمولي تدبیروں سے اُسکي رسدوں کو مسدود کیا یهاں تک که آصف جاه سنبا جي سے تعلق اوٹهانے اور مرهٹوں کي حکومت کو پهلی فائدوں کے علاوه اور فائدے پهونچانے پر مجبور هوا بعد اُس کے باجے راو نربده پار اُترا اور مالوه کو لوٹنے لگا اور سر بلند خاں کو گجرات کي چوتهه کے استحکام پر مجبور کیا جسکو حامد خاں پهلے حاکم نے مقرر کیا تها یهه واقعه سنه ۱۷۲۹ع مطابق سنه ۱۱۴۱ هجري اور ۴۲ میں واقع هوا *

جب که باجے راو آصف جاه کے قصه جهگڑے میں مصروف تها تو پرتهي ندي نے سنبا جي ثاني کو یکا یک گهیر کر شکست فاحش دي اور آخرکار اُسکو اس دستآویز کے صحیح کرنے اور اُسپر دستخط و مهر لگانی پر مجبور کیا جسمیں یهه مندرج تها که ساهو راجا تمام مرهٹوں کا سردار مسلم اور ساري ریاست کا مستحق هی مگر حوالي کنولا پور کا علاقه جسکي مغربي حد سمندر سے محدود هی مذکورالصدر عهدنامه کي رو سے سنبا جي کے قبض و تصرف میں باقي اور راجائي کا خطاب بهي آسیقدر شان و شوکت سے جیسے که ساهو کو حاصل تهي مسلم و مقرر رها یهه واقعه سنه ۱۷۳۰ع مطابق سنه ۱۱۴۲ هجري میں پیش آیا اگرچه پرتهي ندي نے اس کار نمایاں سے نام تو پایا مگر باجے راو کي کارگزاري کو نه پهونچ سکا بعد اوسکے آصف جاه اسپر آماده هوا که مرهٹوں کي حکومت کے توڑنے کا کوئي اور ذریعه پیدا کرے غرضکه یهه بات اوس نے دباري خاندان کے ایک سردار کے ذریعه سے حاصل کي جو مرهٹوں کي فوج کا موروثي سیناپتي یعني سپه سالار اعظم تها اور اوسي کي بدولت مرهٹوں کي قوت گجرات میں قایم هوئي تهي اور جب که اس سردار نے

اپني محنتوں اور مشقتوں کے ثمروں کو باجي راو کے قبض و تصرف میں دیکھا تو وہ نہایت برہم ہوا اور رشک و حسد اوسکي اوس فضل و فوقیت کے دیکھنے سے بہت زیادہ ہوگئي جو باجي راو کو حاصل تھي یعني وہ راجا کي جانب سے بلا روک ٹوک اوسکي حکومت کا کام کاج کرتا تھا حاصل یہہ کہ ان باتوں کے دیکھنے اور آصف جاہ کي کمک پر بھروسا کرنے سے دہاري نے پینتیس ہزار آدمي اکھٹے کیئے اور دکن کو اس غرض سے روانہ ہوا کہ باجي راو کے جال جنجال سے راجا کو چھڑاوے *

اگرچہ باجي راو کي فوج استقدر کثرت سے نتھي مگر جو کچھہ کہ تھي وہ ہلکے پھلکے ساٹي کي پرتوں اور چنے چنے سورما سپاہیوں سے مرتب تھي باجي راو نے متفق گروہوں یعني سندیا جي اور آصف جاہ کے مقابلہ میں بہت شتابي برتي اور شتابي کے فائدوں کو بخوبي سمجھا چنانچہ اوس نے آصف جاہ کو حسب قاعدہ لڑائي ظاہر کرنیکي فرصت ندي اور نربدہ پار اوترکر گجرات میں داخل ہوا اور بڑودہ کے متصل دہاري سے مقابلہ کیا انجام اوس کا یہہ ہوا کہ اپریل سنہ ۱۷۳۱ع مطابق شوال سنہ ۱۱۴۳ ہجري میں اوس کے سورما سپاہي دہاري کے ناآزمودہ کاروں پر سبقت لیگئے اور کہمت اوس کے ہاتھہ رہا مگر فتح کے ہوجانے پر نرمي ہوشیاري سے کام اوس نے لیا کہ دشمنوں کو بہت تنگ نہ پکڑا بلکہ دہاري کے مارے جانے پر اوس کے بیٹے کو اوسکي جگہہ پر راجہ کي جانب سے معزز کیا اور وہ حقوق و مرافق سرمغلوں کے جو گجرات میں معین تھے باین شرط اوس کو عطا فرمائے کہ نصف آمدني باجي راو کي معرفت سرکار میں داخل کیا کرے اور اس لیئے کہ وہ لڑکا شیرخوارہ تھا تو اوسکي ماں کو اوس کا محافظ مقرر کیا اور گجرات کا انتظام اوسکي طرف سے پیلاجي جے نتوار کو سونپا جو اس کے باپ کا رفیق اور اوس خاندان کا مورث اعلی تھا جو اب تک گجرات میں راجائي کرتا هی *

اس زمانہ سے تھوڑے عرصہ پہلے بڑے بڑے مرہٹوں کے خاندانوں کي اصلیت بھي قایم ھوئي چنانچہ جب باجے راو نے مالوہ کو دھاووں پر رکھا تو فوج کے مختلف ٹکروں کے سرداروں یعني اوداجي پوار اور ملہار راو ھولکر اور رانا جي سیندیا کو حاکم مقرر کیا منجملہ اُن کے اوداجي پوار اس تعلق سے پہلی جو باجے راو سے اُسکو حاصل ھوا تھا ایک چھوٹا سا سردار تھا جسنے ملک دھار کے قریب ایک تھوڑے سے خطہ پر جو گجرات اور مالوہ کي حدوں پر واقع ھی دخل اپنا حاصل کیا تھا مگر ایسي بات اُسکو کبھي حاصل نہوئي تھي جیسي کہ اُس کے دونوں شریکوں یعني ھولکر اور سیندیا اور اُن کي آل و اولاد کو حاصل ھوئي اور ھولکر کي حقیقت یہہ ھی کہ وہ دریاے نیرہ واقع جنوب پونہ پر بھیڑ بکریاں چراتا تھا اور سیندیا گوستارہ کے پاس ایک معزز خاندان کا آدمي تھا مگر نہایت تنگدست اور روٹي کپڑے سے محتاج اور باجے راو کے ادنی خدمت گاروں میں منسلک تھا یہہ تینوں سردار اور علاوہ اُن کے اور سردار آپ اپني طرف سے ایسي مہم آوري نکرتے تھے کہ اپنے تابعوں کے سردار ھوکر میدانوں میں لڑیں بھڑیں اور ھار جیت کي آزمایشیں کریں بلکہ باجے راو کے محکوم افسر تھے جنکو اوسکي فوج کے ٹکروں پر حکومت حاصل تھي اور اوسکي طرف سے کام اوسکا کرتے تھے *

اگرچہ باجے راو کو یہہ بات اب حاصل تھي کہ وہ آصف جاہ کو اوس کے فند و فطرت کا مزا چکھاوے مگر دونوں صاحب باھم راضي رضا ھونے کے فائدوں کو سمجھنے لگے چنانچہ باجے راو نے یہہ تصور کیا کہ دور و دراز کي مہموں میں باھر جانا آصف جاہ سے فتنہ انگیز ھمسایہ اور قوي دشمن کي عداوت سے اپني بڑائي کو جو خاص اپني قلمرو میں حاصل ھے بڑي جوکھوں میں ڈالنا ھی اور آصف جاہ نے اور اندیشوں کے علاوہ بہت سوچ سمجھہ کر یہہ سمجھا کہ میں نے بادشاہ کا مقابلہ کیا ایسا نہو کہ انتقام اوس کا اسطور پر لیا جاوے کہ میري نیابت کو باجے راو کے نام

منتقل کريں جسکے قبض و تصرف ميں يهه منصب بيکار تهوکا غرض که دونوں فريق اپني اپني راه کو هو ليئے اور باجي راو کي واپسي پر تهوڑي مدت گذري تهي که آصف جاه اور باجي راو دونوں غاصبوں نے باهم خفيه قول و قرار کيا که باجي راو کي حکومت کا آصف جاه مدد و معاون رهے اور باجي راو مالوه پر چڑهائي کرے اور اپني فتوحات کو بادشاه کے باقي ملکوں پر پهيلاوے *

اس زمانه ميں باجي راو کو يهه لوٹ لگ رهي تهي که نربدا سے آگے کے ملکوں ميں اپنے مطلبوں کو وسعت بخشے اور اوسکي گجرات سے چلے جانے پر تهوڑا عرصه گذرا تها که دلي کے دربار نے چوتهه کے استحکام کو منظور کيا اور سربلند خاں کو گجرات کي حکومت سے منتقل کرکے جودهه پور کے راجه ابهي سنگهه کو وه حکومت عنايت فرمائي تهي *

اگرچه ايک خود مختار راجه کو کسي صوبه ميں حاکم مقرر کرنا تمام وقتوں ميں مصلحت کے خلاف اور اعتراض کے قابل تهي اور خصوص ابهي سنگهه سے اوراه خود راجه سے جسنے اپنے باپ اجيت سنگهه کو قتل کرکے † راجائي پر قبضه کيا تها وفاداري جاں نثاري کي بهت سي توقع کرنا خلاف تها مگر بات ايسي ہوئي تهي که ابهي سنگهه کو ايسے قوي ذريعے حاصل تهے که مغلوں کي حکومت کو حاصل نتهي اور وه اپنے ذريعوں کي بدولت هي اسبات کے قابل سمجها گيا تها که سربلند خاں کو گجرات کي حکومت سے خارج کرے اور نيز اوس صوبه کو مرهٹوں کي لوٹ مار سے بچاوے *

منجمله مقاصد مذکوره بالا کے پہلا مقصود يعني سربلند خاں کا اخراج ايک سال کي فوج کشي سے سنه ١٧٣٠ع ميں حاصل هوا جو ابهي سنگهه کي جانب سے ظهور ميں آئي تهي مگر دوسرا مطلب يعني مرهٹوں

---

† ٹاڈ صاحب کي تاريخ راجستان جلد ١ صفحه ٩١

کي روک تھام اور اُن کے مقابلہ کي تکمیل ایسي سہل و آسان نہ تھي
چنانچہ بیلا جي چے کنوار اگرچہ بڑودہ سے خارج کیاگیا تھا مگر اب بھي
ایسا کچھہ باقي رہا تھا کہ ابھےسنگھہ نے جو قانون قاعدہ کا پابند نتھا
اُس کے قتل کے سوا کوئي ذریعہ نہ پایا چنانچہ سنہ ۱۷۳۲ ع میں
بیلاجي چےکنوار کو دغا سے قتل کرایا مرہٹوں کا غیظ و غضب بیلا جي کے
قتل سے بہت زیادہ ہوا اور زور اُن کا کم نہ ہوا یہاں تک کہ بیلا جي کا
بیٹا بھائي ایسي کر و فرسے نمایاں ہوئي کہ ویسي کہیں نہ ہوئي تھي
غرضکہ گجرات کو خاک سیاہ کرکے آس پاس کي پہاڑي قوموں یعني
بھیلوں اور کولیوں کو سرکش بنایا اور سارے صوبہ میں بغاوت کا ہنگامہ
برپا کیا ابھےسنگھہ اودھر مصروف و آمادہ تھا کہ چے کنوار والوں نے
ملک جودہ پور اُس کي موروثي ریاست پر دھاوا کیا اور اور جودہ پور
خاص کے قرب و جوار تک گھستي پیٹھتي چلے گئي ابھےسنگھہ اِس
حملہ کے دباؤ اور مرہٹوں کے کھٹکے سے جو مالوہ میں پڑے تھي اپني
ریاست کے جانے پر مجبور ہوا اور جس نائب کو گجرات میں چھوڑ گیا
تھا وہ مرہٹوں کا مقابلہ بہت تھوڑا کرسکا *

مالوہ کے صوبہ میں بھي مرہٹوں کے کام کاج ادھورے نہ تھي چنانچہ
راجہ گردھر سنگہ اُس صوبہ کا حاکم جو بادشاہ کے حکم اور اجازت سے
مقرر ہوا تھا اُس لڑائي میں مارا گیا جو سنہ ۱۷۲۹ ع میں باجے راؤ
کے سرداروں سے واقع ہوئي تھي بعد اُس کے دیارام اُس کا جانشین اور
سگا بھتیجا اب تک مرہٹوں کے مقابلہ میں بڑي بڑي بہادریاں
دکھا رہا تھا یہاں تک کہ سنہ ۱۷۳۲ع میں باجي راؤ کے بھائي چمنا جي
سے شکست فاحش کھاکر لڑائي میں مارا گیا *

سنہ ۱۷۳۲ کو باجے راؤ آپ بذات خود مالوہ میں جب داخل
ہوا کہ اُس صوبہ کي حکومت محمد خاں بنگش کے قبض و تصرف
میں تھي جو الہ‌آباد کا حاکم تھا مگر محمد خاں اس زمانہ میں

بندیل کھنڈ کے ایک راجہ سے لڑجھگڑ رہا تھا جسکی ریاست مالوہ الہآباد کے درمیان میں واقع تھی اور وہ راجہ یہاں تک تنگ آگیا تھا کہ مرہٹوں کی اعانت کا خواہاں ہوا تھا باجی راؤ نے درخوست اُس کی منظور کی اور محمد خاں پر ٹوٹ پڑا غرض کہ تھوڑے دنوں بعد محمد خاں ایک قلعہ کی پناہ میں بیٹھا اور کمزوری کے باعث سے دلی کا دربار اُسکو مدد نہ دیسکا اگر محمد خاں کے بھائی بند اُس کے چھڑانے میں جد و جہد نہ اُٹھاتے تو وہ موقع دیکھکر کام ناکام اُن کی اطاعت کرتا مگر اُس کی بی بی نے روھیلکھنڈ کے باشندوں اپنے ہموطنوں کے پاس اپنا برقع روانہ کیا جو پٹھانوں میں ننگ و ناموس کی حفظ و حراست کے وقت ایک بڑے استغاثہ کی علامت گنی جاتی تھی اور اُس کے بیٹی نے اُن پٹھانوں کی سرداری اختیار کی جو اُس استغاثہ پر فراہم ہوئے تھے غرض کہ اُن ذریعوں کی بدولت محمد خاں کا نستارا ہوا اور بڑی حفاظت سے الہآباد کو پہونچایا گیا مگر اُس کے بچنی سے صوبہ کو کچھہ فائدہ حاصل نہ ہوا چنانچہ بندیل کھنڈ کے راجہ نے جھانسی کے ضلع کو جو جمنا کے کنارہ پر واقع ہے مرہٹوں کے حوالہ کیا اور جب وہ مرنے لگا تو مرہٹوں کے لئے اپنے حق بندیل کھنڈ میں چھوڑ دیا جنکی بدولت وہ سارے صوبہ پر قابض ہوگئی *

محمد خاں کی ناکامی سے مالوہ اُس کے قبضہ سے نکل گیا اور جیپور والے جیسنگھہ کو وہ صوبہ عنایت ہوا یہہ راجہ علم و ہنر کے شوق ذوق کی بدولت اپنی قوم کے لوگوں میں سے نہایت مشہور و معروف ہوا مگر استقلال اور قطع تردد میں ویسا معزز و ممتاز نہ تھا گرچہ مرہٹوں کے ساتھہ اُس کو موروثی تعلق تھا مگر وہ ایسا قوی نہ تھا کہ اُس کے باعث سے مالوہ کی حکومت کو دغا و فریب سے اُن کے حوالہ کرتا چنانچہ جب اُسنے مقابلہ میں کچھہ فائدا نہ دیکھا اور کامیابی سے مایوس ہوا تو اُس تعلق کی وجہہ سے بہ کمال آسانی آشتی واقع ہوئی اور نتیجہ

اُس کا یہہ ہوا کہ اگلے برس میں وہ صوبہ پیشوا کے حوالہ کیا اور ظاہر یہہ ہے کہ بادشاہ کے اشارہ سے یہہ کام اُس نے کیا ہوگا جسکے حکم و اجازت سے وہ صوبہ پر قابض و متصرف تھا یہہ واقع سنہ ۱۷۳۴ع میں واقع ہوا *

اگرچہ بادشاہي دربار نے کچھہ دے دلا کر یہہ تصور کیا کہ باجي راؤ ہمیشہ کے لیئے چپ چاپ بیٹھا رہیگا اور چھیڑ چھاڑ اپنی جانب سے نکریگا مگر یہہ خیال اون کا اِس لیئے باطل تھا کہ وہ لوگ اُس کے اور اُس کي قوم کے حالات سے بہت تھوڑے واقف تھے چنانچہ تھوڑے دنوں تک باجے راؤ دکن کي اندروني حالتوں پر متوجہہ رہا مگر بادشاہ کو اِسبات پر دبائے گیا کہ مالوہ اور گجرات کي چوتھہ اور سردیس مکھي مہري فرمان کے ذریعہ سے حسب ضابطہ عنایت ہووے اور جن سرداروں کو پیچھے چھوڑ آیا تھا اُن کو یہہ ہدایت کي کہ آگرہ تک دھاوے کریں آخرکار مغلوں نے بڑے بڑے ٹھاٹ اون کے مقابلہ کے لیئے درست کیئے اور بڑي بڑي بھاري فوجیں جنکے سردار افسردہ پژمردہ تھے اون کے مقابلہ پر لیگئے اور اس کے سوائے کوئي فائدہ حاصل نکیا کہ حریف کي فوجوں کي سعي و محنت کے مقابلہ میں بادشاہي فوجوں کو ذلت حاصل ہوئي *

تھوڑي مدت کے گذرنے پر باجے راؤ نے عہد نامہ کي بابت خط کتابت شروع کي اور خط کتابت کے طول پکڑنے سے جس قدر بادشاہي دربار کي کمزوري واضح ہوتي گئي اوسیقدر باجي راؤ اپنے مطالبوں کو بڑھاتا چڑھاتا گیا یہانتک کہ ایسي بڑي جاگیر کے تقرر پر اصرار کیا جسمیں مالوہ اور جنوب چنبل کے ملک داخل تھے اور اوسي جاگیر میں متھرا اور الہ‌آباد اور بنارس سے مقدس شہروں کو شامل کیا اگرچہ بادشاہ کے ارادے علانیہ مقابلہ کي بابت تو بیکار ثابت ہوئی مگر وہ ایسا ذلیل بھي نہ تھا کہ ایسي باتوں کو قبول کرتا بلکہ اوس نے

نقصان مذکور سے تھوڑے نقصان کو گوارا کرکے مرہٹوں کو ٹھنڈا کرنا چاہا
اور مرہٹوں نے بقول اوس کے کہ یکے را بگیر و دیگرے را دعوی کن بڑے
مقصد سے عہدہ اونچی بدون بادشاہ کی عنایت کو قبول کیا منجملہ
اون کے یہہ حق بھی عنایت ہوا تھا کہ وہ راجپوتوں سے خراج وصول
کریں اور آصف جاہ کی قلمرو سے جو حق اون کو ملتا ہی اوسکو مرضی
کے موافق بڑھاویں اور یہہ حق اس لیئے دیا گیا تھا کہ آصف جاہ اور
راجپوتوں سے مرہٹی لڑتے رہیں اور وہ بھی نچنت ہوکر نبیٹھیں مگر یہہ
مقصود اون سے کچھہ کچھہ حاصل ہوا یعنی اون میں اور مرہٹوں میں
نوک جھوک چلی گئی اس لیئے کہ آصف جاہ اب یہہ سمجھنے لگا کہ
میں اپنی تدبیروں کو نہایت پہونچایا اور جیساکہ بادشاہ کی عداوت سے
اندیشہ تھا ویسا ہی اوسکی ناتوانی سے خوف درپیش ہے یعنی جب بادشاہ
تھوکا تو بلاشبہہ مرہٹی خبر لیجاوے گی تھوڑی عرصہ میں دلی کے دربار نے
آصف جاہ سے رفاقت کی التجا پیش کی اسلیئے کہ وہ دربار اب اوس کو
اپنی مفسد رعیت نہیں سمجھتا تھا بلکہ ایسا رفیق اوس کو جانتا تھا کہ
جسکے ذریعہ سے وہ بلا اون کے سر سے ٹالی ممکن تھی جو اون کے سروں پر
کھیل رہی تھی *

غرض کہ آصف جاہ نے بادشاہ کی امداد و اعانت کا ارادہ مستقل کیا
اور جب کہ وہ ان سب جھگڑوں میں مبتلا تھا تو باجی راؤ دارالسلطنت
کی جانب کو بڑھا آیا تھا اور جب کہ وہ آگرہ سے چالیس میل کے
فاصلہ پر پہونچا تو ملکی فوج اوس کی جو گورنر کے تحت حکومت
تھی جمنا پار کے ملکوں کو لوٹ کھسوٹ رہی تھی مگر اودھ کے حاکم
سعادت خاں نے ایسی شجاعت سے جو اوس کے ہمعصروں میں
موجود نتھی اپنے صوبہ سے باہر نکلکر اوس پاس پڑوس کے ملکونکو
مرہٹوں کی ماردھاڑ سے بچاوے مرہٹوں پر حملہ کرکے اور اون کی فوج
کو مار کر قلب کی جانب پیچھے کو ہٹایا یہانتک کہ اس لاگ ڈانٹ

اور مارپیٹ سے جسکو لوگوں نے بڑي فتح بیان کیا جگهہ جگهہ یہہ
هوائیاں اڑائیں کہ سارے مرهٹے دکن کو بهاگ گئی مگر باجی راؤ ایسي
افواهوں کے اوڑنے سے اسبات پر نہایت آمادہ هوا کہ بدنامي کا دهبا
مٹاوے اور بادشاہ کو یہہ دریافت هووے جیسے کہ اُس نے اپني زبان سے
کہا تها کہ میں اب بهي خاص هندوستان میں موجود هوں چنانچہ قمرالدین
خاں وزیر کے تحت حکومت ایک فوج اُس کے مقابلہ پر بهیجي گئي
اور جس زمانہ میں کہ یہہ فوج متهرا کے متصل بیحس و حرکت
پڑي تهي باجی راو ایک لخت جمنا سے الگ هوا اور بادشاهي فوج کے
دائیں بازو سے چودہ میل کے فاصلہ پر بچکر گذرا اور بڑے بڑے کوچ
کرکے دلي کے دروازوں کے سامنی موجود هوگیا یہہ واقعہ سنہ ١٧٣٧ ع
مطابق سنہ ١١٤٩ هجري میں پیش آیا *

باجی راو کے موجود هونے سے جو هیبت دلوں پر پیدا هوئي تهي
وہ بآساني متصور هوسکتي هی مگر چونکہ مقصود اُس کا یہہ تها کہ
بادشاہ کو ڈراوے اور یہہ مقصود اُس کا نتها کہ وہ نہایت برهم کرے
اِس لیئی زیادہ چهیڑ چهاڑ سے باز رها اور اگرچہ حوالي شهر کے مکانوں
کے بچانے میں بہت سي کوشش کي مگر اپنے همراهیوں کي دست
اندازي کو پورا پورا نروک سکا اور اُس بات کو بہانہ ٹهراکر شهر سے
تهوڑے فاصلہ پر چلا گیا اور جب کہ وہ شهر سے دور چلا گیا تو دلي والونکو
حملہ کرنے کي جسارت حاصل هوئي چنانچہ بہت سا نقصان اُٹها کر شهر
میں واپس آئی مگر جو کہ اب قمرالدین خاں سعادت خاں سے مل چکا
تها اور دارالسلطنت کي اِمداد و اعانت کے لیئی چلا آتا تها تو اِسلیئی
باجی راو نے پیچهے لوٹنا مناسب سمجها جو ایک ایسي بات تهي
کہ مرهٹوں کے قوانین جنگ کے بموجب بیعزتي نہ گني جاتي تهي
اور عزم اُس کا یہہ تها کہ جمنا کے نیچے سے پار اُترے اور جمنا گنگا کے
درمیاني ملکوں کو لوٹی کهسوٹی مگر برسات کے قریب آنے اور آصف جاہ

کے دلي کي جانب بڑھتی جانے سے یهه ارادہ کیا که فورت پهرت دکن کو واپس چلا جاوے جہاں اور کاموں کے باعث سے اُس کے موجود هونی کي بڑي ضرورت تهي اگرچه باجی راو دکن کو لوت گیا مگر آصف جاہ اپنے کوچ و رحلت پر قایم رها اور پورے اختیارات اُس کو اِس بات کے لیئی عنایت هوئی که جو وسیلے ذریعے سلطنت سے ممکن هووین وہ تمام اکٹھے کرے اور اُس کے بڑے بیٹی غازي الدین خاں کو مالوہ گجرات کي حکومت عنایت هوئي یهه امور مذکورہ بالا سنه ۱۷۳۷ ع مطابق سنه ۱۱۵۰ هجري میں واقع هوئی مگر بادشاهت کي قوت ایسي بودي هوگئي تهي که آصف جاہ اُسکے ذریعوں سے اپني ذاتي فوج کو چونتیس هزار آدمیوں تک بڑھاسکا *

آصف جاہ کي توپوں کا کارخانه نہایت عمدہ تها اور سعادت خاں حاکم اودہ کے برادرزادہ صفدر جنگ کے زیر حکومت فوج اُس کي تائید کے لیئی موجود و آمادہ تهي غرض که آصف جاہ اُس تمام فوج کو لیکر سرونج کي جانب کو بڑھا اور باجی راو ایسي فوج سمیت نربدہ پار اُترا جو بقول اُس کے اسي هزار تخمیناً تهي اور غالب یهه هی که آصف جاہ کي همراهي فوج سے زیادہ تهي † اِس آمی بیشي کے لحاظ سے بادشاهي جرنیل کو لڑائي سے باز رهنا اِس لیئی مناسب نه تها که قایم لڑائیوں میں مرهٹے ایسے مرد نه تهے که دهاک اُن کي مانی جاوے اور سارے دشمنوں کي نسبت خصوص اُن کے مقابله میں یهه بات حاصل کرني ایسي بہت بڑي بات نه تهي که لشکرکشي کے آغاز میں لڑائي اپني اوپر جتائي جاوے مگر آصف جاہ نے غالباً اپنے توپ خانه کے بهروسے اور نیز اُس حزم و احتیاط کے سہارے جو اُسکي اصل و طبیعت اور پیرانه تجربه کاري کا مقتضی تها ارادے کا عمدہ

---

† آجکل مرهٹوں کا یهه دستور هے که لاکهه فوج بولتی هیں اور دس هزار یا پندرہ هزار اُس سے مراد اُن کي هوتي هے اور اِس مقدار سے زیادہ بہت کم مراد اُس سے رکھتی هیں اور همارے اصطلاح میں لاکهه سوار اُس سے مراد هوتے هیں

مقام و موقع بهوپال کے قلعہ کے متصل تجویز کیا مگر مقام کی عمدگی سے باجی راؤ سے قوی دشمن کے مقابلہ میں کچھہ فائدہ حاصل نہوا اسلیئے کہ مرہٹوں نے اسکے گرد نواح کے ملکوں کو ویران اور اسکی رسدوں کو چاروں طرف سے مسدود کیا اور اُسکی فوج کے هر ایسے ٹکڑے پر پهیل پڑے جس نے اپنی صفوں سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تھا اور اسکی ذاتی فوج اور کمکی فوج کے درمیانی آمد و شد کی راہ کو برابر بند کیا یہہ واقعہ جنوری سنہ ۱۷۳۸ میں واقع هوا *

امور مذکورہ بالا کے نتیجوں سے آصف‌جاہ کا یہہ حال هوا کہ ایک مہینے یا چهہ هفتوں کے آخر پر شمال کی جانب کو لوٹا اور غالب هے کہ نیار چارے کی کمی کرتا هی سے بہت سے مویشی اسکی ضایع هوگئی تھے اگرچہ بہت سا اسباب اپنا بهوپال میں چهوڑ آیا تھا مگر باوصف اسکے بهی بهاری توپونکا سلسلہ ساتھہ اسکے موجود تھا چنانچہ اسی باعث سے کوچ و مقام اُس کے آهستہ آهستہ هوتے تھے اور مرهٹوں کی دوڑ دهوپ اُس کے حق میں زیادہ خرابی کا باعث هوئی‌تهی اگرچہ توپ‌خانہ کی وجهہ سے عام حملہ نکرسکے مگر انشیں حقوں کی مار مار سے بہت برا حال اُنکا کیا اور سوار اُن کے پیچهے لگے لپٹے چلے آئے یہاں تک کہ تین تین چار چار میل کے دوچار کوچ مقاموں کے بعد آصف خاں اپنی قسمت کی اطاعت یعنی باجی راؤ کی شرایط طاعت پر مجبور هوا چنانچہ عہدنامہ کے ذریعہ سے اُس سارے ملک کے حوالہ کرنیکا اقرار کیا جو نربدہ سے چنبل تک واقع اور اُس میں مالوہ بهی شامل هی اور نہایت قول و قسم سے یہہ زبان اُنکو دی کہ اس عهد نامہ کو بادشاهی مہر و دستخط سے مزین کرادونگا اور علاوہ اِس کے پچاس لاکهہ روپیہ نقد بادشاهی خزانہ سے دلاؤں کا یہہ واقع فروری سنہ ۱۷۳۸ مطابق رمضان سنہ ۱۱۵۰ هجری میں پیش آیا *

بعد اُس کے آصف جاہ کی روک ٹوک نہوئی چنانچہ وہ دلی کو راهی هوا اور باجی راؤ نے ممالک مذکورہ پر قبضہ کیا مگر عہدنامہ

کے استحکام موجود ہے پہلے اِس معاملہ کی ترقی ایک ایسی آندھی کے وقوع سے جس کے سایہ تمام انسان اور ساری قوتوں سے ایک مدت تک مدهوش و غافل رہتے تھے آئی نہ بڑھی اور جوں کی توں ویسی هی باقی رهی *

نادرشاہ کے دھاوے کا بیان

هندوستان کی بادشاهت اُن بری حالتوں کو دوبارہ پہونچی تھی جنکے وقوع سے تیمور اور بابر نے هندوستان کا ارادہ کیا تھا علاوہ اِسکے کشور ایران میں بھی ایسی مسلسل واقعے پیش آئی جنکے باعث سے ظهور اس حملہ کا اُس ولایت سے ضروری ابدی تھا *

بیان اُن واقعوں کا جو اِس حملہ سے ایران میں پہلے واقع ہوئے

جب کہ صفوی خاندانی سلطنت پر دو سو برس کا عرصہ گذرگیا جو ایشیا کی بادشاهی نسلوں کی بقا و قیام کا معمولی زمانہ هی تو وہ خاندان ایسے ضعف و زوال کو پہونچا کہ اُس کے باعث سے قندهار کے درانی پٹھانوں نے خاندان مذکور کو تخت سے خارج کیا *

پٹھانوں کی قوم کے اُس گروہ کا حال جو شمال مشرق میں رہتے ہیں پہلے بیان ہوچکا مگر غربی قومیں جو ایران کے انقلاب و تنزل میں شریک و شامل ہوئیں اُن قوموں سے بہت سی باتوں میں مختلف هیں *

غربی والوں کا ملک وہ بلند ‡ خطہ هی جسکی تائید و تقویت کوہ سلیمان کے سلسلہ سے مشرق کی جانب پر ہوتی اور یہی پہاڑ اُس خطے اور اُن میدانوں کے درمیان میں جو اٹک پر واقع ہوئے حد فاصل پڑتا هی اور شمال کی جانب میں اِس قسم کی پشتہ و پہاڑ اُس سلسلہ

---

‡ سمندر کی سطح سے کابل کا شہر چھہ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع هی — برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ایک صفحہ ۱۵۱

سے قایم ہوتي ہی جس کو پہلے وقتوں میں کوہ قاف کہتے تھے اور دریاے اکسیس اور سمندر کاسپین کے نیچي سطح سے وہ سلسلہ اونچا نظر آتا † ہی امر بلند خطہ کا وہ حصہ جو مغرب ہرات میں واقع ہی ایرانیوں کي حکومت سے متعلق ہی اور اسي شہر کا مشرقي حصہ افغانوں کے قبض و تصرف میں داخل ہی *

اِس خطہ میں بڑے بڑے زرخیز میدان اور منجملہ اُن کے بہت بڑے بڑے میدانوں میں غزني اور کابل اور قندھار اور ہرات سے شہر بستے ہیں ‡ اور اِس خطہ کے بڑے حصے میں ایسے گہرے غار واقع ہیں جو بوجوت کے قابل نہیں اور چروائی لوگ اُن میں بستے ہیں جو خیموں میں بسو کرتے ہیں اِن قوموں میں آسیطیرح کي طرز حکومت اور خوے و خصلت قایم ہی جیسیکہ کہ شمال مشرق کے افغانوں میں پائي جاتي ہی مگر فرق اتنا ہی کہ یہہ ویسے مفسد اور ہنگامہ طلب نہیں اگرچہ چروائی والی خطوں میں اکثر نرے پٹھان ہي بستے ہیں مگر میدانوں کي آبادي کا بڑا حصہ شہروں کي آبادي سمیت قوم تاجک سے آبادہی جو فارسي بولي بولتے ہیں اور وہ وهي لوگ ہیں جو ماوراءالنہر اور ایران کے میدانوں میں رهتے سهتے ہیں *

هندوستاني اور ایراني بادشاهوں نے اگرچہ اُن میدانوں کو فتح کیا مگر پٹھانوں کي قومیں خود مختار باقي رهیں اگرچہ وہ قومیں جو ان دو بڑي سلطنتوں کے ملکوں کے پاس پروس میں آباد تھیں بلاشک اون کے زور و قوت سے کچھہ نکچھہ اثر پذیر هوئي § هونگی

† جواب مضمون بیلي فریزر صاحب مندرجہ حالات شاهي جغرافیہ کي سوسئیٹي

‡ هرات اُس ٹیکرے کے پار واقع هی جهاں جنوب کے بهنے والی پاني اُن پانیوں سے الگ هوتے هیں جو دریاے اکسیس کے شمال پر بهتے هیں مگر هرات اُس بلندي پر واقع هی جس پر ذل خطہ واقع هوا اور اسي لیئے اُس کو اِس خطے کا ایک ٹکڑا سمجهنا چاهیئے

§ سترهویں صدي کے آغاز کے قریب ابدالیوں نے ایرانیوں سے اداے خراج کا اقرار اِس شرط پر کیا تها کہ اُزبکوں کي مار دهاڑ سے محفوظ رکھے جاویں

يعني اون سے دبي اچھي هونگي مگر مغربي قوموں ميں سے خلجيوں کي
بہت بڑي قوم تھي جو قندهار کے گرد نواح ميں بستي تھي اور دوسري
قوم ابداليوں کي تھي جنکو دراني کہتے هيں اور غور کے پہاڑ اصلي ٹھکانا
اونکا تھا اور جس زمانه کا حال اب بيان هوتا هے وه اس زمانه ميں
هرات کے پاس پڑوس ميں آباد تھي يه دونو قوميں آپسميں مخالف تھيں
اور اکثر اوقات اون ميں لڑائي بھڑائي رهتي تھي صفوي خاندان کے پچھلے
بادشاه شاه حسين کے زمانه ميں خلجيوں نے ايرانيوں کو ايسا ناراض کيا
تھا که اُسکے باعث سے ايرانيوں نے بڑے غيظ و غضب سے اونپر بڑي يورش
کي تھي چنانچه گرگين خان جارجيا کا بادشاهزاده جو عيسائي مذهب
کو چھوڑ کر مسلمان هوگيا تھا بيس هزار آدميوں سے زياده فوج اپنے
همراه ليکر قندهار کو روانه هوا تھا ‡ اوريه فوج اسقدر تھي که مخالف تاب
اوسکي نه لاسکے مگر ايرانيوں کا بار اطاعت ايسا بھاري پڑا که تھوڑے عرصه
کے گذرنے پر خلجيوں نے ايسي جوکھوں اوٹھانے کا اراده کيا جو اس بھاري
بوجھه کے اٹھانے ميں ضروري تھي چنانچه ميرويس اس مهم ميں
سردار اونکا هوا جو خانداني سردار اور بهت لائق فايق اور ايران کي
سلطنت کے ضعف و ناتواني سے بخوبي واقف و آگاه تھا اس سردار
نامدار نے دلاوري اور هوشياري سے ايسا کام کيا که قندهار پر چھاپه مارکر
قبض و تصرف کيا اور ايرانيوں کو گرد نواح سے نکالا اور ممالک مفتوحه
کو اپني قوم کے اصلي ملکوں سے ملا ملاکر بجاے خود مستقل سلطنت
قايم کي يه کار نمايان سنه ١٧٠٨ ميں واقع هوا بعد اوس کے ايرانيوں نے
قندهار پر مکرر حملے کيئے اور ايک حمله ميں ابداليوں نے امداد اونکي
کي مگر بعد اوسکے سنه ١٧١٦ ميں ابداليوں نے خلجيوں سے ملاپ کرکے
ايرانيوں کا مقابله کيا اور هرات کو دبايا اور خراسان کے بڑے حصه واقعه
قلمرو ايران کو پايمال کيا مگر تھوڑے دنوں بعد آنکي باهمي عداوت

‡ مالکم صاحب کي تاريخ ايران جلد اول صفحه ٦٠١

برپا ہوئي اور ایرانیوں نے اُن کے خلاف و نفاق سے فائدہ اُتھایا یہانتک کہ سنہ ۱۷۲۰ تک دونو فریقوں سے مقابلہ کرتے رہے مگر غلجیوں کے سردار نے یہہ بڑا ارادہ کیا کہ خود ایران میں جاکر لڑیں اور اُس حکومت کي بیخ و بنیاد کو صدمہ پہونچاویں جو ہم لوگوں پر زور ظلم کرتي تھي *

ایران کي فتح کا بیان

جبکہ کہ سنہ 1715 میں میرویس مرگیا تو بھائي اسکا جانشین اوسکا ہوا مگر اُس کي جانشیني پر بہت تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ میرویس کے بیتے محمود نے زور زبردستي سے باپ کي گدي چھیني اور ایران کے حملہ کي تدبیر اُس نے چھ ئي مگر ظہور تدبیر سے پیشتر ایرانیوں کو ابدالیوں کے ہاتھوں سے بڑي بھاري شکست نصیب ہوئي تھي اور اب ابدالي مشہد کو زور دباؤ اپنا دکھا رہے تھے اور اوزبکوں کے بحراکسپیس سے پار اوترنے اور یورش کرنے سے بڑي امداد آنکو حاصل ہوئي تھي *

اس عرصہ میں لزجي لوگ بھي کوہ قاف سے نکلے اور ایران کے شمالي مغربي حصہ پر دھاوا کیا اور حقیقت یہہ تھي کہ ایرانکي سلطنت خاص اپنے برے چال چلنوں سے غیر ملکي حملوں کي نسبت بہت زیادہ کمزور و ناتوان ہوگئي تھي *

حاصل یہہ کہ پچیس ہزار آدمیوں سمیت محمود قندھار سے روانہ ہوا چنانچہ کرمانکو لپیٹ سپیٹ کر یزد کیجانب بڑھا اور وہاں سے سیدھا اصفہان کو چلا † *

دارالسلطنت کے متصل خاص کلنا باد میں ایرانیوں نے بڑي بھاري فوج سے مقابلہ اُس کا کیا جو بڑے ٹھاٹ سامان سے آراستہ پیراستہ تھي

---

† جبکہ ابدالیوں کے مقابلہ میں چند زور کے لیئے محمود ایرانیوں سے متفق رہا تو اُس زمانہ میں کرمان پر قابض تھا — جونز صاحب کي تاریخ نادر شاہ کے دیباچہ کا چوتھا فقرہ

چنانچہ چوبیس توپیں بھي اُس میں موجود تھیں † مگر ایرانیوں
کي حکومت بودي اور صلاح و مشورے اُنکے منقسم اور مختلف تھے اور
يہي باعث هوا کہ افغانوں کو بہت فتح نصیب هوئي بعد اُسکے تھوڑي
مدت گذرنے پر خاص اصفہان پر یورش کي یہہ شہر اُس زمانہ میں
بڑي شان و شوکت اور نہایت کثرت کو پہونچا تھا ‡ مگر وہ کثرت اِس
موقع پر ایرانیوں کو بہت مضر هوئي اِس لیئے کہ جب پٹھانوں نے دیکھا
کہ شہر پناہ کي حفظ و حراست هماري حملوں کي مانع مزاحم هي تو
اُنہوں نے رسدوں کو روکا اور حقیقت یہہ هي کہ ایسے بڑے شہر کا پورا
محاصرہ بیس هزار آدمیوں سے جو مزاولت رکھتے تھے متصور نہ تھا مگر
محمود نے فوج کے نقصان و قلت کو هوشیاري چالاکي سے ایسا خوب
پورا کیا کہ شہر کے رهنے والے تھوڑے هي دنوں میں کال کي آفتیں اُٹھانے
لگے یعني بھوکوں مرنے لگے چنانچہ بہت سے مورخوں نے محصوروںکے
رنج و مصائب کي مقدار ایسي بڑي بیان کي جو ایسے مقاموں کے
مصائب سے چڑائي سمجھني چاهیئے اور ویسي مصیبتیں بہت کم واقع

---

† ایراني سپاهي صورتوں کے قد و قامت اور تمام سامان اُنکي فوج مقام کے
خیموں سے لیکر راسته درست اور اُنکي پوشاکیں عمدہ عمدہ تھیں اور گھوڑے اُن کے
تیار اور مرصع زیوروں تک سامان اُنکے بہت زیب ڈوک اور چمکتے دمکتے تھے
بخلاف اُنکے بیچارہ پٹھانوں کے پاس ایک ذرہ بھي تھا اور گھوڑے اُنکے سفر
کے مارے دبلے پتلے اور سوار اُنکے پرانے کپڑے پہنے هوئے اور سورج کي چمک کے
علاوہ کوئي چمک دمک اُن میں موجود نہ تھي اور بڑے زور شور سے یہہ بات اُنکے
لشکر میں کہہ سکتے هیں کہ تیزي تلواروں کے سوا کوئي چمکدار چیز اُنکے لشکر
میں پائي نجاتي تھي —— مالکم صاحب کي تاریخ ایران جلد ایک صفحہ ۶۲۳

‡ هینوے صاحب نے باتباع چارڈین صاحب کے جلد دو صفحہ ۱۶۳ میں
بیان کیا کہ اصفہان میں چھہ لاکھہ آدمي بستے تھے مگر جب سیاحوں نے هندوستان کے
بڑے بڑے شہروں کا اس شہر سے مقابلہ کیا تو اُن کے قول کے بموجب اسقدر
اُس کي آبادي یقین کے قابل نہیں هاں دو لاکھہ آدمیوں کي آبادي تسلیم کے
قابل هي

هوتي هيں † يهه لڑائي جو فريقين كے لحاظ سے برابر كي ٹكر نتهي چهه مهينے سے كچهه كم قايم رهي اور اسقدر عرصه لسماعت كي دليل هى كه ايرانيوں كي قوت ضعيف هوگئي تهي اور تكليف اُٹها نے كي طاقت اُن ميں باقي نه تهي اور جب كه ايرانيوں كے وه حملے جو شهر سے نكلكر كرتے تهے اور وه كوششيں جو صوبوں كي فوج ازروے زور زبردستي كے رسد كي بار برداريوں كے معامله ميں كرتي تهيں محض بيكار گئيں تو كام ناكام اُنهوں نے اطاعت كا بار اپنے سروں پر ركها چنانچه بادشاه اپنے بڑے بڑے درباريوں كو همراه اپنے ليكر اور لباس ماتمي پهنكر شهر سے باهر نكلا اور آپ كو محمود كے حواله كيا اور اكتوبر سنه ۱۷۲۲ كو محمود فيروز مند كے سرپر تاج اپنے هاتهوں سے ركها *

پهلے پهل محمود نے ايسي بڑي خدا ترسي سے حكومت كي كه اُسكي توقع نه تهي مگر جب كه قزوين كے قلعه ميں اُس كے محافظ سپاهيوں كو شهر والوں نے دهوكه سے قتل كيا تو اُسكو اپني جان كے لالے پڑے اور بهت سے ايراني سرداروں كو گردن مارا اور پاداش و تدارك كے دهمكاو سے تمام مسلح باشندگان اصفهان كو شهر كے چهوڑ نے پر مجبور كيا اگرچه غلجيوں كے زور ظلم كو بهت مبالغه سے بيان كيا ‡ مگر ايسے چرواهے قوم كي سنگدلي اور ناخدا ترسي بكمال آساني متصور هوسكتي

---

† علي حزين شاعر جو معاصرے كے زمانه ميں اصفهان ميں موجود تها اِن سارے بيانوں كو غلط بتاتا هى اور خود كهتاهى كه منجمله محصوروں كے كوئي آدمي بهوك پياس كے مارے نه مرا تها بلفور صاحب كا ترجمه سرگذشت حزين صفحه ۱۲۲

‡ منجمله اُن مختلف حالوں كے جو ابهي بيان هوئے ايك مثال اُس زور ظلم كي دريافت هوسكتي هى چنانچه هينوے صاحب جو مبالغه كے عادي نهيں اگرچه كاهے گاهے عام پسند افواهوں اور اُن سے زياده بري سندوں كو اپني تاريخ ميں لكهتے هيں يهه بيان كرتے هيں كه محمود نے وهاں كے اميروں كا بال بچوں سميت نام و نشاں تك نچهوڑا يهاں تك كه ايك ايك كو پكڑ كر شكاري جانوروں كي طرح قربان كيا بعد اُس كے يهه حكم ديا كه ملكي جنگي محكموں كے آدمي جو پهلي سلطنت

هی جو ہر ایک اپنے ظالموں پر نہایت غالب ہوگئی تھی اور اپنی تعداد و شمار کی قلت و خفت کے لحاظ سے جو خوف و ہیبت کے ذریعہ کے سوا کسی ذریعہ سے محفوظ قایم نہیں رہ سکتے ہجم و لوس سے بہرے گونگے ہوگئے تھے *

یہہ بادشاہ دو برس پورے حکومت نکرنے پایا تھا کہ اُس فکر و اندیشہ کے سارے جس میں وہ مبتلا تھا اور اپنی مذہبی ریاضتوں اور کفاروں کے ثمروں سے جنکو اپنے اعتقاد کے موافق لازم بکرا تھا سمجھہ بوجھہ اُسکی بڑی بوری ابھی تھی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ دیوانہ ہوکر مرگیا جو اپنی موت مرا یا اوروں کے ہاتھوں سے مارا گیا بعد اُس کے اپریل سنہ ۱۷۲۴ کو اُس کا بھتیجا اشرف خاں جانشین اُسکا ہوا *

یہہ نیا بادشاہ بڑا قوی و لایق تھا مگر ایران کی فتح کو پورا کرنے نپایا تھا کہ روس و روم اُس کے درپے ہوئی اور ایران کی سلطنت کے دبانے پر دونوں نے اتفاق کیا اور یہہ عہد اُن کے آپس میں ہوگیا تھا کہ مغربی صوبے روم کے تصرف میں رہیں گے اور شمالی صوبے دبانے

سے تعذر باقی نہی اور ذہن سے ذیادہ [illegible] محمود [illegible] ظلم قتل کئے جاویں چنانچہ اُس قتل کو پہلے بادشاہ کی ذات خاص کے پہرہ والوں سے شروع کیا جو تین ہزار آدمی تھے مگر اُنکے نادر نامہ کا مصنف جس کے بیان کو سرکاری بیان سمجھنا چاہیئے اور اُس کو یہہ غرض نہ تھی کہ محمود کی سختیوں کو چھپارے بتارے بیان کرتا ہی کہ اُس نے سارے ایرانیوں کے قتل کا ارادہ کیا تھا اور جس دن کہ پٹھان لڑائی سے اصفہان کو پہونچے اُسی روز اُس نے ایک سو چودہ آدمی قتل کرائے اور چھوٹے بڑے اور تھوڑے کپڑے کی تمیز نکی اور وہی مورخ لکھتا ہی کہ تھوڑے دنوں بعد اُس دیوانہ نے بادشاہی نسل کا استیصال چاہا چنانچہ انتالیس شاہزادے قتل کرائے مگر ہزاروں کے قتل عام کے خیال سے یہہ بیان اُس کا مطابق نہیں ہوتا اور یہہ کہہ سکتے ہیں کہ اِس سارے زمانہ میں شاہ حسین پہلے بادشاہ کو زندہ چھوڑا تھا اور قطع نظر اِس سے کہ محمود ساتھہ اُس کے بڑی سنگدلی سے پیش آوے محمود سے یہہ شکایت اُس نے پیش کی کہ مجھکو چھوٹے سے مکان میں محصور کیا اور پانچ غلام اور پانچ لونڈیاں خدمت کے واسطے مقرر کیں —— مالکم صاحب کی تاریخ ایران جلد ایک صفحہ ۴۳۲

رکسیز تک روس کے پاس آوینگے اشرف خاں پہلے پہل روم والوں پر چھا اور کئي لڑائیوں میں آنکو شکست فاحش دیکر اپني سلطنت کو بزور شمشیر اُن سے تسلیم کرایا مگر باوصف اِس کے اُس ملک سے اونکو خارج نکر سکا جن کو اونہوں نے فتح کیا تھا اگرچہ بڑا پیٹر روسیوں کا بادشاہ اس لڑائي میں بذات خود موجود تھا مگر اشرف کو اوس ملک کي تائید و تقویت کے باعث سے جس میں روسیوں کو آنا پڑا تھا اونسے بہت کم اندیشہ تھا تاں مقام رشت تک جو سمندر کاسپین کے جنوب میں واقع ہی روسي آپہونچے تھے بعد اوسکے اونکي ترقي میں رخنہ پڑا اور پیٹر کے مرجانے سے لڑائي بھڑائي سے باز رہے *

نادرؔ شاہ کي عروج ترقي کا بیان

اشرف کا بڑا مہیب دشمن قریب اوسکے ملک کے پیدا ہوچکا تھا تفصیل اس اجمال کي یہہ ہی کہ شاہ حسین کا بیٹا مرزا طہماسپ اصفہان سے بہاگ کر قوم کیچر کي پناہ میں بیٹھا تھا جو بحر کاسپین کے کنارہ پر بستي تھي اور وہ اون لوگوں میں صرف نام کا بادشاہ تھا اوسکي قسمت کے بدلنے کي پہلي علامت یہہ تھي کہ نادر قلي جو بڑا سورما سپاہي گذرا اور بلاد ایران میں جواب اوس کا ابتک پیدا نہیں ہوا جان و مال سے شریک اوسکا ہوگیا *

نادرقلي نے پہلے پہل قزاقوں کي طرح ادھر اودھر سے فوج اکہٹي کي تھي مگر آپ اپنے ملک کے چھوڑانیکے ارادے پر نمایاں ہوا چنانچہ اوس نے اپنے طور و طریق اور کامیابیوں کے نمونوں سے ایرانیوں کي سوئي مذہبي حرارت اور سوتي دلیري دلاوري کو جگایا اور قوم کي شان و عزت کو شگفتہ کیا یہاں تک کہ تھوڑي تھوڑي اوس بري حالت سے جس میں وہ ڈوبي پڑي تھي ایسي سدھرتہ عمدہ حالت کو پہونچي جو کسي زمانہ میں پہلے نصیب اونکو نہوئي تھي *

پہلے وار اُس نے یہہ مہم سر کي کہ مشہد پر قبضہ کیا اور ابدالیوں اور محمد خاں سیستان والے سے خراسان کو چہینا جو مشہد سمیت

آس پر قابض و متصرف ہو گئے بعد اُس کے اشرف خان کے تحت
حکومت والے غلجیوں سے شمالی حد پر جاں توڑ کر لڑا مگر ان کئی
لڑائیوں میں کشور ایران کی جنوبی حدوں تک بھگایا اور اُنکی فوج جو
خوب سی جمع تھی یہاں تک کم رہ پراگندہ ہو گئی اور مقبوضہ ملک کا
قبضہ چھوڑ بیٹھے جس پر سات برس تک قابض و متصرف رہے تھے
بہت سے آدمی مارے گئے اور باقی جو بچے گھر کی واپسی پر جنگلوں
میں بھوکے پیاسے مرگئے اور ماہ جنوری سنہ ۱۷۲۹ع میں ایک بلوچ
سوداگر نے کرمان اور قندھار کے درمیان اشرف خان کو قتل کیا بعد اُس کے
نادر قلی نے رومیوں پر حملہ کیا جن کے قبضہ و تصرف میں اشرف خان
کے عہد نامہ کے ذریعہ سے کسیقدر ایران کا ملک اب تک باقی رہا
تھا جب کہ اُس نے تبریز کو رومیوں کے دخل و تسلط سے نکالا تو
اوس کو ابدالیوں کی بغاوت کا پرچا لگا اور خراسان کی واپسی پر
مجبور ہوا *

جب کہ پہلے وار اُس نے اُس قوم پر کامیابی حاصل کی تھی تو
اپنی کامیابی کے بعد ایسی معقول تدبیریں کی تھیں جن کے ذریعہ سے
لوگوں کو اپنی جانب مائل کیا تھا غرض کہ اون تدبیروں اور غلجیوں اور
ابدالیوں کی باہمی عداوت سے یک قومی فریق کو حامی کار اپنا بنایا تھا
اور اوس فریق کو [illegible] اور ہرات کی حکومت تفویض کی تھی مگر
اب ایک فریق نے جو منجملہ ابدالیوں کے بادشاہ کا مخالف تھا ایسا
غلبہ حاصل کیا تھا کہ خراسان کو روندا اور مشہد کو چاروں طرف سے گھیرا
جو اوس زمانہ میں نادر کے بھائی ابراہیم کا مقبوضہ تھا جس کو اون
لوگوں نے شکست فاحش دیکر مغلوب و مجبور کیا تھا بلکہ ان ابدالیوں نے
غلجیوں سے رفاقت پیدا کی تھی مگر یہ رفاقت بہت تھوڑے دنوں باقی
رہی چنانچہ بعد اوس کے ایسی نااتفاقی ہوئی کہ پہلے کی نسبت زیادہ
مخالفت پیدا حاصل ہوئی کہ یہہ لڑائی جو نادرشاہ کو ابدالیوں سے

پیش آئي پہلے کي نسبت بہت زیادہ دشوار تھي یہانتک که هرات کے محاصرے میں دس مہینے صرف هولیئے مگر اب ابدالي پورے پورے مطیع و منقاد اوس کے هوگئے بعد اوس کے پھر تالیف قلوب کي تدبیریں هونے لگیں اور اسلیئے که وہ تھوڑے دنوں بعد اوس کے سفي هو گیا تھا تو ابدالي لوگ اوس کے جان نثار هو گئے *

ان لڑائیوں میں بہت مدت کے گذرنے سے ایران کے کام کاج اچھي حالت پر نه رهے اور اِس لیئے که حکومت کا انصرام اسبات پر ٹھہرا تھا که فوج کو لڑائیوں کے کام کاج میں مصروف کرے تو شاہ طہماسپ اپنے سپه سالار نادر قلي کے هاتھوں میں جیسا که قیاس بھي چاهتا هی ایک کھلونے کي طرح چلتا پھرتا تھا مگر جب که دارالسلطنت پر قبض و دخل اُس کا دوبارہ حاصل هوا اور ساري قلمرو میں اُس کي سلطنت تسلیم کي گئي تو بات آسکي بن پڑي اور دستور یہه تھا که نادر قلي کے نهونے کے زمانه میں بادشاهي کے کاروبار اُس کے قبض و قدرت میں هوتے تھے *

نادر قلي حکومت کے انتقال سے جي میں برهم هوا اور جب وہ خراسان کے کاموں کا تصفیه کرچکا تو اصفہان کو باگ اٹھائي اور وهاں پہونچکر اُس تنفر سے فائدہ اٹھایا جو لوگوں کے دلوں میں شاہ طہماسپ کي جانب سے بایں وجہه پیدا هوا تھا که اُس نے رومیوں سے ایک برا عہد نامه کیا تھا چنانچه اُس نے اُس کو تخت سے اوتارا اور اُسکے شیرخوار بچے کو نام کا بادشاہ بنایا اگرچه یہه انتظام اُس کي سلطنت کا آغاز سمجھا جاتا هی مگر جب تک اُس نے ایران کي بادشاهت کو کھلم کھلا اختیار نه کیا که بہت سي فتوحات اُس کو روم و روس پر حاصل نهوئیں اور وہ سارے ملک اُس کے قبض و تصرف میں داخل نهوئے جو ایران کے دخل و تسلط سے نکلکر روم و روس کے تحت حکومت داخل هوئے تھے بعد اُس کے دونوں سلطنتوں سے آشتي کي اور اپني

بادشاہت نے پیدل فوج کو لیکر مغان کے میدان میں گیا اور ملکي جنگي
افسروں اور ضلع کے حاکموں اور قلمرو کے بڑے بڑے معززوں کو جو لاکھہ
آدمیوں کے قریب قریب بیان کیئے لئے طلب فرمایا چنانچہ اُن لوگوں نے
باہم متفق ہوکر ایک آواز سے تاج و تخت اُس کے سامنے پیش کیا
مگر پہلے اُسنے حیلہ بہانہ سے ایسے بھاري بوجھہ کے اُٹھانے میں تامل کیا
اور بعد اصرار و التماس کے اِس شرط پر وہ بھاري بوجھہ اُٹھایا کہ بلاد ایران
میں تشیع کا نام نشان باقي نرہے اور تسنن کي روشني جگہہ جگہہ پہیلے
یہہ † واقعہ سنہ ١٧٣٦ع میں واقع ہوا *

تبدیل مذہب سے نادر شاہ کو یہہ توقع غالب تھي کہ صفوي خاندان کا
حب و اخلاص ایرانیوں کے دلوں سے دھویا جاویگا جسکو استحقاق اِس
سلطنت کا اِس وجہہ سے زیادہ قوي تھا کہ وہ شیعوں کا پیشوا اور حامي
تھا مگر ایراني لوگ اپنے مذہب میں بدستور ویسے ہي پکے رہے
جیسےکہ وہ پہلے سے پکے چلے آتے تھے علاوہ اِسکے نادر شاہ کي تدبیر
منافي الصدر نے یہہ نتیجہ بخشا کہ اُس کي رعایا کے دلوں میں موجود
اخلاص اِس کا باقي نرہا اور ایسي بري طرح پہوٹ پہیلي کہ شاہ و رعیت
پر اُس کے پہل پہول کا اثر برابر ہوا *

اگرچہ نادر شاہ اس وقت میں اُسکے برے نتیجوں سے بخوبي واقف
نہ تہا مگر اوس کي سمجھہ میں یہي بات آئي کہ جو تخت اپني
مسلسل فتوحات کي بدولت قائم ہوا وہ اُنہیں کے ذریعہ سے بحال و برقرار
رہ سکتا ہے چنانچہ اُس نے اپنے وطن والوں کے فخر و عزت کو ایسے
شاداب و تازہ کرنا چاہا کہ اُن غلیجیوں سے جنہوں نے پہلے وقتوں میں
ایرانیوں پر غلبہ پایا تہا انتقام لیوے اور قندھار کو ایران کي قلمرو میں
دوبارہ داخل کرے *

---

† نادر نامہ اور جونز صاحب کي کتاب جلد پانچ صفحہ ٢٣٧ ہینوے صاحب نے
بیان کیا کہ نادر شاہ نے یہہ شرط کي تہي کہ سنیوں کا مذہب ایران میں گوارا
کیا جاوے اور بعد اُس کے تشیع کا نام نشان باقي نچھوڑا جاوے *

اِس مہم کي غرض سے بڑے بڑے ٹھاٹ اُس نے سنواري اور ایسي بھاري فوج سمیت اوس مہم پر روانہ ہوا جس کو بعض مورخوں نے اَسي لاکھ آدمي بیان کیئے † ابدالیوں نے اسي موقع پر دلي امداد اُوس کو دي اور خلجي دل شکستہ ہوکر ادھر اودھر چلے جانے پر آمادہ ہوئے مگر باوصف اس کے لڑائي بھڑائي کي ذاتي ہمت نہ ہاري تھي اور ایسے کمزور نہوئے تھے کہ لڑائي کے بدون اطاعت قبول کرتے غرض کہ برسدن کے سخت محاصرے کے بعد قندھار کے دھاوے پر جرات کرسکا اور باوجود اوس کے بھي کیئي بار اس سے پہلے کہ مارچ سنہ ۱۷۳۸ع کو قندھار فتح ہوچکا تھا خلجیوں نے اونکو مار پیٹ کر بھگایا اور محاصرے کے دنوں میں قندھار کے گرد نواح کے بہت سے حصہ کا انتظام اوس نے کیا اور اوسي زمانہ میں اوس کے بیٹے رضا قلي مرزا نے جو مقام مشہد مقدس سے اوزبکوں پر چڑھ کر گیا تھا ایک صوبہ بلخ ھي کو فتح نہ کیا بلکہ دریاے اکسیس پر شاہ بخارا کو شکست فاحش دي جو بذات خود لڑائي میں موجود تھا *

نادر شاہ اعتدال مزاج اور تدبیر مملکت کے لحاظ و حیثیت سے مقام و موقع دیکھکر اپنے مخالفوں یعني خلجیوں سے بطور اپني رعایا کے پیش آیا چنانچہ اوس نے تباہي ایران کے انتقام میں جو خلجیوں کے ھاتھوں سے ظہور میں آئي تھي کوئي سخت معاملہ نبرتا اور منجملہ اون کے بہت سے لوگوں کو اپنے لوگوں میں بھرتي کیا ھاں اس قدر برائي تو کي کہ کسي قدر خلجیوں کو اون کي اراضیات مقبوضہ سے بیدخل کیا جو قندھار کے گردنواح میں واقع تھیں اور وہ اراضیات ابدالیوں اور خاص

† مالکم صاحب کي تاریخ ایران جلد دو صفحہ ۹۱ اور ھینوے صاحب نے اپني کتاب کي جلد دو صفحہ ۳۵۵ میں بیان کیا کہ اسي ہزار آدمیوں کے پیچھے پیچھے تیس ہزار آدمي لگے چلے آتے تھے مگر مغرب اٹک کے لحاظ سے اسقدر جمعیت قیاس سے خارج ہی اس لیئے کہ وھاں ایسي بڑي بڑي فوجیں جیسے ھندوستان میں عموماً جمع کي جاتي ھیں بہت کم فراھم ہوتي ہیں

جب که نادر شاه قندهار کے محاصرے میں مصروف تھا تو اُس نے دلي کے دربار سے گرفتاري یا اخراج اُن چند افغانوں کا چاها تھا جو غزني کے پاس پروس کے ملکوں میں بھاگ کر گئے تھے اور اصل حقیقت یهه تھي که هندوستان کي سلطنت اِس قابل نرهي تھي که وه درخواست مذکوره کو قبول کرتي علاوه اِسکے یهه بھي دریافت هوتا هی که اس سلطنت نے نادرشاه کي نادر شاهي کے قبول و تسلیم میں گونه تامل کیا تھا غرضکه نظر بوجوه مذکوره درخواست کے جواب میں بهت عرصه گذر گیا اور جب که جواب اُس کا نه پهونچا تو نادر شاه نے تساهل و غفلت کي بڑي شکایت کي اور بهت برا بهلا کهکر کچهه توقف نه کیا چنانچه سیلاب کي مانند آگے کو غزني و کابل پر بڑها بعد اُس کے سنه ۱۷۳۸ع مطابق صفر سنه ۱۱۵۱ هجري میں ایک ایلچي یهاں سے دلي کو روانه کیا جس کو پهاڑي پٹهانوں نے ٹهکانے لگایا یهاں تک که نادر شاه نے هندوستان کي چڑهائي کو ناواجب نه سمجها اور اُس کے لیئے بهانه معقول پایا چنانچه تهوڑي دقت کے اُٹهانے پر کابل پر قابض هوا اور کیئے مهینے تک اُس کے قرب و جوار میں انتظام کي ضرورت سے ٹهیرا رها اور جاڑوں کے آنے تک اپنے کوچ و رحلت کو شرقي جانب سے ملتوي رکها بعد اُس کے ماه اکتوبر سنه ۱۷۳۸ع مطابق شعبان سنه ۱۱۵۱ هجري میں کوچ و مقام کو جاري کیا مگر دلي کا دربار اب مرهٹوں کے خوف و هراس اور اپنے خانگي فسادوں میں ایسا مبتلا تھا که نادر شاه کي میل و حرکت پر بهت سي توجهه نه کرسکا اور جب که نادر شاه ایران کی قدیم قلمرو میں لڑتا جهگڑتا رها تو دلي کے دربار والے کمال بے پروائي سے اُس کو دیکهتے رهے یهاں تک که جب اُس نے دلي کے خاص ملک مقبوضه پر حمله کرکے کابل پر قبضه کیا تو اُن کو جب بهي یهي توقع تهي که پشاور و کابل کے درمیاني پهاڑي لوگ اُس کے اوترنے کے مانع مزاحم هونگے مگر تقدیر سے یهه معامله پیش آیا تھا که انتظام و درستي

کے رئیسوں میں جو روپیہ پہاڑی قوموں کو اس نظر سے ادا کیا جاتا تھا
کہ دلی کی سلطنت کا رعب داب اُس کی بدولت اُن قوموں میں
قایم رہے تھوڑے عرصہ سے نہ پہونچا تھا اور اسی وجہہ سے اگر اُن پہاڑیوں کو
قوت بھی حاصل تھی تو وہ لوگ اپنے بھیس بدلنے کے خواہاں نہوئے
اسلیئے کہ جسقدر دلی کا دربار پہلے بے پروا و غافل تھا ویسے ہی اس
وحشت اثر خبر کے سننے سے پریشان و حیران ہوا کہ نادر شاہ پہاڑوں سے
آگے کو بڑھا اور اُس تھوڑی سی ہندوستانی فوج کو جو ہمارے ایک
حاکم کی حکومت تلے اوس کے مقابلہ پر آئی تھی شکست فاحش دیکر
اٹک تک پہونچا اور وہاں کشتیوں کا پل باندھکر پنجاب میں داخل ہوا
اور آگے کو بلا تحاشا چلا آتا ہے یہہ خبر نومبر سنہ ۱۷۳۸ع مطابق
رمضان ۱۱۵۱ ہجری میں مشہور ہوئی *

نادرشاہ کو اُس خفیف مقابلہ کے سوائے جو لاہور کے حاکم سے ظہور
میں آیا تھا جمنا تک کوئی بڑی چھوٹی روک بھی پیش نہ آئی یعنی
دلی سے سو میل کے اندر اندر بلا توقف بڑھا چلا آیا اور کسی نے چوں
بھی نہی اور جب وہ وہاں پہونچا تو ہندوستانی فوج کے قرب و جوار
میں آ پڑا *

محمد شاہ نے بڑی جد و جہد سے تھوڑی بہت فوج اکھٹی کی
تھی اور آصف جاہ بھی بادشاہ سے آملا تھا چنانچہ دونو کرنال کی
جانب روانہ ہوئے جہاں بڑا لاؤ لشکر اکھٹا ہوا تھا اور جب کہ نادر شاہ
آچکا تھا تو سعادت خاں اودہ کا نائب سلطنت بھی اسی زمانہ کے
قریب اپنے بادشاہ کی فوج کے قرب و جوار میں آپہونچا تھا مگر ایرانیوں
نے یہہ چاہا کہ سعادت خاں کو بادشاہ کے لشکر سے ملنے نہ دیں چنانچہ
باہم مقابلہ ہوا اور یہہ خفیف مقابلہ بڑی لڑائی کی صورت پکڑ گیا
مگر ہندوستانی سپاہی ایرانی آزمودہ کاروں کی ٹکر نہ اوٹھا سکے
درحقیقت یہہ تھی کہ وہ سپاہی اس میدان میں اتفاق و

مشورت بدون اضطراب کی حالت میں لڑنے کو لائی گئی تھی چنانچہ آصف جاہ اصلی یا جعلی غلط فہمی سے لڑائی میں شریک و شامل نہوا † *

غرض کہ اِس خرابی پر یہہ نتیجہ مترتب ہوا کہ هندوستانی فوج تباہ هوئی خان دوراں خان سپہ سالار مارا گیا اور سعادت خاں پکڑا گیا اور محمد شاہ کو اس کے سوا کوئی چارہ باقی نرہا کہ اُس نے آصف جاہ کو اطاعت کا پیام دیکر بھیجا چنانچہ پندرھویں ذیقعدہ سنہ ۱۱۵۱ ھجری مطابق تیرھویں فروری سنہ ۱۷۳۹ ع کو چند همراهیوں سمیت آپ ایرانیوں کے لشکر میں گیا نادر شاہ نے بڑی آؤ بھگت آسکی کی اور آسی روز آس کو آسکے لشکر میں واپس جانے کی اجازت فرمائی مگر اِس تعظیم تکریم کی نظر سے بخوبی فائدے اُٹھانے سے باز نرہا چنانچہ آسنے محمد شاہ کو اپنی فوج میں شامل هونے پر مجبور کیا اور دونو بادشاہ دلی کو روانہ هوئے بعد آس کے جو دونو بادشاهوں میں خط کتابت جاری رهی بیان اوس کا بہت سے لوگوں نے طرح طرح سے بیاں کیا اور آصف جاہ اور سعادت خاں کی باهمی مخالفت کی بدولت اوس خط و کتابت میں تھوڑے بہت خلل تو پیش آئی مگر کوئی برا نتیجہ مترتب نہوا اس لیئے کہ نادر شاہ کو اپنی قوت پر پورا قبض و تصرف حاصل تھا اور اِس بات کے بتانے کو کہ اوس قوت کو کس طریقہ سے برتے سرتے کسی سکھانے پڑھانیوالی کا محتاج نتھا *

ماہ مارچ سنہ الیہ کو نادرشاہ اور محمد شاہ کی دونوں فوجیں دلی میں داخل هوئیں اور دونوں بادشاهوں نے بادشاهی محلوں میں نزول فرمایا

† نادر شاہ کی سرگذشت صفحہ ۱۵۳ میں جس روز نامچہ کا ترجمہ نریزر صاحب نے لکھا هی اُس کے بموجب نادر شاہ کی ساری فوج اور همراهیوں سمیت جو ساری مسلح تھی ایک لاکھ ساٹھہ هزار آدمی تھے مگر اُس کی فوج کے ایک اخبار نویس نے جو بمقام پشاور اُس کی فوج میں داخل تھا ساڑھے چوسٹھہ هزار سپاهی اور چار هزار بھیر بنگاہ اُس کی بیان کی ۱۲ ایضا صفحہ ۲۲۰ و ۱۲۱

نادر شاہ نے تھوڑي سي فوج کو شہر میں منقسم کرکے یہہ حکم صادر فرمایا
کہ فوج کے قانونوں کي سخت پابندي عمل میں آوے اور باشندوں کي
حفظ و حراست کے لیئے پہرے بٹھائے جاویں *

باوصف اِس کے کہ نادر شاہ نے یہہ دور اندیشیاں اور هوشیاریاں
ہوئیں مگر هندوستاني اوس سے راضي نہوئے چنانچہ اون بیگانوں کي
خونخواري کو بڑي هیبت سے دیکھتے تھے اور اونکے دلي میں گھس
بیٹھنے سے نفرت کرتے تھے † *

دوسرے دن یہہ هوائي اوڑائي گئي کہ نادر شاہ نے وفات پائي اور
جوں هي کہ دلي کے گلي کوچوں میں یہہ خبر پہیلي تو هندوستانیوں
کي نفرت بلا مزاحمت ظاهر هوئي اور ایرانیوں کا قتل هونا شروع هوا
اور جس طرح سے کہ ایراني سپاهي جگہہ جگہہ پہیلے هوئے تھے اوسکي وجہہ
سے بہت سے لوگ اوسی هندوستانیوں کے غیظ و غضب کے قرباني هوئے
هندوستاني امیروں نے ایرانیوں کے بچانے میں کوشش کي بلکہ بعض
بعض امیروں نے ایرانیوں کو قاتلوں کے حوالہ کیا جو اونکي محلسراؤں کي
حفظ و حراست پر متعین کیئے گئے تھے ‡ گرچہ نادر شاہ نے پہلے پہل تو
فساد کا دبانا چاہا اور اسبات کے دریافت هونے سے گونہ رنجیدہ هوا کہ
وہ فساد رات بھر برپا رہا اور قتل کي جگہہ آسکو ترقي حاصل هوئي
باوصف اِس کے صبح کو گھوڑے پر سوار هوکر اِس نظر سے باهر نکلا
کہ اُس کو جیسا چاہئے دیکھکر پہر امن و امان قایم هوجاوے اور جوں هي
کہ وہ باهر نکلا تو پہلے پہل اُس نے گلي کوچوں میں اپنے هموطن

---

† فریزر صاحب کا بیان

‡ علي حزین نے بیان کیا کہ سات سو ایراني مارے گئے اور یہہ بموجب بیان
مندرجہ صفحہ ۲۸۱ اصلي کتاب حزین کے جسکو بالفور صاحب نے مرتب کرکے چھاپا تھا
اور اُس کے ترجمہ کے ۲۹۹ صفحہ میں سات هزار لکھے هیں مگر یہہ چھاپہ کي صاف
غلطي هی اور سکات صاحب کي جلد دو صفحہ ۱۰۷ میں ایک هزار آدمي بیان
کیئے گئے

بھائیوں کي لاشوں کو پڑا ہوا دیکھا مگر اِس پر بھي جوش اُس کو نہ آیا یہاں تک کہ ادھر اُدھر سے پتھر پھینکنے لگے اور چاروں طرف سے تیر و بان اُس پر برسنے شروع ہوگئی اور یہہ نوبت پہونچي کہ ایک سردار اُس کا جو اُس کے پہلو میں جاتا تھا اُس گولي کا نشانہ ہوا جو خاص اُس پر چھوٹ کر آئي تھي غرض کہ جب نادرشاہ نے یہہ دست درازیاں دیکھیں تو وہ نیلا پیلا ہوا اور عام قتل کا حکم سنایا †
چنانچہ صبح سے بہت دن چڑھے تک وہ حکم قایم رہا اور اُس کي بدولت وہ صورتیں پیش آئیں جو لوٹ مار اور لوبھہ لالچ اور پادشاہ و تمارک کي نظر سے پیدا ہوسکتي ہیں یعني شہر کو چند مقاموں سے ایسا جلایا پھونکا کہ وہ آتش بازي کا تماشا اور خونریزي ویراني کا نمونہ بن گیا *

جب کہ نادرشاہ قتل عام سے سیر ہوچکا تو محمد شاہ یا اُس کے وزیر کي شفاعت سے غیظ اُس کا ٹھنڈا ہوا اور قتل کي بندي کا حکم سنایا گیا اور انتظام اِس کا ایسا معقول تھا کہ جوں ہي قتل کي بندي کا حکم صادر ہوا توں ہي فوج نے تسلیم کیا ‡ اور کسي نے دم نہ مارا اور

---

† فریزر صاحب کا بیان

‡ انسداد قتل کے مقدمہ میں لوگوں کے بیان مختلف ہیں چنانچہ بعضے کہتے ہیں کہ نادر شاہ قتل کے سارے وقت رکن‌الدولہ کي چبوتري مسجد میں جو جوہري بازار میں واقع ہی غمگینوں کي صورت بنائے چپ چاپ بیٹھا رہا اور محمد شاہ اور اُس کے امیر اُس کے روبرو آنے کي جسارت کرکر اُس کے سامنے آئے اور سرجھکائے ہوئے کھڑے رہے یہاں تک کہ نادرشاہ نے بولنے کي اجازت دي محمدشاہ نے پہلے آنسو بہائے اور بعد اُسکے بہت پھوٹ پھوٹ کر رویا اور نہایت گڑ گڑاکر یہہ کہا کہ میري رعیت کي جاں بخشي کرني چاہیئے اگر اِس غیر قرین قیاس واقعہ کي سند فریزر صاحب کي سند سے بہتر ہوتي تو نہایت بہتر ہوتا مگر قتل عام کي شرح و بیان میں وہ بیان اچھا ہی جس کو مورخین نے قلمبند کیا اس لیئے کہ اُس نے اُس واقعہ کو اپني آنکھوں سے دیکھا تھا اور اُس کے بیان کو سیرالمتاخرین والے نے لفظ بلفظ نقل کیا دوسرا بیان اِس عام قتل کا اُس ہندوستاني منشي کے روز نامچہ میں بخوبي مندرج ہی جو سربلند خاں مذکور کا میر منشي تھا اور اُس روز نامچہ کو فریزر

تاتاروں کے ہاتھ جہاں کے تہاں رکھئے مگر دلّی والوں کی تکلیفات اسپر
موقوف نہوئیں اس لئے کہ نادر شاہ کا بڑا مطلب ہندوستان کی
چڑھائی سے یہہ تھا کہ اُس کے مال و دولت سے آپ کو مالا مال کرے
اور جب سے کہ اُس نے فتح پائی تاب سب ہی سے روپیہ کے اخذ و جبر
کی رنگ ڈھنگ اُس نے ڈالے تھے جس کا وہ خواہاں تھا چنانچہ پہلے پہل
مدبر اوس کا سعادت خاں ہوا مگر دلّی کے پہونچنے پر تھوڑی مدت
گذری تھی کہ سعادت خاں مرگیا بعد اِس کے سر بلند خاں ہندوستانی
اور طہماسپ خاں ایرانی روپیہ کے اخذ و جبر پر متعین ہوئی چنانچہ
مار دھاڑ اون کا جو بجائے خود سخت ناگوار تھا نادر شاہ کی سختی
اور بے قراری سے اور بھی زیادہ ہوا اول اونہوں نے بادشاہی خزانوں
اور جواہروں پر قبضہ کیا جن میں تخت طاؤس بھی داخل تھا بعد
اوس کے کئی بڑے امیروں کا تمام اسباب ضبط کیا اور باقیوں کو اِس
پر مجبور کیا کہ اپنے مال کا بہت سا حصہ باقی ماندہ مال کے تاوان
میں ادا کریں بعد اوس کے چھوٹی چھوٹی محلّوں اور تمام باشندوں
پر متوجہ ہوئی اور شہر کے دروازوں پر اس غرض سے پہرہ بندیاں
ہوئیں کہ کوئی آدمی شہر سے باہر نکلنے نپاوے غرض کہ ہر آدمی اپنے

صاحب نے اپنی تاریخ نادر شاہ میں درج کیا بعد اُس کے دو معاملے نظرے جس میں
سے تھوڑے سے معاملوں میں [illegible] روز نامچہ والا بھی شریک و شامل تھا اُس
روز نامچہ میں بہت تفصیل سے مندرج نہیں خونریزی کا بیان یہہ ہی کہ دو پہر تک
قتل جاری رہا اور مقتول شمار و حساب سے باہر تھے فریزر صاحب نے ایک لاکھ
بیس ہزار آدمی سے [illegible] لاکھ تک [illegible] مصنف نے غالباً راستے
راستے کے قریب قریب لکھا [illegible] چنانچہ یہ لکھتا ہی کہ کل دن بھر وہ
حکم جاری رہا اور تیس ہزار آدمی تخمیناً مارے گئے اور [illegible] صاحب کی جلد
دو صفحہ ۲۰۷ میں آٹھ ہزار آدمی قرار دئے مگر صاحب موصوف نے کوئی سند
تحریر لکھی جس پر اُس کی بنیاد قائم ہی یہہ بات قیاس سے باہر ہی کہ اتنے
گھنٹوں تک بیس ہزار آدمی کے قاتلوں [illegible] کام پر متعین کیئے گئے
تھے ایسا کشت و خون واقع ہووے جس کا مقابلہ طرف ثانی نکریگی اور باوصف اسکے
آٹھ ہزار آدمی مارے جاویں۔

مال کے ظاہر کرنے اور بحسب اُس کے تاوان کے دینے پر مجبور ہوا اور ہر قسم کا ظلم اور ہر طرح کی سنگدلی روپیہ کی تحصیل میں برتی گئی یعنی معزز لوگوں کو روپیہ کے اقرار کے لیئے مارا پیٹا گیا اور بہت سے لوگ اُس بدسلوکی کے مارے مرگئے جو ساتھہ اُن کے برتی گئی اور بہت سے بے گناہوں نے آبرو کے پیچھے جان اپنی کھوئی بستی سونی ہوگئی اور امن چین کا نام نرہا اور ہر گھر میں رونے پیٹنے کی آواز بلند تھی پہلے عام قتل کا ہنگامہ برپا نہ تھا اور اب خاص خاص لوگوں کی جانیں تلف ہوتی تھیں † *

صوبوں کے حاکموں سے بھی امداد اور تاوان لیا گیا اور یہاں تک تحصیل کی نوبت پہونچی کہ نادر شاہ کو اُن متخرجوں کے خالی ہونے کا پورا پورا یقین ہوا جن سے دولت کا حصول ممکن تھا بعد اُس کے اُس نے واپسی کی تیاری کی اور محمد شاہ سے ایک عہد نامہ لکھوایا جس کی رو سے مغرب اٹک کا تمام ملک اُسکے قبض و تصرف میں داخل ہوا اور تیموریوں کی ایک شہزادی اپنے بیٹے نصراللہ کو بیاہی اور محمد شاہ کو دوبارہ تخت پر تھایا اور اپنے ہاتھوں سے بادشاہی کے سارے زیور اُس کو پہنائے اور ہندوستانی امیروں کو بہت تاکید فرمائی کہ بلا حجت و تکرار اُس کی اطاعت کو فرض و لازم سمجھنا ورنہ بہت بڑے انتقام کے منتظر رہنا اور آپ کو بڑے عذابوں کا مورد سمجھنا غرض کہ نادر شاہ اٹھاون دن دلی میں رہا اور چلتے ہوئے استدر خزانہ ساتھہ اپنے لیگیا کہ تخمیل اوسکی آٹھہ نو کرور روپیہ اور کئی کرور روپیہ کی سونے چاندی کی اینٹوں اور بھاری بھاری اسبابوں اور ہر قسم کے لباسوں پر مشتمل تھی علاوہ اون کے ایسے ایسے گراں بہا جواہر لیگیا جن کی قیمت کا تخمینہ نہیں ہوسکتا باقی گھوڑوں اور ہاتیوں اور اونٹوں کی شمار قطار نہیں اور منجملہ آدمیوں

† سکاٹ صاحب کا بیان جلد دو صفحہ ۲۱۰

ایسي گلي سڑي لاشوں کي بدبو مارتي تھي جو ابتک گور و کفن سے محروم اور فاتحہ درود سے بے نصیب تھیں بعد اسکے بہت مدت گذرنے پر دلي کا دربار ایسي طرح بیدار ہوا کہ گویا بھاري نیندوں سے کسي نے اُسکو ابھي جگایا ہے اور سلطنت کا ڈھچر بھي ویسا ھي بگڑا ہوا تھا جیسا کہ خود دارالسلطنت کا نقشہ خرابي کو پہونچا تھا یعني فوج تباہ تھي اور خزانے خالي تھے اور محاصل کا نام و نشان نتھا اور باوصف اس خرابي کے اب بھي مرھٹوں کي دھمکیاں جنوب کي جانب سے قایم تھیں اور جوصوبے کہ مرھٹوں کي دست اندازي سے ابتک محفوظ و مامون تھے وہ نادر شاہ کي فوج سے تباہ ویران ھوگئے تھے اور باوجود ان لاعلاج مرضوں کے دربار کے باھمي قصے تضائے بھي ابتک قایم تھے اور جس فریق کو دربار میں غلبہ حاصل تھا وہ چند بڑے بڑے خاندانوں سے مرکب تھا جو ترکي نسل ھونیکے باعث سے طوراني امیر کہلاتے تھے اور وزیر قمرالدین اور نواب آصف جاہ ان خاندانوں کے سردار تھے اور باھمي اتفاق کے علاوہ رشتہ ناتوں نے بھي اُنکے واسطے علاقوں کو مضبوط و مستحکم کیا تھا اور وہ لوگ اوس فریق کے بدخواہ و مخالف تھے جو آنکي جگہہ قایم ہونا اور آنکي شان شوکت کو مٹانا چاھتے تھے اور اِن لوگوں میں خود بادشاہ بھي شریک و شامل سمجھا جاتا تھا اگر چند صورتوں کے باعث سے مسلمانوں کي سلطنت کو مرھٹوں کي مار دھاڑ سے تھوڑي سي بھي فرصت حاصل نہوتي تو بہت جلد ایسي منتشر حکومت شکار اون کا ھو جاتي اور جب کہ نادر شاہ کي تاب و طاقت کو خود بادشاھي دربار والوں نے بہت بیندر سمجھا تھا تو باجي راو اوس سے غالباً بالکل ناواقف تھا اور معلوم ھوتا ھی کہ باجي راو اوس ھیبت ناک دشمن یعني نادر شاہ کے ایسے میدان کو طی کرنے سے نہایت حیران و پریشان ہوا ھوگا جنکے بلا مقابلہ طی کرنے کي امید اوسکو لگ رھي تھي چنانچہ نادر شاہ کي آمد شد کے دیکھنے سے پہلے پہل یہہ خیال اوسکو آیا کہ

ارادہ پر پانی پھر گیا یہاں تک کہ باجی راو نے آشتی کو قرین مصلحت سمجھا یہہ واقعہ سنہ ١٧٤٠ع مطابق سنہ ١١٥٣ هجري میں واقع هوا معلوم هوتا هی کہ باجی راو ایسی ایسی پریشانیوں اور خرابیوں کی وجہہ سے جنکو آپ اپنے سر پر لیا تھا نہایت افسردہ پژمردہ هوگیا تھا † اور جبکہ وہ خاص هندوستان میں کسی مطلب کے لیئے واپس آیا تو اُسکے مرجانے سے جو بمقام نربدہ ماہ اپریل سنہ الیہ مطابق سنہ الیہ میں واقع هوا اُسکی ساری تدبیریں مسدود هوگئیں باجی راو نے تین بیٹے چھوڑے منجملہ اُنکے ایک بالاجی اُوجہ پیشوائی کے عہدہ پر معزز و ممتاز هوا دوسرا رگھناتھہ جسکو راگھوبا بھی کہتے تھے اور کسی مادہ میں انگریزوں سے بہت سا میل جول رکھتا تھا اور پچھلے پیشوا کا باپ تھا تیسرا شمشیر بہادر جو کسی مسلمان عورت کے پیٹ سے بطور ناجائز پیدا هوا تھا اور اپنی ماں کے مذهب کی تعلیم اُس نے پائی تھی اور باوصف اس کے باپ اُس کا بندیل کھنڈ کی ساری جاگیروں اور وهاں کے ملکوں کا استحقاق اُسکو دے گیا تھا *

باجی راو اپنے انتظام کے پچھلے وقتوں میں کنکان کی لڑائیوں میں مصروف و آمادہ رها اور اُن لڑائیوں کا کام کاج اُس کے بھائی چمناجی کی بدولت چلتا رها اور اوس کے دشمنوں کے ایسے قلعوں اور جزیروں میں پناہ گیر هونے سے جو ایک جانب میں سمندر کی حفاظت سے محفوظ اور دوسری جانب میں پہاڑوں اور جنگلوں کی حراست سے مامون و محروس تھے اُن کے دبانے اجاڑنے میں بڑی بڑی کوششیں صرف هوئیں مگر باوجود اسکے پوری پوری کامیابی حاصل نہ هوئی *

---

† باجی راو نے اپنے گرو کو بہت لکھا تھا کہ میں مشکلات اور قرضوں اور مایوسیوں میں مبتلا هوگیا اور میرا حال ایسا هی هے جیسے کوئی زہر کھانے پر آمادہ هووے راجہ کی مجلس میں میرے بدخواہ حرف رکھتے هیں اور اسے وقت میں ستارہ کو جاؤنگا تو وہ میری چھاتی پر پاؤں رکھ دینگے ان سبکو مل دال کر برابر کرینگے اگر میری موت آجاوے تو بڑی شکر گذاری کا مقام هے ـــ گرینٹ ڈف صاحب کی تاریخ جلد ایک صفحہ ٥٥٩

یهه دشمن جنجیره کے حبشي اور کلابه کا انگریا ڈاکو اور پرتگال والے تهے چنانچه منجمله اُن کے انگریا ساهو کي اطاعت کے بعد مرهٹوں کي سرکار کا براے نام متوسل رها اور اپنے قریبوں کو بہت بیباکي سے کام میں لایا یہانتک که بحري قزاقوں کے ذریعه سے جنوبي سمندر کي چوتهه ٹهرایا تها سارے همسایوں میں دهاک اپني ڈالي انگریزوں نے بڑي بڑي بحري فوجوں سے چند بار اُن پر حملے کیئے اور ایک موقع پر سنه ۱۷۱۹ع میں پرتگال والوں کي تائید و تقویت سے یورشیں کیں مگر وه ساري یورشیں کامیابي سے خالي رهیں هالینڈ والوں نے بهي سنه ۱۷۲۴ع میں اُس ڈاکو کے مقابله کي غرض سے بہت سي فوج اپني روانه کي مگر وه بهي ناکام رهي باجي راؤ اون قزاقوں میں سے دو بهائیوں کے جهگڑے میں پڑا اور حکومت کے ایک دعویدار کي جانب سے سنه ۱۷۳۴ ع میں ایسے دو قلعے اُس کو هاتهه آئے جو گهاٹوں کے اندر اوس خاندان والوں کے قبض و تصرف میں داخل تهے مگر باوصف اِسکے دونوں بهائیوں میں جهگڑا قایم رها اور لڑائي بهڑائي جاري رهي اگرچه باجي راؤ نے انگریزوں کے بیڑه سے پچهلے دنوں میں تهوڑي بہت مدد حاصل کي تهي مگر مرتے دم تک کام اپنا پورا نه کرسکا † *

اُن لڑائیوں میں جو مرهٹوں کو حبشیوں کے ساتهه واقع هوئي تهیں بہت تهوڑي کامیابي نصیب هوئي وه کالے مسلمان اُس دریا میں ایسے قوي و دلاور تهے جیسا که انگریا تها اور علاوه اُس کے میدانوں میں بهي مرهٹوں کي قلمرو کو لوٹ کهسوٹ کر تباه اور خاک سیاه کیا کرتے تهے یہاں‌تک که مرهٹوں کے چند قلعوں پر قابض و متصرف هو بیٹهے تهے بالاجي پیشوا کي سعي و محنت پر غایت سے غایت یهه ثمره مترتب هوا که سنه ۱۷۳۶ ع میں اُن کو زور و زبردستي سے هاتهه اٹهانے پر جوں توں کرکے راضي کیا *

† گرینٹ ڈف صاحب

پرتگال والوں سے جو لڑائي پیش آئي وہ نزاع اُس کا منشاء ہوا جو انگریا کے خانداني بھائیوں میں برپا ہوا تھا یعني اُس قصے سے یہہ قصا کھڑا ہوگیا کہ سنہ ۱۷۳۷ ع میں پرتگال والوں سے لڑائي بھڑائي شروع ہوئي اور سنہ ۱۷۳۹ ع کو یوں خاتمہ پر پہونچي کہ سالست اور باسین اور کنکان کے گرد و نواح کے دوچار شہروں کو جو پرتگالیوں کے دخل و تسلط میں تھے مرہٹوں نے چھینا اور اُن پر قبضہ کیا باقي جو دشواریاں کہ اُن کو اس بھاري فتح میں پیش آئیں مقدار اُن کي اوس نقصان سے دریافت ہوسکتي ہی جو باسین کے محاصرہ میں ان پر عاید ہوا چنانچہ خود اونہوں نے تسلیم کیا کہ پانچ ہزار آدمي اوس محاصرے کي بدولت مقتول و مجروح ہوئی *

باجي راو کو اون طوفانوں کے ہجوم و کثرت سے جو اوس کے مرنے کے وقت ادھر اودھر سے اِکٹھے ہوگئی تھے یہہ توقع غالب تھي کہ وہ طوفان اوس کے جانشین کو مغلوب کرینگی مگر جانشین اوس کا بالا جي اگرچہ اور اور باتوں میں نظیر اوس کا نہ تھا مگر طراري اور ہوشیاري میں اوسي کے برابر تھا اور جس ہنرمندي کے ذریعہ سے اوس نے بعض بعض اچھي صورتوں سے فائدہ اوٹھایا اوسي کي بدولت اون مشکلوں سے بھي نجات اوس کو حاصل ہوئي جنمیں وہ چاروں طرف سے پھنس دھنس گیا تھا *

اُوس ناکامي کے علاوہ جو باجي راؤ کو ناصر جنگ کے مقابلہ میں نصیب ہوئي اور اور خطروں کے پیش آنے کا باعث وہ خرابي پریشاني ہوئي جو ملک و معاملہ کے مقدمہ میں پیش آئي اور ملکي دشمنوں کے زور و دباؤ سے پیدا ہوئي تھي منجملہ ملکي دشمنوں کے برتھي ندي اور راگھوجي بوسلا اور داماجي جیکنوار اُس کے بڑے بڑے دشمن تھی اور منجملہ اون کے برتھي ندي اوس گھرانے کا بڑا پرانا دشمن تھا اگرچہ یہہ دشمن بہت دبایا لجایا گیا تھا مگر رعب داب اوسکا بنا ہوا تھا

آن بھاري مہموں کا خرچ اُن کي آمدني سے پہلے دستور کے موافق نہ چل سکا تھا *

بڑا قرض خواہ اُوس کا وہ بڑا ساتکیر تھا جو بڑي دولت رکھتا تھا اور مال و دولت کي بدولت سبکي آنکھوں میں معزز و ممتاز تھا اور جب کہ تقاضا اُس کا ادا نہ ہوا تو باجي راؤ سے اُس کا بگاڑ ہوگیا راگھو جي نے اُس کي حمایت و اعانت کو اس وعدہ پر حاصل کیا کہ اگر باجي راؤ کے عہدہ پر میرا تعین ہوجاوے تو بلا شبہہ تیرے دعوے کي تائید کروں گا بلکہ تیرا روپیہ دلوادوں گا *

جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا کہ راگھوجي کرناٹک کي مہم پر روانہ کیا گیا تھا اور ترچناپلي کے محاصرہ میں مصروف تھا کہ باجي‌راؤ کے انتقال کي خبر پہونچي اگرچہ خبر کے سنتے هي بالاجي کي قایم مقامي کے خلاف و مقابلہ پر ستارہ میں پہونچا مگر اپني فوج کا بہت سا حصہ اُس کو چھوڑنا پڑا علاوہ اُس کے پرتھي ندي کي رایوں سے اُسکي رائیں ایسي هي مخالف تھیں جیسي کہ باجي راؤ کي رایوں سے الگ تھلگ جاتي تھیں غرضکہ اِختلاف مذکور کے باعث سے پرتھي ندي سے اِس معاملہ میں موافقت نہ هوئي اور داماجي جیکنوار لڑنے بھڑنے پر مستعد و آمادہ نہ تھا اور ناصر جنگ آصف جاہ کا بیٹا جو تھوڑے عرصہ بعد اپنے باپ سے باغي هوگیاتھا ایسا مصروف و مشغول تھا کہ مرهٹوں کے باهمي نزاعوں سے کسیطرح کا فائدہ نہ اُٹھاسکا مگر بالاجي پہلے هي سے ساهو کي دارالریاست کے قرب و جوار میں موجود تھا اور اُس کے باپ کي فوج کا ایک حصہ جو اُس کے چچا چمناجي کے زیر حکومت تھا اُس کي تائید و اعانت پر جي جان سے آمادہ تھا اور باقي فوج کي یہہ صورت تھي کہ ضرورت کے وقت آسکتي تھي اور خود راجہ بھي اُس کے متوسلوں سے محصور تھا اور سب سے قطع نظر وہ برهمنوں کا سرتاج بھي تھا اور جو کہ اُس کے بدخواهوں کے سارے کام کاج اوس کي

ذات کے بھائیوں یعني برهمنوں سے متعلق تھے اور بکثر سنوار اُن کا اُن کے قبض و قابو میں تھا تو بالا جي کو هر قصے قضائے میں بڑا فائدہ حاصل هوتا تھا غرض که نظر باسباب مذکورہ بالا سارے مخالفوں کے خلاف پر ماہ اگست سنه ۱۷۳۰ کو بالا جي پیشوا مقرر هوا اور باپ کي گدي پر بیٹھا اور راگهو جي ترچنابلي کو اپنا سا موبه لیتو چلا گیا اور باجهراو کا قرضخواہ اپني ناکامي اور دشمنوں کي کامیابي دیکھه بھالکر راگهوجي کے ساتهه اپني جان لیکر بھاگا مگر بالاجي نے باپ کے قرض اوتارنے میں غفلت نه برتي بلکه اوس کام کے پورے کرنے میں باپ سے زیادہ ساعي رها *

چونکه اپنے ملکي انتظاموں میں برسوں سے زیادہ صرف هوچکا تو بالاجي نے اون معاملوں میں سوچ بچار سے کام لیا جو خاص هندوستان سے تعلق رکھتے تھے اور راگهوجي بوسلا اون میں دستاندازي کرچکا تها چنانچه اوس نے اون تمام حقوں اور سارے خراجوں کو اپنے نام پر راجه سے مقرر کرایا جو نربدہ کے شمال میں باستثنائے صوبه گجرات کے اکٹھے کیئے جاتے تھے اور اِس عنایت کے استحکام کي غرض سے اُس جانب کو کوچ کیا جہاں راگهوجي کي دست‌اندازي کو کمال آساني سے روک سکتا تھا غرض که جب بالاجي نربدہ پار آیا تو کالا اور مقبوله پر قبضه کیا اور اله آباد کي جانب کو بڑهک اُٹھایا چاهتا هي تھا که داماجي جیکنوار کي گجرات سے نکلنے اور مالوہ پر حمله کرنے کي خبر سنکر پچھلے پیروں لوٹا مگر جب که داماجي کے قریب اُپهونچا تو وہ اپنے ملک کو لوت کر چلا گیا اور گمان غالب یهه هے که داماجي کو اِس دوڑ دهوپ سے صرف یهه مطلب تھا که راگهوجي کو تائید پهونچاوے یعني بالاجي اِس حمله کي رفع دفع کي ضرورت سے راگهوجي کا پیچها چھوڑے بالاجي نے مالوہ میں موجود هونے سے یهه فائدہ اُٹھانا چاها که دلي کے دربار کو مالوہ والي جاگیر کے استحکام کے ایسي دعوے جو اُس کے باپ نے بزور و پیوستگي

آصف جاہ سے حاصل کیا تھا اور ایرانیوں کی آفت و محنت کے سبب سے استحکام اُس کا ناتمام رہا تھا اور تکمیل اس منصوبہ کی اُس کاٹ تراش سے اور بھی زیادہ مستقر و متمکن ہوئی جو راگھوجی کی طرف سے مغلوں کی قلمرو میں واقع ہورہی تھی اور اُس کی روک تھام کی اُس کو خواہش تھی *

جب کہ راگھوجی کرناٹک سے واپس آیا تو اُس نے ایک فوج اپنی باسکرپنڈت کے زیر حکومت کرکے بنگالہ کو روانہ کی چنانچہ اس فوج نے بنگالہ کو تاخت تاراج کیا اور جب بنگالہ کے نایب سلطنت کی فوج اِدھر اُدھر منتسم ہوجاتی تھی تو یہہ فوج اُن پر چڑھائی کرتی تھی اور جب بنگالہ والی فوج اکٹھی ہوکر مقابلہ کو پیش آتی تھی تو مرہٹوں کی فوج جنوبی مغربی پہاڑوں میں چلی جاتی تھی اُس زمانہ میں بنگالہ کا نایب السلطنت وہ الہوردی خاں تھا جو مہابت جنگ کے خطاب سے مشرف تھا اور اُس نے باسکرپنڈت کا مقابلہ بڑے زور شور سے کیا مگر جب کہ راگھوجی آپ آگے بڑھا تو الہوردی خاں پریشان ہوا اور بادشاہ سے یہہ درخواست کی کہ اگر حضور کو صوبہ کی حفظ و حراست منظور ہووے تو فی الفور امداد عنایت فرماویں چنانچہ بادشاہ نے اپنی کمزوری دیکھہ بھال کر صفدر جنگ کو جو اودہ کی نیابت سلطنت میں اپنے باپ کا جانشین ہوا تھا الہوردی خاں کی اِمداد و اعانت کا حکم دیا اور بڑی عمدہ تدبیر اُس نے یہہ سوچی کہ بالاجی راؤ کو اپنی مدد کے لیئے بلایا اور مالوہ کی بخشش کو مستحکم کرکے امداد اُسکی خریدی †

† گرینٹ ڈف صاحب بیان کرتے ہیں کہ راگھوجی سنہ ۱۷۴۳ ع میں بنگالہ سے خارج کیا گیا اور بعد اُس کے خروج کے دلی کے دربار سے صوبہ مالوہ کی بخشش بالاجی کے نام پر بحسب ضابطہ پختہ ہوئی مگر سنہ ایتہ کے پورے ہونے تک بھی قبض و دخل اُس کا نہ ہوا ہوگا مگر صاحب ممدوح نے خلاصہ دست آریز جاگیر مذکورہ بالا میں جسکو اُنھوں نے اپنی کتاب کی جلد دو صفحہ ۱۵ میں درج کیا محمد شاہ کی سلطنت کا چوبیسواں برس اور جمادی الاولی کا مہینا تاریخ اُس کی لکھی ھے

بالاجي راؤ کو اس پیغام سے زیادہ کوئي بات مرغوب و پسندیدہ نتھي چنانچہ بالاجي راؤ الہاباد اور بہار کي راہ سے روانہ ہوا اور بنگالہ کے دارالحکومت مرشد آباد میں ایسے وقت پر پہونچا کہ راگھوجي کے مدمیوں سے جو جنوب مغرب کے پاس پاس سے بڑھا چلاآتا تھا مرشدآباد کو بچاسکا اور الہ وردي خاں نے بہ مقام مرشد آباد اُسکو وہ روپیہ حوالہ کیا جو دلي کے دربار نے بنگالہ کي باقیات محاصل سے اُس کو دینا ٹھہرایا تھا اور جبکہ بالاجي راؤ کا پیٹ اس طرح بھردیا تو اُس نے بڑي گرمجوشي اور نہایت چستي چالاکي سے جسکي اُجرت اُسنے دل کھولکر باٹي تھي راگھوجي پر چڑھائي کي اگرچہ راگھوجي اُس کے مقابلہ سے جان بچاکر بھاگا مگر بالاجي راؤ نے اُس کو جا دبایا اور ابتک بنگالہ سے پورا پورا بھاگنے نپایا تھا کہ اُس کي فوج کو تاخت تاراج کیا اور تمام اسباب اُس کا لوٹا یہہ واقعہ سنہ ۱۷۴۳ ع مطابق سنہ ۱۱۵۶ ہجري میں واقع ہوا بعد اُس کے بالاجي مالوہ کو آیا اور چند روز اُس جگہہ ٹھہرکر ستارہ کو چلا گیا *

بالاجي کے موجود ہونے کي ضرورت بمقام ستارہ ایسي قوي پیش آئي کہ ویسي کبھي واقع نہ ہوئي تھي اسلیئے کہ جب راگھوجي بنگالہ سے لٹ کھسٹ کر واپس آیا اور ستارہ کو بالاجي کے قدموں سے خالي پایا تو اُس نے اُس کي غیر حاضري سے فائدہ اوٹھانا چاہا اور ستارہ کا ارادہ کیا چنانچہ کوچ کرتا ہوا چلا آتا تھا اور ادہر سے داما جي جیکنوار بھي گجرات سے دوڑ دھوپ کرکے ستارہ کے لگ بھگ پہونچ گیا تھا اور پرتھي ندي کا کارندہ جس کا آقاے نامدار اپني بیماري کے مارے کام کاج سے مجبور تھا نہایت سرگرمي

اور یہہ تاریخ ماہ مئي سنہ ۱۷۴۲ ع سے مطابق ہوتي ہے بالاجي نے پہلدوي اس جاگیر کے یہہ اقرار کیا تھا کہ چار ہزار سواروں کي امداد اپنے خرچ سے ملازمان بادشاہي کو دیا کریگا اور یہہ امداد اُن آٹھہ ہزار سواروں کي مدد کے علاوہ ہوگي جو خود بادشاہ کے ذمہ پر ہونگے

اور آمادگی سے داماجی کی مدد رسانی کا نہایت سامان کر رہا تھا گمان غالب ہی کہ بالاجی راو نے ان متفق دشمنوں کے زور و قوت کو بہت بڑا سمجھا ہوگا کہ اوس نے اون کے اتفاق توڑنے کے لیئے اون حقوق و موافق کو ضایع کرنا مناسب سمجھا جو نوبدہ پار اوس کو حاصل تھی اور جن کے تصے تضایون میں اوس کو بخوبی کامیابی حاصل ہوئی تھی یہاں تک کہ راگھوجی کو الدایاد اور اودہ میں تحصیل محاصل کا حق تو نہ دیا مگر بہار و بنگال میں سارے حقوق اوس پر چھوڑے اگرچہ اس تصفیہ کے ذریعہ سے جو سنہ ۱۷۴۳ ع مطابق ۱۱۵۷ ہجری میں واقع ہوا وہ لوگ کمزور پڑ گئے اور اکیلے رہ گئے جو مذکورالصدر اتفاق میں شریک و معاون ہوئے تھے مگر بالاجی کی تدبیروں کے یہہ بات بہت موافق سمجھی گئی کہ کسی قدر اونکو بھی ٹھنڈا کرے غرض کہ جس طوفان کا بڑا کوتکا تھا وہ کمال آسانی سے فرو ہوگیا اور وہ حق جو راگھوجی کو حوالہ کیا گیا معقول تدبیر کا متقضی تھا اِس لیئے کہ راگھوجی اس وقت سے مشرق کی طرف کو اپنی توجہہ سے ھمہ تن متوجہہ ہو گیا اور راجہ کی جانشینی کا خیال آس کے جی سے یکقلم نکل گیا اور بنگال و بہار میں ایسا کافی کام آس کو ملا کہ آس کے مشغلہ سے آسنے فرصت نہ پائی *

راگھوجی نے باسکر پنڈت کو صوبہ بنگال پر دوبارہ روانہ کیا چنانچہ لڑائی کے کھیت میں آس کو کامیابی نصیب ہوئی مگر الہ وردی خاں نے ملاقات کے بہانہ سے آس کو پھانسا اور دغابازی سے قتل کیا اور آس کے قتل ہونے کے ساتھہ آسکی فوج کو مار پیٹ کر تباہ و پراگندہ کیا غرض کہ اِس چالاکی کے ذریعہ سے تھوڑے عرصہ کے لیئے بلاد بنگال کو مرہٹوں کی زور و زبردستی سے نجات حاصل ہوئی یہہ واقعہ سنہ ۱۷۴۵ ع مطابق سنہ ۱۱۵۸ ہجری میں واقع ہوا الہ وردی خاں کو اپنی لڑائی بھڑائی کے معاملوں میں پٹھانوں کے ایک بڑے گروہ پر بڑا بھروسا تھا جن کا مشہور

سردار مصطفی خاں تھا اور اب الہوردی خاں سے بگاڑ اُن کا ہو گیا تھا
حاصل یہہ کہ ایک بڑی سرکشی واقع ہوئی اور راگھوجی نے اُس سے
فائدہ اُٹھایا اگرچہ آخر کو یہہ بغاوت پس پا ہوئی اور لڑنے جھگڑنے والے
فریقوں یعنے راگھوجی اور الہوردیخاں دونوں پر بہت سی آفتیں نازل
ہوئیں مگر راگھوجی انجام کار اسقدر کامیاب ہوا کہ سنہ ١٧٥١ع میں
الہوردی خاں کے مرنے سے تھوڑے عرصہ پہلے کٹک واقع جنوب اڑیسہ کو
اپنے حوالہ کرایا اور علاوہ اُس کے یہہ اقرار اُس نے کرایا کہ بنگالہ کی
چوتھہ خراج کے نام سے بارہ لاکھہ روپیہ نقد ادا کئے جاوینگے *

سارے عہد مذکورالصدر میں مغلوں کی جانب سے کسی قسم کا
جھگڑا بکھیڑا مرہٹوں کو بلاد دکن میں پیش نہ آیا اور آصف جاہ اپنے
دوسرے بیٹے ناصر جنگ کے باغی طاغی ہونے سے سنہ ١٧٣١ع میں
دلی سے دکن کو واپس آیا اور جب کہ وہ بغاوت فرو ہوئی تو آصف جاہ
حکومت ارکوٹ کے فسادوں میں جو متعلق اور مقبوض اُس کا تھا ایسا
مبتلا ہوا کہ اپنے مرنے تک جو ماہ جون سنہ ١٧٣٨ع مطابق
جمادی الثانی سنہ ١١٦١ ہجری عمر کے سترویں برس میں واقع ہوا
اُنھیں قصے قضایوں میں مبتلا رہا *

جب کہ آصف جاہ مرگیا تو اُس کے بیٹوں میں جھگڑا قایم ہوا
مگر تفصیل اُس جھگڑے کی وہاں بیان ہوگی جہاں انگریز اور فرانسیسوں
کے حال لکھے جاوینگے اس لئے کہ وہ جھگڑا ہندوستان کے اور حصوں کے
واقعات سے متعلق ہی اور انگریز اور فرانسیس اُس کے باعث
ہوئے تھے *

آصف جاہ کے انتقال پر برسدن گذرا تھا کہ ماہ دسمبر سنہ ١٧٣١ع
میں مرہٹوں کا راجہ ساہو بھی مرگیا اور بعد اُس کے وہ بڑا نازک
معاملہ پیش آیا جس کے لئے پیشوا ایک عرصہ سے آمادہ تھا اور اُس کی
بدولت خود اُس کی اور اُسکی اولاد میں جاہ و حشمت کا تصفیہ
ہونے والا تھا *

ساهو کے آل اولاد نہ تھي اور هندوؤں کے رسم و رواج کے موافق یهہ امر اُسپر واجب تها کہ کسي کو گود لیکر اپنا متبنٰی بناوے اور وهي رسم و رواج اِس بات کا مانع هوا کہ اس بڑے کام کے لیئے اپنے رشتہ دار کے سوا کسي اور کو پسند کرے اور سب سے زیادہ قریب رشتہ دار اُس کا کنولاپور کا راجہ تها اُس راجہ کا دعوی بجاے خود ایسا مضبوط و مستحکم تها کہ انقطاع اُس کا نہایت دشوار تها اور علاوہ اُس کے تائید اُس کي ساونتري بائي کي بدولت زیادہ هوئي جو خاص اُس سے بڑي موافق اور ساهو کي راني اور بالاجي پیشوا کي بغایت مخالف تهي *

اگرچہ ساري قلمرو کي حکومت پر بالاجي قابض متصرف تها مگر راجہ کي ذاتي حرکات و سکنات پر اُسکي بي‌بي ساونتري بائي کو بهي ویساهي قبض و قابو حاصل تها جیسا کہ بالاجي پیشوا کو سلطنت کے کاموں پر نصیب تها اِسلیئے کہ راجہ اپني عمر کے پچهلے برسوں میں ایسا بیهودہ اور ازخود رفتہ هوگیا تها کہ اُسمیں مناسب نامناسب کي سوچ بوجهہ نرهي تهي بلکہ وہ اوروں کے کہنے سننے کا کهلونا تها اور اسي نظر سے بالاجي پیشوا کو یہہ کهٹکا لگا رهتا تها کہ مبادا راني راجہ کو سمجها بوجهاکر کنولاپوروالے راجہ کے متبنی کرنے پر آمادہ کرے اور اِس لیئے کہ اِس راجہ کے سوا حکومت کا دعویدار اور کوئي نہ تها تو بالاجي راني کي ترغیب و تحریص سے پہلے کسي کا اِستحقاق اُس حکومت کي نسبت قایم نہ کرسکتا تها اور اب تک استقدر دلیر و دلاور نهوا تها کہ وہ خود حکومت پر قبضہ کرے مگر بڑے سوچ بچار کے بعد اس پریشاني میں وہ بات اُس کو سوجهي جو اُس کي متنفني قوم کے شایان و مناسب تهي یعنے راجہ رام کي بیوہ راني تارا بائي سے راہ نکالي جو ایک مدت سے اپنے بیٹے سیواجي ثاني کے لیئے حکومت کي دعوي دار اور ساهو راجہ کے مخالف تهي اور اب تک بڑي بڑهیا هونے پر جیتي جاگتي تهي اگرچہ پیشوا کے ساتهہ اُس کو وهي پرانی عداوت چلي آتي تهي مگر پہلے

رعب داب کے قلع سے پیشوا کے ارادوں پر سائل هوئي حاصل یہه کہ
آن لوگوں نے اپني تدبیروں کے پورا کرنے کي غرض سے راجه ساھو کو
خفیہ خفیہ یہه خبر پہونچائي کہ تارا باٸي نے سیواجي ثاني کے اوس
بیٹے کو چھپا رکھا هی جو باپ کے پیچھے پیدا هوا تھا اور وہ نو نہال
اب تک سرسبز و شاداب هي ساهو نے بالاجي کو یہه سمجھکر آگاھي
بخشي کہ اِس بات کو صرف میں نے دریافت کیا باقي بالاجي محض
ناواقف هی چنانچه یہه امر قرار پایا کہ تارا باٸي سے حقیقت دریافت
کرني چاهیئے اگرچه یہه بات آساني سے قیاس میں آتي هی کہ تارابائي نے
فی الفور اقرار کیا هوگا کہ وہ سیواجي کا بیٹا هی مگر سارے قصہ کو
فریق مخالف نے لغو و بیہودہ سمجھا اور ساونتري باٸي نے پہلے کي
نسبت اور بھي نگراني کي کہ راجه کو اوس دھوکہ کے کھانے سے باز رکھے
جو اِس نئے قصے سے پیدا هوا اور راجه کے کسیکو بیٹا بنانے سے اِسلیئے
نفرت بیٹھي تھي کہ تھوڑي بہت شہرت کے بغیر ایسا بڑا کام هو نہیں سکتا
مگر یہه راني ایک ایسي چلتي چال سے مغلوب هو گئي جسکي اوسکو
توقع نہ تھي اور اسي باعث سے آسکي روک تھام سے بے پروا تھي بیان
اوسکا یہه هی کہ اوسکے مخالفوں نے بڑے استقلال و متانت سے یہه بات
اوڑائي کہ راجه نے ایک دستاویز پر دستخط اپنے ثبت کیئے جسکے ذریعہ سے
اپني حکومت کے سارے اختیاروں کو بالاجي پر اس شرط سے منتقل کیا
کہ راجائي کے خطاب و منصب کو سیواجي کے خاندان میں تارا باٸي کے
پوتہ کي بدولت قایم رکھے کہتے هیں کہ یہه دستاویز ایسے وقت میں
مرتب هوئي تھي کہ بالاجي اور راجه کے سوا کوئي آدمي وهاں موجود
نہ تھا مگر یہه بات کہ وہ دستاویز اصلي هونے کي صورت میں فریب و دغا
سے حاصل کي گئي اور وہ کب لکھي گئي اور پیش هونے کے وقت اوسکي
تصدیق بھي تھوڑي بہت هوئي یا نہوئي تاریک و تیرہ یعني مخفي و مستور
هی اور یہه تاریکي آس کارروائي کے باعث سے جو بالاجي اور تارابائي

کیطرف سے اون حالات میں ظاہر ہوئی جو بیان مذکور کے ثمروں سے واضح ہوگی بہت زیادہ بڑہ گئی † *

چوں ہی کہ ساہو کا دم نکلا تو بالاجی نے فوج موجودہ کے علاوہ اور فوج ستارہ میں بلوائی اور مخالفوں کے سردار کو پکڑوا چکا اور تارابائی کے پوتے کو رام راجہ کے خطاب سے راج گدی پر بٹھایا اور تمام شہر کے گلی کوچوں میں اوسکی راجائی کی منادی کرائی اور تارابائی کے رعب داب کے عروج و ترقی کے لیئے اِس غرض سے تدبیریں نکالیں کہ اُسکے رعب داب سے کام اپنا نکالے یہہ واقعہ سنہ ۱۷۵۰ ع کو واقع ہوا بعد اُسکے بڑے بڑے سرداروںکو دربار میں اس لیئے بلایا کہ اونکی قبول و تسلیم سے انتظام جدید استحکام کو پہونچے چنانچہ سب سردار حاضر آئے مگر داماجی جیکنوار حاضر نہوا اور راگہو جی بوسلا بحیثیت رفاقت حاضر ایا اور حیلہ بہانہ سے ادہر اُدہر کی چند تحقیقاتیں کرکے نئی راجہ کی راجائی کو تسلیم اوسنے کیا چنانچہ جو جو حقوق اُسکو پہلے عنایت ہوئے تھے وہ اب بخوبی مستحکم ہوئے اور پرتھی ندی کی جائداد مضبوطہ سے کسیقدر جائداد اُسکو اور بھی عنایت ہوئی علاوہ اِسکے بہت سے سرداروںکو ایسے ایسے فائدے بخشے جنکی بخشش سے یہہ امر متصور تہا کہ وہ ہمیشہ نئی حکومت کے مطیع وتابع رہینگے اور سیندھیا اور ہولکر کو باستثناء اُس تہوڑے حصہ کے جو اور سرداروں کے لیئے مقرر ہوا تہا مالوہ کا سارا محاصل عنایت ہوا ‡ *

---

† اُن حالات کے سوا جنکو گرینٹ ڈف صاحب نے بیان کیا کوئی حال ایسا جو مذکورالصدر انقلابات سے تعلق رکھتا ہووے ہمارے پاس موجود نہیں مگر نسل رام راجہ کی اصلیت اور ساہو راجہ کے انتقال حکومت پر برضا و رغبت راضی ہونے کی نسبت جو نتیجے گرینٹ ڈف صاحب نے نکالے اُن سے ہم نے کسیقدر مختلف مختلف ثمرے قایم کیئے

‡ منجملہ ڈیڑہ کرور محاصل مالوہ کے پچہتر لاکہہ ہولکر کے واسطے اور پینسٹہہ لاکہہ سیندھیا کے لیئے اور دس لاکہہ اور سرداروں کی خاطر مقرر کیئے — گرینٹ ڈف صاحب جلد دو صفحہ ۲۰

بالاجي پیشوا کي حکومت بدرں اُسکے قایم ہوئي که لوگونکي جانب
سے ہنگاموںکي ارادے ظہور میں نه آوین چنانچه وہ حکومت اس چند
روزہ نزاع کے باعث سے بڑي جوکھوں میں پڑي جو بالاجي اور اُسکے
چچیرے بھائي سداشیوراؤ کے درمیان میں برپا ہوا مگر انجام اُس کا
یہه ہوا که وہ حکومت ایسي کمال و خوبي سے معزز ہوئي که بالاجي کو
بیگاني سلطنتوں کے کار و بار میں مصروف ہونے کي فرصت ہاتھه آئي
چنانچه اُس نے آصف جاہ کے دوسرے بیٹے صلابت جنگ کے مقابله میں
غازي الدین خان اوس کے بڑے بیٹے کي امداد و حمایت کو اختیار کیا
اور جب که آصف جاہ کے مرنے پر تخت کے دعویدار لڑ بھڑ کر مرگئي
تو وہ ترکه صلابت جنگ کے قبضه میں آیا بالاجي نے لڑائي سے
پہلے پونه کو دارالریاست قرار دیا اور رام راجه کو ستارہ میں آزاد
چھوڑا مگر تارا بائي کے قبضه و قابو میں رکھا بعد اوس کے نظام الملک
آصف جاہ کے ملک پر متوجه ہوا یہانتک که فوج اوس کي صلابت
جنگ کے قرب و جوار میں پہونچي تھي که اوسکو ایسي خبر لگي
که اوسے اضطراب سے اُس مہم سے ہاتھه اُٹھانے اور فوراً کوچ کرنے
اور جلد پونه لوٹنے پر مجبور ہوا تفصیل اُسکي یہه هی که بالاجي فوج
کو لیکر باہر نکلا تھا که تارابائي نے جسکي اولوالعزمي اور درشت خوئي
پیرانه سري کے باعث سے گھٹتي نه پاتي تھي دماجي جیکوار کو خفیه
خفیه یہه پیغام بھیجا که فوج اپني لیکر ستارہ میں داخل ہووے اور
اوسي اثنا میں رام راجه کو یہه سوجھائي که وہ پوري پوري راجائي کو
برتاو میں لاوے اور جبکه اُسنے رام راجه کو موافق نپایا تو دماجي کے
قریب پہونچنے پر اوسکو گرفتار کیا *

تارا بائي کو ایتک یہه بات حاصل تھي که وہ اپنے قیدي کے نام سے
کام لیتي مگر آخر یه کام کیا که اسکا جھوٹھ فریبي ٹھہرا اور اُسکي دغابازي
کي منادي کرائي اور کسي اور ظاہري حکومت کے سوائے اپنے نام سے
حکومت کا کام جاري کیا *

باوصف اِسکے کہ بالاجي بہت شتابي سے واپس آیا تھا اوسکے افسروں نے داماجي جیکدوار کا کئي مرتبہ مقابلہ کیا تھا اور جبکہ بالاجي ستارہ میں داخل ہوا تو کئني لوت پہیر کے بعد اوسکے ملازمونکو کامیابي نصیب ہوئي مگر بالاجي نے تلوار کي نسبت اور ہتیاروں پر زیادہ بھروسا کیا چنانچہ اوس نے داماجي سے ملاقات کي اور دغا بازي سے اوس کو گرفتار کیا اور اوسکي فوج پر پہیل پڑا جو بطور مذکور اپنے سردار سے محروم ہوگئي تھي یہاں تک کہ اوس کو توڑ پہوڑ کر منتشر کیا اگرچہ تارا بائي جنگي قوت سے محروم ہوگئي تھي اور رام راجہ کے استحقاق کے سوائے کوئي استحقاق اپنا جما نسکتي تھي مگر اب بھي کسیقدر رعب داب ایسا رکھتي تھي جسکي وجھہ دریافت نہیں ہوسکتي اور اُس رعب داب کي وجھہ سے بالاجي اوس کے پورے پورے دبانے اور کچلنے سے پرہیز کرتا رہا تارا بائي کو صلابت جنگ کي یورش سے سردست ایک طرح کي اعانت حاصل ہوئي تھي جو مرہٹوں کي حکومت پر اپني نوبت میں چڑہ کر آیا تھا اور اپنے بزرگوں کي نسبت اورنگ زیب کے عہد دولت کے بعد بہت زیادہ ہیبت ناک ہوگیا تھا اس لیئے کہ فراسیسوں کے پانسو سپاہي خاص یورپ والے اور پانچ ہزار ہندوستاني سپاہي یورپ والوں کے تعلیم دادہ اوس کے ہمراہ تھے جو بسي صاحب فراسیسي کے زیر حکومت رہتے تہے اور یہہ وہ سردار ہی جو اپني قوم کے مشہور افسروں میں سے ہندوستان میں آیا تھا اگرچہ بالاجي نے اس حملہ کا مقابلہ اون ساري تدبیروں سے کیا جو لڑائي بھڑائي میں مرہٹوں کا دستور و قاعدہ ہی مگر بہت جلد اوس کو دریافت ہوا کہ وہ تدبیریں ایسے قوي مخالف کے مقابلہ میں موثر نہیں ہوسکتیں جس نے اوس کے حملوں کو پس پا کیا اور اوس کے لوگوں کو شکستیں دیں یہہ واقعہ سنہ ۱۷۵۱ میں پیش آیا غرض کہ تہوڑے عرصہ میں صلابت جنگ نے اپنے فضل و فوقیت کا اثر بالاجي کے جي میں ایسا جمایا کہ فوج اوسکي

مرهٹوں کے ملک میں وهاں تک گھس پیٹھہ گئی که بیس میل کے
فاصله پر پونه رهگیا غالب هی که بالا جی کو اپنی چھوٹی دارالریاست
یعنی پونه کی جهت سے کسی قسم کی گھبراهت پیش آورنی هوگی
مگر اسباب کے دریافت هونے سے هاتهه پانو اوس کے پهول گئے که
نارائنی اور صلابت جنگ اور کنولا پور کے راجه کے باهم خط و کتابت کا سلسله
جاری هوا چنانچه اوس نے صلابت جنگ سے آشتی چاهی اور صلح کے
پیکنا و پیام آپس میں آنے جانے تهے که ترقع کے خلاف اُس کے مخالف
میدان سے چلے گئے اور وه نتیجت هوگیا اگرچه بسی صاحب لڑنی کے
میدان میں مخالفوں پر سبقت لیجاتی تهی مگر صلابت جنگ کے ملکی
انتظاموں اور مدار اپنا رکهتی تهی جس کی وه خدمتگاری کرتی تهی
صلابت جنگ اور اوس کے وزیروں کی بد انتظامی سے اوس کے ملک کا
محصل خراب و ابتر هوگیا تها اور فوج کی تنخواهیں کسیقدر مسدود
تهیں اور فوج اوس کی ناراضیوں کے باعث سے اوس کے قبض و قابو سے
باهر نکل گئی تهی اِس زمانه میں راگهوجی بهوسلا جو ابهی کٹک اور
بنگاله کے خراج و محاصل کا مالک هوا تها اور بیان اُس کا ابهی گذر
گیا سنه ۱۷۵۲ میں برار کے اُس حصه پر پهیلا جو نظام الملک آصفجاه
کی قلمرو میں داخل تها اور گاول گڈه اور نارنالا کے قلعوں پر قبض و
تصرف کیا اور آینده دشمنوں سے دهمکایا غرض که اسی لیئے صلابت
جنگ نے بالاجی کو لڑائی سے وقفه دیا اور اپنی قلمرو میں پچهلے پهروں
لوٹ گیا اور جب وه وهاں پهونچا تو اُسکو بڑی بڑی بلائیں اور کڑی
کڑی دشواریاں پیش آئیں جن میں مرهٹے دوباره شریک هوئے *

اس وجهه سے که کشور هندوستان چند حکومتوں پر منقسم هوئی
اور اُن کی الگ الگ تاریخوں کے بیان کی ضرورت پڑی تاریخوں کے
سلسله کے قیام و استحکام کے لیئے دشواریاں پیش آئیں اور مرهٹوں کے
معاملوں میں بهت سے ایسے برسوں کے حال بیان کیئے گئے جو دلی کے

معاملوں کي تاريخوں سے آگے نکل گئي مگر دلي کے معاملے ايک دراز عرصه تک بڑے پايه کو نه پہونچے جب که سنه ١٧٣١ ع ميں آصف جاه دلي سے دکن کو روانه هوا تو بعد اُس کے اُسکا بيٹا غازي الدين خاں اُس کي جگهه دربار ميں مقرر هوا اور قمرالدين خاں وزير سے جو ملکي علاقه واسطه اُس کو حاصل تها اُس کو اسطرح سے استحکام حاصل هوا که قمرالدين خاں کي بيٹي سے اُسکي شادي هوئي اور جب که يهه دونوں باهم متفق هوگئے تو بہت سي ايسي سازشيں دب دبا کر رهگئيں جو ايسي بے باکيوں سفاکيوں پر مشتمل تهيں جو فريقين سے واقع هوئيں اور پہلے زمانه کي تاريخ کي بڑي سے بڑي دغابازيوں اور خونريزيوں سے زياده تهيں *

اسي زمانه ميں اُن روهيلوں کي سرکشي بڑا بهاري واقعه تها جو اوده سے پہاڑوں تک گنگا کے مشرقي ملک پر قابض متصرف تهے اور افغانستان سے آکر هندوستان ميں بسی تهے اور پچهلے وقتوں ميں هندوستان کے قصے قضايوں ميں بہت معزز و ممتاز هوگئے تهے اور سردار اُن کا وه علي محمد خاں نو مسلم تها جس کو ايک افغان افسر نے مسلمان کرکے اپنا بيٹا بنايا تها اور اِن روهيلوں کا بڑا حصه يوسف زئي اور شمال مشرق کے اور پٹهانوں سے مرکب تها اُن کي رياست پر تهوڑا عرصه گذرا تها که وه پہلے هي سے بڑے مرتبه کو پہونچ گئے تهے اور ايک ايسي مهم اُن کے چند روزه تدارک کے ليئے درکار هوئي جس کي سرداري خود بادشاه نے اختيار کي يهه مهم سنه ١٧٤٥ ع مطابق سنه ١١٥٩ هجري ميں واقع هوئي *

بيان اُس نئي چڑهائي کا جو ايران کي جانب سے هندوستان پر دوباره واقع هوئي

اسي قوم کا بڑا مهيب اور متفق گروه اُن کے وطن ميں قايم هوتا جاتا تها اور هندوستان کے سهمگين دشمن يعني نادر شاه کے مرجانے سے اور پٹهان اقليم هندوستان کے يورش پر آماده تهے *

اگرچہ نادر شاہ اس قسم کے سارے جوہروں بدون بادشاہت کو نہ
پہونچا تھا جو بلاد مشرقیہ میں سلطنت کے حاصل کرنے کے لئے ضروری
ہوتے ہیں اور چند بار اوسوقت اوس نے وحشیانہ سنگدلی ایسی برتی کہ
بعض بعض مفسد شہروں کو شور و فساد کا بدلا دیا مگر باوصف اسکے
دلی کی فتح تک تمام ایشیا اور خصوصاً اون کے اخیر بادشاہوں سے
سفاکی بے باکی میں بہت کم بڑھا تھا دلی کے قتل و قتال اور لوٹ مار
کے عادی ہوتے اور اوس فتح کے جوہروں سے جو اوس کو ہر جگہہ حاصل
ہوا دریافت ہوتا ہی کہ اوس کی طرح خصلت میں تبدیل و تغیر نے
دخل پایا تھا جس کی بدولت ایک سخت مزاج اور انصاف
پسند آقا سے ایسا سنگدل ستمگار حاکم بن گیا تھا کہ جو اوسکے جی میں
آتی تھی وہ بے تکلف کر بیٹھتا تھا بوجہ ضعف اوس کے یک لخت
اوس کی وسعت سے ظاہر نہ ہوئے تھے جیسے کہ اوس کی ذات میں
موجود تھے چنانچہ جب وہ ہندوستان سے واپس گیا تو پہلے برس
خوارزم و ... کی فتح و کشایش میں وہ قوت صرف ہوئی اور وہاں کے
بادشاہوں کو ہندوستان کے بادشاہ کی مانند دائر چھوڑ دیا اور اوسی
زمانہ میں لزجی کی پہاڑی قوم کو دبانا چاہا اور روہ پر تین برس
کبی مگر چونکہ روسیوں کی لڑائی ایک معاہدہ کے ذریعہ سے خاتمہ کو
پہونچی اور نادر شاہ کی زور آزمائی کے لئے کوئی جگہہ باقی نرہی
جیسے کہ اوسکی طبیعت کا مقتضی تھا تو اوسکی طبیعت نے اپنی قوت
کو اپنی طرف مایل کیا اور آپ آپ کو کھانے لگا اور ایک شک شبہات
اور غیر مستحکم جذبوں کا تھپیڑا بن گیا اور اوسکے اضطراب کا خاص باعث وہ
مذہبی تعصب تھا جو اوسکے ہموطنوں میں پہیلا ہوا تھا غرض کہ وہ اس
اندیشہ سے کھٹکتا تھا کہ ایرانی شیعے میرے لہو کے پیاسے ہیں اگرچہ
اوسنے تسنن کے پھیلانے اور اوسکے قوی کرنے میں ایسی کوشش کی تھی
کہ شیعوں کے امام و مسجد اور قاضی موذن کو امام جعفر کی خاص

حفاظت میں رکھا تھا جو علي بن ابي طالب کي اولاد اور ایران کا بڑا
مشہور ولي تھا اور ساري غرض یہہ تهي کہ اس ولي کے ذریعہ سے تسلي
مرغوب ہو جاوے مگر وہ سمجھتا تھا کہ لوگ اُسکی بڑے غالي شیعي
ہیں چنانچہ شیعوں کي طبیعتوں کو اُنکے اماموں ملاؤں نے جنکي جاگیریں
اور وظائف نادر شاہ کي تخت نشیني سے ضبط ہوگئی تھی اُسکي طرف
سے برہم درہم کر رکھا تھا یہانتک کہ وہ ہر ایراني کو اپنا دشمن سمجھتا
تھا اور خصوص اپنے بڑے بیٹے رضا قلي سے اسلیئے نہایت رنجیدہ تھا کہ
وہ یہہ خوب سمجھتا تھا کہ یہہ ناخلف باغیوں کے ... آلہ بنگیا چنانچہ
ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ نادر شاہ ایک فوج کشي کے زمانہ میں کسي
جنگل میں گولي کے زخم سے جسکو کسي نے خفیہ لگائي تھي زخمي
ہوگیا تھا اگرچہ اس خیال کي کوئي وجہہ نتھي کہ یہہ کام اُسکے کسي
دشمن کا ہی مگر باوصف اُسکے اُسکو یہہ یقین ہوا کہ وہ رضا قلي کا
فرستادہ تہا غرض کہ یہہ خیال اُسکے جي میں ایسا بیٹھا کہ اُسنے اپنے
نورچشم کي آنکہیں نکلوائیں بعد اُسکے سخت پشیمان ہوا اور بجاے
اُسکے کہ اُس پشیماني کے ہونے سے دل اُسکا نرم اور رقیق ہوتا غیظ و
غضب اُسکا دونا ہوگیا اور ترس خواہوں سے بطنز و تشنیع یہہ کہتا تھا
کہ جب میرا خاص بیٹا اپني جان کے خطرہ میں مبتلا تھا تب تم لوگ
اُسکے بیچ میں نہ پڑے اور اب رحم کے خواہاں ہوتے ہو غرض کہ رنگ
ڈھنگ اُسکے ایسے ہوئے تھے کہ وہ اپنے ہم جنسوں کا کھلم کھلا دشمن
ہوگیا تھا اور زور ظلم اُسکا اُن ظلموں کي برابر ہوا تھا جو مال کے اخذ
و جر میں برتے جاتے تھے اور ساري رعایا کو قتل نفس و اخذ مال کي
دھمکیاں دلاتا تھا اور اُنکو ذلیل و حقیر سمجھتا تھا اور بلا تکلف جتاتا تھا
ان ظلموں کي بدولت فساد و بغاوتیں برپا ہوئیں جنکے باعث سے نئے
نئے ظلم اُسکے ہاتھہ سے لوگوں کو پہونچے یہانتک کہ شہر کے شہر اوجاڑے
اور کشتوں کے سروں سے اُن اوجڑي بستیوں کي یادگاري کي غرض سے

برج بارے بنائے اور ہزاروں کي آنکھیں نکلوائیں اور بڑي بڑي تکلیفیں
پہونچائیں اور یہانتک نوبت پہونچي کہ کوئي شخص اس کا بہروسا
نکرتا تہا کہ وہ ایسي بري موت سے ایک دم بہي محفوظ و مامون رہیگا
جس میں سخت تکلیف اوسکو اوٹہاني پڑیگي بعد اوسکے زندگي کے پچہلے
برسوں میں جسماني بیماري یعني مالیخولیا کے مارے غیظ اوسکا زیادہ
ہوگیا یہانتک کہ رعایا ایسي سازشوں کے کرنے پر مجبور ہوئي جنکے ذریعہ
سے ایسے خود مختار ظالم سے نجات اونکو حاصل ہووے جسکا وجود
اوسکے وجود کے ساتھہ قایم رہنا نہایت دشوار تہا نادرشاہ اپنے ہموطنوں
سے کہٹتا تہا چنانچہ اوسنے اوزبکوں کے ایک گروہ کو ملازم رکہا اور یا
کسیطرح کي ریا کاري کے خاص اپني ذات کو پٹہانوں کي حفاظت میں
سونپا اور حال اسکا یہہ تہا کہ وہ اپنے پرانے سپاہیوں کے آزردہ کرنے اور آنکے
پہلے دشمنوں یعني اوزبکوں اور پٹہانوں کي ترجیح دینے سے راضي ہوتا
تہا اور اب وہ اسبات پر آمادہ ہوا کہ اپنے نئے رفیقوں کو اپني قوم سے
لڑوے جنسے ہمیشہ وہ کہٹتا رہتا تہا چنانچہ مرنے سے ایکدن پہلے جب
کہ موت اسکے سرپر کہیل رہي تہي وہ عین لشکر میں اوچہل کر گہوڑے
پر سوار ہوا اور اپني ہي فوج سے بہاگ کر قلعہ میں متحصن ہونیکو باگ
اوٹہایا چاہتا تہا مگر جبکہ اوسان اسکے ٹہکانے آئے اور خبط اسکا فرو ہوا
تو اس مجنونانہ حرکت کے بعد اسنے پٹہان سرداروں کو طلب کیا اور
اپني جان کي حفظ و حراست کي غرض سے انکي وفاداري سے استغاثہ کیا
اور یہہ صاف اسنے کہا کہ تم ہماري جان کے بچانے میں نمک حلالي
سے نچوکنا اور اس ہدایت پر گفتگو کو پورا کیا کہ صبح ایراني پہرے والوں
کو منتشر کرو اور صبح کے بڑے بڑے امیروں کو پکڑو جکڑو مگر یہہ حکم اسنے
ایسا خفیہ سنایا تہا کہ ان لوگوں کے کانوں تک نہ پہونچتا جنکي
بربادي سے وہ حکم متعلق تہا اور اسلیئے کہ انکي بربادي کے پورے ہونے
میں رات ہي درمیان تہي تو انہوں نے اپني بربادي سے پہلے اپنے دشمن

کے قتل کي فرصت پائي چنانچه بہت سے سازش کرنیوالے جس میں پہرہ کا کپتان اور خود اُسکي قوم افشار کا سردار بھي شریک و شامل تھا پچھلي رات اُسکے خیمه میں داخل ہوئے اور جب که نادر شاہ اپني بھاري دھڑک سے للکارا جس سے وہ ہمیشه کانپا کرتے تھے تو وہ بیساخته پیچھے کو لوٹے مگر جلد اُنہوں نے آپ کو سنبھالا چنانچه منجمله اُنکے ایک آدمي نے اُسکو تلوار کے زخم سے زمین پر گرایا اگرچه نادرشاہ نے جوں توں اوٹھنا چاہا اور جانکے لالچ سے منت سماجت کا ارادہ کیا مگر سازش کرنے والوں نے فرصت کو غنیمت سمجھا اور واروں کو چوگنا کیا اور ہرگز نه پسیجے یہانتک که کام اُسکا تمام ہوا جو اپنے ملک کے فخر و عزت کا باعث اور خوف و ہیبت لعنت ملامت کا موجب تھا یہه واقعه ماہ جون سنه ۱۷۴۷ع مطابق جمادي الثاني سنه ۱۱۶۰ ہجري میں واقع ہوا † *

جب که اگلي صبح ہوئي تو پٹھانوں نے احمد خاں ابدالي کے حکم سے جسکے شریک اوزبک بھي ہوگئے تھے ایرانیوں پر اس امید سے حمله کیا که نادر شاہ کي جان بچانے کا اب بھي وقت باقي ہي مگر پٹھانوں کي قلت تعداد کے لحاظ و حیثیت سے اسبات کو اُن کي خوش نصیبي سمجھني چاہیئے که وہ اپنے ملک کو چلتے ہوگئے جسکي سرحد کے قریب نادرشاہ مارا گیا تھا ‡

---

† پیر بازین کے نامجات کي چوتھي جلد — یہه عیسائي طبیب نادر شاہ کي حیات کے پچھلے برسوں میں ہمراہ اُسکے رہا تھا اور اُس زمانه کا حال اچھي طرح سے بیان کرتا چنانچه شی سرجان مالکم صاحب کي تاریخ ایران اور نادرنامه جسکا ترجمه سر جونز صاحب نے کیا اور ہینوے صاحب کي تاریخ اُسکي تاریخ کي سندیں ہیں مگر ہینوے صاحب نے رضا قلي کے حالات کو مختلف بیان کیا اور بازین کے بیان کو نادر نامه سے استحکام پہونچتا ہی چنانچه نادر نامه والے نے بھي نادر شاہ کے ظلم اور سنگدلي کو بہت رنگیني سے قلمبند کیا — لیور صاحب کي جلد چھٹي باب ۱۹ صفحه ۳۹۸ جونز صاحب کي کتاب کي جلد پانچویں

‡ اس نا مساوي لڑائي کا بیان جو پٹھانوں اور ایرانیوں میں واقع ہوئي اور اس دلیري دلاوري اور نیک انتظامي اور خوش اسلوبي کا حال جسکے ذریعه سے وہ

خاص قندھار میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور کسی فاسد عقیدہ کی ضرورت سے اپنی قوم کا نام بدلکر ابدالی کی جگہہ درانی رکھا جو ابتک آسی نام سے نامی گرامی چلے آتے ہیں † اور اپنے دربار کے رنگ ڈھنگوں کو دربار شاہی کے طور طریقوں پر ڈالا اور آسی بادشاہ کے تمام استحقاق اختیار کیئے مگر برتاو انکا ایسے اعتدال و خوبی سے کیا جو اُسکی حالتوں کا مقتضی تھا چنانچہ مطلق اختیار آسکو کھلی ملکوں اور شہر اور نیز بلخ اور سند اور کشمیر اور دیگر مفتوحہ صوبوں پر حاصل تھا اور آسنے پٹھان قوموں کو آنکے ملک کے ذاتی انتظام پر چھوڑا تہا اور فوج یا روپیہ کی امداد حاصل کرنے اور امن و امان کے قایم رکھنے کی قوت کو صرف اپنی ذات سے متعلق رکھتا تھا اور بلوچستان اور سیستان اور علاوہ آنکے چند اور مقام اُنکے دیسی سرداروں کے زیر حکومت چھوڑے تھے چنانچہ اُنہوں نے احمد شاہ کی اطاعت اختیار کی تہی اور جنگی خدمتوں کو بجالانا تسلیم کیا تھا ایران کے نزاعوں کے باعث سے احمد شاہ کی سلطنت میں اوس جانب سے کوئی خلل واقع نہوا اور اسی وجہہ سے خراسان کے بہت سے حصہ پر قبض و تصرف کرسکا مگر اوسنے اوس جانب میں زیادہ بڑھنا دشوار سمجھا اور مقام مشہد میں نادر شاہ کے بیٹے زشاہرخ کی حفظ و حراست پر قناعت کی اور جو اضلاع اوسکے مطیع و تابع تھے وہ مشہد کے شرقی جانب سے محدود رہے غرض کہ آسنے فتح و کشایش کے حاصل کرنے اور مال و دولت کے فراہم لانے اور فوج کے مصروف رکھنے پر ہمت باندھی اور ہندوستان کی سلطنت کا ارادہ کیا اور جو کار و بار آسنے پہلے پہل وہاں کیئے وہ دقت کے لحاظ سے اکثر اون ملکوں کے قصے قضایوں سے پہلے واقع ہوئے تھے جنکا ابھی بیان ہوچکا *

---

† کسی غلط فہمی کے باعث سے جسکا باعث دریافت نہیں ہوتا ہندوستانی لوگ اُنکو خلجی پکارتے ہیں اور بلاد شمالی میں خراسانی کہتے ہیں مگر صحیح یہہ ہی کہ خطاب اُنکا درانی ہی

تخت نشيني کا کام کاج ابتک بالکل پورا نہوا تہا کہ اسنے مشرق
کي طرف کو باگ اوٹھائي اور سارے ملکوں کو تحت حکومت کيا اور
جبکہ اسنے پنجاب کي بري حالت ديکھي تو اسکو آگے بڑھنے کا
حوصلہ ہوا پنجاب کا نائب السلطنت جو باغي ہو رہا تہا اور
کسي قسم کي امداد اسکو دلي کے دربار سے حاصل تھي احمد شاہ کا
طرف مقابل ہوا مگر تہوڑا سا مقابلہ کرسکا اور احمد شاہ لاہور اور علاوہ
اوسکے آس پاس کے شہر و ديہات پر قابض و متصرف ہوکر جو اسکي راہ ميں واقع
ہوئے ستلج تک پہونچا اور جب وہاں پہونچا تو اسکي نيابت راجوں
کو مغلوں کے قبضہ ميں پايا جو اسکے مقابلہ کو شاہزادہ احمد وليعہد
اور وزير قمرالدين خاں کے تحت و حکومت ہوکر آئے تہے اگرچہ احمد شاہ
دراني کے پاس بارہ ہزار آدميوں سے زيادہ نتھے مگر يہہ امر اسنے دريافت کيا
کہ عمدہ کاميابي کي توقع اس فوج کي تيزي پرتي پر موقوف و منحصر
ہے چنانچہ وہ اوس دريا سے ايسے مقام پر اوترا جہاں پاياب کا نام ونشان
تہا اور ہندوستاني فوج کو اپنے پيچھے چھوڑا اور سرہند پر قبضہ کيا جہاں
ہندوستانيوں کا ذخيرہ اور تمام اسباب رکھا تہا اس کاميابي کے علاوہ اوسکے
قبض و تصرف ميں چند توپيں بہي آئيں اور بعد اس کے توپ کا نام و نشان
اوسکي فوج ميں نتہا دشمن اسکي بہادري سے ڈر گئے اور جبکہ وہ اونکے
قريب آگيا تو اونہوں نے مقام کيا اور لشکر کے آس پاس خندقيں کہوديں
اور يہہ حالت بہي تہي کہ اوسميں سواروں کے قبائل گروہوں سے کچھہ کام
نکل نسکتا تہا اگرچہ توپ کے ايک گولہ سے وزير قمرالدين خاں ايسي حالت
ميں کام آيا کہ وہ نماز ميں مصروف تہا مگر فوج اوسکي دس دن تک درانيوں
کو مار کر ہٹاتي رہي چنانچہ پچيسويں دن درانيوں نے ايک ايسا عام اور
سخت حملہ خندقوں پر کيا کہ ايک فريق اونکا بادشاہي فوج کے بيچا
بيچ گہس گيا مگر شکست کہاکر پيچھے کو اوترا اور اوسيدن کي رات اپنے
اپنے گہوڑوں کے بہاگنے پر مجبور ہوئے يہہ واقعہ ماہ مارچ سنہ ١٧٤٨ع
مطابق چوبيسويں ربيع الاول سنہ ١١٦١ ہجري ميں واقع ہوا *

بعد اوسکے شاهزاده احمد نے فی‌الفور ایک نایب‌السلطنت کو پنجاب کے لیئے روانه کیا مگر جبکه یهه شاهزاده باپ کي بیماري کے مارے دلي کو راهي هوا تو احمد شاه دراني اٹک کے پهونچنی سے پهلے پنجاب پر دوباره پهیلا اور اوسکو جب تک نچهوڑا که اوس نئے نائب‌السلطنت نے مستقل خراج دینے کا اقرار نکیا *

سهرند کي لڑائي کے بعد ایک مهینے کے اندر اندر محمد شاه اپریل سنه ۱۷۴۸ ع مطابق ۲۶ ربیع‌الثاني سنه ۱۱۶۱ هجري کو مرگیا اور شهزاده احمد جانشین اوسکا هوا جسکا خطاب احمد شاه دراني اپنے حریف کا خطاب تها *

چوتها باب

مغلوں کي شاهنشاهي کے معدوم هونے تک

احمد شاه کي سلطنت کا بیان

احمد شاه دراني کے پنجاب میں واپس آنے اور اوسکي مشهور قوت کي دهوم دهام کے هونے سے احمد شاه هندوستاني برابر ترساں و لرزاں رهتا تها چنانچه کام ناکام اسباب پر مجبور هوا که ایسے دوست آشناؤں کي خاطر کسي قدر خود مختاري سے دست بردار هووے جو بیگانه فیروز مندوں کي لوٹ مار سے آس کو حفظ و حراست میں رکهه سکیں نظر بریں وزارت کا عهده آصف‌جاه کو سپرد کرنا چاها مگر جب که آصف جاه نے صاف انکار کیا جس کے بعد اُس نے وفات هي پائي تو بادشاه نے ناصرجنگ آصف‌جاه کے جانشین کو اپني امداد و اعانت کے واسطے اُس فوج سمیت بلایا جو اُسکي سعي و همت سے فراهم هوسکتي تهي مگر تهوڑے عرصه میں یهه بات اُسکو دریافت هوئي که احمد شاه دراني اپني قلمرو کے مغربي حصه میں مصروف و مشغول هے چنانچه اس خبر کے سننے سے اُسکو اوس مدد کي ضرورت باقي نرهي جس کا وه جي جان سے خواهاں تها اور انتظام اپني قلمرو کا

رهی یہہ واقعہ سنہ ۱۷۵۰ ع مطابق سنہ ۱۱۶۳ هجري میں واقع هوا *

چونکہ صفدر جنگ نے اپني پریشانیوں کي عروج وترقي دیکھکر اپني قوت و همت کو روهیلوں کے مقابلہ میں ضعیف و ناتوان پایا تو اُس نے مرهٹوں کے بلانے کي طرح ڈالي جسمیں سلطنت کي ذلت و خفت صاف پیچیدہ تهي چنانچہ اُس نے ملہار راؤ هولکر اور جی اپا سیندهیا سے اعانت کي درخواست کي جنکو بالاجي پیشوا نے ابهي مالوہ کو واپس بهیجا تها اور بڑي امداد معین کے وعدہ سے اُنکو اسپر مایل کیا کہ وہ اپني فوج کا بڑا حصہ لیکر قصد اِس جانب کا کریں اور شریک اُس کے هوویں غرض کہ یہہ تدبیر اُس کي راس آئي اور اِسي قسم کي تدبیر سے جاٹوں کے راجہ سورج مل کي خدمتوں کو دوبارہ حاصل کیا جو پہلي لڑائي میں شریک حال اُس کا هوا تها حاصل یہہ کہ ان مدد گاروں کي اِمداد و اعانت سے سنہ ۱۷۵۱ ع مطابق سنہ ۱۱۶۴ هجري کو ایک قایم لڑائي میں اُس نے روهیلوں کو شکست دیکر اُن کے خاص ملک پرورش کي اور کوہ همالہ کي پست شاخوں میں اُن کو بهگایا جو اُن کے ملک کي شمال مشرقي کي حدیں تهیں بعد اوس کے مرهٹوں کے استحقاق کي نسبت یہہ بات کہي کہ وہ ممالک مفتوحہ سے وصول کریں چنانچہ مرهٹوں نے هاتهہ پهیکنی شروع کیئی اور تاخت تاراج سے اوس ملک کو ایسا خاک سیاہ کیا کہ برسوں تک نہ سنبهلا *

ان دست اندازیوں کي سرگرمي سے روهیلوں کي معیشت ایسي تنگ هوگئي کہ بهوکوں کے مارے صفدر جنگ کي اطاعت کو قبول کیا اور اپنے سرداروں کے پیٹ پالنے کے لیئے چند دیہات پربس کرکے بیٹھے † *

دلي کے دربار کو جو تهوڑا سا فایدہ اس کامیابي سے حاصل هوا وہ

† حافظ رحمت خاں کي سرگذشت میں روهیلوں کي لڑائي کا حال اچهي طرح بیان کیا گیا کہ اُس سے روهیلوں کي کامیابي واضح هوتي هے ۱۲

اوس نقصان کے هونے سے فائدہ نہ سمجھا گیا جو حاکم اجمیر کے شکست
کھانے سے عاید هوا جسطرح ریاست جودهپور کے دو دعویداروں کے قصے
تضیے میں دست اندازی کی آپ بلکہ حقیقت میں کھاتا رہا ٭

جس زمانہ میں کہ مغلوں کی سلطنت روز روز ایسی طرح ضعیف
و ناتوان هوتی جاتی تهی تو یکایک یہہ خبر لگی کہ احمد شاہ
درانی نے پنجاب پر دوبارہ حملہ کیا اور بعد اوس کے یہہ پرچہ لگا کہ
پنجاب پر پورا قابض هوگیا اور ایک ایلچی اس غرض سے اوس نے روانہ کیا
کہ شاہ هندوستان سے اوس صوبہ کو بحسب ضابطہ حاصل کرے حاصل یہہ
کہ احمد شاہ کی درخواست اوس جرکهوں کے خوف سے فی الفور منظور
هوئی جسکو بادشاہ کے هاتهوں سے اوٹهایا تها اور اب تک یاد اوس کی
باقی تهی اور جبکہ صفدر جنگ اپنے رفیق مرهٹوں کو لیکر دلی میں داخل
هوا تو اوسنے اس انتظام یعنی پنجاب کے تفویض کو کامل پایا اور
اس میں کچهہ شک شبہہ نہیں کہ اگر وہ خود دلی میں موجود هوتا
تو کام ناکام اوسکو تسلیم کرتا اور اگر وہ یہہ سمجهتا کہ مجهکو اوسکی
تردید میں کچهہ فائدہ حاصل هوگا تو اوس کی تعمیل کے بعد بهی اوس
کی پروا نہ کرتا مگر اوسنے پنجاب کی تفویض کو اپنی شکایت کا بہانہ
ٹهہرایا جسکو بادشاہ کی بڑی بیعزتی کا باعث بنایا تها اور حقیقت
میں ناراضی کے اسباب اور اور وجوہ تهے چنانچہ منجملہ اونکے بڑی وجهہ
یہہ تهی کہ جب وہ روهیلکهنڈ میں گیا تها اور دربار میں حاضر نہ تها
تو صاحب داب اوس کا عین دربار میں جاوید نامی ایک خواجہسرا کو
حاصل هوا تها جسپر بادشاہ اور اوس کی ما دونوں نہایت مہربان تهے اور
جبکہ بعد اوس کے صفدر جنگ نے یہہ سوچا سمجها کہ میرے موجود
هونے پر بهی بات اپنی نہ سنوریگی تو اوس نے وہ بری طرز اختیار کی جو
دلی کے گلی کوچوں میں طشت از بام هوگئی یعنی اوس نے جاوید کو
دعوت میں بلایا اور عین دعوت میں اوس کو قتل کرایا اس زور و زبردستی

سے بادشاہ استدر برهم هوا جسقدر که قیاس میں آسکتا هے اور بہت جلد انتقام کے درپے هوگیا اور انتقام کا ذریعہ حاصل کیا غازي الدین آصفجاہ کا بڑا بیٹا اپنے چھوٹے بہائیوں کے جھگڑے بکھیڑوں کے شروع میں دلي میں چندے سکونت پذیر هوا تھا مگر بعد اُس کے کسي ڈھب سے بالاجي پیشوا سے علاقہ پیدا کرکے هولکر اور سیندهیا سرداروں کے ساتھہ دکن کو روانہ هوا تھا اور اورنگ آباد میں پہونچکر مرگیا تھا اور اُس کا بیٹا جوان گبرو جس کو دلي میں چھوڑ گیا تھا صفدر جنگ وزیر کي لطف و عنایت سے غازي الدین خان کے خطاب اور امیرالامرائي کے منصب پر سرفراز هوا اور یہہ وهي جوان تھا جو اپنے محسن صفدرجنگ کے مقابلہ پر بادشاہ کے ایماء و اشارہ سے اُن کاموں کا کارپرداز رها جو اُس کے مربي کے خلاف پر تجویز کیئے گئے تھے یہہ گبرو جوان ایسے مغل درباریوں کا نمونہ تھا جو عیش و عشرت سے بڑے آشنا اور لطف و لذت سے پورے واقف نہ تھے چنانچہ عزم اُس کا بلند اور نگاہ اُسکي والا اور بڑے بڑے ارادوں کے اخفا میں ایسا متفني و مکار تھا جیساکہ اُن کو قبض و قابو میں رکھنے کے لیئے قابل نہ تھا اور اسي وجہہ سے اپنے کاموں کے نکالنے میں قتل و دغا کو طبعي ذریعہ سمجھتا تھا اور جیساکہ وہ اپنے چال چلن میں قانون و قاعدوں کا پابند نہ تھا ویساهي اُن کے نتیجوںکي پروا نکرتا تھا *

اُسکي تدبیروں پر وہ ملکي لڑائي مترتب هوئي جس کا تصفیہ معمول کے موافق میدان میں نہوا بلکہ یہہ بات اُن سے پیدا هوئي کہ دلي کے بازاروں میں لاٹھي پونگے اور چھري کٹاري اور دهول جوتي کي لڑائیاں چھہ مہینے تک روز مرہ قایم هوئیں اور فریقین کے قصے قضائے اختلاف مذهب کے غیظ و غضب سے چوگنے هوگئے اس لیئے کہ صفدر جنگ اپنے مذهب کا شیعہ اور غازي الدین اُس کا مخالف سني تھا چنانچہ سني شیعوں کي لڑنے والوں کا لقب اور مابہ الامتیاز

اوس کي ماں کي آنکهیں نکلوائیں یهه حادثه ماه جولائي سنه ۱۷۵۴ مطابق شعبان سنه ۱۱۶۷ میں گذرا بعد اوس کے بادشاهي نسل کے ایک اور شاهزادے کو تخت نشین کیا اور عالمگیر ثاني کے خطاب سے اوس کي بادشاهت کي منادي کرائي † *

عالمگیر ثاني کي سلطنت کا بیان

بعد اِس انقلاب کے صفدر جنگ مرگیا اور غازي‌الدین نے وزارت کا عهده اختیار کیا اور صفدر جنگ کے بیٹے شجاع‌الدوله کو اوس کے باپ کي جاگیر پر جوں کا توں قابض و متصرف چهوڑا جس سے وه اوس کو خارج نکرسکا یهه قصه ستمبر سنه ۱۷۵۴ ع مطابق ذي الحجه سنه ۱۱۶۷ هجري کو پیش آیا اور اب امن و امان کا عرصه اُس سے زیاده گذرا جس کي توقع وزیر کي چلبلي طبیعت اور اچهلي بلند نظري سے زیاده متصور نتهي مگر وزیر کا ملکي انتظام اب بهي ایسي خود مختاري سے تها جیسا که پهلے سے برابر چلا آتا تها آخر کار اُس نے اپنے برے کرتکوں سے بهت سي فوج کو بغاوت پر آماده کیا اور ایسا آنکهوں سے گرا که باغیوں نے اُس کو پکڑا اور دلي کے گلي کوچوں میں ننگے سر اور ننگے پانو اُس کو کهینچتے پهرے اگرچه باغي قتل کي دهمکیاں سناتے تهے مگر وه بهي اون کو برا بهلا کهکرجتاے جاتا تها که تم گستاخي کا مزا پاؤ گے اور اُس کي سزا میں جان اپني گنواؤگے غرض که سرکاري ملازموں کي بدولت اوس کشاکش سے نجات اوس نے پائي اور نجات پاتے هي باغیوں کے قتل قمع کا حکم جاري کیا اور اون کے مال و اسباب کو لٹواکر نام و نشاں اونکا نچهوڑا *

جبکه شور و آشوب کے زور شور اور فساد و فتنه کے جوش و خروش تهے تو بادشاه نے غازي الدین کي جان بچانے کے بهانه سے باغي فوج کو اِس شرط پر باقیات کا روپیه دینا ٹهرایا تها که وه اپنے قیدي کو همارے

† سیرالمتاخیرین اور گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ سے یهه بیان لیا گیا

سے کوچ کرکے پنجاب سے گذر گیا اور کوئی مرد اُس کے سامنے نہ آیا یہاں تک کہ دلی سے بیس میل کے اندر داخل ہوا مگر غازی الدین نے یہہ حکمت برتی کہ اُس رانڈ کو تہہ تیغ کرکے اُس کی وساطت حاصل کی اور اُس کے ذریعہ سے احمد شاہ کی فوج میں یکایک جا پہونچا اور جو جو قصور اُس کی ذات سے متعلق تھے وہ احمد شاہ سے معاف کرائے مگر احمد شاہ نے اپنے نقصان کا معاوضہ چاہا اور مطالبہ کو پورا کرنیکی غرض سے دلی کی جانب کو آگے بڑھا چنانچہ جب وہ بہت لگ بہگ پہونچا تو نادرشاہ کا کارنامہ یاد آیا اور وہی قیامت شگفتہ ہوئی اور وجہہ اُس کی یہہ تہی کہ اگرچہ احمدشاہ اپنے مزاج و طبیعت سے نادر شاہ کی مانند سفاک بیباک تو نہ تہا مگر اپنی فوج پر قبض و قابو پورا پورا نرکہتا تہا چنانچہ دلی قتل و غارت کا تہیٹر اور زور ظلم کی نمایش گاہ بنگئی اور یہہ مصیبت خاص دلی پر منحصر نہ تہی بلکہ احمد شاہ نے فوج کا ایک ٹکڑا غازی الدین کی همراهی میں شجاع الدولہ پر اِس نظر سے روانہ کیا کہ اُس سے خراج کو وصول کرے اور خود جاٹوں پر چڑہ کر گیا چنانچہ اُس نے بلبہ گڈہ کے قلعہ کو ایک بڑے مقابلہ کے بعد جو محصوروں کی جانب سے وقوع میں آیا فتح کیا اور محصوروں کو گردن مارا مگر ایک بات اُس کی فوج کے ٹکڑے نے ایسی کی کہ اُسکی خصلت بلکہ اُس کی قوم کی خوے و خصلت کو اوس نے دھبہ لگایا یعنی متہرا سے مقدس شہر کو جو هندوؤں کے عقاید کے موافق مقدس شہروں میں گنا جاتا ہے اسی وقت میں سنا کہ ایک مذہبی تہوار اوس میں بڑی دہوم دہام سے رچایا گیا تہا چنانچہ ساری بستی کو یکایک جا دبایا اور بیچارے معتقدوں کو ایسی بیدردی سے قتل کیا جس کی توقع ایک ایسی اندہوری وحشی قوم سے ہوسکتی تہی جو نادر شاہ کی خو بو رکہتی تہی اور اوسکو هندو بت پرستوں اور اون کی بت پرستی سے ویسی ہی نفرت تہی جیسی کہ نادر شاہ کو

اوس سے حاصل نہیں اسی عرصہ میں خود احمد شاہ آگرہ کو متوجہ
ہوا اور جاٹوں کے ایک قلعہ اور خاص اوس شہر کا محاصرہ کیا مگر
اس وقت ایسی گرمی پڑنے لگی کہ گرمی کی شدت سے درانی مرنے
لگے جو گرمی کے متحمل نہ ہو سکے چنانچہ احمد شاہ اوس روپیہ کے
حاصل ہونے سے جس کو اوس نے حاصل کیا تھا ماہ جون سنہ ۱۷۵۷ع
مطابق شوال سنہ ۱۱۷۱ ہجری کو اپنی قلمرو کے جانے پر مجبور ہوا
اور روانگی سے پہلے خاندان تیموری کی ایک شاہزادی سے نکاح اپنا کیا اور
دوسری شاہزادی اپنے بیٹے سے بیاہی جو بعد اوس کے تیمور شاہ کے
خطاب سے پکارا گیا اور جب وہ بادشاہ نے احمد شاہ سے منت
سماجت کرکے یہ بات کہی کہ غازی الدین وزیر کے رحم و کرم پر
مجھکو چھوڑنا مروت کے خلاف اور مخلص نوازی کے مناسب نہیں
تو اوس نے نجیب خان روہلہ کو جو ملقب نجیب الدولہ
مشہور و معروف اور بڑی قابلیت اور عمدہ لیاقت کا سردار تھا
دلی کا امیر الامرا مقرر کیا اور یہ بات اپنے جی میں ٹھانی
کہ میرے ایسے رعب داب کے خوف و ہیبت سے جو غوری کی
صورت میں بھی قائم رہیگی یہ سردار اوس وزیر کے مقابلہ میں برابر
کی جرأت ہوگا † ۔

جوں ہی کہ احمد شاہ اس ہندوستان سے باہر گیا تو غازی الدین نے
دوبارہ سر اوٹھایا اور جب کہ احمد شاہ اپنی قلمرو کو روانہ ہوا تھا
تو غازی الدین فرخ آباد میں موجود تھا غازی الدین نے امیر الامرائی کا
منصب حاکم فرخ آباد احمد خاں بنگش کو عنایت کیا اور
نجیب الدولہ کو معطل ٹھہرایا مگر چونکہ تنہا غازی الدین اتنی قوت نرکھتا

† بیان مذکورہ بالا خاصکر سیرالمتاخرین سے لیا گیا اور واضح ہو کہ یہ بیان
اکثر مقامات میں پٹھانوں کے بیان سے مطابق ہی مگر پٹھان اسقدر بیان کرتے ہیں
کہ احمد شاہ خود دلی میں رہا اور آگرہ متھرا کی مہموں کو جہان خاں نے انجام کو
پہونچایا

تھا که وہ دوسرے انقلاب کو پیدا کرے تو اوس نے اپنی کمک کے لیئے مرھٹوں کو طلب کیا جو اب پہلے زمانہ کی نسبت نہایت قوی ہوگئے تھے *

اگرچه بالاجي پیشوا نے سنه ۱۷۵۲ کے شروع میں صلابت جنگ سے آشتي کي تھي جیساکه بالا مذکور ہوا مگر بڑے غازي‌الدین اِس غازي الدین کے باپ سے جو صلابت جنگ کا بھائي اور حریف مخالف تھا بات چیت کرنے میں وہ آشتي مانع مزاحم نہوئي تھي چنانچه جب بڑا غازي الدین دلي سے دکن کو جاتا تھا تو بالاجي تمام فوج اپني لیکر اورنگ آباد میں آیا اور اوس کا ساتھي ہوا اور دونوں فوجوں کے ملنے سے یہه کثرت ہوئي که بسي صاحب فرانسیسي کي امداد بھي صلابت جنگ کي حفظ و حراست کے لیئے کافي وافي نہوتي اگر غازي‌الدین کے یکایک مرجانے سے وہ خطرہ رفع دفع نہوتا بعد اوس کے بالاجي پیشوا جنوب کے امورات اور فراسیسوں اور انگریزوں کے اون جھگڑوں بکھیڑوں میں مبتلا ہوگیا جنکا حال اون قوموں کي تاریخوں میں تفصیل وار لکھا جاوے گا اور جبکه بات اوس کي بن پڑي اور خاص گھر میں حکومت جمگئي تو داماجي جیکندوار کے چھوڑ نے پر چہاتي ٹھوکي اور گجرات کے نظم و نسق میں امداد اوس سے چاھي اور اوس کي رھائے پر ایسي ایسي کڑي شرطیں ٹھرائیں که منجمله اونکے ایسے ایسے خراجوں کا دینا اور ایسے ایسے استحقاقوں کا قایم رکھنا بھي تھاجنکي بدولت انجام کو بہت سے قصے قضاے برپا ہوئے مگر پہلے پہل بہت سے بلکه سارے کام اچھي کامیابي سے جاري رہے چنانچه داماجي پیشوا کے بھائي راگھوباجي کے ھمراہ سنه ۱۷۵۵ میں گجرات کو روانه ہوا اور ساري گجرات کو محکوم و مطیع اپنا بنایا بعد اوس کے راگھوباجي نے راجپوتوں کي ریاستوں سے محصول وصول کیا اور مالوہ پر گذرتا ہوا باامواف اپنے گھر کو واپس آیا بعد اوس کے سنه ۱۷۵۶ع میں

پاکر بڑے بڑے ارادوں کے پورا کرنیکی ارادہ پر واپس آیا تھا چنانچہ پہلے
پہل اوسنے رعب داب اپنا سکھوں پر جتاکر شریک اپنا گردانا جنھوں نے
پچھلی بدانتظامیوں میں اپنی قوت کو بحال و قایم کیا تھا مگر جب کہ
اونکی ہمت و قوت کو اپنے مطالب کے لیئے کافی وافی نپایا تو راگھوبا جی
سے راہ پیدا کی اور اوس آسانی سے اوسکو واقف کیا جسکی بدولت ایسا
معقول انعام اپنے ہموطن بھائیوں کے لیئے بکمال آسانی وہ وصول کرسکتا تھا
غرض کہ راگھوبا جی ماہ مئی سنہ ۱۷۵۸ع مطابق شعبان سنہ ۱۱۷۱
ہجری کو روانہ ہوا اور لاہور اور ساری پنجاب پر قبضہ کیا اور درانیوں کا
یہہ حال ہوا کہ اوسکے آگے سے پیچھے کو ہٹتے اوتے چلے گئے اور لڑائی
بھڑائی بدون اٹک پار اوتر گئے بعد اوسکے مرہٹوں نے پنجاب کی حکومت
آدینہ بیگ کو بخشی اور جب کہ وہ جلد مرگیا تو ایک مرہٹا جانشین
اوسکا مقرر ہوا تبدیل مذکور سے پہلے حکومت پنجاب کو غیر مستقل
حفاظت پر چھوڑ کر راگھوبا جی دکن کو روانہ ہو چکا تھا اور علاوہ اسکے
ھندوستان کے اور حصوں میں بھی مرہٹوں کے کار و بار کو بڑی ترو تازگی
پر چھوڑا تھا اور مرہٹوں کی ایک فوج سیندھیا کی حکومت میں خاص
دلی سے نجیب الدولہ کے تعاقب میں اسکے خاص ملک کی جانب کو
روانہ ہوئی تھی جہاں وہ بیچارہ بھاگ کر گیا تھا اور جبکہ نجیب الدولہ
نے انکے مقابلہ کی قوت نپائی تو اپنے ملک کو قتل و غارت کے حوالہ
کرکے سکرتال پر چلا گیا جو گنگا کی ایک پایاب راہ پر پناہ گیریکے قابل
تھی چنانچہ تمام برسات اُس مقام میں بڑی دشواری سے مقیم رہا مگر
اس زمانہ یعنی جون لغایت ستمبر سنہ ۱۷۵۹ع مطابق سنہ ۱۱۷۲
ہجری میں ایک متفق گروہ کو دشمن کے مقابلہ کے واسطے تیار کیا
جسمیں قرب و جوار کے راجے پرچہ عام خطرہ کی نظر سے شریک و شامل
تھے *

صوبہ پنجاب پر پہلے سے مرہٹے قابض و متصرف تھے اور غازی الدین
کے سکھلانے بہکانے سے اودہ کا ارادہ کر رہے تھے اور بلا تکلیف یہہ دوا بولہ

میں مصروف و مشغول تھا اور جب کہ پنجاب کو دوبارہ قبضہ میں لانے کی غرض سے روانہ ہوا تھا تو بلوچوں کے حاکم ناصر خان کی بغاوت اسکے کوچ مقام کی مانع مزاحم ہوئی جنسے پوری خودمختاری کا ارادہ کیا تھا یعنی بلوچوں کے نظم و نسق کے حسب دلخواہ اپنے پورے کرنے میں دو آسکو وقف پڑا بعد اُسکے شکارپور کی جنوبی سڑک کی راہ سے اٹک کو روانہ ہوا اور پشاور تک اٹک کے کنارے کنارے کوچ و مقام کرتا ہوا ماہ ستمبر سنہ ۱۷۵۹ع مطابق محرم سنہ ۱۱۷۳ ھجری میں اٹک پار اوتر کر پنجاب میں داخل ہوا مگر مرھٹوں کی جانب سے کوئی مقابلہ وقوع میں نہ آیا اور احمدشاہ شمالی پہاڑوں کو طے کیئے گیا اور قریب اونکے رہ کر چڑھے دریاؤں اور اوجڑے ملکوں پر گذرنے سے محفوظ رہا یہانتک کہ پہاڑوں پہاڑوں سہارنپور کی برابر جمنا سے پار اوتر گیا احمد شاہ کے بڑھاؤ چڑھاؤ کے زمانہ میں غازی الدین وزیر اُس علاقہ واسطہ کی جہت سے جو عالمگیر ثانی کو احمد شاہ اور نجیب الدولہ سے مربوطا و مربوط تھا نہایت پریشان و مضطرب ہوا اور یہہ خیال کیا کہ بادشاہ احمد شاہ سے سازش کریگا اور احمد شاہ اُسکی رو رعایت سے میری بے ادائیوں کا انتقام لیگا غرض کہ غازی الدین نے بھی سوچ سمجھکر بادشاہ کو قتل کرایا اور ایک اور بادشاہی نسل کے شاہزادہ کو اُسکی گدی پر بٹھایا مگر اس نئے بادشاہ کی بادشاہی مسلم نہوئی اور شاہ عالم جو علاوہ تاج تخت کا وارث تھا بنگالہ میں پاؤں جمایا چاہتا تھا اور اسی باعث سے دارالسلطنت میں حاضر نتھا غرض کہ منفق سرداروں نے باہم اتفاق کیا اور کسی بڑے افسر کے بدون ماہ نوامبر سنہ ۱۷۵۹ع مطابق ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۳ ھجری کو لڑائی کے کاروبار جاری کیئے † *

اگرچہ مرھٹوں کے رفیق جاٹوں سے تائید آنکی اس زمانہ میں نکی تھی مگر باوصف اسکے تیس ہزار سوار جرار اُنکی لڑائی کے میدان

† سیر المتاخرین اور احمد شاہ کے اُن حالات مشروحہ سے لیا گیا جنکو پٹھانوں نے بیان کیا

بوجهه اُس نے ڈالا تھا کہ وہ کبھی سنبھلنے کے قابل نہوئی غرضکہ دونوں فوج کشیوں کے مقابلہ سے رگھوباجی کو رنج و حسد پیدا ہوا اور جب کہ بھاو نے فضول خرچ اُس کو بتایا اور کھوٹی کھری سنائی تو آسنے یہہ جواب دیا کہ هندوستان خاص کی دوسری مهم کو آپ اختیار کریں تاکہ آپ کو وہ فرق و تفاوت واضح هو جاوے جو هندوستان خاص اور دکن کی مهموں میں واقع هوتا هی چنانچہ بهاؤ نے قبول کیا اور دونوں کے کام آپسمیں ادل بدل هوگئے *

اِس زمانہ میں مرهٹوں کی قوت غایت عروج اور اُن کی قلمرو کی وسعت یہاں تک پہونچی تھی کہ شمال میں سرحد اُس کی کوہ همالہ اور دریاے اٹک اور جنوب میں جزیرہ نماے دکن کے عین سرے تک یعنے سمندر تک پھیلی تھی اور حدود مذکورہ میں جو ملک اُن کی حکومت سے خارج تھے وہ باجگذار اون کے تھے یہہ ساری قوت بالاجی کے قبض و قدرت میں تھی اور اوسی کے هاتھہ نے اوس کو اوٹھا رکھا تھا تارا بائی سے ایک ایسا تصفیہ هو گیا تھا کہ اوس کی بدولت راجہ کا جسم و جان اوسکے نام کے وزیر کے هاتھوں میں تھا جو حقیقت میں مختار و مالک تھا اور هر قسم کے حقوق اوس کی ذات میں فراهم کیئے گئے تھے † مرهٹوں کی قوت کی ترقی پراون کی حکومت کے کار خانہ ترقی کو پہونچے تھے یہاں تک کہ فوج اون کی لٹیروں کی جماعت نوھی تھی بلکہ اوس میں عمدہ عمدہ تنخواہ اور چنے چنے سواراون کی حکومت کے ملازم تھے اور دس هزار پیادے عمدہ قاعدہ داں تھے اگرچہ پیادوں کی فوج اوس فوج کی پوری پوری نقل نہ تھی جو اور ریاستوں میں یورپ والوں کے تحت حکومت هوتی تھی مگر باوعف اوس کے ایسے پیادوں کی فوج سے نہایت عمدہ تھی جو پہلے وقتوں میں هندوستان میں پائی جاتی تھی *

---

† گرینٹ ڈف صاحب

اترانا تھا اور حال کی کامیابی سے پھولا نہ سماتا تھا اور اُسکے تیوروں سے یہہ ٹپکتا تھا کہ حسن تدبیر یا عمدہ سپہ گری کی حیثیت سے اپنی لیاقتوں پر بڑا بھروسا رکھتا ہی بالاجی کا چھوٹا بیٹا اور علاوہ وارث اُسکا بسواس رائے اور بڑے بڑے برھمن اور چنے چنے مرہٹے سردار اُس کے ہمراہ ہوئے اور بہت سے راجپوتوں کے گروہ اُس کی امداد و اعانت کی نظر سے راہ میں اُس سے ملتے گئے جوں جوں وہ آگے کو بڑھتا گیا چنانچہ کہتے ہیں کہ جاٹوں کے راجہ سورجمل نے بھی تیس ہزار جاٹ اُسکی امداد کو بھیجے تھے *

اِس کہنے رسے پرانے راجہ یعنی سورجمل نے جو ایک دراز عرصہ سے مرہٹوں کی رفاقت میں لڑنے بھڑنے کا خو کردہ ہو گیا تھا بھاؤ کو اس موقع پر یہہ مشورت دی کہ آپ اپنے پیادوں توپوں اور بھاری بھاری اسباپوں کو ہمارے ملک میں چھوڑیں کہ وہ مضبوط قلعوں میں محفوظ و مامون رہینگے اور سواروں کو ہمراہ لیکر آگے کو باگ اُٹھاویں اور مرہٹوں کے طریقوں کی مانند اپنے دشمنوں کو تنگ بکریں اور لڑائی کو یہاں تک کھینچیں کہ درانی لوگ جو کئی مہینے سے هندوستان میں آئے ہوئے ہیں آب و ہوا کی ناموافقت سے مجبور ہوکر اپنے گھروں میں لوٹ کر چلے جاویں اگرچہ اور مرہٹوں نے تائید اس معقول مشورے کے کی مگر بھاؤ نے یکلخت اُسکو رد کیا اسلیئے کہ وہ ایسی فتح کو جو ایسے وسلیوں سے حاصل ہووے اپنے بڑے پایہ کے حسابوں کمتر سمجھتا تھا اور اپنے قاعدہ دان پیادوں کی فوج اور توپوں کو بڑی بھاری منزلت دیتا تھا اور اپنے کام کی سمجھہ بوجھہ میں جو وقت کے مناسب نہ تھی یہی ایک موقع نہ تھا جس میں سورجمل کو خفیف و شرمندہ کیا بلکہ بھاؤ نے بجواب اُسکے یہہ کہا کہ تو ایک چھوٹا سا زمیندار ہی بڑے بڑے ملکوں کی تدبیروں انتظاموں کی لیاقت نہیں رکھتا غرض کہ یہہ بڑا بول اُس نے بولا اور اپنے برھمنانہ شیخی اور متکبرانہ بڑائی سے جسکے ذریعہ سے مرہٹے سرداروں پر

پر واقع ہیں اور ایک بڑے عہد و پیمان کے بڑے معاملہ کي ضرورت سے خاص اودہ میں گیا تھا اسلیئے کہ یہہ یقین اُس کو کامل تھا کہ نجیب الدولہ اور سارے روہیلے ممد و معاون اُس کے ہونگے مگر شجاع الدولہ کي طرف سے متردد تھا اگرچہ شجاع الدولہ سنني مسلمانوں سے کہلم کہلا بگاڑ نسکتا مگر اپنے مطالب و اغراض کي ضرورت سے دونوں فریقوں سے الگ تہلگ رہنا مناسب تصور کیا اور احمد شاہ کي شراکت سے وہ موروثي عداوت مانع تہي جو احمد شاہ اور اُس کے باپ صفدر جنگ میں علانیہ واقع ہوئي تہي اور احمد شاہ اس غرض سے اوپ شہر تک بڑہ کر گیا تھا کہ شجاع الدولہ کو اپنے رعب داب سے دبارے چنانچہ اُس کے بڑہنے اور نجیب الدولہ کے سمجہانے سے جس کو شجاع الدولہ نے بصیغہ وساطت بہیجا تھا شجاع الدولہ راہ پر آیا اور احمد شاہ سے موافق ہوگیا یہہ واقعہ ماہ جولائي سنہ ۱۷۶۰ع مطابق ذي الحجہ سنہ ۱۱۷۳ ہجري میں واقع ہوا *

باوصف اِس کے کہ احمد شاہ سے موافقت ہوگئي مگر شجاع الدولہ نے اِس غرض سے خط و کتابت کا سلسلہ مرہٹوں سے قایم رکہا کہ اگر مصلحت کا مقتضي ہوگا تو آشتي کیجاوے گي اور علاوہ اس کے یہہ بات اُس کي وہ مفید ذریعہ بہي تھا کہ مرہٹوں اور احمد شاہ کے درمیان بہي آشتي کے پیک و پیام آتے جاتے تھے † شجاع الدولہ احمد شاہ سے موافق ہوا اور باوصف اِس کے کہ احمد شاہ افراط بارش کے مارے چلنے پہرنے سے معذور رہا مگر بڑے بڑے تنگ آگیا یہاں تک کہ برسات اب تک گذر نچکي تہي کہ اُس نے چہاوني توڑي اور دلي کو راہي ہوا اور جب اُس نے یہہ سنا کہ بہاؤ چلي چلي فوج لیکر کنج پورہ واقع ساحل جمن کي جانب روانہ ہوا جو دلي

---

† کاشي راے اِس بیان کا لکہنے والا خط کتابت مذکورہ بالاکي کارندوں میں سے ایک کارندہ تھا

احمد شاہ کي فوج میں چالیس ھزار ایراني اور پٹھان اور تیرہ ھزار ھندوستاني سوار اور تخمیناً اڑتیس ھزار ھندوستاني پیادے تھے جن میں سے روھیلے پٹھانوں کا ٹکڑا بڑے کام کا تھا مگر پیادوں کي فوج کا بڑا حصہ عام ھندوستانیوں سے مرکب تھا † اور منجملہ لڑائي کے ٹھاٹ ساموانوں کے تیس توپوں کے قریب قریب تھیں جو مختلف المقدار لوگوں سے بھري جاتي تھیں جن میں سے اکثر ھندوستاني رفیقوں کي تھیں علاوہ اُن کے چند توپیں فصیل شکن بھي تھیں اور اِس لیئے کہ احمد شاہ کي فوج تعداد کثرت میں قلیل تھي دشمن کي فوج پر حملہ نکرسکتي تھي چنانچہ اُس نے پڑاؤ ڈالا اور فوج کے چاروں طرف خندق کھدوائي اور جب کہ عام لڑائي کا واقع ھونا ایسي طرح ملتوي رھا تو بھاؤ کي امیدوں کي صورت معقول طرح سے نہ بندھي چنانچہ اُس نے گوبند راے بندیلہ کو یہہ حکم دیا کہ جمنا کے نیچے کي دھار پر جو فوج اُس سے فراھم ھوسکے فراھم کرے غرض کہ وہ سردار اب

لٹیرے سواروں اور اُن کے ساتھي سواروں کي تعداد دو لاکھہ کے قریب بتاتي مگر کاشي راے ساري جمعیت کو پانچ لاکھہ بتاتا ھی — کتاب تحقیقات ایشیا جلد تین صفحہ ۱۲۳

† درانیوں کے بیان سے اُس فوج کي تعداد جو اٹک سے پار اُتر آئي تھي تریسٹھہ ھزار قایم ھوتي ھی مگر نادرشاہ اور پچھلے وقتوں میں زمان شاہ کي فوج سے مقابلہ کرنے اور ایشیا والوں کي تقسیمات افواج کي غلطي تعداد سے یہہ قیاس میں آتا ھی کہ وہ تعداد مبالغہ سے بیان کي گئي علاوہ اِس کے بہت سي تخفیف اُن قاعدہ بند گروھوں کے نہونے سے اصل ایراني فوج میں واقع ھوئي ھوئي جنکو پنجاب وغیرہ پر احمد شاہ چھوڑ کر آیا تھا اور کسیقدر نئي لڑائیوں میں مارے جانے اور گرمي برسات میں مرنے سے بھي فوج میں کمي بڑي ھوگي غرض کہ میري راے یہہ ھی کہ کل چالیس ھزار پٹھان قرار دیئے جاویں جو اُس جگہہ شریک و شامل تھے اور اُن ھندوستانیوں کي تعداد جو احمد شاہ کے ممد و معاون تھے کاشي راے نے بیان کي چنانچہ وہ لکھتا ھی کہ شجاع الدولہ کے پاس دو ھزار پیادے اور دو ھزار سوار تھے اور اُسیکا بیان ھی کہ دراني خاص اپني چالیس توپیں رکھتے تھے مگر درانیوں کے بیان کے خلاف اور قیاس سے بعید ھی

علاوہ اُن کے رسدونکي باربرداریاں جن میں ایک ایک سلسلہ میں
هزاروں بیل هوتے هیں دور دراز ملکوں سے بنجارے لوگ لاتے هیں جو
لشکروں میں غلہ کا بیوپار کرتے هیں اور آنکي خرچ و خصلت میں
سارے سوداگروں کي نسبت سپاهیوں کي خو بو زیادہ هوتي هی
غرض کہ اب یہہ سارے ذریعے منقطع هوگئے اور جب کہ مرهٹوں نے
پاني پت کو کہا بیکر صاف کیا جو آن کے لشکر میں واقع هوا تھا تو
غلہ کي نبوت سے بڑے بڑے صدمے اُٹھائے *

جب کہ حال ایسي نوبت کو پہونچا تو منجملہ دونوں فریقوں
کے کوئي فریق اُس نازک وقت کے ظہور و وقوع میں سعي و کوشش
کرنے سے قاصر نتھا جس میں پورا فیصلہ هو جاوے چنانچہ دونوں
فوجوں کي کچھہ کچھہ چھیڑ چھاڑ آپسمیں جاري تھي مرهٹوں نے
درانیوں پر تهین بھاري دهاوے کیئے اور رسد کي بار برداریاں اسباب
پر همیشہ آمادہ تھیں کہ مرهٹوں کے لشکر میں داخل هوویں چنانچہ
منجملہ اونکے ایک باربرداري جو دلي سے خزانہ بھرکر لائي تھي
پٹھانوں کے هاتھوں میں پڑي مگر باقي باربرداریوں کو سورجمل اور
راجپوت سرداروں نے خفیہ خفیہ مرهٹوں کے لشکر میں روانہ کیا اور جس
دشواریوں کو بھاؤ اپنے صبر و متانت سے اوٹھائے جاتا تھا اونکي وسعت اور
ترقي روز افزوں کا حال اوسکے دشمنوں پر مخفي ومستور نتھا هاں اِن
دشواریوں میں احمد شاہ کے هندوستاني رفیق ایسے مضطر هوگئے کہ
احمدشاہ کو منتوں کے مارے تنگ کیا اور ایک تصفیہ کي لڑائي کے
ذریعہ سے تکلیفوں کا اختتام اور آفتوں کا انقطاع چاها مگر احمد شاہ کا
یہہ جواب تھا کہ یہہ لڑائي کا مقدمہ هی تم لوگ اوسکي اونچ نیچ سے
واقف نہیں هو باقي معاملوں میں تم لوگوں کو اختیار حاصل هی مگر
اس معاملہ کو میري مرضي پر چھوڑو کھائي کے سامنے ایک لال ڈیرہ
اوسنے قایم کیا تھا جس میں سورج کے نکلنے پر اشراق کي نماز پڑھتا تھا

کي مانند ایک کھانچہ میں محصور تھے اور مونے اور مرنے والے جانوروں
اور بھوکے پیاسے بھیر بھکر کے بیچ میں پڑے تھے اور اُن خرابیوں کي تکمیل
کے خوف سے موئے جاتے تھے جنکو وہ ابھي اوٹھا رہے تھے اور جب کہ نہایت
تنگ آگئے تو چرنٹوں کے ایک گروہ کو بہت سے همراٹیوں سمیت امداد
لانیکي غرض سے روانہ کیا مگر اس بیچارے گروہ کو دشمنوں نے دیکھہ
پایا چنانچہ بہت سے لوگ اُسکے مارے گئے بعد اُسکے سردار اور سپاهي
اکھتے هوئے اور بھاو کے قیرے کے گرد کھرے هوکر یہہ عرض کیا کہ اب کھانے
پینے کو باقي نہیں رها جو کچھہ ذخیرے تھے وہ پورے هوگئے بھوکوں مرنے
سے لرائي کي جوکھوں اوٹھاني آسان هی بھاو نے انہ قي یا اور سب نے پان
کھاکر مرنے تک لڑنے کي قسم کھائي بعد اُسکے ساري فوج کو حکم سنایا
گیا کہ کل سورج نکلنے سے پہلے پہلے دھاوا هوگا *

بھاو نے عین تقت پر شجاع الدولہ کے کاردہ کاشي راے کو خاص اپنے
هاتھہ سے یہہ لکھہکر بھیجا کہ اب دهاروں تک پیالہ لبریز هوگیا اور ایک
بوند کي گنجایش باقي نہیں رهي اگر کچھہ بن پڑے تو اب کرنا
مناسب هی ورنہ صاف جواب اسب هی بعد اسکے لکھنے پڑھنے کا وقت
هوچکا کاشي راے اس رقعہ کے مضمون کو پچھلي رات اپنے آقا شجاع
الدولہ کو سنا هي رها تہا کہ کاشي راے کے جاسوس یہہ خبر لائے کہ
مرهتے مسلح هو رهے هیں شجاع الدولہ فی الفور احمد شاہ کے قیرے میں
گیا اور چوکي پهرے والوں سے کہا کہ بادشاہ کو جگانا چاهیئے احمدشاہ
اواز سنکر اندر سے هتیار لگائے باهر نکلا جو پہلے هي سے طیار بیتھا تھا
چنانچہ اُس گھوڑے پر سوار هوکر جو همیشہ اُسکے دروازہ پر طیار کھڑا
رهتا تھا فوج مخالف کیجانب کو چلا اور اپني فوج کو آگے بڑھنے کا
حکم سنایا *

جو بات اُسنے پہلے پہل کي وہ یہہ تھي کہ کاشي راے کو بلایا اور اُس
خبر کے مخبر کي نسبت سوال و جواب سے پیش آیا اور یہہ تفتیش اُسنے

برادرزادہ عطائي خاں اُسکی برابر مارا گیا اور درانیوں کے پانوں اوکھڑ نے لگے مگر وزیر اپنے گھوڑے سے اترا اور چند همراهي درانیوں سمیت اپني جگهه پر قایم رها اور مرنیکا ارادہ کیا وزیر کے پیچھے شجاع‌الدولہ کھڑا تھا مگر ڈھول کے اوز نے سے کچھہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ کیا معاملہ واقع ہو رہا ہی اور جب کہ شجاع‌الدولہ نے وزیر اعظم کے آدمیوں کي بولي اور اُنکے گھوڑوں کے ہنہنانیکو یکا یک تھوڑے ہوتے پایا تو کاشي راے کو تفتیش و تفحص کے لیئے آگی کو بھیجا چنانچہ کاشي راے نے وزیر اعظم کو زرہ بکتر پہنے پاپیادہ اور نہایت غضبناک پایا کہ وہ اپنے لوگوں کو اُنکے بھاگ جانے پر برا بھلا کہہ رہا ہی اور اُنکو صفوں پر لانے میں مصروف ہی جوں ہي کہ آنکھہ اُسکي کاشي راے پر پڑي تو اوسنے اوس سے یہہ بات کہي کہ تو شجاع‌الدولہ کي خدمت میں پہونچکر بہت جلد اسبات کو اداکر کہ اگر شجاع‌الدولہ هماري تائید اسوقت نکریگا تو میں جان سے جاؤنگا مگر شجاع‌الدولہ لڑائي میں شریک اُس کا نہوا اور اپني جگهه پر جما رہا *

یہہ معاملہ احمد شاہ پر مخفي نہ تھا چنانچہ وہ فالتو فوج جو اُس نے منگائي تھي وزیراعظم کي بربادي تباهي کي روک تھام کے لیئے عین وقت پر پہونچي اور اب لڑائي جمکر ہونے لگي مگر باوصف اُس کے اب بھي مرہٹوں کا پلہ بھاري رہا یہانتک کہ احمد شاہ نے اپنے بھگوڑوں کو گھیر گھار کر اکٹھا کیا اور منجملہ اُن کے جنہوں نے لڑنے سے اِنکار کیا اُن کے قتل کا حکم سنایا بعد اُس کے خاص اپني صف کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور جبھي یہہ ہدایت کي کہ فوج کا ایک ٹکڑا همارے بائیں بازو والا گھوم کر نکلے اور دشمن کے بازو پر ٹوٹ پڑے یہہ تدبیر اُس کي بہت راس آئي اس لیئی کہ اگرچہ عین قلب لشکر میں بڑے زور شور سے لڑائي ہورهي تھي جہاں بھاؤ اور بسواس راے گھوڑوں پر سوار کھڑے تھے اور فریقین کے سپاهي نیزوں اور تیروں

حکومت پر دلي میں چھوڑے گئے تھے مگر هولکر بچ رها جو بہت جلد اور بیوقت اپنے چلے آنے سے ملزم نہ پایا گیا اور مہاجي سیندھیا جو بعد اوسکے ایک بڑي ریاست کا باني هوا عمربھر کے لیئے لنگڑا هوگیا اور نانا فرنویس جس نے پیشوا کي حکومت کو ایک مدت تک پایه سے گرنے ندیا هزار دشواري سے جان بچا لیگیا † *

ایسي بھاري شکست اب تک کبھي واقع نه هوئي تھي اور ایسي کڑي مصیبت اب تک نوڑي تھي جس کے پڑنے سے بڑي افسردگي پژمردگي پھیلي اور سارے مرهٹوں پر غمگیني مایوسي چھاگئي بہت سے لوگوں کو رشته داروں کا ماتم کرنا پڑا اور ساري قوم کو فوج کي بربادي کا ایسا صدمه پہونچا اور اس صدمه کو ایسا سمجھا که اس کے مارے قوم کي بزرگي پھر نه سنبھلیگي اور پیشوا کا یهه حال هوا که وه اس صدمه سے کبھي نه سنبھلا اور اپني سرحد سے پونه کو آهسته آهسته چلاگیا اور اس مندر میں بیٹھه کر مرگیا جسکو اس نے بستي کے پاس بنایا تھا § اور ٹوٹي پھوٹي فوج اس کي نربده سے آگے هندوستان کے تمام اپنے بلاد مفتوحه کو چھوڑتي چلي گئي || اور جب که بالاجي مرگیا تو باهمي جھگڑے کھڑے هوئے اور پیشوا کي حکومت نے دوباره ویسي قوت کبھي حاصل نکي بعد اس کے وه بہت سے ملک ان کے قبضه میں دوباره حاصل هوئے جسکو مرهٹوں نے پہلے فتح کیا تھا.

---

† گرینٹ ڈف صاحب اور سیرالمتاخرین اور کاشي راے کے بیان متعلقه جنگ پاني پت سے بہاؤ کي لشکر کشي کا حال لیا گیا — کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۳ صفحه ۹۱ وغیره هندوستان میں تاریخ نویسي کي بابت کاشي راے کا بیان شاید نہایت عمده نمونه هے اور یهه بھي واضح هو که اس بیان میں پٹھانوں کے اس بیان سے بھي کچھه تھوڑي بہت آگاهي حاصل هوئي جس کو احمد شاه کے معاملوں میں انہوں نے قلمبند کیا تھا

§ گرینٹ ڈف صاحب

|| سرجان مالکم صاحب کي تاریخ مالوه جلد ایک صفحه ۱۲۰

اور وہ اُن کے قبضہ و تصرف سے خارج ہوگئی تھی مگر خاص خاص خود مختار سرداروں نے یورپ والے افسروں اور قاعدہ داں سپاهیوں کی امداد و اعانت سے اُن پر قبضہ حاصل کیا اور جب کہ مرهٹوں کا عام خطرہ رفع دفع ہوا تو مسلمانی سرداروں کا اتفاق بھی ٹوٹ پھوٹ کر خراب ہوگیا اور احمدشاہ اپنی فتح سے فائدے اُٹھائے بدوں اپنی قلمرو کو چلا گیا اور هندوستان کے معاملوں میں بھولے چوکے بھی پھر کبھی شریک نہ ہوا *

جو لوگ اِن پچھلے معاملوں میں شریک و شامل تھے وہ اب متفرق ہوگئے اور یہہ وہ زمانہ ہے کہ مغلوں کی شہنشاہی کی تاریخ اس مقام پر بند ہو جاتی ہے اور تمام ملک اپنا جدی جدی ریاستوں پر تقسیم ہوجاتا ہے اور خود دارالسلطنت اُجڑی جاتی ہے اور اُس سلطنت کے نام کا دعویدار † اب جلاوطن اور بیگانہ متوسل ہے اور نئی فیروزمندوں ‡ کی نسل نے هندوستان میں هاتھہ ڈالا ہے اور یہہ امر ممکن و متصور ہے کہ وہ عمدہ نسل اس قسم کی سلطنت کے ٹکڑوں کو پہلے وقتوں کی نسبت معقول ارادوں اور عمدہ منصوبوں سے دوبارہ متفق کرے *

---

† یعنی شاہعالم بادشاہ ۱۲ مترجم

‡ یعنی انگریز ۱۲ مترجم

منجملہ بارہ حصوں مذکورالصدر کے آٹھہ حصوں کا تتمہ

اُن سلطنتوں کا بیان جو دلي کي شاهنشاهي کے بعد قايم هوئیں

دکن کے بہمني بادشاهوں کا بیان †

اصلي بادشاهوں کي فہرست

١ علاءالدين حسن کانگوے ‡ سنہ ١٣٤٧ ع مطابق سنہ ٧٤٨ هجري
٢ محمد شاه اول بن علاءالدين سنہ ١٣٥٨ ع مطابق سنہ ٧٥٩ هجري
٣ مجاهدشاه سنہ ١٣٧٥ ع مطابق سنہ ٧٧٦ هجري
٤ داؤد شاه بن سلطان علاءالدين سنہ ١٣٧٨ ع مطابق سنہ ٧٨٠ هجري
٥ محمود شاه اول بن علاءالدين مذکور سنہ ١٣٧٨ع مطابق ٧٨٠ هجري
٦ غياث الدين بن سلطان محمود سنہ ١٣٩٧ع مطابق سنہ ٧٩٩ هجري
٧ شمس الدين بن محمود شاه سنہ ١٣٩٧ع مطابق سنہ ٧٩٩ هجري
٨ فيروز شاه بن داؤد شاه سنہ ١٣٩٧ع مطابق سنہ ٨٠٠ هجري
٩ احمد شاه اول سنہ ١٤٢٢ع مطابق سنہ ٨٢٥ هجري
١٠ علاءالدين بن احمد شاه سنہ ١٤٣٥ع مطابق سنہ ٨٣٨ هجري
١١ همايوں شاه ظالم بن علاءالدين سنہ ١٤٥٧ع مطابق سنہ ٨٦٢ هجري
١٢ نظام شاه بن همايوں شاه سنہ ١٤٦١ع مطابق سنہ ٨٦٥ هجري

---

† جبکہ چھوٹي چھوٹي مسلمان بادشاهي خاندانوں کے حالات کي کوئي سند بيان نہ کيجاوے تو يہہ تصور کرنا چاهيئي کہ وہ تاريخ فرشتہ سے ليئے گئے جسميں هر بادشاه کي تاريخ الگ الگ مذکور هے — جلد ٢ و ٣ کرنيل برگز صاحب کا ترجمہ تاريخ فرشتہ کا

‡ علاءالدين اس حسن کا لقب تها مگر همنے اُس کا اصلي نام اس غرض سے درج کتاب کيا کہ وہ اُس نام کے اور بادشاهوں سے ممتاز هو رهے

لڑائیاں مدت تک جاري رهیں مگر هندو مسلمانوں کي سرحدوں میں کوئي بڑي تبدیل اُن سے واقع نہوئي چنانچہ اوڑیسہ اور تلنگانہ کے راجے سنہ ۱۴۶۱ ع مطابق سنہ ۸۶۵ هجري میں بیدر کے دروازوں تک چلے آئے جو اُس زمانہ میں بهمني خاندان کا دارالحکومت تها مگر مسلمان آخر کار اونپر غالب آئے یہاں تک کہ دریاے کشنا اور تمبادرد کے درمیان کے بہت سے ملکوں پر قابض و متصرف هوئے اور سنہ ۱۴۲۱ میں احمد شاہ بهمني نے ورنگل پر پورا پورا قبضہ کیا اور تلنگانہ کے راجہ کو اُس کي پراني دارالحکومت کے چھوڑ نے پر دبایا ٭

محمد شاہ بن همایون شاہ کے عهد سلطنت سنہ ۱۴۷۲ ع مطابق سنہ ۸۷۶ هجري میں جو بهمني بادشاهوں کا پچهلا بادشاہ اور بادشاهي اختیاروں کو پورا پورا برتتا تها اوڑیسہ والے راجہ کے رشتہ دار انبر راے نے محمد شاہ مذکورالصدر سے اوڑیسہ کے استحقاق حکومت کے مقدمہ میں اعانت چاهي اور اعانت کي عوض اور فتحیابي کي صورت میں راجمہندري اور کونڈا پلي کے پرگنوں کو جو دریاے کشنا اور گوداوري کے دهانوں پر واقع تهے دینا ٹهرایا محمد شاہ نے درخواست اُس کي قبول کي اور اُس جهوٹے دعوي دار کي امداد و اعانت کي غرض سے تهوڑي سي فوج اپني بهیجي چنانچہ انبر راے کو قبضہ دلایا گیا اور اضلاع موعودہ مسلمانوں کے قبضہ میں آئے اور جب کہ بعد اُس کے سنہ ۱۴۷۷ ع مطابق سنہ ۸۸۲ هجري میں انبر راے نے اضلاع مذکورہ پر قبضہ کرنا چاها تو محمد شاہ آپ اُس کے ملک پر چڑہ کر گیا غرض کہ اُسکو مطیع اپنا بنایا اور راجمہندري کونڈاپلي کے نظم و نسق سے فراغت پاکر مغرب کیجانب سمندر کے کنارے کنارے کوچ کیا اور ماسولي پاٹن کو فتح کر کے اپني قلمرو میں داخل کیا اور مشهور بندر کانجي یا کانچي ورم تک جو مندراس کے متصل واقع هی مارتا چلا گیا اور مشهور مندر کو لوٹ کهسوٹ کر خاک سیاہ کیا ٭

هندوستان کے بحر مقابل پر بهي یهہ بادشاہ ایسا کامیاب هوا کہ اُسکے وزیر نے کنکان پر قبضہ کیا جو گهاٹوں اور سمندر کے خط مغربي کے درمیان میں تپتي سے لیکر گوا تک واقع هے بهمني بادشاهوں نے چالیس برس سے زیادہ مذکورالصدر فتح میں صرف کئے اور اسي لڑائي اور جدال کي قلمرو میں بہت سے نقصان اوٹهائے مگر باوصف اس کے پورا پورا مغلوب نکرسکے ٭

بهمني بادشاہ اکثر وقتوں میں خاندیس اور مالوہ والے بادشاهوں سے برار کي سرحدوں پر لڑتے جهگڑتے رهے چنانچہ ایک موقع پر سنہ ۱۴۶۱ اور سنہ ۶۲ ع میں مالوہ کا بادشاہ بیدر تک گهستا چلا آیا جو اُس زمانہ میں بهمني بادشاهوں کا دارالسلطنت تها مگر تقدیر نے یاوري کي کہ گجرات والوں کي کمک پهونچ گئي اگر وہ کمک نہ پهونچتي تو بیدر فتح هو جاتا ٭

ہے بیٹھی تھی غرض کہ اُس نے اُس مذہب کو اپنی سلطنت کا طریقہ ٹھہرایا یعنے اُسی مذہب کی تائید و حمایت کرتا تھا اور ایسی ناشایستہ حرکت سے جسکی مثال اقلیم ہندوستان میں پائی نہیں جاتی اپنی ساری رعایا میں ناراضی پھیلائی اور سارے مسلمان بادشاہوں کو اپنے خلاف و مقابلہ پر متفق کیا مگر بڑی دلیری دلاوری سے متفق بادشاہوں کے مقابلہ میں جما رہا اور اُن کے اتفاق کے توڑنے میں بڑی کوشش اور دانشمندی ظاہر کی مگر جب تک کہ اُن انوکھی باتوں سے کنارہ کش نہوا جن کو اُس نے دین و مذہب میں ایجاد کیا تھا تو یہہ بات اُسکو حاصل نہوئی کہ وہ سارے مخالفوں کو آپ سے راضی کرسکے *

یوسف عادل شاہ کے مرنے پر اسماعیل اُسکا بیٹا جانشین اُسکا ہوا مگر صغر سنی کے باعث سے سلطنت کا کام کاج اُس کے وزیر کمال خاں دکنی کے قبضۂ قدرت میں رہا جس نے غصب ریاست کی طرح ڈالی تھی اور اسی نظر سے سنی مسلمانوں کی سرداری اختیار کی تھی اور ایرانیوں کو شکستہ خاطر کرکے موقوف کیا تھا مگر نصیبوں سے تدبیر اُس کی راس نہ آئی اور وہ نوجوان بادشاہ غالی شیعہ بن گیا اور فوج کو غیر ملکی یعنے ایرانی لوگوں سے قایم کیا اور ہندوستانیوں میں سے سوائے راجپوت اور پٹھانوں کے ملازم نہ رکھا † جو اُس کے ملک میں نہ بستے تھے اور بیگانہ ملک والوں کے رنگ ڈھنگ اختیار کیئے اور فارسی ترکی زبانوں کو ہمیشہ برتاؤ میں میں لیا اور دکنی زبان پر ترجیح اُنکو دی ‡ *

جبکہ عادل شاہ تیسرا بادشاہ چند مہینے سلطنت کرکے مرگیا تو ابراہیم اُسکا بیٹا اُسکی گدی پر بیٹھا اور نہایت متعصب سنی ہوا چنانچہ اُس نے تمام ایرانیوں کو موقوف کیا مگر جبکہ بعد اُسکے اُسکا بیٹا علی عادلشاہ اُسکی جگہہ جانشین ہوا تو اُسنے دادا کے مذہب کو اوپلا اور غالی شیعوں کا طور و طرز اختیار کیا اور ایرانیوں کو دوبارہ ملازم رکھا اور ابراہیم عادلشاہ ثانی اُسکے بیٹے کی صغر سنی میں سنی شیعوں میں قصہ برپا ہوا جسمیں سنی غالب آئے *

مذکور الصدر انقلاب کی نسبت بڑی تبدیلی یہہ ہوئی کہ مرہٹوں کو سرفرازی حاصل ہوئی جنکی اصل و حقیقت یہہ تھی کہ احمدنگر اور بیجاپور والے بادشاہوں کے

---

† اگرچہ ہندوستانی لوگ افغان کے معنوں میں پٹھان کے لفظ کو استعمال کرتے ہیں مگر عموماً افغانوں کی اولاد میں بولا جاتا ہے جو ہندوستان میں پیدا ہووے

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد دو صفحہ ۱۷۲ اِس صفحہ کے دیکھنے سے دریافت ہوتا ہے کہ دکنی بولی جو ہندی زبان کی ایک شاخ ہے سولہویں صدی کے شروع میں دکن کے مسلمانوں کی معمولی زبان تھی

پھر اُسکو اُسنے قتل کیا بعد اُسکے اسماعیل شاہ اُسکے بیٹے کے قبضہ سے دور خارج ھوا †
مگر جبکہ بعد اُسکے سنہ ۱۵۷۰ع میں بیجاپور اور احمد نگر والے بادشاھوں نے
مقام گویا اور چول میں پرتگال والوں پر یکدم حملہ کیا اور دونو پسپا کیئے گئے تو
صاف اُس سے واضح ھی کہ وہ اپنے منشائوں کے خوف و ھیبت سے اور سھمگین خورے
و خصلت سے ناواقف نہوئنگے ‡ *

بیجاپور اسمدنگر کے بادشاھوں کا اتفاق اور تالي کرنہ کي بڑي لڑائي اکبر شاھنشاہ
کي تخت نشیني کے پیچھے واقع ھوئي اور جبکہ اکبر نے دکن کے کاموں میں دستاندازي
شروع کي تو ابراھیم شاہ ثاني بالغ ھوچکا تھا اور احمد نگر کے ملکي قضیے تضایوں
میں سنہ ۱۵۹۵ع مطابق سنہ ۱۰۰۳ ھجري میں بڑي گرمجوشي سے مصروف و
آمادہ تھا *

نظام شاھي خاندان کا بیان جس کي بنیاد احمد نو مسلم نے ڈالي

۱ احمد شاہ سنہ ۱۴۹۰ع مطابق سنہ ۸۹۶ ھجري
۲ برھان شاہ بن احمد شاہ سنہ ۱۵۰۸ع مطابق سنہ ۹۱۴
۳ حسین شاہ بن برھان شاہ سنہ ۱۵۵۳ع مطابق ۹۶۱
۴ مرتضی نظام شاہ سنہ ۱۵۶۵ع مطابق سنہ ۹۷۲
۵ میران حسین شاہ سنہ ۱۵۸۸ع مطابق سنہ ۹۹۶
۶ اسماعیل شاہ بن برھان شاہ سنہ ۱۵۸۸ع مطابق سنہ ۹۹۷
۷ برھان شاہ ثاني سنہ ۱۵۹۰ع مطابق سنہ ۹۹۹
۸ ابراھیم نظام شاہ سنہ ۱۵۹۴ مطابق سنہ ۱۰۰۳
۹ احمد شاہ ثاني بن شاہ طاھر سنہ ۱۵۹۴ مطابق سنہ ۱۰۰۳
۱۰ بہادر شاہ بن ابراھیم نظام شاہ سنہ ۱۵۹۵ مطابق سنہ ۱۰۰۴

نظام شاھي خاندان کا باني احمد کا باپ بیجاپور کا ایک برھمن تھا جو گرفتار
ھوکر غلاموں کي مانند ایک بہمني بادشاہ کے ھاتوں بکا تھا اور مسلمان بھي ھوگیا تھا
یہانتک کہ اُس حکومت میں اول درجہ کو پھونچا اور اُسکے صاحبزادہ بلند اقبال نے

---

† یہہ دوسرا مرتبہ تھا کہ سنہ ۱۵۱۰ ع میں البکرکیو پرتگال والے نے مقام
گویا کو چھینا تھا

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۳۳ اور گرینٹ ڈف
صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحہ ۷۷

پڑھایا مگر اِس کامیابی سے پہلے یہہ ذلت نظام شاہی خاندان کے بادشاہ کو نصیب ہوچکی تھی کہ بہادر شاہ گجراتی نے اُس کو اُسی کی دارالریاست میں محصور اور اپنی فتح و فوقیت کے تسلیم اور نہایت نیازمندانہ اطاعت پر مجبور کیا تھا † اور نیز اِس سے بڑی ذلت اُس کے جانشین کی بھی متوجہ بیٹھی تھی جس کو رام راجا بیجانگر والے نے جو اُس زمانہ میں بیجاپور کی ریاست سے موافق ہوگیا تھا سنہ ۱۵۳۰ مطابق سنہ ۹۳۷ ھجری میں بمقام احمدنگر گھیر گھار کر ایسی ملاقات کرنے میں دبایا اور چاہا تھا جس میں اُس کے کمتر ہونیکی شرطیں قرار دی گئی تھیں *

اسی شیخی اور فخر کی بدولت جو رام راجا نے خاص اِس موقع پر اور علاوہ اُس کے اور موقعوں پر ظاہر کیا سنہ ۱۵٦۵ ع مطابق سنہ ۹۷۲ ھجری میں سارے مسلمان اُس کے مخالف ہوگئے جس کا نتیجہ بیان ہوچکا ایک موقع کے لحاظ و حیثیت سے کو وہ موقع احمد نگر کے حق میں مفید و نافع نہ تھا احمد نگر کی زور و قوت اور سپاہ و حشمت کا تصور آتا ہے اِس لیئے کہ بیان کیا گیا کہ ایک بار احمدنگر کے بادشاہ نے عادل شاہ پر فوج کشی کی تھی جس میں چھہ سو توپیں مخالفوں کے ہاتھہ آئیں اگرچہ بہت سی اُن میں سے چھوٹی چھوٹی ہونگی مگر ایک برنجی توپ ایسی تھی کہ دنیا میں از روے قد و قامت کے جواب اُس کا پایا نہیں جاتا تھا اور اب بھی بیجاپور میں موجود ہی ‡ *

فرشتہ والے نے بیان کیا کہ اِس خاندان کے عہد دولت میں بخلاف معمول ایشیا والوں کے نہایت خفیف نزاعوں پر کشتیاں ہوتی تھیں اور منجملہ فریقین کے جو شخص اُس سے اِنکار کرتا تھا وہ نہایت ذلیل و بے عزت سمجھا جاتا تھا اور جب کشتی میں کچھہ مکر و فریب نہوتا تھا تو فریقین میں سے ایک کے مرجانے سے دوسرے پر کسی قسم کا الزام جرم عاید نہوتا تھا فرشتہ والے نے بھی اِسی قسم کی کشتی اپنی آنکھوں سے دیکھی چنانچہ وہ بیان کرتا ہی کہ ہر طرف تین تین آدمی کھڑے تھے اور منجملہ اُن کے پانچ آدمی دربار کی عزت اور سفید داڑھی والے تھے

---

† اِس موقع پر بہادر شاہ نے اپنی بڑائی کو اِس طرح جتایا کہ اُس نے نظام شاہی بادشاہ سے اپنی خاص گجراتی زبان میں گفتگو کی مگر نظام شاہی بادشاہ نے جواب اُس کا فارسی میں دیا جسکو دونوں سمجھتے تھے ۱۲

‡ اِس توپ کی مہری کا قطر ۲ فٹ ۸ انچھہ ہی اور اُس مہری کی اندرونی جانب کا قطر دو فٹ چار انچھہ ہی یعنی اِس قطر کا گولہ اُس میں بھرا جاتا ہی اور طول اُس کا صرف ۱۵ فٹ ہے اور وزن اُس کا ایک ہزار ایکسو بیس من ہی

کے ٹکڑے اور جنوب مغربی اضلاع بیجانگر کی ریاست کے حصے تھے مگر اُس کے ملک مفتوحہ کا بڑا حصہ خاندان ورنگل اور تلنگانہ کے اور راجاؤں کی ریاستوں کے بقیات سے حاصل ہوا تھا قطب قلی شاہ نے بمقام کونڈاپلی ایک بڑی فتح اُن سارے راجاؤں پر حاصل کی تھی جو باہم متفق ہوئے تھے اور اوڑیسہ کا راجہ بھی شریک اُن کا تھا اور بعد اُس کے اگرچہ بیجانگر کے راجہ نے اپنے دین و مذہب کی تائید و اعانت میں بڑی جد و جہد اُٹھائی مگر ورنگل کی حکومت پھر بحال نہوئی اور مسلمانوں کی قوت کو حدود مذکورہ میں کسی قسم کا ضعف عارض نہوا *

سلطان قلی کے ساز و سامان جنگ میں جو ہندوؤں کے مقابلہ پر اُس کی سعی و ہمت سے درست کیئے جاتے تھے گاہ گاہ اپنے قرب و جوار کے مسلمان بھائی بادشاہوں کے حملوں دھاوں سے اور خصوص اسماعیل عادلشاہ کی یورش سے خلل آتا تھا مگر باقی بادشاہوں کی نسبت یہہ بادشاہ دکن کے بادشاہوں کی لڑائیوں میں بہت کم شریک ہوا *

جب کہ سلطان قلی نوے برس کو پہونچا تو اُس کے بیٹے جمشید قلی نے اُسکو قتل کیا اور اُس کی جگہہ تخت پر بیٹھا اور سات برس سلطنت کرکے مرگیا بعد اُس کے ایک صغیر سن بادشاہ ہوا اور کل چند مہینے بادشاہ رہا مگر چوتھا بادشاہ ابراہیم شاہ تیس برس تک فرمانروائی کرتا رہا اور جو بڑے بڑے واقعات اِس خاندان میں واقع ہوئے اِسی بادشاہ کے عہد حکومت میں اکثر وقوع میں آئے *

ابراہیم شاہ کا وزیر ایک ہندو جگدیو نامی تھا اور اکثر اُس کی پیادوں کی فوج اور سارے قلعہ بند سپاہیوں کا بڑا حصہ ہندو تلنگوں سے مرکب تھا یہہ جگدیو اپنے آقائے نامدار سے ناراض ہوکر برار کو چلا گیا اور وہاں جاکر ایک بڑی فوج کا حاکم ہوگیا بعد اُس کے بیجانگر والے رام راجہ کی ملازمت میں داخل ہوا جبکہ اس راجہ کے رعب و داب کی بدولت علی عادلشاہ اور علی برید شاہ اور خود راجہ باہم متفق ہوئے تو جگدیو اِن شریکوں کے سہارے بھروسہ پر ابراہیم شاہ کی قلمرو کے ایک بڑے حصہ کو دبا سکا اور خود اُس کو اُس کی دارلریاست میں محصور کرسکا مگر باہم آشتی ہوگئی اور امن و آمان کی صورت قایم رہی بعد اُس کے ابراہیم شاہ اُس عام اتفاق میں شریک و شامل ہوا جو رام راجا بیجانگر والے کے خلاف و مقابلہ پر منعقد ہوا تھا *

قطب شاہی خاندان کے بادشاہ اور مسلمان بادشاہوں کے جنگ و جدال اور سلوک و اتفاق میں شریک و شامل ہوئے اور عموماً اُن کو احمد نگر کے بادشاہونکے معاملہ میں گنتے ہیں مگر اُن خلافوں اور سلوکوں سے قطب شاہی خاندان والوں

برہان عماد اپني صغر سني کے زمانہ میں غالباً سنہ ۱۵٦۰ ع میں تخت نشین ہوا مگر تفال خاں اُس کے وزیر نے اُس کي حکومت کو غصب کیا چنانچہ سنہ ۱۵۷۲ع مطابق سنہ ۹۸۰ ہجري میں وہ ریاست احمد نگر کي سلطنت میں شامل ہوگئي *

برید شاهي بیدر والی خاندان کا بیان جسکو قاسم برید نے بنا کیا

۱ قاسم برید سنہ ۱۴۹۸ ع مطابق سنہ ۹۰۴ ہجري
۲ امیر برید سنہ ۱۵۰۴ ع مطابق سنہ ۹۱۰ ہجري
۳ علي برید سنہ ۱۵۳۹ ع مطابق سنہ ۹۴۵ ہجري
۴ ابراهیم برید سنہ ۱۵٦۲ ع مطابق سنہ ۹۹۰ ہجري
۵ قاسم ثاني سنہ ۱۵٦۹ ع مطابق سنہ ۹۹۷ ہجري
٦ مرزا علي سنہ ۱۵۷۲ ع مطابق سنہ ۱۰۰۰ ہجري

برید بادشاهوں نے بہمني خاندان والے بادشاهوں کے وزیر وقایم مقام ہونے سے اگرچہ پہلے پہلے قدر و منزلت حاصل کي تهي مگر قاسم برید کي زندگي سے آگے وہ دهوکہ نچل سکا چنانچہ اُس نے اور اُس کے جانشین امیر برید نے بادشاهي کا خطاب اختیار کیا اور ملک اُس کا تهوڑا تها اور باوصف اُس کے حدود اُس کي بیطور و طرح واقع ہوئي تهیں اور بخوبي متعین نہ تهیں اور اُن کے نیست و نابود ہونے کا زمانہ بهي محقق و ثابت نہیں *

جس زمانہ میں کہ فرشتہ والے نے اپني تاریخ کا حصہ سنہ ۱٦۰۹ ع مطابق سنہ ۱۰۱۸ ہجري کي بابت پورا کیا تها اُسي زمانہ میں امیر برید ثاني اپني قلمرو میں حکومت کرتا تها *

گجرات کے بادشاهوں کا بیان

۱ مظفر شاہ سنہ ۱۳۹٦ ع مطابق سنہ ۷۹۹ ہجري
۲ احمد شاہ سنہ ۱۴۱۲ ع مطابق سنہ ۸۱۵ ہجري
۳ محمد شاہ سنہ ۱۴۴۳ ع مطابق سنہ ۸۴۷ ہجري
۴ قطب شاہ سنہ ۱۴۵۱ ع مطابق سنہ ۸۵۵ ہجري
۵ داؤد شاہ بادشاہ یک هفتہ
٦ محمود شاہ بیگرہ سنہ ۱۴۵۹ ع مطابق سنہ ۸٦۳ ہجري
۷ مظفر شاہ ثاني سنہ ۱۵۱۱ ع مطابق سنہ ۹۱۷ ہجري
۸ سکندر شاہ سنہ ۱۵۲٦ ع مطابق سنہ ۹۳۲ ہجري

سے موافق ہوجاتا تھا اور جو لوگ اُسکي قلمرو سے بھاگ کر آتے تھے وہ پناہ اُنکو دیتا تھا اور باقي پہاڑي اور جنگلي اضلاع اوس کے بھیلوں اور کولیوں کے قبض تابر میں تھے جن میں بعض بعض راجپوت راجاؤں نے جو مرواڑ والوں سے اکثر ناتا رشتہ رکھتے تھے چھوٹي چھوٹي ریاستیں قایم کي تھیں † *

اِس جزیرہ نما میں نو یا دس ہندو قومیں بستي رستي تھیں جن میں سے بہت سي قومیں مختلف مختلف زمانوں میں کئي سو برس پہلے کچھہ اور سندہ سے اُٹھکر وہاں آئي تھیں اور غالب یہہ ھی کہ وہ قومیں گجرات کے بادشاہ کو خراج تو دیتي تھیں مگر مطیع و محکوم اُس کي نہ تھیں *

مغلوں کے دخل و تسلط کے زمانہ میں یہہ جنوبي ریاستیں موجود تھیں اور چند سال کے اندر اندر خرد مختاري کے قریب ایسي ھوگئي تھیں جیسي کہ شاھان گجرات کے زمانہ میں تھیں غرض کہ گجرات کے بادشاھوں کا اصلي ملک مقبوضہ صرف وہ میدان تھا جو پہاڑوں اور سمندر کے در میان میں واقع ھی بلکہ منجملہ اُس کے شرقي حصہ ایک خرد مختار راجہ کے قبض و تصرف میں تھا جو چاپانیر کے پہاڑي قلعہ کا حاکم تھا علاوہ اُسکے گجرات کا خطہ سمندر کے کنارے کنارے جنوب مشرق تک اسقدر پھیلا پڑا تھا کہ سورتھہ کا شہر اور اُس کے آگے کچھہ کا ملک اُسمیں داخل تھا *

غرض کہ گجرات کے بادشاھوں نے ان تھوڑے ذریعوں کي بدولت ایسا بڑا نام پیدا کیا جیسا کہ بہمني خاندان والے بادشاھوں کے سوا دکن کے چھوٹے بادشاھونمیں سے کسي بادشاہ نے نام اپنا روشن کیا *

مظفر شاہ گجراتي کا بیان

سلطان فیروز تغلق کے عہد سلطنت میں نظام مفرح فرحت الملک گجرات کا حاکم مقرر ھوا تھا مگر جبکہ اُسنے گجرات کے مسلمانوں کو ناراض کیا اور دلي کے دربار کو ہندوؤں کے ساتھہ اچھے معاملے برتنے اور اُنکے دین و مذھب کي رسموں کو رواج و رونق دینے سے شک ھیہہ میں ڈالا تو محمد شاہ تغلق نے اُسکو معزول کیا اور مظفر خاں کو بجاے اُس کے معزز فرمایا فرحت الملک نے دس بارہ ھزار ھندوؤں سے مظفرخاں کا مقابلہ کیا مگر سنہ ۷۹۱ ھجري مطابق سنہ ۱۳۹۱ ع میں شکست فاحش کھائي اور مظفرخاں گجرات پر قابض ھوا ‡ یہہ مظفرخاں ذات کا راجپوت تھا اور باپ اُسکا دلي کے دربار میں چھوٹے درجہ سے بڑے درجہ کو پہونچا تھا اور خرد مظفر خاں نے مسلمان امیرزادوں کي طرح تعلیم و تربیت پائي تھي اور معلوم ھوتا ھی کہ ہندوؤں سے دشمني برتنے میں بڑا مقصود اُس کا یہہ تھا کہ اُس کي اصل و حقیقت

---

† منجملہ اُنکے ڈونگر پور اور بھانس واڑہ وغیرہ آجتک قایم ھیں

‡ برڈ صاحب کي تاریخ گجرات صفحہ ۱۸۱

برخلاف اُس کے احمد شاہ کے ہندو مسلمان مخالفوں سے موافقت پیدا کی اور سنہ ۱۴۲۲ ع مطابق سنہ ۸۲۵ ہجری میں اضلاع گجرات کے سرکش راجاؤں سے متفق ہوگیا اور دو مرتبہ گجرات کی دارالسلطنت تک پہونچا مگر کوئی کام اُس نے پورا اور کوئی بڑا فائدہ حاصل نکیا *

احمد شاہ نے ایدر اور جہالور اور جزیرہ‌نماے گجرات پر معمولی مہمیں کیں اور خاندیس سے دو لڑائیاں لڑا چنانچہ ایک موقع پر ناگور واقع شمال مارواڑ تک پہونچا جہاں اُس کا چچا سید خضر حاکم دلی سے باغی ہوکر بیٹھا تھا مگر سنہ ۱۴۱۶ع مطابق سنہ ۸۱۹ ہجری میں سید خضر کے آگے بڑھنے سے پچھلے پیروں لوٹنے پر مجبور ہوا اور مقام جہالور تک تعاقب اُس کا کیا گیا † *

احمد شاہ کو ایک اور دشمن سے پاینوجھہ لڑنا پڑا کہ دکن کے بہمنی پادشاہ نے کنکان کے دبانے کے ارادہ سے بمبئی اور سلہٹ کے جزیروں پر سنہ ۱۴۲۹ ع مطابق سنہ ۸۳۳ ہجری میں قبض و تصرف کیا ‡ *

یہہ بات دریافت نہیں ہوتی کہ مقامات مذکورۂ بالا پادشاہ گجرات کے قبض و تصرف میں کسطرح آئے تھے ہاں یہہ بات سمجھہ میں آسکتی ہی کہ وہ ملک اُسکے متفرق ملکوں میں سے تھے اسلیئے کہ گجرات کے بادشاہوں نے اُن کے دوبار حاصل کرنیکی غرض سے براہ سمندر مہمیں کیں غرض کہ بہمنی بادشاہ اُن جزیروںسے نکالا گیا مگر بادشاہ کا مخالف بنارہا اور نئی مرتبہ خاندیس کے بادشاہ کا اُن لڑائیوں میں شریک و شامل ہوا جو احمدشاہ کے مقابلہ پر واقع ہوئی تھیں احمدشاہ ایسا منتظم تھا نہ باوصف اِن شور و فسادوں کے اُس نے گجرات کے اندرونی انتظاموں کو ٹھیک ٹھاک رکھا تھا اور مختلف مقاموں میں اِسغرض سے قلعے بنوائے تھے کہ باغی لوگوں کے شر و آفت سے محفوظ رہے اور ایدر کے راجہ کی لاگ پر احمد نگر کا شہر بسایا جسکی فصیلیں تھرس اور چوڑی چکلی اجتک موجود ہیں علاوہ اسکے احمد آباد کو آباد کیا جو اُس زمانہ میں بڑا دارالسلطنت تھا اور اب بھی آبادیکی فرط و کثرت اور عمارت کی شان و شوکت سے ہندوستان کے بڑے شہروں میں گنا جاتا ہے § *

---

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۵۰۹ و جلد چار صفحہ ۱۸ اور برڈ صاحب کی تاریخ گجرات صفحہ ۱۸۹

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد دو صفحہ ۴۱۳ اس کتاب کی جلد چار صفحہ ۲۷ میں واقعات مذکورہ کا سلسلہ مختلف طرح پر مندرج ہے

§ کہتے ہیں کہ احمد شاہ نے یہہ طریقہ جاری کیا تھا کہ ہر سپاہی کو سالانہ تنخواہ کے نصف کی بابت اراضی عنایت کی تھی اور اس سے پہلے نقد تنخواہ منقسم ہوتی تھی گجرات کے مورخ نے اس تدبیر کو معقول بتایا مگر یہہ طریقہ سپاہی کے قواعد تعلیم اور قوانین آسایش کے لیئے مضر تہا — برڈ صاحب کی تاریخ

اپنے امیروں کے شرر فسادوں کے دبانے مٹانے سے بہت جلد اپنے زور وقوت کو جتایا اور آغاز عہد سلطنت میں بہمني خاندان کے ایک پادشاہ کي امداد و اعانت کے لیئے جو پہلے وقتوں میں اُسکے گھرانے کا بد خواہ و مخالف تھا سنہ ۱۴۶۲ مطابق سنہ ۸۶۶ میں جب چڑھائي کي کہ مالوہ کے پادشاہ نے اُس پادشاہ کو محصور کرکے نہایت مجبور و مقہور کیا تھا *

جبکہ اُسکي قلمرو پر کچھہ والوں کیجانب سے دست درازیاں هونے لگیں اور بڑي بڑي دقتیں پیش آئیں تو وہ ریگستان رن کچھہ سے گذرا اور خود کچھہ کو پامال کیا اور اٹک تک لشکر کو لیگیا اور اُسکے کنارے پر بلوچوں کو مغلوب کیا منجملہ اُسکي بڑي یورشوں کے گرنار یعني جوناگڈہ اور جاپانیر کي یورشیں گني جاتي هیں جزیرہ نماے گجرات کي جنوبي جانب میں گرنار ایک ایسی پہاڑ پر واقع ہے جو استحکام وتقدس کي جہت سے بہت مشہور ومعروف هے اُن دونو یورشونمیں بہت سے برس صرف هوئے † اور راجپوتوں کي معمولي دلاوري اور مسلمانوں کے غیر معمولي تعصب وهاں ظاهر هوئے گرنار کا راجہ قبول اسلام پر مجبور هوا اور جاپانیر کا راجہ اپنے تعصب مذهب کي جہت سے مارا گیا علاوہ اُسکے خاص قلمرو کے هنگاموں کو دور کیا اور ایدر کي ریاست سے محصول لیا اور سنہ ۱۵۰۷ع مطابق سنہ ۹۱۳ هجري میں خاندیس کي یورش پر اسیرگڈہ تک بڑہ گیا اور سنہ ۱۴۹۹ مطابق سنہ ۹۰۵ میں ایک پہلے موقع پر یہہ کام اُس نے کیا کہ احمد نگر کے پادشاہ کا محاصرہ دولت آباد کے حوالي سے اوٹھایا مگر بحرے مہموں کي تعداد کي بدولت پہلے مسلمان بادشاهوں سے سبقت لیگیا چنانچہ اُس نے سنہ ۱۴۸۲ مطابق سنہ ۸۳۷ میں جگت اور بیت کے جزیروں کو فتح کیا جو دریائي قزاقوں کے ایسے ٹھکانے تھے جیسے کہ آج تک پائے جاتے هیں اور خلیج کمبوجا سے وہ بھاري جہاز روانہ کیئے جو توپوں سے اراستہ تھے اور اُنہوں نے بلسار کے قزاقوں کو بحري لڑائي میں شکست فاحش دیکر پراگندہ کیا اور جس زمانہ میں کہ بہمني خاندان والوںکا ایک باغي سردار بمبئي پر قابض متصرف تھا بحري فوج اپني اُسپر روانہ کي مگر اِس موقع پر سنہ ۱۴۹۴ مطابق سنہ ۹۰۰ میں بیڑہ اُسکا طوفان کے صدموں سے تباہ هوا اور شاہ دکن کي امداد واعانت سے بمبئي اُسکو دوبارہ حاصل هوئي *

بعد اُس کے بحري مہموں میں اپنے ممتاز کرنیکا بڑا موقع اُسکو هاتھہ آیا چنانچہ بیان اُسکا یہہ ہے کہ مصر کے مملوک پادشاہ نے بحر احمر میں بارہ جہاز اِس

---

† سنہ ۱۴۶۸ع مطابق سنہ ۸۷۳ هجري سے لغایت سنہ ۱۴۷۰ مطابق سنہ ۸۷۵ هجري تک گرنار پر هر برس دهاوا هوتا رها اور سنہ ۱۴۸۳ع مطابق سنہ ۸۸۸ تک جاپانیر فتح نهوا

جب کہ مدنی رائے سردار نے جسکو والي مالوہ محمود شاہ نے انصرام اپنے کار بار کا تفویض کیا تھا محمود شاہ کو حکومت سے خارج کیا تو وہ گجرات کو بھاگا گیا اور مظفر شاہ کا دامن پکڑا مظفر شاہ نے اُس کي دستگيري کي کہ وہ خود مالوہ پر چڑھا اور دارالسلطنت پر قبضہ کیا اور راجہ سنگا کو جو هندوؤں کي کمک پر آیا تھا پچھلے پیروں لوٹنے پر مجبور کیا فرخندہ محمود شاہ کو اُسکي حکومت پر بحال کرکے کسي قسم کا معاوضہ اُس سے نہ لیا اور صحیح سلامت گجرات کو واپس آیا مگر بعد اُسکے تھوڑي مدت گذرنے پر سنہ ۱۵۱۹ء مطابق سنہ ۹۲۴ ھجري میں راجہ سنگا بڑے زور شور سے لوٹ کر آیا اور محمود شاہ کو پکڑا جکڑا مگر بڑي فیاضي سے چھوڑا اور معزز شرطوں پرآشتي کي اب راجہ سنگا مظفر شاہ ثاني سے یوں انتقام لے سکا کہ ایدر کے راجہ کي مدد کو گیا اور گجرات کو احمدآباد تک لوٹا *

بعد اُسکے مظفر شاہ نے اگلے سال ایک فوج ایاز سلطاني کے زیر حکومت کرکے راجہ سنگا پر روانہ کي اور بخوبي انتقام اُس سے لیا چنانچہ ایاز سلطاني نے اُسکو مندسور میں محصور کیا اور جب کہ مالوہ کا بادشاہ فوج گجرات کي اعانت کو پھونچا تو ایاز سلطاني راجہ سنگا کو آشتي کي شرطیں عنایت کرچکا تھا اگرچہ مالوہ کے بادشاہ نے اپني امداد و اعانت سے فائدہ اُٹھانے پر ایاز سلطاني کو بہت کچھہ آمادہ کیا مگر ایاز اپني بات پر جما رھا اور اُس بادشاہ کي لعنت ملامت کے خلاف پر فوج اپني لیکر چلا گیا *

مظفر شاہ ثاني سنہ ۱۵۲۶ ع مطابق سنہ ۹۳۲ ھجري میں چودہ برس کي حکومت کرکے مر گیا *

جب کہ سکندر شاہ اور محمود شاہ ثاني مظفر شاہ ثاني کے دو بیٹے اور جانشین اُس کے بہت جلد نیست و نابود ھوگئے تو بھادر شاہ گجراتي اس کے تیسرے بیٹے کو تخت سلطنت کا ھاتھہ آیا اگرچہ یہہ تیسرا بیٹا تھا مگر معلوم ھوتا ھی کہ وہ ھمیشہ باپ کا وارث غالب سمجھا جاتا تھا مگر کسي بات پر باپ سے خفا ھوکر دلي کو آیا تھا جہاں سلطان ابراھیم کي خدمت میں بابر کے دھاوے تک متوسل رھا اور جب تک وہ دلي میں سکونت پذیر رھا تب تک باپ کے تخت سے محروم رھا مگر جب کہ ایک بھائي اُس کا دغا سے مارا اور دوسرا بھائي تخت سے اُتارا گیا تو وہ تخت نشین ھوا اور باوجود اسکے بھي ایک بھائي سے مقابلہ باقي رھا تھا جسکي اعانت پر راجہ سنگا اور چند اور هندو راجاؤں نے کمر باندھي تھي اور جب کہ یہہ دعوي دار بھي لڑائي میں کام آیا تو یھي دعویدار باقي رہ گیا *

اول تدبیر اُس کي یہہ تھي کہ ایدر اور پاس پاس کے راجاؤں کو مطیع و محکوم اپنا بنایا اور بعد اُس کے خاندیس کے بادشاہ اُس کے بھتیجی نے اپنے اور بادشاہ

غرضکہ بہادر شاہ کو جو مقابلہ اسطرح پیش آیا اُسکے پس پا کرنے اور اُسپر غالب آنے میں بہت سا عرصہ صرف ہوا اگر راجہ رتن سنگھہ جیتا جاگتا رہتا اور بکرماجیت اُسکا بیٹا جانشین اُسکا نہوتا جسکے عہد حکومت میں چتورگڈھ کی قوت نہایت کمزور ہوگئی تھی تو اُسمقابلہ کے پس پا کرنے میں ہرگز کامیاب نہوتا *

جبکہ بہادر شاہ اس مہم میں مصروف و آمادہ تھا تو پرتگال والوں کی بڑی بھاری فوج نے مقام دایو پر دھاوا کیا تھا مگر حصار دایو کے محافظوں نے وہ بڑا کام کیا کہ ماہ فروری سنہ ۱۵۳۱ ع میں وہ حملہ پسپا کیا گیا *

پرتگال والوں کے مقابلہ میں ضروری تدبیروں کو برت برتا کر چتور گڈہ پر دوبارہ دھاوا کیا اور اب میواڑ کے راجاؤں کی قوت ایسی کمزور ہوگئی تھی کہ بہادر شاہ نے لڑائی کا کام کاج اُسکی دارالسلطنت یعنی چتور گڈہ کے محاصرہ سے شروع کیا اور سنہ ۱۵۳۲ ع مطابق سنہ ۹۰۸ ہجری میں تین مہینے گذرنے پر چتور گڈہ کے راجہ کو بہت سے خراج دینے کے بعد امن و امان کے خرید کرنے پر مجبور کیا † اور اسی زمانہ کے قریب اوس نے ہمایوں سے لڑائی باندھی جسکا انجام اوپر مذکور ہوگیا اور مقام دایو میں پرتگال والوں سے خط کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور ساری عنایتوں کے علاوہ کارخانہ بنانے کی بھی اُنکو اجازت فرمائی اور پرتگال والوں نے اس عنایت کے معاوضہ میں پانسو یورپ والے سپاہی اس غرض سے نذر اوسکی کیئے کہ وہ اپنی سلطنت کے دوبارہ قبض و تصرف حاصلکرنے میں کام اونسے لیوے اور جبکہ مغلوں کے لوٹ جانے کے بعد اوسنے گجرات پر قبضہ کیا تو مقام دایو پر دوبارہ متوجہہ ہوا جہاں پرتگال والے اپنے نئے کارخانہ کی فصیل بنارہے تھے اور اُسنے یہہ تصور کیا۔کہ وہ ایک مستحکم قلعہ بناتے ہیں اور جبکہ اُسنے نونو دی کنہا پرتگال کے نائب السلطنت کو وہاں موجود پایا جو جہازوں کا ایک بیڑہ لیکر نئے کارخانہ کی حفظ و حمایت کو آیا تھا تو بہادر شاہ اور اُس نائب السلطنت میں امر مذکور کی بابت تکرار قایم ہوئی اور امر متنازع فیہ کی تشریح طرفین سے عمل میں آئی اگرچہ یہہ باتیں بظاہر دوستانہ ہوئیں مگر مسلمان اور پرتگالی دونو مورخوں نے اس یقین کو واجبی قرار دیا کہ دونو فریقوں کے دلوں میں دغا بازیکا

---

† جو خراج اسموقع پر چتور گڈہ کے راجہ نے ادا کیا تھا اُسمیں وہ جڑاؤ پٹکا بھی داخل تھا جسکو چتور گڈہ کے راجہ نے گجرات کے پہلے بادشاہ سے چھینا جھپٹا تھا بعد اُسکے بہادر شاہ کے خاندان والوں کے ساتھہ مدینہ میں پہونچا اور آخر کو شاہ روم کے جواہر خانہ میں داخل ہوا ـــ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۳۱ برڈ صاحب کی تاریخ گجرات کے صفحہ ۲۱۶ کے حاشیہ کو پہلے محاصرے کی بابت دیکھنا چاہیئے

و بیان کے قابل ہووے مگر انتقال اُسکا ایسي صورت پر واقع ہوا جو معمولي صورتونسے نہایت بعید ہی چنانچہ بیان اُس کا یہہ ہی کہ اُس کے ملا پیش امام نے اُس کو فریب سے مارا جس کو اُس نے کسي زمانہ میں گردن تک دیوار میں چنوا کر بھوکوں مارا تھا اور جب وہ ملا بھوکوں کے مارے مرنے کے لگ بھگ پہونچا تو اُس کو اُسوقت آزادي نصیب ہوئي نہ محمود اُس دیوار کے پاس ہوکر نکلا اور اُس نے اُسکي تعظیم کے لیئے گردن جھکائي اور وہ اوس سے راضي ہوا بعد اوس کے اوس ملا نے بڑے بڑے امیروں کو بلوایا اور جو جو آتا گیا اوس کو خفیہ خفیہ مارتا گیا یہاں تک کہ سنہ ۱۵۵۳ ع مطابق سنہ ۹۶۱ ہجري میں تخت پر بیٹھا مگر جوں ہي کہ ظلم کھلا ظہور اُس نے کیا تو حسب توقع رہے سہے افسروں کے ہاتھوں مارا گیا *

محمود ثالث نے سرتھہ کا قبہ بنایا تھا جو آجتک قایم ہے اور شکار کے لیئے ایک رقبہ گھیرا تھا جو چودہ میل کے محیط پر ایک چاردیواري سے محصور تھا یہہ عمارت ایسي قلمرو میں نہایت عجیب و غریب تھي جہاں ہرن وغیرہ شکار کي قسمیں بڑي فراواني سے ہوتي ہیں *

محمود ثالث کے فرضي بیٹے کو ایک فریق نے احمد شاہ ثاني کے خطاب سے تخت سلطنت پر بٹھلایا یہہ لڑکا جواني چڑھنے کو جیتا جاگتا رہا اور غالباً اُس نے خودمختاري برتي اس لیئے نہ سنہ ۱۵۶۱ ع مطابق سنہ ۹۶۹ ہجري میں آٹھہ برس کي سلطنت کے بعد مارا گیا *

بعد اُس کے ایک نام کا بادشاہ مظفر شاہ ثالث کے خطاب سے قرار دیاگیا اور سلطنت کا یہہ حال ہوا نہ بڑي بڑي سازشی گروہوالوں پر منقسم ہوگئي مگر یہہ بھي چین سے نہ بیٹھی کہ اُن میں جھگڑے قایم ہوئے اور سارا ملک ادھر اُدھر کے جھگڑوں سے معمور ہوگیا یہانتک کہ سنہ ۱۵۷۲ ع مطابق سنہ ۹۸۰ ہجري میں اکبر شاہنشاہ نے اُس کو فتح کر کے بہت ٹھیک ٹھاک بنایا *

مالوہ کي ریاست کا بیان جس کو دلاور غوري نے بنا کیا

۱ دلاور شاہ غوري سنہ ۱۴۰۱ ع مطابق سنہ ۸۰۴ ہجري
۲ ہوشنگ شاہ غوري سنہ ۱۴۰۵ ع مطابق سنہ ۸۰۸ ہجري
۳ محمد شاہ غوري سنہ ۱۴۳۲ ع مطابق سنہ ۸۳۵ ہجري
۴ محمود شاہ خلجي سنہ ۱۴۳۵ ع مطابق سنہ ۸۳۹ ہجري
۵ غیاث الدین خلجي سنہ ۱۴۸۲ ع مطابق سنہ ۸۸۷ ہجري
۶ ناصرالدین خلجي سنہ ۱۵۰۰ ع مطابق سنہ ۹۰۶ ہجري
۷ محمود ثاني خلجي سنہ ۱۵۱۲ ع مطابق سنہ ۹۱۶ ہجري

۳ ابراهیم شاه سنه ۱۴۰۱ ع مطابق سنه ۸۰۴
۴ محمود شاه سنه ۱۴۴۰ ع مطابق سنه ۸۴۴
۵ محمد شاه سنه ۱۴۵۷ ع مطابق سنه ۸۶۲
۶ حسین شاه سنه ۱۴۵۷ ع مطابق سنه ۸۶۲

معلوم هوتا هی که خواجه جهان جو محمد تغلق کا وزیر تها اُسکي صغر سني کے زمانه میں جب اُس کي حکومت پر حاوي نہوسکا تو وہ جونپور اپني حکومت گاہ کو چلا گیا اور خود مختار بن بیٹھا اُس کے خاندان کے چار آدمي جا نشین اُسکے هوئے اور مالوہ اور دلي کے بادشاهوں سے لڑتے رهے چنانچه دوبار اُنهوں نے دلي کا محاصرہ کیا مگر سنه ۱۴۷۶ ع میں بهلول لودهي نے اُن کي حکومت کو خاک میں ملایا اور اُن کي قلمرو کو اپني قلمرو میں دوبارہ شامل کیا *

جبکه بابر بادشاه نے دلي پر فتح پائي تهي تو اُس پر تهوڑے دن گذرے تهے که جونپور کي ریاست پر قبضه کیا اور بعد اُس کے شیر شاه بهي اُس پر قابض هوا اور جبکه شیر شاه کے خاندان کا نام نشان باقي نرها تو وہ مختلف لوگوں کے قبض و تصرف میں اُس وقت تک برابر رهي که اکبر شاه نے اپني سلطنت کے آغاز میں اُسکو فتح کیا *

جونپور کي ریاست قنوج سے لیکر جو اس کے شمال و مغرب میں واقع هی گنگا کے کنارہ کنارہ وهاں تک پهیلي هوئي تهي جو بنگاله اور بهار کے جنوبي حصه کے درمیان میں جنوب مشرق کي جانب قایم تهي *

سندہ کي سلطنت کا بیان

جبکه سنه ۷۵۰ ع میں عرب سندہ سے خارج کیئے گئے تو بعد اُسکے سندہ کي قلمرو بکر سے سمندر تک سمیرا راجپوتوں کے قبض و تصرف میں بارهویں صدي تک برابر چلي آئي بعد اُسکے وہ خاندان معدوم هوا اور بڑي بڑي تبدیلیوں کے بعد ایک اور قوم کے هاتهوں میں پڑي جو راجپوتوں میں ساما کہلاتي تهي *

یهہ بات تحقیق نہیں که سمیرا راجپوتوں کے کس زمانه میں مسلمانوں کو خراج دیا مگر غالب یهہ هی که بارهویں صدي کے آغاز شهاب الدین غوري کے عهد سلطنت میں یا اُسکے کسي قریب جانشین کے دور حکومت میں ادا کیا هوتا *

معلوم هوتا هی که ساما قوم والے پہلے بڑے سرکش رهے اسلیئے که سنه ۱۳۶۱ ع کے قریب جیسا که بالا مذکور هوا سلطان فیروز تغلق نے اسي خطاب کے ایک راجه پر حمله کیا بعد اُسکے تهوڑے دنوں گذرنے پر قوم مذکور کے راجپوتوں کو مسلمان کیا گیا اور سندہ اُنکے قبض و تصرف میں جبتک برابر رها که ارغونیوں نے اُنکو خارج کیا جنکا دخل و تسلط شاهنشاه اکبر کي تخت نشیني تک برابر تها *

ملتان کی ریاست کا بیان

واضح ہو کہ ملتان اُس بے انتظامی کے زمانہ میں خود سر ہوا جو تیمورلنگ کی یورش کے بعد اطراف و جوانب میں واقع ہوئی تھی یہہ ریاست لنگا پٹھانوں کے قبض و تصرف میں آئی اور سو برس تک برابر رہی ۔

سولھویں صدی کے آغاز میں سندھ والے ارغونیوں نے لنگا پٹھانوں کو ملتان کی حکومت سے خارج کیا اور بعد اُسکے ہمایوں کے بھائی مرزا کامران نے ارغونیوں کو وہاں کی ریاست سے نکالا اور سبب سے وہ ریاست تیموریوں کے دخل و تصرف میں داخل ہوئی ۔

باقی ریاستوں کا بیان

وہ باقی صوبے جو کسی زمانہ میں دہلی کی سلطنت سے وابستہ علاقہ رکھتے تھے اُنکی نسبت یہہ بیان کرنا ضروری ہے کہ آپس کی خانہ جنگی اور تیمورلنگ کی یورش کے پیچھے وہ سارے صوبے خود مختار ہو گئے اگرچہ سلطنت اُن کے بہت سے صوبے بہلول لودھی اور بابر اور ہمایوں اور شیرشاہ نے پھر دوبارہ حاصل کئے مگر اکبر کے جلوس تک وہ صوبے پنجاب کے سوا دہلی بابت سکندر سور لڑتا جھگڑتا رہا پٹھانوں کی حکومت کے رفیقوں رئیسوں کے ہاتھوں میں رہے ۔

تتمہ تمام شد

و شور سے مدت تک جاري رهي اور ایک مدت گذرنے پر پھر اس وجهہ سے شروع هوئي کہ تخت کے چھوٹے دعویدار کو دلي کے بادشاہ سے کمک حاصل هوئي تهي مگر مدني راے کي شجاعت و لیاقت پھر غالب آئي *

مدني راے کو مدت کي خدمت گذاري سے یهہ مرتبہ حاصل هوا کہ اُس کو اپنے ولي نعمت پر فوقیت حاصل هوئي اور حکومت کا انصرام اُس کے قابو میں آیا مگر ایک هندو کو ایسي عظمت کے حاصل هونے سے مسلمانوں میں ناراضي پھیلي چنانچہ کئي صوبوں کے حاکم باغي طاغي هو گئے اور مدني راے نے بتدریج اُن کو پس پا کیا *

اِن لڑائیوں سے یهہ نتیجہ حاصل هوا کہ مدني راے بہت قوي هوگیا اور مسلمانوں کو بادشاہ کي خدمت سے الگ کیا اور دربار اور فوج کو راجپوتوں سے بھردیا چنانچہ محمود کو تردد لاحق هوا مگر اپني حکومت کے دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب نهوا اور اُس نے معلوم کیا کہ وہ اپني هي دارالسلطنت میں مقید هوا اور سنہ ۱۵۱۷ ع مطابق سنہ ۹۳۳ هجري میں موقع پاکر گجرات کو بھاگ گیا گجرات کے بادشاہ مظفر شاہ نے امداد اُس کي کي اور لڑائي برس دن تک قایم رکھي یہانتک کہ مانڈو راجپوتوں کے سخت مقابلہ کے بعد فتح هوا اور سنہ ۱۵۱۹ ع مطابق سنہ ۹۲۴ هجري میں گجرات کے بادشاہ محمود کو بحال کرکے اپني سلطنت کو واپس گیا اور جبکہ مدني راے چندیري کو چلاگیا جہاں کا وہ موروثي سردار تھا تو محمود اُس کے پیچھے روانہ هوا اور وهاں یهہ دیکھا کہ چتورگدہ والے راجہ سنگا کي اعانت سے مدني راے کو تقویت پهونچي هے یعني وہ راجہ تمام فوج اپني لیکر چندیري کي حفظ و حمایت کو آیا تھا *

غرض کہ ایک لڑائي واقع هوئي جس میں محمود ثاني نے شکست فاحش کھائي اگرچہ محمود اور باتوں میں کمزور تھا مگر اپني شجاعت میں معزز و ممتاز تھا چنانچہ وہ اُس وقت تک لڑائي کے قایم رکھنے میں جد و جهد کرتا رها کہ خود زخموں سے چور چور هوگیا اور گھوڑا اُس کا کام آیا اور خود پکڑا گیا مگر راجہ سنگا نے بڑي آدمیت برتي کہ وہ مہرباني سے پیش آیا اور تھوڑے دنوں کے بعد اُس کو آزاد کیا چنانچہ پھر وہ حکومت کرنے لگا *

محمود کي دني طبیعت استعداد اِس کي نرکھتي تهي کہ وہ اپنے مخالف کي بلند حوصلگي اور جوانمردي کي تقلید کرتا بلکہ برخلاف اس کے راجہ سنگا کے انتقال کے بعد اُس کے بیٹے رتن سنگھہ پر اس غرض سے حملہ کیا کہ اُس کي نئي حکومت کي دشواریوں سے کچھہ فائدہ حاصل کرے رتن سنگھہ نے مظفر شاہ کے جانشین بہادر شاہ سے سنہ ۱۵۲۵ ع مطابق سنہ ۹۳۲ هجري میں اعانت چاهي مگر جو کہ

خاندیس والے بادشاہوں کي ذاتي تاریخ میں کوئي بات اِس کے سوا بیان کے
قابل نہیں کہ دغابازي کے ذریعہ سے اسیرگڈھ کا بھاري قلعہ ایک ہندو سردار کے قبض
و قابو سے نکالا اور اُس کے پاس برہانپور کو آباد کیا اور دارالسلطنت اپنا قرار دیا
یہ شہر اب بھي بڑا عمدہ شہر ھی اور بادشاهي مکانوں کے کھنڈروں سے جو آس پاس
ھیں کے اب تک ٹوٹے پھوٹے پڑے ھیں یہہ معلوم ھوتا ھی کہ وہ پہلے وقتوں
میں اور بھي بڑا ھوگا بلکہ یہہ معلوم ھوتا ھی کہ سارا خاندیس اپنے بادشاھوں کے
دور میں نہایت شاداب و تازہ رہتا رہ پتھر کے پشتے جاکے ذریعہ سے ندیوں کو
جو پاني کے قابل کیا گیا ایسي بڑي جھد و محنت اور سود و فائدے کے کام ھیں
جیسے کہ ہندوستان میں اور جگھہ موجود ھونگے اور اِس سے بحث نہیں کہ اُن
کاموں کو ہندوؤں نے بنایا یا خاندیس کے بادشاھوں نے تعمیر کیا مگر خاندیس والے
بادشاھوں کے وقتوں میں کام اُن پشتوں سے بلا شبہہ لیا جاتا تھا گو وہ آج کل جھاڑي
جنگلوں میں دب دبا گئے *

اکبر نے سنہ ۱۵۹۹ ع مطابق سنہ ۱۰۰۸ ہجري میں خاندیس کي ریاست کو
اپني کي سلطنت میں دوبارہ داخل کیا *

بنگالہ کي ریاست کا بیان

† ۱ فخرالدین سنہ ۱۳۳۸ ع مطابق سنہ ۷۳۹ ہجري
۲ علاءالدین سنہ ۱۳۴۰ ع مطابق سنہ ۷۴۱
۳ حاجي الشمس بخطاب شمس الدین سنہ ۱۳۴۲ع مطابق سنہ ۷۴۳
۴ سکندر شاہ سنہ ۱۳۵۷ ع مطابق سنہ ۷۵۹
۵ غیاث الدین سنہ ۱۳۶۷ ع مطابق سنہ ۷۶۹
۶ سلطان السلاطین سنہ ۱۳۷۴ ع مطابق سنہ ۷۷۵
۷ شمس الدین ثاني سنہ ۱۳۸۳ ع مطابق سنہ ۷۸۵
۸ راجہ کنش سنہ ۱۳۸۶ ع مطابق سنہ ۷۸۸
۹ جیت مل عرف جلال الدین سنہ ۱۳۹۳ ع مطابق سنہ ۷۹۵
۱۰ احمد شاہ سنہ ۱۴۰۹ ع مطابق سنہ ۸۱۲
۱۱ ناصر الدین سنہ ۱۴۲۶ ع مطابق سنہ ۸۳۰
۱۲ ناصر شاہ سنہ ۱۴۲۶ ع مطابق سنہ ۸۳۰
۱۳ باربک سنہ ۱۴۲۸ ع مطابق سنہ ۸۳۶

† اِس خاندان کے آغاز عهد دولت کي تاریخیں محقق نہیں چنانچہ ابن بطوطہ
سنہ ۱۳۴۲ ع میں دلي سے روانہ ھوا اور ایک دو برس بعد اس نے فخرالدین کو
بنگالہ میں زندہ پایا